www.novelsclubb.com
سرِ راہ
چلتے چلتے
از قلم عائزہ احمد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سرِراہ چلتے چلتے

از قلم

عائزہ احمد

www.novelsclubb.com

اسے روشنیوں سے عشق تھا،اب بھی وہ خود سے بے پرواارد گرد موجود روشنیوں میں کھوئی آگے بڑھی جارہی تھی۔ چہرے پر بچوں کے جیسا اشتیاق تھا۔ حالانکہ وہ ان روشنیوں کو پہلے بھی دیکھ چکی تھی مگر ہر بار ان کو دیکھتے ہوئے اس پر بے خودی طاری ہوجاتی تھی۔ یہ اسپین کے شہر بارسیلونا(Barcelona)کی ایک بارونق سڑکLa Rambla تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف ایک ہی طرح کے درخت تھے جو شام ہوتے ہی رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگانے لگتے۔ وہاں کی رونق اوپن ائیر ریستورانز،اسٹریٹ آرٹسٹس اوراسیٹوز تھے۔ ہسپانوی لوگوں کے ساتھ ساتھ سیاح بھی خاصی تعداد میں نظر آرہے تھے۔ یہ سب دیکھتے ہوئے اسے بے ساختہ اپنا بچپن یاد آیا' جب وہ پاپا کی انگلی پکڑے یہاں خوب مزے کیا کرتی تھی۔۔۔ایک دم ہی روشنیاں پھیکی پڑنے لگیں اوراپنے ماحول سے اس کی دلچسپی کم ہوتے ہوئے بالکل ختم ہوگئی۔ آج بھی اگر پاپا ساتھ ہوتے تو وہ بھی ہمیشہ کی

طرح چہک رہی ہوتی۔ حالانکہ دس گھنٹے پہلے وہ ان کے پاس ہی تھی مگر اب وہ اسے بہت یاد آ رہے تھے۔اس نے ہینڈ بیگ سے موبائل نکالا جو انٹرنیشنل رومنگ پر تھا اور پاپا کو ویڈیو کال کی۔ وہ سونے کے لئے بستر پر لیٹ چکے تھے جب انہیں کائنات کی کال موصول ہوئی، جسے مسکراتے ہوئے وہ ریسیو کر چکے تھے۔

"السلام علیکم بیٹا جی! پہنچ گیا میرا بچہ خیر سے؟ سفر کیسا تھا؟"

"وعلیکم السلام پاپا! ایک گھنٹہ ہو گیا فلائیٹ لینڈ کیے۔ سفر میں آپ کے بغیر بالکل مزہ نہیں آیا اور آپ بہت یاد آ رہے ہیں اور ramblaپر بھی آپ کے بغیر مجھے سمجھ نہیں آ رہی کیا کروں؟" اسکی افسردگی چہرے پر واضح تھی۔ عالم صاحب نے اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر گہری سانس بھری' پھر آواز میں بشاشت لاتے ہوئے بولے:

"کائنات میرا بہادر بچہ! اتنی سی بات پہ پریشان نہیں ہونا۔۔۔یوں کرتے ہیں سب سے پہلے بوڑھے ماریو کے پاس آئیسکریم کھانے چلتے ہیں پھر آرلو کے پارلر سے

Fideuà(اسپینی پاستا) کھائیں گے اور ہمیشہ کی طرح میں اپنی پیاری سی بیٹی کے لیے ڈیزیز(Daisies) خریدوں گا"

"آئی ہوپ انکل ماریو موجود ہوں! آخری بار ان سے ملاقات تین سال پہلے ہوئی تھی۔" وہ تیزی سے اس طرف بڑھی جہاں اس کے خیال میں ماریو کا اسٹال تھا' ماریو موجود تھا۔ کائنات کو دیکھ کر شفقت سے مسکرایا۔ اگلے دس منٹ کائنات، عالم صاحب اور ماریو گزرے دنوں کا حال احوال جانتے رہے۔ کائنات اپنا پسندیدہ چاکلیٹ چپ کوکی ڈو فلیور لے کر آگے بڑھی، اگلی منزل آرلو کا ڈائنر(diner) تھی۔ راستے میں وہ اور عالم صاحب ہر جگہ کو ماضی کے کسی نہ کسی واقع سے منسلک کرتے رہے۔ کچھ یادوں پر وہ بے تحاشا ہنستی رہی اور کچھ نے آنکھیں کھارے پانی سے بھر دیں۔ وہ گلاس ڈور دھکیلتی اندر داخل ہوئی، گھنٹی کی آواز پر آرلو کی بیوی جیڈ دروازے کی طرف متوجہ ہوئی۔ کائنات کو دیکھ کر وہ چیختی ہوئی اس کے گلے آ لگی، اسے جیڈ سے ایسے ہی کسی ردِ عمل کی توقع تھی۔ جیڈ ضرورت سے زیادہ خوش

مزاج عورت تھی۔ جیڈ اسے اپنے ساتھ بار کی طرف لے آئی، کچھ دیر بعد آرلو بھی ان کے ساتھ آ بیٹھا۔ آرلو اس کے فون سے عالم صاحب سے بات کر رہا تھا اور ان کی صحت کے بارے میں پریشانی سے دریافت کر رہا تھا جبکہ جیڈ نے اس کے کہے بغیر ہی اس کا فیورٹ پاستا منگوالیا تھا۔ کھانا ان تینوں نے اکھٹے کھایا' عالم صاحب فون پر ان کے ساتھ ہی رہے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ آرلو اور جیڈ سے مل کر اور دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے وہاں سے نکلی۔ اب اس کا رخ پھولوں کے اسٹالز کی طرف تھا' اس نے موبائل کا بیک کیمرہ آن کر کے عالم صاحب کو پھول دکھائے۔

"پاپا کون سے والے خریدوں؟ مجھے تو سب ہی پیارے لگ رہے ہیں! مگر ڈیزیز نہیں ہیں ان کے پاس۔۔۔" وہ سرخ گلابوں کی مہک اپنے اندر اتارتی بولی۔

"اتنے فلورسٹس (Florists) ہیں وہاں پہ کسی نہ کسی کے پاس ضرور ہوں گیں تم ڈھونڈو تو!" عالم صاحب اس کی پسند سے کم پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ کائنات نے ارد گرد نظر گھمائی، دور کونے والے اسٹال پر اسے ڈیزیز نظر آئیں۔

"مل گئیں!" وہ خوشی سے چہکی مگر پھر اسٹال کے پیچھے کھڑے آدمی کو دیکھ کر اس کا منہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"کیا ہوا؟" عالم صاحب نے اس کا جوش ماند پڑتا دیکھ کر پوچھا۔

"راڈریگو!" کائنات نے چبا چبا کر نام ادا کیا اور شاید ہوا کے دوش پر لہریں راڈریگو کے پاس پہنچ گئیں تھیں۔ اس نے گلدستے سے سر اٹھا کر کائنات کو دیکھا' نیلی آنکھیں چمکیں اور بڑی جاندار سی مسکراہٹ نے چہرے پر جگہ بنائی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے منہ لگنے کی۔۔۔ تم تھک گئی ہو گی نا؟ جاؤ جا کر آرام کرو! کون سے ہوٹل میں ٹھہرو گی؟"

"پاپا آپ جانتے ہیں آئی کین ہینڈل ہیم! (I can handle him)"

کائنات نے ایپرن اتارنے کے بعد اپنی طرف آتے راڈریگو کو دیکھ کر کہا۔

"آئی نو بیٹا! بٹ آئی ڈونٹ ٹرسٹ ہیم (I know beta but I don't trust him)"

"Bienvenida señorita!(خوش آمدید سینوریٹا)"وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا جھکا'کائنات نے گہری سانس کھینچی۔

"پاپا میں آپ کو بعد میں کال کرتی ہوں،خدا حافظ !اپنا خیال رکھیے گا!"

"خدا حافظ بچے!"کائنات نے فون بند کر کے بیگ میں رکھا'پھر سر کی ہلکی سی جنبش کے ساتھ بولی:

"راڈریگو!"

"سینوریٹا!۔۔۔"وہ آگے بھی بولتا مگر ایک آواز اس کی بات کاٹ چکی تھی

"At your service My lady!"۔

کائنات نے اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں ایک لڑکا ایک گھٹنا موڑے،ہاتھ میں ڈیزیز کا پیارا سا گلدستہ لیے اسی سے مخاطب تھا۔اس کے اگلے الفاظ پر کائنات آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"I know I should've proposed with

diamonds but I also know that you love

!daisies more! So here I am

Please make me the happiest man on earth

"!by saying YES baby

کائنات منہ پر ہاتھ رکھے اس کی تقریر سن رہی تھی۔ان کے گرد لوگوں کا ہجوم لگ چکا تھا اور وہ سب کائنات کو ہاں کہنے پر اکسا رہے تھے۔

"!Say yes, say yes"

(کون ہے یہ؟)"Quién es él? Señorita"

کائنات نے ایک نظر پریشان سے راڈریگو پر ڈالی اور ایک ارد گرد موجود لوگوں پر۔ پھر اسے دیکھا جو بڑے اعتماد کے ساتھ ایک گھٹنا موڑے اسے پھول پیش کر رہا تھا۔کائنات نے کچھ دیر بعد پھول اس اجنبی سے لے لیے۔لوگ ہنستے ہوئے تالیاں بجا رہے تھے۔اجنبی بھی اٹھا اور اس کے گلدستہ پکڑے ہاتھوں کو اپنے

ہاتھوں میں لیا' پھر اپنی پیشانی کو کائنات کی پیشانی سے جوڑا۔ کائنات نے نہایت غصے سے اس کی پر سکون سرمئی آنکھوں میں دیکھا اور بھینچی ہوئی آواز میں چیخی' وہ الگ بات ہے راڈریگو سمیت لوگ انہیں پیار کی سرگوشیاں سمجھ رہے تھے۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔ اور یہ کیا تماشا لگایا ہوا ہے۔۔۔ ہاں؟" اس کے نقوش سے کائنات نے اندازہ ہی لگایا تھا پاکستانی نہیں تو زیادہ سے زیادہ انڈین ہو گا۔

"ناہ! کوئی بکواس نہیں میں bore ہو رہا تھا۔۔۔ سوچا تھوڑا شغل ہی لگالوں!" اس نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔ کائنات غصے سے سرخ ہو چکی تھی، اگر یہ حقیقی زندگی کی بجائے کارٹون ہوتے تو ضرور اس کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہوتا۔

"دماغ ٹھیک ہے؟ کون پاگل بوریت دور کرنے کے لیے randomly لوگوں کو propose کرتا ہے؟ اور یہ ہاتھ چھوڑو میرے۔۔۔ بے وقوف آدمی!" کائنات نے اپنے ہاتھ کھینچے اور ایک قدم پیچھے کی طرف لیا۔ لوگ دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں مگن ہو چکے تھے۔ ہاں راڈریگو اپنے چہرے پر الجھن لیے

انہیں کو دیکھ رہا تھا۔

"اوبی بی! تمہیں تو میرا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔۔۔ان بھائی صاحب (Rodrigo)کا بھی کچھ ایسا ہی ارادہ تھا! پھول کے ساتھ ساتھ انگوٹھی بھی جیب میں لیے گھوم رہے ہیں۔۔۔میں نے تو بس پردیس میں اپنے ہم وطن کی مشکل میں مدد کی ہے"پھول والی بات سچ تھی مگر انگوٹھی والا شوشہ خیام شاہ نے اپنی طرف سے خوامخواہ ہی چھوڑا تھا۔

You thought I were some damsel in " distress who desperately needed your help? Go get a life man!"کائنات اب کی دفعہ بھی دبی آواز میں بولی۔

"?Nosotros podemos hablar"

(کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟)راڈریگو کی بات پر کائنات نے خیام شاہ کے کھلتے منہ کو ہاتھ اٹھا کر روکا اور راڈریگو کی طرف مڑی۔

Nosotras no pademos hablar! El es mi "
prometido!Y nosotras estamos llegando
"!tarde. Adiós Rodrigo

(نہیں، ہم بات نہیں کر سکتے! یہ میرا منگیتر ہے! اور ہمیں اس وقت دیر ہو رہی ہے۔الوداع راڈریگو!)راڈریگو سے جان چھڑانے کا بہترین موقعہ ملا تھا اس لیے کائنات نے لفظ 'منگیتر' اس کے منہ پہ مارا اور خیام کا بازو پکڑے چل پڑی۔خیام شاہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا' ابھی تو اس کے گلے پڑ رہی تھی اور اب؟ کچھ یاد آنے پر وہ مڑا اور اسٹال کے پاس کھڑے ایک شخص کو اشارہ کیا۔۔۔دکاندار نے جلدی سے موبائل اس کی طرف پھینکا۔خیام شاہ نے مشکل سے ہی سہی مگر سڑک پر گرنے سے پکڑ لیا تھا۔اس نے جلدی سے کھول کر دیکھا' چار تصویریں اور ایک ویڈیو۔سب کی سب HD quality کی تھیں۔اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے thumbs up کا اشارہ کیا' دکاندار نے بھی جواباً ہاتھ ہلایا۔اب وہ روز روز تو

لڑکیوں کو پروپوز کرتا نہیں تھا' یادگار کے طور پر تصاویر تو موجود ہوں نا؟

خیام موبائل پچھلی جیب میں ڈال کر اس کی طرف متوجہ ہوا جو اس کا ہاتھ پکڑے تیر کی تیزی سے ناک کی سیدھ میں چلتی جا رہی تھی۔

"ایسی کیا بات ہو گئی کہ یوں بھاگنا پڑ رہا ہے؟" خیام نے اپنا بازو اٹھایا جس پر کائنات کا ہاتھ رکھا تھا۔ کائنات نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"تمہارا جانا ضروری نہیں ہے!" اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

" صحیح کہتے ہیں بزرگ: بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے" وہ سر جھٹکتا بڑبڑایا۔

" بالکل صحیح کہتے ہیں چلو یہ پھول پکڑو" کائنات نے پھول زبردستی اسے تھمائے، "شاباش! اب چلتے پھرتے نظر آؤ!" چٹکی بجا کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔ جب وہ اپنی جگہ ڈھیٹوں کی طرح کھڑا رہا تو کائنات نے لمبی سانس لے کر اس کے کندھے سے ان دیکھی گرد صاف کی۔

"ٹھیک، میں ہی چلی جاتی ہوں یہاں سے۔۔۔ تم بھاڑ میں جاؤ!" اس نے آگے اور

پیچھے دیکھ کر ہوٹل کا راستہ یاد کیا اور پھر آگے کی طرف چلنے لگی۔ اپنے پیچھے سایہ سا چلتا محسوس کر کے وہ دانت پیستی انہیں قدموں پر پلٹی' خیام شاہ بمشکل اس سے ٹکراتے بچا۔

"چل تو رہا ہوں تمہارے ساتھ اب اور کیا چاہیے تمہیں؟" خیام معصومیت میں بچوں کو بھی مات دیتا ہوا بولا۔

"کدھر؟" ضبط کے باوجود اس کی آواز اونچی ہو گئی تھی۔

"بھاڑ میں!"

****

"بھاڑ میں!" ٹھنڈا ٹھار جواب آیا۔

"مسئلہ کیا ہے؟"

"بہت معمولی سا۔۔۔ یہ پھول! میں نے واقعی تمہارے لیے خریدے ہیں You can seriously "keep them خیام نے پھول اس کی

طرف بڑھائے۔کائنات اسے شک بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میرے لیے کیوں؟"

"وہ تم فون پر کسی سے بات کر رہی تھی تو ہو سکتا ہے میرے کانوں نے کچھ نہ کچھ سن لیا ہو اور میں نے وہی پھول خرید بھی لیے ہوں اور تمہیں دے بھی دیے ہوں۔"وہ سر کی پشت سہلاتا ہوا بولا۔

Are you for real? You sure you don't have " some kind of personality disorder? Cause I "!think you have

کائنات نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے ہاتھوں کو خیام شاہ کے گال پر نشان چھوڑنے سے باز رکھا۔

Drop it, woman! Why are you making a " deal out of this? Whatever happened...

happened! Take the flowers and move on. Is

"?that so difficult to do

خیام شاہ اپنے شروع کیے ہوئے ڈرامے سے اکتا کر بولا۔کائنات نے لمبی لمبی سانسیں لے کر خود کو پرسکون کرنا چاہا:

Inhale....exhale"

"Inhale....exhale

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

"چپ۔۔۔ایک دم چپ! یہ بھی نہ کروں تو سر پھاڑ دوں تمھارا، وہ منظور ہے تمہیں؟"اس نے انگلی اٹھا کر ایک ایک لفظ پر زور دیا۔"کیا لو گے؟"خیام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"میرا پیچھا چھوڑنے کا کیا لو گے؟"

"ناہ! دوں گا۔۔۔یہ پھول"خیام نے مسکراتے ہوئے پھولوں کو دوبارہ اس کے سامنے کیا۔کائنات نے اس کے ہاتھ سے گلدستہ جھپٹا۔

"اب اگر میرے پیچھے آئے تو تمہیں پچھتانے پر مجبور کر دوں گی!" خیام نے جواباً مسکراہٹ دباتے ہوئے دونوں ہاتھ سرینڈر کی صورت میں بلند کیے۔ کائنات اس کو آخری گھوری سے نوازتی اپنے راستے چل دی' خیام شاہ سڑک پار کر کے دوسری جانب کہیں غائب ہو گیا۔ کائنات نے بلند آواز میں "شکر اللہ" ادا کیا۔ دور سے ہوٹل کی عمارت دیکھ کر اس کے قدموں میں تیزی آئی، مگر پھر قریب ہی ایک بینچ پر بیٹھی بزرگ عورت کو دیکھ کر وہ رکی اور اس کی طرف چلنے لگی۔ وجہ اس عورت کے ہلتے کندھے اور بار بار آنکھوں کی طرف جاتا رومال تھا۔

"!Hola señora buenas noches"

(ہیلو مادام شام بخیر!)

کائنات نے ڈیزیز کا گلدستہ اسے پیش کیا۔ عورت نے حیرانی سے اسے دیکھا' رومال سے بقیہ آنسو بھی پونچھے اور گلدستہ اس کے ہاتھ سے لے کر اپنی گود میں رکھا پھر تھوڑا کھسک کر اس کے لیے جگہ بنائی۔

"?Gracias! Por qué estás triste"

(شکریہ! آپ اتنی افسردہ کیوں ہیں؟) کائنات اس کے ساتھ بیٹھتی ہوئی بولی۔ اس عورت کا نام مارتھا تھا۔ آج اس کی سالگرہ تھی اور اس کی اولاد مصروفیت کی وجہ سے اس سے ملنے نہ آسکی تھی۔ کائنات کو واقعی افسوس ہوا۔ وہ اسے ساتھ لے کر ہوٹل کے ڈائننگ ایریا میں آئی اور کیک کا آرڈر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیک آیا تو اس کے ساتھ ساتھ ہال میں موجود باقی لوگوں نے بھی تالیاں بجا کر مارتھا کو وش (wish) کیا۔ اس نے ہنستے ہوئے کیک کاٹا اور پہلا ٹکڑا کائنات کی طرف بڑھایا۔ کائنات نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پہلے مارتھا کو کھلایا اور خود بھی چکھا۔ پھر دو ٹکڑے کاٹ کر ایک پلیٹ مارتھا کے سامنے اور ایک اپنے سامنے رکھی۔

خیام شاہ سڑکیں ناپنے کے بعد ہوٹل واپس آیا اور اپنے دوست اسفر کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ جواب نا ملنے پر اس نے اسے کال ملائی۔

"ہاں کدھر ہے؟"

"ہوٹل میں تو بتا کدھر آوارگیاں کر رہا ہے؟"

"ہوٹل میں کدھر؟"

"ریستوران میں کافی پی رہا!"

"میری بھی منگوا میں ابھی آیا"

اس نے فون بند کر کے جیب میں رکھا اور لفٹ کے ذریعے پہلی منزل پر پہنچا۔ ایک راہداری مڑ کر ریستوران کا کافی کھلا علاقہ تھا۔ راہداری مڑتے ہی اسے تالیوں کی آواز آئی 'پھر کسی گورے نے اپنی گرلفرینڈ کو پرو پوز کیا ہو گا۔ اس نے سر جھٹکا۔ 'وہ اپنی گرلفرینڈز کو پرو پوز کرتے ہیں تُو تو انجان لڑکی کو منہ اٹھا کر پرو پوز کر آیا' دماغ کے کسی کونے سے آتی آواز نے اسے مسکرانے پر مجبور کر دیا۔ وہ ریستوران میں اسفر کو ڈھونڈ رہا تھا مگر نظر اسی انجان لڑکی پر آ کر رک گئی۔ وہ کسی اسپینی عورت کو کیک کھلا رہی تھی۔ 'ریڈی؟' اس نے اپنے دماغ سے پوچھا۔ 'ریڈی!' فٹ سے جواب آیا۔ خیام شاہ مسکراتا ہوا ان کی میز کی طرف بڑھنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مارتھا کائنات کو اپنے بچوں کے بارے میں بتا رہی تھی' کائنات ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ کیک کی طرف بڑھایا مگر اس سے پہلے ایک مردانہ ہاتھ کانٹے کی مدد سے کیک کا ٹکڑا کاٹ چکا تھا۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر اسے ٹھیک ٹھاک جھٹکا ہی لگا تھا۔خیام شاہ نے کیک یوں منہ میں رکھا جیسے اس کا اپنا ہی ہو، چاکلیٹ اس کے منہ میں پگھلتی گئی۔

"Umm۔۔بہت مزے کا ہے!" خیام شاہ ایک اور ٹکڑا منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔

کائنات نے اپنا سر میز پر رکھا اور کمزور سی آواز میں منمنائی:

"I seriously don't have energy left to deal with you!"

مارتھا کبھی اسے کبھی خیام شاہ کو دیکھ رہی تھی، جو اسے پہلی نظر میں ہی بہت پیارا لگا تھا۔

"¿Él es tu novio?"

(کیا یہ تمہارا ابوائے فرینڈ ہے؟) مارتھا کے سوال پر کائنات بجلی کی تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"!es un chico tan guapo"

(بہت پیارا لڑکا ہے!) مارتھا خیام شاہ کی اور بھی تعریفیں کرنے والی تھی جب کائنات جلدی سے بولی:

"!No, nadie! Él no es mi novio"

(نہیں، بالکل نہیں! یہ میرا ابوائے فرینڈ نہیں ہے!)

"اب کیا چاہیے تمہیں؟" کائنات نے دانت پیستے ہوئے اس سے پوچھا' جو کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔

"Coffee ٹھیک ہے!" خیام شاہ یوں بولا جیسے روز وہ اکھٹے ہی کافی پیتے ہوں!

"?Seriously? You want to play dumb"

کائنات ایک آئی بروا ٹھا کر بولی۔ اسی وقت مارتھا کا فون بجنے لگا' اس کے بیٹے کی کال

تھی۔ جو گھر کے بند دروازے پر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ مارے خوشی کائنات سے مل کر چلی گئی' پھول اس نے ایک ہاتھ سے سینے سے لگا رکھے تھے۔ بقایا کیک بھی کائنات نے پیک کروا کر اس کے ساتھ بجھوا دیا تھا۔

"یہ 'وہ' پھول تھے؟" خیام شاہ نے بے یقینی سے پوچھا۔ کائنات نے مسکراہٹ دباتے ہوئے بس سر ہلا دیا۔

"I am hurt!"

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر صدمے سے بولا۔ کائنات نے اس کی اداکاری پر آنکھیں گھمائیں' پھر کیک کے پیسے ٹیبل پر رکھتی اٹھی۔

"میں coffee کے بارے میں سنجیدہ تھا!" خیام نے ہاتھ اٹھا کر بیرے کو اشارہ کیا۔

"شکریہ! مگر میرا موڈ نہیں ہے" وہ تھک چکی تھی اور اب صرف سکون سے سونا چاہتی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چلیں پھر سہی اب تو ملاقات ہوتی رہے گی' اگر آپ اسی ہوٹل میں رہ رہی ہیں تو؟"

"بد قسمتی سے!" وہ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے خیام بیرے کو اپنی کافی کا آرڈر دینے لگا۔ اسفر اپنا کپ اٹھا کر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا' وہ ساری کاروائی نہایت صبر سے دیکھتا رہا تھا۔

"یہ کون تھی؟ ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی دنیا کی ساری معصوم لڑکیاں تجھ سے ہی کیوں ٹکراتی ہیں؟" وہ خاصے تھکے انداز میں بولا۔

"پتہ نہیں کون تھی۔۔۔ لیکن یقین کر لے معصوم ہرگز نہیں تھی! ویسے اسی ہوٹل میں ٹھہری ہے۔ چلو دو چار دن شغل ہی سہی!"

"کب چھوڑے گا تُو اپنی فضول حرکتیں؟" اسفر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"!Not happening,Bro! Not now not ever"

اس کی کافی آگئی تو اسفر نے اس کو سمجھانے کا ارادہ ترک کر کے بات بدل دی۔

※※※※※

"ہاہ!" ایک ٹھنڈی سانس صبح کی تازگی کے سپرد کرتی ہوئی وہ اٹھی۔ اچھا لگ رہا تھا پھر سے بارسلونا کی صبحیں دیکھنا اور ان میں سانسیں لینا۔ یہ اس کا اسپین میں دوسرا دن تھا' وہ بالکل فریش تھی، دماغ رات کی جنگ سے بالکل کورا۔ اس نے نہا دھو کر نیلی جینز، سفید ٹاپ کے اوپر ہلکے بادامی رنگ کا عبایا کارڈیگن (cardigan) پہنا اور کمر پر بیلٹ باندھا۔ بالوں کو blow dry کر کے bun بنایا اور ہلکا بادامی اسکارف اوڑھا، سرخ ہینڈ بیگ پکڑا اور پیروں میں سفید اسنیکرز ڈال کر نیچے ریستوران میں آئی۔ ناشتے کا آرڈر دے کر اس نے موبائل نکالا اور اپنی mails دیکھنے لگی۔ دس منٹ بعد بیرا اس کی میز پر ناشتہ لگا کر چلا گیا۔ ابھی ناشتہ شروع ہی کیا تھا کہ سامنے سے آتی شخصیت کو دیکھ کر اس کا خلق تک کڑوا ہو گیا۔ خیام مسکراتا ہوا اس کے سامنے رکھی کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور اس کی اَن چھوئی espresso پینے لگا۔

"گڈ مارننگ!"

کائنات نے ہلکا سا سر ہلایا اور خاموشی سے اپنا ٹوسٹ کھاتی رہی۔ وہ اس بندے کی ٹائپ (type) کچھ کچھ سمجھ گئی تھی 'لفظ ڈھیٹ بھی شاید ہی سامنے بیٹھے انسان کی ترجمانی کر پاتا! اس نے اپنے لیے پھر سے کافی منگوائی۔

" You know you could've ordered for yourself like I did! It's not that difficult to do now, is it?"

خیام شاہ کافی کا گھونٹ بھرتا مسکرایا 'اس کے زہر سے اسے ہی مارا جا رہا تھا۔

" Not at all! But yours looked way too appealing for me to resist. So yeah, I couldn't resist!"

بیرا کائنات کی کافی رکھ کر جا رہا تھا جب خیام نے اسے روکا۔

"The bill is on me!"

"Yes sir!"

بیرے نے جواب دیا اور پھر جانے کے لیے مڑا مگر کائنات نے اسے روکا۔

"No! I'll pay for my breakfast.Please split the bill Stephano!"

کائنات نے اس کے سینے پر لگے بیج سے اس کا نام پڑھا۔

"Ok miss!"

"Thank you!"

www.novelsclubb.com

کائنات اسے دور جاتا دیکھتی رہی، پھر کافی کا کپ اٹھا کر ایک گھونٹ بھرا۔ کھولتے مشروب نے غصے کو بھی جوش ہی دیا تھا۔

"میری بات غور سے سنو! وہ اور ہوتی ہیں جو اس طرح کے stunts سے impress ہو جاتی ہیں۔۔۔ میں ان میں سے نہیں ہوں! آئندہ سوچ سمجھ کر

کوئی حرکت کرنا!"اس نے جلدی سے کافی کا کپ ختم کیا اور اپنا بیگ اٹھا کر ریستوران سے چلی گئی۔خیام مسکراتا ہوا اسے جاتا دیکھتا رہا' وہ اپنے مقصد میں ہمیشہ کی طرح کامیاب رہا تھا۔مقصد کیا تھا؟کائنات کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھنا!

※※※※※

کائنات کا آج کا دن نہایت مصروف گزرا تھا۔اپنے ایک fashion outlet سے دوسرے تک چکر لگاتی وہ خود گھن چکر بن گئی تھی۔اس وقت وہ main branch کے کانفرنس روم میں موجود تھی۔طے کردہ وقت سے دس منٹ اوپر ہو چکے تھے مگر اس کے علاوہ اور کوئی ابھی تک نہیں آیا تھا۔خدا خدا کر کے آدھے گھنٹے میں سٹاف پہنچا۔وہ سب مطمئن سے بیٹھے ایک دوسرے کا حال چال پوچھ رہے تھے اور کائنات عالم کو نہایت ہلکا لے رہے تھے۔اس نے زوردار آواز کے ساتھ اپنے ہاتھ میز پر مارے،سب لوگ خاموشی سے اس کا منہ دیکھنے لگے۔اس نے کمرے میں بیٹھے ایک ایک شخص کو نظروں سے تولا۔

www.novelsclubb.com

"رپورٹس (reports) کہاں پر ہیں آپ کی؟" سخت لہجے میں کیے گیے سوال پر سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"کیسی رپورٹس؟" ان سب میں سے پہلے آنے والے رضوان صاحب بولے۔

"کیا میں نے آپ لوگوں کی دعوت کرنے کے لیے آپ کو یہاں بلایا ہے جو جس کا جب دل کرے گا منہ اٹھا کر مہمانوں کی طرح آئے گا؟

"These are your work ethics?

اس کے سخت لہجے پر سب کے سر جھک گئے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے میں یہاں کیا کرنے بیٹھی ہوں؟ کیا وقت ضائع کرنے؟ دو سال سے آپ کی خبر کسی نے نہیں لی تو میں بھی یہاں بس بیٹھ کر خانہ پُری کر کے چلی جاؤں گی؟ مجھے صرف وجہ بتائیں دو سال سے ہمیں صرف اور صرف نقصان کیوں ہو رہا ہے؟ پاکستان سے آنے والا مال یہاں پہنچ کر آگے کہاں جاتا ہے؟ اسٹورز (stores) میں نہیں جاتا! کیونکہ ان کا حال میں دیکھ چکی ہوں!"

دو سال کا عرصہ بہت ہوتا ہے۔۔۔ورکرز بس آج کل میں ہی کمپنی کے bankrupt ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔انہیں اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی 'مگر شاید بھول رہے تھے کہ کشتی جب ڈوبتی ہے تو سوار کو بھی پانیوں کے حوالے کر دیتی ہے! عالم مرتضٰی نے اہم عہدوں پر پاکستانیوں کو بٹھا رکھا تھا' ان کے خیال میں جو لوگ ملک سے باہر کمانے جاتے ہیں وہ محنت بھی پھر زیادہ کرتے ہیں۔ بات تب تک ٹھیک تھی جب تک وہ ان کے سروں پر ڈنڈے کی صورت میں موجود تھے۔۔۔ان کی غیر موجودگی میں کون سی محنت اور کہاں کی محنت ؟ ہم وہ قوم ہیں جو آج کا کام کل پر اور اپنا کام دوسروں پر ڈالنے کے عادی ہیں۔ مغرب ہم سے اسی لیے آگے ہے کیونکہ انہیں وقت کی قدر اور محنت کی عادت ہے۔

"میڈم! کمال صاحب کی وجہ سے ہمارے اسٹورز کی تعداد پہلے سے آدھی ہو گئی ہے اور یہاں قیادت کے لیے بھی کوئی موجود نہیں ہے تو۔۔۔" اپنی بات میں

موجود جھول کا علم ریاض صاحب کو بھی تھا مگر کیا کرتے تیاری کے ساتھ تو آئے نہیں تھے۔۔۔ان سب کے تصور میں کم عمر، ناتجربہ کار، اعتماد سے خالی لڑکی تھی۔ جس کو آسانی سے manipulate کیا جاسکتا۔۔۔مگر پاور چیئر پر بیٹھی لڑکی اس سب کا الٹ تھی!

"ریاض صاحب آپ نے ہمت کر ہی لی ہے کمال مرتضیٰ کا نام لینے کی تو دو باتیں واضح کر دوں۔۔۔پہلی بات: کمال مرتضیٰ کا Vintage style and mania سے کوئی تعلق نہیں! نہ کسی اسٹور سے نہ ہماری کسی فیکٹری سے! دوسری بات: کیا آپ لوگ اپنے اپنے اسٹورز کے مینیجرز نہیں ہیں؟ آپ کے اسٹورز میں کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے، کیسے ہو رہا ہے۔۔۔اس کا جواب صرف آپ سے لیا جائے گا! نہ کمال مرتضیٰ سے نہ کسی دوسرے تیسرے سے! اس لیے آئندہ میرے سامنے blame game کھیلنے سے پہلے سو دفعہ سوچیے گا!

آخری اور سب سے ضروری بات: اس وقت آپ کے سامنے عالم مرتضیٰ نہیں

بیٹھے ہیں جو ہر کسی پر اعتبار کر کے ان کی جھوٹی سچی کہانیاں مان لیتے ہیں یا کوئی بھی پیپر (paper) صرف اعتماد کی وجہ سے بغیر پڑھے سائن (sign) کر دیتے ہیں! "اس کا اشارہ کس طرف تھا وہ سب اچھے سے جانتے تھے! کائنات نے اپنی بات جاری رکھی،

"آپ کے سامنے کائنات عالم بیٹھی ہے جو کسی دوسرے کمال مرتضٰی پر یقین کر کے خود کو نقصان ہر گز نہیں پہنچائے گی! میں فی الحال آپ سب کے بہانے نہیں سچ سننے کے موڈ میں ہوں۔ دو سال تک آپ نے اپنی بہت بھلائی کر لی 'اب کمپنی کی بھلائی کا سوچنا شروع کر دیں! آج کے دن کے بعد اگر میری کمپنی کو ٹکے کا نقصان بھی ہوا تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ وہ شخص اپنی باقی زندگی اپنے گھر والوں سے دور، آزادی سے بھی کوسوں دور اسپین کی جیلوں میں گزارے گا!" اس کے لہجے کی سنگینی اور آنکھوں کی سختی نے ان میں سے کئی لوگوں کو اپنی جیبوں سے رومال نکالنے اور ماتھے سے پسینہ پوچھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"Do I make myself clear?"

دوبارہ بول کر اپنی شامت بلوانے کا ارادہ کسی کا نہیں تھا اس لیے سب نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"ڈار صاحب! مجھے پچھلے سال کی ساری ڈیلوریز (deliveries) جو آپ کو موصول ہوئیں ہیں ان کی رپورٹ چاہیے۔ رضوان صاحب! کس سٹور پر کتنا سامان کب پہنچا' ایک ایک رسید کے ساتھ۔ ریاض صاحب! کس سٹور پر کون سا پروڈکٹ کب بکا' اس کی پوری تفصیل۔ نواز صاحب! پچھلے دو سالوں کی tax report اور bank statement آپ دیکھیں گے۔ جواد صاحب! کتنی sales گری ہیں اور کب کب گری ہیں' ان کی details۔ فیروز علی، شکیل احمد، جاوید اکرم! آپ تینوں صاحبان جو تین برینڈز (brands) ہم سے آگے جا رہے ہیں ان کی purchase state اور advertising policy پر جتنی معلومات ہو سکتی ہیں، لے کر آئیں گے۔ مصطفٰی صاحب!

Advertisements پر کتنا خرچہ آتا رہا ہے ہمارا، سوشل میڈیا اور ویبسائٹ کیسے چل رہے ہیں؟ یہ آپ کے ذمے۔ کل ٹھیک نو بجے مجھے یہ فائلز اپنی میز پر چاہئیں اور آپ کی رپورٹس genuine ہونی چاہئیں!" ان سب کے ہونق بنے چہروں کو سکون سے دیکھتے اس نے اپنی بات ختم کی۔

"میڈم اتنے کم وقت میں؟" مصطفٰی صاحب نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

"کتنا وقت چاہیے آپ کو؟" اس نے ایک آئی برو اچکا کر مصطفٰی نثار کو گھوری سے نوازا۔

"کم از کم ایک پورا دن! ابھی چار بیس ہو رہے ہیں۔۔۔ کل چار بیس پر آپ کو رپورٹس مل جائیں گی۔" انہوں نے ایک نظر کلائی پر پہنی گھڑی پر ڈالی اور دوسری میز کے ارد گرد بیٹھے اپنے کولیگز (colleagues) پر۔ کچھ نے سر ہلایا اور کچھ ابھی بھی پریشانی چہروں پر سجائے بیٹھے تھے۔

Fine. Y'all have one whole day to bring me "

the reports!"

کائنات نے سر کو ہلکا سا خم دے کر کہا، نظر اب بھی مصطفیٰ نثار پر تھی۔۔۔ سمجھدار آدمی ہے! اگر ایک دن سے زیادہ وقت مانگتا تو شاید اب تک نوکری سے ہاتھ دھو چکا ہوتا۔

"جا سکتے ہیں آپ لوگ!" ایک آخری نظر ان سب پر ڈال کر اس نے اپنا ٹیبلٹ کھول لیا۔ سب شکر کا کلمہ پڑھتے جلدی جلدی اپنی نشستوں سے اٹھے اور باہر کو چل دیے۔

"رکیں مصطفیٰ صاحب! Brand ambassador کون ہے ہمارا؟"

ٹیبلٹ پر تصویریں تو وہ دیکھ رہی تھی مگر نام اور کانٹریکٹ (contract) کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔

"Riccardo Montiago" بمشکل ہی خلق سے آواز برآمد کر کے وہ بولے۔ کچھ دیر پہلے ہی خطرے سے نکلی ان کی نوکری دوبارہ خطرے میں پڑ چکی

تھی۔

"کانٹریکٹ کب تک کا ہے؟"کائنات ابھی بھی مختلف تصاویر آگے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔

"تھا'میڈم!"مصطفٰی صاحب کرسی کو پشت سے پکڑے کھڑے تھے'دوسرے ہاتھ سے انہوں نے ٹائی(tie)کی نوٹ(knot)ڈھیلی کی۔

"کیا مطلب ہے۔۔۔تھا؟"ٹیبلٹ سے نظریں ہٹا کر کائنات نے انہیں دیکھا۔

"دوماہ پہلے کانٹریکٹ ختم ہوا'ہم renew کرنا چاہ رہے تھے۔۔۔مگر اس کی ڈیمانڈ ہمارے بجٹ سے زیادہ تھی۔پھر۔۔۔"ان کی بات ابھی جاری تھی'کائنات نے غصے سے ٹیبلٹ میز پر پٹخا۔

" So you're saying, we don't have on board brand ambassador and you thought it wasn't important to inform me?"

"I'm sorry, madam!"

انہوں نے سر جھکا لیا' کائنات نے ایک گہری سانس لی اور تھوڑا پر سکون ہو کر بولی۔

"جائیں اور ڈار صاحب کو بھیجیں میرے پاس ٹاپ ماڈلز کی لسٹ کے ساتھ!"

"یہ میرا کام ہے میڈم میں لسٹ لے کر آتا ہوں!" وہ جانے کے لیے جلدی سے مڑے لیکن کائنات کی سرد آواز نے قدم روک دیے۔

"پہلے تھا آج سے نہیں ہے! جائیں اور ڈار صاحب کو بھیجیں"

مصطفیٰ نثار کندھے لٹکائے باہر چلے گئے۔

※※※※※

وہ شام نو بجے کے قریب ہوٹل پہنچی، سورج ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی غروب ہوا تھا۔ اس نے کھانا کمرے میں ہی کھایا اور پھر کافی منگوا کر کام میں جت گئی۔ اسے پہلے پاکستان سے آئی ہوئی فائلز کا ریکارڈ چیک کرنا تھا اور یہاں سے وہاں بھیجی ہوئی رپورٹس کو بھی ایک نظر دیکھنا تھا۔ ساری رات وقفے وقفے سے کافی پیتے اور مسلسل

کام کرتے گزر گئی۔ صبح کے قریب وہ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ وہ محنت سے اس سارے مسئلے کو حل کر سکتی ہے۔اس نے وقت دیکھا' پانچ بجنے میں پانچ منٹ رہتے تھے۔ سونا فضول تھا' کل وہ اسٹاف کو work ethics سکھا رہی تھی۔۔۔ نہیں چاہتی تھی آج وہ اس کو سکھائیں! وہ بیڈ سے اتری اور بازو لمبے کر کے انگڑائی لی' پھر گردن دائیں بائیں گھمائی اور کندھوں کو اوپر نیچے حرکت دی۔ کچھ دیر کھڑکی میں کھڑی مصنوعی روشنیاں دیکھتی رہی پھر باتھروم میں داخل ہوئی۔ بالوں میں پونی باندھ کر اس نے منہ دھویا اور دانت برش کیے۔ اپنا ٹریک سوٹ نکال کر پہنا اور کانوں میں ایئر پوڈز لگائے، موبائل جیب میں رکھا اور بلیک ٹرینرز پہن کر تسمے باندھے پھر ہوڈ سر پر ڈالی اور کمرے کو لاک لگاتی ہوٹل سے باہر نکل آئی۔

سڑک زیادہ تر سنسان تھی۔ وہ جاگ کرتی ہوئی کافی دور نکل آئی' ہلکی ہلکی روشنی پھوٹنے لگی تھی۔

وہ تھوڑی دیر سانس لینے کو رکی اور گوگل میپ کھول کر قریبی پارک کی لوکیشن

چیک کی' پھر اسی طرف چل پڑی۔ ابھی وہ پارک کے باہر ہی تھی جب ایک ہاتھ نے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیا۔ وہ کوئی اسپینی تھا اور شاید نشے میں بھی۔

"Hey bebe ven aquí vamos a divertirnos"

(ہے بے بی یہاں آؤ انجوائے کرتے ہیں) وہ کائنات کو اپنی طرف کھینچتا ہوا بولا۔

کائنات نے جھٹکے سے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑائی۔

"!Retrocede, pervertido"

(پیچھے ہٹو بیہودہ آدمی!) وہ دوبارہ اس کی طرف بڑھا تو کائنات نے اس کی ٹانگ پر زور سے ٹھوکر ماری، وہ لڑکھڑاتا ہوا جھکا کائنات نے دوسری ٹھوکر اس کے پیٹ میں دے ماری۔ وہ خود تو نیچے گرا ہی کائنات کی ٹانگ پکڑ کر اسے بھی گرایا۔

کائنات نے کہنیاں چہرے کے سامنے کر کے چہرے کو سڑک پر لگنے سے بچایا۔ وہ نہایت غصے سے اس کی طرف مڑی جو پیٹ پکڑے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کائنات نے زمین پر پڑے پڑے ہی اپنا گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ میں مارا۔ وہ 'اوع'

کی آواز نکالتا دوبارہ ڈھیر ہو گیا، منہ سے مغلظات کا بھی ڈھیر نکلنے لگا۔اب تو کائنات کو سرخ کے علاوہ کوئی رنگ ہی نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ اس کی طرف بڑھی اور رکھ کے گھونسا اس کے جبڑے پر مارا۔اپنے ہاتھ میں بھی درد ہوا مگر غصہ اتنی جلدی تھوڑی اترنا تھا۔دوسرا، تیسرا، چوتھا ہاتھ جب اس آدمی کے منہ پر پڑا، ساتھ ہی اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی۔اس نے پانچویں دفعہ بھی اپنا مکا اس آدمی کی طرف لہرایا جب دو ہاتھوں نے اسے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھایا

"Hey hold on tigress!"

کائنات کی پشت نووارد کے سینے سے لگی تھی۔سانس تیزی سے چل رہی تھی، جسم غصے سے ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔ہوڈ اتر چکی تھی، بالوں کی دو چار لٹیں بھی چہرے کے ارد گرد بکھری ہوئی تھیں۔خیام شاہ نے اس کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھا جو اس سے چند انچ دور تھا۔سڑک پر گرے آدمی نے اٹھنے کی کوشش کی تو کائنات دوبارہ اس کی طرف بڑھی۔

"!Stop! He's as good as dead"

خیام شاہ نے اس کی کمر کے گرد اپنی گرفت سخت کی۔ کائنات نے پہلی دفعہ سر اٹھا کر اسے دیکھا جو چمکتی گرے سلور آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

I was wrong earlier... you sure as hell "

"!aren't the damsel in distress type

خیام سر نفی میں ہلاتا مسکرایا۔اس کے سر ہلانے پر کائنات جیسے ٹرانس سے نکلی۔

اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"!Good for you"

اس نے ہاتھ سے بالوں کو کان کے پیچھے کیا مگر ہونٹوں سے نکلتی 'سی' نے یاد کروایا کہ وہی ہاتھ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کسی کو زخمی کرنے کے لیے زخمی کر چکی ہے۔

خیام نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا جسکی پشت خاصی سرخ تھی اور کہیں کہیں سے خون بھی رس رہا تھا۔اس نے اپنے ٹراؤزر کی جیب سے رومال نکال کر

احتیاط سے اس کے ہاتھ پر باندھا۔

"شکر ہے تمہارے اندر کی یہ شیرنی پرسوں نہیں جاگی تھی۔۔۔ورنہ جو میرے پیارے سے چہرے کا حال ہوتا وہ میں سوچنا بھی نہیں چاہتا!"اس کے جھرجھری لے کر کہنے پر کائنات کھلکھلا کر ہنسی۔

"پکے فنکار ہو!"

"ذرہ نوازی ہے سرکار کی! چلو ہوٹل واپس چلتے ہیں۔۔۔تمہارے ہاتھ کو دوا کی ضرورت ہے"اس کے یاد کروانے پر کائنات نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا اور مڑ کر سڑک پر بیہوش پڑے وجود کو دیکھا'حیرت سے اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔۔ابھی تو اچھا بھلا تھا۔خیام اس کے تاثرات سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"?I didn't do it! Right"

کائنات نے تھوک نگلتے ہوئے پریشانی سے پوچھا'خیام شاہ کا جناتی قہقہہ گونجا۔

"تو کیا میں نے کیا ہے؟"بمشکل اپنی ہنسی روکتے ہوئے خیام بولا۔

"شرم آنی چاہیے تمہیں ایک انسان بیہوش پڑا ہے اور تم قہقہے پر قہقہہ لگا رہے ہو!"

"واہ! یہ انسانیت اس انسان کو مارتے ہوئے یاد نہیں آئی تھی؟" خیام نے دوبارہ جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا موبائل نکالا اور 112 پر کال کر کے ایڈریس بتا کر ایمبولینس بجھوانے کا کہا۔

"ویسے مجھے یاد ہے کوئی مجھے DID patient کہہ رہا تھا اب ان کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ دونوں واپس ہوٹل جا رہے تھے جب خیام نے اس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرا کر پوچھا۔

"He had it coming. That jerk totally deserved it!"

کائنات نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور ناک چڑھا کر کہا۔ خیام کو اسکی اس حرکت پر بھی بڑی زور کی ہنسی آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا یہ بتاؤ MMA practice کر رہی ہو تا کہ میں آئندہ اپنے ساتھ ہیلمٹ اور سیفٹی گئیر لے کر آؤں؟"

"مطلب تمہارا اپنی حرکتوں سے باز آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے؟"

"ناہ! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔جواب نہیں دیا تم نے؟"

"نہیں MMA نہیں! تھوڑا بہت سیلف ڈیفنس آتا ہے" کائنات نے کندھے اچکائے۔

"تھوڑا نہیں بی بی۔۔۔یہ بہت ہے!"

'تھوڑا' لفظ سن کر خیام شاہ کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"Whatever!"

باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا، خیام کی زبان پر کھجلی تو بہت دفعہ ہوئی مگر پھر اس آدمی کی بیہوشی یاد کر کے اس نے اپنے لیے خاموشی سے چلتے رہنا ہی پسند کیا۔'اس کے لیے ایمبولینس میں نے منگوا دی تھی، میرے لیے کون منگوائے گا؟!بس اسی

سوچ نے اسے بکواس کرنے باز رکھا!

※※※※※

ہوٹل پہنچ کر خیام نے ریسپشن سے فرسٹ ایڈ باکس لیا اور لابی میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر کائنات کو بٹھایا۔ باکس کھول کر سامان میز پر رکھا اور دوسری کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھا۔

اینٹی سیپٹک پیڈز کا پیکٹ کھولا اور اپنا ہاتھ کائنات کے سامنے کیا۔ اس نے خیام کی ہتھیلی پر اپنا زخمی ہاتھ رکھا۔ خیام شاہ نے احتیاط سے رومال اتارا' انگلیوں کے جوڑ سرخ اور سوجھ چکے تھے۔

"پوچھو گے نہیں 'ہوا کیا تھا؟" کائنات نے اس کے جھکے ہوئے سر اور مڑی ہوئی پلکوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ خیام کا سارا دھیان اس کے ہاتھ پر تھا۔

"آئی ایم شیور' غلطی اس آدمی کی تھی!" اس نے اینٹی سیپٹک پیڈ سے آہستہ آہستہ زخموں کو تھپتھپایا۔

"تمہیں کیا معلوم؟ کیا شروع سے وہاں پر تھے؟" اس نے آئی بروسکیڑ کر آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے گھورا۔

"نہیں! لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ غلطی کبھی صنفِ نازک کی نہیں ہوتی۔۔۔ہمیشہ ہم مردوں کی ہی ہوتی ہے!" ساری توجہ ابھی بھی اس کے ہاتھ پر تھی، فرسٹ ایڈ باکس سے آئس پیک نکال کر رکھا۔

"سی۔۔۔آرام سے!" برف لگنے سے زخم نے مزاحمت کی تو کائنات نے اسے ٹوکا۔

"ہاں میری ہی غلطی ہے، میں نے ہی زخمی کیا ہے تمہارا ہاتھ! آرام سے" مصنوعی غصے سے کہتے ہوئے آخر میں اس نے آواز پتلی کر کے کائنات کی نقل اتاری۔ اس کی دو پیسے کی اداکاری پر کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"تم شوبز انڈسٹری کیوں نہیں جوائن کر لیتے؟ یہ دنیا کی بدقسمتی ہے جو وہ اب تک تم جیسے بہترین ایکٹر سے ناواقف ہے!" طنز اس کے لہجے سے ٹپک رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"قسمت۔۔۔یہ دنیا ٹیلنٹ کی قدر ہی کب کرتی ہے! میری مثال ہی لے لیں۔۔۔ اس قدر خوبصورتی (اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا) سڑکوں پر جوتیاں چٹخا رہی ہے!" لہجے میں اپنے لیے ہمدردی سمو کر خیام شاہ اپنی طرف سے تو کسی مفکر کی شاندار اداکاری کر رہا تھا۔کائنات نے پہلے اس کے خوبصورت چہرے اور پھر نائک کے اسنیکرز کو دیکھا جنہیں وہ سڑکوں پر چٹخا رہا تھا۔وہ کسی ماڈل سے کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔اسے ڈار صاحب کی بات یاد آئی 'میڈم اتنی جلدی فوٹو شوٹ ارینج نہیں ہو سکتا۔۔۔لسٹ میں موجود کسی ماڈل کی ڈیٹس فری نہیں ہیں' کچھ دیر تک وہ سوچتی رہی اور پھر آہستہ سے سر ہلایا۔فیصلہ ہو چکا تھا۔

Not anymore! I have a proposition for you, " present our brand as a model? You'll get your payment in advance, you'll be pampered and you'll get all the souvenirs!

www.novelsclubb.com

"?What do you say

خیام شاہ نے کہنی میز سے ٹکائی اور چہرہ اپنی ہتھیلی پر رکھا۔

"?You own a brand"

"میری پوری تقریر میں سے تمہیں صرف یہی بات سنائی دی ہے؟" وہ گہری سانس لیتی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گئی۔

"نہیں! لیکن جواب دینے سے پہلے مجھے اپنے مینیجر سے بات کرنی ہو گی۔۔۔ شیڈول بڑا ٹائٹ چل رہا آجکل میرا۔ ہو سکتا ہے میں بالکل وقت نا نکال سکوں! آپ سمجھ رہی ہیں نا؟" خیام نے انگلیاں ہونٹوں پر رکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

کائنات اسے سالم نگل جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے آئس پیک جھپٹ کر اس کی طرف پھینکا، جو خیام کے سینے پر لگ کر اسکی گود میں گرا، اور کرسی سے اٹھی۔

"بھاڑ میں جاؤ تم!"

خیام نے ہنستے ہوئے ایک ہاتھ سے آئس پیک پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے کائنات کا

بازو۔

"مذاق کر رہا تھا یار!" خیام نے آئس پیک دوبارہ اس کی طرف بڑھایا۔

"پتا ہے اس نے بھی صرف میری کلائی ہی پکڑی تھی!" اس نے دونوں ہاتھوں کی

مٹھیاں بند کر کے کھولیں، خیام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"اور مجھے اپنے ہاتھ کو پھر سے زحمت دیتے ہوئے کوئی پریشانی نہیں ہو گی!" وہ

سنجیدگی سے بولی۔اس کی بات کا مطلب سمجھتے خیام کی آنکھیں پھیلیں، اس نے

اپنا ہاتھ کائنات کے بازو سے یوں ہٹایا جیسے کرنٹ چھو گیا ہو۔

"آر یو سیریئس؟ صرف ہاتھ پکڑنے پر تم نے اس بیچارے کو مار مار کر بیہوش کر

دیا؟"

"بیچارہ۔۔۔مائی فٹ!" کائنات نے اس سے آئس پیک پکڑا اور ہاتھ پر رکھے لفٹ

کی طرف چلنے لگی۔

"اچھا بات تو سنو۔۔۔اب تم اتنا اصرار کر رہی ہو تو کر لوں گا ماڈلنگ بھی!" وہ اس کے پیچھے آتا ہوا بولا۔ کائنات رکی نہیں یونہی چلتی رہی۔

"سنجیدہ ہو یا کوئی نیا مذاق؟"

خیام نے سرینڈر کی صورت میں دونوں ہاتھ بلند کیے۔

"Dead serious!"

"ٹھیک!" اس نے لفٹ بلانے کے لیے بٹن دبایا۔

"تو کب اور کدھر؟" خیام دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔ کیا پتا کب اس کا ہاتھ غلطی سے لگ جائے اور کائنات کا ہاتھ سنجیدگی سے گھوم جائے۔ احتیاط اچھی چیز ہے!

"آج چار بجے میرے آفس پہنچ جانا۔۔۔" ایڈریس بتایا اور لفٹ میں سوار ہو گئی۔

لفٹ کے بند ہونے تک وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ خیام شاہ گہری سانس لیتا واپس میز کی طرف آیا، فرسٹ ایڈ باکس بند کیا اور کاؤنٹر پر دے کر شکریہ

ادا کرتا ہاتھ دھونے کے لیے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

※※※※※

"تایا ابا! آپ کم از کم کائنات کو تو آ لینے دیتے؟" ربیعہ نے پریشانی سے عالم مرتضٰی کو مخاطب کیا۔ وہ 'عالم منزل' کے پُر تعیش لاؤنج میں موجود تھے۔ عالم مرتضٰی وہیل چیئر پر اور ربیعہ ان کے سامنے دوزانوان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔

"رابی بیٹا! تمہیں معلوم ہے کہ اسے اپنی خودداری کتنی عزیز ہے۔ وہ اس سب کے لیے کبھی نہ مانتی۔ میں نے ابراہیم شاہ سے مل کر اور اسے پرکھ کر ہی یہ فیصلہ لیا ہے! تمہیں یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا؟" وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر نرمی سے پوچھ رہے تھے۔

"مجھے کوئی اعتراض کیسے ہو سکتا ہے ابا؟ آپ کو اس حال تک، اس فیصلے تک پہنچانے والے بھی تو ہم ہی ہیں! مجھے بس کائنات کی فکر ہے وہ اپنے کام میں، اپنے فیصلوں میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔۔۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ عالم مرتضٰی

تقریباً ایک سال سے وہیل چیئر پر تھے، لیکن ربیعہ کو ہر بار ان کو یوں دیکھ کر تکلیف ہوتی تھی۔

"میرا بہادر بچہ! بالکل نہیں رونا اور پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔کائنات میری بات تھوڑی نہ ٹالتی ہے، مان جائے گی وہ!"

"آپ کی بات تو مان جائے گی۔۔۔میں ابراہیم شاہ کی بات کر رہی ہوں! یہ پارٹنرشپ اگر کائنات کی موجودگی میں ہوتی تو اسے قبول کرنے میں آسانی ہوتی۔" وہ آنکھیں صاف کرتی کمزور سا مسکرائی۔

"اسے میں سنبھال لوں گا! تم بس ہر چھوٹی چھوٹی بات پر رویا مت کرو!" عالم مرتضٰی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ کھل کر مسکرائی اور سر ہلایا۔ وہ اٹھی، گھوم کر ان کی پشت پر آئی اور وہیل چیئر کو دھکیلتی ہوئی بولی۔

"آج ہم ورزش لان میں کریں گے اور آپ کا کوئی بہانہ میں ہرگز نہیں سنوں گی!" وہ اس کی تنبیہ اور تفکر پر مسکرائے' انہیں بھائی کی اولاد اپنی اولاد کی طرح ہی

عزیز تھی۔

※※※※※

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟ مل کیوں نہیں رہے مجھے؟" داور نے جیسے ہے کال اٹھائی اس کی کانوں میں نیہا کی سخت غصیلی آواز گونج کر رہ گئی۔

"جی نیہا نوفل!" عجیب بے گانہ سا انداز' نیہا نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا۔ داور کا ہی نمبر تھا پھر؟

"کون۔۔۔ کون بول رہا ہے؟" ڈرتے ڈرتے اس نے سوال پوچھا، داور نے کبھی اس سے یوں بات نہیں کی تھی۔

www.novelsclubb.com

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد داور مطیع کا جاندار قہقہہ گونجا اور ساتھ ہی نیہا کے ڈر کا مذاق اڑاتی آواز:

"میں کام میں تھوڑا بزی تھا اس لیے پورا نام لے گیا لیکن تم تو یوں ڈری ہو جیسے خدانخواستہ موت کے فرشتے نے پکارا ہو۔ 'نیہا نوفل آج آپ کی باری ہے!" آخر

میں وہ بھاری آواز کو اور زیادہ سنگین کرتا ہوا بولا۔

"خبردار داور! آئندہ اگر تم نے مجھے اس انداز میں پکارا تو موت کے فرشتے کے پہنچنے سے پہلے ہی میں تمہارا کام تمام کر دوں گی۔ابھی کے ابھی ملو مجھ سے! ورنہ میں اگلے بیس منٹ میں تمہارے آفس میں ہوں گی۔"

"بہت بزی ہوں یار! سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں۔۔۔"اس کی بات کاٹ کر وہ بولی،"ہرگز نہیں! کائنات وہاں بزی ہے، تم یہاں! اس کے پاس کال کا وقت نہیں ہے، تمہارے پاس ملنے کا! تو مجھے بتاؤ میں کہاں ہوں؟ کسی کے بھی پاس میرے لیے ٹائم کیوں نہیں ہے؟"اس کی روندھی آواز پر داور کا دل کٹنے لگا۔

"ایم سوری بابا! ابھی پہنچ رہا ہوں تمہارے پاس۔۔۔کام گیا بھاڑ میں! اگر ڈیڈ نے کام چوری کا طعنہ دے کر کمپنی سے باہر پھینک دیا تب بھی کوئی مسئلہ نہیں! ہوتا ہے، چلتا ہے، دنیا ہے!"آخر میں درویشانہ لہجہ اختیار کیا'مقصد صرف اسے ہنسانا تھا، جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔

"فضول ہی! انکل بہت بہت بہت سویٹ ہیں مگر ان کی اولاد پتہ نہیں کس پر چلی گئی ہے؟ مجھے معلوم ہے اب تم آئیں بائیں شائیں ہی کروگے اس لیے میں خود آرہی ہوں!" فون کھٹاک سے بند اور پیچھے وہ ارے، ارے ہی کرتا رہ گیا۔اپنے سیکریٹری اور دو چار اسٹاف ممبرز کو بلا کر اس نے انہیں کام سونپا' اس لیے کہ نیہا کے آنے کے بعد کام بگڑ تو سکتا تھا، بن نہیں سکتا تھا۔وہ ایسی ہی تھی ہوا کے گھوڑے پر سوار رہنے والی!

فون کال کو بمشکل بیس منٹ گزرے تھے اور اب وہ اس کے آفس میں تھی' ہمیشہ کی طرح تروتازہ اور پر اعتماد۔

"جھوٹے خاک بزی ہو تم؟ اپنے آفس میں بیٹھے مکھیاں مار رہے ہو!" آتے ساتھ ہی غصے سے بولی۔

"السلام علیکم، آؤ بیٹھو!" مسکرا کر کرسی کی طرف اشارہ کیا۔وہ شرمندہ تو ہوئی مگر غصہ زیادہ تھا اس لیے دل میں ہی جواب دے کر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"کائنات یہاں نہیں ہے،اس لیے انکل عالم کے بہت سے کام مجھے نپٹانے پڑ رہے ہیں۔واقعی بہت مصروف تھا!"اسے بدستور منہ پھلائے دیکھ کر داور کو وضاحت دینی پڑی۔

"کیا کوئی خاص بات ہے؟اور انکل عالم کی وجہ سے تم سستے میں چھوٹ رہے ہو؟"

"واہ میں کہاں قید تھا جو آپ کی مہربانی سے چھوٹ رہا ہوں؟"وہ سینے پر ہاتھ باندھتا آئی بر واچکا کر بولا۔

"داور!"اس کی تنبیہی آواز پر وہ جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"اوکے،اوکے!شاہ انڈسٹریز کے ساتھ پارٹنر شپ۔"

"یہ کیوں کیا انکل نے؟اور بزنس تو کائنات دیکھتی ہے نا'اسی لیے وہ اس وقت اسپین میں ہے؟"کائنات یہاں نہ ہو کر بھی ان کے ساتھ تھی۔دوستی ہی ایسی تھی ان تینوں کی'دو ایک ساتھ ہوتے تو سارا وقت تیسرے کو یاد کرتے رہتے!

"ایسا ہی ہے لیکن تم جانتی تو ہو اسے،اپنی پریشانی کسی کے ساتھ شئیر نہیں کرتی!

اس دفعہ بھی اس نے گارمنٹ فیکٹری کے بارے میں کچھ نہیں بتایا حالانکہ فیکٹری ایک طرح سے دیوالیہ ہو چکی تھی۔۔۔اس لیے انکل کو یہ اسٹیپ لیناپڑااور وہ بھی کائنات کی غیر موجودگی میں۔ویسے میں اس فیصلے سے مطمئن ہوں باقی جو اللہ کو منظور!"

"میں بھی نا بہت بڑی اڈیوٹ ہوں! خوامخواہ ڈسٹرب کر دیا تمہیں۔"اپنا غصہ یاد آیا تو ملال ہونے لگا۔

"وہ تو تم ہو!"اس نے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ چھپائی۔

"داور!!!! بہت بُرے ہو تم"اس نے پیپر ویٹ اٹھا کر داور کی طرف پھینکا جو اس نے ہنستے ہوئے کیچ کیا۔

"اچھا اب تو ڈسٹرب کر چکی ہو اور میں نے اپنے حصے کا کام بھی بانٹ دیا ہے۔اس لیے جو تم پلان کر چکی ہو وہی ہو گا۔"وہ اپنا والٹ چیک کرتا کھڑا ہوا اور کرسی کی پشت پر پڑا کوٹ اٹھا کر پہنا۔

"ہائے، کتنے اچھے لگ رہے ہو بات مانتے ہوئے۔۔۔ویسے پکا زن مرید نکلنا ہے تم نے!" وہ خوشی خوشی کرسی چھوڑ کر اٹھی۔

"تمہارا ہی بھلا ہوگا!" وہ آہستہ سے بولا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نیہا اس جملے کو کوئی معنی پہنا کر خوش گمان نہیں ہونا چاہتی تھی مگر پھر بھی پیٹ میں تتلیاں اڑنے لگیں تھیں اور دل بھی ان کے سنگ پھڑ پھڑانے لگا تھا۔

※ ※ ※ ※ ※

وہ آفس میں بیٹھی ڈار صاحب کے ساتھ ایک فائل ڈسکس کر رہی تھی جب انٹر کام کی گھنٹی بجی۔ اس نے اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں "یس" کہا۔

"!Khayam Shah here for you madam"

کائنات نے دماغ پر بڑا زور ڈالا مگر وہ اس نام کے کسی بندے کو نہیں جانتی تھی۔

"?For what exactly"

کچھ دیر کی کھٹ پٹ کے بعد ریسپشنسٹ کی آواز آئی۔

"!For modelling, he says"

کائنات واضح طور پر چونکی'ڈار صاحب خاموش ہو گئے۔

"!Send him in"

اندر بجھوانے کا کہہ کر اس نے انٹر کام رکھ دیا۔وہ پر سوچ انداز میں سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھے جا رہی تھی۔بولی اب بھی کچھ نہیں اس لیے مجبوراً ڈار صاحب بھی خاموش تھے۔دستک کی آواز پر وہ متوجہ ہوئی،دروازہ کھلا اور اسے وہ دکھائی دیا مگر اکیلا نہیں آیا تھا۔

"السلام علیکم !زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا آپ کو مس عالم؟"وہ مسکراتا ہوا میز کی طرف بڑھا'ڈار صاحب سے ہاتھ ملایا اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھا۔اسفر نے بھی وہی عمل دہرایا۔وہ ریسیپشنسٹ سے کائنات کے متعلق ضروری معلومات نکلوا چکا تھا۔

"وعلیکم السلام !آپ کو سن کر مایوسی ہو گی مسٹر شاہ۔۔۔آپ کے آنے پر ہی مجھے یاد آیا کہ آپ ہمارے لیے ماڈلنگ کر رہے ہیں۔"اس نے بھی ہلکی سی طنزیہ

مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔اسفر کو بڑی زور کی ہنسی آئی جسے چھپانے کے لیے وہ کھانسنے لگا۔

"یہ لیں!"کائنات نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا جبکہ خیام نے اسے گھوری ڈالی۔

"بالکل بھی نہیں! مصروفیت میں دماغ سے نکل جاتی ہیں ضروری باتیں۔اوہ میں آپ دونوں کا تعارف کرانا تو بھول ہی گیا۔۔۔یہ اسفر ہے میرا مینیجر۔"لفظ مینیجر اس نے خاصا چبا کر ادا کیا۔اسفر اسے گھور کر رہ گیا حالانکہ دل تو کر رہا تھا سامنے رکھا پانی کا گلاس منہ پر گرا کر اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائے!

"یہ ڈار صاحب ہیں۔۔۔آپ کا فوٹو شوٹ یہی مینیج کریں گے!اسٹوڈیو تیار ہے؟ اور فوٹو گرافر؟"ان دونوں کا تعارف کروانے کے بعد اس نے ڈار صاحب سے پوچھا۔

"جی میڈم،سب ریڈی ہے!"انہوں نے سر ہلایا کائنات نے آفس آتے ہی

انہیں فوٹو شوٹ کے بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔

اس نے اپنے سامنے سے ایک فائل اٹھا کر خیام کے سامنے رکھی' خیام نے کھول کر ایک نظر دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟"

"کانٹریکٹ!"

"اوہ۔۔۔ قلم دیجیے گا؟" خیام نے ہاتھ آگے کیا۔ کائنات نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آر یو سیریئس؟ پہلے پڑھ تو لیں کیا لکھا ہے اس میں؟"

"ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آئی ٹرسٹ یو!" اس نے معمولی سے کندھے اچکائے۔

"Stupid much!"

کائنات نے آہستہ سے بڑبڑاتے ہوئے قلم اٹھا کر اسے دیا۔ خیام نے دو جگہ قلم صفحے پر گھسیٹا اور فائل بند کر کے اسے واپس کی۔

"ڈار صاحب! انہیں اسٹوڈیو میں لے جائیں۔"اس کے کہنے کی دیر تھی ڈار صاحب کرسی چھوڑ کر اٹھے۔

"ڈار صاحب پہلے اچھی سی کافی تو پلائیں اور اپنی میڈم سے میرا ایڈوانس چیک بھی نکلوایئے گا!"خیام اپنی جگہ جم کر بیٹھا رہا۔کائنات طنزیہ مسکرائی۔

"کیسا چیک ؟کانٹریکٹ کے مطابق: آپ بغیر معاوضے کے یہ کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کو رقم ادا کرنے کی پابند نہیں ہوں!"

"پرفیکٹ!"اسفر نے مسکراتے ہوئے تالی بجائی۔

Fine with me as long as I get to drink my " coffee! I must say I didn't peg you as the "!manipulative type

خیام کو اس کے پیسوں سے نہیں،اس سے دلچسپی تھی۔اس لیے عام سے لہجے میں بولا۔

".I'm not! I was just messing with you"

اس نے دراز سے لفافہ نکال کر اس کے سامنے کیا۔

"!Well that's a new"

خیام نے لفافہ تہہ کر کے جیب میں رکھا۔

"کیا؟" کائنات نے پوچھا۔

"یہی (اس نے ہاتھ سے کائنات اور اپنے درمیان اشارہ کیا) ورنہ عموماً چھیڑ چھاڑ میری طرف سے ہوتی ہے!"

"عموماً؟" اونچی آواز میں پوچھا گیا۔

"چلیں ہمیشہ کر لیں۔۔۔ جیسے آپ راضی!" خیام نے معمولی سے کندھے اچکائے۔ کائنات نے انٹر کام پر نمبر دبا کر کان سے لگایا۔

"ڈار صاحب کافی کب تک آرہی ہے آپ کی؟"

"جی میڈم بس پانچ منٹ۔"

"جلدی کریں!"اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"کتنے عرصے سے چل رہا ہے آپ کا یہ برینڈ؟"خیام گردن گھما کر آفس کا جائزہ لیتا ہوا بولا۔

"بیس سال سے!"

"اتنی پرانی لگتی تو نہیں ہیں آپ!"وہ حیران سا آنکھیں پوری کھولتا ہوا بولا۔

"شاہ صاحب! میں آپ کی اداکاری کی بڑی قدر دان ہوں۔۔۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ آپ ساری میرے سامنے ہی جھاڑیں؟!"

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی، قلم کو انگلیوں میں گھما رہی تھی۔

"وہ تو اس لیے تاکہ آپ کو اطمینان رہے کہ آپ نے صحیح بندہ چنا ہے۔۔۔ بعد میں پچھتاوا نا ہو آپ کو!"اس نے دو بدو جواب دیا۔

"ابھی سے ہو رہا مجھے تو!"اس کی کبھی نا رکنے والی زبان کی وجہ سے بولی۔ اس دفعہ اسفر اپنا قہقہہ نا روک سکا۔ ان دونوں کی نظریں خود پر جمیں دیکھ کر اس نے ہنسنا بند

کیا اور گلا کھنکار کر بولا۔

"میں پاکستان میں آپ کا برینڈ استعمال کرتا رہا ہوں! کافی اچھے پروڈکٹس ہوتے ہیں۔ اسپین میں کب انٹروڈیوس کروایا آپ نے؟"

"میرے والد صاحب نے یہ برینڈ بیس سال پہلے اسپین میں ہی شروع کیا تھا پھر پاکستان میں انٹروڈیوس کرایا تھا!" اس کے تفصیلی جواب پر اسفر نے سر ہلایا۔

"Well I'm kinda impressed!"

خیام داد دینے والے لہجے میں بولا۔ اسی وقت دستک کے ساتھ ڈار صاحب کافی کی ٹرے لے کر اندر آئے۔ کافی کے دوران مرد حضرات ہی زیادہ تر گفتگو کرتے رہے، کائنات کو مخاطب کیا جاتا تو وہ مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتی۔

"شاہ صاحب بہت باتیں ہو گئیں اب کچھ کام بھی ہو جانا چاہیے؟ ڈار صاحب اسٹوڈیو دکھائیں انہیں!" کافی ختم ہوتے ہی وہ اصل مدعے پر آئی۔

"ٹھیک!" خیام سر ہلاتا اٹھا مگر پھر دروازے

پر رکا اور مڑا۔

"آپ نہیں آئیں گی؟"

"شوٹ کے وقت پہنچ جاؤں گی!" وہ سر نفی میں ہلاتی بولی۔

"یہ کیا چکر ہے؟ اب تو لڑکیوں کے پیچھے ماڈلنگ کرتا پھر رہا ہے؟" راہداری میں چلتے اسفر نے سخت لہجے میں پوچھا۔ ڈار صاحب ان کے آگے چل رہے تھے۔

"یار تیری جگہ میرا باپ ہوتا تو وہ بھی اتنا تپّا ہوا نہ ہوتا! میں ماڈلنگ کر رہا ہوں۔۔۔ مریخ پر گھر نہیں بنا رہا!" اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"شکر کر تیرے ساتھ میں ہوں، تیرا باپ ہوتا تو ہم دونوں کو پتا ہے کیا ہوتا!"

"کچھ بھی!" وہ انڈین نیوز اینکر ارنب گوسوامی کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر اونچی آواز میں چلایا۔ ڈار صاحب نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھا اور مڑ کر انہیں دیکھا۔ ان دونوں کو دانت نکالتا دیکھ کر وہ "لاحول" پڑھتے ہوئے پھر سے چلنے لگے۔

※ ※ ※ ※ ※

واپسی پر وہ کافی حد تک مطمئن تھی کہ اگر اسٹاف اس کی غیر موجودگی میں بھی اسی طرح محنت سے کام کرتا رہا جس طرح اس کی موجودگی میں کرتا رہا تھا، تو اسٹورز اپنی سابقہ حالت میں آجائیں گے۔ بند سگنل پر گاڑی رکی تو وہ آفس کے خیالات جھٹک کر اپنے ارد گرد دیکھنے لگی۔ اس کے برابر کھڑی گاڑی میں دو لڑکیاں تھیں' جو سامنے اشارے کرتیں پُرجوش سی بولے اور ہنسے جا رہیں تھیں۔ کائنات نے ان کی نظروں کا تعاقب کیا۔۔۔ ایل ای ڈی سکرین پر ونیٹیج کا اشتہار چل رہا تھا۔ خیام شاہ کی تصاویر سلائیڈ شو پر تھیں۔ سفید جینز، براؤن لوفرز، پرنٹڈ شرٹ کے بازو فولڈ کیے ہوئے، ایک کلائی میں گھڑی، دوسری میں بہت سے بینڈز۔ ہاتھ میں پکڑے براؤن شیڈز کا ایک کونا لبوں کے درمیان دبائے' بھنویں سکیڑے سرمئی آنکھوں میں سوچ لیے، بکھرے بالوں کے ساتھ نہایت خوبصورت لگ رہا تھا۔ کائنات کو اس سے اتنے اچھے کام کی توقع نہیں تھی۔ سارا فوٹو شوٹ اس نے نہایت پروفیشنل انداز میں کروایا تھا۔ عوام نے بھی اسے کافی پسند کیا تھا۔ ان کی سیلز اوپر

گئیں تھی اس کی ماڈلنگ کی وجہ سے۔اس کی سوچیں کہاں سے کہاں بھٹک رہی تھیں مگر نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں۔ہارن کی آواز پر وہ چونکی اور لوگوں کے چہرے پڑھنے لگی،جن کی اکثریت ایل ای ڈی کی طرف ہی متوجہ تھی۔فارغ وقت میں لوگوں کے چہرے پڑھنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا!

'ٹھیک۔۔۔وہ ایسا ہی ہے کہ سب دیکھنے پر مجبور ہو جائیں!'جیسے اب وہ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

جہاز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اس نے بیلٹ باندھی اور ٹیک لگا کر میگزین آنکھوں پر رکھا'یہ پورا ہفتہ وہ ٹھیک سے سو بھی نہیں پائی تھی۔

اپنی سیٹ کی طرف جاتے ہوئے خیام شاہ نے اچٹتی سی نظر ڈالی مگر نظر کو پھر واپس آنا پڑا کیونکہ وہ ایک ہی نظر میں اس کا اسکارف پہچان چکا تھا۔اسفر کو اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے دیکھ کر اس نے زبردستی اپنی سیٹ کی طرف بھیجا۔

"واہ کیا حسین اتفاق ہے!"اس کی آواز سن کر کائنات ہڑ بڑا کر سیدھی ہوئی'

میگزین گود میں آ گرا۔اس کے رد عمل پر وہ ہنسا۔

'اس نے مجھے کیسے پہچان لیا؟آنکھیں ہیں یا ایکسرے اسکین؟'اس نے صرف سوچا بولی کچھ نہیں۔

"تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔۔۔بالکل یہی بات ہے!"اس کے چہرے پر پھیلی سوچ پڑھ کر جواب دیا'پڑھی تو ناگواری بھی تھی مگر اسے جان بوجھ کر نظرانداز کر گیا۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔دنیا کے سارے اتفاقات میرے ہی کھاتے میں لکھ دیے گئے ہیں!"وہ رخ کھڑکی کی طرف موڑے بڑبڑائی مگر آواز اتنی ضرور تھی کہ خیام شاہ سن لیتا۔

"اوپر سے آپ کا خیال ہی اتنا رکھا جاتا ہے!"اس نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔کائنات نے سنجیدگی سے اسے گھورا'پھر نظر اس کی گود میں رکھی ٹکٹ پر پڑی۔

سیٹ نمبر پڑھتے اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

"بے شک۔۔۔بے شک!" وہ مبہم سا مسکرائی اور ائیر ہوسٹس کو بلانے کے لیے بٹن دبایا۔ خیام شاہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے، ایک ہاتھ پر چہرہ ٹکائے اطمینان سے بیٹھا تھا۔

"ویسے کیا خیال ہے آئندہ بھی ایسے اتفاقات ہوتے رہنے چاہییں! نہیں؟"

"شاہ صاحب دنیا گول ضرور ہے مگر آپ کے اور میرے گرد نہیں گھومتی۔۔۔" مزید بھی کچھ کہتی مگر ائیر ہوسٹس کو اپنی طرف آتے دیکھ کر رک گئی۔

"?Good afternoon! How can I help you"

ائیر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

This gentleman over here can't seem to " find his seat. Can you please take him "?there

کائنات نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ٹکٹ ائیر ہوسٹس کی طرف بڑھایا۔ اس نے ٹکٹ

سے نمبر پڑھا اور سر ہلایا۔

"!Sure ma'am. Let me show you the way sir"

"اتنی آسانی سے نہیں مس عالم!" خیام شاہ اس کی طرف جھکتا ہوا بولا اور ہوسٹس کے پیچھے چل دیا۔

"!Bon voyage"

کائنات نے طنز سے لبریز لہجے میں کہا۔ اسفر اپنی سیٹ پر واپس آیا تو اسے دیکھ کر چونکا۔

"اوہ! تو وہ اس لیے یہاں بیٹھا تھا؟" اصل بات اب سمجھ آئی تھے۔

"مگر اب وہ اس سیٹ پر نہیں ہونا چاہیے!" اس کا انداز حکمیہ تھا۔ اس کے لہجے نے اسفر کے ماتھے پر بل ڈالے۔

"کیوں؟ اس کے ماتھے پر سینگ لگے ہیں یا پشت پر دم نکلی ہوئی ہے؟ کیا کمی کیا ہے میرے دوست میں جو آپ کا نخرا ہی نہیں ختم ہو رہا؟" فوراً غصے میں آ کر استفسار

کیا۔

"کمی تو ماشاءاللہ سے کوئی نہیں ہے بس خوبیاں بہت زیادہ ہیں جن سے مستفید ہونے کا میرا ارادہ ہے نہ خواہش!"

"ٹھیک ہم بھی کوئی مرے نہیں جا رہے اس سیٹ پہ بیٹھنے کے لیے۔۔۔ میری بھی مجبوری نہ ہوتی تو اٹھ کر چلا گیا ہوتا!" بھڑکیں مارنے میں دونوں دوست خاصے ایکسپرٹ تھے۔ کائنات نے سر ہلا دیا۔

جہاز کے ہوا میں بلند ہونے کے بعد پندرہ منٹ ہی گزرے تھے جب خیام نے پاس سے گزرتی ائیر ہوسٹس سے سیٹ بدلنے کا پوچھا۔

" I'll just have to ask the other passenger if he's okay with that!"

وہ اسفر کے پاس گئی جس نے صاف انکار کر دیا۔ معذرت خوانہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ خیام سے بولی۔

"!Sorry sir but he said no"

اس نے تپ کر اسفر کو دیکھا جو چہرے پر 'نو لفٹ' کا بورڈ سجائے موبائل استعمال کر رہا تھا۔ نگاہ ساتھ بیٹھی حجابی لڑکی پر گئی جس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں اور کندھے اچکا کر پھر سے سونے کی تیاری کرنے لگی۔ اب اس کی اور اسفر کی لمبی ناراضگی چلنی تھی۔

※ ※ ※ ※ ※

سفر بہت سکون سے سوتے ہوئے گزرا تھا' شکر! کاؤنٹر پر کلیئرنس کروا کر وہ اپنا مختصر سا سامان لے کر پیسنجر ٹرمینل سے باہر آئی جہاں نیہا اور داور اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ہاتھ ہلاتے ہوئے ان تک پہنچی اور نیہا سے لپٹ گئی۔

"!I missed you so much"

نیہا کا اسے چھوڑنے کا قطعی کوئی ارادہ نہیں تھا۔ داور کی مداخلت پر چھوڑنا پڑا۔ وہ داور سے ملنے کے بعد مسکراتے ہوئے نیہا سے مخاطب ہوئی۔

"سچ کہوں میرے پاس کسی کو یاد کرنے کا وقت ہی نہیں تھا!"

"مجھے معلوم ہے بے وفالڑکی! تمہاری بیس سیکنڈ کی کال سے ہی اندازہ ہو گیا تھا مجھے۔"

"چلو باقی باتیں راستے میں کر لینا!" داور کو پھر سے ٹوکنا پڑا۔ وہ اس کا سوٹ کیس لیتا ہوا آگے بڑھا جب خیام شاہ کی آواز پر وہ تینوں مڑے جو کائنات سے مخاطب تھا۔

"مس عالم! ضروری بات کرنی ہے مجھے آپ سے۔۔۔ آخری بار۔" اس کے سنجیدگی سے کہنے پر کائنات ان دونوں کو ابھی آنے کا کہتی اس کے ساتھ چل پڑی۔

※※※※※

"مس عالم! ضروری بات کرنی ہے مجھے آپ سے۔۔۔ آخری بار۔" اس کے سنجیدگی سے کہنے پر کائنات ان دونوں کو ابھی آنے کا کہتی اس کے ساتھ چل پڑی۔

وہ اسے لے کر کیفے میں آیا، اس کے لیے کرسی کھینچی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کائنات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسکی سنجیدگی اور اخلاقیات برتنے پر ٹھٹھکی۔وہ بھی کرسی کھینچتا بیٹھا اور چیک نکال کر کائنات کے سامنے رکھا۔وہ الجھی' چیک تو اسپین میں ہی کیش ہونا تھا۔شاید وہ روپوں میں معاوضہ چاہتا تھا۔

"ٹھیک! بینک اکاؤنٹ دے دیں اپنا۔۔۔آپ کی پے مینٹ پہنچ جائے گی۔"اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر میز پر رکھا۔

"نہیں! رقم چاہیے ہوتی تو میں یہ چیک خود ہی کیش کرا چکا ہوتا۔"

"پھر؟"

"دیکھیں نا۔۔۔ہماری پہلی ملاقات میں ہی میں نے آپ کے لیے پھول خریدے! آپ کے برینڈ کے لیے ماڈلنگ کی اور معاوضہ بھی نہیں لیا!

I have been nothing but good to you the past whole week!"

اس نے سادے سے لہجے میں کہا۔کائنات کو وہ سارے کافی کے کپ یاد آئے جو

اس سے ملاقات کے بعد سر درد کے علاج کے طور پر پی چکی تھی۔

"مقصد کیا ہے شاہ صاحب آپ کا؟ نہ تو میں نے آپ سے پھول مانگے تھے نہ ماڈلنگ کے لیے آپ کے پاؤں پکڑے تھے؟ احسان کس بات کا جتا رہے ہیں آپ؟"

"احسان کہاں جتا رہا ہوں؟ میں تو بس یہ کہہ رہا ہوں کہ میری اچھائی کا بدلا آپ مجھے دے سکتی ہیں مگر پیسوں سے نہیں!"

اس نے چیک اٹھا کر درمیان سے دو ٹکڑے کیا۔'-اس آدمی کی جرأت!' کائنات نے مٹھیاں بھینچی۔

"ایک اور مہربانی کریں میرے اوپر۔۔۔ذرا جلدی سے بتا دیں آپ کی 'اچھائیوں' کا بدلا میں کیسے چکا سکتی ہوں؟" لفظ 'اچھائیوں' پر خاصا زور دے کر اس نے پوچھا۔

"اپنے وقت سے۔۔۔"

"یعنی۔۔۔؟"

www.novelsclubb.com

"یعنی یہ کہ کم از کم سات دفعہ آپ لنچ یا ڈنر میرے ساتھ کریں گی اور کم از کم بھی ایک گھنٹہ ضرور ٹھہریں گی!"اس نے سکون سے بتایا۔

"اور کیوں کروں گی میں یہ؟"دانت پیستے ہوئے پوچھا۔'یہ انسان جان چھوڑ کیوں نہیں دیتا؟'

"کیونکہ آپ مجھے پے بیک کرنا چاہتی ہیں!"

"بالکل۔۔۔پے بیک! ان لنچز اور ڈنرز کے بھی پیسے ملا کر مجھے بتائیں آپ کو کتنے چاہئیں؟"نہایت سختی سے بولی۔

"کسی ضرورت مند کو دے دینا!"نہایت خشک لہجے میں جواب دیتا اٹھ کر چل دیا۔۔۔ مگر پھر مڑ کر واپس آیا اور پھٹا ہوا چیک اٹھا کر اسے دکھاتے ہوئے جیب میں ڈالا۔کائنات ہونٹ بھینچے ساری کاروائی دیکھتی رہی،جب وہ جانے کے لیے دوبارہ پلٹا تو وہ بولی۔

"ٹھیک۔۔۔ مجھے منظور ہے! مگر اس یقین دہانی کے ساتھ کہ دوبارہ مجھے اپنی شکل

نہیں دکھائیں گے ؟" چہرے کے نقوش غصے سے تنے ہوئے تھے۔

"چلیں پھر دیں؟" ہنستے ہوئے پلٹا اور ہتھیلی پھیلائی۔

"کیا؟" وہ آئی برو سکیڑ کر بولی۔

"نمبر۔۔۔اب ہر دفعہ تقدیر پر ہی تو نہیں بیٹھے رہ سکتے، تدبیر بھی کوئی چیز ہوتی ہے!"

"نہیں! آپ اپنا کانٹیکٹ مجھے دیں۔۔۔جب فری ہوں گی آپ سے رابطہ کرلوں گی۔" وہ مکمل طور پر ڈوب جانے سے پہلے آخری دفعہ ہاتھ پیر مار لینا چاہتی تھی۔

ویسے وہ اتنا بیوقوف لگتا تو نہیں تھا کہ اس کے سادہ سے کھیل میں آجاتا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔موبائل دیں سیو کر دیتا ہوں۔" نہایت شرافت سے بولا۔

کائنات نے شکر ادا کیا کہ کہیں تو اس کے دماغ کے گھوڑے رُکے۔ موبائل اَن لاک کر کے اس تھمایا۔ خیام نے لاپرواوئی سے پکڑا، اپنا نمبر لکھا اور کال ملادی۔ جیسے ہی رِنگ ٹون بجی اس نے "اوہ سوری غلطی سے ڈائیل بھی ہو گیا۔" کہہ کر کال کاٹ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دی۔

کائنات نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا، مجال ہے جو یہ انسان کہیں اپنا آپ نہ دکھائے۔ خیام نے مسکراتے ہوئے اس کا فون واپس کیا اور اپنے فون پر اس کا نمبر سیو کرتا ہوا بولا۔

"مجبوری تھی مس عالم! اس معاملے میں بالکل رِسک نہیں لے سکتا۔ جلد ہی ملتے ہیں!" مسکراہٹ تو جیسے اس کے ہونٹوں سے چپک گئی تھی۔ ہاتھ ہوا میں لہراتا' بائیں آنکھ کا کونا دباتا چلا گیا۔

داور کی کال پر "ابھی آئی" کہتی وہ بھی کیفے سے چلی گئی۔

※※※※※

گھر پہنچ کر اسے حیرت کا انتہائی خوشگوار جھٹکا لگا۔ عالم مرتضٰی وہیل چیئر کی بجائے والکنگ کین کا سہارا لیے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ وہ ہلنا تک بھول گئی، بے اختیار آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ عالم مرتضٰی ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے، ایک

ہاتھ میں کین اور دوسرے ہاتھ سے ربیعہ کا سہارا لیتے اس تک پہنچے۔ وہ ان کے سینے سے لگی رونا بھول کر اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگی۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔ پاپا میں بیان نہیں کر سکتی آپ کو پھر سے چلتے دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے!" وہ ان سے الگ ہو کر آنسو صاف کرنے لگی۔

"مجھے معلوم ہے بچے!" عالم مرتضیٰ نے اس کا ماتھا چوما۔

"آپا ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں!" اسے عالم مرتضیٰ کے ساتھ مصروف دیکھ کر حیدر بولا۔ حیدر کی ہانک پر وہ آگے آئی اور اس کا کان پکڑ کر کھینچا۔

"کیوں بھئی! تمہیں کیوں جلن ہو رہی ہے؟" سارا غصہ 'کوفت کہیں دور جا سوئی تھی۔

"اللہ اللہ کرو آپا! مجھے اپنا رنگ خراب کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ یہ شوق تم لڑکیاں ہی پورا کرو۔ صحیح کہہ رہا ہوں نا عینا؟" ہمیشہ کی طرح اپنی توپوں کا رُخ عینا کمال کی طرف کیا' جو کائنات کے گلے لگی رونے کے قریب تھی۔

"اس کو چپ کروالیں آپی! ورنہ میں نے کچن سے لال مرچیں لاکر اس کے منہ میں ٹھونس دینی ہیں۔" وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی ہوئی بولی' جو کائنات کو بہت زیادہ یاد کرنے کے بعد اپنے سامنے دیکھ کر خوشی سے بھیگیں تھیں۔

"تم دونوں لڑو۔۔۔ شاباش! رابی۔۔۔ آیت کہاں ہے؟" اس کے کہنے کی دیر تھی وہ دونوں زور و شور کے ساتھ اپنی جنگ شروع کر چکے تھے۔

"ماما کے ساتھ ہے میرے خیال سے! تم فریش ہو جاؤ میں کافی بناتی ہوں ہم دونوں کے لیے۔" ربیعہ اس سے مل کر کچن کی طرف چل دی۔

وہ بھی سر ہلاتی بلقیس بانو کے کمرے تک آئی' دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔

"السلام علیکم چچی! کیسی ہیں؟"

آیت ان کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی۔ اس کی نیند کے خیال سے انہوں نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔

"وعلیکم السلام! ٹھیک ہوں۔ تم؟" وہ آیت کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلا

رہی تھیں۔

"میں بھی! آیت سو رہی ہے؟"کائنات نے پوچھا'انہوں نے سر ہلا دیا۔اور بس! کائنات کے پاس ان سے کرنے کے لیے کوئی بات نہیں تھی اور وہ تو یوں بھی اسے مخاطب ہی نہیں کیا کرتی تھیں۔یہ تھا اس کا اپنی چچی سے رشتہ۔۔۔حالانکہ اس کی چھوٹی بہن کے لیے وہ ماں جیسی تھیں۔

وہ وہاں سے اپنے کمرے میں چلی آئی،نہا کر فریش ہوئی اور پھر نیچے لاؤنج میں آ گئی۔ عالم مرتضٰی اپنے دونوں بھتیجوں کے ساتھ محوِ گفتگو تھے۔ارسلان کمال نے بلکل بڑے بھائیوں کی طرح اس کے سر پر ہاتھ رکھا،کائنات نے اس کے بازو سے اپنا سر ٹکایا اور سرگوشی کی۔

"بہت مشکل ہے سب کچھ بھائی!"اس نے تھکے لہجے میں کہا۔وہ باقی سب کے سامنے بہت مظبوط رہا کرتی تھی صرف ارسلان اس کے خول کے پیچھے ہوتی ٹوٹ پھوٹ سے واقف تھا۔

"میں جانتا ہوں گڑیا! سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا' تم ٹھیک کر لو گی مجھے یقین ہے۔" اس نے اپنے الفاظ کے ساتھ آنکھوں سے بھی تسلی دی۔ کائنات سر ہلاتی ہلکا سا مسکائی۔

"کیسی ہو کزن؟" فرحان کمال نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔

"اے۔ون کزن؟ تم بتاؤ میں کیا کیا مِس کر چکی ہوں؟" وہ بھی اپنے لہجے میں بشاشت لاتی ہوئی بولی۔ فرحان پورے ہفتے میں پیش آنے والے واقعات اپنے مخصوص انداز میں بتاتا رہا اور وہ ہنستے ہوئے سنتی رہی۔ چچا کمال مرتضٰی اور چچی بلقیس بانو کے ساتھ اس کے جیسے بھی تعلقات تھے مگر وہ کزنز حقیقتاً ایک تھے۔ نہ چچا چچی کے رویوں کا الزام اس نے ان پر ڈالا تھا، نہ انہیں اس بات میں دخل دینے کی اجازت تھی۔

ارسلان سب سے بڑا تھا، 27 سال کا سنجیدہ' متانت و وقار سے بھرپور مرد۔ اس

کے بعد ربیعہ اور فرحان جوڑے کے تھے۔دونوں کی عمر ایک (24) جبکہ مزاج 180 کے زاویے سے مختلف تھا۔ربیعہ بڑے بھائی کی کاپی تھی جبکہ فرحان صرف باپ اور تایا کے سامنے سنجیدہ نظر آتا تھا۔کائنات اس سال 23 کی ہو چکی تھی،اس سے چھوٹا حیدر 20 سال کا تھا۔آیت عالم اور عینا کمال دونوں 18 سال کی تھیں اور سب کی لاڈلی بھی!

ارسلان اور فرحان 'کمال مرتضٰی کی فیکٹری سنبھالا کرتے تھے۔وہ خود سال کا زیادہ وقت اسپین اور آجکل دبئی میں گزار رہے تھے،جہاں انہوں نے حال ہی میں اپنے اسٹورز کھولے تھے۔

www.novelsclubb.com

عالم مرتضٰی اور کمال مرتضٰی دو ہی بھائی تھے۔ان کی مالی حالت پہلے کچھ خاص نہیں تھی مگر جب عالم مرتضٰی نے اسپین جا کر سال دو سال کام کرنے کے بعد 'ایک اسپینی کے ساتھ پارٹنر شپ کر کے اپنا کاروبار شروع کیا۔۔تب ان کے حالات تیزی سے بدلنے لگے تھے۔ان کے برعکس کمال مرتضٰی روزگار کے معاملے میں

اتنے خوش بخت نہیں تھے،ایک پرائیویٹ فرم میں بطور جنرل مینیجر کام کیا کرتے تھے۔ بڑا بیٹا اپنا نیا کاروبار چھوڑ کر واپس نہیں آسکتا تھا اس لیے مرتضٰی صاحب نے چھوٹے کی شادی پہلے کر دی۔ بلقیس بانوان کی بانجھی تھیں 'بہت زیادہ نہیں تو تھوڑی کینہ پرور ضرور تھیں۔عالم مرتضٰی کی کامیابی اور واہ واہ انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔اگلے سال ہی ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ بھتیجے کی خوشی میں عالم مرتضٰی بھی پاکستان آئے اور اس دفعہ انہیں مرتضٰی صاحب کی خواہش پوری کرنی ہی پڑی۔خاندان کی سب سے حسین لڑکی 'خاندان کے سب سے کامیاب لڑکے کے حصے میں آئی تھی۔عالم مرتضٰی ہر گز نظرانداز کیے جانے کے قابل نہیں تھے،اس لیے دوسری طرف سے فوراًہاں ہو گئی۔چٹ منگنی،پٹ بیاہ والا کام کیا گیا۔شادی کے ایک ماہ بعد وہ واپس اسپین چلے گئے۔سال کے اندر ہی زرتاشہ عالم بھی اسپین پہنچ گئیں۔وہ دونوں اپنی چھوٹی سی دنیا میں بہت خوش تھے۔عالم مرتضٰی روایتی قسم کے مرد نہیں تھے۔ہر ایک سے 'ایک ہی خلوص اور اخلاق کے ساتھ ملتے۔

اسی لیے سب ان کے گرویدہ تھے سوائے کمال مرتضٰی کے۔ جن کی زندگی ان کی بیوی نے،ان کے بھائی کی وجہ سے اجیرن کر کے رکھ دی تھی۔وہ جانتے تھے کہ ان کے بھائی کا کوئی قصور نہیں مگر وہ پھر بھی خود اس معاملے میں غیر جانبدار نہیں بنا پاتے تھے۔

زرتاشہ اور عالم کی شادی کو تین سال ہو چکے تھے اور وہ اولاد کی کمی محسوس کرنے لگے تھے۔تب ربیعہ اور فرحان کی پیدائش پر انہیں خوشخبری ملی اور وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے تھے۔وہ اپنا کپڑوں کا برینڈ پاکستان میں بھی متعارف کروانا چاہتے تھے 'اس لیے مصروفیت بڑھ گئی۔زرتاشہ ان کی عدم توجہگی پر اپنا بالکل خیال نہیں رکھتی تھیں۔ نتیجتاً طبیعت خراب کر کے ہسپتال پہنچ گئیں اور ڈاکٹر کو خطرہ مسکیرتج کا بھی تھا۔اس خبر نے عالم مرتضٰی کے ہوش اڑا کر رکھ دیے تھے۔

وہ سارا کام چھوڑ کر صرف زرتاشہ پر توجہ دینے لگے۔پاکستان جانے کا ارادہ بھی وہیں کہیں رہ گیا۔ان کی توجہ بے اثر نہیں گئی تھی،رب نے بہت خوبصورت بیٹی

سے نوازا تھا۔اس کا نام کائنات بھی انہوں نے ہی رکھا تھا کیونکہ وہ سچ میں ان کی کل کائنات تھی۔ زرتاشہ اب بھی کمزور تھیں اور بیٹی سے دور جانے پر ان کا دل اور دھیان سارا اسی طرف لگا رہتا۔کاروبار کو بھی بٹی ہوئی توجہ مل رہی تھی۔اس وقت وہ اس پوزیشن میں ہرگز نہیں تھے کہ کہیں جا پاتے۔

مرتضٰی صاحب بیمار رہنے لگے تھے۔عالم اور اس کی اولاد کو یاد بھی بہت کرتے تھے۔ مگر بیٹے کی مجبوری سمجھتے ہوئے خاموش تھے۔کمال مرتضٰی ان سے لڑا کرتے تھے۔

"بابا جانی! بھائی پر آپ کا اب بھی پورا حق ہے۔جب وہ اتنا یاد آتے ہیں تو بلا لیں انہیں، پلیز! آپ کی طبیعت سنبھل جائے گی۔مان جائیں میری بات۔"

مرتضٰی صاحب پھر بھی نہیں مانے۔ مجبوراً انہیں خود ہی بھائی کو فون کرنا پڑا۔عالم مرتضٰی ایک ضروری میٹنگ میں تھے جب انہیں کمال مرتضٰی کی کال موصول ہوئی۔وہ بابا کی صحت پر پریشانی کا اظہار کرتے انہیں پاکستان آنے کا کہہ رہے تھے

مگر وہ ٹال گئے۔اپنی طرف سے خیال رکھنے کی ذمہ داری بھی کمال پر ڈالی اور آدھا فرض نبھاتے ہوئے پیسے بجھوانے کا بول کر فون بند کر دیا۔اگر مستقبل دیکھ لیا ہوتا تو ہر گز نہ ٹالتے!

کمال مرتضٰی جو بھائی سے پہلے ہی دور ہو چکے تھے،اب ان سے مکمل طور پر بدظن ہو چکے تھے۔

"پیسے کے لیے جب کوئی اپنوں کو چھوڑتا ہے تو کتنا دکھ ہوتا ہے'کاش آپ سمجھ سکتے بھائی!اگر آپ سے دوری کی وجہ سے میں نے اپنا باپ کھویا تو آپ اپنا بھائی بھی کھو دیں گے۔۔۔"ان کی وہ رات روتے ہوئے اور اپنے بڑے بھائی سے شکوے کرتے ہوئی گزری تھی۔ایک تیس سالہ لمبا چوڑا مرد اپنے سے پانچ سال بڑے بھائی کو آخری دفعہ یاد کرتے ہوئے بچوں کی طرح رو پڑا تھا۔ایک رات ہی کیا ان کی اگلی کئی راتیں روتے ہوئے گزری تھیں۔باباجانی جو چلے گئے تھے۔اس منحوس رات جس میں بھائی بھائی سی چھوٹا تھا،اسی رات کی صبح باباجانی بھی انہیں اکیلا کر

گئے تھے۔ وہ اتنا روئے تھے کہ دیکھنے والی ہر آنکھ میں ان کے لیے ترحم اور لبوں سے خود بخود ان کے لیے صبر کی دعا نکلتی۔ بھائی کے آنے سے پہلے ہی وہ باپ کی تدفین کرا چکے تھے۔ جس بیٹے نے ان کے آخری وقت میں اپنی شکل نہیں دکھائی تھی' اس بیٹے کو بھی ان کے آخری دیدار کا کوئی حق نہیں!

عالم مرتضٰی کائنات اور زرتاشہ کو وہیں چھوڑ کر آئے تھے۔ آتے ہی بھائی کے گلے لگے بابا جانی کا آخری دیدار نہ کروانے پر ان سے شکوہ کرنے لگے۔ کمال مرتضٰی خاموشی سے سنتے رہے۔۔۔ بولے کچھ نہیں۔ بولتے تو تب جب وہ ان کا دکھ بانٹتے۔ وہ چھوٹے تھے باپ سے ڈرا کرتے تھے اور بھائی سے ہر بات کہا کرتے تھے۔ کیونکہ عالم مرتضٰی ہمیشہ ان کا حوصلہ ہی بنا کرتے تھے مگر اس بار بھائی نے ان کو اندر سے توڑ دیا تھا۔ آج بھی وہ کہاں ان کے بارے میں سوچ رہے تھے؟ انہیں اپنا غم تھا' کمال مرتضٰی کا نہیں! ان کا غم تھا کہ وہ آخری بار باپ کو نہ دیکھ سکے۔ کمال مرتضٰی کا غم زیادہ بڑا تھا۔۔۔ وہ آخری بار اپنے باپ کو ان کا بیٹا نہ دکھا سکے

تھے۔اس غم نے انہیں پتھر کا بنا دیا اور وہ سب کو وہیں چھوڑ کر کمرے میں بند ہو گئے۔

زندگی اپنی پرانی طرز پر چلنے لگی تھی مگر کمال مرتضٰی اسی لمحے میں ٹھہر گئے تھے۔ راتوں کو ٹھیک سے سو بھی نہ پاتے، جب بھی آنکھ لگتی خواب میں اموجان اور باباجان کو افسردہ دیکھتے۔عالم مرتضٰی بھی اپنی دنیا میں مگن ہو گئے تھے۔بھائی کی خیر خبر اب بھی رکھتے تھے، پیسے بھی بجھواتے تھے۔وہ الگ بات ہے کمال مرتضٰی نے کبھی ایک پیسے کو بھی ہاتھ نہ لگایا تھا۔سب کچھ بنک میں پڑا دوگنا اور چوگنا ہو رہا تھا۔چار سال بعد عالم مرتضٰی لوٹے تھے 'پانچ سال کی کائنات اور دو سال کے حیدر عالم کے ساتھ۔اپنے پیسوں سے ایک محل نما گھر تعمیر کر لیا تھا 'عالم منزل '۔بہت چاہا کہ کمال بھی ان کے ساتھ نئے گھر میں آجائیں مگر وہ بلقیس کے واویلے کی پروا کیے بغیر انکار کر چکے تھے۔عالم مرتضٰی نے یہیں پر نئی فیکٹری بھی لگائی تھی۔انہیں اسپین واپس جانا تھا مگر وہ زرتاشہ اور بچوں کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے تھے۔اس

لیے دوبارہ کمال مرتضٰی کو منانے کی کوشش کی۔ وہ بھائی کے لیے تو نہیں' اپنے باپ کی بہو اور پوتا پوتی کے لیے مان گئے تھے۔ ان کا بڑا بیٹا ارسلان نو سال کی عمر میں ان کی طرح سنجیدہ اور کم گو تھا۔ کمال مرتضٰی نے شروع ہی سے اسے اپنے بہت قریب رکھا تھا۔ فرحان اور ربیعہ کی کائنات کے ساتھ کافی دوستی ہو گئی تھی۔ حیدر عالم میں اپنے باپ سے زیادہ اپنے چچا اور دادا کی مشابہت تھی۔ کمال مرتضٰی کو اسی لیے وہ عزیز تھا۔

چھ ماہ بعد عالم مرتضٰی ائیر پورٹ سے سیدھے ہسپتال پہنچے، جہاں ان کی تیسری اولاد 'آیت عالم' پیدا ہوئی۔ زرتاشہ بظاہر صحت مند تھیں مگر اندر پلتی بیماری سے وہ انجان رہے۔ پاکستان میں بھی کئی جگہوں پر ان کے اسٹورز کھل چکے تھے۔ پہلے پہل تو کچھ خاص نہیں مگر ایڈورٹائزنگ کے بعد ان کے سٹورز چل پڑے تھے۔ بچوں کو بھی پاکستان کے اسکولوں میں داخل کروایا تھا۔ حیدر اور آیت بہت چھوٹے تھے ماں کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے' اس لیے ان کے ساتھ اسپین ہر بار کائنات ہی

www.novelsclubb.com

جاتی تھی۔ چھٹیوں کے باوجود اس کی پڑھائی میں کوئی حرج نہیں ہوتا تھا کہ اسے باپ سے ورثے میں ذہانت اور لیاقت ہی ملی تھی۔ وہ کائنات کے ساتھ رات کا کھانا کھا رہے تھے جب ان کے موبائل پر کمال مرتضٰی کی کال آئی۔ بابا جانی کے انتقال کے بعد سے کمال نے انہیں مخاطب کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے اسکرین پر ان کا نام پڑھ کر انھوں نے خوشی خوشی فون اٹھایا۔ مگر دوسری طرف سے ملنے والی اطلاع نے ان کے چہرے کا رنگ اڑا دیا تھا۔

"بھابھی ہسپتال میں ہیں۔ ان کی دونوں کڈنیز فیل ہو چکی ہیں۔ تین سال سے ان کو انفیکشن اور درد تھا مگر معمولی درد سمجھ کر، پین کلرز لے کر نظر انداز کرتی رہیں۔ میں ڈونر کا انتظام کر رہا ہوں! جلدی آئیں آپ۔" اطلاع دے کر فون بند کر دیا۔ وہ بھاگم بھاگ بیٹی کو لے کر پاکستان پہنچے۔ عالم مرتضٰی نے لاکھ کہا زرتاشہ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ! بچوں کے لیے ہی لوٹ آؤ! مگر وہ ان کی التجاؤں کو نظر انداز کر تیں جا چکی تھیں۔ پیچھے آٹھ سالہ کائنات، پانچ سالہ حیدر اور تین سالہ آیت کو انہیں خود

سنبھالنا تھا۔کمال مرتضٰی ہر کام میں ان کے مددگار تھے مگر رونے کے لیے کاندھا نہیں دیا تھا۔کیونکہ جب ان کی عزیز از جان ہستی جا رہی تھی تو ان کو بھی یہ کاندھا میسر نہیں آیا تھا۔آیت کو سنبھالنا مشکل تھا' جو ہر وقت ماں کو یاد کرتی رہتی تھی۔ اس کے بیمار پڑنے پر بلقیس بانو نے ساری تلخیاں بھلا کر آیت کو سنبھالا تھا۔ایسے میں اڑھائی سالہ عینا کمال نظر انداز ہونے لگی تھی۔ارسلان 12 سال کا تھا' اسے اپنے ارد گرد ہوتے واقعات کا اچھی طرح ادراک تھا۔اس لیے اس نے اپنی ساری توجہ عینا کو دے دی تھی۔

عالم مرتضٰی اب بچوں کو چھوڑ کہیں جانا نہیں چاہتے تھے۔پہلے بابا جانی اب زرتاشہ۔۔۔ان کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا۔وہ مزید کسی کو کھونا نہیں چاہتے تھے۔ اسپین میں کمپنی کو ان کی ضرورت تھی۔مفاد پرست لوگ ان کی غیر موجودگی سے پورا فائدہ اٹھا رہے تھے۔خود وہ جانا نہیں چاہتے تھے، نا جانے کی صورت میں نقصان تھا۔ایک ہی حل نظر آیا نا نہیں' اپنے اعتماد کے بندے کو بھیجیں۔اس لیے

کمال مرتضیٰ سے کہا تھا کہ وہ ان کی جگہ وہاں کا چارج سنبھال لیں۔عالم مرتضیٰ کو چوبیس گھنٹے اپنے سامنے دیکھنا۔۔۔ان کا ضبط انتہا پہ تھا۔اس لیے چپ چاپ ان کی بات مان کر جانے کی تیاری کرنے لگے۔

وقت تیزی سے پر لگا کر اڑنے لگا تھا۔عالم مرتضیٰ نے محنت سے پاکستان میں اپنا نام بنالیا تھا۔جبکہ اسپین میں ان کا برینڈ بیسٹ سیلنگ تھا تو کمال مرتضیٰ کی وجہ سے۔

ارسلان کی پڑھائی مکمل ہو چکی تھی اور اب وہ تجربہ حاصل کرنے کے لیے نوکری کر رہا تھا۔فرحان ایم۔بی۔اے اور ربیعہ ایم۔ایس۔سی کے آخری سال میں تھی۔ کائنات کا بی۔بی۔اے مکمل ہوا تھا۔حیدر آئی۔سی۔ایس میں جبکہ آیت اور عینا میٹرک میں تھیں۔

اس دن کائنات کی گریجویشن تھی۔عالم مرتضیٰ بہت خوش تھے۔اپنے آفس میں بیٹھے اس کے شایانِ شان کوئی تحفہ سوچ رہے تھے جب ان کا فون بجا۔اسپین سے ان کے دوست اور کمپنی کے وکیل کی کال تھی۔دعا سلام کے بعد وہ اصل مدعے پر

آئے۔

"عالم تم نے کمپنی کی اونر شپ بدل دی اور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا؟ آج اگر میں رجسٹریشن آفس نہ جاتا تو مجھے پتا بھی نہ چلتا۔"

"کیا مطلب؟" عالم مرتضٰی نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"اپنا آدھے سے زیادہ کاروبار اپنے بھائی کے نام کر کے تم مجھ سے مطلب پوچھ رہے ہو؟"

"کیا کہہ رہے ہو شکیل؟ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا!"

"عالم کیا تم سنجیدہ ہو؟ یہاں کی تمہاری دونوں فیکٹریاں اور تقریباً آدھے اسٹور آج کمال کے نام پر ٹرانسفر ہوئے ہیں! میں نے تمہیں کال بھی اسی لیے کی ہے کہ اس بے وقوفی کی وجہ جان سکوں۔ اور تم سرے سے کچھ جانتے ہی نہیں ہو؟"

"شکیل مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ کمال۔۔۔ نہیں کمال ایسا تھوڑی ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی یقیناً!" وہ سر نفی میں ہلاتے بولے۔

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی! تم فون رکھو میں ٹرانسفرڈیڈ کی تصویر بھیجتا ہوں تمہیں۔۔۔کمال سے پوچھو! کیونکہ میرے نزدیک تمہارا بھائی تمیں استعمال کر چکا ہے!"کال بند ہو چکی تھی۔عالم مرتضٰی بے یقین سے بیٹھے تھے۔میسج کی ٹون پر انہوں نے تصویر کھولی۔ان کا وکیل سچ کہہ رہا تھا۔انہوں نے کمال مرتضٰی کو فون کر کے دفتر آنے کا کہا۔پھر وکیل کی بھیجی ہوئی تصاویر کے پرنٹ نکالے،ایک فائل بنائی اور اپنے سامنے رکھے کمال کا انتظار کرنے لگے۔

کمال مرتضٰی آجکل پاکستان میں ہی تھے۔بیس منٹ کے اندر اندر وہ ان کے دفتر میں داخل ہوئے۔وہ عالم مرتضٰی کی سرد آنکھوں اور بے تاثر لہجے پر ٹھٹھکے ضرور مگر خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئے۔

عالم مرتضٰی نے فائل اٹھا کر ان کے سامنے میز پر پھینکی۔وہ ان کے رویے پر الجھتے فائل اٹھا کر پڑھنے لگے۔بے یقین انداز میں سر اٹھا کر بڑی بھائی کو دیکھا۔

"کیا مطلب ہوا اس کا؟آپ کیوں۔۔۔"وہ ان سے پوچھنا چاہتے تھے کہ آپ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیوں اپنی فیکٹریاں اور سٹور میرے نام کریں گے؟'مگر عالم مرتضٰی نے تلخ لہجے میں ان کی بات کاٹی۔

"کمال! تم نے یہ کیوں کیا؟" وہ کمال مرتضٰی کی بے یقینی کو ان کی اداکاری سمجھتے ہوئے پھٹ پڑے تھے۔

"بھائی! میں۔۔۔" کمال مرتضٰی نے سالوں بعد 'بھائی' کو اس انداز میں پکارا تھا اور عالم مرتضٰی نے تو برسوں پہلے بھی ان کی نہیں سنی تھی۔۔۔ آج کیسے سن لیتے؟

"تم نے یہ کیوں کیا کمال؟ اس سب پر جتنا میرا حق تھا اتنا ہی تمہارا تھا۔ تم منہ سے ایک دفعہ بول کر تو دیکھتے۔۔۔ میں تمہیں کبھی انکار نہ کرتا! مگر نہیں میرے سگھے بھائی کو مجھ سے زیادہ پیسہ پیارا تھا۔ اس لیے میرے اعتماد، میرے مان کا خون کر دیا۔" وہ غصے سے نکل کر اب دکھ کی کیفیت میں تھے۔ "اس بھری دنیا میں میں کسی سے بھی اس بات کی، اس دھوکے اور فراڈ کی توقع رکھ سکتا تھا مگر تم وہ واحد انسان تھے جس پر مجھے اپنی ذات سے زیادہ بھروسہ تھا! تمہیں میں نے خود اپنے

ہاتھوں سے بڑا کیا تھا۔۔۔انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا۔۔۔تمہاری کامیابی پر تم سے زیادہ میں خوش ہوتا تھا۔۔۔وہ مجھے اپنی ہی کامیابی لگتی تھی!" ان کی آنکھوں میں نمی چمکی، ان کا دل دکھا تھا کمال کی اس حرکت سے۔" مگر تم نے ثابت کر دیا کہ پیسہ ہمیشہ رشتوں سے بڑا ہوتا ہے!" وہ استہزائیہ ہنسے اور اسی لمحے کمال مرتضٰی کا سالوں کا ضبط بکھر گیا۔

"میں نے پیسے کی خاطر آپ کے اعتماد کا خون کیا ہے؟ چلیں ٹھیک ہے مگر میں نے یہ خون آج کیا ہے آپ نے تو سالوں پہلے کر دیا تھا' بابا جانی کا! اپنے چھوٹے بھائی کا! اسی پیسے کی خاطر۔کیوں؟ حیران کیوں ہو رہے ہیں؟ میں نے سالوں آپ کو مخاطب نہیں کیا۔ کبھی سوچا ہے آپ نے کیوں نہیں کیا؟" وہ جواب طلب نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔عالم مرتضٰی خاموش تھے، وہ سانس روکے ان کی اگلی بات کا انتظار کر رہے تھے۔

"اگر کرتا تو بابا جانی کا مجرم بن جاتا۔آپ انہیں کتنے عزیز تھے یہ آپ بھی جانتے

ہیں! پھر بھول کیسے گئے؟ آپ کی تصویر پکڑے روتے دیکھا تھا میں نے انہیں۔۔۔ بہت درد ہوا تھا مجھے بھی! وہ اٹھتے بیٹھتے یہی کہا کرتے تھے 'عالم کو دیکھ لوں ایک مرتبہ، پھر سکون سے مروں گا!' آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے مجھے کتنی تکلیف ہوتی تھی۔" انہوں نے سر نفی میں ہلایا۔

"تم۔۔۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کمال؟" وہ بمشکل اپنے آنسو روکتے بھرائی آواز میں بولے۔

"کتنی آسانی سے بھول گئے ہیں آپ؟ میں نے بابا جانی سے بہت کہا کہ آپ کو بلا لیں 'ٹھیک ہو جائیں میری خاطر؟ وہ نہیں مانے! آپ کی خاطر وہ ہر دفعہ مجھے بھول جاتے تھے۔۔۔ اس دفعہ بھی ایسا ہی کیا۔ پہلے میں اف تک نہ کرتا تھا کیونکہ آپ بھی مجھے اتنے ہی عزیز تھے! مگر بابا جانی کی خاطر اس دفعہ میں بولا تھا۔۔۔ آپ کو بولا تھا واپس آجائیں۔۔۔ بابا کی بیماری بھی بتائی تھی۔۔۔ آپ کی منتیں بھی کی تھیں اور مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے آپ نے کہا تھا 'بچے نہیں رہے ہو اب تم

کمال! اب تک باباجانی کو میں نے سنبھالا ہے اب تمہاری ذمہ داری ہے۔ ساری زندگی میری انگلی پکڑ کر چلتے رہو گے؟ فون رکھ رہا ہوں، ضروری میٹنگ میں ہوں۔ پیسے بجھوا دوں گا!' میں مانتا ہوں بابا میری بھی ذمہ داری تھے مگر وہ اپنی ہر ضرورت کے لیے آپ کو پکارنے کے عادی تھے۔ میں کمال مرتضیٰ 'عالم مرتضیٰ کی کمی کبھی بھی پوری نہیں کر سکتا تھا!" سالوں کا غبار نکل رہا تھا اور ابھی اور نکلنا تھا مگر عالم مرتضیٰ اتنا بھی برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔ سانس سینے میں اٹکنے لگا تھا، بمشکل حلق سے آواز برآمد کرتے صرف ان کا نام ہی لے پائے تھے۔

"ک۔کمال۔۔؟!"

مگر وہ ان کی صدا کو نظرانداز کرتے بولے۔

"کمال مرتضیٰ 'عالم مرتضیٰ کو واپس لانے میں ناکام رہا تھا۔ وہ بھائی جو میری معمولی سی تکلیف پر تڑپ اٹھتا تھا۔۔۔ میری لاکھ منتوں پر بھی انکار کر گیا تھا۔ میرا بھی مان ٹوٹا تھا! بے اعتبار ہو گیا تھا آپ سے! خود سے! ساری دنیا سے! مگر تب میری پروا

کسے تھی؟ مجھے بھی نہیں تھی! پر واتب بھی آپ کی تھی۔۔۔ بابا کی تھی۔ایسا کیا کروں کہ آپ لوٹ آئیں؟ میں ساری رات روتا رہا، سوچتا رہا مگر کچھ بھی نہ کر سکا! یہ کام بھی بابا جانی خود ہی کر گئے۔انہیں پتا تھا آپ کیسے آ سکتے تھے۔آخری دفعہ بھی میرا انہیں سوچا'میری خاطر رک جاتے۔آخری دفعہ بھی آپ کا سوچا'آپ کو بلانے کے لیے خود چلے گئے۔میں کیا کر سکا؟ کچھ بھی نہیں۔نقصان سب سے زیادہ میرے حصے میں آیا۔۔۔میں پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا اس نقصان پر! لوگ مجھ پر ترس کھا رہے تھے مگر مجھے لوگوں کی نہیں آپ کی ضرورت تھی۔آپ تھے کہاں؟ رستے میں؟ مجھے اس سے کیا آپ کہاں تھے؟ آپ بس میرے پاس نہیں تھے! میں اکیلا تھا۔۔۔بہت اکیلا! پھر آپ آئے اور شکوہ کرنے لگے۔مجھے کہیں تو انصاف کرنا تھا'جب بابا جانی آپ کو آخری دفعہ نہیں دیکھ سکے تھے تو آپ کو کیسے ان کا چہرہ دکھاتا؟ مگر ان کی زندگی میں آپ اہم تھے'ان کے جانے کے بعد بھی آپ ہی اہم تھے! ابھی تک ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔جب بھی سوتا ہوں خواب میں

خفا سے چلے آتے ہیں! مان تو میرا ابھی ٹوٹا تھا۔۔۔آج سے بیس سال پہلے ٹوٹا تھا۔
میں نے تو جواب طلبی نہیں کی۔کسی سے کچھ نہیں کہا،خود پر سہتا رہا۔آپ سے
سامنا نہ ہو اس لیے بلا چوں چراں اپنے بچوں سے دور ہو گیا۔آپ سے ایک گھنٹہ نہ
گزرا؟اپنی تکلیف سب سے بڑی لگنے لگی؟تو ٹھیک ہے۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا!
میں نے پچھلے بیس سال اذیت میں گزارے ہیں' اسی اذیت میں مر جاؤں گا۔آپ
کو بھی اپنی باقی کی زندگی اسی اذیت کے ساتھ گزارنی ہے۔مگر اذیت سب کو راس
کہاں آتی ہے؟دعا کروں گا آپ کو راس آجائے!" کمال مرتضٰی کے کرب زدہ لہجے
اور نم آنکھوں سے وہ اندر تک ہل گئے تھے۔وہ نشست چھوڑ کر اٹھے اور متوازن
قدموں سے دروازے کی طرف چل دیئے۔انہیں روکنے کے لیے وہ بے ساختہ
اٹھے مگر لڑکھڑانے پر میز کا سہارا لے کر انہیں پکارنا چاہا۔آواز ان کا ساتھ دینے سے
انکاری تھی۔زمین و آسمان آنکھوں کے سامنے گردش کرتے محسوس ہوئے۔
کمال مرتضٰی کو دروازے سے نکلتے ہی ٹھوکر لگی تھی،حالانکہ کائنات نے دیکھا تھا

وہاں کچھ بھی نہیں پڑا تھا۔ وہ اگر دیوار کا سہارا نہ لیتے تو ضرور گر جاتے۔ شکستہ قدموں کے ساتھ آگے بڑھے مگر دیوار کا سہارا چھوڑتے ہی دو زانو گر پڑے۔ ان کے گرتے ہوئے آنسوؤں کا کوئی شمار نہیں تھا۔ کائنات کا دل چاہا کہ ان کے آنسو پونچھ دے مگر وہ خود کو گرانے اور سنبھالنے میں اس قدر مصروف تھے کہ کسی دوسرے کی موجودگی کا انہیں احساس تک نہ تھا۔ کائنات نے ایک ہی قدم ان کی طرف بڑھایا تھا جب اندر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ وہ الٹے قدموں اندر آئی اور عالم مرتضٰی کو اوندھے منہ فرش پر گرے دیکھ کر وہ چیختی ہوئی ان کی طرف بھاگی۔ کمال مرتضٰی نے آواز پر پیچھے دیکھا، اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھے اور بے تاثر چہرے کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔

"یہاں بھی آپ بہت خاص ٹھہرے عالم مرتضٰی! دو پل کی اذیت بھی برداشت نہ کر سکے۔" ان کے لبوں پر بڑی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ عالم مرتضٰی کے دفتر کی طرف آتے لوگ انہیں حیرانی سے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

※※※※※

گاڑی چلاتے ہوئے ان کی نظریں سڑک پر مگر سوچیں کہیں دور پرواز کررہی تھیں۔ یہ سب کس نے کیا اور کیوں کیا؟ عالم مرتضٰی کی جائیداد کمال مرتضٰی کے نام کروا کر کسی کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں! یہاں فائدہ سراسر کمال مرتضٰی کو تھا۔ پھر کیا مقصد ہو سکتا ہے اس حرکت کے پیچھے؟ عالم مرتضٰی اور کمال مرتضٰی کو توڑنا؟ نہیں! بے شک عالم مرتضٰی کا رویہ ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی رہا ہے مگر کمال مرتضٰی نے کبھی بھی کچھ بھی ان کے لیے نہیں کیا اور یہ تو ایک زمانہ کہتا ہے 'کمال بھائی کے پیسے پر عیش کرتا ہے' تو کیا کوئی یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہے؟ مگر پھر وہی بات اس کا کسی کو کیا فائدہ؟ اپنی سوچوں سے الجھتے وہ گھر پہنچے تھے۔ ان کو گاڑی سے نکلتا دیکھ کر ارسلان کرسی سے اٹھا اور ان کی طرف بڑھا مگر وہ ناک کی سیدھ میں دیکھتے تیزی سے اپنے کمرے میں آئے اور الماری سے بیگ اور کپڑے نکال کر پیک کرنے لگے۔ بلقیس بانو لپک کر ان کے پاس آئیں۔

"کیا ہوا ہے اور یہ کیا کر رہے ہیں؟"

"پیکنگ!" لفظ سنتے ہی ارسلان کا دستک دیتا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا اور وہ دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

"مگر کیوں؟ کہاں جا رہے ہیں آپ؟" بلقیس بانوان کے اسی مزاج سے خائف تھیں۔ ہر فیصلہ اپنی مرضی سے لیتے اور انہیں مطلع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے۔

"واپس۔" مختصر ترین جواب دے کر باقی کی چیزیں بیگ میں ڈالنے لگے۔

"کمال! اچانک ایسا کیا ہوا ہے بتائیں مجھے؟ میں پریشان ہو رہی ہوں۔" چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔ کمال مرتضٰی نے عالم مرتضٰی کی اسپین میں موجود آدھی سے زیادہ جائیداد دھوکے سے اپنے نام کروالی ہے!" بے تاثر لب ولہجہ۔ مگر سننے والے دونوں سناٹے میں آ گئے تھے اور بلقیس بانو تو کھڑے سے بیٹھ گئی تھیں۔

"نہیں آپ ایسا کر ہی نہیں سکتے!" لہجے میں اتنا یقین تھا کہ کمال مرتضٰی نے چونک کر انہیں دیکھا۔ باہر کھڑے وجود کے احساسات بھی ان سے مختلف نہ تھے۔ کمال مرتضٰی ابھی خود پردے میں تھے اس لیے ان کی تائید نہیں کی تھی۔

"میں نے ہی کیا ہے۔ عالم صاحب اس وقت اسی صدمے کی وجہ سے ہسپتال میں ہیں۔ کائنات ہے ان کے پاس لیکن کائنات کے پاس کوئی نہیں ہے۔ ارسلان کے ساتھ چلی جاؤ۔" وہ لاکر سے اپنا پاسپورٹ نکالتے ہوئے بولے۔ بلقیس بانو حیران پریشان تھیں ان کے اس قدر اطمینان پر۔

"آپ کا پوچھیں گے سب؟" انہوں نے عالم مرتضٰی کو روکنے کی کمزور سی کوشش کی۔

"تو سب کو بتا دینا۔۔۔ نیا نیا پیسہ لگا ہے کمال کے ہاتھ! سنبھل نہیں رہا اس سے، سنبھالنے میں مصروف ہے۔ ارسلان اندر آؤ اور اپنی ماں کو لے کر جاؤ!" وہ ہر چیز سے غافل ہو سکتے تھے مگر ارسلان کی خوشبو سے نہیں۔ وہ یہ بات اچھی طرح جانتا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا اس لیے بلا تامل اندر چلا آیا۔

"کمال آپ کم از کم مجھے تو بتا دیں نا سچ کیا ہے؟" وہ اب بھی یقین نہ کرنے پر بضد اور ان سے ملتجی تھیں۔

"عجیب ہو تم عورتیں بھی! جب میرے پاس کچھ نہیں تھا تو لڑا کرتی تھی۔۔۔ طعنے دیا کرتی تھی۔ اب جب سب کچھ ہے تب بھی اعتراض ہے تمہیں۔ ماننے سے ہی انکاری ہو؟" وہ زچ ہو کر کہتے اپنا سامان لے کر چلے گئے۔

"چلیں مما! کائنات اکیلی پریشان ہو رہی ہو گی۔ تایا ابا بھی پتا نہیں کس حال میں ہیں؟ یہ سوال جواب بعد میں ہوتے رہیں گے ابھی ان کی صحت کے لیے دعا کریں!" وہ انہیں ساتھ لے کر گاڑی تک آیا۔ دفتر فون کر کے ہسپتال کا پتا پوچھا اور تیزی رفتاری سے گاڑی چلاتا وہاں پہنچا۔ کائنات کا رو رو کر برا حال تھا۔ ایک گھنٹے بعد کوئی اپنا نظر آیا تھا' وہ اس کے کندھے سے لگتی اور زیادہ شدت سے رونے لگی۔

"بھائی۔۔۔ پاپا ٹھیک تو ہو جائیں گے نا؟" وہ اس کا سر تھپک کر تسلی دینے لگا۔

"شش! چپ ہو جاؤ گڑیا تم تو بہت بہادر ہو نا۔ تایا ابا بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ تم دعا کرو ان کے لیے! رونا کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔" اس کو بینچ پر بٹھایا اور بلقیس بانو سے پانی کی بوتل لے کر اسے پانی پلایا۔ وہ ساتھ بیٹھیں اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھے تسلی دینے لگیں۔ کائنات آنسو پیتے ہوئے عالم مرتضٰی کی زندگی کی دعائیں مانگنے لگی۔

اس کی دعا قبول ہوئی تھی۔ عالم مرتضٰی کو زندگی مل گئی تھی 'صرف سانس لیتی ہوئی زندگی۔ ان کے سر میں شدید چوٹ آئی تھی 'جس کی وجہ سے وہ کومہ میں تھے۔ یا شاید شرمندگی ہی اس قدر زیادہ تھی کہ وہ آنکھیں نہیں کھولنا چاہتے تھے۔ ایک سال سے زائد عرصہ انہوں نے کومہ میں گزارا اور کائنات نے ان کے سرہانے۔ حیدر اور آیت کو باقی سب نے سنبھال لیا تھا مگر کائنات کو صرف ان کے وجود کی عادت تھی۔ اس لیے ہر چیز بھلائے 24 میں سے 12 گھنٹے ان کے پاس گزارا کرتی تھی۔ کاروبار کو اس ایک سال میں کسی کی توجہ نہیں ملی تھی۔ ارسلان نے کائنات

سے بات کی تھی کہ وہ خود سنبھالے سب کچھ یا اس کی جگہ کچھ عرصہ کے لیے وہ سنبھال لے گا مگر وہ انکار کر گئی۔

"پاپا کا کام ہے، وہ خود ہی دیکھیں گے!" ضدی لہجے میں جواب دے کر خاموش ہو گئی۔

عالم مرتضٰی کے ہوش میں آتے ہی جیسے اس کے اندر بھی نئی زندگی دوڑ گئی تھی۔ ان کا ہر کام اپنی نگرانی میں کروایا کرتی۔ تین مہینے میں ہی وہ ہسپتال سے وہیل چیئر پر گھر آ گئے تھے۔ان کا جسم اوپر سے لے کر نیچے تک متاثر ہوا تھا۔ گرے بھی تو اپنے پورے قد سے تھے 'اپنی ہی نظروں میں۔اٹھنے کے لیے ابھی بہت وقت درکار تھا!

ان کے کہنے پر ہی کائنات کاروبار کی طرف متوجہ ہوئی۔ مگر سوا سال میں بہت سے زیادہ نقصان ہو چکا تھا۔اب وہ پچھتا رہی تھی خوامخواہ کمال مرتضٰی کی ضد میں ارسلان کو روکا۔وہ اگر یہاں ہوتا تو شاید حالات اتنے خراب نہ ہوتے۔اب جو کرنا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا اسے خود ہی کرنا۔دفتر میں اپنی مرضی سے تنخواہیں لیتے ورکرز اور فیکٹری میں آدھے پیسوں سے بھی کم پر کام کرنے والے مزدور اس کے لیے مسئلہ بن گئے تھے۔عالم مرتضٰی کی اچھائی کی وجہ سے وہ لوگ اب تک کام کر رہے تھے مگر کب تک کرتے ؟اس لیے اس نے بہت سے پیسے بٹورنے والوں کو چلتا کر کے ان کا کام بھی اپنے ذمے لے لیا تھا۔

دفتر کو تو اس نے جیسے تیسے سنبھال لیا تھا مگر فیکٹری کے مسائل بڑھتے جا رہے تھے۔ان کے پاس اتنے فنڈز نہیں تھے اور اسی لیے فیکٹری اپنی مکمل صلاحیت سے بہت کم سامان بنا رہی تھی۔اسے کتنے ہی اسٹورز بند کرنے پڑے تھے مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات!وہ سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ مسئلہ کہاں پر ہے اور جلد ہی وہ جان گئی تھی۔اسے اسپین جاتا ہوا مال بھی ہضم ہوتا نظر آ رہا تھا اس لیے اپنی مصروفیت کا رُخ اسپین کی طرف کر دیا۔اس کی غیر موجودگی میں عالم مرتضٰی دفتر گئے تھے اور وہیں پر ساری قلعی کھلی تھی۔کائنات تو منہ سے بھاپ تک نہ نکالتی

تھی۔ اتنی مرتبہ تو وہ اس سے پوچھ چکے تھے کہ سب ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور وہ ہر مرتبہ 'نہیں ٹھیک تو آپکی بیٹی کر لے گی۔ یقین رکھیں' ایسا ہی کوئی جواب دے کر انہیں چپ کروا دیتی تھی۔ عالم مرتضٰی کا پہلا دن نہیں تھا اس کاروبار میں۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے انہیں کیا کرنا ہے اور انہوں نے وہی کیا تھا۔ ملک کے ٹاپ انڈسٹریلسٹ کو اپنا پروپوزل بجھوا دیا۔ ابراہیم شاہ کی بہت سی فیکٹریاں معاہدے کی بنیاد پر مال تیار کرتی تھیں۔ اس دفعہ صرف معاوضہ نہیں، انہیں کمپنی کے 30 فیصد شئیرز بھی مل رہے تھے۔ ابراہیم شاہ بھی بزنس کے پرانے کھلاڑی تھے، وہ جانتے تھے و نیٹیج کوئی معمولی سا برینڈ نہیں۔ یہ کڑا وقت گزر گیا تو پھر اپنے عروج پر ہو گا۔ فائدہ کسے اچھا نہیں لگتا؟ سو وہ بھی عالم مرتضٰی کی شرائط پر مان گئے تھے۔

کائنات اس نئی پیش رفت سے انجان مطمئن سی اسپین سے لوٹی تھی۔ وہ فرحان کی کسی بات پر ہنسنے کی وجہ سے آنکھوں میں آنے والے آنسو صاف کر رہی تھی جب عالم مرتضٰی نے اسے اچانک مخاطب کیا۔

"تم نے مجھے فیکٹری کے حالات سے بے خبر کیوں رکھا؟"

کائنات چونک کر سیدھی ہوئی۔

"آپ گئے تھے وہاں؟"

"ہوں!"

"اس لیے کیونکہ مجھے لگا تھا میں ہینڈل کر سکتی ہوں اور اسپین کے وزٹ کے بعد میں پازیٹو ہوں کہ میں جلد ہی سب ٹھیک کرلوں گی۔"

"اگلے مہینے سے سارے بند اسٹورز دوبارہ کھلواؤ، پروڈکٹس پورے ملیں گے!"

"ایک سیکنڈ۔۔۔ کیا کیا ہے آپ نے اس ایک ہفتے میں؟" فیکٹری وہ جس حال میں چھوڑ کر گئی تھی، اس حال میں یہ ممکن نہیں تھا۔ جب وہ اتنی چھوٹی سی بات جانتی تھی تو عالم مرتضٰی کیوں نہیں؟ اسی لیے حیرانی سے پوچھا تھا کہ ایک ہفتے میں ایسا کیا ہو گیا؟

"شاہ انڈسٹریز کے ساتھ پارٹنرشپ! پروڈکشن ان کی فیکٹری دے گی۔ ڈیزائنز،

اسٹورز اور برینڈ ہمارا ہی ہو گا۔پرافٹ اور لاس دونوں صورتوں میں ہمارے ساتھ ساتھ وہ بھی ذمہدار ہوں گے۔"انہوں نے بہت سادے سے انداز میں اسے اطلاع دی۔وہ منہ کھولے ان کا پر سکون چہرہ دیکھ رہی تھی۔ارسلان اور فرحان کے لیے بھی یہ خبر غیر متوقع تھی۔عالم مرتضٰی نے ارسلان کے چہرے پر پھیلی سوچ لمحے میں پڑھی جہاں لکھا تھا۔

'ہم تو صرف اچھے وقتوں کے ساتھی ہیں! برے وقتوں میں وہ ہم پر اعتماد کیسے کر سکتے ہیں؟!'

کائنات نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹوں کو جنبش دی مگر عالم مرتضٰی اسے ٹوک گئے۔

"اونہوں۔پہلے اچھی طرح سوچ سمجھ لو پھر رائے دینا کیونکہ فیصلہ تو میں کر چکا ہوں۔فیکٹری انچارج کل آفس جوائن کرے گا۔میں نے ہی انہیں ایک ہفتے بعد کا وقت دیا تھا۔اور ایک بات۔۔۔وہ تمہارا ماتحت نہیں ہو گا،اس لیے خیال رکھنا! اگلے ہفتے تک نئے اسٹاف کے لیے انٹرویوز شروع کرو۔ارسلان! مجھے میرے

کمرے تک چھوڑ آؤ۔"

ارسلان انہیں بستر پر بٹھا کر واپس جانے لگا مگر عالم مرتضٰی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا۔

"بیٹھو یہاں پر اور بات سنو میری! مجھے معلوم ہے تمہیں برا لگا ہے۔ تم سے نہ کہنے کی وجہ کمال ہر گز نہیں تھا۔ مجھے تمہارے باپ سے کوئی شکایت نہیں ہے، نہ ہی میں شکایت کا حق رکھتا ہوں! جب وہ رُوٹھا تھا مجھ سے تو میں جان بھی نہیں پایا تھا۔ مگر تمہیں میں خود سے روٹھنے نہیں دے سکتا۔ اپنا بھوم رکھنے کے لیے تمہیں نہیں بتایا تھا۔ کائنات نے بتایا تھا مجھے کہ تم نے کمپنی سنبھالنے کی آفر کی تھی مگر وہ کمال سے بدگمان تھی اس لیے انکار کر گئی۔ میں اس کا بھرم بھی قائم رکھنا چاہتا تھا۔ وہ پہلے سے ہی سوچتی ہے کہ یہ سب اس کی غفلت سے ہوا۔ ایسے میں تمہاری مدد لے کر وہ آئندہ زندگی میں کوئی فیصلہ خود نہیں لے سکے گی! قصور تمہارا نہیں ہے۔۔۔ کمال کا بھی نہیں تھا! میں ہی رشتوں اور کام کے درمیان توازن نہیں رکھ پایا۔"

www.novelsclubb.com

"تایا ابا! مجھے یقین ہے آپ نے جو بھی فیصلہ لیا ہے وہ ہم سب کے حق میں بہتر ہی ہو گا!" بہت کچھ کہنے کی چاہ میں وہ صرف یہی بول پایا۔ وہ انہیں بتانا چاہتا تھا کہ صرف کائنات ہی نہیں وہ بھی کمال مرتضٰی سے بدگمان تھے۔ اگر باپ کی قسم ساتھ نہ ہوتی تو وہ آج بتا دیتا ان کو کہ ڈیڑھ سال پہلے وہ کمال مرتضٰی سے ملنے اسپین گیا تھا۔ جب وہ 'عالم مرتضٰی کومہ میں ہیں' جاننے کے باوجود نہیں آئے تھے تو اسے جانا پڑا تھا ان کے پاس۔ تب کمال مرتضٰی نے ارسلان کو ان کی اپنی فیکٹری کے کاغذات دیے مگر وہ ہچکچا گیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ارسلان، تمہارا باپ کسی دوسرے کا حق چھین کر اپنی اولاد کو دے سکتا ہے؟" ان کے سوال پر اس کا سر خود بخود نفی میں ہلا۔

"اس فیکٹری میں صرف اور صرف میری محنت کا پیسہ لگا ہے۔"

"مجھے یقین ہے ڈیڈ! بس یہ جاننا چاہتا ہوں کیا تایا ابو کو آپ پر یقین نہیں تھا؟"

ارسلان ان سے وہ باتیں جاننا چاہتا تھا جو وہ اس سے چھپا گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"معلوم نہیں۔۔۔اگر کبھی تھا بھی تو اب نہیں ہو گا! سگنیچر تو ان سے میں نے ہی کروائے تھے مگر لاعلمی میں۔یہ سب بھائی کے اسپینی پارٹنر میکنزی کا کیا دھرا ہے۔ شروع میں اس نے صرف بیس پرسنٹ انویسٹ کیے تھے اور تب سے اب تک اتنا ہی فائدہ لیتا رہا۔ مگر اب اس نے لالچ میں آکر یہ شاندار اسکیم بنائی تھی۔میرے سیکریٹری کے ساتھ مل کر اس نے پیپرز تبدیل کروائے۔پلاننگ اچھی تھی مگر بھائی کو پتا چل گیا۔" وہ پیپر ویٹ انگلیوں کے درمیان گھماتے بولے۔

"میکنزی کے ساتھ کیا کیا آپ نے؟اور اس فراڈ کا باقی سب کو کب بتا رہے ہیں؟"

"اس کے بیس فیصد شئیرز بھی اب اس کے نہیں رہے۔اور ہاں یہ بات صرف تمہارے اور میرے درمیان رہے گی۔میں ابھی یہ سب کسی کے سامنے نہیں لانا چاہتا اس لیے تم بھی خاموش رہو گے!"

"ڈیڈ یہ آپ ناانصافی کر رہے ہیں اپنے ساتھ!" وہ ان سے متفق نہیں تھا، احتجاجاً بولا۔

"اونہوں! یہ معاملہ میرا اور میرے بھائی کا ہے۔اس میں نہ میری اولاد بولے گی اور نہ تم میں سے کسی کی میں سنوں گا۔کائنات سب جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں بولی۔۔۔تم بھی نہیں بولو گے!" وہ سختی سے بولے۔

"مگر ڈیڈ آپ کا اور میرا ایک اور رشتہ بھی تو ہے؟" وہ بے چارگی سے بولا۔جانتا تھا اب ان کی ناہاں میں نہیں بدلنی۔

"ہوں؟" کمال مرتضٰی نے بھنویں سکیڑیں۔

"دوستی کا! میں آپ کا اکلوتا دوست بھی تو ہوں؟" وہ مسکراتا ہوا بولا۔کمال مرتضٰی بھی مسکرائے۔

"ہاں مگر میں تو تمہارا اکلوتا دوست نہیں ہوں!"

"اب کیا کریں فین فالوونگ ہی بہت ہے۔اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

"بس کردو یار! اتنی لمبی لمبی تو کبھی تمہارے باپ نے بھی نہیں چھوڑیں۔"

"لیں ابھی میں نے آپ کو بتایا ہی کیا ہے؟ پانچ دس نمبر تو اکھٹے ہو ہی جاتے ہیں دن

www.novelsclubb.com

میں!" وہ فخریہ بولا۔

"صاحبزادے! یہ نمبر ہیں یا چندہ؟ میں تمہارا باپ پہلے ہوں دوست بعد میں۔اس لیے ذرا اپنی خیالی دنیا سے واپس آجاؤ۔اور یہ فون دو ادھر؟" انہوں نے بگڑے تیور کے ساتھ کہا تو ارسلان منمنایا۔

"کیا ہے یار؟ اتنا سا بھی یقین نہیں ہے اپنے بیٹے پر؟" اس نے انگوٹھے اور انگلی کو آپس میں ملا کر اشارہ کیا۔انہوں نے مسکراہٹ چھپائی۔

"بس بس ٹھیک ہے۔اٹھو کسی اچھے سے ریستوران میں ڈنر کرتے ہیں۔پھر دیکھ لیں گے کتنے نمبر آتے ہیں؟" وہ اس کا مذاق شروع سے ہی سمجھ گئے تھے مگر ثابت تو کرنا تھا نا کہ وہ بھی پھر اسی کے باپ ہیں!

"پھر آپ کو چھوڑ کر مجھے کس نے پوچھنا ہے؟" اس کی بڑبڑاہٹ بھی انہوں نے واضح سنی تھی اور ہنس دیے تھے۔ارسلان پھر سے بولا۔

"ویسے بھی آپ پر بلو کلر بہت جچتا ہے۔۔۔ مما سے تو آج تک یہی سنتے آئے ہیں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ختم بھی کر و یار! اٹھ چلو اب۔" وہ دراز سے گاڑی کی چابی نکال کر دروازے کی طرف چل دیے۔ ارسلان بھی سعادت مندی سے سر ہلاتا اٹھا۔ جیسے اب وہ سعادت مندی سے عالم مرتضٰی کو مان دیتا ان کے کمرے سے چلا گیا تھا۔

※※※※※

گھر پہنچ کر اسے حیرت کا انتہائی ناخوشگوار جھٹکا لگا۔ ابراہیم شاہ سامنے صوفے پہ بیٹھے اسے ہی گھور رہے تھے۔ آگے پیچھے ٹہلتی ہوئی عائشہ ابراہیم بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔ ان کے تیور اور میز پہ رکھے ہوئے کاغذ اسے بہت کچھ بتا رہے تھے۔

خیام شاہ نے معصومیت کا لبادہ جلدی سے اوڑھا اور انہیں سلام کرتا ہوا بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام! اٹھو" سلام کے جواب کے بعد ابراہیم شاہ نے اسے ٹوک دیا۔

"جی بابا!" سنجیدہ سا کہتا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ادھر میرے سامنے آؤ!" نیا حکم جاری ہوا۔

"یار بابا! عدالت میں جج کے سامنے نہیں' ایک طرف ہی کھڑے ہوتے ہیں"

جواب تو دے دیا تھا مگر ابراہیم شاہ کے خطرناک تیور دیکھ کر زبان دانتوں تلے دبالی

۔جبکہ عائشہ ابراہیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی، جسے ابراہیم شاہ سے

چھپانے کیلئے انہیں چہرہ دوسری طرف کرنا پڑا۔

"کہاں تھے تم دو ہفتے سے؟؟"

"مما کو بتا کر گیا تھا!"حیرت کا اظہار کیا جیسے اسے یقین نا آرہا ہو کہ انہوں نے یہ

بات ابراہیم شاہ سے چھپالی۔ابراہیم شاہ سے؟

"ہاں! مگر جھوٹ بتا کر گئے تھے۔دوستوں کے ساتھ گئے تھے تم کیمپنگ کرنے

چار دن کے لیے 'وہ الگ بات ہے چار کے چودہ دن لگ گئے اور پاکستان میں کیمپنگ

کیلئے جگہ نہیں تھی اس لیے اسپین جانا پڑا۔مجبوری تھی! گھر سے باہر جاتے ہوئے

تم اپنی ماں کو بتا کر جاتے ہو لیکن ملک سے باہر جاتے ہوئے بھی باپ کو بتانا ضروری

نہیں سمجھا! وجہ؟"میز سے اس کے ٹکٹس کی کاپیز اٹھا کر اس کے ہاتھ میں

پکڑائیں۔

"میرے بابا سے پوچھ لیں اگر میں ان کو بتاتا تو وہ مجھے جانے دیتے؟" لاپروائی سے کاغذات دوبارہ میز پر اچھالے اور اپنی چھوڑی ہوئی نشست دوبارہ سنبھالی۔ عائشہ ابراہیم نے ایک نظر بیٹے کو دیکھا جو ایک پل میں دس روپ بدلتا تھا اور پھر اپنے شوہر کو، جو اپنا غصہ پینے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

"اگر کوئی وجہ ہوتی تو ضرور جانے دیتا! تمہاری حرکتیں روز بروز برداشت سے باہر ہوتی جارہی ہیں خیام شاہ!"

"کوئی وجہ نہیں تھی اسی لیے نہیں بتایا!" اس نے معمولی سے کندھے اچکائے۔

"وہاں کیا کیا کارنامے سرانجام دے کر آئیں ہیں، بتادیں؟ تاکہ میں ایک ہی دفعہ آپ کو اس گھر سے چلتا کروں!" ان کے پوچھنے پر خیام کی نظروں کے سامنے وہ ساری رنگ برنگی تصاویر گھوم گئیں۔ اگر ابھی اس نے انہیں بتادیا تو رات واقعی کسی ہوٹل میں گزارنی پڑے گی۔ کم از کم اس وقت وہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

"کچھ بھی نہیں بابا! آپ کا بیٹا ایسا ویسا کچھ بھی کر ہی نہیں سکتا۔۔۔ بے فکر رہیں!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

(اور رہنے دیں!)'' آخر میں بڑبڑایا۔

''یہ 'کچھ بھی نہیں' کا چونا مجھے مت لگاؤ، تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں میں! ٹھیک ہے چھپالو جتنی دیر تک چھپا سکتے ہو۔ بات مجھ تک پہنچ ہی جائے گی جلد یا بدیر۔ یہ تمہاری موج مستی کا آخری دن تھا، جسے تم غالباً سفر میں گزار چکے ہو۔ کل سے آفس پورے وقت پر!''

''اتنا سنجیدہ مذاق نہیں کریں بابا! بقول آپ کے 'آپ کے آفس کا ایک کلرک بھی مجھ سے زیادہ سنجیدہ اور ذمہ دار ہے' اس لیے اپنے کلرکوں سے ہی کام لیں۔'' کام کے نام پر وہ ایسے ہی اتھرے گھوڑے کی طرح بدکتا تھا۔

''کس خوش فہمی بلکہ غلط فہمی میں ہیں صاحبزادے؟! تمہیں میں اپنے دفتر میں چپڑاسی بھی نہ لگاؤں۔ ایک جاب ہے تمہارے لیے۔ کل سیکریٹری رضا سے مل لینا، وہ سب کچھ سمجھادے گا تمہیں اور تمہارے ساتھ ہی کام کرے گا۔ ایک نکمے کے ساتھ مجھے کوئی کام کا بندہ بھی تو بھیجنا ہے۔'' ان کی مختصر تفصیل پر بھی وہ چہکا۔

"یعنی کہ میں آپ کے آفس میں کام نہیں کر رہا؟ تھینک یو بابا! آپ کو نہیں پتا آپ نے مجھے کتنی بڑی بوریت سے بچا لیا ہے۔" وہ حقیقتاً اُن کا شکر گزار تھا اس لیے کہ دفتر میں بیٹھ کر فائیلیں کھنگالنے سے زیادہ اسے فیلڈ ورک پسند تھا۔ وہ ٹیکسٹائل ڈیزائیز تھا اور اس کے ڈیزائنز ہمیشہ بہترین ہوا کرتے تھے۔ ابراہیم شاہ نے یہ بات مدِ نظر رکھتے ہوئے ہی اسے چنا تھا۔

"کل آنے دو پھر دیکھیں گے کون بچا اور کون پھنسا؟!" اسے چیلنج کرتے اٹھے اور سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔ سب جانتے تھے کہ چیلنج جیتنا خیام شاہ کا پسندیدہ ترین کام تھا۔ ان کے جانے کے بعد خیام شاہ عائشہ ابراہیم کے پاس آیا اور ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا۔

"میرے جانے کے بعد پارٹی بدل لی؟ ناٹ فیئر مسز عائشہ ابراہیم!"

"پارٹی بدلنے والے آپ تھے مسٹر خیام ابراہیم شاہ! مجھ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟" انہوں اس کا کان اپنی گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا۔

"آہ ممی 'سوری! پکا آئندہ زیادہ اچھا جھوٹ بولوں گا۔"اس کی بات پر انہوں نے زور سے اس کا کان کھینچا۔اس دفعہ اس کی مصنوعی چیخ اصل چیخوں میں بدل گئی۔

"آآآآآآہ! کیا کر رہی ہیں؟اصلی کان ہیں میرے پلاسٹک کے نہیں ہیں۔اب چھوڑ بھی دیں۔"

انہوں نے اس کا سر اپنی گود سے اٹھا کر صوفے کی گدی پر رکھا اور اٹھنے لگیں۔خیام نے ان کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"اچھا معاف کر دیں نا مما! دیکھیں کان پکڑ کر سوری؟ہوں؟"کان پکڑ کر وہ پھر سے چیخنے کی اداکاری کرنے لگا جیسے ہاتھ لگانے سے بھی دکھ رہا ہو۔عائشہ ابراہیم ہنس دیں۔

"باز آجاؤ تم!"

"اچھا نا آجاؤں گا۔ویسے بابا کو تو عادت ہے مجھے ڈانٹ کھلانے کی،کم از کم آپ تو کھانا کھلا دیں؟قسم سے ترس آرہا ہے مجھے اپنے معدے پر!"

"کاش میں تمہیں کہیں سے عقل لا کر کھلا سکتی!" ان کا رُخ کچن کی طرف تھا۔

"ناممکن!" خیام شاہ ڈھیٹوں کی طرح ہنس دیا۔

※※※※※

صبح وہ وقت پر تیار ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچا تو سب سے پہلے اس پر صارم ابراہیم کی نظر پڑی۔ بڑے بھائی نے اٹھ کر سیٹی بجاتے ہوئے اسکا استقبال کیا۔ خیام اونچی آواز میں سلام کر کے بھائی کے گلے لگ گیا۔

"کیسا لگ رہا ہوں؟" علیحدہ ہو کر بھائی سے پوچھا۔

"ڈیشنگ! بابا کی کاپی لگ رہے ہو۔ آپ دونوں نے کوئی پلان بنایا تھا کیا ایک جیسی ڈریسنگ کرنے کا؟ بلیو پینٹس، وائٹ شرٹ، بلیو واسکٹ حتٰی کہ آپ دونوں کے کف لنکس اور جوتے بھی ایک جیسے ہیں!" صارم نے باپ اور بھائی کا تفصیلی جائزہ لیا۔ خیام نے ابراہیم شاہ کی ہم رنگ آنکھوں میں دیکھا، ایک اور چیز بھی تو ایک جیسی تھی ان دونوں کی، گرے آنکھیں! ابراہیم شاہ بھی اسی طرف متوجہ

www.novelsclubb.com

تھے، صارم سے بولے۔

"ہاں مگر تمہارے بھائی کو ٹائی لگانا نہ نصیب ہوئی!"

"اور کوٹ میں اسلیے نہی پہنوں گا کیونکہ مجھے کام کے پہلے دن ہی بابا کی طرح کا سنجیدہ اور خطرناک لک نہیں دینا" کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولا.

"بہت شکریہ اس تکلف کا بھی! اگر تم ٹریک سوٹ میں بھی آفس چلے جاتے تو کس نے روکنا تھا؟" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے طنز کیا.

"پھر اجازت ہے بابا؟ میں چینج کرلوں؟" بریڈ کا نوالا لے کر منہ چلانے لگا، زبان چلانا بھی ہرگز نہی بھولا تھا.

"اور برادر! بھابی کیسی ہیں؟ نظر نہی آرہیں، ہیں کدھر؟" جانتا تھا بابا جواب نہیں دیں گے اسلیے بھائی کی طرف متوجہ ہوا.

"بالکل ٹھیک ہے, کل رات ہم پارٹی سے لیٹ آئے تھے اسلیے ابھی تک سو رہی ہے۔ تم بتاؤ، کل بچت ہوگئی تھی؟" ابراہیم شاہ کی طرف اشارہ کیا جو اخبار پڑھنے اور

جوس پینے میں مصروف تھے۔

"جی ہاں !اسی بچت کے نتیجے میں اتنی صبح سوٹڈ بوٹڈ بیٹھادِکھ رہاہوں آپکو۔" دونوں بھائی ہنس دیے۔ابراہیم شاہ کی گھوری پہ صارم کو کھانسی اور خیام کو اچھو لگ گیا تھا۔ پانی پی کر خاموشی سے ناشتا ختم کیااور اٹھ گیا۔

"مما کہاں ہیں؟"

"سو رہی ہے عائشہ !" ابراہیم شاہ نے جواب دیا.

"ایک تو ہمارے گھر کی عورتوں کو سونے کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں ہے؟"

"سونے کے علاوہ تیسرہ کوئی کام تمہیں بھی نہی ہے!"

ابراہیم شاہ کی بات پر خیام نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"پہلا کام آوارہ گردی،دوسرا سونااور تیسرا بس" ابراہیم شاہ کو وضاحت کرنی پڑی تھی.

"مین متفق ہوں بابا!" صارم کی بات پر خیام نے دانت پیسے۔

"بالکل! میرے خلاف محاذ آرائی میں سارے ہی متفق ہوتے ہیں۔اب بابا میرے اچھے کام پر بھی متفق ہو جایئے گا"

"بشرطیکہ کام واقعی اچھا ہو!"

دوسرا چیلنج! خیام شاہ نے ذہن نشین کر لیا۔

آفس میں اس کو اسکی پوسٹ کے بارے میں بتادیا گیا تھا۔وہ حیران تھا کہ کہاں ابراہیم شاہ اسکو اپنے دفتر میں کلرک بھی نہ رکھنا چاہتے تھے اور کہاں ایک پوری فیکٹری ہی اسکے ہاتھوں میں سونپ دی تھی۔حیران کے بعد پریشان اگلی خبر نے کیا تھا کہ اپنی فیکٹری سے ایک ڈوبتی ہوئی کمپنی کو اسکی سابقہ حالت میں واپس لانا تھا۔

کمپنی کے نام پر ٹھٹھکا ضرور مگر پھر سر جھٹک کر نظر انداز کر دیا۔

'یہ بابا کب سے گھاٹے کے سودے کرنے لگے؟'وہ سوچ رہا تھا جبکہ ابراہیم شاہ اپنی بات اس پر واضح کر گئے تھے۔

"وُ نیٹیج ہر گز ڈوبنے والا برینڈ نہیں ہے،تمہارے باپ کا بزنس کا تجربہ کہتا ہے یہ!

بس تمہیں سب کام ہوش میں رہ کر اور سب کی مدد سے کرنا ہے۔اکیلے نہ شروع ہو جانا، تم سے نہیں ہوسکے گا۔دو سال پہلے عالم مرتضیٰ کے ہسپتال جانے کی وجہ سے کمپنی کو کافی نقصان پہنچا ہے۔اب عالم کی جگہ اسکی بیٹی سنبھال رہی ہے کمپنی کو۔میری ملاقات عالم سے ہوئی تھی، یہ پارٹنر شپ بھی عالم نے ہی سائن کی ہے۔ تمہیں اسکی بیٹی کے ساتھ کام کرنا ہے۔اورہاں زرا تمیز سے کام کرنا! اب تم اس عمر سے نکل آئے ہو جب مجھے تمہاری شکایتیں ملا کرتی تھیں۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے اس کے جواب کے منتظر تھے مگر وہ اپنی سوچوں میں گم دو جمع دو چار کر رہا تھا۔۔۔'وینٹیج+عالم=مس کائنات عالم'

"یار بابا! نام کیا ہے ان کی بیٹی کا؟" وہ چہک کر بولا۔

"کیوں؟" ان کے ماتھے پر بل پڑے۔"جب ملو گے پوچھ لینا اور میں آخری دفعہ کہہ رہا ہوں انسان کا بچہ بن کر رہنا!"

خیام شاہ نے اٹھنے کے لیے پر تولے۔

"بابا! آپ کو اپنے انسان ہونے پر شک ہے کیا؟" فٹ سے بول کر بھاگ لیا کیونکہ اگر رکتا تو ابراہیم شاہ کا پھینکا ہوا پیپر ویٹ دروازے کی بجائے اس کے سر پر لگتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کالی سیاہ آڈی میں بیٹھا، ابراہیم شاہ کے منتخب سیکرٹری رضا حمید کے ساتھ اپنے آفس کی طرف جا رہا تھا۔ رضا اسے کمپنی کی آجکل کی صورتحال پر معلومات دے رہا تھا۔ ایک ہفتے میں وہ یہی سب کر تا رہا تھا اسلیے اسکے پاس بہت سا مواد تھا۔

※ ※ ※ ※ ※

کائنات نے ساری رات نئی پارٹنرشپ کو سوچتے اور شاہ انڈسٹریز کو گوگل کرتے ہی گزار دی۔ غیر جانبداری سے سوچا تو عالم مرتضٰی کا فیصلہ اسے ٹھیک لگا۔ مگر اس سے آگے کیا ہوگا وہ نہیں جانتی تھی۔ وہ ہر چیز کے بارے میں غیر جانبداری سے سوچ سکتی تھی مگر دنیا اور اس میں بسنے والے لالچی لوگوں کے بارے میں نہیں۔

اسے آج تک کسی پر اعتبار کرنا آیا ہی نہیں تھا سوائے اپنوں کے اور اس کے نزدیک

www.novelsclubb.com

اس کے اپنے بھی کوئی ایسے خاص قابلِ اعتماد نہیں تھے ! عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد اس کا لوگوں پر رہا سہا اعتماد بھی جاتا رہا تھا۔ کاروباری دنیا میں صرف اپنے مفاد اور پیسے کی خاطر اس نے بہت سے لوگوں کو دوسروں کی زندگیاں برباد کرتے دیکھا تھا۔ ایک مثال تو اس کے اپنے گھر کی تھی۔ اپنی اس سوچ میں وہ حق بجانب بھی تھی کہ آج سب سے بڑی طاقت پیسہ ہے۔ جس کے پاس جتنا پیسہ وہ اتنا طاقتور۔ کبھی عالم مرتضیٰ بھی رہے ہوں گے طاقتور مگر آج ان کا شمار کمزوروں میں ہوتا تھا۔ اب وہ ایک طاقتور سے ہاتھ ملا بیٹھے تھے۔ اسے یہی خدشات لاحق تھے کہ کہیں ابراہیم شاہ خود غرضی میں آکر خود کو مزید طاقتور اور عالم مرتضیٰ کو مزید کمزور نہ کردیں۔ ذہن میں اس قدر سوچیں گردش کر رہی تھیں کہ نیند بھی نہیں آرہی تھی۔ اس کے اعصاب ہرگز کمزور نہ تھے مگر جب وہ عالم مرتضیٰ کی تکالیف کے بارے میں سوچتی تو وہ کمزور پڑنے لگتی تھی۔ وہ ایک ہی وقت میں بہت حساس اور بہت بے حس بن جایا کرتی تھی۔ بہت حساس اپنوں کے لیے اور بہت بے حس

اس کے اپنوں کو نقصان پہنچانے والوں کے لیے۔ بہت سی سوچوں نے اسے تھکا ڈالا تھا اور وہ اب صرف سونا چاہتی تھی۔ سب کچھ اللہ کے سپرد کرتے ہوئے اس نے آنکھیں موند لیں اور ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔ اسی سوتی جاگتی کیفیت میں رات گزر گئی۔

صبح ربیعہ کی بہت سی آوازوں کے بعد اس کی آنکھ کھلی۔ سر اب بھی بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ وقت دیکھا۔۔۔ آفس کے لیے دیر ہو چکی تھی۔ ربیعہ کالج جانے کے لیے بالکل تیار اس کے سامنے کھڑی، بڑی بہنوں والے رعب سے اسے جھاڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"حد ہو گئی ہے لاپروائی کی! کائنات تم نے تو اپنے آفس 'ایز اے باس' جانا ہے، میرا کیا قصور تھا؟ مجھے میرے کالج سے نکلوا کر ہی دم لو گی تم؟ تمہیں پتہ ہے مجھے اپنی جاب کتنی عزیز ہے؟" ربیعہ الماری سے اس کا استری شدہ عبایا اور اسکارف نکال رہی تھی۔

"رہنے دو رابی! مجھے معلوم ہے تمہارے کالج میں تمہیں اپنی جاب سے زیادہ اور بھی بہت کچھ عزیز ہے۔" کائنات نے برش کرتے ہوئے واشروم کے دروازے تک آکر اس کو جواب دیا۔

"مجھے چھوڑو اور اپنا سوچو! پونے نو بج چکے ہیں۔ پہلے ہی دن اپنے نئے پارٹنر پر برا امپریشن پڑنے والا ہے۔" وہ اب اس کے آفس بیگ میں فائلز اور لیپ ٹاپ ڈال رہی تھی۔ کائنات تولیے سے چہرہ خشک کرتی باہر آئی اور اپنے بال سلجھانے لگی۔

"مجھے پروا نہیں! انسان ہوں تھک بھی سکتی ہوں، دیر تک سو بھی سکتی ہوں، لیٹ بھی ہو سکتی ہوں اور کسی کی اچھی بری بات کا منہ توڑ جواب بھی دے سکتی ہوں!"

"یہ بری بات کی تو سمجھ آتی ہے مگر اچھی بات کا منہ توڑ جواب دینا کہاں کی شرافت ہے؟!"

"او کے۔۔۔ سیز فائر!" اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جواب دیا۔ اتنی صبح وہ ایک پُرجوش پروفیسر کا لیکچر سننے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ سو خاموشی سے اپنا عبایا اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسکارف اوڑھ کر، اپنا سامان لے کر اس کے ساتھ چل پڑی۔اس کا رخ عالم مرتضٰی کے کمرے کی طرف تھا۔ سلام کر کے ان کی طبیعت کا پوچھا اور ان کی دعائیں لیتی گھر سے باہر آگئی۔ ربیعہ نے اسے ناشتے کے لیے ٹوکا مگر اسے پہلے ہی دیر ہو چکی تھی اس لیے انکار کر گئی۔ اس نے گاڑی نکالی تو ربیعہ بھی اپنی چادر اوڑھ کر اس کے ساتھ آ بیٹھی۔ ربیعہ کو اس کے کالج اتارنے کے بعد وہ آفس پہنچی تو پورے تیس منٹ اوپر ہو چکے تھے۔ گھر میں سب کے پاس اپنی اپنی گاڑیاں تھیں مگر وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آنے جانے کی عادی تھیں۔ کبھی گاڑی اس کے پاس تو کبھی ربیعہ کے پاس ہوتی تھی۔ اپنے کیبن میں پہنچ کر اس نے کافی منگوائی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کافی کے سپ لیتی ہوئی اپنا آج کا شیڈول دیکھ رہی تھی۔ سکریٹری نام کا طوطا اس نے نہیں پالا تھا۔ اگر وہ کچھ بھول جاتی، جو کہ بہت کم ہوتا تھا تو مینیجر اسے یاد کروا دیا کرتا تھا۔ ٹیبلٹ کی اسکرین پر اس کی انگلیاں آہستہ سے چل رہی تھیں جب دستک کے ساتھ دروازہ کھلا۔ اس نے اسکرین سے نظریں اٹھائیں۔ سامنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک اجنبی شخص دروازہ پورا وا کیے کھڑا تھا۔ پھر جو ہستی کھلے دروازے سے اندر آئی اسے دیکھ کر اس کا منہ پورا کھل گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اس شخص کو کبھی اپنے آفس میں دیکھے گی۔ اس نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی، گرم گرم کافی کپ سے چھلک کر اس کے ہاتھ پر گری۔ بے اختیار اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی سسکاری نکلی اور خیام شاہ کے ہونٹوں سے قہقہہ!

※※※※※

کائنات نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی، گرم گرم کافی کپ سے چھلک کر اس کے ہاتھ پر گری۔ بے اختیار اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی سسکاری نکلی اور خیام شاہ کے ہونٹوں سے قہقہہ!

"سرپرائیز!" خیام نے جیبوں سے ہاتھ نکال کر اطراف میں پھیلائے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس نے کافی کا کپ میز پر پٹخا اور ڈبے سے ٹشوز کھینچ کر ہاتھ کی پشت صاف کی۔ رضا حیرت سے منہ کھولے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ دو

www.novelsclubb.com

پارٹنرز کی اس سے عجیب ملاقات اس نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔

"ہوں! میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟ سوچنے والی بات ہے۔۔۔رضا تمہیں علم ہے ہم یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟" وہ اپنی ہلکی سی ڈاڑھی کھجاتا'سوچنے کی اداکاری کرتا اندر آیا اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"میڈم یہ خیام شاہ ہیں۔۔۔"رضا نے گلا کھنکھار کر کہنا شروع کیا مگر کائنات نے کڑوے لہجے میں اس کی بات کاٹی۔

"میں جانتی ہوں یہ محترم خیام شاہ ہیں! لیکن یہاں میرے آفس میں کیوں ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟"اس کے سر میں پہلے ہی درد تھا'غصے کی وجہ سے اور ہتھوڑے بجنے لگے تھے۔

"چچ چچ! بڑا مایوس کیا ہے آپ نے مس عالم! مجھے دیکھ کر آپ کو اتنی سی بھی(انگلی اور انگوٹھے کو ملایا)خوشی نہیں ہوئی؟" وہ افسوس کرتا گویا ہوا۔

"بالکل نہیں! اب شرافت سے بتادو یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ میرا سر پہلے ہی درد

سے پھٹ رہا ہے یہ نہ ہو تمہارا ابھی پھاڑ دوں۔" وہ چیخ کر بولی۔

"چلیں پھر آج کسی ایک کا تو پھٹے گا ہی۔۔۔ رضا!" اس کی پکار پر رضا چابی بھرے کھلونے کی طرح چلا اور اپنی بات مکمل کر کے ہی رکا۔

"میڈم! میں آپ کو وہی بتا رہا تھا یہ خیام ابراہیم شاہ ہیں۔ ابراہیم شاہ کے بیٹے اور آپ کے نئے بزنس پارٹنر! ابراہیم شاہ کی فیکٹری اور شئیرز یہی دیکھیں گے۔"

"کیا کہا؟" کائنات بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے رضا کو گھور رہی تھی۔ رضا کو دوبارہ منہ کھولتا دیکھ کر خیام نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"میں آپ کو سب سے ضروری پوائنٹ بتاتا ہوں تاکہ آپ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ میں اور آپ آج سے، اس وقت سے 'بزنس پارٹنرز' ہیں! اس لیے میں یہاں پر بیٹھا ہوں۔" بزنس پارٹنر کہتے ہوئے اس نے انگلی سے ہوا میں واوین لگائی۔

"نہیں!" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"ہاں!" اس نے مسکراتے ہوئے سر ہاں میں ہلایا۔

You can't be serious! Is it some kind of "

"?your sick joke, again

وہ غصہ ضبط کرتی دانت پیستی بولی۔

I'm dead serious! Raza documents please... "

let's help miss Alam so she can already

"!come to terms with reality

رضا نے ایک فائل اس کے سامنے میز پر رکھی۔کائنات گہری سانس لیتی بیٹھی اور فائل کھول کر پڑھنے لگی۔اسی فائل کی ایک کاپی وہ کل رات پڑھ چکی تھی۔ مگر اس میں ایک اضافی صحفہ بھی تھا'خیام شاہ کے نام کا اتھارٹی لیٹر !اس دوران خیام شاہ اپنے لیے کافی منگوا کر اطمینان سے چسکیاں لے لے کر پی رہا تھا۔کائنات نے فائل بند کر کے دو انگلیوں سے کنپٹی کو مسلا۔اس کا دماغ یہ بات سوچنے سے قاصر تھا کہ اتنا غیر سنجیدہ شخص یہ سب کیسے سنبھال سکے گا؟اس نے انٹر کام پر جنرل مینیجر کو

بلایا، دو منٹ بعد وہ اس کے کمرے میں تھے۔

"مسٹر شاہ! ان سے ملیئے آفس انچارج اور مینیجر ارشد رزاق اور ارشد صاحب! خیام شاہ آج سے ہمارے پروڈکشن انچارج ہیں۔ انہیں آفس کا ایک وزٹ کرائیں، سب سے تعارف کرائیں اور سامنے والا روم ان کا آفس ہے۔ ان کو دکھادیں۔"

"آپ شاید بھول رہی ہیں! ہم نہیں آپ تیس منٹ لیٹ آئی ہیں۔ میں سب سے مل چکا ہوں، آفس بھی دیکھ چکا ہوں، دو چار چینجز کرانے ہیں وہ میں کروالوں گا۔ ابھی میرے پاس کرنے کے صرف دو کام ہیں۔ ایک 'سٹاف کے ساتھ میٹنگ اور دوسرا 'فیکٹری کا وزٹ بمع پارٹنر!" اس نے سر ہلا کر ارشد کی موجودگی تسلیم کی۔ کائنات کو لگ رہا تھا اسے آج ہی زندگی بھر کی برداشت آزمانی ہے۔ اور لفظ 'پارٹنر' سے تو اسے خاص قسم کی چڑ ہو چکی تھی۔

"فائن، ارشد صاحب! آپ لنچ کے بعد میٹنگ کا نوٹیفیکیشن جاری کرائیں۔ ابھی ہم چل کر فیکٹری دیکھ لیتے ہیں اور۔۔۔" دروازے پر ہونے والی دستک نے اسے

خاموش ہونے پر مجبور کیا۔ سب متوجہ تھے، کائنات کو اجازت دینے کی مہلت بھی نہیں ملی۔ دروازہ کھلا اور سوٹڈ بوٹڈ خوشبوؤں میں بسا زابر حسن اندر داخل ہوا۔ مگر اندر پہلے سے موجود لوگوں کو دیکھ کر وہیں رک گیا۔

"السلام علیکم! کائنات بزی ہیں؟"

کائنات کو لمحہ لگا تھا فیصلہ کرنے میں۔ حالانکہ اس نے کبھی بھی کام پر زابر حسن کو ترجیح نہیں دی تھی مگر اس وقت خیام شاہ برداشت سے بہت باہر ہوتا جا رہا تھا۔

"وعلیکم السلام، آجاؤ! ڈیسائیڈ تو ہو گیا ہے میں پانچ منٹ تک آپ کو نیچے ملتی ہوں۔ ناؤ اف یو ایکسکیوز اس؟" آغاز زابر سے اور اختتام خیام پر ہوا تھا۔

"شیور!" خیام وقت ضائع کیے بغیر اٹھا اور زابر پر اچٹتی نظر ڈال کر چلا گیا۔ رضا اور ارشد بھی اس کے پیچھے نکل گیے۔ زابر خیام کی چھوڑی ہوئی نشست سنبھال کر بیٹھا اور اطمینان سے اس کا جائزہ لینے لگا۔ وہ اس کی طرف متوجہ تھا اور کائنات اسے چھوڑ کر ہر طرف! اسے دو ہفتے بعد دیکھ رہا تھا' پہلے سے زیادہ خوبصورت لگ رہی

تھی۔ خیر اسے تو ہر دفعہ دیکھنے پر پہلے سے زیادہ خوبصورت لگتی تھی! کائنات کو گھڑی پر نگاہ ڈالتے دیکھ کر اسے یاد آیا کہ پانچ منٹ بعد اس کو کہیں جانا ہے۔

"کیسی ہیں؟ اور اسپین کا ٹور کیسا تھا؟"

"میں بالکل ٹھیک! تم اپنی بتاؤ؟ انکل آنٹی کیسے ہیں؟ اور اسپین کا ٹور بھی اچھا تھا!"

"اللہ کا کرم ہے! میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا آپ کو صبح صبح آکر؟"

"بالکل نہیں! (آج ہی تو تم صحیح وقت پر آئے ہو!) زابر میں تمہیں کتنی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ مجھ سے آپ آپ کر کے بات مت کیا کرو۔" وہ کچھ اکتا کر بولی۔

"اور میں بھی آپ کو اتنی ہی دفعہ بتا چکا ہوں کہ دل سے عزت کرتا ہوں آپ کی! میں نہیں چاہتا کہ میری زبان سے کبھی آپ کے لیے ایسا کوئی لفظ نکلے، جس سے دوسرے آپ کو غلط سمجھیں۔" اس کے الفاظ، لہجے اور آنکھوں میں اس کے لیے احترام تھا۔ اس کی آنکھوں میں تو محبت بھی تھی' کائنات نے ہمیشہ کی طرح نظریں چرا لیں۔ بولی کچھ نہیں، اپنا بیگ لے کر کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہیں ؟" وہ بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا۔

"ہوں ! یہ جو حضرت ابھی یہاں موجود تھے ان کے ساتھ ان کی فیکٹری۔ پاپا نے پارٹنر شپ کی ہے شاہ انڈسٹریز کے ساتھ۔ ایم سوری تمہیں چائے کافی بھی نہیں پوچھ سکی۔"

"اس کو چھوڑیں، یہ بتائیں آپ کی اپنی فیکٹری کو کیا ہوا؟" وہ دونوں اب راہداری میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

"بہت سی وجوہات کی بنا پر بند کرنی پڑی۔ تم اگر فارغ ہو تو ساتھ چلتے ہیں؟"

زابر نے الیویٹر پر نچلے فلور کا بٹن دباتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آر یو شیور؟ آئی مین آپ کی اپنے نئے پارٹنر کے ساتھ پہلی انٹریکشن ہے۔ میں آپ کے درمیان خوامخواہ؟"

اسے ہچکچاتا دیکھ کر کائنات نے خود ہی انکار کر دیا۔

"ٹھیک ہے میں اصرار نہیں کرتی !"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لیکن میں آپ کو وہاں تک ڈراپ تو کر سکتا ہوں، چلیں گی؟" لفٹ کے رکنے پر وہ عمارت سے باہر پارکنگ ایریا میں آئے۔ کائنات نے ایک نظر کچھ فاصلے پر لاتعلق کھڑے خیام پر ڈالی اور فوراً راضی ہو گئی۔ 'اسکے ساتھ ایک گاڑی میں جانے سے تو کئی درجہ بہتر ہے!'

"ارشد! آپ لوگ آفس کی گاڑی میں چلے جائیں۔ مجھے زابر ڈراپ کر دے گا!"

"میں اپنی گاڑی میں جا رہا ہوں!" خیام نے اونچی آواز میں گویا اطلاع دی۔

"اور ارشد بھی ہمارے ساتھ جا سکتا ہے۔ کیوں ارشد؟" ارشد رزاق کچھ سال تو بڑا تھا ہی خیام سے مگر صرف کائنات کے ساتھ ہی آپ جناب میں بات کرتے اسکا منہ ٹیڑھا ہونے لگا تھا۔

"شیور سر!" ارشد کو اسکی بے تکلفی پر خیرت تھی نہ کوئی اعتراض۔ سب خاموشی سے گاڑیوں کی طرف بڑھ گئے۔ سڑک پر گاڑی ڈالتے ہی زابر نے کائنات سے ایڈریس پوچھا۔ کائنات کا اپنی عقل پہ ماتم کرنے کو جی چاہا۔ ایسا منحوس دن اسکی

زندگی میں آیا ہی کیوں تھا؟ بات بات پہ سبکی ہو رہی تھی۔

"معلوم نہیں، خیام کی گاڑی کو فالو کرلو" بظاہر نارمل انداز میں ہی کہا۔

"خیریت؟ آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ایسی غائب دماغ تو آپ کبھی بھی نہیں رہیں!"

"نہیں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔رات کی بے خوابی کا اثر ہے شاید، حواس ٹھکانے پر نہی آرہے۔" آخر میں وہ خوامخواہ ہنسی تھی۔زابر نے کالی گاڑی کو نظروں میں رکھا ہوا تھا۔ایک نظر اسکے ہنستے چہرے کو دیکھ کر پھر سے سامنے دیکھنے لگا۔

"مما بہت یاد کرتی ہیں آپکو، گھر بلانے کا بھی کہہ رہی تھیں۔کیا خیال ہے؟ کل گھر پر ہمارے ساتھ ڈنر کریں؟"

"یہ تو آنٹی کی محبت ہے مگر۔۔۔"

"محبت تو آنٹی کے بیٹے کی بھی ہے مگر آپکو پرواہ کب ہے؟" بے ارادہ شکوہ نکلا تھا زابر کی زبان سے اور اسکے ہونٹوں پر ایک آزردہ سی مسکراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے، میں آنے کی پوری کوشش کروں گی، تمہیں کال کرکے بتادوں گی۔" کائنات انکار کرنا چاہتی تھی۔ کوئی بھی بہانہ کردیتی مگر آج کا دن واقعی اسکے خلاف تھا۔

"اب کوئی بہانہ نہیں بنایئے گا، پلیز" وہ حقیقتاً ملتجی ہوا تھا۔

"ارے ایسی بھی کیا بے اعتباری!؟ نہیں کروں گی کوئی بہانہ۔ اب خوش؟" وہ جیسے برا مان کر بولی۔

"اوں ہوں! بے اعتباری نہیں، جانتا ہوں میں آپکو۔ کب کیا سوچ سکتی ہیں۔۔۔ یہ تک بتا سکتا ہوں!"

"مذاق برطرف! میری پوری کوشش ہوگی کہ میں ڈنر آپ لوگوں کے ساتھ کروں"

"آپکو کیوں لگا کہ یہ سب مذاق ہے؟"

کائنات نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے باہر دیکھتی رہی۔

''میں بھی کس سے پوچھ رہا ہوں؟ آپکے لیے تو پورا کا پورا زابر حسن ہی ایک مذاق ہے'' زابر کی طنزیہ ہنسی گاڑی میں گونجی۔

''یہاں سے لیفٹ گئی ہے انکی کار''۔ کائنات بولی بھی تو کیا۔ زابر نے ایک نظر اس پر ڈال کر ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔ باقی پندرہ منٹ کا راستہ بہت خاموشی سے گزرا تھا۔

''واپس کیسے جائینگی؟'' ناراضگی اپنی جگہ مگر اسکی فکر زیادہ تھی۔ کائنات کا ایک پیر دروازے سے باہر تھا، مڑ کے اسے دیکھا اور مسکرا دی۔

''ہمیں ٹائم لگ سکتا ہے اور تمھیں بھی تو کام ہوگا، i'll manage!''

''ہوں میری لنچ اپائنٹمنٹ ہے، جانا تو پڑے گا۔ یوں کریں فارغ ہوتے ہی مجھے رنگ کر دیں، میں آجاؤنگا۔''

''دیکھوں گی، ابھی کیلئے بائے!'' وہ جلدی سے کہتی چلی گئی، سب اسکے انتظار میں دروازے پر کھڑے تھے۔ ان چاروں کے اندر جانے کے بعد زابر بھی گاڑی نکال

کر لے گیا۔

فیکٹری خاصی وسیع تھی۔ماحول بھی اچھا تھااور پیداوار بھی۔خیام کا ایک آفس یہاں بھی تھا جس میں وہ چاروں اس وقت بیٹھے تھے۔خیام،کائنات،رضا،ارشد۔ جوس کے گلاسز انکے سامنے رکھے تھے اور خیام کائنات سے مخاطب تھا۔

"کیسا لگا آپ کو سب،مس عالم؟"

"سب اچھا تھا۔اسٹاف،ایکوپمینٹس،ورکنگ سکلز،ورکنگ سپیڈ۔مگر مجھے صرف ایک بات میں انٹرسٹ ہے،پروڈکشن۔کیونکہ اگلے ماہ سے سارے بند سٹورز بھی کھل رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اسٹور روم میں اسٹاک آپ دیکھ چکی ہیں؟"

"مگر وہ شاید ہی ہمارے کام آئے۔""تو ٹھیک ہے آپ اپنی ٹیم کو وہ سب دکھایئے۔جو کام کا ہے وہ پیس نکلوایئے اور آئندہ کیلئے اپنی ریکوائرمینٹس مجھے بتا دیجیئے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ سب تو ٹھیک ہے آجکی میٹینگ میں فائنلائز ہو جائیگا۔ مگر باقی ایکسیسریز؟ لیدر جیکٹس، بوٹس اور بیگز؟"

"میرے معلومات کے مطابق تو آپکی صرف گارمنٹ فیکٹری ہی بند ہوئی ہے دوسری فیکٹری تو چل رہی ہے؟"

"ہاں مگر اسکی کارکردگی بھی کوئی خاص قابل تعریف نہیں ہے۔"

"مجھے ایڈریس دے دیں، اب کل ہی اسکو دیکھ سکوں گا اور ویسے بھی ایک مہینے کے بعد لیدر کی پروڈکشن یہ فیکٹری بھی دے گی، باہر کنسٹرکشن تو آپ دیکھ ہی چکی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"جی سر! وہ تو ہم دیکھ چکے ہیں مگر مین ہال میں چار یا شاید پانچ ایسی مشینز بھی دیکھ چکا ہوں جو بند تھیں یا شاید خراب؟" ارشد کا انداز سوالیہ تھا۔ ارشد اور رضا اب تک کی ہونے والی گفتگو کو سننے اور جوس پینے میں مصروف تھے۔

"رضا آپکے پاس اسکی کوئی رپورٹ ہے؟" خیام اس معاملے سے لاعلم تھا اسلیے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بولا۔

''یس سر! وہ چار مشینز واقعی خراب ہیں۔''

''تو ٹھیک کیوں نہی ہوئیں اور کب ہوں گی؟''اس کے توجہ کا بھی عجیب لاپرواہ سا انداز تھا۔

"سوری سر! رپورٹ سر ابراہیم کی میز تک پہنچ چکی ہے؟ وہ جب بھی ایکشن لیں اور ہمارے ایگریمینٹ میں کہیں بھی یہ خراب مشینیں نہیں ڈالی گئی ہیں۔"

"بس پھر بات ختم! کیوں ارشد؟"

"آف کورس!"ارشد کی تسلی ہو گئی تھی۔

"چلنا چاہیے اب' ویسے بھی اٹس لنچ ٹائم!"کائنات اپنا گلاس خالی کر چکی تھی' گھڑی دیکھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ سب مین ہال سے گزر رہے تھے جب خیام کی نظر ابراہیم شاہ پر پڑی۔ ابراہیم شاہ ریسیپشن پر رکھے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھے اخبار دیکھ رہے تھے۔ ان کو دیکھ کر انہیں کی طرف چلے آئے۔ حیران سے خیام کو جیسے

اب ہوش آیا تھا ان کے گلے ملتے ہوئے بولا۔

"یار بابا! خیریت تھی نا؟"

"تم کام میں سیریس ہوا اس سے بڑھ کر خیر کی خبر میرے لیے اور کیا ہو گی؟!"

خیام نے ان کا تعارف کائنات سے کروادیا۔ وہ کائنات کے سامنے اس سے زیادہ بے عزتی کروانے کے موڈ میں نہیں تھا۔ ابراہیم شاہ کی گفتگو میں زیادہ تر ذکر عالم مرتضٰی اور حالیہ پارٹنر شپ کا ہی تھا۔ کائنات خوش اخلاقی سے ان پر اپنا نقطہ نظر واضح کرتی رہی۔ اس کے بعد انہوں نے لنچ ساتھ کرنے کی آفر کی اور ان کے اصرار پر کائنات کو دعوت قبول کرنی ہی پڑی۔ ویسے بھی اب بھوک سے برا حال تھا۔

وہ جس وقت ریسٹورانٹ پہنچے' ہال کی تقریباً ساری میزیں آباد تھیں ایک دو کو چھوڑ کر۔ کائنات ابراہیم شاہ کے ساتھ آئی تھی۔ اب بھی وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے مخاطب تھے۔ خیام شاہ اپنے فون پر اسفر کے پیغامات کا بغیر کسی دلچسپی کے جواب دے رہا تھا۔ وہ ایک خالی میز کی طرف جا رہے تھے جب کائنات کو کسی نے

پکارا۔اس نے پلٹ کر دیکھا تو ربیعہ نے ہاتھ ہلایا۔وہ ابراہیم شاہ سے معذرت کرتی اس کی طرف بڑھی۔

"السلام علیکم،ارے! عمار بھائی بھی ہیں؟"عمار کی اس کی جانب پشت تھی اس لیے وہ اسے پہلے نہیں دیکھ پائی تھی۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو؟"اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"میں اللہ کا شکر بالکل ٹھیک! آپ کیسے ہیں؟ویسے مجھے بہت افسوس ہے!"آخر میں گہری سانس بھی بھری۔

"ہیں۔۔۔وہ کس بات کا؟"عمار حیران ہوا۔

"آپ کی تنخواہ شادی سے پہلے بھی یہ ہی اڑا دیتی ہے بعد میں کیا ہو گا؟"کائنات پر سوچ انداز میں بولی۔وہ دونوں ہنس دیے۔اس بار ربیعہ نے اسے مخاطب کیا۔

"تم بتاؤ یہاں کیسے؟"

"مکھیاں مارنے آئی ہوں ابھی پلیٹ میں رکھ کر بجھواتی ہوں تمہیں!"اس نے منہ

بناتے ہوئے طنزیہ جواب دیا۔

"اف اللہ! میں ان تین لمبے چوڑے مردوں کا پوچھ رہی ہوں؟!" ربیعہ جھنجھلا کر بولی۔

"مت پوچھو یار! بس اب صدرِ پاکستان سے ملنا رہ گیا ہے۔" وہ کچھ اکتا کر بولی۔

"تو کیا وزیرِاعظم سے مل لیا؟"

"جی ہاں! زابر حسن صاحب آ کر حاضری لگوا گئے ہیں۔"

"نہیں کرو کائنات! اتنا سویٹ سا تو ہے وہ؟"

"ہاں اتنا سویٹ ہے کہ کبھی کبھی زہر لگتا ہے مجھے۔ خیر چھوڑو! ابھی چلتی ہوں بعد میں تفصیل سے بات ہو گی۔ گڈ ڈے!" وہ تیز تیز بولتی ہاتھ ہلاتی یہ جا وہ جا۔

"حیرت ہے! کائنات آج سے پہلے اتنی زچ تو کبھی نہیں ہوئی۔" ربیعہ اس کو جاتے دیکھتی بولی۔

"ہاں واقعی! ہو گی کوئی بات۔۔۔ ہے ریلیکس! تم اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہو؟"

وہ ربیعہ کی خفیف سی تشویش کو بھی بھانپ گیا تھا۔

"میں کہاں پریشان ہوں؟ پریشان تو تم ہو گئے ہو' شکل دیکھو اپنی۔" اس نے موبائل پر جلدی سے تصویر بنا کر اسے دکھائی۔ عمار ہونق چہرہ لیے بیٹھا رہ گیا۔

"یہ کیا تھا؟" اس سرِ عام دھاندلی پر وہ احتجاجاً بولا۔ ربیعہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ اس دفعہ یہ منظر عمار کے کیمرے نے محفوظ کیا۔

"یہ کیا تھا؟" وہی الفاظ، وہی انداز بس بولنے والا بدل گیا تھا۔

"بدلہ!" عمار اسے تصویر دکھاتا سکون سے بولا۔

"چلو' تصویر اچھی آئی ہے اس لیے معاف کیا۔ شکر کرو!" وہ ادائے بے نیازی سے بولی۔

"ہوں! اتنی اچھی آئی ہے کہ ساری زندگی اسی پر گزارا کر لوں گا۔ تم نہ بھی ملی تو چلے گا۔"

"یہ کیا بات کی ہے تم نے؟" ربیعہ نے آنکھیں نکالیں۔

"تمہاری اماں کے کوئی ارادے نہیں ہیں تمہیں بیاہنے کے! یہ لکھ کر رکھ لو!" وہ ختمی انداز میں بولا۔

"یہ کہو تم سے بیاہنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے!" وہ بھی تڑخ کر بولی۔

"یار مسئلہ کیا ہے؟ مان کیوں نہیں جاتی آنٹی؟"

"وہ ابھی تک میری ٹیچنگ جاب نہیں قبول کر سکیں تو ایک ٹیچر کو میرے ہزبینڈ کے طور پر کیسے قبول کر لیں؟"

"پھر کیسا داماد چاہیے ان کو؟" وہ ہمیشہ کا سبق ایک دفعہ پھر دہراتا ہوا بولا۔

"اپنی ٹکر کا! اپنے دونوں بیٹے اتنے زبردست ہیں مگر انہیں پھر بھی اپنے بہن بھائیوں کے بیٹوں سے کمپلیکس ہے۔ ان میں سے اگر کسی سے میری شادی نہ ہوئی تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ بھلا دنیا میں اور لڑکوں کا کال پڑا ہوا ہے؟" اس موضوع پر وہ ہر ایک سے یہاں تک کہ اپنی ماں سے بھی بے تکان بحث کیا کرتی تھی مگر ابھی تک بلقیس بانو کو رضامند نہیں کر پائی تھی۔

"تو یار! میں کونسا صرف چند ہزار کمانے والا پروفیسر ہوں؟ زمینیں ہیں ہماری اپنی بلکہ جاگیریں اور اب تو ابو جی اور نقش (چھوٹا بھائی) نے اپنا بزنس بھی اسٹارٹ کر لیا ہے۔"

"میں ان کو ہزار دفعہ بتا چکی ہوں اور جاگیروں کا سن کر تو وہ اور زیادہ تمہارے خلاف ہو گئی ہیں!"

"کیوں؟" اس نے کہنی میز سے ٹکائی اور مٹھی بند کر کے لبوں پر رکھی۔

"کہتی ہیں ایسے 'پل میں تولہ پل میں ماشہ' ہونے والے لوگوں کو تو اپنی بیٹی کبھی نہیں دوں گی۔" اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی جھلکی۔

"مجھے لگتا ہے مجھے امی ابو کو بھیجنا چاہیے تمہاری طرف؟ ان سے مل کر شاید آنٹی کے کچھ وہم کم ہو جائیں۔"

"نہیں، ابھی نہیں! مما کسی کا لحاظ نہیں کریں گی۔ گھر آئے مہمانوں کو دو کوڑی کا کر کے چلتا کریں گی۔" ربیعہ نے آنکھ کا کونا صاف کرتے ہوئے شرمندگی سے کہا۔

عمار نے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

"اس کا ایک ہی حل ہے میں پاپا سے بات کروں! وہ جسے منانا ہوگا منالیں گے۔۔۔" ربیعہ رکی، اس کے بولنے کا انتظار کیا مگر وہ خاموش ہی رہا۔

"پاپا اگلے مہینے تک آرہے ہیں اور میں ان سے بات کر کے بلکہ انہیں منا کر ہی دم لوں گی۔"

"اور ارسلان؟ وہ کیا کہتا ہے؟"

"بھائی؟ وہ تمہاری فیور کرنے لگتے ہیں تو مما کی توپوں کا رُخ ان کی طرف ہو جاتا ہے کہ یہ خرافات۔۔۔اوسوری میرا مطلب ہے یہ سب ان کا کیا دھرا ہے۔" وہ اس کی سنجیدگی سے خائف ہونے لگی تھی۔

"کچھ منگواؤ بھی! کیا ہم یہاں لنچ کرنے نہیں آئے تھے؟" عمار کی خاموشی اور رنجیدگی کو ختم کرنے کی غرض سے بات بدل دی۔

"کر لیا لنچ! تمہاری باتیں بہت ہیں دو دن تک بھوکا رہنے، کافی اندر انڈیلنے اور

سگریٹ پھونکنے کے لیے۔"

ربیعہ اسے گھورتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

"چلو پھر یہاں سے۔گھر تک چھوڑ دو گے یا صدمے سے ڈرائیونگ بھی نہ ہو سکے گی؟"وہ موبائل اور بیگ لے کر جانے کے لیے مڑی مگر عمار نے اس کی کلائی پکڑ کر دوبارہ بٹھایا۔

"ناراض تو مت ہو۔ابھی آرڈر کرتا ہوں۔۔۔"کچھ دیر بعد بیرا ان کا آرڈر لے کر چلا گیا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو بدستور منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

"اچھا نا سوری؟دیکھو سب کچھ تمہاری پسند کا منگوایا ہے۔"وہ اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بولا۔

"بات آرڈر یا پسند ناپسند کی نہیں ہے۔"اس نے ہاتھ عمار کی گرفت سے نکال کر اپنی گود میں رکھے۔

"ہوں!مجھے پتا ہے بات میری ناراضگی،میری خاموشی کی تھی۔اینڈ آئم سوری فار

دیٹ! ناؤ پلیز گیو می آ سمائل؟" وہ اپنی ناراضگی بھلائے اسے منانے میں مصروف تھا۔ ربیعہ صرف اس کی خاطر پھیکا سا مسکرائی ورنہ اندر کہیں اس کو دکھی کرنے پر دکھ تھا۔

※ ※ ※ ※ ※

"بیلا؟ بیلا؟ کہاں ہو؟" داور مطیع لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے بولا۔

"آرام سے بھائی! آپ مجھے بلا رہے ہیں نہ تو میں اسی گھر میں ہوں، سارے محلے میں اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ سب کو پتہ چل گیا ہوگا کہ داور مطیع، رابیل مطیع کو یاد فرما رہے ہیں!" رابیل کی بھی اتنی ہی اونچی آواز کچن سے آ رہی تھی۔

داور نے کچن کے دروازے سے اندر جھانکا اور اندر کا منظر دیکھ کر اسکی ہنسی نکل گئی۔ سارا کچن بکھرا پڑا تھا اور کچن ٹیبل پر چاکلیٹ کیک کا آمیزہ تیار ہو رہا تھا۔ پیسٹ جتنا باؤل کے اندر تھا اتنا ہی میز پر۔ ہاتھوں، چہرے اور بالوں ہر بھی جگہ جگہ

چاکلیٹ تھی۔شاید خوبصورت دکھنے کا کوئی ٹوٹکہ! داور نے سوچا۔

''ہنسنا بند کریں اور اپنی آمد شریف کا مقصد بتائیں!''

''گڑیا! دو کپ کافی۔۔۔۔''

''بڑی ہو گئی ہوں میں، گڑیا نہیں ہوں اور اگر اتنی ہی گڑیا ہوں تو کافی کیوں بنوا رہے ہیں مجھ سے؟'' وہ چڑ کر بولی۔

''اچھا نا میری پیاری سی ڈول! دو کپ کافی، ڈرائنگ روم میں!'' داور چاکلیٹ پیسٹ میں انگلی ڈبو کر بولا اور پھر انگلی منہ میں ڈالی تو خلق تک کڑوا ہو گیا۔

''اتنا میٹھا!؟'' اسکی آواز چینخ سے مشابہ تھی۔

''بلکل! اتنا میٹھا۔۔'' اسکے برعکس وہ نہایت سکون سے بولی۔

"میری کافی میں چینی مت ڈالنا اب! آجکی چینی کا کوٹہ پورا کر دیا ہے تم نے!'' اسے تنبیہ کرتا وہاں سے نکل گیا۔رابیل اسکے فیورٹ مگ میں کافی پھینٹنے لگی۔دس منٹ بعد وہ ٹرے لے کر باہر نکلی تو آس پاس کوئی ملازم نہیں تھا۔رابیل کاندھے اچکا کر

www.novelsclubb.com

خود ہی ڈرائنگ روم تک آگئی۔اندر کا ماحول خاصہ بوجھل تھا۔زابر حسن سگریٹ سلگائے کسی غیر مرئی نکتے کو تک رہا تھا اور داور اسکو۔رابیل کے اندر آنے پر داور اسکی طرف متوجہ ہوا مگر زابر کے انداز میں سر منہ فرق نہ آیا تھا۔رابیل کو اسکا انداز ایک آنکھ نہ بھایا اس لیے کرسٹل ٹیبل پر کافی تقریباً پٹخنے کے انداز میں رکھی۔زابر نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اسلام علیکم!" وہ جتانے والے انداز میں بولی۔

"وعلیکم اسلام! یہ تم کیا بھالو بنی ہوئی ہو؟" سگریٹ ایش ٹرے میں بجھاتے ہوئے بولا،اشارہ اس کے حلیے کی طرف تھا۔

"چلیں میں تو پھر بھالو بنی ہوئی ہوں آپ کیوں دیوداس بنے بیٹھے ہیں؟!" اسکا انداز اب بھی ناگواری لیے ہوے تھا۔"اچھا سوری گڑیا! آئندہ تمھارے سامنے سگریٹ نہیں پیا کروں گا۔" زابر کا انداز بہلانے والا تھا۔ "مطلب سگریٹ پیئیں گے؟" وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھور کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"کیا کروں مجبوری ہے!" وہ بے بسی سے بولا۔

"بیلا!" داور نے اسکو ٹوکا۔ "جا کر حلیا درست کروا اپنا۔"۔

"جی بھائی!" وہ داور پر ایک شکوہ کناں نظر ڈال کر باہر آ گئی۔ کاریڈور سے گزرتے ہوئے اسے داور کے کمرے سے رنگ ٹون کی آواز آئی۔ وہ اندر چلی آئی، داور کا فون بج رہا تھا دوسری طرف ربیعہ کمال تھی اسنے جھٹ سے کال رسیو کی تھی۔

"اسلام علیکم! کیسی ہیں رابی آپی؟" "کون؟" "بوجھیں تو جانیں!" "بیلا؟ تم ہو گڑیا؟" "میں کس کس کی گڑیا ہوں؟! اتنی تنگ آ گئی ہوں کہ میں نے اپنی ساری ڈولز پھینک دی ہیں" وہ لاچاری کا اظہار کرنے لگی۔ دوسری جانب ربیعہ ہنس دی تھی۔ "تم ہو ہی چھوٹی سی پیاری سی پرنسز!"

"نہیں کریں نا آپی! عینا سے بھی پورے دو سال بڑی ہوں!"

"اچھا بابا ٹھیک ہے۔ داور کہاں ہے؟ مجھے اس سے بات کرنی ہے!"

"کیا بات کرنی ہے؟" وہ متجسس ہوئی۔ "کائنات کو لے کر ڈسٹرب ہوں تھوڑی

سی۔داور سے پوچھنا تھا کہ اسے کوئی آئیڈیا ہے کہ نہیں؟" "وہ دیوداس کے ساتھ بیٹھے اسکا غم غلط کر رہے ہیں!" نا چاہتے ہوئے بھی وہ طنز کر گئی تھی۔ "کون دیوداس؟" ربیعہ حیران ہوئی۔ "ایک ہی تو ہے محترم زابر حسن! اور کون ؟" اسکے لہجے میں طپش تھی جسے ربیعہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکی۔

"اچھا اور وہ کیوں دیوداس بنا بیٹھا ہے؟"

"مجھے کیا معلوم؟ شائد پھر سے پارو نے نظر انداز کیا ہے؟!" رابیل اس پارو دیوداس شو سے کچھ زیادہ ہی اکتائی ہوئی تھی۔

"اب یہ پارو کون ہے؟" وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔

"کائنات عالم کے سوا اور کون ہو سکتی ہے دیوداس کی پارو؟" اب کی بار اس کی آواز میں نمی بھی گھلی تھی۔

ربیعہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا۔

"کیا کائنات عالم کی جگہ کسی اور کو ہونا چاہیے تھا؟" وہ جاننا چاہتی تھی کہ کائنات کا

نام لیتے وقت جو غصہ رابیل کے لہجے میں تھا وہ واقعی سچ تھا یا صرف اسے ایسا لگا۔

"کہاں ؟؟اور کسی کی اتنی اوقات کہاں ؟" لہجے میں موجود احساس کمتری کو صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔گھر والوں اور دوستوں سب کے نزدیک وہ ایک شہزادی تھی۔مگر جس سے وہ محبت کرتی تھی' جسے وہ اپنا شہزادہ مانتی تھی اس کے نزدیک وہ ایک عام سی لڑکی تھی۔

زابر حسن کے نزدیک رابیل مطیع 'داور مطیع کی بہن سے زیادہ کچھ بھی نہ تھی۔وہ خود تو شہزادی تھی مگر اس کی زابر حسن کے لیے محبت بہت عام سی تھی' جس کا ظرف بہت چھوٹا تھا۔زابر حسن سے محبت اس کے لیے وہ پھول تھا جس کے ساتھ کائنات نام کا کانٹا اسے بہت چبھتا تھا!

ربیعہ سن سی بیٹھی تھی،اس میں زبان ہلانے کی سکت بھی نہ رہ گئی تھی۔وہ ششدر رہ گئی تھی یہ نیا باب جان کر کہ رابیل مطیع 'زابر حسن سے محبت کرتی ہے۔اس زابر حسن سے جسے کائنات کے سوا کچھ نہیں دکھتا تھا۔

"ہیلو! ہیلو آپی کہاں ہیں؟" اسکی مسلسل خاموشی پر وہ بولی۔ "یہیں ہوں!" ربیعہ کی مدھم سی آواز آئی۔

"کیا ہوا؟" "کچھ بھی تو نہیں، میں پھر کال کرلوں گی۔اوکے! اللہ حافظ!"

'ان کو کیا ہوا؟' اسنے کندھے اچکا کر فون واپس اسکی جگہ پر رکھا اور داور کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

"زہے نصیب!" خیام نے جیسے ہی کال رسیو کی اسکے کانوں میں سے اسفر کی چہکتی ہوئی آواز پڑی۔اسنے فون کو گھورنا فرض سمجھا جیسے وہی اسفر ہو۔ "کام کی بات کرو!" خیام منہ بنا کر بولا۔ "روٹھے روٹھے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں

کس کی شامت کے آثار نظر آتے ہیں

ویسے مجھے پتا ہے شامت میری ہی آئی ہے پر یار سوچ تو سہی 'وہ لڑکی میرے سامنے

میرے جگر کی بے عزتی کر رہی تھی۔میں تیری اور بے عزتی کیسے ہونے دیتا؟"
خیام کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ وضاحت نہیں دی جا رہی تھی بلکہ مذاق اڑایا جا رہا تھا۔

"ہاں اور تُو نے تو جیسے بہت با عزت رکھا تھا مجھے؟ بس آسکر دینے کی ہی کمی رہ گئی تھی۔"خیام جل بھن کر بولا۔

"اماں یار! ویسے اس لڑکی میں اکڑ بڑی ہے۔کہنے لگی، تمہارے دوست کی خوبیوں سے مستفید ہونے کی نہ میری کوئی خواہش ہے نہ حسرت! اب وہ یہاں پر نظر نہ آئے۔میں نے تو بس سعادت مندی سے سر ہلایا تھا۔"اسفر کی بکواس نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

"ہاں تیری تو جیسے امّاں جان تھی ناوہ؟ سعادت مندی کا ابا!"خیام نے غصے سے فون بند کر کے بستر پر پھینکا۔پھر وہ اٹھا اور الماری سے اپنا جم بیگ نکال کر سامان پورا کرنے لگا۔تولیہ اور پانی کی بوتل رکھنے کے بعد اس نے زپ بند کر کے بیگ کندھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر ڈالا اور جھک کر موبائل اٹھایا۔اسی وقت موبائل پھر سے بجنے لگا'اس نے دیکھے بغیر ہی کال کاٹی اور موبائل جیب میں اڑستا،گاڑی کی چابی لے کر باہر نکل گیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ جم کے لاکر روم میں کھڑا تھا۔شام کے چھ بج رہے تھے۔کپڑے اس نے ابھی تبدیل کیے تھے'سلیو لیس شرٹ اور شارٹس میں ملبوس وہ اپنے کانوں میں ائیر پوڈز لگا رہا تھا جب کسی نے بے تکلفی سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔خیام شاہ پلٹا اور عمر ایوب کو دیکھ کر مسکرایا۔

"اوئے شہزادے!تم ہو؟"وہ دونوں خاصی گرمجوشی سے گلے ملے۔

"بالکل میں ہوں!ویسے بڑی حیرت کی بات ہے،خیام شاہ مجھے بڑی عزت سے'تم' کہہ رہا ہے؟!"

"کچھ لوگوں کو عزت راس نہیں آتی۔تُو بھی انہیں میں سے ہے!"

"ہاں اب ٹھیک ہے!"عمر نے سر ہلایا۔

"آرہے ہو کہ جارہے ہو؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کہاں یار؟! ابھی آیا ہوں مگر جلدی جانا پڑے گا۔ تفصیلی بات نہ ہو سکے گی۔" عمر نے اپنے کپڑے نکالتے ہوئے کہا۔

"تفصیلی بات یا بکواس؟" خیام نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"ایک ہی بات ہے!" عمر نے دانت نکالے۔

"تو پھر ٹھیک ہے کل ملتے ہیں ڈنر پہ۔۔۔" خیام شاہ پروگرام بناتا بولا مگر عمر نے ٹوکا۔

"آج کیوں نہیں؟"

"بہت تھک گیا ہوں یار! جِمنگ (gyming) کی بھی گنجائش تو کوئی نہیں مگر عادت بن گئی ہے۔"

"کیوں مزدوری شروع کر دی ہے کیا؟" عمر نے طنز کیا۔

"ابے دفتری ہوتی نہیں ہم سے مزدوری کیا خاک کریں گے؟ بابا کو نیا بخار چڑھا ہے۔ مجھے پکڑ کر بزنس میں گھسا دیا۔" وہ منہ بناتا بولا۔

"نہیں؟!"عمر کا انداز بے یقینی لیے ہوئے تھا۔جیسے اگر سورج مغرب سے نکلتا تو شاید اسے یقین آجاتا مگر خیام اور کام؟

"ہے نا؟مجھے بھی یقین نہیں آتا!"خیام جھینپی ہنسی ہنسا۔

"ویسے یہ تو اس صدی کا معجزہ ہے۔مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا!تو کل مل'اب تو تفصیلی بات ہی ہوگی۔رگید کے رکھ دینا تجھے۔"وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا اسے دھمکاتا بولا۔

"ڈاڑھی مونچھ تو ہے نہیں تیری۔ڈرا کس چیز سے رہا ہے منّے؟!"خیام نے سر جھٹکا۔

"ہم منّے ہی اچھے!تیری اس کٹی ہوئی فصل کی جھاڑ جھنکار سے تو ہزار درجہ بہتر ہے۔"عمر کا اشارہ اس کی ڈاڑھی کی طرف تھا جس کے معاملے میں وہ بڑا احساس تھا۔

"بندر کیا جانے ادرک کا سواد!اٹس کالڈ سٹبل بئیرڈ۔۔۔اِن فیشن جانی۔"خیام

کے انداز پر عمر نے سر دھنا۔

"بالکل بالکل! فیشن شروع ہوتا ہے تجھ سے 'فیشن ختم ہوتا ہے تجھ پہ! اب اگر جناب عالی کی اجازت ہو تو میں کپڑے بدل لوں؟"

"ہوں! میں بھی باہر جا رہا ہوں۔" خیام نے تولیہ گردن پر ڈالا اور پانی کی بوتل اٹھا کر چلا گیا۔ پیچھے عمر نے موبائل نکال کر اسفر کی واٹس ایپ چیٹ کھولی۔

"ہو گیا تیرا کام 'کل رات ڈنر ساتھ میں کریں گے!" پیغام لکھا اور بھیج دیا۔

"جگ جگ جیو! کونسے ہوٹل میں؟" اسفر کا جواب منٹ سے پہلے آیا تھا۔

"خود ہی دیکھ لے یار اور خدا کے لیے اپنی لڑائیوں میں مجھے مت پھنسایا کر!" اس نے روندھوا ایموجی بھی ساتھ بھیجا۔

جواباً اسفر نے ٹھینگا دکھایا۔ عمر نے جھنجھلا کر فون بند کیا اور کپڑے لے کر واش رومز کی طرف چل دیا۔

※※※※※

www.novelsclubb.com

"ارشد! نئے سٹاف کیلئے اخبارات میں جو ایڈز وغیرہ دینے ہیں، وہ ایڈٹ کروائیں۔ پھر ایک نظر مجھے دکھادیں۔ میرا خیال ہے کہ کل کے اخبارات میں یہ اشتہار ہونے چاہیئں۔" دوسری طرف ارشد کی 'جی میڈم!' سننے کے بعد اسنے انٹر کام رکھ دیا۔ کائنات اس وقت ڈیزائنز فائنلائز کر رہی تھی۔ دس بج رہے تھے، ویسے آج سب سے پہلے آفس وہ ہی پہنچی تھی۔ خیام ایک دفعہ اپنی شکل دکھا کر جاچکا تھا۔ پندرہ منٹ بعد ارشد ہاتھ میں ایک فائل لیے اسکے آفس آیا اور فائل اسکے سامنے رکھی۔ کائنات نے فائل کھول تو لی مگر پہلی ہی سطر پڑھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

"ضرورت برائے فی میل سٹاف!"

"یہ کس نے لکھا ہے؟" وہ ذرا غصے سے بولی۔

"خیام سر نے!"

"حالانکہ یہ کام میں نے آپکو دیا تھا! نہیں؟"

"یس میم! مگر جب آپکی کال آئی۔۔۔خیام سر میرے ساتھ ہی تھے،اور یہ ایڈ بھی انہیں کا سجیسٹ کیا ہوا ہے۔"

"اف! یہ فضول انسان!" کائنات بڑبڑائی پھر انٹر کام کا ریسور اٹھا کر کان سے لگایا اور دو نمبر دبائے۔دوسری طرف خیام کی جیسے ہی "یس" سنائی دی،اس نے "میرے آفس میں آئیں" کہہ کر انٹر کام رکھ دیا۔وہ سیکنڈز میں اسکے آفس میں پہنچا۔اس کے آتے ہی کائنات نے اونچی آواز میں ملازمت کا اشتہار پڑھا اور پھر فائل ٹیبل پر گرا کر بولی:

"یہ کیا ہے؟"

"ملازمت کا اشتہار ہے!" خیام نے سادگی سے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے! اس میں برائے خواتین کیوں استعمال ہوا ہے؟"

"کیونکہ میں چاہتا ہوں ہماری خواتین آگے بڑھیں اور۔۔۔"

"اور۔۔۔؟" اسکی خاموشی سے زچ ہو کر کائنات بولی۔

www.novelsclubb.com

"اور ہمیں بھی کام کرنے کیلیئے تھوڑی انسپیریشن مل جائے گی، کیوں ارشد؟" اسکے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ تھی، ارشد نے سر جھکا کر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"ہرگز نہیں! موقع سب کیلیئے برابر ہوگا، جو قابل ہوگا جاب اسی کی!" وہ دوٹوک انداز میں بولی۔

"ہاں تو میں نے بھی تو یہ ہی بولا ہے کہ جو لڑکی قابل ہو گی اسے ہی اپوائنٹ کریں گے۔" وہ اب بھی سابقہ موڈ میں بولا۔

"مجھے بس بیسٹ رزلٹس چاہئیں، وہ کوئی بھی دے۔۔۔ آئی ڈیم کیئر!" وہ تیز لہجے میں بولی۔

"!But I do care"

وہ جتانے والے انداز میں بولا۔

I can't do anything about it and Arshad I "

"!want it to be fixed

www.novelsclubb.com

وہ رکھائی سے بولی۔

"شیور میم!" ارشد فائل لے کر واپس چلا گیا۔

"مس عالم! میں یہاں پر کیا کر رہا ہوں؟" خیام اسکو پھر سے کام میں گم ہوتا دیکھ کر ذرا غصے سے بولا۔

"وقت برباد کر رہے ہیں اپنا!" اسنے کام سے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"اچھا! ویسے اتنا قیمتی بھی نہیں ہے۔ صحیح جگہ برباد کر رہا ہوں، نہیں؟" وہ مزید پھیل کر بیٹھا۔ کائنات نے اسے گھور کر دیکھا، پھر بولی۔

"مگر میرا وقت قیمتی ہے! آپ جا سکتے ہیں۔"

"میں جا ہی رہا ہوں۔۔۔۔" وہ اٹھتا ہوا بولا۔

"مگر میں شاید ہر دفعہ برداشت نہ کر سکوں!"

"کیا برداشت نہ کر سکیں؟"

"آپ کا صرف اپنا فیصلہ چلانا!"

"میرا اپنا فیصلہ چلانا یا صحیح فیصلہ چلانا؟"

"جو بھی ہے مگر مجھے عادت نہیں اس سب کی۔آئندہ ہم ڈسکشن کے بعد ہی کچھ بھی ڈیسائیڈ کریں گے۔ہم! یعنی میں اور آپ!"خیام نے انگلی سے اپنے اور کائنات کے درمیان اشارہ کیا۔

کائنات کا فون بجا'اس نے اسکرین دیکھی اور اٹھالیا۔

"ہاں زابر بولو؟"

"میں ٹھیک ہوں!"

"ہوں آؤں گی انشاءاللہ"

"ارے نہیں ایسی تو کوئی پرابلم نہیں ہے۔میں خود ہی آجاؤں گی۔"

"ٹھیک! میں اس وقت تھوڑی مصروف ہوں بعد میں بات کرتے ہیں۔"

خیام ایک طرفہ گفتگو سنتا اکتایا ہوا کھڑا تھا۔

"اگر آپ کوئی معقول سا مشورہ دیں گے مسٹر شاہ تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟"

"بس پھر 'چلتا ہوں! آپ کا قیمتی وقت۔۔۔!" خیام نے اپنی قیمتی گھڑی پر انگلی تھپتھپائی اور اپنے کیبن میں آگیا۔

※ ※ ※ ※ ※

"سج دھج کتھے چلے

او وی کلے کلے"

ربیعہ نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے کائنات کو دیکھ کر گانا گنگنایا۔کائنات شولڈر بیگ میں موبائل رکھ رہی تھی 'چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ ہلکے گلابی رنگ کی فراک، سفید کیپری کے ساتھ پرپل حجاب اور فلورل پرنٹڈ اوپن گاؤن پہنے ہوئے تھی۔ پیروں میں براؤن فلیٹس تھے۔ربیعہ اس کی تیاری دیکھ کر ہی چونکی تھی۔

"تمہارے سویٹ سے زابر حسن کے ساتھ ڈنر پہ!" کائنات مسکراتی ہوئی اس کی جانب آئی۔

"واہ! کل تک زہر تھا۔۔۔آج سویٹ ہو گیا۔۔۔آنے والے کل میں سویٹ ہارٹ

www.novelsclubb.com

ہو جائے گا؟" وہ آنکھوں کی پتلیاں نچا کر بولی۔

"مجھے تو معاف ہی رکھو! تمہیں جو بھی بنانا ہے بنالو۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

"پھر ڈنر کیوں کھائے جا رہے ہیں؟"

"آنٹی زینب (زابر کی والدہ) کل سے بیسیوں کالز کر چکی ہیں۔ان کے لیے جا رہی ہوں۔"

"اب اندر کی بات کا ہمیں کیا پتا؟" ربیعہ کا انداز چھیڑنے والا تھا۔

"چلوں گی یار! آٹھ تو گھر پر ہی بج گئے۔تم پاپا کو بتا دینا۔" ربیعہ کے رخسار سے رخسار مَس کر کے چلنے لگی۔وہ سیڑھیوں سے نیچے جا رہی تھی اور بلقیس بانو اوپر۔ انہوں نے ایک نظر اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر سامنے لگے ٹائم پیس کو مگر بولیں کچھ نہیں۔کائنات کے سلام کا جواب دے کر ربیعہ کے کمرے میں آئیں۔ کمرہ خالی تھا'بستر پر اس کی کتابیں اور نوٹس بکھرے پڑے تھے۔غالباً کل کے لیکچرز تیار کر رہی تھی۔دو منٹ بعد ربیعہ کافی کے بھاپ اڑاتے کپ کے ساتھ آئی۔

بلقیس بانو اس کے بستر پر بیٹھی تھیں اور اسے فہمائشی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"کتنی دفعہ بول چکی ہوں کہ کھانے سے پہلے کافی مت پیا کرو، بھوک نہیں رہتی۔ مگر تم بہن بھائی میری بات مان کر اپنی شان میں کمی محسوس کرنے لگتے ہو"

"مما سچ کہہ رہی ہوں سر میں درد تھا ورنہ اس وقت بالکل نا پیتی۔"

"اور سر درد کی وجہ یہ کتابیں ہیں جنہیں تم اب بھی چاٹتی رہتی ہو۔" وہ بدستور خفگی سے بولیں۔

"اچھا سوری نا۔ آپ بتائیں آپ کو مجھ سے کچھ کام تھا؟"

"کھانا کھالو آکر 'ارسلان لیٹ آئے گا اور ہاں یہ کائنات کہاں گئی؟"

"زابر کے گھر ڈنر پہ 'اور تایا ابو نے کھانا کھالیا؟"

"ایک تو مجھے اس لڑکی کی بھی سمجھ نہیں آتی! جب اس کو شادی ہی نہیں کرنی زابر سے تو 'اس کے ساتھ گھومنے پھرنے کی بھی کیا ضرورت ہے؟"

"مما! غلط سمجھ رہی ہیں آپ اسے، وہ بس ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تایا ابو کی وجہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے۔"

"بھائی صاحب کے پاس ہم سب موجود ہیں۔ کم از کم منگنی تو کر سکتی ہے، مگر نہیں ! پھر کہاں ہوتیں یہ آزادیاں۔"

"آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں مما! یہ شادی منگنی والا سین نکالیں تو کائنات اور زابر دوست بھی ہیں۔ ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں۔"

"بالکل صحیح سوچ رہی ہوں میں ! یہ دوستیاں زیادہ عزیز ہیں تم لوگوں کو، نہ وقت کا خیال ہے، نہ بڑوں کی عزت کا اور نہ لوگوں کی باتوں کا۔ وہ داور دوست ہے، زابر بھی دوست ہے کل کلاں کو کوئی اور دوست نکل آئے گا۔"

"پلیز مما! بس کریں۔ کیوں اتنا نیگیٹیو ہو رہی ہیں؟ اب دوستی کرنا بھی گناہ ہے کیا؟" وہ زچ ہو گئی تھی اس لایعنی بحث سے۔

"ہاں ! بالکل ہے، اور تمہاری بھی کسی ایسی دوستی کی اطلاع مجھ تک نہ پہنچے۔" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتیں اس کے کمرے سے نکل گئیں۔

www.novelsclubb.com

"اُف' اللہ جی!" وہ پیشانی کو دو انگلیوں سے مسلتی پھر سے اپنی کتابوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

※..........※

"ماشاءاللہ! بہت پیاری لگ رہی ہو" کائنات زینب حسن سے علیحدہ ہو کر مسکرائی۔

"تھینک یو آنٹی! آپ بھی بہت سویٹ لگ رہی ہیں۔" پھر وہ حسن صاحب کی طرف گھومی۔ انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"کیسی ہو بیٹا! اور عالم بھائی کا کیا حال ہے؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں اور پاپا بھی اب تو' اللہ کا شکر ہے، بہت بہتر ہیں بلکہ وہیل چیئر چھوڑ کر والکنگ کین کے سہارے تھوڑا بہت چلنا بھی شروع کر دیا ہے۔"

"اچھا' واقعی! یہ تو بڑی اچھی خبر سنائی آپ نے۔ میں ملنے آؤں گا کسی دن ان سے۔"

"ضرور آیئے گا' مگر آنٹی کے ساتھ۔"

"آپ کو تو لگتا ہے اپنی آنٹی ہی سے پیار ہے ہم تو کسی گنتی میں ہی نہیں ہیں؟"

ان کے شوخ انداز پر وہ دونوں کھکھلا کر ہنس دیں۔

"ارے آپ کو ایسا کیوں لگا؟اور یہ زابر کہاں ہے؟"

"ابھی اندر گیا ہے، شاید کوئی ضروری کال تھی اس کی" اس دفعہ جواب زینب حسن کی جانب سے آیا۔

"تو پھر ہم بھی اندر ہی چلتے ہیں۔" کائنات کہتے ساتھ ہی اُٹھی۔ مسٹر اور مسز حسن نے بھی اسکا ساتھ دیا۔ کائنات جب ان کے گھر پہنچی تھی تو وہ دونوں لان چیئرز پر بیٹھے شاید اسی کا انتظار کر رہے تھے۔اس لیے وہ سیدھی ان کے پاس آئی تھی۔ وہ ابھی پورچ تک کا راستہ ہی طے کر سکے تھے جب داخلی دروازہ کھول کر زابر باہر آیا۔ کائنات کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ہیروں کی طرح چمکنے لگی تھیں۔ کائنات سے رسمی علیک سلیک کے بعد وہ حسن صاحب سے بولا۔

"آپ کب تک جا رہے ہیں پھر ڈیڈ؟ ابھی پھپھو کی ایک کال ریسیو کر کے آ رہا

ہوں۔"

"تھوڑی دیر تک نکلتے ہیں۔ابھی تو کائنات آئی ہے۔" وہ گھڑی پر نگاہ ڈالتے بولے۔

"انکل آپ کو کہیں پر جانا ہے اور آپ میری وجہ سے لیٹ ہو رہے ہیں؟"

"ارے نہیں بیٹا! آپ کی وجہ سے تھوڑا ہی لیٹ ہو رہے ہیں۔بلکہ مجھے تو برا لگ رہا ہے، آپ کو ہم نے ڈنر پر بلایا اور اب خود ہی جا رہے ہیں۔" وہ معذرت خوانہ لہجے میں بولے۔

"پلیز انکل! میری وجہ سے مت رکیں۔آپ کا جانا ضروری ہے تو آپ ضرور جائیں۔ڈنر ہم پھر کبھی کر لیں گے۔" کائنات نے نرمی سے کہا۔

"دراصل کائنات! زابر کی پھپھو نے آناً فاناً بیٹی کا رشتہ طے کر دیا اور لڑکے والے بھی منگنی کی انگوٹھی ابھی پہنانا چاہتے ہیں۔اس لیے ہمارا جانا ضروری ہے۔" زینب حسن نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

"بہت مبارک ہو آنٹی! میں بھی پھر گھر چلتی ہوں۔" وہ بیگ سے گاڑی کی چابی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نکالتی گویا ہوئی۔

"آپ کدھر؟آپ ڈنر کر رہی ہیں میرے ساتھ!"زابر نے اس کے ہاتھ سے چابی لی۔

"مگر یوں گھر میں اکیلے؟اونہوں'اچھا نہیں لگتا!"وہ نفی میں سر ہلاتی بولی۔اس کی احتیاط پر وہ تینوں مسکرائے۔

"مجھے پہلے سے ہی پتا تھا اس لیے ہوٹل میں ٹیبل ریزرو کرائی ہے۔"اگر وہ کہتا تھا کہ وہ کائنات کو اندر باہر سے جانتا ہے تو وہ غلط نہیں کہتا تھا۔حسن صاحب کی گاڑی چلی گئی تو زابر نے کائنات کے لیے اپنی گاڑی کا پیسنجر ڈور کھولا۔

"میری گاڑی؟مجھے صبح آفس بھی جانا ہے۔"

"آپ بیٹھیں!میں ڈرائیور سے کہہ دیتا ہوں وہ چھوڑ آئے گا۔"کائنات اس کا شکریہ ادا کرتی گاڑی میں بیٹھی۔وہ چابی ہاتھ میں تھامے لان کی دوسری طرف بنے کوارٹرز کی جانب چلا گیا۔

※※※※※

"یہ خبیث روح یہاں کیا کر رہی ہے؟" ہوٹل میں اپنے سامنے والی کرسی پر اسفر کو بیٹھتے دیکھ کر خیام نے غصے سے پوچھا۔

"یہ پلان بنایا ہی اس خبیث روح نے ہے۔" اسفر نے فخریہ کالر جھاڑے۔ خیام نے عمر کو دیکھا 'اس نے بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

"اب کیا ہوا ہے تم دونوں میں؟" شاہ ویز نے ان دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔ میز کے گرد ان کا چھ دوستوں کا گروہ جمع تھا۔ خیام، عمر اور اسفر سکول کے زمانے سے دوست تھے۔ جبکہ شاہ ویز، عالیان اور جاذب کالج اور یونیورسٹی میں ان کے گروہ میں شامل ہوئے تھے۔

"وہی جو میاں بیوی کے درمیان اکثر ہو جاتی ہے، ناچاکی!" اسفر شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تو لگ رہا ہے ہنی مون ٹور کے دوران ہوا ہے کچھ !" عالیان نے اندازہ لگایا' اشارہ ان دونوں کے اسپین کے ٹور کی طرف تھا۔خیام کو چھوڑ کر وہ سبھی ہنس دیے۔

"یہ تو بتاؤ تم دونوں میں سے میاں کون ہے اور بیوی کون ؟" جاذب نے خیام کے شانے پر اپنی کہنی ٹکاتے ہوئے پوچھا۔خیام موبائل نکال کر یونہی ایک چیز کھولتا دوسری بند کرتا رہا۔جواب اب بھی اسفر نے دیا اور اپنے انداز میں دیا۔

"یہ بتا۔۔۔میاں بیوی میں سے نخرہ کون کرتا ہے ؟"

"بیوی !" وہ بغیر کسی توقف کے بولا۔

"ابھی نخرہ کون کر رہا؟" اسفر نے کمینی مسکراہٹ کے ساتھ خیام کو دیکھا۔وہ سب اس کا مطلب سمجھتے ہنسنے لگے۔اس دفعہ خیام شاہ سے برداشت نہ ہوا'اس نے زوردار آواز کے ساتھ موبائل میز پر پٹخا۔

"مسئلہ کیا ہے تیرے ساتھ ؟ پِٹنے کا موڈ ہو رہا ہے کیا؟" خیام دانت پیستا بولا۔

"دونوں میں سے لڑائی کون کرتا ہے؟"اسفر کا اب بھی سابقہ انداز تھا۔

"بیوی!"وہ سارے ایک ساتھ بولے۔

"بکواس بند کر لے اپنی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا!"خیام چڑ کر بولا۔

"دونوں میں سے جھلاتا کون ہے؟"اسفر پر تو جیسے اثر ہی نہیں ہوا تھا۔

"بیوی!"باجماعت قہقہہ پڑا۔

"میں اٹھ کر چلا جاؤں گا یہاں سے!"وہ زچ ہوا۔

"میکے جانے کی دھمکی کون دیتا ہے؟"اس کو بخشنے کا اسفر کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"بیوی!"اس دفعہ ہاتھ پر ہاتھ پڑے تھے۔خیام دانت پیستا اٹھا اور اسفر کے سر پر جا کھڑا ہوا۔وہ سب ہمیشہ کی طرح ان دونوں کی کھٹ پٹ مزے سے دیکھ رہے تھے۔خیام شاہ جھکا اور اسفر کا سر بالوں سے پکڑ کر اپنے برابر کیا پھر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"میں آخری دفعہ کہہ رہا ہوں بکواس بند کر لے ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا!"اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خالی خولی دھمکی پر اسفر نے کوئی توجہ نہ دی۔

"میاں کو گنجا کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ کس کا ہوتا ہے؟"اس کی بات سن کر خیام نے اس کے بالوں پر اپنی معمولی سی گرفت بھی ختم کر دی۔

"بیوی کا!"اس دفعہ کے قہقہوں پر ارد گرد بیٹھے لوگ بھی متوجہ ہوئے۔

"مرو تم سب بے غیرتو!"خیام کے پاس آخری آپشن یہی تھا'اس لیے غصے سے باہر کی طرف چل دیا۔وہ جو ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے'سیدھے ہوئے۔

"اب اپنی بیوی کو تُو خود منا کر لائے گا یا ہم میں سے کوئی چلا جائے؟"عالیان نے بہت زیادہ ہنسنے کی وجہ سے آنکھوں میں آئے پانی کو صاف کرتے ہوئے کہا۔اسفر اطمینان سے بیٹھا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔

"جن قدموں پر گیا ہے انہیں پر واپس آئے گا!"وہ مزید پھیل کر بیٹھا۔

"جتنا میں خیام شاہ کو جانتا ہوں۔۔۔وہ ہرگز نہیں آئے گا!"عمر میز پر ہاتھ مار کر قطعی لہجے میں بولا۔

"پیچھے دیکھ!" شاہویز نے ہلکی سی سیٹی بجائی۔ سب نے دیکھا، سنجیدہ سا خیام شاہ واپس اسی میز کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"تو پھر خیام شاہ کو بالکل نہیں جانتا!" اسفر نے عمر کو طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب کیا۔

"ناقابلِ یقین!" جاذب نے سر نفی میں ہلاتے کہا جبکہ عمر سب سے زیادہ حیران تھا۔ خیام دور سے ہی ان کے کُھلے منہ دیکھ کر ان کی حیرانگی بھانپ گیا تھا۔ اپنا موبائل میز پر سے اٹھا کر ان کے سامنے کیا۔ جیسے کہہ رہا ہو 'اس کے لیے آیا تھا'۔ ان کی رکی ہوئیں سانسیں بحال ہوئیں۔ اسفر بیٹھا مسکراتا رہا وہ پہلے ہی اس کا موبائل دیکھ چکا تھا۔

وہ جانے کے لیے پلٹا مگر ایک طرف سے عمر اور دوسری طرف سے عالیان نے اس کو پکڑا۔

"ڈرامے بازیاں بند کر اور چپ کر کے ادھر بیٹھ جا ورنہ۔۔۔" عمر اسے کرسی کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف دھکیلتا ہوا بولا۔

خیام اس کی دھمکی سے ڈر کر تو نہیں، مگر کائنات کو کسی لڑکے کے ساتھ اندر آتے دیکھ کر 'کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

'کون ہے یہ؟'اس نے آنکھیں اسکیڑ کر زابر کو دیکھا۔وہ دونوں ان کی میز پار کر کے آگے چلے گئے اور قریب سے دیکھنے پر خیام کے ذہن میں جھماکا ہوا۔کل ہی تو دیکھا تھا اسے 'کائنات کے ڈرائیور' کے طور پر!

شناخت کا مراحلہ طے کرتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔

"اکیلے اکیلے کیوں مسکرا رہا ہے؟"اسفر کو تعجب ہوا۔

"تجھ سے مطلب؟"خیام خفگی سے بولا۔

"روٹی منگواؤ یار! ان دونوں کا تو روز کا کام ہے ہم کیوں بھوکے رہیں؟"شاہ ویز اکتا کر بولا۔

"تم لوگ ہو ہی بھوکے!"خیام منہ بناتا بولا۔

"شکریہ! نوازش! اب کچھ منگوالیں؟" عالیان نے بھی چڑ کر کہا۔

"شوق سے!" خیام نے سر ہلایا۔

پھر کھانا سرو ہونے میں دیر نہیں لگی، سب نے دیسی کھانا ہی منگوایا تھا۔ خیام جلدی جلدی آدھی پلیٹ بریانی کھا کر اٹھ گیا۔

"اب کدھر؟" عمر نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"یہیں ہوں! تم لوگوں نے اپنے حصے کی کرلی۔۔۔اب میری باری ہے!" وہ مسکرایا۔ آنکھیں بھی چمک رہی تھیں۔

"کیا کرلی اور کیا تیری باری؟" وہ ناسمجھی سے بولا۔ باقی سب سننے مصروف تھے یا شاید کھانا زیادہ ضروری تھا۔

"تفریح!" اس نے بائیں آنکھ دبائی۔

"کیا کرنے لگا ہے تُو؟" اسفر نے کچھ مشکوک ہو کر پوچھا۔ اس وقت خیام سے سب سے زیادہ خطرہ اسے ہی تھا۔ جواب میں خیام نے آنکھ سے کائنات کی طرف اشارہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا۔اسفر نے دیکھا تو بھنا کر رہ گیا۔

"ادھر بیٹھا رہ آرام سے تُو! آئی سمجھ ؟"اس نے بدمزہ ہو کر کہا۔

"ایسے کیسے ؟تیری تھوڑی چلنی اب ؟"اس نے بے پروائی سے کہا۔

"اب یہ نئی داستان لے کر بیٹھ گئے ہو تم دونوں ؟"اب مداخلت ناگزیر تھی'اس لیے شاہویز کو کہنا پڑا۔

"اس سے پوچھ لو۔میں تو چلا!"اسفر کی طرف سر سے اشارہ کر کے کائنات کی میز کی طرف آیا۔

پیچھے وہ سب حیرت سے اس کو دیکھ رہے تھے۔پھر سوالیہ نظروں سے اسفر کو دیکھا۔جواب میں جتنا وہ جانتا تھا اس نے مختصراً بتادیا۔

ہر دفعہ خیام شاہ کو دیکھ کر اس کا بلڈ پریشر کیوں بڑھنے لگتا تھا؟اب بھی وہ خود کو بڑی مشکل سے روکے ہوئے تھی۔ورنہ دل تو کر رہا تھا'اس کو چٹکی بجا کر غائب کر دے۔خیام شاہ اپنی دل موہ لینے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے ہوئے تھا'کائنات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ بیٹھی تھی اور زابر ہمیشہ کی طرح اخلاق سے مل رہا تھا۔

اسفر ان سب کو بتا کر خود پر سکون ہو گیا۔اس کے چہرے پر محظوظ کن مسکراہٹ تھی'وہ اس صورتِ حال سے مکمل طور پر لطف اندوز ہونے کا سوچ چکا تھا۔اس نے موبائل پر ویڈیو موڈ آن کر کے اسے میز پر سیٹ کیا۔ظاہر سی بات ہے نشانہ اب بھی خیام کی ذات تھی۔

"دیکھو تو کیسے باچھیں کھل رہی ہیں اس کی؟"اسفر نے خیام شاہ کو اپنی بتیسی کی نمائش کرتے دیکھ کر کہا۔

"کھلیں بھی کیوں نا؟آنکھوں کے سامنے گلاب کھلیے ہوں تو مسکراہٹ آپ ہی آ جاتی ہے!"جاذب نے ایک جذب سے فلسفہ جھاڑا۔

"واہ بچہ بڑا ہو گیا ہے۔پَر پرزے نکال رہا ہے!"عالیان نے اس کا کندھا تھپکا' جواب میں وہ کورنش بجالایا۔

خیام تو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھا'زابر کے ایک دفعہ کہنے پر ہی جھٹ سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔اس کا رخ اپنے دوستوں کی طرف ہی تھا۔

"مس عالم! ویسے میں حیران ہوں! کچھ لوگ آپ کے لیے اپنے وقت سے بھی زیادہ قیمتی ہیں؟"بظاہر خوش دلی سے کہا جانے والا ایک بے ضرر سا جملہ تھا مگر کائنات جان گئی تھی کہ آج صبح کا بدلہ اتارا جارہا ہے۔

"جو جس قابل!"وہ زابر کو خوش فہمی میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی مگر خیام مجبور کر دیا کرتا تھا۔اب بھی اس نے خاصا جتا کر جواب دیا۔خیام دھیرے سے ہنس دیا۔

"چلیں! ہم بھی کسی قابل تو ہیں ہی۔۔۔جبھی آپ کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔" بات چاہے کوئی بھی ہو،اس میں اپنی ٹیخ لگانے کا خیام ابراہیم شاہ کو خاصا وسیع تجربہ تھا۔

"حالانکہ آپ میری دعوت پر یہاں بیٹھے ہیں!"زابر نے مسکرا کر دخل اندازی کی۔

"کیا آپ اشاروں کنایوں میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجھے اٹھ جانا چاہیے؟" لاجواب ہونا تو خیام شاہ نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

"ارے نہیں! میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا۔ خیر آپ بتایئے اکیلے آئے ہیں؟" زابر تھوڑا جھینپ کر بولا۔

"آیا تو اکیلا ہی ہوں۔۔۔" خیام کے موبائل کی بیپ بجی' اس نے چونک کر دیکھا۔ کائنات کا پیغام تھا: "کافی سمجھدار ہیں۔ پھر کب جا رہے ہیں؟"

خیام نے ایک آئی برو اچکا کر کائنات کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ آیا تو اکیلا ہی ہوں مگر اب آپ دونوں کے ساتھ کے بعد اکیلا کہاں رہا ہوں۔ کیوں مس عالم صحیح کہہ رہا ہوں نا؟"

"دیکھ لو اس ڈھیٹ اعظم کو! صاف پتا چل رہا ہے وہ لڑکی اسے بھگانے کے چکر میں ہے۔ مگر شہزادہ ایسے مطمئن بیٹھا ہے جیسے گھر میں بیٹھا ہو۔" اسفر کافی دیر سے اس کے چونچلے دیکھ رہا تھا' اب اکتا کر بولا۔

"یار لڑکی تو بڑی ڈیسنٹ سی ہے، دوسرا لڑکا بھی ٹھیک! پر یہ ہمارا میمنا کیوں جا کر بیٹھا ہے وہاں؟" شاہ ویز اندر کی بات جاننا چاہتا تھا جس سے فی الحال وہ سب ہی ناواقف تھے۔

"یہ میمنا کس کو کہا ہے تو نے؟ ایک دفعہ گردن گھما کر دیکھ لڑکیاں مڑ مڑ کر دیکھ رہی ہیں اپنے ہیرو کو!" عمر ہمیشہ کی طرح اس کی طرفداری کرنے لگا۔

"اس کا جینڈر چیک کراؤ؟ کہیں یہ بھی تو مڑ مڑ کر دیکھنے والیوں میں سے نہیں؟" عالیان 'عمر کو چھیڑتا بولا۔

"اوئے باز آجا!" عمر اسے گھونسا دکھا کر بولا۔

وہ سب اپنی اپنی پسند کا میٹھا کھا رہے تھے۔ ساری توجہ خیام پر ہی تھی۔

"اوہ یاد آیا!" ایک دم ہی عمر نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔

"کیا پاگل ہو گیا ہے کیا؟ ویسے مبارک ہو تو اسی قابل ہے!" جاذب نے آئس کریم کپ میز پر پٹخ کر کہا۔ عمر کی چیخ سے مشابہ آواز کی وجہ سے چمچ اس کے ہاتھ سے

چھوٹ کر، اس کی نیلی پینٹ پر نقش و نگار بنا کر نیچے گری۔ عمر جھنجھلایا۔

"میری بھی تو سنو! وہ خیام شاہ آفس جا رہا ہے۔ انکل نے اسے زبردستی گھسا دیا ہے۔"

"شکر ہے تیرا مولا! ورنہ اس نے ہمارے آفس کو بھی اپنا گھر بنایا ہوا تھا۔ جب دل کرتا تھا منہ اٹھا کر چلا آتا تھا۔" عالیان نے ذوق و شوق سے ہاتھ اوپر اٹھائے اور شکر ادا کر کے چہرے پر پھیر دیئے۔

"اس کی وجہ سے میری جاب کا کباڑا ہونے والا تھا۔ مجھ پر تو دو نفل واجب ہیں!" شاہ ویز نے کہا۔

"لعنت ہے تم جیسے دوستوں پر! ذرا احساس نہیں ہے تم لوگوں کو اس کا؟ زبردستی کام کروا رہے ہیں اس سے انکل!" عمر کو تاسف ہوا۔

"زبردستی اور خیام شاہ کے ساتھ؟ یہ بات اتنی ہی ناممکن ہے جتنی چاند پر زندگی اپنی مرضی سے جاتا ہوگا۔" اسفر یقین سے بولا۔

"اچھاتو آپ اکیلے آئے ہیں؟ پھر یہ سامنے سامنے والی میز پر بیٹھے حضرات کیوں ہماری جانب متوجہ ہیں؟ شاید نہیں یقیناً آپ کی وجہ سے؟!" کائنات تیوری چڑھا کر بولی۔

"نا! یہ تو سراسر الزام ہے مجھ پر۔ جب آپ بھی اسی میز پر بیٹھی ہیں تو میری طرف متوجہ ہونا بدذوقی کی انتہا ہو گی!" خیام نے خود کو خود ہی اس الزام سے بری کروایا۔

کائنات نے ایک دفعہ پھر اس ٹولے کو دیکھا جو خوش گپیوں میں مصروف تھا۔

"اوہ! میں پہچان گئی۔ یہ بلیک چیکرڈ سوٹ والے سے میں غالباً سپین میں مل چکی ہوں؟" کائنات کا اشارہ اسفر کی طرف تھا۔

"یہ اسپین کا کیا سین ہے؟" زابر سوالیہ گویا ہوا۔

"کچھ خاص نہیں! اسپین میں میری مسٹر شاہ اور ان کے دوست سے سرسری سی ملاقات ہوئی تھی بس!" کائنات کا انداز بھی سرسری تھا۔

"اور اس سرسری سی ملاقات میں آپ کو میں بھی یاد رہ گیا اور میرا دوست بھی؟!"

www.novelsclubb.com

خیام نے ستائشی لہجے میں کہا۔

کائنات نے دانت پر دانت جما کر ہونٹ سختی سے بند کیے۔

"کیا منگواؤں آپ کے لیے کائنات؟ اور خیام آپ کیا لیں گے؟ فی الحال تو میں آپ دونوں کا ہی میزبان ہوں۔" زابر نے بیرے کو اشارہ کیا۔

"سی۔ فوڈ!" کائنات جھٹ سے بولی۔

"سی۔ فوڈ کے علاوہ کچھ بھی!" خیام بھی بے ساختہ بولا۔ دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا اور زابر نے ہنستے ہوئے پوٹیٹو اینڈ سالمن گرِل، لیمن گارلک بٹر شرِمپ، کریمی پَے نے پاستا اور سیلڈ منگوالیا۔ خیام نے موبائل کھولا اور کائنات کو پیغام بھیجا۔

"مت منگواؤ سی۔ فوڈ پچھتاؤ گی!"

پیغام پڑھ کر وہ استہزائیہ مسکرائی۔

"تمہارے لیے ہی منگوا رہی ہوں۔۔۔ ٹرائی ضرور کرنا!" منہ چڑاتے ایموجی کے

ساتھ جواب خیام تک پہنچا۔

"شیور! اس کے بعد کی ذمہ داری تمہاری؟"

"بالکل میری!" کائنات نے موبائل بند کر کے بیگ میں رکھا۔ اسے سی۔فوڈ بہت زیادہ پسند نہیں تھا مگر اس ہوٹل میں اچھا بنتا تھا۔

ان کی میز پر سی۔فوڈ سرو ہوتا دیکھ کر وہ سبھی چونکے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ خیام کا دماغ تو نہیں چل گیا؟" عالیان غصے سے بولا۔

"خیام اکیلا تو نہیں بیٹھا وہاں۔۔۔ باقی دونوں میں سے کسی نے آرڈر کیا ہو گا!"

جاب ان سب کے ساتھ ساتھ اپنے آپکو بھی تسلی دیتا ہوا بولا۔

"ہاں مگر خیام بہت سینسیٹِو ہے اور بالکل سامنے ہی تو رکھی ہوئی ہے شیل فش (شرِمپ)" عمر کو بھی تشویش ہوئی۔

"اس ہوٹل کا آئیڈیا کس نے دیا تھا؟ جبکہ سی۔فوڈ اس کی ہٹ لسٹ پر ہے اور یہ بات ہم سب جانتے ہیں!" شاہ ویز جو سوچ رہا تھا اس نے وہی کہہ بھی دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اسی خبیث روح کا آئیڈیا تھا!" عمر نے اسفر کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ ایک ٹیبل سے دوسری ٹیبل پر چھلانگیں مارتا پھرے گا اور اپنا مجھے پتا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی سی۔فوڈ نہیں منگوائے گا۔" اسفر نے اپنی صفائی پیش کی۔

چند سیکنڈز کے لیے ان کی توجہ خیام سے ہٹی تھی اور اب جو عمر نے مڑ کر دیکھا تو وہ چوپ سٹکس کی مدد سے شرِمپ کا آخری ٹکڑا بھی اپنے منہ میں ڈال چکا تھا۔وہ بدحواس سا خیام کی طرف آیا۔وہ چاروں بھی کرسیاں چھوڑ کر اٹھے۔

خیام کا مچھلی کی خوشبو سے ہی دل اوبنے لگا تھا' گال الگ سرخ ہوئے جا رہے تھے۔ عمر کو بدحواسی سے اپنی طرف آتے دیکھ کر بھی اس نے نہایت اطمینان سے نوالہ نگلا اور پانی پینے کے لیے گلاس منہ سے لگایا۔عمر نے گلاس اس سے جھپٹ کر پھینکا' کانچ ٹوٹنے کی آواز سارے ہوٹل میں گونجی۔

"پاگل ہو گیا ہے کیا؟ خیام یو نِیڈ ٹو وِمٹ!" عمر نے خیام کو گردن سے پکڑ کر اپنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف متوجہ کیا۔

"کیوں؟"کائنات نے ناسمجھی سے پوچھا مگر کسی نے جواب نہیں دیا۔

"میں ٹھیک ہوں عمر!"خیام نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔سانس لینے سے بھی گلے میں تکلیف ہونے لگی تھی۔

ہوٹل کا مینیجر بھاگتا ہوا ان کی میز پر آیا۔

"کوئی پرابلم ہے سر؟"

He has shellfish allergy. We need to take "

"...him to

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی خیام کھانستا ہوا جھکا'اسے شدید قے ہوئی تھی۔کائنات منہ پر ہاتھ رکھے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔

"!Asfar hospital"

عمر نے چلا کر کہا۔اسفر نے چند نوٹ میز پر پٹخے اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کو بھاگتے

www.novelsclubb.com

ہوئے بلند آواز میں کہا۔

"میں گاڑی لارہا ہوں!"

جاذب پانی کی بوتل لے کر خیام پر جھکا' ٹھنڈا پانی چہرے پر پڑنے سے کچھ سکون ملا۔ اس نے اٹھنا چاہا مگر زوردار چکر نے دوبارہ بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ جاذب اور عمر نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور خود اس کا وزن اٹھاتے باہر کی طرف بڑھے۔ عالیان اور شاہ ویز نے ان کے گزرنے کے لیے راستہ صاف کیا۔ کرسیاں، لوگ، سجاوٹی پھول۔۔۔ وہ ہر چیز کو دھکیلتے ہوئے گزرے۔

لوگ اپنا کھانا چھوڑ کر ان کو دیکھ رہے تھے۔ اس کو جاتے دیکھ کر کائنات ہوش میں آئی اور اپنا بیگ پکڑتی ان کے پیچھے چل دی۔ اس کی پانیوں سے بھری آنکھوں کی ایک ہی جھلک زابر کو پریشان کر گئی تھی۔ وہ بھی پیسے میز پر رکھتا' مینیجر سے معذرت کرتا ہوا باہر آیا۔ کائنات سڑک پر کھڑی انہیں کو دیکھ رہی تھی جو دو گاڑیوں میں نکلے تھے۔ زابر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی گاڑی تک لایا اور پھر اس نے بھی

گاڑی ان کی گاڑیوں کے پیچھے ڈال دی۔

※ ※ ※ ※ ※

••••

"Oh my God! What was that?"

زابر پریشانی سے بولا۔ مقصد کائنات کو متوجہ کرنا تھا مگر وہ چونکی بھی نہیں آنکھوں میں پانی ابھی تک ٹھہرا ہوا تھا۔

"کائنات! ریلیکس، کچھ بھی نہیں ہوگا

www.novelsclubb.com

he will be alright"

اس نے کائنات کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے تسلی دی تھی۔

"میری وجہ سے ہوا ہے یہ!" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی، ٹھہرا ہوا آنسو بھی گرا جسے اس نے فوراً صاف کر دیا۔

"ہر گز نہیں! اگر خیام کو کوئی مسئلہ تھا تو اسے نہیں کھانا چاہیئے تھا، وہ کم از کم ہمیں بتا دیتا، ہم کچھ اور آرڈر کر لیتے۔"

"اس نے کہا تھا مت منگواؤ!" وہ سامنے دیکھتی ہوئی میکانکی انداز میں بولی۔

"کب کہا تھا؟" اس نے حیرانگی سے پوچھا مگر کائنات نے جواب نہیں دیا۔ زابر نے ایک نظر اس ساکت بیٹھے مجسمے کو دیکھا اور پھر ہونٹ بھینچ کر سامنے دیکھنے لگا۔ اگلے موڑ پر انکی گاڑیاں ایک نجی ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں رکیں۔

خیام کو ایمرجنسی میں پہنچا کر وہ سب راہداری میں کھڑے تھے۔ زابر، کائنات کو بینچ پر بٹھا کر اسفر تک آیا اور اسے اپنا اور کائنات کا مکمل تعارف کرایا۔ وہ سب پریشانی میں اسکا منہ تکے جا رہے تھے۔ زابر انکی بے چینی سمجھتا تھا مگر تفصیل جاننا بھی ضروری تھا، کائنات کیلئے!

"He will recover soon!?"

اسفر سے خیام کی الرجی کی تفصیل جان کر زابر بولا۔ ان میں سے کوئی بھی سمجھ نا پایا

تھا کہ وہ پوچھ رہا ہے یا بتا رہا ہے؟

"ان شاءاللہ!" عمر سر ہلا کر بولا۔

"انکل کو کون انفارم کر رہا ہے؟" عالیان کو نئی فکر ستائی تھی۔

"میں کرتا ہوں!" عمر جیب سے موبائل نکال کر اٹھتا ہوا بولا۔ زابر بھی ایکسیوز کرتا ہوا اٹھ کر کائنات کے پاس آیا۔

"معمولی سی سی۔ فوڈ الرجی ہے اسے! ڈاکٹرز ٹریٹمنٹ دے رہے ہیں، آپ ریلیکس کریں۔" زابر کی اس غلط بیانی پر اسے تعجب ہوا۔ اسکی الرجی کتنی غیر معمولی ہے وہ اپنے کانوں سے سن چکی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں!" وہ واقعی اب ٹھیک تھی۔ پہلے شاک میں تھی کہ کوئی کیسے جان بوجھ کر خود کو نقصان پہنچا سکتا ہے؟ جبکہ اس نقصان میں اس نے بھی حصہ ڈالا تھا۔ کوئی اتنا پاگل کیسے ہو سکتا ہے؟ صرف ایک دفعہ کے کہنے پر اس نے خود کو نقصان پہنچا لیا۔ اتنا پاگل؟ اتنا خود پسند یا اتنا خود کش؟ کیوں کیا اس نے ایسا؟ میرے

ایک دفعہ کہنے پر؟ ہونہہ! اپنی اہمیت جتانے کیلئیے شاید۔

وہ ابھی اور بھی منفی سوچتی مگر ڈاکٹر کو خیام کے روم سے تیزی سے باہر آتے دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ وہ سب تیزی سے اٹھ کر ڈاکٹر تک آئے۔ بے چینی ہر ایک انداز سے جھلک رہی تھی، ان کو بولنے کا موقع دیے بغیر ڈاکٹر بولا۔

"ہماری دوائیں پیشنٹ پر الٹا اثر کر رہی ہیں۔ بلڈ ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔۔۔

it will take time, his condition is unstable

ہم الرجن (الرجی کی وجہ) معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر پیشنٹ کی کوئی پرانی رپورٹ ہے آپکے پاس تو منگوائیں۔۔۔

"it will be of great help

"یس ڈاکٹر!" شاویز ہی ہمت کر کے بولا ورنہ باقی سب تو دم سادھے کھڑے تھے۔ پھر اسی نے ہی ابراہیم شاہ سے رپورٹس کا مطالبہ کیا اور انکی اس بات پر کہ وہ رپورٹس پہلے ہی ساتھ لا رہے ہیں، اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"انکل دس منٹ تک آرہے ہیں اور رپورٹس انکے پاس ہی ہیں!" شاویز نے اونچی آواز میں اطلاع دی۔ان سب کی حالت ہی ایسی تھی، اعلان بہت ضروری تھا اور ہوا بھی ایسا ہی۔ابراہیم شاہ ٹھیک دس منٹ بعد ہسپتال میں انکے پاس تھے۔

صارم رپورٹس لے کر ڈاکٹر کے پاس گیا۔جاذب سے تفصیل جان کر انہیں بے طرح غصہ آیا مگر کائنات کے ذکر پر وہ چونکے اور اس کے پاس آئے۔

"السلام علیکم انکل!" کائنات نے اٹھ کر انکا استقبال کیا۔

"وسلام بیٹے! یہ نالائق اس طرح کے ڈرامے کرتا رہتا ہے۔آپ یوں کریں گھر چلی جائیں۔۔۔گیارہ تو بج ہے چکے ہیں۔" وہ فکر مند سے بولے۔فکر بنتی بھی تھی! وہاں سب ہی مرد تھے ایسے میں اکیلی کائنات؟ وہ جانتے تھے کائنات عام لڑکی نہیں۔۔۔مگر ہے تو لڑکی ہی نا؟! آخری بات زیادہ معنی رکھتی تھی۔

"I am feeling guilty

مجھے تسلی ہو جائے کہ مسٹر شاہ ٹھیک ہیں تو میں گھر چلی جاؤں گی" کائنات کا جواب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خاصا مدلل تھا اسلیے ابراہیم شاہ نے سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے بیٹھ جائیں، میں بھی یہیں ہوں'' کہہ کر وہ ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئے۔

''کائنات ڈیڈ کا فون تھا وہ۔۔۔'' زابر اپنی دھن میں واپس کائنات تک آیا مگر وہاں ابراہیم شاہ کو دیکھ کر اسکے اگلے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

''السلام علیکم سر!" ابراہیم شاہ کی شخصیت کا اثر تھا یا اسکی تربیت کا، زابر حسن فوراً مؤدب ہوا۔ ابراہیم شاہ نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور تعارف کا مرحلہ کائنات نے طے کرا دیا۔

''ہاں زابر! تم کچھ کہہ رہے تھے؟'' کائنات نے پوچھا۔

''وہ ڈیڈ کی کار خراب ہو گئی ہے ہمیں انہیں پک کرنا ہے!" زابر موبائل جیب میں منتقل کرتا ہوا بولا۔

''تو تم جاؤ۔۔۔ میں نہیں جا رہی!" وہ قطعی لہجے میں بولی۔

''آپکو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا وہ بھی اس وقت۔ چلیں گھر ڈراپ کر دوں آپکو!''

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ بھی ختمی لہجے میں بولا۔

"زابر آپ جاؤ۔۔۔کائنات کی ذمہ داری میں لیتا ہوں!" کائنات کے بولنے سے پہلے ہی ابراہیم شاہ نے مداخلت کی۔

"بٹ سر۔۔۔۔!" زابر کے تشویش ظاہر کرنے سے پہلے ہی انہوں نے اسے یقین دہانی کروائی۔

"میں خود ڈراپ کردونگا کائنات کو، ڈونٹ وری!"

"رائٹ سر!" وہ بادل نخواستہ پلٹا تھا اور اسکے تاثرات سے اسکا باخوبی اندازہ بھی ہو رہا تھا۔

مزید ایک گھنٹے انتظار کے بعد ڈاکٹر نے خیام شاہ کی طبیعت سنبھلنے کی اطلاع دی۔ دو، دو کرکے ملنے کی اجازت بھی دی تھی۔ سب سے پہلے ابراہیم شاہ اور صارم آگے بڑھے۔

اندر پھیکی رنگت اور خشک ہونٹ لیے خیام شاہ آنکھیں موندے پڑا تھا۔ ایک ہاتھ

پہ ڈرپ بھی لگی تھی۔آواز پر آنکھیں کھولیں تو ابراہیم شاہ کو خود کو گھورتے ہوئے پایا۔نقاہت کے باوجود خیام شاہ نے کھانسنے کی شاندار اداکاری کی تھی۔اس سے پہلے کہ اسکی کھانسی شدید تر ہوتی،ابراہیم شاہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"بس کرو! آج کے لئے اتنا بہت ہے۔باقی پھر کسی وقت کیلیئے اٹھا رکھو۔۔۔کچھ معلوم ہے تمہیں! تمہارے ان بے وقت کے ڈراموں کا دوسروں پر کیا اثر پڑتا ہے؟" آخر میں انکا لہجہ ترش ہوا۔صارم بھی ہاتھ باندھے سنجیدہ سا کھڑا تھا۔

خیام اپنی مدد آپ کے تحت نئے بہانے سوچنے لگا،مگر کوئی پسند ہی نہیں آرہا تھا! آخر خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے شروعات کی:

"وہ۔۔۔بابا۔۔۔دراصل میں۔۔۔"اس سے آگے ابراہیم شاہ نے اسے بولنے نہیں دیا تھا:

"مجھے نہیں چاہیے تمہاری صفائی۔۔۔اگلی دفعہ تھوڑا سنجیدہ ہو کر خودکشی کی کوشش کرنا!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں نہیں بابا، ضرور!" خیام دونوں بازوؤں پر زور ڈالتے ہوئے اٹھنا چاہا مگر صارم کی دھاڑ پر وہیں رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"خیام! بابا! یوں لڑ کر آپ دونوں یہ ثابت مت کیا کریں کہ آپ باپ بیٹا ہیں۔ فار گاڈ سیک خیام شاہ! جیسے تمہاری مرضی ہو تنگ کر لیا کرو، مگر یوں ہسپتال کے بستر پر نہیں!" صارم کا انداز خاصا جارحانہ تھا، خیام کو سنجیدہ ہونا پڑا۔

"آئی ایم سوری!

"I won't do it again

صارم بغیر جواب دیے باہر چلا گیا۔ خیام فکرمندی سے ابراہیم شاہ کو دیکھ کر بولا۔

"He was serious!"

"یار بابا! اپکے بے وقت طنز کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔"

"ہاں مگر پہلے صارم کی جگہ تم واک آؤٹ کرتے ہو"۔ ابراہیم شاہ نے نتیجہ واضح کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آج ہمت نہیں ہے اس لئے صارم چلا گیا!" وہ چہرے پہ بے چارگی لاتے ہوئے بولا۔ابراہیم شاہ دھیرے سے مسکرا دیے اور پھر انگلی سے تنبیہ کرتے ہوئے باہر چلے گئے۔

"باز آجاؤ اور عائشہ کو کچھ بھی نہیں پتا چلنا چاہیے!"

ابراہیم شاہ کے نکلتے ہی وہ سب ڈاکٹر کی ہدایت کو بھلائے اندر گھس گئے۔

انکے قریب آنے تک کائنات بھی اپنی جگہ سے اٹھی۔

"چلیں انکل؟"

"ہوں چلتے ہیں! مجھے صارم سے ایک کام ہے وہ کہہ دوں اسے پھر۔۔۔۔" انہوں نے صارم کی تلاش میں ادھر اُدھر نظر دوڑائی مگر وہ وہاں نہیں تھا۔پھر کائنات کے فون کی گھنٹی نے انکی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

زابر کی کال تھی۔کائنات ایکسکیوز کرتی ہوئی ذرا کونے میں آکھڑی ہوئی۔یوں کہ راہداری کے بڑے سے ستون کے پیچھے وہ تقریباً چھپ گئی تھی۔

"ہیلو"

"کہاں ہیں آپ کائنات؟"

"ہاسپٹل میں!"

"بارہ سے اوپر ٹائم ہو گیا ھے آپ ابھی تک وہاں پہ کیا کر رہی ہیں؟"

"میں بس نکلنے ہی لگی ہوں گھر کے لئے۔۔۔"

"کس کے ساتھ جا رہی ہیں؟ میں آجاؤں لینے؟"

"اسٹاپ اٹ زابر! ابراہیم انکل چھوڑنے جا رہے ہیں مجھے!"

"ٹھیک ہے۔ خیام کیسا ہے؟"

"ہوش آگیا ہے اسے! اب بہتر ہے وہ۔ تمہیں اور کچھ نہیں کہنا تو فون رکھ رہی ہوں میں۔ اللہ خافظ!"

کال بند کر کے وہ مڑی مگر ابراہیم شاہ وہاں نہیں تھے۔ فون پھر سے بجنے لگا سکرین پر گھر کا نمبر بلنک کر رہا تھا۔ کائنات نے وہیں پر کال ریسیو کی۔

"اسلام علیکم !"

"وعلیکم اسلام ! گھر کب تک آ رہی ہو؟ بھائی صاحب پوچھ رہے ہیں تمھارا !"

دوسری جانب بلقیس چچی تھیں۔

"میں بس آ رہی ہوں، راستے میں ہوں !" وہ نیا سر درد مول نہیں لینا چاہتی تھی

اس لئے جھوٹ سے کام لینا پڑا۔

"کیسے آ رہی ہو؟ گاڑی تو تمھاری گھر میں کھڑی ہے !"

"زابر کے ساتھ آ۔۔۔۔"

"اب کدھر گئی ہیں یہ مس کائنات عالم؟" اسفر کی تیز اور غصیلی آواز سن کر

کائنات کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ اسنے فون کان سے ہٹا کے ستون کی دوسری

جانب جانکا جہاں وہ بغیر رکے بولے جا رہا تھا:

،،جس کیلیۓ اتنی دیر بیٹھی رہی ہیں اس سے مل کر جاتیں اور وہ ڈھیٹ خیام شاہ کتنے

دھڑلے سے کہہ رہا ہے کہ اس نے کائنات کے کہنے پر یہ سب کیا ہے، کائنات

بولے گی تو کنویں میں کود کر اپنی جان دے دے گا کیا؟" اس کا مخاطب عمر تھا اندر خیام نے اسے خاصا پمپ کیا تھا اور وہ باہر آکر پھٹ پڑا تھا۔

"آخر یہ کائنات عالم ہے کیا۔۔۔؟" شاید نہیں یقیناً وہ اسے "بلا" ہی کہنے والا تھا مگر کائنات کو ستون کی دوسری طرف سے باہر آتے دیکھ کر وہ چپ کر گیا۔ کائنات نے ایک ایک لفظ واضح سنا تھا اور یقیناً دوسری طرف بلقیس چچی نے بھی۔ یہ خیال آتے ہی اس نے چونک کر موبائل کو دیکھا، کال جاری تھی جسے اس نے فوراً سے پہلے کاٹ دیا۔

"تو آپ کے نزدیک خیام شاہ کسی بلا سے کم ہے؟" وہ بالکل پر سکون تھی، اسفر چندھیائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا اور عمر اس کی قِسم سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

I am Sorry Miss Alam! Actually Khayam is crazy about challenges اور چونکہ آپ نے اسے چیلنج کیا تھا! اسی

لیے اس نے وہ سب کیا تھا۔اسفر اسی بات پر غصے میں ہے اور اس نے غصے میں ہی یہ سب باتیں کی ہیں اسکی جگہ میں معافی مانگتا ہوں،

”sorry again!

عمر جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا، سنجیدگی سے بولا۔اسفر مٹھیاں بھینچے غصہ پینے کی کوشش کر رہا تھا، مڑا اور پاس رکھے بینچ پر بیٹھ گیا۔عمر کی وضاحت پر کائنات نے سر ہلایا اور اسفر کی طرف متوجہ ہوئی:

”ایکسکیوزمی مسٹر۔۔!“اسفر نے اسکو دیکھا ضرور مگر بولا کچھ نہیں، ایک دفعہ پھر عمر کو ہی مداخلت کرنی پڑی:

”اسفر رحمان“

”جی تو اسفر رحمان صاحب! میں مانتی ہوں کہ میری غلطی تھی، مگر میں نے وہ سب لاعلمی میں کیا۔آپ سب تو جانتے تھے پھر آپ نے کچھ کیوں نہیں کیا؟“

”آپ جانتی ہیں اگر اسکو بروقت ہسپتال نہ پہنچایا جاتا تو کیا ہوتا؟“اسفر اب بھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تیکھے چتونوں سے گویا ہوا۔

"اب جان گئی ہوں میں۔اور ہاں اسکو ہسپتال پہنچانا آپکا فرض تھا کوئی احسان نہیں کیا آپ نے۔اگر آپ وہاں پر نہیں ہوتے تو میں نے بھی یہی کرنا تھا۔۔۔ get that!!" کائنات جتانے والے انداز میں بولی۔

"Oh yeah, i got that"

اسفر استہزائیہ انداز میں بولتا وہاں سے اٹھا اور ہسپتال سے ہی نکلتا چلا گیا۔

کائنات بھی ابراہیم شاہ کے ساتھ گھر جانے کیلیئے نکل آئی۔ابراہیم شاہ خود گاڑی چلا رہے تھے۔سڑکیں سنسان تھیں،آدھے گھنٹے کا راستہ انہوں نے باتیں کرتے ہوئے طے کیا۔کائنات کی اندر آنے کی دعوت کو بھی انہوں نے "پھر کبھی" کہہ کر ٹال دیا۔گیٹ سے گزرتے اسکی نظر اوپر بالکونیوں کی لائن پر پڑی جن میں سے ایک پر بلقیس بانو بھی موجود تھیں۔

"اف!" کائنات نے آنکھیں میچ کر طویل سانس لی۔پھر اندر آکر سیدھے عالم

مرتضٰی کے کمرے کی طرف آئی، اندر جھانکا تو وہ سو رہے تھے۔ شکر۔۔۔! پھر مختلف راہداریوں سے ہو کر اور سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں پہنچی۔ دروازہ کھلا رہنے دیا، جانتی تھی بلقیس بانو آئیں گی۔ پانچ منٹ انتظار کیا، وہ نہیں آئیں۔ کپڑے بھی بدل لیے، وہ پھر بھی نہیں آئیں۔

صد شکر۔۔۔! کائنات نے دروازہ بند کر کے لاک کیا اور بیڈ پر لیٹ کر نیند کا انتظار کرنے لگی۔

****

www.novelsclubb.com

•••

اسپتال کا پرائیویٹ روم پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا، ایسے کہ دواؤں کی تیز اور ناگوار بو بھی ان سے ہار مان کر ایک کونے میں پڑی تھی۔ خیام شاہ بستر پر بیٹھا، اوور بیڈ ٹیبل ٹرے پر رکھا پزا کھانے میں مصروف تھا۔ وقفے وقفے سے ساتھ

رکھی کولا کے سپ لیتا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے رخ موڑ کر دیکھا۔ عالیان تھا، بلیو کوٹ سوٹ میں ملبوس ہاتھ میں اکلوتا گلاب کا پھول پکڑے۔

''اور بڈی کیا ہو رہا؟'' اس نے پھول خیام کو پکڑایا۔

''اتنی کنجوسی؟'' خیام اچھنبے سے بولا، اشارہ ایک عدد پھول کی طرف تھا۔

''او نہیں یار! والٹ گھر پر ہی بھول آیا۔ یہ پھول بھی ادھار ہاتھ لگا ہے۔ والٹ کدھر ہے تیرا!؟" عالیان نے خود ہی تلاش شروع کی پھر سائیڈ دراز کھولی تو سب سے اوپر رکھا تھا۔ اس نے پیسے لینے کی بجائے والٹ ہی جیب میں رکھ لیا۔ خیام شاہ خاموشی سے کھاتا رہا پھر ہاتھ کھینچ کر بولا۔

''شام تک واپس کر دیو، یہ عیش اسی سے اڑائے جا رہے ہیں۔'' ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کر کے اسنے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔

''ویسے اتنی جلدی یہ سب کھانے کی اجازت مل گئی تھی؟" عالیان نے کوک کا سپ لیتے ہوئے اسکا سرخ چہرہ دیکھا۔ یہ چہرہ اب کچھ دن سرخ ہی رہنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اجازت کی ضرورت کسے ہے؟ وارڈ بوائے نے جگاڑ لگایا ہے (انتظام کیا ہے)"

"رشوت لے کر!" وہ اسٹول کھینچ کر بیڈ کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"Hmm"

اسنے اپنے پیچھے تکیے درست کیے اور بستر پر نیم دراز ہو گیا۔

پھر جیسے کچھ یاد آنے پر چونک کر سیدھا ہوا اور ہتھیلی عالیان کے سامنے پھیلائی۔

"فون دے اپنا!"

"تیرا کدھر ہے؟"

"بیڑی ڈیڈ ہے"

"کیوں چاہیے؟"

"لعنت ہے! میں نے فون ہی مانگا ہے وہ طوطا نہیں جس میں تیری جان قید ہے۔

جلدی نکال۔" خیام آنکھیں نکال کر بولا۔ عالیان کوٹ کی اندرونی جیب سے

موبائل بر آمد کرتا ہوا بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خوش قسمتی سے میری ایک عدد منگیتر ہے جس کے ساتھ ڈھیروں تصویریں اور گھنٹوں کی چیٹس اس موبائل میں ہیں۔ سو خبردار! کسی بھی چیز کو ہاتھ لگایا ہو تو۔"

"تیرے جیسے ہی ہوتے ہیں بے وقوف لوگ! جو اپنی کمزوری خود دوسروں کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔" خیام اسے چڑاتا ہوا بولا۔

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے جتنا کہا ہے اتنا کر" عالیان نے موبائل اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے سب سے پہلے فوٹو گیلری کھولی، دو چار زبردست قسم کی تصویریں پسند کیں اور اپنے نمبر پر واٹس ایپ کر دیں۔ اس کے بعد ❤️Ramsha کے نام سے سیوڈ چیٹ کھولی، جلدی جلدی سکرین شاٹس لیے اور وہ بھی اپنے نمبر پر بھیج دیے۔ اس ساری کارروائی کے ثبوت مٹاتے وقت اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ پزا کھاتا ہوا عالیان اسکی کمینی مسکراہٹ دیکھ کر ٹھٹھکا ۔

"کیا کر رہا ہے تو؟" خیام شاہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اوئے کمینے انسان موبائل واپس کر مجھے!" وہ اس پر جھپٹ پڑنے کو تھا جب

دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان!" وہ عالیان کی حالت سے محظوظ ہوتا ہوا بولا۔

کائنات ایک ہاتھ میں فروٹ باسکٹ اور دوسرے میں موبائل لیے اندر داخل

ہوئی۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام! آیئے مس عالم!" وہ سیدھا ہوتا ہوا بولا۔ پھر موبائل عالیان کی

طرف پھینکا، جو اس نے بروقت کیچ کیا اور دھیمے سے بولا۔

"یہ پکڑ اپنا موبائل اور فٹافٹ نکل یہاں سے"

"تیرے باپ کا راج ہے کیا؟ ادھر ہی بیٹھا ہوں، کر لے جو کرنے ہوتا ہے"

عالیان نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔ خیام نے کائنات کو دیکھا وہ پھولوں سے

بھری میز پر جگہ بنا کر اب وہاں فروٹ باسکٹ رکھ رہی تھی۔ خیام گلا کھنکار کر اونچی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آواز میں بولا۔

"ویسے عالیان شرم آنی چاہئیے تمہیں اس قدر گھٹیا حرکت کرتے ہوئے۔ کسی غریب کی شرافت سے فائدہ اٹھانا تو کوئی تجھ سے سیکھے۔"

"کیا بکواس کر رہا ہے؟" "کیا کیا ہے میں نے؟" عالیان غصے سے سٹول چھوڑ کر کھڑا ہو گیا، خیام کی اسکیم وہ نہیں سمجھ سکا تھا۔

"سیدھی سی بات ہے یا تو تم پھول والے کو پیسے دے آؤ یا یہ پھول ہی واپس کر دو۔ والٹ بھرا ہوا ہونے کے باوجود ادھار کی کیا تک بنتی ہے؟ کیوں مس عالم؟

"آخر میں اس نے خاموش تماشائی بنی کائنات کو بھی اندر گھسیٹا۔

"بالکل!" وہ تو اس کی منہ سے ایسی گفتگو سن کر حیران تھی مگر بات چونکہ معقول تھی اس لیے اس نے خیام کا مقصد سمجھے بنا سر ہلا دیا۔ عالیان کا جی چاہا باقی بچی کوک اس کی منہ پہ انڈیل دے مگر کوک کے ساتھ ساتھ صبر کے گھونٹ بھر کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کا ہینڈل پکڑے وہ ایک دم مڑا، موبائل

نکالا اور وائس ریکارڈنگ آن کر کے میز پر رکھتے ہوئے سر سری سا بولا۔

"تمہیں کال کرنی تھی نا؟ موبائل یہ رکھا ہے کر لینا" خیام نے بے دھیانی سے ہاتھ ہلایا۔ وہ چلا گیا بمشکل مسکراہٹ چھپاتے۔ ویسے بھی جس مقصد کے لئے خیام شاہ نے اسے کمرے سے نکالا تھا وہ اسے نکال کر بھی پورا نہیں ہونے والا تھا!

"کیسے ہیں آپ مسٹر شاہ؟ خیر مجھے یہ (فروٹ باسکٹ کی طرف اشارہ کیا) قطعاً لانے کی ضرورت نہیں تھی۔" کائنات اسکے عیش دیکھتی ہوئی بولی۔

"حال تو آپ کے سامنے ہے اور یہ تو بس منہ کا زائقہ بدلنے کے لئے ہے۔" خیام نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"لگتا ہے آپ نے رات کے تجربے سے کچھ نہیں سیکھا؟" وہ اسٹول پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"مجھے ویسے بھی سیکھنے سکھانے کا کوئی شوق نہیں ہے؟" خیام نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"مگر میں پھر بھی آپ پہ واضح کرنا چاہوں گی کہ آپ کی رات کی حرکت قطعی غیر زمہ دارانہ تھی اور کم از کم میرے سامنے دوبارہ ایسا کچھ بھی۔۔۔"

"حالانکہ آپ اسکی زمہ داری پہلے ہی لے چکی تھیں۔" اسکی بات کاٹتے ہوئے وہ نہایت آرام سے بولا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے؟ میں زمہ داری لیتی ہوں کہ دسویں منزل کے اس کمرے سے کود جائیں۔ آپکو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ تو کیا کود جائیں گے؟"

اسکے غصے پر خیام خفیف سا ہو گیا۔

"خیر اتنی بھی آپ کوئی توپ چیز نہیں ہیں جس کے کہنے پر میں کھڑکی سے ہی کود جاؤں۔ مگر مجھے آپ سے ایک شکوہ ہے!"

"شکوے شکایات والا ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے!" وہ رکھائی سے بولی۔

"کیسی بات کر رہی ہیں آپ؟ انسانیت سے بڑھ کر بھی کوئی رشتہ ہو سکتا ہے کیا؟"

خیام شاہ دور کی کوڑی اٹھا لایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"معصوم سا شکوہ ہے آپ کا سننے میں کیا جاتا ہے؟"

"ایک آپ معصوم اور ایک آپ کے شکوے معصوم!" کائنات بڑبڑائی پھر ذرا اونچی آواز میں بولی۔

"جی فرمائیے۔"

"رات کو ایک نظر دیکھ جاتیں تو ذرا اچھے حالوں میں ملتے آپ کو!" وہ سر جھکائے شرمانے کی اداکاری کرنے لگا۔ کائنات اس کی مسکراہٹ دیکھ کر تپی 'دانت پیستی ہوئی بولی۔

"اب بھی برے حالوں میں تو نہیں ہیں!"

"ہاہ! ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پہ رونق۔"

وہ غصہ ضبط کرتی اٹھ گئی۔

"خیام شاہ! آپ کو سنجیدگی سے اپنی غیر سنجیدگی کا علاج کروانا چاہیے۔"

"کیوں نہیں! آپ معالج بن جائیں میں علاج کروانے کے لیے حاضر ہوں۔" وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سیدھا ہو کر ٹیبل پر انگلیاں بجانے لگا۔

"میرا پھر پتا ہے نا میں کس طرح علاج کرتی ہوں؟" کائنات نے آستینیں چڑھاتے ہوئے پوچھا۔

".I changed my mind! Tsk no need of it"

اس کا مطلب سمجھ کر جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔پہلے ہی ہسپتال میں پڑا تھا، اب وہ کہیں اوپر ہی نہ پہنچا دے!

"!Good for you"

کائنات نے سر ہلایا۔

"میں چلتی ہوں پھر۔۔۔اللہ آپ کو بہت صحت دے!" وہ جانے کے لیے پلٹ گئی، پھر دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے مڑی۔

"اور آپ کی معلومات میں اضافے کے لیے جاب انٹرویوز اگلے ہفتے سے ہوں گے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ خواتین آگے بڑھیں تو ابویئسلی آپ کا وہاں ہونا

ضروری ہے کیونکہ میں ایسا کچھ نہیں چاہتی!"

"ناکریں مس عالم! مجھے دیوار سے لگا رہی ہیں آپ!"

"آپ کو خود ہی دیوار سے لگنے کا شوق ہے تو میں کیا کرسکتی ہوں؟ بہرحال مجھے اور بھی کام ہیں اس لیے خداحافظ!" وہ ہاتھ ہلاتی مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

پیچھے خیام شاہ بالوں میں انگلیاں چلاتا سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ جو نکا تب جب عالیان کمرے میں آیا۔ اس نے دور سے ہی موبائل کا چارجر پھینکا جسے خیام نے بمشکل پکڑا، پھر والٹ پھینکا جو اس کے پیروں میں گرا اور اپنا موبائل اٹھا کر واپس ہولیا۔ خیام نے حیرانگی سے اس کو چپ چاپ باہر جاتے دیکھا' پھر چارجر کو دیکھا جس کی تارپِن کے پاس سے ننگی تھی۔ عالیان یقیناً اپنے موبائل کا چارجر لایا تھا۔ اپنے والٹ کا بھی جائزہ لیا جو تقریباً خالی تھا' یہ ٹوٹا ہوا چارجر اس کو بہت مہنگا پڑا تھا۔ اس نے وارڈبوائے کو بلوا کر ایکسٹینشن کی مدد سے موبائل چارج پر لگایا۔ ابھی آن ہی کیا تھا کہ دھڑا دھڑ واٹس ایپ اَپڈیٹس آنے لگیں۔ کھول کر دیکھا تو عالیان نے

گروپ چیٹ میں کوئی آڈیو ریکارڈنگ بھیجی ہوئی تھی۔

لوڈ کر کے چلائی تو خیام شاہ کے ہاتھوں کے چڑیا طوطے سب اڑ گئے! اس بات پر نہیں کہ عالیان نے اس کی کوئی ریکارڈنگ کی تھی بلکہ اس بات پر کہ وہ ریکارڈنگ اس نے اس گروپ میں بھیجی تھی جس میں یونیورسٹی کے سارے کلاس فیلوز ایڈ تھے۔

خیام نے جی کڑا کر کے نیچے سکرول کیا تو بکواس کرنے والوں میں سب سے بڑا اور جگمگاتا ہوا نام اسفر رحمان کا تھا۔

"واہ بھئی واہ! یونیورسٹی میں تو معصوم سا میمنا ہوا کرتا تھا۔اب ایسا شیر بن گیا ہے کہ راتوں کے تجربے ہونے لگے ہیں!"

"اور جہاں پناہ کی سادگی تو دیکھیے! سیکھنے سکھانے کا کوئی شوق نہیں۔۔۔یعنی پہلے سے ہی خوب مہارت رکھتے ہیں!"

"اوئے خیام! یار اب تو تُو بتا ہی دے ہے کیا ہے یہ رات کا تجربہ اور رات کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حرکت؟"

"کہیں لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر کسی اندھیرے کونے میں تو نہیں لے گیا تھا؟"

"اگر ایسا ہے تو ہمیں تجھے رُولینا چاہئیے!"

"ہاہ! کن کے دیکھے سے آجاتی ہے منہ پہ رونق؟ ہمیں بھی دکھادے کیا پتا ہمارے چہرے بھی پر رونق ہو جائیں؟"

"کبھی ہم بھی کہتے تھے پاگل خانے شفٹ ہو جا۔۔۔تب تو نہ مانا۔اور اب من پسند طبیب سے علاج کروائے جا رہے ہیں!"

"واہ! اللہ تیری شان۔۔۔"

لڑکوں نے تو اس سے زیادہ بکواس کی تھی البتہ لڑکیاں "کون ہے مس عالم؟ کیسی دکھتی ہو گی مس عالم؟ خیام سیریس ہے اس کے لیے؟" وغیرہ وغیرہ جیسی باتوں میں مصروف تھیں۔

خیام نے دانت پیستے ہوئے عالیان کی دو چار سابقہ محبوباؤں کو نام لے کر متوجہ کیا

اور اس کی رمشہ کے ساتھ منگنی کی تصاویر بھیج دیں۔ رمشہ کو پھول پیش کرتا ہوا عالیان، رمشہ کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتا ہوا عالیان، رمشہ کے ساتھ کینڈل لائٹ ڈنر کرتا ہوا عالیان۔ لڑکیوں کو تو دیکھتے ہی آگ لگ گئی۔ لڑکے بھی خوب سر دھن رہے تھے۔

"سیر کو سوا سیر ٹکڑا گیا!!"

"ایسے کو تیسا!!"

مگر خیام کو اتنے میں ٹھنڈ ہرگز نہیں پڑی تھی۔اس لیے ان لڑکیوں کی لعنت ملامت، بددعائیں بغیر کسی سنسر شپ کے رمشہ کے نمبر پر بھیج دیں۔

"ہاں اب ٹھیک ہے!" دل کو تھوڑی تسلی ہوئی۔

عالیان حقیقتاً بوکھلایا۔۔۔ایک یہ لڑکیاں پہلے ہی جان کو آرہی تھیں اوپر سے رمشہ بھی ساتھ ثبوتوں کے آوارد ہوئی۔ایک ہی راہ سجھائی دی 'خیام شاہ کو منا لے۔ وہ رمشہ کو نہ سہی ان لڑکیوں کو تو سنبھال ہی لے گا۔کال کی تو 'نو آنسر 'میسج کیا تو 'نو

ریلائی'

خیام شاہ نے وکٹری سمبل کے ساتھ سیلفی لے لوگوں کو مطلع کرنا ضروری سمجھا کہ وہ بیمار رہے۔عالیان کو بڑی صفائی سے اگنور کیا۔ تھوڑااور خوار ہولے پھر شاید خیام شاہ اس کی کوئی مدد کر سکے۔آخر دوستی کا حق بھی تو نبھانا تھا!

••••

•••••

"کیاہوا ہے کیوں ایمرجنسی میں بلایا ہے؟"کائنات نے آتے ہی آئس کریم کھاتی نیہا سے دریافت کیا۔

"کھاؤ گی؟"اس کی پیشکش پر کائنات نے اسے کھاجانے والی نظروں سے دیکھا۔

"مجھے نہیں آئس کریم کھاؤ!"نیہا نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔کائنات اپنا بیگ میز پر پٹخ کر اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی اور منہ پھلا کر کہا۔

"!I was busy, idiot"

"!He's busy too"

نیہا نے گلاس وال کی دوسری طرف پریزنٹیشن دیتے داور مطیع کی طرف اشارہ کیا۔

"لیکن اگر میں ابھی اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو جاؤں تو وہ جواباً مسکرا دے گا!

تمہاری طرح ناک بھوں ہر گز نہیں چڑھائے گا۔"

"ہاں تو اس کی مجبوری ہے نا!" کائنات بڑبڑائی مگر نیہا اچھی طرح سن چکی تھی۔

"کیا مجبوری ہاں؟ میں اس کے سر پر کونسا ڈنڈا لے کر کھڑی ہوں گی؟"

وہ دونوں داور کے آفس میں تھیں۔ نیہا کا ارادہ داور کو لے کر کائنات کے آفس میں

چھاپہ مارنے کا تھا مگر چونکہ وہ مصروف تھا اس لیے اس نے کائنات کو بلا لیا۔

"ابھی تو خیر نہیں مگر مستقبل قریب میں تم مجھے ڈنڈے کے ساتھ ہی کھڑی نظر آ

رہی ہو!" کائنات نے اس کے ہاتھ سے آئس کریم لی۔

"اب اس بات کا کیا مطلب ہوا؟" وہ تنگ آ کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں۔ خیر تم دونوں شادی کب کر رہے ہو؟" وہ مزے سے بولی 'نیہا نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اس کے پاگل ہو جانے کا یقین ہو گیا ہو۔

"کیا اول فول بکے جا رہی ہو جب سے آئی ہو؟" اس کے جھنجھلانے پر کائنات ہنسی۔

"اچھا جی؟ یعنی ہم سے ہوشیاری؟ یاروں سے پردہ داری؟"

"ک۔ کیا مطلب؟" نیہا گڑبڑائی۔

"خیر سے ہم بھی دو عدد آنکھیں اور کان رکھتے ہیں۔۔۔ دماغ بھی ابھی تک اللہ کا شکر بالکل ٹھیک کام کرتا ہے! تم داور کو پسند کرتی ہو یہ بات مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ تم سے اچھا تو داور ہے اپنی ہر بات شئیر کرتا مجھ سے۔"

"ک۔ کونسی بات؟" اس کی ہکلاہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔

"یہی کہ وہ بھی تم سے۔۔۔" کائنات داور کا راز عیاں کرنے ہی والی تھی مگر اسے میٹنگ روم سے باہر آتے دیکھ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔ داور ایک ایک فرد سے ہاتھ ملا کر ان دونوں کی طرف آیا۔ کائنات نے ایک دم ہی پینترا بدلا اور غصیلی آواز

میں بولی۔

"حضرت آپ نے کیا باقی زندگی لڑکیوں کی طرح شرماتے ہی گزارنی ہے؟"اس کا مخاطب داور اور اس کی اونچی آواز سب کو ہی متوجہ کرنے کے لیے کافی تھی۔وہ کرسی سے اٹھتی بولی۔

"اب تم خود اسے پرپوز کر رہے ہو یا یہ کام بھی مجھے ہی کرنا پڑے گا؟"

کائنات کی طنزیہ دھمکی اپنا کام کر چکی تھی اور داور مطیع بغیر سوچے سمجھے جو منہ میں آیا بولتا چلا گیا۔

"خبردار کائنات! تم کچھ نہیں کہو گی۔میں نے تو سوچا تھا کہ اپنی ہونے والی بیوی کو کھلے آسمان کے نیچے کینڈل لائٹ ڈنر کرواتے ہوئے پرپوز کروں گا۔۔۔مگر نہیں تمہیں ہر جگہ اپنی ناک گھسانی ہوتی ہے۔اب میں ہاتھ میں انگوٹھی کی جگہ فائل پکڑے اسے پرپوز کر رہا ہوں اور یہ نفاست سے اسٹیک کاٹتے ہوئے نہیں بلکہ ناک پر آئس کریم لگائے بیٹھی ہے۔مگر اس سب کے باوجود۔۔۔"وہ دو قدم آگے آیا

میز پر رکھے گلدان سے ایک پھول نکالا اور گھٹنہ موڑ کر اسے پیش کیا۔

Neha Nofal... I'm in love with you! Will "
you do me the honour of becoming my
"?wife

"!Yes yes yes"

اس سے ہنستے ہوئے پھول لیا اور کائنات کے گلے لگ گئی۔ داور مسکراتا ہوا اٹھا۔

"ہائے ظالم! جب گلے اس کے ملنا تھا تو یہ ہی تمہیں پرپوز کر دیتی۔۔۔ میں خوامخواہ شہنشاہِ جذبات بنا رہا۔" سرگوشی میں کہتا پھر اپنے اسٹاف کی طرف پلٹا جو مسکرا مسکرا کر اسے مبارکباد دے رہے تھے۔

....

رات آدھے سے زیادہ بیت چکی تھی۔ گاؤں کے اونچے نیچے بے ترتیب گھروں سے کچھ فاصلے پر وسیع و عریض حویلی بڑی تمکنت کے ساتھ کھڑی تھی۔ سارے میں

چاند کی میٹھی میٹھی روشنی پھیلی تھی مگر ماحول میں چھایا سناٹا اعصاب چٹخائے دے رہا تھا۔ عمار سرفراز احمد پہلی منزل کی بالکنی میں کھڑا' سگریٹ سلگائے سامنے نظر آتے درختوں کو گھورے جا رہا تھا۔ اپنے ماحول سے کٹا ہوا' قدموں کے آس پاس گرے سگریٹ کے بے تحاشا ٹکڑوں سے بے نیاز' کثرتِ سگریٹ نوشی سے سیاہ پڑتے ہونٹوں سے بے پروا' بس اسے ہی سوچے جا رہا تھا۔ اس کی سوچوں سے کوسوں دور ربیعہ کمال اپنے نرم بستر پر محوِ استراحت تھی، صبح ہونے والا جھگڑا اس کی یادداشت میں محفوظ تھا مگر وہ اس کے اثر سے نکل آئی تھی۔ عمار وہیں کہیں رہ گیا تھا' ذہن میں وہ سب جیسے نقش ہو چکا تھا۔

ربیعہ کالج کے لان میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی نوٹس بنا رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی پرنسپل کا بیٹا اس کے پاس سے اٹھ کر گیا تھا اور اب عمار اس کے سر پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"کیا کہہ رہا تھا؟"

"پوچھ رہا تھا مجھ سے شادی کرو گی؟" وہ تیز تیز قلم چلاتی ہوئی بولی۔ اگر جلدی نہ کرتی تو کلاس کے لیے لیٹ ہو جاتی۔ عمار نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔

"پھر تم نے کیا کہا؟" وہ ان دونوں کے درمیان ہوئی بات چیت سن چکا تھا پر جانے کیوں یقین نہیں آ رہا تھا۔

"یہی کہ سوچ کر بتاؤں گی!"

"کیا سوچنا باقی ہے؟ 'آئی ایم کمیٹڈ ٹو سم وَن' یہ بات کہنے کے لیے کتنا سوچنا پڑتا ہے؟" اس کی توجہ پانے کے لیے عمار نے میز پر ہاتھ مارا۔ ربیعہ نے سر اٹھا کر اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھا۔ 'اوہ! یعنی جناب مائینڈ کر چکے ہیں۔'

"کیوں اوورری۔ ایکٹ کر رہے ہو؟ میں نے صرف اسے ٹالنے کے لیے کہا تھا۔"

اس نے گھڑی پر وقت دیکھا اور اپنے کاغذات سمیٹتی اٹھی۔

"اسے ٹالا تھا یا اب مجھے ٹال رہی ہو؟" عمار نے اس کو کہنی سے پکڑ کر دوبارہ اپنے سامنے کیا۔

"اف! کیوں ٹالوں گی تمہیں؟ کلاس لینے جارہی ہوں۔۔۔ کیا اب وہ بھی تم سے پوچھ کر لینی ہوگی؟"

"تم جو چاہے کرو مگر یہ جان لو کہ میں امی ابو کو کل ہی تمہارے گھر بھیج رہا ہوں!" وہ دوٹوک بولا۔

"تم ایسا کچھ نہیں کروگے!" اپنی کہنی اس کی گرفت سے آزاد کروائی اور انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔

"میں ایسا کچھ کیوں نہیں کروں گا؟" عمار نے دونوں بازو سینے پر باندھے۔

"تمہیں پرسکون زندگی پسند نہیں ہے کیا؟ کیوں اسے تلخ بنانے پر تلے ہوئے ہو؟"

ربیعہ کا صبر بھی تمام ہونے لگا تھا' بیسیوں مرتبہ کی دہرائی ہوئی بات اسے پھر سے دہرانی پڑ رہی تھی۔

"تچہ خوب! یعنی میرے تمہاری زندگی میں داخل ہونے کے پہلے مرحلے پر ہی تمہاری زندگی تلخ ہوجائے گی؟!" وہ تلخ لہجے میں گویا ہوا۔

"بات کو غلط رُخ پر مت لے کر جاؤ۔۔۔میں مما کی وجہ سے کہہ رہی ہوں اور تمہیں معلوم ہے!"

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ آج تم تک آیا ہے، کل تمہارے گھر تک چلا جائے گا اور میں کیا کر سکوں گا؟ کچھ بھی تو نہیں!"اس نے ہاتھ ہوا میں جھٹکے پھر انہیں کرسی کی پشت پر ٹکاتا گہری سانسیں لینے لگا۔

"تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔میں خود دیکھ لوں گی!"

"تم نے اب تک جو دیکھا ہے وہی بہت ہے۔۔۔آگے کیا کرنا ہے میں طے کر چکا ہوں!"چہرہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

"معذرت جناب عمار سرفراز احمد! اس سے پہلے ہم یہ بھی طے کر چکے ہیں کہ جو بھی ہو گا ہم دونوں۔۔۔دونوں کی مرضی سے ہو گا۔"اس نے دونوں پر دو دفعہ زور دیا۔

"میری مرضی۔۔۔امی ابو کو تمہارے گھر بھیجنا۔۔۔تم سے شادی کرنا ہے!

تمہاری مرضی اس کے علاوہ کچھ ہے تو بتادو؟"

Ammar! Don't be stupid. I think we both "

really need some time to actually think

"!through it

اس کا رویہ ربیعہ کو بے رُخی اپنانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"اصل بات تو اب نکلی ہے تمہارے منہ سے! آنٹی کا تو صرف بہانہ تھا ورنہ راضی تو آنٹی کی بیٹی بھی نہیں ہے۔ مجھے پتا کیا لگ رہا ربیعہ؟

You're solving some type of multiple choice

...questions

پہلے آپشن سے دوسرے پہ اور دوسرے سے واپس پہلے پہ۔۔۔ نہیں؟"

!Now you're exaggerating"

فضول میں بات کو مت بڑھاؤ۔ ہم پھر کبھی آرام سے بات کریں گے۔ مجھے ابھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کلاس کے لیے دیر ہو رہی ہے، خدا حافظ!" وہ تو بے رُخی دکھاتی چلی گئی مگر پیچھے عمار سرفراز احمد کی دنیا ہل گئی تھی۔ سارا دن وہ کالج میں گم سم سا گھومتا رہا۔ کالج ختم ہونے کے بعد اپنے اپارٹمنٹ جانے کی بجائے گاؤں آ گیا۔ تب سے اب تک وہ اپنے کمرے میں بند ربیعہ کمال کو سوچ رہا تھا اور سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔ پر سکون ماحول میں ارتعاش حویلی میں داخل ہوتی دو گاڑیوں نے پیدا کیا۔ عمار نے چونک کر نیچے دیکھا۔ سرفراز احمد ملازموں کو ہدایات دے کر پلٹے 'عمار پر نظر پڑتے ہی مسکرائے۔ انہیں متوجہ دیکھ کر اس نے سگریٹ بجھائی اور پلٹ کر کمرے میں آیا۔ منہ دھونے کے بعد ماؤتھ فریشنر اسپرے کیا۔ جانتا تھا کہ سرفراز احمد اس سے ملنے آئیں گے اور اب وہ اس کے سامنے تھے۔

"میرا شیر!" اپنے دونوں بازو پھیلا کر اس کی طرف بڑھے۔

"السلام علیکم ابو!" ان سے گلے مل کر علیحدہ ہوا۔

"وسلام! یار بتا کر آتے تو میں آج کہیں جاتا ہی نہیں۔ کبھی کبھار ہی تو تمہاری شکل

دیکھنی نصیب ہوتی ہے۔"

"اچانک ہی پروگرام بن گیا تو میں آپ کو انفارم نہیں کر سکا۔آئندہ خیال رکھوں گا۔۔۔آپ بیٹھیں نا؟"

"سب ٹھیک ہے وہاں؟ پروفیسری بھی ٹھیک چل رہی ہے نا؟" دونوں ساتھ صوفے پر بیٹھے۔

"سب کچھ اے۔ون ہے ابو!"

"اور تم ٹھیک ہو؟"

"ٹھیک ہوں!" عمار دونوں کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے اپنے بندھے ہاتھوں کو گھور رہا تھا۔وہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا ورنہ اپنے گھر والوں سے بات کرتے وقت ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر ضرور ہوا کرتی تھی۔

"اتنے پریشان کیوں ہو؟ کچھ ہوا ہے کیا؟ اور یہ سگریٹ کی کتنی ڈبیاں پھونک ڈالی ہیں تم نے؟"

عمار نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"آپ کو کیسے پتا؟" بے ساختہ ہی پوچھ بیٹھا۔

"آئندہ منہ دھونے کے ساتھ شرٹ بھی بدل لینا۔ ویسے حرکت تو تمہاری جوتے کھانے والی ہے لیکن شکل دیکھ کر مجھے ترس آ رہا ہے۔ بتاؤ کس بات کی ٹینشن ہے؟" سرفراز احمد ہلکے پھلکے انداز میں بولے جبکہ عمار لب بھینچے خاموش تھا۔

"اب پھوٹ بھی چکو عمار!" کچھ دیر انتظار کے بعد وہ دوبارہ بولے۔

"آپ کو اس کے گھر جانا ہے رشتے کے لیے۔۔۔ کل ہی! اس سے زیادہ انتظار میں نہیں کر سکتا۔" قطعی انداز میں بولا۔

"کس کے گھر؟" سرفراز احمد جان کر بھی انجان بنے، ہونٹوں کے کناروں میں مسکراہٹ دبی تھی۔

"یار ابو پلیز! کم از کم آپ تو مجھے تنگ مت کریں۔ یہ کام وہ بہت اچھے طریقے سے کرتی ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ کون؟"دوبارہ پوچھا۔

"ربیعہ کمال!"

"ہوں!اس نے کہا ہے؟"

"کیا؟"

"یہی کہ رشتہ بھیجو؟"

"نہیں میں کہہ رہا ہوں!"

"وہ راضی ہے؟"

"پتہ نہیں!"

"واہ!کیا اولاد پیدا کی ہے میں نے۔۔۔سالوں سے ایک لڑکی نہیں پٹائی گئی۔عمار تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے!"وہ افسوس بھرے لہجے میں بولے۔عمار نے دیوار پر لگی گھڑی سے وقت دیکھا اور بدستور سنجیدگی سے بولا۔

"کیا رات کے ڈیڑھ بجے اماں کو جگانا مناسب ہوگا؟"اس کے دھمکی نما سوال پر وہ

خوب ہنسے۔ عمار بھی ہلکا سا مسکرایا۔

"جتنا تم اپنی ہونے والی بیوی سے ڈرتے ہو اس سے تھوڑا سا کم میں اپنی بیوی سے ڈرتا ہوں!"

"میں اس سے نہیں ڈرتا!"

"پھر کس سے ڈرتے ہو؟"

"اس کی ماں سے!"

"کیوں؟" حیرانی سے پوچھا۔

"اگر میرے پلان کی جگہ ان کا پلان کامیاب ہو گیا تو؟" اس کے لہجے میں بھی خوف موجود تھا' ایک اندیشہ!

"اور کیا ہے ان کا پلان؟"

"وہ نہیں چاہتیں کہ میری اور اس کی شادی ہو!"

"ایک بات تو بتاؤ؟"

"پوچھیں؟"

"مگر سچ بتانا؟ تم جانتے ہو میں تمہیں اندر تک جانتا ہوں!"

"ہوں!"

"کیا بہت ناراض ہو اس سے؟"

"نہیں! میں کیوں ناراض ہوں گا اس سے؟"

"پھر 'اس' اور 'وہ' کہہ کر کیوں بلا رہے ہو اسے؟ وہ کوئی غیر ضروری یا غیر متعلقہ انسان تو نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں میرے بیٹے کی زندگی ہے!"

"پھر آپ ہی بتائیں زندگی کے بغیر کوئی کتنی دیر تک زندہ رہ سکتا ہے؟" وہ روہانسا ہوتا بولا۔ سرفراز احمد کھسک کر بالکل اس کے پاس ہوئے اور اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔

"کون کہہ رہا ہے اس کے بغیر رہنے کو؟"

"وہ خود!" آنکھ سے ایک آنسو بہہ کر ان کی قمیض پر گرا۔ پھر اس نے من و عن صبح

کا قصہ انہیں سنایا اور آنکھیں موند گیا۔

"ٹھیک ہے اب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دیکھ لوں گا!" وہ اس کا گال تھپتھپاتے اٹھے۔

"یونہی بیٹھے بیٹھے رات مت گزار دینا۔ سونے کی کوشش کرو۔ تمہیں پتا تو ہے صبح ہوتے ہی تمہاری ماں تمہارے سرہانے بیٹھ جائے گی۔"

"ہوں۔۔۔ شب بخیر!" وہ صوفے کی پشت پر سر رکھے کمرے کی چھت کو گھورتا ہوا بولا۔

"شب بخیر!" سرفراز احمد چلے گئے تو اس نے بھی جلتی ہوئی آنکھیں بند کر لیں۔

••••

اس نے شیلف سے کتاب نکال کر کھولی ہی تھی کہ اس کا فون بجا۔ کتاب واپس رکھ کر ربیعہ نے فون نکالا، عمار کا میسج تھا۔

"میں ابو اور اماں تمہارے گھر آ رہے ہیں۔"

'یاخدا! کیا کرتا پھر رہا ہے یہ آدمی!' بڑبڑاتے ہوئے اس کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا اور بیگ سے گاڑی کی چابی نکالتی بک شاپ سے باہر نکلی۔

"فون اٹھاؤ عمار!" اس نے جھنجھلا کر پیغام لکھا اور اسے بھیج دیا۔

"نہیں!" جواب فوراً سے پہلے آیا تھا۔

"Damn!"

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے دروازہ زور سے بند کیا۔

"کہاں ہو تم؟" جلدی سے پیغام بھیجا اور گاڑی چلائی۔

"پانچ منٹ میں تمہارے پاس ہوں گا۔"

"افففف!" اس نے اسپیڈ بڑھائی اور کائنات کو کال ملا کر فون سپیکر پر کیا۔

"بولو رابی!" کائنات کی مگن سی آواز سنائی دی۔

"تم گھر پہ ہو؟"

"ہاں کیوں؟" اس نے لیپ ٹاپ اسکرین نیچے کی اور اپنی پوری توجہ ربیعہ پر مرکوز

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی۔

"عمار آرہا ہے ہمارے گھر اپنے پیرنٹس کے ساتھ اور۔۔۔" احتیاط سے دایاں موڑ کاٹتے ہوئے بولی مگر کائنات نے جلدی سے اس کی بات کاٹی۔

"کیوں؟ او۔۔۔ لیٹ می گیس؟ تمہارا ہاتھ مانگنے؟" وہ خوشی سے چہکی۔

"بات سنو میری! وہ مما سے نہیں ملیں گے کچھ بھی کہہ دینا۔۔۔ کہہ دینا وہ گھر پہ نہیں ہیں یا۔۔۔ یا سو رہی ہیں۔ لیکن عمار کے پیرنٹس سے ان کی ملاقات نہیں ہونی چاہیے۔ یو نیڈ ٹو سٹاپ دیم!" اس کی خوشی کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

"وجہ جان سکتی ہوں؟" حیرانی سے پوچھا۔

"!I'll explain. Now just go"

"!Okay. Fine"

کائنات نے موبائل میز پر رکھا اور جوتا پہن کر باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ ابھی سیڑھیاں اتر رہی تھی جب گاڑی کے ہارن پر اسے بھاگنا پڑا اور سامنے سے آتیں

www.novelsclubb.com

بلقیس بانو کو دیکھ کر بھی وہ بر وقت رک نہ سکی۔ نتیجہ: ایک زوردار ٹکراؤ!

"ارے کیا ہو گیا ہے لڑکی؟ دیکھ کر نہیں چل سکتی؟" وہ اسے گھورتی ہوئی بولیں۔

"سوری چچی۔۔۔آپ شاید کسی کام سے جا رہی تھیں۔آپ جائیں نا!" کائنات کی ہڑبڑاہٹ نہایت واضح تھی۔

"اور تم؟" وہ مشکوک ہوئیں۔

"میں بس لان تک جا رہی ہوں!" کہہ کر تیزی سے آگے بڑھنا چاہا مگر ان کے سوال پر رکنا پڑا۔

"تو جلدی کس بات کی ہے؟"

اس نے بے بس نظروں سے انہیں دیکھا اور بہانہ سوچنے لگی۔

"چچی وہ میں۔۔۔" مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی، داخلی دروازہ آواز کے ساتھ کھلا۔اس نے مڑ کر دیکھا اور سرفراز احمد کو دیکھتے ہی پہچان گئی۔ 'عمار بھائی بالکل اپنے ابو کی کاپی ہیں!' اس نے سوچا۔

"السلام علیکم!" سرفراز احمد مسکراہٹ کے ساتھ بولے۔ کائنات نے ایک نظر شفیق بابا کو دیکھا جو میز پر مٹھائی اور پھلوں کی ٹوکریاں رکھ رہے تھے۔

"وعلیکم السلام! انکل کیسے ہیں آپ؟ آنٹی آئیں ناوہاں بیٹھتے ہیں!" جھٹ سے زہرہ کے گلے لگی اور انہیں صوفوں کی طرف لے آئی۔ بلقیس بانو انہیں کائنات کے مہمان خیال کر کے وہاں سے جانے لگیں۔

"الحمداللہ بچے! آپ سناؤ آپ کیسے ہو؟" سرفراز احمد شفقت سے بولے۔

"اللہ کا شکر ہے! میں آپ کے لیے چائے منگواتی ہوں۔۔۔ شفیق بابا!"

"شکریہ بیٹا! اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ بس ربیعہ بیٹی کے والد یا والدہ میں سے کسی کو بلادیں!" سرفراز احمد کے کہنے پر اس نے سیڑھیاں چڑھتیں بلقیس بانو کو دیکھا' اسی وقت انہوں نے مڑ کر نیچے دیکھا۔ کائنات نے زور سے آنکھیں میچیں اور بلقیس واپس سیڑھیاں اتر کر نیچے آئیں۔

"فرمائیں۔۔۔ میں ربیعہ کی والدہ ہوں!" ان کے سامنے صوفے پر بیٹھتی بولیں۔

"بہن جی! میں سرفراز احمد اور یہ میری بیوی زہرہ ہیں۔۔۔ہم عمار کے والدین ہیں۔"

"کون عمار؟" وہ جان کر بھی انجان بنیں۔کائنات نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"چچی! ارسلان بھائی کے دوست عمار بھائی!" کائنات نے انہیں یاد دلانے والے میں بتایا'اس مداخلت پر انہوں نے اسے گھورا۔

"وہ دراصل میں عمار سے ملنے اس کے کالج گیا تھا تو وہاں ربیعہ بیٹی سے ملاقات ہوئی تھی۔ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے!"

بلقیس بانو ان کا مطلب سمجھتے ہوئے بھی خاموشی سے انہیں دیکھے جا رہی تھیں۔

سرفراز احمد بھی ان کا انداز سمجھتے ہوئے خود ہی بولے۔

"ہم آپ کی بیٹی کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں۔۔۔عمار کے لیے آپ کی بیٹی ربیعہ کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔دیکھیئے بہن انکار مت کیجیئے گا۔۔۔ہم بہت مان کے ساتھ آپ کے پاس آئے ہیں۔آپ اپنا وقت لیں'سوچیں'تحقیق کرائیں'مشورہ کریں اور پھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہمیں جواب دیں۔ مجھے یقین ہے میرا بیٹا آپ کی بیٹی کو بہت خوش رکھے گا!"

بلقیس بانو نے ان کی چاروں باتوں 'وقت لیں، سوچیں، تحقیق کرائیں، مشورہ کریں' کو نظرانداز کر کے پانچویں بات 'جواب دینے' کے لیے خود کو تیار کیا!

ربیعہ نے گاڑی گھر کے کھلے ہوئے گیٹ سے اندر کو موڑی، پورچ میں عمار اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے سگریٹ پیتا نظر آیا۔ اس کے پیچھے لے جا کر گاڑی روکی، عمار نے چونک کر اسے دیکھا۔ ربیعہ بالکل اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"تم کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" اس نے سگریٹ نیچے پھینک کر بوٹ تلے روندی۔

"خدا کے لیے عمار! کیا یہاں پر کوئی فلم چل رہی ہے؟ میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ یہ مت کرنا۔۔۔ تم انکل اور آنٹی کو کیوں لائے ہو؟ میں اپنی ماں کو جانتی ہوں

"!She won't spare them

وہ سخت عاجز آکر بولی۔

"میں بھی اپنے باپ کو جانتا ہوں

"!He'll make her say yes

"اگر مما نہیں چاہتیں تو کوئی بھی ان سے ہاں نہیں کروا سکتا۔۔۔ بات بہت بڑھ جائے گی!!" پیشانی پر ہاتھ پھیرتی نفی میں سر ہلاتی بولی۔

"بات تم پہلے ہی بہت بڑھا چکی ہو!" عمار نے کندھے اچکائے۔

"اف۔۔۔ اندر دیکھوں کیا ہو رہا ہے!" بڑبڑاتی ہوئی داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔ عمار نے بھی اس کی پیروی کی۔

"دیکھئیے بھائی صاحب! آپ ہمارے مہمان ہیں اور ہم مہمانوں کی عزت کرنے والے لوگ ہیں۔۔۔"

شفیق بابا کچن سے چائے کے ساتھ نمودار ہوئے۔ بلقیس بانو خاموش ہو کر انہیں ان کا کام کرتے دیکھنے لگیں۔ چائے سب کے سامنے رکھ کر وہ چلے گئے تو انہوں نے کپ کی طرف اشارہ کیا۔

"چائے لیجئیے!"

"شکریہ!" سرفراز احمد نے میز سے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ اتنی دور سے تشریف لائے۔۔۔بہت شکریہ! مگر زحمت ہی کی کیونکہ میں اپنی بیٹی کسی ایرے غیرے راہ چلتے کو نہیں دے سکتی!" ان کے ٹھنڈے ٹھار لہجے نے ربیعہ کے قدم دروازے پر ہی جما دیے۔ عمار نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔ سرفراز احمد نے کپ پر گرفت مضبوط کر دی مگر وہ نہایت سکون سے ان کی اگلی بات کے منتظر تھے۔

"جب آپ نے سید ھا مدعا ہی بیان کیا ہے تو میں بھی سید ھا مدعے پر ہی آؤں گی۔۔۔معاف کیجیئے گا ایک دو ٹکے کے پروفیسر کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں!" ان کی بات پر باقی سب تو ضبط کیے رہے لیکن زہرہ بیگم انہیں کی طرح تھوڑی بے صبری واقع ہوئی تھیں۔ انہوں نے کپ میز پر پٹخا جس سے چائے چھلک پڑی اور اپنی جگہ سے اٹھیں۔

"شاید آپ بھول رہیں ہیں آپ کی بیٹی بھی یہی دو ٹکے کی پروفیسری کرتی ہے؟!"

طنزیہ گویا ہوئیں۔

"کرتی ہے یقیناً کرتی ہے! مگر یہ صرف اس کا شوق ہے!"

"تو پھر میرے بیٹے سے بھی شوق ہی فرما رہی ہوں گی صاحبزادی؟!" زہرہ کی سخت بات پر ربیعہ نے شکوے سے بھرپور نظر عمار پر ڈالی، وہ نظریں چرا گیا۔

"زہرہ!" سرفراز احمد کی پکار میں واضح تنبیہ تھی۔

"میرے گھر میں کھڑے ہو کر میری بیٹی کو یہ لفظ کہنے کی آپ کی ہمت کیسے ہوئی؟" بلقیس بانو بھی اپنی جگہ سے اٹھیں۔ ربیعہ چلتی ہوئی ان کے ساتھ آ کھڑی ہوئی 'انہوں نے ایک کڑی نگاہ اس پر ڈالی۔

"بالکل ویسے ہی جیسے آپ کی میرے سامنے میرے بیٹے کے لیے وہ لفظ کہنے کی ہمت ہوئی!" انگلی اٹھا کر واضح کیا۔

"آپ اب چل رہے ہیں یہاں سے یا مزید عزت افزائی کا ارادہ ہے؟" ان ماں بیٹی

پر ایک نظر ڈال کر سر فراز احمد کی طرف مڑیں۔

"آپ چل کر گاڑی میں بیٹھیئے میں آرہا ہوں!" وہ بھی ٹھنڈی ہوتی چائے میز پر رکھ کر کھڑے ہوئے۔ زہرہ حیران پریشان سی کائنات سے اچھی طرح مل کر اور ربیعہ کو اس کی ماں سمیت مکمل نظرانداز کر کے باہر کی طرف بڑھیں۔ دروازے میں کھڑا اعمار انہیں شکوہ کناں نظروں سے دیکھ رہا تھا، انہوں نے بازو سے پکڑ کر اس کا رُخ موڑا اور اپنے ساتھ لیے دہلیز پار کر گئیں۔

"زہرہ کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں! بگڑا اب بھی کچھ نہیں ہے۔۔۔ آپ اس رشتے پر غور کیجیئے گا۔ میں صرف اپنے بچوں کی خوشی چاہتا ہوں!"

"مجھے غور کرنے کا مشورہ دینے سے پہلے آپ کو اپنے گھر مشورہ کر لینا چاہیے تھا۔ آپ کی بیگم بالکل ابھی مجھے میرے فیصلے میں درست ثابت کر کے گئی ہیں۔۔۔ بے قدرے لوگوں میں اپنی بچی نہیں دوں گی میں! آپ جا سکتے ہیں دروازہ اس

طرف ہے۔۔۔"انہوں نے بازو سیدھا کر کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"مما پلیز؟!"سرفراز احمد کی اس قدر بے عزتی پر ربیعہ کو مداخلت کرنی پڑی۔

"زیادہ ہمدردی محسوس ہو رہی ہے تو اسی دروازے سے تم بھی دفعہ ہو سکتی ہو!"

انہوں نے ہر لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

"کوئی بات نہیں بیٹے۔۔۔میں چلتا ہوں خدا حافظ!"سرفراز احمد میز کی دوسری طرف کھڑی ربیعہ کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔وہ سر جھکائے اپنے آنسو پینے کی کوشش میں تھی۔اب ان کا رُخ دروازے کی طرف تھا۔

"رکیے۔۔۔اپنی لائی ہوئی سوغات بھی لیتے جائیے!"بلقیس بانو نے میز پر رکھی چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔سرفراز احمد پلٹے۔

"واپس لے جانے کے لیے ہر گز نہیں لایا تھا۔"

"مگر یہاں آپ کی خیرات کسی کو نہیں لگتی!"

سرفراز احمد نے گہرا سانس اندر کو کھینچا'یہ عورت بار بار ان کی برداشت آزما رہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔

"نہیں لگتی تو پھینک دیجیئے گا!" سرد مہری سے کہتے باہر کو چل دیے۔

"میں آپ کو باہر تک چھوڑ دیتی ہوں!" کائنات ان کے ساتھ چلتی بولی۔

"انکل!" وہ جب پورچ میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تو کائنات نے انہیں پکارا۔

"بولیں بیٹا؟" سرفراز احمد مڑ کر اس کے

پاس آئے۔

"میرا مشورہ ہے کہ آپ ایک دفعہ چاچو سے بات کر لیں۔ وہ ربیعہ کی خوشی کی

خاطر ضرور مان جائیں گے اور چچی کو بھی منا لیں گے۔"

"نام کیا ہے بیٹا آپ کا؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کائنات عالم۔۔۔ ربیعہ کی تایا زاد!"

"تو کائنات بیٹے بہت شکریہ آپ کا۔۔۔ اپنے چاچو کا نمبر وغیرہ دے دیں۔ میں

ضرور ان سے بات کروں گا کیونکہ میرے لیے بھی عمار کی خوشی ہر چیز سے پہلے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے!"اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں عمار بھائی کو بھیج دوں گی آپ ان سے لے لیجیئے گا!"کائنات خوشی سے چہکی۔

"ٹھیک!"

"اللہ حافظ انکل!"

"اللہ حافظ بیٹے!"

کائنات واپس اندر چلی گئی،وہ گاڑی تک آئے اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔عمار سائیڈ سیٹ پر آنکھیں موندے بیٹھا تھا'زہرہ پچھلی سیٹ پر بیٹھیں کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھیں۔انہوں نے گہری سانس لے کر گاڑی اسٹارٹ کی اور وہاں سے چلے گئے۔

"چچی آپ کو یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا!"کائنات ربیعہ کے پاس آئی جس کے آنسو خاموشی سے گر رہے تھے اور اسے گلے لگایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں میرے معاملات میں اپنی چونچ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے! شفیق۔۔۔ شفیق؟" اس کی عزت افزائی کے ساتھ انہوں نے ملازم کو پکارا۔

"جی بی بی!" شفیق بابا دوبارہ کچن سے نمودار ہوئے۔

"پھینکو اس سب کو باہر!" انہوں نے نخوت سے میز پر پڑے سامان کی طرف اشارہ کیا۔

"مگر بی بی یہ تو رزق ہے!!" شفیق بابا کے ساتھ ساتھ کائنات کو بھی دکھ ہوا۔ وہ ربیعہ کو لے کر اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

"مجھے بھی نظر آرہا ہے۔۔۔ جتنا کہا ہے اتنا کریں!" تیوری چڑھائے وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔ پیچھے شفیق بابا بڑبڑاتے ہوئے اپنے کام میں لگ گئے۔

....

...

www.novelsclubb.com

"اوئے خبیثو! کیا کر رہے ہو تم لوگ یہاں؟" خیام دانت کچکچاتا ہوا ان سب کو دیکھتا بولا۔ عمر' عالیان اور اسفر ٹو سیٹر پر پھنسے ہوئے تھے، جاذب اس کے بستر پر ٹانگوں کی طرف ایڈجسٹ ہو گیا تھا۔ چاروں اپنے اپنے موبائل فونز پر مصروف تھے۔ جبکہ شاہ ویز صاحب علیحدہ سے کرسی منگوا کر، گود میں لیپ ٹاپ رکھے اور ٹانگیں میز پر رکھے بیٹھے تھے۔ آنکھوں پر ریڈ نگ گلاسسز لگائے وہ پورے انہماک سے کوئی فائل ٹائپ کر رہا تھا۔ کہنے کو وہ سب اس کی عیادت کو آئے تھے مگر عیادت کے سوا سب کچھ کر رہے تھے۔

خیام کے چڑ کر کہنے پر بھی سب نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ یعنی ڈھیٹ پن کی حد تھی!

خیام کے ایک بازو میں ڈرپ لگی تھی ورنہ اٹھ کر ایک ایک کو باہر پھینکتا۔ جہاں تک پہنچ تھی اس نے ایک زوردار ٹانگ جاذب کے موبائل پکڑے ہاتھ پر رسید کی۔

موبائل گرنے کی آواز پر سب متوجہ ہوئے۔ جاذب بے چارہ صدمے سے چلایا۔

"ہائے میرا فون!" پھر جلدی سے فون اٹھایا اور سکرین دیکھی، پروٹیکٹر سارا چور چور ہو چکا تھا۔

"اگر سکرین پر ایک اسکریچ بھی آیا نا۔۔۔جان سے مار دوں گا تجھے!" پروٹیکٹر اتارتا ہوا بولا۔

"دفعہ ہو جا ان سب کو لے کر یہاں سے!" خیام نے ایک ایک کو گھورا۔

"کیوں بے؟ ہمارے بیٹھنے سے تیرا بل تو نہیں بڑھ رہا۔۔۔اتنا ہی آئے گا!" اسفر نے بھی جواباً اسے گھوری سے نوازا۔

"کوئی احساس ہے تم لوگوں کو؟ میں تین دن سے یہاں پڑا بور ہو رہا ہوں اور تم لوگ بھی آ کر مجھے مزید بور کر کے چلے جاتے ہو!"

"او پائی! جب تجھے ہی اپنا احساس نہیں ہے تو ہم کیوں کریں تیرا احساس؟" اسفر نے تیوری چڑھائی۔اس کی جانتے بوجھتے سی۔فوڈ کھانے والی حرکت پر وہ سب ہی ناراض تھے اور خیام شاہ کا دماغ درست کرنے کا منصوبہ بھی بنائے بیٹھے تھے۔

"بس کردو یار! مانا کہ غلطی ہو گئی مجھ سے۔۔۔آخر کو میں بھی انسان ہوں۔" خیام نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ وہ ان کے غصے اور ناراضگی کی وجہ جانتا تھا۔ اس کے خود کو 'انسان' کہنے پر سب نے اسے سر سے پیر تک گھورا۔

"یہ میرے لیے بالکل نئی اطلاع ہے!" عمر نہایت سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا خیام شاہ جیسا سنجیدہ، بردبار اور تحمل مزاج شخص ایسی حرکت کر سکتا ہے؟" عالیان نے سنجیدہ، بردبار اور تحمل مزاج کو خوب دانتوں تلے پیسا۔

"عالیان بھائی! اب آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں!" خیام شاہ سینے پر ہاتھ رکھے نہایت عجز وانکساری کے ساتھ بولا۔

"حالانکہ میں تجھے گنجا کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔ڈیجیٹل پھپھو نا ہو تو!" عالیان کے نئے دریافت شدہ خطاب پر بہت ضبط کے باوجود ان سب کی ہنسی ابل پڑی تھی۔

"اس دفعہ کیا کیا ہے ہماری ڈیجیٹل پھپھو نے؟" شاہ ویز نے پوچھا جو اس کے تازہ

ترین کارنامے سے انجان تھا۔

"یہ پوچھ کیا نہیں کیا خبیث نے۔۔۔یونیورسٹی گروپ میں تو آگ لگائی ہی لگائی اوپر سے رمشہ کو بھی تیلی لگا دی۔اس نے دو دن سے زندگی تلخ کی ہوئی ہے۔"

"ہاں تو کس نے کہا تھا زیادہ شانا بن کے پنگا لے؟اب بھگت بیٹے!"خیام شاہ قرض اسی وقت لوٹا دینے کا عادی تھا۔

"بھائی لوگ اصل بات مجھ سے سنو۔۔۔خود تو ہے یہ سنگل اور رہنا بھی سنگل ہی ہے کیونکہ کوئی منہ تو لگاتی نہیں!اس لیے یہ تجھ جیسے منگنی شدہ،شاہ ویز جیسے نکاح شدہ،عمر جیسے رشتہ شدہ اور مجھ جیسے گرل فرینڈ شدہ سے جیلس نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟"اسفر نے عالیان کے کندھے پر بازو ٹکا کر بات مکمل کی۔اس کی بے پر کی پر خیام نے اسے ٹھیک ٹھاک گھورا۔

"الحمداللہ!آئم آ پراؤڈ سنگل۔۔۔یو نو بادشاہ آدمی ہوں۔۔۔عورت کی غلامی برداشت نہیں کر سکتا!"اس نے مکھی ناک پر بیٹھنے ہی نہیں دی تھی۔

"او بھایا بس کر! انگور واقعی کھٹے ہیں۔" عمر نے بھی حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"عورت کی غلامی برداشت نہ کرنے والا عورت کے کہنے پر تین دن سے ہسپتال میں پڑا ہے!" اسفر کے شدید طنز پر ان سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

"لو جی! ابھی غلامی نہیں کی تو یہ حال ہے۔۔۔ جب کرے گا تو اللہ جانے کیا ہو گا؟" اس کے بیڈ سے احتیاطاً سٹول پر منتقل ہوتے جاذب نے کہا۔

"ابے تُو اور میں ایک ہی پارٹی میں ہیں۔۔۔ اس لیے یہ دانت اندر کر اور ذرا یہ جوتا پکڑا مجھے!" خیام کے کہنے پر جاذب نے اپنے پاؤں میں اس کا سلیپر چڑھا کر ٹانگ اوپر کر کے اس تک پہنچایا۔ اس نے اپنی طرف سے تو تاک کر اسفر کا ہی نشانہ لیا تھا مگر وہ لگا عالیان کے موبائل پکڑے ہاتھ پر۔ نتیجتاً موبائل اس کے منہ پر بجا اور جوتا اس کی گود میں گرا۔ عالیان نے بھی جوابی کاروائی کی۔۔۔ جوتا جاذب کی کمر کو سلامی پیش کرتا نیچے گرا جو آگے کو جھکا خیام کی ضروری بات سن رہا تھا۔ خیام نے اسے اپنے سامنے اسی لیے کیا تھا۔ جاذب خونخوار تیوروں کے ساتھ مڑا۔

"یقین کر تجھے نہیں مارا تھا تو خود ہی خیام کے سامنے آگیا!" اس کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر عالیان جلدی سے بولا۔ وہ پھر بھی نہ رکا تو اسے اٹھ کر بھاگنا پڑا۔ اب وہ دونوں شاہ ویز کی کرسی کے ارد گرد گھومے جا رہے تھے۔ شاہ ویز بے چارہ لیپ ٹاپ سینے سے لگائے کبھی عالیان کو دیکھتا کبھی جاذب کو۔

"ہاں تو میں نے بھی کونسا تجھے مارا تھا؟ وہ تو جناب اسفر صاحب کی قسمت اچھی تھی۔۔۔ مگر قسمت ہر دفعہ اچھی ہو یہ ضروری تو نہیں؟" خیام نے سائیڈ ٹیبل سے جو چیز ہاتھ لگی اٹھا کر اسفر کی جانب پھینکی، جو اس دفعہ اسے ہی موصول ہوئی۔

عالیان خیام کی طرف متوجہ تھا، جاذب نے موقع دیکھ کر اس کی گردن اپنے بازو میں دبوچی۔ اسفر کو مکمل تیاری کے ساتھ خیام کی طرف بڑھتے دیکھ عمر نے جلدی سے اسے دونوں بازؤں میں جکڑا۔

"دیکھ وہ پہلے ہی بستر پر پڑا ہوا۔۔۔ کچھ نیا نہ ہو جائے! اس دفعہ معاف کر دے؟"

عمر نے ہمیشہ کی طرح خیام کا ساتھ دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چھوڑ مجھے! آج نہیں بچے گا یہ!!" اسفر خود کو چھڑانے لگا۔ عالیان کی مسخریاں بھی جاری تھیں۔

"دیکھ! اب تو چھوڑ دے۔۔۔ ہڈی ہی نہ ٹوٹ جائے؟ شاہ ویز کتے بچا مجھے!" شاہ ویز کو آرام سے بیٹھ کر مزے لیتے دیکھ کر اس نے مدد کی دہائی دی۔ اسفر کو جب عمر کی گرفت سے رہائی نہ ملی تو اس نے بھی جو چیز ہاتھ لگی خیام کی طرف پھینکنی شروع کر دی۔ خیام نے بچنے کے لیے اپنی پشت سے تکیہ اٹھا کر سامنے کیا۔

"ابے کتا تو اس وقت تُو لگ رہا ہے جس کا مالک اس کے گلے میں پٹا ڈال رہا ہے!" شاہ ویز نے بڑے اطمینان سے عالیان کو ذلیل کیا۔ عالیان نے اسے سخت قسم کی گھوری ڈالی اور اپنی کہنی جاذب کے پیٹ میں ماری۔ جو کچھ زیادہ ہی زور سے لگ گئی۔ جاذب نے اس کی گردن چھوڑ کر اپنا پیٹ پکڑا اور پیچھے رکھے صوفے پر دھڑام سے گرا۔

"اب تو لگ میرے ہاتھ۔۔۔ جان سے جائے گا!" اس نے کراہتے ہوئے دھمکی

دی۔عالیان نے گردن دائیں بائیں گھمائی اور پھر سارے فساد کی جڑ کی طرف

بڑھا۔

"بڑا ہی کوئی۔۔۔(گالی)۔۔۔ہے تو!"اس کے ہاتھ سے تکیہ لے کر اپنے پیچھے

پھینکا جو اندر آتی کائنات کے منہ پر لگا۔پھر خیام کا آزاد بازو پکڑ کر زور سے گھما ڈالا۔

خیام کے چودہ طبق روشن ہوئے،درد سے کراہتے بولا۔

"ابے گدھے!کندھا اتارے گا۔۔۔۔آآآ"گدھا کہلائے جانے پر عالیان نے

اور زور سے اس کا بازو دبایا۔

"معاف کر دے میرے باپ۔۔۔میری توبہ بلکہ میرے باپ کی بھی توبہ!"

"بیٹے اتنی آسانی سے تو نہیں ہوتا!"عالیان نے سر نفی میں ہلایا۔

کائنات دروازے میں حیران پریشان کھڑی کمرے کی حالت اور ان سب کی حالت

دیکھ رہی تھی۔شاہ ویز کے علاوہ باقی سب اپنے حلیوں سے اٹھائی گیرے لگ رہے

تھے اور فرش پر بکھری چیزیں جنگ کے بعد مال غنیمت کا سا نقشہ پیش کر رہی

تھیں۔

"کیا ہو رہا ہے یہ؟" کائنات کی حیرت میں ڈوبی آواز گونجی اور ان سب کو فریز کر گئی۔ عالیان خیام کا بازو چھوڑ کر اس کی طرف مڑا' عمر نے بھی اسفر کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔ جاذب جو صوفے پر آڑا تر چھا لیٹا تھا جلدی سے اٹھنے لگا مگر پھر پیٹ میں اٹھتے درد سے کراہ کر رہ گیا۔ آواز پر سب اس کی طرف مڑے، سب کی توجہ خود پر دیکھ کر جاذب کھسیاتا ہوا بولا۔

"ذرا سائیڈ میں ایک بستر میرا بھی لگوا دو!" ان سب کے جناتی قہقہے بلند ہوئے کیونکہ وہ جاذب کی نازک مزاجی سے واقف تھے۔ کائنات نے چہرہ جھکا کر مسکراہٹ چھپائی۔

"ارے مس اندر آیئے نا! دروازے میں کیوں کھڑی ہیں؟" شاہ ویز اٹھ کر اسے اپنی کرسی پیش کرتا بولا۔ وہ خاموشی سے اندر چلی آئی۔

"او بھائی! تو نکاح شدہ ہے۔ یاد ہے نا؟" اسفر نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات کو دیکھ کر اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا اس لیے میز سے گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھا کر جیب میں ڈالے۔

"میں چلتا ہوں پھر!" ان سب سے مل کر وہ خیام کے پاس آیا۔ وہ اب بھی خاموشی سے سب دیکھ رہی تھی۔

"کدھر؟" خیام نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"کام ہے ایک!"

"ناراض ہو کر جا رہا ہے؟" جتنا مرضی لڑ لیں مگر ایک دوسرے کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہوتا تھا۔

"نہیں!" اسفر جھک کر اس کے گلے ملا۔

"پھر؟"

"کل آؤں گا نا؟!" اسفر اسے تسلی دیتا چلا گیا۔

"یہ ان حضرت کو مسئلہ کیا ہے مجھ سے؟" کائنات نے پُر سوچ انداز میں خیام سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM
www.novelsclubb.com

پوچھا۔اسے رویے پڑھنا اچھے سے آتا تھا،وہاں موجود لوگ بھی اس بات کے معترف ہوئے!

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے!"عمر ہی اسفر کی صفائی میں بولا۔

"?Seriously"

کائنات نے آئی برو اٹھا کر جتاتی نظروں سے پوچھا۔عمر بے چارہ بول کر شرمندہ ہوا۔

"کیسے ہیں آپ؟"اس نے کرسی گھسیٹ کر خیام کے بستر کے قریب کی اور بیٹھی۔

"بالکل ٹھیک!آپ بتائیں،کیسی ہیں؟کام کیسا ہے؟"خیام شاہ اپنے کمینے دوستوں کی کانوں تک پہنچتی مسکراہٹوں کو نظرانداز کرتا بولا۔عمر،جاذب اور شاہ ویز کمرے میں موجود واحد صوفے پر پھنس کر بیٹھ چکے تھے۔جبکہ عالیان کائنات کے پیچھے کھڑا اپنے موبائل کیمرے پر وڈیو موڈ آن کر چکا تھا۔

"سب کچھ ٹھیک ہے! دراصل میں یہاں کام کے سلسلے سے ہی آئی ہوں۔ ویسے کب تک ڈسچارج کر رہے ہیں آپ کو؟"

"پتہ نہیں! عالیان جا ذرا پوچھ کر تو آ ڈاکٹر سے۔۔۔ کب تک چھوڑ رہے ہیں مجھے؟" خیام معصوم سی شکل بنا کر بولا۔ عالیان نے اسے گھورتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"عمر جاتا ہے نا! کیوں عمر؟" عالیان کو اپنا بدلہ لینے کے لیے اسی کمرے میں رہنا تھا۔ عمر نے اپنی گردن پھنستے دیکھ کر رونی صورت بنائی مگر خیام کے اشارے پر مجبوراً اٹھنا پڑا۔

"چل نا یار! دونوں چلتے ہیں۔" اس نے عالیان کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچا۔ عالیان نے دانت کچکچاتے ہوئے اسے زیرِ لب بہترین القابات سے نوازا پھر اپنا موبائل شاہ ویز کو پکڑاتا بولا۔

"You better do it!"

شاہ ویز نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ عمر کے ساتھ چلا گیا۔ یہ تبادلہ خیام شاہ کی نظروں نے بخوبی دیکھا تھا۔

Pardon me, miss Alam! I'm a terrible "

host... what should I get for you? Coffe,

"?chai, cold drink, anything

"کافی ٹھیک ہے!" وہ اپنے بیگ سے فائلز اور لیپ ٹاپ نکالتی بولی۔

"شاہ ویز! تُو کیفے ٹیریا جا رہا تھا؟

Mind bringing some coffee on your way

"?back

"?Sure man! Anything else you want"

شاہ ویز نے عالیان کا موبائل خاموشی سے جاذب کی طرف کھسکایا اور اپنا لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر اٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"!Maybe a few doughnuts or apple pies"

خیام شاہ میٹھی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"!Roger boss"

شاہ ویز نے دو انگلیاں ماتھے تک لے جا کر سیلوٹ کیا اور کمرے سے چلا گیا۔ خیام نے جاذب کو دیکھ کر بھنویں اٹھائیں، جیسے پوچھ رہا ہو 'کیا ارادہ ہے؟' جاذب نے جواباً اپنے دونوں ہاتھ پہلے آنکھوں پر رکھے، پھر ہونٹوں پر اور آخر میں کانوں۔۔۔ کچھ بھی نہ دیکھنے، بولنے اور سننے کا وعدہ کر کے جاذب اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔ ان سب سے نبٹ کر خیام شاہ نے کائنات کو دیکھا جو سر جھکائے کچھ لکھ رہی تھی۔

"?So... how's that friend of yours"

اس کے پوچھنے پر کائنات نے الجھ کر اسے دیکھا۔

And yeah... sorry! I ruined your date the "

".other day

زابر۔۔۔کائنات نے خیام شاہ کا مقصد سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

".Yeah! You exactly did that"

اس نے بغیر کسی لحاظ کے جواب دیا۔جاذب کے قہقہے پر دونوں نے اسے دیکھا، خیام نے دیکھا کم گھورا زیادہ۔

"!What? I was laughing at a meme"

جاذب نے ہنسی روک کر اپنا موبائل دکھایا۔کائنات سیدھی ہوئی اور فائل خیام کے ہاتھ میں دی۔

www.novelsclubb.com

"اب اگر آپ کی اجازت ہو تو کچھ کام بھی کر لیں؟"

"ہوں!"

وہ اسے تفصیلات سے آگاہ کرتی رہی اور خیام نہایت توجہ سے سنتا رہا۔اس دوران جاذب صاحب اپنا کمال دکھا چکے تھے۔۔۔وہ اپنے گروپ میں میسنا اسی وجہ سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مشہور تھا!

پہلے عمر اور عالیان واپس آئے۔اسے مصروف دیکھ کر عمر جاذب کے ساتھ اور عالیان سٹول کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"کیا رہا؟" عالیان نے جاذب کو متوجہ کیا اور پھر سر سے خیام کی طرف اشارہ کیا۔

جاذب نے آنکھ دباتے موبائل اسے پکڑا دیا۔

"اٹس ڈن برادر!"

عالیان نے مسکراتے ہوئے فون کھولا۔کچھ ہی دیر میں شاہ ویز بھی بھرے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ کیفے سے واپس آیا۔وہ سب ہی کے لیے کچھ نہ کچھ لایا تھا،عمر نے اٹھ کر اس کی مدد کی۔

آدھے گھنٹے تک وہ دونوں مزید سر کھپاتے رہے۔۔۔آخری نقطہ بھی اس پر واضح کر کے کائنات گہری سانس لیتی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھی۔

"ویسے شاہ صاحب!ایسی ہری ہری آپ کو اکثر سوجھتی رہتی ہیں یا میری موجودگی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں ہی کوئی بٹن دب جاتا ہے؟" وہ سنجیدہ تھی' خیام شاہ کھل کر ہنسا۔

"کیا؟" کائنات نے اس کے مسلسل ہنسنے سے زچ آ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ یہ پیچھے میرے دوست بیٹھے ہیں۔ مجھے بچپن سے جانتے ہیں! ان سے پوچھ لیں؟!"

کائنات نے مڑ کر باری باری ان سب کو دیکھا اور نظریں دوبارہ خیام کی طرف پھیریں۔

"ان میں سے کس سے؟ کیونکہ مجھے بائسڈ اوپینین نہیں چاہیے!"

خیام نے پہلے عمر کو دیکھا، 'او نہوں میری طرفداری کرے گا!'

پھر عالیان کو، 'او نہوں میری برائیاں کرے گا!'

اس کے بعد جاذب کو، 'ہاہ! مرشد کو اپنا نہیں پتا۔۔۔ میرا کیا بتائے گا؟'

اور آخر میں شاہ ویز کو، 'جو جیسا ہے ویسا ہی بتائے گا!'

"شاہی!" اس نے لیپ ٹاپ پر کام کرتے شاہ ویز کو مخاطب کیا۔

"ہوں؟"اس نے اسکرین سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیسا انسان ہوں میں؟"

"کیسا سوال ہے یہ؟"شاہ ویز نے آنکھوں سے عینک اتار کر انہیں مسلا۔

"مس عالم میری خصوصیات جاننا چاہ رہی ہیں۔"خیام شاہ نے شدت سے خواہش کی تھی کہ اسفر بھی اس وقت موجود ہوتا۔'تمہارے دوست کی خوبیوں سے مستفید ہونے کا میرا کوئی ارادہ ہے نا خواہش!'اس کے دماغ میں دوست کی آواز میں کائنات کے الفاظ چل رہے تھے۔

'Well...time changes!'

وہ مسکراتا ہوا سوچ رہا تھا۔

"ہوں!"شاہ ویز نے کچھ دیر ٹھوڑی کھجا کر اسے بیان کرنے کے لیے صحیح الفاظ چنے۔

"خیام شاہ بہت پیارا انسان ہے!"

www.novelsclubb.com

"میں ظاہر کی بات نہیں کر رہی!" کائنات فوراً بولی۔

"میں بھی صرف ظاہر کی بات نہیں کر رہا۔۔۔اس کا دل بھی بہت پیارا ہے ہاں مگر دماغ میں ایک کیڑا ضرور کلبلاتا رہتا ہے۔ جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ جناب اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ایک مثال تو آپ کے سامنے کی ہے!"

"یعنی یہ جناب شروع سے ہی تھوڑے کھسکے ہوئے ہیں!"

"کہہ سکتے ہیں! کیونکہ دوسروں کو زچ کر کے اسے پتہ نہیں کونسی خوشی ملتی ہے؟!" شاہ ویز نے کندھے اچکائے۔خیام کی مسکراہٹ قہقہے میں بدلی۔

"That's a secret!"

"سب سے ضروری بات! جو لوگ خیام کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کو خیام کو چیلنج کرنا "no go area" ہے۔"

"کیوں؟" کائنات نے پوچھا۔

"کیونکہ انکو پتہ ہے کہ انہوں نے ہارنا ہی ہے۔۔۔تو فائدہ؟"

www.novelsclubb.com

"حقیقتاً؟"

"H-hmm"شاہ ویز نے سر ہلایا"حقیقتاً۔۔۔اگر وہ چیلنج آپکی نظر میں دنیا کا احمقانہ ترین، مشکل ترین یا خطرناک ترین بھی ہے۔۔۔تب بھی خیام شاہ اسے پورا کر کے آپکو حیران ہی کرے گا!"

"اور پریشان بھی!"وہ آہستہ سے بولی مگر خیام سن چکا تھا۔

"Woah—-آپ پریشان ہوئی تھیں میرے لیے کائنات؟ سیریئسلی؟ میں آپکو کائنات کہہ سکتا ہوں نا؟"اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

"ہوں کہہ سکتے ہیں!اور کوئی بھی نارمل انسان کسی دوسرے انسان کو بے ہوش دیکھ کر پریشان ہی ہوتا ہے!"

"نارمل انسان نا؟لیکن آپ تو پہلے خود ہی بے ہوش کرتی ہیں اور پھر خود ہی پریشان ہوتی ہیں!"وہ مسکرا کر بولا۔اسکے ذہن میں اسپین کی وہ صبح لہرائی جب کائنات نے ایک اسپینی کو مار مار کر بے ہوش کر دیا تھا اور پھر خود ہی پریشان بھی ہوئی تھی۔ان

دونوں کو آپس میں مصروف دیکھ کر شاہ ویز اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"شاہ صاحب۔۔۔!"اس نے بات شروع کی۔

"خیام کہہ سکتی ہیں آپ!"

"خیام صاحب!۔۔۔"اس نے پھر کچھ کہنا چاہا۔

"آپ مجھے صاحب کے بغیر بھی مخاطب کر سکتی ہیں!"

"خیام شاہ! مجھے بولنے دو گے؟"اسکی آواز غصے سے بلند ہوئی۔

خیام نے انگلی اور انگوٹھے سے ہونٹوں کی زپ بند کی۔۔۔وہ چاروں بھی متوجہ تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں کہنا یہ چاہ رہی تھی کی میرا غصہ کرنے کا کوئی موڈ نہیں مگر تم دوسروں کا موڈ برباد کرنے میں ایکسپرٹ ہو!"اس نے ہاتھ ہوا میں پھینکے۔شاہ ویز نے میز سے پانی کی بوتل اٹھا کر اسے پیش کی۔

"شکریہ! کس طرح برداشت کرتے ہیں آپ اسے؟ صرف آدھا گھنٹہ ہوا مجھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہاں بیٹھے۔"اس نے سیل ہٹا کر ڈھکن کھولا اور بوتل منہ سے لگائی۔

"ہمت مرداں مددِ خدا" عالیان کا درویشانہ جواب آیا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے۔۔۔ری ایکٹ مت کیا کریں!"شاہ ویز نے سرگوشی میں کہا۔

"کیا پٹیاں پڑھا رہا ہے؟"خیام نے شاہ ویز سے پوچھا۔

"مشکل تو ہوگا، مگر اب یہ کرنا پڑے گا!"کائنات نے بھی آہستگی سے جواب دیا۔

"کائنات!"خیام نے تنبیہی انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"جی خیام!"وہ ضرورت سے زیادہ میٹھے لہجے میں بولی۔خیام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"یہ doughnuts لیں نا؟"

"شکریہ! میں اب چلوں گی۔"اس نے فائلز اکٹھی کیں اور بیگ اٹھا کر کھڑی ہوئی۔

"بہت خوشی ہوئی آپ سب سے مل کر! حالانکہ میں آپ سے ناموں کی حد تک بھی ناواقف ہوں۔" اس نے خیام شاہ پر طنز کیا۔

"ابھی واقف ہو جائیں گی! یہ شاہ ویز ہے۔" شاہ ویز نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر ہلکا سا خم کیا۔

"عالیان!" خیام کے دوبارہ بولنے سے پہلے ہی عالیان بولا، کائنات نے سر ہلا دیا۔

"جاذب علی!" جاذب نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"اب حاضری لگ رہی ہے کیا تیری؟" خیام نے پوچھا، کائنات دھیما سا ہنسی۔

"I must say he's the cutest!"

اپنی تعریف پر جاذب کے گال گلابی ہوئے، سر جھکا کر مسکرایا۔ عمر نے اسکا گال ہاتھ میں لے کر کھینچا۔

"بچہ شرما رہا ہے!" وہ سبھی ہنسے۔

"اور آپ؟" کائنات نے عمر سے پوچھا۔

"عمر ایوب!"

کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا اور پوچھا۔

"عمر ایوب انصاری؟"

"اممم۔۔۔ عمر ایوب انصاری!" اس نے تھوڑا الجھ کر سر ہلایا۔

" Oh. My. God! Never thought I'll get to

"!?meet the Omar Ayub Ansari

خیام شاہ پہلی بار اسے بے فکری سی قہقہے لگاتے دیکھ رہا تھا۔

"How do you know him?" اس نے پوچھا۔

"انکل انصاری پاپا کے بہت اچھے دوست ہیں۔ ویسے تو میں انکے سامنے جاتی نہی ہوں مگر جب کبھی چلی جاؤں تو انکی ہر بات عمر سے شروع ہو کر عمر پر ہی ختم ہوتی ہے!"

"نووے! آپ وہ کائنات ہیں جس کے لیے ڈیڈ اکثر کہتے ہیں کہ کاش انکا ایک اور

بیٹا ہوتا تو وہ اسے اپنی بہو بنا کر لاتے ؟" عمر نے حیرانگی سے پوچھا، کائنات نے ہنستے

ہوئے سر ہلایا۔

عمر شرمندہ ہوا۔

“Now that’s embarrassing"

"No need to be embarrassed! انکل انصاری کو میرا سلام

کہیے گا۔۔۔میں چلتی ہوں، خدا حافظ !" وہ مسکراتی ہوئی ہاتھ ہلا کر چلی گئی۔

"انکل انصاری کو میری طرف سے مبارکباد دینا۔۔۔انکی خواہش جلد پوری ہونے

والی ہے !" شاہ ویز نے سنجیدگی سے کہا۔

"کون سی خواہش ؟" عمر نے پوچھا۔

"یہی کائنات کو بہو بنانے والی !"

عمر اور خیام دونوں نے اسے گھورا۔

"دماغ تو ٹھیک ہے تیرا؟ میری بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ماما نے میری زبان

www.novelsclubb.com

کاٹ کر میرے ہاتھ میں پکڑا دینی ہے۔۔۔انکی پیاری بھانجی کا حق کوئی اور لے کر تو دیکھے !"عمر کا رشتہ اپنی خالہ زاد مہک سے طے تھا۔ایوب انصاری تواب بھی کبھی کبھی کائنات نامہ شروع کر لیتے تھے مگر بیگم کے سامنے چل نہیں پاتی تھی۔

"تیری بات تھوڑی کر رہا ہوں!"

"پھر؟"

"یہ خیام کو بھی تو انکل اپنا بیٹا ہی کہتے ہیں!"

"نہیں؟!"اس کی بات کا مطلب سمجھ کر وہ دونوں اکٹھے بولے۔

"کیوں نہیں؟ڈیٹ اور ٹائم نوٹ کر لے_____ایک پیش گوئی کر رہا ہوں۔تجھے اس لڑکی کے علاوہ اور کوئی نہیں برداشت کر سکتی بلکہ مجھے تو لگتا ہے تیرے ڈھیلے پیچ بھی کس دیئے ہیں اس نے!"

"میں مانتا ہوں اسے تنگ کرنے میں مزہ آتا ہے____ری ایکشن ہی ایسے دیتی ہے مگر ساری زندگی؟_____اوں ہوں!"خیام نے سر نفی میں ہلایا۔

"مجھے اسے بھابھی بنانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ صحیح بے عزتی کرتی ہے تیری!" عالیان نے دانت نکالتے کہا۔

"بکواس بند کر!"

"دیکھیں گے!" شاہ ویز نے بات سمیٹی۔

"یار میں اس بستر سے چھٹکارہ چاہتا ہوں! کیا کہتا ہے ڈاکٹر؟" خیام نے عمر سے پوچھا۔

"ڈسچارج پروسیجر شروع کروا آئے تھے میں اور عالیان۔۔۔ آدھے گھنٹے تک تیرا چیک اپ کر کے چھوڑ دیں گے!"

"شکر ہے!"

"آدھے گھنٹے بعد مکمل چیک اپ کر کے ڈاکٹرز نے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

"کہاں سے آرہے ہو خیام شاہ؟" خیام نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور عائشہ ابراہیم کی طرف مڑا۔ وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا جانا چاہتا تھا مگر انہوں نے اسے سیڑھیاں چڑھتے پکڑ لیا تھا۔

"بابا نے بتایا نہیں آپکو؟!" کچھ دن پہلے وہ یہی بات ابراہیم شاہ کو سنا رہا تھا 'مما نے بتایا نہیں آپکو؟!' اسکو deja vu کا احساس بڑی شدت سے ہوا۔

"بتایا تھا انہوں نے میٹنگ کے لیے شہر سے باہر گئے ہو مگر مجھے یہ بات ہضم نہیں ہوئی! تمہیں دفتر جاتے بھی گن کر دو دن ہوئے تھے اور اگلے تین دن کام کے سلسے میں شہر سے باہر گزارنے پڑے؟! نہ کوئی سامان تم گھر سے لے کر گئے تھے اور نہ اب کچھ ہاتھ میں ہے؟ کیا انہیں کپڑوں میں تین دن گزار لیے؟" اس کا تفصیلی جائزہ لیتی بولیں۔

"یار بابا! کدھر پھنسا دیا ہے؟" وہ بڑبڑاتا ہوا سیڑھیاں اتر کر ان تک آیا۔۔۔ پیار سے ان کے ماتھے پر بوسہ دیا اور نرم سے لہجے میں بولا۔

"آپ سب کو مجھ پر اتنی بے اعتباری کیوں ہے؟"

وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتیں اس کا چہرہ چھو کر دیکھنے لگیں۔

"تمہارا جسم کیوں گرم ہے؟ چہرہ بھی اتنا سرخ ہے۔ مجھے سچ سچ بتاؤ کیا چھپا رہے ہو؟ پچھلے تین دن کہاں گزارے؟" انہوں نے اس کے ماتھے پر آیا پسینہ پونچھ کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"سفر کی تھکاوٹ ہے بس۔۔۔ آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا!" مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے ہونٹوں تک لایا اور انگلیوں پر بھی بوسہ دیا۔

"اسپین سے واپسی پر اتنے بے حال کیوں نہیں تھے؟ یہ ایک شہر سے دوسرے شہر کے سفر نے اتنا کیوں تھکا دیا ہے تمہیں؟ دیکھو خیام شاہ مجھے بہانوں سے مت ٹالو! یہ تین دن میں نے کس بے سکونی میں گزارے ہیں یہ میں جانتی ہوں یا میرا اللہ!"

بات مکمل کرنے تک وہ رو رہی تھیں۔ خیام شاہ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور ان

کے بالوں پر بوسہ دیا۔ابراہیم شاہ خاموشی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں مما!مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔خوامخواہ وہم ستارہے ہیں آپ کو!"اس کے جھوٹ کہنے پر ابراہیم شاہ نے سر ہلادیا۔اگر بغیر کچھ جانے عائشہ ابراہیم کا یہ حال تھا تو جاننے کے بعد وہ آنسوؤں کی ندیاں بہادیتیں۔

خیام شاہ کو خود پر بے تحاشا غصہ آیا۔۔۔وجہ چاہے کچھ بھی تھی،کوئی فضول سا چیلنج تھا۔۔۔اسے یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا!

"مجھے یقین کیوں نہیں آرہا پھر؟"وہ اس کے شانوں پر ہاتھ رکھے اس سے علیحدہ ہوئیں۔آنسو اب بھی گر رہے تھے جنہیں دیکھ کر خیام کی آنکھوں میں بھی پانی جمع ہونے لگا۔

"یار بابا!دیکھیں نا مما کو روئے جارہی ہیں؟!"اس نے نم آنکھوں سے ابراہیم شاہ کو دیکھا۔

"عائشہ!کیوں رو کر بچے کو پریشان کررہی ہو؟ابھی تو آیا ہے۔۔۔آرام کرنے دو

اسے۔تم آؤ میرے ساتھ!"ابراہیم شاہ نے انہیں شانوں سے پکڑا۔وہ اپنے آنسو صاف کرتیں،خیام شاہ کا ماتھا چوم کران کے ساتھ چلی گئیں۔ابراہیم شاہ نے بھی جاتے ہوئے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔خیام شاہ آنکھیں صاف کرتا اپنے کمرے کی جانب چل پڑا۔

****

پیر کا دن تھا' نئے اسٹاف کے لیے انٹرویوز ہونے تھے۔

کانفرنس روم میں ایک میز کے پیچھے وقفے وقفے سے تین کرسیاں رکھی تھیں اور میز کے سامنے صرف ایک۔نو بجے سے انٹرویوز شروع ہونے تھے اور خیام شاہ ٹریفک میں پھنسا ہارن پر ہارن دے رہا تھا۔پچھلے تین دن سے وہ باقاعدگی سے دفتر جا رہا تھا اور کافی حد تک سارا کام سمجھ چکا تھا۔ہسپتال سے واپسی پر جو گلے میں خراشیں اور رنگت میں سرخی تھی وہ بھی اب ٹھیک ہو چکی تھی۔مزید دس منٹ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گاڑیوں کے سمندر میں رینگھتے گزر گئے۔اس کا موبائل بجا۔کھول کر دیکھا تو کائنات کا پیغام تھا۔

"کب تک آ رہے ہیں؟"

وقت دیکھا تو نو بج کر پانچ منٹ ہو چکے تھے۔کائنات کا نمبر ملا کر فون اسپیکر پر کیا۔

"السلام علیکم!"کائنات کی مصروف سی آواز آئی۔

"وعلیکم السلام! کائنات ٹریفک بہت ہے۔۔۔میں دس منٹ تک آ رہا ہوں۔"

"چلیں پھر میں اور ارشد انٹرویوز لینا شروع کرتے ہیں!"

"آپ دس منٹ میرا انتظار نہیں کر سکتیں؟"

"خیام۔۔۔جو لوگ باہر بیٹھے ہیں وہ بھی انتظار ہی کر رہے ہیں! آپ پتا نہیں کب آئیں تو کیا ان کو اتنی دیر بٹھائے رکھوں؟"

"میں کہہ تو رہا ہوں دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا!"جھلا کر پھر سے ہارن بجایا۔

"آپ آرام سے آئیں! دس منٹ میں آپ کچھ بھی مس نہیں کریں گے۔"

"میڈم! پہلے کینڈیڈیٹ کو بلاؤں؟"ارشد کی ہلکی سی آواز آئی۔

"جی بلائیں!"کائنات نے جواب دیا۔

"کائنات!"خیام نے تنبیہی آواز میں مخاطب کیا۔

"آپ آجائیں پھر بات ہوتی ہے۔۔۔خداحافظ!"کائنات نے کال کاٹ دی۔اس نے فون بند کر کے پیسنجر سیٹ پر پھینکا۔

"بڑی ٹیڑھی ہے یار! پر میرا نام بھی خیام شاہ ہے۔۔۔اگر پچھتانے پر مجبور نہ کر دیا تو خود ہی چلو بھر پانی لے کر اس میں ڈوبنے کی کوشش کروں گا!"ہاتھ پھر سے ہارن پر رکھے بڑبڑایا۔بیس منٹ بعد خدا خدا کر کے ٹریفک بحال ہوئی۔

خیام شاہ ساڑھے نو بجے نہایت سنجیدہ تاثرات کے ساتھ دروازہ دھکیل کر کانفرنس روم میں داخل ہوا۔

"آپ نے اپنی پہلی جاب کیوں چھوڑی؟"کائنات سر تر چھا کیے میز پر رکھی فائل کو دیکھتی انگلیوں پر قلم گھما رہی تھی۔دائیں طرف ارشد بیٹھا تھا اور بائیں طرف کی

کرسی خالی تھی۔ان دونوں کے سامنے ایک برقعہ پوش خاتون بیٹھی تھی۔

"وہاں کے ماحول کی وجہ سے! انہیں میرے گیٹ اپ پر شدید اعتراض تھا۔"اس لڑکی نے جواب دیا۔خیام شاہ نے آکر دائیں طرف کی کرسی سنبھالی۔کائنات نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔وہ اسے نظر انداز کرتا سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

"نام کیا ہے آپ کا؟"

"جی مسکان!"اس کے بتانے پر خیام شاہ نے سر ہلایا اور کائنات کے سامنے رکھے اسکیچز اٹھا کر دیکھنے لگا۔تقریباً سب ہی ڈیزائنز مغربی طرز کے تھے۔

"مسکان بی بی! یہ اچھا دوغلہ پن ہے۔۔۔خود آپ برقعہ پہن کر بیٹھی ہیں اور دوسروں کے لیے آف شولڈر'سلیو لیس ٹاپس بنا رہی ہیں؟!"اسکیچز میز پر پھینکے اور ٹیک لگا کر بیٹھا۔کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا۔خیام شاہ اور سیانی باتیں؟ یہ سورج آج کہاں سے نکلا تھا؟

"پبلک ڈیمانڈ ہے سر! لوگ ایسی ڈریسنگ پسند کرتے ہیں۔"مسکان نے تھوک

نگلتے جو پہلی بات ذہن میں آئی بول دی۔

"اچھا؟لوگوں کی پسند کے مطابق کام کرتی ہیں آپ؟تو پھر کمپنی کی ڈیمانڈ کے مطابق ڈریسنگ کرتے ہوئے کیا مسئلہ ہو رہا تھا؟یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔اپنے لیے اور اسٹینڈرڈ اور دوسروں کے لیے اور!یہ جو آپ دِکھ رہی ہیں وہ صرف ظاہر ہے۔۔۔آپ کی سوچ ان کاغذوں پر پھیلی ہے!اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے وہ ننگی ہے!!"خیام نے کسی انقلابی لیڈر کی طرح پوری تقریر ہی کر دی۔

کائنات کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔اس لیے پیڈ سے ایک نوٹ علیحدہ کیا' قلم گھسیٹا اور اس کے سامنے رکھے اسکیچز پر چپکا دیا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"خیام نے پڑھ کر پھر نظر انداز کر دیا۔

"میں جو مرضی پہنوں۔۔۔یہ میری پرسنل چوائس ہے!آپ کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"غصے سے کانپتی آواز میں مسکان نے کہا۔

"مجھے آپ کے پہناوے پر کوئی اعتراض نہیں ہے!بلکہ میرے نزدیک بہت قابل

www.novelsclubb.com

عزت ڈریسنگ ہے آپ کی۔ یہ میرے ساتھ بیٹھی خاتون نے عبایا اور اسکارف لیا ہوا ہے۔۔۔ اگر مجھے کوئی اعتراض ہوتا تو سب سے پہلے ان کا گیٹ اپ چینج کرواتا! میرا مسئلہ یہ نہیں ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ جو لباس آپ خود چار لوگوں میں پہن کر نہیں جا سکتیں وہ دوسروں کے لیے پھر کیوں بنا رہی ہیں؟" خیام نے معمولی سے کندھے اچکا کر بات مکمل کی۔

"کچھ لڑکیاں پہنتی ہیں ایسے کپڑے! آپ پھر ان کو۔۔۔" وہ اپنی صفائی دینا چاہتی تھی مگر خیام نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"ایگزیکٹلی مائی پوائینٹ! 'کچھ لڑکیاں'۔۔۔ ہم یہاں صرف ان کچھ لوگوں کے لیے کپڑے نہیں بناتے! جا سکتی ہیں آپ!" اسکیچز سے اسٹکی نوٹ اتار کر میز پر رکھا اور صفحے اکٹھے کر کے مسکان کو پکڑائے۔ وہ اسے گھورتی ہوئی چلی گئی۔

"آپ اتروائیں گے میرا عبایا اور اسکارف؟" کائنات نے کرسی گھما کر رُخ اس کی طرف موڑا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ میں نے کب کہا؟"

"بالکل ابھی یہ فرمان جاری کیا ہے آپ نے!"

"میں نے کہا تھا: اگر مجھے کوئی اعتراض ہوتا!"

"خیام! آپ کے اعتراض کو میں نے جوتی کی نوک پر بھی نہیں رکھنا تھا۔" اس کے دوٹوک جواب پر خیام نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا 'یوں اسٹینڈ لیتے ہیں اپنے لیے! مسکان بی بی کو ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے' اس نے سوچا اور پھر جوش سے ہاتھ رگڑتے ارشد کو مخاطب کیا۔

"اگلے بندے کو بلواؤ یار۔۔۔مزے کا ہے یہ کام بھی!"

"جی سر!"

کچھ دیر بعد دستک کے ساتھ دروازہ کھلا اور ایک لڑکا ہاتھ میں فائل تھامے اندر آیا۔

"ہیلو میم! ہیلو سر! دس از ذیشان علی۔" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھا اور فائل میز کے بالکل درمیان میں رکھی۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم!" خیام نے طنزیہ کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! کیسے ہیں سر آپ؟" وہ مکمل اعتماد کے ساتھ مسکراتا ہوا بولا۔

کائنات کی ہنسی نکل گئی' خیام کے گھورنے پر اس نے "سوری" کہہ کر ہونٹوں کو موڑ کر آپس میں ملایا۔

"تمہاری دعاؤں سے بالکل ٹھیک ہوں میں ذیشان علی! تم کیسے ہو؟"

"مہربانی ہے جناب کی!" وہ سینے پر ہاتھ رکھتا تھوڑا سا جھکا۔ کائنات نے ایک اور اسٹکی نوٹ لیا' لکھا اور خیام کے سامنے میز پر چپکا دیا۔ پھر ذیشان کی فائل اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"یہ آپ کے والی ٹائپ ہے قسم سے!" خیام پڑھ کر مسکرایا' کائنات کے ہاتھ سے قلم لے کر نیچے جواب لکھا اور اس کے سامنے کھلے صفحے پر چپکا یا۔

"میں تو برداشت ہوتا نہیں آپ سے! اسے کر لیں گی؟" کائنات نے پڑھ کر گہری

سانس لی اور اونچی آواز میں بولی۔

"واقعی! بڑے دل گردے کا کام ہے!"

"جی میم! مجھ سے کچھ کہا آپ نے؟" ذیشان نے الجھ کر پوچھا۔

"ہوں! میں کہہ رہی تھی آپ کی ایکڈمکس تو کافی اچھی ہیں۔۔۔ کہیں بھی جاب مل جانی تھی۔ میری ہی کمپنی میں کیوں اپلائے کیا آپ نے؟"

"ہماری کمپنی!" خیام نے تصحیح کی۔

"جی خیام۔۔۔ آپ کی کمپنی! تو ذیشان صاحب آپ نے خیام صاحب کی کمپنی میں کیوں اپلائے کیا؟" اس کے چڑ کر کہنے پر خیام نے مسکراہٹ دبائی۔

"میم میری معلومات کے مطابق تو یہ برینڈ آپ کے والد صاحب نے شروع کیا تھا۔۔۔ اس حساب سے تو آپ کا ہی ہوا!"

"ذیشان علی! تمھیں کمپنی کی ملکیت کا مسئلہ حل کرنے کے لیے یہاں نہیں بلایا گیا۔ جتنا پوچھا جارہا ہے اتنا جواب دو!" خطرناک سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا! پھر

کائنات کی طرف جھکا اور بولا۔

"قسم سے اتنی دور سے بھی خوشامد کی بُو آرہی ہے!"

کائنات نے سر ہلاتے ہوئے فائل اسے تھمائی۔

"سوری سر! یہاں اپلائے کرنے کی وجہ میرے رول ماڈل سر عالم ہیں۔ان کی طرح محنت کر کے اپنا نام بنانا چاہتا ہوں!"

خیام کو ایسے ہی کسی جواب کی توقع تھی 'طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

"فائل وائل چھوڑو یار!!"فائل میز پر پھینکی اور دونوں ہاتھ ملا کر میز پر رکھے۔

"تین سوال پوچھتا ہوں تم سے۔۔۔اگر جواب دے دیا تو یہ جاب تمہاری!"

"جی سر پوچھیں!"اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

"گھبراؤ نہیں یار! تمہارے رول ماڈل کے بارے میں ہیں۔۔۔سر عالم کی ڈیٹ آف برتھ،ان کی ایج اور یہ برینڈ انہوں نے کب شروع کیا تھا؟"

ذیشان نے گھبراہٹ کم کرنے کے لیے پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔خیام شاہ طنزیہ

www.novelsclubb.com

مسکراہٹ کے ساتھ اور کائنات بند مٹھی پر چہرہ ٹکائے اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

"وہ سر پتا تھا مجھے! ڈیٹس مکس ہو رہی ہیں۔۔۔ایک سیکنڈ!!" وہ بھنویں سکیڑے سوچنے کی اداکاری کرنے لگا۔

"وائیوا چل رہا ہے کیا آپ کا؟ جس میں آپ 'پڑھا تھا بھول گیا' والا بہانہ لگا رہے ہیں؟" کائنات نے پوچھا' خیام شاہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔اس نے بات جاری رکھی۔

"کسے اُلو بنا رہے ہیں؟ اپنے رول ماڈل کی انتہائی بنیادی معلومات آپ کو نہیں پتا؟ اپنی تشریف لے جائیں یہاں سے۔۔۔بہت شکریہ آنے کا!"

ذیشان علی کندھے لٹکائے چل دیا۔کائنات نے اس کے پیچھے ڈسپوزایبل گلاس پھینکا، جس میں وہ پانی پی کر گیا تھا۔گلاس بند ہوتے دروازے کو لگ کر نیچے گرا۔

"اڈیوٹ!"

"میں ایسا اوور کانفیڈینٹ 'خوشامدی گدھا ہرگز نہیں ہوں کائنات! مان جائیں۔۔۔

میں اپنی ٹائپ کا ایک ہی ہوں!" ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل۔۔ بالکل! معذرت میں نے آپ کی شان میں گستاخی کر دی۔" وہ طنزیہ بولی۔

"معذرت قبول!"

"ویسے آپ کو ان تینوں سوالوں کے جواب آتے ہیں؟"

"نہیں! لیکن آپ کو تو آتے ہی ہوں گے نا؟ بس یہی سوچ کر پوچھ لیے اور ذیشان علی کا مجھے یقین تھا اسے بالکل نہیں آتے!"

"ارشد! میں کب دوبارہ پھینک سکتی ہوں؟ ہدف بدلنا ہے مجھے!" کائنات اسے گھورتی ہوئی دانت پیستی بولی۔

"سارے آپ کے ہیں میڈم۔۔۔ جتنے دل کرے پھینکیں اور جدھر جدھر دل کرے پھینکیں!" ارشد کے بولنے سے پہلے خیام بولا۔

"ارشد؟" کائنات غصہ ضبط کرتی بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جی میڈم؟"

"نیکسٹ بلوائیں!"

"جی میڈم!" ارشد بے چارے کو 'جی میڈم' اور 'جی سر' کے علاوہ کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔اس کے سر اور میڈم کی وجہ سے!

اس بار صنفِ نازک نزاکت سے اونچی سی ہیل میں چلتی اندر آئی۔ جینز کُرتا، کھلے بال اور سلیقے سے کیا گیا میک اپ۔

"تشریف رکھیں!" کائنات نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔اس کی فائل لے کر کھولی اور اونچی آواز میں پڑھنے لگی۔

"نام: مہرین ناز۔ عمر: 28 سال۔ ویسے اٹھائیس کی لگتی نہیں ہیں آپ!" فائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرائی۔ مہرین بھی جواباً اُس کا شکریہ ادا کرتی مسکرائی۔

Qualification: BS merchandising. Over to "

you gentlemen!"

فائل میز پر رکھی اور اپنے ہاتھ ارد گرد پھیلا کر ان دونوں کو سوال کرنے کا کہا۔

خیام نے کرسی کائنات کی طرف موڑی اور اس کے دوسری طرف بیٹھے ارشد کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ کائنات کے سر کے بالکل پیچھے اس نے ارشد سے سرگوشی میں کہا۔

"یہ والی انسپریشن ٹھیک رہے گی نا؟"

ارشد نے بے چارگی چہرے پر سجائے آنکھ سے کائنات کی طرف اشارہ کیا اور کائنات نے نہایت غصے سے اپنا پاؤں اس کی ٹانگ پر مارا۔

"او۔۔۔کائنات مذاق کر رہا تھا یار!" وہ اچھل کر سیدھا ہوا اور ٹانگ آگے پیچھے ہلائی۔

"شکر ہے ہڈی نہیں ٹوٹی!" خیام نے گہری سانس لے کر کہا۔

"حد ہے ویسے ڈرامے بازی کی!" کائنات بڑبڑائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ڈگری لیے آپ کو چار سال ہو چکے ہیں۔۔۔ کہیں جاب کیوں نہیں کی؟" کائنات نے ہی مہرین کو مخاطب کیا جو پریشانی سے اپنے سامنے پیش آنے والے واقعات دیکھ رہی تھی۔

"!I was out of country"

"?For four years"

کائنات نے آئی بر و اٹھائے۔

"!Yes for four years"

مہرین نے کندھے اچکائے۔

"پڑھائی چھوڑے ہوئے چار سال ہو چکے ہیں اور تجربہ صفر ہے۔۔۔ کس بنیاد پر آپ کو یہ جاب دی جائے؟"

"آپ کا اور میرا تجربہ بھی تو صفر ہی ہے! ہم بھی تو کام کر رہے ہیں۔" خیام کی اس مداخلت پر کائنات نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"تو کیا میں نے آپ سے ناتجربہ کاروں کی کوئی ٹیم بنانے کا وعدہ کیا تھا؟اور آپ کی معلومات کے لیے مجھے یہ سب سنبھالتے ہوئے ایک سال ہو چکا ہے۔۔۔آپ کی طرح بالکل ہی اناڑی نہیں ہوں!" نخوت سے جواب دیا۔

"خیر مس مہرین آپ بتائیں۔۔۔زندگی میں کبھی کچھ ڈیئرنگ کیا ہے؟ کچھ الگ' ہٹ کے؟" خیام شاہ نے اپنی طرح کا انوکھا سوال ہی پوچھا تھا۔

"وقار ذکاء کا شو چل رہا ہے کیا؟" کائنات کی اس قدر صاف بے عزتی پر بھی خیام ڈھیٹوں کی طرح ہنس دیا۔

"چلیں میں سوال بدل دیتا ہوں! چیلنجر ہیں آپ؟"

"جی سر! بڑے چیلنجز کیے ہیں میں نے۔" مہرین پورے اعتماد کے ساتھ بولی۔

"مثلاً؟"

"ٹک ٹاک پر ہر نیا چیلنج میں سب سے پہلے کرتی ہوں! میری دوستوں کو میری وڈیو دیکھ کر پتا چلتا ہے۔" وہ فخریہ بولی۔

www.novelsclubb.com

کائنات نے اپنی ابل پڑنے والی ہنسی کا دم گھونٹنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔

"یہ تو آپ نے بالکل ہی نہ والی بات کر دی ہے!" خیام بولا۔

"پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس۔۔۔ یہ پوری آفس بلڈنگ آپ کی ہے۔ایک بہترین سا ٹک ٹاک چیلنج بنا کر لائیں بلکہ وہ'عدنان کی کال آئی تھی۔۔۔ عادل نہیں رہے'اس پر وڈیو بنا کر لائیں!" خیام نے فائل واپس کر کے اسے چلتا کیا۔اس کے جانے کے بعد ان دونوں کی نظریں ملیں اور ہنسی کا فوارہ پھر سے ابل پڑا۔

ارشد کی برداشت اب جواب دے چکی تھی۔۔۔اٹھا'دروازہ بند کیا اور ان کے سامنے میز پر ہاتھ ٹکا کر تھوڑا سا جھکا۔ان دونوں نے بمشکل ہنسی روک کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میڈم نہایت عزت واحترام کے ساتھ اور سر نہایت منت کے ساتھ آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔میں فرقان صاحب کے ساتھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انٹرویوز لے لوں گا!"

"پر ارشد۔۔۔"کائنات نے بولنا چاہا مگر ارشد نے اس کی بات کاٹی۔

"معذرت میڈم آپ کی بات کاٹ رہا ہوں! مگر اس کے علاوہ اور کسی طریقے سے مجھے یہ انٹرویوز مکمل ہوتے نظر نہیں آرہے! اور آپ پریشان بالکل نہ ہوں تھوڑی دیر تک سر عالم بھی پہنچ رہے ہیں!"

"پاپا آرہے ہیں؟ مجھے تو نہیں بتایا انہوں نے!" وہ اپنا بیگ لے کر اٹھی۔

"میرے پاس ان کی کال آئی تھی صبح!"ارشد نے جواب دیا۔

"میری ضرورت ہو تو بلا جھجھک کال کر لینا ارشد!"خیام نے جاتے ہوئے ہانک لگائی۔

"جائیں سر! خدا کا واسطہ ہے آپ کو"ارشد بڑبڑایا۔

وہ ابھی ایک راہداری ہی مڑے تھے جب گلاس وال کے سامنے مہرین وڈیو بناتی نظر آئی۔ان دونوں کے قہقہوں سے راہداری گونج اٹھی'مہرین بے چاری کے ہاتھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے اس کا قیمتی فون چھوٹ کر نیچے گرا۔ وہ چیختی ہوئی اپنا فون اٹھانے جھکی۔

"اونہوں بچو! یہ کیا بات ہوئی؟" عالم مرتضٰی اپنی چھڑی ٹیکتے ان تک آئے۔

"سوری پاپا! وہ دراصل اندر کچھ ہوا تھا وہ یاد کر کے ہنس رہے تھے۔" کائنات نے فوراً دانت اندر کیے۔

اگر عالم مرتضٰی کو پتا چل جاتا کہ کسی کا مذاق اڑایا جا رہا تھا تو صبح سے شام ہو جانی تھی مگر اس کی کلاس ختم نہیں ہونی تھی!

"سوری مہرین!" کائنات نے کہا، مہرین منہ بسورتی چلی گئی۔

"السلام علیکم انکل! خیام شاہ۔" خیام نے ان سے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"وعلیکم السلام! کیا حال ہے بیٹے؟ والد صاحب کیسے ہیں آپ کے؟ اور کام سارا سیکھ لیا آپ نے؟"

"میں بھی ٹھیک! بابا بھی ٹھیک! آپ کیسے ہیں؟ کام بھی سیکھ لیا ہے تقریباً۔"

"اللہ کا شکر ہے! ویسے میں آپ سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہ رہا تھا۔آج تو ٹائم نہیں مل سکے گا۔آپ ویک اینڈ پر ڈنر ہمارے ساتھ کیجئیے گا؟"

"بالکل ٹھیک! میں حاضر ہو جاؤں گا۔" شرافت سے جواب دیا۔

"میں ابراہیم صاحب کو فون کر دوں گا وہ بھی انوائیٹڈ ہیں۔"

"بابا کے ڈنرز پری-پلینڈ ہوتے ہیں! میں ان سے پوچھ لوں گا اگر فارغ ہوئے تو وہ آجائیں گے میرے ساتھ۔"

"چلیں ٹھیک ہے! میں اب دیکھوں یہ ارشد کیا کر رہا ہے۔" اس کا کندھا تھپک کر وہ چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

"اچھے آدمی ہیں!" خیام بولا، مخاطب کوئی بھی نہیں تھا۔

"شکریہ! آپ کے سرٹیفکیٹ کا ہی انتظار تھا۔" کائنات رکھائی سے بولی۔

"آپ میری کوئی بات سیدھے طریقے سے لے سکتی ہیں؟" زچ ہو کر بولا۔

"آپ کی کوئی بات سیدھی ہو سکتی ہے؟" حیران ہو کر پوچھا۔

"ہر بات۔۔۔ہر ہر بات!"زور دے کر بولا۔

"واؤ!"تالی بجا کر اس کے منہ پر اس کی بے عزتی کر کے وہ چلی گئی۔خیام شاہ سنجیدگی سے سوچ رہا تھا اپنی کھوئی ہوئی عزتِ نفس کہاں سے ڈھونڈنی شروع کرے!

※※※※※

خیام نے دستک کے بعد دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر جھانکا،کائنات نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"کائنات لنچ ساتھ کرتے ہیں؟"

"نہیں!میری کلائنٹ کے ساتھ لنچ اپائنٹمنٹ ہے۔"جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔خیام شاہ تیوری چڑھائے اندر آیا۔

"تو میں کیوں اَن انوائیٹڈ ہوں؟"

"?Why are you even expecting an invitation"

کائنات نے ماتھے پر بل ڈالے۔

Does my being 30% shareholder a good "
"?enough reason

It is... but they're less of a client and more "
"!of my personal acquaintances

"!Fine, I'll get acquainted too"

خیام نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کندھے اچکائے۔ کائنات نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور ضبط کرتی بولی۔

www.novelsclubb.com

"!Sure"

اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے اور بیگ لے کر اٹھی۔ خیام نے اس کے لیے دروازہ کھولا، وہ شکریہ ادا کرتی باہر نکلی۔ وہ بھی اس کے پیچھے راہداری میں آیا۔

"کون سے ریسٹورانٹ میں؟" لفٹ میں نچلی منزل کا بٹن دبا کر پوچھا۔

"کانفرنس روم۔۔۔ڈاؤن فلور!"

"آفس میں؟"خیام نے پوچھا،کائنات نے کندھے اچکائے۔دونوں ساتھ ساتھ کانفرنس روم میں داخل ہوئے۔میز پر تین لوگوں کے لیے کھانا چن دیا گیا تھا۔

"تھینک یو ملائکہ! خیام کے لیے بھی ایک پلیٹ لگوائیں پلیز۔"اپنی اسسٹنٹ کا شکریہ ادا کرتی ہیڈ چیئر پر بیٹھی۔

"جی میم!"ملائکہ برتن لینے چلی گئی۔

خیام اس کے سامنے میز سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا اور ہاتھ سینے پر باندھے۔

"سو مجھے ان کلائنٹس کے بارے میں بتائیے؟کیسے ہینڈل کرنا ہے؟کیا چیز پسند ہے کیا نہیں پسند؟"

"بہت اسپیشل اور میرے فیورٹ کلائنٹس ہیں!"کائنات مسکرائی۔

"کیوں؟"وجہ جاننا چاہی پھر ایک نظر برتن لگا کر جاتی ملائکہ کو دیکھا اور کہا،

"شکریہ ملائکہ!"

"نوپرابلم سر!"

"ان سے ملنے کے بعد جان جائیں گے اور انہیں میں صرف محبت سے ہینڈل کرتی ہوں!"

"یعنی اس قدر اسپیشل؟"حیرت سے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"ہوں!"

"آخری سوال۔۔۔ان کی پسند ناپسند؟"

"Uncle Joseph loves anything and everything I make for him!"

"That I do!"

آواز پر وہ مڑی اور دروازے میں کھڑے جوزف سلیمان اور صوفیہ جوزف کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی اٹھی۔ان دونوں سے مل کر وہ خیام کی طرف مڑی۔

"انکل جوزف،صوفی آنٹی۔۔۔یہ خیام شاہ ہیں،میرے بزنس پارٹنر!"

"ہیلو سر، ہیلو میم!" خیام نے جوزف صاحب سے ہاتھ ملایا۔

"چھوڑو یار فار میلیٹیز! کائنات کی طرح انکل آنٹی ہی کہو۔۔۔ ہمیں اچھا لگے گا!"

"جی ضرور انکل۔۔۔ آئیں بیٹھیں!" خیام نے میز کی طرف اشارہ کیا۔ چاروں میز تک آئے، جوزف سلیمان نے پہلے بیوی کے لیے کرسی کھینچی اور پھر خود بیٹھے۔

"صوفی آنٹی! بچے کیسے ہیں؟

I don't have time to see them... and I miss "them alot

کائنات نے پوچھا۔

بلکہ They're fabulous and they miss you too"

ایڈم، ماریہ، اقرا، مریم، فیصل، سبحان اور نشاء نے تمہارے لیے پیغام بھی بھیجا ہے"

انہوں نے موبائل کھول کر وڈیو چلا کر کائنات کو دی۔

"اتنے سارے بچے ہیں آپ کے؟" خیام شاہ نے آنکھیں پوری کھول کر پوچھا۔ ان

www.novelsclubb.com

دونوں میاں بیوی کے ساتھ ساتھ بچوں کی معصوم آوازوں میں لو یو، مس یو کے پیغامات سنتی کائنات بھی ہنس دی۔

"اور نہیں تو کیا؟ بیس اور بھی ہیں! وہ تو میں نے نام صرف پانچ چھ کے گنوائے ہیں!" وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔ خیام شاہ کی آنکھیں اپنے حلقوں سے باہر گرنے کو تھیں۔

"ب۔ بیس کیسے؟ نہیں میرا مطلب ہے کس طرح؟ نہیں میرا مطلب ہے سچ میں؟"

"خیام حوصلہ کریں! ان کے نہیں Hope orphanage کے بچے ہیں۔"

کائنات نے موبائل انہیں واپس کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہمارے نہیں ہیں؟ میرے بچے ہیں وہ!" صوفیہ اسے مصنوعی غصے سے گھورتی بولیں۔

"اوہ!" خیام ہوا نکلے غبارے کی طرح کرسی پر گرا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کے ہی ہیں! میں بھی آپ کی ہی بیٹی ہوں۔۔۔یہ بس خیام کا حیرت سے سسٹم شٹ ڈاؤن ہونے والا تھا۔اس لیے میں نے سوچا بتادوں۔"

"عالم کیسا ہے؟"جوزف صاحب نے پوچھا۔

"پاپا بالکل ٹھیک ہیں۔آفس کا چکر بھی لگا لیتے ہیں اب تو۔"

"چلو یہ تو اچھی بات ہے!اور کام کیسا چل رہا؟"

"بڑا بزی شیڈول چل رہا آج کل!"تھکی ہوئی سانس خارج کی۔

"کائنات میری بچی!کام کا اتنا سٹریس مت لیا کرو!"صوفیہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"آپ کو پتا تو ہے جب تک سب کچھ پرفیکٹ نہ ہو میری تسلی نہیں ہوتی!"

"ہاں مگر اپنی صحت کا بھی خیال رکھو!پہلے سے اتنی کمزور ہو گئی ہو۔"

"کوئی نہیں۔۔۔آپ ماں والی نظروں سے دیکھ رہی ہیں اس لیے کمزور لگ رہی ہوں!"مسکراتے ہوئے اٹھی اور پیچھے سے ان کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔انہوں

نے ہاتھ بلند کر کے اس کا رخسار تھپتھپایا۔

"میری شہزادی!"

کائنات کی زندگی میں اگر کوئی 'لفظ ماں' کی ترجمانی کرتا تھا تو وہ صوفیہ جوزف ہی تھیں۔

"آپ فکر ہی نہیں کریں آنٹی۔۔۔آج سے میں ان کو سٹریس لینے ہی نہیں دوں گا!" خیام شاہ کے کہنے پر کائنات نے اسے گھورا۔

You had to speak and ruin the moment! "

"!You just had to

واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے منہ بناتے بولی۔

No! I was being sincere! I'm here for you. "

It's not like I can't handle things other than

the factory. Just pass me the work when

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"?you're packed, huh

"!Aww... he's such a softie"

صوفیہ کا دل تو اس کے رخسار کھینچنے کا بھی کر رہا تھا مگر خیام شاہ میز کی دوسری طرف بیٹھا تھا۔

"!Indeed, he is"

کائنات نے طنزیہ کہا جس کی سمجھ صرف خیام کو ہی آئی۔

"کھانا کھالیں پہلے؟ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ باتیں چلتی رہیں گی۔" کھانا بھی ٹھنڈا ہو رہا تھا اور خیام شاہ کو بھوک بھی لگی تھی، اس لیے بولا۔

"انکل آنٹی شروع کریں!" کائنات نے اشارہ کیا۔

"پہلے تم کھاؤ اور تھوڑی صحت بناؤ!" صوفیہ نے اس کے لیے پلیٹ میں بریانی ڈالی۔

"شکریہ!" کائنات نے ہنستے ہوئے ان سے پلیٹ لی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیٹے! شوٹ کب تک کرنا ہے؟"جوزف صاحب نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"نیکسٹ ویک اینڈ تک، ان شاءاللہ!"اس نے نوالہ نگل کر جواب دیا۔

"ماڈلنگ ہمارے بچے ہی کریں گے؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟ ابویئسلی ہمارے بچے ہی کریں گے!"

"کیسا شوٹ؟"خیام شاہ لاعلم تھا اس لیے پوچھا۔

"نیکسٹ منتھ ہماری کڈز کلیکشن لانچ ہو رہی ہے اس کا فوٹو شوٹ!"کائنات نے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"!Again I wasn't informed"

کھانے سے ہاتھ روک کر سنجیدگی سے کہا۔

Because it's been happening for months "

now... not like I started the campaign

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"!yesterday and forgot to tell you

کائنات نے اس کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا۔اچھا عذاب اس کے سر مسلط کر دیا گیا تھا!

But still, I should be informed what's "

"!happening and what's not

"جی ٹھیک اور کچھ ؟"زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"نہیں !"

"اب میں سکون سے کھانا کھا سکتی ہوں؟"

"ضرور!"وہ بھی اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"بچوں سے کب ملنے آؤ گی ؟"صوفیہ نے پوچھا۔

"اسی ویک اینڈ!"سچی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

کھانا کھا کر وہ اس سے اتوار کو آنے کا وعدہ لے کر چلے گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویک اینڈ پر آپ ہمیں ہوسٹ نہیں کر رہیں؟" خیام نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے پوچھا۔

"تو میں نے کون سا سارا دن آپ کے لیے کچن میں کھڑے ہو کر کھانے پکانے ہیں؟ رات کو آئیں گے نا؟ تو گھر پر ہی ملوں گی آپ کو!" بیگ سے اپنا موبائل ڈھونڈ کر نکالا اور پیغامات دیکھنے لگی۔

"ابراہیم انکل آرہے ہیں؟" سر اٹھا کر اس سے پوچھا۔

"ہوں! مما بابا دونوں آئیں گے۔"

"صحیح!" دوبارہ فون میں گھس گئی۔

"کائنات؟" اسے متوجہ کرنا چاہا۔

"ہوں؟" بے دھیانی سے پوچھا۔

"میں بھی چل سکتا ہوں آپ کے ساتھ؟"

"ہوں!" بغیر سنے جواب دے دیا۔

"واقعی؟"کائنات کے بغیر کسی اعتراض کے مان جانے پر حیران ہوا۔

"کیا واقعی؟"موبائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ نے میری بات سنی بھی ہے؟"مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں وہ میں سن رہی تھی۔۔۔دھیان بٹا ہوا تھا تو صحیح طرح پر وسس نہیں ہوئی

بات!"

"میں آپ کے ساتھ آر فنیج جا سکتا ہوں؟"

"مرضی ہے آپ کی! مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟"کندھے اچکا دیے۔

"پھر اکھٹے ہی چلیں گے۔کس وقت لینے آؤں آپ کو؟"

"شکریہ! میرے پاس گاڑی ہے میں خود چلی جاؤں گی۔"

"لیکن مجھے ایڈریس نہیں پتا!"

"میں ایس۔ایم۔ایس کر دوں گی!"

"یعنی اکھٹے جانے کا کوئی اسکوپ نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں ہے!"

"چلیں کوئی بات نہیں! میں چلتا ہوں فیکٹری جانا ہے خدا حافظ!" وہ بول کر اٹھا۔

بات تو تھی بلکہ خیام شاہ کے دماغ میں نئ قسم کی کھچڑی بھی پک رہی تھی!

"ہوں!" کائنات نے سر ہلایا۔ وہ جیب سے گاڑی کی چابی بر آمد کرتا چلا گیا۔

※ ※ ※ ※ ※

گاڑی کو اپنی مخصوص جگہ پر کھڑی کر کے وہ اتری اور لاک لگایا۔ حجاب کی پنیں کھولتی دروازے کی طرف بڑھی، مگر ربیعہ کو سیڑھیوں پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھے دیکھ کر اس کے ساتھ آبیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"سلام!"

"وسلام!" ربیعہ نے رُخ اس کی طرف موڑا، چہرہ اب بھی گھٹنے پر ہی رکھا تھا۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک!"

"اداس ہو؟"

"نہیں!"

"پھر یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

"ویسے ہی!"

"عمار بھائی سے بات ہوئی؟"

"نہیں!"

"کیوں؟"

"نہ مجھے ہمت پڑتی ہے اسے مخاطب کرنے کی۔۔۔نہ اسے! دیکھ کر اجنبیوں کی طرح گزر جاتے ہیں!"پلکیں جھپک جھپک کر آنسوؤں کو گرنے سے روکا۔

"تمہیں ان سے بات کرنی چاہیے!"

"ہوں!"

"ایک جگہ بیٹھو، بات کرو، مسئلے کا حل نکالو! یوں پریشان ہونا، رونا تو مسئلے کا حل

نہیں ہے۔"

"کوشش کروں گی!"

"اب اٹھو، ہاتھ منہ دھو کر کپڑے بدلو۔ میں بھی فریش ہو لوں۔ پھر باہر چلتے ہیں۔۔۔ شاپنگ کرنے، کھانا کھانے اور پتہ نہیں، سب کچھ کرنے!" اس کا موڈ بہتر کرنے کے لیے پلان بنایا۔ ربیعہ پھیکا سا مسکرائی۔

"تم جاؤ! میں آتی ہوں۔"

"او کے!" کائنات اٹھ کر اندر آئی، سیڑھیاں چڑھتے ہوئے موبائل نکال کر عمار کا نمبر ملایا۔ اس نے نہیں اٹھایا۔

کمرے میں آکر اپنے پیچھے دروازہ بند کیا، بیگ اور فائلز بیڈ پر رکھیں اور حجاب اتارتے ہوئے دوبارہ اس کا نمبر ملایا۔ چوتھی، پانچویں گھنٹی پر فون اٹھالیا گیا۔

"السلام علیکم بھائی! کیسے ہیں؟"

"وعلیکم السلام! ٹھیک۔ تم کیسی ہو؟"

www.novelsclubb.com

"واقعی ٹھیک ہیں؟"

"ہوں! گزارہ ہو رہا۔۔۔"

"بات کیوں نہیں کر رہے اس سے؟"

"اس دن اماں جو کچھ بول کر گئیں تھیں۔۔۔ ہمت نہیں پڑ رہی میری!"

"ہمت کریں! اس سے بات کریں۔۔۔ وہ بہت پریشان اور ڈپریسڈ ہے۔ یقیناً آپ بھی ہوں گے! اور میں آپ دونوں کو ایسے نہیں دیکھ سکتی!"

"تمہیں کیا لگتا ہے معافی مل جائے گی؟"

"آپ دل سے معانگیں۔۔۔ ضرور مل جائے گی!"

"اچھا ابھی کیا کر رہی وہ؟"

"پریشان ہو رہی تھی۔ باہر لے کر جا رہی ہوں۔۔۔ شاید موڈ کچھ فریش ہو جائے۔"

"صحیح!"

"بھائی میں نے آپ کے ابو کو چاچو سے بات کرنے کا کہا تھا۔انہوں نے بات کی؟"

"کال کی تھی ابو نے۔۔۔مگر بات نہیں ہو سکی!"

"کیوں؟"

"تمہارے چاچو نے کال ریسیو نہیں کی تھی۔"

"اچھا آپ رکھیں! میں چاچو سے بات کر کے آپ کو بتاتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔خدا حافظ!"

اس نے کال کاٹ کر کمال مرتضٰی کا نمبر نکالا، جسے آج سے پہلے استعمال میں لانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔

'میں یہ ربیعہ کے لیے کر رہی ہوں!'خود کو یقین دلا کر اس نے کال ملائی اور موبائل کان سے لگائے انتظار کرنے لگی۔

"السلام علیکم!"کمال مرتضٰی کی نرم سی آواز آئی۔

"وعلیکم السلام!"

"جی کون؟"ان کے پاس کائنات کا نمبر نہیں تھا۔

"کائنات!"

"کیا حال ہے بیٹا؟"

"ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کیسے ہیں؟"

"میں بھی!"جواب دے کر اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگے۔اگر اب کائنات نے انہیں فون کیا تھا تو یقیناً کسی وجہ سے کیا تھا!

"پچھلے دنوں جو گھر میں ہوا ہے۔۔۔چچی نے بتایا آپ کو؟"

"نہیں، کیا ہوا؟"ان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"ربیعہ کے لیے ایک پرپوزل آیا تھا۔"

"کس کا؟"

"ارسلان بھائی کے دوست عمار بھائی کا!"

"ہوں میں جانتا ہوں اس لڑکے کو! پھر کیا ہوا؟"

"چچی نے بے عزت کر کے نکال دیا۔"

"وجہ؟"بل مزید گہرے ہوئے۔

"عمار بھائی ربیعہ کے کولیگ ہیں۔اسی کالج میں ٹیچر ہیں۔بس چچی کو اپنے شایانِ شان نہیں لگے!"

"ارسلان کیا کہتا ہے؟"

"میری بھائی سے اس بارے میں بات نہیں ہوئی!"

"اور ربیعہ؟"

"اسی کے لیے فون کیا ہے آپ کو۔آپ جانتے ہیں مجھے وہ بہنوں کی طرح عزیز ہے۔۔۔اسے افسردہ نہیں دیکھ سکتی۔"

"ٹھیک!میں ارسلان سے ایک دفعہ ساری بات کرلوں۔۔۔اگر اس نے گرین سگنل دے دیا تو ربیعہ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔بلقیس کو میں سنبھال لوں گا!"

"اور عمار بھائی کے والد کو میں نے آپ کا نمبر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ آج کل میں آپ سے رابطہ کریں۔"

"میں دیکھ لوں گا!"

"آخری بات چاچو! آپ نے ہمیشہ ربیعہ کے اپنے لیے کیے گئے فیصلوں پر اعتماد کیا ہے۔۔۔ وِچ آئی اَپریشیئیٹ! کیا میں امید رکھوں کہ اس بار بھی ایسا ہی ہو گا؟"

"امید نہیں یقین رکھو کائنات! میں وہی فیصلہ کروں گا جس میں میری بیٹی خوش اور مطمئن ہو!" ان کی یقین دہانی پر کائنات پہلی دفعہ مسکرائی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کمال مرتضٰی جو کہتے تھے وہی کرنے کے عادی تھے!

"ٹھیک ہے چاچو۔۔۔ اللہ حافظ!"

"کائنات؟"

"جی؟"

"شکریہ!"

"کوئی بات نہیں۔۔۔ربیعہ کے لیے کچھ بھی!" مسکراتے ہوئے فون بند کیا۔

کمال مرتضٰی سے بات کرنا اتنا برا تجربہ بھی نہیں تھا جتنا اس نے سوچ رکھا تھا!

کمال مرتضٰی سے ہوئی بات کا مختصراً احوال لکھ کر عمار کو بھیجا اور اپنے کپڑے لے کر واش روم چلی گئی۔

※※※※※

"ڈیڈ آپ یقین نہیں کریں گے میں کس سے ملا؟!" عمر نے کانٹا پلیٹ میں رکھ کر اپنے دائیں طرف بیٹھے ایوب انصاری سے کہا۔ خیام اس کے بائیں طرف بیٹھا نہایت توجہ سے کھانا کھا رہا تھا۔ عمر کی والدہ، فرحانہ انصاری ان دونوں کے سامنے بیٹھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"کس سے ملے؟" ایوب صاحب نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"کائنات سے!" صرف نام لینے پر ہی تینوں نے اسے اچھی طرح دیکھا۔

"میری بہو کائنات سے؟" ایوب صاحب خوشی خوشی بولے۔

"آپ کی کون؟" فرحانہ نے ایک آئی برو اٹھا کر چیلنج کرتی نگاہوں سے دیکھا، جیسے کہہ رہی ہوں۔۔۔ 'دوبارہ بول کر تو دیکھیں!'

"میرا مطلب تھا جسے میں اپنی بہو بنانا چاہتا ہوں!" جلدی سے بیان بدلا۔

"کیا کرنا چاہتے ہیں آپ؟" پھر سے انہیں قاتلانہ نظروں سے دیکھا۔ خیام اور عمر میسا میسا ہنس رہے تھے۔

"ارے کچھ نہیں بیگم! بات تو کرنے دو مجھے بچے سے۔۔۔ ہاں عمر؟"

"ہوں ہوں اسی کائنات سے!" عمر نے سر ہلایا۔

"پھر کیسی لگی تمہیں؟" ایوب صاحب نے پر امید ہو کر پوچھا۔ حالانکہ بیگم صاحبہ جیسی نظروں سے دیکھ رہی تھی، انہیں اپنی عافیت کے لیے دعا گو ہونا چاہیے تھا!

"اچھی ہے!" جتنی جلدی جواب دیا تھا، اتنی ہی جلدی پچھتایا۔ کیونکہ اب فرحانہ بیگم کی گھوریوں کا رُخ اس کی طرف ہو گیا تھا۔

"اچھا؟؟!" تعجب ظاہر کیا۔

"میرا مطلب تھا بالکل بہنوں جیسی لگی!" اس کی فوراً سے پہلے کی گئی درستگی پر خیام شاہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔ فرحانہ نے مسکراتے ہوئے اور ایوب صاحب نے بدمزہ ہو کر اسے دیکھا۔

"میرا پیارا بیٹا!" انہوں نے دور سے ہی اس کی بلائیں لے ڈالیں۔

"یار اتنا کیوں ڈرتے ہو؟" اس کے قریب ہو کر ایوب صاحب نے سرگوشی میں پوچھا۔

"آپ پر چلا گیا ہوں نا۔۔۔اس لیے!" باپ کی دوغلی پالیسی پر عمر نے بھی حساب برابر کیا۔

www.novelsclubb.com

"دُر فٹے منہ!"

"اب میں کہنا تو چاہ رہا ہوں۔۔۔ سیم ٹو یو! لیکن آپ کے بزرگ ہونے کا لحاظ کر رہا ہوں۔"

"آخوں۔خوں۔خوں" مصنوعی کھانستے ہوئے سیدھے ہوئے۔خیام شاہ کے

موبائل کی گھنٹی بجی۔

'عالیان کی وال چیک کر!' جاذب کا پیغام تھا۔اس نے سیدھا فیس بک کھولی، سب سے اوپر عالیان کی تازہ ترین پوسٹ تھی۔اپنی اور کائنات کی تصویر دیکھ کر پانی کا گھونٹ، خوراک کی نالی کی بجائے سانس کی نالی میں چلا گیا۔کھانسنا شروع کیا اور پھر کھانستا ہی چلا گیا۔

"ابے کیا ہوا یار؟؟" عمر نے اس کی پشت تھپتھپائی۔

"تجھے پتا تھا ذلیل آدمی؟!" خیام نے موبائل اس کے سامنے کیا۔تصویر دیکھنے اور کیپشن پڑھنے کے بعد عمر سے اپنی مسکراہٹ چھپانا محال ہو گیا۔

'جی آیاں نوں۔۔۔خوش آمدید بھابھی! بہت خوش ہوں تیرے لیے خیام شاہ حالانکہ شی ڈیزروز بیٹر!'

"قسم لے لے۔۔۔بالکل نہیں!" اس نے سر نفی میں ہلایا۔خیام نے فون سیدھا کر کے کومینٹ سیکشن کھولا، جہاں لوگ اسے نت نئے طریقوں سے مبارکباد

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دے رہے تھے۔

'ہسپتال میں ہوئی ہے شادی؟'

'خیام اور اس کے انوکھے کام!'

'دولہے کو ایک عدد فیشل کی سخت ضرورت ہے!'

'ماشاءاللہ۔۔۔بھابھی ہماری چاند اور خیام شاہ چاند پر دا۔۔آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے؟'

'جانی ٹریٹ؟'

'میرے چھوہارے؟'

'ولیمے پر ہی بلا لے اے کنجوس آدمی!!'

'گڈ ہو گیا ہے جی! ایسے ہی شغل میلہ لگائی رکھو!'

خیام شاہ نیچے اسکرول کرتا رہا اور اس کا بلڈ پریشر اونچائی کا سفر طے کرتا رہا۔

''کیا ہوا خیام بیٹا؟''اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ پر غور کر کے فرحانہ نے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کچھ نہیں آنٹی میں آتا ہوں ابھی!" وہ اٹھا اور لان کی طرف کھلتے گلاس ڈور کو دھکیلتا باہر آیا۔ عالیان کا نمبر ملایا اور فون کان سے لگائے کال اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے نہیں اٹھائی۔ اس کی چیٹ کھولی اور جتنی گالیاں یاد تھیں اسے بھیج دیں، بلکہ دو چار خادم حسین رضوی کے اسٹیکرز بھی بھیج دیے۔ عالیان نے خیام شاہ کا نظرانداز کرنے والا حربہ اسی پر آزمایا۔ وہ غصہ کم کرنے کے لیے لان کے چکر لگانے لگا۔

"ڈیڈ! یہ دیکھیں۔" عمر نے فیس بک سے وہی تصویر نکال کر ایوب صاحب کو دکھائی۔

"کائنات نہیں ہے یہ؟" اپنی عینک ٹھیک کرتے ہوئے پوچھا۔ تصویر میں کائنات کا سائیڈ پوز تھا۔

"وہی ہے!"

"خیام کیسے جانتا اسے؟"

www.novelsclubb.com

"ابراہیم انکل نے کائنات کے والد۔۔"

"عالم!" ایوب صاحب نے کائنات کے والد کا نام بتایا۔

"ہوں وہی۔۔۔انہوں نے عالم انکل کے ساتھ پارٹنر شپ کی ہے۔اپنا خیام وہی فیکٹری سنبھالتا۔"

"دکھاؤ مجھے!" فرحانہ نے ہاتھ آگے بڑھایا، عمر نے فون انہیں دیا۔

"اچھا اچھا۔۔۔وہیں پر ملاقات ہوئی تھی تمہاری؟" ان کے پوچھنے پر عمر نے سر ہلایا۔

"ویسے ایوب کتنے پیارے لگ رہے ہیں دونوں ساتھ ساتھ۔۔۔آپ خیام کے لیے مانگ لیں کائنات کو؟" فرحانہ نے موبائل عمر کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"ماما آر یو سیریئس؟"

"یس آئی ایم! کائنات بہت پیاری بچی ہے۔مجھے اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔بس جب یہ تمہارے ڈیڈ اسے میری مہک کی جگہ لانے کی باتیں کرتے ہیں نا، پھر نہیں

برداشت ہوتا میرے سے!"

"صحیح کہہ رہی ہو فرحانہ! میں ابراہیم سے بات کرتا ہوں۔ یہ بھی خیام کا ہی گھر ہے۔۔۔ میری دونوں بہوئیں ایک ساتھ رہیں گی!" پر سوچ انداز میں بولے۔

"ایک تو آپ کی بھی مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔ اچھے بھلے چل رہے ہوتے ہیں پھر اچانک پاکستانی مال گاڑیوں کیطرح پٹری سے ہی اتر جاتے ہیں!"

"او! اب کیا کر دیا میں نے؟" جھلا کر پوچھا۔

"آپ چپ کر کے ابراہیم بھائی سے خیام اور کائنات کے رشتے کی بات کریں۔۔۔ کوئی دوسری تیسری بات اور کی نا تو پھر میں آپ کو دیکھ لوں گی!" انگلی اٹھا کر تنبیہ کی اور اپنے برتن اٹھا کر کچن کی طرف چلی گئیں۔

عمر اس دوران خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ کیونکہ جانتا تھا اس کے اماں باوا جو فیصلہ کر چکے ہیں، وہی کریں گے۔ اس کے کچھ کہنے نہ کہنے سے فرق ہی نہیں پڑنا!

"لو جی بیٹا! بگ باس کی وارننگ آ گئی ہے۔۔۔ آپ کے والد صاحب جلد ہی گھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے بے گھر ہونے والے ہیں!" ٹھنڈی سانس لے کر کرسی سے پشت ٹکائی۔

"کرتوت ہی ایسے ہیں والد صاحب آپ کے! اور والد صاحب آپ یہ بگ باس دیکھنا کب بند کریں گے؟"

"میں کہاں دیکھتا ہوں؟ یہ تمہاری والدہ حضور نے لگایا ہوتا تو آتے جاتے نظر پڑ جاتی۔۔۔بس!"

"ہاں جی۔ آپ نے کہا اور ہم نے مان لیا!"

"چپ کر بے تُو!" خیام جوان کی نوک جھوک دروازے پر کھڑا سن رہا تھا، اندر آیا۔

www.novelsclubb.com

"چلیں انکل ٹائم ہو گیا ہے ہم بگ باس دیکھتے ہیں!"

"یہ میرا بیٹا ہے!" ایوب صاحب نے کھڑے ہو کر خیام کا شانہ تھپکتے فخریہ کہا۔

"تُو پتا نہیں کس پر چلا گیا ہے؟" عمر کے سر کی پشت پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"والدہ حضور پر!" عمر، ان کو گھورتا ہوا بولا۔

"چل بے! زبان لڑاتا ہے باپ سے؟" خیام نے بھی اسی جگہ ہاتھ رسید کیا مگر ذرا زور سے۔

"آپ سے ہی سیکھا ہے محترم!" اب اسے گھورتا ہوا بولا۔

"خیام بھاگ! دس منٹ نکل گئے شو کے۔" ایوب صاحب گھڑی دیکھ کر پریشانی سے بولے۔ خیام سچ میں بھاگ کر لاؤنج میں پہنچا اور ریموٹ اٹھا کر ایل۔ ای۔ ڈی چلائی۔ ایوب صاحب بھی ریکارڈ پھرتی سے لاؤنج میں آئے۔ پیچھے عمر نے ان دونوں کے برتن بھی سمیٹ کر کچن میں رکھے اور وہاں پہنچا۔ پھر بگ باس کے گھر میں لڑائی تو کم ہی ہوئی تھی، ان کے گھر زیادہ ہوئی تھی!

....

فون کی گھنٹی زور زور سے بج رہی تھی۔ ارشد نے سوتے جاگتے ہاتھ بڑھا کر میز سے موبائل اٹھایا۔ ایک آنکھ کھول کر اسکرین دیکھی۔ 'خیام سر کالنگ' وہ آنکھیں مسلتا اٹھ کر بیٹھا اور وقت دیکھا، صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔

”چھٹی والے دن بھی چین نہیں ان کو“

”السلام علیکم سر!“ جمائی لیتے کال اٹھائی۔

”وعلیکم السلام یار ارشد ایک مسئلہ ہو گیا ہے!“ خیام شاہ کی خوش و خرم، کسی بھی پریشانی سے پاک آواز اس تک پہنچی۔

”کیا ہوا ہے سر جی؟“

”رہنے دو تم سے حل نہیں ہونا! کائنات کا ایڈریس دو مجھے۔۔۔ان سے مل کر کچھ کرتا ہوں!“

”تو ان کو ہی فون کر لیتے“ ارشد بڑبڑایا۔”میری نیند خراب کر دی!“

”ارشد؟“

”جی سر؟!“

”کیا کہا ہے میں نے؟“

”میڈم کا ایڈریس مانگا ہے!“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پھر کہاں ہے؟"

"رکھیں فون، میں ٹیکسٹ کرتا ہوں آپ کو!"

"شاباش جلدی کرو میں انتظار کر رہا ہوں!" مسکراتے ہوئے کال بند کی۔ وہ پورچ میں اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ کالی جینز کے اوپر سلیو لیس گرے ہوڈ پہنے ہوئے، جھک کر جوتے کے تسمے باندھتا وہ اپنے مشن پر جانے کے لیے تیار تھا۔ فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے جیب سے نکالا اور ارشد کا پیغام کھول کر دیکھا۔

"پرفیکٹ!" پتہ زیادہ دور کا نہیں تھا، گھر کا نمبر ذہن نشین کرتا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھا۔ خالی سڑکوں پر گاڑی بھگاتے اس نے تیس منٹ کا فاصلہ بیس منٹ میں طے کیا۔ مطلوبہ گھر سے تھوڑا دور گاڑی روکی اور اطراف کا جائزہ لینے لگا۔ ہوڈ سر پر گرائے، ہاتھ جیبوں میں ڈالے اور تیز دھات کی بنی سوئی دانتوں میں دبائے نیم اندھیرے میں گلیوں میں گھوم رہا تھا۔ کائنات کے گھر کا ایک چکر کاٹا، پھر جہاں سے اندر کھڑی گاڑیوں کا فاصلہ کم سے کم تھا' وہاں سے دیوار پھاندی۔ کائنات

کی سفید کرولا ڈھونڈنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ نہایت اطمینان سے جھک کر اگلے ٹائر کی ہوا نکالی اور دوسری طرف بھی یہی عمل دہرایا۔ سوئی جیب میں ڈالے واپس جانے کے لیے مڑا مگر اسی وقت شفیق بابا گھر کا دروازہ کھول کر باہر آئے۔ جلدی سے نیچے جھکا اور گھٹنوں کے بل چلتا گاڑی کی اوٹ میں ہوا۔

اندھیرے میں ہاتھ تیل کی بوتل سے ٹکرایا، جسے دوسرے ہاتھ سے اس نے گرنے سے تو بچا لیا تھا مگر تیل چھلک کر اس کے ہاتھ اور اطراف میں پھیل چکا تھا۔ دل ہی دل میں تیل کی بوتل کو گالیوں سے نوازا۔ شفیق بابا اپنے دھیان میں باہر کا دروازہ کھول کر چلے گئے۔ خیام شاہ گہری سانس لیتا اٹھا اور ہاتھ جھٹکتا دیوار کی طرف بڑھا۔ گاڑی میں آ کر اس نے روشنی کر کے دیکھا تو ہاتھ کا اچھا خاصا کباڑا ہو چکا تھا۔ ٹشو اور پانی کی دستیاب بوتل سے جتنا ہو سکتا تھا، اتنا صاف کیا اور موبائل پر نیٹفلکس کھول کر ہارر شو 'اسٹرینجر تھنگس' لگا کر دیکھنے لگا۔ قسط کے درمیان میں تھا جب اچانک کھڑکی کے شیشے پر ہونے والی دستک سے اس کا دل اچھل کر حلق میں آ

گیا۔ باہر اب کافی حد تک اجالا پھیل چکا تھا، کسی انسان کو ہی شیشے پر جھکے دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ شفیق بابا نے اسے اشارے سے شیشہ نیچے کرنے کا کہا، خیام نے بٹن دبایا۔

"کیوں لڑکے یہاں کیوں کھڑے ہو؟"

"بزرگوار! جان ہی نکال دی تھی آپ نے میری۔۔" وہ زور زور سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھتا بولا۔

"میں نے کہا لڑکے یہاں کیوں کھڑے ہو؟" اونچی آواز میں دوبارہ پوچھا۔

"یہ سامنے والے گھر میں دوست رہتا ہے اسے لینے آیا ہوں!" نہایت سکون سے جھوٹ بولا۔

"کیا جنوں بھوتوں سے واسطہ ہے میاں؟ ادھر تو پانچ سال سے کوئی نہیں رہتا۔" شفیق بابا مشکوک ہوئے۔

"اچھا ہوا بزرگو آپ نے بتادیا! میں کب سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ فون کر کے

پوچھتا ہوں!"یونہی دو چار چیزیں کھول بند کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہاں بھئی صارم؟ یہ کونسا ایڈریس دے دیا تھا مجھے؟ وہ تو اچھا ہوا اللہ کا ایک نیک بندہ مل گیا۔۔۔ جس نے مجھے بتا دیا کہ وہاں کوئی نہیں رہتا۔ ورنہ تیرے بھائی نے آج بھوتوں کی خوراک بن جانا تھا!"

"اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔ صحیح۔۔۔ میں آ رہا ہوں!"بغیر کسی دِقت کے سارا ڈرامہ موقع پر ہی اسٹیج کر لیا۔ نہ کسی اسکرپٹ کی ضرورت پڑی، نہ ڈائریکٹر کی۔ اور ایکٹنگ کے تو وہ پہلے ہی بادشاہ تھے!

"بہت شکریہ بزرگو! یہ دو گلی چھوڑ کر گھر ہے اس کا۔۔۔ میں چلتا ہوں۔ رب راکھا!"ہاتھ اٹھا کر ماتھے تک لایا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے وہاں سے کٹ لیا۔ آدھا گھنٹہ مزید سڑکیں ناپنے کے بعد دوبارہ اسی جگہ آ کر گاڑی کھڑی کی۔ سوا سات بج چکے تھے اور کائنات نے اسے ساڑھے سات کا وقت دیا تھا۔ کچھ دیر سوشل میڈیا سرفنگ کرتا رہا پھر کائنات کے گھر کا گیٹ کھلتا دیکھ کر سیدھا ہوا۔

''شفیق بابا! دو چار ڈبے اندر بھی رکھے ہیں پلیز وہ بھی لے آئیں۔'' کائنات دونوں ہاتھوں میں سامان اٹھائے باہر آئی اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھا۔ شفیق بابا باقی سامان بھی لے آئے۔ بچوں کے لیے کچھ تحائف تھے اور کائنات نے انکے لیے ناشتہ بنایا تھا' یہ عنایت وہ دوسروں پر کم کم ہی کیا کرتی تھی!

''شکریہ بابا! گیٹ کھلوائیں۔۔۔ مجھے پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔'' گاگلز آنکھوں پر چڑھائے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے ابھی ریورس ہی کی تھی جب ٹائر کا زوردار پٹاخا بجا۔ جھٹکے سے سنبھل کر کائنات باہر نکلی اور ٹائروں کا جائزہ لیا۔

www.novelsclubb.com

''اللہ خیر بٹیا!'' شفیق بابا دوڑتے ہوئے واپس آئے۔

''دونوں ٹائر فلیٹ ہیں! رات کو اچھے بھلے چھوڑے تھے میں نے۔'' اس نے غصے سے ٹائر کو ہی ایک ٹھوکر ماری۔

''پتہ نہیں بٹیا!'' شفیق بابا کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں تھا۔

"بابا! صفائی ضرور کروایا کریں یہاں کی۔۔۔اب پھر کوئی پتھر آگیا ہو ناٹائر کے نیچے!"

"کہاں بٹیا؟ میں تو بڑے دھیان سے صفائی کرواتا ہوں۔دیکھیں کوئی پتھر نظر آرہا ہے؟" انہوں نے اشارہ بھی کیا۔کائنات نے دیکھا وہاں گرے ہوئے تیل کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔

"اچھا آپ جائیں میں ٹیکسی منگوالیتی ہوں اور یہ ڈبہ بھی اندر لے جائیں۔باہر ضائع ہورہا ہے۔" اس نے تیل کے ڈبے کی طرف اشارہ کیا اور موبائل پر اوبر کھول کر گاڑی بک کی۔گہری سانس لیتی گاڑی سے سامان باہر نکالنے لگی۔اسی وقت اس کا موبائل بجا،خیام شاہ تھا۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام! کائنات کب تک جانا ہے؟"

"بیس منٹ تک نکلتی ہوں۔" اس نے آخری ڈبہ نکال کر گاڑی بند کی۔

''ناشتہ لیٹ نہیں ہو جانا؟''

''ہوں! ٹیکسی کا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔۔ جیسے ہی آتی ہے چلی جاؤں گے۔''

''آپ کی گاڑی کو کیا ہوا؟''اچھی طرح جاننے کے باوجود پوچھا۔

''ٹائر فلیٹ!''

''اوہو!''افسوس کیا پھر جھٹ سے بولا۔''تو میں لینے آجاتا یوں آپ کو؟''

''ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں نے اوبر بک کرا لی ہے!''

''تو کینسل کر دیں! دیکھیں نا۔۔۔ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا بچوں کو ناشتہ باہر سے کروا دیں گے۔ لیکن آپ خود بنانا چاہتی تھیں۔ اب اتنا لیٹ ہو رہا ہے! سچ بات بتاؤں آپ کو میرے سے بھوک برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ وہ تو پھر چھوٹے چھوٹے بچے ہیں!''اسے قائل کرنے کے لئے خیام شاہ نے اگلے پچھلے سارے دلائل پیش کر دیے تھے۔

''ٹھیک ہے جلدی آئیں! میں بکنگ کینسل کر رہی ہوں۔''اس نے سوچ بچار کے

بعد کہا۔

"گھر سے نکل چکا ہوں۔۔۔بس پانچ منٹ تک آرہا ہوں!" اسنے کال کاٹ دی۔کائنات گاڑی سے ٹیک لگائے اس کا انتظار کرنے لگی۔ٹھیک پانچ منٹ بعد کھلے گیٹ سے اس کی سیاہ آڈی اندر آئی۔خیام شاہ نے چکر کاٹ کر گاڑی کا رخ گیٹ کی طرف کیا اور کائنات کے سامنے روکی۔باہر نکل کر اس کے ساتھ سامان گاڑی میں رکھنے لگا۔

"یہ آپ کے ہاتھ پر کیا ہوا؟" کائنات نے اس کے ہاتھ کی پشت پر سیاہی مائل نشان دیکھ کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں! گاڑی میں تیل ڈالتے لگ گیا ہونا کچھ۔" لاپرواہی سے جواب دیا۔کائنات سر ہلاتی پیچھے سے گھوم کر پیسنجر سیٹ تک آئی اور اندر بیٹھی۔

"کائنات بٹیا! یہ آپ کا سامان اندر ہی رہ گیا تھا۔" شفیق بابا ایک اور ٹفن لے کر باہر آئے۔خیام نے انہیں دیکھ کر رخ بدلا اور جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ

کھول کر اندر بیٹھنے لگا۔

"اندر کہاں آرہے ہیں؟ وہ بابا سے ٹفن لے کر پیچھے رکھیں!" کائنات نے سیٹ بیلٹ لگاتے کہا۔ خیام شاہ گہری سانس لے کر واپس پلٹا۔ شفیق بابا اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ اس نے ٹفن ان کے ہاتھ سے لیا اور پچھلی سیٹ پر رکھا۔

"لڑکے تم تو وہی ہو نا صبح والے؟" شفیق بابا اسے پہچانتے ہوئے بولے۔

"کہاں بابا؟ میں تو صبح صبح اٹھتا ہی نہیں ہوں!" وہ جلدی سے بولا۔ کائنات نے جھک کر ڈرائیونگ سیٹ کے کھلے دروازے سے باہر جھانکا۔

"بٹیا میں نے ان کو صبح گیٹ کے باہر دیکھا تھا!" شفیق بابا سچے تھے، خاموش کیوں رہتے؟

"بابا کوئی اور ہو گا!" نرمی سے ان کو جواب دیا۔

"خیام! گاڑی میں آکر بیٹھیں۔" سخت لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

خیام شاہ جان سستی میں چھوٹتے دیکھ کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور انجن اسٹارٹ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا۔

’بڑے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔۔۔آج دو دفعہ میرا ہارٹ فیل ہوتے ہوتے بچا!‘ شیشے میں دور ہوتے شفیق بابا کو دیکھتا سوچ رہا تھا۔

”ایڈریس بتائیں؟“ کچھ دور آکر خیام نے پوچھا۔کائنات پتا بتا کر اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی۔دو چار ای میلز کے جواب دے کر فون بند کیا اور ٹیک لگا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔گاڑی جانے پہچانے راستے پر دوڑ رہی تھی۔اسکے ذہن میں صبح سے اب تک پیش آنے والے واقعات گھوم رہے تھے اور پھر اس کا ماتھا ٹھنکا۔گلاسز اتار کر گود میں رکھے اور خیام شاہ کو غور سے دیکھنے لگی۔جینز گھٹنوں کے پاس سے میلی تھی اور ہاتھ پر گریس کا نشان تو وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔

’ہی کانٹ ڈو اِٹ! رائٹ؟؟‘ کائنات نے خود سے ہی پوچھا۔

”ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں؟ کیا آج زیادہ پیارا لگ رہا ہوں؟“ اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے خیام شاہ نے پہلے سے ہی بکھرے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے

پوچھا۔

''آپ کو میرا ایڈریس کیسے پتا تھا؟''اس کی خوش فہمی کو نظرانداز کر کے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا۔

''وہ۔۔وہ۔۔''مسکراہٹ غائب ہوئی،کچے چوروں کی طرح بہانے سوچنے لگا۔

''کیا،وہ،وہ؟''کائنات نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

''آپ نے ہی بتایا تھا!''کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

کچھ وقت کے لیے کائنات بھی سوچ میں پڑ گئی۔

'ہو سکتا ہے میں نے ہی بتایا ہو؟'مگر بہت یاد کرنے پر بھی جب یاد نہ آیا تو خیام کو گھورتی ہوئی بولی۔

''جھوٹ مت بولیں!میں نے نہیں بتایا تھا۔''

''میں کیوں جھوٹ بولوں گا؟''پھر لاپرواہی سے پوچھا۔کائنات نے کوئی جواب نہیں دیا،اس کے ذہن میں بہت سی باتیں گھوم رہی تھیں۔

’بٹیا میں نے صبح انہیں باہر دیکھا تھا۔‘شفیق بابا کی آواز۔

’یعنی اکھٹے جانے کا کوئی اسکوپ نہیں؟‘خیام کی آواز۔

گاڑی کے خود بخود فلیٹ ہو جانے والے ٹائر‘پورچ میں گرا تیل‘اس کے ہاتھ اور پینٹ پر لگے نشانات۔۔۔بس ایک چیز غائب تھی:

آلہ واردات! جس کی تلاش میں اس نے ڈیش بورڈ اور اسٹور یج باکس کھول کر دیکھا۔

’’کیا چاہیے؟‘‘خیام نے پوچھا۔کائنات نے تلاش جاری رکھی،جب مطلوبہ چیز نہیں ملی تو زور سے اسٹوریج باکس بند کر کے اس کی طرف مڑی۔

’’گاڑی روکیں!‘‘دانت بھینچے سخت لہجے میں کہا۔

’’کیوں؟‘‘الجھ کر اسے دیکھا۔

’’میں۔۔نے۔کہا۔گاڑی۔روکیں!‘‘ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔خیام نے سر ہلاتے انڈیکیٹر چلایا اور ایک طرف کر کے گاڑی روکی۔کائنات اپنی طرف کا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دروازہ کھول کر باہر نکلی اور سامنے سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ بھی کھولا۔

"باہر آئیں!"

"کیا ہو گیا ہے؟" جیبوں میں ہاتھ ڈالے گاڑی سے باہر نکلا۔

"اپنی پاکٹس خالی کریں!" ہتھیلی پھیلا کر مطالبہ کیا۔

"کیوں؟" سمجھ تو وہ گیا تھا کیوں۔۔۔ لیکن پھر بھی کیوں؟

"پہلے کریں پھر بتاتی ہوں کیوں!" بہت مشکلوں سے کائنات نے غصہ ضبط کیا ہوا تھا، ورنہ دل تو کر رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے! خیام نے جیب سے موبائل نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا۔

"بس!" کائنات کے گھورنے پر کندھے اچکاتے بولا۔

"تو کیا اپنے فون سے میری گاڑی کے ٹائر پنکچر کیے تھے؟"

"?No! I didn't! Why would I"

کائنات نے اس کی کلائی پکڑ کر ہاتھ اس کے سامنے کیا۔

”یہ کیا ہے پھر؟ شفیق بابا کیا کہہ رہے تھے پھر؟ آپ کو میرا ایڈریس کیسے پتا تھا پھر؟“

”خوامخواہ شک کر رہی ہیں اب آپ!“

”میں خود چیک کر لوں؟“ دھمکی نما لہجے میں پوچھا۔

”سو بسم اللہ!“ خیام نے ہاتھ سر کے پیچھے تک بلند کیے۔اس نے دونوں جیبوں کو دیکھ لیا، کچھ بھی نہیں تھا۔خیام شاہ نے سوئی کپڑے کے اندر گھسا دی تھی۔

”اب ٹھیک ہے؟“ ہاتھ نیچے کر کے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے یقین ہے خیام شاہ! وہ تمہارا ہی کام تھا۔۔۔اب بھگتو!“ اسے سامنے سے دھکیل کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور زن سے گاڑی بھگائی۔خیام شاہ کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا۔

”کائنات رکو یار!“ دھول اڑاتی گاڑی کے پیچھے بھاگا۔ جس خطرناک اسپیڈ سے وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چلا رہی تھی، خیام شاہ کو اپنی گاڑی صحیح سلامت واپس ملنے کی امید نہیں تھی۔

اسے کافی پیچھے دیکھ کر کائنات نے گاڑی آہستہ کی اور اسٹیئرنگ پر انگلیاں بجانے لگی۔ خیام شاہ بھاگتا قریب پہنچا تو پھر سے گیئر بدلا اور گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ وہ کھانستا ہوا گرد کے بادل سے نکلا، گاڑی دور جا کر رکی۔ اس بار حکمت عملی بدلی اور آرام سے چلنے لگا۔ اس کے انتظار سے تنگ آ کر کائنات نے ریورس گیئر لگایا اور اس کے پاس آ کر رکی۔

"چلنا ہے؟" سائیڈ سیٹ کا شیشہ نیچے کیا اور جھک کر سڑک کے بالکل درمیان میں چلتے خیام شاہ سے پوچھا۔

"آپ کو پریشانی ہو گی۔۔۔ میں خود ہی آجاؤں گا!" منہ بناتے، کنکر کو پاؤں سے ٹھوکر مارتے بولا۔

"ٹھیک۔۔۔ مرضی ہے آپ کی!" کندھے اچکاتے ہوئے گیئر بدلا۔ خیام شاہ جلدی سے دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

”دوسری دفعہ ہی پوچھ لیتا ہے بندہ؟ کوئی مروت کا مارا مروت میں انکار کر رہا ہوتا ہے۔۔۔“ وہ بکواس کرتا رہا، کائنات نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ایکسلریٹر پر پاؤں رکھ کر اٹھانا بھول گئی۔

”کیا کر رہی ہیں؟“ پوچھا مگر خاموشی!

”اسپیڈ کم کریں یار! ابھی چالان کٹ جانے۔۔۔“ دروازے پر لگے ہینڈل کو زور سے پکڑا۔ ڈیش بورڈ دیکھا تو رفتار 110 اور 115 کے درمیان تھی۔

”جتنی بکواس کریں گے۔۔۔ اتنی تیز چلے گی یہ!“ وہ ہارن دیتی، گاڑیوں کو اوور ٹیک کرتی بولی۔ دوسرے ڈرائیورز ہاتھ کھڑکیوں سے باہر نکال نکال کر کوسنے دے رہے تھے۔ کائنات نے پروا نہیں کی کیونکہ ساتھ بیٹھے انسان کو اسی کا زہر چکھانا اب ضروری ہو چکا تھا!

”کائنات اسپیڈ بریکر ہے!“ اس کے کہتے کہتے ہی گاڑی اچھلی۔ ایک دفعہ تو خیام شاہ کی گاڑی سمیت چولیں ہل گئی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”کیا اب بھی یہی کہیں گے آپ نے کچھ نہیں کیا؟“نہایت سکون سے پوچھا۔

”نہیں!“ وہ ڈھیٹوں کی طرح بولا۔کائنات نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سر ہلاتے سامنے دیکھنے لگی۔

”کائنات نہیں۔۔۔کیچڑ میں نہیں یار!!“

جہاں سے لوگ اپنی گاڑیاں بچا کر نکل رہے تھے، کائنات نے وہاں پہ آڈی کو صحیح غوطے لگوائے تھے۔

”اب وہ سامنے بڑا سا درخت نظر آرہا ہے آپ کو؟ کیا خیال ہے پھر؟“ مسکراتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

”You wouldn't!“آنکھیں بڑی کرتے بولا۔

”Watch me!“کائنات نے رفتار مزید تیز کرتے ہوئے دھمکی دی، جو کارگر ثابت ہوئی۔خیام نے خاموشی سے سوئی جیب سے نکال کر اسکے سامنے کی۔

”شاباش!“کائنات نے سر ہلاتے ہوئے اسپیڈ کم کی اور سوئی اس کے ہاتھ سے لی۔

"میں نے جب کہا تھا کہ اکھٹے چلتے ہیں تو نخرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ سارا الزام اس کے سر ڈال کر پر سکون ہو کر بیٹھا۔ کائنات نے بائیں طرف کے شیشے سے پیچھے دیکھا اور انڈیکیٹر چلا کر گاڑی بائیں سڑک پر موڑی۔

"جی جی! بالکل صحیح کہہ رہے ہیں آپ!" سر ہلاتے ہوئے دائیں طرف آنے والے پہلے بڑے سے نیلے گیٹ کے سامنے گاڑی روکی اور انجن بند کر کے سیٹ بیلٹ اتاری۔

"اور نہیں تو کیا؟ خوامخواہ آپ کو گاڑی کا نقصان اٹھانا پڑ گیا!" دروازہ کھول کر باہر نکلا، کائنات بھی دوسری طرف سے باہر آئی اور مسکراتی ہوئی بولی۔

"جیسے ابھی آپ کو اٹھانا پڑے گا!" سوئی گاڑی کی سطح پر رکھی اور گھسیٹتی ہوئی نقش و نگار بناتی ڈکے تک گئی۔

"نو وے!" خیام شاہ بھاگتا ہوا اس طرف آیا اور کالی گاڑی پر سفید بد نما ٹیڑھی لائن کھینچ دیکھا۔ کائنات پیچھے سے مڑ کر دوسرے طرف تھی۔

"بالکل اسی چیز کی کمی تھی۔اب یقین کریں نظر بالکل نہیں لگے گی!" وہ کہتے ہوئے سوئی بونٹ تک لائی۔

"یار بونٹ کو تو چھوڑ دیں!" کافی امید سے کہا۔

"چھوڑ دوں؟" کچھ دیر مصنوعی غور و فکر کیا۔

"نا! میرے دو ٹائر برباد کیے ہیں آپ نے! آپ بھی کم از کم ایک دفعہ تو ساری گاڑی کا پینٹ بدلوائیں نا؟" معصومیت سے کہتے ہوئے، بے دردی سے بونٹ کا بھی ناس مار دیا۔

"اف!!" آنکھیں بند کیں، خیام شاہ کے دل پر بڑی زور کی چوٹ لگی تھی۔

"میرے باپ نے ایک ٹکا نہیں دینا اسے ٹھیک کروانے کے لیے!" گہری سانس لیتا بولا۔کائنات اس کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سوئی پھیلی ہوئی ہتھیلی پر رکھی۔

"ہاں تو اوقات دیکھ کر پنگا لیتے ہیں نا؟!" کندھے اچکا کر پچھلی سیٹ سے سامان باہر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نکالنے لگی۔

"کب تک یونہی کھڑے سوگ مناتے رہیں گے؟ یہ سامان پکڑیں آکر!" منہ بناتے بولی۔

"آرہا ہوں!" آخری افسردہ نظر اپنی 'بلیک بیوٹی' کی خراب حالت پر ڈالی اور باقی بچا سامان اٹھا کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ بچوں نے خوشی خوشی ان کا استقبال کیا۔ ناشتہ سب نے ساتھ بیٹھ کر کیا۔

"خام بھائی! آپ بالکل سپر مین کی طرح اسٹرانگ ہو!" چار سالہ علی کو وہ کچھ زیادہ ہی پسند آگیا تھا، اس کی گود سے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اب بھی وہ اس کے بائسیپ مسلز اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ناپتا کہہ رہا تھا۔

"نہیں کرو یار!" خیام نے اس کے گال چومے۔

"علی زیادہ اسٹرانگ ہے!" اسے گدگداتا ہوا بولا۔ وہ کھلکھلا کر ہنسا اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نو خام بھائی۔۔۔بیڈ مینرز!" علی نے منہ پھلایا۔

"اچھا چلو یار نہیں کرتے!"

"چار سالہ بچہ چوبیس سالہ آدمی کو مینرز سکھا رہا ہے۔۔۔ علی بیٹا یو ڈیزرو آ چاکلیٹ!" کائنات نے بیگ سے چاکلیٹ نکال کر اس کے سامنے کی۔

"نو! دانت خراب ہو جاتے ہیں!" علی ایک دفعہ کا پڑھا ہوا سبق ہمیشہ یاد رکھتا تھا۔اب بھی اپنے سفید دانت دکھا کر بولا۔خیام ہنسا اور کائنات کے ہاتھ سے چاکلیٹ لی۔

"تھینک یو سو مچ! میں اور علی مزے سے کھائیں گے!"

"خام بھائی! خام بھائی! ہمارے ساتھ بھی کھیلیں نا؟" آہستہ آہستہ وہ سب اس کے گرد جمع ہوئے اور ساتھ کھیلنے کی ضد کرنے لگے۔

"او میرے چھوٹے چھوٹے یارو! یا تو پورا خیام بولو یا صرف بھائی بولو۔۔۔ قسم سے خام تیل اور خام مال والی فیلنگ آ رہی ہے!" بچوں کو تو اس کی بات سمجھ نہیں آئی

تھی، کائنات ہی طنزیہ بولی۔

''خام کوئلے والی نہیں آرہی؟''

''نہیں البتہ اس کوئلے سے نکلنے والے کوہِ نور والی آرہی ہے!'' اسے جواب دے کر اپنے گرد لگے جمگھٹے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کائنات نے ان چھوٹے چھوٹے غداروں کو دیکھا، جو خیام کے آتے ہی اسے بھول گئے تھے۔ پھر وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے لان میں لے گئے۔

بچوں کے ساتھ بہترین وقت گزار کر وہ دوپہر میں واپسی کے لیے نکلے۔ خیام شاہ گاڑی چلا رہا تھا۔

''لنچ کریں گی؟''

''بھوک نہیں ہے!'' سر نفی میں ہلایا۔

''ایسا کیا کھا لیا؟ میرا شوگر لیول تو خطرناک حد تک لو ہے!''

''مطلب؟'' الجھ کر اسے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مطلب بھوک لگی ہے!" کندھے اچکائے۔

"تو آپ کھائیں! کس نے روکا ہے آپ کو؟ لیکن مجھے گھر چھوڑنے کے بعد!"

"میں تو ابھی کھاؤں گا۔۔۔ بلکہ یاد آیا! کسی نے بڑے پیار سے مجھے چاکلیٹ دی تھی۔" اس نے جیب سے نکال کر کھولی۔

"ہونہہ۔۔۔ خوش فہمیاں!" کائنات نے کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"کھائیں گی؟" خیام شاہ نے بار اس کے سامنے کی۔

"شکریہ! مجھے آپ کے خطرناک حد تک کم شوگر لیول کی فکر ہو رہی ہے۔ آپ کھائیں!"

"پگلی! اتنی فکر مت کیا کرو میری۔۔۔ ٹھیک ہوں میں!" بے فکری سے چاکلیٹ کھاتے جواب دیا۔ کائنات نے اسے گھورا۔

"منہ بند کر کے گاڑی چلاؤ! ورنہ میں تمہارے ٹھیک رہنے کی گارنٹی نہیں دے سکتی!!"

"او مجھے ڈر لگ رہا ہے!۔۔۔You see these goosebumps?"

خیام نے اپنا بازو اس کے سامنے کیا، کائنات نے موبائل اس کے بازو پر مارا۔

"پیچھے کرو ڈھیٹ آدمی! تمہیں تو پتا نہیں کون سی زبان سمجھ آتی ہے؟"

"پتا کر کے مجھے بھی بتانا!" چاکلیٹ کا آخری ٹکڑا ابھی منہ میں رکھا اور ریپر سنبھال کر جیب میں رکھا۔ کچھ دیر بعد اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکی۔ کائنات دروازہ کھول کر اس کی طرف مڑی۔

"دوبارہ اگر آپ چوروں کی طرح میرے گھر میں داخل ہوئے اور اس طرح کی کوئی حرکت کی۔۔۔ تو یقین کریں اتنا سستے میں آپ کی جان ہرگز نہیں چھوٹے گی!"

خیام نے اپنا بازو موڑا اور دوسرے ہاتھ سے بازو کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

"Again! I got goosebumps."

"Seriously?" آنکھیں گھماتی باہر نکلی اور ٹھاہ دروازہ بند کیا۔

”شام کو ملتے ہیں!“ پیچھے سے ہانک لگائی۔ اس نے مڑ کر دیکھا‘ خیام نے ہاتھ ماتھے تک لے جا کر سیلوٹ کیا اور گاڑی وہاں سے اسفر کے گھر کی طرف جاتے راستے پر ڈالی۔

....

"انصاری کی کال آئی تھی!" ابراہیم شاہ موبائل کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے بالکنی کے کھلے دروازے سے کمرے میں آئے۔

"اچھا! کیا کہہ رہے تھے؟" عائشہ ابراہیم نے آخری دفعہ برش گالوں پر چلایا۔

"اچھی لگ رہی ہو!" آئینے میں ان کے عکس کو دیکھ کر بولے۔ پھر بستر پر بیٹھ کر جوتے پہننے لگے۔

"آپ بھی!" ایک ہاتھ میں ساڑھی کا پلو اور کلچ پکڑے، خود کو آئینے میں جانچتے انہوں نے جواب دیا۔

"میں تو روز ہی ایسا لگتا ہوں!" کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ عائشہ ابراہیم ان کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف پلٹیں۔

"اور پھر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ خیام شاہ کس پر چلا گیا؟" ان کی خود پسندی پر غور کر کے کہا۔

"ہاں تو کیا جھوٹ کہا میں نے؟ روز اسی طرح دفتر جاتا ہوں اور اس نالائق کی تو بات ہی مت کرو۔۔۔ میرے سے دس بیس ہاتھ آگے ہے وہ!"

"اچھا چھوڑیں۔۔۔ آپ نے بتایا نہیں انصاری بھائی کیا کہہ رہے تھے؟"

"کہہ رہا تھا اب خیام کی شادی کا سوچو!"

"کیوں اب ایسا کیا ہو گیا ہے؟"

"بقول انصاری اب وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا ہے!" وہ اٹھے اور ہاتھ دھونے کے لیے واش روم میں چلے گئے۔

"اسے اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے بمشکل دو ہفتے ہوئے ہیں۔۔۔ میرے خیال سے انصاری بھائی کو اپنا کاروبار چھوڑ کر ایک عدد میرج بیورو کھول لینا چاہیے!" وہ

www.novelsclubb.com

اونچی آواز میں بولیں۔ابراھیم شاہ ہنستے ہوئے واپس کمرے میں آئے۔

" صحیح کہہ رہی ہو!بہو بھی ڈھونڈلی ہے اس نے ہماری۔۔۔"

"اچھا کون؟"

"کائنات عالم!"

"کون کائنات عالم؟"

"عالم مرتضی کی بیٹی!خیام اور وہ اکٹھے ہی کام کرتے ہیں!"

"ان دونوں کی کوئی انڈرسٹینڈنگ ہے؟"

"یہ تو اب مجھے نہیں پتا!لیکن انصاری نے کائنات کی تعریفوں کے یہ بڑے بڑے پل باندھ دیے ہیں۔"

"ابراہیم لیٹس بی رئیل!اپنے بیٹے کو جانتے ہوئے بھی ہم کسی کی بیٹی کو آزمائش میں کیوں ڈالیں؟جب خیام کو شادی کرنی ہو گی۔۔۔اپنی پسند کی کوئی لے آئے گا جو اسے اور اس کی حرکتوں کو برداشت کر سکے!"

www.novelsclubb.com

"آزمائش تو تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے کتنا بڑا غنڈا ہو ہمارا بیٹا؟!"

"لیکن سب سے زیادہ اس کی حرکتوں سے پریشان بھی آپ ہی رہتے ہیں اور اب یہ مت کہیے گا کہ شادی کے بعد ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ آپ اور میں دونوں جانتے ہیں وہ ایسا ہی رہے گا!"

"اب پھر؟"

"اب یہ کہ بھول جائیں۔ خیام شاہ کا جب شادی کا موڈ ہوا اس نے آپ کے اور میرے کہے بغیر ہی کر لینی ہے!"

"مما، بابا آجائیں!" خیام کف لنکس لگاتا سیڑھیوں سے اترتا اونچی آواز میں بولا۔

"ہوں دیکھتے ہیں۔۔۔ ابھی چلو!" ابراہیم شاہ ان کو لے کر گیراج میں پہنچے، جہاں خیام ان کی لینڈ کروزر سٹارٹ کر رہا تھا۔ انہوں نے ایک نظر اس کی گاڑی پر ڈالی اور ڈرائیونگ سیٹ کا شیشہ بجایا۔ اس نے شیشہ نیچے گرایا۔

"تمہاری گاڑی کو کیا ہوا؟"

"آپ کے سامنے ہی ہے دیکھ لیں کیا ہوا!"

"گدھے میں پوچھ رہا ہوں کیسے ہوا کس نے کیا؟"

"ہو گیا بس اور کائنات نے کیا!" کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ یہ نام بالکل غیر متوقع تھا! ابراہیم شاہ کو اس کے دوستوں میں سے کسی نام کی توقع تھی۔

"اور تم نے کیا کیا تھا؟" آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔ عائشہ ابراہیم صبر سے کھڑیں انہیں سن رہی تھیں۔

"بس دو ٹائر ہی تو پنکچر کیے تھے آپ ہی بتائیں اس میں اتنا غصہ کھانے والی کیا بات تھی؟"

"نکلو میری گاڑی سے!" انہوں نے دروازہ کھولا، وہ سیٹ بیلٹ اتارتا اترا۔

"اب آپ کو کس بات پر تاؤ آرہا ہے؟"

"عائشہ اندر بیٹھو!" ابراہیم شاہ نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے۔ خیام شاہ دوسری طرف سے فرنٹ سیٹ پر اور عائشہ

www.novelsclubb.com

پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے لگیں۔

"ادھر کہاں آ رہے ہو؟ عائشہ تم آگے بیٹھو!"

"عائشہ سلطانہ۔۔۔۔ تشریف رکھیں!" دروازہ پورا کھول کر جھکا۔ وہ مسکراتی ہوئی اندر بیٹھیں۔ خیام ان کا دروازہ بند کرتا پچھلی سیٹ کی طرف بڑھا۔

"اس کی شادی کروا رہے تھے آپ؟" وہ طنزیہ بولیں۔ "میں غلطی پر تھا!"

"خیر ہے بابا آپ کب سے غلطیاں کرنے لگے؟" خیام پچھلی سیٹ پر بے ترتیبی سے بیٹھا بولا۔

"بڑی پرانی بات ہے شاید چوبیس پچیس سال ہو گئے ہیں اور میری اب تک کی سب سے بڑی غلطی پیچھے بیٹھی ہے!" گاڑی سٹارٹ کر کے کھلے گیٹ سے باہر نکالتے بے تاثر لہجے میں بولے۔ خیام شاہ قہقہہ لگا کر ہنسا اور عائشہ ابراہیم تاسف سے سر نفی میں ہلا رہی تھیں۔

"Can't wait to have my own kids and tell

"!them they were mistakes

ہنسی کے دوران بولا۔

"پہلے بیوی تو لے آؤ!" عائشہ نے مڑ کر اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر دبایا۔

"کیا مطلب لے آؤ؟ کہاں سے ملتی ہے جہاں سے لے آؤں؟ آپ نے ڈھونڈ کر دینی ہے کہ۔۔۔"

"کیوں تمہیں کوئی پسند نہیں ہے کیا؟"

"دراصل میں کسی کو پسند نہیں ہوں!"

"وہ کیوں؟ اتنا پیارا بیٹا ہے میرا!" وہ برا مان کر بولیں۔

"بس کیا کر سکتے ہیں۔۔۔ نصیب نہیں پیارا!" گہری سانس بھرتا بولا۔

"توبہ استغفر اللہ!" ابراہیم شاہ ہنسے۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ ایک بیٹی کی شادی کرنے کے بعد مجھے دوسری کے نصیب کی فکر کرنی پڑے گی؟!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں تو پیدا کیا ہے تو فکر بھی کریں نا اب؟!" بے فکری سے بولا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ کرتے ہیں کچھ!" انہوں نے سر ہلایا۔

"او یاد آیا ارسلہ آپی کیسی ہیں؟"

"ویسے بڑے لاپرواہ ہو! ایک ہی بہن ہے تمہاری اور تم اس کی خیر خبر بھی نہیں رکھ سکتے؟"

"خیر خبر ہی پوچھ رہا ہوں آپ سے!" منہ بناتے بولا۔

"ٹھیک ہے ارسلہ اور ابراہیم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں تمہیں اپنے علاوہ اور کسی چیز کی خبر ہی نہیں ہوتی! بھائی کا پتہ ہے وہ کیا کر رہا ہے اس وقت؟"

"کیا کر رہے ہیں؟" لاپرواہی سے پوچھا۔

"شاباش ہے۔۔۔ بہن کی کوئی خبر نہیں۔ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے یہ نہیں پتا کہ صارم کیا کر رہا ہے اور شہزادے کو شادی کرنی ہے۔۔۔ بیوی کی بھی خیر خبر رکھنے کا ارادہ ہے کہ کوئی نہ؟!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"!It depends"

"کس بات پر؟"

"اس بات پر کہ وہ میرا کتنا خیال رکھتی ہے۔ مماgive and takeپر چلتی ہے دنیا!"

"انوکھے لاڈلے! بیویوں سے نخرا اٹھوایا نہیں جاتا۔۔۔بلکہ کہ ان کا نخرہ اٹھایا جاتا ہے۔اتنا تو تیرے باپ کو بھی پتا ہے!"ابراہیم شاہ بولے۔

"!I hate that nickname"

وہ اپنا موبائل نکال کر ٹیک لگاتا بیٹھا۔

"!It doesn't matter"

"کب نخرہ اٹھایا ہے آپ نے میرا؟"وہ پرسوچ انداز میں بولیں۔وہ واقعی سوچ رہی تھیں کہ ہو سکتا ہے ماضی بعید میں ابراہیم شاہ نے کبھی ان کا نخرہ اٹھایا ہو اور انہیں یاد نہ رہا ہو!

www.novelsclubb.com

"آئی گیس۔۔۔جب سے شادی ہوئی ہے تب سے اب تک!"آہستہ سے سر ہلایا جیسے اپنے چنے ہوئے الفاظ انہیں پسند آئے ہوں۔

"!Ha! I can't believe my ears"

وہ استہزائیہ ہنسیں۔

"!Same... Momma! Same"

خیام نے فون سے سر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا۔

"بابا یہاں سے نہیں۔۔۔اگلے موڑ پر دائیں طرف مڑنا ہے!"

"تم جا چکے ہو ان کے گھر؟"انہوں نے گاڑی واپس موڑی۔

"ہوں!"

"کب اور کیا کرنے؟"

"آج صبح اور ابھی تو بتایا تھا آپ کو۔۔۔ٹائر پنکچر کرنے!"

"عائشہ! میں جاننا چاہتا ہوں جب یہ بڑا ہو رہا تھا ہم دونوں کیا کر رہے تھے؟ کیا اپنا

سامان باندھ کر ورلڈ ٹور پر نکل گئے تھے؟ نہیں کر کیا رہے تھے ہم؟ جو ہمیں پتا ہی نہ چلا اور یہ بڑا ہو کر اس قدر ڈھیٹ، الو کا پٹھا اور گدھا نکلا!"

"الو عقل مند ترین اور گدھا محنتی ترین جانور ہے۔ سو شکریہ والد صاحب! یہ بات تسلیم کرنے کا کہ آپ کی توجہ کے بغیر بھی میں اس قدر ڈھیٹ، عقلمند اور محنتی نکلا!" عائشہ کے بولنے سے پہلے خیام جواب دے چکا تھا۔

"بس یہی ایک کام آتا ہے روشنی کی رفتار سے بکواس کرنا!"

"آپ بھی ذرا کچھوے کی اسپیڈ سے اپ گریڈ کر کے خرگوش کی اسپیڈ پر گاڑی چلائیں۔ ہم نے ان کے گھر ڈنر کرنا ہے۔۔۔ صبح کا ناشتہ نہیں!" وہ طنزیہ بولا۔

ابراہیم شاہ شام میں ہونے والی بارش کے بعد سڑکوں کے گیلے ہونے کے خیال سے گاڑی آہستہ چلا رہے تھے۔

" کبھی نہ پہنچنے سے دیر سے پہنچنا بہتر ہے!" وہ اسی رفتار سے گاڑی چلاتے رہے۔

"جی بہتر! مما جب پہنچ گئے مجھے اٹھا دیجئے گا!" جمائی ہاتھ پر روکتے بولا۔

"میں خود سونے لگی ہوں! ابراہیم جب پہنچ گئے مجھے بھی اٹھا دیجئے گا۔" وہ خیام کی شرارت میں اس کا ساتھ دیتی بولیں۔

"عائشہ تم تو کم از کم اس کا ساتھ نہ دو!"

"مذاق کر رہی تھی آپ چلائیں! بڑی اچھی گاڑی چلا رہے ہیں!" ان کے طنز پر خیام ہنسا۔ ابراہیم شاہ سر جھٹکتے ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر پوری توجہ سے گاڑی چلانے لگے۔

بارش پھر سے ہلکی ہلکی پھوار کی صورت میں برسنے لگی تھی۔ آٹھ بجے کے قریب وہ عالم منزل پہنچے۔ شفیق بابا ان کو دروازے سے لے کر ڈرائنگ روم تک چھوڑ گئے۔ عالم مرتضیٰ، ارسلان اور کائنات نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ دعا سلام کے بعد سب کا آپس میں تعارف ہوا۔ کچھ دیر کی گپ شپ کے بعد شفیق بابا نے کھانا لگنے کی اطلاع دی۔ کھانے کی میز پر گھر کے باقی افراد بھی موجود تھے۔ سربراہی کرسی پر عالم مرتضیٰ، ان کے دائیں طرف ابراہیم شاہ، عائشہ، ربیعہ، کائنات اور بائیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف بلقیس بانو، ارسلان، عینا اور آیت تھی۔ خیام شاہ، عالم مرتضی کے مخالف بیٹھا تھا۔ فرحان اور حیدر اپنے کسی دوست کی طرف تھے۔

"ابراہیم بالکل تکلف نہیں کرنا۔۔۔ ہر چیز کھانی ہے بھابھی آپ نے بھی!" عالم مرتضی نے کہا، دو چار ملاقاتوں میں ہی وہ آپس میں کافی بے تکلّف ہو چکے تھے۔

"ہر چیز کھانا تھوڑا مشکل ہو گا بھائی۔۔۔ لیکن کرتے ہیں کچھ!" انہوں نے مسکراتے ہوئے میز پر چنے کھانوں کو دیکھ کر کہا۔ سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

"ہاں خیام بیٹا! ڈگری کون سی ہے آپ کے پاس؟" کھانے کے دوران انہوں نے اچانک اسے مخاطب کیا۔

"ٹیکسٹائل ڈیزائننگ!"

"?Then you must be good at your job"

" well I am! In fact I have personally

designed many textile fibres and they are "!actually special

پانی کے گلاس سے گھونٹ بھر کر اسے واپس میز پر رکھا۔

"واقعی؟ اگر آپ انٹرسٹڈ ہیں اپنے آئیڈیاز بیچنے میں تو I am more than willing to buy"

کائنات نے مسکراتے ہوئے پیشکش کی۔

I am ok with that...will show you the " "!samples tomorrow

کندھے اچکا کر جواب دیتا اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کائنات نے نیپکن سے ہونٹوں کا کنارہ صاف کیا اور اس کی طرف جھک کر مدھم آواز میں اضافہ کیا،

"بدلے میں ملنے والے پیسوں سے گاڑی بنوا لیجئے گا!"

"?Are you trying to belittle me"

خیام چاولوں سے بھرا کانٹا واپس پلیٹ میں رکھ کر دونوں کہنیاں میز پر ٹکائے، آگے ہوا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

"Pardon"

کائنات نے دل پر ہاتھ رکھا جیسے اس کے الزام سے صدمہ لگا ہو۔

"?How can I"

پھر معصوم سی شکل بنا کر پوچھا۔

"یو بیٹر ناٹ! کیوں کہ دوسری صورت میں، میں آپ کو اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ آپ کا بینک اکاؤنٹ تو خالی ہو جائے گا لیکن آپ کی گاڑی کو ٹھیک ٹائر نصیب نہ ہوں گے!" مسکراتے ہوئے دھمکی دی۔

کائنات نے بغیر متاثر ہوئے سر ہلایا، "یقینا یقینا!"

"ناو آئی ایم ونڈرنگ۔۔۔ آپ نے گاڑی ٹھیک کروالی؟"

اس کے سر نفی میں ہلانے پر خیام جلدی سے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں پیسے نہیں تھے کیا؟"

"ابھی کے ابھی تمہیں خرید سکتی ہوں اتنے تو ہیں ہی!" کائنات نے بھی جواب دینے میں دیر نہیں لگائی۔

"لیں۔۔۔مجھے خریدنا کونسا مشکل کام ہے؟ ایک مسکراہٹ اور بندہ ڈھیر۔۔۔" بے ساختہ ہی کائنات کے ہونٹ دلآویز سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"ہائے!" خیام شاہ دل پر ہاتھ رکھے کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ آواز پر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔میز پر ایک دم چھا جانے والی خاموشی کو محسوس کر کے کائنات گلہ کھنکھارتی سیدھی ہوئی۔ خیام دل پر ہاتھ رکھے ابھی بھی ڈھیٹ عاشقوں کی طرح اسے گھور رہا تھا۔ ابراہیم شاہ سر نفی میں ہلاتے واپس عالم مرتضی سے گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ کائنات کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے دیکھا تو عینا نے واٹس ایپ پر کوئی تصویر بھیجی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر عینا کو دیکھا اور اشارے سے پوچھا۔ اس نے آنکھوں سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ معذرت کرتی اٹھی اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آئی۔عینا بھی اس کے پیچھے تھی۔بلقیس بانو خاموشی سے انھیں جاتا دیکھ رہی تھیں۔تصویر لوڈ ہو کر کھل چکی تھی، جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں اپنے حلقوں سے باہر نکلنے کو تھیں۔

"کہاں سے ملی تمہیں یہ؟اور پہلے کیوں نہیں دکھائی مجھے؟"وہ تیز لہجے میں بولی۔

"ایک دوست کے پاس دیکھی تھی۔مجھے یقین نہیں تھا کہ آپ ہی ہیں لیکن خیام بھائی کو دیکھنے کے بعد۔۔۔!"

"کون سی دوست؟"کائنات ابھی بھی تصویر کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

"سارہ!اس کے بھائی عالیان نے اپنے کسی دوست کو تنگ کرنے کے لیے بنائی تھی اور آئی گیس وہ دوست خیام بھائی ہیں!"عینا نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

کائنات کے ذہن میں خیام کے سارے دوستوں کے چہرے گھومے اور عالیان کو یاد کر کے اس نے دانت پیسے۔

"چھوڑوں گی نہیں اس آدمی کو میں!"وہ اپنا فون پکڑے واپس مڑی جب پیچھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھڑیں بلقیس بانو نے اس کا فون جھپٹا۔

"کس آدمی کو؟" تصویر دیکھتے ہوئے پرسکون آواز میں پوچھا۔

"چچی فون واپس دیں!" اس نے ہاتھ پھیلا کر مطالبہ کیا۔

"تصویر میں موجود آدمی کو یا تصویر بنانے والے آدمی کو؟" انہوں نے اس کا مطالبہ نظرانداز کرتے فون کی اسکرین اس کی طرف کی۔ کائنات نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کو کھینچی۔ 'کائنات! پرسکون رہو!'

"عالم بھائی کو پتا ہے تم گھر سے باہر کیا کرتی رہتی ہو!" اس کے موبائل پہ اوپر نیچے ٹچ کرتیں باقی کی تصاویر دیکھ رہی تھیں۔ ان کی انگلی خیام کی اسپین میں کی گئی ماڈلنگ والی تصویروں پر رکی۔

"آپ کو اس سے کیا؟ میں جو مرضی کروں۔۔۔ فون واپس کریں میرا!" سرد لہجے میں جواب دیا۔

بلقیس نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے خیام کی کھلی تصویروں کے ساتھ فون اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہتھیلی پر رکھا۔

"کافی قیمتی ہے۔۔۔ سنبھال کر رکھو!" وہ طنز کرتی بولیں۔

"مما؟!" عینا نے مداخلت کرنی چاہی مگر بلقیس نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔

"اپنے کمرے میں جاؤ! اور تم میرے ساتھ چلو۔ حسابوں کا دفتر دیکھ رہی تھی میں۔۔۔ تمہارے میری طرف کافی حساب نکلتے ہیں!" اس کا بازو پکڑے سیڑھیوں کی طرف بڑھیں۔

"چچی بازو چھوڑیں۔۔۔ جو بات کرنی ہے صاف صاف کریں!" کائنات سیڑھیوں کے درمیان میں ان سے اپنا بازو چھڑوا کر بولی۔ آواز غصے سے قدرے بلند تھی۔

"اپنے مہمانوں کو بھی سنانا چاہتی ہو؟ ٹھیک! مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔" وہ اس سے زیادہ بلند آواز میں بولیں۔

"صحیح اوپر چلیں!" کائنات نے سر ہلاتے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔ عینا نیچے کھڑی پریشانی سے ان کو جاتا دیکھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

'اف! یہ میں نے کیا کر دیا؟ اب کیا کروں؟ مما آپ کو یہ کیوں کرنا ہوتا ہے؟'

پریشانی سے اپنے ہونٹ کچلتے سوچا۔

'تایا ابا کو بتاتی ہوں! گھر میں مہمان آئے ہیں اور مما کو بلاوجہ لڑنے کی سوجھ رہی ہے!' وہ واپس دروازہ کھول کر ڈائننگ روم میں آئی جہاں ملازمہ برتن سمیٹ رہی تھی۔

"سب کہاں ہیں؟"

"جی بیٹھک میں ہیں۔"

عینا سر ہلاتی کمرے کے دوسرے کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھی۔

اندر سب کافی پی رہے تھے۔

"عینا! یہ دیکھو میں نے۔۔۔" آیت کی بات جاری تھی مگر وہ اسے نظر انداز کر کے سیدھی عالم مرتضیٰ کے پاس آئی اور جھک کر ان سے سرگوشی میں کہا۔

"تایا ابو! مما اور کائنات آپی۔۔۔ مجھے نہیں پتا کیا ہوا لیکن وہ لڑ رہی ہیں!"

عالم مرتضیٰ کی مسکراہٹ غائب ہوئی وہ اپنی چھڑی پکڑ کر کھڑے ہوئے۔

"میں ابھی آتا ہوں!" ابراہیم شاہ کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھے۔عینا ان کے ساتھ تھی۔

"تم بیٹھو! میں دیکھ لوں گا۔" مڑ کر اسے کہا۔

"پکا نا؟" پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔وہ دھیما سا مسکرائے۔

"پکا!" ان کے یقین دلانے پر وہ سر ہلاتی آیت کے ساتھ جا بیٹھی۔

"کیا کرتی پھر رہی ہو تم؟" سیڑھیاں چڑھ کر ٹی وی لاونج تک پہنچنے کا انتظار بھی بلقیس نے بڑی مشکل سے کیا تھا۔

"کیا کیا ہے میں نے؟" اس نے فون میز پر رکھا اور ان کے سامنے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی ہوئی۔

"کمال سے کیا کہا ہے تم نے؟"

"وہی جو مجھے صحیح لگا!"

www.novelsclubb.com

"کیا صحیح لگا تمہیں ہاں ؟خود تم لڑکوں کے درمیان مذاق بنی ہوئی ہو۔۔۔جاتی زابر سے ملنے کے لئے ہو اور واپس کسی بڈھے کے ساتھ آتی ہو اور وہی بڈھا تمہارے گھر بھی پہنچ جاتا ہے! تمہاری اپنی زندگی میں کیا صحیح ہے جو میری بیٹی کی زندگی بھی اپنے جیسی صحیح کرنے میں لگی ہوئی ہو؟! تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے!"

"پھر آپ بھی آیت پر کوئی حق نہیں رکھتیں!"

"کیوں نہیں رکھتی؟راتوں کو جاگی ہوں میں اس کے لئے! میرا آیت پر پورا حق ہے۔!"

"تو میرا بھی ربیعہ پر حق ہے کیونکہ اس کے ساتھ ہنستی اور اس کے ساتھ روتی رہی ہوں میں!"

عالم مرتضی دروازہ اپنے پیچھے بند کرتے سیڑھیاں چڑھتے اوپر آئے۔آوازیں اونچی اور واضح ہوتی جارہی تھیں۔بلقیس بانو کی طنزیہ ہنسی ان کے کانوں تک بھی پہنچی۔وہ پورا معاملہ سمجھنے کے لیے آخری سیڑھی پر رکے۔

"کیسے بے وقوف بنا رہی ہو؟ کائنات عالم، عالم مرتضیٰ کے علاوہ اور کسی کے لئے نہیں روتی! پتا نہیں کہاں لکھا ہے لیکن اصول یہی ہے۔"

"چچی آپ میری برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہیں؟"

"تو کیا؟ کیا کر لو گی تم؟"

"میں آپ سے آخری دفعہ کہہ رہی ہوں۔۔۔مجھے مجبور نہ کریں!" آخری الفاظ انگلی اٹھا کر دانت پیستے ادا کیے۔

"اچھا نہیں کرتی مجبور!" انہوں نے سر ہلایا،

"ایک سوال ہے جو مجھے شام سے پریشان کر رہا ہے باپ یا بیٹا؟"

"کیا بکواس ہے یہ؟" کائنات نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"میں کنفرم کرنا چاہ رہی ہوں۔۔۔تمہاری نظر باپ پر ہے یا بیٹے پر؟" متجسس ہو کر پوچھا۔

عالم مرتضیٰ نے بمشکل خود کو آگے بڑھنے سے روکا۔ کائنات نے غصیلی نظروں

سے انہیں دیکھا اور اپنا ضبط کھوتی چلائی۔

"میری نظر جس پر بھی ہو لیکن چچی آپ میری نظروں میں اس سے زیادہ نہیں گر سکتیں!"

"گر سکتی ہوں!" بلقیس اس سے بلند آواز میں چلائیں۔

"اور میں تمہیں اس سے زیادہ گر کر دکھاؤں گی اگر دوبارہ تم نے میرے معاملات میں اپنی ننھی سی ٹانگ اڑانے کی کوشش کی!"

"میں غلط تھی!" اپنا غصہ پیتی، بے تاثر لہجے میں بولی۔

"بڑی جلدی سمجھ گئی؟" ایسے اعتراف کی امید نہیں تھی، اس لیے حیرت سے بولیں۔

ابراہیم شاہ کچھ دیر انتظار کے بعد اٹھے، ان کے دیکھا دیکھی عائشہ اور خیام بھی اٹھے۔

"انکل بیٹھیں نا۔۔۔تایا ابا آتے ہی ہوں گے!" ارسلان نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں تایا ابا سونے کے لئے کمرے میں چلے گئے ہیں!" عینا جلدی سے بولی۔

"میں بلا لاتا ہوں!" ارسلان آگے بڑھا لیکن ابراہیم شاہ نے روک دیا۔

"میں خود مل آتا ہوں عالم بھائی سے۔۔۔ کمرہ کس طرف ہے؟"

"اس کاریڈور سے رائٹ سائیڈ پر پہلا دروازہ ہے!" ارسلان نے جواب دیا جبکہ عینا "بھائی نہیں، نہیں!" کی گردان کرتی سر نفی میں ہلا رہی تھی۔ آیت نے اس کے پہلو میں کہنی ماری۔

"کیا نہیں؟" آنکھیں نکالتے پوچھا۔ عینا نے ابراہیم شاہ کو دروازہ پار کرتے دیکھ کر گہری سانس لیتے کہا۔

"کچھ نہیں!"

ابراہیم شاہ کی راہداری طے کرتے اوپر کی طرف نظر اٹھی، جہاں عالم مرتضی کسی بت کی طرح ساکن کھڑے تھے۔ وہ ان کو پکارنے کے لیے آگے آئے مگر اوپر سے آتی آوازیں سن کر ان کے ماتھے پر بل پڑے اور وہ نیچے کھڑے سوچ رہے تھے،

یہاں سے اوپر جائیں یا واپس؟

"اب تم سمجھ ہی گئی ہو تو آئندہ کے لیے یاد رکھنا!" بلقیس بانو نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔

کائنات نے ان کی بات نظر انداز کرتے کہا۔

"میں کمال اینڈ فیملی سے کسی بھی قسم کی بھلائی کی امید رکھنے میں غلط تھی!"

"یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔کیونکہ عالم اینڈ فیملی کی بھلائی کے لیے ابراہیم اینڈ فیملی جو آچکی ہے!"

"چچی! آپ کا مسئلہ کیا ہے؟"

"تم! فی الحال میرا سب سے بڑا مسئلہ تم ہو! اپنے باپ کے دفتر میں باس کی کرسی پر بیٹھ کر جتنے مرضی حکم چلایا کرو مگر اس گھر میں داخل ہونے کے بعد نہیں۔۔۔

کیونکہ میرے شوہر پر اور میری اولاد پر میری حکمرانی چلتی ہے!"

اب کائنات کی باری تھی طنزیہ ہنسنے کی۔

www.novelsclubb.com

"اور یہ آپ کی سب سے بڑی خوش فہمی ہے!"

"لڑکی اپنی حد میں رہو!" انہوں نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ فضا میں بلند کیا جسے کائنات نے اپنے چہرے پر پڑنے سے پہلے پکڑ لیا تھا۔

"نہ نہ نہ چچی! دوبارہ یہ غلطی بھول کر بھی مت کریے گا۔۔۔ کیونکہ اس گھر کے باہر لگی تختی پر جلی حروف میں عالم منزل لکھا ہے!"

انہوں نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچا اور ایک قدم اس کی طرف لیا۔

"یقیناً لکھا ہے اور اگر تم نے بھی دوبارہ اپنی غلطی دہرائی تو میں اسی عالم منزل کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گی!"

www.novelsclubb.com

ابراہیم شاہ کی برداشت جواب دے چکی تھی۔ وہ اتنی مشکل سے برداشت کر رہے تھے تو عالم مرتضیٰ کا کیا حال ہو رہا ہو گا؟ یہی سوچ کر ان کے ساکت وجود کو نیچے لانے کے لیے سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ عالم مرتضیٰ نے ان کے لہجے کی نفرت محسوس کر کے بے ارادہ ہی ایک قدم پیچھے کھینچا اور بے توازن ہو کر نیچے گرے۔

ان کی چھڑی آواز کے ساتھ ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر گرتی نیچے پہنچی۔

عالم مرتضی کو ابراہیم نے سیڑھیوں کے درمیان میں پکڑ لیا تھا۔

"عالم بھائی آپ ٹھیک ہیں؟"

انہوں نے تکلیف سے کراہتے سر نفی میں ہلایا۔

"خیام! ارسلان!" ابراھیم شاہ چلائے۔

"ک۔کیا ہوا پاپا کو؟" کائنات صرف ایک سیکنڈ کے لئے سیڑھیوں کے سرے پر رکی تھی پھر بھاگتی ہوئی ان تک پہنچی۔ بلقیس بانو البتہ وہیں کھڑی رہیں۔ ان کی آواز پر خیام اور ارسلان کے پیچھے باقی سب بھی آئے اور سامنے کا منظر دیکھ کر اپنی اپنی جگہ پر ششدر رہ گئے۔ ارسلان جلدی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا۔ خیام نے ان کی چھڑی اٹھا کر ایک طرف کھڑی کی۔ ابراہیم شاہ نے گاڑی کی چابی پھینکی۔

"جلدی سے گاڑی سٹارٹ کرو!"

وہ سر ہلاتا چلا گیا۔ ابراہیم اور ارسلان نے انہیں اٹھایا، کائنات ان کا ہاتھ پکڑے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ساتھ تھی، آنکھوں سے آنسو بھی بہتے جا رہے تھے۔

"پاپا!" آیت نے روتے ہوئے ربیعہ سے اپنا آپ چھڑانا چاہا۔

"آیت! کچھ نہیں ہوا۔۔۔تایا ابا بالکل ٹھیک ہو جائیں گے!" ربیعہ نے اسے اور زور سے بھینچا۔عینا نے پانی بھری آنکھوں سے غصے اور افسوس سے سیڑھیاں اترتی بلقیس بانو کو دیکھا۔آیت ربیعہ سے اپنا آپ چھڑوا کر ان کے سینے لگ کر رونے لگی۔

"نہ میرا بچہ! سب ٹھیک ہو جائے گا!" اس کا سر سہلاتے ہوئے بولیں اور اسے ساتھ لیے لاونج کے صوفوں کی طرف بڑھ گئیں۔ربیعہ بھی ان کے پیچھے تھی۔

عائشہ ابراہیم نے عینا کے کندھے پر ہاتھ رکھا،اس نے چونک کر انہیں دیکھا اور اپنے آنسو صاف کر کے ہونٹوں کے کناروں کو مسکراہٹ کے لئے اوپر اٹھانے کی کوشش کی لیکن بری طرح ناکام رہی! وہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگا تیں صوفوں کی طرف بڑھیں۔

•••••

"آپ کو پتہ ہے پاپا کب سے وہاں موجود تھے؟" کائنات نے سامنے دیکھتے ہوئے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ابراہیم شاہ سے سوال کیا۔ خیام راہداری کی دوسری طرف رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھا تھا اور ارسلان بلز جمع کروانے گیا تھا۔

عالم مرتضی اب ٹھیک تھے اور دوایوں کے زیر اثر سو رہے تھے۔ پہلے سے ہی متاثر ٹانگ کی ہڈی کو پھر معمولی ضرب لگی تھی، جو پہلے جتنی خطرناک نہیں تھی۔ ہاں البتہ انہیں پھر سے ویل چیئر کی ضرورت پڑنے والی تھی!

"شاید شروع سے ہی!" ان کا جواب سن کر کائنات نے آنکھیں بند کیں، دو آنسو بہہ کر گال پر گرے۔ 'پہلے چاچو نے اور اب چچی نے پاپا کو اپنے لفظوں سے تکلیف دی تھی!'

"اور آپ؟" اس نے آنسو صاف کر کے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

"میں بہت بعد میں پہنچا تھا!"

کائنات نے سر ہلا یا۔

"کائنات؟"انہوں نے اپنا رخ اس کی طرف موڑا

"عالم بھائی ٹھیک ہو جائیں گے!"

ان کے تسلی دینے پر کائنات نے پھر سر ہلا یا۔

"مجھے یقین ہے! دو سال پہلے وہ اس سے زیادہ بری حالت میں تھے۔ but he held on!اس بار بھی انہیں ٹھیک ہونا ہے!"وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں دو سال پہلے کیا ہوا تھا؟"

"کمال مرتضیٰ! پاپا کے چھوٹے بھائی نے اپنی زندگی کی ساری ناکامیوں کا قصوروار پاپا کو ٹھہرایا تھا۔بس وہ نہیں برداشت کر پائے۔۔۔ جیسے آج نہیں کر پائے!"

"ہمم! خیام اٹھو کائنات کو گھر چھوڑ آو اور عائشہ کو لے کر تم بھی گھر چلے جانا۔"

"نہیں انکل میں پاپا کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی!"

"چلے جاؤ بیٹے! عالم بھائی دواؤں کی زیر اثر سو رہے ہیں۔ صبح سے پہلے نہیں اٹھیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گے۔میں اور ارسلان دیکھ لیں گے!"

"انہیں کچھ ہو گیا تو؟ نہیں، میں پاپا کے پاس ہی رہوں گی!"

"کائنات! ضد مت کریں۔۔۔اٹھیں۔"خیام اس کے سر پر کھڑا سخت لہجے میں بولا۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا! خدانخواستہ اگر کچھ ہوا تو میں آپ کو اس وقت فون کر دوں گا!"انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر سے تسلی دی۔وہ گہری سانس لیتی ان کی بات مانتی اٹھی۔

ابراہیم شاہ نے رات تقریبا جاگتے ہوئے ہی گزاری تھی۔عالم مرتضی کے کراہنے پر ان کی آنکھ کھلی۔جلدی سے ڈاکٹر کو بلایا۔وہ ان کا اچھی طرح چیک اپ کر کے اور دوائیوں کی مقدار نرس کو بتا کر انہیں تسلی دیتا چلا گیا۔

"بہت معذرت ابراہیم! تم کیوں میری وجہ سے بے آرام ہوئے؟ گھر چلے جاتے۔"

ابراہیم شاہ کھڑکی کے سامنے سے ہٹتے ان کے بستر تک آئے اور کرسی کھینچ کر بیٹھے۔

"کوئی بے آرامی نہیں ہوئی اور میں نے صرف منہ سے آپ کو بھائی نہیں کہا بلکہ مانا بھی ہے!"

"تمہارے خلوص کا شکریہ!"

"نہ کسی شکریے کی ضرورت نہ معذرت کی! کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں!" تھکی ہوئی سانس خارج کی، وہ سیدھے لیٹے چھت کو تکنے لگے اور ابراہیم شاہ انہیں۔

"عالم بھائی میں جانتا ہوں یہ موقع تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میرے دل میں ایک بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو؟"

"ہاں کہو!"

"کائنات کے بارے میں ہے!"

"کیا ہوا، ٹھیک تو ہے ناوہ؟"

"کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے۔رات کو بڑی مشکل سے گھر بھیجا تھا آپ کو لے کر کافی حساس ہے۔"

"وہ آٹھ سال کی تھی جب زرتاشہ، میری بیوی کا انتقال ہوا۔کائنات جو محبت اپنی ماں سے کرتی تھی وہ بھی اس نے میرے حصے میں ڈالنی شروع کر دی۔پتہ نہیں زرتاشہ اسے کیا بتا کر گئی تھی لیکن اس نے کبھی باقی دونوں کی طرح مجھ سے یہ سوال نہیں کیا تھا: 'سب کی طرح میری ماما کیوں نہیں ہیں؟!"وہ افسردہ سے مسکرائے۔

"بہت بہادر ہے وہ اور میں چاہتا ہوں آپ کی بہادر بیٹی میری بہو بنے!"ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے مسکراتے ہوئے بولے۔عالم مرتضی حیران ہوئے۔

"خیام کا باپ ضرور ہوں!لیکن سچ بات کہوں گا وہ بہت غیر سنجیدہ ہے مگر دل کا برا نہیں ہے۔۔۔کائنات کو خوش رکھے گا اور کائنات اس کا دماغ درست رکھے گی!"

ابراہیم شاہ نے ہنستے ہوئے بات مکمل کی۔عالم مرتضی بھی کھل کر مسکرائے۔

"میں کائنات سے پوچھے بغیر کوئی جواب نہیں دے سکتا!"

"آپ ضرور پوچھیں۔۔۔جو کائنات بیٹی کہے گی،وہی ہو گا!"

عالم مرتضی پھر سے ان کے مشکور ہوئے۔ابراہیم شاہ نے اٹھ کر پردے کھینچے اور کھڑکی کھولی۔سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا۔پھر عالم مرتضی کے کہنے پر انہیں سہارا دے کر بٹھایا۔وہ ان کے پیچھے تکیہ درست کر رہے تھے جب ارسلان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"شکر ہے اللہ کا!تایابا!"وہ ہاتھ میں پکڑے کپ میز پر رکھ کر ان کی طرف بڑھا اور بستر کے کنارے پر بیٹھ کر ان کے گلے لگا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"اس نے جلدی سے پوچھا،انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کا شانہ تھپکا۔

"بالکل ٹھیک ہوں!"

"تم کہاں تھے ارسلان؟"ابراہیم نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔وہ ان

سے علیحدہ ہوااور اٹھ کر چائے کا کپ انہیں دیا۔

"نماز پڑھنے گیا تھا۔واپسی پر سوچا چائے لیتا آؤں!"

"اچھا کیا!"مسکراتے ہوئے کپ لبوں سے لگایا۔اس کے بعد وہ تینوں ہلکی پھلکی گپ شپ میں مصروف ہو گئے۔

.....

"آپ نے سارا دن آرام کرنا ہے اور بستر سے بالکل نہیں اترنا!"ان کو سوپ پلانے کے بعد کائنات نے پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

"تمہیں دیر نہیں ہو رہی؟"انہوں نے وقت دیکھا،دس بج چکے تھے۔وہ دو دن ہسپتال میں گزار کر آج تیسرے دن گھر آ گئے تھے اور کائنات ان دو دنوں میں ان کے ساتھ ہی رہی تھی۔ہاں آج اس کا دفتر جانے کا ارادہ تھا۔

"جا ہی رہی ہوں بس!"وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"کائنات؟"وہ دروازہ پار کرنے والی تھی جب انہوں نے پکارا۔

"جی؟"

"ابراہیم نے ہسپتال میں مجھ سے ایک بات کی تھی اور میں سنجیدگی سے اس پر غور کر رہا ہوں۔"

"کیا بات؟" وہ واپس آ کر ان کے بستر کے کنارے پر بیٹھی۔

"وہ تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتا ہے اور میں بھی چاہتا ہوں کہ اب تمہاری شادی ہو جائے!"

"ہرگز نہیں! میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہی!" وہ اس کی شادی خیام سے کروانا چاہتے تھے؟؟ خیر اسے پرواہ نہیں تھی کیونکہ وہ شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی!

"چھوڑ کر جانے کا نہیں کہہ رہا۔۔۔ابھی صرف منگنی کر لو یا نکاح؟"

"چچی کی وجہ سے کہہ رہے ہیں؟" دو دن پہلے جو ہوا تھا اس کا ذکر ان کے درمیان اب ہو رہا تھا۔

"نہیں اپنی وجہ سے کہہ رہا ہوں! پھر سے ہسپتال پہنچ گیا تو کیا گارنٹی ہے واپس زندہ آوں ہو گا؟"

"اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو!" وہ جلدی سے بولی اور پلکیں جھپک کر آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کل کس نے دیکھی ہے؟ میں تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے خوش دیکھنا چاہتا ہوں!"

"ایموشنل بلیک میل کر رہے ہیں آپ مجھے!" وہ آنسوؤں سے چمکتی آنکھوں اور مسکراتے لبوں کے ساتھ بولی۔

"اس بار ہو جاؤ بلیک میل!" وہ بھی مسکرائے۔

"سوچنا پڑے گا! نام ہی ایسا لے دیا ہے آپ نے۔۔۔ شادی؟ اور وہ بھی میری اور خیام شاہ کی؟" وہ سر نفی میں ہلاتی بولی۔

"تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اگر تمہیں کوئی اور پسند ہے تو مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے!"اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بولے۔

"مجھے کوئی پسند نہیں ہے! لیکن زابر حسن۔۔؟ I don't know! I'm confused."

"لیکن وہ لڑکا کبھی تمہارے لیے میرے پاس سوال لے کر نہیں آیا!"وہ جانتے تھے زابر حسن کو اور یہ بھی جانتے تھے کہ وہ کائنات کو پسند کرتا ہے لیکن کبھی آمنے سامنے بات نہیں ہوئی تھی۔

"میں نے ہی اسے منع کیا تھا کیونکہ میں تب شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اور میں اب بھی ایسا کچھ نہیں چاہتی!"

"سوچو اس بارے میں۔۔۔میری خاطر؟"اس کا ہاتھ تھپکتے پر امید ہو کر کہا۔وہ ہاں میں سر ہلاتی بمشکل مسکرائی اور ان کے کمرے سے چلی گئی۔

وہ سارا دن وقفے وقفے سے عیادت کے لیے آنے والے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملتے رہے۔سب ان کے کمرے میں ہی ان سے ملنے آرہے تھے۔شام تک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انہیں کمرے میں گھٹن محسوس ہونے لگی تھی،اس لیے شفیق بابا کو بلا کر ویل چیئر لانے کا کہا۔ پھر شفیق بابا نے انہیں وہیل چیئر پر بٹھایا اور لان میں لے آئے۔ کچھ دیر تک تازہ ہوا میں سانس لیتے، سورج کو غروب ہوتا دیکھتے رہے۔ شفیق بابا ان کے پیچھے کھڑے تھے۔ "شفیق!" انہوں نے مڑ کر پکارا۔

شفیق بابا ان کے پاس آئے۔

"بلقیس کہاں ہے؟"

"ان کے کچھ مہمان آئے تھے، انہی کے پاس بیٹھی ہیں!"

"اچھا مجھے میرے کمرے میں لے چلو!"

بابا نے سر ہلاتے ہوئے ان کی ویل چیئر کو پشت سے پکڑا اور آگے دھکیلتے ہوئے گھر کے اندر لائے۔

"زرتاشہ اگر زندہ ہوتی تو آج کائنات اتنی منہ زور نہ ہوتی!" لاؤنج پار کرتے ہوئے انہیں اپنی چچا زاد کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر شفیق بابا کو روکا۔

"عالم بھائی نے بھی تو اسے کتنی آزادی دے رکھی ہے!" دوسری آواز بھی جانی پہچانی ہی تھی۔

" صحیح کہہ رہی ہو رخسانہ! خاندان کی اور بھی بچیاں کام کرتی ہیں مگر ایسے مزاج تو کسی کے نہیں ہیں!"

"یہ اپنی ربیعہ کی مثال ہی لے لو۔۔۔ کیسی سعادت مند بچی ہے!"

خاندان میں سب ہی کائنات اور بلقیس بانو کے اختلافات سے واقف تھے۔ وہ سب خواتین بلقیس کے سامنے اپنے نمبر بڑھانا چاہ رہی تھیں۔ بھلے فرحان اور آیت کا رشتہ انھوں نے بہت پہلے سے طے کر رکھا تھا مگر ارسلان کے لیے وہ خواتین اپنی بیٹیاں پیش کیے بیٹھی تھیں۔

"چھوڑو بھی فاخرہ! اپنے گھروں سے تم سب یقیناً مجھے کائنات نامہ سنانے نہیں آئیں؟ جو بات ہے سیدھے طریقے سے وہ کہو!" بلقیس بانو خوب جانتی تھیں یہ چاپلوسی کس سلسلے میں کی جا رہی ہے اس لیے صاف لفظوں میں انھیں ٹوکا۔

عالم مرتضی نے شفیق بابا کو چلنے کا کہا۔وہ کائنات کی جلد سے جلد شادی کرنے کے فیصلے پر پہلے سے زیادہ پختہ ہوئے!

.....

"کائنات ویلکم بیک!"خیام شاہ دستک دیے بغیر اس کے آفس میں داخل ہوا اور جوش سے بولا۔اس نے ایک ہاتھ میں پکڑے پھول اپنے پیچھے چھپا رکھے تھے۔

"دستک دے کر آتے ہیں کسی کے کمرے میں!"کائنات نے کام سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"او سوری ایکسائیٹ مینٹ میں دھیان نہیں رہا!"

"ویسے بڑی جلدی یاد آگیا آپ کو؟"کائنات نے گھڑی کی طرف اشارہ کیا جو شام کے چار سینتالیس بجا رہی تھی۔ایک طرح سے اس کی غیر موجودگی فائدہ مند ہی ثابت ہوئی تھی۔وہ سارا دن سوچتی رہی تھی اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ وہ خیام شاہ سے شادی ہرگز نہیں کر سکتی!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مس کیا نا آپ نے مجھے؟"اس کے خوشی خوشی پوچھنے پر کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"میں نے بھی آپ کو بہت مس کیا! فیکٹری میں کام تھا بہت۔۔۔وہیں پر رہا سارا دن! اور یہ آپ کے لئے۔۔۔"خیام نے ڈیزیز کا گلدستہ اسے پیش کیا۔وہ حیرت سے آنکھیں پوری کھولے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔مطلب؟خیام شاہ نے ایک دفعہ پہلے بھی اسے پھول پیش کیے تھے۔۔۔جنہیں مجبوراً ہی سہی قبول کرنے پر اسے ایک ہفتہ خیام کو برداشت کرنا پڑا تھا!

'اس بار زندگی بھر کا سین نہ ہو جائے، پلیز؟'

"لے بھی لیں!"خیام اس کی سوچوں سے انجان 'پھول اس کے قریب کرتا بولا۔

"شکریہ! یہ کس لیے؟"اس نے پھول لے کر میز پر ایک طرف پڑی فائلوں پر رکھے۔

"آپ کے واپس آنے کی خوشی میں!"اس نے کندھے اچکائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فیکٹری سے واپسی پر اسے سٹال پر نظر آئے اور اس کے ذہن میں پہلا خیال کائنات کا آیا۔۔۔ تو بس بے سبب ہی خرید لیے۔

"اور کوئی وجہ نہیں ہے؟" کائنات نے ایک پھول علیحدہ کیا اور اس کی پتیوں سے کھیلتے ہوئے پوچھا۔

"اور کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" حیران ہو کر پوچھا۔

'اتنے گٹس نہیں ہیں اس بندے میں کہ اپنا کیا ہوا فیصلہ اون کر سکے!' کائنات نے نخوت سے سوچا۔ "بیوقوف سمجھا ہے آپ نے مجھے؟ دو پھول دیں گے۔۔۔ دو بار مسکرائیں گے۔۔۔ دو پیاری باتیں کریں گے اور میں ہاں کہہ دوں گی؟ ہاں؟" غصے سے بولتی اٹھی۔

"کس لیے ہاں؟" خیام شاہ زندگی میں کبھی اس سے زیادہ نہیں الجھا تھا۔

"واہ! جناب پوچھ رہے ہیں۔۔۔ کس لیے ہاں؟ آپ شوبز کیوں نہیں جوائن کر لیتے؟ میری بھی جان چھوٹے گی!" وہ اس کی حیرت اور الجھن کو بناوٹی خیال کرتی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بولی۔

"یار کیوں اتنی اوکھی ہو رہی ہیں؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا!"

"یہ بھی اچھا ہے ویسے! ریجکشن سے بچنے کے لیے انجان بننے کی ایکٹنگ کر لو۔۔۔ یہی حال رہا تو انشاءاللہ بہت آگے تک جائیں گے آپ!"

" Kainat, seriously? you need to stop taunting and tell me what the hell is happening?!"

وہ اس کی ایک ہی رٹ سے تنگ آکر اونچی آواز میں بولا۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ ابراہیم انکل نے تم سے پوچھے بغیر رشتہ ڈالا ہے! Cause I won't believe it"

"ہیں؟ کون سا رشتہ؟" خیام کسی چغد کی طرح منہ کھولے، آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ کائنات طنزیہ ہنسی۔

"جتنی مرضی اداکاری کرلو لیکن تم مجھے اس بات کا یقین نہیں دلا سکتے کہ تم ناواقف تھے!"

"Like hell I care about that!"

پہلے انگریزی اور پھر اپنی بات پر زور دینے کے لیے اردو میں بھی بولا۔

"جیسے مجھے تمہارے یقین کرنے نہ کرنے سے فرق پڑتا ہے!" وہ بھی خیام شاہ تھا۔۔۔ کتنی دیر تک بے عزتی سہتا؟

"انگلش سمجھ آتی ہے مجھے!" ترجمہ کرنے پر کائنات نے اسے گھورا۔

"چلو بقول تمہارے پہلے تم نہیں جانتے تھے۔۔۔ لیکن اب جاننے کے بعد کیا کرلو گے؟"

"بابا سے بات کرلوں۔۔۔ کیا چاہتے ہیں وہ؟ پھر ہی کوئی فیصلہ لے سکتا ہوں!"

"ٹھیک لیکن میری طرف سے صاف انکار ہے!" وہ غصے سے بولی اور گلدستہ اٹھا کر اس کے سامنے کیا۔

"اپنا تحفہ پکڑو اور جاؤ یہاں سے!"

I was being nice for once but it exploded "

in my face! you taught me not to be good to

"!anyone ever again

اس نے پھول کائنات کے ہاتھ سے جھپٹے۔کائنات نے ماتھے کو دو انگلیوں سے مسلتے گہری سانس لی۔

"!ok I am sorry"

اسے برا محسوس کرانے پر معذرت کی۔

"?Wait! what did you just say"

I said I'm sorry! I didn't mean to be so "

"!rude

"!It's ok! now take the flowers and shut up"

مسکراتے ہوئے پھول دوبارہ پیش کیے۔کائنات نے اسے گھورتے ہوئے پھول پکڑے۔

"خیام شاہ میرا پارہ دوبارہ مت چڑھاؤ!"

"!Oops sorry"

وہ ہنستا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔کائنات اسے جاتا دیکھتی رہی۔

"ویسے اتنی بری بھی نہیں ہو تم!کرلوں گا برداشت میں تمہیں!"اسے تنگ کرنے کے لئے بولا ورنہ اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا!

"لیکن میں تمہیں ہرگز برداشت نہیں کرسکتی!"

"!We will see about that"

اس کے جانے کے بعد وہ پھولوں کو گھورتی رہی۔

"!Argh...whatever"

سامنے کھلی فائل بند کرکے پھولوں پر پھینکی اور آنکھیں بند کرکے کرسی پر جھولنے

لگی۔

◇◇◇◇

کائنات نے اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے زابر کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔

"کیا کر رہی ہو؟" ربیعہ نے دروازے سے ٹیک لگاتے اسے دیکھا۔

"زابر کو کال!"

"کیوں؟" وہ متجسس سی اندر چلی آئی۔ زابر نے کال نہیں اٹھائی تو کائنات نے موبائل بستر پر پھینکا۔

"پاپا چاہتے ہیں اب میں شادی کر لوں!" بغیر کسی جوش کے کہا۔

"واقعی؟" ربیعہ جلدی سے اس کے گلے لگی۔

"شکر ہے! کسی کی تو ہو رہی ہے!" ہنستے ہوئے اضافہ کیا۔

"اچھا کس سے؟" علیحدہ ہوتے ہوئے پوچھا، خود بستر پر بیٹھی اور اسے بھی اپنے سامنے بٹھایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ڈونٹ ٹیل می زابر سے؟"

"اوں او!" اس نے سر نفی میں ہلایا، "دلہا ابھی فائنل نہیں ہوا لیکن زیادہ امکانات زابر حسن کے ہیں!"

"کوئی اور بھی امیدوار ہے کیا؟"

"ہاں! پاپا خیام شاہ سے کروانا چاہتے ہیں۔"

"He's cute! I'm team Khayam...say yes to him!"

"پوری تھالی کی بینگن ہو! کل تک زابر کی حمایتی تھی اور آج ٹیم خیام ہو گئی؟"

"I have my reasons!"

ربیعہ نے برا مان کر کہا۔

"میرے پاس بھی ریزن ہے خیام شاہ سے شادی نہ کرنے کا۔۔۔"

"اچھا کیا؟"

"نری سر درد ہے وہ آدمی! دو منٹ نہیں برداشت ہوتا میرے سے۔۔۔ ساری زندگی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!" وہ ختمی انداز میں بولی۔

"نہیں مطلب تھوڑی سی بھی گنجائش نہیں نکل سکتی؟" ربیعہ نے انگلی اور انگوٹھے کو ملاتے منہ بسورتے پوچھا۔

"خیر ہے؟ ایک ہی دفعہ تو تم ملی ہو اس سے۔۔۔" کائنات مشکوک ہوئی، "پھر اتنی وکالت کیوں؟"

"He's just too cute to say no to!"

وہ گہری سانس لے کر بولی۔ "میرا اگر عمار کے ساتھ پیچ اپ نہ ہو گیا ہوتا تو میں ضرور اس کے بارے میں سوچتی!" وہ سنجیدہ ہر گز نہیں تھی اور کائنات جانتی تھی۔

"راضی ہو گئے تم لوگ؟" اس نے خوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں آج اس نے معافی مانگی آنٹی کی طرف سے۔۔۔ پھر میں نے بھی مما کی باتوں

پر سوری کی۔۔۔ایک اور خوشی کی خبر بھی ہے!"

"کیا جلدی بتاؤ؟"

"پاپا مان گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ مما کو بھی منا لیں گے!"

"!Yay! I'm so happy for you"

اب کائنات نے اسے گلے لگایا۔

ربیعہ نہیں جانتی تھی کہ اسی نے کمال مرتضی سے بات کی تھی، خیر اس کا جاننا ضروری بھی نہیں تھا! کائنات نے سوچا۔اس کا فون بجا تو ربیعہ سے الگ ہو کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"زابر کی کال ہے!" اسے بتا کر سبز روشنی کو چھونے لگی۔

"ایک سیکنڈ ایک سیکنڈ!" ربیعہ نے اسے فوراً روکا۔

"کیا کہو گی اس سے؟"

"یہی کہ انکل آنٹی کے ساتھ پاپا سے میرا ہاتھ مانگنے آئے!" کائنات نے سامنے کی

بات اسے بتائی۔

"You can't!" وہ جلدی سے بولی۔

"کیوں؟" اس نے الجھ کر پوچھا۔

"پہلے میری بات سن لو' پلیز؟ پھر جو بھی تم ڈیسائیڈ کرو!" ربیعہ نے منت کی۔

"اوکے!" کائنات نے فون واپس بستر پر رکھا، جو کچھ دیر بجنے کے بعد بند ہو گیا۔

"اب اگلنا شروع کر دو!" اس نے ربیعہ کو آنکھوں سے دھمکایا۔

"رابیل زابر کو پسند کرتی ہے!" اس نے بھی کب سے پھنسی بات بالآخر اگل ہی دی۔

www.novelsclubb.com

"اپنی رابیل؟ بیلا؟ داور کی بہن رابیل؟" کائنات نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں رابیل مطیع، زابر حسن کو پسند کرتی ہے۔۔۔ یہی کہا ہے میں نے اور یہی سنا ہے تم نے!"

"مائی گاڈ! تمہیں کیسے پتا چلا؟" حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے کے بعد بالآخر

پوچھا۔

"میں نے داور کو کال کی تھی لیکن فون بیلا نے اٹھایا۔۔۔باتوں باتوں میں تمہارا اور زابر کا ذکر نکل آیا۔یقین کرو جو جلن تمہارا نام لیتے ہوئے اس کے لہجے میں تھی وہ عام جلن ہر گز نہیں تھی!"ربیعہ کو یقین تھا کہ وہ صورتحال کو غلط نہیں سمجھی۔

"کب کی بات ہے یہ؟"

"تمہاری اسپین سے واپسی کے بعد کی!"

"تم نے مجھے تب ہی کیوں نہیں بتایا؟"کائنات میں پوچھا۔

"میں تمہیں اب بھی نہ بتاتی اگر خیام شاہ کا بہترین آپشن موجود نہ ہوتا!"

"مطلب؟"خیام شاہ کا اس میں کیا کام؟

"مطلب یہ کہ رابیل مجھے پیاری ہے لیکن تم سے زیادہ نہیں!تم اگر اب بھی زابر سے ہی شادی کا فیصلہ کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔"

"بیلا کا دل توڑنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں!تم پوزیٹو ہونا؟یہ نہ ہو۔۔۔بیلا کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف سے ایسا کچھ بھی نہ ہو اور میں زابر کا دل بھی توڑ دوں!" کائنات نے پریشانی سے پوچھا۔

"رابیل سے بات کر لو!" ربیعہ نے مشورہ دیا۔اس نے سر ہلاتے فون اٹھایا اور رابیل کا نمبر ملا کر فون سپیکر پر کیا۔

"او کائنات آپی! خیر ہے؟ مجھ غریب کو کیسے یاد فرمالیا آپ نے؟"

وہ کیا اسے ہمیشہ ایسے ہی مخاطب کرتی تھی؟ تو پھر کائنات کو آج سے پہلے اس کا لہجہ طنزیہ کیوں نہیں محسوس ہوا؟ ربیعہ اسے جتاتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں خیر ہی ہے! کیسی ہو تم؟"

"بس ٹھیک! بھائی سے بات کرنی ہے آپ کو؟"

"نہیں۔۔تم سے بات کرنی ہے!"

"اچھا کیا؟"

"بیلا گڑیا! بھائی پتا ہے نہ شادی کر رہا؟" اس نے داور اور نیہا کی شادی کے بارے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں پوچھا۔

"جی جانتی ہوں! اور اس میں ڈھکا چھپا کیا ہے سبھی جانتے ہیں!" رابیل نے فون کو گھورا، 'کائنات کا دماغ تو نہیں چل گیا!'

"تو میں کہہ رہی تھی۔۔۔ تمہاری بھی نہ کر دیں؟!" وہ آہستہ آہستہ اصل مدعے کی طرف آئی۔

"میری کیوں؟ آپ کی کیوں نہیں؟ باری تو آپ کی ہے!" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تو پھر کر لوں؟ زابر حسن سے؟" دوسری طرف چھا جانے والی خاموشی پر کائنات نے تشویش سے ربیعہ کو دیکھا۔ رابیل نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"م۔ مرضی ہے آپ کی!" بہت ضبط کے باوجود بھی اس کی آواز کپکپائی تھی اور کائنات کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ رابیل کو لگا جیسے وہ زابر حسن کے لیے اس کی خاموش محبت سے واقف ہو اور اس کا مذاق اڑانے کے لیے فون کیا ہو!

"چلو ٹھیک ہے۔ پھر بات ہوتی ہے۔۔۔ خدا حافظ!" وہ کائنات کی بات سن ہی

نہیں رہی تھی۔ بستر کا سہارا لے کر نیچے بیٹھی اور ہاتھ میں پکڑا فون زور سے فرش پر دے مارا۔ آنسو بارش کے تیز قطروں کی طرح گرتے جا رہے تھے۔

"کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟" اس نے ہتھیلیاں زور سے زمین پر ماریں اور پھر ان پر سر رکھے رونے لگی، اونچی آواز میں! کچی عمر کی پکی محبت!

◇◇◇◇

"میں نے خیام کے لئے کائنات کی بات کی ہے عالم بھائی سے۔" ابراہیم شاہ صوفے پر بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے جب اچانک یاد آنے پر آگے پیچھے ٹہلتیں عائشہ ابراہیم سے کہا۔

"کیا؟ کیا کیا ہے آپ نے؟" حیرت سے ان کی آواز چیخ سے مشابہ تھی۔

"کیا ہو گیا ہے عائشہ؟ کان پھاڑو گی کیا؟" انہوں نے کتاب میز پر رکھ کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"مما آپ کے کمرے میں بابا کے علاوہ بھی کوئی جن ہے جس سے ملاقات پر آپ

اتنا بلند چیخیں ہیں؟" خیام شاہ اپنے باپ سے دو دو ہاتھ کرنے ان کے کمرے میں آ رہا تھا، جب عائشہ کی بلند آواز اس تک بھی پہنچی۔

"ہاں۔۔۔ابھی ابھی داخل ہوا ہے!" ابراہیم شاہ اسے گھورتے ہوئے بولے۔

"اگر آپ بزرگ ہونے کی وجہ سے بھول گئے ہیں تو یاد دلا دوں۔۔۔ میرے آنے سے پہلے چیخی تھیں مما!"

"تمہاری آمد کی خبر پہنچ گئی تھی!"

"Ha-ha-ha funny!"

منہ بناتے بولا۔

"چلیں ناوالد صاحب باہر ذرا! بات کرنی ہے مجھے آپ سے۔۔۔"

"ہوں چلو مجھے بھی بات کرنی ہے تم سے!"

وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے لاؤنج میں آئے اور صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے۔

"ہاں جی؟ تو اپنا تازہ ترین کارنامہ بتانا پسند فرمائیں گے؟" خیّام نے صوفے کی پشت

پر بایاں بازو پھیلایا اور سنجیدگی سے پوچھا۔

ابراہیم شاہ مسکرائے، جب بھی خیام کی کوئی شکایت ان تک پہنچتی تھی وہ اسی طرح اس سے مخاطب ہوا کرتے تھے۔

"کون سا کارنامہ؟" جانتے تھے مگر اسی کے انداز میں انجان بنے۔

"یار بابا! کتنی غلط بات ہے۔۔۔ آپ نے مجھ سے پوچھنا تو دور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا!"

"کونسی غلط بات؟" انہوں نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"سیریئسلی؟ میرے منہ سے سنے بغیر آپ نے اپنی دو پیسے کی فلم بند نہیں کرنی؟" ان کی اداکاری ملاحظہ کرتے اکتا کر بولا۔

"تمہارا اتنی شاندار اور بے تحاشا فلمیں پیش کرنے کے بعد میری پہلی ہی فلم پر جیلس ہونا بنتا نہیں ہے!"

"جی بہت جیلس ہو رہا ہوں! پھر کبھی دکھائیے گا اپنی فلم۔۔۔ ابھی مجھے جو بات ہے

وہ سیدھی سیدھی بتائیں؟"اس نے صبر سے دوبارہ پوچھا،حالانکہ صبر اس میں رتی برابر بھی نہ تھا!

"تھوڑا سا بھی آئیڈیا ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔جب تم یہ اتنے لمبے لمبے ڈرامے ہمارے سامنے کرتے ہو تو ہمیں کتنا برداشت کرنا پڑتا ہے؟"

"مت کیا کریں برداشت۔۔۔I never asked you to"

"بھئی مجبوری ہے۔میری اولاد نہ ہوتے تو کبھی نہ برداشت کرتا!"

"پھر بتایا نہیں آپ نے؟کائنات سے میری شادی کروانے والے معاملے میں آپ کتنے سنجیدہ ہیں؟"جس بات کے لئے انہیں باہر لایا تھا وہ سیدھے طریقے سے پوچھ لی۔

"سو فیصد!مذاق والا ڈپارٹمنٹ ہمارے گھر میں صرف تم ہی سنبھال سکتے ہو!"

"اور میں صفر فیصد!اس بار ڈیپارٹمنٹ سے علیحدگی کا اعلان بھی کرتا ہوں!"وہ واقعی سنجیدہ تھا،ابراہیم شاہ کو پھر بھی بڑی زور کی ہنسی آئی۔

"کیوں؟ شادی تو کرنی ہی ہے۔۔۔ کائنات سے کر لو! خود ہی تو کہہ رہے تھے

تمہیں کوئی پسند نہیں ہے اور ہم نے ہی کرنا ہے جو کرنا ہے!"

"تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ آپ 'کچھ بھی' کرتے پھریں!"

"کیا مسئلہ ہے خیام شاہ؟ تم سے سو دفعہ بہتر ہے وہ لڑکی اور مجھے بالکل حیرت نہیں

ہو گی اگر وہ تمہارے لئے انکار کر دے گی۔"

"واہ! یعنی آپ نے میری بے عزتی کروانی تھی؟ اس طرح بدلہ لیں گے آپ مجھ

سے؟"

"کوئی بدلہ نہیں لے رہا! تمہارا بھلا سوچا ہے۔۔۔ اس لیے یہ نخرہ ختم کرو اور

سیدھے طریقے سے مان جاؤ!"

"نہیں مانتا پھر۔۔۔ کیا کر لیں گے؟" ہٹ دھرمی سے بولا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟ اب میں غصہ کروں گا اور ڈراموں، فلموں کی طرح تمہیں

عاق کرنے کی دھمکی دوں گا؟" انہوں نے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"نہیں کریں گے؟" حیران ہوا۔

"بالکل نہیں کروں گا! کائنات نے اگر ہاں کہہ دی تو تمہاری شادی اسی سے ہو گی!" انگلی اٹھا کر واضح کیا۔ خیام شاہ منہ کھولے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"مطلب میرے ماننے نہ ماننے سے فرق ہی نہیں پڑتا!"

"بالکل نہیں پڑتا!" سر ہلا کر جواب دیا۔

"اس سے زیادہ آزادی آج کل لڑکیوں کے پاس ہے۔۔۔ میری شادی ہے اور مجھے ہی بولنے کا حق نہیں ہے؟ ایون ارسلہ آپی کی شادی ان کی پسند سے ہوئی تھی۔" افسوس کرتا گویا ہوا، مقصد ابراہیم شاہ کو شرم دلانا تھا۔

"ہاں مگر جب تمہیں کوئی پسند ہی نہیں ہے تو بات ختم!" انہوں نے پروں پر پانی پڑنے ہی نہیں دیا تھا۔

"اب کوئی پسند نہیں ہے تو مطلب کسی سے بھی کر دیں گے؟" بس اسی ایک سوال کا جواب چاہیے تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خود ہی تو کہا تھا' پیدا کیا ہے تو فکر بھی کریں' اب فکر کر رہا ہوں تو تمہیں پسند ہی نہیں آ رہی۔۔۔" ان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"ماشاءاللہ کیسا سعادت مند باپ ملا ہے مجھے!" وہ طنزیہ بولا۔

"کاش۔۔۔میں بھی کبھی کہہ سکتا: کیسا سعادت مند بیٹا ملا ہے مجھے۔۔۔ مگر بیٹا جی آپ موقع ہی نہیں آنے دیتے!"

"چلیں پھر موقع دے رہا ہوں اس دفعہ۔۔۔۔جو آپ کا دل کرتا ہے کریں۔ میری بلا سے!" غصے سے کہتا اٹھا اور دھپ دھپ کرتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

ابراہیم شاہ نے بھی کمرے کا رخ کیا۔ وہ آدھے راستے سے واپس مڑا اور موبائل پر انسٹا گرام سٹوری لگانے کے لیے کیمرہ آن کیا۔ ابراہیم شاہ کے پیچھے جا کر ویڈیو ریکارڈ کرتا بولا۔

"آپ کو میں یعنی: خیام شاہ دنیا کے فرمانبردار ترین باپ یعنی: ابراہیم شاہ سے ملوا رہا ہوں!"

وہ اس کی بکواس سن کر الجھتے ہوئے پلٹے مگر اس کے ہاتھ میں فون دیکھ کر سب سمجھ گئے۔

"کسی کو چاہیے تو آ کر لے جائے کیونکہ مجھے نہیں چاہیے!" وہ یوں بولا جیسے اپنے باپ کے بارے میں نہیں کمرے میں رکھے بیکار فرنیچر کے بارے میں بات کر رہا ہو!

"خیام شاہ؟" انہوں نے اسے گھورتے ہوئے پکارا۔

"جی ابراہیم شاہ!" مسکراتا ہوا بولا۔

"اس سے پہلے کہ موبائل کے ساتھ ساتھ تمہارا منہ بھی توڑ دوں۔۔۔ دفع ہو جاؤ!"

"یس باس!" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا مگر جب ابراہیم شاہ کو سنجیدگی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو جان بچانے کے لئے دوڑ لگانی پڑی۔

◇◇◇◇

"کائنات کہاں ہیں؟"اس نے جیسے ہی فون اٹھایا، خیام کی آواز اس کے کانوں تک پہنچی۔ وہ اوپن ائیر ریستوران میں بیٹھی، کافی پیتے ہوئے سورج کو غروب ہوتا دیکھ رہی تھی اور ساتھ ہی داور کا انتظار بھی کر رہی تھی۔

"کیوں؟"اس نے کپ میز پر رکھا اور ہونٹ نیپکن سے صاف کیے۔

"بات کرنی ہے مجھے آپ سے!"وہ آج بھی سارا دن فیکٹری کے کاموں میں پھنسا رہا تھا' دفتر جانے کا وقت ہی نہیں مل سکا۔

"ابھی؟"اس نے بھنویں سکڑیں۔

"بالکل ابھی!"وہ جلدی میں تھا۔

"ضروری ہے؟"ہچکچاہٹ اب بھی واضح تھی۔

"بہت ضروری ہے!"زور دے کر بولا۔

"ٹھیک میں ایڈریس بھیج رہی ہوں۔۔آدھے گھنٹے تک پہنچ جائیں!"

"!I'll be there"

دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔

"کائنات!" داور نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھے ہوئے اسے مخاطب کیا۔اس نے پیغام لکھ کر جلدی سے بھیجااور موبائل بند کر کے میز پر رکھا۔

"کیا لوگے؟" ہاتھ اٹھا کر بیرے کو متوجہ کرتے پوچھا۔

"کافی چلے گی!" داور نے کہا، کائنات نے سر ہلاتے ایک اور کافی منگوائی۔

"کیسے ہو؟" عام سے لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک!" وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتا بولا۔

"نیہا کیسی ہے؟" حالانکہ وہ جانتی تھی پھر بھی پوچھا۔

"ٹھیک!" سابقہ انداز میں کہا۔

"شادی کی تیاری؟" کائنات اس کی نظریں خود پر اچھی طرح محسوس کر رہی تھی مگر اس سے نظر ملانے سے احتراز برت رہی تھی۔

"ٹھیک!" اب بھی یک لفظی جواب دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھ سے نہیں پوچھو گے میں کیسی ہوں؟" کافی کا گھونٹ بھرتے اس کے پیچھے دور نظر آتے درخت کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک، آئی گیس!" اس کی توجہ کائنات کے چہرے سے ایک پل کے لئے بھی نہیں ہٹی تھی۔

"داور مجھے ایسی نظروں سے مت دیکھو!" اس نے کپ میز پر پٹخ کر اسے دیکھا۔

"کیسی نظروں سے؟" اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

"الزام دیتی نظروں سے!"

"اچھا؟ کیسا الزام؟"

"جیسے میں کچھ غلط کر رہی ہوں۔"

"کیا نہیں کر رہی ہو؟" داور نے بیرے کو کافی کے برتنوں کے ساتھ آتے دیکھ کر خاموشی اختیار کی۔ وہ کافی میز پر رکھ کر چلا گیا تو پھر بولا۔

"اور تم 'کچھ' نہیں 'بہت کچھ' غلط کر رہی ہو!" کافی کا گھونٹ بھرا۔

www.novelsclubb.com

"!I don't think so"

"کائنات ! تم زابر کے ساتھ بہت غلط کر رہی ہو۔۔۔ کب سے انتظار کر رہا ہے وہ تمہارا؟ پچھلے دو سال سے ! اور تم اسے چھوڑ کر اس لڑکے کو چن رہی ہوں جسے تمہاری زندگی میں آئے مہینہ بھی نہیں ہوا۔۔۔

"!I never expected this from you

سر نفی میں ہلاتے بات مکمل کی۔

"میں کبھی زابر کے ساتھ تھی ہی نہیں جو اسے چھوڑتی اور انتظار کرنے کا فیصلہ اس کا اپنا تھا۔۔۔ میں اس کے غلط فیصلوں کی ذمہ دار نہیں ہوں اور میں ذمہ داری لے بھی نہیں سکتی !" کندھے اچکا کر کہا۔

"کیوں ؟" سنگین لہجے میں پوچھا۔

"کیا مطلب کیوں ؟" کائنات نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"اس کل کے آئے لڑکے کو تم نے زابر پر ترجیح کیوں دی ہے ؟ ایک وجہ بتا دو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مجھے۔۔۔"

"خیام درمیان میں نہ ہوتا میں تب بھی زابر سے شادی نہ کرتی!"پرسکون سی بولی۔داور کو ٹھیک ٹھاک جھٹکا لگا تھا۔

"کیوں؟"

"!I have my reasons"

"!Tell me those goddamn reasons"

میز پر ہاتھ مار کر پوچھا۔

"!Sorry I can't"

کائنات نے اس کے غصے کی پرواکیے بغیر جواب دیا۔داور نے آنکھیں بند کر کے خود کو پرسکون کرنے کے لئے لمبی سانسیں لیں۔

"تمہیں معلوم ہے کتنی محبت کرتا ہے وہ تم سے؟"

"ہوں!"

"لیکن پھر بھی تم اس کے ساتھ یہ کر رہی! کائنات وہ لڑکا تمہارے موڈ سوئنگز پر اتنا پریشان ہو جاتا تھا۔ میں اندازہ نہیں کر سکتا تمہارے انکار پر وہ کس قدر ٹوٹے گا۔۔۔؟"

"میں بھی!" گہری سانس لے کر کہا،

"لیکن یقین کرو دادا میں اس سے شادی نہیں کر سکتی!" لہجے میں بے چارگی بھی شامل تھی۔

"میں تم سے تیسری اور آخری دفعہ پوچھ رہا ہوں: کیوں؟" ٹھہر ٹھہر کر سخت لہجے میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

As much as I want to tell you but I "

"!seriously can't

بے بسی سے جواب دیا۔ کیا بتاتی؟ تمہاری بہن اس سے محبت کرتی ہے اس لیے؟

اونہوں!

"Fine! Do whatever you want to do...I won't interfere and I won't be a part of it!"

داور کی بس ہو گئی تھی، ہاتھ اٹھا کر کہا۔ وہ جانتا تھا کائنات جب کسی بات پر اڑ جائے تو پھر اسے اس سے ہٹانا دنیا کا مشکل ترین کام ہوتا ہے!

"داور؟" وہ اٹھ کر جا رہا تھا جب کائنات نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا؟" وہ واپس مڑا۔

"وہ کہاں ہے؟" کائنات نے پوچھا، داور نے اسے بے یقین نظروں سے دیکھا۔ وہ اب اس سے زابر کے بارے میں کیوں پوچھ رہی تھی؟

"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے۔

"At least he deserves an explanation!"

وہ زابر سے مل کر اسے خود بتانا چاہتی تھی۔ داور طنزیہ ہنسا۔

"کیوں؟ کیا تم یہ دیکھنا چاہتی ہو کہ تمہارا انکار اسے کتنا توڑے گا؟"

"نہیں! میں خود اسے بتانا چاہتی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں۔۔۔اسے میرے علاوہ اگر کسی اور سے پتہ چلا تو وہ زیادہ دکھی ہوگا۔۔۔میں اسے کم سے کم دکھ دینا چاہتی ہوں۔"وہ سچ کہہ رہی تھی!داور نے ہونٹ سختی سے بھینچ کر کھولے۔

"You know what?

تمہارا فیصلہ بالکل ٹھیک ہے! کیونکہ تم زابر کو،اس کی محبت کو،اس کی عقیدت کو ڈیزرو نہیں کرتی!"داور کی ساری باتیں ایک طرف لیکن یہ بات کائنات کو چبھی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تم نے بتایا نہیں وہ کہاں ہے؟"

"یہاں نہیں ہے! ملائیشیا میں ہے اس وقت۔اگلے ہفتے تک آجائے گا!"اس نے بادل نخواستہ جواب دیا۔

"Do me a favor...don't tell him anything!"

اس کا انداز التجائیہ تھا،داور ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈال کر بغیر جواب دیے واپس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پلٹ گیا۔کائنات اٹھ کر تیز تیز قدم چلتی اس کے سامنے آئی۔

"You do realise کہ زابر حسن ہماری دوستی کے درمیان آکھڑا ہوا ہے؟"وہ تیکھے انداز میں بولی۔داوراس کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کر رہا تھازابر کی وجہ سے۔

"And you do realise

کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ اس کا بھی دوست تھا!"

"تھا کا کیا مطلب ہے؟تم اب بھی میرے دوست ہو

and I'm not giving you up for anything! Not

"!even for Zabir

I'm not throwing you away! I'm just mad at "

you and I don't want to see you right

"!now...so excuse me if I'm being rude

داور نے بالوں میں ہاتھ چلا کر تھکی ہوئی سانس خارج کی، جبکہ کائنات نے سکون کی سانس لی۔

No, I'm sorry! You can have your space " and I promise I'll make everything the way it "!was

اس نے داور کے ساتھ ساتھ خود سے بھی سب کچھ کیسے بھی کر کے ٹھیک کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ داور پھیکا سا مسکرایا۔

"!Sure, you will"

www.novelsclubb.com

اس بار جب اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے تو کائنات نے اسے نہیں روکا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم واپس میز تک آئی اور کرسی پر بیٹھی۔

خیام نے دور سے ہی اسے پہچان لیا تھا اور اب اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پس منظر میں سورج ڈوب چکا تھا اور ریستوران کی مصنوعی روشنیاں اپنا کام دینا شروع کر چکی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھیں۔وہ کسی مجسمے کی طرح ساکن بیٹھی کائنات کے پاس آیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔وہ چونکی تک نہیں۔

"کائنات؟"اس نے پکارا مگر کوئی جواب نہ ملا۔اس بار اس نے میز کو انگلیوں کی پشت سے بجایا، کائنات جیسے کسی سحر سے باہر نکلی اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"خیام نے تشویش سے پوچھا۔

کائنات نے حواس واپس لانے کے لیے پانی کا گلاس پکڑ کر منہ سے لگایا۔

"کیا بات کرنی تھی؟"پانی پی کر سیدھا مدعے پر آئی کیونکہ اس وقت اس کا اخلاقیات نبھانے کا قطعی کوئی موڈ نہیں تھا۔

"مجھے یقین ہے آپ نے میرے رشتے سے انکار کر دیا ہو گا لیکن اگر ان کیس آپ نے نہیں کیا تو جلد سے جلد کر دیں!"اس نے بھی اگلی پچھلی ہانکے بغیر سیدھا کام کی بات کی۔کائنات حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ہر کوئی یہ کیوں تصور کیے بیٹھا تھا کہ کائنات بس ان کے حکموں کی منتظر ہے؟ادھر وہ حکم کریں گے۔۔۔ادھر وہ

عمل بجالائے گی! حیرت کی جگہ غصے نے بڑی جلدی لے لی تھی۔

"کس نے کہا آپ سے کہ میں انکار کررہی ہوں؟" ہاتھ سینے پر باندھتے اسے گھورتے پوچھا۔ خیام شاہ نے اسے ایسی نظروں دیکھا، جیسے وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی ہو!

"یاد کرنے کی کوشش کریں آپ نے ہی کہا تھا اور ابھی کل ہی کہا تھا!" یہ ہر کوئی خیام شاہ کا صبر آزمانے پر ہی کیوں تلا تھا؟ حالانکہ اس نے اپنی زندگی میں چیونٹی کے برابر بھی صبر نہیں کیا تھا!

"کہا ہوگا! میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔۔۔ کیونکہ میں آپ ہی سے شادی کر رہی ہوں!" لاپروائی سے جواب دیا۔ اب تو خیام کو یقین ہو چکا تھا کہ کائنات کا دماغ چل گیا ہے!

"ایسکیوزمی۔۔۔ شاید میرے کان بج رہے ہیں!" اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان رگڑے۔

"آپ نے بالکل ٹھیک سنا ہے! میں انکار نہیں کر رہی۔۔۔"

"وجہ؟"کانوں کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوا،"ایک دن میں ایسا کیا ہو گیا جس نے آپ کے انکار کو اقرار میں بدل دیا؟"

"کوئی وجہ نہیں ہے! اور اگر کوئی وجہ ہوتی بھی تو آپ کا کیوں لگتا ہے میں آپ کو بتا دیتی؟"بھنویں اسکیڑ کر سوالیہ تاثرات کے ساتھ پوچھا۔

"مے بی میں آپ کا ہونے والا شوہر ہوں اس لئے؟!"اس نے بھی اپنی اہمیت جتائی۔

"کی۔ورڈ۔۔۔ہونے والا!"کائنات نے اسے اس کی اوقات دوبارہ یاد دلائی۔

"Whatever...I want you to say NO!"

"Well...bad! Cause I don't want to!"

"Why?"

کائنات کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔الجھ کر اونچی آواز میں پوچھا۔

یہ ہر کوئی اس سے ایک ہی سوال کیوں کر رہا تھا؟ کیوں؟

"میری مرضی! اور اگر اتنا ہی شدید اعتراض ہے تو خود کیوں نہیں کر دیتے انکار؟"

غصے میں آکر پوچھا۔

"کیوں کہ میرے اعتراض کو اعتراض نہیں مانا جا رہا۔۔"

"تو؟" اس نے ہاتھ ہوا میں پھینکے، "تو میں کیا کر سکتی ہوں اگر تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہے؟ نہ تمہاری۔۔۔نہ تمہارے اعتراض کی؟"

"تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔۔۔مثال کے طور پر تم وہی اعتراض کر سکتی ہو!" خیام کا میٹر بھی تھوڑا گرم ہوا۔

"میں نہیں کروں گی!"

"کیوں؟"

پھر سے وہی سوال! کائنات نے زور سے میز کا کونہ مٹھی میں دبایا۔

"خیام شاہ یقین کرو میرا دماغ اس وقت بہت خراب ہو رہا ہے۔۔۔یہ نہ ہو میں غصے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں کچھ ایسا کر بیٹھوں جس پر بعد میں پچھتانا پڑے! ہم دونوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم پھر کبھی بات کریں!"اس نے جلدی سے بیگ سے پیسے نکال کر میز پر رکھے اور اٹھی۔خیام شاہ بھی خاموشی سے اٹھا اور اس کے ساتھ چلتا ہوا باہر تک آیا۔

کائنات نے اپنی گاڑی ان لاک کی اور دروازہ کھولا۔خیام نے اسے کلائی سے پکڑ کر روکا۔

"!I'll drive...sit in the side seat"

اسے اعتراض کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"ریمیمبر تم غصے میں ہو؟اس حال میں ڈرائیونگ کرو گی؟"اس کی بات سمجھ کر وہ سر ہلاتی،چابی اسے پکڑاتی،پیسنجر سیٹ کی طرف بڑھی۔خیام بھی کھلے دروازے سے اندر بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے خاموشی سے اسے اس کے گھر تک چھوڑ کر خود ٹیکسی کروا کر واپس آیا۔پھر اپنی گاڑی لے کر گھر پہنچتے پہنچتے اسے شام سے رات ہو گئی تھی۔

◇◇◇◇

"میں نے کائنات کا رشتہ طے کر دیا ہے!" عالم مرتضیٰ نے ناشتے کی میز پر بغیر کسی کو مخاطب کیے اطلاع دی۔ کائنات کے علاوہ سب نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کس سے تایا ابو؟ مبارک ہو!" ارسلان نے خاموشی توڑی۔

"خیر مبارک! خیام شاہ سے۔" انہوں نے چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

کائنات نے مٹھیاں بھینچے بلقیس بانو کی طنزیہ مسکراہٹ دیکھی۔

"کانگریچولیشن کزن۔۔۔ملواؤ تو سہی خیام شاہ سے؟ چرچے سنے ہیں بہت پر ملاقات نہیں ہو پائی۔" فرحان نے چھری کانٹے سے فرنچ ٹوسٹ کا ٹکڑا کاٹ کر منہ میں رکھا۔ کائنات نے صرف سر ہلایا۔

"میں نے آج لنچ پر دعوت دی ہے ابراہیم شاہ کو۔۔۔گھر آ کر مل لینا!" عالم مرتضی نے کہا۔ کائنات نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ کل رات ہی تو اس نے انہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تھا اور انہوں نے اتنی جلدی ابراہیم شاہ کو بتا بھی دیا؟

www.novelsclubb.com

"پاپا مجھے آفس میں بہت کام۔۔۔"عالم مرتضی کی گھوری نے اسے بات بھی مکمل نہیں کرنے دی تھی۔اس نے ہونٹ سختی سے بند کیے۔

"میں شاید وقت نہ نکال سکوں تایا ابو! لیکن فرحان آجائے گا۔"ارسلان نے ناشتہ ختم کیا اور نیپکن سے ہونٹ صاف کر کے اٹھا۔

"!I won't miss it"

فرحان نے کہا.

"خداحافظ!"ارسلان چلا گیا.عینا اور آیت کالج جانے کے لیے اٹھیں،حیدر انہیں چھوڑنے جا رہا تھا۔

"بہت مبارک ہو آپی!"عینا نے کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور جھک کر اس کا گال چوما۔

"شکریہ!"کائنات مسکرائی۔

"عینا آبھی جاؤ!"حیدر دروازے پر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا،انہیں کالج چھوڑنے

www.novelsclubb.com

کے بعد اسے اپنی یونیورسٹی جانا تھا۔

"آرہی ہوں!" وہ کرسی کے ساتھ لٹکا بیگ لیکر باہر کو بھاگی۔کائنات نے ربیعہ کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ بھی سر ہلاتی اٹھی۔

"وقت پر آجانا!" عالم مرتضیٰ نے یاددہانی کروائی۔

"اللہ حافظ!" سر ہلاتی کہہ کر چلی گئی۔

"میں بھی چلتا ہوں پھر۔۔۔تایا ابو! مما!" فرحان نے عالم مرتضیٰ کو دیکھ کر سر ہلایا اور بلقیس بانو کے بالوں پر بوسہ دیا۔

"جاؤ میرے بچے۔۔۔فی امان اللہ!" بلقیس نے کہا وہ مسکراتا ہوا چلا گیا۔وہ بھی اٹھیں اور اپنے برتن سمیٹے۔عالم مرتضیٰ نے سکون سے چائے ختم کی۔وہ جانے لگیں تو بولے۔

"بلقیس بیٹھو۔۔۔مجھے بات کرنی ہے!"

"جی بھائی صاحب! کہیے۔" وہ برتن واپس رکھ کر بیٹھیں۔

"جو پچھلی بار ہوا تھا۔۔۔امید کرتا ہوں اس بار نہیں دہرایا جائے گا!"

"آپ بالکل بے فکر رہیں۔۔۔"وہ کھل کر مسکرائیں۔

"کیونکہ کائنات نے مجھے اس پر چیخنے چلانے کی کوئی نئی وجہ نہیں دی ہے!"

"تمہیں میری بچی سے مسئلہ کیا ہے؟"صبر سے پوچھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے!یقین کریں۔۔۔"اپنی بات پر زور دینے کے لیے سر بھی ہلایا۔

"مجھے بن ماں کی بچی سے کوئی مسئلہ کیسے ہو سکتا ہے؟لیکن آپ خود ہی سوچیں جب آپ کی بچی دوسروں کی ماں بننے کی کوشش کرے گی تو اصل ماں کو تو مسئلہ ہو گا نا؟"انہوں نے سوالیہ انداز اختیار کیا۔

"میں نہیں جانتا تم کیا کہنا چاہ رہی ہو لیکن دوبارہ میری بیٹی سے اس طرح بات مت کرنا!"انہوں نے تنقید کی۔

"میں یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ جب میں نے ربیعہ کے لیے آئے رشتے سے انکار کر دیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا تو اسے کمال کو فون کرنے کی ضرورت کیا تھی؟" وہ ان کی کسی بھی تنبیہ کو خاطر میں لانے والی نہیں تھیں۔

"اس کے چچا کی اولاد ہے وہ حق رکھتی ہے بولنے کا!"

"میں بھی اس کی چچی ہوں۔۔۔ حق رکھتی ہوں اسے ڈانٹنے کا! اگر وہ کچھ غلط کرے تو اسے ٹوکنے کا!" اگر وہ حق، حق کھیلنا چاہ ہی رہے تھے تو بلقیس بانو بھی پیچھے رہنے والی نہیں تھیں۔

"نہیں! یہ حق اس پر صرف 'میں' رکھتا ہوں!" انہوں نے انگلی سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔

"تو اپنی بیٹی کے فیصلے کرنے کا حق بھی صرف میرے پاس ہے!" بلقیس بانو بھی بپھریں، کونسا ان کا لے کر کھاتی تھیں جو ان سے ڈرتیں؟

"اس لئے اپنی چہیتی سے کہیے گا آئندہ میرے معاملات سے دور رہے!"

"وہ دور رہے گی لیکن آئندہ اگر میری بیٹی کے لئے تم نے وہ الفاظ یا وہ لہجہ استعمال

کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا!" انگلی اٹھا کر دو ٹوک بولے۔

"مجھے یقین ہے!" بلقیس بانو طنز ان کے منہ پر مارتی اٹھیں اور اپنے برتن سمیٹ کر باورچی خانے میں رکھے۔

"سب ناشتہ کر چکے ہیں۔۔۔ میز صاف کر دو!" چولہے کے سامنے کھڑی ملازمہ سے کہا اور شیلف سے کپ نکال کر اپنے لیے چائے نکالی۔ وہ باہر آئیں تو شفیق بابا عالم مرتضی کی وہیل چیئر دھکیلتے لان میں لے جا رہے تھے۔ وہ ایک آخری نگاہ ان پر ڈال کر اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔

◇◇◇◇

www.novelsclubb.com

دوپہر کا ایک بج رہا تھا جب کائنات نے پارکنگ میں اپنی گاڑی انلاک کی۔ اس نے گھر جانے سے بچنے کے لئے خود کو دفتر آتے ہی کام میں گم کر لیا تھا اور دوپہر تک وہ بھول بھی چکی تھی کہ گھر بھی جانا ہے۔۔۔ مگر ایک مرتبہ شفیق بابا اور دوسری مرتبہ عالم مرتضی اسے گھر آنے کا بول چکے تھے۔ عالم مرتضیٰ کچھ غصے میں بھی

تھے، کیونکہ مہمان پہنچ چکے تھے اور جس سے ملنے کے لیے وہ آئے تھے وہی گھر پر نہیں تھی۔اس لیے چاروناچار اسے اٹھنا ہی پڑا۔وہ ڈرائیونگ سیٹ کادروازہ کھول کراندر بیٹھی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔اسی وقت ساتھ والی سیٹ کادروازہ کھول کر خیام شاہ اندر بیٹھا۔

"گھر جارہی ہیں؟"خیام نے اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر پوچھا۔

"کیا کررہے ہو خیام شاہ؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سیٹ بیلٹ لگارہاہوں!"اس نے بھی سنجیدگی سے کہتے سیٹ بیلٹ کھینچ کر لگائی۔

"میری گاڑی میں کیا کررہے ہو؟"کائنات نے دانت پیستے پوچھا۔

"اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ اپنی ہونے والی سسرال جارہاہوں!"ہنستے ہوئے بتایا۔

"جلدی کرو پہلے ہی دیر ہورہی ہے۔۔۔فون پر فون آرہے ہیں مجھے!"

"اترو میری گاڑی سے اور اپنی گاڑی میں جاؤ!"ابھی بھی تحمل کا مظاہرہ کرتے

ہوئے کہا۔

"جب منزل ایک ہی ہے تو اکٹھے جانے میں کیا مسئلہ ہے؟ یہ آفس سے گھر تک کا راستہ تم میرے ساتھ نہیں گزار سکتی تو ساری زندگی کیسے گزارو گی؟" غور طلب بات تھی لیکن کائنات کے پاس غور کرنے کا وقت نہیں تھا!

"پھر کبھی دماغ خراب کر لینا میرا۔۔۔ابھی نکلو میری گاڑی سے۔ مجھے دیر ہو رہی ہے!"

"نا! مجھ سمیت ہی چلانی ہے تو چلا لو۔ میں تو نہیں اتر رہا!" سیٹ بیلٹ زور سے پکڑی جیسے وہ اسے اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دے گی۔

"اف!" کائنات نے غصے سے کہتے گاڑی چلائی اور اسے مکمل نظر انداز کر کے اپنا سارا دھیان سڑک پر رکھا۔ حالانکہ خیام شاہ کی حرکتیں نظر انداز کرنے والی تھیں نہیں۔۔۔ وہ ایک ایک چیز کھول کر اس کا تفصیلی جائزہ لے رہا تھا جیسے کسی دوسرے سیارے سے آیا ہو اور یہ مشین پہلی دفعہ دیکھی ہو! سٹوریج باکس میں رکھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات کے گاگلز نکال کر پہنے اور خود کو آئینے میں دیکھتے بولا۔

"نائس!" پاکستان کا قومی کمنٹ!

کائنات نے ایک نظر اسے دیکھا اور اپنا قہقہہ نہ روک پائی۔

"پیارا لگ رہا ہوں نا؟" بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ براون شیڈز تھے لیکن تھے تو خواتین کے لئے!

"یار۔۔۔ کیا ہو تم خیام شاہ؟" اس نے ہنستے ہوئے ہاتھ بڑھا کر گلاسز اس کی آنکھوں سے اتارے اور اپنی آنکھوں پر لگا ئے۔

"تم بھی پیاری لگ رہی ہو!" مسکراتے ہوئے تعریف کی۔

"جی شکریہ!"

"یو آر ویلکم۔۔۔!" دوبارہ سے اپنی تلاش میں مصروف ہو گیا۔

"سچ سچ بتاؤ؟ پھولا پھالی کرنے کے لئے میری گاڑی میں بیٹھے تھے؟"

"ارے نہیں! اپنا پٹرول بچانے کے لیے۔۔۔ آج کل ذرا ہاتھ تنگ ہے تو میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کفایت شعاری سے کام لے رہا تھا۔" لہجے میں اپنے لئے ہمدردی بھی شامل تھی۔

"تم اور کفایت شعاری؟" حیرت سے پوچھا۔

"ایمان لانے کو دل تو نہیں کر رہا لیکن چلو مان لیتے ہیں!"

"جی کفایت شعاری! کل کو بھی میں نے ہی کرنی ہے تو میں نے سوچا آج سے ہی پریکٹس شروع کر دیتا ہوں!"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ مجھے لگتا ہے ہم دونوں میں سے 'کفایت شعار بیوی' کا رول میں نے اور 'لاپرواہ شوہر' کا کردار تم نے ادا کرنا ہے!" نجومی صاحب نے اپنی طرف سے تو بڑی ٹھیک پیش گوئی کی تھی۔

"سارا موڈ خراب کر دیا! اچھا بھلا میں بھولی ہوئی تھی۔۔۔ یاد کروانا ضروری تھا کیا؟" اس نے منہ بناتے پوچھا۔

"صرف یاد کروانے پر یہ حال ہے؟ جب میں باقاعدہ طور پر تمہارا شوہر ہو جاؤں گا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تب تو ہر وقت مرچی چبایا کرو گی۔۔۔ابھی بھی وقت ہے انکار کر دو!" وہ ایک مشن لے کر اس کی گاڑی میں بیٹھا تھا اور وہ مشن تھا: کائنات کی 'پتا نہیں کس وجہ سے ہوئی ہاں' کو ناں میں بدلنا! اسی سلسلے میں دنیا کی ساری فضول حرکتیں کی جا رہی تھیں اور ابھی آگے بھی کرنے کا ارادہ تھا۔

"نہیں کر سکتی!" کندھے اچکائے، وہ اس معاملے میں بے بس ہو چکی تھی۔اگر کچھ کر سکتی ہوتی تو خیام کے کہے بغیر ہی کر چکی ہوتی!

"کیوں؟" یک لفظی سوال تھا لیکن کائنات کو بڑی شدت سے غصہ دلایا گیا۔

"ایک اور دفعہ تم نے مجھ سے کیوں پوچھا نا تو تمہارا سر پھاڑ دوں گی!" کاٹ کھانے والے لہجے میں بولی۔

"آخر کیوں؟" یہی تو وہ چاہتا تھا۔۔۔اسے اتنا زچ کر دے کہ وہ انکار پر مجبور ہو جائے۔کائنات نے بایاں ہاتھ اسٹیرنگ پر رکھا اور دائیں ہاتھ سے گلاسز اتار کر اسے مارے، جو اس کے ماتھے پر لگ کر اس کی گود میں گرے۔

"What the---?"

خیام نے ماتھے کو چھو کر انگلیاں آنکھوں کے سامنے کیں۔۔۔یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں خون تو نہیں نکل رہا؟ درد تو اتنا ہی ہوا تھا!

"میں سیریس تھی جب میں نے کہا تھا کہ سر پھاڑ دوں گی!" نظریں سامنے سڑک پر رکھتے، چبا چبا کر بولی۔

"یار! وہ کون سی لڑکیاں ہوتی ہیں جو وٹہ بھی مارتی ہیں تو ہیرو کو یوں لگتا ہے جیسے پھول مارا ہو؟ اور میری ہی قسمت میں تم جیسی ہلاکو خان کی جانشین کیوں لکھ دی گئی ہے؟ کوئی نازک اندام پری بھی تو ہو سکتی تھی؟ یا اللہ میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں تھوڑا رحم کر۔۔۔" ماتھے کو مسلتے تھوڑا سا جھکا اور ونڈ شیلڈ سے آسمان کو دیکھ کر دہائی دی۔

"جی اللہ جی! اوپر سے کوئی پری بھیج دیں جو اسے اپنے پروں میں چھپا کر اپنے ساتھ اوپر ہی لے جائے۔۔۔یقین کریں دھرتی والوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہو گا۔"

اس نے بھی اپنی بھڑاس نکالی۔

"نازک اندام پری سے مراد کوئی چھوٹی موئی سی لڑکی تھی۔۔۔لڑل پری نہیں مانگی تھی میں نے!"منہ بناتے ہوئے وضاحت پیش کی۔

"آپ خیام شاہ ہیں جی۔۔۔آپ کچھ بھی مانگ سکتے ہیں!"طنز میں ڈوبے الفاظ تھے۔بیچارے خیام شاہ کو اتنی کوششوں کے بعد بھی ایک انکار تو مل نہیں رہا تھا، کچھ بھی کہاں سے مل جاتا؟

"ہم بے بس سے بندے ہیں۔۔۔کیا کر سکتے ہیں؟"گہری ہارمانتی سانس لی اور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔کائنات نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے دوبارہ منہ نہ کھولنے پر بھی اس کی شکر گزار ہوئی۔خدا خدا کے گھر نظر آیا ورنہ اسے لگ رہا تھا یہی سفر زندگی بھر چلتا رہے گا۔اس نے بند دروازے کے سامنے گاڑی روکی اور ہارن پر ہاتھ رکھا۔کچھ دیر کے انتظار کے بعد چوکیدار نے دروازہ کھولا۔اس نے گاڑی پورچ میں اپنی مخصوص جگہ پر کھڑی کی اور باہر آئی۔خیام شاہ بھی دروازہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھول کر باہر نکلا اور انگڑائی لی۔

"آ گئی میری سسرال؟" اس نے تبصرہ کیا لیکن کائنات اندر کی طرف بڑھ چکی تھی۔ وہ بھی اس کے پیچھے آیا۔

"باباسب کہاں ہیں؟" اس نے راہداری مڑ کر ہال میں داخل ہوتے شفیق بابا سے پوچھا۔

"بٹیا! کھانا کھا رہے ہیں سب۔"

"السلام علیکم بزرگو!" خیام ان کے سامنے آیا اور زبردستی ان کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کیا۔

"پہچانا آپ نے مجھے؟ پچھلی اتوار کو صبح صبح آپ سے گھر کے باہر ملاقات ہوئی تھی۔۔۔ارے وہ جس کا جنوں بھوتوں سے واسطہ ہے؟" ان کو یاد دلانے کے لیے اضافہ کیا۔

"دیکھا بٹیا؟ میں نے آپ کو کہا تھا کہ یہ وہی ہے۔۔۔تب آپ نہیں مانی تھیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میری بات! "شفیق بابا اپنے سچا ثابت ہونے پر کچھ زیادہ ہی پر جوش تھے۔ کائنات نے نیا کھڑاک پھیلانے پر اسے گھورا۔

"میرا مشورہ ہے بزرگو۔۔۔اپنی بٹیا بدل لیں! یہ والی تو ویسے بھی میں لے کر جارہا ہوں۔" ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا۔

"بٹیا یہ لڑکا مجھے پہلے بھی ایک آنکھ نہیں بھایا تھا اور اب بھی! عالم میاں نے پتہ نہیں اس میں کیا دیکھ لیا؟" انہوں نے خیام کا ہاتھ اپنے کندھے سے یوں اٹھایا جیسے اسے کوئی موذی مرض ہو۔ کائنات مسکرائی اور خیّام نے مکمل قہقہہ لگایا۔

"یہی بات اگر آپ جا کر عالم میاں کو بتادیں گے۔۔۔تو یقین کریں ساری زندگی آپ کے احسان کے بوجھ تلے دبا رہوں گا!" اس نے لجاجت سے کہا، بس ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔ شفیق بابا نے کانوں کو ہاتھ لگاتے، سر نفی میں ہلایا۔

"پتر! مالک اگر ساتھ بٹھا کر بھی نوالہ کھلائے تب بھی ملازم کو اپنی اوقات یاد رکھنی پڑتی ہے! شاہ کا کیا پتا۔۔۔کب کس بات پر بگڑ جائے؟" انہوں نے اپنی زندگی کا

فلسفہ بیان کیا تھا۔خیام نے مایوسی سے سر ہلایا

"شفیق بابا!"کائنات جلدی سے ان کی طرف بڑھی۔

"آپ ہمیشہ سے ہمارے لئے قابل احترام رہے ہیں اور پاپا بھی آپ کی بہت عزت کرتے ہیں۔۔۔آپ کو ایسا بالکل نہیں سوچنا چاہیے!"اس کے کہنے پر شفیق بابا مبہم سا مسکرائے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ہمیشہ خوش رہو!"اسے کوئی جواب دینے کی بجائے دعا دی۔ان کی نظر میں وہ ابھی بچی تھی،جو آہستہ آہستہ دنیا کے سب طور طریقے سیکھ جائے گی۔۔۔اچھے بھی اور برے بھی!

"اگر آپ کا ہو گیا ہو تو چلیں؟"کائنات نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی اور آپشن نہیں ہے؟"سر ہلاتے،بھنویں اسکیڑے پوچھا۔

"اف!"کائنات پیر پٹختی ڈائننگ روم کی طرف بڑھی،خیام کو بھی ناچار اس کا تعاقب کرنا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"اسلام علیکم ورحمتہ اللہ!" وہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے اور خیام نے ذوق وشوق کے ساتھ سلامتی بھیجی۔ سب آواز کی طرف مڑے۔ ابراہیم شاہ، عائشہ، صارم اور اس کی بیوی اریشہ، کائنات سے ملنے کے لیے اٹھے۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہے میری بیٹی؟" ابراہیم شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں ٹھیک ہوں! آپ کیسے ہیں؟"

"ماشاءاللہ۔ ابراہیم! دونوں ساتھ ساتھ کتنے پیارے لگ رہے ہیں؟" عائشہ نے اسے گلے ملتے ہوئے ٹیپیکل ساسوں والی بات کی تھی جس پر کمرے میں کئی لوگوں کو ہنسی آئی۔

www.novelsclubb.com

"Seriously Mama?!"

خیام نے گال پھلائے۔ کائنات صارم اور اریشہ سے بھی ملی۔

"Yeah I'm serious!"

عائشہ ابراہیم نے اس کے دونوں گال کھینچے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Brother in law! You're acting like a lost

puppy..."

یہ فرحان تھا، جس کے چھوڑے گئے چٹکلے پر سب سے بلند قہقہہ ابراہیم شاہ کا تھا۔

"That's because I'm practically feeling like

one!"

وہ ہنوز بیچارگی چہرے پر سجائے بولا۔اس کے تاثرات نے ان سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"اتنی بھی ہٹلر نہیں ہیں ہماری آپا!" حیدر ہنسی کے دوران بولا۔

"حیدر!" کائنات نے آنکھیں نکالیں۔

"ہیں۔۔۔ بالکل ہیں! بلکہ اس سے زیادہ ہٹلر ہیں۔" وہ کہاں صرف آنکھوں سے ہی باز آنے والا تھا؟اس پر فرحان کی صحبت کا پورا پورا اثر ہوا تھا!

"میں اور سالے صاحب ہم خیال ہیں!" خیام نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا،

جس پر حیدر نے فوراً اپنا ہاتھ مارا۔

"خیام بھائی کس کی باتوں میں آرہے ہیں آپ؟" عینا نے ناک چڑھا کر کہا۔

"میری ہونے والی بیوی کا بھائی نہیں ہے یہ؟" مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

"اوفوہ!" ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"وہ تو ہے مگر کس 'چغد' کی باتوں میں آرہے ہیں آپ؟" عینا نے خالی جگہ خود ہی پر کی۔

"عینا کمال۔۔۔حد ادب!" حیدر نے آواز کو پر وقار اور بارعب بنانے کی کوشش کی۔

"ظل الٰہی! حد دکھائی نہیں دے رہی کہیں؟" عینا نے آنکھوں پر ہاتھ کی چھتری بنا کر دور دور تک حد ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔مگر مایوسی ہوئی! حیدر کی اس قدر صاف بے عزتی پر بھی کافی قہقہے پڑے تھے۔

"خیام بیٹا بیٹھو تم! ان کا تو چلتا رہے گا۔" عالم مرتضیٰ نے سر نفی میں ہلاتے اسے

www.novelsclubb.com

کہا،ہونٹوں کے کناروں میں مسکراہٹ بھی دبی تھی۔

"جی انکل!" وہ بیٹھا،ساتھ والی کرسی پر کائنات پہلے سے بیٹھی میز پر لگے کھانوں کو دیکھ کر فیصلہ کررہی تھی کہ کیا کھائے؟اپنے گھر میں رہتے ڈراموں سے وہ پہلے ہی واقف تھی سواس کی دلچسپی بھی باقیوں کی نسبت کم تھی۔

"کائنات بیٹا!خیام کو کھاناڈال کردو!"بلقیس بانو نے بڑے شیریں لہجے میں رنگ میں بھنگ ڈالی تھی۔میز پرایک دم خاموشی چھائی،برتنوں کی کھٹ پٹ بھی رک گئی۔کائنات نے سرد نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"نہیں آنٹی شکریہ!میں خودلے لوں گا۔"خیام شاہ جیسے لاپرواہ نے بھی ان کے لہجے کا مصنوعی پن بھانپ لیا تھا۔مسکراتے ہوئےاپنی پلیٹ میں بریانی نکالی بلکہ کائنات کی پلیٹ میں بھی ڈالی۔وہ مسکراتی ہوئی اس کی طرف پلٹی۔

"شکریے کی کوئی ضرورت نہیں!"مسکراتے ہوئے ماحول کو پھر سے ہلکاہلکا کردیا۔

کائنات واقعتااس کی شکر گزارہوئی اور عالم مرتضی کااپنی پرکھ پراعتماد پہلے سے زیادہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بلند ہوا۔ ابراہیم شاہ کو اپنے بیٹے کی اس چھوٹی سی حرکت پر بھی بڑا ٹوٹ کر پیار آیا تھا!

کھانا بہت اچھے ماحول میں کھایا گیا۔ بلقیس بانو نے مزید کوئی بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کھانے کے بعد بڑے لاؤنج کے صوفوں پر اور چھوٹے فرش پر رکھے کشنز پر بیٹھے تھے۔ چائے اور کافی دونوں پیش کیے گئے، سب نے اپنی اپنی پسند کا مشروب منتخب کیا۔

"خیام! مجھے تم سے بات کرنی ہے!" کائنات نے جھک کر اس سے سرگوشی میں کہا۔ خیام نے چونک کر اسے دیکھا اور سر ہلاتا کھڑا ہوا، جو ایک غلط فیصلہ تھا! کیونکہ سب اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کائنات نے سوچ میں اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"کہاں؟" ابراہیم شاہ نے پوچھا۔

"وہ۔۔۔ کائنات مجھے اپنا گھر دکھا رہی ہیں!" جو پہلا بہانہ ذہن میں آیا، بول دیا۔

اٹھنے میں جلدی بھی اس لئے کی تھی کہ شاید معاملات کے اور زیادہ سنجیدہ ہونے سے پہلے وہ کائنات کو انکار کے لئے رضامند کر لے!

"ضرور بیٹا! آپ کا اپنا گھر ہے بلکہ صارم، اریشہ بچے آپ بھی دیکھ آؤ۔" عالم مرتضی شفقت سے مسکرائے۔

"نہیں! صرف مجھے کہا ہے!" خیام جلدی سے بولا اور بعد میں سب کے قہقہے پر سوچا کہ کیا کہہ دیا ہے؟ کائنات نے ہاتھ بڑھا کر اس کی پنڈلی پر زور سے چٹکی کاٹی۔ خیام نے مٹھیاں بند کر کر خود کو چلانے سے روکا۔۔۔ ہولہ ہتھ تو رکھتی ہی نہیں تھی اس کی ہونے والی بیوی!

"جاو بیٹے تم ہی چلے جاؤ۔۔۔ ہم نہیں جاتے!" صارم نے پیار سے پچکارتے کہا۔

"چلیں؟" خیام نے پوچھا، کائنات اسے گھورتی ہوئی اٹھی۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہیں فرحان کی سیٹی بڑی اچھی طرح سنائی دی تھی!

"حد ہو گئی ہے!" اپنے کمرے میں آتے ہی کائنات نے جھلا کر ہاتھ ہوا میں پھینکے۔

"کوئی کام بھی تم نارمل کر سکتے ہو؟"

"نہیں۔۔۔ادھر میں سوچ رہا ہوں تم مجھ جیسے ابنارمل سے شادی کس طرح کر سکتی ہو؟" تھوڑی کو انگلی سے بجاتے پوچھا۔

"مجبوری میں کر رہی ہوں۔۔۔کوئی شوق نہیں ہے مجھے!" اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"کیا مجبوری ہے؟ مجھے بتاؤ؟ یقین کرو پہاڑ کھود کر دودھ کی نہریں بھی بہادوں گا پر یہ شادی والا کام ذرا رسکی ہے!"

"کرنی تو شادی ہی پڑے گی اور انہی رسکس سے بچنے کے لیے میں نے ایک کانٹریکٹ بنایا ہے!" وہ میز تک آئی اور اپنا لیپ ٹاپ کھول کر ڈرافٹ نکالا۔

"واہ! 2020 میں پاکستان کافی ترقی کر گیا ہے، نہیں؟ لڑکیاں کانٹریکٹ میریجز کرتی پھر رہی ہیں۔۔۔واہ مولا تیری شان!"

"نہیں شادی اصل ہی ہو گی لیکن کیونکہ تم جیسے عجیب و غریب انسان کے ساتھ ہو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہی ہے تو مجھے حفاظتی اقدامات کے طور پر کچھ اصول وضع کرنے پڑ رہے ہیں!"

"پیچھے ہٹو میں بھی تو دیکھوں تمہارے حفاظتی اقدامات!" خیام نے کندھے سے پکڑ کر اسے پیچھے کیا اور خود کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ خاموشی سے لیپ ٹاپ اسکرین پر نظریں چلانے لگا۔ سارا کانٹریکٹ پڑھ کر اس نے قہقہہ لگایا اور اٹھ کر میز سے کمر ٹکا کر رخ اس کی طرف موڑا، جو سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔ اس میں ہنسنے والی تو کوئی بات نہیں تھی! کائنات نے وکیل سے ڈسکس کر کے ہی ڈرافٹ بنایا تھا۔۔۔ ہاں البتہ اس نے وکیل تفصیل سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے ذاتی معاملے کو ذاتی ہی رکھنا چاہتی تھی۔

"تم شادی کے بعد بھی کام کرو گی ✓

تمہارے کہیں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہو گی ✓

دوسروں کے سامنے میں تمہاری عزت اور تم میری عزت کرنے پر مجبور ہو گی ✓

تم اپنے فیصلوں میں خود مختار ہو گی ✓

www.novelsclubb.com

مجھے تمہارے فیصلوں کا احترام کرنا ہوگا ✔

اچھا باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن مجھے ہنسی صرف no PDA اور no simping والے پوائنٹ پر آرہی ہے!" خیام نے کنٹریکٹ کے موٹے موٹے نقاط گنوائے۔

"تمہیں یہ غلط فہمی کیوں ہوئی کہ میں شادی کے بعد تمہارے پیچھے دم ہلاتا پھروں گا؟"

"تمہیں اگر کوئی اور پوائنٹ ایڈ کروانا ہے تو بتاو؟ میں نے پرنٹ نکالنا ہے پھر!"

کائنات اس کے سوال کو نظرانداز کرتی اس کی چھوڑی ہوئی کرسی پر بیٹھی۔

"ہاں! لکھو۔۔۔میں بھی اپنے فیصلوں میں آزاد ہوں گا اور تم بھی ان کا احترام کرو گی۔۔۔چاہے وہ فیصلہ علیحدگی کا ہی کیوں نا ہو!" اس نے سوچتے ہوئے اپنا مطالبہ پیش کیا۔کائنات نے سر ہلاتے الفاظ ٹائپ کیے۔

"ڈن!" اس نے پرنٹ کے احکامات دینے کے لیے وائرلیس ماوس پر ہاتھ

رکھا۔ لیپ ٹاپ کا ماوس اس کے کام کی رفتار کو بہت کم کر دیتا تھا، اس لیے وہ اسے استعمال نہیں کرتی تھی۔

"ایک پوائنٹ تو رہ ہی گیا!" خیام شاہ کی آنکھیں نئی شرارت کا سوچ کر ہی چمکیں، وہ مسکراتا ہوا اس کی کرسی کے پیچھے آیا اور جھک کر ایک ہاتھ اس کے ماوس پکڑے ہاتھ پر اور دوسرا کرسی کی پشت پر رکھا۔

"اکیلے میں بھی رومانس کی اجازت ہو گی یا نہیں؟" بڑے پیار سے کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔ کائنات نے بڑے ضبط سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا اور پھر کہنی اس کے پیٹ میں ماری۔ وہ اپنا پیٹ پکڑے سیدھا ہوا۔

"مجھے نہیں کرنی تم سے شادی!" وہ جا کر بیڈ پر بیٹھا اور منہ بسورا۔

"شادی کے دوسرے ہی دن تم نے مجھے ہسپتال اور تیسرے دن قبر میں پہنچا دینا ہے!" پہلے ماتھے کی طرف اشارہ کیا، پھر پیٹ اور ٹانگ کی طرف جو آج اس کے تشدد کا نشانہ بنی تھی۔

"تمہارے پاس کوئی آپشن ہی نہیں ہے خیام شاہ! انکار کیسے کرو گے؟" کائنات نے کرسی گھما کر اپنا رخ اس کی طرف موڑا۔

"عین نکاح کے وقت انکار کر دوں گا! کم از کم مولوی صاحب کے سامنے مجھ پر زور زبردستی تو نہیں ہو گی!"

"ہاں ضرور! اس کے بعد اگر ابراہیم انکل نے تمہیں چھوڑ بھی دیا تو میں تمہیں قبر میں پہنچا کر ہی دم لوں گی!" کندھے اچکا کر دھمکی دی۔

"یار۔۔۔ کیا مصیبت ہے؟" خیام نے بالوں میں ہاتھ چلایا۔

"کانٹریکٹ میں لکھوا کر تمہاری وجہ سے میں ہسپتال پہنچا تو کانٹریکٹ بھی ختم اور شادی بھی!" نیا مطالبہ رکھا۔ کائنات سوچ میں پڑ گئی۔ خیام کی حرکتوں پر ہاتھ روکنا بڑا مشکل ہوتا تھا! پر خیر کوئی سمجھوتہ تو اسے بھی کرنا ہی پڑے گا۔

"اوکے!" کائنات نے کرسی موڑ کر کانٹریکٹ میں اس کی خواہش کے مطابق اضافہ کیا اور دو پرنٹ نکال کر پہلے خود دستخط کیے پھر صفحات اس کے سامنے

رکھے۔خیام نے صفحے پر ایک دفعہ پھر نظر دوڑائی اور اپنے نام کے اوپر دستخط کیے۔

"بیسٹ آف لک پارٹنر!"اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔کائنات نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔

"یوٹو!"سر ہلاتے ہوئے اپنا ہاتھ واپس کھینچا اور ایک کاپی خیام کے پاس چھوڑ کر دوسری فائل میں لگا کر میز پر پڑی فائلوں کے اوپر رکھی۔

"چلیں اب۔۔۔وہ باہر والے پتہ نہیں کیا سوچ رہے ہوں؟"خیام نے صفحہ تہہ کر کے اپنے کوٹ کے اندرونی جیب میں رکھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔کائنات بھی اس کے پیچھے باہر آئی۔نیچے لاؤنج میں صرف بڑے بیٹھے تھے،نوجوان پارٹی باہر لان میں تھی۔وہ دونوں بھی وہیں کے لیے چل دیے۔

◇◇◇◇

"پاپا آپ نے بلایا تھا؟"کائنات اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی،عالم مرتضی کے بستر کی طرف بڑھی۔

"ہاں بیٹھو۔۔۔مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے!"وہ بستر پر نیم دراز تھے،ہاتھ سے اپنے ساتھ خالی جگہ تھپکی۔کائنات مسکراتی ہوئی بیٹھی اور اپنا سر ان کے کندھے پر رکھا۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ؟"اس کے بالوں پر بوسہ دیتے پوچھا۔آنکھیں بند کرتی طمانیت سے مسکرائی،اس جگہ وہ اپنی ساری زندگی یونہی بیٹھے گزار سکتی تھی!

"بالکل ٹھیک ہوں!"سر ہلایا۔

"خیام کیسا ہے؟"ان کا اگلے سوال پر اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"ابھی دو گھنٹے پہلے ہی تو وہ گیا ہے یہاں سے۔۔۔اسی سے پوچھ لیتے!"بایاں شانہ اچکایا۔

"اونہوں!میں پوچھ رہا ہوں تمہیں کیسا لگتا ہے؟"

"ٹھیک ہے۔۔۔اچھا ہے!"کس دل سے کہہ رہی تھی،وہی جانتی تھی۔

"اتوار کو نکاح ہے تم دونوں کا!"یہ ان کا اور ابراہیم شاہ دونوں کا متفقہ فیصلہ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا مطلب؟ پرسوں اتوار کو؟" کائنات ایک دم سیدھی ہوئی اور انہیں دیکھا۔

"ہاں! پرسوں اتوار کو۔۔۔"

"اتنی جلدی کیوں مچائی ہوئی ہے آپ نے؟ میں مان تو گی ہوں اس رشتے کے لئے۔۔۔" اسے واقعی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ کیا اتوار کے بعد دنیا ختم ہو جانی تھی؟

"ابراہیم تو چاہتا تھا ایک مہینے بعد تم دونوں کی ڈائریکٹ شادی کر دیں۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ اتنی جلدی شادی کا تم نہیں مانو گی۔ اس لیے صرف نکاح ہو گا اور پرسوں ہی ہو گا!" انداز ایسا تھا جس نے مزید کسی پس و پیش کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تھی۔

"اور اتنی جلدی تیاری کیسے ہو گی؟" ان سے تاریخ پر لڑنا فضول تھا۔ اتنا ہی بہت تھا کہ وہ اس کی خواہش مانتے ہوئے ابھی صرف نکاح کر رہے تھے!

"تم صرف اپنی تیاری کرو باقی سب کچھ ابراہیم دیکھ لے گا!"

ابراہیم شاہ نے ساری ذمہ داری خود لے لی تھی۔عالم مرتضیٰ کو صرف صبح یہ کرنا تھا کہ فون کر کے اپنے رشتہ داروں اور جاننے والوں کو دعوت دینی تھی۔

"ابھی صرف نکاح ہی ہو گا نا؟"کائنات نے اپنی تسلی کے لئے پوچھا،وہ اس موقع پر زیادہ سے زیادہ غلط فہمیوں سے بچنا چاہتی تھی۔

"ہاں! صرف نکاح ہی ہو گا۔۔۔رخصتی جب تم اور خیّام کہو، کر دیں گے۔"

"ٹھیک!اب چھوڑیں اس ٹوپک کو۔صبح اٹھ کر دیکھ لیں گے۔۔۔مجھے بتائیں آپ نے دوالی؟درد تو نہیں ہو رہا؟"وہ دوبارہ اپنا سر ان کے شانے پر رکھے بیٹھی۔عالم مرتضیٰ اس کے بال سہلاتے جواب دینے لگے۔۔۔اب وہ دونوں باپ بیٹی خوب ساری باتیں کرنے کے بعد ہی سونے والے تھے۔

◇◇◇◇

"یار عمر!نہیں دل کر رہا میرا۔۔۔کیوں تنگ کر رہا ہے؟"خیام نے وائرلیس کنٹرولر گیم پیڈ میز پر پھینکا۔آج اتوار تھی اور عمر صبح صبح 'اللہ جانے کیوں؟' اسے بستر

سے نکال کر اپنے گھر لے آیا تھا۔ کل سارا دن اس نے گدھوں کی طرح کام کیا تھا اور کائنات کو نظر انداز کیا تھا۔ کنٹریکٹ سائن کرنے کے بعد وہ 'کائنات سے انکار کروانے والی مہم' سے دستبردار ہو گیا تھا۔

"کیا یار؟ اتنا مزہ تو آ رہا تھا!" عمر نے گیم روک کر اس کے بیزاری چہرے کو دیکھا۔

"مجھے بہت نیند آئی ہوئی ہے اور خبردار اگر تو نے مجھے دوبارہ تنگ کیا تو؟" انگلی اٹھا کر تنبیہ کی اور اس کے صوفے سے اٹھ کر بستر پر منتقل ہوا۔ عمر نے اسے سونے دیا، ویسے بھی اسے ابراہیم شاہ سے صرف سارا دن خیام کے ساتھ رہنے کی ہدایت ملی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب پتہ نہیں کیا کرنے والے ہیں انکل اس کے ساتھ؟" عمر بڑبڑاتا ہوا اٹھا اور xbox کنسول بند کیا۔ پھر موبائل استعمال کرتے اسے وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔ موبائل سے سر تب اٹھایا، جب خیام کا فون بجا۔ وہ صوفے سے اٹھ کر بستر کے پاس آیا اور سائیڈ ٹیبل سے اس کا فون اٹھایا، ابراھیم شاہ تھے۔ اس نے وقت

دیکھا۔۔۔ بارہ بجکر 53 منٹ ہو چکے تھے۔ خیام کو سوئے بمشکل تین گھنٹے ہوئے تھے۔ شور پر خیام شاہ نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

"کس کا فون ہے؟" آنکھیں مسلتا اٹھ کر بیٹھا۔

"ابراہیم انکل کا!" عمر نے فون اسے پکڑایا۔ خیام نے سبز روشنی کو چھو کر اوپر کیا اور فون کان سے لگایا۔

"اسلام علیکم بابا!"

"وعلیکم السلام! سو رہے تھے کیا؟" ابراہیم شاہ نے اس کی سوئی سوئی آواز سن کر پوچھا۔

"جی رات کو ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا!" اس نے لحاف ایک طرف کیا اور پاؤں بستر سے نیچے اتارے۔

"اچھا! ایڈریس بھیج رہا ہوں میں تمہیں۔۔۔ پندرہ منٹ میں پہنچو!"

"کہاں؟" بکھرے بالوں والے ماتھے پر بل بھی سجائے۔

www.novelsclubb.com

"جو میں پتہ بھیج رہا ہوں وہاں اور عمر کو بھی ساتھ لیتے آنا!" انہوں نے ہدایت نامہ جاری کیا۔

"آپ کو کیسے پتا میں عمر کے ساتھ ہوں؟" مشکوک نظروں سے عمر کو دیکھا، جس نے ہاتھ ہلا کر 'کچھ بھی نہ جاننے' کا اشارہ کیا۔

"تم دونوں آجاؤ پھر بتاتا ہوں!" انہوں نے مزید اس کی سنے بغیر کال کاٹ دی۔

"بابا۔۔" اس کے کانوں میں ٹوں ٹوں گونجی تو فون کو سامنے کر کے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"کیا چھپا رہے ہو مجھ سے؟" پاؤں میں جوتا اڑستا اٹھا۔

"قسم لے لے۔۔۔مجھے کچھ نہیں پتا!" عمر نے جلدی سے کہا اور سر بھی نفی میں ہلایا۔

"اب پتا نہیں کیا کر دیا ہے میں نے؟" پرسوچ انداز میں بولا، "بابا بلا رہے ہیں!"

"کہاں؟ گھر پر؟" عمر نے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں۔۔"اسی وقت اس کا فون بجا، ابراہیم شاہ کا پیغام تھا۔ہوٹل کا نام لکھا تھا اور ایمرجنسی بھی!

"گرانڈ ہوٹل میں۔۔۔ایمرجنسی ہے!"اس نے آنکھیں گھماتے اطلاع دی۔

"ہسپتالوں میں ہوتی ہے ایمرجنسی تو؟ نہیں؟"عمر نے سوال کیا۔

"میرے باپ کی ہوٹل میں ہے!"کندھے اچکاتے موبائل اس کی طرف پھینکا، جسے عمر نے پکڑ لیا اور خود واش روم کی طرف بڑھا۔واپس آیا تو چہرے، بالوں اور ہاتھوں پر پانی کے قطرے چمک رہے تھے۔عمر پیغام پڑھ چکا تھا،اس کے باہر نکلنے پر موبائل اسے تھمایا۔

"ٹھیک ہے پھر تو جا!"

"تجھے بھی ساتھ بلایا ہے!"خیام نے اسے کندھے سے پکڑا اور دروازے کی طرف دھکیلتا بولا۔

"یار عمر! یاد کرنے کی کوشش کر۔۔۔کوئی تازہ پنگا اپنا؟ جس کی خبر بابا کو کوئی بھی

www.novelsclubb.com

خطرناک اسٹیپ لینے پر مجبور کر دے! کہیں گھر سے تو نہیں نکال رہے ہیں مجھے؟"

وہ تیز تیز قدموں سے عمر کے گھر سے باہر نکل رہے تھے اور خیام کی زبان بھی اسی تیزی سے چل رہی تھی۔

"چل یار! نکال دیا تو یہیں پر آ جائیں۔۔۔ تیرا اپنا گھر ہے۔" عمر نے اپنی گاڑی ان لاک کی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ خیام نے سائیڈ سیٹ سنبھالی۔

"تیرا ابا بھی تو ہے۔۔۔ ایسا کوئی چل (chill) آدمی ہے ایک میرے کو ہی سنجیدہ ہونا تھا!" وہ تاسف سے بولا۔ عمر نے گاڑی کھلے گیٹ سے باہر نکالتے قہقہہ لگایا۔

"دور کے ڈھول سہانے! تیرے باپ کو تجھے برداشت کرنا ہوتا ہے ادھر سین الٹا ہے۔۔۔ میں اپنے باپ کو برداشت کرتا ہوں!"

"تھے کدھر انکل؟ ملاقات نہیں ہوئی میری!" خیّام نے یاد آنے پر پوچھا۔

"شادی پر گئے ہیں۔۔۔ کہہ رہے تھے کسی دوست کی بیٹی کی شادی ہے!" عمر نے کندھے اچکائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا اور گاڑی ذرا جلدی چلا۔۔۔والد صاحب نے خواہ مخواہ کا سسپنس پھیلایا ہوا ہے!"

"چلا تو رہا ہوں۔۔۔اب کیا اڑانے لگ جاؤں؟" منہ بناتے پوچھا۔

"نہیں بھایا! جتنی تیری اوقات ہے نا اتنا ہی کرنے کا کہہ رہا ہوں۔۔۔تو وہی کرتے بس مہربانی تیری!"

"بکواس بند کیجیے اور مجھے کنسنٹریٹ کرنے دیجئے!" ہاتھ اٹھا کر فلسفیانہ لہجے میں بولا۔

"جی مرشد!" خیام نے باقی کے راستے میں اپنا منہ بند ہی رکھا۔ ہوٹل پہنچ کر عمر نے گاڑی پارک کی اور وہ دونوں اندر کی طرف بڑھے۔ رسیپشن پر ابراہیم شاہ کا پوچھا تو انہیں بینکوئٹ ہال کے باہر پہنچا دیا گیا۔ خیام نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا، ہال مہمانوں سے بھرا پڑا تھا اور کافی شناسا چہرے نظر آرہے تھے۔ اس نے دروازہ بند کیا اور ابراہیم شاہ کو فون ملایا۔

"ہاں پہنچ گئے ہو؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"جی یہ بینکوئٹ ہال کے باہر کھڑا ہوں! کسی کی شادی پر آنا تھا تو آپ بتادیتے میں ڈھنگ کے کپڑے ہی پہن لیتا!" اس نے بیزاری سے اپنے سلوٹ زدہ کپڑے دیکھے، سفید ٹی شرٹ اور نیلی پینٹ!

"وہیں رکو میں آرہا ہوں!"

"کیا کیا کہہ رہے تھے انکل؟" عمر نے پوچھا۔

"انتظار کرو میرا۔۔۔ یار یہ میرا ابا کیا کرنے کی کوشش کررہا ہے؟"

"ابھی پتہ چل جائے گا!" عمر نے سر ہلاتے دروازے کی طرف اشارہ کیا، جہاں سے ابراہیم شاہ نکلتے دکھائی دیے۔

"بابا کیا کررہے ہیں یار؟ کس کی شادی ہے؟" خیام نے مڑکر انہیں دیکھا اور جلدی سے بولا۔

"تم آؤ میرے ساتھ!" وہ اسے بازو سے پکڑ کر ایک اور دروازے کی طرف بڑھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اوران دونوں کو لے کراندر داخل ہوئے۔صوفے پر رکھا ہینگر اٹھایااور سفید شلوار قمیض اسے پکڑاتے بولے۔

"جلدی سے پہن لو یہ!" پھر دوسرا ہینگر اٹھا کر عمر کو پکڑایا۔

"تم بھی عمر!"

"ایک سیکنڈ! کیا ہو رہا ہے؟ کچھ بتائیں بھی تو؟" وہ ہونق چہرے کے ساتھ شلوار قمیض کے بعد ان کو گھورتا ہوا بولا۔

"تمہارا نکاح ہو رہا ہے کائنات کے ساتھ!" کندھے اچکاتے ہوئے عام سے لہجے میں بولے۔

"کیا؟" وہ دونوں ایک ساتھ تقریباً چیخے۔

"ایسا کیا کہہ دیا میں نے؟" ابراہیم شاہ نے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"میرا اور کائنات کا نکاح؟ یہی کہا ہے آپ نے؟" وہ ان کو گھورتا بولا۔

"جی صاحبزادے! یہی کہا ہے۔"

"ابراہیم شاہ! آپ کی حرکتیں روز بروز میری برداشت سے باہر ہوتی جارہی ہیں!" چبا چبا کر انہیں انھیں کے الفاظ واپس لوٹائے۔

"زیادہ بکواس نہ کرو میرے ساتھ اور تیار ہو جاؤ چپ کر کے۔۔۔ آدھے گھنٹے میں نکاح ہے!"

"نکاح کر کے بتا دیتے مجھے کہ تمہارا نکاح ہو چکا ہے خیام شاہ!" ان کا نکاح سے آدھا گھنٹہ پہلے بتانے پر شکر گزار ہوا!

"ممکن نہیں تھا۔۔۔ ورنہ یہی کرتا!" وہ بھی سنجیدگی سے بولے۔

"اب ایک اور لفظ نہیں۔۔۔ چپ کر کے تیار ہو جاؤ!" انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے چلے گئے۔

"یار؟ چٹکی کاٹ مجھے۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے میں خواب دیکھ رہا ہوں!" عمر نے سحر زدہ کیفیت میں کہا۔ خیام نے زوردار تھپڑ اس کی گدی پر رسید کیا۔

"مر پیچھے!" عمر چلاتا ہوا اس سے دور ہوا۔

"بیٹا کوئی ہوش آئی؟"خیام نے طنزیہ پوچھا۔

"او یہ کیا سین ہے بھائی؟ نکاح ہو رہا ہے تیرا اور ہمیں کوئی خبر ہی کوئی نہیں؟"

"تو تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے مجھے بڑی خبر تھی؟"اس نے ہینگر سے کپڑے اتارے۔

"مطلب تجھے بھی کچھ نہیں پتا تھا؟"

"نہیں خیر میرے اور کائنات کے رشتے کی خبر تو مجھے تھی۔۔۔ لیکن یہ نکاح والا پواڑہ (جگھڑا) بابا نے ابھی بھی ڈالا ہے!"وہ سر کھجاتا بولا۔

"اور رشتہ کب سے طے تھا؟"عمر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"قسم لے لے! دو دن ہوئے ہیں ابھی۔۔۔ جمعہ کو طے ہوا تھا میں تجھے بتانے ہی والا تھا!"

عمر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"دیکھ دولہا بننے والا ہوں تھوڑی دیر میں۔۔۔ شکل نہ برباد کریو!"اس نے عمر کا مکا اپنے چہرے پر پڑنے سے روکا۔ عمر نے وہی ہاتھ اس کے سینے پر مارا اور جتنی گالیاں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یاد تھیں اسے دے ڈالیں۔

"اوئے عمر!" وہ سانس لینے کو رکا تو خیام نے پکارا۔

"بھونک؟" عمر خود بھی بھونکا ہی تھا۔

"وہ میں کہہ رہا تھا باقی کتوں کو بھی فون کر دے۔۔۔ان کے بغیر اگر نکاح کر لیا میں نے تو چیر پھاڑ دینا انہوں نے مجھے!"

"بیٹا! انہوں نے تیرے دولہا ہونے کا لحاظ بھی نہیں کرنا! اچھا ہے جتنا تو ۔۔۔گالی۔۔۔ہے! یہ تو تیرے ساتھ ہونا ہی چاہیے!" عمر جیب سے موبائل نکالتا پلٹا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ دروازہ بند ہونے پر خیام شاہ نے گہری سانس لی اور کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا۔ ایک بات کا اندازہ اسے ہو گیا تھا۔۔۔آج کا دن کا ففففففففی لمبا ہونے والا تھا!

◇◇◇◇

خیام شاہ سفید قمیض شلوار میں واش روم سے باہر آیا۔ عمر صوفے پر ٹیک لگائے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیٹھا، فون پر مصروف تھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنانے لگا۔

"یار عمر! جیل ہو گی تیرے پاس گاڑی میں؟" اس نے کنگھی چلاتے پوچھا۔

"وہ میری گاڑی ہے۔۔۔ تیرا اسیلون نہیں!" عمر نے فون سے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

"اچھا، اسفر کو میسیج کر۔۔۔ لیتا آئے!" بال کسی طور سیدھے نہیں ہو رہے تھے، اسے جیل کی ضرورت تھی۔

عمر نے سر ہلاتے پیغام بھیجا، اسفر کا جواب بھی فوراً آیا۔

"وہ گھر سے نکل چکا ہے۔۔۔ کہہ رہا ہے راستے میں ہوں!"

"تو اس بھکڑ کو بول۔۔۔ گاڑی روکے اور کسی دکان سے خرید لائے!" وہ دوبارہ واش روم میں بال گیلے کرنے کی نیت سے گیا۔

"کہہ دیا ہے۔۔۔ باہر نکل! مجھے بھی کپڑے بدلنے ہیں۔" عمر نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا، کپڑوں کا ہینگر بھی ہاتھ میں تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میرے بال تو سیٹ کر پہلے؟" خیام نے کنگھی اسے پکڑائی۔ عمر نے ہینگر دیوار سے لگی ہک پر لٹکایا اور اس کے بال بنانے لگا۔ دو منٹ لگے تھے اسے خیام کے گیلے بال ٹھیک کرنے میں!

"عمر ایویں ای زندگی برباد کر رہا ہے۔۔۔نائی بن جا بڑا اسکوپ ہے!" خیام نے آئینے میں ہر طرف سے اپنا عکس جانچتے ہوئے کہا۔

"نکل باہر! نائی کا کچھ لگتا۔۔۔" عمر نے اسے کھلے دروازے سے باہر دھکیلا۔

"دوست لگتا ہوں میں تیرا!" ہنستے ہوئے بتایا۔ عمر نے دروازہ اس کے منہ پر بند کیا۔ خیام نے صوفے سے گرے چادر اٹھائی، تہہ کھول کر پیچھے سے دونوں کندھوں پر ڈالی اور جوتا بھی بدلا۔

"عمر! دیکھ کر آ ذرا۔۔۔ باہر سب تیار ہیں میری گرینڈ انٹری کے لئے؟" صوفے پر پھیل کر بیٹھا اور شاہانہ انداز میں پوچھا۔ عمر نے اپنے پیچھے واش روم کا دروازہ بند کیا۔

"ویسے بندے کو اتنا بھی خوش فہم نہیں ہونا چاہیے! تو وہی ہے نا جسے تھوڑی دیر پہلے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ سب باہر اکٹھے کس لئے ہوئے ہیں؟"

"ہونے دے مجھے خوش فہم۔۔۔ تیرا کون سا بل آرہا ہے؟" ایک آئی برو اٹھایا۔ عمر سر نفی میں ہلاتا، باہر کی طرف بڑھا۔ خیام نے اس کے جانے کے بعد اپنا موبائل نکالا، کائنات کو کال ملائی اور فون کان سے لگایا۔

"ہیلو!" کائنات نے دو تین گھنٹیوں کے بعد فون اٹھایا۔

"کدھر ہو؟" خیام نے پوچھا۔

"برائیڈل روم میں!"

"تیار ہو گئی ہو؟"

"ہاں!"

"کیسی لگ رہی ہو؟" اس نے ایک ہاتھ گردن کے پیچھے رکھا اور صوفے پر سر ٹکایا۔

کائنات نے اپنے آپ کو سامنے لگے بڑے سے آئینے میں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"جیسی روز لگتی ہوں ویسی ہی!" کندھے اچکاتے جواب دیا۔

"کیا مطلب روز جیسی؟ آج نکاح ہے ہمارا۔۔۔ تم نے میرا ذرا سا بھی نہ سوچا؟ بھئی مجھے اپنی بیوی سجی سنوری چاہیے!" نروٹھے انداز میں کہتے آخر میں اعلان کیا۔

"اب کیا تمہارے لیے سولہ سنگھار کرتی؟ فرش کی صفائی کرتا لمبا بھاری سا لہنگا پہنتی؟ بھر بھر کے چوڑیاں پہنتی؟ اور من من بھر کی جیولری پہنتی؟" ماتھے پر بل سجائے پوچھا۔

"ہائے۔۔۔ میرے ارمانوں کا بڑی بے دردی سے خون کیا ہے تم نے!" گہری سانس بھر کر مصنوعی افسردگی سے بولا۔

"ہاں تو اپنے ارمانوں کی لسٹ مجھے پہلے ہی بتا دینی تھی تاکہ میں۔۔۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے خیام جلدی سے بولا۔

"تاکہ تم میری خواہش کے مطابق تیار ہوتی؟" پرجوش ہو کر پوچھا۔

"نہیں! تاکہ میں ان چیزوں کو ہاتھ لگانا تو دور ان کی طرف دیکھتی بھی نا۔۔۔ جو

تمہاری خواہشات میں شامل تھیں۔"اس نے خیام کی امیدوں پر پانی پھیرا۔

"اچھا۔۔۔سنو نا؟"سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"سناؤ؟"اکتا کر پوچھا۔

"ہال میں اکٹھے جائیں گے کیا؟"

"کیوں تم اکیلے جانے کا سوچ رہے تھے؟"آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا،حالانکہ وہ اس کے سامنے تو تھا نہیں!

"نہیں میں کنفرم کر رہا تھا۔۔۔تمہارے بغیر گیا تو بابا نے اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ میری شادی ہے مجھے ہی ہال سے باہر پھینکوا دینا تھا!"اس بار تفصیلی جواب دیا۔

"ہائے۔۔۔کاش!"کائنات نے گہری سانس بھر کر خواہش کی۔

"اب تو نہیں جان چھوڑ رہا میں تمہاری۔۔۔جتنا مرضی 'کاش کاش' کر لو!"اب نہ وہ خود پیچھے ہٹ رہا تھا اور نہ ہی اسے پیچھے ہٹنے دینے والا تھا!

"جی میری جان کے عذاب!آ گئی سمجھ مجھے۔"اس کے چیخ کر کہنے پر خیام شاہ نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قہقہہ لگایا۔

"چلو کوئی بات تو ہم میں بھی کپلز والی ہے۔۔۔کیا ہوا اگر نارمل کپلز ایک دوسرے کو صرف 'میری جان' کہتے ہیں، تم مجھے 'میری جان کا عذاب' بھی کہہ سکتی ہو!"

"میرا اس کے علاوہ اور کچھ کہنے کا ارادہ بھی نہیں ہے!"

"اچھا ایک مزے کی بات سنو!" خیّام نے فون میں کہا مگر جواب کائنات کی طرف سے نہیں، اسفر کی طرف سے آیا تھا۔

"بیٹا! پہلے تو ہم سے ایک مزے کی بات سن۔۔۔" خیام نے مڑ کر دیکھا اور اس کی آنکھیں پھیلیں 'عمر کے علاوہ وہ سارے اسے خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔

اس نے جلدی سے فون بند کیا اور کھڑا ہوا۔

"دیکھو بھائی لوگ!" اس نے کہنا چاہا مگر ان کو آستینیں چڑھاتے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر جلدی سے صوفے پر چڑھا اور ہاتھ اٹھا نہیں کر روکا۔ بھاگنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کیونکہ جانتا تھا دو قدم اٹھانے سے پہلے ہی دھر لیا جائے گا!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پہلے بات تو سن لو میری؟"

"سنا!" عالیان نے ہاتھ سینے پر باندھے۔

"بابا نے مجھ سے پوچھے بغیر رشتہ طے کر دیا تھا۔۔۔میں نے انکار کرنے کی بہت کوشش کی لیکن میری کسی نے سنی ہی نہیں اور عمر گواہ ہے مجھے نکاح کا بھی نہیں پتا تھا۔اس لئے میں بالکل بے قصور ہوں!" اپنی صفائی پیش کی۔ان سب نے عمر کو دیکھا، جس نے ہاں میں سر ہلاتے کہا۔

"انکل نے صبح مجھے فون کر کے کہا تھا آج سارا دن خیام کے ساتھ رہنا اور اسے آگے پیچھے نہ ہونے دینا! یہاں آ کر پتا چلا سرپرائز نکاح پلان کیا ہوا ہے انہوں نے اس کا۔"

"تیری طرح کافی انوکھے نکلے ہیں انکل! سرپرائز برتھ ڈے، پارٹی وغیرہ تک تو سنا تھا یہ سرپرائز نکاح کون پلان کرتا ہے؟" شاہ ویز نے پوچھا۔

"چل جگر! آجا نیچے۔۔۔گلے مل یار۔" جاذب نے کہا اور اس کے لیے بازو

پھیلائے۔خیام مسکراتا ہوا نیچے اترا اور اس کے گلے لگا۔

"ویسے مجھے تیرے سے یہ امید نہیں تھی کہ تو بھی باقی سب کی طرح مجھے سنگل چھوڑ کر خود ڈبل ہو جائے گا!" جاذب نے زور سے اسے خود میں بھینچا۔

"تو فکر نہ کر جانی۔۔۔ تیرے لیے بھی کوئی ڈھونڈ لیں گے!" خیام اس سے علیحدہ ہوا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا تیری اور کائنات کی جوڑی خوب سجے گی۔۔۔ مبارک!" شاہ ویز نے اسے گلے مل کر مبارک باد دی۔

"اور میں نے تو ہفتہ پہلے ہی پوسٹ لگا کر مبارک دے دی تھی تجھے؟" عالیان بھی آ کر اس کے گلے لگا۔

"اوئے بے غیرت! تجھے ذرا شرم نہ آئی وہ حرکت کرتے ہوئے؟ شکر ہے کائنات کو کچھ نہیں پتا اور اس کو پتا لگنے سے پہلے ہی وہ پوسٹ ڈیلیٹ کر دے۔" خیام نے اسے دھکا دے کر پیچھے کیا اور اسفر کی طرف بڑھا۔

"تو کچھ نہیں کہے گا؟"اس نے اسفر کی خاموشی محسوس کر کے پوچھا۔

"تو خوش ہے؟"اسفر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا نہیں لگ رہا؟"اس نے سوال کے بدلے میں سوال کیا۔

"اگر تو خوش ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں!"اسفر نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگایا۔

خیام بھی کھل کر مسکرایا۔عمر نے آکر ان دونوں کے گرد ہاتھ پھیلائے۔باقی تینوں کو کسی دعوت نامے کی ضرورت نہیں تھی وہ بھی اس 'گروپ ہگ' کا حصہ بنے۔

"اوئے پیچھے ہٹو۔۔۔سارے کپڑے خراب کر کے رکھ دیئے میرے!"خیام جمگھٹے سے باہر نکلتا بولا۔

"یہ پکڑ تیری جیل!"اسفر نے شاپنگ بیگ اس کی طرف بڑھایا۔

"نہیں چاہیے۔۔۔عمر نائی نے بال سیٹ کر دیے تھے!"وہ بالوں کے اوپر اوپر ہاتھ مارتا بولا۔عمر نے اسے گھورا اور باقی سب ہنسنے لگے۔

"تیرے کام تو وہ آئے، جسے اپنی عزت نہیں پیاری!"عمر اس کی مدد کرنے پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پچھتایا۔حالانکہ وہ جانتا تھا خیام اس سے کبھی بھی کچھ بھی مانگ سکتا ہے اور وہ انکار کر ہی نہیں سکتا!

"بھابھی کہاں ہیں؟"عالیان نے پوچھا۔

"برائیڈل روم میں۔۔۔اسے لے کر ہال میں جانا ہے!"

"ہاں تو پھر چل نا۔۔۔کس بات کا انتظار کر رہا ہے؟"شاویز نے کہا۔

"ایک منٹ۔۔۔سیلفی ہو جائے پہلے؟"جاذب نے موبائل نکالا۔

"میرے فون سے لے کیوں کہ پھر میں مانگتا رہ جاتا ہوں اور تم لوگ مجھے بھیجتے نہیں ہو!"خیام نے شکایت کرتے ہوئے اپنا فون جاذب کو پکڑایا۔

تصویریں لینے کے بعد وہ سب باہر آئے اور خیام کو برائیڈل روم کی طرف بھیجا۔

جاذب ابھی کھینچی تصاویر دیکھ رہا تھا،نیچے سکرول کرتے ہوئے اسے خیام کی اسپین میں لی گئی تصاویر نظر آئیں اور خیام کو گھٹنوں کے بل کائنات کو پھول پیش کرتے دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں۔

"او تیری خیر!" آواز پر باقی سب بھی اس کی طرف پلٹے۔

"کیا ہوا؟" عمر نے پوچھا۔

"بمب تصویریں ہاتھ لگی ہیں!" اس نے موبائل ان کے سامنے کیا۔

"کیا مطلب؟ بغیرت پہلے سے ہی اسے پرپوز کر چکا ہے اور ہمیں ابا میاں والی کہانی سنا کر مطمئن کر رہا ہے؟" عالیان نے تاؤ کھاتے پوچھا۔

"یہ تو اسپین کی تصویر ہے!" اسفر نے جگہ پہچان کر کہا۔

"میرا خیال ہے خود سے کچھ بھی سوچنے سے پہلے ہمیں خیام سے پوچھ لینا چاہیے!" شاویز نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"پوچھیں گے بعد میں۔۔۔پہلے اس کی درگت تو بنا لیں!" اسفر نے کمینی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کیا کرنا ہے؟" عمر نے پوچھا اور اسفر نے ان سب کو اپنی پلاننگ سے آگاہ کیا۔

"ڈن!" جاذب نے ہاتھ رگڑتے، جوش سے کہا۔

ان کی تازہ ترین پلاننگ سے انجان خیام شاہ نے گہری سانس لے کر دروازے پر دستک دی۔اس کا دل 'پتا نہیں کیوں؟' زور زور سے دھڑک رہا تھا۔دروازہ ربیعہ کمال نے کھولا تھا۔

"السلام علیکم! خیام بھائی کیسے ہیں؟" اس نے پوچھا مگر خیام کی نظریں کائنات پر تھیں جو معمول سے کچھ نہیں، بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی!

"خیام بھائی ہوش کی دنیا میں واپس آجائیں؟" ربیعہ نے اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلایا۔

"ہ۔ہوں؟" نظریں کائنات سے ہٹا کر اسے دیکھا۔

"ماشاءاللہ تو بول دیں۔۔۔جتنا گھورا ہے آپ نے اسے نظر لگ جانی ہے!" وہ شرارتی لہجے میں بولی۔

"ماشاءاللہ!" خیام نے اپنی طرف بڑھتی کائنات کو دیکھ کر کہا۔ہاف وائٹ غرارہ کرتی میں ملبوس، سر پر سرخ دوپٹہ اوڑھے، نفاست سے کیے گیے میک اپ اور ہلکی

پھلکی جیولری کے ساتھ وہ خیام کی توقعات سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔اس کے سامنے پہنچ کر کائنات نے گلا کنکھارا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو!" کسی سحر سے نکلتا بولا۔کائنات نے بھی ایک تفصیلی نظر اس پر ڈالی۔سفید شلوار قمیض میں تھا، قمیض کی آستینیں چڑھی ہوئیں اور گرے شال کندھوں پر ڈال رکھی تھی جو اس کی آنکھوں کے رنگ کو اور زیادہ نمایاں کر رہی تھی۔

"تم بھی ٹھیک لگ رہے ہو!"

"شکریہ۔۔۔چلیں؟" مسکراتے ہوئے ہاتھ پیش کیا، جس پر کائنات نے اپنا ہاتھ رکھا۔وہ دونوں آگے چلنے لگے، نیہا اور ربیعہ ان کے پیچھے تھیں۔

ہال کے باہر خیام کے دوست بھی موجود تھے اور فوٹو گرافر بھی۔

ہال کے دروازے کھول دیئے گئے اور پھولوں کی پتیوں نے ان کا استقبال کیا۔خیام اس کا ہاتھ پکڑے اسٹیج کی طرف بڑھا۔سب مہمان اپنے کام چھوڑ کر مہمان

خصوصی یعنی دولہا اور دلہن کی طرف متوجہ تھے۔خیام اور کائنات فوٹو گرافر کو دو چار پوز دے کر صوفے پر بیٹھے۔

"کتنا عجیب ہے سب؟"کائنات نے کیمرے کے لیے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا۔

"کیا عجیب ہے؟پہلی دفعہ شادی اٹینڈ کر رہی ہو؟"اس نے اچٹتی نظر سارے ہال پر دوڑائی۔

"تمہارے نزدیک دوسروں کی شادی اور اپنی شادی اٹینڈ کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے؟"دانت پیستے پوچھا۔

"ہے!ایک فرق ہے۔۔۔دوسروں کی شادی پر میں اکیلا ہی اتنی کوریج لے لیتا ہوں۔اپنی شادی پر تمہارے ساتھ اسپاٹ لائٹ شیئر کرنی پڑ رہی ہے!"

"ہاں!اٹھا کر پھینک دو مجھے اسٹیج سے نیچے اور خود راجہ اندر بن کر بیٹھے رہو!"جل کر کہا،خیام نے قہقہہ لگایا۔

"میم اسمائل پلیز؟" ذرا دیر کے لیے مسکراہٹ غائب ہوئی تو فوٹو گرافر نے حکم جاری کر دیا۔

"کم از کم آج کے دن تو جلنے سے پرہیز کرو! کیوں جل کر اپنا روپ تباہ کر رہی ہو؟"

"خیام سیریئسلی؟ اس کیمرہ مین کو بولو۔۔۔ باقی سب کی تصویریں لے اب۔ میری بس ہو گئی ہے!"

"بس! دو منٹ میں ہی بس ہو گئی ہے؟"

"میں تمہیں برداشت کروں؟ یہ فلیش لائٹ بھی برداشت کروں؟ اور کیا چاہتے ہو کیا کیا برداشت کروں؟" آنکھیں گھماتے پوچھا۔

"سر، میم! آپ کے کافی رینڈم شارٹس ہو گئے ہیں اب آپ اپنی باتیں بعد میں کر لیجئے گا ابھی صرف کیمرے کو پوز دیں!"

کائنات نے دہل کر اور خیّام نے قہقہہ لگا کر فوٹو گرافر کی ہدایت سنی۔

"سوری بیگم! مجھے اپنے پوتے پوتیوں کو اپنی شادی کی بہت ساری تصاویر دکھانی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیں!" خیام نے کہا، جس پر کائنات نے دل ہی دل میں اسے کوسا اور فوٹو گرافر کی ہدایت کے مطابق پوز دیا۔ پھر ان کی جان اس فوٹو گرافر سے تب ہی چھوٹی جب ابراہیم شاہ نکاح خواں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے۔ ارسلان، عالم مرتضی کی وہیل چیئر دھکیلتا کائنات کی طرف آیا۔ اسٹیج زمین سے زیادہ اونچا نہیں رکھا گیا تھا۔ کائنات نے سر جھکایا، عالم مرتضی نے اس کا ماتھا چوما۔ ان کی اجازت پر مولوی صاحب نے خطبہ نکاح شروع کیا۔ میز کے درمیان میں مائیک بھی رکھ دیا گیا تھا، اس لئے ان کی آواز سارے ہال میں پہنچ رہی تھی۔

"مکرمہ کائنات عالم ولد عالم مرتضی آپ کو مکرم خیام شاہ ولد ابراہیم شاہ کے نکاح میں بعوض 25 لاکھ نقد، خیام ولا اور ایک فیکٹری بطور حق مہر دیا جاتا ہے، کیا آپ کو قبول ہے؟" مولوی صاحب نے پوچھا اور حق مہر سن کر خیام شاہ اور کائنات دونوں کی آنکھیں پھیلیں۔

"ایک سیکنڈ! یار بابا یہ سب پہلے میرے نام تو کریں؟" خیام نے کہا، ابراہیم شاہ

ہنسے اور بولے۔

"تمہارے نام ہی تو نہیں کرنا!"

"کیوں؟"سب لوگ منہ کھولے اسٹیج پر ہوتی گفتگو سن رہے تھے۔

"تاکہ تم نہ اسے چھوڑ سکو اور نہ ہمیں!"ابراہیم شاہ نے سنجیدگی سے کہا،ان لوگوں کے قہقہے بلند ہوئے جوان باپ بیٹے کے عجیب وغریب تعلق سے واقف تھے۔

خیام نے ہونٹ سختی سے بند کیے۔مولوی صاحب نے اپنے الفاظ دوبارہ دہرائے۔

"قبول ہے!"کائنات نے عالم مرتضی کے اشارے پر جواب دیا۔

"خیام شاہ ولد ابراہیم شاہ آپ کے نکاح میں کائنات عالم ولد عالم مرتضی کو بعوض 25لاکھ نقد،خیام ولا اور ایک فیکٹری بطور حق مہر دیا جاتا ہے،کیا آپ کو قبول ہے؟"

"قبول ہے!حالانکہ حق مہر میری اوقات سے بہت باہر ہے۔۔۔"ابراہیم شاہ کی گھوری پر جلدی سے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مذاق کر رہا تھا۔۔۔اصل والا قبول ہے!" دوسری بار شرافت سے بولا۔مولوی صاحب نے بھی شکرادا کیا،ایسے زبان دراز دولہے سے شاید پہلی بار سابقہ پڑا تھا۔ انہوں نے نکاح نامہ کائنات کی طرف بڑھایا۔فوٹو گرافر پھر سے اس کے سر پر کھڑا ہو گیا تھا۔

"میم اوپر دیکھیں!" وہ دستخط کر رہی تھی جب اس آواز پر اندر سے زچ ہوتے اور باہر سے مسکراتے ہوئے کیمرے میں دیکھا۔اس کے بعد عالم مرتضی نے بطور ولی اور ارسلان،فرحان نے بطور گواہ دستخط کیے۔خیام کی طرف سے گواہی عمر اور شاویز نے دی تھی۔آخر میں مولوی صاحب نے دعا کروائی۔عالم مرتضی نے آنکھوں کی نمی چھپاتے کائنات کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بہت مبارک ہو عالم بھائی!" ابراہیم شاہ جھک کر ان کے گلے ملے۔

"تمہیں بھی ابراہیم!"

ان کے بعد خیام شاہ بھی اسٹیج پر موجود لوگوں سے ایک ایک کر کے ملا۔مولوی

صاحب، عالم مرتضی اور ابراہیم شاہ کے اسٹیج سے ہٹتے ہی وہ پانچوں کے پانچوں خیام تک پہنچے۔

"بہت مبارک جانی!" سب باری باری اس کے گلے ملے۔

"آپ کو بھی بھابھی!" کائنات کو بھی سب نے علیحدہ علیحدہ مبارک دی۔ وہ ساتھ بیٹھی نیہا کی طرف متوجہ تھی، کسی کے مخاطب کرنے پر مسکراہٹ کے ساتھ شکریہ کہہ دیتی۔ ہاں جب عالیان نے مبارک دی۔۔۔ تب اس سے مسکرایا نہیں گیا تھا!

"خیام شاہ!" اس نے عالیان کو گھورتے ساتھ بیٹھے خیام کو پکارا۔

"کیا ہوا؟"

"اپنے اس والے دوست سے کہو مجھے اپنی شکل نہ دکھائے!"

"ہیں؟ ہیں؟ ہیں؟ بھابھی میں نے کیا کیا ہے؟" عالیان نے حیرت سے پوچھا۔

"زیادہ کچھ نہیں۔۔۔ بس میری اجازت کے بغیر میری تصویر فیس بک پر پوسٹ کی تھی۔ ویدداکیپشن: خوش آمدید بھابھی!"

www.novelsclubb.com

"اوہ!" عالیان نے ہونٹ سکیڑے خیام کو دیکھا، جس کے چہرے پر بھی حیرت رقم تھی۔

"معاف کر دیں بھابھی! مذاق تھا چھوٹا سا۔۔۔" اس نے کان کھجاتے شرمندگی سے کہا، باقی سب کی ہنسی بس نکلنے ہی والی تھی۔

"ہاں یار کائنات! دیور سمجھ کر معاف کر دو۔۔۔ اگلی دفعہ اس نے ایسی کوئی حرکت کی تو میں دیکھ لوں گا!" خیام بھی بولا اور بس ان سب کے قہقہوں کو باہر کا رستہ مل گیا تھا۔ کائنات نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"ان دونوں کو چھوڑ کر باقی واقعی میرے دیور ہیں!" اس نے اسفر اور عالیان کی طرف اشارہ کیا۔ جو اتفاق سے ساتھ ساتھ ہی کھڑے تھے۔

"کیوں؟" خیام نے بھی ان دونوں کی طرح اپنے ماتھے پر بل ڈالے۔ باقی سب انہماک سے سن رہے تھے۔

"کیوں کہ ان صاحب (اسفر کی طرف اشارہ کیا) کو میں بالکل نہیں پسند اور ان

صاحب (عالیان) کو میں بطور بھابھی کچھ زیادہ ہی پسند ہوں!" اس کے ٹھیک تجزیے پر اسفر اور عالیان کے علاوہ سب ہی ہنسے۔

"نہیں! اب تو بھابھی ہو گئی ہیں آپ۔۔۔اب کیسی ناپسندیدگی؟" اسفر نے کندھے اچکاتے کہا۔

"اور میری فیورٹ بھابھی آپ اس لیے ہیں کیونکہ مجھے پتا ہے۔۔۔آپ نے صحیح خیام شاہ کے نکیل ڈال کر رکھنی ہے!" عالیان نے بالوں میں ہاتھ چلاتے وضاحت پیش کی۔

"چل اوئے۔۔۔کس میں اتنی جرات؟" خیّام نے سینہ ٹھونکا۔

"ہماری بنورانی میں!" نیہا نے کائنات کا دوپٹہ ٹھیک کرتے جواب دیا۔اس کے کمینے دوستوں نے کائنات کے ساتھ مل کر قہقہہ لگایا۔

"کائنات! تعارف نہیں کروایا یار؟" خیام شاہ نے اپنی بے عزتی کو صریحاً نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ نیہا ہے۔۔۔میری بیسٹ فرینڈ!"

"نائس ٹو میٹ یو! نیہا آپ سنگل ہیں؟"اس کے سیدھا اتنا ذاتی سوال کرنے پر کائنات نے اسے گھورا۔

"کیوں پوچھ رہے ہیں؟ بندہ کم از کم اپنی شادی کے دن تو ٹھرک جھاڑنے سے گریز کرتا ہے!"نیہا نے منہ بناتے کہا۔

"اوہ۔۔۔ہارڈ!"عالیان نے دل پر ہاتھ رکھ کر خیام کی سخت بے عزتی پر افسوس کیا۔

"اپنے لئے تھوڑی پوچھ رہا ہوں! یہ اپنا ایک دوست سنگل رہ گیا ہے اور مجھے اس کی بڑی فکر ہو رہی ہے۔۔۔اوئے جازی؟ کدھر گیا ہے؟"خیام نے جاذب کی تلاش میں دائیں بائیں دیکھا۔

"معذرت کے ساتھ میری منگنی ہو چکی ہے!"نیہا نے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی پر پہنی انگوٹھی انہیں دکھائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ جاذب کدھر ہے؟"خیام نے مشکوک ہو کر پوچھا۔

"ادھر ہی کہیں ہو گا۔۔۔آجاتا ہے!"عمر نے عام سے انداز میں کہا۔

"اچھا میرا موبائل تھا اس کے پاس شاید؟"اس نے جیبیں تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اسی وقت لاؤڈ اسپیکر میں تھوڑی کھڑ کھڑاہٹ کے بعد جاذب کی آواز گونجی۔

"گڈ آفٹر نون لیڈیز اینڈ جینٹلمین! خاکسار کا نام جاذب علی ہے اور میں آج کے مہمان خصوصی، ہمارے دولہا صاحب یعنی خیام شاہ کا دوست ہوں۔"

"یہ وہاں کیا کر رہا ہے؟"خیام نے پراجیکٹر کی سکرین کے سامنے ہاتھ میں مائیک لیے کھڑے جاذب کو دیکھ کر ان سب سے پوچھا۔وہ سب آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے تھے۔

"پتہ نہیں!خود ہی دیکھ لے۔۔۔"عمر نے کندھے اچکاتے کہا اور ان کو کھسکنے کا اشارہ کیا۔

"رکو بے غیرتو!کدھر جارہے ہو؟"اپنی شادی نہ ہوتی تو چلا کر ان سے مخاطب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوتا۔اب بھی مہمانوں کے خیال سے آواز نیچی رکھی تھی اور وہ اسے،اس کی آواز سمیت نظرانداز کرتے خالی میز کی طرف بڑھے۔

"امید ہے آپ سب اس شاندار تقریب سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے !اور سوچ رہے ہوں گے کہ یہ اب کیا بونگیاں مارنے والا ہے؟تو فکر مت کریں کوئی بونگی مارے بغیر اصل مدعے کی طرف آتا ہوں۔۔۔میری طرح اور کون کون یہ جاننا چاہتا ہے کہ خیام شاہ جیسا آدمی شادی کیوں کر رہا ہے؟اور وہ بھی پیار کی شادی؟"جاذب علی نے فنکاری کی حد کر دی تھی۔

"جی ہاں !آپ کے کان نہیں بج رہے۔۔۔یہ لو میرج ہے اور اس کا یقین آپ کو یہ تصاویر دیکھ کر آجائے گا۔۔۔ناو!"اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور پروجیکٹر پر خیام شاہ اور کائنات کی اسپین کی تصاویر چلنے لگیں۔جن میں وہ ایک گھٹنا ٹیکے کائنات کو پھول پیش کر رہا تھا۔

"?Aww... aren't they the sweetest"

اگلی تصویر پر جاذب نے پیار سے کہا۔ تصویر میں ان دونوں کے ماتھے جڑے تھے اور خیام نے کائنات کے پھول پکڑے ہاتھ تھام رکھے تھے۔

خیام نے جواباً ہتھیلی پھیلا کر اپنے چہرے پر ماری۔ کائنات غصے سے تلملاتی اسے اور جاذب کو دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم شاہ جلدی سے اس کے پاس آئے۔ پروجیکٹر پر اب تیس سیکنڈ کی ویڈیو چل رہی تھی اور خیام کی آواز اسپیکروں میں گونج رہی تھی۔

"اللہ نے چن کر دنیا کی بے غیرت ترین اولاد دی ہے اور پھر اس اولاد کو بے غیرت ترین دوست دیے ہیں!" انہوں نے آتے ہی اس پر چڑھائی کی۔

"یار بابا! مہمانوں کا ہی خیال کر لیں کچھ؟"

"واہ! انہی مہمانوں کے سامنے تماشا لگوا کر مجھے ان کا خیال کرنے کا کہہ رہے ہو؟ اور جب پہلے سے ہی سب طے کر لیا تھا۔۔۔ تو میرے سامنے اتنے ڈرامے کس خوشی میں کر رہے تھے؟ ادھر میں سوچ رہا تھا۔۔۔ خیر ہو؟ صاحبزادے اتنی آسانی سے میری بات کیسے مان گئے؟" وہ بغیر اس کی سنے بولے جا رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لو جی۔۔۔ نیا کھڑاک! اب سب کے نزدیک یہ لو میرج ثابت ہو چکی تھی۔

کائنات نے خاموشی سے اپنی طرف دیکھتے عالم مرتضی کی سوالیہ نظروں سے نظریں چرائیں۔

"خدا تمہیں غارت کرے خیام شاہ!" وہ دبی آواز میں غرائی۔

"اور کیا دیکھنا رہ گیا ہے پیچھے؟" ابراہیم شاہ نے پوچھا۔ خیام کے منہ کھولنے سے پہلے جاذب بولا۔

"آپ سب کو بھی میری طرح یقین نہیں آ رہا ہو گا کہ یہ سچ ہے؟ ہے نا؟ ویل اب جو میں آپ کو بتانے والا ہوں اس کے بعد ضرور یقین آ جائے گا۔۔۔ کہ ہمارے خیام شاہ کو واقعی پیار ہو گیا ہے اور اس کا ثبوت یہ اگلی تصاویر ہیں، نیکسٹ پلیز!" اس نے مسکراتے ہوئے اشارہ کیا، خیام اور کائنات کی ماڈلنگ کے شوٹ کے دوران کی تصاویر چلنے لگیں جن میں فوٹو گرافر کو بڑی مہارت سے فوٹو شاپ کر کے باہر نکال دیا گیا تھا۔

"ہمارے خیام بھائی ہماری بھابھی کو امپریس کرنے کے لئے۔۔۔یعنی صرف اور صرف ان کی خاطر اپنا ناپسندیدہ ترین کام یعنی ماڈلنگ بھی کر چکے ہیں! اب تو آپ لوگوں کو یقین آچکا ہو گا کہ سچی محبت ابھی اگزسٹ کرتی ہے۔ بھئی میں تو ایمان لے آیا ان کی محبت پر!"

جاذب نے داد دیتے لہجے میں اپنی بات ختم کی اور اسفر، عالیان وغیرہ نے تالیاں بجا کر حاضرین محفل کو بھی تالیاں بجانے پر مجبور کیا۔

ابراہیم شاہ نے بے یقینی سے اپنی سب سے چھوٹی اولاد کو دیکھا۔

"بابا! گہرے گہرے سانس لیں۔۔۔پانی منگواؤں آپ کے لئے؟" خیام کو پتا تھا ابھی وہ غصے سے پھٹ جائیں گے اس لیے انہیں ہاتھ سے ہوا دیتا بولا۔ ابراہیم شاہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"نکمی، دو نمبر اولاد! بس اسی در کی خاک کھانی رہ گئی تھی اور تو نے کہا کیوں نہیں؟ میں غوطے دلواتا ہوں آپ کو اس خاک میں!" ابراہیم شاہ کا بس نہیں چل رہا

تھا۔۔۔کیا کردیں؟

"بابا! ساری غلطی آپ کی ہے۔۔۔مجھے مت کوسیں۔ کس نے کہا تھا مجھے بتائے بغیر نکاح رکھیں؟" خیام کے پاس سارا الزام ان کے سر ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

"کیا مطلب تمہیں بتائے بغیر نکاح؟" کائنات نے غصے اور حیرت سے پوچھا۔

"ابھی میں نے نہیں بتایا تھا تو یہ تماشا لگایا ہے تم نے۔۔۔اگر بتا دیتا تو مجھے نہیں معلوم تم کیا کرتے؟" ابراہیم شاہ نے ماتھا مسلتے کہا اور اسے چھوڑ کر اسٹیج سے اترے۔ خیام شاہ نے ان کے سر میں درد کر دی تھی۔

"پہلے میرا ارادہ صرف تمہارے قتل کا تھا لیکن اب تمہارے دوست بھی اس لسٹ میں شامل ہوتے جا رہے ہیں!" کائنات تقریبا چلائی، اب وہ اس پر آزادی سے چلا سکتی تھی کیوں کہ اس نے نیہا کو بھی اسٹیج سے نیچے بھیج دیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے بیوی؟ کان کا پردہ پھاڑو گی کیا؟" اس نے آنکھیں گھماتے، صوفے

سے ٹیک لگائی۔ نظریں اپنے دوستوں پر تھیں جو اٹھ اٹھ کر جاذب کا کندھا ٹھونک کر اس کی پذیرائی کر رہے تھے۔ اتنی دور سے بھی وہ جانتا تھا اس میز پر کیا ہو رہا ہے۔۔۔ خیر چھوڑنے والا تو وہ بھی نہیں تھا!

"ابھی تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔۔۔ کیا ہو گیا ہے؟ اور خبردار تم نے مجھے بیوی کہا تو! ابھی سے پچھتاوا ہو رہا مجھے۔۔۔۔ قسم سے!" کائنات نے گود میں رکھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔

"ٹیک اٹ ایزی! بیوی ہو تو اب بیوی ہی کہوں گا نا؟ اور ایک طرح سے دیکھو تو اچھا ہی ہوا ہے جو ہوا ہے!" اب بھی لاپرواہی سے بولا۔

"کیا اچھا ہوا ہے؟ سمجھانا ذرا؟" آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔

"میرے خیال سے اب گھر والے ہماری ٹوہ میں نہیں رہیں گے۔۔۔ ان کو پتا ہے لو میرج ہے۔ کوئی پنگا ہو گیا تو دخل بھی نہیں دیں گے اور ہم سکون سے اپنی زندگی گزاریں گے!" اس نے اپنی طرف سے مثبت پہلو اجاگر کیا۔۔۔ جو ایسا کوئی خاص

غلط بھی نہیں تھا!

"اف! میں پاپا کو کیا کہوں گی؟" اسے عالم مرتضی کے علاوہ اور کسی کی پروا بھی نہیں تھی۔

"کہہ دینا اگر پہلے بتا دیتے تو ابراہیم انکل نہیں مانتے اور ابھی ان کے سامنے ہی تو بابا غصہ کر کے گئے ہیں!" کندھے اچکائے۔

"ہر بات کا جواب ہوتا ہے تمہارے پاس؟" کائنات نے تنگ آ کر پوچھا۔

"اب سوال پوچھو گی تو جواب تو دوں گا نا؟" اکتا کر پوچھا۔

"ایک اور مہربانی کرو مجھ پر؟" کائنات نے سامنے دیکھا، جہاں کھانا لگ رہا تھا۔

"کیا؟"

"دوبارہ اپنا منہ مت کھولنا!" زہر خند لہجے میں بولی۔

"جو حکم!" سر ہلاتے کہا اور ہونٹ سی لیے۔

"ایک سیکنڈ؟" خیام نے فوراً رخ اس کی طرف موڑا۔

"کیا منہ کھول سکتا ہوں؟"

"کیوں؟" کائنات انتہا کی زچ ہوئی۔

"کھانا کھانے کے لئے!" وہ اپنے کھانے پر کوئی سمجھوتا نہیں کر سکتا تھا۔

"اف!" کائنات نے آنکھیں نکالیں اور جواب دیئے بغیر سامنے دیکھنے لگی۔

◇◇◇◇

"او دلہن صاحبہ! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" بلقیس بانو نے چولہے کے پاس کھڑی کائنات کو دیکھ کر طنزیہ پوچھا۔

مغرب سے پہلے پہلے سب بینکوئیٹ ھال سے گھر واپس آ چکے تھے اور اب رات کے پونے گیارہ بجے اپنے کمروں میں تھے۔ بلقیس بانو پانی لینے کی نیت سے باورچی خانے میں آئی تھیں۔

"چچی میرے پاس آپ کی فضولیات کے لئے بالکل وقت نہیں ہے!" اس نے دو کپ شیلف سے نکال کر رکھے اور ساس پین سے ان میں چائے چھاننے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اور میرے پاس تو جیسے تمہارے ڈراموں کے لئے وقت ہی وقت ہے!" پانی کی بوتل اور گلاس لے کر جانے لگیں، پھر کچھ یاد آنے پر ٹھٹھک کر رکیں۔

"تمہاری نظر شروع سے ہی ابراہیم شاہ کے بیٹے پر تھی۔ چلو میرا تجسس تو ختم ہوا!" پر سکون سانس لے کر کہا، جیسے کتنی بڑی الجھن سلجھ گئی تھی۔

آج جو کچھ دیکھنے کو ملا تھا وہ اس پر بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھیں۔ مگر خیر۔۔۔ پھر کبھی سہی!

"چچی!" کائنات کی تنبیہی آواز بلند تھی، اس نے خالی ساس پین آواز کے ساتھ چولہے پر رکھا۔ بلقیس بانو طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ چلی گئیں۔

کائنات نے گہرے سانس لے کر غصہ کم کیا اور ٹرے میں دونوں کپ رکھے، پھر عالم مرتضی کے کمرے کا رخ کیا۔ دروازے پر دستک دے کر کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ عالم مرتضی بستر پر بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ ارسلان، فرحان اور حیدر ابھی ابھی ان کے پاس سے اٹھ کر گئے تھے۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور اپنا کپ لے

کر صوفے پر بیٹھی ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

انہوں نے سلام پھیر کر تسبیح پکڑ لی اور بستر سے ٹیک لگا کر بیٹھے۔ پھر تسبیح پڑھ کر میز پر رکھی اور چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا۔

"کہو میں سن رہا ہوں!" عالم مرتضیٰ کو اندازہ تھا کہ وہ کس لیے یہاں بیٹھی ہے۔

"وہ تصاویر۔۔۔" کائنات نے بہت دفعہ الفاظ ذہن میں ترتیب دیے تھے لیکن کہتے ہوئے مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"اسپین کی تھیں۔۔۔ میں جگہ پہچان چکا ہوں! آگے بولو۔"

"جس دن میں اسپین پہنچی اس دن کی تھیں۔ آپ کو یاد ہو گا میں اور آپ ویڈیو کال پر تھے اور ڈیزیز کا ذکر چل رہا تھا؟" وہ ان کا ردعمل دیکھنے کے لیے رکی۔

عالم مرتضیٰ نے سر ہلا کر بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

"خیام وہیں پر تھا اور راڈریگو سے میری جان چھڑوانے کے لیے اس نے وہ ڈرامہ کیا تھا۔۔۔ کوئی پیار ویار نہیں تھا! ہم دونوں اس دن پہلی بار ملے تھے۔" نظریں ہاتھ

میں پکڑے کپ پر تھیں۔

ہاں! عالم مرتضی اسے ہی غور سے دیکھ رہے تھے۔

"اور ماڈلنگ؟" سوال پر کائنات نے ایک نظر انہیں دیکھا۔

"میں اپنی موجودگی میں ہی ایڈورٹائزمنٹ بنوانا چاہتی تھی اور ہمارے کام کے ماڈلز کی ڈیٹس اویل ایبل نہیں تھیں۔اس لیے خیام کو آفر کی تھی، جو اس نے قبول کر لی!" آخر میں معمولی سے کندھے اچکائے۔

"اتنے بڑے بارسیلونا میں تم نے اسے کہاں سے ڈھونڈا؟" عالم مرتضی نے کپ خالی کر کے دوبارہ ٹرے میں رکھا۔

"ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔۔۔ہم ایک ہی ہوٹل میں رہ رہے تھے!"

کائنات نے دو گھونٹ کے علاوہ چائے نہیں پی تھی۔ گرم مشروب اس کی ٹھنڈی انگلیوں کو اپنی گرمائش دیتا خود ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

"اتفاقاً؟" وہ ساری تصاویر اگر بھرے مجمعے میں نہ چلی ہوتیں تو عالم مرتضی اتنی

تفتیش ہرگز نہ کرتے۔

"یہی سچ ہے جو میں نے آپ کو بتادیا ہے!" سر ہلاتے جواب دیا۔

وہ ان کی فکر اور تشویش اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ بلقیس بانو کے ساتھ ساتھ اور بہت سے لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع مل گیا تھا۔ عالم مرتضیٰ تو یوں بھی اس کے لئے معمولی باتوں پر پریشان ہو جاتے تھے۔

"ٹھیک ہے!" انہوں نے اپنے پیچھے تکیے درست کیے۔

"سو جاؤ اب تم بھی۔۔۔ کافی رات ہو گئی ہے!" اسے بول کر بستر پر دراز ہو گئے۔

کائنات نے اٹھ کر ٹرے پکڑی اور "شب بخیر" کہہ کر ان کے کمرے سے جانے لگی۔

"کائنات تمہیں معلوم ہے نا تمہارا باپ تنگ نظر نہیں ہے لیکن دوسروں کی تنگ نظری کو نظرانداز بھی نہیں کر سکتا! مجھے یقین ہے اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔۔۔" عالم مرتضی آنکھیں بند کیے بولے۔ کائنات مسکراتے لبوں اور

جھلملاتی آنکھوں کے ساتھ پلٹی،ان کے بستر تک آئی اور جھک کر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوما۔

"آج جہاں ہوں صرف اور صرف آپ کے یقین کی وجہ سے ہوں!" آنکھوں میں آئے آنسو اس کی قوت گویائی کو کمزور کر رہے تھے۔عالم مرتضی نے مسکراتے ہوئے اس کا رخسار تھپکا۔

"اور میرا یقین ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا!"

"پھر مجھے کوئی چیز نہیں روک سکتی! شکریہ پاپا۔"

"کس لیے؟"

"اس یقین کے لیے جو آپ نے ہمیشہ مجھ پر کیا!" ایک آنسو آنکھ سے رخسار پر گرا، جسے اس نے فوراً صاف کر ڈالا۔

ماں باپ کا یقین آپ کو یوں ہی خوشی کے آنسو رلاتا ہے! اس کے لئے عالم مرتضی ہر چیز،ہر بات حتی کہ اس کی ہر سانس سے زیادہ قیمتی تھے۔اس کا بس نہ چلتا تھا ورنہ

وہ ان کی ساری تکالیف خود پر لے لیتی۔۔۔جسمانی بھی اور دل کی بھی!

••••

"کتنے بجے کی فلائیٹ ہے؟" جاذب نے عالیان سے پوچھا۔عالیان نے تنگ آ کر اپنا ٹکٹ اسے پکڑا دیا۔گاڑی میں اور ائیر پورٹ پہنچنے کے بعد بھی تقریباً وہ سب ہی اس سے یہ سوال پوچھ چکے تھے۔ہاں! جاذب رہ گیا تھا، جس نے اب پوچھ لیا۔

"اوئے! اتنا کیوں او کھا ہو رہا ہے؟" جاذب نے بھنویں اچکاتے تعجب کیا۔

"دماغ خراب ہے میرا اس لیے!" وہ بولا۔

"سو فیصد درست!" خیام نے کہا۔اسفر نے موبائل سے سر اٹھا کر قہقہہ لگایا۔عمر اور شاویز کسی بھی قریبی کیفے سے کھانے پینے کا انتظام کرنے گئے تھے۔

عالیان کل کھانے کے دوران ان سے اپنی فلائٹ کا ذکر کر بیٹھا تھا اور وہ سب اسے جہاز پر بٹھانے آئے تھے۔اب وہ ویٹنگ ایریا کی کرسیوں پر آڑے ترچھے پڑے تھے۔ان کو تو بس مل بیٹھنے کا بہانہ چاہیے ہوتا تھا۔

"یہ عمر اور شاویز ناشتہ خود بنانے بیٹھ گئے ہیں؟" اسفر گھر سے بغیر کچھ کھائے پیئے نکل آیا تھا اور اب دن کے گیارہ بجے اسے بھوک خوب اچھی طرح تنگ کر رہی تھی۔

"حوصلہ رکھ! آجاتے ہیں۔" خیام نے اٹھتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر سر سے اوپر بلند کر کے کھینچے، گردن بھی دائیں بائیں گھمائی۔ ہڈیاں چٹخنے کی ہلکی سی آواز آئی۔ وہ سستی دور کرنے کے لئے سٹریچنگ کرنے لگا۔

"بھائی! وہ اورینج ٹاپ والی کب سے لائن دے رہی ہے۔۔۔" جاذب نے اس کے ساتھ کھڑے ہوتے آہستہ آواز میں کہا۔ خیام شاہ کا سارا دھیان اپنی سٹریچنگ پر تھا۔

"کہاں؟" سید ھا دیکھتے، بغیر چونکے پوچھا۔

"ایٹ یور فائیو!" اس نے گھڑی کے مطابق سمت بتائی۔ اب اتنی ہالی ووڈ موویز تو دیکھ ہی رکھی تھیں کہ اپنی بات آپس میں بغیر اشارہ بازی اور دوسروں کی نظروں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں آئے پہنچا دیتے تھے۔

خیام نے سرسری نظر ڈالی اور دوپل کے لئے اس کی نظر اورنج ٹاپ والی سے ملی، جس نے خیام کو دیکھ کر مسکراہٹ پیش کی۔

"نہیں یار! میری ٹائپ کی نہیں ہے اور شرم کرا بھی میرے نکاح کو 24 گھنٹے بھی نہیں ہوئے!" خیام سارا کا سارا جاذب کی طرف مڑا۔

"مبارک ہو! تو پاس ہو گیا۔۔۔ میں تو بھابھی سے تیری loyalty چیک کر رہا تھا۔" جاذب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ! وہ کل کی آئی بھابھی تجھے مجھ سے زیادہ پیاری ہو گئی ہے؟ حالانکہ کل بھرے مجمع میں تو نے اپنے بھائی اور بھابھی کی عزت کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکالا تھا!"

خیام نے اپنا ہاتھ زور سے اس کے کندھے پر رکھا اور وزن ڈالا۔

"کونسی عزت؟ اپنی تو تو بات ہی مت کر۔ ہاں! بھابھی کے ساتھ تھوڑی زیادتی ہو گئی۔۔۔ میں معافی مانگ لوں گا!" کندھے اچکائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوئے بے وقوفو! تم لوگوں نے اسے سمجھا کیا ہوا ہے؟ ہر دفعہ کوئی نیا پنگا کرو گے، معافی مانگو گے اور وہ معاف کر دے گی؟" سنجیدہ ہو کر پوچھا۔ کائنات عالم کس بلا کا نام ہے۔۔۔ وہ جانتا تھا۔ اس کے دوست نہیں جانتے تھے اور وہ اس کی بیوی کو بہت ہلکا لے رہے تھے۔

" She thinks I'm cute and I think she'll

forgive me!"

جاذب نے بے پروائی سے کہا۔

"اتنا ہی کوئی غلط سوچ رہا ہے نا تو! وہ اپنے ساتھ مذاق کرنے والے کو سود سمیت بدلہ چکاتی ہے۔۔۔ معافی والا کیڑا اس میں کوئی نہیں ہے!" اس کے سچ بیان کرنے جاذب نے قہقہہ لگایا۔

"کیا بدلہ لیا ہے بھابھی نے تیرے سے؟"

"میں نے اس کی گاڑی کا ٹائر پنکچر کیا تھا، اس نے جواباً میری ساری گاڑی پر اسکریچ

ڈال دیے تھے!" خیام کو ابھی تک اپنی گاڑی کے انجام پر افسوس تھا۔

"نو وے! اپنی بلیک بیوٹی کی وہ حالت کائنات نے کی تھی؟" اسفر نے فون بند کر کے ساری توجہ خیام پر کی۔

وہ اس کے ساتھ گاڑی بنوانے گیا تھا اور اس کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔

"ہاں! اور کائنات کیا ہوتا ہے بے غیرت؟ بھابھی بول۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"اب مجھے فکر ہو رہی ہے! اگر تو پہلے ہی سب کچھ بتا دیتا تو وہ سب ہوتا ہی نا۔۔۔ تجھے بھی باتیں چھپا کر اپنے اندر رکھنے کی عادت ہے!" جاذب نے شکوہ کیا۔

"مجھے بھی آڑے ہاتھوں لیا تھا بھابھی نے! اب ہر کوئی میری رمشہ کی طرح معصوم تو نہیں ہوتا، جو تم جیسے گدھوں کی حرکتوں کو پلک جھپکتے معاف کر دیتی ہے۔۔۔ خاص کر تجھے خیام شاہ!" عالیان نے بھی آنکھیں کھول کر اپنے پاس ہوتی گفتگو میں دلچسپی لی۔

"واقعی! معصوم بیوی ملنا اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔۔۔اس لئے میرا مشورہ ہے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہا کر۔" خیام دکھ سے بولا، جیسے اسے پتا نہیں دنیا کی چلتر باز ترین بیوی ملی تھی۔

"کس بات پر؟" عمر نے شاپر کرسی پر رکھتے پوچھا۔وہ خیام بھی بات آخر سے ہی سن سکا تھا۔اسفر نے فوراً شاپر سے ڈبے باہر نکالے اور ڈبے سے سینڈوچ نکال کر منہ میں رکھا۔

"کسی بات پر نہیں!" خیام نے بھی جلدی سے ڈبہ پکڑا اور کھانے لگا۔

"بھکڑ سدا کے!" عمر نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔خیام نے جواباً دانت نکالے۔

"باس! لڑکی ابھی بھی گھور رہی ہے۔۔۔میں کہتا ہوں سوچ لو؟" جاذب نے بھرے ہوئے منہ کے ساتھ اطلاع دی۔

"کون سی لڑکی؟" شاویز اپنی کافی کے گھونٹ بھرتا بولا۔

"مجھے نہیں میرے ہاتھ میں موجود رزق کو گھور رہی ہے۔۔۔یار اس کو اگر بھوک لگی ہے تو آ کر لے جائے۔میں منع تو نہیں کروں گا!"وہ اس لڑکی کو ذرا برابر اہمیت بھی نہیں دینے والا تھا۔

"ہے کون ؟"عمر نے پوچھا۔جاذب نے اس لڑکی کی سمت بتاتے ہوئے کہا۔

"یار تم لوگوں کو پتا تو ہے !اس کی شکل دیکھ کر سب لڑکیاں گوڈے گوڈے اس کے عشق میں ڈوب جاتی ہیں اور جیسے ہی یہ منہ کھول کر اپنا اصل ان کو دکھاتا ہے سارا عشق فنٹیک سے فر!"اس نے ہاتھوں سے اڑنے کا اشارہ بھی کیا۔

خیام شاہ بھرے ہوئے منہ کے ساتھ جتنا ہنس سکتا تھا،اتنا ہنسا۔جاذب نے سو فیصد حقیقت بیان کی تھی۔

"ادھر آرہی ہے !"اسفر نے دور سے اس لڑکی کو آتے دیکھا اور سکون سے بتا کر ہاتھ اگلے سینڈوچ کی طرف بڑھایا۔

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔کم سے کم الفاظ میں چلتا کریں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے!"عمر نے حفظ ماتقدم کے طور پر کہا۔

کیونکہ اس کی تیز گام ایک دفعہ چل پڑتی تو پھر اسے روکنا تھوڑا مشکل ہو جاتا تھا۔

"تو فکر نہ کر جانی! اس بار بہت اچھا پلان ہے میرے پاس۔۔۔" خیام نے سینڈوچ کا آخری ٹکڑا ابھی اپنے منہ میں رکھا اور دو چار ٹشو اٹھا کر ہاتھ اور منہ صاف کیا۔

"...Hello! I'm Akasha"

عکاشہ نے خوبصورتی سے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ خیام کے سامنے کیا۔

Hello to you too! Sorry I've been eating. "

"!My hands are not at all clean

خیام نے ہاتھ اچھی طرح صاف کر کے ٹیشو واپس شاپر میں پھینکا۔عکاشہ کی مسکراہٹ پھیکی پڑی،اس نے شرمندہ ہو کر ہاتھ واپس کھینچا۔جاذب،خیام کے بالکل ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔اس نے اپنے قہقہے کا دم بڑی مشکل سے گھونٹا۔باقی سب نے کسی نہ کسی طرح اپنے قہقہوں کو چھپالیا تھا۔

"?So... how are you? What's your name"

عکاشہ اتنی جلدی ہمت ہارنے والی نہیں تھی۔

Just leave the 'how are yous' and 'how do "

"!you dos' ... come to the point Akasha

ہوڈ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ٹیک لگاتا بولا۔

"ٹھیک ہے!"عکاشہ نے ایک ہاتھ سے بال کان کے پیچھے اڑسے اور ہاتھ سینے پر باندھے۔

"میں کافی دیر سے تمہیں نوٹ کر رہی تھی اور۔۔۔"

"کیوں؟ کرنے کے لئے کوئی اور کام نہیں تھا کیا؟"خیام نے اس کی بات کاٹ کر پوچھا۔

وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔یہ واقعی اسے یعنی عکاشہ ناصر بٹ کو کہا گیا تھا؟ جس کی خوبصورتی اکثر بڑے بڑوں کو چپ لگوا دیا کرتی تھی!

"تم کچھ کہہ رہی تھی؟"اس کی مسلسل خاموشی پر اکتا کر پوچھا۔

عکاشہ نے یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ وہ اسے ابھی جانتا نہیں تھا۔

"میں کہہ رہی تھی کہ تم مجھے پسند آئے ہو اور مجھے لگتا ہے ہم دونوں کے درمیان کچھ ہو سکتا ہے!"اس بار پورے اعتماد سے مسکراتے ہوئے کہا۔

خیام کے علاوہ وہ سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔خیر یہ پہلی دفعہ ہوا تھا کہ کوئی لڑکی سیدھا آکر اپنی پسند بتا رہی تھی۔

"کیا کچھ؟"خیام نے مختصر قہقہے کے بعد پوچھا۔

"پیار، محبت، عشق!"اس نے بالوں کی لٹ سے کھیلتے،اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

خیام شاہ نے اس بار طویل قہقہہ لگایا، جس نے ان سب کو محظوظ اور عکاشہ کو زچ کیا تھا۔

"بہت معذرت بی بی! پر تم تھوڑی لیٹ ہو چکی ہو۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا مطلب ؟" عکاشہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔ خیام نے جھک کر سرگوشی میں جاذب سے پوچھا۔

"میرا نکاح کل کتنے بجے ہوا تھا؟"

"تین بیس پر۔۔۔آئی گیس !" اس نے یاد کر کے بتایا۔ خیام سر ہلاتا سیدھا ہوا۔

"مطلب یہ کہ میری شادی ہو چکی ہے ! تم صرف اور صرف 20 گھنٹے 13 منٹ اور 32 سیکنڈ لیٹ ہو۔۔۔!" اس نے گھڑی پر وقت دیکھ کر حساب کرتے اسے بتایا۔

عکاشہ کے چہرے پر واضح مایوس ابھری۔ اس بار جاذب سے اپنا قہقہہ نہ روکا گیا۔ خیام نے آواز پر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اور پھر اس کے شیطانی دماغ میں بڑا نیک خیال آیا تھا۔

"اوہ۔۔۔لو میرج ؟" عکاشہ نے مری ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"آف کورس۔۔۔لو میرج !" اس قدر یقین سے کائنات کے سامنے بولتا تو وہ بھی

شاید ایمان لے آتی۔

"لیکن تمہیں اتنا افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ میرا یہ والا دوست بالکل سنگل ہے! جاذب یار۔۔۔ کیا خیال ہے پھر؟" خیام نے جاذب کو اپنے ساتھ بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور دھکا دے کر عکاشہ کے ساتھ پہنچایا۔

"ویسے بھی میری بیوی کہتی ہے کہ یہ بہت کیوٹ ہے۔۔۔ اور اس نے مجھے چنا ہے تو اس کی چوائس پر یقین کر سکتی ہو تم!"

عکاشہ نے ایک پر سوچ نظر بوکھلائے ہوئے جاذب پر ڈالی۔

"!No freaking way Khayam Shah"

جاذب دانت پیستا بولا۔

عالیان لوگ سر نیچے کیے اپنی ہنسی چھپا رہے تھے۔ اتنا تو وہ جان گئے تھے کہ کل والی حرکت پر جاذب کی درگت بنوائی جا رہی تھی۔

"کیوں نہیں؟ کیا مسئلہ ہے؟ تم سنگل ہو! عکاشہ بھی سنگل ہے!

just talk to him Akasha and I know you

"guys will hit it off, immediately

جس طرح دروازے پر آئے سیلز مین منی بیک گارنٹی دیتے ہیں۔۔۔ بالکل ویسے ہی خیام شاہ عکاشہ کو گارنٹی دے رہا تھا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں ان کی گارنٹی کی حقیقت میں کوئی گارنٹی نہیں ہوتی!

You're right! He's not bad at all! Let's talk "

"!and we'll see where it goes after that

وہ جاذب کا ہاتھ پکڑتی آگے آگے چلنے لگی۔

"خیام نہیں! خیام یار۔۔۔ روک اسے! پلیز یار۔۔۔" جاذب اس کے ساتھ گھسیٹتا مڑ کر خیام کی منت کر رہا تھا۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بغیر آواز کے ہنستا ان دونوں کو جاتا دیکھ رہا تھا۔

باقی سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

"بڑی کتی چیز ہے تو خیام! چوبیس گھنٹے کے اندر اندر تو نے اپنا بدلہ لے لیا اس بیچارے سے۔" عالیان نے ہنسی روک کر اسے دیکھا، جواب بھی مسکرا رہا تھا۔

"تجھے تو فرسٹ ہینڈ تجربہ ہے۔۔۔خیام شاہ اپنا قرض جلد سے جلد لوٹا دینے کا عادی ہے!" کندھے اچکا کر جواب دیا۔

"مجھے فکر ہو رہی ہے جاذب کی! عکاشہ باجی کے ارادے صرف بات کرنے والے نہیں لگ رہے تھے مجھے۔" شاویز نے کہا۔

اسے جاذب سے ہمدردی تھی بلکہ خیام شاہ سے پنگا لینے والا ہر انسان سے ہمدردی تھی!

"آئندہ یاد رکھے گا۔۔۔باپ سے پنگا نہیں لینا!"

"اوئے تیری فلائیٹ کا ٹائم نہیں ہوا ابھی؟ ادھر میرا ناشتہ ہو گیا ہے۔ خیام کا ڈرامہ بھی ہو گیا ہے۔" اسفر نے عالیان سے پوچھا، جس نے وقت دیکھ کر سر پر ہاتھ مارا اور اپنا سامان پکڑتا جلدی جلدی اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"اسی لیے میں تم کمینوں کو ساتھ نہیں لا رہا تھا! دیر کروا دی مجھے۔" اس نے لیپ ٹاپ بیگ کندھے پر ڈالا۔

"ہاں تو دانت نکالنے کے علاوہ بھی کسی چیز کا ہوش کر لینا تھا نا!"

"تجھے تو میری اور جاذب کی ہائے لگے گی!" عالیان جاتے جاتے بھی اسے سنانا نہیں بھولا تھا۔

"چل بے۔۔۔کام کر!" خیام نے سن کر ان سنا کر دیا۔

وہ عالیان کو ڈیپارچر تک پہنچا کر خود ایئرپورٹ سے باہر کی طرف بڑھے۔

"اوئے! جاذب کو فون کر کے پتا تو کرو زندہ بھی ہے یا عکاشہ چڑیل نے اس کا خون پی کر کسی کونے میں پھینک دیا ہے۔۔۔" اسفر نے کہا، خیام نے قہقہہ لگایا اور عمر نے موبائل نکال کر اس کا نمبر ملایا۔

"زندہ ہے؟" اس نے پوچھا۔

دوسری طرف سے جاذب نے اتنی اونچی آواز میں گالیاں دینی شروع کر دی تھیں

کہ اسے فون کان سے دور ہٹانا پڑا۔

"چڑیل کے خوف سے دماغ الٹ گیا کیا؟" خیام نے پوچھا۔

"بس کر دے! کیوں اسے اپنے خون کا پیاسا کر رہا ہے؟" شاہ ویز نے اس کے کندھوں پر بازو پھیلائے کہا۔

"میں بالکل چپ ہوں!" خیام نے انگلیوں سے ہونٹ سیے۔

"کہاں ہے؟" عمر نے گالیوں کے بہاؤ میں تھوڑی کمی محسوس کی تو پوچھا۔

"جہنم میں!" جاذب اتنی زور سے چیخا تھا کہ فون اسپیکر پر نہ ہونے کے باوجود بھی آواز ان سب تک پہنچی تھی۔

"جانی اکیلے اکیلے؟" اسفر نے فون کے قریب ہو کر پوچھا۔ دوسری طرف سے جاذب نے کال کاٹ دی۔

"بہت سنجیدہ مذاق تھا خیام شاہ!" عمر نے اسے خشمگیں نظروں سے گھورا۔ وہ جب بھی یوں بات کرتا تھا تو خیام کو بالکل ابراہیم شاہ کی طرح لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آہو تہواڈا مذاق مذاق۔۔۔تے ساڈا مذاق سنجیدہ؟!"اس نے اپنی خفگی سے پوچھا۔

"تہواڈا کتا ٹومی۔۔۔ساڈا کتا کتا؟!"اسفر نے فوراً اس کی حمایت میں بیان جاری کیا۔

"خیام! وہ ہماری بھابی نہیں ہیں؟"شاویز نے دور نظر آتی، حجابی لڑکی کو دیکھ کر پوچھا۔سب نے اس سمت میں دیکھا اور خیّام اسے پہچانتا بولا۔

"کائنات ہی ہے! تم لوگ جاؤ پھر۔۔۔میں کائنات کے ساتھ ہی آفس چلا جاؤں گا!" باری باری ان تینوں کے گلے ملا۔

"سلام کہیں بھابھی کو میرا!"شاویز نے پیچھے سے آواز لگائی۔خیام نے چلتے چلتے ہاتھ ہلا دیا۔

وہ تینوں پارکنگ کی طرف بڑھے، جہاں جاذب منہ پھلائے عمر کی گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا تھا۔اپنی گاڑی لایا ہوتا تو اب تک چلا گیا ہوتا!

"یہ ہے تیری جہنم؟"اسفر نے اپنی گاڑی ان لاک کی۔جاذب نے جواب دینا تو دور اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں تھا۔عمر کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔شاہویز اور اسفر نے بھی گاڑی عمر کی گاڑی کے پیچھے ڈالی، جو ایئرپورٹ سے دور ہوتی جا رہی تھی۔

.....

"کہاں پر ہو؟"کائنات نے کال پر موجود زابر حسن سے پوچھا۔وہ بڑے سے سیٹنگ ایریا میں اس کی تلاش میں دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔

"اپنی دائیں طرف دیکھیں!"زابر اسے دیکھ چکا تھا،اپنی جگہ سے اٹھا اور کائنات کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔اس نے فون بند کر کے بیگ میں رکھا اور زابر کی طرف بڑھی۔

صبح اسے داور کی کال موصول ہوئی تھی،جس میں اس نے زابر کی واپسی کی اطلاع دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اس کے پاس یہی ایک موقع ہے زابر سے خود بات کرنے کا۔۔۔اگر داور کے پاس تقریب پر جائے بغیر تصاویر پہنچ گئی تھیں تو زابر

کے پاس پہنچنے میں کتنی دیر لگتی؟اور ایئرپورٹ پر ملنا اس لیے مجبوری تھی کیونکہ اس کی ملائیشیا سے فلائٹ کے دو گھنٹے بعد ہی دوسرے شہر کی فلائٹ تھی۔وہ ایک ضروری فائل کی خاطر اپنے شہر میں اترا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"زابر نے اس کے قریب پہنچنے پر پریشانی سے پوچھا۔

خیام آگے بڑھ کر اسے پکارنے والا تھا مگر زابر کے مخاطب کرنے پر کندھے اچکاتا قریبی کرسی پر بیٹھا اور پاس پڑا اخبار اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟پریشان لگ رہے ہو!"

"آپ نے پہلے کبھی یوں ضروری بات کے لیے رابطہ نہیں کیا،سو آئی ایم نروس!"

"ہوں مجھے واقعی بات کرنی ہے۔۔۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں!"وہ انہیں کرسیوں کی طرف بڑھی،جہاں سے زابر اٹھا تھا۔کائنات نے گردوپیش پر نظر دوڑائی،ان کے قریب صرف ایک مسافر بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔

"بولیں۔۔۔میں سن رہا ہوں!"اس نے کہنیاں گھٹنوں پر ٹکاتے جھک کر پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں یاد ہے جب تم نے مجھ سے اپنی محبت کا اعتراف کیا تھا تو کیا کہا تھا؟" کائنات کا رخ اس کی طرف تھا، زابر نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔

"یہی کہ جس دن آپ کو بھی محبت ہو گئی ہم شادی کر لیں گے!" پر امید ہو کر کہا، شاید آج وہ خوش قسمت دن تھا جس کا اسے انتظار تھا۔

خیام کو اچھا خاصا جھٹکا لگا! ایک سوال اس کے ذہن میں ابھرا تھا کہ۔۔۔ کائنات نے اس زابر کو چھوڑ کر اس سے نکاح کیوں کیا؟

"آئی ایم سوری زابر! لیکن وہ دن کبھی نہیں آئے گا!" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

زابر غلط تھا، آج اس کا بد قسمت ترین دن تھا!

"ک۔ کیا کہا آپ نے؟" اس نے حیرت سے پوچھا

"میں تم سے شادی کبھی نہیں کروں گی!"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میری اتنی محبت کے باوجود بھی آپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں؟"

زابر نے دونوں گھٹنے فرش پر ٹیکے اور کائنات کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔۔

آنکھیں اس کے دوٹوک انکار پر بھیگنے لگی تھیں۔

"زابر مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی! اور مجھے یقین ہے کبھی ہو گی بھی نہیں۔۔۔ میں مزید تمہیں اپنا انتظار نہیں کرواسکتی!" اس نے بے بسی سے جواب دیا اور آپ نے ہاتھ کھینچنے چاہے مگر زابر کی گرفت سخت تھی۔

"میں کر سکتا ہوں انتظار۔۔۔ میں آپ کا انتظار ساری زندگی کر سکتا ہوں! آپ بس انکار مت کریں۔۔۔ آپ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتیں، ٹھیک ہے! ہم پانچ سال بعد کرلیں گے، دس سال بعد۔۔۔، پندرہ سال بعد۔۔۔ جب بھی آپ۔۔۔"

وہ دیوانہ وار بولتا جارہا تھا، کائنات نے زور لگا کر اپنے ہاتھ واپس کھینچے۔

"زابر کبھی بھی نہیں۔۔۔ میری اور تمہاری شادی کبھی بھی نہیں ہو گی۔"

"کیوں؟" چہرے پر ہاتھ پھیرتے، شکست خوردہ لہجے میں بولا۔ کائنات نے اس کی زخم زخم آنکھوں سے نظریں چراتی اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی!" وہ کہہ کر جانے لگی۔ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھایا تھا جب زابر نے اس کی کلائی پکڑ کر روکا اور خود اٹھ کر اس کے سامنے گیا۔

"ہو جائے گی! جب آپ میری ہو جائیں گی تو محبت بھی ہو جائے گی۔بلکہ میں آپ کو ابھی اسی وقت اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔شادی کر لیں مجھ سے؟"اس نے سوال تو کیا لیکن کائنات کے جواب کا انتظار کئے بغیر اسے اپنے ساتھ کھینچنے لگا۔

ابھی دو قدم ہی چل پایا تھا جب پیچھے سے آتی آواز نے اس کے قدم جکڑے۔

"نہیں ہو گی کیونکہ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں!"کائنات نے اس کا ہاتھ اپنی کلائی پر سے ہٹانا چاہا،زابر کی پکڑ مزید سخت ہوئی۔وہ بالکل اس کے سامنے آیا اور لہو ہوتی آنکھوں سے پوچھا۔

"کس سے؟"

"زابر! ہاتھ چھوڑو اور تم اسے نہیں جانتے!"کائنات اس کا سامنا کرنے کے اپنے

فیصلے پر پچھتائی۔

"پھر بھی کوئی نام تو ہوگا؟" اس نے کائنات کی پانی بھری آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا، جو اسی کی نم آنکھوں کا عکس پیش کر رہی تھیں۔۔۔ لیکن پھر بھی بہت فرق تھا، اس کا دل دکھ رہا تھا اور کائنات کا صرف ہاتھ!

"جھوٹ بول رہی ہو تم!" وہ پہلی بار 'آپ' سے 'تم' پر آیا تھا۔

"تمہیں میرے علاوہ اور کسی سے محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔!" سر نفی میں سر ہلاتے بولا۔

"مجھے ہے۔۔۔ ہو چکی ہے اور تم سے نہیں ہے! اب ہاتھ چھوڑو میرا۔" وہ اس کے منہ پر انکار کرتی چلائی۔

خیام خاموشی سے اپنے سامنے پیش آنے والے واقعات دیکھ رہا تھا۔۔۔ ابھی تک اس نے مداخلت کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی!

"نہیں! کائنات تمہیں جھوٹ بولنا بالکل نہیں آتا اور میں اپنے فیصلے پر قائم

ہوں۔۔۔ہم ابھی اور اسی وقت نکاح کر رہے ہیں! میں نے کبھی تمہیں انکار کا آپشن دیا ہی نہیں تھا۔۔۔ تمہیں ہاں ہی کہنی تھی! چاہے جتنا مرضی وقت لے کر کہتیں۔" وہ اسے ہمیشہ کے لئے کھو دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔اسے کیسے بھی کر کے اپنی محبت کو اپنا کرنا تھا!

کائنات کو ساتھ لے کر پھر سے چلنے لگا۔اب مداخلت ناگزیر تھی! خیام شاہ کو اٹھنا پڑا لیکن کائنات نے ایک دفعہ پھر ان کے چلتے قدموں کو اپنے لفظوں سے روکا۔

"میں شادی کر چکی ہوں! اسی سے جس سے محبت کرتی ہوں۔۔۔"

"کیوں جھوٹ پر جھوٹ بولتی جا رہی ہو؟" زابر نے اس کی کلائی چھوڑی اور کانپتے ہاتھ اس کے چہرے کے ارد گرد رکھے۔

"کیوں مجھے زندگی بھر کا دکھ دے رہی ہو؟ کیوں مجھے اور میری محبت کو بے مول کر رہی ہو؟" ایک آنسو آنکھ سے گرا۔

کائنات نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔۔۔وہ جان گئی تھی اس کی کوئی بھی

www.novelsclubb.com

وجہ زابر کا درد کم نہیں کر سکتی تھی!

"میں جھوٹ نہیں بول رہی! کل ہی نکاح ہوا ہے ہمارا۔" کائنات نے اپنے مہندی لگے ہاتھوں سے زابر کے ہاتھ نیچے کیے اور زابر۔۔۔وہ سکتے میں آیا اس کی مہندی دیکھ رہا تھا۔

"تم خود ہی بتاؤ۔۔۔جب آپ کو وہ مل رہا ہو جس سے آپ کو محبت ہو! تو کون مڑ کر اس کے پاس جاتا ہے جسے آپ سے محبت ہو؟ میں نے بھی اپنی محبت چنی!" وہ خود کو زابر حسن کی زندگی سے ایک ہی دفعہ مکمل طور پر نکال لینا چاہتی تھی۔

"تم مذاق کر رہی ہو نا؟" وہ بے یقینی سے اس کے ہاتھوں کو دیکھتا بڑی مشکل سے بول پایا تھا۔اس نے ٹائی نیچے کھینچ کر گہری سانس لی۔۔۔صرف اسے لگ رہا تھا یا ہوا میں آکسیجن واقعی گھٹ گئی تھی؟

کائنات نے جواباً اپنا فون نکال کر تصویریں اسے دکھائیں۔۔۔زابر نے فون پکڑا، ہر تصویر کے ساتھ اس کی آنکھوں کے گلابی ڈورے، سرخ ہوتے جا رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں !"اس نے چلاتے ہوئے فون فرش پر دے مارا۔

کائنات منہ پر ہاتھ رکھے اس کا شدید رد عمل دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ آج کل صرف غلط فیصلے ہی کیوں کرتی جا رہی تھی؟ پہلا غلط فیصلہ: خیام شاہ سے نکاح اور دوسرا غلط فیصلہ: زابر سے خود بات کرنے کا تھا۔ داور اسے بہت اچھے طریقے سے سنبھال سکتا تھا۔

زابر نے اپنے بال مٹھیوں میں بھرے اور زور سے جھٹکا دیا۔ پھر اس کی طرف بڑھا اور اس کے شانے دبوچتا غرّایا۔

"تم ! کائنات عالم۔۔۔ تم نے مجھے تم سے محبت کرنے پر اپنے آپ سے نفرت کروا دی ہے۔۔۔ کیا وہ خیام تمہیں مجھ سے زیادہ پیار دے سکتا ہے؟ کیا اپنے آپ سمیت اپنا سب کچھ تمہارے صدقے وار سکتا ہے؟ نہیں ! وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتا ! میں کر سکتا ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔ صرف میں 'زابر حسن تمہارے لیے 'سب کچھ 'کر سکتا ہے !"اسے جھنجھوڑتا بولا۔ وہ اسے کھونے کے خیال سے ہی پاگل ہو رہا

تھا!

"تو پھر میرا انتظار کرنا چھوڑ دو۔۔۔ مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دو! کیونکہ مجھے خیام شاہ سے صرف اس کی محبت چاہیے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا وہ تمہاری محبت سے کم ہو یا زیادہ!" کائنات نے اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے، مگر آج کچھ بھی اس کی چاہت کے مطابق نہیں ہو رہا تھا!

"کائنات! مجھے اپنے بغیر زندگی گزارنے کا مت کہو۔۔۔ مجھ سے نہیں گزاری جائے گی۔" زابر نے جلتی آنکھوں سے اس کی منت کی تھی۔

"محترم یہ میری بیوی ہے!" خیام نے اس کا ہاتھ کائنات کے کندھے سے ہٹایا اور اپنا ہاتھ پیچھے سے اس کے کندھوں پر پھیلایا۔ کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"جسے تم کب سے اپنی ناکام محبت کا واسطہ دیے جا رہے ہو اور میں صرف کائنات کی وجہ سے تمہیں برداشت کر رہا ہوں!"

"یہ میرا اور کائنات کا معاملہ ہے۔ بہتر ہو گا اپنی شکل لے کر دفع ہو جاؤ یہاں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے!" زابر نفرت بھرے لہجے میں بولا۔

"نا! بہتر یہ ہو گا کہ تم اپنا ٹوٹا ہوا دل لے کر دفع ہو جاؤ۔۔۔اس سے پہلے کہ میں تمہاری ہڈیاں بھی توڑ دوں!" کندھے اچکا کر بولا۔

زابر نے قہقہہ لگایا۔۔۔اونچا، کھوکھلا قہقہہ!

"تو پھر انتظار کس بات کا کر رہے ہو؟ آو۔۔۔توڑو میری ہڈیاں! تمہاری بیوی نے دل توڑا ہے۔۔۔تم ہڈیاں توڑ کر شوق پورا کر لو۔زابر حسن کے پاس ویسے بھی صحیح سلامت رہنے کی اب کوئی وجہ نہیں رہ گئی ہے!"

زابر خود اذیتی کی انتہا پر تھا،اس کا دل کر رہا تھا کسی دیوار میں سر دے مارے! شاید جسمانی اذیت دل کے درد کو کم کر دے؟

"زابر پلیز!" کائنات نے دکھ سے پکارا،

"میرے بعد زندگی تو نہیں ختم ہو جائے گی؟ یقین کرو مجھے یہ سب کرتے ہوئے بالکل خوشی نہیں ہو رہی۔۔۔لیکن میں مجبور ہوں! آئی ایم سوری۔۔۔" اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

افسردگی سے بات مکمل کی۔خیام نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف کیا۔

"شش! تم کیوں معافی مانگ رہی ہو؟ تم سے محبت کرنا اس کا اپنا فیصلہ تھا اور ہر انسان کو اپنے کیے گیے فیصلوں کا بوجھ خود ہی اٹھانا ہوتا ہے!" اس کی آنکھ کا کنارہ صاف کیا اور جھک کر اس کی کنپٹی چومی۔

کائنات کی آنکھیں پھیلیں، خیام شاہ کچھ زیادہ ہی اس کے محبوب کے کردار میں گھس گیا تھا۔

زابر کا دل اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا تھا، رخ موڑا اور اپنے آنسو صاف کرتا، پتھریلے لہجے میں بولا۔

"کائنات۔۔۔چلی جاؤ!"

"پر زابر تم۔۔۔" کائنات نے کچھ کہنا چاہا، خیام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور زابر اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ ان سے کافی دور بیٹھے اکا دکا لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جاؤ!!!"

خیام نے جھک کر ٹوٹا ہوا فون اٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا۔کائنات نے ایک آخری ترس کھاتی نظر زابر پر ڈالی اور خیام کے ساتھ چلی گئی۔

زابر بمشکل پاؤں گھسیٹتا کرسی تک آیا اور بیٹھا۔ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپے ہوئے اس کی بند آنکھوں نے وہ سارے لمحات دوبارہ دیکھے، جن میں اسے کائنات سے محبت ہوئی تھی۔۔۔اور جن لمحات سے بھی اسے کبھی محبت ہوا کرتی تھی!

پھر کون سی فائل؟ کونسی فلائٹ؟ اور کون سا کام؟ پتا نہیں کتنی دیر تک وہیں بیٹھا رہا؟ پتا نہیں کب داور آیا؟ اور اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا ایئر پورٹ سے اس کے گھر چھوڑ کر گیا۔

....

"اف! سب غلط ہو گیا۔" کائنات نے تھکے ہوئے لہجے میں کہہ کر سیٹ سے ٹیک لگائی۔ابھی بھی داور کو خیام کے فون سے پیغام بھیج کر زابر کی حالت سے آگاہ کیا

تھا۔

"تو تم نے کیا سوچ رکھا تھا؟ اسے جا کر کہو گی میں کسی اور سے شادی کر چکی ہوں اور وہ کہے گا 'مبارک ہو! مجھے کیوں نہیں بلایا؟" خیام جو اس کی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا، طنزیہ بولا۔

"سیریئسلی خیام شاہ؟ اس وقت بھی تمہیں طنز کرنا ہے؟ اور وہ کیا حرکت کی تھی تم نے؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔

"کونسی حرکت؟" وہ بھولا بنا۔

"?Why in the world you kissed me"

وہ غصے سے بولی۔

صرف خیام شاہ ہی اس کے کسی بھی موڈ کو غصے میں بدل سکتا تھا!

"قسم سے اتنی کوئی بے ضرر کس تھی وہ! جتنی خیالی محبت تم نے مجھ سے ظاہر کر دی تھی اس کا ایک پرسنٹ بھی میں نے پلے نہیں کیا تھا۔"

"تمہیں یاد ہے ہم ایک کانٹریکٹ سائن کر چکے ہیں جس پر کیپٹل لیٹر ز میں لکھا تھا

NO PDA!" وہ ہاتھ سینے پر باندھتی بولی۔

"مجھے بالکل یاد ہے اور اگر کیپٹل لیٹر ز کی بجائے تم اس کی فل فارم لکھ دیتی تو شاید

زیادہ آسانی ہوتی!" مسکراتے ہوئے اسے اس کی غلطی بتائی۔ اپنی غلطیاں

دوسروں پر ڈالنا اب خیام شاہ کی عادت بنتی جارہی تھی!

"تم نے کانٹریکٹ کی خلاف ورزی کی ہے اور اس پر تمہیں پراپر سزا ملے گی!" وہ

ناک چڑھاتی بولی۔ "کیوٹ!" وہ اسے ایک نظر دیکھ کر بولا۔

"ہیں؟" حیرت سے پوچھا۔

"ویسے تو تمہاری ناک بڑی اونچی ہے! مگر جب یہ چہرے پر موجود چھوٹی سی ناک

چڑھاتی ہو تو بہت کیوٹ لگتی ہو!" اس نے مسکراہٹ چھپاتے وضاحت دی۔

"خیام شاہ! میں کیا کہہ رہی ہوں اور تم کیا کہہ رہے ہو؟" اس نے بھنویں ملا کر

اسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا بتاؤ کیا کہہ رہی ہو؟"

"تمہیں سزا ملے گی اور تم اس پر عمل بھی کرو گے!"

"جی سرکار حکم کریں۔۔۔کیا سزا دیں گی غلام کو؟" سینے پر ہاتھ رکھتے تھوڑا سا جھکا۔کائنات نے مسکراہٹ چھپائی۔

"تمہاری سزا یہ ہے کہ تم اگلے تین دن تک بالکل چپ رہو گے!" اس نے بہت سوچ بچار کے بعد بالکل ٹھیک سزا چنی تھی۔خیام کو اعتراض کیلئے منہ کھولتا دیکھ کر جلدی سے ہاتھ اٹھایا۔

"اونہوں! ابھی سے شروع ہو چکی ہے تمہاری سزا۔۔۔خبردار ایک لفظ بھی بولے تو!"

خیّام نے گہری سانس لے کر اپنی شکست کا اعلان کیا۔۔۔اس کے لیے اپنی زبان کو قابو میں رکھنا مشکل ترین کام تھا! اور وہ بھی تین دن کے لیے؟ دفتر پہنچ کر پارکنگ میں گاڑی روکی اور بولا۔

"کام کی بات بھی نہیں کروں گا کیا؟"

"کر سکتے ہو!" کچھ دیر سوچ کر سر ہلایا۔

"لیکن صرف کام کی بات!" انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔ خیام نے سرینڈر کی صورت میں ہاتھ بلند کیے، پھر بڑابڑایا۔

"قسم سے دنیا کی معصوم ترین کس تھی!"

کائنات جو دروازہ کھول کر باہر نکل رہی تھی اس کی طرف پلٹی۔

"کچھ کہا کیا تم نے؟"

خیام نے جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اچھی بات ہے۔۔۔ تم کچھ کہہ کر تو دیکھو!" وہ مسکراتی باہر نکلی۔ خیام نے بھی دروازہ کھولا اور باہر نکل کر اسے زور سے بند کیا۔

کائنات نے پلٹ کر اسے گھورا، خیام نے مسکراہٹ دباتے کندھے اچکا دیئے۔

آج وہ دونوں دیر سے آئے تھے اور کافی سارا کام ان کا منتظر تھا!

.....

"خیام!" وہ اپنا لیپ ٹاپ اور فائل پکڑے اس کے دفتر سے جا رہا تھا، جب کائنات نے پکارا۔

"ہوں؟" وہ پلٹا۔

"بیٹھو مجھے بات کرنی ہے!" اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

خیام نے سر ہلاتے ہاتھ میں پکڑی چیزیں میز پر رکھیں اور کرسی پر بیٹھا۔

"کیا بات؟" ایک ابرو اٹھایا۔

"تم وہاں کیا کر رہے تھے؟" اس نے قلم انگلیوں پر گھماتے پوچھا، انداز لاتعلقی لیے ہوئے تھا۔ لیکن درحقیقت وہ متجسس تھی اور بڑی مشکل سے خود کو یہ سوال پوچھنے سے روک رکھا تھا۔

"کہاں؟" جان کر بھی انجان بنا۔

"ایئرپورٹ!" گہری سانس لے کر جواب دیا، خود کو اتنا لاتعلق بھی نہیں ظاہر کر پا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہی تھی!

"معذرت میں تمہیں اس سوال کا جواب بالکل نہیں دے سکتا!" کندھے اچکاتا دوبارہ اٹھا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے کام کے علاوہ کوئی بات نہ کرنے کا حکم ملا ہے اور میں اپنے حاکم کی حکم عدولی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا!" مسکراہٹ چھپاتے، کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ کی۔

"بہت فضول انسان ہو تم! مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے۔۔۔؟" کائنات نے کچھ دیر کے لیے اپنے غصے کو ایک طرف رکھا، ابھی اسے خیام شاہ سے مطلب تھا۔

"ایک شرط پر؟" جیبوں میں ہاتھ ڈالے چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور میز سے ٹیک لگائی۔

"کیا؟" اس نے کرسی اس کی طرف موڑی۔

"تم بھی میرے ایک سوال کا جواب دو گی جو کہ ابو بیٔسلی کام کے علاوہ ہو گا!" مسکراتے ہوئے شرط بتائی۔

"مجھے تم سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ تم وہاں اتفاقیہ موجود تھے یا میرا پیچھا کرتے ہوئے پہنچے تھے؟" اس نے ابھی بھی خود کو پر سکون رکھا۔ خیام نے قہقہہ لگایا۔

"میں اسی صورت میں جواب دے پاؤں گا جب تم میری شرط مان لو گی؟"

"فائن!" کائنات ڈھیلی پڑی، "حالانکہ بقول تمہارے میں حاکم ہوں!" اسے گھورتے کہا۔

"واہ! یعنی یہ چاہتی ہو بالکل ہی تمہارے حکم کا غلام بن جاؤں؟ یہ تھوڑا مشکل ہو گا۔۔۔ کیوں کہ اس کے لیے تمہیں مجھے اپنے پیار اور معصومیت کے جال میں پھنسانا ہو گا! میں بھی کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ تم معصوم تو ہو نہیں پھر جال کیسے پھیلاؤ گی؟" وہ بولے جا رہا تھا، کائنات تنگ آ کر چلائی۔

www.novelsclubb.com

"بکواس بند بھی کرو!"

"دونوں!"اس کے چلانے کا اثر لیے بغیر بولا۔

"ہوں؟"وہ الجھی۔

"تمہارے سوال کا جواب دے رہا ہوں: دونوں۔اتفاق سے عالیان کی فلائٹ اسی وقت کی تھی۔ہم سب اسے سی۔آف کرنے گئے تھے۔پھر وہاں مجھے تم دکھ گئی۔۔۔دراصل مجھے نہیں،شاویز کو!تو میں تمہارا پیچھا کرتا تم تک پہنچا تھا۔اب میری باری!"خیام نے تفصیلی جواب دیا۔

کائنات نے جلدی سے جو بھی فائل ہاتھ لگی،اٹھا کر کھولی۔

"مجھے بہت کام ہے۔۔۔تم جا سکتے ہو!"اس سے پیچھا چھڑانا چاہا۔خیام شاہ نے بے ساختہ قہقہہ لگایا اور فائل اس کے ہاتھ سے لے کر سیدھی کر کے اسے پکڑائی۔

"تمہاری ایک اور خوبی سے واقفیت حاصل ہو گئی۔۔۔الٹا لکھا بھی پڑھ لیتی ہو!"

"ٹھیک ہے۔پوچھو؟"آنکھیں گھماتے فائل رکھتی اس کی طرف دوبارہ متوجہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئی۔

"اس زابر سے شادی کیوں نہیں کی تم نے؟"

"یہ سوال میرا شوہر پوچھ رہا ہے؟"

"ہ۔ہوں۔۔۔تمہارا بے چارہ شوہر پوچھ رہا ہے!"

"بے چارہ نہیں، بے غیرت کہو! تمہیں ذرا غیرت نہیں آرہی اپنی بیوی سے کسی غیر مرد کا پوچھتے ہوئے؟" ہاتھ سینے پر باندھ دے۔

"میں بے غیرت ہوں۔۔۔اصل مسئلہ یہ نہیں ہے! اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں تمہارا شوہر ہوں! مجھے صرف یہ بتادو کہ تم نے اتنی محبت کرنے والے غیر مرد پر مجھے کیوں ترجیح دی؟ مجھے اس غریب پر ترس آرہا تھا۔"

"یہ میرا قطعی ذاتی معاملہ ہے۔جو میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی!"

"مجھے؟ یعنی اپنے بیچارے، بے غیرت شوہر کو؟" حیرت سے انگلی اپنے سینے کی طرف اٹھائی۔کائنات سر نفی میں ہلاتی ہنسی۔

"نہیں۔۔۔مطلب تھوڑی سی بھی عزت نفس نہیں ہے تم میں؟"انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر پوچھا۔خیام نے افسوس کرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"تمہارا بے نفس، بے عزت ساشوہر! بتایا نہیں تم نے؟"وہ اپنے سوال کا جواب لینے کے لیے خود کو اس سے بھی زیادہ ذلیل کروا سکتا تھا۔

"مطلب تم بغیر وجہ جانے میری جان نہیں چھوڑو گے؟"

"نہیں میری جان۔۔۔بالکل نہیں!"

"کب سے؟"اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"کیا؟"

"میں تمہاری جان کب سے ہو گئی؟"

"جب سے نکاح ہوا ہے تب سے میرا دل تھوڑا تھوڑا پھسل رہا ہے!"قہقہہ لگاتے جواب دیا۔

"نیہا نے بالکل درست خطاب دیا تھا تمہیں!"

www.novelsclubb.com

"ٹھرکی والا نا؟" خیام نے جلدی سے پوچھا اور وہ دونوں ایک ساتھ ہنسے۔

"مذاق کر رہا تھا یار!" ہنسی روک کر اسے دیکھا جواب مسکرا رہی تھی۔

"مجھے زابر سے محبت نہیں ہوئی تھی، اس لیے نہیں کی شادی!" وہی عذر پیش کیا جو زابر کو دے کر آئی تھی۔

"غلط!" دوٹوک بولا، "محبت تو تمہیں مجھ سے بھی نہیں ہے۔ اصل وجہ بتاؤ؟"

"تم واقعی میری جان کا عذاب ہو خیام شاہ! ایک وجہ دے تو رہی ہوں، مان جاؤ۔ کیوں جان کو چمٹ رہے ہو؟" خفگی سے گال پھلائے۔

"میری جان! اصل وجہ بتاؤ گی تو چھوڑ دوں گا تمہاری جان!" تھوڑا سا جھک کر اس کے دونوں گال کھینچے۔ کائنات نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"چپکو کہیں کے! تو پھر اصل وجہ بھی سنو۔۔۔ داور کی بہن زابر کو پسند کرتی ہے۔"

"داور کون؟"

"میرا بیسٹ فرینڈ اور نیہا کا منگیتر۔"

"اچھا یعنی میرا ایک اور سالہ بھی ہے؟" نیا نقطہ اٹھایا، اب وجہ جان لی تھی تو وہ اہم نہیں رہی تھی۔

"وہ میرا دوست ہے بھائی نہیں!" کائنات نے اسے ٹوکا۔

"کل کے بعد سے۔۔۔ میرے علاوہ ہر مرد تمہارا بھائی ہے!" سنجیدگی سے بولا،

کائنات کھلکھلا کر ہنسی۔

"اور زابر؟" بمشکل ہنسی روکتے پوچھا۔

"خاص طور پر زابر!" انگلی اٹھا کر کہا، وہ پھر سے ہنسنے لگی۔ خیام مسکراتے ہوئے اس کا سرخ چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"بس کردو خیام شاہ! میں پورا سال اس دفتر میں اتنا نہیں ہنسی جتنا آج ہنس لیا ہے۔ کیوں لوگوں کو شک میں ڈال رہے ہو؟"

"ویل! لوگوں کو پتا ہونا چاہیئے کہ اب سے تم یونہی ہنستی کھلکھلاتی رہا کرو گی کیونکہ تم خیام شاہ کی بیوی ہو!"

www.novelsclubb.com

"ان دو باتوں کا آپس میں کیا تعلق ہے؟" تیوری چڑھاتے پوچھا۔

خیام نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا مگر دروازے پر ہوتی دستک پر الفاظ بدلتا بولا۔

"کم ان!"

"میرا آفس ہے یہ!" کائنات نے اسے یاد دلایا۔

"سر۔۔۔ میم! ایک دفعہ پھر سے آپ دونوں کو بہت مبارک ہو۔ کیک ہم نے صبح سے آرڈر کیا ہوا تھا لیکن ابھی پہنچا ہے۔ یہ ہماری طرف سے چھوٹی سی سیلیبریشن!" ارشد نے خوبصورتی سے سجا ہوا کیک میز پر ان دونوں کے سامنے رکھا۔ کمپنی کے سارے ضروری لوگ وہاں پر موجود تھے۔

"تھینک یو ارشد! پر اس سب کی کیا ضرورت تھی؟" کائنات اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھی۔

"کیوں ضرورت نہیں تھی؟ بالکل ٹھیک کیا ہے تم نے ارشد! بلکہ اگر تم خالی خولی

مبارک دیتے تو میں نے تم سے ناراض ہو جانا تھا۔" خیام نے کیک کے اوپر سے چیری اٹھا کر منہ میں رکھی۔ ارشد نے اپنا قہقہہ روکا۔

"اور آپ کو تو ہم ناراض بالکل نہیں کر سکتے سر جی! یہ لیں کیک کاٹیں۔" اس نے چھری انہیں پیش کی۔

خیام اور کائنات نے مل کر ان سب کی تالیوں کے درمیان کیک کاٹا۔ خیام نے کٹا ہوا ٹکڑا کائنات کے سامنے کیا، اس نے منہ کھولا تو ہاتھ گھما کر کیک اپنے منہ میں رکھا۔

"خیام شاہ!" کائنات نے اس کے بازو پر ہاتھ مارا۔

خیام نے باقی سب کے ساتھ ہنستے ہوئے دوسرا ٹکڑا اس کی طرف بڑھایا۔ وہ اسے تنبیہی نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس نے شرافت سے ٹکڑا اس کے منہ میں رکھا۔ کائنات نے بھی مسکراتے ہوئے اسے کیک کھلایا۔۔۔ حالانکہ ضرورت نہیں تھی، وہ کھانے والی کوئی چیز نہیں چھوڑتا تھا۔

رابیل مطیع دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور کائنات کو خوشیاں مناتے دیکھ کر اس کا پارہ مزید بلند ہوا۔اسے متوجہ کرنے کے لیے زور سے اپنا ہاتھ لکڑی کے دروازے پر مارا،سب آواز کی طرف پلٹے۔

"کائنات! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"رابیل اس کے ششدر تاثرات والے چہرے کو گھورتی بولی۔

"آپ!"خیام شاہ کی آواز گونجی۔

"ایکسکیوز می؟"

"کہو! کائنات مجھے 'آپ' سے بات کرنی ہے۔"خیام کم از کم اپنے سامنے تو کائنات کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اتنی غیرت تو اس میں تھی!

"ارشد،بہت شکریہ! آپ لوگ اپنے اپنے ڈیسک پر جائیں اور یہ کیک بھی لے جائیں۔"کائنات حیرت سے نکلی اور کہا۔

ارشد نے سر ہلاتے کیک اٹھایا اور باقی سب کے پیچھے کھلے دروازے سے باہر نکل

گیا۔

"بیلا! تم یہاں؟آؤ بیٹھو۔"کائنات نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"آپ۔۔۔"خیام کو دیکھ کر اسے مخاطب کیا،

"کے لیے میں رابیل ہوں! یہ کون ہے؟"رابیل کو اندازہ تو تھا کہ وہ کون ہے مگر تصدیق کے لیے پوچھا۔

"ان کا شوہر نامدار اور تم؟"تم پر خاصا زور دے کر خیام نے کہا۔رابیل اسے گھورتی رہی۔

"یہ داور کی بہن ہے،رابیل!"کائنات نے جواب دیا۔

"اوہ!یعنی وہی رابیل جو زابر سے محبت کرتی ہے؟"سوالیہ انداز تھا،کائنات نے دانت پیسے اور رابیل واضح طور پر چونکی۔

"خیام!"تنبیہی انداز میں پکارا۔

"واہ!اپیرینٹلی آپ کے شوہر نامدار تو کافی کچھ جانتے ہیں۔۔۔تو پھر میں ان سے

ہی پوچھ لیتی ہوں! کائنات نے زابر سے شادی کیوں نہیں کی؟"

رابیل کو اپنی محبت پر کوئی شرمندگی نہیں تھی اور اگر کسی کو لگتا تھا کہ وہ شرمندہ ہو گی تو وہ غلطی پر تھا!

"فائن!" کندھے اچکاتے کہا۔

"خیام شاہ نہیں!" کائنات نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

"کیونکہ کائنات جان گئی تھی کہ داور کی بہن زابر کو پسند کرتی ہے! اس کے لئے داور کی بہن اپنی بہن جیسی ہی تھی اور وہ اپنی بہن کو دکھ نہیں دینا چاہتی تھی!"

اگر وہ پہلے شرمندہ نہیں ہوئی تھی تو اس دفعہ اسے شرمندہ کرنے کا خیام کا پورا ارادہ تھا، جس میں وہ کامیاب بھی رہا۔

"خیام! تمہیں ہر بات میں ٹانگ کیوں اڑانی ہوتی ہے؟" کائنات نے اس کا رخ اپنی طرف موڑ کر سختی سے پوچھا۔

"سیریئسلی کائنات آپی؟" رابیل اپنی حیرت سے باہر نکلی اور اس کی طرف بڑھی۔

پھر کائنات کے گلے لگی رونے لگی۔

"آئی ایم سو سوری! میں نے آپ کو غلط سمجھا۔۔۔مجھے لگا تھا آپ نے اپنی خود غرضی میں زابر کو چھوڑا۔اس کی جو حالت میں دیکھ کر آ رہی ہوں،اس کے بعد مجھے آپ پر بہت غصہ تھا اور میں بس بغیر سوچے سمجھے آپ سے جواب لینے آ گئی۔ایم سو سوری اتنی بد تمیزی کی میں نے آپ سے۔۔۔"اس کے آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔

حالانکہ زابر کی حالت اتنی بھی بری نہیں تھی مگر رابیل اپنی محبت میں مجبور تھی۔ اسے اپنے محبوب کا درد سب سے بڑا لگ رہا تھا اور وہ اپنی پرواہ کئے بغیر کائنات سے زابر کا دل توڑنے کا حساب لینے چلی آئی۔

"بیلا کوئی بات نہیں۔۔۔زابر بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔اسے کچھ وقت دو اور تم نے کوئی بد تمیزی نہیں کی مجھ سے۔اتنی سی بات مجھے تم سے ناراض کرنے کے لئے کافی نہیں ہے!"کائنات نے اس کے بال سہلاتے،اسے خود سے علیحدہ کیا اور اس

کے آنسو صاف کیے۔

"آہم!" خیام نے گلا کھنکھار کر ان کی توجہ حاصل کی۔

"میں چلتا ہوں پھر بیوی صاحبہ! بہت سا کام ہے۔" مسکراتا ہوا اپنی چیزیں اٹھا کر،

کائنات کو آنکھ مارتا چلا گیا۔

"باز نہ آنا تم؟" کائنات نے پیچھے سے آواز لگائی اور مسکراتے ہوئے سر نفی میں

ہلایا۔

"He's cute!"

رابیل نے تبصرہ کیا۔

"That he is!

آؤ بیٹھو کیا منگواوں تمہارے لئے؟" وہ اپنی کرسی پر بیٹھی اور انٹر کام اٹھا کر اس سے

پوچھا۔

"کچھ بھی۔" میز پار کر کے دوسری طرف رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی اور

www.novelsclubb.com

کندھے اچکا دیئے۔کائنات نے سر ہلاتے دو جوس منگوائے اور اس سے ہلکی پھلکی گفتگو میں مصروف ہو گئی۔

....

"ارشد صاحب! ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں۔شوٹ کو اور زیادہ لیٹ نہیں کر سکتے۔"کائنات نے ٹیبلٹ بند کر کے رکھا اور کرسی سے ٹیک لگائی۔

وہ کانفرنس روم میں پاور چیئر پر بیٹھی،میٹنگ کی سربراہی کر رہی تھی۔

"آپ کی بات ٹھیک ہے میڈم! لیکن ماڈل کی بات بھی ٹھیک ہے۔ہم نے اسے عین وقت پر شوٹ لیٹ ہونے کی اطلاع دی تھی اور اس کا شیڈول پہلے سے ہی پیکڈ تھا۔"ارشد نے دوسری طرف کی کہانی بتائی۔

"پر ارشد صاحب کانٹریکٹ ہے ہمارا اس کے ساتھ۔۔۔"

"ایک ہی حل ہے میڈم! کانٹریکٹ کینسل کر کے کوئی نیا بندہ دیکھیں۔"

"اس کے لئے وقت نہیں ہے! خیام آپ کے پاس کوئی آئیڈیا ہے؟"دائیں طرف

بیٹھے، بوریت سے کرسی پر جھولتے خیام سے پوچھا۔

"میں؟ میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ شوٹ تھا کب؟"

"اتوار کو۔ ہمارے نکاح کی وجہ سے پوسٹپون کرنا پڑا!"

"میرے خیال سے تو ارشد ٹھیک کہہ رہا ہے!" کندھے اچکاتے جواب دے دیا۔

"مجھے پتا ہے کیا کرنا ہے!" کائنات اسے دیکھتی پر اسرار سا مسکرائی۔

"کیا؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں مجھے؟" خیام نے مشکوک ہو کر پوچھا۔

"خیام؟" میٹھے لہجے میں اسے پکارا اور خیام کے ارد گرد خطرے کا الارم زور زور سے بجنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"جی کائنات؟"

کائنات نے بھنویں اٹھاتے انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ خیام نے اس کا مطلب سمجھ کر جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اونہوں!"

"ہ۔ہوں!"ہاں میں سر ہلایا۔باقی سب اپنی مسکراہٹ چھپا رہے تھے۔

"یار کائنات نہیں نا!اب جب بھی تمہارے ماڈلز جواب دے دیں گے۔۔۔تو ان کی ریپلیسمنٹ 'میں' ہوں گا؟"انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔کائنات نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"بابا کا پتا ہے نا کتنا غصہ کریں گے؟"وہ ابھی بھی پس و پیش سے کام لے رہا تھا۔

"نہیں کریں گے۔۔۔میں ابراہیم انکل سے بات کر لوں گی!"

"میری طرف سے پھر بھی انکار ہے!"

"ارشد صاحب!آپ کل کے شوٹ کی تیاری مکمل رکھیں۔میں جوزف انکل کو بتا دوں گی!"اس کے انکار کو خاطر میں لائے بغیر کہا اور اٹھی۔

"کائنات!یہ اچھی زبردستی ہے؟میں آپ کے لیے دوبارہ ماڈلنگ نہیں کر رہا۔"وہ بھی اٹھتا ہوا اس کے پیچھے گیا۔کائنات معصوم سی شکل بنا کر واپس پلٹی۔

"پلیز مان جائیں نا!میرے شوہر نہیں ہیں؟"آنکھیں بڑی کر کے اور ہونٹوں کے

کنارے لٹکا کر پوچھا۔خیام نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"ارشد! یار یہ کون ہے؟"اس کے گال کھینچتے پوچھا،"اور میری کھڑوس بیوی کہاں گئی ہے؟"

کانفرنس روم میں دبے دبے قہقہے ابھرے۔

"ابھی آپ سے کام ہے نا۔۔۔تو وہ چھٹی پر گئی ہے!"ہنوز منہ لٹکائے جواب دیا۔

خیام نے ہنستے ہوئے نیم رضامندی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک لیکن میری بھی ایک شرط ہے!ارشد تیاری ڈن کرو۔"آخر میں اونچی آواز میں ارشد سے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑے کانفرنس روم سے باہر آیا۔

"کیا شرط ہے؟"ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد نہیں کروایا تھا۔

"میں تمہاری بات مان کر ماڈلنگ کروں گا پھر تمہیں بھی میری بات ماننی ہو گی؟!"

"اور وہ بات کیا ہو گی؟"اپنے دفتر کے دروازے کے سامنے رکی۔خیام کا دفتر بالکل سامنے تھا۔

"ابھی میں خود سوچ رہا ہوں تم سے کیا منوانا ہے۔ سوچ کر بتاؤں گا!" اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے بولا۔

"لیکن کوشش کرنا تمہارا مطالبہ زیادہ فضول نہ ہو، ورنہ میں انکار بھی کر سکتی ہوں!" مسکراہٹ چھپاتے بولی۔

"ضرور کرنا پھر میں بھی یوں کروں گا کہ ماڈلنگ کی تصویریں پہلے ضائع کروں گا اور بعد میں تمہاری کمپنی کو sue کروں گا!" نہایت اطمینان سے دھمکی دی، کائنات نے اسے گھورا۔

"جب تصویریں ضائع کر دو گے تو sue کس بنیاد پر کرو گے؟ dimwit" اس نے آزاد ہاتھ اونچا کر کے دو انگلیوں سے اس کا ماتھا پیچھے دھکیلا اور دروازہ کھول کر اندر جانے لگی۔

"رکو تو۔۔۔" خیام نے ہنستے ہوئے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑا۔

"آفس کے بعد باہر چلیں؟"

"ہمم چلیں گے!"جوش سے سر ہلایا،"تم اپنے گھر جانا میں اپنے گھر جاؤں گی، ہوں؟"

خیام کی خوشی پر اوس پڑی۔کائنات نے اس کی اتری شکل دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"یار ایسے کیسے چلے گا ملیں گے۔۔۔بات کریں گے،تب ہی تو کیمسٹری بنے گی! تمہیں میری سمجھ لگے گی اور مجھے تمہاری۔"خیام شاہ اپنی بیوی کے ساتھ ڈنر ڈیٹ پر جانے کے لئے بالکل تیار تھا اور اسے تیار کرنے کے لئے سو جتن کرنے کو بھی تیار تھا۔

"ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے تمہاری سمجھ لگ گئی ہوئی ہے!"

"اچھا؟ بتاؤ تو کیا سمجھ لگی ہے تمہیں میری؟"

"تم میرے بے چارے،بے عزت اور بے غیرت سے شوہر ہو جس کی اضافی خوبیوں میں ڈھیٹ ہونا اور منہ پھٹ ہونا بھی شامل ہے!"

"سارے 'بے' سے شروع ہونے والے لفظ ہمارے لیے ہی رہ گئے ہیں؟"ابرو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اٹھاتے خفگی سے پوچھا۔

"کل تم نے ہی 'بے' سے شروع ہونے والے سارے الفاظ کا استعمال اپنے لئے کیا تھا! بڑی جلدی بھول گئے؟"

"بیگم رات گئی، بات گئی! آج کی بات کرو اور آج ہم دونوں اچھی سی موو ی دیکھنے کے بعد ڈنر ساتھ کریں گے اور تم ایک لفظ نہیں کہو گی!" انداز حکمیہ تھا۔

"I hate movies!" برا سا منہ بناتے کہا۔

"کیا؟ اس جرم کی پاداش میں تمہیں اب تک جیل کیوں نہیں ہوئی؟" بے یقینی سے دل پر ہاتھ رکھے بولا۔

"چلتی پھرتی فلم ہے میرے پاس! مجھے پیسے دے کر موو ی دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟" آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"گڈ پوائنٹ!"

"موو ی کینسل کرو تو پھر میں شاید تمہارے ساتھ جانے کا سوچوں!"

www.novelsclubb.com

"اوکے مووی کینسل۔۔۔میرے پاس ایک اور سرپرائز ہے تمہارے لیے، وہاں چلیں گے!"

"Can I trust you on this?"

کیونکہ خیام شاہ مجھے اتنی چھوٹی سی عمر میں ہارٹ اٹیک سے مرنا نہیں ہے!" کائنات کو اس کا پراسرار انداز مشکوک کر گیا تھا۔ وہ دل کھول کر ہنسا۔

"I promise! You'll love it."

"Ok!"

اس دفعہ جب ہاتھ چھڑوائی گئی تو خیام نے نہیں روکا۔

....

"کائنات اٹھو، چلیں!" پورے پانچ بجے وہ اس کے دفتر میں تھا۔

"میں بس یہ وائنڈ اپ کر لوں پھر چلتے ہیں!"

خیام سر ہلاتا، کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔ کائنات نے مزید چھ سات منٹ کام کرنے کے

بعد لیپ ٹاپ بند کر کے بیگ میں رکھا اور اٹھی۔

"چلو!"

"مجھے دے دو!" اس نے لیپ ٹاپ بیگ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"تھینک یو!" وہ بیگ اسے پکڑا کر آگے آگے چلنے لگی، وہ اس کے پیچھے تھا۔

"میری گاڑی میں چلیں گے!" خیام نے پارکنگ میں اسے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

"خیام میری گاڑی کا کیا؟"

"یہیں پڑی رہے گی! کوئی اٹھا کر تھوڑا ہی لے جائے گا؟" کندھے اچکاتے، پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیگ اندر رکھا۔

"شاباش اے!" کائنات اس کے جواب پر ٹھٹھک کر رکی، "اور میں صبح آفس کیسے آؤں گی؟"

"میں لینے آجاؤں گا! مسئلہ کیا ہے؟" اسے جواب دیتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات بھی بڑبڑاتی ہوئی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی۔گاڑی عمارت سے نکال کر سڑک پر ڈالی۔

"اسٹوریج باکس کھولو؟"خیام نے کہا۔کائنات نے ایک نظر اسے دیکھ کر کھولا۔ اندر ڈبہ پیک فون رکھا تھا،اس نے نکال کر الٹاسیدھا کر کے دیکھا۔

"یہ ہے تمہارا سرپرائز؟"ڈبہ اس کے سامنے کرتے پوچھا۔اسے خیام شاہ سے اتنے تھکے ہوئے سرپرائز کی توقع نہیں تھی!

"نہیں تو!کل تمہارا فون ٹوٹ گیا تھا نا؟میں ٹھیک کروانے گیا تھا۔۔۔نہیں ہوا تو نیا خرید لیا۔پرانا بھی اندر ہی رکھا ہے۔"

"اوہ۔۔۔شکریہ!لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی۔"

"ویسے کل سے تمہارا گزارا کس طرح ہو رہا ہے؟میرا تو ایک منٹ نہیں گزرتا اپنے فون کے بغیر!"

"میں تمہاری طرح ان فضولیات کے لیے فارغ نہیں ہوتی!لیپ ٹاپ اور ٹیبلٹ

پر کام کرتی ہوں زیادہ تر۔" اس نے فون کھولے بغیر ہی بیگ میں ڈالا۔

"طنز کرنا تو نہیں چھوڑیں گی بیگم صاحب؟" طنز کرتے ہی پوچھا۔

"ایسے ہی قبول کرنا پڑے گا شوہر صاحب!"

"شوہر جیسی مظلوم قوم کے ساتھ 'صاحب' لگاتے ہوئے عجیب نہیں لگ رہا؟

میرے کانوں کو سنتے ہوئے عجیب لگ رہا ہے!"

"ہاں جی بہت ظلم ہوتے ہیں آپ پر! اب بتانا پسند فرمائیں گے ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"بالکل نہیں۔۔۔ سرپرائز ہے!" اس نے بے دھیانی سے جواب دیا۔ دھیان سارا گاڑی چلانے پر تھا۔ کچھ وقت بعد گھر کے سامنے گاڑی روکی اور سیٹ بیلٹ اتار کر اس کی طرف مڑا۔

"مجھے ایک کام ہے۔۔۔ دو منٹ میں واپس آ رہا ہوں!" اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر چلا گیا۔ کائنات ہونٹ بھینچے اطراف کا جائزہ لیتی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ

وعدے کے مطابق جلد ہی واپس آیا۔

"یہ کس کا گھر تھا؟" اسے گاڑی سٹارٹ کرتے دیکھ کر پوچھا۔

"میرا گھر۔"

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"ہمارے گھر۔"

"خیام شاہ! پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو؟ سیدھے طریقے سے بھی تو بتا سکتے ہو؟!"

کائنات نے تنگ آ کر پوچھا۔

"آ گئی میری کھڑوس بیوی واپس؟"

"کہاں گئی تھی؟"

"بقول میری بیوی۔۔۔ چھٹی پر گئی تھی! تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے۔ صبر رکھو!" خیام سپیڈ بڑھاتا بولا۔ اس کے بعد جلد ہی وہ 'خیام ولا' کے سامنے تھے۔

خیام نے گاڑی روکی، باہر نکلا اور جلدی سے اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

"آجائیں۔۔۔شہزادی صاحبہ!"

"کہاں لے آئے ہو؟"اس کے پیچھے واقع دو منزلہ خوبصورت بنگلے کو دیکھ کر پوچھا۔

"خیام ولا۔۔۔ابھی پرسوں ہی تو بابا نے تمہارے نام کیا ہے! چلو اندر چلتے ہیں۔"

اس کا ہاتھ پکڑے دروازے تک آیا اور چابی نکال کر دروازہ کھولا۔

"چابی کے لئے اپنے گھر رکے تھے؟"کائنات نے پہلا قدم اندر رکھا اور باغیچہ دیکھ کر ہی وہ جان گئی تھی کہ اسے اس گھر سے پیار ہونے والا ہے!

"میری سیانی بیوی!"اس کا ہاتھ ہوا میں بلند کر کے اسے پورا گھما ڈالا۔

"اور تم دنیا کے جھلے ترین شوہر ہو!"اپنا چکراتا سر پکڑ کر بولی۔

"دیکھ لو میں انکار بھی کر سکتا ہوں؟!"فوراً اسے دھمکی دے ڈالی۔

"ارے نہیں، تم تو دنیا کے بہترین شوہر ہو!"مصنوعی مٹھاس کے ساتھ بولی۔

"کیا کہا؟میں ٹھیک سے سن نہیں پایا تھا!ہوا چل رہی ہے نا تو مجھے تمہاری آواز

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں آئی۔" خیام نے جھک کر اپنا کان بالکل اس کے منہ کے برابر کیا۔

"میں کہہ رہی تھی۔۔۔ تم دنیا کے سب سے کیئر نگ، کیوٹ، خیال رکھنے والے اور پرفیکٹ ہزبینڈ ہو!" اس نے دانت پیستے جواب دیا تھا۔ دل تو کر رہا تھا اس کا کان دانتوں تلے پیستی لیکن پھر وہ مضر صحت ہو جانا تھا اور وہ ابھی اپنی صحت پر سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"اوخ۔۔۔ میری پیاری بیوی!" خیام نے اس کا سر دونوں ہاتھوں میں بھرا اور زور سے اس کا ماتھا چوما۔ پھر اسے وہیں چھوڑ کر چابیاں چھنکاتا، اندرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ کائنات اپنا ماتھا مسلتی، اسے گھورتی ہوئی اس کے پیچھے آئی۔

"لیڈیز فرسٹ!" خیام نے دروازہ کھول کر بازو سے اسے پہلے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اندر آئی اور منہ کھولے اس شاندار گھر کو دیکھنے لگی، جو اس کا اپنا تھا۔

"خیام۔۔۔ یہ بہت خوبصورت ہے!"

وہ سفید دیواروں، سفید فرنیچر اور بے تحاشا لگے آئینوں کے سحر میں کھو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہے نا؟ ہم شادی کے بعد یہیں رہیں گے۔ صارم بھائی کے لیے بھی بابا نے گھر بنوایا تھا پر انہوں نے مما بابا کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن میں نے چوبیس سال بابا کو بہت برداشت کیا ہے مزید نہیں کر سکتا! ہم یہاں اپنے گھر میں رہیں گے۔" آگے بڑھا اور کھڑکی سے پردہ ہٹانے لگا، پھر ہاتھ مار کر ساری روشنیاں بھی جلا دیں۔

"تمہیں یقین ہے وہ، تمہیں نہیں۔۔۔ تم انہیں برداشت کرتے رہے ہو؟ اور اپنی ایک غلط فہمی دور کر لو۔۔۔ یہ گھر میرا ہے!" وہ اپنا بیگ میز پر رکھتی سارا ہال پار کر کے سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب صرف تمہارا ہے؟ باہر لگی نیم پلیٹ پر نام کس کا لکھا ہے؟" خیام اس کے پیچھے دو دو سیڑھیاں پھلانگتے چڑھا۔ کائنات ایک دم پلٹی، خیام اس سے نیچے والی سیڑھی پر رکا۔

"اباؤٹ دیٹ! نیم پلیٹ چینج کرواو۔۔۔ جس کا گھر ہے اسی کا نام لکھا ہونا چاہیے

نا؟" جلدی جلدی پلکیں جھپکاتے معصومیت سے پوچھا۔

"یوں حساب کتاب کرتی بالکل ابراہیم شاہ کی بہو لگ رہی ہو!" خیام نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔ کائنات نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا اور پھر کندھے اچکاتی دوبارہ اوپر چڑھنے لگی۔

"پھر کیا نام رکھیں؟" خیام نے اوپر آکر ریلنگ سے ٹیک لگائی اور اسے دیکھا، جو ایک ایک دروازہ کھول کر اندر جھانک رہی تھی۔

"پتہ نہیں! تم کوئی بھی اچھا سا سوچ کر رکھ دینا۔ تمہارے پاس تو کافی فارغ وقت ہوتا ہے نا؟! ماسٹر بیڈروم کونسا ہے؟" طنز کرنے کے بعد پوچھا۔

"لاسٹ والا۔" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے چلتا اس کے پیچھے آیا۔ کائنات نے دروازہ کھولا اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"واو!" بالکل سامنے بڑا سا بیڈ تھا، بائیں طرف کی ساری دیوار شیشے کی تھی اور دائیں طرف صوفے رکھے تھے۔

"کچن کہاں ہے؟"

"نیچے۔"

سارے گھر کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں لان میں رکھے جھولے پر آبیٹھے۔

سورج کو غروب ہوئے پون گھنٹہ ہو چکا تھا اور اب کافی اندھیرا پھیل چکا تھا۔

"!I'm so in love with this house"

کائنات نے چہرہ اوپر اٹھا کر عمارت کو دیکھتے کہا۔ خیام شاہ ہنسا۔

"ہنسے کیوں؟" ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔

"وہ میرے دماغ نے تمہارا فقرہ توڑ مروڑ کر مجھے کچھ یوں پیش کیا تھا:

"!I'm so in love with you Khayam Shah

"ہا۔ہا۔ہا فنی!" آنکھیں گھمائیں۔

"!What? A man can dream"

برامان کر بولا۔

".Sure! Keep daydreaming"

اس نے سر جھولے کی پشت پر ٹکایا اور آسمان کو دیکھنے لگی۔ خیام بھی اپنے خیالوں میں کھویا کبھی کبھی پاؤں ہلا کر جھولا جھلا دیتا۔

"تمہارا کوئی آئیڈیل تھا؟" ذہن میں چلتے خیال کو اچانک ہی آواز دے کر پوچھ لیا۔

"نہیں! میرے پاس اپنے مستقبل کے شوہر کو سوچنے کے علاوہ اور بہت سے کام تھے۔"

"اور وہ کیا تھے؟"

"پاپا! پاپا کی صحت، پاپا کی کمپنی۔ میں نے زندگی گزارنے کا ایک سادہ سا فلسفہ بنا رکھا ہے۔۔۔اپنی خواہشات کم سے کم کر دو! اب تم پوچھو گے کیوں؟"

"میں واقع پوچھنے والا تھا کیوں؟"

"کیونکہ جب آپ کی شدید خواہش پوری نہیں ہوتی، تو دکھ ہوتا ہے!" وہ اندھیرے میں واضح ابھرتے ستاروں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری کون سی خواہش پوری نہیں ہوئی؟" خیام نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا۔

"ماما! جب سے ہوش سنبھالا ہے میری خواہش تھی کہ ماما میری بیسٹ فرینڈ ہوتیں۔ مگر وہ حیدر، آیت اور گھر میں بزی رہتی تھیں۔ ہم دونوں کا بانڈ تھوڑا سا ڈویلپ ہوتا تھا تو پاپا ہر چھ، سات ماہ بعد مجھے مہینے دو مہینے کے لیے اپنے ساتھ اسپین لے جاتے۔ وہ بانڈ پھر سے ختم ہو جاتا۔ ڈونٹ ٹیک می رانگ۔۔۔ شی لوڈ می! ماں بیٹی والا بانڈ تھا لیکن مجھے ان سے اسپیشل پیار چاہیے تھا، جو دو بے لوث دوستوں میں ہوتا ہے۔ پر خیر اللہ تعالی نے بہت جلدی ان کو اپنے پاس بلا لیا!" ایک آنسو آنکھ سے بہا اور حجاب میں جذب ہو گیا۔

وہ کسی سے کہا نہیں کرتی تھی مگر اسے زرتاشہ عالم بہت یاد آتی تھیں۔ خیام سے بھی پتہ نہیں کیوں ذکر کر بیٹھی؟ اس کی ادھوری خواہشات کی لسٹ میں پہلے نمبر پر اپنی ماں کے ساتھ کافی وقت نہ گزار پانا تھا!

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں انہیں کیا ہوا تھا؟" مدھم سی آواز میں پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہمم۔۔۔۔" خاموشی کا لمبا سا وقفہ۔

"کڈنی فیلیئر! آئی مس ہر۔۔۔" کپکپاتی آواز میں بولی۔ اسے رونے کی مکمل تیاری کرتے دیکھ کر خیام نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔

"آئی ایم سوری اینڈ اِٹس آل رائیٹ!" اس کا سر تھپکتا بولا۔

"نو اِٹس ناٹ۔۔۔" روتے ہوئے بولی۔ آنسو خیام کی شرٹ بھگونے لگے۔ بہت سارا رو چکنے کے بعد بھرائی آواز میں بولی۔

"سب کہتے ہیں اگر آج زرتاشہ ہوتی تو کائنات ایسی نہ ہوتی! میں بھی کہتی ہو کاش وہ ہوتیں۔۔۔ وہ ہوتیں تو جیسا چاہتیں مجھے بنا لیتیں! مگر وہ ہوتیں تو۔۔۔" حسرت بھرا لہجہ تھا۔ اس نے آنسو روکنے کی کوشش کی مگر وہ بہے جا رہے تھے۔

"تم میں کوئی خرابی نہیں ہے کائنات! جس کو جو جو کہنا ہے کہنے دو۔۔۔ تم لوگوں کی باتوں سے زیادہ مضبوط ہو!" حجاب کے اوپر سے اس کا سر چوما۔

"میں رو رہی ہوں اور تم مجھے مضبوط کہہ کر شرمندہ کر رہے ہو!" خجل سی ہنسی ہنستے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس سے الگ ہوئی۔

"تو کیا ہوا؟ آنسو بھی انسان کو مضبوط کرتے ہیں!" وہ اپنی شرٹ کے کف سے اس کے آنسو صاف کرتا بولا۔

"اور یہ خیام شاہ کا فلسفہ ہے؟" کائنات نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے کیا فلسفہ بنانا ہے؟ مجھے تو آج سے پہلے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ میں یوں کسی کی دلجوئی کر سکتا ہوں اور یہ کہ تمہارے آنسو بھی اپنی شرٹ سے صاف کر رہا ہوں گا!" آخری بات پر قہقہہ لگایا۔

"Woah! I can be romantic sometimes!"

کائنات نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی ماما کا ذکر کسی سے اونچی آواز میں کرونگی! ویسے اللہ جی سے تو دل ہی دل میں کرتی رہتی ہوں۔" وہ کھل کر مسکرائی، اسے نہیں معلوم تھا کھل کر رونے سے دل سے اتنا بوجھ ہٹ جائے گا۔ اس نے ہمیشہ اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنسوؤں کو آنکھوں کے پیچھے ہی دھکیلا تھا۔

"تمہارا جب دل چاہے ان کا ذکر مجھ سے کر سکتی ہو! اور میری شرٹ کو آنسوؤں سے بھگونے کی آفر بھی موجود ہے۔" خیام شاہ تھا کتنی دیر تک سنجیدہ رہتا؟

"!Don't make me regret this"

کائنات نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔ خیام نے اس کی انگلی کو اپنی انگلی سے پکڑا اور بولا۔

"اتنا رونے کے بعد تمہیں کمزوری تو محسوس ہو رہی ہو گی؟ اٹھو ڈنر کرتے ہیں!"

اس کا پورا ہاتھ گرفت میں لے لیتا اٹھا۔ پتا نہیں کیوں۔۔۔ اسے کائنات کا ہاتھ پکڑنا نارمل لگتا تھا! جیسے وہ ہمیشہ سے یونہی ہاتھ میں ہاتھ دیئے چلتے رہے ہوں۔

کائنات نے اٹھتے ہوئے موبائل سے وقت دیکھا، 6:47 ہو چکے تھے۔

"ڈنر کے لئے تھوڑا جلدی نہیں ہے؟" اسکرین اس کی طرف کرتی بولی اور اپنا بیگ کندھے پر ڈالا۔

"کوئی جلدی نہیں ہے! ریسٹورنٹس کا یہی فائدہ ہے، جس وقت بھی منہ اٹھا کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جاؤ۔۔۔روٹی مل جاتی ہے!"

"ہوں چلو پھر۔۔۔کون سے ریسٹورنٹ میں؟" وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے لوہے کا گیٹ پار کر گئے۔ خیام نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر تالا لگایا اور چابی اسے پکڑاتا بولا۔

"یار وہ کیا نام تھا اس ریسٹوران کا؟ وہی جس کا سی فوڈ کافی ہٹ ہے!" خیام نے مسکراہٹ دباتے اس کے الجھے تاثرات دیکھے۔

"خبردار خیام شاہ!" کائنات کو جیسے ہی اس کی بات سمجھ آئی، ہاتھ اس کے سینے پر مارتے آنکھیں نکالیں۔

"مرنے کے لیے شہر کے دوسرے کونے میں جا کر سی فوڈ کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے بتاؤ۔۔۔گلا دبا کر مار دیتی ہوں! اگر اتنی آسان موت نہیں مرنا، تو گاڑی کے نیچے دینے کا آپشن بھی موجود ہے۔۔۔ تم فیصلہ کر لو!" وہ خفگی سے بولے جا رہی تھی اور خیام ہنستا جا رہا تھا۔

"یار بولتی رہا کرو۔۔۔یوں چڑ چڑ کرتی اچھی لگتی ہو!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ کام تمہیں ہی مبارک ہو!" غصے سے کہتی گاڑی کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولنا چاہا جو لاک تھا۔

"کھلواسے۔۔۔" جھنجھلاتے ہوئے گاڑی کو ایک ٹھوکر ماری۔

"میں نے نوٹ کیا ہے تم میری بلیک بیوٹی کے ساتھ سوتیلوں والا سلوک کرتی ہو!" وہ ریموٹ سے گاڑی ان لاک کرتا، گاڑی کی طرف بڑھا۔

"ہاں! جیسے تم تو ٹائر پنکچر کر کے میری گاڑی سے اپنی محبت کا ثبوت دے رہے تھے؟!" اسے سنا کر اندر بیٹھی اور زور سے دروازہ بند کیا۔

خیام شاہ ہنستا ہوا اندر بیٹھا اور بیلٹ لگا کر گاڑی سٹارٹ کی۔

"بھئی سب کا محبت ظاہر کرنے کا اپنا اپنا طریقہ ہوتا ہے۔ میرا یہ ہے!" شانے اچکاتے کہا۔

"اور میرا وہ ہے!" ٹکا سا جواب دے کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"ٹھیک، کوئی مسئلہ نہیں!" انگلیاں اسٹیرئنگ پر بجاتے، بولا اور ساری توجہ سامنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سڑک پر منتقل کر دی۔

....

"وہ تمہارا سب سے کمینہ والا دوست نہیں ہے؟" خالی میز کی طرف بڑھتے ہوئے کائنات کی نظر قریب ہی کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھے جاذب پر پڑی تو خیام کو روک کر پوچھا۔

"کہاں؟" اس نے آگے پیچھے دیکھا اور جاذب کو تاڑ کر قہقہہ لگایا۔

"اسی کے لیے تم نے cutest کا لفظ استعمال کیا تھا؟"

"اور یقین کرو بہت پچھتا رہی ہوں۔ شکل سے ایسا معصوم ہے پر حرکتیں بالکل تمہارے جیسی ہیں!"

"میرے جیسی؟"

"فضول ترین!" سر ہلاتے جواب دیا۔ خیام کو ساتھ بیٹھی لڑکی کی فکر ہوئی، جس کی اس کی طرف پشت تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ اس کے ساتھ کون ہے؟" خیام نے خود سے ہی پوچھا کیونکہ کائنات تو اپنے منتخب کردہ میز پر جا کر بیٹھ چکی تھی۔

اسی وقت اس لڑکی نے رخ موڑا اور اسے پہچان کر خیام کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

عکاشہ؟

اس نے آنکھیں مسلیں، منظر تبدیل نہیں ہوا۔ یعنی وہ ٹھیک دیکھ رہا تھا! جاذب اور عکاشہ؟ وہ جلدی سے کائنات کے پاس آیا اور میز پر ہاتھ رکھے جھکا۔

"ہمیں ان کے ساتھ چل کر بیٹھنا ہے!"

"تو تم جا کر بیٹھو! کیوں کہ میں ایک وقت میں ایک خیام شاہ کو ہی برداشت کر لوں۔۔ تو بہت ہے!" مینیو کھول کر دیکھنے لگی۔

"کائنات پلیز؟" منت کی۔

"نہیں!" کورا جواب آیا۔

"مطلب دھمکی کے بغیر کام نہیں چلے گا؟ ٹھیک ہے میں ارشد کو فون کر کے شوٹ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کینسل کروا تا ہوں۔" کوٹ کی اندرونی جیب سے موبائل نکالا۔ کائنات اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"رکو! میں تمہاری بات مانتے ہوئے اپنے حصے کی شرط پوری کر رہی ہوں۔۔۔ کل تم شرافت سے اپنے حصے کا کام بلا چوں چراں کیسے کرو گے!" انگلی دکھا کر کہتی اٹھی اور اپنا بیگ جھپٹ کر چلنے لگی۔

"ایک سیکنڈ!" خیام نے اس کا بازو پکڑ کر روکا، "اس لڑکی عکاشہ کو پتہ ہے ہم شادی شدہ ہیں۔"

"تو؟ ہم نے چھپ کر شادی تو کی نہیں تھی! اگر اسے پتا ہے تو کیا مسئلہ ہے؟"

"اس کے نزدیک یہ لو میرج ہے!" گردن کھجاتا بولا۔

"تمہارے دوست کی مہربانی سے سب کے نزدیک یہ 'لو میرج' ہے!" دبی دبی غرائی۔

"تم سمجھ نہیں رہی! تمہیں اس کے سامنے مجھ سے فل محبت ظاہر کرنی ہے۔"

"آخر کیوں؟"

"لونگ سٹوری شارٹ! اس کی نظر مجھ پر تھی میں نے تم سے محبت کی بلند و بانگ دعوے کر کے اپنی جان چھڑائی اور جاذب سے بدلہ لینے کے لیے اس کے پیچھے لگا دی۔"

"یہ کام کیا ہے نا تم نے میرے شوہر والا! اب ٹھنڈ پڑی ہے مجھے۔" وہ اسے داد دیتی بولی۔

"اب چلیں؟" خیام نے اپنا بازو پیش کیا، وہ اس کے بازو میں ہاتھ ڈالے چلنے لگی۔

"جاذب!" اس نے جاذب کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عکاشہ نے مڑ کر دیکھا اور مسکرائی۔

".What a pleasant surprise! Please join us"

وہی بولی۔ جاذب کو تو اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔

Let me introduce you. My beautiful wife, "

"!Kainat and Kainat this is Akasha

کائنات نے مسکراتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا۔

"!Nice to finally meet you"

عکاشہ نے کہا۔

کائنات نے اس کے بازو پر چٹکی بھری۔

"فائینلی تو یوں کہہ رہی ہے جیسے صدیوں سے جانتی ہو!" تھوڑی اونچی ہو کر خیام کے کان کے پاس بڑبڑائی۔ خیام نے گلا صاف کرتے اس سے اپنا بازو آزاد کروایا اور اس کے لیے کرسی کھینچی۔ وہ کرسی پر بیٹھی اور بیگ اپنے قدموں میں رکھا۔

"دیور جی! آپ کیسے ہیں؟" اس کی گھورتی نظریں جاذب پر تھیں۔ اس کی طرف خیام، بائیں طرف جاذب اور بالکل سامنے عکاشہ بیٹھی تھی۔

"میں ٹھیک بھابھی۔ آپ کیسی ہیں؟" اس نے آواز بمشکل حلق سے برآمد کی۔

خیام نے آنکھ سے عکاشہ کی طرف اشارہ کیا، اس نے سر نفی میں ہلایا۔ کیا بتاتا؟ کل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی طرح آج بھی ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لائی تھی اور وہ بھی اس کے گھر سے؟

اونہوں! کائنات کے سامنے بے عزتی ہو جانی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک! خوش باش۔۔۔آپ کے دوست کی موجودگی میں میرے پاس خوش رہنے کے علاوہ کوئی آپشن ہی نہیں ہوتا!" پیار بھری نظر خیام پر ڈالی، وہ بھی جواباً مسکرایا۔البتہ جاذب حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔یہ راتوں رات خیام شاہ نے ان کی بھابھی پر کون سا منتر پھونک دیا تھا؟

It's same for me! I mean you can't get "
".bored in their company

عکاشہ نے ایک اور وار آزمایا۔

کائنات نے خیام کی ٹانگ پر اپنا پاؤں مارا اور اس کی طرف جھکی۔

"Their? یہ لڑکی دونوں پلیٹ فارمز پر بالکل" صحیح کھیل رہی ہے

"خیر میں تو اپنی حفاظت کے لیے تمہیں لے آیا ہوں!" میز پر رکھا اس کا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیا اور سرگوشی کی۔

"?Let's order something! Jazib"

اس کو یہ پیار بھری سرگوشیاں سخت زہر لگ رہی تھیں۔ حالانکہ وہ جاذب کے ساتھ اچھا وقت گزارنے کے لئے آئی تھی مگر خیام کو دیکھ کر ایک اور کوشش کرنے سے خود کو روک نہ پائی۔

"جل کر کباب ہو رہی ہے!" کائنات نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"ہونے دو!" خیام بھی مسکرایا۔

"گڈ ایوننگ!" بیرا ہاتھ میں نوٹ پیڈ اور قلم پکڑے کھڑا تھا۔ جاذب نے چائنیز، عکاشہ نے سیلیڈ اور کائنات نے لزانیہ منگوایا۔

"سر آپ؟" بیرے نے خیام سے پوچھا۔

"!Same as my lovely wife"

اس نے مینیو بند کر کے بیرے کو پکڑایا۔ وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

"مجھے پتہ ہوتا تو میں سی فوڈ منگوا لیتی!" مسکراہٹ دباتے اونچی آواز میں بولی۔

"سیریئسلی؟" خیام نے پوچھا تو کائنات اور جاذب نے قہقہہ لگایا۔

"?Is there a story behind that"

عکاشہ نے الجھ کر پوچھا۔

"!There is. He's allergic to seafood"

جاذب نے پہلی بار گفتگو میں خود سے حصہ لیا۔

"?Now, why'd you do that"

عکاشہ نے شیریں مسکراہٹ کائنات کی طرف اچھالی۔

"?Simply because I can! Right Khayam"

کائنات نے بھی طنزیہ مسکراہٹ پیش کی۔

Ofcourse baby! You can do whatever you "

"!want

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خیام نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔

کائنات نے میز کے نیچے سے زوردار ٹھوکر اس کی ٹانگ پر ماری۔

"سوری!" جاذب اپنا قہقہہ کھانسی کی آڑ میں چھپاتا، بوتل سے گلاس بھرنے لگا۔

کائنات مسکراتی ہوئی دوبارہ اس سے سرگوشی میں مخاطب ہوئی۔

"No PDA! ابھی پچھلی سزا تم نے بھگتی نہیں ہے۔۔۔ نئی کا انتظام کرنے چلے ہو"؟

"بہت اچھی جا رہی ہو۔۔۔ اسی طرح لگی رہو!" اس کی بات کو نظرانداز کرتا بولا۔

" So love birds! Where are you going for honeymoon?"

عکاشہ نے پوچھا۔ کائنات نے خیام سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"ہم نہیں جا رہے۔ دراصل خیام کا فوٹو شوٹ ہے۔۔۔ اس وقت ہم دونوں ہی بہت مصروف ہیں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو پھر ماڈلنگ کر رہا ہے؟" جاذب نے ابرو اٹھا کر پوچھا۔اس نے صرف سر ہلایا۔

"خیام پروفیشنل ماڈل تو نہیں ہے؟! اگر ہوتا تو مجھے پتا ہوتا۔" حیرت سے پوچھا۔

کائنات نے زبردستی کی مسکراہٹ عکاشہ کو دکھائی اور خیام کو گھورا کہ وہ بھی اپنا منہ کھولے۔ مگر اس کے سامنے فراٹے بھرنے والی زبان کو اب پتا نہیں کیوں زنگ لگ گیا تھا؟

"کیوں؟ تمہیں کیوں پتا ہوتا؟" بمشکل لہجے کی تلخی چھپائی۔

"!I mean I'm his friend. I would've known"

مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"تو پھر تم اس کی دوست نہیں ہو کیونکہ خیام میرے برینڈ کیلیئے ماڈلنگ کرتا رہتا ہے۔"

"میں اگر تمہاری جگہ ہوتی تو کم از کم اپنے ہاتھوں سے اسے اس فیلڈ میں نہیں بھیجتی۔۔۔

You know how the industry is! He might get distracted by all the glamour?

تم میری بات سمجھ رہی ہو نا؟" فکر مند لہجے میں بولی، جس میں فکر یقیناً مصنوعی تھی۔

کائنات قہقہہ لگا کر ہنسی۔ خیام شاہ کرسی سے ٹیک لگائے، ٹانگیں پھیلائے بیٹھا، محظوظ ہو رہا تھا۔ جبکہ جاذب کا خیال تھا کہ صورتحال کسی بھی لمحے سنگین شکل اختیار کرنے والی ہے!

" Trust me babe! Nothing can distract him from me. There's a reason why you aren't in my place! Hmm?"

کائنات نے معصومیت سے پلکیں تیزی سے جھپکائیں اور عکاشہ کا جی چاہا اس کی نقلی پلکیں اکھاڑ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دے۔ خیر اگر وہ اپنے دل کی مان لیتی تو کائنات

کا بڑا نقصان ہونا تھا۔۔۔کیونکہ وہ اس کی اصلی پلکیں تھیں۔

"میں صرف کائنات کے لیے ماڈلنگ کر رہا ہوں! ویسے مجھے اس شعبے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" خیام نے گلا کھنکھار کر واضح کیا۔

"?Oh now you found your tongue"

اس نے دانت پیستے پوچھا، آواز اتنی ہی رکھی تھی جو ان دونوں کے لیے کافی ہوتی۔

خیام گردن پیچھے پھینک کر ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

"?What's so funny"

اس کی مسلسل ہنسی سے تنگ آکر پوچھا۔ خیام نے اپنا بازو اس کی گردن میں ڈالا اور اسے کھینچ کر کندھے سے لگایا۔

"!Nothing. You're just too cute sometimes"

کائنات دانت پر دانت جمائے اسے گھور رہی تھی، اس کے بازو پر ہاتھ رکھا اور اپنے ناخن، بازو کی جلد میں گاڑ دیے۔ وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکراتا رہا۔

"ماشاءاللہ خیام، بھابھی! آپ دونوں کی محبت مجھ جیسے بندے کو بھی حیرت میں ڈال دیتی ہے۔۔۔اللہ آپ دونوں کو بری نظر سے بچائے، آمین!" آخری فقرہ عکاشہ کو دیکھ کر کہا۔

"آمین!" خیام نے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کرایا اور اس کی گردن کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔ پھر اپنا بازو میز کے نیچے سے اس کے سامنے کیا، کائنات نے ایک نظر نشانات کو دیکھا اور پھر کندھے اچکا دیے۔ جیسے کہہ رہی ہو: تمہارا اپنا قصور ہے خیام شاہ!

"کیسا لگا تمہیں میرا دوست عکاشہ؟ میں امید رکھوں نا کہ یہ زیادہ عرصہ سنگل نہیں رہے گا؟" اس نے کہنی کرسی کے بازو پر ٹکائی اور ہتھیلی پر چہرہ رکھا۔

"میں ابھی خود سوچ رہی ہوں کیونکہ جاذب نے بالکل effort نہیں ڈالی ہے۔۔۔" منہ بناتے بولی۔ اسے ہر وقت توجہ نچھاور کرنے والا مرد چاہیے تھا اور جاذب نے تو کبھی خود پر توجہ نہیں دی تھی اسے کیا دیتا؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں جاذب؟"

"میرا خیال ہے میں سنگل ہی ٹھیک ہوں! عکاشہ ہم صرف دوست بھی تو ہو سکتے ہیں؟" وہ دو ہی ملاقاتوں میں اس کے نخرے سے تنگ آچکا تھا۔ عکاشہ نت سپاٹ چہرے کے ساتھ سر ہلا دیا، مگر اندر سے وہ تلملا رہی تھی۔۔۔اسے کبھی کسی نے 'نہ' نہیں کی تھی اور ان دو دنوں میں وہ دونوں دوست اسے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ٹھکرا چکے تھے۔ چلو، خیام تو شادی شدہ تھا۔اس کے پاس ٹھوس وجہ تھی مگر جاذب علی کس بنیاد پر اسے یعنی عکاشہ ناصر بٹ کو انکار کر رہا تھا؟ وہ اس کے ساتھ کیا کچھ کر سکتی تھی، جاذب علی کے فرشتے بھی ناواقف تھے اور بہت جلد وہ اسے، اس کے فرشتوں سمیت آگاہ کرنے والی تھی!

"!Cheers to the new friendship... then"

کائنات نے گلاس میں پانی ڈالا اور طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ہوا میں بلند کر کے ہونٹوں سے لگایا۔عکاشہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیوی! ابھی پھٹ جائے گی۔۔۔بس کر دو!"خیام نے عکاشہ کی خطرناک گوری پر کائنات کو پکارا۔

"تم اسی لئے مجھے اس میز پر نہیں لائے تھے؟"مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو بس تھوڑی سی تفریح کے موڈ میں تھا۔۔۔ادھر تم دونوں نے 8 بجے کا ڈرامہ ہی شروع کر لیا ہے، طنزیہ فقروں والا اور خطرناک گھوریوں والا!"

"میں نے؟"اس کی آواز غصے سے بلند ہوئی۔

"کیا ہوا ابھی؟"جاذب نے فون سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اپنے ف۔۔۔دوست سے پوچھو!"لفظ 'فضول' اس کی زبان پر تھا، کائنات نے بڑی مشکل سے پیچھے دھکیلا۔

"کچھ نہیں!"سر نفی میں ہلایا۔جاذب دوبارہ پوچھنے والا تھا مگر اسی وقت ان کا کھانا آگیا اور وہ سارے دوست رزق سامنے ہو تو بول کر رزق کی بے حرمتی نہیں کیا کرتے تھے!

عکاشہ سب سے پہلے اپنا سیلڈ ختم کر کے اٹھی۔

"!Bye guys! I've to go. We'll meet soon"

دوبارہ ملنے کا وعدہ جاذب سے کیا گیا تھا۔

"یہ مجھے کہہ کر گئی ہے؟" جاذب نے چوپ اسٹکس سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔

"بیٹا! تیری تو خیر نہیں ہے جن قاتل نظروں سے دیکھ کر گئی ہے نا۔۔۔اس کے بعد مجھے تیری سلامتی کی فکر ہو رہی ہے۔" وہ نوالہ چباتا بولا۔

"خیام شاہ! یا تو بول لو یا کھا لو؟" کائنات کو سخت الجھن ہوئی، اپنا کانٹا پلیٹ میں پٹخا۔

"سوری!" بغیر اثر لیے بولا اور اگلا نوالہ منہ میں رکھا۔

"اسی محبت کی بات کر رہا تھا میں!" جاذب طنزیہ بولا۔ کائنات اس کی طرف پلٹی اور بائیں ہاتھ میں پکڑی چھری کا رخ بھی اس کی طرف کیا۔

"جاذب صاحب! آپ ہماری محبت کی فکر چھوڑیں اور جلد سے جلد اپنی فکر کرنے

کا سوچیں۔ یہ میرا مخلصانہ مشورہ ہے آپ کیلئے۔"

"آئی ایم سوری بھابھی! وہ صرف ایک مذاق تھا۔ میں آپ سے معافی مانگنے والا تھا۔" چوپ اسٹکس واپس پیالے میں رکھیں۔

"نہیں چاہئے آپ کی معافی۔ جن لوگوں کے سامنے تماشا لگایا تھا ان سب کو اکٹھا کر کے بھی معافی مانگیں گے نا، میں تب بھی معاف نہیں کروں گی۔ فضول کوششیں ترک کر دیں۔" گود سے نیپکن اٹھا کر میز پر رکھا اور اٹھی۔

"خیام چابی دو؟"

"اکیلی جاؤ گی؟" چھری کانٹا پلیٹ میں رکھا۔

"ہوں!"

"نہیں۔۔۔ میں خود چھوڑ کر آؤں گا تمہیں!" اٹھا اور والٹ کھول کر پیسے نکالنے لگا۔ کائنات، جاذب کو شرمندہ چھوڑ کر جا چکی تھی۔

"میں دیکھ لوں گا، تو جا!I'm feeling awful"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خیام سر ہلاتا اس کا کندھا تھپک کر چلا گیا۔

خاموشی سے گاڑی میں بیٹھے، خاموشی میں راستہ کٹا۔اس کے گھر کے باہر گاڑی روکی۔

"کائنات دیکھو مجھے پتا ہے۔۔۔وہ حرکت ناقابل برداشت تھی! مگر جاذب کی نیت معمولی چھیڑ چھاڑ کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی۔"

"تو؟میرے، تمہارے سامنے کرتا اپنی چھیڑ چھاڑ! اڑھائی تین سو بندوں کے سامنے کیوں کی؟"

"یار غلطی ہو گئی۔۔۔معاف کردو؟"

"کل کو یہی غلطی میں دہراوں۔۔۔تو معاف کردو گے؟"

"کردوں گا! تم نے شاید نوٹ نہیں کیا لیکن آج کا دن ہم نے تقریباً ایک ساتھ گزارا ہے اور بہت اچھے سے گزارا ہے۔میں نہیں چاہتا اس کا اختتام تمہارے خراب موڈ پر ہو!"وہ بہت سنجیدہ تھا

www.novelsclubb.com

"تمہیں اتنا سنجیدہ دیکھ کر مجھے ہنسی آرہی ہے!"ہونٹ موڑ کر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"ہنس دو یار! تمہارا کیا جاتا ہے؟ کسی غریب کا بھلا ہو جائے گا۔"دل پر ہاتھ رکھے ڈھیٹ عاشقانہ لہجے میں بولا۔کائنات کھل کر مسکرائی۔

"ہائے!"

"ٹھرکی!"ناک چڑھا کر کہا گیا۔

"تمہارا ٹھرکی!"خیام نے اصلاح کی۔

"سنو ٹھرکی! میں جارہی ہوں۔۔۔صبح وقت پر آجانا۔۔۔مجھے فون نہ کرنا پڑے۔"انگلی اٹھس کر کہا۔

"اگر کرنا پڑ گیا تو؟"ایک ابرو اٹھایا۔

"تو پھر تمہاری خیر نہیں ہو گی!"مسکراتے ہوئے بتایا۔

"صبح دیکھیں گے!"ٹالتے ہوئے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بتا رہی ہوں خیام شاہ! ابراہیم انکل کو فون کر کے تمہاری وہ عزت کرواونگی۔۔۔ساری زندگی یاد رکھو گے!"

"او یاد آیا! تم نے ابراہیم کو میری ماڈلنگ کا بتادیا؟"

"شرم تو نہیں آتی ہو گی؟اور میں بتادوں گی۔"

"تمہارے علاوہ دنیا کی ہر مونث میرے لیے نامحرم ہے! تمہیں لگتا ہے میں اسے اپنے پاس بھی پھٹکنے دوں گا؟"

"اوہ! تو اسی لیے تمہارا اور عقل کا بھی دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے؟ چلو آج یہ الجھن بھی سلجھ گئی!"

"بیوی یہ سراسر ذاتی حملہ ہے!" برا مان کر بولا۔

"ہاں! مجھے معلوم ہے اور تمہیں میں نے تین دن کے لئے فضول بولنے سے منع کیا تھا۔۔۔ایک سیکنڈ کے لیے بھی تم چپ رہے ہو؟" یاد آنے پر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔

"تمہاری غلطی ہے بندہ دیکھ کر سزا سیلیکٹ کرنی تھی ناں؟!"معمولی سے شانے اچکائے۔

"ہاں، میری غلطی ہے! تم سے کسی نیکی کی توقع رکھنا واقعی میری غلطی ہے۔"

"توبہ ہے! کون سا مقدس فریضہ سر انجام نہ دے کر میں گناہ کا مرتکب ہوا ہوں؟"اس سے گاڑھی اردو خیام شاہ نے اپنی پوری زندگی میں نہیں بولی تھی۔

"خاموشی عبادت ہے!"کائنات نے محظوظ ہوتے اس کے کھلے ہوئے منہ کو دیکھا اور دروازہ کھولا۔

www.novelsclubb.com

کائنات:1

خیام:0

"شب بخیر!"مسکراہٹ سے چمکتے چہرے کے ساتھ کہا اور گاڑی سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھی۔خیام شاہ جیسے بندے کو لاجواب کرنا واقعی اس کی کامیابی تھی۔وہ اسے گھر کے اندر غائب ہوتا دیکھ کر گاڑی سٹارٹ کرتا اپنے گھر کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف چل دیا۔

~~~~

"تم مجھے پہلے بتادیتی کہ ان چھوٹے چھوٹے چلغوزوں کے ساتھ فوٹو شوٹ ہے۔۔۔تو میں بغیر کسی شرط کے ہی مان جاتا!"خیام کو جیسے ہی کائنات نے بتایا کہ انہیں دفتر نہیں،شوٹ کے لیے ہوپ آر فنیج جانا ہے۔۔۔تو وہ مسکراتا ہوا اس سے کہہ رہا تھا۔

"کل میٹنگ میں کیا کرتے رہے تھے؟"اس کی لاپرواہی پر سر نفی میں ہلایا۔

"ہماری فیوچر پلاننگ کرتا رہا تھا!"

"اور میں ہر گز نہیں جاننا چاہتی کہ تم نے کیا پلان کیا ہے!!"کانوں پر ہاتھ رکھے، اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اب ایسی بھی خطرناک پلاننگ نہیں ہے!"خیام نے ایک ہاتھ سے اس کے بازو نیچے کیے،"تمہیں اغوا کرنے کا ارادہ نہیں ہے میرا!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM
~~~~

"چلو شکر ہے۔۔۔"طزیہ کہتی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"ویسے بڑی موقع پرست ہو! اپنے شوہر کی خوبصورتی صحیح کیش کروا رہی ہو۔۔۔"

"ہونہہ۔۔۔خوبصورتی!"نخوت سے بڑبڑائی۔

"اور ادھر دیکھو میری طرف؟"کچھ یاد آنے پر اسے پکارا، کائنات اس کی طرف پلٹی۔

"ابھی میرا پچھلا معاوضہ بھی تم نے ادا نہیں کیا؟!"

"تصحیح کرلو۔۔۔میں نے چیک دیا تھا اور تم نے شوخی میں آکر پھاڑ دیا تھا! ویسے بڑے ڈرامے باز ہو۔"

"ایک اور تصحیح بھی کرلو اس کے بعد تم میرے ساتھ 'سات ڈنرز' کرنے پر راضی ہوئی تھی اور میں پاگل کل خوامخواہ تمہارا ترلہ کرتا رہا!"ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"بالکل ٹھیک۔۔۔تم واقعی پاگل ہو!"کائنات نے بھی اس کے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"بیوی اب یہ تشدد کی حد پار کررہی ہو تم!"اسے گھورنے کی ناکام کوشش کی،

گاڑی چلاتے ہوئے سامنے دیکھنا مجبوری تھی!

"ہاہ! کہیں مر ہی نہ جانا اس تشدد سے؟!" آنکھیں گھمائیں اور ہاتھ سینے پر باندھے۔"اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو! میں مزید تمہاری کوئی فضول شرط نہیں مان رہی۔۔۔کل رات اس عکاشہ چڑیل کے ساتھ ڈنر کروا کے تم اپنی شرط منوا چکے ہو۔"

"عکاشہ چڑیل؟" خیام نے قہقہہ لگایا۔"تمہیں اس سے جیلس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔baby I'm all yours!"

"کاش نہ ہوتے اور پلیز۔۔۔میرے پاس کرنے کو اور بھی بہت سے کام ہیں۔ تمہارے لیے جیلس ہونا ہی رہ گیا تھا؟!" منہ بناتے بولی۔

"You can deny all you want, baby! But I've got the message."

اسٹیرئنگ پر انگلیاں بجاتا بولا۔

"Stop calling me that!" وہ چڑ کر بولی۔

"What? Baby!" حیران ہو کر پوچھا۔

"That baby!" دانت پیستے کہا۔

"No baby!" مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"Go to hell!" وہ ضبط کھوتی چلائی۔

"Not without you baby!" قہقہہ لگایا۔

کائنات کو خاموش ہو جانے کی حد تک عاجز کر چکا تھا۔ حساب برابر!

کائنات: 1

خیام: 1

پھر وہ دونوں جلد ہی آر فنیج پہنچ گئے تھے۔ شوٹ کی ساری تیاری مکمل تھی، ارشد فوٹو گرافر کے ساتھ مختلف جگہیں دیکھ رہا تھا۔ کائنات اور خیام پہلے بچوں سے ملے۔ علی بھاگتا ہوا آیا اور خیام کی ٹانگوں کو اپنی ننھی گرفت میں لیا۔ اس نے جھک کر

www.novelsclubb.com

اسے اٹھایا اور دونوں گال چومے۔

"کیسا ہے ہمارا علی؟"

"میں ٹیک ہوں آپ کیسے ایں؟" معصوم آواز میں بولا۔

"میں بھی ٹھیک! کائنات کو نسیپٹ کیا ہے؟" اس نے دوسرے بچوں سے باتیں کرتی کائنات کو بلایا، وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تم نے فادر کا رول پلے کرنا ہے اور بچوں کی individual تصاویر بھی ہوں گی اور twinning بھی کرنی پڑے گی۔"

"علی میرا بیٹا بنے گا؟" اس نے اپنا منہ علی کی گردن میں گھساتے پوچھا، علی کھلکھلا کر ہنسا۔ منظر دیکھ کر کائنات کا دل ہی پگھل گیا۔

"اس پوز میں تصویر ضرور بنوانا؟!" وہ بولی۔

"تم فکر ہی نہ کرو! میں اور علی چھا جائیں گے۔۔۔ کیوں علی؟" خیام نے پوچھا، علی نے زور زور سے سر ہلایا۔

"ایکسکیوزمی سر! علی مجھے دے دیں۔۔۔اسے چینج کروانا ہے۔" ملائکہ نے اسے لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے۔

"ملائکہ! خیام والے کپڑے علی کے سائز میں نکال لیجئے گا۔۔ that's our father son duo"

"یس میم اور سر آپ کے کپڑے سامنے والے کمرے میں رکھے ہیں۔" ان دونوں سے مخاطب ہوئی اور علی کو لے کر چلی گئی۔

"تم نے شوٹ کے لیے یہ جگہ کیوں چنی؟" خیام اس کی طرف پلٹا۔

"کیونکہ مجھے اس جگہ سے اور اس کے لوگوں سے بہت محبت ہے!" کائنات محبت بھری نظریں اپنے ارد گرد ڈالتے بولی۔

"یار نہیں کرونا؟!" سورج کی کرنوں سے چمکتے چہرے کو غور سے دیکھتا بولا۔

"کیا؟ میں نے کیا کیا ہے؟" ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"مجھے لگتا ہے مجھے بھی محبت ہو جائے گی"۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔وہ ہنسی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں صرف لگتا ہے؟ مجھے یقین ہے تمہیں ان سے محبت ہو جائے گی۔"

"ان سے تو ہو گئی ہے۔۔۔ میں تمہاری بات کر رہا ہوں!"

"ہیں؟" کائنات کی آنکھیں پھیلیں۔

"ایسے ٹکر ٹکر دیکھو گی تو ابھی ہو جائے گی!" خیام نے ہاتھ جیب سے نکالا اور اس کی آنکھوں پر رکھا۔ اس نے ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹایا۔

"فضول مذاق نہیں کرو میرے ساتھ اور جا کر تیار ہو جاؤ!" اسے گھورتی بولی۔

"مذاق کے علاوہ کہہ رہا ہوں! یہ دیکھو؟" اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا۔ "کتنی زور سے دھڑک رہا ہے۔۔۔ محبت کی اول اول نشانیوں میں سے نہیں ہے یہ؟"

کائنات نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا۔

"پتا نہیں! کیونکہ میرا نارمل دھڑک رہا ہے۔" یہاں وہاں دیکھتے جھوٹ بولا۔ اس کی دھڑکنیں اپنے ہاتھ کے نیچے محسوس کر کے کچھ بے ترتیبی تو اپنے سینے میں بھی ہوئی تھی!

"اچھا تو پھر یہ چہرہ کیوں لال ہو رہا ہے؟" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"دھوپ۔۔۔دھوپ کی وجہ سے!" بمشکل تپش دیتے سورج کو دیکھ کر بولی۔

"مان لیا!" ہاتھ بلند کرتا بولا اور ملائکہ کے بتائے کمرے کی طرف چل دیا۔

"نیوی ٹریک سوٹ پہننا سب سے پہلے!" کائنات نے پیچھے سے آواز لگائی۔اس نے جواب میں ہاتھ ہلا دیا۔

وہ لباس بدل کر آیا تو علی بھی بالکل تیار تھا۔ علی کے ساتھ سائیکل پر سوار ہو کر اور اسے جھولا جھلاتے ہوئے بہت سی تصاویر بنائی گئیں۔اب وہ علی کو اپنی پشت پر سوار کیے پش اپس لگا رہا تھا۔کائنات فوٹو گرافر کے ساتھ کھڑی دیکھ رہی تھی، جب صوفیہ جوزف اس کے پاس آئیں۔

"کیسی ہو؟" کائنات مسکراتی ہوئی ان کے گلے لگی۔

"بالکل ٹھیک! آپ کیسی ہیں؟"

"میں بھی!" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پھر بولیں۔

"مجھے معلوم ہے تمہیں ابھی اس سے محبت نہیں ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے تمہیں ہو جائے گی!" ان کا اشارہ خیام کی طرف تھا۔ وہ ان کے کندھے پر سر رکھے ہی سیدھی ہوئی۔

"کیوں؟ آپ کو باقی سب کی طرح ان تصویروں پر یقین نہیں آیا؟" اس نے نظریں خیام پر جمائے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں! کیونکہ ان تصویروں میں تمہارے چہرے کی ناگواری اور لوگ تو نظرانداز کر سکتے ہیں میں نہیں!" صوفیہ نے اس کا ماتھا چوما، وہ کھل کر مسکرائی۔ صبح کی طرح روشن، شفاف مسکراہٹ!

"اور میں دیکھ رہی ہوں وہ ناگواری اب غائب ہے!" وہ خود بھی مسکرائیں۔

"ہوں! اتنا برا بھی نہیں ہے جتنا پہلی ملاقات میں لگا تھا۔" مدھم سی مسکراہٹ اب بھی موجود تھی۔ صوفیہ نے سر نفی میں ہلاتے قہقہہ لگایا۔

"مجھے یقین ہے!" پھر سے خیام اور علی کی طرف توجہ کی اور دل ہی دل میں ان

www.novelsclubb.com

دونوں کی خوشیوں کی دعا کی۔

"انکل کہاں ہیں؟"

"اپنے دفتر میں۔انہیں ابھی پتا نہیں ہے تم آئی ہو۔۔۔ورنہ اپنی بیٹی سے کب کا ملنے آچکے ہوتے!"

"میں خود ان سے ملنے چلی جاتی ہوں!" کائنات ان سے علیحدہ ہوئی۔

"رکو! ساتھ چلتے ہیں۔" وہ ایک آخری نظر علی کو اچھال کر پکڑتے خیام پر ڈال کر اس کے ساتھ چلنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

~~~~

"یار! ان tux میں سب سے زیادہ پیارے لگ رہے ہو تم دونوں۔خاص طور پر علی!" کائنات بولتی ہوئی، علی کو اٹھائے خیام کے پاس آئی اور علی کا گال چوما۔یہ ان دونوں کا آخری گیٹ اپ تھا،اس سے پہلے ٹریک سوٹ، نائٹ سوٹ اور کیژول وئیر میں ان کی تصاویر ہو چکی تھیں۔
~~~~

"میں بھی تو پیار الگ رہا ہوں! میری کس؟" خیام نے اپنا گال اس کے سامنے کیا، وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی اور علی نے یہ سمجھ کر کہ اسے کہا جا رہا ہے خیام کا گال چوما۔ وہ ہنستا ہوا سیدھا ہوا۔

"کھا جاؤں تمہیں میں؟" اس کے سیب جیسے گالوں پر دانت رکھتا بولا۔ علی ہنستا ہوا اس سے دور ہوا اور کائنات کے گلے میں بازو ڈالے۔

"خیام نہیں تنگ کرو علی کو!" اسے آنکھیں نکالتی بولی۔

"علی بیٹا! اندر چلیں؟ آپ نے ابھی ہوم ورک بھی کرنا ہے۔" آواز پر علی نے سیدھے ہو کر روبینہ کو دیکھا، جو ان بچوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔

"نو مجھے ہوم ورک نئیں کرنا! اسکول بھی نئیں جانا!" وہ اب خیام سے چپکتا بولا۔

"کیوں بیٹا؟ اچھے بچے تو اپنا ہوم ورک روز کرتے ہیں۔" کائنات نے خیام کے کندھے پر رکھا اس کا چہرہ اپنی طرف کرنا چاہا۔

"نو! نہیں کرنا۔" وہ زور سے چلایا اور پھر رونے لگا۔ خیام نے اس کے موٹے

موٹے آنسو دیکھ کر فوراً اپنے ساتھ لگایا۔

"شش! علی کچھ نہیں ہوا۔۔۔میری جان! رونا بند کرو۔" ان دونوں کو آنکھ سے اشارہ کرتا علی کو لے کر جھولوں کی طرف بڑھا اور ان میں سے ایک پر بیٹھا۔

"علی کیوں رو رہے ہو؟" نرمی سے پوچھا۔ وہ پھر بھی روتا رہا۔

"سکول نہیں جانا؟" خیام نے تکا لگایا، اسے بھی اپنے بچپن میں سکول جانا ہی زہر لگتا تھا۔ علی نے آنکھیں مسلتے سر ہلایا۔

"کیوں؟ سکول اچھا نہیں ہے؟"

"اچھا ہے۔" چھوٹی سی آواز آئی۔

"ٹیچر نہیں اچھے؟"

"اچھی ہے۔"

"پھر کیا مسئلہ ہے؟ دوست نہیں اچھے؟"

"نئیں!" وہ دوبارہ رونے والا ہو گیا۔

"دوست گندے ہیں؟" اس کو اصل مسئلہ مل ہی گیا تھا۔ علی نے زور زور سے سر ہاں ملایا۔

"مجھے بتاؤ کیا کرتے ہیں مارتے ہیں آپ کو؟" خیام امید کر رہا تھا اس سوال کا جواب ہاں نہ ہو، مگر علی نے روتے ہوئے پھر سر ہلا دیا۔

"میرے پاس ماما بابا نئیں ایں تو وہ مجھ سے دوستی نہیں کر۔ کرتے۔" ہچکی لیتے بات مکمل کی۔ خیام کا دل ہی ٹوٹ گیا، اتنا چھوٹا سا تو تھا وہ اور ابھی سے لوگوں نے اس کا امتحان لینا شروع کر دیا تھا؟ وہ بچے تو نہیں لیکن ان کے والدین ضرور اس کے ذمہ دار تھے۔ وہ علی کے آنسوؤں کے ذمہ دار تھے!

"یار میں ہوں نا تمہارے پاس۔۔۔ تمہارا سپر مین! صبح میں خود تمہارے ساتھ اسکول جاوں گا اور ان گندے بچوں کو سبق سکھاؤں گا۔ ٹھیک ہے؟" اس کے آنسو صاف کرتے پوچھا۔ دل تو کر رہا تھا ابھی کہیں سے علی کو رلانے والوں کو ڈھونڈے اور انہیں درست کر کے رکھ دے۔ حالانکہ وہ اتنے چھوٹے بچوں کو سمجھانے کے

علاوہ کر کیا سکتا تھا؟

"پکا پرامس؟" علی نے پر امید آنکھوں سے پوچھا۔

"پکا، میرے بلے!"

"یپی!" وہ دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈالے، اس کے گلے لگا۔

"اب تم اچھے بچوں کی طرح اپنا ہوم ورک کرو گے اور رونا بالکل نہیں ہے!" اس کی خوشی سے چمکتی آنکھیں دیکھ کر بولا۔

"اوکے!" علی خاصے جوش سے بولا۔ خیام ہنستے ہوئے اٹھا، کائنات سے گفتگو کرتی روبینہ تک آیا اور علی کا ماتھا چوم کر انہیں پکڑا دیا۔ کائنات نے ان دونوں کو مسکراتا دیکھ کر سکون کی سانس لی۔

"چلیں اب ہم بھی؟" اس نے روبینہ کے ساتھ جاتے علی کو دیکھ کر ہاتھ ملایا اور خیام سے پوچھا۔

ہوں میں کپڑے بدل لوں۔۔۔ پھر چلتے ہیں اسے کہہ کر پہلے روبینہ کے پیچھے گیا اور

ان سے علی کا سارا شیڈول پوچھا۔ پھر کپڑے بدل کر باہر آیا جہاں فوٹو گرافر اپنا سامان سمیٹ رہا تھا۔ ارشد دفتر کے باقی اسٹاف کو لے کر جا چکا تھا۔ کائنات اس کی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑی اپنے موبائل میں مصروف تھی۔

"چلو!" گاڑی ان لاک کرتا اندر بیٹھا۔ وہ بھی فون بند کرتی، دروازہ کھول کر بیٹھی۔

"گھر یا آفس؟" گاڑی کھلے گیٹ سے باہر نکالتے پوچھا۔

"آفس، مجھے کچھ کام ہے!" وہ بولی۔ خیام نے سر ہلایا۔

"کائنات بہت شکریہ۔۔۔ یہ میری زندگی کا بہترین دن تھا بس آخر میں علی تھوڑا سا ایموشنل ہو گیا تھا!"

"ہاں! علی ٹھیک ہے اب؟"

"ٹھیک ہے! "Nothing I can't handle

"گڈ!" سر ہلا کر پھر سے فون میں مصروف ہو گئی۔ خیام اسے دفتر اتار کر چلا گیا۔

شام ہو چکی تھی۔ وہ بھی چند ضروری فائلز کے لیے دفتر آئی تھی۔ فائلز لے کر کل

www.novelsclubb.com

کی یہیں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف آئی اور گاڑی کو صحیح سلامت دیکھ کر اس نے گہری سانس لی۔جب تک گھر پہنچی اندھیرا اپھیل چکا تھا۔کچھ دیر لان میں عالم مرتضی کے ساتھ بیٹھی رہی۔پھر اپنے کمرے میں آکر معمول کے مطابق کام دیکھنے لگی۔ کھانا لگنے کی اطلاع پر اس نے کام سے سر اٹھایا اور نیچے چلی آئی۔سب کے ساتھ کھانا کھایا اور واپس اپنے کمرے میں آئی۔کام تقریباً مکمل ہو چکا تھا اور اب اس کا دل بھی نہیں کر رہا تھا۔اپنی شال اوڑھ کر کمرے سے نکلی اور باورچی خانے کا رخ کیا۔دو کپ کافی بنائی اور کپ ہاتھ میں لیے ربیعہ کے کمرے میں آئی۔وہ موجود نہیں تھی۔ساتھ والے کمرے کا دروازہ بجایا،جو عینا اور آیت کا تھا۔

"جی آپی!"دروازہ عینا نے کھولا۔

"ربیعہ کہاں ہے؟"

"کمرے میں نہیں ہیں تو چھت پر ہوں گی۔"

"شکریہ اور شب بخیر!"اسے مسکراہٹ پیش کرتی، چھت تک لے جاتیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔دروازہ کھول کر کھلے آسمان تلے آئی تو ٹھنڈی ہوا نے کپکپانے پر مجبور کردیا۔ربیعہ فون پر بات کررہی تھی،اسے قریب آتا دیکھ کر الوداعی کلمات کہے اور فون بند کردیا۔

"کس سے بات کررہی تھی؟"کائنات نے ایک کپ اسے تھمایا۔

"عمار سے۔"ربیعہ نے جلدی سے کپ منہ کو لگایا،بہت ٹھنڈ تھی اور وہ خود بھی نیچے جاکر کافی بنانے والی تھی۔

"تو بند کیوں کردیا؟یا مجھے چچی سمجھ لیا تھا؟"مسکراتے ہوئے اپنی کافی کا گھونٹ بھرا۔ربیعہ نے قہقہہ لگایا۔

"ارے نہیں یار ہوگئی تھی بات۔"

"سب سیٹ ہے نا تم دونوں میں؟"

"سو فیصد!"

"اور چاچو کب آرہے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"ایگزیکٹلی 22 دن بعد!" وہ تو انگلیوں پر دن گن رہی تھی، کائنات ہنسی۔

"بڑی بے چینی سے انتظار ہو رہا ہے؟!"

"اور نہیں تو کیا؟ جلدی سے پاپا آئیں اور مما کو راضی کریں۔ اچھا میری چھوڑو تم اپنی بتاؤ؟"

"کیا بتاؤں؟"

"خیام بھائی کا پوچھ رہی ہوں۔ اب برداشت کر لیتی ہو ان کو؟ حالات کچھ بہتر ہوئے کہ نہیں؟"

"خیام، خیام ہے! اس کا بدلنا نہایت مشکل ہے پر میری قوت برداشت بہت بڑھا دی ہے اللہ جی نے۔ سو الحمداللہ کافی اچھے حالات ہیں!" کندھے اچکا دیئے۔

"چلو یہ تو اچھی بات ہے۔ اللہ اور اچھے کرے، آمین۔ ویسے نکاح پر تمہیں دیکھ کر جیسے میسمرائز ہوئے تھے۔۔۔ مجھے یقین ہے کیوپڈ کے ایک دو تیر تو چل گئے ہونے!"

"تب کا تو پتا نہیں لیکن آج صبح ضرور چلے ہیں۔۔۔ کہہ رہا تھا زور سے دھڑکتا دل محبت کی اول نشانیوں میں سے ہے!"

"واہ! ڈائیلاگ چیک کرو۔۔۔ میں تو امپریس ہو گئی بھئی!"

"پوری فلم ہے! ابھی میں نے تمہیں بتایا ہی کیا ہے؟"

"تو بتاؤ نا؟" ربیعہ نے جلدی سے کہا اور کائنات ہنستے ہوئے اسے پچھلے تین دن کا احوال بتانے لگی۔

~~~~

"خیام! ناشتہ کر کے جاؤ۔" عائشہ ابراہیم نے تیزی سے سیڑھیاں طے کر کے دروازے کی طرف بڑھتے خیام شاہ کو دیکھ کر کہا۔

"لیٹ ہو رہا ہوں، مما!" وہ قدم موڑ کر کھانے کی میز کی طرف آیا اور جھک کر عائشہ کا سر چوما۔

"اتنا وقت ہے ابھی، یہ لو!" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا ٹوسٹ اس کی طرف بڑھایا،
~~~~

جو وہ ابراہیم شاہ کے لئے تیار کر رہی تھیں۔انہوں نے یہ تبادلہ دیکھ کر کر ہنکارا بھرا۔

"مجھے ایک ضروری کام ہے۔وہاں جارہاہوں عائشہ سلطانہ!" جلدی سے کہتا، بریڈ ہاتھ میں لیے، دروازے کی طرف بڑھا۔

"شام کو وقت پر آجانااور خبردار اگر کائنات کے بغیر آئے تو؟!" انہوں نے پیچھے سے آواز لگائی، خیام فوراپلٹا۔

"میری آپ کو کیا ضرورت ہے؟کائنات کو ہی بھیج دوں گا!ذرہ برابر بھی عزت ہو میری اس گھر میں۔۔۔"روٹھے انداز میں بولا۔

عائشہ ابراہیم پچھلے تین دن سے مسلسل اس کے سر پر سوار تھیں کہ ان کی چھوٹی بہو کو گھر بلایا جائے اور خیام شاہ کی بس ہو گئی تھی۔

"چلو شکر ہے تم نے اس گھر میں اپنی اوقات تسلیم کرلی۔" ابراہیم شاہ اخبار کا صفحہ پلٹتے بولے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عائشہ نے اپنی ہنسی چھپانے کے لیے ہاتھ میں پکڑا دوسرا ٹوسٹ جو ابراہیم شاہ کے لئے ہی تھا، اپنے منہ میں رکھا۔

"آپ جیسی مہان شخصیت کو اپنا باپ تسلیم کیا ہوا ہے، کائنات جیسی لائق، بہادر بچی کو اپنی بیوی تسلیم کیا ہوا ہے۔۔۔ تو پھر اپنی اوقات تسلیم کرتے ہوئے مجھ غریب کو کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟" طنزیہ بولا۔ ابراہیم شاہ نے ایک نظر اپنی خالی پلیٹ پر ڈالی اور دوبارہ اخبار دیکھتے بولے۔

"تمہیں دیر نہیں ہو رہی؟"

وہ آنکھیں گھماتا، ٹوسٹ کترتا، چند قدم اٹھاتا دروازے تک پہنچا۔

"مجھے آج ناشتہ نہیں ملے گا؟" دروازے سے باہر نکلتے اس نے ابراہیم شاہ کی آواز سنی۔

بریڈ ختم کرتا گاڑی کی طرف بڑھا، اندر بیٹھ کر سیٹ بیلٹ لگائی اور گاڑی سٹارٹ کر کے گیٹ کی طرف بڑھائی۔ وہ علی سے کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کے لئے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوپ آر فنیج جا رہا تھا۔ تیز رفتاری سے گاڑی چلاتا بالکل روبینہ کے دیئے گئے وقت پر وہاں پہنچا۔

وہ علی کو ساتھ لیے دروازے پر ہی کھڑی تھیں۔ خیام انجن چلتا چھوڑ کر ان کے پاس آیا اور اور علی کو اٹھا کر اس کا گال چوما۔ ان سے رسمی دعا سلام کے بعد علی کو لا کر گاڑی میں بٹھایا اور اس کے گرد بیلٹ باندھی۔ پھر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ علی اس کے آنے پر بہت خوش تھا اور خلاف معمول سکول جانے پر پر جوش بھی!

پہلے جب اس نے اپنے کلاس فیلوز کو اپنے سپر مین کی طرح اسٹرانگ خام بھائی کا بتایا تھا تو انہیں یقین نہیں آیا تھا۔ مگر اب وہ ثابت کرنے والا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

خیام نے سکول کے باہر گاڑی روکی اور علی کا ہاتھ پکڑے دروازے کی طرف بڑھا، دوسرے ہاتھ میں علی کا بیگ تھا۔

"علی! کون سی کلاس ہے؟" بیگ اسے پہناتے پوچھا۔

"وہ!" علی نے دائیں طرف کے دوسرے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"اور ٹیچر کہاں ہیں آپ کی؟" اس نے پوچھا تو علی نے مخالف سمت میں اشارہ کیا۔

"اچھا! آپ کلاس میں جاؤ، میں آپ کی ٹیچر سے بات کر کے آتا ہوں۔" وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

خیام اسے دور جاتا دیکھتا رہا اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے کھلا دروازہ بجایا تو اندر موجود دونوں خواتین نے اسے دیکھا۔

"علی کی ٹیچر؟"

"میں ہوں!" ان میں سے ایک اٹھی اور دروازے کے باہر راہداری میں اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی،

"آپ علی کے فادر ہیں؟ مجھے پہلے ہی لگتا تھا کہ علی جیسا رکھ رکھاؤ والا بچہ یتیم خانے سے نہیں ہو سکتا اور کونسا یتیم خانہ ہے جو اتنا مہنگا سکول افورڈ کر سکتا ہے؟" وہ

www.novelsclubb.com

ضرورت سے زیادہ باتونی تھی۔

خیام نے اس کی غلط فہمی دور نہیں کی اور اصل مدعے پر آیا۔

"آپ جانتی ہیں علی کو اس کے کلاس فیلوز bully کرتے ہیں؟ اور علی بہت ڈسٹرب ہے اس وجہ سے!"

"اوہ! آئی ایم سوری۔ مجھے بالکل آئیڈیا نہیں تھا اور علی نے مجھ سے کبھی کوئی شکایت بھی نہیں کی!" وہ حیران پریشان بولی۔

"ویل! آپ کو ڈیفینیٹلی زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ اگر دوبارہ علی رویا تو بات صرف آپ تک نہیں آئے گی!" جیبوں میں ہاتھ ڈالتے سنگین لہجے میں بولا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ! میں اب سے خیال رکھوں گی۔"

"اوکے!" سر ہلا کر کہتا علی کے کلاس روم کی طرف بڑھا۔ تانیہ، علی کی استانی بھی میز سے اپنی فائلز اٹھا کر اس کے پیچھے آئی۔

اس نے دروازے سے اندر جھانکا تو علی ایک کرسی پر سہما سا بیٹھا نظر آیا اور اس کے ارد گرد کھڑے وہ چار، پانچ لڑکے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔

"علی!" اونچی آواز میں پکارا۔ علی بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور خیّام نے اسے اٹھا کر ایک سخت نظر حیرت سے اپنی طرف دیکھتے بچوں پر ڈالی۔

"بچو! یہ علی کے فادر ہیں۔ علی اپنے فرینڈز سے اپنے پاپا کا انٹروڈکشن کروائیں؟"

تانیہ اس کے پیچھے سے کمرے میں جھانک رہی تھی۔ خیام نے ایک قدم اندر لے کر اس کے گزرنے کی جگہ بنائی۔

"یہ خام دی سپر مین ایں!" فخریہ انداز میں بولا اور پھر خیام کے کندھے پر سر رکھے آہستہ سے بولا، "ٹیچر از رانگ یہ میرے دوست نئیں ایں۔"

خیام غصے کے باوجود مسکرا دیا۔ پھر گھورتی ہوئی نظریں اپنے سامنے کھڑے بچوں پر ڈالیں، جو گھبرائے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"اوئے چھوٹے بدمعاشو! دوبارہ علی کو مارا یا اس کا مذاق اڑایا تو پھر میں ایک ایک

کے گھر جا کر اس کی شکایت لگاؤں گا۔۔۔اب میرے بیٹے کو رلا کر تو دکھاؤ؟" انگلی اٹھا کر بولا۔ گھر والوں کا سن کر بچوں کی آنکھوں میں آنسو آئے۔

Sir! it is very wrong to swear in front of "
.children

آپ جائیں میں انہیں سمجھادوں گی!" تانیہ گھبرا کر بولی۔ اگر ان میں سے کسی نے شکایت لگادی تو اس کی نوکری خطرے میں تھی۔

"علی میری جان! اب ٹھیک ہے؟" اس کے کان میں بولتا باہر آیا، علی نے زور زور سے سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"ٹیچر نے کہا آپ میرے پاپا او۔۔۔میں آپ کو پاپا بلا سکتا اوں؟" بڑی بڑی پر امید آنکھوں سے پوچھا۔

"نہیں علی! ہم دونوں دوست ہیں۔۔۔آپ مجھے خام دی سپر مین کہا کرو؟!" نرمی سے سمجھاتا بولا، پر علی کی پانی سے بھرتی آنکھوں اور کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پچھتایا۔

"!But I like papa more"

آنسو روکنے کی کوشش میں سوں سوں کرتا بولا۔

"!Okay okay you can call me papa"

اس کی آنکھیں صاف کرتا بولا۔آج سے پہلے نہیں پتا تھا کہ بچوں کا رونا اس کی کمزوری ہے۔۔۔دراصل علی کا رونا!

"ہپی!"خوشی سے کلکاری ماری،"پاپا!آپ مجھے اسکول سے لینے آئیں گے؟"پھر وہی بڑی بڑی پرامید آنکھیں۔خیام نے گہری سانس لی،فیصلہ ہو چکا تھا۔

"بالکل آؤں گا!"

"ہپی!"خوشی کا اظہار اس نعرے سے کرنے کی علی کو عادت تھی۔"اسکول کے باہر بلونز والا ہوتا ہے۔سب کے پاپا ان کو غبارے لے کر دیتے ایں۔۔۔مجھے بھی لے کر دیں گے؟"خوشی خوشی اپنی ایک اور خواہش بتائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جتنے آپ کہو!" ماتھے سے بال ہٹا کر چوما۔

"اور اویس کے پاپا اس کو کاٹن کینڈی بھی لے کر دیتے ہیں!" افسردہ سا بولا۔ خیام نے اس کا مطلب سمجھ کر قہقہہ لگایا۔

"ہم بھی لیں گے۔"

"اور وہ اس کو پارک بھی لے کر جاتے ایں، ہوم ورک بھی کراتے ایں، بیڈ ٹائم اسٹوری بھی سناتے ہیں۔" علی نے اپنے باپ کے ساتھ کرنے والے کاموں کی لمبی سی لسٹ بنا رکھی تھی۔

"ہم بھی سب کچھ کریں گے۔ آئی پرامس! لیکن آج نہیں۔۔ کچھ دن بعد علی! ہوں؟" اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکرایا۔

اس چھوٹے سے بچے کے لیے اس کے دل میں اتنی محبت کیوں تھی؟ وہ نہیں جانتا تھا۔ مگر ایک اور ٹھوس فیصلہ کر چکا تھا۔

"آج میں آپ کو بلونز لے کر دوں گا اور کاٹن کینڈی بھی!" اس کی اتری شکل دیکھ

کر دوبارہ بولا۔

"بچی!" ہنستا ہوا اس کے گلے لگا۔

"اب اپنی کلاس میں جاؤ اور اگر کسی نے کچھ کہا تو ٹیچر کو بتانا ہے!" اسے نیچے اتارا اور گھٹنا موڑے اس کے برابر بیٹھا۔

"اوکے!" علی نے سر ہلایا۔ خیام نے اس کے دونوں گال چومے۔

"گیومی آکس؟" اپنا گال اس کے سامنے کیا۔ علی نے زور سے چوما اور کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ مگر دروازے پر رکا، پلٹا اور اونچی آواز میں بولا۔

"بائے پاپا!"

خیام نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور اپنے گھٹنے سے مٹی جھاڑتا اٹھا، اسکول سے باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ گاڑی واپس آر فنیچ کے سامنے آکر روکی۔ اس نے ایک دو لوگوں سے جوزف سلیمان کے دفتر کا پوچھا اور اب وہ ان کے سامنے بیٹھا اپنا مدعا بیان کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بیٹا! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں مگر میں صوفیہ سے بات کر کے ہی آپ کو جواب دے سکتا ہوں۔" اس کی ساری بات صبر سے سننے کے بعد بولے۔

کائنات کے شوہر کے علاوہ کوئی اور ان کے سامنے بیٹھا ہوتا تو فوراً انکار کر دیتے۔ مگر اس بار جو خیام چاہتا تھا، وہ بھی وہی چاہتے تھے اور ایک کوشش کرنا چاہتے تھے!

"اوکے! انکل جلد سے جلد کال کر دیجیئے گا۔ میں یہاں سے سیدھا اپنے وکیل کے پاس جا رہا ہوں۔" خیام اٹھا، ان سے مصافحہ کیا اور چلا گیا۔

جوزف سلیمان نے اپنا فون اٹھا کر نمبر ملایا اور کان سے لگائے، کال اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگے۔ یہ نمبر انہیں بہت کم ملانا پڑتا تھا اور انہیں ہدایت بھی یہی تھی۔

"کہو؟" بھاری آواز اور سخت لہجہ تھا۔

جوزف سلیمان نے خیام کی بات من و عن فون میں دہرائی۔

"یوسف! لگتا ہے بڑھاپا اپنا اثر دکھا رہا ہے۔۔۔ تم میرا جواب جانتے ہو!"

جوزف سلیمان نے گہری سانس لی۔ صرف فون کی دوسری طرف موجود مغرور

انسان ہی انہیں یوسف کہا کرتا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم اس بار اپنا جواب بدلو؟!"

"کیوں؟"

"بیٹی مانتا ہوں میں اسے، جس کا شوہر ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گیا ہے!"

"کون؟"

"کائنات عالم۔"

"اس کا شوہر؟" تھوڑا جھنجھلا کر پوچھا۔

"خیام شاہ۔"

"باپ کا نام؟" چونک کر پوچھا۔ خیام کے ساتھ لگا 'شاہ' ان کو چونکانے کے لیے کافی تھا۔

"ابراہیم شاہ!" جوزف سلیمان خاموشی سے گہرے گہرے سانسوں کی آواز سن رہے تھے۔ پھر جوان کے کانوں نے سنا اس پر یقین کرنے میں انہیں چند لمحے لگے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھے۔

"دے دو!" سپاٹ لہجے میں کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

انہوں نے چہرہ اوپر اٹھا کر ایک تشکرانہ سانس لی اور پھر خیام کا نمبر ملا کر اسے کسی اور کا جواب اپنے لفظوں میں پہنچایا۔

~~~~

"انکل! میں یہاں آیا تھا، بابا کو نہیں پتا چلنا چاہیے۔ میں انہیں خود بتانا چاہتا ہوں!"

خیام نے اپنی ٹھنڈی ہوتی کڑوی کافی کا گھونٹ بھرا۔ ٹھنڈی اور کڑوی۔۔۔ دونوں ہی اس کی ناپسندیدہ تھیں۔

"لڑکے! تم نے وکالت کو مذاق سمجھا ہوا ہے یا وکیل کو؟" معمر سے خالد صدیق نے عینک کے اوپر سے اسے گھورا۔

"دونوں کو ہی نہیں۔۔۔ صرف آپ کو!" ہنستے ہوئے بتایا۔ ہلکے سے تبسم نے ان کے لبوں کو چھوا۔

www.novelsclubb.com
~~~~

"وکالت کی پہلی شرط رازداری ہے! اس لیے بے فکر رہو۔ تمہاری کوئی بات کم از کم میرے منہ سے تو ابراہیم تک نہیں پہنچے گی۔ اس کے پاس پہلے ہی تمہاری کافی رپورٹیں پہنچتی ہیں۔ میں ان میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا!" انہوں نے بھی اپنی کڑوی کافی کا گھونٹ بھرا۔ کڑوی تھی؟ نہیں، اب زبان کو میٹھا، کڑوا اتنا محسوس نہیں ہوتا تھا!

"ارے نہیں! کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔ میں اور والد صاحب تو پکے یار ہیں!" ناک سے مکھی اڑائی۔ انہوں نے قہقہہ لگایا۔

"مجھے یقین ہے!" سر ہلاتے بولے۔

"سارے لیگل پروسیجر میں کتنا وقت لگے گا؟" بے دھیانی میں ہاتھ میں پکڑا کپ دوبارہ لبوں کو لگایا اور بدمزہ ہو کر منہ بنایا۔

"زیادہ نہیں! دو سے تین ہفتوں میں علی تمہارا بیٹا ہو گا۔" انہوں نے کپ خالی کر کے میز پر رکھا۔

www.novelsclubb.com

خیام نے بھی کپ میز پر رکھا اور اٹھا۔

"شکریہ انکل! اور فوراً سے پہلے جس نے بھی یہ تھکی ہوئی کڑوی کافی بنائی تھی، اسے فارغ کریں۔"

"کافی کڑوی ہی ہوتی ہے صاحبزادے! زندگی کی طرح۔۔۔ کتنے سال کا ہے علی؟

4سال کا! اس کی بھی کڑی ہے۔ چیزوں کا اصل پہچانا کرو اور تم خوش قسمت ہو تمہاری صرف کافی کڑوی ہے، زندگی نہیں۔۔۔"

"میری صرف کافی ہی نہیں، میرا ابا بھی کڑوا ہے!" ہنستا ہوا بولا اور قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھا۔

"ابھی تو کہہ رہے تھے تمہارا یار ہے؟" مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ ہینڈل پر ہاتھ رکھے مڑا۔

"تو کیا ہوا؟ یار کڑوے نہیں ہوتے کیا؟"

"ہوتے ہیں اور یقین کرو انسان سب سے زیادہ ان سے ہی سیکھتا ہے!"

"اب آپ نے میرے باپ کو میرا استاد بھی بنا دیا ہے؟"

"ہم سب کو زندگی گزارنے کے basics ہمارے ماں باپ ہی سکھاتے ہیں۔ سو ہاں وہ تمہارا استاد ہے!"

"اس وقت تو آپ مجھے life lessons دے رہے ہیں؟!"

"نا! جب life گزر جاتی ہے تب انسان اپنا lesson سیکھتا ہے اور وہ بھی کوئی کوئی۔ یہ کسی کے سکھانے کی چیز نہیں ہے، ہم خود سیکھتے ہیں آہستہ آہستہ! میں نے بہت بور کر لیا تمہیں، اب اللہ حافظ! اور وہ کڑوی کافی میں نے خود بنائی تھی۔" وہ اپنی عینک درست کرتے، پاس رکھی کتاب کھول کر پڑھنے لگے۔

"اوپس سوری!" خیام خود سے ہی مسکراتا ہوا ان کے دفتر سے نکلا اور احاطہ پار کر کے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس نے گھڑی پر وقت دیکھا، 11:27 ہو چکے تھے۔ 12 بجے علی کا سکول ختم ہوتا تھا۔ وہ اس بار بھی اپنا وعدہ پورا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس لئے گاڑی، اسکول تک لے جاتے راستے پر دوڑ رہی تھی۔ سڑک پر

نظریں جمائے اپنے کیے گئے فیصلے کو سوچ رہا تھا۔ سوچوں میں خلل، موبائل کی بجتی گھنٹی نے ڈالا۔ اس نے اسکرین دیکھی، ائیر پوڈ کان میں لگایا اور ٹیپ کیا۔

"بیوی!"

"کہاں ہو؟ آفس کیوں نہیں آئے ابھی تک؟"

"Missing me?"

مسکراتے ہوئے جواب کا انتظار کیا۔

"A lot!"

وہ آنکھیں گھماتی بولی، "فوراً آفس پہنچو!"

"آئی مس یو ٹو! لیکن ابھی نہیں آسکتا۔ لنچ تک آجاؤں گا۔"

"کر کیا رہے ہو؟" کائنات کو واقعی تجسس ہوا۔

"ابھی نہیں بتا سکتا! سرپرائز ہے تمہارے لیے۔"

"اوکے! مجھے تمہارا پچھلا سرپرائز پسند آیا تھا۔ مگر بدہضمی اس کے بعد عکاشہ اور

www.novelsclubb.com

جاذب کے ساتھ ڈنر کر کے ہوئی تھی۔اس بار بھی اگر سرپرائز یونہی بدمزہ کرنا ہے تو مجھے پہلے ہی بتادو؟!"سنجیدگی سے بولی۔خیام نے قہقہہ لگایا۔

"بیوی! میں نے تمہیں عکاشہ کے ساتھ ڈنر کروایا تھا۔۔اس بات کا طعنہ کیا اب ساری زندگی دو گی؟"

"نہیں! اب اتنی اہم بھی نہیں ہے عکاشہ۔"منہ بناتے بولی۔

"Exactly my point! So stop being jealous"

اسے تنگ کرنا مقصد تھا اور وہ تنگ ہو بھی گئی۔

"!I'm not jealous"

Yes you are! That's not up for a debate, "

"!baby

You know what? It was a mistake calling "

"!you. Bye-bye

www.novelsclubb.com

غصے سے بولتی فون بند کرنے والی تھی، جب خیام جلدی سے بولا۔

"اچھا، بات تو سنو؟!"

"ہوں؟" خفا خفا سا لہجہ تھا۔

"لنچ ساتھ کریں گے۔۔۔ میں لے آؤں گا!"

"دیکھیں گے!" کندھے اچکاتے فون بند کر دیا۔

خیام نے ایئرپوڈ نکال کر واپس رکھا اور دور سے اسکول کی بڑی سی عمارت نظر آنے پر شکر ادا کیا۔ پھر اس کے ذہن میں تانیہ کی بات گونجی۔

"یتیم خانے والے اتنا مہنگا سکول افورڈ نہیں کر سکتے!"

اس نے اگلی ملاقات میں جوزف سلیمان سے اس بارے میں بات کرنے کی ٹھانی اور گاڑی پارک کر کے اترا۔ ابھی پانچ منٹ رہتے تھے، گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا، فون کھولے انتظار کرنے لگا۔

علی گھنٹی بجتے ہی بھاگتا ہوا سب سے پہلے باہر نکلا اور خیام کو دیکھ کر اس کی خوشی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیدنی تھی۔

"پاپا!!!"جوشیلی آواز پر خیام نے موبائل سے سر اٹھایا اور اپنی طرف آتے علی کو دیکھا۔

"ہے چیمپ! کیسا گزرا دن؟"اس کا بیگ اتار کر گاڑی میں رکھا اور گال چوما۔

"بووت اچھا!"علی نے اپنے ہاتھ اونچے کر کے اٹھانے کا کہا، خیام نے ہنستے ہوئے اسے اٹھایا۔

"اب بتاؤ؟ پہلے کاٹن کینڈی یا غبارے؟"

"غبارے!"تالی بجاتے بولا۔

اس نے پہلے بہت سارے غبارے لے کر دیئے پھر دوسرے اسٹال کی طرف بڑھا اور کاٹن کینڈی خرید کر دی۔

"گاڑی میں جا کر بیٹھو!"اسے نیچے اتارا اور اپنا والٹ نکال کر پیسے دینے لگا۔

علی اچھلتا ہوا جا رہا تھا، اچانک ٹھوکر لگی تو غبارے ہاتھ سے چھوٹ کر اوپر کا سفر طے

کرنے لگے اور کاٹن کینڈی سڑک کے ساتھ چپک گئی۔ وہیں پر بیٹھا، آنکھوں پر ہاتھ رکھے رونے لگا۔ خیام آواز سن کر اس کے پاس آیا اور اٹھا کر سینے سے لگایا۔

"شش علی! کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ہم پھر خرید لیں گے۔" اس کے آنسو پونچھے، پھر اسے گاڑی میں بٹھا کر واپس گیا اور دونوں چیزیں دوبارہ خرید کر لایا۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

"بس بھی کرو یار! دیکھو میں لے آیا ہوں۔"

"تھینک یو!" آنکھیں مسل کر خیام کے بڑھے ہوئے ہاتھ سے اپنی چیزیں لیں۔

"یو آر ویلکم!" اس کے بال بگاڑتا بولا اور گاڑی سٹارٹ کر کے وہاں سے نکالی۔ اسے آر فنیچ چھوڑ کر، میکڈونلڈ سے ٹیک اوے کیا اور دفتر پہنچا۔ وقت دیکھا، 1:07 بجے تھے۔

سیدھا کائنات کے دفتر میں گیا۔ بغیر دستک دیے دروازہ کھولا، ہاتھ میں پکڑے شاپر میز پر رکھے اور اس کے پاس آ کر کرسی گھما کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ اس کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ماتھے پر ہونٹ رکھے، آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ کائنات حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی۔

"تم۔۔۔ ٹھیک ہو؟" اس نے خیام کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا اور اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ مسکرایا۔

"ٹھیک ہوں! تھوڑا سا ایموشنل ہو گیا تھا آئی گیس!" اپنی ڈاڑھی کھجاتا سیدھا ہوا۔

"کس وجہ سے؟" وہ اب بھی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"ہے ایک بات! تمہیں بعد میں بتاوں گا۔۔۔ ابھی لنچ کرتے ہیں۔" میز کے دوسری طرف رکھی کرسی اٹھا کر لایا اور اس کے ساتھ رکھی، پھر شاپر کھول کر اپنا لایا ہوا لنچ نکالنے لگا۔

"سیریئسلی؟ برگر اور فرائز؟" ماتھے پر بل ڈالتے پوچھا۔

"نلی نہاری کھانی تھی تم نے؟ پہلے بتاتی میں وہی لے آتا!" زیادہ سی ساس اپنے برگر پر ڈالی اور اٹھا کر بڑا سا نوالہ لیا۔

"نلی نہاری کیا ہوتی ہے؟"الجھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں! تمہارے کام کی چیز نہیں ہے۔ تم یہ کھاؤ؟!"دوچار فرائز اٹھا کر اس کے سامنے کیے۔کائنات نے منہ کھولا تو اسے کھلا کر بر گر بھی اس کی طرف بڑھایا۔

"اب خود کھاؤ! میں تمہارا شوہر ہوں۔۔۔نوکر نہیں!"دوبارہ بر گر منہ میں رکھا۔

"کب دیکھا ہے تم نے مجھے نوکروں کے ہاتھ کھانا کھاتے ہوئے؟"اسے گھورتی، دانت پیستی بولی۔

"بیوی! دماغ نہ کھاؤ میرا۔لنچ لایا ہوں نا تمہارے لئے وہ کھاؤ؟!"تیسرا بڑا نوالہ لیا۔

"خیام! سچ سچ بتاؤ۔۔۔تم پاگل تو نہیں ہو؟ابھی تھوڑی دیر پہلے میرا ماتھا چوم رہے تھے اور اب میرے گلے پڑ رہے ہو! دورے تو نہیں پڑتے تمہیں؟"وہ سنجیدہ تھی، خیام نے قہقہہ لگایا۔

www.novelsclubb.com

"مطلب تمہیں ہر وقت رومانس جھاڑنے والا شوہر چاہیے ؟"

"نہیں، مجھے ہر وقت نارمل انسانوں کی طرح behave کرنے والا شوہر چاہیے ! کیا بہت زیادہ مانگ رہی ہوں ؟" خفگی سے آواز بلند ہوئی۔

"نارمل انسان کا آپشن تھا تو تمہارے پاس لیکن تم نے مجھے چنا۔۔۔اب بھگتو !" کندھے اچکاتے کہا اور چوتھا، پانچواں نوالہ بھی لیا۔

کائنات بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم دوبارہ میرے سامنے زابر کا نام بھی نہیں لو گے !" انگلی اٹھا کر ایک ایک لفظ پر زور دیتی بولی۔

"نام میں نے اب بھی نہیں لیا بیوی !" آخری نوالہ اور برگر ختم، فرائز کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"خیام ؟ !" خود کو پر سکون کرتی بولی۔

"ہوں ؟" ایک کے بعد دوسرا آلو کا ٹکڑا منہ میں رکھ رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دفع ہو جاؤ!" ٹھنڈا ٹھار لہجہ تھا۔

خیام نے قہقہہ لگایا اور اس کی کرسی کو دونوں بازوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا، پھر اس کی ٹانگوں کے ارد گرد اپنی ٹانگیں رکھیں اور لاک کیا۔

"اچھا سوری! شوہر تو تمہارا ہوں ہی نوکر بھی بن جاتا ہوں۔۔۔ منہ کھولو؟!" بر گر اٹھا کر اس کے سامنے کیا۔ کائنات ہونٹ بھینچے اسے گھور رہی تھی۔

"شہزادی صاحبہ! منہ کھولنے کی زحمت گوارا کریں گی؟" بڑے صبر سے ہاتھ میں پکڑا بر گر اس کے سامنے رکھے بولا۔

"تم کسی دن مرو گے میرے ہاتھوں!" اسی سنجیدگی سے پیشگوئی کی۔

"جب وہ دن آئے گا، تب دیکھیں گے! ابھی آں کرو؟" اگر وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ کائنات کو اپنے ہاتھوں سے کھلانا ہے تو پھر وہ ٹلنے والا نہیں تھا۔

اس نے ایک نوالے کے بعد بر گر اس کے ہاتھ سے لینا چاہا مگر خیام اپنا ہاتھ پیچھے کرتا بولا۔

"اب اسی طرح کھاؤ گی!"

"عجیب زبردستی ہے خیام شاہ! تم واقعی پاگل ہو۔۔۔" وہ بول رہی تھی اور خیام نے بالکل اس کے منہ کے آگے بر گر کیا ہوا تھا، مجبوراً ایک اور نوالہ لینا پڑا۔

"تمہارے لیے پاگل ہوں۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا میں یہ کہوں گا؟" قہقہہ لگاتے پوچھا، کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

وہ ایک ہاتھ سے موبائل استعمال کرتا، دوسرے ہاتھ سے اسے کھلاتا رہا۔ کائنات یہ سوچ کر کہ اس کے دانتوں کے درمیان بر گر نہیں، خیام شاہ کی گردن ہے کھاتی رہی۔

"بس!" اس نے خیام کا ہاتھ پیچھے کیا اور ٹشو اٹھا کر ہونٹوں کے کنارے صاف کیے۔

خیام نے فون بند کیا، باقی بچا ٹکڑا اپنے منہ میں رکھا اور ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا اٹھا۔

"اچھا سنو! آفس کے بعد میرے گھر چلیں گے؟"

www.novelsclubb.com

"کون سے گھر؟"

"تمہارے ساس سسر کے گھر! مما مجھے صبح صاف لفظوں میں کہہ چکی ہیں کہ کائنات کے بغیر گھر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" مسکین سی شکل بنا کر بولا تو کائنات کو ہنسی آگئی۔

"اچھا۔۔۔میں پاپا سے پوچھ لوں!" اپنا فون اٹھاتی بولی۔

"اگر چاہو تو میں بات کر لیتا ہوں انکل سے؟"

"نہیں! آئی کین ہینڈل۔" اس نے عالم مرتضی کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔

"ٹھیک ہے، پھر میں اپنے آفس میں ہوں! مجھے بتا دینا؟" وہ کائنات کے سر ہلانے پر اس کے دفتر سے نکلا اور اپنے میں آ کر بیٹھا۔اس کے پیچھے رضا بھی کمرے میں داخل ہوا اور ایک کے بعد ایک کاموں کی لسٹ گنوادی۔

~~~~

"چلو شکر ہے۔۔۔اس نالائق نے میری بات تو مانی!" عائشہ ابراہیم نے کائنات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM
~~~~

کے گلے ملتے، پیچھے کھڑے خیام کو گھورا۔

کائنات نے ان سے علیحدہ ہو کر پھولوں کا بکے انہیں دیا۔

"میری بچی! اس کی کیا ضرورت تھی؟"

"کیسی ہیں آپ؟ اور بالکل ضرورت تھی!"

"میں بالکل ٹھیک ہوں! ارے اندر تو آؤ نا؟" وہ اسے ساتھ لیے ہال کے صوفوں کی طرف بڑھیں۔ انہوں نے پھول میز پر رکھے اور خیام نے ہاتھ میں پکڑا کیک۔

"ویسے بیٹا تو نہیں پر اللہ نے مجھے بہو بڑی سیانی دی ہے!" وہ ایک نظر کیک کو دیکھتی بولیں اور مسکراتی ہوئی کائنات کے ساتھ جا کر بیٹھیں۔

"مما! میں آپ کی بات نہ مانوں، تب بھی مجھے باتیں سننی پڑتی ہیں اور اگر اب مان لی ہے تو پھر بھی آپ طعنے پر طعنہ مارے جا رہی ہیں؟" خفگی سے کہتا، کائنات کی دوسری طرف آ کر بیٹھا۔

"میرا کوئی قصور نہیں ہے بیٹا جی! آپ کی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مما! اس معاملے میں، میں اور آپ ایک پیج پر ہیں!" کائنات ان کے ساتھ ہنستے ہوئے بولی۔

"ماں صدقے جائے! کتنا پیارا مما بولا ہے۔ اریشہ کو تو مجھے بول بول کر مما کہلوانا پڑا تھا۔" وہ خوشی سے نہال ہی ہو گئیں۔

"واہ! میں بھی 24 سال سے آپ کو مما بلاتا آ رہا ہوں۔۔۔ کبھی رتی برابر خوشی بھی آپ نے ظاہر کی ہو؟!" سر نفی میں ہلاتے تاسف سے بولا۔

"گھر کی مرغی دال برابر!" کائنات نے کندھے اچکاتے کہا اور عائشہ کھلکھلا کر ہنسیں۔

www.novelsclubb.com

"بیوی! زبان کچھ زیادہ ہی نہیں چل رہی؟"

"اوہ! مجھے نہیں پتا تھا صرف تمہاری زبان کو چلنے کی اجازت ہے!؟"

"کائنات! مجھے پتا کیا لگا تھا؟ اس نے بول بول کر تمہیں عاجز کر دیا ہو نا مگر مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ تم اس کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہو!" عائشہ نے شاباش

دیتے ہوئے اس کی پیٹھ ٹھونکی۔

"پہلی ساس ہے جو زبان درازی پر اپنی بہو کو شاباشی دے رہی ہے! سب نیلے آسمان پر رہنے والے کے رنگ ہیں۔۔۔"آخر میں گہری سانس لے کر انگلی درویشانہ انداز میں اوپر اٹھائی۔

"توبہ ہے خیام! پکے ڈرامے باز ہو۔"کائنات نے قہقہہ لگایا۔

"لو جی؟ اب میں نے کون سا ڈرامہ کیا ہے؟"آنکھیں گھماتے پوچھا۔

"خیام! زیادہ مسخریاں نہ کرو۔ اٹھو کچن میں چائے کا کہو اور اپنی بھابی کو بھی نیچے آنے کا کہہ دینا۔ ابراہیم اور صارم بس آنے ہی والے ہیں۔۔۔ پھر ہم ساتھ بیٹھ کر ڈنر کریں گے!"عائشہ نے اسے ایک ساتھ سارے کام بتائے۔

وہ سر ہلاتا اٹھا، پہلے کچن میں گیا، پھر اوپر گیا اور صارم، اریشہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

"آجائیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آواز سن کر اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا اور عائشہ کا پیغام دیا۔

"مما نیچے بلا رہی ہیں آپ کو!"

"کائنات بھی آگئی ہے؟" اریشہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی دروازے کی طرف بڑھی،

خیام دہلیز چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔

"جی! بھابھی؟"

"ہاں؟"

"مما کو ذرا میرے روم میں بھیجئے گا؟"

"اوکے!" اریشہ سر ہلاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور خیام اپنے کمرے میں

آگیا۔

بالکنی کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ٹہل کر عائشہ ابراہیم کا انتظار کرنے لگا۔

"کیا ہوا؟" انھوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی پوچھا مگر بالکل سامنے گلاس ڈور

کے اس پار بالکنی کی سجاوٹ دیکھ کر ان کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"?Mama I need your help"

خیام ان کے پاس گیا اور ان کا ہاتھ پکڑتا بولا۔

"یہ سب کیا ہے خیام شاہ؟" وہ حیرت کی بلند ترین عمارت کے سب سے اونچے مالے پر کھڑی تھیں۔

"میں اور کائنات یہاں ڈنر کر سکتے ہیں؟ پلیز!!"

"یہ کیا بات ہوئی خیام؟ وہ ہمارے ساتھ وقت گزارنے آئی ہے اور ابراہیم نیچے بیٹھے ہیں۔۔۔انہیں میں کیا کہوں گی؟"

"مما! اسفر اور جاذب آئے تھے؟" ان کی بات نظر انداز کرتے پوچھا۔

"ہاں آئے تھے!" انہوں نے الجھ کر بتایا۔

"یہ ان کا پلان ہے! آپ کو پتہ ہے جاذب نے نکاح پہ کیا ڈرامہ کیا تھا۔۔۔وہ کائنات سے سوری کہنا چاہ رہا ہے! پلیز، آج کے لیے بابا کو رام کر لیں؟" علی کی طرح آنکھیں بڑی کرتا بولا۔ اور جس طرح وہ اس کے تاثرات سے پگھل جاتا تھا،

عائشہ بھی پگھل گئیں۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن ڈنر سے پہلے تم اسے ہمارے پاس سے نہیں اٹھاؤ گے!"

"یپی تھینک یو مما!" علی کے طریقے سے ہی خوشی منائی اور ان کا گال چوما۔ پھر پلٹ کر گلاس ڈور کے آگے پردے کھینچے۔

"بالکل ہی بچے ہوتے جا رہے ہو خیام شاہ!" عائشہ نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔ خیام ہنس دیا۔۔۔ کیا بتاتا؟ علی کی صحبت کا اثر ہے؟ اونہوں! ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

"حالانکہ یہ آپ کے کہنے کا ڈائیلاگ ہے لیکن چلیں میں کہہ دیتا ہوں: ماں باپ کے لیے اولاد ہمیشہ چھوٹی ہی رہتی ہے، چاہے کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو جائے!"

"شاباش! تم کبھی نہ سدھرنا؟" انہوں نے ہلکا سا تھپڑ اس کے گال پر لگایا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!" فخریہ دانت نکالے۔

"چلو اب نیچے۔" وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتیں دروازے کی طرف چل دیں۔ خیام

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گنگناتے ہوئے ان کے پیچھے، نیچے آیا۔ جہاں باقاعدہ محفل جمی ہوئی تھی۔

کائنات کو بالکل احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اجنبی یا اوپرے لوگوں میں بیٹھی ہے۔

باپ جیسی شفقت سے ابراہیم شاہ اس سے مخاطب تھے اور صارم اسے بالکل

ارسلان کمال کی طرح اپنا بڑا بھائی لگا۔ ابراہیم شاہ نے اتوار کو اس کے گھر والوں کی

دعوت کی تجویز پیش کی۔۔۔ مگر اس نے عالم مرتضیٰ کی حالت کے پیش نظر،

طریقے سے "پھر کبھی" پر ٹال دی۔ باتیں کرتے ہوئے کھانے کا وقت کیسے ہو گیا،

انہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ سب اٹھ کر کھانے کی میز کی طرف بڑھے، جب خیام کے

اشارے پر عائشہ بولیں۔

"کائنات تم فریش ہو لو، ہاتھ وغیرہ دھو آؤ؟!"

"میں واش روم تک چھوڑ آتا ہوں!" خیام جلدی سے بولا اور کائنات جو ابھی کچھ

کہنے کا سوچ رہی تھی، اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے سیڑھیوں سے اوپر لایا پھر اپنے کمرے

کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تمہارا واش روم ہے؟" کائنات نے ایک نظر کمرے پر دوڑائی اور اس کی طرف پلٹی۔

"نہیں! یہ میرا بیڈ روم ہے۔" خیام نے کہا تو اس نے ایک اور نظر اپنے اطراف پر ڈالی۔

"ویسے مجھے امید نہیں تھی اتنا ڈیسینٹ کمرہ ہوگا تمہارا!"

بڑے سے بیڈ کے ایک طرف الماری، دوسری طرف ڈریسنگ ٹیبل تھی۔ ایک عدد صوفہ، دیوار پر لگی ایل ای ڈی اور ایک کونے میں چھوٹی سی ورک ٹیبل تھی۔

"پھر کیا امید تھی تمہیں؟" مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دیواروں پر تمہاری طرح کے اول جلول پوسٹرز ہونے چاہئیں تھے اور کونے میں ڈرمز نہیں تو ایک عدد گٹار تو ہونا ہی چاہیئے تھا!"

"مجھے گٹار بجانا تو دور ٹھیک طرح سے پکڑنا نہیں آتا اور پوسٹرز کبھی اتنے پسند نہیں آئے کہ انہیں دیواروں پر لگاتا پھروں!" کندھے اچکائے۔

"ایک سیکنڈ، ایک سیکنڈ؟" جلدی سے بولتی اس کے پاس آئی۔

"دیواروں کا گرے کلر بالکل تمہاری آنکھوں جیسا نہیں ہے؟" پنجوں کے بل اونچی ہوئی اور چہرہ اس کے قریب کیے، آنکھوں کے رنگ کو دیواروں کے رنگ سے ملانے لگی۔

"بالکل ایک ہی رنگ ہے!" خوشی اور حیرت سے بولی۔

خیام شاہ کیا بولتا؟ وہ تو اس کے کالے نین کٹوروں میں کہیں کھو سا گیا تھا۔

"خیام؟ ہیلو؟" کائنات نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔ وہ پلکیں جھپکتا ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچا۔

"میں تمہیں بتا رہا ہوں! مجھے تم سے محبت ہو رہی ہے۔۔۔ پہلے تو عام سی آنکھیں تھیں تمہاری اب یہ مجھے ہپنوٹائز بھی کر رہی ہیں! محبت کی دوسری نشانی۔۔۔"

کائنات اس کے سینے سے لگی، منہ کھولے اس کی تقریر سن رہی تھی۔

"تمہارا دماغ واقعی ٹھیک ہے نا؟ کہیں چوٹ وغیرہ تو نہیں آئی تھی؟" اس نے ہاتھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اونچے کر کے خیام کا سر آگے پیچھے کر کے دیکھا۔

خیام نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ پکڑے اور دونوں باری باری چومے۔ پھر اسے ہاتھ سے پکڑتا گلاس ڈور تک لایا اور پردہ پیچھے ہٹایا۔

بالکونی کے بالکل درمیان میں ایک میز اور دو کرسیاں رکھی تھیں۔ ریلنگ پہ فیری لائٹس روشن تھیں اور وقفے وقفے سے شیشے سے ڈھکی ہوئی موم بتیاں بھی جل رہی تھیں۔

"یہ کوئی prank ہے تمہاری! کیمرہ کہاں چھپایا ہے؟ جلدی بتاؤ مجھے؟" کائنات تیز تیز بولتی اس کی طرف پلٹی۔ خیام کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

"ہنسنا بند کرو خیام شاہ!" انگلی اٹھا کر کہا۔

"اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ہنسنا بند کرو؟"

"اچھا۔۔۔اچھا!" منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکنی چاہی۔

"خود تم نارمل ہو نہیں مگر شوہر نارمل چاہیے؟! بتاو کون سی نارمل لڑکی ہے جو ایسا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رومینٹک سرپرائز دیکھ کر تمہاری طرح react کرتی ہے؟" آخر کار ہنسی پر قابو پا ہی لیا تھا۔کائنات آنکھیں چھوٹی کیے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"ہاں تو ان لڑکیوں کے شوہروں کے دوست ان کے نکاح پر ان کے شوہروں کے موبائل سے مواد نکال کر ان کا مذاق بھی نہیں بناتے نا! اس لیے وہ میری طرح react نہیں کرتیں۔۔۔"

" Woman! You're not gonna forget it for the rest of our lives?"

چہرے پر ہاتھ پھیرتے، بیچارگی سے بولا۔کوئی تو طریقہ ہو بیویوں کو خوش کرنے کا؟

" This is how rest of our life started! So no! I'm not gonna forget it."

"کائنات میری بات سنو! یہ ساری ڈیکوریشن جاذب کر کے گیا ہے۔کیونکہ وہ

بہت پچھتا رہا ہے اور تم سے معافی مانگنا چاہتا ہے اور یقین کرو کوئی prank نہیں ہے!" اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور ایمانداری سے کہا۔

"اور جاذب کو کیسے پتہ میں یہاں آؤں گی؟"

"ابویئسلی مجھ سے پتا چلا! وہ ملنے کا پلان بنا رہے تھے لیکن میں نے چونکہ تمہیں گھر لانا تھا اس لیے انکار کر دیا اور بعد کا سارا پلان جاذب کا ہے۔ وہ سچ میں بہت شرمندہ ہے اور اب تم پلیز اسے معاف کر دو؟!"

"تو تم آج دوپہر تک کہاں تھے اور کال پر کسی سرپرائز کا بھی کہا تھا؟" کائنات بہت جلد اس کے سرپرائزز کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔

"وہ ایک اور سرپرائز ہے جو میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتا!"

"اچھا ٹھیک ہے اور جاذب کو کہنا وہ واقعی بہت کیوٹ ہے!" بالکونی کی سجاوٹ دیکھ کر کہا۔

"?So we're back to Jazib being the cutest"

بھنویں آپس میں ملا کر پوچھا۔

Aww husband! Don't get jealous "

".immediately

اس کے دونوں گال کھینچتے پچکارا۔

"!I'm not jealous"

Yes you are! That's not up for a debate, "

"!baby

اسے اسی کی بات لوٹاتی، شیشے کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ baby پکارے جانے پر خیام مسکراتا ہوا اس کے پیچھے آیا اور اس کے لیے کرسی کھینچی۔ وہ بیٹھی تو پلیٹ پر سے ڈھکن ہٹایا۔

"کھانا گھر کا بنا ہے۔ میں آرڈر کرنا بھول گیا تھا!" مسکراتا ہوا دوسری کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات کی آنکھیں پھیلیں، وہ اس سے لڑتے ہوئے یہ تو بھول ہی گئی تھی کہ نیچے سب کھانے پر اس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔

"خیام! گھر والوں کو پتا ہے؟"

"ریلیکس! مما کو پتا تھا اور اب تک انہوں نے سب کو بتا دیا ہو گا۔" کندھے اچکاتے اپنی پلیٹ سے بھی ڈھکن اٹھایا۔

"کتنے برے ہو تم اور تمہارے دوست! اب پتا نہیں پھر سے سب کیا سوچ رہے ہوں؟" پریشانی سے ماتھا مسلا اور چہرہ ہاتھ پر ٹکایا۔

"خدا کا خوف کرو بیوی! کچھ نہیں سوچیں گے۔ میں اپنے گھر والوں کو جانتا ہوں۔۔۔ وہ ایسا ویسا کچھ نہیں سوچیں گے۔ اب چپ کر کے کھانا کھاؤ!"

"پکانا؟" چمچ کی طرف ہاتھ بڑھاتے پوچھا۔ خیام کو بے ساختہ علی یاد آیا تو مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"پکا!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھانے کے دوران ان دونوں میں ہلکی پھلکی گفتگو جاری رہی۔

"تمہارا فیورٹ کلر کون سا ہے؟" کائنات نے پوچھا۔

"گیس کرو؟" خیام نے آنکھ سے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ اور وہ آنکھوں سے ہی

جان گئی، کمرے کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔

"گرے!" پورے یقین سے بولی۔ خیام نے سر ہلایا۔

"اور تمہارا؟"

"بلو، بلیک اور تیسرے نمبر پر گرے ہے۔"

"بیوی! اس کو جلد سے جلد پہلے نمبر پر لاؤ!؟"

کچھ دیر خاموشی سے کھانا کھاتے رہے، پھر

خیام نے پوچھا۔

"تمہیں اپنے فارغ وقت میں کیا کرنا پسند ہے؟"

"کتابیں پڑھنا!" چمکتی آنکھوں سے بتایا۔

"ہاو بورنگ! میں تو تیسرے کے بعد چوتھا صفحہ پڑھنے سے پہلے ہی سو جاؤں۔"

منہ بناتے بولا۔

"خیام شاہ تم دنیا کے سب سے بے ذوق آدمی ہو!" اس سے بھی برا منہ بناتے

بولی۔

"نہیں تو میرا ذوق چیک کرنا ہے تو فلمز، سیریز، میوزک کی بات کرو۔" اپنے

مشاغل سے آگاہ کیا۔

"!Such a waste of time"

اس کے اعلیٰ ذوق کو کسی خاطر میں نہ لائی۔

Not at all! They're informative and "

productive too. Because someone wrote

"!them ... just like the books you read

Ok! But still they're no competition to the "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"!books

بھئی اس کا مشغلہ زیادہ اچھا تھا، اسے ثابت کرنا تھا۔

"!I never said there was a competition"

ہنستے ہوئے بولا۔

کائنات اس سے ہر بات میں جیتنے کی اپنی بچگانہ سوچ پر مسکرائی۔اس کا پیٹ بھر گیا تو چمچ واپس پلیٹ میں رکھی اور پلیٹ دور دھکیل کر اسے دیکھنے لگی جواب بھی رغبت سے کھا رہا تھا۔

"خیام میں نے نوٹ کیا ہے تم بہت کھاتے ہو!"

"نظر نہ لگا دینا!" قہقہہ لگایا۔

"نہیں اس sense میں نہیں کہا۔میرا مطلب ہے اتنا کھاتے ہو کوئی چھوٹی موٹی توند تو ہونی چاہیے تھی نا؟" اسے واقعی تجسس ہوا۔

اور اس دفعہ تو خیام شاہ اتنا ہنسا تھا، اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب تک کا کھایا کھانا ہضم

بھی ہو چکا ہو گا!

"نارمل لڑکیوں کو فٹ شوہر چاہیے ہوتے ہیں اور تمہیں توند والا چاہیے؟ میری ایکسٹرا انارمل بیوی!"

"میں بس حیران ہو رہی ہوں! اتنا کھاتے ہو جاتا کہاں ہے؟"اس کی مسلسل ہنسی سے برامان کر بولی۔

"ایکسر سائز کرتا ہوں یار اور اچھا ہوا تم نے یاد کروادیا۔۔۔دو چار دن سے gym نہیں گیا۔کل لازمی جانا پڑے گا!"

"اوہ!"اپنی بیوقوفی پر بڑی شدت سے شرمندہ ہوئی۔سامنے کی بات تھی، ورزش کر کے ہی اتنی باڈی بنائی تھی۔

"خیام مجھے گھر جانا ہے؟!"اپنی خود ساختہ شرمندگی میں گردن تک دھنسی ہوئی بولی۔

"ابھی پونے نو ہی تو ہوئے ہیں۔تھوڑی دیر تک چھوڑ آتا ہوں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں! راستے میں بھی آدھا گھنٹہ لگ جانا اور مجھے بہت نیند آرہی ہے۔" اپنی بات میں وزن ڈالنے کے لیے مصنوعی جماہی لی۔

"ہوں چلو!" خیام اٹھا، اس کی اور اپنی پلیٹ لی اور کمرے کے اندر آیا۔ کائنات نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ وہ سیڑھیاں اترتے نیچے آئے اور وہ باورچی خانے کی طرف بڑھا۔ کائنات اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ اس نے برتن سنک میں رکھے۔

"گھر والے کہاں ہیں؟" کائنات نے سرگوشی میں پوچھا، اگر اس وقت کسی سے سامنا ہو جاتا تو وہ بغیر کسی وجہ کے مزید شرمندہ ہوتی!

"اپنے اپنے کمروں میں!" وہ عام انداز میں بولتا، ہال میں آیا اور میز پر رکھی گاڑی کی چابی اٹھائی۔ بیرونی دروازہ پار کر کے باہر آئے تو کائنات کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔

خیام نے اسے لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ کر قہقہہ لگایا اور گاڑی دور سے ہی ان لاک کرتا ہے اس کی طرف بڑھا۔ جب تک کائنات اس کے ساتھ آکر بیٹھی، گاڑی چلنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے لئے بالکل تیار تھی۔

وہ پون گھنٹے میں ہی اسے چھوڑ کر واپس آچکا تھا۔گاڑی اپنی جگہ پر کھڑی کر کے اندر آیااور سیٹی بجاتاہال پار کرتا، سیڑھیاں چڑھتااپنے کمرے میں داخل ہوا مگر ابراہیم شاہ کو وہاں دیکھ کر سیٹی کی دھن ہی بھول گئ تھی۔

وہ گلاس ڈور سے باہر، بالکنی میں دیکھ رہے تھے۔خیام کی طرف پشت تھی مگر اس کی آہٹ محسوس کر کے پلٹے۔

"اوصاحبزادے۔۔۔خوش آمدید!"ان کے طنزیہ خوش آمدید پر محض سر ہلایا۔

"وضاحت دیناپسند کریں گے؟اگر آپ کی شان کے خلاف نہ ہو تو؟"سر سے اپنے پیچھے اشارہ کیا۔

"شان کے خلاف تو نہیں مگر میری پرائیویسی کے خلاف ضرور ہے! کتنے سال کے ہوگئے ہیں آپ بابا؟اور اب تک آپ کو یہ نہیں پتا کہ کسی کی ذاتیات میں دخل نہیں دیتے؟!"ہاتھ میں پکڑی چابیاں بستر پر پھینکیں اور اپنا کوٹ اتارتاالماری کی

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف بڑھا۔ کپڑے نکالتے ہاتھ ابراہیم شاہ کے قہقہے پر رکے، مڑ کر حیرت سے انہیں دیکھا۔

"عرصے بعد تمہاری کسی حرکت نے زچ کرنے کی بجائے خوش کیا ہے! کائنات کی یونہی قدر کرنا۔"

انہیں واقعی اپنے کھلنڈرے بیٹے سے اس حرکت کی توقع نہیں تھی۔

"بابا! کیا ہو گیا ہے؟ یہ میں ہوں۔۔۔ خیام شاہ! جس کی آپ تعریف کر رہے ہیں؟" حیرت در حیرت تھی۔

"تمہاری تعریف نہیں کر رہا! تمہیں اپنی بہو کی قدر کرنے کا کہہ رہا ہوں۔۔۔ آئی سمجھ؟" ایک ابرو اٹھا کر واضح کیا اور اس کے کمرے سے چلے گئے۔

خیام جھرجھری لے کر حقیقت کی دنیا میں واپس پلٹا اور اپنے کپڑے لے کر واش روم کی طرف چل دیا۔

~~~~

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM
~~~~

"میرے آفس میں آؤ!" کائنات نے دوسری طرف موجود خیام کو پیغام دے کر انٹر کام رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد ہی وہ اس کے دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور ماتھے پر سجا ایک بل کائنات نے بغور دیکھا۔

"کہو؟" کرسی پر گرتا بولا۔

"کیا ہوا؟ موڈ کیوں خراب ہے؟"

"تمہیں کیا فرق پڑتا ہے؟ خراب ہو یا صحیح؟" بل مزید واضح ہوئے۔

"شوہر ہو تم میرے! ابویئسلی فرق پڑتا ہے۔" مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"نہیں بی بی! شوہر نہیں سمجھتی تم۔۔۔نوکر سمجھتی ہو۔اسی لیے حکم چلاتی ہو میرے آفس میں آؤ، میرے آفس سے دفع ہو جاؤ!" خفگی سے بھرپور لہجہ تھا۔

"کل لنچ کے وقت تم نے خود ہی اس نوکری کے لیے volunteer کیا تھا اور اب میں نے ذرا سا آفس آنے کے لیے کیا کہہ دیا ہے جناب جی کا منہ غبارے کی طرح پھول چکا ہے۔" کائنات کا موڈ کافی خوشگوار تھا۔ حالانکہ جو خبر دینے کے لیے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے خیام کو بلایا تھا وہ اتنی خوشگوار نہیں تھی۔ لیکن اسے اس بار آنے والی بلا کو اکیلے نہ جھیلنے پر خوشی تھی۔

"ہاں تو ذرا سا اپنے آفس میں بلانے کی بجائے آپ زحمت کر کے ذرا سا میرے آفس میں بھی آسکتی تھیں؟ یقین کریں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا میں طے کر کے روز ذرا ذرا آپ کے آفس میں آتا ہوں!" خیام نے اس کے 'ذرا سا' کا 'بہت سا' مذاق اڑایا۔

وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"خیر ہے شوہر صاحب! آج آپ کی ذرا سی ego کہاں سے عود کر آئی ہے؟"

"ذرا سی ایگو؟" آبرو اٹھائے۔ "یہ سلوک تم کسی جانور کے ساتھ بھی کرو نا تو وہ بے چارہ، بے زبان بھی بول پڑے!"

"حد ہے ویسے! میں کسی جانور کے ساتھ یہ سلوک کیوں کروں گی؟ جب میرے پاس تم آلریڈی ہو۔" مسکراہٹ چھپاتے کہا مگر خیام کی خطرناک گھوری پر ہنستے ہوئے اضافہ کیا۔

"اچھا سوری! تم جاو اپنے آفس میں۔۔۔میں تمہارے پاس آجاتی ہوں۔"

"فوراً!" انگلی اٹھا کر کہتا جانے لگا اور دروازہ پار کرتے ہوئے اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔کائنات ہنستی ہوئی اٹھی اور اس کے پیچھے گئی۔اندر آکر ایک تفصیلی نظر خیام کی، کی گئی تبدیلیوں پر ڈالی اور پھر اسے دیکھا۔۔۔جو آنکھوں پر ریڈ نگ گلاسسز لگائے بڑے انہماک سے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔وہ سچا تھا! کائنات کو جب بھی اس سے کام ہوتا وہ یونہی فون پر حکم دے کر اسے بلایا کرتی تھی۔خود اس کے دفتر میں شاید پہلی دفعہ ہی قدم رکھا تھا۔وہ چلتی ہوئی میز تک آئی اور اس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے انگلی کی ہک بنا کر میز بجائی۔خیام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کو اندر کس نے آنے دیا؟" بارعب سنجیدگی سے پوچھا، کائنات نے اس پر آنکھیں چھوٹی کیں۔

"یہ سوال آپ اپنی بیوی سے کر رہے ہیں؟"

"آپ کو کوئی شک ہے؟ آپ کی اطلاع کے لیے بتاتا چلوں۔۔۔مجھے بہت کام ہے، میرا قیمتی وقت ضائع مت کریں اور ہاں اگلی دفعہ اپائنٹ منٹ لے کر آیئے گا!"

ہاتھ ہلا کر اسے جانے کا اشارہ کیا اور دوبارہ خود کو کام میں مصروف ظاہر کیا۔

"اپائنٹ منٹ؟ میں؟ یعنی تمہاری بیوی؟ یعنی اس کمپنی کی اونر؟" دانت پیستی اس کے پاس آئی اور ٹھپ سے لیپ ٹاپ اسکرین بند کی۔اس کی پوری توجہ حاصل کرنے کے بعد سینے پر ہاتھ باندھے، میز سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔خیام بھی اٹھا اور میز پر اس کے ارد گرد ہاتھ رکھے جھکا۔

"ہاں جی آپ! میری بیوی اور اس کمپنی کے ساتھ ساتھ میرے دل کی اونر!" سنجیدگی اب بھی قائم ودائم تھی۔

"دل کی اونر والا صاف جھوٹ ہے اور ہاں اچھے لگ رہے ہو یوں سنجیدگی کی اداکاری کرتے ہوئے!" ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹائی کھینچ کر بالکل گردن کے ساتھ لگائی اور شرٹ پر آئیں شکنیں بھی درست کیں۔خیام نے بڑی مشکل سے

مسکراہٹ چھپائی۔

"چلو مان لیا۔۔۔ابھی او نر نہیں ہو لیکن یقین کرو کرایہ دار ضرور ہو اور میرا دل بہانے ڈھونڈ رہا ہے تمہیں مستقل مکین بنانے کے۔۔۔پھر نہ کہنا میں نے بتایا نہیں تھا!"ٹائی تکلیف دہ حد تک گردن کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی مگر اس نے اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے میز پر جمائے رکھا۔ہاں! آج کے بعد ٹائی استعمال نہ کرنے کی قسم ضرور کھالی تھی۔

"اوہ 'بتایا' سے یاد آیا میں تمہیں کچھ بتانے آئی تھی! لیکن تم نے ہمیشہ کی طرح اپنی لچھے دار باتوں میں الجھا کر اصل بات بھلا دی۔"

"تمہیں بھی مجھ سے محبت ہو رہی ہے۔۔۔یہ بتانے آئی تھی؟"

"استغفر اللہ!"کائنات بڑبڑائی اور بس! ساری سنجیدگی بھاپ کی طرح ہوا میں تحلیل ہو گئی، خیام کا قہقہہ گونجا۔

"اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا!"طنزیہ بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوہ بیوی۔۔۔شاعری؟ مجھے آثار کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے!" بھنویں اوپر نیچے کرتا بولا۔

"خیام شاہ! حقیقتا کہہ رہی ہوں۔۔۔ڈوب مرو۔" گہری سانس لیتی بولی۔

"نا بیوی! بات تمہارے ہاتھوں مرنے کی ہوئی تھی۔۔۔ہاں اگر تمہاری آنکھوں میں ڈوبنے کا آپشن موجود ہے تو پھر سوچا جا سکتا ہے!" نا محسوس انداز میں ٹائی ڈھیلی کی۔

"کیا آج ناشتے میں جوس کے اندر چھچھورپن بھی گھول کر پی آئے ہو؟"

"آج ناشتہ ہی نہیں کیا!" معصوم سی شکل بنا کر صریحا جھوٹ کہا۔

"بھوک کا اثر دماغ پر ہو رہا ہے۔ میں تمہارے لئے کافی اور سینڈوچز منگواتی ہوں وہ کھاو۔۔۔تھوڑا ہوش میں آو اور پھر انسانوں کی طرح میری بات سنو؟!" اس کا ہاتھ ہٹا کر بائیں طرف رکھا انٹر کام اٹھایا اور اپنے کہے کے مطابق کافی اور سینڈوچ منگوائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں ہی تو سنتا ہوں آجکل۔۔۔ مگر دیوانوں کی طرح!" دکھی عاشقوں کا سا انداز تھا۔ وہ غصے سے اس کی طرف پلٹی۔

"میں نے ایک الٹے ہاتھ کی رکھ کے دینی ہے۔۔۔ سارا دیوانہ پن ناک کے راستے باہر آجانا!" انگلی اٹھا کر دھمکایا۔ وہ گردن پیچھے پھینکے ہنسنے لگا۔

"ہنسنا بند کرو! تمہاری ہنسی سے زیادہ زچ مجھے کوئی اور چیز نہیں کرتی۔"

خیام نے عینک اتار کر آنکھوں میں آیا پانی صاف کیا اور اس کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھا۔

"Stop frowning!"

اس کی بھنووں کے درمیان آئے بل کو اپنی انگلیوں سے سیدھا کیا۔ "صرف تنگ کر رہا تھا تمہیں اور یقین کرو تمہیں تنگ کرنے سے زیادہ مزا مجھے کوئی اور چیز نہیں دیتی!"

کائنات کے ماتھے پر نئے سرے سے بل پڑے۔

"!I told you not to frown"

اس بار اپنے ہونٹوں سے بل دور کیے۔"ورنہ تم جلدی بوڑھی ہو جاؤ گی اور میں جوان رہ جاؤں گا! بڑے مسئلے ہوں گے بیوی پھر۔۔۔"

"کیوں تم نے آب حیات پیا ہوا ہے؟"

"ارے میری بھولی بیوی! تم نے پہلے کبھی سنا نہیں؟ مرد اور گھوڑا کبھی بوڑھا نہیں ہوتا!"

"ایسا کچھ نہیں ہے، صرف تمہارا دماغی خلل ہے!"اس کے بے تکے بیان پر آنکھیں گھمائیں۔

"چلو میرا دماغی خلل ہی سہی! پر تم اتنی آنکھیں مت گھمایا کرو۔۔۔ یہ نہ ہو کسی دن آنکھیں گھماتے گھماتے تمہارا lens ہی باہر گر جائے۔مجھے یہ کالی سیاہ آنکھیں بڑی پیاری ہیں!"اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کے ابرو کا کنارا مسل رہا تھا۔

"بددعا دے رہے ہو؟" گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں بددعا دینے سے پہلے ڈوب کر مر نہ جاؤں۔۔۔؟" اتنی سنجیدگی سے بولا تھا کہ کائنات بھی تقریبا ایمان لے آئی تھی، تقریبا!

"تمہاری آنکھوں میں۔۔۔" مزید اضافہ کیا اور کائنات کے ہونق تاثرات دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"پیچھے ہٹو!" اس کے سینے پر ہاتھ مارا، وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔

"دنیا کا فضول ترین آدمی میرے لئے ہی رہ گیا تھا؟" واضح بڑبڑاہٹ تھی۔

"رہ گیا تھا، کا کیا مطلب ہے؟ ایک تو تم بار بار بھول جاتی ہو کہ تم نے خود چنا تھا!"

"اور اس چناو کے لیے میں خود کو ساری زندگی معاف نہیں کروں گی!"

"اور میں تمہاری اس 'ساری زندگی معاف نہ کرنے والی مہم' میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالوں گا!"

"تم۔۔۔" کائنات انگلی اٹھا کر اسے کوسنوں سے نوازنے والی تھی مگر دروازے پر

ہوتی دستک نے خاموش کروادیا۔ خیام اس دور ہٹ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھا۔

"آجائیں!"

"میڈم! آپ کا آرڈر۔" دفتر کی کینٹین میں پارٹ ٹائم کام کرنے والا تھا۔

"شکریہ نوید!" سر ہلا کر کہا، وہ ٹرے رکھ کر چلا گیا۔

"ناشتہ کرو اب! ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" اسے کھانے کی بجائے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر کائنات نے ابرو اٹھایا۔

"کچھ نہیں! تم نے ناشتہ کیا تھا؟" کافی کا بھاپ اڑاتا کپ پکڑ کر لبوں سے لگایا۔

"ہوں کیا تھا۔ اور ایک بات تو بتاؤ تمہیں گلاسسز کب لگیں؟ آج سے پہلے تو میں نے تمہیں گلاسسز استعمال کرتے نہیں دیکھا۔" لیپ ٹاپ کے اوپر رکھی عینک اٹھا کر الٹی سیدھی کر کے دیکھ رہی تھی۔

"صرف ریڈنگ گلاسسز ہیں۔ کام کے وقت استعمال کرتا ہوں!" پلیٹ میں رکھا سینڈوچ اٹھایا۔ حالانکہ بھوک بالکل نہیں تھی لیکن کائنات کے سامنے اعتراف

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر کے اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتا تھا۔

"مطلب بہت کم استعمال کرتے ہو!" مسکراتے ہوئے طعنہ مارا اور عینک واپس رکھی۔

"مطلب جب ضرورت پڑتی ہے تب استعمال کرتا ہوں۔" اسے گھور کر دیکھا اور نوالہ لے کر چبانے لگا۔ کائنات نے اس کا بھرا ہوا منہ دیکھ کر موقع غنیمت جانا اور جلدی سے بولی۔

"ہماری بہت ضروری مگر بہت ہی چڑچڑی کلائینٹ آرہی ہیں آج اور میں چاہتی ہوں تم انہیں ہینڈل کرو!"

"تم سے بھی زیادہ چڑچڑی؟" سینڈوچ واپس پلیٹ میں رکھ کر، ٹشو سے ہاتھ صاف کیے۔

"میں چڑچڑی ہوں؟" آنکھیں نکالتے پوچھا، اس کا پارہ پھر سے بڑھنے لگا تھا۔

"کیوں؟ تمہیں نہیں پتا تھا؟ مجھے تو لگا تھا تم بڑی خود شناس بندی ہو!" کندھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچکائے۔

"یقیناً میں ہوں! پھر تو تم انہیں آسانی سے ہینڈل کر لو گے؟" برا منانے کی بجائے مسکرائی تو خیام کو خطرہ محسوس ہوا۔

"یقیناً! جب تمہیں ہینڈل کر سکتا ہوں تو یہ تو پیس آف کیک ہے میرے لیے۔" گہری سانس لیتا بولا۔ جان گیا تھا اس دفعہ بیگم نے بڑی آسانی سے اسے شکنجے میں پھانس لیا ہے۔

"Good luck then... husband!"

کائنات کا اسے اکیلے شیر کے سامنے چھینکنے کا ارادہ نہیں تھا مگر اس کی حرکتوں سے زچ ہو کر کرنا پڑا۔ مسکراتے ہوئے اس کے دفتر سے چلی گئی۔

"یا اللہ! عزت رکھ لینا۔" چھت کی طرف دیکھ کر دہائی دی۔ اب اگر اپنے پیر پر کلہاڑی ماری تھی تو ہمت بھی کرنی ہی تھی۔

■■■■■

"اتنی بری فیشن سینس تو آج کل مردوں کی بھی نہیں ہے!" ملائکہ نے خیام کے منگوائے ہوئے dossiers اس کی میز پر رکھتے کہا۔ لنچ کے بعد ان کی چڑچڑی کلائینٹ مسز الماس شاہنواز کی آمد ہوئی تھی اور ایک بجے سے لے کر چار بجے تک اس نے خیام کے دماغ کی دہی کر کے رکھ دے تھی۔ آج رضا کی غیر موجودگی کی بنا پر ملائکہ اسے اسسٹ کر رہی تھی۔

" صحیح بات ہے! اتنا تو مجھے بھی پتا ہے کہ jumpsuit کے ساتھ کبھی بھی knee high boats نہیں پہنے جاتے۔" چہرے پر ہاتھ پھیرتے تھکے لہجے میں بولا۔

"خیر سر! آج تو پھر بھی کافی پُر سکون اور مطمئن ہو کر گئی ہیں ورنہ پہلے چیختے چلاتے یہ پورا دفتر سر پر اٹھا لیتی تھیں۔" ملائکہ نے اسے تین گھنٹے صبر کے گھونٹ بھرتے دیکھا تھا اور کافی متاثر بھی ہوئی تھی۔

"کائنات کے اوپر چیخا کرتی تھی؟" خیام کے ماتھے پر بل پڑے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ارے نہیں سر! ڈیزائنر کے اوپر، ٹیم لیڈر کے اوپر حتی کہ درزی کے اوپر بھی۔ میڈم کے ساتھ تو ان کی کافی دوستی ہے۔" ملائکہ کی بات پر اس نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے ملائکہ! آپ جائیں اور پلیز ایک کافی بجھوا دیجیئے گا۔" ماتھے کو دو انگلیوں سے مسلتا بولا۔ اپنی بیوی کی خبر تو وہ بعد میں لے گا۔۔۔ جس نے جانتے بوجھتے اسے اس عذاب میں ڈالا تھا!

"شیور سر!" وہ اسے ایک مسکراہٹ پیش کرتی چلی گئی۔ کافی کے آنے تک وہ ٹیک لگائے، آنکھیں بند کیے، کرسی پر جھولتا رہا۔ مزید پون گھنٹہ کام میں صرف کیا۔ پانچ بجتے ہی اپنی نشست سے اٹھا، انگڑائی لی اور اپنی چیزیں سمیٹ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ روشنیاں گل کرنا بھی ہر گز نہیں بھولا تھا۔ دفتر کے باقی لوگ بھی اپنے کمپیوٹرز بند کرتے اٹھ رہے تھے۔ خیام جیبوں میں ہاتھ ڈالے، ان کی سلامتی کا اشارہ سے جواب دیتا لفٹ کی طرف جا رہا تھا۔ لفٹ کے کھلنے پر وہاں کھڑے باقی لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس کے فون کی گھنٹی بجی، جیب سے نکال کر دیکھا

تو اسفر کا پیغام تھا۔

"جلدی آ۔۔۔ایمر جنسی ہے!"خیام نے پڑھ کر آنکھیں گھمائیں اور موبائل واپس رکھا۔ لفٹ سب سے نچلی منزل پر رکی تو پہلے لفٹ سے، پھر عمارت سے ہی باہر نکل آیا۔ اپنی گاڑی کی ڈکے سے جم بیگ نکال کر دوبارہ اندر آیا اور واش روم میں جا کر کپڑے بدلے۔ اس کا دفتر کے فارمل لباس میں جم جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ٹریک سوٹ پہن کر بیگ کندھے پر ڈالے باہر آیا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بیگ اندر رکھا پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر خود بھی بیٹھنے لگا مگر کائنات کی آواز نے روک دیا۔

"Navy suits you!"

وہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑی تھی۔ خیام ایک ہاتھ دروازے پر رکھے، دوسرا بازو گاڑی کی چھت پر ٹکائے آگے ہوا۔

"تھینک یو! برینڈ اونر بیوی کے ہونے کا فائدہ۔۔۔"انگلی سے اپنے لباس کی طرف

اشارہ کیا۔ یہ وہی ٹریک سوٹ تھا، جس میں وہ دو دن پہلے ماڈلنگ کر چکا تھا۔ پورا والیم کل ریلیز ہونا تھا مگر اسے کیا فرق پڑتا تھا؟

"اچھا کیا؟" کائنات نے عینک اتار کر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"بندے کو اپنی شاپنگ کیلئے خوار نہیں ہونا پڑتا! ویسے میں چاہ رہا تھا مستقبل قریب میں ہم دونوں ایک شاپنگ ٹور پر چلیں؟"

"وہ کس لیے؟ تمہاری بیوی نے تمہیں شاپنگ کی خواری سے بچا تو لیا ہے!" ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"علی کے لیے۔" جلدی سے کہہ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔ کائنات اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میرا مطلب تھا سب بچوں کے لیے۔" گہری سانس لے کر کہا۔

"تو پھر صرف علی کا نام کیوں لیا؟" اس کی ابھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"Cause you know I love him!"

اس کی مشکوک نظروں پر اعتراف کرنا پڑا۔

"ہوں جانتی ہوں۔ ٹھیک ہے چلیں گے کسی دن۔" سر ہلا کر گلاسسز لگائے اور اندر بیٹھ کر دروازہ بند کیا۔ گاڑی سٹارٹ کر کے ہاتھ ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔

خیام بھی اندر بیٹھا اور گاڑی جم تک لے جاتے راستے پر ڈالی۔ وہاں پہنچ کر پہلے دس پندرہ منٹ ٹریڈمل پر دوڑتا رہا، پھر وزن اٹھائے اور پش اپس بھی لگائے۔ پینتس منٹ بعد لاکر روم سے ملحقہ واش رومز میں سے ایک میں نہا کر دوبارہ سے کالی پینٹ اور سفید شرٹ پہن چکا تھا۔ گیلے بالوں میں ہاتھ چلا کر انہیں پیچھے کیا اور بیگ بند کر کے کندھے پر ڈالے باہر کی طرف بڑھا۔ بہت سے جاننے والوں سے ملاقات ہوئی اور ان سے مبارکبادیں بھی وصول کیں۔ اب بھی سر ہلاتا، مسکرا کر الوداع کہتا، دروازہ دھکیلتا باہر نکلا۔ گھڑی پر وقت دیکھتا گاڑی کی طرف بڑھا۔ اسفر کے پیغام کو ایک گھنٹے سے اوپر ہو چکا تھا۔ خیّام نے گاڑی اس کے گھر کی طرف ڈالی اور مزید بیس، پچیس منٹ بعد وہ اس کے گھر کا دروازہ بجا رہا تھا جو کہ ہمیشہ کی طرح

کسی ملازم نے کھولا۔

"اپنے کمرے میں ہیں۔"خیام کے پوچھے بغیر ہی ادھیڑ عمر ملازم نے کہا۔اس نے سر ہلایا اور ملازم کا حال چال پوچھ کر اسفر کے کمرے کی طرف چل دیا۔گھر والوں کے متعلق نہیں پوچھا۔۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا یا تو کوئی گھر پر ہو گا ہی نہیں اور اگر ہوا بھی تو انہیں کسی کے آنے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔اسفر گھر والوں کے معاملے میں ان سب کی طرح خوش قسمت نہیں تھا۔اگر وہ سب اکٹھے بیٹھ بھی جاتے جو کہ بہت کم ہوتا تھا،تو نتیجہ آٹھ،دس منٹوں کے بعد کسی لڑائی کی صورت میں ہی نکلتا تھا۔

وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا تو ہنسنے کھیلنے کی آوازیں آرہیں تھیں۔

'ہونہہ۔۔۔ایمر جنسی!'اس نے آنکھیں گھماتے سوچا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"سلام ملت!"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسفر کے بڑے سے کمرے میں ایک طرف رکھے صوفوں پر جاذب اور عمر بیٹھے، سامنے لگی ایل ای ڈی پر ویڈیو گیمز کھیل رہے تھے۔ میز پر پزا اور کوک کے گلاس رکھے تھے۔ کمرے کی دوسری طرف رکھے جہازی سائز بیڈ پر اسفر اور شاہ ویز بھی اپنے درمیان ایک پزا رکھے بیٹھے تھے۔ عالیان ابھی اپنے شہر واپس نہیں آیا تھا۔

"ابے تجھے کہا تھا ایمر جنسی ہے!" اسفر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"ہاں! وہ تو مجھے دکھ رہی ہے۔" طنزیہ کہتا اس کے بستر پر گرا اور پزا کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھا۔

"طنز نہ کر یار! یہ تو شاہی کی تھراپی کی وجہ سے کچھ ٹھیک ہوا ہوں۔۔۔ ورنہ پھٹی پڑی تھی تیرے بھائی کی۔" اسفر نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر تھکی ہوئی سانس خارج کی۔ شاہ ویزان سب میں سے، سب سے زیادہ سمجھدار تھا۔ جب بھی کسی کو سنجیدہ مشورے، سننے کے لیے کان اور رونے کے لیے کندھا چاہیے ہوتا تھا وہ اپنے شاہی کے پاس ہی جایا کرتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا؟"

"وہ فارحہ ہے نا؟!"اسفر کو تو اس نام کے آگے کچھ کہنا ہی نہیں آ رہا تھا۔

"ہاں کیا کیا ہے فارحہ نے؟"اس نے بڑے صبر سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔بس ہمارے بھائی کا کاٹا ہے فارحہ نے!"شاہ ویز نے سنجیدگی سے کہا اور خیام کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔اسفر نے ہاتھ میں باقی رہ جانے والی پزا کرسٹ اس کے منہ پر ماری۔

"پتہ کاٹا ہے۔۔۔میرا مطلب تھا!"اس نے برا منائے بغیر کہا۔سنجیدہ ہونے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسے مذاق کرنا نہیں آتا تھا۔۔۔بس ان کی طرح ہر وقت مذاق، مذاق نہیں کھیلتا تھا۔

"بڑا اچھا مطلب پہنچ چکا ہے ہم تک! تفصیل بتا کیا ہوا تھا؟"خیام نے پہلے شاویز سے کہا اور پھر اسفر سے پوچھا۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔۔۔کچھ ہوا ہی نہیں تھا! ایک دم ہی 'اللہ حافظ تم اپنے رستے،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں اپنے رستے' کہہ کر یہ جاوہ جا۔"

"اور تو نے جانے دیا؟" بھنویں اٹھائیں۔

"اور کیا کرتا؟ پاوں پکڑ لیتا؟"

"وجہ تو پوچھتا نا کم از کم؟ کتنا عرصہ ہو گیا ہے تم دونوں کے relationship کو؟ دو سال؟ اڑھائی سال؟"

"پونے تین سال۔۔۔بغیرت!" اسفر نے وہی ٹکڑا اٹھا کر اب اسے مارا۔ خیام نے کیچ کر کے کھلے ڈبے میں رکھا۔

"تیرا relationship ہے بھائی! حساب کتاب تجھے پتا ہو۔۔۔"

"کسی نہ کام کے ہو تم سارے!" اسفر دانت پیستا بولا۔

"یار اسفر! کوئی وجہ پتا چلے تو ہم کچھ کریں نا؟" عمر گیم روک کر اس کے پاس آیا۔

"مجھے وجہ نہیں پتا!" منہ پھلاتا بولا۔

"عمر واپس آ! میں جتنے ہی والا تھا۔" جاذب نے برا سا منہ بنا کر اسے پکارا۔ خیام نے

پلٹ کر اسے گھورا۔

"جاذی صاحب! ضرور کھیلیں گیم۔۔۔ مگر یہ مت سوچیے گا ہم آپ کا دوسرا کھیل بھول گئے ہیں۔" اس کا اشارہ سمجھ کر جاذب نے سر صوفے کی پشت پر پھینکا اور بڑبڑایا۔

"کون سا کھیل؟" عمر کو دلچسپی ہوئی۔

"بعد میں بتاتا ہوں، ابھی جو مین پرابلم ہے وہ حل کرتے ہیں۔ کال کر اپنی فارحہ کو اور وجہ پوچھ؟" خیّام نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اسے پکڑایا۔

"تجھے کیا لگتا ہے میں نے اسے پہلے کال نہیں کی ہوگی؟ وہ میرا فون نہیں اٹھا رہی۔" فون واپس بستر پر پھینکا۔

"بلاک تو نہیں کیا نا! مطلب ابھی امید ہے۔۔۔ تو رک میں بات کر کے آتا ہوں!" خیام اپنا فون نکالتا اٹھا۔

"جا کہاں رہا ہے؟ ادھر میرے سامنے کرنا؟"

"اور اگر تیرے سامنے اس نے بات کرنے سے انکار کر دیا تو؟"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ مگر جلدی!" بیچارگی سے کہتے آخر میں تنبیہہ کی۔ خیام نے سیلوٹ کیا اور فارحہ بھابھی کے نام سے سیوڈ نمبر ملاتا، بالکونی میں آیا۔

"شکر ہے! ورنہ مجھے لگا تھا تم کبھی کال نہیں کرو گے۔" فارحہ کی کھلکھلاتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور خیام کا دماغ ہی گھوم گیا۔

"تمھیں اسفر کی نہیں میری کال کا انتظار تھا؟"

"ہاں نا! اسفی اس وقت کس حال میں ہے یہ تم نے ہی بتانا تھا۔"

"فارحہ! کیا ہو رہا ہے؟" سنجیدگی سے پوچھا۔ فارحہ کی بے فکری اور اسفر کی پریشانی مل کر اسے پریشان کر رہی تھیں!

"میری جیلس دوستوں کا خیال ہے کہ اسفی مجھ سے پیار نہیں کرتا! انہوں نے مجھے چیلنج کیا تھا کہ اس سے بریک اپ کروں اور پھر اس کا ری ایکشن خود بھی دیکھوں اور ان کو بھی دکھاؤں۔"

"تمہیں جب پتا ہے کہ وہ جیلس ہو رہی ہیں تو ان کی باتوں میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟" تعجب کرتا گویا ہوا۔ یہ عورتوں کا دماغ کس طرح کام کرتا ہے؟

"پلیز نا؟ ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں ویڈیو کال کرتی ہوں اپنی دوستوں کے ساتھ۔۔۔ اسفی کاری ایکشن دکھانے کے لیے؟ اور ہاں اسے کچھ مت بتانا۔"

"اوکے!" سر ہلاتے فون بند کیا اور اندر آیا۔

"کیا کہتی ہے؟" اسفر نے بے صبری سے پوچھا۔ خیام نے ساری بات بتا کر اس کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔

"آج مجھے ایک بات کا یقین آگیا ہے۔۔۔ خواتین کی کھوپڑی خالی ہوتی ہے!" عمر نے گہری سانس لے کر بیان جاری کیا۔

"ارے نہیں عمر! میرے والی کی کھوپڑی میں ایک کی بجائے دو دماغ فٹ ہیں۔"

خیام نے اپنا دکھڑا رونا ضروری سمجھا۔

"اپنی سو کالڈ دوستوں کے کہنے پر بریک اپ کیا ہے تو پھر جو اس کی دوستیں چاہتی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیں وہی ری ایکشن دوں گا!" اسفر سنجیدہ تھا۔

"کیا کرنا ہے؟" شاہ ویز نے پوچھا تو اس نے ان کے حصے کا کام انہیں بتایا۔

"دیکھ لے۔۔۔ بعد میں پھر فارحہ کو منانے کے لیے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو جائے گا!" عمر نے اسے خبر دار کرنا چاہا۔

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی ابھی اسے سبق سکھانا ضروری ہے۔۔۔ کل کو کسی اور کی باتوں میں آکر مجھے پھر سے چھوڑ دے گی؟"

"میں اسفر کے ساتھ ہوں۔" شاہ ویز نے کہا اور خیام نے بھی سر ہلا کر اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔

www.novelsclubb.com

"میں ایک مشورہ دوں تم سب کو؟" جاذب نے صوفے پر سے ہی ان سب کو مخاطب کیا۔

"جی مرشد؟" خیام نے طنزاً کہا۔

"زندگی عورت کے بغیر بہت آسان ہے! اس لئے اپنی اپنی کو چھوڑنے کا۔۔۔" وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہہ رہا تھا اور خیام نے اس کی بات کاٹی۔

"تیری تو پھر بالکل آسان نہیں ہے! کیونکہ تیری زندگی میں مشکل ترین عورت ہے۔"

"کون؟" شاویز نے ایک نظر جاذب کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کو دیکھا اور پھر خیام کو۔

"عکاشہ۔"

"نا کر! عکاشہ چڑیل؟" اسفر اپنی پریشانی بھول کر ہنسنے لگا۔

"بالکل عکاشہ چڑیل! اور اس کتے کی وجہ سے وہ میرے پیچھے پڑی ہے۔۔۔ گھر تک پہنچ گئی تھی۔ اتنی مشکل سے اماں اور دادی کو یقین دلایا کہ میری کچھ نہیں لگتی ورنہ اب تک ابا میری قربانی دے چکے ہوتے!" پاس رکھی گدی اٹھا کر خیام کو ماری۔

اس نے ہنستے ہوئے گدی اٹھا کر اپنے پیچھے رکھی، اسی وقت اس کا فون بجنے لگا۔

"شش! فارحہ کی کال ہے۔" سیدھا ہو کر بیٹھا اور اسفر کو دیکھا۔

"ساتھ میں کون ہے؟"

"علیشا ہے شاید!" کندھے اچکائے۔

"اٹھا اور جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہونا چاہیے۔"

خیام نے سر ہلاتے ویڈیو کال منظور کی اور پچھلا کیمرہ آن کر کے فون اپنے سامنے رکھا۔

"اب کیا؟ فارحہ نے تو چھوڑ دیا تجھے!؟" شاویز نے لہجے میں ہمدردی سموئے پوچھا۔

"تو فارحہ پر دنیا تو نہیں ختم ہو جاتی! وہ نہیں تو اور سہی۔۔۔اور نہیں تو اور سہی!" ہنستے ہوئے عمر کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ فارحہ کے غصیلے تاثرات دیکھ کر خیام نہ تھمبس اپ کا اشارہ کیا۔

"پھر بھی یار۔۔۔اتنا لمبا relationship خوامخواہ ایک جھٹکے میں ہی ختم کر دیا! تجھے اسے منانے کی کوشش کرنی چاہیے تھی۔" عمر نے بھی مخلص دوست ہونے کا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مظاہرہ کیا۔

"ہاں تو منہ سے کہا تو تھا میں نے۔۔۔ نہیں مانی! اب کیا کروں میں مر جاؤں؟"

جتنی تیزی سے بولا تھا اتنے بلند ان کے قہقہے تھے۔

"میری کوئی عزت نہیں ہے؟ میرے کوئی جذبات نہیں ہیں؟" اس بار ان کے ساتھ ایک نسوانی ہنسی بھی شامل تھی۔

"اسفر رحمان تم ملو مجھے میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مارتی ہوں!" فارحہ چلائی تھی۔خیام نے موبائل اس کی طرف پھینکا۔

"فارحہ یار! مذاق کر رہا تھا۔۔۔ یہ دیکھو تم سے بچھڑنے کے غم میں پڑا پارٹی کر رہا تھا اور کوکا کولا کا حلال نشہ بھی۔" اس نے فون سیدھا کر کے کھایا ہوا پڑا اور خالی بوتلیں دکھائیں۔فارحہ نے تلملاتے ہوئے کال کاٹ دی۔اسفر نے فرنٹ کیمرہ آن کیا اور سنجیدگی سے، قہقہے لگاتی علیشا کو دیکھا۔

"بی بی ہنسنا بند کرو اور میری بات غور سے سنو!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں کہو؟" وہ اپنے بال جھٹکتی اک ادا سے بولی۔

"میں تمھیں پہلی اور آخری دفعہ کہہ رہا ہوں اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ! اگلی دفعہ تم نے میری فارحہ کو مجھ سے دور کرنے کے لیے کوئی الٹی سیدھی بکواس کی تو دماغ ٹھکانے لگا دوں گا۔ میری محبت صرف فارحہ ہے۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکتا ہے اپنے بھیجے میں یہ بات ڈال لو!" اس نے علیشا کو اس دھچکے سے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر کال کاٹ دی اور فون خیام کی طرف پھینکا۔

"ابے! کیوں جنگلی ہو رہا ہے؟"

"دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے اس عورت نامی مخلوق نے!" بکھرے بالوں میں ہاتھ چلاتا بڑبڑایا۔

"صحیح بات ہے!" خیام نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"کیا صحیح بات ہے؟ بھابھی اور تیری کیا تازہ ترین اپڈیٹ ہے؟" شاہ ویز، اسفر کے پاس سے اٹھ کر اس کے پاس آ کر بیٹھا۔ خیام نے تکیہ اٹھا کر سینے سے لگایا، ایک

اور ٹھنڈی سانس بھرتے خوابناک لہجے میں بولا۔

"پوری جادو گرنی ہے! اپنی چھوٹی انگلی کے ارد گرد لپیٹ رہی ہے مجھے۔"

"کامیاب بھی ہو رہی ہے کہ نہیں؟" دوسری طرف سے عمر بھی اس کے ساتھ ٹکا۔

"ارے کوئی ایسی ویسی کامیابی! میں تم لوگوں کو بتا رہا ہوں میں نے تم سب سے بڑا زن مرید نکلنا ہے۔۔۔" خبردار کرتا ہوا لہجہ تھا۔

"مجھے کوئی خیرانگی نہیں ہو گی کیونکہ تو شروع سے ہی بہت بے غیرت ہے!" اسفر نے بھی اس کے اور شاویز کے درمیان موجود جگہ پر قبضہ کیا۔

"اوئے کتو! میرے لیے بھی جگہ بناؤ؟" جاذب گالی دیتا، دھڑام سے عمر کے اوپر گرا۔

"آجا پلے! بہت جگہ ہے تیرے لیے جانی۔" خیام نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال بگاڑے۔ اسفر نے موبائل کیمرہ کھول کر سیلفی لی۔

www.novelsclubb.com

"عالیان کو بھیجتا ہوں۔۔۔ سڑ کے سواہ ہو جانا اس نے!"

"نا کر۔۔۔اس نے رونے لگ جانا اور میں فون پر گھنٹے دو گھنٹے اس کے ______ رونے نہیں سن سکتا!" شاویز نے اس کے ہاتھ سے فون لے کر بے دھیانی سے بستر پر کہیں پھینک دیا۔

"تو ادھر مجھے بتا؟ ! فارحہ کو کیسے راضی کرنا ہے؟" جاذب نے اسفر کا کندھا پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"میں اسے پرپوز کرنے کا پلان بنا رہا ہوں!"

"یس ایک اور شادی!" جاذب نے عمر کو پھلانگ کر اس پر چھلانگ لگائی۔

"ابے ہٹ پیچھے!" اسفر نے اسے پیچھے پھینکا، "اور تو بتا تو کب عکاشہ سے شادی کر رہا ہے؟"

"توبہ۔۔۔توبہ! یہ کرنے سے پہلے میں سرف کھا کر کہیں سیں نہ رہوں (سونہ رہوں)؟!" کانوں کو ہاتھ لگاتے دل سے توبہ کی تھی۔ جاذب کے خودکشی کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جدید ترین طریقے پر ان سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

.....

"سب کچھ میری سوچ سے بھی زیادہ پرفیکٹ ہے۔یہ آپ کی محنت کا نتیجہ ہے اور میں اس کے لیے آپ سب کی بہت شکر گزار ہوں!" کائنات اپنی کرسی سے اٹھی اور بڑی سی میز کے ارد گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھے اسٹاف کے لیے تالی بجائی، جس میں وہ سب بھی شامل ہو گئے۔

"میڈم! آپ بھی مبارکباد کی حق دار ہیں کیونکہ آپ کی بھی اتنی ہی محنت ہے۔" ارشد نے سامنے دیوار پر لگی پروجیکٹر سکرین کی طرف اشارہ کیا، جس پر ان کی kids collection کا ایک منٹ، بتالیس سیکنڈ لمبا اشتہار چل رہا تھا۔ تمام اسٹورز پر نیا سامان ڈسپلے کر دیا گیا تھا۔ ویب سائیٹس، سوشل میڈیا اور بلاگز وغیرہ کو بھی اپ ڈیٹ کیا جا چکا تھا۔ سب کچھ اس کی امید سے زیادہ اچھا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ مین سٹریم میڈیا نے بھی شہر کے نامور انڈسٹریلسٹ ابراہیم شاہ کے بیٹے کی شوبز کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دنیامیں قدم رکھنے کی خبر مرچ مصالحہ لگا کر دی تھی۔حالانکہ اتنی کوریج ان کی شادی کی خبر کو بھی نہیں دی گئی تھی۔ضرور دی جاتی ہے اگر ابراہیم شاہ نے پیسہ پانی کی طرح بہایا ہوتا اور میڈیا ہاؤسز کو بھی بلایا ہوتا۔انہوں نے روایتی انداز سے ہٹ کر کافی پرسکون تقریب کی تھی۔

"شکریہ ارشد! کل میری طرف سے آپ سب کے لیے ہوٹل میں ڈنر پلانڈ ہے اور آپ کا آج کا باقی دن بھی آف ہے۔سو انجوائے کریں۔" مسکراتے ہوئے اطلاع دی اور سب کی خوشی سے بھرپور آوازیں سنتی کانفرنس روم سے باہر نکلی۔

"مجھے بھی آف ہے؟" خیام اس کے پیچھے باہر آیا۔

"کیوں؟ تمہیں کیوں آف ہے؟ تم ٹیم کا حصہ تو نہیں تھے!" راہداری پار کرتے پوچھا، پیچھے دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی تھی۔

"لیکن سب سے ضروری کام میں نے کیا ہے۔" اس کے ساتھ اس کے دفتر میں داخل ہوا۔

"تو؟" اپنے کرسی پر آکر بیٹھی اور ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تو یہ کہ تم بھی کچھ دیر کیلئے یہ کام وام چھوڑو اور ہم دونوں شاپنگ پر چلتے ہیں! کیا خیال ہے؟ اپنے لانچ کی کامیابی بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"

"نہیں، خیام! میرا بالکل موڈ نہیں ہے اور کام بھی بہت ہے۔ ہم پھر کبھی چلیں گے!" لیپ ٹاپ کی سکرین اٹھائی۔

"اوکے! کل اتوار ہے کل چلیں گے۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟"

"ہوں! کل چلیں گے۔" پاسورڈ لگاتی بولی۔

"Super!"

www.novelsclubb.com

وہ اس کے دفتر سے جانے کے لیے پلٹا۔

"خیام رکو؟!" کچھ یاد آنے پر اسے پکارا، وہ پھر پلٹا۔

"الماس کے ساتھ میٹنگ کیسی رہی؟ تم نے مجھے کچھ بتایا ہی نہیں؟ وہ کسی ایک بھی ڈیزائن پر راضی ہوئی ہے؟" ساری توجہ خیام پر تھی، وہ مسکرایا۔

"تم ایک کی بات کر رہی ہو۔۔۔وہ کم از کم نصف درجن پسند کر کے گئی ہے!"

"سیریئسلی؟"کائنات کی آنکھیں پھیلیں۔خیام نے اس کی بے یقینی پر قہقہہ لگایا اور چلتا ہوا اس کے پاس آیا، پھر میز سے ٹیک لگائی۔

"آف کورس بے بی! تم نے اپنے شوہر کی صلاحیتوں کو بہت ہلکا لیا ہوا ہے۔"

"امپریسو!"اس نے سر ہلایا،"ٹھیک ہے پھر الماس کا آرڈر تم ہی دیکھو گے۔"

"ویسے کتنی مفاد پرست ہو تم بیوی! اس عورت کی سائیکی سے واقف ہو کر بھی تم نے اسے میرا دماغ ضائع کرنے کے لیے بھیج دیا۔وہ تو اچھا ہوا تمہاری وجہ سے مجھے پہلے ہی کافی تجربہ تھا!"خیام اس کا شکر گزار ہوا۔

"اوہ! مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ میں آپ کے کسی کام آسکی۔"وہ عاجزی اختیار کرتی بولی۔

"اچھا اب جاو! مجھے کام کرنا ہے۔"اسے وہیں پر ٹکا دیکھ کر بولی۔خیام نے اپنے پیچھے رکھی فائلز تھوڑا دور کھسکائیں اور میز پر بیٹھتا بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم کرو کام! میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا۔"

کائنات نے ایک شکی نظر اس پر ڈالی اور اس کے پیچھے رکھی فائل اٹھائی پھر لیپ ٹاپ پر بھی متعلقہ فولڈر کھولا اور اکاؤنٹس ڈپارٹمنٹ کی طرف سے آنے والی رپورٹ کا مطالعہ کرنے لگی۔اس سب کے دوران اسے خیام کی نظریں اپنے آپ پر محسوس ہو رہی تھیں لیکن اس نے نظرانداز کرنے کی پالیسی اپنائی۔پہلا صفحہ پڑھ کر پلٹا مگر توجہ نہیں کر پا رہی تھی۔

"خیام شاہ! کیوں گھور رہے ہو؟" نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا مگر کائنات کو یقین تھا وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ چہرے پر سجائے بیٹھا ہو گا۔

"ویسے ہی۔"لہجہ بھی مسکراتا ہوا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔ویسے ہی؟"فائل ٹھپ سے بند کی اور اسے دیکھا۔

"مطلب مجھے خود نہیں پتا! بس دل کر رہا ہے تمہیں دیکھتا رہوں۔۔۔دیکھتا رہوں اور بس۔۔۔دیکھتا رہوں۔"

"دھرتی پر واپس آجائیں خیام صاحب!" اسے گھورتی طنزیہ بولی۔ وہ ہنسا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو! مجھے دھرتی پر آنے کی ضرورت ہے۔۔۔ یہ تمہاری فریبی محبت مجھے ہواؤں میں اڑا رہی ہے اور مجھے پتا نہیں کیوں یہ فیلنگ آ رہی ہے میں نے دھڑام سے گرنا ہے۔"

"فریبی محبت؟ تو مت آؤ اس کے فریب میں! کیونکہ یقین کرو تمہیں دھڑام سے گرتے دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

"اور مجھے تمہیں خوش دیکھ کر!" دلنشین لہجہ اپنایا گیا۔ کائنات سر نفی میں ہلاتی ہنسی۔

"بالکل ایسے ہی! یوں لگ رہا ہے جیسے قریب ہی کہیں جھرنا بہہ رہا ہو، پرندے گنگنا رہے ہوں اور پھول ہوا کے دوش پر رقص کر رہے ہوں۔" جتنی شاعرانہ تشبیہات یاد آئیں، بتادیں۔ وہ اور زور سے ہنسی۔

"یار! وہ تو بھول ہی گئے تم۔۔۔ جیسے دور کہیں مندر میں گھنٹیاں بج رہی ہوں اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیسے رم جھم برستے بارش کے قطرے ساز بجا رہے ہوں!"کائنات نے کہا اور پھر اس کے ساتھ مل کر ہنسی۔ان کی ہنسی میں خلل خیام کے فون کی بجتی گھنٹی نے ڈالا۔

اس نے ہنسی روک کر فون نکالا اور کال اٹھا کر کان سے لگایا۔

"السلام علیکم بابا!"

"السلام علیکم بابا کے کچھ لگتے۔۔۔تم کب اپنی حرکتوں سے باز آؤ گے؟!"ابراہیم شاہ کی آواز غصے سے کافی بلند تھی۔

"کونسی حرکت؟"خیام اچھل کر میز سے نیچے اترا اور الجھ کر کائنات کو دیکھا۔

"مجھے یقین ہے تمہاری بے غیرت حرکتوں کو شمار کرنا ممکن نہیں ہے!لیکن میں اس حرکت کی بات کر رہا ہوں جو اس وقت ٹی وی پر خبروں میں آ رہی ہے۔"

خیام نے آگے بڑھ کر بغیر آواز کے چلتی ایل ای ڈی پر چینل بدلا اور اپنی ماڈلنگ کی تصویروں کے ساتھ حاشیہ دیکھا بھی اور پڑھا بھی۔

"بابا!میری کوئی غلطی نہیں ہے یہ آپ کی بہو۔۔۔"وہ اصل بات بتانا چاہتا تھا

لیکن ابراہیم شاہ نے سنگین لہجے میں اس کے بات کاٹی۔

"تم آج گھر آؤ پھر بات ہوتی ہے!" اور فون بند۔ خیام فون کان سے ہٹاتا اس کی طرف پلٹا، کائنات نے ہاتھ سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ ایک آنکھ کھول کر انگلیوں کی درز سے جھانکا اور خیام کو خود کو گھورتا پایا۔

"آئی ایم سوری! میں بھول گئی تھی بابا کو بتانا۔" ہاتھ ہٹاتے جلدی سے معذرت کی۔

"تمہارے سوری کہ میں اچار ڈالوں؟ بابا بہت غصے میں ہیں!" پریشانی سے بالوں میں ہاتھ چلا کر انہیں بکھیر دیا۔

"تم کہو تو میں ان سے بات کرتی ہوں؟" فوراً اٹھ کر اس کے پاس آئی، خیام نے اسے ایک اور گھوری سے نوازا۔

"شکریہ! اس سے پہلے جو گفتگو آپ کر چکی ہیں وہی بہت ہے۔" موبائل جیب میں ڈالتا، دروازے کی طرف بڑھا۔ کائنات نے بازو سے پکڑ کر روکا۔

www.novelsclubb.com

"ناراض ہو کر جا رہے ہو؟"اس کے شرمندہ تاثرات پر خیام نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"ہاں! بہت زیادہ۔"

"سیریئسلی خیام؟ میں سوری کر تو رہی ہوں۔۔۔"

"نہیں چاہیے!"اس سے ہاتھ چھڑواتا دروازے تک گیا اور کھول کر باہر نکلا۔

دروازہ بند کر کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے بے آواز ہنستا چلا گیا۔اندر کائنات مضمحل سی دوبارہ کام میں دل لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔

.....

"جن قدموں پر آئے ہو انہیں پر واپس دفع ہو جاؤ!"خیّام نے دروازہ کھول کر چند قدم ہی اندر کی جانب لیے تھے جب ابراہیم شاہ کی گونجیلی آواز اس تک پہنچی۔

"آپ تو کہہ رہے تھے: گھر آؤ گے تو بات ہوتی ہے!"وہ رکا،انہیں ان کی بات یاد دلائی اور عائشہ ابراہیم کو فکرمندی سے اپنی طرف دیکھتا پا کر آنکھوں سے تسلی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دی۔ابراہیم شاہ کے غصے نے نئے سرے سے ابال لیا۔

"وہ پہلے کے بات تھی اب میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا! نکلو میرے گھر سے۔"

"یار بابا! میری بات تو سن۔۔۔"خیام کا صرف منہ کھولنا ہی ان کو مزید گرم کر رہا تھا۔

"یار نہیں ہوں میں تمہارا۔۔۔صرف باپ ہوں! اب اپنے باپ کے بات مانو اور دفع ہو جاؤ اپنے کسی یار کے پاس۔"

"کوئی سنے گا تو سوچے گا آپ نے اپنی بیٹی کو اس کے کسی یار کے ساتھ پکڑا ہے!"

قہقہہ لگاتا بولا۔خیام شاہ کا ہی دل گردہ تھا،اس صورتحال میں بھی قہقہے لگانے والا!

"نہیں،میں نے اپنے بیٹے کو بے غیرتی کی حدیں پار کرتے دیکھا ہے!"

"بس کر دیں بابا! میں نے کسی اٹھارہ،انیس سالہ دوشیزہ کے ساتھ نہیں چار سالہ علی کے ساتھ ماڈلنگ کی ہے۔۔۔اس لیے آپ کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں

ہے۔" سکون سے کہتا، ان کے پاس سے گزر کر آگے جانے لگا مگر انہوں نے اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر اسے جھٹکے سے واپس دھکیلا۔

"اور جو میری عزت کا جنازہ نکالا ہے اس کی ٹینشن کون لے گا؟" اپنی مٹھیاں بھینچ کر غصہ دبانا چاہا۔

"میرا باپ اور کون؟!" کندھے اچکاتے غیر سنجیدگی سے کہا مگر ابراہیم شاہ کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ ان کا ہاتھ ان کی سوچ سے بھی پہلے خیام کی گال پر پڑ چکا تھا۔

"ابراہیم!" عائشہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر ان کا بازو پکڑا، خیام البتہ بے یقین نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا تھپڑ تھا۔

ابراہیم شاہ واپس مڑے اور دو چار قدم اٹھاتے اس سے دور ہوئے۔ گہرے سانس لیتے انہوں نے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے۔

"ٹھیک ہے بابا۔۔۔ خدا حافظ!" وہ یوں بولا جیسے ابھی ان سے تھپڑ کھایا ہی نہ ہو۔

"خیام رکو!" اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر عائشہ اس کے پیچھے گئیں۔

"میں ٹھیک ہوں مما! آپ بابا کو دیکھیں۔" بے پروائی سے ہاتھ ہلاتا بولا۔

"ابراہیم!" وہ بے بسی سے ابراہیم شاہ کی طرف پلٹیں۔

"ابھی میرے سامنے اس کی طرفداری مت کرنا عائشہ!" انکی سرد آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی اور شاید عائشہ ابراہیم کی سسکی بھی۔

وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو ٹھنڈی ہوا نے تپتے رخسار کو چھو کر اسے احساس دلایا کہ تھوڑی دیر پہلے کیا ہو چکا ہے؟ اس نے رخسار ہلکا سا سہلایا اور گاڑی میں بیٹھ کر سڑک پر آیا۔ کچھ دیر یونہی بے مقصد گاڑی چلاتا رہا، پھر سڑک کے کنارے روک کر خراب موڈ کے ساتھ آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھتا رہا۔ چونکا تب جب فون کی گھنٹی بجی۔

"کیا کہا بابا نے؟ ابھی تک ناراض ہو مجھ سے؟" کائنات کا پیغام تھا۔ بے ساختہ ہی اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے اور کچھ سوچتے ہوئے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ

کی۔اس بار بے مقصد سڑکیں نہیں ناپ رہا تھا بلکہ کائنات کے گھر کی طرف جارہا تھا۔گھر سے کچھ دور اندھیرے میں گاڑی روکی اور دائیں طرف کی گلی میں مڑا۔ نہایت اطمینان سے دیوار پھلانگ کر دوسری طرف کودا اور اب وہ کائنات کے کمرے کی بالکونی کے نیچے کھڑا ،اوپر جانے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہوئیں تو تھوڑی دور دیوار کے ساتھ کھڑی لکڑی کی سیڑھی نظر آئی، جو مالی استعمال کیا کرتا تھا۔

"پرفیکٹ!" سیڑھی اٹھا کر لایا، ترچھی کر کے دیوار کے ساتھ لگائی اور اوپر چڑھا۔ سیڑھی نہ بھی ملتی تو وہ کسی نہ کسی طرح اوپر پہنچ ہی جاتا!

بالکونی میں بھی اندھیرا تھا، ہاں! پردوں سے مدھم سی روشنی جھانک رہی تھی۔اس نے دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ لاک تھا، مجبوراً دستک دینی پڑی۔

کائنات کو وہ آواز اپنا وہم لگی تو کافی کا گھونٹ بھرتے دوبارہ کاغذات پر جھکی، شانوں سے بال پھسل کر سامنے آ گرے۔ایک ہاتھ کی مدد سے انہیں کان کے پیچھے اڑسا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور قلم دوبارہ اٹھایا مگر اس بار ہوتی دستک نے اسے سر اٹھا کر آواز کی سمت میں دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

"یہ کیا نئی مصیبت ہے؟!" بڑبڑاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی، اندر سے ڈر بھی رہی تھی لیکن پردہ ہٹانے پر جب خیام دکھائی دیا تو سارا ڈر غائب ہو گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے لاک کھولا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" حیران ہو کر پوچھا۔

وہ مسکرایا تک نہیں۔۔۔ اندر آکر اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے لاک کیا اور اس کے قریب آکر جھکا۔ پھر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"جولیٹ! تمہارا رومیو آگیا۔"

کائنات نے الجھ کر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا اور پتا نہیں کیوں اسے وہ سنجیدگی بناوٹی نہیں لگی تھی۔۔۔ خطرناک لگی تھی!

"تمہیں ان کے انجام کا تو پتا ہے نا؟" لبوں کا ایک کونہ اٹھا کر پراسرار سا مسکرایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات نے سوچا نہیں تھا کہ وہ زندگی میں کبھی خیام شاہ سے خوف محسوس کرے گی!

.....

"یہ کیا نئی مصیبت ہے؟!" بڑبڑاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی، اندر سے ڈر بھی رہی تھی لیکن پردہ ہٹانے پر جب خیام دکھائی دیا تو سارا ڈر غائب ہو گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے لاک کھولا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" حیران ہو کر پوچھا۔

وہ مسکرایا تک نہیں۔۔۔ اندر آ کر اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے لاک کیا اور اس کے قریب آ کر جھکا۔ پھر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"جولیٹ! تمہارا رومیو آ گیا۔"

کائنات نے الجھ کر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا اور پتا نہیں کیوں اسے وہ سنجیدگی بناوٹی نہیں لگی تھی۔۔۔ خطرناک لگی تھی!

www.novelsclubb.com

"تمہیں ان کے انجام کا تو پتا ہے نا؟"لبوں کا ایک کونہ اٹھا کر پر اسرار سا مسکرایا۔

کائنات نے سوچا نہیں تھا کہ وہ زندگی میں کبھی خیام شاہ سے خوف محسوس کرے گی!

"میرا ان کے انجام سے کیا تعلق؟"ہاتھ سینے پر باندھتے دفاعی انداز اختیار کیا۔

"تعلق بن جائے گا۔۔۔اگر تمہارا بھی وہی انجام ہو تو!"ایک اور قدم لے کر بالکل اس کے سامنے تھا،وہ چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہوں! مطلب ہماری کہانی کا انجام بھی میرے اور تمہارے مرنے پر ہوگا؟"اس نے قدم پیچھے لینے کی اپنی شدید خواہش کو دبایا۔وہ خاموشی سے اس کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔

"خیام! کیا ہوا ہے؟"بایاں ہاتھ اونچا کر کے اس کے تھپڑ کھا چکے رخسار پر رکھا۔

خیام نے آنکھیں بند کر کے اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کی۔وہ فکر مند نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں! ایک فرق ہو گا۔" اس کی دونوں کہنیوں کو سخت گرفت میں لیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولا۔

"وہ پرانے زمانے کا رومیو تھا جس نے جولیٹ کو مردہ خیال کر کے زہر پی لیا۔۔۔ لیکن میں آج کے زمانے کا ہوں! اپنی جولیٹ کو مار کر پھر زہر پیوں گا۔"

"تم۔۔۔ ہمیشہ کی طرح مذاق کر رہے ہو نا؟" کائنات نے اپنی کہنیاں اس سے چھڑوانی چاہیں۔

"نہیں!" پر سکون سا اس کی ناکام کوششیں دیکھ رہا تھا۔

"بازو چھوڑو میرے! تمہیں ہوا کیا ہے؟ آفس میں تو اچھے بھلے تھے۔ بابا نے کچھ کہا ہے؟ اس لیے یوں behave کر رہے ہو؟"

"ہو بھی سکتا ہے۔۔۔ نہیں بھی ہو سکتا!" اسے کھینچ کر بالکل اپنے ساتھ لگا یا، کائنات پنجوں کے بل کھڑی تھی۔ اگر وہ صرف اداکاری تھی تو خیام شاہ کسی وحشت زدہ آدمی کے روپ میں مکمل طور پر گھس چکا تھا۔

"پہیلیاں مت بجھواؤ خیام شاہ! جو بات ہے سیدھے طریقے سے بتاؤ؟!" تیوری چڑھاتے پوچھا۔ خیام کا طنزیہ قہقہہ بلند ہوا، کائنات نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"آہستہ!" لکڑی کے دروازے پر نظر ڈالتے بولی۔ خیام نے اس کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹایا اور اس کے بازو بھی چھوڑ دیے۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"تم نے کب دیکھا ہے مجھے سیدھا طریقہ اپناتے ہوئے؟ تمہارے کمرے میں بھی کہاں سیدھے رستے سے آیا ہوں؟" ایک ابرو سوالیہ اٹھایا۔

"کیوں آئے ہو؟"

"ہوں! سوچنے والی بات ہے میں یہاں کیوں آیا ہوں؟" پرسوچ انداز اپناتا قدم قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا تھا۔ کائنات کے قدم اس سے فاصلہ قائم کرنے کی غرض سے پیچھے کو اٹھے۔ اس کی ٹانگیں ڈریسنگ ٹیبل سے ٹکرائیں اور خود کو سنبھالنے سے پہلے وہ گرنے کے سے انداز میں ٹیبل پر بیٹھ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں!" بالوں کی ایک لٹ انگلی پر لپیٹی، دوسرا ہاتھ آئینے پر ٹکائے اس پر جھکا کھڑا تھا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے؟" کائنات نے اس کا ہاتھ جھٹک کر دور کیا۔

"تم خود سوچو اس وقت میرا تمہارے کمرے میں کیا کام ہو سکتا ہے؟!"

"کچھ بھی نہیں! تمہیں اس وقت مجھ سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے نکلو میرے کمرے سے۔" بازو سے بالکونی کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"کام تو بہت سے ہو سکتے ہیں!" انگلیوں کی پشت سے اس کا رخسار سہلاتا بھاری آواز میں بولا۔ ایک وقت میں تو گرگٹ بھی اتنے رنگ نہیں بدلتا تھا۔ کائنات نے دھکا دے کر اسے دور ہٹایا، اٹھی اور انگلی دکھاتی بولی۔

"اپنی خیریت چاہتے ہو تو شرافت سے چلے جاؤ!"

"ٹھیک!" سر ہلاتا بالکونی کے گلاس ڈور کی بجائے لکڑی کے دروازے کی طرف بڑھا، جس کی دوسری طرف لاؤنج تھا۔ کائنات جلدی سے اس کے اور دروازے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے درمیان آئی۔

"جہاں سے آئے تھے وہاں سے جاؤ!" دبی آواز میں غرائی۔

"نہیں! میں یہاں (اپنی بائیں رخسار کی طرف اشارہ کیا) تھپڑ کھا کر آیا ہوں۔ تم بھی کم از کم شک بھری نظریں دیکھو، دو چار طعنے تو سنو ہی۔ تب ہی تو ہو گا نا۔۔۔ پرفیکٹ میچ equal, equal"

"اوہ! تو اسی لئے مجھے ڈرایا جا رہا تھا؟ بہت زور سے پڑا تھا تھپڑ کیا؟" ہمدردی جتاتے اس کا رخسار سہلایا۔ خیام نے معصوم سی شکل بنا کر سر ہلایا۔

"Awww... آئی ایم سوری خیام! پکا صبح ہوتے ہی بابا کو کال کر کے بتاؤں گی کہ تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔" دو قدموں کا فاصلہ بھی مٹا دیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنا سر اس کے سینے پر رکھا۔ خیام نے اسے اٹھا کر گھمایا۔

"ہوں! اب ٹھیک ہے۔" گہری سانس لے کر اس کی خوشبو اپنے اندر تک محسوس

www.novelsclubb.com

کی۔ کچھ دیر یونہی کھڑے رہے، پھر خیام نے اسے پکارا۔

"بیوی؟"

"کیا ہوا؟" کائنات نے ٹھوڑی اس کے سینے پر ٹکائے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تھپڑ تو میں کھا کر آیا ہوں لیکن یقین کرو اس سے پیٹ بالکل نہیں بھرتا! بہت بھوک لگی ہے۔"

"میں کھانا لاتی ہوں!" وہ ہنستے ہوئے اس سے دور ہوئی اور دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

خیام پلٹ کر بستر تک آیا، جوتے اتار کر ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھا اور موبائل نکال کر کھولا۔ عائشہ ابراہیم کے بہت سے وائس میسجز تھے۔ اس نے باری باری سب سنے اور اپنی خیریت کی اطلاع کے ساتھ ساتھ انہیں تسلی بھی دی۔ پھر دوسری apps کھول کر نوٹیفکیشنز دیکھنے لگا۔

کائنات ٹرے لے کر کمرے میں واپس آئی تو اس نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا، اٹھ

کر کمرے سے ملحقہ واش روم میں ہاتھ دھو کر آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔

"تم نے مجھے ساری بات تو بتائی ہی نہیں؟ اور جب سے تم آئے ہو میں کوئی بیسویں دفعہ یہ سوال کر چکی ہوں کہ خیام ہوا کیا تھا؟" کائنات نے اس کی خاموشی سے تنگ آ کر پوچھا۔ خیر! وہ خاموش بغیر وجہ کے تو نہیں تھا۔۔۔ کھانا کھا رہا تھا اور کھاتے ہوئے بول کر رزق کی بے حرمتی کرنا اس کی عادت کے خلاف تھا۔

"ساری بات۔۔۔ آفس سے گھر گیا، بابا نے فوراً دفع ہو جانے کا حکم جاری کیا مگر میں ڈھیٹوں کی طرح ان کو اصل بات بتانے پر بضد تھا۔ ابراہیم شاہ نے میرا گال رگڑ کر بتایا کہ وہ میرے باپ ہیں میں ان کا نہیں! بس پھر گھر سے نکلا اور فساد کی اصل جڑ مطلب تمہارے پاس آ گیا بیوی!" تیز تیز بولتے جلدی سے بات ختم کی اور پھر گہری سانس لی۔

"ہوں! اور تم نے سوچا کہ اس وقت آ کر مجھے ڈرانا ایک اچھا آئیڈیا تھا۔ اگر میرا دل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بند ہو جاتا تو؟اور یہ فساد کی جڑ کسے بولا ہے تم نے؟" کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھا، جسے کھانے کے علاوہ اور کوئی ہوش نہیں تھا۔

"آس پاس کوئی اور بھی ہے کیا؟یقیناً تمہیں ہی کہا ہے!" کھانے سے توجہ ہٹائے بغیر اسے جواب دیا۔

"اف!"اس کی بے توجہگی سے چڑ کر چمچ پلیٹ میں پٹخی اور پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔

"ہاں جی!اب کیا ارادہ ہے؟ کھانا کھا تو لیا ہے۔۔۔اٹھیں اور جائیں۔"کائنات نے برتن سمیٹ کر ٹرے میں رکھے اور اسے دوبارہ بستر پر بے فکری سے نیم دراز ہوتے دیکھ کر کہا۔

"ایکسکیوزمی!رات کے ساڑھے نو بجے آپ مجھے کہاں بھیجنا چاہتی ہیں؟رات بھی سردیوں کی!"

"مجھے نہیں پتہ خیام!جہاں مرضی جاؤ لیکن تم یہاں نہیں رہ سکتے۔کسی کو پتہ چل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گیا تو بغیر کسی وجہ کے ڈرامہ ہو جائے گا۔میں برتن رکھ کر آؤں تو مجھے یہ کمرہ خالی ملنا چاہیے!"انگلی اٹھا کر واضح کیا اور برتن اٹھائے۔

"واپسی پر اچھی سی کافی لے کر آنا!"اس کی تقریر سے متاثر ہوئے بغیر کہا۔

کائنات سر نفی میں ہلاتی دروازہ پار کر کے لاؤنج میں آئی اور سیڑھیاں اتر کر ایک راہداری مڑتی باورچی خانے میں داخل ہوئی۔برتن سنک میں رکھے اور کیبنٹ سے کپ نکالا۔کافی مشین میں کافی چیک کر کے مزید ڈالی اور کپ نیچے رکھ کر بٹن دبا دیا۔مائیکروویو میں دودھ گرم کیا اور سادہ کافی میں ڈال کر،شکر بھی ملائی۔اس کا اندازہ ہی تھا کہ خیام شاہ جیسا بندہ کڑوی کالی کافی نہیں پی سکتا۔بھاپ اڑاتا کپ لے کر باورچی خانے سے نکلی اور سیڑھیاں طے کر کے اوپر آئی مگر اپنے کمرے کے باہر ربیعہ کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رکی۔

"تم یہاں ہو تو پھر اندر کون ہے؟"ربیعہ،بلقیس بانو کے کمرے سے واپس اپنے کمرے میں آرہی تھی،جو کائنات کے کمرے کے برابر میں تھا۔مگر مبہم سی آواز

آواز سن کر رک گئی۔

"وہ رابی! میں لیپ ٹاپ پر مووی دیکھ رہی تھی۔۔۔اسی کی آواز ہو گی۔" تھوک نگلتے جھوٹ بولا۔

"تم اور مووی؟" وہ بے یقینی سے ہنسی۔

"ہاں! وہ خیام نے چیلنج کیا تھا کہ میں بالکل نہیں دیکھ سکوں گی۔۔۔تو اب اسے غلط ثابت کرنے کے لیے دیکھنی پڑ رہی ہے۔" ایک اور جھوٹ بولا۔

"اوہو! ہمارے خیام بھائی تو بڑی اسپیڈوں سے جا رہے ہیں۔۔۔ بھئی واہ!" ربیعہ متاثر ہوئی، کائنات مسکراتی ہوئی دعا کر رہی تھی کہ اندر چھا جانے والی اچانک خاموشی ربیعہ نے محسوس نہ کی ہو۔

"سو کونسی مووی ہے؟ میں بھی دیکھوں تمہارے ساتھ؟"

"نہیں!" فوراً سے پہلے بولی۔

"کیوں نہیں؟" ربیعہ نے برا مان کر پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیونکہ۔۔۔(سوچ! کائنات سوچ!) ہاں! کیونکہ وہ مووی ہار رہے۔"

"توبہ! میں تو نہیں دیکھ رہی تم ہی دیکھو۔" وہ جھر جھری لے کر اس کے کمرے کا دروازہ پار کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ کائنات نے رکی ہوئی سانس خارج کی اور بروقت بہترین بہانہ سوجھ جانے پر اپنے دماغ کو شاباشی دی۔ گھر میں سب ہی ربیعہ کے جنوں بھوتوں کے خوف سے واقف تھے۔ وہ خیام کو اپنے کمرے سے چلتا کرنے کا عزم لے کر اندر داخل ہوئی۔

خیام بالکل تیار کھڑا تھا، جلدی سے اس کے ہاتھ سے کپ لے کر میز پر رکھا اور اسے اپنے اور دروازے کے درمیان قید کیا۔

"اچھا تو میرے کہنے پر ہارر مووی دیکھی جا رہی ہے؟" اس بار آواز دھیمی ہی رکھی۔

"بیوی! اگر تم اچھی بیویوں کی طرح میری بات مانتی ہوتی۔۔۔ تو یہ سارا کھڑاک پیدا ہی نہیں ہونا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں! ہر بات کا ملبہ مجھ پر ڈال دو۔" خفگی سے گال پھلائے۔

"یہ گال پھلانے والا حربہ اس وقت مجھ پر نہ آزماؤ۔۔۔" انگلی اٹھا کر بولا،

"مانا کے بہت کیوٹ لگتی ہو اور میرا بے ایمان دل تمہاری طرف داری بھی کرنے لگتا ہے لیکن میں پہلے ہی تمہارے جھانسے میں آ کر گھر سے بے گھر ہو چکا ہوں۔ اب بچے کی جان لو گی کیا؟"

"اوخ!" کائنات نے ہنستے ہوئے اس کے گال کھینچے، "کبھی کبھی بہت کیوٹ ہو جاتے ہو!"

"ایک تو تم لڑکیوں کو ہر کوئی کیوٹ لگتا ہے! حتیٰ کہ جون سینا بھی۔"

"وہ کون ہے؟"

"چلو اچھا ہے تمہیں نہیں پتا کون ہے! اب ادھر آؤ مجھے ضروری بات کرنی ہے۔"

ایک ہاتھ سے کافی کا کپ اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑے بستر تک لایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا بات؟" وہ جوتا اتار کر پاؤں اوپر کر کے چوکڑی بھر کر بیٹھی اور پشت سے گدی اٹھا کر گود میں رکھی۔ خیام دوسری طرف ٹیک لگائے بیٹھا، کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا اور وہ اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کافی، کافی اچھی ہے!"

"شکریہ! اب ضروری بات؟"

"ذرا صبر نہیں ہے تم نے میں؟"

"تم رہنے دو خیام! تمہارے منہ سے صبر جیسا لفظ نکلتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔"

"فوراً طعنہ زنی پر اتر آیا کرو!" وہ ہنسا۔

"اردو تو تمہاری کافی اچھی ہے۔"

"شکریہ! اور ضروری بات یہ ہے کہ میں اس وقت تمہاری وجہ سے مزید کوئی خواری برداشت نہیں کر سکتا۔ آج کی رات بلکہ جب تک بابا کا غصہ نہیں ٹھنڈا ہو جاتا میں یہیں رہوں گا!"

"ہاہ! تمہارے خوابوں میں۔" طنزیہ ہنسی۔

"نہیں! حقیقت میں۔" کافی کا آخری گھونٹ بھر کر کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

"تم خود سوچو کیا یہ ممکن ہے؟ میں گھر والوں کو کیا کہوں گی؟" سنجیدگی سے بولی۔

"پتا نہیں! یہ میرا سر درد نہیں ہے بیوی۔ اس ناممکن کو جس طرح مرضی ممکن بناؤ کیونکہ میں تو یہاں سے کہیں نہیں جا رہا۔"

"وجہ؟ وہ تمہارے لفنٹرے دوستوں کا پورا ٹولہ تو ہے نا۔۔۔ان میں سے کسی کے پاس چلے جاؤ!"

"مجھے تھپڑ کھلوا کر گھر سے اس ٹولے نے نکلوایا ہے یا تم نے؟ بیوی! اپنی غلطیوں کا خمیازہ ہمیں خود ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ اس لیے آپ بھی تیاری پکڑیں۔۔۔ آپ کی یہ غلطی (اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا) آپ کے سر پر ہی سوار رہنے والی ہے۔"

"شکر کروں گی یہ رات گزرے گی۔۔۔اور صبح سب سے پہلے بابا سے جا کر بات کروں گی اور تمہیں ان کے حوالے کر کے آؤں گی!" گہری سانس لے کر ہار مانی۔

خیام نے اپنا فون اٹھا کر کھولا۔

"شاباش! ایسے ہی میری ہر بات مانتی رہا کرو۔"

"پاگل سمجھا ہوا ہے؟" بے یقینی سے بھنویں اچکائیں۔

"کیوں؟ سمجھنا تھا کیا؟ پہلے بتاتی میں تمہیں اسپیشل ٹریٹمنٹ دیتا!"

"ہاہ! تمہارے اسپیشل ٹریٹمنٹ کی آس پر ہی تو بیٹھی ہوئی ہوں۔" طنزیہ ہنکارہ بھرا۔

"واقعی؟" موبائل سے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا دماغ اور زیادہ خراب نہیں کرو خیام!" انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔ خیام نے ہنستے ہوئے اس کی انگلی پکڑ کر پورا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"اچھا نہیں کرتا! یہ بتاؤ میرے آنے سے پہلے کیا کر رہی تھی؟" اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنی طرف اشارہ کیا تو کائنات نے تھوڑا پیچھے ہو کر اپنا سر اس کے کندھے پر رکھا۔

"نہایت سکون کے ساتھ کام کر رہی تھی!" میز پر کھلی فائلز اور لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جتنی تم قائداعظم کے 'کام، کام اور صرف کام' کے حکم کی پابندی کرتی ہو اتنی کوئی نہیں کرتا ہوگا!" اس کا ماتھا چوما تو کائنات مسکرائی۔

"تمہیں پتا ہے میری زندگی کی دوسری بڑی خواہش کیا ہے؟"

"کیا ہے؟" پہلی خواہش زرتاشا عالم سے دوستی کرنا تھی اور اسے اچھی طرح سے یاد تھی۔

"میری دوسری بڑی خواہش پاپا کے برانڈ کو پہلے سے زیادہ نہیں تو پہلے جتنی شہرت دلوانا ہے! جب پاپا سب کچھ سنبھالا کرتے تھے تو Vintage بیسٹ سیلنگ برینڈ تھا۔۔۔ کین یو بلیو اٹ؟ میں پھر سے اسے بیسٹ سیلنگ بنانا چاہتی ہوں!" وہ پرجوش سی بتا رہی تھی اور خیام اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ رہا تھا۔

"ہم اسے پھر سے بیسٹ سیلنگ بنائیں گے۔۔۔ آئی پرومس!" اس کی کمر کے گرد گرفت تنگ کر کے اسے اپنے ساتھ لگا یا۔

"And I believe you!"

چہرہ اٹھا کر اسے اپنی بہترین مسکراہٹ سے نوازا۔ وہ دونوں یوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ لگے بیٹھے، خیام کے فون پر انسٹا گرام، فیس بک، ٹویٹر ہر چیز چھان رہے تھے۔ کائنات نے آج بہت سی memes اور ان کی backstories خیام سے جان لیں تھیں۔ اب تو وہ ہنس ہنس کر بھی تھک گئی تھی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے!" جماہی ہاتھ پر روکتے بولی۔ خیام نے فون بند کیا اور بولنے کے لیے اپنا حوصلہ بندھایا۔

"Let's have a baby!"

نیند کا اثر شاید اس کے دماغ پر بھی ہو گیا تھا۔۔۔ کیا کہنا چاہ رہا تھا اور کیا بول گیا؟

"ہیں؟" کائنات سیدھی ہوئی، آنکھیں پوری کی پوری کھل چکی تھیں۔ خیام شاہ نے اس کی نیند کی دوڑیں لگوا دی تھیں!

"کیا؟ کیا کہا تم نے؟" لفظ حیرت بھی اس کی حیرت کو بیان کرنے کے لیے ناکافی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔

"میرا مطلب تھا!Let's adapt a baby" جلدی سے بولا۔

"تمہیں پتا ہے کیا؟ کسی دن لوگوں کو میری حیرت سے پھٹی آنکھوں والی لاش ملنی ہے اور موت کی وجہ تمہارے ان بھونڈے مذاقوں کے باعث میرا ہارٹ فیلیر نکلنی ہے۔۔۔تب جا کر لوگوں نے عبرت حاصل کرنی ہے کہ تمہاری ٹائپ کے لڑکوں کے ساتھ اپنی بیٹیاں نہیں بیاہنی۔" وہ غصے میں کچھ بھی بولے جا رہی تھی۔ خیّام نے ہنستے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور اسے پرسکون کرنے کے لیے اپنے انگوٹھوں سے اس کے ہاتھوں کی پشت میں سہلانے لگا۔

"میں نے نوٹ کیا ہے تم غصے میں نون سٹاپ بولتی ہو اور بہت پیاری لگتی ہو لائک بہت زیادہ!"

"بات نہیں کرو مجھ سے!" خفگی سے کہہ کر ہاتھ چھڑوانے چاہے مگر خیام نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گرفت مضبوط کی۔

"میں سیریس ہوں کائنات!.Let's adapt Ali"

"لیکن کیوں؟"

"کیونکہ میں علی سے بہت پیار کرتا ہوں!"

"نہیں خیام! پیار تو میں بھی ان سب بچوں سے کرتی ہوں تو کیا سب کو ایڈاپٹ کرلوں؟"

"نہیں کائنات! میں تمہاری طرح محض ان کے ماں باپ نہ ہونے کی بناپر ان سے ہمدردی کو پیار کے ریپر میں لپیٹ کر ظاہر نہیں کرتا۔۔۔میں علی کو دل سے اپنا بیٹا بنانا چاہتا ہوں اور اسے ایک باپ کی محبت دینا چاہتا ہوں۔" خیام کو اپنے الفاظ کے غلط ہونے کا احساس کائنات کی آنکھوں میں تیزی سے جگہ بناتے پانی کو دیکھ کر ہوا۔

"ایم سوری! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" جلدی سے اٹھ کر اس کے قریب ہوا اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

"مجھے ان بن ماں باپ کے بچوں سے صرف ہمدردی ہے؟!"اس کے سینے پر اپنی بند مٹھی مارتے پوچھا۔آنسو تیزی سے گرنے لگے تھے۔

"نہیں! مجھے یقین ہے تمہیں محبت ہے۔"اس کا ماتھا چوم کر اسے پر سکون کرنا چاہا۔

"جس کی اپنی ماں نہیں ہے۔۔۔جو جانتی ہے یہ محرومی کتنی بڑی ہے۔۔۔جو خود لوگوں کی جھوٹی ہمدردیوں کی عادی ہو چکی ہے۔۔۔وہ،وہ"ہچکی لی۔خیام نے خود پر سو دفعہ لعنت بھیجی۔

"شش! کائنات۔۔۔نہیں میری جان!"

"وہ۔۔۔ان معصوم بچوں سے پیار محبت کے ریپر میں ہمدردی کرتی ہے! دکھاوا کرتی ہوں میں؟ یہ کہنا چاہ رہے ہو نا تم؟"

"نہیں، آئی ایم سوری بے بی! میرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔پلیز رونا تو بند کرو نا؟!"اس کا چہرہ ہاتھ میں بھر کر انگوٹھے پھیر کر آنسو صاف کیے۔کائنات نے اس

کے ہاتھ جھٹک کر اپنی آنکھیں رگڑیں مگر آنسوؤں کی روانی میں مزید اضافہ ہی ہوا۔

"نہیں رک رہے میرے آنسو اب! اور یہ صرف تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔" غصے سے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر اپنا سر ٹکا دیا۔ خیام نے جلدی سے اس کے گرد اپنے بازو لپیٹے۔

"ایم سوری! تم سوچ نہیں سکتی میں کتنا پچھتا رہا ہوں۔۔۔ بس ایک لمحے میں زبان پھسل گئی۔ میں ایسا کچھ بھی کہنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ تمہاری ان سے محبت پر شک کیسے کر سکتا ہوں؟ میں تو ان سے واقف بھی تمہاری وجہ سے ہوا ہوں! مجھے تو تم سے ملنے سے پہلے۔۔۔ تمہاری محبت دیکھنے سے پہلے ان کے وجود کا علم بھی نہیں تھا! کائنات پلیز۔۔۔ مجھے پتا ہے میرے الفاظ نے تمہیں تکلیف دی ہے اور میں بہت شرمندہ ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دو؟!" نہایت شرمندگی سے منت کی تھی، بس ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔

وہ کچھ نہیں بولی، بس اس کے سینے پر سر رکھے روتی رہی۔

پہلے ماں کے بغیر گزرا اپنا بچپن یاد کر کے روتی رہی۔۔۔ پھر ان معصوموں کو یاد کر کے روتی رہی، جن کے پاس ماں باپ دونوں نہیں تھے۔ جب تک آنکھوں میں آنسو آتے رہے، وہ بغیر کسی فکر کے بہاتی رہی۔ کھارا پانی بھی آخر کب تک بہتا رہتا؟ کہیں تو اس کا بھی اختتام ہونا تھا نا؟ جس چیز کا آغاز ہے اس کا اختتام بھی لکھ دیا گیا ہے!

کائنات کے آنسو خشک ہوئے تو اس سے الگ ہو کر بیٹھی، ہچکیاں لیتا جسم اب بھی ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ خیام نے بے بسی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ وہ کتنا برا، شرمندہ، بے بس محسوس کر رہا تھا' لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔

"کائنات؟!" ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو چھونا چاہا، اس نے ہاتھ سے ہی اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"میں ابھی صرف سونا چاہتی ہوں!" اس کی طرف دیکھے بغیر کہا، لحاف گھسیٹ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنے اوپر لیا اور تکیے پر سر رکھے اس سے مخالف سمت میں کروٹ لی۔

خیّام نے غصے سے ہتھیلی کا مکا بنا کر تکیے پر مارا اور کائنات کو جھنجھوڑ کر خود سے بات کرنے پر مجبور کرنے کی اپنی شدید خواہش کو اٹھ کر ٹہل کر دبایا۔ وہ بھی کہاں سو پارہی تھی؟ بغیر پلکیں جھپکائے بس دیوار کو گھورتی جارہی تھی۔ خیام چلتے چلتے تھک گیا تو دوبارہ بستر پر آ کر بیٹھا اور ٹیک لگائے اس کے ساکن وجود کو دیکھنے لگا۔ یوں ہی بیٹھے بیٹھے پتا نہیں کب آنکھ لگ گئی۔ اس کی ایک ردھم کے ساتھ آتی گہری سانسوں کی آواز سن کر کائنات پلٹی اور اسے یوں بے سکونی سے سوتا دیکھ کر اندر کہیں برا بھی لگا۔ پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھے نیند کی دیوی کے خود پر مہربان ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ جس کے مہربان ہونے کی اسے امید تو نہیں تھی۔۔۔ مگر بالآخر وہ اس پر مہربان ہو ہی گئی تھی۔

▪▪▪▪

خیام کی آنکھ کھلی تو پہلا احساس تکلیف کا تھا۔ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور دکھتی گردن

کو ہاتھ سے دبایا، کمر بھی اکڑ چکی تھی۔ ایک نظر سکون سے سوتی کائنات پر ڈال کر اٹھا اور زوردار انگڑائی لی۔ اکڑے ہوئے پٹھوں کو راحت دینے کے لیے جلدی سے دو چار ورزشیں کر ڈالیں پھر واش روم میں چلا گیا۔ تازہ دم ہو کر واپس آیا تو کائنات کو جاگتا ہوا پایا۔ وہ اس کے شور سے اٹھ گئی تھی۔ خیام اس کے بستر کے پاس دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا۔

"صبح بخیر زندگی!" بوجھل فضا کو اپنے ہشاش بشاش لہجے سے خفیف کرنا چاہا۔

کائنات ایک ہاتھ سے آنکھیں مسلتی، سر ہلاتی بستر سے اتری اور واش روم میں چلی گئی۔ وہ ابھی کل رات کی باتیں بھولی نہیں تھی اور نہ ہی خیام کو معاف کر سکی تھی۔ وہ فون دیکھتا اس کا انتظار کرنے لگا۔ منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی اور ڈریسنگ سے کنگھی اٹھا کر بال سلجھائے پھر الماری سے کپڑے نکال کر دوبارہ واش روم میں چلی گئی۔ کپڑے بھی تبدیل کر لیے، اب وہ الماری کھولے کھڑی یہ سوچ رہی تھی کہ کون سا عبایا پہنا جائے۔ خیام ایک آدھ نظر اس پر ڈال کر پھر سے فون میں مصروف ہو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جاتا۔رنگ کچھ خاص اچھے نہیں لگ رہے تھے اس لیے سیاہ عبایا نکال کر پہنا،کمر پر بیلٹ باندھی اور سلیٹی رنگ کا سکارف نکال کر اوڑھا،سامنے سے گزار کر دونوں پلو پیچھے پھینک دیے۔

"چلیں؟"الماری سے جو بیگ ہاتھ لگا، کھینچ کر نکالا اور اپنا فون،والٹ،گاڑی کی چابی اس میں پھینکی۔

"ہوں چلو!"فون پینٹ کی جیب میں ڈالا اور کائنات کو دروازہ کھولتا دیکھنے لگا۔

"کیاہوا؟"اسے اپنی جگہ پر جمے دیکھ کر کائنات نے پوچھا۔

"سوچ رہاہوں کون سا راستہ استعمال کروں یہ (بالکونی کا دروازہ) یا یہ (گھر کے اندر کھلتا دروازہ)؟"اپنے قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا۔

"میرے ساتھ چلو!"سنجیدگی سے کہتی دہلیز پار کر گئی۔خیام اس کے پیچھے تھا۔

سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی اور سیدھا دروازے کی طرف بڑھی۔

"ارے!داماد جی آئے ہوئے ہیں۔"بلقیس بانو باورچی خانے سے ناشتے کا انتظام

دیکھ کر باہر آرہی تھیں، جب ان دونوں پر نظر پڑی۔

"السلام علیکم آنٹی! کیسی ہیں؟" خیام ان کی طرف پلٹا۔ کائنات صرف رکی، مڑی نہیں۔

"وعلیکم السلام ٹھیک۔ بھئی یہ کیا بات ہوئی؟ آئے اور بیوی کو لے کر چل دیئے! ہم سے دعا سلام بھی نہ کی؟"

"وہ دراصل آنٹی میں۔۔۔" خیام وضاحت دینا چاہتا تھا مگر کائنات نے پلٹ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کی بات کاٹتی بولی۔

"چچی! پھر کبھی اس کی ساس بننے کا شوق پورا کر لیجئے گا، آج نہیں!"

"کیوں؟ آج کیا ہے؟" بلقیس نے پوچھا مگر کائنات جواب دینے کے لیے رکی نہیں تھی، اس کا ہاتھ پکڑے دروازہ پار کر گئی۔ باہر آکر اس کا ہاتھ چھوڑا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔

"میری گاڑی میں چلتے ہیں! باہر کھڑی ہے۔" خیّام نے بازو سے پکڑ کر اسے روکا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے تمہارے گھر کا راستہ معلوم ہے۔ وہیں پر ملتے ہیں!" بے تاثر لہجے میں کہہ کر اپنا بازو چھڑایا اور گاڑی میں جا کر بیٹھی۔ خیام بالوں میں ہاتھ چلاتا اسے گاڑی سٹارٹ کر کے دروازے کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا۔ پھر خود بھی سڑک پر آیا اور گھر سے کچھ دور کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی، نظر کائنات کی گاڑی پر جمائے اسے منانے کے طریقے سوچ رہا تھا۔ بغیر سوچے سمجھے بولنے کی عادت اس بار بہت خوار کروا رہی تھی۔ اسے کبھی فرق نہیں پڑا کرتا تھا کہ اس کی باتوں کا دوسروں پر کیا اثر ہوتا ہے لیکن کائنات کی بات اور تھی۔ وہ اس کی بیوی تھی!

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے پورچ میں رکیں۔ کائنات گاڑی سے نکلی اور داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ جلد سے جلد خیام سے پیچھا چھڑوا کر واپس اپنے بستر میں گھس کر تکیے سے لپٹ کر بہت سا رونا چاہتی تھی۔ آج سے پہلے اسے رونے سے سخت نفرت تھی۔ چاہے جتنی بھی جذباتی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی کبھی روتی

www.novelsclubb.com

نہیں تھی۔ لیکن خیام کے سامنے وہ بہت آسانی سے اپنے دل کی بات مانتے ہوئے کھل کر رو لیا کرتی تھی اور یہی بات اسے مزید رلا رہی تھی۔ وہ اتنی کمزور تو کبھی بھی نہیں تھی!

"کائنات؟!" خیام نے اس کا دروازہ کھولتا ہاتھ پکڑا۔ اس نے چہرہ موڑ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"پھر کیا سوچا تم نے؟"

"کس بارے میں؟"

"علی کے بارے میں! گھر والوں کو بتانے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں ایک پیج پر ہوں۔"

"سوچ لو۔۔۔ مجھ جیسی دکھاوے کی ہمدردی کرنے والی علی کو ماں کی محبت کیسے دے گی؟"

"کائنات! ایم سوری، ایم سوری، ایم سوری! جتنی دفعہ کہو گی میں اتنی دفعہ معافی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مانگنے کو تیار ہوں۔ پلیز بھول جاؤ میں نے ایسا کچھ کہا تھا اور مجھے یقین ہے کہ تم بہت اچھی ماں ہو گی۔"

"خیام سیریئسلی ؟ ہم مینیج کس طرح کریں گے ؟ تم یہاں ہوتے ہو میں وہاں ہوتی ہوں۔ علی کس کے پاس رہے گا ؟"

"جب تک ہماری رخصتی نہیں ہو جاتی میں علی کی پوری ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہوں۔ ویسے مجھے لگتا تو نہیں گھر میں کسی کو کوئی مسئلہ ہو گا۔۔۔ لیکن اگر ہوا تو میں علی کو لے کر ہمارے گھر شفٹ ہو جاؤں گا۔ تم جب بھی فارغ ہوئی ہمارے پاس آجایا کرنا۔" خیّام نے سب کچھ سوچ رکھا تھا۔

"اچھے لگ رہے ہو یوں پر عزم اور ذمہ دار سے !" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر خیام نے گہری سانس لے کر شکر ادا کیا۔۔۔ دل سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا تھا۔

"وہ تم لڑکیوں کو میچور، ایجڈ، رسپونسبل انکل ٹائپ کے بندے بڑے اپیل کرتے

ہیں نا تو میں نے سوچا تھوڑی اداکاری کر کے اپنے نمبر بڑھالوں!" وہ اپنی جون میں واپس لوٹ آیا تھا۔ کائنات نے قہقہہ لگایا۔

"انکل ٹائپ کے؟ حد ہو گئی ہے پھر تو میں بھی تمہیں بور سی آنٹی لگتی ہوں گی؟!"

"ارے نہیں۔۔۔ تم تو جان لگتی ہو اپنی!"

"ایک سیکنڈ! تم نے کل بھی مجھے جان کہا تھا۔۔۔ پوچھ سکتی ہوں کس سینس میں؟" یاد آنے پر مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"فکر مت کرو یہ تمہارا جان کے عذاب والا جان نہیں ہے۔"

"جان کر خوشی ہوئی!"

"اب چلیں؟!" خیام نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ وہ سر ہلاتی اندر داخل ہوئی، خیام اس کے پیچھے تھا۔ عائشہ ابراہیم ناشتے کی میز لگوا رہی تھیں۔

"اسلام علیکم مما!" کائنات ان کے پاس آکر گلے لگی۔ عائشہ نے اس کے پیچھے کھڑے خیام کو صحیح سلامت دیکھ کر گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام! کیسی ہے میری بچی؟" وہ اس سے علیحدہ ہوئیں۔

"میں ٹھیک ہوں! آپ کیسی ہیں؟"

"پہلے اس نالائق کی وجہ سے پریشان تھی۔ اب ٹھیک ہوں!" عائشہ نے خیام کے پاس آکر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"او! عائشہ سلطانہ اپنے سلطان سے فرصت مل گئی آپ کو؟" ہنستے ہوئے پوچھا۔

عائشہ نے اس کی پشت پر تھپڑ مارا۔

"بہت ناراض ہیں تم سے ابراہیم! تماشا بھی تو پھر تم کون سا چھوٹا لگاتے ہو۔۔۔ پہلے نکاح والے دن اور کل بھی۔"

"مما! کل والے معاملے میں خیام کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ میں اسی لیے آئی ہوں تاکہ بابا کو بتا سکوں۔۔۔ خیّام نے میرے کہنے پر ماڈلنگ کی تھی۔ مجبوری تھی عین شوٹ والے دن ہمارا نکاح تھا اور بعد میں ماڈل مصروف تھا تو میں نے ہی اس سے ریکویسٹ کی تھی جو کہ خیام نے قبول بھی کر لی۔" کائنات نے انہیں ساری تفصیل

بتائی۔

"ریکویسٹ؟"خیام کا بے یقین قہقہہ گونجا۔

"اللہ میرے کانوں کو دوبارہ اتنا جھوٹ نہ سنوائے! مما حکم چلاتی ہے یہ مجھ پر۔۔۔ حکم سے کام نہ چلے تو ایموشنل بلیک میلنگ کا آپشن بھی موجود ہے اور اگر اس میں اس دام میں بھی نہ آوں تو ان کی ادائیں تو پکا ڈھیر کر دیتی ہیں۔"

کائنات سر نفی میں ہلا رہی تھی اور عائشہ ہنس رہی تھیں۔

"بابا کہاں ہیں؟"اس نے پوچھا۔خیام میز پر رکھے لوازمات کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"تم دونوں بیٹھو میں ان کو ناشتے کیلئے بلا کر لاتی ہوں!"وہ مسکرا کر کہتیں وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلی آئیں۔ابراہیم شاہ نظر کی عینک لگائے کچھ پڑھ رہے تھے۔

"ابراہیم! آجائیں ناشتہ کرلیں اور آپ کا بیٹا بھی آیا ہے اپنی صفائی پیش کرنے۔۔۔

کائنات کے ساتھ۔"

"کائنات کو بھیجو میرے پاس! بلکہ میرا ناشتہ بھی بھجوا دو۔اپنے ہونہار سپوت کے پاس بیٹھنے کا میرا کوئی موڈ نہیں ہے۔"کوئی کاروباری میگزین تھی جس کا صفحہ پلٹتے بولے۔

"کتنی غلط بات ہے ابراہیم! آپ نے کل بھی اس کی بات سنے بغیر تھپڑ مار دیا تھا۔ اب بھی وہی کر رہے ہیں!"عائشہ ابراہیم تھپڑ کا گلہ ان سے کئی مرتبہ کر چکی تھیں۔

"بھئی تم ماں ہو۔۔۔اس کی حرکتیں بغیر کسی منطقی وضاحت کے معاف کر دیتی ہو! کم از کم مجھ سے تو یہ امید مت رکھو۔"

"چلیں پھر۔۔۔مبارک ہو! کیونکہ اس کی بیوی کے پاس منطقی وضاحت موجود ہے۔"طنزیہ بولیں۔

"اچھا۔۔۔اسی لیے تو کہہ رہا ہوں میری بہو کو میرے پاس بھیجو!"میگزین سے

نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"ٹھیک ہے! لیکن اس کے بعد آپ خیام کو معاف بھی کر دیں گے۔۔۔اسے واپس گھر آنے کا کہیں گے اور آئندہ چاہے آپ کو کتنا ہی غصہ کیوں نہ ہو اسے تھپڑ نہیں ماریں گے!"

"کیا عائشہ تھپڑ تھپڑ لگائی ہوئی ہے؟ میرے ایک تھپڑ سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔۔ایسا نازک جان ہر گز نہیں ہے۔بلکہ مجھے تو لگتا ہے ڈھیٹ پن میں کسی قدر اضافہ ہی ہوا ہو گا!" ان کی ایک ہی رٹ سے تنگ آ کر بولے۔

"ہاں! تو مار سے کون سمجھتا ہے؟ اثر ہمیشہ پیار کی زبان کا ہی ہوتا ہے۔"

"تمہاری اطلاع کے لئے بتاتا چلوں۔۔۔اس کی ڈھیٹ چمڑی پر کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا!"

"میں آپ سے بحث نہیں کر سکتی! ناشتہ بھجواتی ہوں اور کائنات کو بھی۔اس کے بعد سیدھے طریقے سے آ کر خیام سے بات کریے گا!" انگلی اٹھا کر کہتیں دروازے

کی طرف بڑھیں۔

"ہاں! میری ہی غلطی ہے نا؟ تمہاری اولاد تو تمہاری طرح معصوم ہے؟!" حکم سن کر بدمزہ ہوئے۔ وہ مسکراتی ہوئیں پہلے باورچی خانے میں گئیں اور ملازمہ کے ہاتھ کھانا بھجوایا۔ پھر کھانے کی میز پر ان دونوں کے پاس آئیں۔ خیام کا تو اپنا گھر تھا اس لیے بے فکری سے کھا رہا تھا البتہ کائنات اہل خانہ کے میز پر آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"کائنات بیٹے! آپ کو ابراہیم اندر بلا رہے ہیں۔۔۔ ناشتہ میں نے بھجوا دیا ہے۔ یہاں ہم دونوں ماں بیٹا ناشتہ کریں گے۔" وہ سربراہی کرسی پر بیٹھتی بولیں۔

"میں شرط لگا کر کہتا ہوں بابا میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے ہوں گے!" دانت نکالتا فخریہ بولا۔

"مما! کمرہ کونسا ہے؟" وہ اٹھی۔

"یہ دائیں طرف مڑو گی تو پہلا دروازہ ہے۔" عائشہ نے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔

کائنات چلنے لگی لیکن راہداری مڑنے تک ان دونوں ماں بیٹا کی آوازیں اس تک پہنچتی رہیں۔

"مما! وہاں ایک ہی دروازہ ہے جو آپ کے محل نما کمرے میں کھلتا ہے۔"

"لڑکے! میں تمہارا کیا کروں؟" عائشہ ابراہیم کی عاجز آواز سن کر وہ مسکرائی۔

"اچھا! بھائی بھابھی کہاں ہیں؟"

"اپنے کمرے میں! اتوار کو صبح صبح کون اٹھتا ہے تم لوگوں میں سے؟ اور مجھے بتاؤ رات کہاں گزاری؟" آوازیں مدھم ہوتی گئیں، خیام کا جواب وہ نہیں سن سکی تھی۔ آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ!" ابراہیم شاہ کی اجازت پر اندر داخل ہوئی اور پھر اسے خیام کی محل نما کمرے والی بات کی سچائی پتا چلی۔ ماسٹر بیڈروم واقعی بہت خوبصورت تھا۔ ایک حصے میں بستر، ڈریسنگ ٹیبل وغیرہ رکھے تھے اور دوسرا حصہ صرف اٹھنے بیٹھنے کے لئے محسوس تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسلام علیکم بابا!"کائنات چلتی ہوئی سرخ مخملیں صوفوں کی طرف آئی، جن میں سے ایک پر ابراہیم شاہ بیٹھے تھے اور ان کے سامنے میز پر ناشتہ چن دیا گیا تھا۔

"وسلام بیٹا!"اٹھ کر اس کا سر اسکارف کے اوپر سے چوما اور شفقت سے مسکرائے۔

"آؤ بیٹھو!"وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھے اور کائنات ان کے ساتھ۔

"کیسے ہیں آپ؟"

"اللہ کا شکر ہے! آپ سناؤ؟ عالم بھائی کیسے ہیں؟ اور وہ چھوٹے دونوں؟"انڈا اور بریڈ اس کی طرف بڑھایا۔

"شکریہ بابا! سب ٹھیک ہیں۔"دونوں چیزیں لے کر ایک ایک ٹکڑا اپنی پلیٹ میں رکھا۔

"وہ آپ کے چچا کی فیملی؟"ابراہیم شاہ نے خود بھی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ٹھیک ہیں وہ بھی! بابا میں آپ سے۔۔۔"اس نے کہنا چاہا مگر ابراہیم شاہ نے اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی بات کاٹی۔

"اونہوں! پہلے ناشتہ کرو۔ ہم پھر بات کریں گے۔"

کائنات نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ پر سکون خاموشی میں ناشتہ ختم کیا گیا۔

ابراہیم شاہ نے انٹر کام پر چائے کا کہا اور اب ملازمہ ان کو چائے دے کر، استعمال شدہ برتن لے کر جا رہی تھی۔

"ہاں بیٹے! اب بولو۔" چائے کا گھونٹ بھرتے بولے۔

"مجھے پتا چلا ہے آپ کو خیام کے ماڈلنگ پر بڑا غصہ آیا تھا!" مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں ایگزیکٹ غصے کی مقدار بھی پتا چلی ہے؟ یا صاحبزادے نے اپنی عزت کے خیال سے نہیں بتایا؟!" اس کے سوال سے محظوظ ہوتے پوچھا۔ کائنات نے قہقہہ لگایا۔

"یقین کریں اسے تھپڑ کھانے پر کوئی شرمندگی نہیں ہے۔

Quite the opposite, he's proud of it!"

"پورا بے شرم ہے! کبھی کبھی تو مجھے شک ہونے لگتا ہے کہ ہسپتال میں کسی نے ہمارا بچہ بدل دیا تھا اور یہ نکما میری اولاد نہیں ہے۔" وہ بھی ہنسے۔

"ناممکن! اس کی آنکھیں اور نقش آپ کی ditto copy ہیں۔اس لیے جیسا بھی ہے آپ کا ہی بیٹا ہے!"

"اسی بات کا تو افسوس ہے!" گہرے تاسف سے بولے تھے۔کائنات کا ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

"خیر اتنا بھی برا نہیں ہے۔۔۔میرے ایک دفعہ کہنے پر ہی ماڈلنگ کے لئے مان گیا تھا!" کائنات کپ ہونٹوں سے لگائے ان کے ردعمل کا انتظار کر رہی تھی۔ابراہیم شاہ کا کپ لبوں تک لے جاتا ہاتھ ہوا میں رکا۔

"تمہارے کہنے پر؟ پہلی دفعہ سن رہا ہوں کہ میرے بیٹے نے کسی کے لئے کچھ کیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ وہ 'کسی' تم ہو۔۔۔اس کی بیوی!" ہلکا سا تبسم ہونٹوں پر سجائے چائے کا ایک اور گھونٹ بھرا۔

"مجھے بھی! دراصل شوٹ ارجنٹ تھا اور ماڈل اویل ایبل نہیں تھا تو مجھے مجبوراً خیام کو کہنا پڑا۔ وہ تو آپ کی وجہ سے بہت انکار کر رہا تھا لیکن میں نے یہ کہہ کر کے میں آپ کو بتا دوں گا اسے راضی کر لیا اور پھر میں آپ کو بتانا ہی بھول گئی!" آخر میں تھوڑی شرمندہ ہوئی۔

"حیرت ہے! یہ کب سے میرا اتنا لحاظ کرنے لگ گیا؟" انہیں حقیقتاً تعجب ہوا۔

"وہ واقعی کرتا ہے اور آئی ایم سوری میری وجہ سے۔۔۔" اس نے اچھی طرح سے معافی مانگنی چاہی مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"کوئی بات نہیں بچے! وہ تھپڑ اس کے لیے لکھ دیا گیا تھا۔۔۔ تمہاری وجہ سے بہانہ بھی مل گیا۔ مجھے اس پر بہت دنوں سے غصہ تھا۔" انہوں نے کپ خالی کر کے میز پر رکھا۔ کائنات نے بھی آدھا بھرا کپ میز پر رکھا اور کچھ دیر ذہن میں الفاظ ترتیب دے کر انہیں پکارا۔

"بابا! مجھے آپ سے ایک اور بات کرنی ہے۔"

"کہو بیٹے؟"

"آپ ہمارے نکاح پر جوزف انکل سے ملے تھے؟ مجھے ٹھیک سے یاد نہیں ہے لیکن مجھے لگتا ہے میں نے آپ کو، پاپا کو اور جوزف انکل کو ایک میز پر دیکھا تھا!"

"وہ کرسچین جوزف سلیمان نا؟ جس کا آرفنیج بھی ہے؟" ان کے پوچھنے پر کائنات نے سر ہلا دیا۔

"ہوں ملا تھا! کیا ہوا اسے؟"

"انہیں کچھ نہیں ہوا! لیکن ان کے آرفنیج میں ایک چار سالہ بچہ، علی ہے۔ جسے میں اور خیام ایڈاپٹ کرنا چاہتے ہیں!"

"وہ کیوں؟" چونک کر پوچھا۔

"اصل وجہ میں آپ کو بتاتی ہوں لیکن اس سے پہلے وعدہ کریں کہ غصہ نہیں کریں گے؟!" چھوٹے بچوں کی طرح اپنا ہاتھ ان کے سامنے پھیلایا۔ انہوں نے ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بقول خیام وہ علی سے بہت پیار کرتا ہے اور اسے باپ کی محبت دینا چاہتا ہے!"

" صحیح کہہ رہی ہو؟" وہ بے یقینی سے گویا ہوئے۔

" بالکل صحیح کہہ رہی ہوں! اور اب سوچ رہی ہوں تو خیام کا فیصلہ ایک طرح سے ٹھیک ہی لگ رہا ہے۔۔۔ اگر ہم ان میں سے کسی ایک بچے کی زندگی تھوڑی سی بھی بہتر کر سکتے ہیں تو کیا حرج ہے؟"

"ہوں!" لمبا سا پر سوچ ہنکارا ابھرا۔

"لیکن کیا گارنٹی ہے خیام دو چار دنوں میں اکتا کر اس بچے کو ملازموں کے حوالے کر کے اسے اسی زندگی میں دوبارہ نہ بھیج دے گا؟ وہ میرا بیٹا ہے کائنات! میں اسے بہت اچھی طرح جانتا ہوں!"

"نہیں بابا!" سر ہلا کر پر زور نفی کی،

"اس معاملے میں وہ بہت سنجیدہ ہے! اس نے یہ تک کہہ دیا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو کوئی مسئلہ ہوا تو علی کو لے کر دوسرے گھر شفٹ ہو جائے گا۔"

"ہمیں کوئی مسئلہ کیوں ہوگا؟ بلکہ گھر کی رونق میں ہی اضافہ ہوگا۔ کائنات بیٹے! یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر لینا۔۔۔ زندگی بھر کی ذمہ داری ہے! کل کو اللہ نے چاہا تو تم دونوں کی اپنی اولاد بھی ہوگی، پھر کیا کروگے؟ انصاف کر پاؤگے؟ میں نے تو یوں بھی خیام سے کبھی زیادہ امیدیں نہیں لگائیں!" مکمل سنجیدگی سے کہا، پھر کائنات کے ہنسنے پر مزید اضافہ کیا۔

"جانتا ہوں میری اولاد ہے۔۔۔ پر حقیقت، حقیقت ہے!"

"مشورے کے لئے بہت شکریہ بابا! ہمارا آگے جو بھی فیصلہ ہو آپ پلیز خیام پر غصہ مت کیجئے گا۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔

"اچھا نہیں کرتا! بچے تم تو بالکل ہی اس کی بیوی بن گئی ہو۔۔۔ میں نے تو سوچا تھا ہم دونوں مل کر اسے طنز کے تیر مارا کریں گے!" وہ بھی اس کے پیچھے اٹھے، ان دونوں کا رخ دروازے کی طرف تھا۔

"آئیڈیا اچھا ہے۔۔۔ مجھے پسند آیا ہے!" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔ دروازہ کھول کر باہر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہداری میں آئے۔

"زیادہ تنگ کرے تو مجھے بتادیا کرنا! ایک آدھ تھپڑ اور لگا کر ٹھیک کر دوں گا۔" وہ مذاق کر رہے تھے اور کائنات سمجھ گئی تھی، اسی لیے مختصر قہقہے کے بعد بولی۔

"ضرورت پڑی تو میں خود لگالوں گی۔۔۔اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے آپ کو کیا پریشان کرنا!" مصنوعی بھول پن سے بولی۔ ابراہیم شاہ نے اس کی حاضر جوابی پر قہقہہ لگایا۔ خیام نے ان کو آتے دیکھ کر میز پر سے ہی آواز لگائی، کائنات نے دیکھا وہ لباس بدل چکا تھا۔

"ماشاءاللہ! بڑے قہقہے لگ رہے ہیں اور ابراہیم صاحب! کی حال چال اے؟ ٹھیک ہو نا؟"

"مجھے صاحب کہلائے جانے کی امید تو نہیں تھی۔۔۔اتنی عزت کا شکریہ صاحبزادے!" طزیہ بولے۔

"آپ کے سامنے ہی لگایا ہے ورنہ پیٹھ پیچھے ابراہیم شاہ ہی کہتا ہوں! یقین نہیں آتا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو اپنی بہو سے پوچھ لیں۔" کندھے اچکائے۔

"کیوں کائنات؟" وہ اس کی طرف پلٹے۔

"پتا نہیں! میرے سامنے تو کبھی نہیں کہا اور میں اسے کہنے دوں گی بھی نہیں بابا!"

صاف انکاری ہو گئی، خیام نے اسے گھورا۔

"اب کیا کہنے ہیں؟" واپس اس کو دیکھا۔

"وہی کہنے ہیں! میں ہمیشہ کی طرح اپنی بات پر قائم ہوں۔۔۔مجھے میرا بیان بدلتے ہوئے آپ نے کب دیکھا ہے؟"

"جب تمہیں بیان بدلنے کا فائدہ ہو رہا ہو صرف تب!"

"سچ سچ! اور بیوی موسم صاف ہو گیا؟" آنکھ سے ابراہیم شاہ کی طرف اشارہ کیا، جواب بھی انہیں کی طرف سے آیا۔

"ہو گیا ہے! اسی لیے تم پر سورج کی طرح مسکرا رہا ہوں ورنہ بادل کی طرح گرج رہا ہوتا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ بھی صحیح ہے!"خیام نے سر ہلایا۔

"مما بابا! میں اب چلوں گی۔ناشتے کیلئے بہت شکریہ!"اس نے کرسی کے پاس رکھا اپنا بیگ اٹھایا۔

"ارے! کیوں کائنات؟آج تو اتوار ہے نا؟ہمارے ساتھ وقت گزارو۔"عائشہ ابراہیم فوراً اس کے پاس آئیں۔

"وہ دراصل مجھے کچھ کام ہے!"

"ہاں جی! مما میں اور کائنات شاپنگ پر جا رہے ہیں۔"خیام جلدی سے دخل اندازی کرتا بولا۔

"اتنی صبح کون سے مال کھلے ہوتے ہیں؟"کائنات نے فون پر وقت دیکھا،

.am9:18

"ہمارے پہنچنے تک کھل جائیں گے!"لاپرواہی سے بولا۔

"ہم نے کونسا دبئی کے مال جانا ہے جو ہمارے پہنچنے تک کھل جائیں گے؟بمشکل

www.novelsclubb.com

بیس منٹ کا راستہ ہے۔"

"مما، بابا خدا حافظ !"اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا بولا۔

"خیام میں گر جاؤں گی !"اس کا پاؤں ایک دفعہ عبایے میں لپٹا تو بولی، خیام نے رفتار کم کی۔

"میں تمہارے گرنے سے پہلے ہی تمہیں کیچ کر لوں گا!"

"Seriously?!"

آنکھیں گھماتی بولی۔

"Yup!"

دروازہ کھول کر باہر آیا اور اسے لے کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"میری گاڑی یہیں کھڑی رہے گی؟"اسے ہمیشہ کی طرح اپنی گاڑی کی فکر ہوئی۔

"آج بتا ہی دو کون سا قیمتی خزانہ ہے اس گاڑی میں؟ تمہاری جان تو نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو میں ہوں نا؟!"اس کی طرف پلٹا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں شیخ چلی بننے کا بہت زیادہ شوق ہے تو ٹھیک ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔پر میری گاڑی میرے گھر پہنچ جانی چاہیے!"

"ارے پگلی! اب سے جو گھر میرا ہے وہی تمہارا ہے۔۔۔اچھا اب گھورو تو مت بھجوا دوں گا۔"

"اچھی بات ہے!"کائنات نے سر ہلایا۔

"چلو اب اندر بیٹھو!"اس کا ہاتھ چھوڑا، جیب سے چابی نکال کر لاک کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔وہ بھی بیٹھ گئی تو خیام نے گاڑی سٹارٹ کر کے لوہے کے دروازے کی طرف بڑھائی۔

"چابی دو؟"ہاتھ پھیلایا، کائنات نے بیگ سے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔

کھلے دروازے میں گاڑی روکی اور چابی چوکیدار کی طرف پھینکی، جسے 42سالہ رشید نے ہوا میں ہی پکڑ لیا۔

"گاڑی کسی سے کہہ کر بھجوا دینا رشید! میں ایڈریس میسج کر دیتا ہوں۔"خیّام نے کہا

اور رشید نے ہاتھ ماتھے تک لے جا کر سلوٹ کیا۔اس نے گاڑی آگے بڑھائی اور موبائل پر چیٹ کھول کر اسے پکڑا یا۔

"ایڈریس بھیج دو اپنا!"

کائنات نے سر ہلاتے فون پکڑا اور پتہ لکھ کر بھیج دیا۔

"ڈن!"فون اس کی طرف واپس بڑھایا۔

"میرے موبائل کی تلاشی لینے کا اتنا سنہری موقع تمہارے ہاتھ لگا ہے اور تم اس سے فائدہ اٹھائے بغیر شرافت سے مجھے واپس دے رہی ہو؟اسٹرینج!"حیرت سے تبصرہ کیا۔البتہ موبائل اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔

"میں تمہارے موبائل کی تلاشی کیوں لوں گی؟"

"دوسری بیویاں اپنے شوہروں کے موبائل کی تلاشی کیوں لیتی ہیں؟"سوال کے جواب میں سوال کیا۔

"مجھے نہیں پتا کیونکہ میرا بیوی ہونے کا پہلا تجربہ ہے!"کائنات چڑ گئی،خیام ہنسا۔

"شک اور جیلسی کی وجہ سے بے بی! کبھی کبھی تو حقیقتاً کسی new born کی طرح معصوم ہو جاتی ہو۔۔۔جو صرف اوں آں کرنا جانتا ہو۔"

"فضول نہیں بولو! میرے دماغ میں ہر وقت تم ہی نہیں گھومتے رہتے اور سو باتیں قابل غور ہوتی ہیں۔"

"مثال کے طور پر؟"

"مثال کے طور پر ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"یہ اگلا موڑ مڑنے کی دیر ہے تمہیں خود ہی پتہ چل جانا ہے۔"

کائنات نے تیزی سے پیچھے جاتیں عمارتوں اور لوگوں پر نظر ڈالی۔زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔۔۔وہ جان گئی تھی ان کی منزل کیا ہے!

"آر فنیج؟!"خیام کی طرف مڑی۔

"شاباش! میری صحبت کا اثر ہو رہا ہے تم پر۔"

"اللہ نہ کرے!"دہل کر جلدی سے بولی۔

"کیا کرنے جانا ہے آر فنیج؟"

"علی کو لے کر شاپنگ پر چلیں گے۔ایز اے فیملی ٹائم اسپینڈ کریں گے۔"

"اوکے! خیام میں ایک بات سوچ رہی ہوں۔"

"سوچتی رہو! مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔تمہاری سوچوں پر پہرے ڈالنے کی حد تک جابر نہیں ہوں میں!"

"بدتمیز آدمی! بات سنو میری؟" جھنجھلا کر بولی۔

"سناؤ۔۔۔میری تمیزدار بیوی!"

"یہ اچانک علی کو ایڈاپٹ کرنے کا خیال کہاں سے آیا؟"

"دیکھو کائنات! تمہارا اگر پھر سے اس بات پر بحث کرنے اور میرا فیصلہ بدلنے کا ارادہ ہے تو ابھی give up کر دو۔۔۔کیونکہ میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا!"

سنجیدہ ترین تھا۔

"بس بکے ہی جاؤ! جو بات میں نے پوچھی ہے اس کا جواب نہ دینا۔"

"میں بکواس کرتا ہوں؟!" دل پر ہاتھ رکھے تکلیف میں ہونے کی اداکاری کی۔

کائنات نے سر نفی میں ہلایا۔

"صرف بکواس نہیں ڈرامے بازی بھی کرتے ہو!"

"ہر فن مولا شوہر ہے تمہارا! گھر جا کر شکرانے کے نوافل ادا کرنا۔" ساری تکلیف چھو کر کے اڑ گئی، پھر سے ٹھیک ٹھاک تھا۔

"بلاؤں کو دور کرنے کے لئے صدقہ نہ دوں؟ تاکہ میری جان چھوٹے!" جلے کٹے انداز میں بولی۔ خیّام نے قہقہہ لگایا۔

"ایسے تو نہیں ہوتا بیوی اور اتنی آسانی سے تو بالکل جان نہیں چھوٹے گی۔ تم نے میرے ساتھ ہی بوڑھا ہونا ہے!" کندھے اچکاتے کہا۔

"خدا ہمیں جلدی بوڑھا کرے کیونکہ میرا صبر گھٹتا جا رہا ہے!"

"غلط دعا مانگ رہی ہو! صحیح دعا ہو گی: خدا تمہیں صبر دے۔"

"آمین، آمین!" صبر کے گھونٹ بھرتی بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لو جی۔۔۔آ گئے۔" خیام نے نیلے گیٹ سے کچھ دور گاڑی روک کر بند کر دی اور باہر نکلا۔ کائنات بھی اس کے ساتھ تھی۔

.....

"مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے!" علی نے روتے ہوئے کائنات کی ٹانگوں کے گرد اپنے ننھے بازوں کی گرفت مضبوط کی۔ اس نے بے بس، اداس نظریں خیام پر ڈالیں۔

"علی، میری جان!" خیام نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا۔

"پلیز پاپا! میں نے بھی جانا ہے۔" علی نے اپنی آنسو بہاتی آنکھیں رگڑیں۔ کائنات کی اپنی آنکھوں میں بھی آنسو چبھنے لگے، اس کے گال صاف کر کے ماتھا چوما اور خیام کے کان میں آہستہ سے بولی۔

"میں اگر تھوڑی دیر اور یہاں رکی تو رو دوں گی! علی کو سمجھا کر آ جانا۔۔۔ میں باہر جا رہی ہوں۔" بھرائی ہوئی آواز میں بول کر چل دی۔

"ماما!" علی نے نئے سرے سے روتے ہوئے پکارا۔ کائنات نے مڑ کر جھلملاتی آنکھوں اور مسکراتے ہونٹوں سے ہاتھ ہلایا۔

آج کا دن مکمل تھا، بہترین تھا، خوبصورت تھا۔۔۔ خاص طور پر علی کے لیے! وہ اتنا مادی چیزوں پر خوش نہیں تھا جتنا ان دونوں کو ماما، پاپا کہنے پر خوش تھا۔ ہر دو منٹ بعد ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے اس بات کا یقین کرتا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کے ماما، پاپا رہیں گے اور پہلے کی طرح بینا آنٹی یہ نہیں کہیں گی کہ اس کے ماں باپ اللہ کے پاس ہیں۔ اب وہ اسے واپس چھوڑنے آئے تھے لیکن علی ان کے ساتھ جانے پر بضد تھا۔ اس کے ننھے ذہن میں یہی سوچ تھی کہ وہ دوبارہ اس کے پاس نہیں آئیں گے اور کہیں گم ہو جائیں گے!

"علی! آپ مجھے کیا کہتے ہو خام دی۔۔۔؟" خیام نے بات ادھوری چھوڑ کر سوچنے کی اداکاری کی۔

"سوپر مین۔" علی نے سوں سوں کرتے جواب دیا۔

"اور آپ سپرمین کے اتنے سٹرانگ بیٹے ہو کر رو رہے ہو؟!" افسوس کرتا بولا۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا! ماما کے پاس جانا ہے۔" بازو سے اس طرف اشارہ کیا جہاں کائنات غائب ہوئی تھی۔

"ہم جائیں گے مما کے پاس! لیکن آپ اس طرح رو گے تو ماما ناراض ہو جائے گی۔"

"میں نہیں روتا!" علی نے فوراً آنکھیں صاف کیں۔

"گڈ بوائے! اب میری بات دھیان سے سنو۔ پاپا مما کو لینے جارہے ہیں۔۔۔ جب تک پاپا مما کو لے کر نہیں آتے تب تک آپ پرومس کرو آنٹی کو تنگ نہیں کرو گے۔ ان کی ہر بات مانو گے اور روو گے تو بالکل نہیں!"

"کب؟" آنسو روکنے کی کوشش میں ہونٹ کپکپائے۔

"بہت جلد!" خیام نے اس کا ماتھا چوما۔

"کل؟" پھر امید سے پوچھا۔

"کل نہیں علی! لیکن بہت جلد۔اب بیٹا آنٹی کے پاس جاؤ شاباش!"اس کا چہرہ اچھی طرح صاف کر کے منتظر کھڑیں روبینہ کو پکڑایا۔

"کیا واقعی کچھ نہیں ہو سکتا؟"وہ علی کے شدید رد عمل پر خود بھی افسردہ تھا۔

"نہیں سر! جب تک سارا پیپر ورک مکمل نہیں ہو جاتا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔" روبینہ نے لاچاری کا اظہار کیا۔

"خدا حافظ علی!"خیام نے علی کے بال سنوارتے کہا۔

"بائے بائے پاپا!"علی کو خدا حافظ کہنا مشکل لگتا تھا لیکن اتنا وہ جانتا تھا کہ یہ الوداعی کلمات ہیں۔خیام نے ٹوکا نہیں بلکہ ہاتھ ہلاتا وہاں سے چلا آیا۔کائنات گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑی غیر دلچسپی سے اپنے اطراف پر نظر دوڑا رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"وہ اس کے پاس آکر رکا۔

"علی ٹھیک ہے؟"کائنات کو اس وقت صرف علی کی فکر تھی۔خیام نے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے سر ہلایا۔

"ہوں ! ٹھیک ہے۔"

"اللہ ! کس قدر مشکل تھا علی کو یوں روتے ہوئے چھوڑ کر آنا۔" اس کی طرف پلٹتے بولی۔

"مجھے معلوم ہے ! اسی طرح روتے ھوئے اس نے مجھ سے بڑی آس سے پوچھا تھا: 'میں آپ کو پاپا بلا لوں' تم خود بتاؤ میں آنسوؤں سے بھری پر امید آنکھوں کو انکار کر سکتا تھا؟" خیام نے کائنات کی خواہش کے مطابق اسے علی کو ایڈاپٹ کرنے کی اصل وجہ بتائی۔

"سچ کہہ رہی ہوں خیام ! جب علی نے روتے ہوئے ماما پکارا تھا تو یوں لگا کسی نے دل مٹھی میں لے کر دبا یا ہو۔۔۔ مجھے اس وقت ماما اتنی یاد آ رہی ہیں میں تمہیں بتا نہیں سکتی ! اور علی کو گلے لگا کر پر سکون کرنے کی خواہش سے بڑی ابھی میری کوئی خواہش نہیں ہے۔" علی کے سامنے تو اس نے خود کو مضبوط کیے رکھا تھا لیکن اب آنسوؤں نے کوئی پابندی قبول نہیں کی تھی۔ اسے علی سے پہلے جتنا پیار تھا وہ آج

کے دن کے بعد پتا نہیں کتنے گنا بڑھ چکا تھا۔خیام کا جو فیصلہ اسے بچگانہ لگا تھا اب اس سے زیادہ منطقی دنیا کی کوئی چیز نہیں لگ رہی تھی!

"شش! دو ہفتوں کی بات ہے۔۔۔ پھر علی ہمارے پاس ہو گا!" ہاتھ بڑھا کر اس کا آنسو پونچھا۔ ٹھنڈی ہوا چلنے پر اسے کپکپاتے دیکھ کر خیام نے گاڑی انلاک کی اور سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولتا بولا۔

"اندر بیٹھو! تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔"

کائنات نے دونوں رخسار صاف کیے اور سر ہلاتی گاڑی میں بیٹھی۔ وہ بھی دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور گاڑی اس کے گھر کی طرف بڑھا دی۔ سارے سفر میں افسردہ سی خاموشی چھائی رہی۔ ان دونوں کو اندازہ نہیں تھا کہ خوش باش گزرے دن کا اختتام اس طرح ہو گا۔

گاڑی اس کے گھر کے باہر رکی تو کائنات نے دروازہ کھول کر اترنا چاہا۔ خیام نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟"

"کیوں؟"

"اداس لگ رہی ہو اور میں تمہیں یوں افسردہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا!" اس کا دل نہیں مان رہا تھا کائنات کو یوں چھوڑ کر جانے پر۔

"اچھا کس طرح آو گے؟ چور راستے سے؟" اس کا امتحان لینا چاہا۔

"جس راستے سے تم کہو گی۔۔۔اس راستے سے!" تھوڑا جھک کر اس کے ہاتھوں کی ٹھنڈی انگلیاں چوم لیں۔

"ہمت ہے تو سیدھے راستے سے آؤ!" کائنات مسکراتی ہوئی اس سے ہاتھ چھڑاتی باہر نکلی۔خیام بھی گاڑی سے اترا اور لاک لگایا۔

"جو حکم بیوی!" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چلنے لگا۔پہلے لوہے کا گیٹ پھر لکڑی کا دروازہ پار کر کے گھر کے اندر داخل ہوئے۔سیڑھیوں تک پہنچ کر خیام نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"عالم انکل کا کمرہ کونسا ہے؟"

"میں ابراہیم انکل کہتی ہوں یا بابا کہتی ہوں؟"

"ہوں!" اس کا مقصد سمجھ کر سر ہلایا اور تصحیح کی۔

"پاپا کا کمرہ کونسا ہے؟"

"یہ اس کوریڈور میں رائٹ سائیڈ پر پہلا روم ہے۔ کیوں؟"

"تم کمرے میں جاؤ میں آتا ہوں!" اس کا ہاتھ چھوڑتا اس کی بتائی ہوئی سمت میں گیا اور دروازے پر دستک دی۔

"آجائیں۔"

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم پاپا!" اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا۔ عالم مرتضیٰ نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا، حیرت کی جگہ خوشی نے بڑی جلدی لے لی تھی۔

"وعلیکم السلام بیٹے آؤ!" کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پھر عینک اتار کر اس کے اوپر رکھی۔ خیام ان کے بستر تک آیا اور جھک کر ان سے ملا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ درد وغیرہ ہوتا ہے تو ہم دوبارہ ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں؟!" ان سے علیحدہ ہو کر بولتا ہوا، دیوار کے ساتھ رکھی کرسی اٹھا کر لایا اور ان کے بستر کے پاس رکھ کر بیٹھا۔

"اللہ کا شکر ہے! بہت بہتری ہے اور اس عمر میں درد بڑھتا ہی ہے کم نہیں ہوتا۔۔۔ جتنی مرضی دوائیں لے لو۔" ان کا اشارہ صرف جسمانی درد کی طرف نہیں تھا، خیام نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"میرے درد کو چھوڑو خیام بیٹے! تم اپنا سناؤ گھر میں سب کیسے ہیں؟"

"آپ کی دعاؤں سے سب ٹھیک!"

"اور تم کائنات کے ساتھ آئے ہو؟ ہے کہاں کائنات؟ صبح بھی مجھے ملے بغیر چلی گئی تھی۔ ٹھیک تو ہے ناوہ؟" عالم مرتضی کو بیٹی کی اتنی لمبی غیر حاضری پر تشویش ہوئی۔ ورنہ چھٹی کے دن تو وہ ان کے پاس سے اٹھا ہی نہیں کرتی تھی۔

"ہے بھی اور نہیں بھی!"

"کیا مطلب ؟"انہوں نے الجھ کر نظریں اس کے چہرے پر اوپر اور نیچے دوڑائیں۔

"پاپا! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"کھل کر بات کرو بیٹے!"عالم مرتضی نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔

"میں اور کائنات آج ہوپ آر فنیج میں تھے اور ہم دونوں نے مل کر ایک فیصلہ کیا ہے ! جس پر آپ کی رضامندی بہت ضروری ہے۔"تمہید باندھتا بولا۔

"کیسا فیصلہ ؟"عالم مرتضی کچھ کچھ سمجھ رہے تھے،ان کی بیٹی کو ہمیشہ سے ہی صوفیہ جوزف،جوزف سلیمان اور ان کے یتیم خانے سے خاص لگاؤ رہا تھا۔اور وہ اس سے اچھی طرح واقف بھی تھے۔

" We are adapting a four year old! More precisely, Ali."

"اس فیصلے کے پیچھے کوئی خاص وجہ ؟"عالم مرتضی نے داماد کا چہرہ پھر غور سے پڑھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دل لگاو کہہ لیں! مجھے علی سے ایک تعلق محسوس ہوتا ہے، صرف انسانیت کا نہیں۔۔۔اس سے بڑھ کر کچھ اور۔ لفظوں میں بیان کرنے کا کہیں گے تو شاید نہ کر پاؤں! کیونکہ اس کی گہرائی تک میں ابھی خود بھی نہیں پہنچا ہوں۔" گہری سانس لے کر ان کے سامنے جو محسوس کر رہا تھا، اس کا اعتراف کیا۔ عالم مرتضیٰ اس کی صاف گوئی پر مسکرائے۔ خیام کو پسند کرنے کی بہت سی وجوہات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ دکھاوا نہیں کرتا تھا۔

"ہوں! جانتے ہو کتنی بڑی ذمہ داری ہے؟" اس کی غیر سنجیدہ طبیعت سے بھی واقف تھے۔

"جانتا ہوں اور اس کے لیے مکمل طور پر تیار بھی ہوں! کہیں ڈگمگا گیا، لڑکھڑا گیا تو آپ ہاتھ پکڑ کر واپس میرے قدموں کو مضبوط کر دیجیئے گا۔" خیام کو وہ کسی پرسکون جھیل کی مانند لگتے تھے۔۔۔ساکن، شیریں، ہمدرد، ہمراز اور گہرے بھی۔

اسے یقین تھا اگر وہ یہی بات ابراہیم شاہ سے کہہ رہا ہوتا تو جواب میں صرف طنز اور

طعنے ہی ملتے۔

"بیٹے! عمارت کی اگر بنیادیں مضبوط نہ ہوں نا تو سہارا دینے والی دیواریں چاہے کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوں۔۔۔عمارت کو گرنے سے نہیں بچا سکتیں۔ تمہارا ارادہ پختہ ہونا چاہیے، اور میں خدا سے تمہاری مضبوطی کی دعا ضرور کروں گا۔ہاں! جہاں میری ضرورت پڑی۔۔۔ایک آواز دے لینا! اگراللہ نے چاہا تو میں موجود ہوں گا۔" وہی میٹھا شیریں لہجہ، خیام کے اندر تک سکون اتر گیا۔ مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوما۔

"شکریہ پاپا!"

"خوش رہو!"

"ہاں۔۔۔ایک اور بات؟!" ڈاڑھی کھجاتا، یہاں وہاں دیکھتا بولا۔عالم مرتضی اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے آپ سے معافی مانگنی تھی۔۔۔جو میرے دوستوں نے پچھلے اتوار نکاح پر کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں اس کے لئے آپ سے بہت شرمندہ ہوں!"

"کوئی بات نہیں بیٹے! کائنات نے مجھے اصل بات بتادی تھی۔ بس کوشش کرنا دوبارہ ایسا کچھ نہ ہو۔" اس کی شرمندہ سی معذرت قبول کرلی تھی۔ خیام گہری سانس لیتا اٹھا۔

"اور آپ سے اجازت بھی لینی تھی؟!" آخری معرکہ بھی سر کرنے کا سوچا۔

"کس بات کی؟"

"وہ کائنات، علی کی وجہ سے تھوڑی ڈسٹرب ہے۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں کچھ وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں؟ وہ جیسے ہی پرسکون ہو کر سو جائے گی میں چلا جاؤں گا۔۔۔ آئی پرومس!" آخری لفظ پر خیام نے زبان دانتوں تلے دبائی، علی اس کی vocabulary پر بہت زیادہ اثر انداز ہو رہا تھا۔

"دیکھو بیٹے۔۔۔ تم پر یقین کر کے تمہیں اپنی جان سے پیاری بیٹی دی ہے۔ خیال رکھنا یہ یقین ٹوٹنے نہ پائے!" وہ ہلکا سا مسکرائے، خیام نے رکی ہوئی سانس خارج

کی۔

"آپ فکر ہی نہ کریں!" ان کو تسلی دیتا دروازے کی طرف بڑھا، دروازہ کھول کر ان کی طرف مڑا۔

"اللہ حافظ پاپا!"

"خداحافظ بیٹے!" ان کی مسکراہٹ پر آخری نظر ڈال کر دہلیز پار کی اور دروازہ اپنے پیچھے بند کیا۔ سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا اور کسی سے ٹکراؤ نہ ہونے پر شکر بھی ادا کیا۔ کائنات کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو خالی کمرہ دیکھ کر وہیں پر رک گیا۔ پھر واش روم سے پانی گرنے کی آواز سن کر دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگائے کھڑا، کائنات کا انتظار کرنے لگا۔ تین چار منٹ بعد ہی وہ ہاتھ میں تولیہ پکڑے چہرہ تھپکتی باہر آئی، لباس بھی بدل چکی تھی۔

"تم گئے نہیں ابھی تک؟" تولیہ کرسی کی پشت پر پھیلاتے پوچھا۔

"تمہیں بڑی جلدی ہے مجھے بھیجنے کی؟" اس کے پاس آکر پیچھے سے اپنے بازوں

میں بھرا۔

"تم جاؤ گے تو تب ہی میں سکون سے سو پاؤں گی نا!" مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سکون سے سو جاؤ گی تو یقین کرو میں چلا جاؤں گا۔" اس کے بال چومتا بولا۔

کائنات بستر کی طرف بڑھی اور خیام نے لحاف اٹھا کر اسے اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ پر لیٹ گئی تو وہ اس کے سرہانے بیٹھا، اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

"ویسے۔۔۔ صبح تم نے مجھے ایک لمحے کیلئے ڈرا دیا تھا۔"

"کب؟"

"جب اتنا سیریس ہو کر کہا تھا: 'میرے ساتھ چلو' مجھے تو لگا تھا سب کے سامنے لے جا کر ایکسپوز کرنے لگی ہو مجھے۔۔۔" خفا سا لہجہ تھا، وہ ہنسی۔ خیام طمانیت سے مسکرا دیا یہ ہنسی ہی تو سننا چاہتا تھا۔ اسی لمحے میں اسے اپنے محبت سے بھرے دل کا احساس پوری شدت سے ہوا۔۔۔ کائنات کے لیے محبت سے بھرا دل! ایک پل کے لیے اس کی انگلیاں ساکن ہوئیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"رک کیوں گئے؟ سکون مل رہا تھا مجھے۔" کائنات نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہوں؟ کچھ نہیں!" چونک کر اپنے خیالوں سے باہر نکلا اور اس کی خاطر مسکرایا۔

"تم لیٹو آرام سے اور سونے کی کوشش کرو۔" اس کے بالوں میں رکھیں اپنی انگلیوں کو دوبارہ حرکت دی۔ کائنات نے سر واپس تکیے پر رکھا، پلکیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔

"مجھے ایک اور بات تو بتاؤ؟" دل کے تازہ ترین ہوئے انکشاف سے نظریں چراتا بولا۔

"ہوں؟" بند پلکوں، بند ہونٹوں کے ساتھ صرف 'ہوں' کیا۔

"تمھاری چچی کو تم سے مسئلہ ہے یا تمہیں ان سے مسئلہ ہے؟" اس کے جوتے کو بھی پروا نہیں تھی، بس اپنے دل سے چھپ رہا تھا۔

"ففٹی ففٹی!" سرگوشی نما آواز تھی۔

خیام نے اسے نیند کی وادیوں میں اترتا دیکھ کر گہری سانس لی اور دل کے انکشاف پر

اعتراف کی مہر ثبت کی۔

"مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے کائنات!" دھیرے سے کہتا جھکا اور اس کا ماتھا چوما۔ پھر اٹھا، روشنیاں بجھائیں اور احتیاط سے بغیر شور کیے پہلے اس کے کمرے سے پھر گھر سے ہی نکل گیا۔ سڑک پر آکر گاڑی میں بیٹھا اور اب وہ اپنے گھر کی طرف سفر کر رہا تھا۔

.....

خیام کی ساری رات کروٹیں بدلتے گزری۔ ایک دو بار آنکھ لگی بھی تو گھنٹے دو گھنٹے بعد پھر سے نیند ٹوٹ جاتی۔ اس بے سکونی کی وجہ وہ اچھے سے جانتا تھا لیکن اس کے بارے میں کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ اس کے پاس صبح کا انتظار کرنے کے علاوہ اور کوئی انتخاب نہیں تھا۔ اس لیے جیسے ہی گھڑی نے چھ بجائے لحاف پھینکتا اٹھا، منہ ہاتھ دھو کر آیا، کپڑے بدلنے کا تکلف کیے بغیر ہوڈی چڑھائی، ایئرپورڈز کانوں میں لگائے اور موبائل جیب میں رکھا۔ اپنے ٹریزز کے تسمے کستا، سیدھا ہوا اور کمرے

سے نکل کر سیڑھیاں اترتا دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ لاک تھا لیکن چابی چونکہ کی ہول میں ہی رکھی جاتی تھی اس لیے دروازہ کھولنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔

چھ بج رہے تھے لیکن روشنی کا نام ونشان نہ تھا، دھند اور کہر نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ خیام بھاگتا ہوا لوہے کے دروازے کی طرف بڑھا اور چھوٹا دروازہ کھول کر باہر سڑک پر آیا۔ پھر آدھے گھنٹے تک مسلسل بھاگتے ہوئے پوری کالونی کا چکر لگا لیا تھا۔ موسیقی کی آواز کانوں کے پردے پھاڑ دینے کی حد تک بلند تھی لیکن اسے احساس تک نہ تھا۔ بس سوچے جا رہا تھا اور بھاگ بھاگ کر خود کو تھکا رہا تھا۔ چھ بج کر اڑتالیس منٹ پر دوبارہ گھر میں داخل ہوا اور سیدھا اپنے کمرے میں گیا۔ پسینے سے تر ہوڈی اور ٹی شرٹ اتار کر پھینکی اور صاف کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا۔ نہا کر واپس آیا، بال بنائے، گھڑی پہنی، پرفیوم چھڑکی، جوتے بھی پہنے اور موبائل، والٹ، گاڑی کی چابی اٹھا کر بغیر ادھر ادھر نگاہ کیے سیدھا پورچ میں آیا۔

جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور اسٹارٹ کر کے گیٹ کی طرف بڑھائی۔ہارن بجا کر کسی کو اٹھانا نہیں چاہتا تھا، اس لیے خود گاڑی سے اترا اور دروازہ کھول کر واپس گاڑی میں آ بیٹھا۔ پھر زن سے گاڑی آگے بڑھائی۔ تقریباً خالی سڑکوں پر گاڑی بھگاتے کب اپنی منزل پر آپہنچا۔۔۔ پتا ہی نہیں چلا۔ کہنی موڑ کر وقت دیکھا، سات سینتیس۔ اسے یقین تھا زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔۔۔ کائنات کو ایک آدھ گھنٹے تک دفتر جانے کے لیے نکلنا ہی نکلنا تھا اور ہوا بھی یوں ہی۔ آٹھ بج کر تیرہ منٹ پر اسے کائنات کی گاڑی گھر سے نکلتے دکھائی دی۔ مزید وقت ضائع کیے بغیر اپنی گاڑی اس کے تعاقب میں لگائی۔ Peak Hour ہونے کی وجہ سے سڑکوں پر رش بڑھ گیا تھا۔ خیام نسبتاً پُرسکون جگہ کی تلاش میں تھا اور جیسے ہی اگلی گاڑی ایک کم مصروف ذیلی سڑک پر مڑی، اس نے ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھایا اور کائنات کی گاڑی اوور ٹیک کر کے اپنی گاڑی ترچھی کر کے اس کا راستہ روکا۔

کائنات نے بروقت بریک لگائی اور اس اچانک ملی ہدایت پر ٹائروں نے چلا کر

احتجاج کیا۔

غصے سے بھری نظر خیام پر ڈالی جو خود بھی چہرہ موڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر گاڑی سے اتری۔ وہ آدھے راستے میں اس سے ملا۔

"خیام! کیا مسئلہ ہے؟" آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مسئلہ بہت سنجیدہ ہے؟" نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"یوں راستہ روکنے کا مطلب؟ اور تم اچانک آئے کہاں سے ہو؟ ایک سیکنڈ۔۔۔

ایک سیکنڈ! تم میرا پیچھا کر رہے تھے؟" ماتھے پر شکنیں ڈالتے پوچھا۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے میں جادو جانتا ہوں؟ جو چٹکی بجا کر تمہارے سامنے آ ٹپکا ہوں؟"

"پوچھ سکتی ہوں کس خوشی میں؟" ہاتھ سینے پر باندھتے پوچھا۔

"محبت کی خوشی میں!" جو سچ تھا وہی بتا دیا۔

"ہیں؟ کیا؟" کائنات نے آنکھیں پھیلائیں۔

"محبت ہو گئی ہے مجھے!" بے چارگی سے کہتے بالوں میں ہاتھ چلایا۔

"کس سے؟" حیرت سے کنگ زبان کو بمشکل بولنے پر آمادہ کیا۔

"تمہارے علاوہ کوئی آپشن تھا میرے پاس؟ ابوئیسلی تم سے!" آنکھیں گھماتے کہا۔

"کیا تم سنجیدہ ہو؟"

"نہیں! میں محبت ہو جانے پر رنجیدہ ہوں۔ بھلا یہ بھی کاموں میں کوئی کام ہے؟ اچھے بھلے انسان کی نیندیں حرام کر کے رکھ دی ہیں۔" اپنی تھکی ہوئی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا، پچھلی دو راتیں وہ سکون کی نیند نہیں سو پایا تھا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں؟!" بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"بہت کچھ! مثلاً اس راہ پر تم اکیلے نہیں ہو خیام! مجھے بھی تم سے محبت ہو گئی ہے! وغیرہ، وغیرہ، وغیرہ!"

"خواہ مخواہ؟ مجھ سے پوچھ کر کی تھی محبت؟ مجھ سے ایسے کسی فضول، بے

www.novelsclubb.com

تکے اعتراف کی امید مت رکھنا!" اسے گھورتی بولی۔

"تم سے پوچھ کر نہیں کی ہے لیکن کی تم سے ہی ہے! اس لیے یقین کر لو جب میں کہہ رہا ہوں کہ تم سے اعتراف کروائے بغیر ٹلوں گا نہیں۔" کندھے اچکا کر اپنی بات اس تک پہنچائی۔

"اپنے آپ کو بڑی کوئی توپ چیز سمجھتے ہو نا تم؟" تیز لہجے میں پوچھا۔

" سمجھنے والی کیا بات ہے؟ میں ہوں!"

"دیکھو! اتنی خوش فہمیاں اچھی نہیں ہوتیں۔" کائنات نے اسے سمجھانا چاہا۔

"نہیں کائنات تم دیکھو! پہلی بات میں ان محبتوں میں پڑنے والا بندہ نہیں ہوں لیکن اب اگر ہو گئی ہے تو اسے یک طرفہ نبھانے والا تو بالکل بھی نہیں ہوں! اگر مجھے تم سے محبت ہوئی ہے تو تمہیں بھی مجھ سے ہی کرنی ہے۔۔۔

".That's it! See how simple it is

خیام کے نزدیک دنیا کا مشکل ترین جذبہ کس قدر آسان تھا۔ کائنات منہ کھولے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی فرمائیشیں سن رہی تھی۔آخر کار اسے بولنے کے لئے صحیح الفاظ مل ہی گئے۔

"تم پاگل ہو خیام شاہ!"

"میں بالکل پاگل ہوں!"مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"تو پھر علاج کرواؤ جا کر اپنا!مہربانی ہو گی تمہاری بلکہ بہت بڑا احسان ہو گا!" جھنجھلا کر ہاتھ ہوا میں پھینکے۔

"مجھے معلوم ہے اپنا علاج۔۔۔!"چمکتی آنکھوں سے کہا۔

"کیا؟"حیرت سے پوچھا۔

"تم!"خیام نے اس کے غصیلے تاثرات دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"میرے پاس واقعی علاج ہے تمہارا خیام شاہ!ایسا علاج کے دوبارہ پاگل پن تم پر سوار ہی نہیں ہو گا"۔وہ دانت پیستی بولی۔

"خیام شاہ۔۔۔۔خیام شاہ۔۔۔اف کتنا پیارا بولتی ہو تم'خیام شاہ'!مجھے تو اپنے نام سے بھی محبت ہو گئی ہے۔"

"اور مجھے تمہاری وجہ سے اس لفظ 'محبت' سے نفرت ہو رہی ہے!" اس کی محبت، محبت کی تکرار سے تنگ آکر بولی۔

"کوئی بات نہیں! ہاں تو علاج بتاؤ نا میرا؟" اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ٹکرا کر بولا۔

کائنات نے اسی ہاتھ سے کچھ فاصلے پر نظر آتے بڑے سے درخت کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ درخت دیکھ رہے ہو؟ گاڑی میں بیٹھو، 180 کی سپیڈ سے چلاؤ اور اسے دے مارو! یقین کرو سو فیصد افاقہ ہوگا!" مریض کے حساب سے بہترین علاج تھا- وہ گردن پیچھے پھینکے ہنسنے لگا- کائنات چپ چاپ اسے پاگلوں کی طرح قہقہے لگاتے دیکھ رہی تھی۔

"میں یہ سب کر لوں گا لیکن صرف تب جب تم میرا حوصلہ بڑھانے کے لیے میرے ساتھ بیٹھی ہو گی!" آنکھوں کے کنارے صاف کرتا بولا۔

"ہو گیا تمہارا یا مزید کوئی بکواس کرنی ہے؟ کیونکہ مجھے آفس کے لئے دیر ہو رہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے" وہ بیزاری سے جانے کے لیے پلٹی مگر خیام نے بازو سے پکڑ کر اسے کھینچا، اپنے اور گاڑی کے درمیان قید کیا اور اب وہ اس کے ارد گرد ہاتھ رکھے جھکا، اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"میری جان پر بنی ہے اور تمھیں بکواس لگ رہی ہے؟ سچ کہہ رہا ہوں میں اس محبت نامی شے سے اتنا ہی ناواقف ہوں جتنا دو دن کا بچہ زبان سے ! تم سے دور ہوتا ہوں تو دل کو بے چینی رہتی ہے کہ جلد سے جلد تمہارے پاس پہنچوں۔۔۔اب بتاؤ میں کیا کروں؟"

"نہیں پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تمہیں یہ محبت ہوئی کب ہے؟ بمشکل ڈیڑھ مہینا ہوا ہے ہماری پہلی ملاقات کو اور ایک ہفتہ ہمارے نکاح کو؟" ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"کوئی پتا نہیں! مجھے خبر کل رات کو ہوئی ہے اور میں ساری رات سو نہیں سکا یہ حلقے نظر آرہے ہیں تمہیں؟" پھر تھکی سانس خارج کر کے آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دکھاؤ تو؟" کائنات نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر آگے پیچھے کیا پھر طنزیہ بولی۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ایک رت جگے سے تمہاری ان پیاری آنکھوں کو، کوئی فرق نہیں پڑا۔"

خیام نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما۔

"کیا کر رہے ہو؟ ہم راستے میں کھڑے ہیں۔" فوراً اپنا ہاتھ واپس کھینچ کر آگے پیچھے دیکھا۔ شکر! سڑک خالی تھی۔

"تم نے ایک بات نوٹ کی ہے؟" خیام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"کیا؟" الجھ کر واپس اسے دیکھا۔

"ہم پہلی دفعہ Rambla پر ملے تھے اور میں نے جھوٹا ہی سہی تمہیں پرپوز کیا تھا۔ اب میں تم سے اپنی محبت کا اظہار بھی راستے میں کر رہا ہوں! تو کیا سمجھی ہمارے ریلیشن میں سب سے زیادہ ضروری کیا چیز ہے؟"

"کیا؟" اس کی پہیلیوں سے اکتا کر پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سٹرک!" اس کی غیر دلچسپی پر افسوس کرتا بولا۔

"سٹرک؟" براسا منہ بناتے پوچھا۔

"ہاں نا! یہ راستے جو مجھے تم سے ملاتے ہیں۔" بایاں ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا اور انگوٹھے سے رخسار کی ہڈی مسلتا بولا۔

"ہاں! جیسے یہ راستے صرف تمہیں اور مجھے ہی ملاتے ہیں؟ باقی لوگ تو اڑ کر ایک دوسرے تک پہنچتے ہیں نا؟! ہٹو پیچھے!" کائنات نے آنکھیں گھماتے اس کا ہاتھ جھٹکا اور اسے سامنے سے ہٹا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔ خیام نے اس کی کلائی پکڑ کر روکا۔

"Way to run the moment...

رومانس بھی کسی چڑیا کا نام ہے؟!"

"خیام مجھے آفس کے لئے دیر ہو رہی ہے۔ کیا ہم یہ چڑیا اور چڑا پھر کبھی ڈسکس کر سکتے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"چڑا اور چڑیا کا کیوں؟ ہم اپنا رومانس ڈسکس کریں گے!" مسکرا کر کہا، کائنات نے گھورا۔

"فی الحال آفس پہنچو! کیونکہ مجھے تم سے کام ڈسکس کرنا ہے۔" دانت پیستے بولی اور ہاتھ چھڑوا کر گاڑی کی طرف جاتی کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔ خیام سکون سے مسکراتا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

▪▪▪▪

"یار! سارے ڈریسز بہت کمال کے ہیں۔" نیہا نے ایک دفعہ پھر ریک میں لگے مختلف ملبوسات کو ہر طرح سے دیکھا۔

"شکر دلہن صاحبہ! آپ کو پسند آ گئے۔" کائنات نے گہری سانس لی اور کرسی سے ٹیک لگائی۔

"پسند؟ مجھے محبت ہو گئی ہے ان سے!" نیہا نے مخملیں نرم کپڑے پر ہاتھ پھیرتے کہا۔

www.novelsclubb.com

"محبت کا نام نہیں لو میرے سامنے!" اس کے دماغ میں صبح کے مناظر گھومنے لگے، تو جھرجھری لے کر بولی۔

"کیوں؟ کیوں؟" چونک کر اس کی طرف پلٹی اور کپڑے چھوڑ کر میز کے سامنے رکھی کرسی پر آبیٹھی۔

"مت پوچھو یار!" وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی بولی۔

"مت پوچھو کا مطلب ہوتا ہے ضرور پوچھو اور بار بار پوچھو! خیر سے شوہر والی ہو گئی ہو اس لیے یہ نخرہ بھی اسے ہی دکھایا کرو۔۔۔ میں نے جو پوچھا ہے سیدھے طریقے سے اس کا جواب دو!" نیہا نے گھورا تو کائنات نے قہقہہ لگایا۔

"واہ! 'خیر سے شوہر والی ہو گئی ہو' یہ خالصتاً بڑی بوڑھیوں والا فقرہ ہے! جو میں تمہارے منہ سے سن رہی ہوں۔۔۔ کیونکہ نہ دادی زندہ ہیں نہ نانی۔ لیکن میں یہ بھول گئی تھی کہ میری ایک دادی نما دوست موجود ہے اور خیر سے میرے شوہر نے صبح سے محبت، محبت کا شور مچایا ہوا ہے۔۔۔ اس لیے اتنی تنگ ہوں اس بے

ضرر سے لفظ سے!"

"او۔۔۔"اس نے ہونٹ اسکیڑے۔"اچھی بات ہے یہ تو۔۔۔ٹھیک ہے! ایک دم سے زابر جتنی نہیں لیکن کہیں تو خیام کو آغاز کرنا تھا نا؟!"

"زابر کا یہاں کیا ذکر؟"اب کائنات نے اسے گھورا۔

I'll be honest"

مجھے اب بھی تمہارا زابر کو ٹھکرانے والا فیصلہ ٹھیک نہیں لگ رہا!"نیہا نے معمولی سے شانے اچکائے۔

"تم جانتی ہو میں نے وہ فیصلہ کیوں کیا تھا!"جتاتی نظروں سے دیکھا،اس نے سر ہلایا۔

"جانتی ہوں! لیکن ایک بات نہیں سمجھ پا رہی؟!"

"کیا؟"کائنات نے ایک نظر اس کے الجھے تاثرات پر ڈالی،پھر اپنے سامنے پھیلے کاغذات سمیٹنے لگی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"زابر تمہیں کتنا پسند کرتا ہے سب کے سامنے تھا! پھر بیلا کو اس سے محبت کی کیا سوجھی؟"

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟" ہاتھ روک کر پھر اسے دیکھا۔

"You know..."

سب کچھ جانتے ہوئے اسے زابر سے محبت کرنی نہیں چاہیے تھی!"

"پتا نہیں! مجھے بھی تو سب کچھ جاننے کے باوجود زابر سے محبت نہیں ہوئی۔ آئی گیس۔۔۔ ہمارے کنڑول میں نہیں ہوتی ورنہ یقین کرو خیام شاہ جیسے بندے کو مجھ سے محبت کبھی نہ ہوتی!"

"That's true!"

خیام نے اندر آتے اس کی آخری بات ہی سنی تھی اور اس سے پورا متفق بھی تھا۔ نیہا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"کائنات! کتنی غلط بات ہے سالی صاحبہ آئی ہوئی ہیں اور تم نے مجھے بتایا ہی

نہیں؟!" خفا نظریں اس پر ڈالیں اور اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر نیہا سے

مخاطب ہوا۔

"کیسی ہیں نیہا؟ ویسے مجھے یقین ہے میری ہی بات ہو رہی تھی۔۔۔

But I hope I didn't interrupt something

"?personal

باری باری ان دونوں کو دیکھا۔

"بالکل ٹھیک! آپ سنائیں؟" نیہا بولی۔

"!You're being rude"

کائنات نے اس کی دخل اندازی پر منہ بناتے کہا۔

!No baby! I'm being super polite"

میں بھی ٹھیک اور سالا صاحب کیسے ہیں؟"

"حیدر ٹھیک ہے۔" کائنات نے جواب دیا، جبکہ نیہا اس بات پر الجھ رہی تھی کہ یہ

www.novelsclubb.com

سوال اس سے کیا ہی کیوں کیا گیا ہے؟

"میں داور کی بات کر رہا ہوں!" ان دونوں کی الجھن دور کی اور میز پر رکھے اسکیچز اٹھا کر دیکھنے لگا۔اب تو وہ بھی نیہا کو منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی، آخری دفعہ اس کی داور سے بات اپنے نکاح سے پہلے ہوئی تھی۔ بات کم، لڑائی زیادہ!

"داور بھی ٹھیک ہے!" مختصر جواب دے کر خاموش ہو گئی۔

"ساتھ لے آتیں؟ ذرا گپ شپ ہو جاتی!" ایک کے بعد دوسرا ڈیزائن دیکھتا بولا۔

"وہ تھوڑا مصروف تھا۔"

"ہوں! یہ والا بہترین ہے۔" خیام نے سرخ اور سبز لہنگا ان کے سامنے کیا۔

"نیہا کا برائیڈل ڈریس ہے۔" کائنات نے اسکیچ اس کے ہاتھ سے لیا۔

"مبارک ہو! کب ہے شادی؟" چونک کر پوچھا۔

"اگلے ویک اینڈ۔" نیہا نے مسکرا کر مبارکباد وصول کی۔

"!And yes you're invited"

"Invited or not!

میں نے اپنی بیوی کے ساتھ آنا ہی آنا ہے۔" کندھے اچکاتے کہا، کائنات نے اسے گھورا۔

"I already knew you lack manners!"

"Well, you can teach me anytime you want baby!"

"Don't worry I plan on doing that!"

"Happy to know!"

سینے پر ہاتھ رکھے ہلکا سا جھکا۔

"کائنات! میں چلتی ہوں پھر۔ اور بھی دو چار کام دیکھنے ہیں۔" نیہا کرسی چھوڑ کر اٹھی۔

"ہمم! برائیڈل ڈریس اس ویک اینڈ تک تیار ہو جائے گا اور یہ سارے ڈریسیز میں

www.novelsclubb.com

تمہارے گھر بھجوادوں گی۔"کائنات بھی اٹھی تو وہ میز پار کر کے اس کے پاس آکر گلے لگی اور سرگوشی میں کہا۔

"!I don't like his smart mouth"

"!Me too"

وہ ہنستی ہوئی اس سے علیحدہ ہوئی۔خیام اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔نیہا چلی گئی تو اس کے پاس آکر بولا۔

"!?I love you"سوالیہ انداز تھا۔

"!?Huh"وہ الجھی۔

".'Wrong answer! Right answer is 'me too"

".Ha! In your dreams"

آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔

"اچھا بات سنو؟"اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"سناؤ!"

"کل ارسلہ آپی کی طرف لنچ پر جانا ہے۔یاد ہے نا؟"اس کی ہتھیلی کو غور سے دیکھتا بولا۔

"ہاں یاد ہے۔تم یہ بتانے آئے تھے؟"

"نہیں! تمہیں دیکھنے آیا تھا۔"ہاتھ سے توجہ ہٹا کر چہرے پر نظریں جمائیں۔

"دیکھ لیا؟اب جاؤ شاباش!"دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں! ابھی دیکھ رہا ہوں اور پھر تم کہتی ہو مجھے مینرز سیکھنے کی ضرورت ہے؟!"

اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔

"بالکل ہے اور ادھر بات سنو میری۔۔۔تھوڑی سی تمیز کر لیا کرو؟ کہیں بھی شروع ہو جاتے ہو۔"خفگی سے کہتی اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھی۔

"ادھر بات سنو میری۔۔۔تھوڑی سی عزت کر لیا کرو؟شوہر ہوں تمہارا! کہیں بھی بے عزتی شروع کر دیتی ہو۔"بالکل اسی کے انداز میں بولا۔

"یقین کرو میری نیت نہیں ہوتی تمہاری بے عزتی کرنے کی۔۔۔خود بخود ہو جاتی ہے!" تیزی سے پلکیں جھپکاتی معصومیت سے بولی۔خیام نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"کیوٹ!" میز سے ٹیک لگا کر سینے پر ہاتھ باندھتے تبصرہ کیا،وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں میرے آنے سے پہلے کیا باتیں ہو رہی تھیں؟"

"نہیں!" دوٹوک بولی اور لیپ ٹاپ کی اسکرین اٹھائی۔

"?!Come on biwi! I deserve to know"

برامان کر بولا۔

www.novelsclubb.com

Why is that? And don't answer me with "

"..."because I'm your husband

اسے غصیلی نظروں سے دیکھا۔

No! Because it was clearly about me. Now "

biwi! Don't you have the guts to say it on

"?my face

طنزیہ مسکراتا کہہ کر کائنات کو آگ لگا گیا۔

"!You seriously think too highly of yourself"

اپنا غصہ پیتی بولی۔

"...That I do"

وہ مزید بھی کہنا چاہتا تھا مگر دروازے پر ہوتی دستک نے خاموش کروادیا۔

"آجائیں۔" کائنات نے خونخوار نظروں سے اسے گھورتے جواب دیا۔

"میڈم! جو نئے اسٹورز کھل رہے ہیں یہ ان کی پروگریس رپورٹ ہے۔" ارشد نے ہاتھ میں پکڑی فائل اس کی طرف بڑھائی۔

"بیٹھیں ارشد صاحب!" کائنات نے فائل اس کے ہاتھ سے لے کر کھولی۔ وہ منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور خیام اپنی جگہ پر تھوڑا سا جھکا، فائل پر جھانک رہا تھا۔

اس نے اگلا صفحہ پلٹا اور چونک کر ارشد کو دیکھا۔

"ہم ایک ہی شہر میں تین اسٹورز کھول رہے ہیں؟"

"میڈم! بہت بڑا شہر ہے۔ میرے خیال سے تو تین بھی کم ہیں۔" ارشد نے کہہ کر کندھے اچکائے۔

"اگیزیکٹلی کب کھلیں گے یہ سٹور؟" خیام نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اس ویک اینڈ! تیاریاں بالکل مکمل ہیں۔"

"ٹھیک ہے ارشد! آپ چلے جایئے گا۔اسٹاف میں سے بھی دو چار بندے جن کو آپ چاہیں ساتھ لے جائیں۔" اس نے فائل بند کر کے ایک طرف رکھی۔ارشد نے سر ہلایا اور خیام نے ماتھے پر بل ڈالے۔

"آر یو سیریئس ؟!" وہ بے یقین سا بولا۔

"کیا؟" کائنات نے پوچھا، وہ دونوں حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تم خود اوپننگ کے لیے نہ جا کر پبلیسیٹی کا بہترین موقع گنوا رہی ہو۔۔۔بیوی!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خیام! مجھے فیتے کاٹنے سے زیادہ ضروری کام ہیں یہاں۔"

"حالانکہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔کیونکہ تمہارا سارا کام ہی پبلیسیٹی پر ڈی پینڈ کرتا ہے! ارشد، کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"اس نے خاموشی سے اپنی طرف دیکھتے ارشد کو مخاطب کیا۔

"نہیں سر! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

"!Public appearances are important

"تم جانتے ہو مجھے فلیش لائٹس سے سخت چڑ ہے!"

"اس کی فکر تم مت کرو کیونکہ میں ساری limelight, flashlights چرانے کے لئے تمہارے بالکل ساتھ کھڑا ہوں گا!"

"اصل بات تو اب نکلی ہے تمہارے منہ سے!"سر نفی میں ہلاتی بولی۔

"ارشد! ہم دونوں کی اس ہفتے کی ٹکٹس بک کرواو!"خیام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی سر!" وہ مسکراہٹ چھپاتا اٹھ کر چلا گیا۔

"مجھے پتا نہیں کیوں لگ رہا ہے کہ تم سوشل میڈیا پر ملنے والی attention کے عادی ہوتے جا رہے ہو؟!" ایک ابرو اٹھاتے پوچھا۔

"گیس واٹ؟ مجھے بھی یہی لگتا ہے! پچھلے دو دن سے میری female fan following جتنی بڑھی ہے اس پر شکریے کی حقدار صرف اور صرف تم ہو۔ آج یقین آگیا کہ واقعی ہر کامیاب آدمی کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔"

"بہت مبارک ہو آپ کو اپنی سو کالڈ کامیابی پر!" طنزیہ بولی۔ خیام نے ہنستے ہوئے فائل اٹھا کر موڑی اور مائک بنا کر اس کے سامنے کی۔

"جیلس تو ہوتی ہو گی دوسری لڑکیوں کو میری تصویریں

🔥With the caption: crush updated

کے ساتھ اپلوڈ کرتے دیکھ کر؟!" جلدی سے سنجیدہ شکل بنا کر پوچھا۔ کائنات نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"تم پر واقعی بابا کے تھپڑ کا کوئی اثر نہیں ہوا؟" اسے واقعی حیرت تھی۔

"نہیں!" سکون سے بولا۔

"میرا تمہیں مشورہ ہے کہ اثر لینا شروع کر دو۔" نہایت سنجیدگی سے بولی۔

"ورنہ؟" مسکراہٹ چھپاتے پوچھا۔

"ورنہ میں بابا کی طرح صرف تھپڑ پر بس نہیں کروں گی!" انگلی اٹھا کر دھمکی دی، وہ کھل کر ہنسا۔

"مجھے آج سے پہلے بالکل نہیں پتا تھا کہ تم مذاق بھی کر سکتی ہو!" ہنسی کے دوران بولا۔

"میں مذاق نہیں کر رہی!" کائنات نے زور سے اپنا پاؤں اس کے پاؤں پر مارا۔ وہ اچھل کر سیدھا ہوا اور ایک پاؤں پر خوب اچھلا۔

"کائنات! باز آجاؤ۔۔۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی تشدد مسئلے کا حل نہیں ہے۔۔۔ تم مجھے زبردستی خود سے باندھ کر نہیں رکھ سکتی۔" اس نے فقرے کے

آخر تک سنجیدہ رہنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن کائنات کے برہم نقوش دیکھ کر اپنا قہقہہ نہ روک سکا۔

"تم!!" وہ غصے سے کرسی چھوڑ کر اٹھی اور اس کے اس کے شایان شان القابات سوچنے لگی۔

"ہاں میں؟" خیام نے ایک قدم لیا اور بالکل اس کے سامنے آرکا۔

"بہت برے ہو تم!" ناک چڑھاتی بولی۔

"نہیں! بہت پیارا ہوں میں اور تم سے پیار بھی بہت کرتا ہوں! حالانکہ کرنے کو اس سے بہتر اور سو کام تھے میرے پاس۔۔۔" جلدی سے کہتا جھکا اور اس کا رخسار چوم کر دروازے کی طرف چل دیا۔ اس نے غصے سے وہی فائل اس کے دور ہوتے وجود پر پھینکی اور چلائی۔

"جن میں سے سرفہرست تمہارا انسان بننا تھا!"

فائل اس کی پشت سے ٹکرا کر نیچے گری اور صفحات یہاں وہاں بکھر گئے۔ خیام اثر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیے بغیر چلتا رہا، دروازہ کھول کر اس کی طرف پلٹا اور آنکھ دبا کر اسے نئے سرے سے غصے میں آتا دیکھ کر ہنستا ہوا چلا گیا۔

"بے وقوف آدمی!" اس نے جھنجھلا کر بکھرے ہوئے صفحات پر ایک نظر ڈالی اور گہری سانسیں لے کر خود کو پرسکون کرنا چاہا۔ پھر آگے بڑھ کر فرش پر بیٹھی اور کاغذات سمیٹنے لگی۔ کاغذات واپس فائل میں لگا کر، فائل میز پر رکھی اور ایک عزم سے اپنی کرسی پر بیٹھی۔ خیام صبح سے اس کا بہت وقت برباد کر چکا تھا، مزید اس کے بارے میں سوچ کر وہ کڑھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے سو فیصد توجہ کے ساتھ کام کرنے لگی۔ دو بار دفتر سے اٹھ کر اسے خود کپڑوں کی آخری اور مکمل شکل دیکھنے کے لئے جانا پڑا۔ باقی جس کو اس سے کام تھا وہ اس کے پاس آکر کام کے بارے میں ہدایات لیتے رہے۔ کوئی دسویں بار اس کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

"آجائیں۔" سارا دھیان لیپ ٹاپ کی اسکرین پر تھا۔

"میڈم آپ کی کافی۔۔۔" اس نے کپ لیتے ہوئے نوید کا شکریہ ادا کیا اور پہلا

گھونٹ بھرتے ہی اس کا تھکا ہوا ذہن بھرپور انگڑائی لے کر جاگا تھا۔اس نے کرسی کا رخ موڑ کر اپنے پیچھے دیوار کی طرف کیا اور پرسوچ انداز میں کینوس پر بکھریں آڑی ترچھی لکیروں کو دیکھتی، کافی کے گھونٹ بھرتی رہی۔دستک کے ساتھ دروازہ کھلا لیکن وہ اپنے انہماک میں سن نہ سکی۔

"کائنات تو نہیں ہے۔"خیام کی آواز پر چونکی لیکن کرسی موڑ کر سیدھی نہیں ہوئی۔

"یہ بہت برا ہوا ہے سر! میڈم بالکل برداشت نہیں کریں گی۔۔۔"ارشد کی آواز پر اس کی بھنویں آپس میں ملیں۔

"ارے کچھ نہیں ہوتا یار!"وہ لاپرواہی سے بولا۔

"کیا ہوا؟"کائنات پلٹی اور ان دونوں کے سر آواز کی سمت میں گھومے۔

"بیوی! یوں چڑیلوں کی طرح کون ڈراتا ہے؟"وہ میز کی طرف بڑھا، ارشد بھی پیچھے ہی تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میرے آفس میں تم میرے علاوہ اور کسے expect کر رہے تھے؟"

"اور تم اپنے ہی آفس میں ڈائنوں والی حرکتیں کیوں کر رہی تھی؟"

"تم بکتے رہو! ارشد، کیا ہوا ہے؟" وہ جان گئی تھی کہ خیام فضول باتوں میں الجھا رہا ہے اس لیے اس کو نظرانداز کرتی بولی۔

"وہ۔۔۔میڈم۔۔۔دراصل۔۔۔" وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کہاں سے شروع کرے۔ خیام نے اس کی مشکل آسان کرتے کہا۔

"چیریٹی گالا کے لیے جو دس بارہ گاؤنز کا آرڈر ہوا تھا۔۔۔ وہ کینسل ہو گیا ہے۔"

"کیا ہوا ہے؟" اسے لگا کہ اس نے خیام کے منہ سے چیریٹی گالا کا آرڈر کینسل ہوتے سنا ہے۔۔۔ یقیناً اسے غلطی لگی تھی!

"تم مجھے سن چکی ہو کائنات تمہارے 700-800k کے گاؤنز کا آرڈر کینسل ہو چکا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے دوبارہ دہرایا۔ یہ صرف ایک گاؤن کی قیمت تھی۔

بے شک ان پر پیسہ خرچ ہوا تھا لیکن پیسے سے زیادہ محنت صرف ہوئی تھی۔

"?What the hell"

وہ تیزی سے اٹھی۔

"خیام! یہ تمہارے مذاق کرنے والی چیز نہیں ہے۔ارشد! کیا بکواس کر رہا ہے یہ ؟"غرا کر کہتی ارشد کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ سچ ہے میڈم!"ارشد نے جواب دے کر سر جھکا لیا۔

"کیوں ؟"اس نے غصہ پیتے ہوئے کپکپاتے ہاتھ میز پر ٹکائے۔ارشد اور خیام میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔

"?For the love of God! I asked why"

وہ اپنا ضبط کھوتی چلائی۔

Because Mrs. Fehmi was sleeping when " she hired us... somehow she woke up from her beauty sleep and realized we were not

"!good enough

خیام کو بھی ان عورتوں کے بغیر کسی وجہ سے آرڈر کینسل کرنے پر غصہ تھا لیکن کائنات جتنا بالکل بھی نہیں تھا۔اس کا غصّہ جائز تھا، ہفتوں کی محنت کو چٹکیوں میں برباد کیا جارہا تھا۔

".That old hag! I'm so gonna kill her"

دانت پیستی بولی اور اپنا فون اٹھا کر نمبر ملایا۔موبائل کان سے لگائے غصہ دبانے کے لیے ٹہلنے لگی۔دوسری طرف سے فون کاٹ دیا گیا تو کائنات نے فون بغیر سوچے سمجھے دیوار پردے مارا۔خیام نے بے یقین نظروں سے اسے دیکھا اور ارشد نے خیام کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو: 'میں نے تو کہا تھا!'

"ان بوڑھی، پلاسٹک اور بوٹوکس کی ماری عورتوں نے مجھے سمجھا کیا ہوا ہے؟ چیریٹی کے نام پر سارے شہر کو اپنے کپڑے، جوتے، زیورات کی نمائش پر دعوت دینے والیاں میری محنت کو برباد کریں گی؟!

I'm so taking these pathetic excuses of human beings to court! They'll regret even ".knowing me

وہ کتابوں کے ریک پر ہاتھ رکھے، دیوار کو گھورتی پورے عزم سے کہہ رہی تھی۔

خیام اس کے پاس آیا۔

"...Kainat! Calm down"

I won't! Not before teaching those scums a " ".lesson

اس نے مٹھیاں بھینچ کر کھولیں اور دایاں ہاتھ پاس رکھیں کتابوں پر مارا۔ کتابیں دھپ دھپ کرتیں فرش پر اور ایک دوسرے پر گریں۔

"!?Arshad! Excuse us"

خیام نے سنجیدگی سے کہا تو ارشد سر ہلا کر باہر چلا گیا۔ اس نے کائنات کے کپکپاتے

ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور زبردستی اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"کائنات میری بات سنو! ہم ضرور ان پر کیس کریں گے اور آئی پرومس تمہاری محنت بھی ضائع نہیں ہوگی۔ لیکن تمہیں سب سے پہلے پر سکون ہونا ہے۔۔۔ یہ اتنا برا غصہ تم پر سوٹ نہیں کرتا!"

"اس وقت میرا دماغ مزید خراب نہیں کرو خیام! جاؤ یہاں سے۔" اسے غصیلی نظروں سے دیکھتے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے چاہے۔ خیام نے اسے ہاتھوں سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا، پھر اسے پر سکون کرنے کی ایک اور کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"میں کہیں نہیں جارہا! کم از کم جب تک تمہارا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو جاتا تب تک میں یہیں ہوں۔ برداشت کرنا پڑے گا۔۔۔" معمولی سے کندھے اچکائے۔ کائنات نے تھکی ہوئی سانس لے کر اپنا آپ ڈھیلا چھوڑ دیا۔ خیام اس کے غصے میں واضح کمی محسوس کرتا مسکرایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے معلوم ہے تمہیں اپنی محنت کی یوں بے قدری پر غصہ آرہا ہے۔مجھے بھی آرہا ہے۔۔۔حالانکہ اس میں میری ذرہ برابر محنت بھی نہیں تھی۔

"!But this is not how you handle it

اس کی پشت سہلاتا نرم لہجے میں بولا۔

"پتا نہیں کس طرح ہینڈل کرنا چاہیے! میں نے،ساری ٹیم نے اسقدر محنت کی تھی۔"غصہ کچھ کم ہوا تو اسے رونا آنے لگا۔آنسو روکنے کی کوشش میں ہونٹ کپکپائے۔

"شش! اس مسئلے کو رو کر تو بالکل ہینڈل نہیں کرنا۔اس سے اچھا تو یہی تھا تم غصہ کرتی رہتی!"اس کے بھیگتے رخسار دیکھ کر بولا۔

"تمہاری وجہ سے رو رہی ہوں! تمہیں ہی شوق چڑھا تھا میرا غصہ کم کرنے کا۔"

اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔

"ادھر میں سوچ ہی رہا تھا کہ کب سارا الزام مجھ غریب پر ڈالا جائے گا؟!"اس کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چہرے پر ہاتھ رکھے انگوٹھے کی مدد سے آنسو صاف کیے۔

"تم میری عادتیں خراب کر رہے ہو! پہلے کوئی کرائسس آتی تھی تو مجھے پتا ہوتا تھا کہ میں نے اکیلے ہی سب سنبھالنا ہے لیکن اب تم مجھے ایموشنل میس میں تبدیل کرتے جا رہے ہو۔۔۔ میں کیا کروں؟" نچلا ہونٹ باہر نکالتے بے چارگی بھری معصومیت سے پوچھا۔

"کیئر فل بے بی! یہ تبدیلی کہیں پیار محبت تک نہ چلی جائے اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔" اس کا ماتھا چوما۔ کائنات پیچھے ہوئی۔

"ہاں بس یہی ایک مسئلہ نہیں تھا میری زندگی میں!" فوراً غصے میں آئی تو خیام نے قہقہہ لگایا۔

"اچھا! چھوڑو، تم یہاں آکر بیٹھو۔" اسے ہاتھ سے پکڑ کر کرسی پر لاکر بٹھایا اور میز پر رکھی بوتل کھول کر گلاس میں پانی ڈالا۔ اس کے بقیہ آنسو صاف کرتے گلاس اس کے ہاتھ میں دیا۔ کائنات نے دو گھونٹ بھر کر واپس میز پر رکھ دیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" کرسی کا رخ اپنی طرف کیا اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا، یوں وہ آمنے سامنے تھے۔ اسے چہرہ اٹھا کر خیام کو دیکھنا نہیں پڑ رہا تھا۔

"آئی گیس!" معمولی سے کندھے اچکائے۔

"میں اپنی بات پر قائم ہوں!"

"کس بات پر؟" الجھ کر اسے دیکھا۔

"کیس کرنے والی بات پر اور تمہاری محنت ضائع نہ ہونے دینے والی بات پر!"

"نہیں، خیام! میں پہلے غصے میں تھی اب تھوڑا ہوش میں آئی ہوں تو مجھے یاد آیا ہے کہ ہم کسی کو بھی Sue کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ کمپنی کوئی بھی مہنگا وکیل افورڈ نہیں کر سکتی۔ آئی گیس۔۔۔ مجھے اپنی محنت کو ضائع ہوتے ہی دیکھنا ہوگا!"

"تمہیں ان دونوں باتوں کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے!" خیام نے اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیے۔

"کیا مطلب؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وکیل میں اپنی جیب سے ہائر کر سکتا ہوں اور جہاں تک بات ہے تمہاری محنت کی تو وہ میں کسی صورت ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ ہم خود چیریٹی گالا آرگنائز کریں گے اور تمہارے گاونز کی auction کروا کر در حقیقت ساری رقم چیریٹی میں دیں گے۔"

"پہلی بات۔۔۔ میں وکیل کے لئے تم سے پیسے ہر گز نہیں لوں گی اور دوسری بات۔۔۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے؟ آئی مین۔۔۔ اتنے مہنگے کپڑے کون خریدے گا؟"

"میرے بہت سے contacts ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ سارے تو نہیں لیکن ان میں سے آدھے سے زیادہ لوگ گولڈ پلیٹڈ اور ڈائمنڈ اسٹڈڈ ڈریسسز تک خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے!"

"You are not bluffing, right?!"

کائنات نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا، وہ اس کی بے یقینی پر ہنسا۔

"نہیں! یہ میری بہت سی فضول ہانکوں میں سے ایک نہیں ہے۔اس لیے

rest assured!"

"اوکے! لیکن ایک اور مسئلہ ہے ہم mannequins پر گاونز شو نہیں کر سکتے۔ ہمیں ماڈلز کی ضرورت ہے۔"اس کی ایک تسلی پر دوسرا مسئلہ یاد آیا۔

"میں دیکھ لوں گا!"خیام نے پرسوچ انداز میں سر ہلایا۔

"کس طرح؟"ایک ابرو تجسس میں اٹھایا۔

"آنکھوں سے!"اپنی بھونڈی جگت پر خود ہی ہنسا۔

"سیریئسلی؟"آنکھیں گھماتی بولی۔

"ابویئسلی ناٹ! ایک ڈائریکٹر پچھلے دو دن سے کسی پروجیکٹ کے لیے کان کھا رہا ہے۔آئی ایم شیور اگر میں اس سے بدلے میں گھنٹے دو گھنٹے کے لیے چار چھ ماڈلز کا مطالبہ کروں تو سودا اتنا بھی گھاٹے کا نہیں ہو گا!"

"کیا ہو گیا ہے انڈسٹری کے لوگوں کو؟"مصنوعی تعجب اور تاسف سے بولی، خیام

نے گھوری ڈالی۔

"اس وقت تمہیں اپنے اس بیان کا نقصان بھی ہو سکتا ہے!" وہ دھمکاتا بولا تو

کائنات نے قہقہ لگایا۔

"!Hmm... as if you will ever say no to me"

کندھے اچکاتی بولی۔

"اتنا غرور؟" بھنویں اٹھاتے پوچھا۔

"آپ کا ہی دیا ہوا ہے!" پھر معصومیت سے کندھے اچکائے۔

"توبہ کرو! بمشکل 10،8 گھنٹے ہوئے ہیں مجھے اپنی محبت کا اعتراف کیے اور تم ابھی سے کسی آسمانی شے کی طرح ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔"

"تو؟ نہیں کرنا تھا! انسان کو اپنی غلطیوں کی سزا خود ہی بھگتنی پڑتی ہے۔۔۔ تمہارا ہی ڈائیلاگ ہے نا یہ؟"

"بالکل میرا ہے لیکن بندہ تھوڑا لحاظ ہی کر جاتا ہے! یوں شوہر کے منہ پر اس کی

باتیں ماری جاتی ہیں؟" سنجیدگی سے کہتے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ مسکرائی۔

"خیام؟!" نرم، ملائم لہجہ تھ۔

"ہوں!" اس نے محتاط نظروں سے اسے دیکھا، کوئی نئی بے عزتی؟

"تھینک یو!" مدھم سی سرگوشی تھی، خیام کو خوشگوار حیرت نے آگھیرا۔

"?For What"

For being there for me! For not leaving "

".when I asked you to

کائنات نے تھوڑا جھک کر اپنے بازو اس کے شانوں کے گرد لپیٹے اور اس کے بالوں پر اپنا رخسار ٹکایا۔

"!Always"

وہ مسکرایا۔ مطلب؟ کائنات عالم، اس کی بیوی بھی ایک عدد دل رکھتی تھی!

"اوکے! اب کیا؟" وہ سیدھی ہوئی البتہ ہاتھ اس کے شانوں پر ہی رکھے تھے۔

"اب یہ کہ میں پہلے ڈائریکٹر کو کال کر کے ماڈلز کا پتا کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے اس کا جواب پوزیٹو ہی ہو گا۔ ویسے میرے خیال سے ہمیں مسز فہمی competition دینا چاہیے اور ایگزیکٹ اسی دن گالا رکھنا چاہیے! تمہارا کیا خیال ہے؟"

"نیکسٹ ویک تھرسڈے تک ٹائم ہے ہمارے پاس۔ تمہیں یقین ہے تم تب تک سب کچھ کر لو گے؟

"!I mean... it is something big to pull off

اسے ہر کام مکمل یقین اور اعتماد کے ساتھ کرنے کی عادت تھی۔ پہلی دفعہ وہ کچھ خیام کے کندھوں پر ڈال رہی تھی اور ہچکچا بھی رہی تھی۔

"میں دیکھ لوں گا! اور سب سے ضروری۔۔۔ میں ابھی تمہارے سامنے وکیل کو کال کر رہا ہوں۔ خیام شاہ کی بیوی سے پنگا لینا ان معزز خواتین کو بہت مہنگا پڑنے

والا ہے!" کوٹ کی اندرونی جیب سے اپنا فون نکالتا بولا۔

"لیکن پھر میں خود وکیل کو پے کروں گی!" کائنات نے اس کا نمبر ملاتا ہاتھ پکڑا۔

"میں پوچھ سکتا ہوں اچانک کونسا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے؟" ایک ابرو اٹھایا اور طنزیہ کہا۔

"خزانہ ہی کہہ لو! میرا حق مہر کا چیک ویسے کا ویسا پڑا ہوا ہے۔"

"خبردار، کائنات! تم وہ رقم ان فضول عورتوں کی وجہ سے کیے گئے کسی وکیل پر خرچ نہیں کرو گی بلکہ اپنے اوپر خرچ کرو گی۔" انگلی اٹھا کر بولا اور اس بار وہ سو فیصد سنجیدہ تھا۔ وہ اس قدر واضح تنبیہہ پر تھوڑا سوچ میں پڑ گئی، پھر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے میں نہیں کروں گی لیکن پھر تم بھی نہیں کرو گے۔

Lets just forget about it!"

وہ بھی سنجیدہ تھی۔

خیام ہچکچایا اور اسے رضامند کرنے کے لیے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

Its not that much for me,the money. "

"!Believe me when I say I've plenty of it

"!.Doesn't matter...I don't want you to"

وہ اپنی بات پر قائم تھی اور خیام اس کی ہمیشہ اپنی من مانی کرنے کی عادت سے اب تک واقف ہو چکا تھا۔اس لیے بات کو وہیں ختم کرتا بولا۔

"!Fine"

گہری سانس لیتا اٹھا اور اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر فکر مندی سے بولا۔

"تم واقعی ٹھیک ہو نا اب؟"

کائنات نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔وہ اس کا گال تھپتھپا کر جانے لگا لیکن اس نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔خیام نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

"یہاں سے جم، پھر گھر اور کپڑے بدل کر عمر کی طرف!"

"کیوں؟"

وہ یہ سوال ہی کیوں کر رہی تھی؟اس نے خود کو ڈانٹا۔لاشعوری طور پر وہ اسے جانے سے روک رہی تھی۔

"گیم نائٹ۔"خیام کو اس کی اندرونی حالت کا علم نہیں تھا ورنہ فوراً سے پہلے رک جاتا۔گیم نائٹ میں کچھ بھی خاص نہیں تھا،وہ یہ فضول کام مہینے میں کئی بار کرتے تھے۔

"او!ٹھیک ہے۔خدا حافظ!"اس کا ہاتھ چھوڑتی،زبردستی مسکرائی۔وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

اس نے اگلے پانچ،دس منٹ خیام کے پیچھے بند ہوتے دروازے کو گھورتے گزارے۔وہ کیوں اس کے یوں لاپرواہی برتنے پر پریشان ہو رہی تھی؟وہ تو سدا کا لاپرواتھا اور وہ یہ بات بہت پہلے سے جانتی تھی۔خیام اس سے محبت ضرور کرنے لگا تھا لیکن محبت کسی کی فطرت تو نہیں بدلا کرتی؟یا شاید لوگ بدل جاتے ہیں؟پر وہ

کہاں بدلا تھا؟

خیام شاہ کا تو پتا نہیں لیکن اس نے خود میں تبدیلی محسوس کی تھی اور وہ تبدیلی اسے ڈرانے کو کافی تھی!

وہ تیزی سے اٹھی اور دفتر سے ملحقہ واش روم میں داخل ہو کر سنک تک آئی۔ پانی چلا کر دو چار چھینٹے اپنے چہرے پر مارے۔ نل بند کر کے سامنے لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔ سب کچھ وہی تھا۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں بدلا تھا!

اس نے خود کو تسلی دی اور پیپر ٹاول سے چہرہ تھپتھپا کر باہر نکلی۔ بغیر یہاں وہاں دیکھے میز سے بیگ اٹھایا اور سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر روشنی بجھاتی باہر آگئی۔ سارا دفتر خالی ہو چکا تھا، وہ اپنی سوچوں میں گم راہداریاں پار کرتی لفٹ کے ذریعے نیچے آئی اور وہاں سے باہر اپنی اکیلی کھڑی گاڑی تک۔

وہ گاڑی میں بیٹھی گھر کی طرف سفر کر رہی تھی مگر ذہن آج صبح سے لے کر شام تک کے واقعات کو سوچے جا رہا تھا۔ اسے خیام کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دینی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاہیے! گھر پہنچنے تک وہ یہ فیصلہ کر چکی تھی۔

■■■■■

وہ گاڑی میں بیٹھی گھر کی طرف سفر کر رہی تھی مگر ذہن آج صبح سے لے کر شام تک کے واقعات کو سوچے جا رہا تھا۔اسے خیام کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے! گھر پہنچنے تک وہ یہ فیصلہ کر چکی تھی۔

گاڑی اپنی جگہ پر روک کر اندر کی طرف بڑھی،اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے میں جانے کا تھا مگر اس کے گھر والوں کا ارادہ کچھ اور تھا۔

"کائنات! مجھے تمہاری مدد چاہیے۔" ارسلان کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی،وہ بولا۔

اس نے لاؤنج کے اندر جھانکا تو ارسلان، فرحان، بلقیس بانو، حیدر، آیت اور عینا کو مختلف طریقوں سے صوفوں پر بیٹھے اور لیٹے پایا۔عالم مرتضی یقیناً اپنے کمرے میں تھے اور شاید ربیعہ بھی۔

"جی بھائی!" وہ مسکراتی ہوئی اندر آئی اور ارسلان کی بائیں طرف بیٹھی،دائیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف بلقیس بانو تھیں۔

"مما کب سے مجھے ایک ہی بات کہے جا رہی ہیں۔۔۔انہیں کوئی بتاتا کیوں نہیں کہ میں اب ان کی ماننے کی عمر سے نکل آیا ہوں؟!" وہ جھنجھلاتا بولا۔اس نے حیرت سے ایک نظر بلقیس بانو کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی،ابھی دو ہفتے پہلے ہی تو ان دونوں نے ایک دوسرے کے معاملات میں ٹانگ نہ اڑانے کی قسم کھائی تھی۔

"کیا ہوا؟"اس نے آہستگی سے بنا کسی کو مخاطب کیے پوچھا۔بلقیس سے جواب کی اسے پہلے بھی توقع نہیں تھی لیکن جب ارسلان بھی چپ رہا تو اس نے فرحان کو دیکھ کر اشارے سے پوچھا۔

"مما چاہتی ہیں کہ بھائی شادی کر لیں اور بھائی چاہتے ہیں کہ ویل۔۔۔وہ کچھ نہیں چاہتے!"فرحان نے کندھے اچکا کر جواب دیا اور دوبارہ فون میں گھس گیا۔حیدر بھی اس کے ساتھ بیٹھا فون استعمال کر رہا تھا۔عینا اور آیت اپنے درمیان میگزین رکھے اس پر تبصرے کر رہیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اسی لیے تو جو میں چاہتی ہوں وہی ہو گا!" بلقیس نے دو ٹوک کہا۔

"میں 27 سال کا ہوں مما! آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ مجھے فورس یا بلیک میل کر سکتی ہیں؟"

"کیونکہ میں تمہاری ماں ہوں!" اسی سکون سے بولیں۔

"آپ کو مایوس کرنے پر معذرت ماں! کیونکہ ابھی میرا آپ کی بلیک میلنگ میں آ کر شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" وہ اکتا کر کہتا اٹھنے لگا مگر ان کی اگلی بات پر رکنا پڑا۔

"تمہاری وجہ سے میں ربیعہ کی شادی بھی نہیں کر رہی۔" اسے بلیک میل کرنے کا ایک اور طریقہ، وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا!

"میری وجہ سے نہیں۔۔۔ آپ اپنی وجہ سے اس کی شادی نہیں کر رہیں!" صاف گوئی سے کہتا اٹھا اور سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

"چچی! آپ اپنی اولاد کی زندگی dictate نہیں کر سکتیں۔۔۔ آپ مان کیوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں جاتیں یہ بات؟" کائنات نے باقی لوگوں کے خیال سے آواز آہستہ ہی رکھی۔

"میں آج تک کرتی آئی ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی!" وہ بھی شاید سامنے والے صوفے پر بیٹھی اپنی اولاد کا لحاظ کر رہی تھیں ورنہ اس تبصرے پر کائنات عالم کو اس کی نانی یاد دلا دیتیں۔

وہ کچھ نہیں بولی، اٹھ کر سیڑھیاں چڑھتی اوپر آ گئی۔اپنے کمرے کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے کھولنے لگی مگر اوپری منزل کے لاؤنج کے سامنے بنے ٹیرس پر ارسلان کو سگریٹ پیتے دیکھ کر اس کی طرف چلی آئی۔

"آپ مان کیوں نہیں جاتے؟" صرف بلقیس بانو ہی نہیں وہ سب اس مستقل انکار کی وجہ جاننا چاہتے تھے۔ سگریٹ لبوں تک لے جاتا اس کا ہاتھ ایک پل کو رکا اور نظروں کے سامنے اپنے انکار کی جیتی جاگتی وجہ گھوم گئی۔وہ ریلینگ سے کہنیاں ٹکائے سامنے دیکھتا رہا۔کائنات ہی دروازے سے ٹیک چھوڑتی اس کے پاس آئی۔

"آپ نے جواب نہیں دیا؟" اس کے پتھریلے تاثرات کو غور سے دیکھتی بولی۔

"کوئی جواب نہیں ہے۔" دوبارہ سگریٹ کا کش لیا۔

"کوئی لڑکی ہے؟"

بلقیس بانو اس سے بہت پہلے جان گئی تھیں کہ کوئی لڑکی ہے اور انہوں نے اس کی پسند کی شادی کرنے کی حامی بھی بھری تھی۔ منافقت کی حد تھی! جس کام کی بیٹی کو ہر گز اجازت نہیں دی تھی۔۔۔اس پر بیٹے کو کھلی چھوٹ دے دی گئی تھی۔

ارسلان نے ان کی پر کشش پیشکش ٹھکرادی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔اسے کسی اور کے ساتھ خوش دیکھنے کے بعد تو بالکل نہیں!

"کوئی نہیں ہے کائنات! اگر کوئی ہوتی تو تمہیں سب سے پہلے بتاتا۔" جھوٹ بولتے ہوئے غلطی سے بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔اس کے ماتھے پر بل پڑے، یہ بات بھی نہیں ہے تو پھر کیا بات ہو سکتی ہے؟

"سچ کہہ رہے ہیں؟" اسے اس کے حال پر چھوڑنے سے پہلے آخری کوشش کی۔

"بالکل۔" وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلا تھا۔

"آپ جانتے ہیں نا آپ اپنی بہن کو کچھ بھی بتا سکتے ہیں؟ میرا مطلب ہے آپ کو مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے!" اس کا بازو چھو کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

"ہوں!" ارسلان نے بھینچے ہونٹوں کے ساتھ اتنا ہی کہا اور سگریٹ پھینک کر بغیر اسے دیکھے اندر چلا گیا۔ وہ کچھ دیر، پہلے اس کے بازو پر رکھے ہاتھ اور اب ہوا میں رکے اپنے بازو کو دیکھتی رہی پھر ہاتھ پیچھے کرتی اندر چلی آئی۔ اپنے کمرے میں آکر کپڑے لیے اور نہانے چلی گئی۔ نہانے کے بعد گیلے بال خشک کرنے کی زحمت بھی نہیں کی اور شام کے سات بجے ہی بغیر کچھ کھائے پیئے روشنیاں بجھاتی بستر پر سونے کے لیے لیٹ گئی۔ آج کے دن بہت سا ڈرامہ دیکھا تھا اس نے۔۔۔ جسے ہضم کرنے کے لیے اسے دس بارہ گھنٹوں کی نیند درکار تھی!

▪▪▪▪▪

"چلیں کائنات؟" خیام نے اس دفتر کا دروازہ کھول کر پوچھا۔ وہ آج صبح سے اس

سے کترا رہی تھی اور خیام کا خیال تھا کہ وہ ایسا چیریٹی گالا میں اس سے مدد لینے کی وجہ سے کر رہی ہے۔اس کی بیوی ایک انڈیپنڈنٹ عورت تھی، جسے دوسروں کی مدد لینا بالکل پسند نہیں تھا۔

"کہاں؟" فائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بھول گئی نا؟ آپی کی طرف جانا ہے۔"

"ہاں! چلتے ہیں۔" فائلیں سمیٹ کر رکھیں اور اپنی ضروری چیزیں اٹھا کر بیگ میں ڈالیں، جن میں ٹوٹا ہوا موبائل بھی شامل تھا۔

"فون کا صحیح کباڑا کیا ہے تم نے!" وہ افسوس کر بولا۔

"صرف اسکرین ٹوٹی ہے! نئی ڈلوا لوں گی۔" کندھے اچکا کر کہا اور میز پر نگاہ کی، سب کچھ اپنی جگہ پر تھا۔ مطمئن سی سر ہلاتی اٹھی اور بیگ اٹھا کر اس کی طرف بڑھی۔ خیام نے اس کے لیے دروازہ کھولا، اسی وقت اس کا فون بجنے لگا۔

"ایک سیکنڈ!" دروازہ واپس بند کیا اور جیب سے موبائل نکال کر دیکھا۔ یتیم خانے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے روبینہ کی کال تھی،اس نے رسیو کر کے فون کان سے لگایا۔

"السلام علیکم !سب ٹھیک ہے روبینہ ؟"فکر مندی سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام ! علی بہت پریشان کر رہا ہے۔اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایااور وہ آج سکول بھی نہیں گیا۔آپ سے ملنے کی ضد کر رہا ہے۔"

"ٹھیک ! میں آرہاہوں۔"اس نے فون بند کیا۔

"کیاہوا؟"کائنات نے پوچھا۔

"علی روبینہ کو تنگ کر رہاہے۔مجھے جاناپڑے گا!"موبائل جیب میں رکھتا بولا۔

"میں بھی چلتی ہوں پر آپی کے ساتھ لنچ کا کیا؟"

"میں آپی کو کال کر دوں گااور تم اگر بغیر روئے ہینڈل کر سکتی ہو تو چلو میرے ساتھ ؟!"یہ طنز نہیں تھا، سنجیدہ سوال تھا۔وہ جانتا تھا علی نے روئے بغیر اور رلائے بغیر اسے واپس نہیں آنے دینا تھا۔

"پتا نہیں !"اپنے بارے میں آج سے پہلے وہ اتنی بے یقین کبھی نہیں ہوئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

".I'll handle! Khuda Hafiz"

اس کی الجھن سمجھتا سر ہلاتا، دروازہ کھول کر راہداری میں آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ میں داخل ہوا۔ نیچے پہنچ کر عمارت سے باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا۔ پھر سیٹ بیلٹ باندھی اور گاڑی چلا کر آگے بڑھائی۔ اگلے بیس، پچیس منٹ میں وہ یتیم خانے کے باہر گاڑی روک رہا تھا۔ چوکیدار سے دعا سلام کر کے اندر آیا اور اس کی نظر دور جھولوں پر علی کو بہلاتی روبینہ پر پڑی۔ اس نے وہیں کا رخ کیا۔

اس پر نگاہ پڑتے ہی علی تیزی سے جھولے سے اترا اور پورے جوش سے اس کی طرف بھاگا۔

www.novelsclubb.com

"پاپا!" وہ خوشی سے چلایا۔ خیام رک کر مسکراتا ہوا اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ شاید اسی کی نظر لگی تھی، اگلے ہی پل علی کا پاؤں رپٹا اور وہ اوندھے منہ گرا۔

خیام بھاگتا ہوا اس تک پہنچا اور سیدھا کر کے اس کے کپڑے جھاڑے۔ وہ اس کی روندھی شکل دیکھ کر ہنسا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یار مرد بنو۔۔۔اتنی چھوٹی بات پر کون روتا ہے؟"

"میں آپ سے ناراض ہوں!" علی نے خفگی سے گال پھلاتے کہا۔

"لے! میں نے کیا قصور کر دیا ہے؟" اسے اٹھاتا کھڑا ہوا۔

"آپ نے پرامس کیا تھا ماما کو لے کر آئیں گے؟!"

"میں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ آپ بینا آنٹی کو تنگ نہیں کرو گے! پھر انہوں نے مجھ سے آپ کی شکایت کیوں کی؟" خیام نے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا تو علی نے معصومیت سے جواب دیا۔

"میں آپ اور ماما کو مس کر رہا تھا!"

"میں بھی آپ کو بہت مس کرتا ہوں!" اس نے پیار سے کہتے جھک کر اس کے گال چومے۔

"علی آپ کو واقعی بہت پسند کرنے لگا ہے۔" روبینہ نے ان کے پاس آ کر کہا۔

"میں بھی علی کو بہت پسند کرتا ہوں!" خیام نے ایک نظر اپنے کندھے پر سر رکھے،

www.novelsclubb.com

انگلیوں پر ایک، دو، تین گنتے علی کو دیکھ کر کہا۔

"اور سکول کیوں نہیں گئے آپ؟" یاد آنے پر پوچھا۔

"سب کو ان کے پاپا سکول چھوڑنے آتے ہیں۔۔۔مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے!" اس کے کندھے سے سر اٹھا کر اپنی آنکھوں اور ہاتھوں سے بخوبی اسے منانے کے لیے اشارہ بھی کیے۔

"جب آپ میرے ساتھ رہنے آجاؤ گے تب میں ہی آپ کو سکول چھوڑنے جایا کروں گا!"

"کب؟" علی نے ہمیشہ والا سوال دہرایا۔

"بہت جلد!" خیام نے بھی استعمال شدہ جواب دیا۔

"یہ 'بہت جلد' کس دن آتا ہے پاپا؟" علی نے پریشانی سے پوچھا اور اس نے قہقہہ لگایا۔

"یہ 'بہت جلد' اگلے ہفتے تک ضرور آجائے گا میری جان!" اس کے بال بکھیرتے

جواب دیا۔

"پلیز اللہ جی! اگلا ہفتہ جلدی بھیج دیں۔" دونوں ہاتھ ملا کر آنکھیں بند کرتے دعا کی، خیام کے قہقہے پر اس نے آنکھیں کھول کر اسے گھورنے کی کوشش کی۔

"بیڈ مینرز پاپا! میں دعا کر رہا ہوں اور دعا کرتے ہوئے شور نہیں کرتے۔"

"اچھا میرے باپ! نہیں کرتا شور۔" اپنے ہونٹ سینے کا اشارہ کیا۔ وہ اس کے اشارے پر کھلکھلا کر ہنسا۔

"مجھے ایکسکیوز کریں خیام! باقی بچے سکول سے آنے والے ہیں کھانے کا انتظام دیکھنا ہے۔" روبینہ نے کہا۔

"شیور! باقی بچے بھی علی کے سکول میں ہی پڑھتے ہیں؟" اس نے برسبیل تذکرہ پوچھ لیا۔

"نہیں سر!" انہوں نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں؟ اگر وجہ سکول کا مہنگا ہونا ہے تو پھر علی وہاں کیوں جا رہا ہے؟" وہ یہ بات

پہلے بھی پوچھنا چاہتا تھا لیکن موقع اب ملا تھا۔

"معذرت! مجھے نہیں لگتا مجھے آپ کو اصل وجہ بتانے کی اجازت ہے۔" روبینہ نے لاچاری کا اظہار کیا۔ خیام کی الجھن میں اضافہ ہوا۔

"جوزف انکل کہاں ہیں؟"

"اپنے آفس میں۔"

"علی! میں دو منٹ میں آرہا ہوں پھر ہم پارک جائیں گے۔" اسے نیچے اتارتا بولا۔

"یپی!" علی نے پرجوش ہو کر تالی بجائی۔

خیام مسکراتا ہوا عمارت کی طرف بڑھا اور اندر آکر مختلف راہداریاں پار کرتا جوزف سلیمان کے دفتر پہنچا۔ اس نے دروازے پر دستک دی اور اجازت ملنے پر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"ارے آؤ خیام!" وہ دفتر کی بائیں طرف رکھے صوفوں پر بیٹھے دیوار پر ایل۔ ای۔ ڈی پر خبریں سنتے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"کیسے ہیں آپ؟"خیام ان سے مل کر ان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا۔

"میں ٹھیک! تم کیسے ہو؟ چائے لو نا؟"میز پر رکھی کیتلی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ!"خیام نے اپنے لیے آدھا کپ چائے نکالی۔

"میں علی سے ملنے آیا تھا۔"اس نے محتاط طریقے سے بات کا آغاز کیا۔کائنات سے جڑے رشتوں کے سامنے وہ سوچ سمجھ کر اور تول تول کر ہی بولا کرتا تھا۔کیونکہ اس کی نا سہی۔۔۔اس کی بیوی کی اپنے حلقہ احباب میں کافی عزت تھی۔

"اچھی بات ہے! کائنات کو بھی ساتھ لے آتے؟"انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

www.novelsclubb.com

"وہ آنا چاہتی تھی لیکن پھر علی اس کو لے کر بہت ایموشنل ہو جاتا ہے اس لیے میں نے منع کر دیا۔"اس نے بھی اپنی چائے کا گھونٹ بھرا اور چینی نہ ڈالنے پر دل ہی دل میں بنانے والے کو سو صلواتیں دیں۔

"اور adoption procedure کہاں تک پہنچا ہے؟ تمہارا وکیل کاغذات

وغیرہ تو لے گیا تھا مجھ سے۔"

"میری انکل خالد سے بات ہوئی تھی۔ایک،ڈیڑھ ہفتہ لگ سکتا ہے!"

"صحیح !اور سب خیریت ؟"جان گئے تھے کہ وہ بلاوجہ ان کے پاس نہیں آیا۔

"مجھے آپ سے علی کے بارے میں کچھ پوچھنا تھا!"

"کیا؟"

"علی کا سکول باقی بچوں سے الگ کیوں ہے اور مہنگا بھی ؟"اس کے سوال پر وہ سوچ میں پڑ گئے کہ بتائیں یا نہ بتائیں؟ پھر بتانے کا فیصلہ کرتے بولے

"کیونکہ علی کا دادا اس کو فنانشلی اسپورٹ کرتا ہے!"انہوں نے کہہ کر اس کے چہرے پر تیزی سے جگہ بناتی حیرت کو دیکھا۔

"مجھے لگا تھا علی کا کوئی نہیں ہے !اس کے دادا کو اسے کسی یتیم خانے میں رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟"ذہن میں آتے بہت سے سوالوں میں سے ایک کو لفظوں میں ڈھال کر پوچھ لیا۔

"کیونکہ جس دن علی پیدا ہوا تھا اس دن حشمت خان کا بیٹا روڈ ایکسیڈنٹ میں مر گیا تھا۔ بڑے توہم پرست لوگ ہیں!" انہوں نے کندھے اچکاتے کہا۔ خیام نے بے یقینی اور مزید الجھن سے انہیں دیکھا۔ کیا آج کے دور میں بھی پتھر کے زمانے کے لوگ پائے جاتے ہیں؟ اور یہ نام اسے سنا سنا کیوں لگ رہا ہے؟

"آپ نے اس حشمت خان سے علی کی ایڈاپشن کی بات کر لی ہے؟ کیونکہ میں بعد میں کسی ایرے غیرے کا علی پر کلیم نہیں مانوں گا!"

"میری اس سے بات ہو چکی ہے۔۔۔ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا!"

"پھر ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں علی کو پارک تک لے کر جانا ہے۔" اس نے چائے کا کپ واپس رکھا اور اٹھا۔

"چائے نہیں پی تم نے؟" انہوں نے بھرا ہوا کپ دیکھ کر کہا۔

"Not a big fan of tea!"

مسکراتا ہوا بولا۔

"میں کچھ اور منگوا دیتا ہوں؟" انہوں نے پیشکش کی۔

"ضرورت نہیں ہے!" ان کو انکار کرتا دفتر سے نکلا اور علی کو لے کر باہر کھڑی اپنی گاڑی تک آیا۔ اسے اندر بٹھا کر دوسری طرف سے خود بھی بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے قریب ترین پارک کو جاتے راستے پر آگے بڑھائی۔ اس کے فون کی گھنٹی بجی، نکال کر دیکھا تو کائنات کا پیغام تھا۔

"علی ٹھیک ہے؟" اس نے ایک نظر ڈیش بورڈ پر لگے بٹن گنتے علی کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اس کی خیریت کی اطلاع لکھ کر بھیجی۔ گیئر کے ساتھ بنے سوراخ میں موبائل رکھا لیکن دوبارہ بجنے پر پھر اٹھانا پڑا، صارم کا فون تھا۔ اس نے کال اٹھا کر فون اسپیکر پر کیا۔

"!Hey bro"

"وعلیکم السلام خیام!" صارم نے طنزیہ کہا۔

"وہی، وہی!" خیام نے آنکھیں گھماتے کہا۔

"کدھر ہو؟ لنچ پر ملتے ہیں۔کافی عرصے سے ہم دونوں نے اکٹھے وقت نہیں گزارا!" صارم کی آوازا سپیکر سے نکلتی، گاڑی کی محدود فضا میں گونج رہی تھی۔ علی بھی اپنے مصروفیت ترک کیے،ان کی طرف متوجہ تھا۔خیام نے اسے دیکھتا پا کر آنکھ ماری، وہ ہنسنے لگا۔

"یہ کون ہے؟" صارم نے معصومانہ کھلکھلاتی آواز سن کر پوچھا۔

"میں تمہیں اڈریس بھیج رہا ہوں۔۔۔وہاں پہنچ کر مل لینا میرے گول گپے سے!" علی کے گال کھینچتے بولا۔

"اوکے!" اس نے فون بند کیا اور پتا لکھ کر صارم کو بھیجا پھر ارسلہ کا نمبر ملا کر کھانے پر نہ آنے کی معذرت کی۔وہ بھی اسی کی بہن تھی۔۔۔کوئی معذرت قبول نہیں کی تھی بلکہ اسے کل لازمی آنے کا کہا۔خیام نے حامی بھر کر فون بند کر دیا۔دو منٹ بعد وہ پارک کے باہر گاڑی روک رہا تھا۔

"علی صاحب! آگیا آپ کا پارک۔" کہتا باہر نکلا اور علی کی طرف کا دروازہ کھولا۔

اس کی بیلٹ اتاری تو وہ چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور اندر کی طرف بھاگا۔

"!Easy there Champion"

خیام نے ہنستے ہوئے آواز لگائی اور گاڑی بند کرتا اس کے پیچھے آیا۔ وہ اور علی آدھے گھنٹے تک مختلف کھیل کھیلتے رہے۔

"اوبس! اوبس! جوان! تمہارا بوڑھا باپ تھک گیا ہے۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا اور گھاس پر لیٹ گیا۔

"یپی! میں جیت گیا۔" علی ہنستا ہوا اس کے اوپر آ کر گرا۔ خیّام نے اپنے ہاتھ اس کے گرد رکھ کر اسے گرنے سے بچایا۔

"مزہ آیا؟" اس کے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

"بہت!" علی نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آہم!" آواز پر خیام نے چہرہ موڑ کر درخت سے ٹیک لگا کر کھڑے صارم کو دیکھا۔ اسے متوجہ دیکھ کر صارم نے ٹیک چھوڑی اور ان کے پاس آ کر پینٹ اوپر

www.novelsclubb.com

کھینچ کر زمین پر بیٹھا۔ علی خیام کے سینے پر دوسری طرف رخ کیے لیٹا تھا۔

"یہ کون ہے ؟" صارم کا تجسس اسے کوئی اور بات کرنے ہی نہیں دے رہا تھا۔

"علی۔۔۔ میرا بیٹا اور علی یہ تمہارا تایا ہے۔" اس نے تعارف کروایا۔ علی نے چہرہ موڑ کر صارم کو دیکھا۔

"تمہارا بیٹا۔۔۔" وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ تمہارا بیٹا کہاں سے ہو گیا؟ لیکن پھر ٹھٹھک کر علی کے جانے پہچانے نقوش دیکھنے لگا۔

"خیام ! مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے میں اپنی آنکھوں سے اپنا بچپن دیکھ رہا ہوں ؟" صارم نے علی کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ خیام نے باری باری ان دونوں کو دیکھا اور مماثلت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکا۔

"واقعی !" وہ اٹھ کر بیٹھا، علی اس کی گود میں تھا۔

"ہیلو انکل ! میں علی ہوں۔" اس نے اپنا ننھا ہاتھ صارم کے سامنے کیا۔

"ہیلو بیٹا !" وہ بمشکل یہی دو لفظ کہہ سکا تھا۔ چار سال پرانی یادیں پوری قوت سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ذہن کے پردوں پر حملہ آور ہوئی تھیں۔

"علی تم جھولے پر جاؤ! میں آ رہا ہوں۔" خیام نے اسے وہاں سے بھیجا اور اپنے بھائی کے رنگ بدلتے چہرے کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا ایسا ممکن ہے؟ کیا علی میرا بیٹا ہو سکتا ہے؟" وہ امید موہوم کے ساتھ بولا۔

خیام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"بھائی! ہم اسے اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے آئے تھے۔"

"لیکن اریشہ کبھی مانی ہی نہیں کہ وہ ہمارا بیٹا تھا۔۔۔اور صرف اس نے صدام کو پیدائش کے وقت دیکھا تھا! ہمارے پاس اس کی ڈیڈ باڈی ہی لائی گئی تھی۔" صارم نے تیزی سے بھیگتی آنکھوں کو مسلتے کہا۔ خیام اٹھا، ہاتھ سے کھینچ کر اسے بھی کھڑا کیا اور زور سے اپنے بازوؤں میں بھینچا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ وقت اس کے بھائی کی زندگی کا تکلیف دہ ترین وقت تھا۔

"صارم، میرے بھائی! کوئی امید مت پالو۔ یہ اتفاق بھی تو ہو سکتا ہے؟ مجھے تو خود پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حیرت ہے میں نے پہلے کیوں نہیں دیکھی یہ مشابہت؟"

!I can't help it, Khayam"

تمہیں علی کہاں سے ملا؟"اس سے علیحدہ ہو کر علی کو دیکھا۔

".Hope orphanage"

خیام نے کہا اور اپنے الفاظ کے جادو سے صارم کے چہرے کو چمکتے دیکھا، آنکھوں میں امید پھر سے جاگی۔

"!He could be my son"

حسرت بھری نظریں علی پر تھیں۔

www.novelsclubb.com

...I don't think so"

کیونکہ یتیم خانے میں بھی اس کا دادا اسے فنانشلی سپورٹ کرتا ہے۔"

"خیام! کون پاگل اپنی اولاد کو یوں یتیم خانوں میں چھوڑتا ہے؟"صارم کو اس کی بات پر بالکل یقین نہیں آیا تھا یا شاید وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"ہے ایک پاگل حشمت خان نامی! جس کا بیٹا علی کی پیدائش پر کسی سٹوپڈ روڈ ایکسیڈنٹ میں مر گیا تھا۔"

"کیا؟ کیا کہا تم نے؟" صارم بے یقینی سے چلایا۔

"کیا؟" اس نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"تم اتنے لاپرواہ کیوں ہوں خیام؟ حشمت خان، اریشہ کا باپ ہے اور میرا اسسر! علی میرا بیٹا ہے۔" اس نے غصے سے خیام کے کندھے پر ہاتھ مارا اور علی کی طرف بھاگا۔ اپنے بیٹے کے سامنے گھٹنے ٹیکے بیٹھا اور اسے گلے لگایا۔ وہ اس کی گردن میں چہرہ دیے رو رہا تھا اور علی سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کیوں رو رہا ہے؟

"انکل! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ کے بھی ماما، پاپا نہیں ہیں؟ آپ کو پتا ہے جب میرے ماما، پاپا نہیں تھے تو میں بھی بہت روتا تھا۔ پھر میں نے اللہ سے دعا کی تو انھوں نے مجھے ماما، پاپا دے دیے۔۔۔ آپ بھی دعا کریں نا؟!" اس نے ننھے ہاتھوں سے صارم کی پیٹھ تھپکی اور اس کا دل چار سال بعد نئے سرے سے ٹکڑے

ٹکڑے ہونے لگا۔

"نہیں، میری جان! آپ کو کس نے کہا آپ کے ماما پاپا نہیں ہیں؟"اس نے سر اٹھا کر اس کا ماتھا چوما اور ساتھ کھڑے خیام کو ایک نظر دیکھا تو آنکھوں میں غصہ پھر سے بھرنے لگا تھا۔

"Sarim! We're not sure...

ابھی علی کو اس سب میں مت گھسیٹو۔"وہ تنبیہی انداز میں بولا۔صارم تیزی سے اٹھا اور اسے بازو سے کھینچتا علی سے دور لے کر آیا۔

" I'm f****** sure he's mine! What do you want? A DNA test?"

گالی تو بہت معمولی بات تھی وہ اس وقت خیام کو پیٹنے تک کا سوچ رہا تھا۔

"میں نے ابھی کیا کہا ہے تم سے؟ حشمت خان اس کا دادا ہے نانا نہیں!"

"تمہیں اپنے علاوہ کسی اور کی پرواہ ہوتی تو تم جانتے کہ حشمت خان کا اکلوتا بیٹا ولید

خان کنوارہ ہی مرا تھااور اسی دن مرا تھاجب صدام پیدا ہوا تھا۔"اس نے خیام کے چہرے کی جگہ درخت کے تنے پر ہاتھ مارا، حالانکہ دل اس کے چہرے پر نشان چھوڑنے کے لیے بہت للچا رہا تھا۔

"لیکن پھر ہمارا صدام وہاں کیسے پہنچا اور علی کیسے بنا؟ حشمت خان کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"اس نے انجان بن کر پوچھا اور بس اس بار صارم اپنا ہاتھ نہیں روک سکا تھا۔اس کا بھاری گھونسہ کھانے کے بعد خیام اطمینان سے اپنے پھٹے ہونٹ سے خون صاف کر رہا تھا۔صارم کا غصہ کچھ کم ہوا تو اس کے چہرے پر سجی مسکان دیکھ کر ماتھے پر بل پڑے۔

"تم بہت غصے میں تھے!اگر یہ غصہ مجھ پر نہ نکلتا تو مجھے یقین ہے تمہارا اگلا شکار حشمت خان ہوتا۔۔۔اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ وہ میری طرح مسکرا کر تمہارا غصہ نہ جھیل رہا ہوتا۔"کندھے اچکاتے کہا،صارم نے گہری سانس لے کر اس کی بات سے اتفاق کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بچے گا تو وہ اب بھی نہیں! حشمت خان میری اولاد کو مجھ سے دور کرنے کی قیمت چکائے گا۔"

"ضرور! لیکن میری ایک بات مانو گے؟"

"تم کچھ منوانے کی پوزیشن میں ہو؟" صارم کا اشارہ اس کی بے خبری، لاپرواہی اور لاتعلقی کی طرف تھا۔

"جھوٹ نہیں بولوں گا تم سے! میں علی کو جب ملا تھا تو وہ مجھے اپنا اپنا ہی لگا تھا لیکن اس کی کیا چیز اپنی لگتی ہے، میں پوائنٹ آؤٹ نہیں کر سکا تھا۔ میری غلطی ہے آئی ایم سوری۔۔۔!" اس کی تقریر ابھی جاری تھی۔

"You should be!"

صارم نے گھورتے ہوئے دخل اندازی کی۔

"لیکن مجھے حشمت خان کے بارے میں آج ہی پتا چلا ہے اور نام سنا سنا ہونے کے باوجود میں پہچان نہیں پایا تھا۔۔۔ جس کے لیے آئی ایم ناٹ سوری کیونکہ میں اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شخص سے ملا تک نہیں ہوں!"

"خیام شاہ! یہ بہانہ نہیں چلے گا۔ڈراموں اور فلموں کی کہانیاں رٹنے والے کو یہ نہیں پتا کہ اس کے بھائی کی لو اسٹوری میں ولن کا رول کس نے پلے کیا تھا؟!"

"کتنے سال پرانی ہے تمہاری لو اسٹوری؟ کم از کم بھی چھ، سات سال پرانی! اور معذرت کے ساتھ ایسی کو یاد رکھنے والی بھی نہیں ہے۔" منہ بناتا بولا اور صارم کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ چھب دکھلا کر چلی گئی۔

"کیا منوا رہے تھے تم؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولا۔

"کیا میں نے تمہیں بتایا ہے میں علی کو ایڈاپٹ کر رہا ہوں؟" اب یہ تو مانگ کر تھپڑ کھانے والی بات کر رہا تھا خیام شاہ! صارم شاہ نے اسے زہریلی نظروں سے گھورا۔

"کیا کر رہے ہو تم؟"

"اوفوہ! میں یہ تھوڑی نہ جانتا تھا کہ علی میرا بھتیجا ہے۔فوراً مولا جٹ کا avatar پہن لیا کرو۔" آنکھیں گھماتا بولا۔

"خیام؟!"اسے پھر سے پٹری سے اترتے دیکھ کر اس نے تنبیہی انداز میں پکارا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔۔۔ایڈاپشن پروسیجر یونہی چلنے دو بس میرے اور کائنات کی جگہ علی کے اصلی ماں باپ کا نام ہو گا اس کے بعد تم بھابھی کو بھی بتا دینا اور حشمت خان سے بھی نپٹ لینا۔"

"علی میرا بیٹا ہے! میں اسے کیوں ایڈاپٹ کروں گا؟اور حشمت خان اپنے کیے کی سزا آج سے ہی بھگتے گا۔۔۔میں اسے مزید مہلت نہیں دے سکتا!"وہ فوراً غصے میں آتا بولا۔

"ہوش سے کام لو! وہ قانونی وارث ہے علی کا اور تمہیں کیا لگتا ہے وہ کیوں علی کو اب میرے حوالے کرنا چاہتا ہے؟ حشمت خان نے تمہاری اور اریشہ کی سزا ابھی ختم نہیں کی ہے! وہ چاہتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے سامنے رہے اور تم اس سے انجان رہو!"خیام شاہ اپنی زندگی میں کوئی پہلی سمجھداری کی بات کر رہا تھا، صارم کو متفق ہونا پڑا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ٹھیک کہہ رہے ہو! حشمت خان کی ہڈیوں کا گودا تک مجھ سے نفرت کرتا ہے۔"

"اور بھابھی کو اس لیے نہیں بتانا کیونکہ انہوں نے جذباتی ہو کر فوراً اپنے ابا سے جواب طلبی شروع کر دینی ہے۔"

"پھر کیا کہتے ہو؟ مزید کتنا انتظار کرنا ہے ہمیں؟" اس نے تنے کی سطح کھرچتے پوچھا۔ نظریں کب سے علی کی ایک ایک جنبش پر تھیں جو مگن سا ٹانگیں لٹکائے بیٹھا جھولا جھول رہا تھا۔

"خالد انکل کے پاس چلتے ہیں! میں نے یہ کام ان کے ذمہ لگایا تھا۔"

"اور ان کے پاس بابا کو نہ بتانے کی کوئی ایک بھی وجہ؟" صارم نے مشکوک ہو کر پوچھا۔

" You know everybody loves me! They don't just sell me out!"

فخریہ دانت نکالتا بولا۔ صارم توجہ دیے بغیر علی کی طرف چلا گیا اور اس کا جھولا

جھلانے لگا۔

وہ مسکراتا ہوا ان کو دیکھ رہا تھا۔اس کے بھائی کی زندگی میں جو کمی تھی، وہ اسے مکمل ہوتا دیکھ کر خوش تھا!

■■■■■

کائنات اپنے نرم گرم بستر پر ٹیک لگائے بیٹھی Elif Shafk کی کتاب Forty Rules of Love پڑھ رہی تھی۔سائیڈ ٹیبل پر کافی کا کپ رکھا تھا جس سے وہ وقفے وقفے سے چسکیاں لے لیتی۔یہ کتاب اس کی کئی دفعہ کی پڑھی ہوئی تھی لیکن وہ پھر بھی پورے انہماک سے پڑھ رہی تھی۔وجہ بہت سادہ تھی۔۔۔وہ جب بھی ذہنی کشمکش کا شکار ہوتی، کتابوں میں ہی پناہ ڈھونڈا کرتی تھی۔

اور یہ کتاب بخوبی اس کا ذہن خیام شاہ سے ہٹا چکی تھی!

خیام شاہ۔۔۔اس کا فضول شوہر! جو اپنی فضول محبت کا اعتراف کرنے کے بعد بھول بھی چکا تھا۔اس نے اگلا صفحہ کھولا اور کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا لیکن جب کچھ

www.novelsclubb.com

بھی ہونٹوں تک نہ پہنچا تو کتاب سے نظریں ہٹا کر خالی کپ کو دیکھا۔اسے ابھی اور caffeine کی ضرورت تھی!

وہ فیصلہ کرتی اٹھی اور شال لپیٹ کر خالی کپ ہاتھ میں پکڑے کمرے سے باہر آئی۔ سیڑھیاں اترتی باورچی خانے میں پہنچی جہاں ملازمہ رات کے کھانے کے بعد برتن صاف کر رہی تھی،اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر بولی۔

"میں خود بنالوں گی!"اور اگلے پانچ منٹ میں وہ اپنی کافی لے کر واپس سیڑھیاں چڑھتی کمرے میں جارہی تھی۔اپنے دھیان میں اندر آکر دروازہ پیچھے بند کیا اور جب واپس پلٹی تو ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگا کر کھڑے خیام کو دیکھ کر اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔کافی کا کپ اسٹڈی ٹیبل پر رکھا اور اپنے زور زور سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا۔خیام محفوظ سا اس کا 'منی ہارٹ اٹیک شو' دیکھ رہا تھا۔

"مر جاؤ خیام شاہ! یہاں کیا کر رہے ہو؟"اسے دیکھتے ہی سارے بند کیے جذبات لوٹ آئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے دروازہ کیوں نہیں لاک کیا تھا؟" اس نے بالکونی کے دروازے کی طرف اشارہ کیا، جہاں سے اندر آیا تھا۔

"تم میرا دروازہ چیک کرنے آئے تھے؟ اور فکر مت کرو۔۔۔ آج کے بعد یہ لاک ہی رہے گا۔ تم مرتے مر جاؤ گے لیکن کھولوں گی نہیں!"

"ہوں! میں مرتا مر جاؤں گا۔۔۔؟" قدم قدم چلتا اس کی طرف آ رہا تھا اور اسے پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنا تو جانتا تھا کہ جب وہ زچ یا غصے میں ہوتی ہے تب ہی بغیر سوچے سمجھے جو منہ میں آتا ہے بول دیتی ہے!

کائنات نے اپنا جائزہ لیتی نظروں سے نظریں چرائیں۔

"اب میں نے کیا کر دیا ہے؟" اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا اور اس کے سختی سے بھینچے ہونٹوں کو دیکھ کر پھر پوچھا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں!" اس نے رخ موڑا۔

واقعی کچھ نہیں یا نخرہ اٹھوا رہی ہو

"نخرہ اٹھوا رہی ہوں! بتاؤ کیا کر لو گے؟" اپنا ہاتھ چھڑاتی ترخ سے کہتی، کپ لے کر دوبارہ بستر پر جا بیٹھی۔

"نخرہ اٹھانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں؟" بے چارگی سے کہتا اس کے پیچھے آیا۔

"تم میرا نخرہ اٹھاؤ گے؟" اس نے بے یقینی سے کہتے کپ اپنے ہونٹوں کی طرف بڑھایا اور اب غور سے دیکھنے پر خیام کے ہونٹوں پر معمولی سی چوٹ کا نشان بھی اسے پریشان کر چکا تھا، مگر ظاہر نہیں کیا۔

"کیوں؟ میں تمہارا نخرہ کیوں نہیں اٹھا سکتا؟" اس کے ساتھ بیٹھتا بولا۔

"کیونکہ ابھی تمہاری اپنی لاڈ اٹھوانے والی عمر ہے اس لیے!" طنز میں ڈوبا لہجہ تھا۔

"یعنی میں ابھی تک بچہ ہوں۔۔۔ یہ کہنا چاہ رہی ہو تم؟" بھنویں اٹھاتے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔

"یعنی مجھ سے پہلے تمہارے ارد گرد اور کسی نے سچ کہنے کی جسارت نہیں کی؟"

www.novelsclubb.com

مصنوعی حیرت سے پوچھا۔وہ مسکرایا لیکن مندمل ہوتی جلد کی کھچنے پر درد ہوا تو معمولی سی سسکی ہونٹوں سے نکلی۔

"یہاں کیا ہوا؟"کائنات چہرہ موڑے اس کی چوٹ کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"!It was an eventful afternoon"

کندھے اچکاتے جواب دیا۔اور بیٹھے سے لیٹ گیا،ٹانگیں بستر سے نیچے لٹک رہی تھیں۔

"کیا ہوا؟"اس نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوچھا۔خیام دوپہر میں علی سے ملنے گیا تھا اور اس کے بعد دفتر نہیں لوٹا تھا،وہ اسے تب کا گیا اب دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں!"وہ سوچ رہا تھا کہاں سے شروع کرے مگر اتنی ساری باتیں تھیں۔۔۔وہ بیان کرنا شروع کرتا تو شاید رات سے صبح ہو جاتی۔لیکن اب وہ رات کائنات کے کمرے میں گزارنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"واقعی کچھ نہیں یا مجھے ٹال رہے ہو؟"خفگی سے گال پھلاتے پوچھا،اسے خیام کی

بے توجہی سے سخت نفرت تھی۔

"تمہیں ٹال رہا ہوں!" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اسے سنجیدگی سے خود کو گھورتے پا کر قہقہہ لگایا۔

"مجھے ٹال رہے ہو؟ یعنی اپنی محبوبہ+بیوی کو؟" اس جرم کے اعتراف کے بعد وہ اسے اس کے شایان شان ہی سزا دینے والی تھی اور وہ سزا اسے اپنے کمرے سے دھکے دے کر نکالنے کے سوا اور کچھ نہ تھی!

"کتنا شوق ہے تمہیں میری محبوبہ کہلوانے کا؟ بیوی!"

"میں نے کیا پوچھا ہے؟" اس کے بات بدلنے پر غصے سے پوچھا۔

"اچھا تو میری محبوبہ! تمہیں اپنے عاشق+شوہر کا ذرا سا بھی احساس ہے چوٹ لگی ہے مجھے۔۔۔ نہ کوئی دوا دارو، نہ مرہم پٹی؟!" اپنے ہونٹ کے پھٹے کنارے کی طرف اشارہ کیا۔

"اتنی بڑی چوٹ لے کر تم میرے پاس کیوں آ گئے؟ ہسپتال کیوں نہیں گئے؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھیں گھماتے کہہ کر اٹھی اور ہاتھ میں پکڑا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر دراز کھولی۔ تھوڑی بہت تلاش کے بعد ایک عدد چپکنے والی پٹی مل ہی گئی تھی۔ وہ لے کر دوبارہ اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور کہنی بستر سے ٹکائے، اپنی طرف ٹکر ٹکر دیکھتے خیام کا زخم دیکھنے لگی۔ پٹی کی packaging کھول کر دھیان سے اس کے ہونٹ کے کنارے چپکا دی۔

"دل تمہارے پاس لے آیا!" بڑا سوچ کر جواب دیا تھا۔ کائنات نے اس کی رومینٹک ہونے کی کوشش پر پانی پھیرتے ہوئے قہقہہ لگایا۔

"تمہارا دل تمہارے پاس ہی ہے؟ مجھے لگا تم نے مجھے دے دیا تھا۔"

"کیوں؟ تمہیں کیوں دے دیتا؟ تمہارے پاس ماشاءاللہ سے اپنا صحت مند دل ہے نا؟ heartless مووی چل رہی ہے کیا؟!"

"کون سی مووی؟" اس نے الجھ کر پوچھا۔

"ایک تو اللہ اتنی بدذوق بیوی بھی کسی کو نہ دے۔۔۔ آمین!" اسے بازو سے کھینچ

کر اپنے ساتھ لٹایا۔ کائنات اس کے کندھے پر سر رکھے، چہرہ اوپر اٹھائے اسے گھور رہی تھی۔

"اللہ اتنا فضول، لاپرواہ، مسخرا، بے غیرت شوہر بھی کسی کو نہ دے! زور سے بولو۔۔۔ آمین!" اس نے اپنی ساری جھنجھلاہٹ الفاظ کے ذریعے ظاہر کر دی۔

"تمہارے علاوہ باقی سب عورتوں کے لیے آمین کیونکہ میرا دوسری شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے!" مختصر قہقہے کے بعد جواب دیا۔

"ارادہ بدلا بھی جا سکتا ہے۔۔۔ سوچ لو! کیونکہ مجھے تمہاری دوسری شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" کائنات عالم صرف اس کا ردعمل دیکھنے کے لیے جھوٹ بول رہی تھی اور اس وقت سانس روکے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"مجھے ہے!" خیام نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔

"کیوں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ابھی ایک کے موڈ سوئنگز سمجھنے اور ہینڈل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

دوسری کا کھڑاک خوامخواہ ہی پال لوں؟!" اپنی ناک اس کی ناک سے رگڑتا بولا۔

وہ مسکرائی، اس کے الفاظ کے برعکس اس کی حرکت نے کائنات کا دل ہی پگھلا دیا

تھا۔

"اچھی بات ہے! تم نے بتایا نہیں چوٹ کیسے لگی؟" ہاتھ بڑھا کر بالکل ٹھیک لگی پٹی

کو ٹھیک کرنے لگی۔

"ایک کہانی سنو گی؟" اس کا ہاتھ پکڑا کا چوما اور اپنے سینے پر رکھا۔ بعد میں بھی تو بتانا

ہی تھا، اس لیے اس نے ابھی بتانے کا فیصلہ کیا۔

"?Huh"

کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا، وہ کیا پوچھ رہی تھی اور جواب میں وہ کیا پوچھ رہا

تھا؟ یہ آدمی سو فیصد پاگل ہے! کوئی اس کی سوچ بدلنے کا سوچے تو۔۔۔

"کیسی کہانی؟ سناؤ۔" اسے منتظر پا کر اس نے جواب دیا۔

"ایک لڑکا اور لڑکی یونیورسٹی میں اکٹھے پڑھتے تھے۔۔۔"

"یونیورسٹی میں تو بہت سے لڑکے اور لڑکیاں پڑھتے ہیں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے کہا۔

"کائنات!" تنبیہی پکار تھی۔

"میں چپ ہوں۔" اس نے چہرہ جھکایا اور اپنا ہاتھ پکڑے خیام کے ہاتھ کی انگلیوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔ وہ چند لمحے اسے مگن سا دیکھتا رہا پھر کہانی آگے بڑھاتا بولا۔

"لیکن ایک ہی کلاس میں ہونے کے باوجود ان میں کبھی کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ پھر ایک دن وہ دونوں غلطی سے ایک کمرے میں بند ہو گئے۔ تب پہلی دفعہ ان دونوں کے درمیان بات ہوئی اور جب وہ دونوں اس کمرے سے نکلے تو لڑکا اس سے کافی حد تک متاثر ہو چکا تھا۔ لڑکے کو لگا کہ متاثر صرف اس کا دماغ ہوا ہے لیکن اصل شکار اس کا دل ہوا تھا۔ ہوتے ہیں نا کچھ لوگ۔۔۔ پہلی ملاقات میں ہی دل کو بھا جاتے ہیں۔۔۔ اپنا نقش چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا، اگلی چند

ملاقاتوں کے بعد وہ اس لڑکی سے محبت کم، عشق زیادہ کرنے لگا تھا اور لڑکی ناواقف تھی۔" وہ بڑی روانی سے بول رہا تھا اور کائنات بڑے دھیان سے اسے سن رہی تھی۔

"اس بات کا تو مجھے خود تجربہ ہے کہ جب ہم لڑکوں کو اپنی محبت کا احساس ہوتا ہے تو ہم پہلا کام اس کے اظہار کا کرتے ہیں۔ اس نے بھی یہی کیا، جا کر لڑکی سے اپنی محبت کا اظہار کر دیا۔ وہ بھی تمہاری طرح دل سے زیادہ دماغ کی سنتی تھی، اس لیے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ لیکن ہمارا لڑکا بھی مستقل مزاج رہا، آخر کار لڑکی کو اس کی محبت قبول کرنی ہی پڑی۔ یونیورسٹی ختم ہونے تک وہ دونوں گوڈے گوڈے ایک دوسرے کے عشق میں ڈوب چکے تھے لیکن ہائے رے ظالم سماج!" اس نے گہری سانس لی اور کائنات نے قہقہہ لگاتے اسے دیکھا۔

"کیا میں امید رکھوں کہ وہ لڑکا خیام شاہ نہیں ہے؟" اسے لگا تھا کہ کہانی اتنی ہی ہے اور خیّام نے بڑے مزے سے اپنے دھواں دار عشق کی داستان اسے سنا دی ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بے فکر رہو! یہ میری کہانی نہیں ہے۔۔۔میری کہانی ذراupdated ہے۔ Latest version کہہ لو! کیونکہ میں نے پہلی ہی ملاقات میں تمہارا نام جانے بغیر تمہیں پرپوز کیا تھا۔ہر کسی میں اتنے guts نہیں ہوتے،بیوی!"

"کوئی اتناself-obsessed کیسے ہو سکتا ہے؟"کائنات نے اپنی ہار کا اعتراف کرتی گہری سانس لے کر پوچھا،خیام نے کندھے اچکا دیئے۔

"شش!کہانی سنو آگے۔"

"آگے بھی ہے؟"

"ہاں۔۔۔محبت میں بڑی طاقت ہوتی ہے بیوی!یہ ظالم سماج کے روکنے سے رکنے والی چیز نہیں ہے۔کم از کم ان دونوں کی تو نہیں رکی تھی۔مسئلہ دراصل لڑکی کے ابا کو تھا۔۔۔بڑی اونچی ناک ہے اس بندے کی حالانکہ نہ ہمارا لڑکا لنگڑا،نہ بھینگا اور نہ ہی ٹکلہ۔۔۔لیکن بڈھے کی ناک کے۔ٹو کی چوٹی سے نیچے آ ہی نہیں رہی تھی۔"

آخر میں ناک چڑھاتا بولا تو کائنات نے قہقہہ لگایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پھر کیسے نیچے آئی؟"

"کہاں آئی؟ اس نے نہیں ماننا تھا اور وہ واقعی نہیں مانا۔"

"کیوں؟ اور مزید کوئی فضول وجہ نہ گنوانا! جو اصل وجہ تھی وہ بتاؤ؟" خبر دار کرتا لہجہ تھا۔

"خاندان! حسب نسب! بندہ پوچھے۔۔۔ کیا یہ اکیسویں صدی نہیں ہے؟" افسوس کرتا بولا۔

"پھر کیا ہوا؟" متجسس ہو کر پوچھا۔ تجسس تو اسے اس بات کا بھی تھا کہ یہ کہانی دراصل ہے کس کی؟ لیکن وہ صبر سے خیام کے کہانی ختم کرنے کا انتظار میں تھی۔

"پھر اینٹری ہوئی بڈھے کے خاندانی داماد کی! جس نے خیر سے بے غیرتی میں پی۔ایچ۔ڈی کر رکھی تھی۔۔۔ اس نے شادی سے پہلے ہی بھابھی پر بیوی والا حق جمانا چاہا اور انہوں نے اس کی مرمت کر کے رکھ دی۔"

"ایک سیکنڈ۔۔۔" وہ تیزی سے کہنی کے بل سیدھی ہوئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے ابھی کہا بھابھی! یہ صارم بھائی اور اریشہ بھابھی کی لو سٹوری ہے؟"اس نے تکا لگایا اور خیام نے ہونٹوں پر ہاتھ مارا۔

"ایک تو میری زبان ہر جگہ پھسل جاتی ہے! میں نے سسپنس رکھ کر تمہیں تنگ کرنا تھا اور بیوی پلیز! اتنی ذہانت بھی صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔۔۔جو لوگ زیادہ دماغ چلاتے ہیں وہ خود بھی جلدی چل جاتے ہیں!"آنکھ سے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہیں تو پھر فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ تمہارا سارا زور صرف زبان چلانے پر ہوتا ہے!"مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہانی آگے سننی ہے یا میں اٹھ کر چلا جاؤں؟"خفگی سے کہتا اٹھ کر بیٹھا۔

"مرضی ہے تمہاری!"کندھے اچکاتے خود کو بے پرواظاہر کیا۔ مگر درحقیقت وہ 'آگے کیا ہوا؟' جاننے کے لیے بے تاب تھی۔

"ٹھیک! خدا حافظ۔"سر ہلاتا اٹھا اور جانے لگا، کائنات نے ہاتھ پکڑ کر اور گھورتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئے پوچھا۔

"کہاں؟"

"گھر۔"

"کہانی کون مکمل کرے گا؟"

"میں نے آپشنز دیے تھے ناں؟ لیکن تم شاید نخرہ اٹھوانے کے موڈ میں تھی۔" اس دفعہ خیام نے شانے اچکائے۔

"تم نے تو آتے ہی کہا تھا تمہارا نخرہ اٹھالوں گا۔۔۔ بس اتنی جلدی تھک گئے؟ مجھے پہلے ہی لگتا تھا تمہارا اظہار محبت فراڈ کے سوا کچھ نہیں ہے!" اس کا ہاتھ چھوڑا اور چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ خیام مسکراہٹ دباتا اس کے سامنے آ کر بیٹھا۔

"فراڈ نہیں ہے! میں نے تو کہا تھا کہ اس جذبے سے اتنا ہی ناواقف ہوں جتنا دو دن کا بچہ زبان سے۔ ابھی تو میں خود سیکھ رہا ہوں کہ کسی سے محبت کیسے کرتے ہیں!"

اس کا ہاتھ اپنی مضبوط ہتھیلی میں قید کرتا بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بتاتی ہوں تمہیں!" کائنات نے پرجوش ہو کر رخ اس کی طرف موڑا۔

"جن سے محبت کرتے ہیں ان کی کسی بات کو انکار نہیں کرتے۔۔۔ چلو شاباش! اب جلدی سے مجھے باقی کی کہانی سناؤ؟!" وہ اپنے مطلب کی بات پر آئی اور خیّام نے قہقہہ لگایا۔

"جو حکم! بھابھی پہلے ہی صرف اپنے ابا میاں کی وجہ سے اس بے غیرتی میں ڈاکٹریٹ شدہ کمینے سے شادی کرنے پر رضامندی ہوئی تھیں لیکن اس کی حرکت کے بعد تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اور اس بار انہیں اپنی والدہ اور بہنوں کی سپورٹ بھی حاصل تھی۔ دوسری طرف حشمت خان، 'ابا میاں' کی دم نلکی میں ایسی اٹکی کہ نکلنے کے بعد بھی کسی طور سیدھی نہیں ہو رہی تھی۔ ادھر صارم ہمارا بے صبرا ہوا جا رہا تھا۔ تین چار مہینے کے ڈرامے کو وائنڈ اپ کرتے ہوئے مختصر یہ کہ ان دونوں کی شادی حشمت خان کی مرضی کے بغیر بھی ہو گئی اور پھر وہ ہنسی خوشی رہنے لگے؟ جی نہیں! یہاں سے سیڈ پارٹ شروع ہونے والا ہے۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گہری سانس لیتا بولا۔

کائنات نے حیران ہو کر اسے دیکھا، کس سیڈ پارٹ کی بات کر رہا تھا وہ؟ وہ دونوں تو اب بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور خوش تھے۔ کوئی اندھا بھی بے تحاشا محبت کی خوشبو پا جائے۔۔۔ وہ تو پھر آنکھوں والی تھی!

"بتاتا ہوں! بتاتا ہوں! صبر کرو۔۔۔" اسے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر خیام بولا اور اپنی بات جاری رکھی۔

"تھوڑا اور فاسٹ فارورڈ کر کے ڈیڑھ دو سال آگے چلے جاؤ۔۔۔ جب صارم اور اریشہ بھابھی کا بیٹا پیدا ہوا۔ سب اتنے ایکسائیٹڈ تھے۔ صارم نے تو نام بھی سوچ رکھا تھا، صدام شاہ۔ لیکن اچانک ڈاکٹر نے آکر بتایا کہ baby stillborn تھا۔ میں اگر کہوں کہ وہ وقت ہم سب کے لیے بہت زیادہ ڈپریسنگ تھا تو غلط نہیں ہو گا! اریشہ بھابھی تو مانتی ہی نہیں تھیں کہ مرنے والا ان کا بیٹا ہے۔ کافی عرصہ anxiety attacks ہوتے رہے انہیں۔۔۔ وہ اب بھی ڈپریشن کی مریضہ

ہیں۔"

"خیام! آئی ایم سو سوری۔۔۔مجھے بہت افسوس ہوا۔" اس نے مدھم سی آواز میں کہا۔

"ڈونٹ بی! کیونکہ اریشہ بھابھی سچی تھیں۔۔۔وہ ہمارا صدام نہیں تھا۔" عام سے انداز میں کہتے کائنات کو حیران کر گیا۔

"?Oh My God! Seriously"

"ہوں!" خیام نے سر ہلایا۔ "ابھی میں اور صارم اس سے مل کر آرہے ہیں۔"

"کون ہے؟ کیسے پتا چلا؟ کہاں سے ملا؟ اب کہاں ہے؟ اوہ۔۔۔میں بھی کیا کہہ رہی ہوں؟ ابو یئسلی گھر پر ہی ہوگا۔

I so want to meet him and congratulate y'all

".on finding him

وہ خوشی سے بولے جارہی تھی، خیام نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی اپنی گرفت میں لیا۔

"کائنات! میری اگلی بات آرام سے سننا؟"

"کیا؟"اس نے الجھ کر پوچھا۔

"ہمارا علی ہی دراصل صارم اور اریشہ بھابھی کا صدام ہے!" جلدی سے ایک سانس میں کہہ کر اس کی طرف سے کسی شدید ردعمل کا انتظار کرنے لگا جبکہ وہ بے یقینی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا سچ میں؟"ذہن کھنگال کر اس نے یہ تین لفظ بھی بڑی مشکل سے برآمد کیے تھے۔

"سچ میں!"اپنی بات پر زور دینے کے لیے سر کو بھی جنبش دی۔

"کیسے؟ وہ پھر آرفنیج کیسے پہنچا؟ تمہیں کیسے پتا چلا کہ علی ہی صدام ہے؟"اس کا دماغ جھٹکے کے اثرات سے نکل کر کام کرنے لگا تھا۔

"آرفنیج کیسے پہنچا؟ یہ بات تو حشمت خان، بھابھی کے والد محترم ہی بتا سکتے ہیں اور مجھے نہیں، آج دوپہر میں صارم، علی سے ملا تو اسے ہی شک پڑا کہ علی اس کا بیٹا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔۔۔ خیر شک تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ اسے ایک طرح سے یقین ہی تھا کہ علی اس کا بیٹا ہے اور اسی ہنگامے میں تمہارے شوہر کا ہونٹ پھٹا ہے!"

"کیا مطلب؟ صارم بھائی نے تمہیں مارا ہے؟ کیوں؟"

"اس کے تم ٹینشن نہ لو! ہم بھائیوں کا آپس میں چلتا رہتا ہے۔"

"پھر کیا ہوا؟ علی کو بتا دیا؟"

"نہیں! پہلے صارم علی کی کسٹڈی لے گا پھر بتائیں گے اس کو۔۔ ابھی کے لیے میں ہی اس کا پاپا ہوں۔"

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا!" اس نے خیام سے اپنے ہاتھ چھڑا کر اپنا سر پکڑا۔ وہ مختصر قہقہے کے بعد بولا۔

"علی صارم کا ہی بیٹا ہے۔ دوپہر میں، میں علی کو پارک لے کر گیا، صارم بھی وہیں پر آیا اور ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد علی کو لنچ کروایا اور وکیل کے پاس گئے۔ جس نے حفظ ما تقدم کے طور پر ڈی۔ این۔ اے ٹیسٹ کا کہا اور میرے سدا

کے جذباتی بھائی نے کم از کم بھی دو دنوں اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے کام کو چھ گھنٹوں میں نپٹالیا۔ ویسے تو صارم بہت پر سکون بندہ ہے لیکن غصے کی حالت میں وہ انسانوں کے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"وہ تو پتا چل رہا ہے۔" اس کی چوٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ مسکرایا۔

"I'm their punching bag..."

بابا کو غصہ آتا ہے تو جڑ دیتے ہیں اور ماشاءاللہ سے صارم بھی ذرا نہیں ہچکچایا۔" لاپرواسا انداز تھا، کائنات نے قہقہہ لگایا۔ پتا نہیں کیا چیز اسے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہوتی؟ کم از کم مار کٹائی تو نہیں تھی!

"شرم تو نہیں آتی ہمیشہ مار کھا کر میرے پاس آتے ہوئے؟ اور ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ صارم بھائی تم سے کتنے بڑے ہیں؟"

"اور کتنی دفعہ کہوں بالکل نہیں آتی؟! کوئی سات آٹھ سال تو بڑا ہو گا ہی۔ ویسے میری وجہ سے کافی ٹھنڈی برف ہو گئی تمہاری۔۔۔" اسے بتا کر پر سکون ہو چکا تھا

www.novelsclubb.com

اور اپنے ماحول کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

"میں پھر یہی پوچھنے والی تھی کہ آٹھ سال بڑے بھائی کو نام سے بلاتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ لیکن آئی گیس۔۔۔مجھے ہی شرم کر لینی چاہیے اور شرم سے متعلق کوئی سوال تم سے نہیں کرنا چاہئے۔"

"سمجھدار ہو! اور میرے آنے سے پہلے کیا ہو رہا تھا؟"

"کتاب پڑھ رہی تھی!"اس نے خیام کے پیچھے الٹی پڑی کتاب کی طرف اشارہ کیا۔

"چلو ٹھیک ہے پھر تم اپنی کتاب پڑھو! میں گھر کے لیے نکلتا ہوں۔۔۔ویسے بھی کافی لیٹ ہو گیا۔"گھڑی پر وقت دیکھتا،اس کے بستر سے اٹھا اور انگڑائی لی۔

"اب نہیں پڑھی جائے گی کتاب! اب میرا ذہن تمہاری بتائی ہوئی کہانی میں ہی اٹکا رہے گا۔"وہ بھی اٹھتی بولی۔

"اپنے چھوٹے سے دماغ سے اتنے کام مت لیا کرو۔۔۔میں نے پہلے بھی کہا تھا جلدی expire ہو جائے گا! خود بھی آرام کرو،اسے بھی آرام کرنے دو۔"خیام

اس کا ماتھا چوم کر بالکونی کے دروازے کی طرف بڑھتا بولا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں خیام شاہ؟!" وہ زچ ہو کر بولی۔

"دروازہ یاد سے لاک کر لینا۔" پلٹے بغیر ہاتھ ہلایا اور شیشے کا دروازہ کھولا تو ٹھنڈی ہوا اور گھپ اندھیرے نے استقبال کیا۔

"تم فکر ہی مت کرو! ایسا لاک کروں گی دوبارہ کھلنے کا نام نہیں لے گا۔" اس کی پشت کو گھورتی، چبا کر بولی۔

"دیکھیں گے!" پلٹ کر بائیں آنکھ دبائی اور دروازہ پار کر گیا۔ کائنات اس کے پیچھے ہلتے پردے اور خالی رہ جانے والی جگہ کو گھورتی رہ گئی۔

.....

"دفتر جا رہے ہو؟" خیام اپنی گاڑی کا ڈکے کھولے کھڑا جم بیگ میں سامان پورا کر رہا تھا جب ابراہیم شاہ نے اس کے شانے پر تھپکی دیتے پوچھا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھے جس کا پچھلا دروازہ کھولے کھڑا، 34 سالہ عدیل انہی کا منتظر تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اتنی صبح کسی کلب جانے سے تو رہا!" اس نے آنکھیں گھماتے جواب دیا اور ڈور کے بند کیا۔

ابراہیم شاہ اس کی طرف پلٹے۔

"کب تک مجھ سے چھپانے کا ارادہ ہے؟" وہ سرمئی آنکھیں سکیڑے اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا؟" بھنویں آپس میں ملاتے پوچھا۔

"اپنے کرتوت!"

"اب کیا کر دیا ہے میں نے؟" وہ مزید الجھا، آجکل تو وہ کافی شرافت سے زندگی گزار رہا تھا!

"ہاں! اب کیا کر دیا ہے تم نے؟" وہ اس کی اداکاری سے متاثر نظر آرہے تھے پھر ہاتھ ہلا کر عدیل کو جانے کا اشارہ کیا۔ وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتا ان باپ، بیٹا کو ایک دوسرے کے ساتھ چھوڑ گیا تو ابراہیم شاہ بولے۔

"مجھے علی کے بارے میں کب بتانے والے تھے تم؟ ویسے تو ماں باپ سے پوچھنے کا اس گھر میں کوئی رواج نہیں ہے۔۔۔ کم از کم بتانے والی روایت ہی برقرار رکھ لو!"

"اوہ! صارم نے بتادیا آپ کو؟" وہ حیران ہوا، ابھی کل ہی تو ان دونوں نے وقت سے پہلے گھر میں کسی کو نہ بتانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"مطلب صارم بھی جانتا ہے؟ شاباش! خیر سے میری اولاد مجھے حیران کرنے میں کبھی ناکام نہیں ہوئی۔۔۔!"

"صارم نے نہیں بتایا تو کیا انکل خالد نے بتایا ہے؟ مجھے ان سے اس حرکت کی امید ہر گز نہیں تھی! پر ایک بات تو بتائیں آپ سب کچھ جاننے کے باوجود اتنے پر سکون کیسے ہیں؟" جتنا وہ اپنے باپ کو جانتا تھا۔۔۔اس وقت تک کوئی طوفان، چھوٹی موٹی سونامی تو آ ہی جانی چاہیے تھی!

"میرے دماغ میں اس سے پہلے یہ سوچ کیوں نہیں آئی کہ تم اس کام کے لیے خالد کے پاس ہی جاؤ گے؟ اور میرے پر سکون نہ ہونے کی کوئی ایک بھی وجہ؟" پہلے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خود سے پھر اس سے سوال کیا۔

"انکل خالد نے بھی نہیں بتایا تو پھر آپ کو صدام کے بارے میں کیسے پتا چلا؟ کیا الہام بھی ہونے لگے ہیں والد صاحب؟"

"تمہاری بیوی نے بتایا تھا۔ کیا ابھی تم نے۔۔۔" وہ بول رہے تھے جب خیام نے تیزی سے ان کی بات کاٹی۔

"کب؟"

"یہ پچھلی اتوار کو!" ان کے جواب پر اس نے گہری سانس لی۔ اسی لیے وہ اتنے پر سکون تھے!

"میں تم سے علی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں تم نے صدام نام کیوں لیا؟"

"میں بتا تو دوں لیکن اس سے پہلے آپ کو اپنے ہاتھ پاؤں اپنے قابو میں رکھنے کا وعدہ کرنا ہوگا؟! کسی جاندار کو کوئی نقصان نہ پہنچے والد صاحب!" واضح اشارہ اپنی طرف تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایسی بھی کیا بات ہے؟"ان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"ایسی ہی بات ہے۔۔۔آپ کو اپنا پوتا یاد ہے؟"

"ہم میں سے بھولا کون ہے؟"ان کی آنکھیں سفید کپڑے میں لپٹے ننھے سفید چہرے کی یاد میں دھندلا گئیں۔

"وہ زندہ ہے۔ہمارا صدام زندہ ہے۔"مسکراتے ہوئے بتایا۔ابراہیم شاہ چونک کر اپنے خیالات سے حقیقت کی دنیا میں واپس آئے۔

"کیا کہا تم نے؟"

"علی ہی ہمارا صدام ہے!چار سال پہلے مجھے نہیں پتا ہسپتال میں کیا ہوا؟ڈاکٹر نے کیوں کسی کا مردہ بچہ ہمیں تھما دیا؟لیکن مجھے اتنا ضرور پتا ہے کہ وہ سب حشمت خان نے کروایا تھا۔"

"کہاں ہے میرا صدام؟تم اسے گھر کیوں نہیں لائے؟مجھے کیوں بے خبر رکھا؟"

وہ غصے میں آتے قدم اٹھاتے اس کے قریب ہوئے،مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔

"جب تک صارم، علی کی کسٹڈی نہیں لے لیتا یہ بات جتنے کم لوگوں کو معلوم ہو اتنا ہی اچھا ہے والد صاحب! کیونکہ حشمت خان۔۔۔"

"حشمت خان کی ایسی کی تیسی!" انہوں نے اس کی گردن پیچھے سے اپنی گرفت میں لی اور دباؤ ڈالا۔ خیام نے ان کے غصے پر بمشکل اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو گھومنے سے روکا۔

"میرا۔ صدام۔ کہاں۔ ہے؟" ایک ایک لفظ پر زور دیتے پوچھا۔

"چلیں لے چلتا ہوں آپ کو!" ان کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹاتا بولا۔

"اور میں نے آپ کو اپنے ہاتھ پاؤں قابو میں رکھنے کا نہیں کہا تھا؟ آخری دفعہ جب میں نے چیک کیا تھا تو میں جاندار ہی تھا!" وہ بولتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولا۔

"اس وقت اگر جاندار سے بے جان نہیں ہونا چاہتے تو اپنی بکواس بند رکھو!" وہ بھی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھے۔ خیام نے بے آواز ہنستے ہوئے ڈرائیونگ

سیٹ سنبھالی اور بیلٹ کھینچ کر لگانی چاہی لیکن وہ اٹک چکی تھی، نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

ابراہیم شاہ نے مزید غصے سے اسے دیکھا، وہ اپنے پوتے سے ملنے کے لیے بے چین تھا اور ان کا نالائق بیٹا کن کاموں میں مصروف تھا؟

"اگر اگلے دس سیکنڈ میں یہ بیلٹ نہیں نکلی تو بعد میں چلتی گاڑی سے تمہارے گرنے کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا نو۔۔۔آٹھ۔۔۔سات۔۔۔چھ۔۔۔" وہ اسے دھمکا کر الٹی گنتی گن رہے تھے۔خیام نے باآواز بلند گالی دیتے ہوئے جھٹکا دیا اور جلدی سے بیلٹ لگائی۔ٹک کی آواز سن کر اس نے سکون کی سانس لی کیونکہ جانتا تھا ابراہیم شاہ اپنے کہے پر عمل کرتے ہوئے ذرا نہیں ہچکچائیں گے!

اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی تو انہوں نے سامنے سڑک کو گھورتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"قسمت اچھی ہے تمہاری!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہونہہ۔۔۔اچھی؟!"اس نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھ کر طنزیہ کہا۔

"اب ساری بات پھوٹ چکو!اگلی پچھلی ساری تفصیل جاننی ہے مجھے۔"اس فرمائش پر خیّام نے منہ بنایا لیکن ان کی ایک گھوری پر واپس پٹڑی پر آیا اور ڈیڑھ سو الفاظ فی منٹ کی رفتار سے ساری تفصیلات انہیں بہم پہنچائیں۔

"ہوں!"انہوں نے ساری بات سن کر ہنکارا ابھرا۔خیام ان کا غصے سے تنا ہوا جسم دیکھ رہا تھا۔

"بابا!ریلیکس کریں۔۔۔پازیٹو سائیڈ دیکھیں ہمارا صدام زندہ ہے۔ہمیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟"

"حشمت خان نے اچھا نہیں کیا!"وہ دانت پر دانت جمائے اتنا ہی بولے۔

"صحیح کہہ رہے ہیں لیکن جب تک علی ہمارے پاس نہیں آجاتا ہم حشمت خان کے ساتھ نہ اچھا کر سکتے ہیں نہ برا۔"

"نہ!نہ!نہ خیام شاہ!جو اس نے کیا ہے اس کے بعد مجھ سے کسی اچھائی کی امید تم

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھی مت رکھنا۔" حشمت خان نے پہلے صارم کے ساتھ جو بھی رویہ روا رکھا انہوں نے کبھی دخل اندازی نہیں کی تھی۔ لیکن اس دفعہ پانی سر سے بہت اوپر گزر چکا تھا۔۔اس دفعہ حشمت خان کی ناانصافی کا نشانہ صارم نہیں ان کا پوتا تھا اور وہ کہتے ہیں نا اصل سے سود پیارا؟ ان کو بھی اپنا پوتا زیادہ پیارا تھا!

"آپ کو پتہ ہے مجھے دنگا فساد بالکل نہیں پسند! آپس کے اختلافات بیٹھ کر بات چیت کے ذریعے بھی تو حل کیے جا سکتے ہیں؟" اس کی بات پر ان کے غصے کا گراف اوپر ہی گیا تھا۔

"جاہل سمجھا ہوا ہے تم نے اپنے باپ کو؟ کیا میں ننگی تلوار لے کر حشمت خان کو للکارنے چلا جاؤں گا یا کسی چوک پر اس کی گاڑی کو گولیوں سے چھلنی کروا دوں گا؟"

"نہیں کریں گے کیا؟ جتنا آپ کو غصہ آرہا ہے مجھے اس کے قریب ہی کوئی بات ہوتی نظر آرہی ہے!"

"نہیں کروں گا۔۔۔پاگل کی اولاد!" غصے کی زیادتی سے اس کے تو نہیں مگر اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہی ماتھے پر ہاتھ مارا۔خیّام نے قہقہہ لگایا۔

"پہلی دفعہ میں اور آپ کسی بات پر متفق ہوئے ہیں!"

"کس بات پر؟"اسے گھورتے پوچھا۔

"پاگل کی اولاد والی بات پر!"وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

"دیکھ لو خیام شاہ!"دھمکاتا ہوا لہجہ تھا،اس نے فوراً سنجیدہ صورت بنائی اور بولا۔

"میں چپ ہوں!بس ایک بات بتادیں؟"وہ ان کی طرف سے جواب کا منتظر تھا اور منتظر ہی رہتا کیونکہ ان کا جواب دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔خیام نے ڈھیٹوں کی طرح پھر بھی پوچھ لیا۔

"آپ کیا کریں گے اس کے ساتھ؟"

"وہی جو ایک ذمہ دار شہری کو کرنا چاہیے۔۔۔قانون کی مدد لوں گا!"کچھ دیر کی خاموشی کے بعد جواب دے کر کندھے اچکا دیے۔

"سیریئسلی؟"اس نے تعجب کا اظہار کرتے بھنویں اٹھائیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ ایم پی اے خشمت خان کے خلاف قانون کی مدد لیں گے۔۔۔والد صاحب صدمہ زیادہ گہرا لگا ہے کیا دماغ کو؟ کون سی دنیا میں رہ رہے ہیں آپ؟"

"صاحبزادے! تم اپنے باپ کو بہت انڈر اسٹیمیٹ کر رہے ہو۔۔۔

Let me surprise you!"

وہ سوچوں کے تانے بانے بنتے بولے۔ذہن کھنگال رہے تھے کہ کس کس سے رابطہ ان کو مطلوبہ نتائج دلوا سکتا ہے۔

"Waiting!"

اس نے سر ہلایا اور خاموشی سے سارا دھیان سڑک پر مرکوز کیا۔گاڑی علی کے سکول کے باہر روکی اور ان کو گاڑی میں انتظار کرنے کا کہہ کر خود اندر چلا گیا۔خیام کو اس کا دن بھر کا شیڈول انگلیوں کی پوروں پر یاد تھا۔

علی نے اس کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح خوشی کا نعرہ مارا۔خیام نے اس کی ٹیچر اور پرنسپل سے اجازت لی اور اسے لے کر باہر آیا تو ابراہیم شاہ کو بے تابی سے سڑک

کنارے ٹہلتے پایا۔

"علی! وہ تمہارے دادا ہیں۔۔۔ بھاگ کر دادا کے پاس جاؤ!" جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔ علی سر ہلاتا، اپنی طرف پشت کیے ابراہیم شاہ کی طرف بھاگا۔

"دادا!" ان کی ٹانگوں کے گرد اپنے بازو لپیٹے۔ صرف اس کی موجودگی کے احساس سے ہی ان کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا جسے صاف کرنے کی پروا کیے بغیر وہ پلٹے، گھٹنے موڑ کر اس کے برابر ہوئے اور گلے سے لگایا تو مزید آنسو گرنے لگے۔

خیام بھی چلتا ہوا ان تک آیا اور گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا ان کو دیکھنے لگا۔ اس نے اپنی تقریباً پچیس سالہ زندگی میں ابراہیم شاہ کو کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ تب بھی نہیں جب انہیں صدام کی موت کی خبر ملی تھی۔ لیکن آج وہ رو رہے تھے۔۔۔ صدام کے ملنے پر، وہ رو رہے تھے!

"دادا! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ میری وجہ سے؟" کل صارم بھی اس سے مل کر رویا تھا اور آج اس کا دادا بھی رو رہا تھا تو ننھے سے ذہن نے سوچا کہ اس سے مل کر

سب روتے ہیں۔

"دادا نے تمہیں بہت یاد کیا صدام!"

"علی!" خیام نے تصیح کی۔

"علی۔" وہ پیچھے ہوئے اور اس کا ماتھا چوما۔

"آپ نہ رو۔۔۔اب تو میں مل گیا ہوں نا؟!" چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ان کے آنسو صاف کیے۔ وہ مسکرائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلیوں پر بوسہ دیا۔

"میرا شہزادہ!" دوبارہ اسے اپنے ساتھ لگایا۔ خیام کو توان کا یہ شفقت بھرا روپ ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"بس کریں والد صاحب! میں جیلس ہو رہا ہوں۔"

"تم جلو، مرو، جو مرضی کرنا ہے کرو لیکن مجھے اور علی کو اکیلا چھوڑ دو!" وہ علی کو سینے سے لگائے اٹھے۔

"مجھے ویسے بھی آفس سے دیر ہو رہی ہے۔۔۔خدا حافظ!" منہ بناتا ڈرائیونگ

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سیٹ کی طرف بڑھا۔ابراہیم شاہ نے اس کے ہاتھ سے چابی جھپٹی۔

"ہاں !اب تم جا سکتے ہو۔"چابی لے کر پسنجر سیٹ تک گئے اور دروازہ کھول کر علی کو اندر بٹھایا۔

"سیریئسلی؟یہ میری گاڑی ہے!"خیام بے یقینی سے چلایا۔

"غلط بات نہیں کرو خیام!یہ تمہارے باپ کے پیسے کی گاڑی ہے۔"اسے شانے سے پکڑ کر گاڑی سے دور کیا اور خود دروازہ کھول کر اندر بیٹھے۔

"پاپا کو بھی لے کر چلتے ہیں نادادا؟"علی نے خیام کو منہ کھولے ابراہیم شاہ کو دیکھتا پا کر کہا۔اس کو ویسے بھی اپنا پاپا بڑا پیارا تھا۔

"آجائے گا تمہارا پاپا!"انہوں نے ناک سے مکھی اڑائی اور گاڑی سٹارٹ کر کے اس پر دوسری نگاہ ڈالے بغیر چلے گئے۔

خیام دور ہوتی گاڑی کو گھورتا رہا لیکن اس کی گھوریاں کر کیا سکتی تھیں؟آخر گہری سانس لے کر چہرے پر ہاتھ پھیرتے اطراف میں کسی رکشے،ٹیکسی کے لئے نظر

دوڑائی۔ پھر چالیس، بتالیس منٹ کی رکشوں پر خواری کے بعد وہ دفتر پہنچا۔ اپنے دفتر میں جانے سے پہلے کائنات کے دفتر میں جھانکا۔

"!Hey baby"

"!You're late today"

اس نے کام سے سر اٹھائے بغیر تبصرہ کیا۔ حالانکہ دل ایک نظر دیکھنے کے لیے اکسا رہا تھا اور وہ اس کی معمولی سی چوٹ کے بارے میں اب بھی پریشان تھی۔

"ہممم۔۔۔کام تھا چھوٹا سا!" وہ دروازہ پورا وا کرتے اندر آیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس کی بے توجہی پر غور کرتا بولا۔

"بالکل ٹھیک ہوں!" اسکیچ میں معمولی سی تبدیلی کرتے سر ہلایا۔ خوامخواہ پینسل آگے پیچھے چلا رہی تھی، کام سے توجہ 'کسی' کے آنے کی وجہ سے ہٹ گئی تھی۔

"اچھا؟ ادھر میری طرف دیکھو۔" جیبوں میں ہاتھ ڈالے بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے صفحہ میز پر رکھا اور اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟" ہتھیلی پر چہرہ اٹھائے بیزاری سے پوچھا۔

"?Are you PMSing"

اس کے موڈ سوئنگز سے تنگ آتا بولا۔ کائنات منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ پھر ہوش میں آتے جو چیز ہاتھ لگی اٹھا کر اس کی طرف پھینکی۔

"!What? No"

وہ چلائی تھی، فائل اس کے سینے سے ٹکرا کر نیچے گری۔ خیام نے ہنستے ہوئے ہاتھ سرینڈر کی صورت میں بلند کیے۔

"مذاق کر رہا تھا یار!"

"مرنے کا شوق ہو رہا ہے؟" اسے گھورتے پوچھا۔

"کوئی تھوڑا؟ میں تمہیں بتا نہیں سکتا کتنا!"

"گالا کی تیاری کہاں تک پہنچی؟ آج بدھ ہے اگلے بدھ تک کا ٹائم ہے تمہارے پاس۔" جانتی تھی وہ تو کبھی سیدھی لائن پر آئے گا نہیں اس لیے خود ہی بات بدل

www.novelsclubb.com

دی۔

"ماڈلز فائنل ہو چکی ہیں اور دو چار ایونٹ پلانرز سے بھی رابطہ کیا ہے۔انہوں نے لوکیشن اور ڈیکور وغیرہ کے کچھ آئیڈیاز بھیجے ہیں مل کر ڈیسائیڈ کر لیں گے۔"

"اور تم بدلے میں اس ڈائریکٹر کے لیے کیا کرو گے ؟"ایک ابرو اٹھاتے پوچھا۔

"میں بھی ابو یئسلی ماڈلنگ ہی کروں گا!"کندھے اچکاتے کہا۔

"اور بابا کا غصہ پھر کون برداشت کرے گا؟"

"میں نے بس ایک نام لینا ہے اور بابا کا غصہ چٹکیوں میں ختم ہو جانا!"چٹکی بجاتے بولا۔

"کس کا نام؟"

"تمہارا۔۔۔کائنات!اور کس کا؟"

"تم میرا نام استعمال نہیں کرو گے!"انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔

"کم آن بیوی!ہم دونوں جانتے ہیں کہ ان کو مجھ سے زیادہ تم پیاری ہو۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں لیکن میں ابھی پچھلی دفعہ کی شرمندگی سے باہر نہیں نکلی اور تم ایک اور الزام میرے سر ڈالنے چلے ہو۔"

"میں مجبور ہوں بیوی! گالا بھی تو تمہارے لیے ہی ارینج کر رہا ہوں نا؟!"

"اب احسان بھی جتاؤ گے؟ حالانکہ یہ تمہارا ہی آئیڈیا تھا۔۔۔مجھے پہلے ہی پتا تھا میں تم سے مدد لے کر ٹھیک نہیں کر رہی!" وہ ضرورت سے زیادہ ردعمل دکھا رہی تھی۔خیام نے سکون سے اس کے بگڑے تاثرات دیکھے۔

"پہلی بات، تم نے مجھ سے کوئی مدد نہیں مانگی تھی میں اپنے دل کی خاطر یہ سب کر رہا ہوں! میری نیت پر شک مت کرو اور دوسری بات، میاں بیوی کے رشتے میں احسان نہیں ہوتا۔۔۔تم مجھ پر اور جو کچھ میرا ہے اس پر پورا حق رکھتی ہو!" اس نے لفظ لفظ پوری سنجیدگی سے کائنات کی آنکھوں میں دیکھتے ادا کیا۔

"میں تم پر پورا حق رکھتی ہوں نا؟" اس کے اقرار کے لیے رکی۔

"ہوں!" خیام نے سر ہلایا۔

"تو پھر تم ماڈلنگ نہیں کرو گے۔۔۔پیمنٹ بھجوا دو اسے، جتنی کہتا ہے!"حقیقتاً جو بات اسے کھل رہی تھی، حکمیہ کہہ دی۔

"Do I smell jealousy?"

اس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

کائنات جواب میں کیا کہتی؟ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے لیکن اعتراف کیسے کرتی؟

"بیوی! ابھی تو مجھے کام کی اصل نوعیت بھی نہیں پتا اور تم۔۔۔"اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ چلائی۔

"کیا مطلب تمہیں نہیں پتا کہ کام کیا ہے؟ تو پھر تم نے ہاں کیوں کی؟ کیا تم پاگل ہو؟ کیا وہ شوٹ میں جو کہے گا تم کر دو گے؟"اس کا دل کیا اپنے نہیں تو خیام کے بال ہی نوچ ڈالے کیونکہ اپنے بال حجاب میں اچھی طرح مقید تھے۔

"تمہیں ہر روز مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں پاگل ہوں۔۔۔میں

جانتا ہوں!" آنکھیں گھماتا بولا۔ وہ اب تک اسے کتنی دفعہ پاگل کہہ چکی تھی۔۔۔

وہ گنتی بھول چکا تھا!

"میرے ہر روز بتانے کا بھی کوئی فائدہ؟"

"نا! اچھا سنو تمہارا لنچ کا کوئی پلان تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔" اس نے اب خیام کی بے تکی باتوں پر الجھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

"پرفیکٹ! ارسلہ آپی کی طرف چلیں گے اور اب میں چلتا ہوں بہت سا کام میرا

انتظار کر رہا ہے۔۔۔

"!You know one of us has to work"

مسکراہٹ دباتا الٹے قدم اٹھاتا دروازے کی طرف جا رہا تھا۔

"تمہارے بغیر میں کیا کرتی خیام؟ مجھے یقین ہے اگر تم نہ ہوتے تو اب تک و نیٹچ کا

دیوالیہ نکل چکا ہوتا!" طزیہ مسکراتے ہوئے مصنوعی مٹھاس سے کہا۔

"!Don't worry! I've got you baby"

اسے تسلی دیتا چلا گیا۔

کائنات نے اسکیچ اٹھایا اور اس پر آڑی ترچھی لکیریں دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں۔

"بیوقوف! مسخرہ ایک نمبر کا!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کاغذ مٹھی میں دبوچا اور توڑ مروڑ کر اپنے پیچھے پھینک دیا۔ ایک اور صفحہ اٹھاتے وہ پھر سے پینسل پکڑ چکی تھی۔

.....

"?Kainat! You've some time"

خیام اپنا لیپ ٹاپ پکڑے اس کے دفتر میں بغیر اجازت کے داخل ہوا۔

Ofcourse! I've all the time in the world for "
".you

وہ طنزیہ بولی۔ اس قدر شدید طنز کو بھی ہنستے ہوئے برداشت کر گیا۔ اس کی میز پر لیپ ٹاپ رکھا اور سامنے سے ایک کرسی اٹھا کر اس کے ساتھ رکھتا بولا۔

"!You're too cute sometimes"

www.novelsclubb.com

"!You wound me"

کائنات نے دل پر ہاتھ رکھا۔

"!I thought I was cute all the time"

Who are you and what've you done to my "

"?wife

اس نے کہنی کرسی کے بازو پر رکھی اور بند مٹھی سے چہرہ ٹکائے بائیں طرف بیٹھی کائنات کو سنجیدگی سے دیکھا۔

"کیوں آئے ہو؟" اس نے بھی سنجیدگی سے پوچھا۔

"گالا کے لیے وینیو اور ڈیکور دیکھ لیتے ہیں!" اس نے لیپ ٹاپ کی کھلی سکرین اس کی طرف کی۔ کائنات نے اسکا ہاتھ ماؤس سے ہٹا کر اپنا رکھا اور تصویروں کو آگے پیچھے کرنے لگی۔ وہ پوری توجہ کے ساتھ ایک کے بعد دوسری خوبصورتی سے سجی جگہ دیکھ رہی تھی لیکن خیام کی گنگناہٹ خلل ڈال رہی تھی۔ اس نے غور کیا تو وہ

ایک ہی سطر بار بار دہرا رہا تھا۔

"ہم تیرے بن کہیں رہ نہیں پاتے۔۔۔"

بہت پہلے کا سنا ہوا، 90 کی دہائی کا گانا تھا لیکن آج صبح رکشے میں لگا سن کر اس کی

زبان پر یہی ایک فقرہ چڑھ گیا تھا۔

"ہم تیرے بن کہیں رہ نہیں پاتے۔۔۔"

"آ گئے؟" تصاویر سے توجہ پہلے ہی ہٹ چکی تھی۔ خیام کو چند لمحے لگے تھے سمجھنے

میں کہ کیا آ گئے؟

"تم نہیں آتے تو ہم مر جاتے۔۔۔!" اس کی خواہش کے مطابق تھوڑا سوچ کر

مزید گنگنایا۔

"ہاہ! بڑی میں آکسیجن؟!" آنکھیں گھماتے کہا۔

"آپ کو یہ غلط فہمی کیوں ہوئی کہ میں یہ آپ کے لیے گا رہا تھا؟"

"میرے علاوہ اس کمرے میں یا آپ کی زندگی میں اور کون ہے؟" لیپ ٹاپ کو

چھوڑ کر ساتھ بیٹھے خیام کی طرف پلٹی۔

"کمرے میں نہیں لیکن میری زندگی میں تو کوئی اور ہو سکتی ہے نا۔۔۔ you

"!never know

کندھے اچکائے۔

"?You have a death wish"

کائنات نے گھورا اور اس نے قہقہہ لگایا۔

"ابھی میری عمر ہی کیا ہے بیوی؟ اور جتنی تم تشدد پسند ہو تمہیں میری بیوی نہیں

کسی طالبانی گروپ کی ہیڈ ہونا چاہیے تھا!"

"تم سے ملنے سے پہلے میں اس لفظ سے بھی ناواقف تھی!" ناک چڑھاتی بولی۔

"یعنی تم مجھ پر تشدد کرتی ہو اس میں بھی میرا ہی قصور ہے؟!" بے یقینی سے

پوچھا۔

"!Your words not mine"

مسکراتے ہوئے کہا اور لیپ ٹاپ کی سکرین پر سفید اور مہرون سجاوٹ دیکھتی بولی۔

"یہ والی ڈن کرلو اور ہوٹل تم خود دیکھ لو جس کی سروس اچھی ہو۔" اسے بتا کر اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"اچھی ہے!" اس نے بھی اسکرین دیکھ کر تبصرہ کیا اور میل لکھنے لگا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کی۔ بورڈ پر چل رہی تھیں اور ٹھک ٹھک کی آوازیں کائنات کے کان سے اندر گھستی دماغ میں بج رہی تھیں۔

"خیام! تم اپنے کیبن میں کیوں نہیں جا رہے؟" اسے وہیں پر ٹکا دیکھ کر پوچھا۔

"کیونکہ میرا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور ویسے بھی لنچ کا وقت ہو چکا ہے۔"

"تمہیں کھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھتا؟"

"نہیں!" سکون سے کہہ کر ای میل بھیجی اور لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھا۔

"چلو چلیں۔" کرسی پیچھے دھکیلی اور لیپ ٹاپ پکڑتے حکمیہ کہا۔

"اور اس سے پہلے کہ تم پوچھو کہاں۔۔۔ میں خود ہی بتا دیتا ہوں آپی کی طرف!"

اسے منہ کھولتا دیکھ کر بولا۔

"مجھے یاد تھا!" اس نے اپنی صفائی دینی چاہی۔

"مجھے یقین ہے! میں یہ رکھ کر آؤں تو تم مجھے تیار ملو۔" انگلی اٹھا کر کہتا، دروازے کی طرف بڑھا اور اپنے دفتر میں آکر لیپ ٹاپ میز کے وسط میں رکھا۔ گاڑی کی چابی اٹھا کر دوبارہ اس کے پاس آیا جو چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ سب کچھ اپنی جگہ پر ہے، اس بات کی تسلی کرنے کے بعد کائنات اپنا بیگ لے کر اٹھی اور چپ چاپ اس کے ساتھ چل دی۔ وہ دونوں نیچے کھڑی خیام کی گاڑی تک پہنچے اور اندر بیٹھنے کے بعد اس نے بیلٹ باندھ کر گاڑی آگے بڑھائی۔

www.novelsclubb.com

"سو۔۔۔ مجھے آپی کے بارے میں بتاؤ کیونکہ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی! ہمارے نکاح پر بھی منٹ دو منٹ کے لیے بات ہوئی تھی۔"

"ہوں! ارسلہ آپی مجھ سے تین سال بڑی ہیں۔ شادی کو بھی دو اڑھائی سال ہو چکے ہیں شاید اور مما کہہ تو رہی تھیں خوشخبری وغیرہ ہے۔۔۔ میں نے تفصیل نہیں

پوچھی۔"

"سیدھی طرح نہیں کہہ سکتے وہ expect کر رہی ہیں؟! خوشخبری کے کچھ لگتے! میں تمہیں بغیر وجہ کے توڑ اے باز نہیں کہتی۔"

"تمہیں سمجھ لگ گئی نا؟ بس تو پھر بات ختم!"

"اور ان کے ہزبینڈ، سسرال وغیرہ؟"

"منصور بھائی اور آپی کو لیگز ہیں ویسے میرے خیال سے تو آج کل آپی آفس نہیں جا رہی اور ان کے ساس سسر ملک سے باہر ہوتے ہیں اپنے دوسرے بیٹے کے پاس۔" اس کے پاس اتنی ہی معلومات تھیں۔

"اوکے!" سر ہلا کر کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔ خیام نے صرف اسے تنگ کرنے کے لیے وہی گانا لگا دیا جو تھوڑی دیر پہلے گنگنا رہا تھا اور خود بھی ساتھ گانے لگا۔

ہم تیرے بن کہیں رہ نہیں پاتے۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تم نہیں آتے تو ہم مر جاتے۔۔۔

ہائے پیار کیا چیز ہے یہ جان نہیں پاتے۔۔۔

"تمہیں کون سا ثواب ملتا ہے مجھے تنگ کر کے؟"کائنات اس کی طرف پلٹی۔

"ثواب نہیں ملتا بس دل کو کمینی سی خوشی ملتی ہے!"دانت نکالتا بولا۔

"بھاڑ میں جاؤ اپنے دل اور اس کمینی خوشی کو لے کر!"

"تم بھی ہاں کرو تو پھر چلتے ہیں!"انگلیاں اسٹیئرنگ پر بجاتے کہا۔

"تھینک یو! میں ایک ہی دفعہ ہاں کہنے کے بعد پچھتا رہی ہوں۔"

"Suit yourself!"

کندھے اچکا دیے۔وہ بڑبڑاتی ہوئی پھر کھڑکی کی طرف مڑی۔خیام نے رفتار بڑھائی اور سات آٹھ منٹ بعد گاڑی ایک خوبصورت دومنزلہ بنگلے کے سامنے روکی۔

"Here we are!"

بیلٹ اتارتے کہا اور دروازہ کھولنے کے لیے لاک پر ہاتھ رکھا لیکن اسی وقت اس کا فون بجنے لگا۔ جیب سے نکال کر دیکھا تو ارسلہ کی کال تھی، جلدی سے سبز روشنی چھو کر موبائل کان سے لگایا۔

"ہم پہنچ گئے ہیں آپی!"

"اوہ! لیکن میں تو گھر پر نہیں ہوں۔" ارسلہ نے کھڑکی سے پردہ ہٹا کر نیچے جھانکا اور خیام کی گاڑی دیکھ کر پردے پر اس کی گرفت مضبوط ہوئی۔

"تم کہاں ہو؟" خیام کی الجھی آواز اس تک پہنچی۔

"مجھے کچھ کام تھا اس لیے آفس آئی ہوئی ہوں!" اپنے پیاروں سے جھوٹ بولنا کتنا مشکل کام تھا کوئی اس سے پوچھتا۔

"اوکے! مطلب آج کا پلان بھی کینسل؟"

"نہیں! تمہیں میں ایڈرس بھیج رہی ہوں۔۔۔ وہاں پہنچو۔ میں بھی فارغ ہو کر تمہیں وہیں ملتی ہوں!" اپنے آنسو پیتی بولی۔ اس وقت اسے کسی اپنے کی ضرورت

تھی، چاہے وہ اپنے دکھ اس سے نہ بانٹ سکتی۔

"Super!"

ہمیشہ کی طرح وہ لاپرواتھا۔اب آنسو گرنے لگے تھے۔

"کائنات کو بھی ساتھ لائے ہو؟" اس نے آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے پوچھا۔

"ہاں ساتھ ہی ہے! کیونکہ مجھے پتا تھا میری تو کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔۔ تم نے دروازے سے ہی واپس بھجوا دینا تھا بس اسی لیے ساتھ لے آیا۔" وہ کائنات کی گھوریوں کو نظرانداز کرتا بولا۔ارسلہ ہنس دی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آدھے گھنٹے میں ملتے ہیں!" اس نے دوسری طرف سے جواب کا انتظار کیے بغیر کال کاٹ دی۔خیام کو گاڑی موڑ کر وہاں سے جاتا دیکھ کر آنسو بھل بھل اس کی آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔پتا بھیج کر فون بستر پر پھینکا اور واش روم میں آکر سنک کا سہارا لیے اپنا عکس دیکھنے لگی۔جتنا اس کا اندر ٹوٹا بکھرا تھا، باہر کا حال اتنا برا نہیں تھا۔چند دن پرانا آنکھ کے نیچے ہلکا سا نیل فاؤنڈیشن سے بآسانی چھپایا جا

سکتا تھا۔اس نے رخسار کی ہڈی کو چھوا تو نظر بازو پر گڑے منصور کی انگلیوں کے نشان تک گئی۔واش روم میں اس کی طنزیہ ہنسی گونجی اور ہنستے ہنستے وہ پھر سے رونے لگی۔بہت سارو چکنے کے بعد منہ دھو کر باہر نکلی،پوری آستینوں والا لباس پہنا اور اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی فاؤنڈیشن چہرے پر لگا رہی تھی۔

وہ ارسلہ ابراہیم تھی۔۔۔ابراہیم شاہ کی اکلوتی اور چہیتی بیٹی۔وہ جس چیز کی طرف اشارہ کرتی،اسے فوراسے پہلے مل جایا کرتی تھی۔اسی طرح ایک دن اس کی نظر انتخاب ابراہیم شاہ کے دفتر میں کام کرتے معمولی منیجر منصور واحد پر ٹھہری۔

ابراہیم شاہ نے نہ پہلے کبھی بیٹی کو انکار کیا تھا نہ اب کر پائے۔اس کی خواہش کے مطابق منصور سے اس کی شادی کر دی۔جو شخص اپنی بہوؤں کے حق مہر میں بنگلے اور فیکٹریاں لکھواتا تھا اس نے بیٹی کو بھی خالی ہاتھ رخصت نہیں کیا تھا۔یہ شاندار گھر،ان کے کاروبار کی ایک پوری برانچ اس کی تھی لیکن کہتے ہیں نا کہ بیٹی بادشاہ کی ہو یا فقیر کی۔۔۔خوشی اسے تب ہی ملتی ہے جب اس کے نصیب میں لکھی ہو۔پیسہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خوشی کی ضمانت کبھی بھی نہیں رہا!

اس نے آخری مرتبہ پف گال پر تھپکا اور شال اٹھا کر اوڑھی۔ موبائل بیگ میں ڈالا اور چابیاں پکڑتی کمرے سے باہر نکلی۔ راہداری کے بعد سیڑھیاں طے کرتی نیچے آئی اور اب اس کا رخ داخلی دروازے کی طرف تھا۔

"You sure you still want to go?!"

آواز پر اس نے پلٹ کر میز پر اکیلے بیٹھے منصور کو دیکھا۔ جو کھانا اس نے اپنے بھائی، بھابھی کے لیے تیار کروایا تھا، وہ سکون سے کھا رہا تھا۔ مخاطب اسی سے تھا لیکن متوجہ نہیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ میرا بھائی ہے منصور! اپنے بھائی سے ملنے جا رہی ہوں میں۔" اسے گھورتی ہوئی بولی۔ سخت لہجے پر منصور نے نگاہیں اٹھائیں۔

"اس طرح؟" میک اپ سے سجے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ طنزیہ مسکرائی۔

"اتار دیتی ہوں! پھر میرے گال پر پڑا نیل دیکھ کر وہ پوچھے گا تو تمہارا پتہ دے دوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نا اسے؟

".I'm sure you'll handle

اسی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی دروازے کی طرف پلٹی، منصور مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔دروازہ پار کرتے ہوئے اس نے کانچ ٹوٹنے کی آواز بخوبی سنی تھی۔بغیر اثر لیے اپنی گاڑی تک آئی اور لاک ہٹا کر اندر بیٹھی۔گوگلز آنکھوں پر چڑھاتے گاڑی آگے بڑھائی اور اس جہنم نما گھر سے باہر نکلی۔سڑک پر آتے ہی اس نے شیشہ نیچے سرکایا اور چند گھنٹوں پر مشتمل اپنی آزادی میں لمبے لمبے سانس لینے لگی۔اس نے خیام سے آدھے گھنٹے کا وعدہ کیا تھا لیکن ریستوران تک پہنچتے، طے شدہ وقت سے دس، بارہ منٹ اوپر ہو چکے تھے۔پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے اندر کی طرف بڑھی۔باہر کی نسبت رستوران کے اندر سنٹرل ہیٹنگ کی وجہ سے خنکی نہ ہونے کے برابر تھی۔اس نے خیام اور کائنات کو ایک میز پر باتیں کرتے دیکھا اور وہیں کا رخ کیا۔

"السلام علیکم! یار آئی ایم سو سوری میں لیٹ ہو گئی۔" میز کے پاس آ کر کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وعلیکم السلام! کوئی بات نہیں۔ہم بھی ابھی پہنچے ہیں۔"کائنات اٹھ کر اس کے گلے ملی۔

"کیسی ہو؟"ارسلہ نے محبت سے اس کے گرد بازو پھیلائے۔

"میں ٹھیک! آپ کیسی ہیں؟"

"میں بھی! اور برادر۔۔۔سب ٹھیک ہے؟"اس سے علیحدہ ہو کر خیام سے ملی۔

"پرفیکٹ ہے!"خیام نے اس کے لیے کرسی کھینچی اور وہ تینوں بیٹھے۔

"پہلے کچھ آرڈر کر لیتے ہیں، مجھے بہت بھوک لگی ہے!"اس نے ہاتھ اٹھا کر بیرے کو بلایا اور کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"!He's a foodie, Kainat"

ارسلہ نے معذرت خوانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا.

"!I know"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔خیام کا سارا دھیان مینیو پر تھا۔ان دونوں سے پوچھ کر

اس نے کھانا منگوایا اور پھر مینیو کارڈ بیرے کو دیتا ارسلہ کی طرف پلٹا، وہ دونوں اس کے دائیں بائیں بیٹھی تھیں۔

".You look good! Pregnancy suits you"

بہن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ ارسلہ نے گلے میں اٹکنے والے آنسوؤں کا گولا، کھنکار کر پیچھے دھکیلا اور مسکرائی۔

".I haven't even started showing"

اس نے کہا تو خیّام نے کندھے اچکا دیے۔ وہ شاید کافی عرصے بعد اس سے ملنے پر جذباتی ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے کا بھاری پن جو کہ ایک معمولی تبدیلی تھی اس پر بھی غور کر رہا تھا۔

"?Congratulations... how far along are you"

کائنات نے بھی پوچھا تھا حالانکہ اسے عجیب لگ رہا تھا۔ خیام مرد ہو کر بھی پریگنینسی کے بارے میں اتنا کھل کر بول رہا تھا۔ خیر، خیام کی تو قسم ہی خاص اور

نرالی تھی!

"!Thank you... 13 weeks"

"?He's healthy, right"

خیام کو اپنے بھانجے کی فکر ہوئی۔

"تمہیں کس نے کہا بیٹا ہے؟ بیٹی بھی تو ہو سکتی ہے اور میرا بے بی بالکل

healthy ہے!"

"ویسے ہی مجھے لگتا ہے!" اس نے پھر کندھے اچکائے۔

"تو؟ تم پوری سنجیدگی سے آفس جا رہے ہو؟ مجھے ابھی بھی یقین نہیں آتا!" اس

نے خود پر سے توجہ ہٹانی چاہی۔

"میرے پاس اور کوئی آپشن نہیں ہے۔ ماڈلنگ۔۔۔ میں کر تو لوں پر اس میں میرا

انٹرسٹ نہیں ہے اور بیوی کی اجازت بھی نہیں ہے تو یہ نائن ٹو فائیو کا آپشن ہی رہ

جاتا ہے!"

"شکر ہے! کم از کم بیوی کی تو مان لیتے ہو۔" ارسلہ نے قہقہہ لگایا۔

"مان ہی نہ لو تم میری کوئی!" کائنات طنزیہ بولی۔

"اب یہ تم ناانصافی کر رہی ہو بیوی! میں ایسی 101 باتیں گنوا سکتا ہوں جو میں نے تمہاری مرضی سے کی ہیں۔"

"ہاں جن میں سے 100 جھوٹی، من گھڑت اور کوئی ایک سچی ہو گی!" ناک سے مکھی اڑائی۔ وہ دونوں بہن، بھائی اس کے بیان کی سچائی پر ہنسے۔

"سراسر الزام ہے مجھ پر! یہ شوہر قوم ہوتی ہی بڑی مظلوم ہے۔۔۔ تم بھی یہی کرتی ہو گی منصور بھائی کے ساتھ؟" اس نے ہنستے ہوئے پوچھا ارسلہ مسکرا بھی نہ سکی۔

"کیسے برداشت کرتے ہیں وہ تمہیں؟" اس کی شادی سے پہلے خیام سمیت سب ہی اس کا نخرہ اٹھایا کرتے تھے۔

"یقین کرو۔۔۔ وہ مجھے نہیں، میں اسے برداشت کرتی ہوں!" وہ بالکل سنجیدہ

www.novelsclubb.com

تھی۔کائنات نے اسے اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتے بخوبی دیکھا تھا۔اس نے میز کے نیچے سے ہنستے ہوئے خیام کی ٹانگ پر پاؤں مارا۔

"کیا ہے یار؟"وہ ماتھے پر ڈالتا اس سے مخاطب ہوا۔اس نے آنکھ سے ارسلہ کی طرف اشارہ کیا۔

"یار آپی!میں مذاق کر رہا تھا۔"اٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"کیوں رو رہی ہو؟"اس کا سر تھپکتے پوچھا۔

"پتا نہیں!شاید تم سے اتنے وقت بعد ملی ہوں تو مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے تمہیں کتنا زیادہ مس کیا ہے۔"آنسو صاف کرتی نم لہجے میں بولی۔

"Aww... I love you too"

خیام نے اس کا سر چوما تو ارسلہ ہنس دی۔

"!Excuse me, sir"

بیرے کی پکار پر اس نے پلٹ کر دیکھا اور راستہ چھوڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھا۔وہ کھانا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگا کر چلا گیا تو خیام نے پلیٹ مختلف چیزوں سے بھر کر ارسلہ کے سامنے رکھی۔

"چلو شروع کرو۔۔۔میرا بھانجا بھوکا ہوگا!" دوسری پلیٹ بھرتا بولا۔ہاتھ اور زبان ایک ہی رفتار سے چلانا کوئی خیام شاہ سے سیکھے۔

"Bon appetite, biwi!"

پلیٹ کائنات کے سامنے رکھی۔

"Thank you!"

وہ مسکرائی جب اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا تھا تو بہت پیارا لگتا تھا۔

"اور یہ میرے لیے۔۔۔!" بریانی کی آدھی رہ جانے والی ٹرے اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔وہ دونوں بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھیں، پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنا شروع ہوئیں تو ہنستی ہی چلی گئیں۔

"خیام! کیا کریں تمہارا؟" کائنات نے آنکھوں میں آیا پانی صاف کرتے پوچھا۔وہ اثر لیے بغیر کھاتا رہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کائنات! تم ہی کوشش کرو۔۔۔ کیا پتا سدھر جائے۔ ہم سے تو پچھلے 25 سالوں سے نہ ہو سکا!" ارسلہ نے کہا۔

"24 کے نہیں ہو تم؟" اس نے پھر خیام سے پوچھا۔

"تو کیا ساری زندگی 24 کا ہی رہوں گا؟ اگلے مہینے کو پچیس کا ہو جاؤں گا۔"

"ڈیٹ؟"

"12۔" ارسلہ نے جواب دیا اور بوتل اٹھا کر ڈھکن ہٹایا۔ وہ اپنے گلاس میں پانی ڈال رہی تھی جب خیام کی نظر اس کی کلائی تک گئی۔ بے خیالی میں ڈالی نظر کو چونک کر دوبارہ اس کا بازو دیکھنا پڑا۔

"یہاں کیا ہوا؟" بوتل اس سے لے کر میز پر رکھی اور اس کی کلائی پکڑی۔

"کچھ نہیں! معمولی سی چوٹ ہے۔" اس نے اپنا ہاتھ خیام کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا۔ کائنات بھی متوجہ تھی۔

"معمولی چوٹ نہیں ہے! انگلیوں کے نشان ہیں۔۔۔ کیا منصور کے ہیں آئی

سوئیر۔۔۔اگر اس نے کیا ہے تو میں اس کے ہاتھ توڑ دوں گا!" وہ بولے جا رہا تھا اور ارسلہ دھیان دیے بغیر بہانے سوچ رہی تھی، پھر بہت سوں میں سے ایک اسے معقول لگا تو ہنستی ہوئی بولی۔

"کول ڈاؤن ہیرو! میں trip ہو کر گرنے لگی تھی لیکن منصور نے وقت پر میری کلائی پکڑ کر بچا لیا ورنہ مجھے نہیں پتا کیا ہوتا۔" مصنوعی جھرجھری لے کر جھوٹ کہا۔

"تو کوئی ointment کیوں نہیں لگائی؟ بلکہ رکو میں لے کر آتا ہوں!" اس کے منع کرنے کے باوجود کھانا چھوڑ کر اٹھا اور باہر کی طرف چل دیا۔

"پہلے اسے بھوک لگی تھی اور اب کھانا چھوڑ کر چلا گیا!" ارسلہ نے اسے دور جاتا دیکھ کر کہا۔

"He's so confusing...

لاپرواہی دکھاتے دکھاتے پرواہ کرنے لگ جاتا ہے۔" کائنات نے بھی تبصرہ کیا۔

"ایسا ہی ہے! ہمارا خیام زبان سے چاہے جو مرضی کہتا پھرے لیکن سب کی کیئر کرتا ہے اور میں نے دیکھا ہے وہ تمہاری بھی پرواکرتا ہے!"

"!I'm not so sure about that"

کانٹے سے چاول آگے پیچھے کرتے کہا۔

"!You'll be"

ارسلہ نے سر ہلایا۔

"آپ کو یقین ہے منصور بھائی صرف آپ کو گرنے سے بچا رہے تھے؟" اسے یقین نہیں آیا تھا اس لئے دھیمی آواز میں پوچھ لیا۔

"بالکل کائنات! وہ مجھے جان بوجھ کر ہرٹ نہیں کر سکتا۔" اپنی اس بات پر اس کا قہقہہ لگانے کو جی چاہا۔ کائنات نے محض سر ہلایا۔

"سو۔۔۔شادی شدہ زندگی کیسی گزر رہی ہے؟" اس نے پھر کامیابی سے بات بدلی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کے سامنے ہی ہے! خیام شاہ کے ہوتے ہوئے ڈرامہ زیادہ دور نہیں رہ سکتا۔۔۔

"!So it is pretty much dramatic I would say

Good luck with that melodramatic husband "

"!of yours then

ارسلہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"!Thanks... I need it"

وہ بھی ہنسی۔

www.novelsclubb.com

خیام فارمیسی سے درد سے راحت دینے والا مرہم خرید کر واپس آیا اور ان دونوں کو باتیں کرتے، کھلکھلاتے پایا۔ وہ میزوں کے اطراف سے گزرتا ان تک پہنچا۔

"میں نے نوٹ کیا ہے میرے غائب ہوتے ہی تم کھلکھلانے لگتی ہو بیوی! کیا سین ہے؟" کرسی کھینچ کر بیٹھا اور ٹیوب کھول کر انگلی پر مرہم نکالا پھر ارسلہ کی کلائی پکڑ

کر آہستہ سے لگانے لگا۔

"تو پھر مجھے خوش دیکھنے کے لیے تمہیں زیادہ سے زیادہ غائب ہی رہنا چاہیے۔۔۔

نہیں؟!"

"فضول امیدیں مت پالو ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا!" آنکھیں گھماتا بولا۔ ارسلہ

مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

C'mon hubby! Can't you do that for me? "

"?Please

آنکھیں بڑی کرتے، ہونٹ لٹکاتے پوچھا تو ان دونوں نے قہقہہ لگایا۔

"!Very cute but no... I can't"

"میں ناراض ہوں تم سے!" کال پھلاتے اعلان کیا، مسکراہٹ چھپانا محال ہو رہا

تھا۔

"میری جان ناراض ہے مجھ سے؟" بچوں کی طرح پچکارتے پوچھا اور انگلی پر دوا

نکال کر اس کی ناک پر لگائی۔

"!Eew... it smells"

اس نے منہ بناتے جلدی سے نیپکن اٹھا کر ناک سے مرہم صاف کی۔

"بس کرو خیام! دوا لگ گئی ہے۔" اس کی مساج سے کافی آرام ملا تھا ارسلہ نے اپنا بازو واپس کھینچ لیا۔

"اوکے! یہ ٹیوب رکھو گھر جا کر دوبارہ استعمال کرنا۔"

"تھینک یو!" اس سے لے کر بیگ میں ڈالی۔

"اب کہاں؟" کائنات نے اسے پھر سے اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاتھ دھونے! اب ان ہاتھوں سے کھانے سے تو رہا بلکہ یوں کرتے ہیں۔۔۔ تم مجھے کھلا دو۔ کھانا پہلے ہی ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" وہ دھپ سے واپس بیٹھا۔

"دو سیکنڈ لگنے ہیں جاؤ شاباش دھو آؤ!" اس نے اپنی شامت آتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دو سیکنڈ تو آکر گزر بھی گئے بیوی! چلو جلدی کرو۔۔۔آں!"وہ منہ کھولے منتظر تھا۔کائنات نے اسے گھورتے ہوئے چمچ بھرا۔

"میں تم دونوں کو بالکل نہیں دیکھ رہی ہوں!"ارسلہ نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے، مسکراتے لہجے میں کہا۔

"تمہارے دیکھنے سے بھی ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے! کیوں بیوی؟"اس نے پوچھا لیکن کائنات نے جواب دینے کی بجائے چمچ اس کے منہ میں ٹھونسا۔

"محبت سے یار۔۔۔!"خیام نے نوالہ چباتے کہا۔ارسلہ نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ کھاتے وقت بولا نہ کرو؟"ایک اور چمچ بھر کر اس کے منہ میں ڈالا۔

"اور میں نے آج تک تمہاری کون سی بات مانی ہے؟"پھر کھاتے ہوئے بولا۔

"اچھا؟تو پھر میں بھی تمہاری کیوں مان رہی ہوں؟خود ہی کھاؤ۔چاہے گندے ہاتھوں سے۔۔۔چاہے کھاؤ ہی نہ!"اس کا چمچ واپس رکھا اور اپنا اٹھا کر خود کھانے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگی۔

"اچھا! پکا پرومس نہیں بولوں گا۔۔۔اب کھلاؤ، بہت بھوک لگی ہے قسم سے!"

اس کے وعدے کے باوجود کائنات اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر گہری سانس لے کر دوبارہ کھلانے لگی اور خود بھی کھانے لگی۔

"بہت کیوٹ ہو یار تم دونوں! میری دعا ہے ہمیشہ ایسے ہی رہو اور کسی حاسد کی نظر نہ لگے۔ آمین!" ارسلہ اپنے کھانے سے کھیلتی ہوئی بولی۔

"آمین! لیکن تم کچھ کھا کیوں نہیں رہی؟ منصور بھائی کو بلانا پڑے گا کیا؟" اس کی بات پر کانٹا آگے پیچھے کرتا اس کا ہاتھ تھما۔

"نہیں تو! میں کھا رہی ہوں۔" ایک نوالہ لیا اور چبانے لگی۔

"آپی تم فارغ ہی ہو نا؟ یہاں سے شاپنگ پر چلتے ہیں۔۔۔میں اپنے بھانجے کے لئے بہت ساری شاپنگ کرنا چاہتا ہوں۔"

"خیام ایسی بھی کیا جلدی ہے تمہیں؟"

www.novelsclubb.com

"جلدی کہاں؟ 25 سالہ زندگی میں پہلی دفعہ ماموں بن رہا ہوں اور تم جلدی کہہ رہی ہو!"

"خوامخواہ کچھ بھی نہ بک دیا کرو!" کائنات نے آنکھیں نکالتے کہا تو اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"خوامخواہ مجھ پر مت چلایا کرو!"

"ارے لڑو تو مت۔۔۔ ٹھیک ہے خیام! چلیں گے۔" ارسلہ نے مداخلت کی۔

اسے بریانی سمیت سب کچھ کائنات نے ہی کھلایا، حتی کہ وہ پانی بھی اس کے ہاتھ سے پی رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے چہرہ چھپائے دوسرے ہاتھ سے اسے کھلا رہی تھی کیونکہ آتے جاتے بیرے اور آس پاس کی میزوں پر بیٹھے لوگ انہیں مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"تھینک یو بیوی!" خیام نے اونچی آواز میں کہا اور اور اٹھ کر واش روم کی طرف جانے لگا۔

"You're lucky bro!"

اگلی میز پار کر رہا تھا جب اس پر بیٹھے مرد نے اپنی بیوی کی خونخوار گھوریوں کو نظر انداز کرتے اسے مخاطب کیا۔

"That I am!"

وہ اسے آنکھ مار کر جواب دیتا آگے بڑھ گیا۔

"اللہ تیرا شکر ہے!" کائنات نے اسے راہداری مڑتے دیکھ کر گہری سانس لی اور چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔ ارسلہ نے ہنستے ہوئے اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔

"مجھے اس وقت یہ کہنا چاہیے کہ میں اسے سمجھاؤں گی اور وہ آئندہ ایسا کچھ نہیں کرے گا لیکن ہم دونوں جانتی ہیں اس کا جو دل کرے گا وہ وہی کرے گا!"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں اسے جو ہے، جیسا ہے کی بنیاد پر قبول کر چکی ہوں!" ہار مانتی سانس لی۔

"واقعی؟" ارسلہ کو اس سے اتنی جلدی ہار ماننے کی توقع نہیں تھی۔

"آپ تو ایسے حیران ہو رہی ہیں جیسے میرے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی آپشن ہے؟!"

"میرے خیال سے تمہیں ابھی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔۔۔!"

"کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔

He'll stay like this forever and I'm stuck with him!"

"کم آن۔۔۔stuck ہونا کسے کہتے ہیں تم نہیں جانتی!" وہ جانتی تھی۔ کائنات نے اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کی۔ آنکھوں سے لگ رہا تھا وہ یہاں ہو کر بھی یہاں نہیں ہے۔

"ارسلہ آپی؟!" اس نے ارسلہ کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔ وہ چونکی اور مسکرائی۔

"You guys complement each other!"

"سولیڈیز! شہر کے دکاندار مجھے پکار رہے ہیں اور میرا بینک اکاؤنٹ اپنا وزن ہلکا کرنا چاہتا ہے۔" اس نے کرسی کی پشت پر ہاتھ ٹکائے ان دونوں سے کہا اور بیرے کو بل لانے کا اشارہ کیا۔

"!Stop being dramatic"

کائنات نے پانی پی کر گلاس رکھا اور نیپکن سے ہونٹ تھپک کر صاف کیے۔

"!Stop being rude"

خیام بھی اسی کے انداز میں بولا اور اس کے گھورنے پر کندھے اچکا دیے۔

"خیام! میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔۔ہم ساری چیزیں unisex لیں گے۔ تاکہ تمہارا بھانجا ہو یا بھانجی وہ استعمال کر سکے۔"

"اوکے ڈن!" اس نے بات سمجھ کر سر ہلایا۔ ارسلہ نے شکر ادا کیا۔۔۔یہ سمجھنے سمجھانے والا کام وہ کم کم ہی کیا کرتا تھا۔ بیرا بل لے آیا تو اس نے اپنا والٹ نکالا۔

"تم شاید بھول رہے ہو۔۔۔یہ لنچ میری طرف سے تھا!" ارسلہ نے اس کا بٹوا لے

کر بند کیا، اپنا بیگ کھول کر روپے برآمد کیے اور بل ادا کیا۔

"کیا فرق پڑتا ہے آپی؟" اس نے بٹوا میز پر سے اٹھا کر کوٹ کی اندرونی جیب میں منتقل کیا۔

"صرف تمہیں نہیں پڑتا!" اپنا بیگ لیتی اٹھی۔

"یہ بھی صحیح ہے۔" اس نے کرسی سے اٹھتی کائنات کے سامنے اپنا ہاتھ کیا۔

"!Stop this PDA"

وہ اس کا ہاتھ پکڑتی، اس کے قریب ہو کر آہستگی سے بولی۔

You really need to update your definition "

"!of PDA

اسے ساتھ لے کر چلنے لگا، ارسلہ ان کے آگے تھی۔

"!I'm fine with the older one"

"!Alright"

www.novelsclubb.com

اختلاف کرنا تو خیام نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

"تم دونوں لوبرڈز جاؤ! میں اپنی گاڑی میں آئی تھی۔مال میں ملتے ہیں۔" باہر آکر ارسلہ نے کہا اور ان کے سر ہلانے پر اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔

"گاڑی دھیان سے چلانا۔۔۔سی یو!" خیام نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"!I will"

اس نے آنکھیں گھماتے چلا کر جواب دیا۔

خیام کو گاڑی چلانا اس نے ہی سکھایا تھا کیونکہ صارم تب اپنی پڑھائی اور ابراہیم شاہ کے کاروبار میں مصروف ہوتا تھا۔اور اب وہ اپنی استاد کو گاڑی دھیان سے چلانے کا مشورہ دے رہا تھا۔

خیام نے کائنات کے لیے دروازہ کھولا لیکن نظر ارسلہ کی گاڑی پر تھی، جس کا انجن جاگ چکا تھا۔وہ شکریہ ادا کرتی اندر بیٹھی۔وہ گھوم کر دوسری طرف آیا،اندر بیٹھا اور بیلٹ باندھ کر گاڑی ارسلہ کی گاڑی کے پیچھے ڈالی۔

.....

"تھینک یو!" کائنات نے سیٹ بیلٹ اتاری اور خیام کی طرف پلٹی، شام کا وقت تھا۔ گاڑی اس کے گھر کے باہر کھڑی تھی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد وہ تینوں خریداری کرنے گئے تھے اور تب ہی رکے جب ارسلہ کو تھکاوٹ کی وجہ سے چکر آنے لگے۔

"کس لیے؟" خیّام نے پوچھا۔

"آج کے دن کے لیے جو کہ بہترین تھا۔۔۔ وہ حصہ نکال کر جس میں ارسلہ آپی کی طبعیت خراب ہوئی تھی۔"

"آپی بالکل ٹھیک ہے! پریگنینسی میں یہ سب نارمل ہوتا ہے۔"

"کتنی دفعہ پریگنینسی نپٹا چکے ہو؟" کائنات نے آنکھیں پھیلاتے پوچھا، اس کا قہقہہ جاندار تھا۔ اب کیا بتاتا۔۔۔ سارا ٹی وی سیریز کا کمال تھا!

"ویسے جتنی معصوم تم خود کو پوز کرتی ہو، اتنی ہو نہیں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بالکل بھی نہیں۔"آنکھیں گھماتے اعتراف کیا اور قدموں میں رکھا بیگ اٹھا کر دروازہ کھولا۔

"خدا حافظ!"

"خیام؟!"اس کا ایک پیر باہر تھا جب وہ خیام سے اپنی الجھن کہنے کا فیصلہ کرتی بولی اور پیر واپس کھینچ کر دروازہ بند کیا۔

"کہو!"وہ ہمہ تن گوش ہوا۔

"کیا میں تم سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟"

"اجازت کیوں مانگ رہی ہو؟پوچھو!"

"یہ تمہارا منصور بھائی کیسا آدمی ہے؟مجھے معلوم ہے تم لوگوں نے کسی بھی ایرے غیرے سے ارسلہ آپی کو نہیں بیاہ دیا ہونا لیکن مجھے نہیں لگتا آپی اس کے ساتھ خوش ہیں!"

"اور تمہیں ایسا کیوں لگا؟"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں شاید میرے بارے میں یہ بات نہ پتہ ہو لیکن میں لوگوں کو، ان کے ایکسپریشنز، ان کی آنکھوں کو ہمیشہ بہت غور سے دیکھتی ہوں!" وہ جانتی تھی جو بات وہ کہنے جارہی ہے، وہ بہت بڑی ہے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس کے مشاہدے کا غلط ثابت ہونا بھی تھوڑا مشکل ہی ہے۔

"پھر؟ غور کرنے پر کیا پتا چلا؟" خیام نے خود بھی ارسلہ کے برتاؤ میں تبدیلی محسوس کی تھی لیکن اصل مسئلہ کیا ہے؟ وہ اس کی گہرائی تک پہنچ کر بھی سر نفی میں لاتا واپس آیا تھا!

"مجھے لگتا ہے انگلیوں کے نشان والی کہانی جھوٹی تھی! تم اس وقت غصے میں سوال پر سوال کر رہے تھے لیکن میں آپی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ she panicked"

"یعنی؟ کیا نتیجہ نکلا؟" وہ بے وقوف نہیں تھا، جانتا تھا کائنات کیا کہنے والی ہے اور وہ نشانات دیکھ کر اس کے ذہن میں بھی بہت کچھ برا چلا تھا۔۔۔ جسے ارسلہ نے اپنے جھوٹ سے دبا دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"!I don't know... he might be abusing her"

اس نے سامنے دیکھتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔وہ خیام کے رد عمل سے ڈر رہی تھی۔۔۔کیا پتااسے جھوٹا کہہ دیتا؟کیا پتاغصے میں کچھ غلط کر بیٹھتا؟لیکن وہ بالکل چپ تھا۔کائنات نے اسے دیکھااور مزید بولی۔

"وہ اس شخص کے ذکر سے یوں بچ رہی تھی جیسے ان کے شوہر نہیں،کسی ناپسندیدہ ترین ہستی کی بات ہو رہی ہو۔۔۔ہو سکتا ہے میں غلط ہوں اور میری دعا ہے کہ میں غلط ہی ہوں لیکن خیام۔۔۔

"!You need to do something

اس نے کسی مجسمے کی طرح ساکن خیام کا بازو چھوا۔

"!I know"

وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"اس کا ہاتھ پکڑااور انگلیاں اس کی انگلیوں سے گزار کر پشت پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لپیٹیں۔

"یہی کہ اگر یہ سچ ہے اور اگر وہ شخص واقعی میری بہن کو مارتا ہے تو لعنت ہے

میرے ہونے پر!"

"تمہارا اس میں کیا قصور؟"

"شادی کے سال بعد تک کہ وہ شادی سے پہلے والی ارسلہ ہی تھی لیکن پھر آہستہ

آہستہ اس کے پاس ہمارے لیے وقت کم ہوتا گیا۔وہ بہت کم گھر کا چکر لگاتی، وقت

بے وقت فون کرنا بھی بند کر دیا تھا۔۔۔وجہ؟مصروفیات!

I should've known better than to trust her

"!lies

ساری سامنے کی باتیں تھیں لیکن کبھی غور ہی نہیں کیا۔

"خود کو قصوروار مت ٹھہراؤ۔۔۔یہ تو صرف ہمارا اندازہ ہے جو غلط بھی ہو سکتا

ہے!"

www.novelsclubb.com

"I hope so!"

"پھر کیا کرو گے تم؟" ہاتھ کو جھٹکا دے کر پوچھا۔

"اس کے گھر جاتا ہوں بات کرنے!"

"ابھی مت جاؤ۔۔۔انہیں آرام کرنے دو۔ صبح چلے جانا؟"

"ہمم!"

"ٹھیک۔۔۔میں پھر چلتی ہوں!"

اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا۔اس نے کوئی جواب نہ دیا تو کائنات بے چارگی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"خیام پلیز! اپنے آپ کو الزام دینا چھوڑ دو۔"

"میں ٹھیک ہوں!" فقط اتنا کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔ وہ اس کا اشارہ سمجھتی، پریشانی سے ہونٹ کچلتی نیچے اتری۔

خیّام نے گاڑی آگے بڑھانے میں سیکنڈ نہیں لگایا، ورنہ وہ عموماً اس کے گھر جانے کا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انتظار کیا کرتا تھا۔اس وقت وہ اپنی سوچوں کے ساتھ تنہا رہنا چاہتا تھا۔اسے مسلسل سفر کرتے ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا اور اس کی گاڑی شہر سے باہر نکل کر ڈھلان پر پھسلتی اوپر کی طرف سفر کر رہی تھی۔ سڑک ختم ہو چکی تھی لیکن پہاڑی کی سطح اتنی ناہموار نہیں تھی کہ گاڑی نہ چل سکتی۔وہ یہاں بہت بار آ چکا تھا، اس جگہ کا سکوت اور خاموشی اسے پر سکون کر دیتی تھی۔پہاڑی کے ایک صاف قطعے پر گاڑی روکی اور باہر نکلا۔اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا،وہ کنارے تک آیا اور ٹانگیں لٹکا کر بیٹھا شہر کی مصنوعی روشنیاں دیکھنے لگا جو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دھندلے دھبوں کی طرح تھیں۔

وہ اتنا لاپروا کیسے ہو سکتا ہے؟

وہ اپنی زندگی میں اتنا خوش اور پر سکون کس طرح تھا؟

جبکہ اس کی بہن کسی واحیات انسان کا ظلم برداشت کر رہی تھی اور اب تو وہ حاملہ تھی۔اس کی آنکھوں کے سامنے سے ارسلہ کے بازو پر چھپے انگلیوں کے نشان نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جا رہے تھے۔ منصور نے اس کی اس حالت کا لحاظ بھی نہیں کیا تھا۔۔۔ تو وہ اس سے پہلے ارسلہ کے ساتھ کیا کیا کر چکا ہوگا؟ وہ کیوں چپ رہی؟ کیا اس نے اپنے باپ اور بھائیوں کو مردہ خیال کر لیا تھا؟ کیوں؟

اس کے ذہن میں اس وقت اتنے سوالیہ نشان تھے۔ وہ تھکی سانس لے کر پتھریلی سطح پر لیٹ گیا اور آسمان کی سیاہی کو گھورنے لگا۔ غور سے دیکھنے پر کہیں کہیں کوئی تارا بھی دکھ جاتا تھا لیکن وہ غور نہیں کر رہا تھا!

اگر ارسلہ چپ رہی تھی تو کم از کم اسے خیال کرنا چاہیے تھا۔ اسے سوچنا چاہیے تھا کہ اپنے پل پل کی خبر دینے والی بہن اب اسے ہفتوں فون کیوں نہیں کرتی؟ اسے آج تک اپنی لاپرواہی کبھی بری نہیں لگی تھی۔۔۔ ہر چیز، ہر بات پر کندھے اچکا کر گزر جانا اس کے نزدیک کوئی برائی نہیں تھی۔ لیکن آج لگ رہا تھا اس کی لاپرواہی برتنے کی عادت سے گھٹیا کوئی عادت نہیں ہے!

رات کا پہلا حصہ اس نے یونہی لیٹے لیٹے خوداحتسابی کرتے گزار دیا۔ پتہ نہیں کتنا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وقت گزر چکا تھا۔پتھروں کی چبھن سے کمر تقریباً سن ہو چکی تھی،اب کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا!

صبح وہ پہلا کام اپنی بہن کے پاس جا کر جواب طلبی کا کرے گا حالانکہ بہن سے اتنی لاپرواہی برتنے کے بعد وہ اس کا حق رکھتا نہیں تھا!

فیصلہ کرتا سیدھا ہوا،پاؤں اوپر کھینچے اور ٹانگوں پر وزن ڈالتا اٹھا۔اگلے ہی قدم پر لڑکھڑا کر گرنے لگا۔۔۔ نظر اپنی پشت پر پھیلی گہرائی اور گھپ اندھیرے پر پڑی۔

اس کا دل خوف سے سکڑا لیکن اجل کا مقررہ وقت یہ وقت نہیں تھا!

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق۔۔۔ گرتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھوں سے کنارے کے پتھر کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔اب وہ بگڑے تنفس کے ساتھ دونوں بازوؤں پر اپنا وزن اٹھائے لٹک رہا تھا۔ایک دفعہ پھر نیچے دیکھا،پتہ نہیں کیوں ایک لمحے کے لیے اس کے ذہن میں ہاتھ چھوڑنے کا خیال آیا تھا۔پھر سر جھٹکتا خود کو پر سکون کرنے کے لیے گہرے گہرے سانس لینے لگا،بازوؤں پر وزن ڈالے اوپر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی جانب اٹھ بھی رہا تھا۔اپنے آپ کو اوپر کھینچنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔
وہ سطح پر بے ترتیب لیٹا ہانپ رہا تھا،دل اب بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا بلکہ اسے
کانوں میں دھڑکن سنائی دے رہی تھی۔سردی کے باوجود پسینے کی بوندیں ماتھے پر
چمک رہی تھیں۔وہ ایک وقت میں دس، پندرہ pull ups کر لیا کرتا تھا لیکن
آج ایک نے ہی اسے بے حال کر دیا تھا۔بے حال دراصل خوف نے کیا تھا!

"!That was a close call"

وہ ماتھے پر آیا پسینہ بازو سے صاف کرتا اٹھا اور کچھ دور کھڑی اپنی گاڑی تک آیا۔
دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور سب سے پہلے وقت دیکھا۔am12:43.
بہت اچھا! اس نے سر ہلایا۔وہ وقت گزارنے کے لیے ہی یہاں آیا تھا لیکن موت
سے سامنے کا تحفہ اللہ کی طرف سے تھا،اس کے پلان میں نہیں تھا۔موبائل دیکھا تو
عائشہ ابراہیم اور کائنات کے بہت سے پیغامات تھے۔پہلی نے پوچھا تھا: کہاں ہو؟
ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے؟اور دوسری نے پوچھا تھا: گھر پہنچ گئے ہو؟ جواب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیوں نہیں دے رہے ہے؟اس نے کسی کو بھی جواب دیئے بغیر فون رکھااور گاڑی چلا کر موڑی۔واپسی کے سفر پر اسے کوئی جلدی نہیں تھی۔۔۔کوئی سائیکل بھی اس سے دوڑ لگاتی تو جیت جاتی۔اسی سست رفتار سے رینگتا ہوا گھر پہنچا تو اڑھائی بج چکے تھے۔اسے یقین تھا سب سو چکے ہوں گے اس لیے آہستگی سے بغیر شور پیدا کیے اپنے کمرے میں آیا اور چابیاں پھینک کر بستر پر گر گیا۔بستر کی نرماہٹ اور دن بھر کی تھکاوٹ سے اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔پھر وہ خود کو نیند کی وادیوں میں گرنے سے بچا نہیں پایا تھا۔

.....

www.novelsclubb.com

ارسلہ کی آنکھ آج معمول سے ذرا پہلے کھل گئی تھی۔وہ آنکھیں مسلتی بیٹھی تو نظر دائیں جانب بے شکن بیڈ شیٹ پر پڑی اور اس کے ماتھے پر شکنیں ابھریں۔پھر کندھے اچکاتی بستر چھوڑ کر واش روم میں گئی۔وہاں سے فارغ ہو کر اس نے باہر کا رخ کیا اور اپنے چھوٹے مگر خوبصورت باغیچے میں چلی آئی۔آج کل اس کی صبحیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہیں گزرا کرتی تھیں۔ کچھ دیر اپنے پودوں کی دیکھ بھال اور ان سے باتیں کرتی رہی۔ پودوں کی تازگی اور پرندوں کی چہچہاہٹ نے اس کے اعصاب پر اچھا اثر ڈالا تھا۔ وہ گنگناتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی اور سیدھا باورچی خانے میں گئی۔ ہاتھ دھونے کے بعد اس نے فریج سے جوس کا ڈبہ نکالا اور گلاس بھر کر، ڈبہ واپس رکھتی وہاں سے لاؤنج کے صوفوں میں سے ایک پر آ بیٹھی۔ وہ گھونٹ گھونٹ بھرتی کل کا سوچتی مسکرا رہی تھی کہ کس طرح خیام نے اسے اپنی پریشانیاں بھلا دی تھیں۔ کم وقت تھا لیکن اچھا تھا اور کم بھی اس کی طبعیت کی خرابی کی وجہ سے ہوا تھا۔ اپنے چکر اور گرنا یاد کر کے اس نے جھرجھری لی۔ وہ تو اچھا ہوا اس اجنبی نے اسے گرنے سے بچا لیا تھا ورنہ وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ کیا ہوتا؟ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی اور نظریں اٹھا کر ٹریک سوٹ میں اپنی طرف بڑھتے منصور کو دیکھا۔ اس کے ماتھے کی سلوٹیں اور آنکھوں کی سرخی ارسلہ سے نظر انداز نہیں ہوئی تھی اور یہ دونوں نشانیاں اس کے لیے کبھی بھی خوش آئند

ثابت نہیں ہوئی تھیں۔

"کون تھا وہ؟" اس کے ہاتھ سے جوس کا گلاس لے کر میز پر رکھا اور خود بھی اس کے سامنے میز پر بیٹھا۔اس کے لہجے کی سنگینی پر ارسلہ کا دل کانپا۔

"کون؟" وہ اس کے اس روپ سے ڈرتی ضرور تھی لیکن ظاہر نہیں ہونے دیتی تھی، اب بھی پر سکون آواز میں پوچھا۔

"وہی جس سے بھائی کا بہانہ بنا کر ملنے گئی تھی یا یوں کہوں گلے لگنے گئی تھی!" اس کے بال مٹھی میں دبوچ کر اس کے چہرے کے قریب ہوا۔ارسلہ کی سسکی غیر ارادی تھی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو منصور؟ میں سارا وقت خیام کے ساتھ تھی۔" اس کی گرفت کی سختی پر آنکھوں میں آنسو چمکے۔ منصور اسے شعلے برساتی نظروں سے گھور رہا تھا، جھوٹ کہنے پر بالوں کو جھٹکا دے کر اس کا چہرہ مزید بلند کیا۔ارسلہ کے ہاتھ اس کے مضبوط بازوؤں کو روکنے میں ناکام رہے تھے،ایک آنسو گرا۔

www.novelsclubb.com

"الو کا پٹھا سمجھا ہوا ہے مجھے ؟" وہ اس کے چہرے پر دھاڑا تھا۔ پھر جیب سے ایک تصویر نکال کر سامنے کی اور بالوں کو چھوڑ کر گردن کو پکڑا۔

"کون ہے یہ ؟" ارسلہ نے اس کی سخت گرفت پر آنکھوں میں آنے والے پانی کو پلکیں جھپک جھپک کر پیچھے دھکیلا، دھندلی تصویر آہستہ آہستہ واضح ہونے لگی۔ کل مال میں جب وہ چکرا کر گرنے لگی تھی اور پاس کھڑے مرد نے آگے بڑھ کر اسے بچایا تھا، بالکل اسی لمحے کی تصویر تھی۔ ایک پل کے لیے آنکھیں بند کیں تو آنسو گرتے چلے گئے۔ وہ اپنی ساری ہمت جمع کرتی اسے خود سے پرے دھکیلتی اٹھی۔

"میں نے اپنی ساری زندگی میں تم سے زیادہ گھٹیا انسان نہیں دیکھا ! تمہاری ہمت کیسے ہوئی اپنے ٹکے ٹکے کے آدمیوں کو میرے پیچھے لگانے کی ؟" غصے سے کپکپاتی آواز میں کہا۔ اسے یقین تھا اگر منصور خود اس کا پیچھا کرتا تو اس سوال و جواب کے لیے صبح کا وقت نہ آتا !

وہ خاموشی سے مٹھیاں بھینچے، چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اب کیوں چپ ہو؟اب کیوں نہیں چلا رہے۔۔۔

"!You know what... you're sick

وہ دانت پیستی کہہ کر جانے لگی، منصور نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی پشت ارسلہ کے نرم رخسار سے آواز کے ساتھ ٹکرائی۔

"!Guess who made me sick? It's you"

اس کی ٹھوڑی پکڑے غرایا۔

"اب شرافت سے بتاؤ۔۔۔کون ہے وہ حرام زادہ؟" ابرو سے میز پر پڑی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر اس کے رخساروں پر گرنے لگے۔

"تمہارے چچوں نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ تمہاری حاملہ بیوی گرنے لگی تھی اور اس انسان نے اسے گرنے سے بچا کر تم پر احسان کیا ہے؟" وہ بھی اپنا ضبط کھوتی چلائی۔اسے ہر بار لگتا تھا بس۔۔۔اب اس سے زیادہ درد وہ اسے نہیں دے سکتا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن وہ اگلی بار بلکہ ہر بار اسے اپنے گھٹیا پن سے حیران کر دیا کرتا تھا!

"بتایا تھا لیکن مجھے یقین نہیں آیا تھا!" ارسلہ کے جبڑوں پر اس کی پکڑ مزید مضبوط ہوئی۔

"میں پھر وہی پوچھوں گا کیا تم نے مجھے الو کا پٹھا سمجھا ہوا ہے؟" اس کی آنکھوں سے بے حساب گرتے آنسو، گال پر پڑے اپنی انگلیوں کے نشان اور اس کے جسم کی کپکپاہٹ ہر ایک چیز اسے پر سکون کر رہی تھی، ایک عجیب سا سرور دے رہی تھی۔ ارسلہ کا جی چاہا اس کے خوبصورت چہرے پر تھوک دے، اسی چہرے پر جس پر کبھی اس کا دل آیا تھا اور بڑی بری طرح آیا تھا!

"میں سچ کہہ رہی ہوں منصور۔۔۔ میں نہیں جانتی وہ کون تھا! پلیز چھوڑ دو۔۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔" وہ زار و قطار روتی بمشکل کہہ پائی۔

"چھوڑ دیتا اگر تم واقعی سچ کہہ رہی ہوتی تو۔۔۔ چھوڑ دیتا تمہیں بھی اور اسے بھی! تمہیں تو اب بھی سستے میں چھوڑ رہا ہوں۔۔۔ اس خوبصورت محل سے قدم بھی

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باہر مت نکالناورنہ مجھے توتم جانتی ہی ہو !اور وہ تمہارا عاشق۔۔۔اس کی سزامیں اس سے ملنے پر طے کروں گا۔"اس کا جبڑا چھوڑ کر اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔ اتنی توجہ سے آنسواپنی انگلیوں کی پوروں پر چن رہا تھا جیسے وہ نجانے کتنے قیمتی ہوں!

"ک۔کیا مطلب ؟"وہ سہمی۔

"مطلب یہ کہ میری حاملہ بیوی کے محسن کو میرے چمچے آدھے گھنٹے میں ویئر ہاؤس پہنچا رہے ہیں۔"اس کے سرخ ہو چکے رخسار کو نرمی سے سہلاتا بولا۔

"ن۔نہیں منصور!اس بیچارے نے واقعی کچھ نہیں کیا۔۔۔میں گرنے لگی تھی، میرے پاس کوئی بھی ہوتا تو مجھے بچانے کی کوشش کرتا۔وہ ایک رفلیکس ایکشن تھا!"وہ جانتی تھی منصور اس کا کیا حال کرے گا اور اپنی وجہ سے کسی کو ہسپتال یا اس سے بھی بری جگہ ،قبر میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"اور پھر تم مجھے یقین دلانا چاہتی ہو کہ تم اسے نہیں جانتی۔۔۔اسٹرینج!"آنکھوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں نرمی کی جگہ سختی لوٹ آئی تھی لیکن گرفت نرم ہی تھی۔

"منصور! میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔پلیز میرا یقین کرو!" اپنے لیے تو نہیں لیکن اپنے محسن کے لیے اس کے سامنے گڑگڑانے لگی تھی، آنسو پھر سے بہنے لگے۔

"شش میری جان! ہمارا بے بی کیا سوچ رہا ہو گا۔۔۔ماما کیوں رو رہی ہیں؟ چلو تم دونوں کے صدقے اس کی جان بخش دیتا ہوں لیکن ہڈیاں ٹوٹنے کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا!" ایک ہاتھ ارسلہ کے گال پر دوسرا اس کے پیٹ پر تھا۔اس نے شکر کی سانس لی، اس کے مان جانے کی امید نہیں تھی!

"تھینک یو۔" کم از کم اس کے ضمیر پر کسی کی جان لینے کا بوجھ تو نہیں ہو گا۔

"!That's my girl"

دونوں ہاتھوں سے اس کے بکھرے بال سیدھے کیے اور ماتھا چوما تو ارسلہ کے ہونٹ کراہت میں اوپر اٹھے۔اس کے تاثرات منصور نے بخوبی دیکھے تھے۔

Take care of mama while daddy is gone! "

"?Will ya

جھک کر اس کے پیٹ میں پلتے اپنے بچے سے مخاطب ہوا تو ارسلہ کو وہ ہمیشہ سے زیادہ پاگل لگا۔ حقیقی پاگل!

اسے سیڑھیوں کی طرف جاتا دیکھ کر وہ بے جان سی صوفے پر گری۔ پندرہ منٹ بعد وہ بہترین تراش کا تھری پیس سوٹ پہن کر، خوشبوؤں میں بسا واپس آیا تو وہ جہاں کی تہاں بیٹھی تھی۔ اس کے بال چوم کر اسے اپنا خیال رکھنے کا کہہ کر چلا گیا۔ ارسلہ اس کے جانے کا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔۔ اٹھی، جوس کا گلاس اٹھا کر پوری قوت سے دیوار پر دے مارا اور چلائی۔

"نفرت ہے مجھے تم سے منصور! حد سے زیادہ نفرت!" ٹانگوں نے مزید بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تو وہ یہی الفاظ دہراتی فرش پر بیٹھی۔ گھٹنے سینے سے لگائے آگے پیچھے ہلتی روتے ہوئے ایک ہی تکرار کیے جا رہی تھی۔ اسے دوبارہ دروازہ کھول کر اندر آتے وجود کا احساس ہی نہ ہوا۔ دروازے پر کھڑا خیام ساکت تھا، سن۔

www.novelsclubb.com

جیسے کسی نے بالٹی بھر کر ٹھنڈا پانی ڈال دیا ہو۔ارسلہ آگے پیچھے ہلتی کچھ بڑبڑاتی ہوئی اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔اس کے روانی سے بہتے آنسو دیکھ کر خیام کے اوپر گری برف پگھلی اور وہ دوڑتا ہوا اس تک آیا۔

"ارسلہ! کیا ہوا ہے آپی؟"کانچ کے ٹکڑوں کی پرواکیے بغیر گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا اور اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔

"دور ہٹو مجھ سے! نفرت ہے مجھے تم سے۔"ارسلہ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا لیکن چہرہ اٹھا کر جب نظر ڈالی تو ایک پل کو تھمی اور پھر اس کے سینے سے لگی اونچی آواز میں رونے لگی۔

"شش! میں آگیا ہوں نا؟!"اس کا حال دیکھ کر خیام کے اپنے آنسو نکلنے کو تیار تھے۔ارسلہ کی پشت تھپتھپاتا،اسے تسلی دیتا رہا۔وہ روتے روتے تھک گئی تھی لیکن آنسو اب بھی جاری تھے۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں آپی؟ تمہیں پتا ہے مجھے کتنی تکلیف ہو رہی ہے تمہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایسے دیکھ کر؟" اسے لگ رہا تھا کوئی اس کا دل مٹھی میں لے کر بھینچ رہا ہے۔ وہ کچھ نہیں بولی، خیام نے اس کے ہچکیاں بھرتے وجود کا سارا وزن خود اٹھایا اور اسے فرش سے اٹھا کر صوفے پر بٹھایا۔

"میں کس منہ سے بتاتی خیام؟" ارسلہ نے اس سے علیحدہ ہو کر اپنے آنسو رگڑ کر صاف کیے۔

"یہ زندگی میری اپنی چنی ہوئی ہے!" پچھتاوا لہجے سے ٹپک رہا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر خیام کا خود پر جو معمولی سا ضبط تھا وہ بھی جاتا رہا۔۔۔ اس نے غصے سے کانچ کی میز پر ہاتھ مارا۔ کانچ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ کو چیرتا، بکھرتا چلا گیا۔

"جان سے مار دوں گا میں اس۔۔(گالی)۔۔ کو! منصور باہر نکل!" اپنے ہاتھ سے ٹپکتے خون کی پرواکیے بغیر اتنا اونچا چلایا تھا کہ آواز دیواروں سے ٹکرا کر واپس آئی تھی۔ وہ اتنی آسانی سے اپنا آپا کھونے والا انسان نہیں تھا لیکن اس کا یہ روپ دیکھ چکے لوگ دعا کرتے تھے کہ وہ آپا نہ ہی کھوئے تو اچھا ہے اور ارسلہ ان میں سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک تھی۔

"سامنے آ_____کی اولاد!" وہ گالی دیتا پھر چیخا،ارسلہ دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"خیام! وہ گھر پر نہیں ہے۔"اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنا دوپٹہ اس کے گرد لپیٹا۔

"ارسلہ! مجھے سچ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"نہیں! تم نہ اس کے پیچھے جاؤ گے نہ اسے کچھ کہو گے!"انگلی اٹھا کر سخت لہجے میں بولی لیکن نہیں جانتی تھی وہ اپنا فون گھر پر بولنے کی وجہ سے آدھے رستے سے واپس آرہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"اور میں یہ کیوں کروں گا؟"خیام نے اپنا ہاتھ واپس جھپٹا، جس پر وہ دوپٹہ اچھی طرح باندھ چکی تھی۔

"اس دو ٹکے کے آدمی نے یہ سوچا بھی کیسے کہ وہ ارسلہ ابراہیم پر ہاتھ اٹھا سکتا ہے؟!کب سے چل رہا ہے یہ سب؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جب سے ارسلہ ابراہیم نے یہ سوچا کہ وہ اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی اپنے عاشقوں سے دل بہلا سکتی ہے۔" منصور نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور ان کی طرف قدم بڑھائے۔ خیام اسے زہریلی نظروں سے گھور رہا تھا اور ارسلہ آنے والے وقت سے ڈر رہی تھی۔

"کتنی پرانی ہے یہ بات؟ اممم! مجھے سوچنے دو۔۔۔" سوچنے کی اداکاری کی۔

"ایک سال اور دو مہینے ہونے والے ہیں نا؟ ارسلہ ابراہیم!" طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے مخاطب کیا۔ خیام کے لیے اتنا بہت تھا وہ چیل کی طرح اس پر جھپٹا اور کالر سے پکڑ کر گھونسے پر گھونسا اس کے چہرے پر برسانے لگا۔ منصور جیبوں میں ہاتھ ڈالے پٹتا رہا۔

"خیام چھوڑو اسے!" ارسلہ نے دور سے ہی بھائی کو پکارا، قریب جانے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔ خیام اسے گالیوں سے نوازتا مارے جا رہا تھا۔ پیٹ میں مکا مارا، وہ دہرا ہوا تو ٹانگ پر ٹھوکر مار کر اسے نیچے گرایا اور اب وہ حقیقتاً اس کی ٹھوکروں پر

www.novelsclubb.com

تھا۔

"خیام؟!" ارسلہ چلائی۔ دروازہ پھر کھلا، شور کی آواز سن کر اس کے ملازم اندر آئے تھے لیکن اندر کے حالات دیکھ کر دروازے پر ہی رک گئے۔

"کھڑے کیوں ہو؟ روکو اسے!" ارسلہ اب ان دونوں پر چلائی، وہ آگے بڑھے لیکن منصور نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔ اس کا چہرہ کئی جگہ سے پھٹ چکا تھا اور خون بھی نکل رہا تھا۔ پیٹ سے لگ رہا تھا آنتیں منہ کے ذریعے باہر آ نکلیں گی۔ خیام اسے مارنے پر اپنی پوری قوت صرف کر رہا تھا۔ منصور اس کا غصہ سمجھ کر ہی اسے خود کو مارنے کی اجازت دے رہا تھا ورنہ وہ خیام کی طرح مار کٹائی میں اناڑی نہیں، پروفیشنل تھا۔

خیام نے آخری ٹھوکر اس کی پسلیوں پر ماری اور چہرے پر ہاتھ پھیرتا اس سے دور ہوا۔

"اوع۔۔۔!" یہ والی سخت لگی تھی۔ وہ کھانستا ہوا کہنی کے بل اٹھا، سانس لینے میں

تکلیف ہو رہی تھی۔آہستہ آہستہ سانس بحال ہوئی تو اٹھا۔خیام کمر پر ہاتھ رکھے بھرپور نفرت سے اسے گھور رہا تھا۔

"ارسلہ تم کیوں اس حیوان کو برداشت کر رہی ہو؟جس کی مردانگی صرف تم پر ہی چلتی ہے۔۔۔مجھ پر کیوں نہیں ہاتھ اٹھایا اس نے؟"اس کی بات پر منصور نے مٹھیاں بھینچیں اور خون تھوکتا بولا۔

"اس لیے کیونکہ وہ اپنے شوہر سے پیار کرتی ہے اور مردانگی کی بھی خوب کہی تم نے۔۔۔"وہ کھانسا،بولنے سے بلکہ سانس لینے سے بھی تکلیف ہو رہی تھی لیکن یہ اس کے لیے اتنی بڑی بات نہیں تھی۔

"میں ابھی تمہیں بچہ سمجھتا ہوں!"انداز ویسا ہی تھا جیسے کسی بچے کی شرارت پر بزرگ اسے سرزنش کرنے کی بجائے مسکراہٹ دے۔

"بچہ سمجھو یا جو تمہارا دل چاہے لیکن آج کے بعد میری بہن تیرے جیسے خارش زدہ کتے کے ساتھ نہیں رہے گی۔۔۔چلو ارسلہ!"نخوت سے کہتا ارسلہ کی طرف

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پلٹا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔ ارسلہ نے منصور کی درشت آنکھوں میں دیکھا اور سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں خیام!" اس کا خوف دیکھ کر منصور کے لبوں کا کنارہ اوپر اٹھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ارسلہ؟ تم اس گھٹیا انسان کے ساتھ اور ایک پل نہیں رہو گی!" وہ زندگی میں اس سے پہلے کبھی غصے میں اتنا بے قابو نہیں ہوا تھا۔۔۔دل کر رہا تھا ایک تھپڑ لگا کر ارسلہ کو بھی ہوش میں لائے۔

"خیام میں۔۔۔" اس کے پاس کہنے کے لیے کوئی بہانہ نہیں تھا لیکن جانتی تھی جب تک منصور سانس لے رہا ہے اسے آزادی نہیں مل سکتی تو پھر اپنے عزیزوں کی زندگیاں کیوں خطرے میں ڈالتی؟

"سالے صاحب! میری بیوی اس گھر سے کہیں نہیں نہیں جا رہی اور تب تو بالکل نہیں جب وہ میرے بچے کی ماں بھی بننے والی ہو۔۔۔ارے میں اس سے بہت پیار کرتا ہوں اور پھر اونچ نیچ تو اس رشتے میں چلتی رہتی ہے۔ ہم آج لڑ رہے ہیں کل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے پھر ایک ہو جائیں گے۔ تم ہماری فکر مت کرو اور گھر جاؤ، شاباش!" وہ کیا واقعی اسے دودھ پیتا بچہ سمجھ رہا تھا؟ خیام مٹھیاں بھینچے اس کی طرف بڑھا اور ناک پر زوردار مکا مارا، ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی۔ ارسلہ چیختی ہوئی خیام کے پاس آئی، منصور نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھا جہاں سے خون بہتا جا رہا تھا۔

"میری بہن تیرے جیسے _____ کے ساتھ نہیں رہے گی!" انگلی اٹھا کر واضح کیا۔

"تم دونوں منہ اٹھا کر کیا دیکھ رہے ہو؟ لے کر جاؤ اسے یہاں سے!" ارسلہ نے دروازے کے پاس کھڑے منصور کے ملازموں کو مخاطب کیا۔ وہ دونوں آگے آئے اور اسے سہارا دیا لیکن پلٹنے سے پہلے منصور طنزیہ مسکرایا۔

"کوشش کر دیکھو سالے صاحب! لیکن اگر مایوسی ہوئی تو پھر روتے ہوئے میرے پاس نہ آنا۔" اس کے لہجے میں چھپی دھمکی ارسلہ تک بخوبی پہنچ چکی تھی۔ وہ اسے کہہ رہا تھا، کوشش کر دیکھو پھر تمہارے آنسوؤں کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا!

خیام اس کی مزید مرمت کے لیے آگے بڑھا لیکن ارسلہ نے اسے کمر سے پکڑ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

روکا۔

"دفع بھی ہو جاؤ!" وہ پھر سے ملازموں پر ہی چلائی جو ٹوٹے پھوٹے منصور کو لے کر چلے گئے۔اس نے سکون کی سانس لی اور بھائی کی پشت سے سر ٹکایا۔

"تم ٹھیک ہو؟" آہستگی سے پوچھا۔

"نہیں! بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔ تمہیں اس ذلیل کتے کی وجہ سے اس حال میں دیکھ کر میرا دل کٹ رہا ہے۔ تمہیں پتا ہے کوئی میرے ساتھ یہ سب کر رہا ہوتا تب بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔۔۔ جتنی تمہارے چہرے پر زخم دیکھ کر ہو رہی ہے۔

ارسلہ تم کچھ بھی کہو لیکن میں تمہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔۔۔ ابھی سے میرے ذہن پر یہ سوچ مکڑی کی طرح قابض ہے کہ وہ نیم پاگل آدمی تمہارے ساتھ کچھ برا کر دے گا پلیز۔۔۔ یہ دیکھو! میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں میرے ساتھ چلو؟" وہ پلٹ کر واقعی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ چکا تھا۔آنکھیں کھارے پانیوں سے بھری ملتجی تھیں۔ارسلہ آنسو بہاتی اس کا ہاتھ پکڑے اسے

کھینچ کر صوفے تک لائی، پہلے خود بیٹھی پھر اس کا ہاتھ جھٹک کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گیا تو اس نے اپنا سر اس کے شانے سے ٹکایا۔

"میری منصور سے پہلی ملاقات۔۔۔ مجھے آج بھی اسی طرح یاد ہے جیسے وہ تین سال پرانی نہیں ابھی کل کی بات ہو! ہم دونوں نے لوایٹ فرسٹ سائٹ پر کتنی مووویز دیکھ رکھی تھیں اور تم جانتے ہو میں ہمیشہ ان کے کرداروں پر ہنسا کرتی تھی لیکن پھر مجھے خود پہلی نظر کی محبت ہو گئی۔۔۔!" وہ آنسو بہاتی ہنسی لیکن اس ہنسی میں صرف خود ترسی تھی۔ خیام صوفے کی پشت سے سر ٹکائے، چھت پر لگے فانوس کو گھورتا اسے سن رہا تھا۔

"یہ شروع شروع کی محبت بڑی خود فریب ہوتی ہے۔۔۔ آپ کو ایسی ہواؤں میں اڑاتی ہے جن سے اتر کر زمین پر قدم رکھنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔۔۔ تم بھی تو وہیں پر تھے، ہر پل میرے ساتھ ہوا کرتے تھے، تم نے بھی تو مجھے اس کے فریب میں آتے دیکھا تھا۔ منصور سے ملاقات کے محض تین ماہ بعد ہی میں نے اس سے شادی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر لی۔ بابا اور صارم نے اچھی طرح جانچ پڑتال کروائی تھی۔۔۔ مڈل کلاس گھرانے کا بالکل نارمل، لائق فائق، ہر بری عادت سے کوسوں دور رہنے والا بے ضرر لڑکا۔ اس لیے میں آج جس حال میں بھی ہوں اس کی قصوروار صرف میں ہوں۔۔۔ تم لوگ نہیں ہو!"

"نہیں ارسلہ! تمہاری شادی کر کے تم سے لاپروائی برتنے کے قصوروار ہم ہی ہیں۔" اس نے کہا، ارسلہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نہیں مانتی! تم میں سے کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی یہ جانتا تھا کہ منصور اس طرح flip کرے گا۔"

"وہ تو تم بھی نہیں جانتی تھی!" وہ تیزی سے بولا، ارسلہ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"اب تم بالکل نہیں بولو گے اور میری بات سنو گے؟!" اس نے کہا اور خیّام کی طرف سے کوئی اعتراض نہ پا کر آنکھیں بند کرتی ان لمحات میں کھونے لگی جب وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

محبت نگر کی باسی ہوا کرتی تھی۔

"میں منصور کے ساتھ اپنی سوچ سے بھی زیادہ خوش تھی۔۔۔میری زندگی کسی رنگوں سے سجی تصویر سے بھی زیادہ خوبصورت تھی اور سارے کے سارے رنگ محبت کے تھے لیکن پھر رنگ ماند پڑنے لگے، آہستہ آہستہ پھیکے پڑنے لگے۔ منصور کے شک نے محبت کے خوبصورت رنگین کینوس پر سیاہ رنگ بکھیر دیا۔ تم جانتے ہو مجھے سیاہ رنگ کبھی بھی پسند نہیں رہا تھا تو پھر سیاہ زندگی کیسے قبول کر لیتی؟ بہت دفعہ اس سے دور ہونا چاہا لیکن وہ ہر بار سیاہ رنگ کو، سیاہ زندگی کو پھر سے رنگین کرنے کا وعدہ کر کے مجھے روک لیتا۔ قسم بات ہے خیام! میں اپنا رنگوں سے بھرا کینوس واپس چاہتی تھی، میں اپنی محبت واپس چاہتی تھی لیکن جہاں شک ہو وہاں محبت نہیں رہتی۔۔۔آپ کی بہت کوششوں کے بعد بھی نہیں! اسے میرا کسی غیر مرد سے بات کرنا پسند نہیں تھا، میں نے دوستوں کی پارٹیز میں جانا چھوڑ دیا۔ اسے میرا سج سنور کر باہر جانا نہیں پسند تھا، میں نے ضرورت کے علاوہ باہر جانا چھوڑ دیا۔

لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔۔حالات سنبھلے نہیں مزید بگڑ گئے۔مجھ میں مسئلہ ہوتا تو میرے بدلنے سے حالات بھی بدل جاتے لیکن مسئلہ مجھ میں نہیں تھا منصور میں تھا۔میں سمجھ گئی تھی میرا رنگوں سے بھرا کینوس مجھے واپس نہیں مل سکتا اس لیے میں نے اسے چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اس بار اس کی کوئی منت، سماجت، دھمکی مجھے نہیں روکنے والی تھی لیکن پھر میری آنے والی اولاد نے روک دیا خیام! اس خبر نے منصور کو بھی کافی بدل دیا تھا۔۔۔مجھے اس میں اس منصور کی جھلکیاں نظر آنے لگی تھیں جس سے میں نے محبت کی تھی لیکن آج اس نے پھر وہی شک کیا مجھ پر!"

ایک سسکی کے ساتھ وہ پھر سے رونے لگی۔خیام نے اس کے بال چومتے اس کے گرد بازو پھیلایا۔

"تمہیں اپنے فیصلے پر قائم رہنا چاہیے تھا! یہ آدمی تمہارے لائق نہیں ہے۔۔۔ میرے پاس تو اس کے معیار کی گالیاں ختم ہو گئی ہیں۔"

"میں نہیں چاہتی میری اولاد باپ کے بغیر پرورش پائے!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چاہے وہ سو کالڈ باپ تمہاری اولاد کو ماں کے وجود سے ہی محروم کر دے؟ تم اپنے ساتھ یہ کیوں کر رہی ہو؟ پلیز ارسلہ۔۔۔ میں منت کر رہا ہوں تمہاری! گھر چلو۔۔۔ ہم سب ہوں گے تمہاری اولاد کے لیے۔"

"نہیں خیام! مجھے تم بھی نہیں سمجھو گے تو کون سمجھے گا؟"

"ارسلہ! تمہیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔ میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو جاؤں گا کہ میں تمہیں اس سب سے بچا سکتا تھا لیکن میں نے نہیں بچایا۔۔۔ یہ نہیں کرو میرے ساتھ؟!" اس نے بڑی امید سے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں ہو گا! میں اپنا پورا خیال رکھوں گی اور منصور اچھی طرح جانتا ہے مجھے کچھ ہوا تو الزام اسی پر آئے گا۔۔۔ اس لیے بے فکر رہو وہ کچھ نیا ٹرائے نہیں کرے گا!"

"مطلب تم میری بات نہیں مانو گی؟ کس کی مانو گی؟ بابا کی؟ مما کی؟ صارم بھائی کی؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم کسی سے کچھ نہیں کہو گے خیام! میں بتارہی ہوں اگر تم نے کسی کو کچھ بتایا تو میں ساری زندگی تمہیں مخاطب نہیں کروں گی بلکہ تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دکھاؤں گی!"

"کیسی فضول باتیں کررہی ہو؟ وہ منصور تمہیں اپنے بھائی سے زیادہ عزیز ہے؟"

خیام کو اس کی بات سے دکھ ہوا۔

"نہیں! لیکن میری اولاد مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے اور میں جو کچھ کررہی ہوں صرف اس کے لیے کررہی ہوں۔" سچ جھوٹ کی آمیزش تھی۔

"کوئی طریقہ ارسلہ جس سے میں تمہارا فیصلہ بدل سکوں؟" وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔ کچھ بھی کر کے اپنی بہن کو محفوظ اور اس شخص کی پہنچ سے دور دیکھنا چاہتا تھا۔

"بدقسمتی سے نہیں!"

"ارسلہ؟!" اس کی نہیں، نہیں کی تکرار سے تنگ آکر تنبیہی انداز میں بولا۔

"یہ موضوع یہیں پر بند ہو چکا ہے خیام! تم گھر پر کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گے اور نہ ہی

میں یہ گھر چھوڑ رہی ہوں۔اب اٹھو۔۔۔تمہارے ہاتھ کی پٹی کروں۔" وہ اپنے آنسو صاف کر چکی تھی لیکن نشانات باقی تھے۔

"نہیں! پہلے تم وہ کریم لے کر آؤ جو کل میں نے خریدی تھی۔" دوپٹہ خون سے رنگ چکا تھا لیکن اسے پروا نہیں تھی۔ارسلہ سر ہلاتی اٹھی،اپنے کمرے سے مرہم اور باورچی خانے سے فرسٹ ایڈ کٹ لے کر اس کے پاس آئی۔خیام نے اس کے ہاتھ سے دوا لے کر نرمی سے اس کے رخسار پر لگائی۔

"میں ٹھیک ہوں!" اس کی آنکھوں میں اپنے لیے فکر اور پریشانی پڑھ کر بولی۔

"نہیں ہو!" اس نے سر نفی میں ہلایا اور چپکے سے گرنے والا آنسو جلدی سے رگڑ ڈالا۔

"رو کیوں رہے ہو؟" ارسلہ نے اس کے ہاتھ سے دوپٹہ اتارا اور الکوحل سے خون صاف کرنے لگی۔

"کیونکہ درد ہو رہا ہے۔۔۔!" کندھے اچکاتے جواب دیا۔

"ہاں تو اتنی زور سے شیشہ چبھا ہے درد تو ہوگا۔"اب روئی پر دوا ڈال کر زخم کو تھپک رہی تھی۔

"ہاتھ میں تھوڑی نہ ہو رہا ہے!"وہ اب بھی اس کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا تھا، وہ اس کے ہاتھ کے ساتھ جو بھی کرتی۔۔۔اس کی بلا سے!

"کہیں اور بھی چوٹ لگی ہے کیا؟"پریشانی سے اسے سر سے لیکر پیروں تک دیکھا۔

"ہاں یہاں!"خیام نے بائیں ہاتھ سے دل پر تھپکی دی۔

"آئی ایم سوری!"وہ آنسو پیتی بولی، اتنا رو چکی تھی اب تو آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

"تم کیوں معافی مانگ رہی ہو؟ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے۔۔۔آئی ایم سوری ارسلہ!"

ارسلہ کچھ کہے بغیر اس کی پٹی کرنے میں مصروف ہو گئی۔

■■■■■■

"ویسے ماننا پڑے گا۔۔۔تمہارے چھوٹے بھائی نے اپنے اکلوتے بہنوئی کا ذرا لحاظ

نہیں کیا!" منصور کی اچانک آنے والی آواز پر ارسلہ نے ڈر کر پیچھے دیکھا۔اس کا سارا دھیان ٹی وی پر چلتی فلم پر تھا اور اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب وہ لاؤنج میں آیا اور کب اس کے صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے جھکا۔

"منصور! چپ چاپ کمرے میں چلے جاؤ۔۔۔وہ ابھی یہیں پر ہے۔"اس نے ایک محتاط نظر باورچی خانے کے دروازے پر ڈالی، پھر اسے دیکھا جس کی ناک پر پلاسٹر چڑھا تھا، ابرو کے کنارے پر پٹی لگی تھی اور رخسار کی ہڈیاں نیلی ہو چکی تھیں۔

منصور کو اس حال میں دیکھ کر وہ خوش تھی۔۔۔اس بات سے کوئی انکار نہیں تھا۔

"تو؟ میں کیا ڈرتا ہوں اس سے؟" ابرو اٹھاتے پوچھا۔

"آج صبح کے بعد سے تمہیں ڈرنا چاہیے اور پلیز میں تھک گئی ہوں تمہارے تماشوں سے۔۔۔

give it a rest!"

اکتاہٹ لہجے سے واضح تھی، منصور نے لب بھینچے۔بھائی کی موجودگی نے اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیوی کے کافی پرپرزے نکال دیے تھے۔۔۔ خیر! وہ اور کس لیے موجود تھا؟ پہلی فرصت میں کاٹ دے گا۔

"کیوں نہیں! تم کچھ کہو اور میں نہ مانوں۔۔۔ چلو مجھے کمرے تک چھوڑ آؤ؟ وہ کیا ہے نا تمہارے بھائی کی مہربانی سے بغیر سہارے کے چلنے بھی نہیں ہو رہا۔" صرف اسے کمرے میں لے کر جانے کا بہانہ تھا۔ ارسلہ نے اسے شک کرتی نگاہوں سے دیکھا تو اس نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر درد میں ہونے کی اداکاری کی۔

"چلو!" وہ اٹھی، گھوم کر صوفے کے پیچھے آئی اور اس کا بازو پکڑا۔ منصور نے اپنا بازو اس کے شانے پر سے گزار کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"ہاں! اب ٹھیک ہے۔" اپنی کامیابی پر مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔

"اے! ہاتھ مت لگا اسے۔" اندر آتے خیام نے یہ منظر دیکھ کر غصیلی آواز میں کہا۔ وہ آج سارا دن ارسلہ کے ساتھ رہا تھا اور اب ان دونوں کا موی دیکھنے کا ارادہ تھا۔ خیام رات کے کھانے کے برتن باورچی خانے میں رکھ کر، اپنے لیے کافی بنا رہا

www.novelsclubb.com

تھا اور اب ایک کپ پکڑے کھڑا اپنے بہنوئی کو کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا۔

"ہاتھ مت لگاؤں؟ کسے؟ اپنی بیوی کو؟" منصور نے محظوظ سا قہقہہ لگایا۔ خیام کی کپ پر گرفت مضبوط ہوئی۔

How do you think I managed to put a baby "

"?inside her? By not touching her

"منصور!" ارسلہ کی آواز تنبیہی تھی۔ خیام کے سامنے یہ بکواس اسے مہنگی بھی پڑ سکتی تھی۔ وہ جواب دیے بغیر پہلے دیوار کے ساتھ رکھی میز تک گیا، کپ وہاں رکھا اور پھر ان دونوں تک آکر ارسلہ کو ہاتھ سے پکڑ کر اس سے دور کیا۔ وہ اندر تک غصے سے بھرا ہوا تھا لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا۔

By forcing your 'sorry' self on her or "

maybe worse... by raping her! You're a

!monster Mansoor

مجھے تم سے ذرہ برابر انسانیت کی توقع بھی نہیں ہے۔" بڑے سکون سے کہہ کر اس کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھا، سچ ہمیشہ کڑواہی لگتا ہے۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیے، مٹھیاں بھینچے ایک قدم آگے بڑھا، عزائم یقیناً خطرناک تھے۔

"Mansoor! Don't try your luck?!"

ارسلہ خیام کی پر سکون سطح کے نیچے ہوتی ہلچل سے واقف تھی اس لیے سر نفی میں ہلا کر نصیحت کی۔

"ہوں! جیسے تم کہتی ہو۔۔۔ ویسے کر لیتے ہیں۔" کیونکہ بعد میں جو وہ چاہتا وہی ہونا تھا! کندھے اچکا کر خیام کا شانہ تھپک کر میز تک گیا اور صرف اسے زچ کرنے کے لیے کافی کا کپ لبوں سے لگایا۔ پھر برا سا منہ بناتا سیڑھیوں کی طرف چل دیا۔

"میں تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں منصور! اگر میری بہن کا بال بھی بیکا ہوا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" منصور کے قدم اس کی دھمکی پر تھمے۔

"او۔۔۔ میں ڈر گیا!" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور ہنستا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

"میں اسے اور برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ دو منٹ بھی مزید رکا تو شاید اس کا قتل ہی کر بیٹھوں! میں جا رہا ہوں۔۔۔ اپنا بہت خیال رکھنا اور اگر یہ بے غیرت کچھ کرنا چاہے تو مجھے اسی وقت فون کر دینا۔" اس کے بازو پکڑے جلدی جلدی بولتا بہت سی ہدایات دے رہا تھا۔

"خیام؟!" ارسلہ نے اس کی فر فر چلتی زبان کو روکنا چاہا۔

"تم جانتی ہو تم مجھے کتنی عزیز ہو۔۔۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا! اس لیے ارسلہ۔۔۔ میں تمہاری منت کر رہا ہوں، اسے مزید خود پر حاوی مت ہونے دینا اور میں تم سے صرف ایک فون کال کی دوری پر ہوں، اوکے؟ اپنا خیال رکھنا!" اس کا ماتھا چوم کر دروازے کی طرف چل دیا۔

"میں رکھوں گی!" ارسلہ مسکراتی ہوئی اس کی پشت کو دیکھتی بولی۔ خیام دروازہ کھول کر باہر نکلا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ دل کر رہا تھا ابھی پلٹ کر اندر جائے اور ارسلہ کو زبردستی اپنے ساتھ لے آئے۔ بڑی مشکل سے خود کو قابو کر رکھا تھا، وہ

تیز تیز قدم اٹھاتا گاڑی تک آیا اور کپکپاتے ہاتھوں سے چابی نکال کر لاک کھولا۔اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کی وجہ سردی ہر گز نہیں تھی۔اندر بیٹھ کر جلدی سے گاڑی سٹارٹ کر کے وہاں سے نکالی اور وقت دیکھا۔pm8:21.

دماغ میں سوچوں کے اتنے گنجل تھے وہ رستے پر دھیان نہیں دے پا رہا تھا۔اس لیے گاڑی سڑک کنارے کھڑی کی اور خالی نظروں سے اسٹیئرنگ پر رکھے اپنے پٹی بندھے ہاتھ کو دیکھنے لگا۔اس کا موبائل بجا،عائشہ ابراہیم گھر آنے کا کہہ رہی تھیں۔انہوں نے کل صبح کے بعد سے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔خیام نے دوستوں کا بہانہ بنا کر پیغام بھیجا کہ دیر ہو جائے گی۔اگر اس پٹی کے ساتھ گھر گیا تو وہ پریشان ہو جائیں گی اور عین ممکن ہے وہ ان کی گود میں سر رکھے،روتا ہوا انہیں سب کچھ بتا دے۔۔۔اس کا دل اتنا ہی دکھا ہوا تھا!

اس نے فون رکھا ہی تھا کہ وہ پھر سے بج اٹھا۔کائنات کا بھی خیریت دریافت کرتا پیغام تھا۔جواب دیے بغیر گاڑی سٹارٹ کی،بیس منٹ کے اندر اندر اس کے گھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے باہر گاڑی کھڑی کر کے اپنا چور راستہ استعمال کرتا اوپر پہنچا اور بالکونی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سیدھے طریقے سے بھی جا سکتا تھا لیکن اس وقت اس کا اخلاقیات نبھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

کھٹکے کی آواز پر کائنات کا بالوں میں چلتا برش رکا اور وہ برش رکھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ پردہ ہٹانے پر خیام کی شکل نظر آئی تو اس نے سکون کا سانس لیتے ہوئے دروازہ کھولا حالانکہ وہ اس کے لیے کبھی یہ دروازہ نہ کھولنے کا عہد کر چکی تھی۔

"خیام! تم کہاں تھے؟ سارا دن میں نے اتنی کالز کیں، میسیجز کیے لیکن کوئی جواب ہی نہیں۔ کیوں؟" کمر پر ہاتھ رکھے، تیوری چڑھاتے پوچھا۔ وہ اداس آنکھوں سے اسے دیکھتا اندر آیا اور اپنا آپ اس پر گرا دیا۔ کائنات نے گرنے سے بچنے کے لیے اسے زور سے پکڑا۔

"خیام؟!" اس نے پکارا مگر وہ اس کے کندھے میں چہرہ دیے کھڑا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا ہے؟"کائنات نے اپنے کندھے پر گرتے اس کے گرم آنسو محسوس کر کے تشویش سے پوچھا۔وہ اب بھی کچھ نہیں بولا تو اس نے خود ہی سوچنا شروع کر دیا کہ ایسا کیا ہو سکتا ہے جو خیام شاہ جیسے بندے کو رونے پر مجبور کر دے؟ پھر اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔۔۔ارسلہ آپی!

"مطلب ہمارا شک ٹھیک نکلا؟!"اس کی پشت سہلاتے آہستہ آواز میں پوچھا۔

"آئی ایم سوری!"خیام کا یوں بے آواز رونا اسے پریشان کر رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا!" تسلی بھی دینی چاہی۔خیام پٹی والے ہاتھ سے آنکھیں رگڑتا سیدھا ہوا۔

"پتہ نہیں کائنات!"وہ اپنے یوں رو پڑنے پر شرمندہ تھا اس لیے نظریں چرا رہا تھا۔

"مجھے پتہ ہے خیام!"اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر پورے یقین سے بولی۔

"آئی پرومس سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ہم دونوں مل کر کریں گے!"دوسرا ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا۔خیام کی آنکھ سے ایک اور آنسو گرا۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو۔"

کائنات نے دوسرا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھا اور اس کا اکلوتا اشک صاف کیا۔اسے خیام کی سرخ ڈوروں والی سرمئی آنکھیں خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔کیا وہ پاگل ہو گئی ہے؟اس کا شوہر رو رہا ہے اور اسے اس کی روتی ہوئی آنکھیں پیاری لگ رہی ہیں؟یقیناً خیام کی صحبت کا اثر اس پر بھی ہو رہا تھا۔اس نے سر جھٹک کر فضول سوچوں سے جان چھڑائی۔

"تمہیں مجھے تھینک یو کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔میں تمہارے ساتھ ہمیشہ کے لیے ہوں۔۔۔جیسے تم ہر وقت میرے ساتھ ہوتے ہو!"وہ مسکرائی تو خیام نے دوبارہ اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"You know... I love you?!"

اس کے بال چومتا بڑبڑایا،وہ مسکرائی۔

"I..."

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا وہ ابھی خیام کو love you too کہنے والی تھی؟ اس سوچ نے اسے ہڑبڑا کر رکھ دیا۔ اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکن سنتی، الفاظ بدلتی بولی۔

"I know!"

اسے بھی خیام شاہ سے محبت ہو گئی تھی لیکن ابھی یہ اعتراف وہ صرف خود سے کر رہی تھی۔

"تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا؟" اس کا پٹی والا ہاتھ پکڑا۔

"یہاں آؤ۔۔۔ بتاتا ہوں سب۔" اسے سٹڈی ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پر بٹھایا اور خود فرش پر بیٹھ کر سر اسکی گود میں رکھا۔ کچھ دیر خاموشی سے چھت سے لٹکے پنکھے کو گھورتا رہا پھر آنکھیں بند کرتا اسے بتانے لگا۔ کائنات اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتی پوری توجہ سے سن رہی تھی۔ سب جان کر اسے دکھ ہوا، بے شک پہلے بھی اندازہ کر چکی تھی لیکن تصدیق کی مہر لگنے پر وہ نئے سرے سے افسردہ ہوئی۔

"کچھ کہو گی نہیں؟" خیام نے اس کی مسلسل خاموشی پر پوچھا۔

"کیا کہوں خیام؟ ٹھیک ہے۔۔۔آپی اپنی اولاد کے لیے فیصلہ کرنے کا حق رکھتی ہیں لیکن یہ فیصلہ ان کے لیے ٹھیک ہے یا نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتی!"

"میں اتنا بے بس محسوس کر رہا ہوں اس وقت۔۔۔پہلے میں انجان تھا اور جان لینے کے بعد بھی میں کر ہی کیا سکا ہوں اپنی بہن کے لیے؟!"

"تم اس لیے کچھ نہیں کر سکے کیونکہ آپی ایسا چاہتی ہیں۔۔۔ تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے!"

"ہے! اگر ارسلہ کو دوبارہ ایک کھرونچ بھی آئی تو میں ذمہ دار ہوں۔" بالوں میں ہاتھ چلایا اور جھٹکا دے کر چھوڑا، کائنات نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"تم اتنا نیگیٹو کیوں سوچ رہے ہو؟ مجھے پورا یقین ہے وہ 'خام دی سپر مین' سے ناک تڑوانے کے بعد آپی پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے سو دفعہ سوچے گا!"اس کے افسردہ تاثرات سے سجے چہرے پر مسکان لانے کی بھونڈی سی کوشش تھی۔ خیام محض اس کا دل رکھنے کی خاطر ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھے اس سے کسی بھلائی کی امید نہیں ہے اور ارسلہ بھی ضد لے کر بیٹھ گئی ہے۔۔۔ سمجھ نہیں آتی کیا کروں!" بے چارگی سے بولا۔ وہ دونوں ایک دوسرے میں اتنے مگن تھے کہ دروازہ کھلنے کی آواز پر غور ہی نہ کرسکے۔

"کائنات! تمہیں بھائی صاحب بلا رہے ہیں!" بلقیس بانو اپنے دھیان میں کہتیں اندر آئیں لیکن خیام کو اس کے کمرے میں اور پھر اسی کی گود میں سر رکھے بیٹھے دیکھ کر ان کے ماتھے پر بل پڑے۔ خیام نے ہڑبڑا کر پہلے اپنا سر اٹھایا پھر خود بھی فرش سے اٹھا۔

"داماد جی! آپ کب آئے؟ اور کہاں سے آئے؟" ایک تیز نظر اس پر دوسری بالکونی کے کھلے دروازے پر ڈالی۔ یقیناً اسی دروازے سے آیا تھا ورنہ اتنی ٹھنڈ میں اس کے کھلے ہونے کی کوئی وجہ؟

"وہ آنٹی مجھے کائنات سے کچھ کام تھا۔۔۔ میں بس جانے ہی والا تھا!" اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے جواب دیا۔ آج کا دن ہی منحوس تھا۔۔۔ کچھ اچھا نہیں ہو رہا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا!

"کائنات بیٹا! کیا میں پوچھ سکتی ہوں۔۔۔رات کے دس بجے یہ تمہارے کمرے میں کیا کر رہا ہے؟"مصنوعی فکر مندی سے پوچھا، در حقیقت وہ اس کی بے عزتی کر کے اپنے دن کا اختتام ایک اچھے نوٹ پر کرنا چاہتی تھیں۔

"نہیں! پیغام رسانی کا شکریہ۔۔۔آپ جاسکتی ہیں۔میں پاپا کی بات سن لوں گی۔" اس نے بھی آنکھیں گھماتے، شیریں مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔بلقیس بانو کو آج ہی اس کے کمرے پر چھاپا مارنا تھا کیا؟

"لڑکی! غلطی کرنے کے بعد اس پر اکڑنا تو کوئی تم سے سیکھے۔۔۔"

"ایک سیکنڈ۔۔۔کون سی غلطی؟"اس نے ان کا غصے میں بولا جانے والا جملہ کاٹا اور کرسی چھوڑ کر اٹھی۔

"آدھی رات کو اس کا تمہارے کمرے میں کیا کام؟"کائنات کو گھورتے ہوئے خیام کی طرف اشارہ کیا۔

"پہلی بات۔۔۔یہ میرا شوہر ہے جو مجھ سے کسی بھی وقت مل سکتا ہے۔دوسری بات۔۔۔آپ کو مسئلہ کیا ہے؟"اس نے ایک نظر خیام پر ڈالی،جو سر میں ہوتے درد کی وجہ سے کنپٹی مسل رہا تھا۔۔۔وہ دراصل انتظار کر رہا تھا کہ جس کو آخری بات کہہ کر جیتنا ہے،جیت جائے تاکہ وہ اس چخ چخ سے دور جا سکے۔

"اگر اتنی ہی آگ لگی ہوئی ہے تمہیں بھی اور تمہارے شوہر کو بھی تو رخصتی کروا لو نا؟اس گھر میں یہ گند نہیں چلے گا۔"

"چچی!فضول بات نہیں کریں۔۔۔جائیں ساتھ والے کمرے میں اور دیکھیں آپ کی بیٹی اس وقت فون پر کس سے بات کر رہی ہے؟اور اس کے ساتھ اس کا رشتہ کیا ہے؟پھر آکر گند کی بات کیجیے گا مجھ سے!جن کے اپنے گھر کانچ کے ہوں وہ دوسروں پر پتھر نہیں پھینکا کرتے۔"ان کی غلط بات پر غصے میں آتے اس نے بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا۔

"کائنات؟!"ربیعہ دروازے پر بے یقین سی کھڑی تھی،وہ ان کی بلند ہوتی

آوازیں سن کر اپنے کمرے سے نکلی تھی۔اور کیا سننے کو ملا تھا؟اس کی وہی کزن جو ہر معاملے میں اس کا بھرپور ساتھ دیتی آئی تھی۔۔۔اب کیا کہہ رہی تھی؟

"کیا یہ سچ کہہ رہی ہے؟"بلقیس بانو نے پلٹے بغیر بیٹی سے سخت لہجے میں پوچھا۔

"آئی ایم سوری ربیعہ!لیکن چچی نے مجھے یہ الفاظ کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔"اسے ربیعہ کو دکھ دینے پر دکھ تھا لیکن بلقیس بانو کو جواب دینے پر نہیں۔

"میں کیا پوچھ رہی ہوں تم سے؟"ان کی آواز غصے سے بلند ہوئی۔

"بلقیس آنٹی!کائنات!"خیام نے سنجیدگی سے ان دونوں کو مخاطب کیا اور ان کی مکمل توجہ حاصل کرنے کے بعد بولا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے معلوم ہے مجھے اس وقت یہاں نہیں آنا چاہیے تھا اور میں آج کے بعد یوں بے وقت آؤں گا بھی نہیں۔۔۔ایم رئیلی سوری!میں کائنات کا شوہر ہوں اور یقین کریں اس کی بہت عزت کرتا ہوں!آپ کائنات کی بڑی ہیں۔۔۔اسی ناطے سے آپ کی بھی عزت کرتا ہوں!یہ عزت،ایک لحاظ ہمارے درمیان رہنے دیں۔

میری غلطی ہے، میں مان کر آپ سے معافی مانگ رہا ہوں۔آپ معاف کر دیں میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور دوبارہ آپ کی یا پاپا کی اجازت کے بغیر اس کے کمرے میں قدم نہیں رکھوں گا!"نہایت سنجیدگی سے کہتا،اس وقت ایک ذمہ دار شوہر لگ رہا تھا۔۔۔کائنات کا اس کی بلائیں لینے کو جی چاہا۔

بلقیس بانو پر بھی اس کے الفاظ کا اثر ہوا تھا،اس لیے سر ہلا دیا۔کچھ وہ کائنات کے بعد اپنی اولاد کی کلاس لینے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

"بہت شکریہ! خدا حافظ۔"وہ سب پر ایک الوداعی نگاہ ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"خیام؟!"کائنات نے پکارا تو وہ پلٹا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

"ہوں!"خیام نے سر ہلایا لیکن اس کی تھکن سے چور آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔وہ اس کو مزید کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر دروازے پار کر کے لاؤنج میں آیا

اور نچلی منزل تک لے جاتیں سیڑھیاں اترنے کرنے لگا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر وہیل چیئر پر عالم مرتضی کو دیکھ کر اس نے اپنی قسمت کو کوسا۔

"تم نے میرا یقین، میرا مان نہ توڑنے کا وعدہ کیا تھا!" ان کا لہجہ الزام دیتا ہوا تھا۔

"میں اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں! کچھ بھی نہیں ٹوٹا۔۔۔آنٹی کو کائنات پر بھڑکنے کا بس موقع چاہیے تھا۔" ان کی وہیل چیئر کے سامنے رکا اور گھٹنوں کے بل جھکتا ان کے برابر ہوا۔

"اور وہ موقع تم نے دے دیا؟" صرف دو سطروں کی وضاحت ان کے لیے ناکافی تھی۔

"بدقسمتی سے!" ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سر ہلایا۔

"لیکن میں یقین دلاتا ہوں یہ پہلی اور آخری دفعہ تھا!" تھکی ہوئی، افسردہ آنکھوں سے انہیں دیکھا اور ہاتھ تھپک کر واپس ان کے گھٹنے پر رکھا۔

"خیام بیٹے! تم ٹھیک ہو؟" وہ اس کا چہرہ غور سے دیکھ رہے تھے جو ہمیشہ کی طرح

www.novelsclubb.com

تر و تازہ یا بے فکر نہیں تھا۔

"ہو جاؤں گا!" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا اٹھا اور ان کی نظروں کے سامنے داخلی دروازہ پار کر گیا۔ کسی کے تیزی سے سیڑھیاں اترتے قدموں کی آواز سن کر وہ پلٹے اور کائنات کو اپنے سامنے پایا۔

"پاپا! خیام چلا گیا کیا؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔

"ابھی ابھی گیا ہے۔" انہوں نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"پلیز پاپا! وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اسے میری ضرورت ہے۔۔۔

Can I go?"

کافی امید سے پوچھا۔

"اور بلقیس؟" انہوں نے ایک ابرو اٹھایا۔ یہ کام ان کی بیٹی پہلی دفعہ کر رہی تھی ورنہ وہ کسی کو خود پر کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا کرتی تھی۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا! فرق پڑتا ہے تو صرف آپ سے۔۔۔اس بات سے کہ آپ

میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ پلیز انکار مت کیجئیے گا؟ جب مجھے ضرورت تھی تو وہ کہے بغیر میرے پاس تھا۔۔۔ میں بھی اس کے لیے موجود ہونا چاہتی ہوں!"

اس نے سوچا نہیں تھا کہ خیام کبھی اسے اتنا عزیز ہو جائے گا کہ اس کے لیے وہ اپنے اصول توڑتی پھرے گی۔

"لیکن۔۔۔" وہ متامل تھے۔

"یہ رشتہ آپ نے جوڑا تھا اب اگر میں اس کو نبھا رہی ہوں تو مسئلہ کیا ہے پاپا؟"

کائنات عالم نے شاید پہلی مرتبہ عالم مرتضی کی بات کاٹی تھی۔

"ٹھیک ہے جاؤ!" ہار مانتے بولے۔

"تھینک یو!" وہ جواب دے کر باہر کو بھاگی۔ لوہے کے کھلے گیٹ سے سڑک پر آئی اور خیام کی تلاش میں دائیں بائیں نگاہ دوڑائی۔ دائیں جانب کی گلی سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی سڑک پر پڑ رہی تھی، وہ اسی طرف چلی آئی اور خیام کے اسٹیئرنگ پر رکھے سر کو دیکھ کر سکون کی سانس لی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Hey baby!"

دروازہ کھول کر اندر بیٹھی اور اسی کے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"شاید میں پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔ابھی بے عزت ہو کر اس کے گھر سے نکلا ہوں اور اب مجھے اس کی آواز سنائی دے رہی ہے!"خیام کو یقین تھا یہ اس کا وہم ہے اس لیے سر اٹھائے بغیر، بند آنکھوں سے بڑبڑایا۔کائنات کی کھلکھلاتی ہنسی پر وہ جلدی سے سیدھا ہوا۔

"تم؟ سچ میں ہو؟"آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"خیام! میں نے تمہیں پہلے کبھی بتایا ہے تم کتنے پیارے ہو؟"اس کے دونوں گال کھینچتے پوچھا۔

"نہیں! لیکن تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"اس کے ہاتھ پکڑ کر نیچے کیے۔

"میں تمہیں اس وقت اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔آج جو ہوا ہے کم از کم اس کے بعد تو نہیں!"مسکراتے ہوئے داہنا ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو!"خیام نے چہرہ ہلکا سا موڑ کر ہونٹ اس کی ہتھیلی پر رکھے۔

"یو آر ویلکم! کب تک یہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے؟"اس نے ہاتھ واپس کھینچا۔

"میں سوچ رہا تھا کہاں جاؤں۔۔۔لیکن اب مجھے تمہارے شایان شان صرف ایک ہی جگہ لگ رہی ہے!"

"ٹھیک۔۔۔تو پھر وہیں چلتے ہیں؟!"پھر سے مسکرائی۔

آج خیام کوشش بھی نہیں کر رہا تھا لیکن اسے اپنے محبوب کی مسکراہٹ پر مسکراہٹ مل رہی تھی۔اس نے بھی مسکراتے ہوئے گاڑی آگے بڑھائی اور شہر سے باہر لے جاتے رستے پر ڈال دی۔

......

"!Woah... it's breathtaking"

کائنات نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور سحر زدہ سی پہاڑی کے کنارے تک گئی۔

قدرت کے شاہکار کیسے خوبصورت نہیں لگتے ؟

"دھیان سے۔۔۔کل میں یہاں سے گرنے لگا تھا!"خیام گاڑی کے پاس جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔اس نے فوراً دو تین قدم پیچھے کو لیے۔

"کیا مطلب گرنے لگے تھے ؟"آنکھیں پھیلاتے پوچھا،نیچے دور دور تک اندھیرا تھا۔اس نے ایک نظر ڈال کر جھر جھری لی۔

"گرنے لگا تھا مطلب گرنے لگا تھا!لیکن ابھی آئی نہیں تھی اس لیے بچ گیا۔" کندھے اچکائے۔

"کیا نہیں آئی تھی ؟"وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی،پلٹ کر اس کی طرف آتے پوچھا۔

"موت۔"

"خیام!ہر چیز تمہارے لیے مذاق کیوں ہے ؟"برہم ہوتے کہا۔لفظ 'موت' سن کر اس کا دل سہما تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یقین کرو پہلے تھی۔۔۔اب نہیں ہے!" سنجیدگی سے بولا۔کائنات کو اس کی سنجیدگی سے بھی خوف آنے لگا تھا،اس لیے بولی۔

"اچھی بات ہے! مجھے بھری جوانی میں بیوی سے بیوہ نہیں ہونا۔" سر ہلاتے کہا، خیام نے مختصر قہقہہ لگایا۔وہ اس کے بال بکھیرتا آگے بڑھا اور اچھل کر گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا۔ونڈ شیلڈ سے ٹیک لگائی اور دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے آنکھیں بند کیں۔آج جو کچھ ہو چکا تھا۔۔۔وہ وقتی طور پر ہی سہی اسے بھول جانا چاہتا تھا۔

کائنات اپنی جگہ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"پھر اب کیا کرو گے تم؟"اس نے پوچھا،ارسلہ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا،وہ جان لینے کے بعد چپ رہنا صرف بے وقوفی تھی۔خیام نے جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھ کی خالی جگہ تھپتھپائی اور اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔کائنات سر ہلاتی اوپر چڑھی،اس کے ساتھ بیٹھی اور اس کے کندھے پر سر رکھا۔

"پتہ نہیں!" خیام نے آنکھیں کھول کر دھندلکے میں چاندی کے تھال کی طرح

پیوست چاند کو دیکھا جو پورا ہونے کے باوجود دھند کی تہہ کو چیر کر روشنی پہنچانے میں ناکام رہا تھا۔

"مجھے کوئی آئیڈیا نہیں ہے میں کیا کروں گا؟ یا مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ارسلہ کے گھر سے نکلنے کے بعد مجھے یہ بھی نہیں پتہ تھا میں جاؤں گا کہاں۔۔۔ پھر تمہارا میسج آیا تو تمہارے پاس ہی چلا آیا۔" اس نے سر کے پیچھے بندھے ہاتھ کھولے اور اس کے شانوں کے گرد پھیلا کر اپنے ساتھ لگایا۔

"اچھا کیا اور آج تو تم شاباشی کے بھی حقدار ہو! کیونکہ مار کھا کر نہیں بلکہ مار کر آئے ہو۔۔۔ آئی ایم پراوڈ آف یو!" اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اور فخریہ اس کا سینہ ٹھونکا۔ خیام نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"مجھے پتہ ہے تم کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہو!"

"کیا؟" متجسس ہو کر پوچھا۔

"میرا موڈ اچھا کرنا چاہ رہی ہو اینڈ آئی لو یو فار دیٹ!" دن بھر کی پہلی سچی

مسکراہٹ اس کے چہرے پر نمودار ہوئی۔

"وہ اس وجہ سے کیوں کہ یہ اداسی، افسردگی تم پر بالکل سوٹ نہیں کرتی۔۔۔ تم ہنستے ہنساتے ہی اچھے لگتے ہو!" اس کے ہاتھ کی انگلیوں سے کھیلتی بولی۔

"پکی بات ہے زہر نہیں، اچھا ہی لگتا ہوں؟" وہ یقین کرنے سے ہچکچا رہا تھا۔

"بہت اچھے لگتے ہو!" اس نے بانہیں پھیلا کر کھلکھلاتے ہوئے کہا۔

"ادھر چہرہ کرواپنا؟" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں سمیٹا اور غور سے دیکھتا بولا،

"اندھیرے میں کسی اور کی بیوی تو نہیں اٹھا لایا میں؟" اس کے شک پر کائنات نے ہنستے ہوئے اس کا رخسار چوما۔

"اب یقین آیا؟ کسی اور کی تمہیں اتنے حق سے چھونے کی ہمت؟" ابرو اٹھاتے پوچھا۔ خیام حیران، پریشان تھا۔

"دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو میں سو رہا ہوں اور یہ خواب ہے یا پھر میں مر چکا ہوں اور یہ جنت ہے!؟" بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پھر مرنے کی بات کی تم نے؟ اتنا شوق ہو رہا ہے تو بول دو۔۔۔اپنے ہاتھوں سے مار دیتی ہوں تمہیں؟!" دانت پیستے کہا اور اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹے۔

"مجھ سے پوچھو گی تو جواب ہاں ہے! تمہارے ہاتھوں مرنے سے کون کافر انکار کرے گا؟" اس کی کلائیاں پکڑیں۔

"کون سی مووی کا ڈائیلاگ ہے؟ یقین کرو بہت lame ہے!" مسکراتے ہوئے سر اس کے سینے سے ٹکایا۔

"خالصتاً میرا اپنا ہے۔۔۔ حتیٰ کہ میں اس پر کاپی رائٹس بھی کلیم کر سکتا ہوں!"

اپنی محبت کو اپنی بانہوں میں بے فکری سے ہنستا پا کر اس کا اداس دل جھوم اٹھا تھا۔

"یار خیام! اتنی لمبی لمبی مت چھوڑا کرو۔"

"ابھی تک حکومت پاکستان نے لمبی لمبی چھوڑنے پر ٹیکس نہیں لگایا۔۔۔اس لیے بیوی کوئی ٹینشن کی بات نہیں ہے!"

"واقعی!" پر سکون سی مسکرا دی۔ چند پل ایک دوسرے کے حصار میں خاموشی

سے گزرے۔ٹھنڈی ہوا کا جھونکا چلا تو کائنات نے کپکپاتے ہوئے اپنا چہرہ مزید اس کے سینے میں گھسایا۔

"کیا ہوا؟"

"سردی لگ رہی ہے!" وہ اس وقت اپنے PJ's میں تھی اور جلدی میں صرف ایک شال لے کر اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"واپس چلتے ہیں؟" خیام نے تھوڑا دور ہو کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"اونہوں!" سر نفی میں ہلایا، "تم بس فلموں کے ہیرو کی طرح اپنا کوٹ اتار کر مجھے دے دو۔۔۔ہوں؟"

"بیوی! وہ تو شاید فولاد کے بنے ہوتے ہیں۔ تمہارا معصوم شوہر گوشت پوست کا انسان ہی ہے!" ہنستے ہوئے کوٹ اتارا اور اس کے شانوں کے گرد ڈال دیا۔

"ہاں! اب ٹھیک ہے۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے کوٹ پکڑ کر اس کی گرماہٹ محسوس کی، خیام کی خوشبو بھی محسوسات سے دور نہ رہ سکی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں زیادہ اچھا لگ رہا ہے!"اس نے کائنات کے بال کوٹ سے باہر نکالتے کہا۔

"کیوں آج آئینہ نہیں دیکھا تھا کیا؟ ورنہ تم جانتے ہوتے تم پر کتنا اچھا لگ رہا تھا!"

سرمئی سیاہ رنگ کا بلیزر تھا اور سرمئی رنگ تو بنا ہی اس کے لیے تھا!

"کائنات! میں سیریئسلی ایک بات جاننا چاہتا ہوں؟"

"کیا؟"

"کچھ ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہارا موڈ ہر وقت ایسا ہی رہے جیسا اب ہے؟ کوئی ڈیل، کوئی پیکیج؟ جو بھی قیمت ہوئی میں دینے کو تیار ہوں!"اس کے بال کان کے پیچھے اڑستا مکمل طور پر سنجیدہ تھا۔

"مشن ایکومپلشڈ۔۔۔میرا پاگل، بے تکی باتیں کرنے والا خیام شاہ واپس آچکا ہے!"ٹھنڈے ہاتھ اس کے رخساروں پر رکھے اور چہرہ دائیں بائیں گھمایا۔

"تمہارا؟!"خیام نے ابرو اٹھایا۔یہ کائنات عالم کو ہو کیا گیا ہے؟

"ہاں میرا! تمہیں کوئی شک، مسئلہ یا اعتراض؟"تیوری چڑھاتے پوچھا۔

"ہر گز نہیں!" پر زور نفی کی۔ "لیکن مجھے لگ رہا ہے صبح کا سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور زمین بس چند ہی گھنٹوں کی مہمان ہے۔"

"تو چلو ٹھیک ہے۔۔۔ چاند پر چلتے ہیں؟! چین سے زندگی بسر کریں گے۔۔۔ میں، تم اور چاند!" آنکھیں گھماتے کہا۔

"اوخ۔۔۔ میری سیانی بیوی!" اس کا ماتھا چوما۔

"ہاں! تم نہ کبھی سیانے ہونا؟!" مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے یار؟ تم ہو ناں۔۔۔ بس پھر ٹینشن ہی کوئی نہیں ہے۔" اس کے بے فکری سے کہنے پر کائنات نے سر نفی میں ہلاتے، ہار تسلیم کی۔

"تمہیں سردی تو نہیں لگ رہی؟" مسکراہٹ چھپاتے پوچھا۔

"ارے کہاں مجھے تو پتہ ہی نہیں ٹھنڈ کیا ہوتی ہے!"

"کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟"

"اچھا میرے دماغ کو تمہیں امپریس کرنے کے لیے بالکل ٹھیک لگ رہا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"تمہیں مجھے امپریس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے!" وہ بڑبڑائی لیکن خیام اس کے اتنے قریب بیٹھا سن چکا تھا۔

"کیوں؟"

'کیونکہ میں پہلے ہی امپریس ہو چکی ہوں!' صرف سوچا، کہا نہیں۔ بلکہ اس کے سوال کو نظرانداز کر کے اپنے ماحول پر نگاہ ڈالی۔ خیام بھی جواب کے لیے اسرار کیے بغیر ٹیک لگا کر بیٹھا، ونڈ شیلڈ کی فکر نہیں تھی اس کا شیشہ ان بریک ایبل تھا۔

"یہ جگہ جادوئی ہے خیام! لیکن تمہیں کیسے ملی؟" کائنات نے بھی پیچھے ہو کر اس کے کندھے پر سر رکھا جسے وہ اپنے ذاتی سرہانے کے طور پر استعمال کر رہی تھی۔

چاند کی نہ ہونے کے برابر چاندنی میں پہاڑی رات کی سیاہی سے بھی زیادہ سیاہ تھی، روشنی کا واحد ذریعہ گاڑی کی جلتی ہیڈلائٹس تھیں۔ ان کے سامنے کے پتھر تقریباً ایک جیسے برابر تھے جبکہ ان کے پیچھے چٹانیں بلند ہوتی جا رہی تھیں۔

"کہہ لو وہ میرا خوش قسمت دن تھا جب ابراہیم شاہ نے مجھے اپنی شکل نہ دکھانے کا

کہا اور میں غصے میں شہر سے باہر آتا، بے مقصد گاڑی چلاتا یہاں تک پہنچ گیا۔اس چھپی ہوئی خوبصورتی تک!"

"چھپی ہوئی کیسے؟"اس نے الجھ کر پوچھا۔بھلا پہاڑ بھی چھپنے والی چیز ہے؟

"تم دن کی روشنی میں یہاں تک آؤ گی تو سمجھ جاؤ گی۔ہر کسی کو ملنے والا راستہ نہیں ہے!"

"اوہ۔۔۔اوکے!"وہ سمجھی تو نہیں تھی لیکن سر ہلا دیا۔

کئی ساعتیں چپکے سے آکر گزر گئیں۔وہ اتنی پر سکون تھی،دل اور دماغ دونوں مطمئن تھے۔خاموشی، سکوت،دھیرے دھیرے چلتی ہوا اسے نیند کی وادی میں دھکیل رہی تھی۔

"تمہیں نیند آرہی ہے؟اٹھو گھر چلتے ہیں۔"خیام نے اس کی بار بار بند ہوتی پلکوں کو دیکھ کر کہا۔

"اونہہ۔۔۔یہیں ٹھیک ہے!"وہ اس کے سینے پر مزید آرام دہ حالت میں سر رکھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر نیم دراز ہوتی بڑبڑائی۔

"خدا کا خوف کرو بیوی! صبح تک اکڑ جائیں گے یہاں پر۔۔۔ چلو اٹھو۔" اس کے چہرے سے بال ہٹائے، جو نیند میں جاتی اسے سن بھی نہیں رہی تھی۔

"ہوں۔۔۔!" اسے جواب دے کر ہلی تک نہیں، خیام اس کا اپنے سینے سے سر اٹھانے کا منتظر ہی رہ گیا۔ وہ بے یقینی سے اس کے پر سکون چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کوئی اتنی جلدی کیسے سو سکتا ہے؟ اس کے سامنے نہ ہوا ہوتا تو وہ بالکل یقین نہ کرتا۔

"مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ تمہیں نیند اتنی پیاری ہے!" گہری سانس لے کر بڑبڑایا اور اسے اٹھا کر پھسلتا ہوا بونٹ سے نیچے اترا۔ گاڑی کے پچھلے دروازے تک آیا، تھوڑی بہت مشکل سے دروازہ کھول ہی لیا تھا۔ پہلے اسے اندر بٹھایا پھر دوسری طرف سے خود بھی بیٹھا۔ واپس بھی جا سکتا تھا لیکن اس کا کچھ بھی کرنے کو دل نہیں کر رہا تھا، پہلے بھی صرف کائنات کے خیال سے واپسی کا کہا تھا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھتا گہری سوچ میں تھا جب اسے اپنے شانے پر بوجھ محسوس ہوا۔ کائنات اس کے

شانے سے چہرہ ٹکائے مزے سے سو رہی تھی۔ خیّام نے مسکراتے ہوئے اس کا سر اپنی ران پر رکھا اور اس کی ٹانگیں اٹھا کر سیٹ پر رکھیں۔ کچھ دیر پورے انہماک سے اسے دیکھتا رہا پھر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کیں۔ گاڑی کے اندر باہر کی نسبت سردی کی شدت کم تھی لیکن اسے اس محدود جگہ پر نیند آنا تھوڑا مشکل تھا۔

بقیہ رات اس کی سوتے جاگتے گزری البتہ کائنات کی نیند ایک دفعہ نہیں ٹوٹی تھی۔ خیام کو اس کی گہری نیند پر حیرت تھی۔ اس وقت وہ نیند کی کمی کی وجہ سے جلتی آنکھوں کو بمشکل کھولے چڑھتے ہوئے سورج کو دیکھ رہا تھا۔ دھند کی وجہ سے سورج کی صرف محدود سی روشنی ہی ان تک پہنچ رہی تھی۔ بند آنکھوں پر پڑتی روشنی سے وہ کسمسائی تو خیام نے فوراً اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ رکھا لیکن بے فائدہ! اس کی نیند اکھڑ چکی تھی۔ وہ آنکھیں مسلتی اٹھ کر بیٹھی۔

"صبح بخیر زندگی!" ایک بازو شیشے سے ٹکائے، دو انگلیاں ہونٹوں پر رکھے، اسے

www.novelsclubb.com

دیکھ رہا تھا۔ کائنات نے سر ہلا کر جواب دینا چاہا لیکن سامنے کا منظر اس کے الفاظ چھین چکا تھا۔ پہاڑی پر چھائے دھند کے بادل اور سورج کی کمزور کرنوں کی ان کو چیرتے ہوئے زمین تک پہنچنے کی کوشش۔۔۔ فطرت کے رنگ واقعی بہت دلکش ہوتے ہیں!

"خیام! میری صبح آج سے پہلے کبھی اتنی خوبصورت نہیں ہوئی۔" وہ دم بخود تھی، حالانکہ بارسلونا جیسے خوبصورت شہر میں رہ چکی تھی۔ لیکن انسان کے بنائے اسکائے اسکریپرز سے قدرت کے بنائے اسکائے اسکریپر زیقیناً زیادہ شاندار ہیں!

"میری بھی!" وہ اسے دیکھتا بولا، سامنے کا منظر اس کے لیے باسی ہو چکا تھا۔

کائنات اس پر غور کیے بغیر دروازہ کھولتی باہر نکلی اور پرجوش سی کنارے تک آئی۔ سردی بہت زیادہ تھی، اس نے شال اپنے گرد زور سے لپیٹی۔ خیام کا کوٹ گاڑی کی پچھلی نشست پر ہی کہیں رہ گیا تھا۔ کچھ دیر محویت سے آسمان پر پھیلے رنگوں کو دیکھتی رہی پھر نیچے ایک نظر ڈالی جہاں ہری بھری گہرائی تھی۔

"کائنات!!"خیام بالکل اس کے کان میں چلایا،اس نے چیختے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور پلٹ کر اسے گھورا جو ہنس رہا تھا۔

"کیا بدتمیزی ہے خیام شاہ؟ابھی میں گر جاتی تو؟!"اس نے سوچ کر ہی جھرجھری لی۔

"اور میں تمہیں گرنے دیتا؟ کبھی بھی نہیں!"اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور پلٹ کر کنارے سے دور ہوا۔

"جھوٹا ایک نمبر کا!"کائنات نے بڑبڑاتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹکے اور جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔خیام اس کے خفگی سے پھولے رخسار دیکھتا، مسکراتا ہوا گاڑی تک آیا اور اندر بیٹھا۔

"Stop being this cute!"

گاڑی سٹارٹ کر کے اس کا رخسار کھینچا۔

"بات نہیں کرو مجھ سے!"ناراضگی سے کہہ کر چہرہ دوسری طرف کیا اور

مسکراہٹ چھپائی۔

"جو حکم!" واپسی کے لیے اسٹیئرنگ گھماتے سر ہلایا۔

جب تک وہ پتھریلے راستے پر رہے خیام کا سارا دھیان گاڑی چلانے پر رہا اور کائنات کا دل اس کے حلق میں۔ اونچا نیچا راستہ اتنا ہی خطرناک تھا، وہ رات کے اندھیرے میں اس راستے سے کیسے گزرا تھا؟

کائنات اس کی مہارت کی دل میں قائل ہوئی، زبان سے اعتراف کر کے اسے مزید سر نہیں چڑھانا چاہتی تھی۔

"اب بتاؤ میرے طالب چاچا کا زبردست قسم کا ناشتہ کرنا ہے یا گھر جا کر اپنے شفیق بابا کے سوکھے توس کھانے ہیں؟" سڑک پر آتے ہی اس نے رفتار بڑھاتے پوچھا۔

"تمہیں کس نے کہا شفیق بابا سوکھے توس بناتے ہیں؟"

"میرا اندازہ ہے!"

"بالکل غلط اندازہ ہے! شفیق بابا کے ہاتھ کے ذائقے کا مقابلہ بڑے بڑے شیف

نہیں کر سکتے۔" لہجے میں تفاخر تھا۔

"ابھی تک تم نہیں طالب چاچا کے ہاتھ کا ذائقہ نہیں چکھا اس لیے ایسا بول رہی ہو۔۔۔پھر کہاں چلیں؟"

"تم کیا کہتے ہو؟ مجھے گھر جانا چاہیے یا یہ ناشتہ ٹرائی کرنا چاہیے؟" کائنات نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ خیام نے اس کی مشتبہ مسکراہٹ دیکھی اور اس کا کھیل سمجھ کر بولا۔

"تم گھر ہی جاؤ تو اچھا ہے۔۔۔رات سے چپڑ چپڑ کر کے کان کھا دیے ہیں تم نے میرے!"

"میں چپڑ چپڑ کرتی ہوں؟" بے یقینی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"توبہ مت پوچھو کتنی زیادہ کرتی ہو!" سر نفی میں ہلاتے کہا۔

"اب تو میں ناشتہ تمہارے طالب چاچا کے ہاتھ کا بنا ہی کھاؤں گی اور ساتھ میں چپڑ چپڑ کر کے تمہارا دماغ بھی!" انگلی اٹھا کر دانت پیستے بولی تو خیام نے قہقہہ لگایا۔ وہ یہ

www.novelsclubb.com

سوچ بیٹھی تھی کہ خیام اس کا ترلہ، منت کرے گا، اسے منائے گا۔۔۔ لیکن ہوا اس کے بر عکس تھا۔

"بیوی! یہ بچوں والے کھیل مجھ سے کھیلو گی تو ہار جاؤ گی۔" افسوس کرتا بولا، کائنات کی آنکھیں پھیلیں۔

"تو کیا سبق ملا؟ لیول بڑھا، نیکسٹ پہ آ۔۔۔ پھر ہو سکتا ہے میرے مقابلے میں تمہارا کوئی چانس بڑھ جائے!" مفت مشورہ تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو خیام تم؟ میں کوئی کھیل نہیں کھیل رہی تھی!" صاف مکر گئی، خیام نے قہقہہ لگایا۔

"Smart move... I liked it!"

"پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو!" آہستگی سے کہہ کر کندھے اچکائے، اس کا قہقہہ اتنا ہی بلند تھا۔

"مائی گڈ نیس! ایک اداکارہ تو آپ میں بھی چھپی ہے کائنات عالم۔۔۔ اپنی اس

سائیڈ کو ہوا شوا لگوانے کے لیے ذرا زیادہ باہر لایا کریں؟!"

"آپ کا کام آپ کو ہی مبارک ہو!"طنزیہ کہا۔

"ہاں! کرنے بھی نہیں دیتی اور مبارکباد بھی دے رہی ہو۔۔۔جلانے کا یہ انداز

ایک دم پرفیکٹ ہے!"داد دیتا بولا۔

"میں نے کب روکا ہے؟"

"زیادہ پرانی نہیں! یہ بس پرسوں کی بات ہے جب میں نے اپنی بیوی کو یہ کہتے سنا

تھا کہ: تم ماڈلنگ نہیں کرو گے خیام!"آخر میں آواز پتلی کرکے اس کی نقل اتاری،

کائنات نے ہنسی روکی۔

"اوہ۔۔۔تو تم کرنا چاہتے ہو؟"اس کی طرف پلٹتے سنجیدگی سے گھورا۔

"نہیں!"فوراً بولا۔"لیکن کفرانِ نعمت بھی نہیں کرنا چاہتا۔"

"کوئی نہیں! کفرانِ نعمت کے بعد معافی مانگ لینا۔۔۔اللہ بڑا رحیم ہے۔"اسے

تسلی دیتے کہا، وہ ہنسا۔

"بیوی! کب تک ہم اس امید پر گناہ کرتے جائیں گے کہ اللہ بڑا رحیم ہے؟"خیام کے اندر کا مولوی انگڑائی لے کر جاگا۔

"یعنی تمہارا ماڈلنگ کرنا ثواب کا کام اور میرا تمہیں اس سے روکنا گناہ ہے؟ واللہ! اب میں چپ ہوں۔۔۔ تمہیں جو مرضی کرنا ہے کرو

I rest my case!"

"واللہ! میں مرید ہو گیا ہوں تمہارا۔۔۔میں نے دو دفعہ ماڈلنگ کی اور دونوں دفعہ تمہارے لیے کی۔واقعی پیرومرشد! میرا ہی گناہ ہے۔"عجزوانکساری کے ساتھ اعتراف کیا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے زبردستی تو نہیں کی تھی تم پر؟ تم نے اپنی مرضی سے کی تھی۔"تنک کر کہا۔

"کھسیانی بلی کھمبا نوچے!"وہ بڑبڑایا لیکن اس کی بڑبڑاہٹ بھی سنی جاچکی تھی۔

"اوئے اردو دان! دوبارہ اپنی اردو کا بھرم مجھ پر جھاڑانا تو تمہارے شایان شان

محاورے میرے پاس بھی بہت ہیں۔"

"جیسا کہ؟"خیام نے فرصت سے ابرو اچکایا۔

"جیسا کہ: اپنے منہ میاں مٹھو، جیسا کہ: جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں، جیسا کہ: جو کم سوچتے ہیں وہی زیادہ بولتے ہیں، جیسا کہ: کھوٹا چھنا باجے گھنا۔بس یا اور بھی؟"

وہ تو شاید اسی موقع کی تلاش میں تھی، اگلی پچھلی ساری بھڑاس نکال دی۔

"او بس مرشد! بس۔۔۔میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔اتنے بڑے بڑے الزام؟"

ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالا، دوسرے سے دل تھاما۔

"ڈرامے باز!"آنکھیں گھمائیں۔

"میں اس کے جواب میں تمہیں بہت کچھ کہتا لیکن ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔"

خیام نے گاڑی سڑک سے اتار کر ایک طرف روکی اور کائنات نے 'طالب دا ہوٹل' کے بورڈ کو پڑھا کم گھورا زیادہ۔ساری بحث کا ذمہ دار یہ طالب چاچا تھا!

خیام اس سے پہلے نیچے اترا اور دروازے کی طرف بڑھا، وہ اس کے پیچھے تھی۔

"سلام چاچا!" اندر داخل ہو کر اونچی آواز میں کہا۔ میز صاف کرتے طالب حبیب پلٹے اور اسے دیکھ کر ان کا جھریوں زدہ چہرہ چمکا۔

"یار چاچا! کتنی دفعہ کہا ہے مجھے ملازم رکھ لیں لیکن آپ یہ کام نہیں کیا کریں۔" ان کے ہاتھ میں صفائی کا کپڑا دیکھ کر خفگی سے کہتا ان کے پاس آیا اور کپڑا لیا۔

"کیسا ہے پتر؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے لیے بانہیں پھیلائیں، خیام زور سے ان کے گلے ملا۔

"میں ٹھیک۔۔۔ آپ سناؤ بادشاہو؟" ان سے علیحدہ ہو کر میز پر جھکا اور اسے صاف کرنے لگا۔ کائنات اطراف کا جائزہ لے رہی تھی، چھوٹی مگر صاف ستھری جگہ تھی اور صبح صبح خالی تھی، ابھی کوئی گاہک نہیں آیا تھا۔

"اللہ سوہنے کا بڑا فضل! پتر آپ کون ہو؟" اسے جواب دے کر کائنات سے مخاطب ہوئے۔

"کائنات۔" وہ اپنا تعارف کرواتی آگے آئی اور ان کے سامنے سر جھکایا، جس پر

انہوں نے ہاتھ رکھا۔

"بہو ہے آپ کی!" خیام ایک میز چمکا کر انگلی کی طرف بڑھا۔

"شاباش پترا! شادی کر لی اور چاچے کو بلایا ہی نہیں۔۔۔نام کا ہی چاچا ہوا پھر تو میں تیرا؟!" ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کائنات کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور خفگی سے کہتے خیام کی طرف پلٹے۔

"چاچا شکر کر گھر والوں نے مجھے بلا لیا تھا!" ہنستے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ چاچا! وہ آپ کا جھلا بھائی۔۔۔مجھے ہوٹل بلا کر کہتا: 'تیار ہو جاؤ تھوڑی دیر میں قربانی ہے تمہاری!' میں مظلوم۔۔۔" ٹھنڈی آہ بھرتے بولا۔ طالب حبیب اس کی بات پر ہنسے۔

"کملا ہے پورا!" انہوں نے غصے سے خیام کو گھورتی کائنات سے کہا، آواز اتنی ہی رکھی تھی جوان دونوں تک رہتی۔ وہ مسکرائی۔

"مبارکاں پتر! اللہ سوہنا خوشیاں دے آمین!" خیام کے پاس آکر اس کا شانہ تھپکا۔

"شکریہ چاچا!"

"چل جا کر بیٹھ! ناشتہ لاتا ہوں تیرا۔ پتر آپ کیا لو گے؟" اس کے ہاتھ سے کپڑا واپس لیا اور کائنات سے پوچھا۔ وہ چہرے پر الجھن لیے خیام کو دیکھ رہی تھی، اسے کیا پتہ مینیو میں کیا کچھ تھا؟

"کائنات! انڈہ پراٹھا، حلوا پوری، نان چھولے، حلیم، آلو قیمہ، نہاری، کلیجی بھی ہے نا چاچا؟" اس سادہ سی جگہ کا مختصر مینیو گنوا دیا۔

"بالکل ہے!"

www.novelsclubb.com

"انڈہ پراٹھا۔" وہ صبح صبح اپنے معدے پر کوئی نیا تجربہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں ہاتھ دھو کر آیا!" وہ ایک طرف لگے واش بیسن کی طرف آیا، کائنات قریب ترین میز کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی اور طالب حبیب اپنے کاونٹر کے پیچھے چلے گئے۔

"شرم تو نہیں آتی تمہیں؟ کتنے آرام سے بابا کو جھلا کہہ دیا!" وہ ہاتھ دھو کر میز پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آیا تو کائنات نے منہ بسورتے تبصرہ کیا۔

"'شرم تو نہیں آتی ؟' یہ فقرہ میرے لیے بہت پرانا ہو چکا ہے۔۔۔کوئی نیا تلاش کرو؟!" مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔ویسے طالب چاچا تمہارے رشتہ دار ہیں ؟" ان کی آپس میں بے تکلفی دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں لیکن مجھے وہ اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز ہیں !"

"کیوں ؟"

"پتہ نہیں ! بابا اپنی جوانی سے اور میں اپنے بچپن سے یہاں آرہا ہوں۔۔۔انسیت ہے ان سے !" کندھے اچکا دیے۔

"اتنی پرانی جگہ ہے یہ ؟" کائنات نے ایک اور نظر در و دیوار پر ڈالی۔

"ہمممم ! میں تو کتنی بار ان کو کہہ چکا ہوں کہ شہر کے اندر آپ کو ریسٹورنٹ بنوا دیتا ہوں لیکن وہ اسے نہیں چھوڑتے۔ان کو یہ جگہ بہت عزیز ہے !"

"پتر صاحب! اتنے سالوں کا ساتھ نہیں چھوڑا جاتا۔" وہ کہتے ہوئے کاونٹر سے نکلے، ٹرے بھی ہاتھ میں تھا۔ خیّام نے اٹھ کر ان سے ٹرے پکڑا اور میز پر رکھا۔ ان تینوں نے ایک ساتھ ناشتہ کیا۔ زیادہ تر خیام اور طالب حبیب ہی گفتگو کرتے رہے۔ کائنات مسکراتے ہوئے انہیں سنتی رہی۔ وہ ناشتے سے اپنی سوچ کے برعکس لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"پھر کون جیتا؟ شفیق بابا یا طالب چاچا؟" باہر نکلتے ہی خیام نے پوچھا۔

"اچھا تھا ناشتہ۔۔۔ میرا مطلب ہے کافی زیادہ اچھا!" پہلے وہ 'یونہی سا تھا' کہنے والی تھی، پھر خیام کی گھوری پر سچ کہنا پڑا۔

"تم کبھی نہ سدھرنا!" خیام سر نفی میں ہلاتا گاڑی کی طرف چل دیا۔

"ایکسکیوز می؟ یہ میرا ڈائیلاگ ہے اور تم کبھی نہیں سدھرو گے!" وہ چلا کر کہتی اس کے پیچھے آئی اور اندر بیٹھ کر زور سے دروازہ بند کیا۔

"ابھی اسی وقت سوری کہو۔۔۔ میرے ساتھ جو مرضی کیا کرو لیکن میری بلیک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیوی کے ساتھ تم یہ سلوک نہیں کر سکتی!" مصنوعی جلال سے کہا۔

"سوری؟ میری سوری کا انتظار کرو گے تو ہم دونوں یہیں ڈھانچوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔۔۔ لیکن تم سوری نہیں سن پاؤ گے!" آنکھیں گھمائیں۔

"مجھے تمہارے اس لمبے چوڑے فقرے میں تین دفعہ سوری سنائی دیا ہے۔اس لیے میں بھی بڑے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہیں معاف کرتا ہوں!" دل جلاتی مسکراہٹ کے ساتھ گاڑی اسٹارٹ کی اور کائنات کا دل جل بھی گیا۔

"اس سے محبت کی ہے تم نے کائنات؟" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"کیا کیا ہے؟" اس نے الجھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں! سامنے دیکھ کر گاڑی چلاؤ۔" منہ بناتے بولی اور سینے پر ہاتھ باندھتی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ خیام سر جھٹک کر سامنے دیکھنے لگا۔

▪▪▪▪▪

کائنات لکڑی کا دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوئی تو کھانے کے کمرے سے سب

کے بولنے اور برتنوں کے کھنکنے کی آوازیں آرہی تھیں۔وہ بغیر کوئی آہٹ پیدا کیے اپنے کمرے میں چلی آئی، صبح صبح بلقیس بانو کے منہ لگنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔شال اتار کر بستر پر پھینکی اور الماری سے نیلی جینز، سفید شرٹ لے کر واش روم میں چلی گئی۔نہانے کے بعد بال خشک کر کے باندھے، ہلکے بھورے رنگ کا کھلا عبایا پہنا اور کمر پر بیلٹ باندھی۔اسی رنگ کا اسکارف نکال کر اوڑھا، گھڑی کلائی پر باندھی اور پیرا سنیکرز میں ڈالے۔آخری نظر آئینے پر ڈال کر مطمئن سی اپنا بیگ لیے کمرے سے لاؤنج میں اور وہاں سے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔

"السلام علیکم پاپا!" کھانے کے کمرے میں آکر عالم مرتضیٰ کو سلام کیا۔باقی سب اپنے اپنے کالج، یونیورسٹی اور کام پر جا چکے تھے۔بلقیس بانو ملازمہ سے برتن اٹھوا رہی تھیں۔

"وعلیکم السلام! بیٹھو ناشتہ کر لو۔" اسے دروازے پر کھڑا دیکھ کر بولے۔

"ارے بھائی صاحب! آپ کیوں فکر کرتے ہیں؟ اس کی فکر کرنے کے لیے اس کا

www.novelsclubb.com

شوہر ہے نا؟" بلقیس بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلقیس!" عالم مرتضی نے تنبیہی انداز میں پکارا۔

کائنات نے تاسف سے انہیں دیکھا۔ پہلے انہیں صرف اس سے مسئلہ تھا، اب بغیر کسی وجہ کے اس کے شوہر سے بھی ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے وہ؟" عالم مرتضی نے اخبار کا اگلا صفحہ کھولا۔

"ہاں جی! ٹھیک ہے۔" اس نے سر ہلایا۔ وہ اس سے 'رات کب واپسی ہوئی؟' پوچھنا چاہتے تھے لیکن بلقیس بانو کی وجہ سے خاموش تھے۔

"اچھی بات ہے!"

"میں چلتی ہوں پھر! آج آفس میں بہت کام ہے۔"

"فلائٹ کب کی ہے تمہاری؟" کام سے ان کو یاد آیا تو پوچھ لیا۔

"کل صبح کی ہے۔ آپ کو پتا ہے مجھے پورے سکون کے ساتھ کام کرنے کی عادت ہے لیکن اگلے دو دن کی غیر حاضری کی وجہ سے آج کام کا بہت پریشر ہے۔" اس

نے بلقیس بانو کو جاتے دیکھ کر بات ختم کی،ان کو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ان کی دلچسپی کی بات عالم مرتضی نے شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کردی تھی!

"مجھے پورا یقین ہے تم ہینڈل لو گی!"اخبار لپیٹ کر میز پر رکھی۔

"میں اپنی پوری کوشش کروں گی!"

"مجھے کل رات کے بارے میں کچھ بتانا چاہو گی؟خیام کیوں اتنا پریشان تھا؟"

"سوری پاپا!اس کی اجازت کے بغیر آپ کو نہیں بتا سکتی۔"

"ٹھیک!"انہوں نے سر ہلایا۔"میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں مجھے تم دونوں کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت تو نہیں ہے؟"

"نہیں!خیام کی پریشانی کا تعلق مجھ سے بالکل نہیں تھا۔"سر نفی میں ہلایا تو ان کے چہرے پر اطمینان پھیلا۔

"خدا حافظ پاپا!"وہ مسکرا کر کہتی چلی گئی۔

"خداحافظ میری کائنات!"اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ان کو بے ساختہ زرتاشہ یاد آئی۔اگر آج وہ ہوتی تو کائنات کو کام کے ساتھ ساتھ اپنا شوہر سنبھالتے دیکھ کر خوشی سے پھولی نہ سماتی۔وہ رشتوں کی قدر کرنے والی عورت تھی!

▪▪▪▪▪▪

خیام گاڑی سے نکلا اور دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا۔وہ ارسلہ کے گھر کے پورچ میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔خود اندر جا کر منصور کے منہ نہیں لگنا چاہتا تھا،اس لیے اسے فون کر کے باہر آنے کا کہا۔وہ صبح کائنات کو گھر چھوڑنے کے بعد فیکٹری چلا گیا تھا،جس کے مسئلوں میں الجھ کر سارا دن گزار دیا۔ہاتھ کی پٹی بھی بدل چکا تھا،عائشہ ابراہیم کی تفتیش پر سہولت سے جھوٹ بھی بول چکا تھا۔دن بھر کی مصروفیت کے باوجود بھی اس کا دھیان پلٹ پلٹ کر ارسلہ کی طرف جاتا رہا تھا اور وہ کتنی ہی مرتبہ فون کر کے اسے 'تم ٹھیک ہو؟'پوچھ چکا تھا۔یاد تو اسے کائنات کی بھی آ رہی تھی لیکن خیر!کل صبح اس سے مل لے گا۔دوبارہ بے وجہ اس کے گھر

جانے کی غلطی وہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"خیام!" ارسلہ کیپ شال درست کرتی مسکراتی، ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" خیام نے اسے بازو سے پکڑ کر اوپر سے نیچے تک دیکھا، اس کو صحیح سلامت پا کر سکون بھری سانس لیتے اپنے سینے سے لگا یا۔

"تھینک گاڈ! دکھاؤ تو۔۔۔؟" الگ ہو کر اس کا چہرہ غور سے دیکھا، منصور کی انگلیوں کے نشان تقریباً غائب ہو چکے تھے۔

"نشان تو ختم ہو گیا ہے! درد تو نہیں ہوتی؟"

www.novelsclubb.com

"خیام، میرے بھائی! میں ٹھیک ہوں۔" ارسلہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر یقین دلانا چاہا۔

"اور تمہارا ہاتھ ٹھیک ہے اب؟" پٹی بندھے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ اہم نہیں ہے! تم مجھے بتاؤ اور سچ بتانا۔۔۔ منصور نے میرے جانے کے بعد کچھ

کیا تو نہیں؟"

"نہیں! لگتا ہے میرے بھائی سے ڈر گیا ہے۔" ارسلہ نے ہنستے ہوئے اس کا رخسار کھینچا۔

"میں سیریئس ہوں ارسلہ!" اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے کیا۔

"کل مجھے شہر سے باہر جانا ہے لیکن اگر وہ گھٹیا آدمی تمہیں مزید ٹارچر کر رہا ہے یا کرنا چاہتا ہے تو مجھ پر اور میرے کہیں بھی جانے پر سو دفعہ لعنت!"

"ارے نہیں! تم جاؤ۔۔۔وہ کچھ بھی نہیں کرے گا!" سر نفی میں ہلایا۔

"پکی بات ہے نا؟ کیونکہ اگر تم اس ڈر سے مجھے کچھ نہیں بتا رہی کہ میں منصور سے لڑ پڑوں گا اور وہ مجھے کوئی نقصان پہنچا دے گا تو مت کرو ارسلہ! پلیز مت کرو۔۔۔ وہ اس سے زیادہ نقصان مجھے نہیں پہنچا سکتا اور ویسے بھی بھائی بہنوں کی حفاظت کرتے ہیں نہ کہ اس کا الٹ!" وہ اپنی بہن کو جانتا تھا، اس کی دوسرے لڑکوں کے ساتھ ٹین ایجر لڑائیوں میں صارم سے زیادہ وہ اس کے لیے جذباتی ہو جایا کرتی

www.novelsclubb.com

تھی۔

"سب ٹھیک ہے یہاں پر۔۔۔ٹرسٹ می!"کل کے بعد سے کچھ بھی نیا وقوع پذیر نہیں ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے کچھ کرنا چاہا تو تم اسی وقت مجھے فون کرو گی بلکہ میں نے عمر کی ڈیوٹی لگادی ہے۔۔۔میرے بعد دوسرا نمبر تم اس کا ملاؤ گی۔"اس کے گھر آتے ہوئے راستے میں وہ عمر سے بات کر چکا تھا۔

"عمر کو بتادیا تم نے؟"ارسلہ نے بے یقینی سے پوچھا۔عمر اس کے لیے خیام کی طرح ہی تھا لیکن وہ تو اپنے حالات سے خیام کو بھی آگاہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"نہیں!اسے صرف اتنا پتا ہے کہ تمہاری کال ملتے ہی اس نے جلد سے جلد تم تک پہنچنا ہے۔"وہ اپنی غیر موجودگی میں ارسلہ کی سلامتی پر کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"اوہ۔۔۔اوکے!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اپنا بہت سا خیال رکھنا! اب اندر جاؤ کافی ٹھنڈ ہو گئی ہے۔میں واپس آتے ہی تم سے ملنے آؤں گا اور جیسی تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم مجھے ویسی نہ ملی تو منصور پناہ ڈھونڈتا رہ جائے گا لیکن اسے کہیں ملے گی نہیں!"بہن کا ماتھا چومتے اس کی نظر اوپر کو اٹھی جہاں وہ کپ ہاتھ میں پکڑے کھڑا، شیشے کے پیچھے سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔خیام کے ہونٹ نفرت سے سکڑے اور منصور نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کپ ہوا میں اس کی طرف بلند کر کے ٹوسٹ کیا پھر منہ سے لگا یا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔خدا حافظ!"ارسلہ نے اس کی ساری ہدایات ذہن نشین کر لیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"خدا حافظ!"آہستگی سے کہہ کر اسے پلٹ کر گھر میں جاتا دیکھتا رہا پھر غصے سے منصور کو دیکھا اور بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی ہوا میں بلند کر کے اسے دکھاتا ہوا گاڑی میں بیٹھا۔

منصور جبڑے بھینچے گیٹ سے نکلتی گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔خیام شاہ اپنی قسمت اور

منصور کے ضبط کو ضرورت سے زیادہ آزما رہا تھا۔۔۔بلکہ یوں کہنا چاہیے اپنی بہن کی قسمت کو!

.....

"ہیلو!"اس نے فون بے دھیانی سے کان سے لگایا اور اپنی قمیص تہہ کر کے بیگ میں رکھی۔

"میڈم! آپ کی فلائٹ کینسل ہو چکی ہے۔"ارشد نے بتایا تو کائنات کے پیکنگ کرتے ہاتھ رکے۔

"وجہ؟"اس نے شرٹ یوں ہی بیگ کے اندر پھینکی۔

"موسم کی خرابی!"

کائنات نے کھڑکی کے باہر پھیلی دھند کو گھورا لیکن بھلا دھند کو اس کی گھوری سے کیا فرق پڑنا تھا؟

"خیام کو بتایا آپ نے؟"

www.novelsclubb.com

"سر نے بائی روڈ جانے کا مشورہ دیا ہے۔"

"کتنے گھنٹوں کا سفر ہے؟"

"تقریباً پانچ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔"

"اف۔۔۔ٹھیک ہے!" اس نے فون بند کیا اور خیام کو پیغام بھیجا، جس کا جواب فوراً آیا تھا۔

"آدھے گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں!" جواب پڑھ کر فون بستر پر پھینکا اور باقی کی پیکنگ مکمل کی۔ کپڑے بدلے بغیر انہی کے اوپر عبایا پہنا، وہ سفر آرام دہ کپڑوں میں کرنا چاہتی تھی اور اپنی چیزیں لے کر کمرے سے باہر نکلی۔ سامان باہر رکھ کر دروازہ بند کیا۔ ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا، ربیعہ کمال اس پر ایک بے تاثر نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی۔

"رابی؟!" کائنات نے پکارا۔

"کیا؟" ربیعہ اس کی طرف پلٹی۔

"تم ناراض ہو مجھ سے؟" جانتی تھی پھر بھی پوچھ لیا۔

"مجھے کیا حق پہنچتا ہے تم سے ناراض ہونے کا؟ میں کون ہوں تمہارے لیے؟ بلقیس بانو کی بیٹی! اور تو کوئی رشتہ ہمارے درمیان ہے ہی نہیں۔" لاتعلقی ظاہر کرتے کندھے اچکا دیے، حالاں کہ کائنات کی بات پر اس کا دل دکھا تھا۔ اپنے جذبات اپنے اندر چھپانے میں اسے کمال حاصل تھا۔

"آئی ایم سوری رابی! میں اس وقت غصے میں تھی۔۔۔ جو منہ میں آیا بول دیا۔ تم پلیز دل پر نا لو میری بکواس کو؟!"

"تمہیں پتا ہے غصے میں جو ہمارے دل میں ہوتا ہے ہم وہ کہتے ہیں۔۔۔ اور مجھے تمہاری نظروں میں اپنی اوقات پتا چل گئی ہے۔ کسی معافی تلافی کی ضرورت نہیں ہے!" پرسکون سی کہہ کر چلی گئی۔

"اللہ پوچھے آپ کو چچی!" کائنات نے سر نفی میں ہلاتے کہا۔ بلقیس بانو کی وجہ سے گھر میں اس کی اکلوتی دوست اس سے ناراض ہو چکی تھی۔ وہ پھولے ہوئے چہرے

کے ساتھ سامان گھسیٹتی نیچے آئی اور باورچی خانے میں گئی، جہاں ابھی ناشتے کی تیاری چل رہی تھی۔

"بٹیا! کچھ چاہیے تھا آپ کو؟"شفیق بابا نے فرائنگ پین کے نیچے آنچ کم کی اور اس کی سمت دیکھا۔

"کچھ بھی ہلکا پھلکا دے دیں بابا!"اس نے کافی مشین چلاتے کہا۔ شفیق بابا سر ہلاتے اپنے کام میں لگ گئے۔ کچھ ہی دیر میں باورچی خانے میں انڈے کے ساتھ ساتھ کافی کی مہک بھی رقص کرنے لگی۔ اس نے سادہ کافی اپنے لیے نکالی بغیر چینی اور دودھ کی ملاوٹ کے اور وہیں شیلف سے ٹیک لگائے کھڑی پینے لگی۔ شفیق بابا کے بوڑھے ہاتھ اب بھی حیرت انگیز تیزی سے چلتے تھے۔

"بابا! آپ کو نہیں لگتا آپ کو اب یہ کام چھوڑ دینے چاہئیں؟ ریٹائرمنٹ لے لیں یا اپنی نگرانی میں دوسروں سے کھانا بنوالیا کریں؟!"

"نہ بٹیا! جو اطمینان اپنے ہاتھ سے کام کر کے ملتا ہے اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے!

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حق حلال کی کمائی بندے کا دل اور زندگی سکون سے بھر دیتی ہے۔"

"آپ نگرانی کر کے بھی اپنی کمائی کو حلال کر سکتے ہیں!"

"اچھا چلو۔۔۔ یہ بتاؤ، جو کام عالم میاں تمہارے ذمے لگاتے ہیں وہ تم نے کبھی کسی دوسرے کے حوالے کیا ہے؟"

" کبھی نہیں!" کائنات مسکرائی، جان گئی تھی یہ بحث وہ ہار چکی ہے۔

"تو بس۔۔۔ میرا بھی یہی جواب ہے!" انہوں نے پلیٹ اس کی طرف بڑھائی جس پر دو سینڈوچ رکھے تھے اور کندھے پر رکھے رومال سے ہاتھ صاف کیے۔

"میں سمجھ گئی۔۔۔ شکریہ بابا!" وہ پلیٹ اور کپ پکڑے باہر آئی۔ فون بجا تو پلیٹ کو کپ کے اوپر رکھ کر جیب سے نکالا۔ خیام کا پیغام تھا کہ وہ باہر پہنچ چکا ہے۔ اس نے فون واپس رکھا اور سامان گھسیٹتی دروازے کی طرف بڑھی۔

خیام گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دروازہ کھول کر بمشکل سامان گھسیٹتے، کپ اور پلیٹ پکڑے اپنی طرف آتا دیکھ کر تیزی سے

آگے بڑھا اور سامان اس سے لیا۔

"آرام سے ناشتہ کرلیتیں۔۔۔میں انتظار کرلیتا!" وہ کہتا ہوا سامان لے کر ڈکے تک گیا اور کھول کر اندر رکھا۔کائنات نے پلیٹ گاڑی کے چھت پر رکھی اور ایک سینڈوچ اٹھا کر کھانا شروع کیا۔

"تم نے ناشتہ کیا؟"

"نہیں۔۔۔موڈ نہیں تھا!" خیام اس کے پاس آیا،کائنات نے پلیٹ اس کی طرف کھسکائی۔کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔۔اس نے بھی سینڈوچ اٹھا کر نوالہ لیا۔

"اممم۔۔۔اچھا ہے!" تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔

"شفیق بابا نے بنایا ہے۔" اس نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے کافی کا گھونٹ بھرا۔

"واہ! بزرگوار دوسروں کی ٹوہ میں رہنے کے علاوہ بھی کوئی کام اچھا کرلیتے ہیں۔"

اپنی ہار اتنی آسانی سے تسلیم کرلینا،خیام شاہ کے خمیر میں ہی نہیں تھا۔

"بکواس نہیں کرو! اور یہ سینڈوچ واپس رکھو۔" اس نے آنکھیں نکالتے بلند آواز میں کہا۔ خیام نے جلدی سے باقی کا آدھا سینڈوچ منہ میں رکھا، کائنات اسے گھورتی رہ گئی۔

"تم نے کھانا ہے یا یہ والا بھی میں لے لوں اس؟" کے ہاتھ میں بچے ٹکڑے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم چھٹی کرونا!" تیزی سے کہہ کر نوالے لینے لگی، خیام ہنسا۔ کائنات نے خالی کپ اور پلیٹ پورچ سے دروازے تک لے جاتی سیڑھیوں میں سے اوپر والی سیڑھی پر رکھی اور گاڑی میں آکر بیٹھی۔ اس نے ہاتھ گرم ہوا پھینکتے گرل کے سامنے کیے اور گرم کر کے اپنے ٹھنڈے رُخساروں پر رکھے۔ سردی اور دھند نے دماغ خراب کیا ہوا تھا۔ خیام نے وقت ضائع کیے بغیر گاڑی آگے بڑھائی۔ انہیں مسلسل سفر کرتے ہوئے تقریباً چار گھنٹے ہو چکے تھے، ایک دفعہ پٹرول ڈلوانے کے لیے رکے تھے۔ اس نے گاڑی چلاتے ہوئے ایک نظر کائنات پر ڈالی جو سیٹ کی

پشت سے سر ٹکائے اونگھ رہی تھی اور پھر کچھ فاصلے پر نظر آتے ریزورٹ کی بڑی سی عمارت کو دیکھا۔کچھ سوچ کر مسکرایا اور سیٹی بجاتے گاڑی جی ٹی روڈ سے اتار کر ریزورٹ میں داخل کی۔اچانک رکنے پر کائنات کی آنکھ کھلی۔

"پہنچ گئے کیا؟"اس نے آنکھیں مسلتے کسلمندی سے پوچھا۔

"نہیں!"اسٹیئرنگ بجاتے سکون سے بولا۔

"پھر کیوں رکے ہو؟"تھوڑا حیران ہو کر اطراف میں دیکھا،بالکل سامنے شاندار سی عمارت تھی۔

"بوٹنگ کے لیے۔"

"بوٹنگ کے لیے؟کہاں؟ہوا میں؟"اس کی بیوقوفی کا یقین کرتے پوچھا کیوں کہ پانی تو کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔

"ابوئیسلی!پانی میں۔"خیام نے آنکھیں گھمائیں اور انجن بند کرتا سیٹ بیلٹ اتارنے لگا۔

"چلو! دکھاتا ہوں تمہیں۔" اپنا موبائل اور گلاسسز لے کر دروازہ کھولتا باہر نکل گیا۔ وہ نیند سے اٹھائے جانے پر خراب موڈ کے ساتھ بڑبڑاتی ہوئی اس کے پیچھے ہولی۔ خیام بے فکری سے ٹہلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا لیکن عمارت کے اندر جانے کی بجائے باہر ہی ایک طرف لگی سیڑھیوں کو طے کرتا نیچے غائب ہو گیا۔ کائنات تیزی سے اس کے پیچھے آئی۔

"اوہ!" اترائی میں چمکتا پانی دیکھ کر اس کے ہونٹ سکڑے۔ وہ ارد گرد کا جائزہ لیتی نیچے اتری۔ ہری بھری گھاس پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کرسیاں اور میزیں لگی تھیں اور میزوں کے اوپر چھتریاں بھی۔ دریا کے کنارے تین چار چھوٹی کشتیاں کھڑی تھیں۔ خیام انہی میں سے ایک کے پاس کھڑا ان کشتیوں کے مالک سے بات کر رہا تھا۔ اس کے پہنچنے تک خیام نے اس آدمی سے چابی لے کر مصافحہ کیا اور کائنات کی طرف پلٹ کر چابی اس کے سامنے لہرائی۔

"خیام؟!" وہ اسے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر کشتی کی طرف بڑھا تھا

جب کائنات نے اچانک پکارا۔

"کیا ہوا؟" وہ رکا، کائنات اس کے پاس پہنچی۔

"پانی زیادہ گہرا تو نہیں ہے؟ کشتی زیادہ پرانی تو نہیں ہے؟ کوئی خطرے والی بات تو نہیں ہے؟" اس نے دور دور تک پھیلے سرمئی سیاہ پانی کو دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔

"ریلیکس! کوئی خطرے والی بات نہیں ہے اور پھر میں ہوں نا تمہارے ساتھ؟" اس کا ہاتھ پکڑ کر محظوظ سا مسکرایا، کائنات کو اس کی تمسخرانہ مسکراہٹ دیکھ کر آگ لگی۔

"ہاں۔۔۔ تمہارے ساتھ کی تسلی ہی تو چاہیے تھی!" اپنا ہاتھ چھڑاتی طنزیہ بولی اور اس سے پہلے کشتی پر سوار ہونے کے لیے آگے بڑھی۔ وہ کیا پانی سے ڈرتی تھی؟

ہونہہ! اس نے سوچ کر ہنکارا بھرا۔

بے شک ڈرتی تھی! لیکن خیام کے سامنے اعتراف کر کے مذاق نہیں بننا چاہتی تھی اس لیے جی کڑا کر کے ڈولتی کشتی میں پیر رکھا۔ دونوں ہاتھوں سے کنارہ مضبوطی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے تھام رکھا تھا۔ خیام مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا اور اسے سہارا دے کر اندر اتارا۔ لنگر اٹھا کر کشتی میں پھینکا اور اسے پانی میں دھکا دے کر خود بھی اوپر چڑھا۔ کائنات کو لائف جیکٹ پہنا کر آگے پیچھے بنی نشستوں میں سے ایک پر بٹھایا اور انجن کی طرف بڑھا۔ چابی لگا کر گھمائی، آواز کے ساتھ جھٹکا بھی لگا۔ پہیہ گھما کر کشتی کا رخ موڑا۔

"دھیان سے بیٹھنا!" چلا کر کائنات سے کہا کیوں کہ کشتی تیز رفتاری سے چلنے لگی تھی۔ وہ زور زور سے دھڑکتے دل کے ساتھ اسے اور پھر تیزی سے دور ہوتے کنارے کو دیکھ رہی تھی۔ یہ اس کا کشتی پر بیٹھنے کا پہلا تجربہ تھا۔ کشتی پانی کو چیرتی، اپنے پیچھے سفید جھاگ چھوڑتی آگے بڑھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑے اس کے ہاتھوں کو سن اور ناک سمیت رخساروں کو لال کر رہے تھے۔ خیام وہیل پکڑے سامنے دیکھ رہا تھا اور کائنات اس کے ہوا کی وجہ سے بے ترتیب ہوتے بالوں کو گھورتی، سوچ رہی تھی کہ اس انسان کو کوئی سیدھا کام کیوں نہیں سوجھتا؟ پرسوں

رات کے اندھیرے میں اسے اس خوفناک پہاڑی پر لے گیا تھا اور آج اتنی سردی میں ٹھنڈے پانی میں ٹھنڈی ہوا کھلا رہا تھا۔ خیام نے چار پانچ منٹ کے بعد رفتار کم کرتے ہوئے کشتی بالکل روک دی۔ وہ لہروں کے ساتھ آگے پیچھے ہچکولے کھانے لگی۔

"Water water everywhere!"

ہوڈی کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کہتا ہوا اس کے پاس آیا اور دھپ سے اس کے سامنے خالی جگہ پر بیٹھا۔

"بڑے فضول انسان ہو تم!" کائنات نے بجتے دانتوں سے کہا، ٹھنڈے ہاتھوں کو آپس میں رگڑ رہی تھی۔

"وہ کیوں بھلا؟" انجان بنتا بولا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر سیاہ ہوڈ کی جیبوں میں ڈالے۔ سرد ہوا کے باوجود اس کی جیبیں کیسے گرم تھیں۔۔۔ کائنات کی سمجھ سے باہر تھا۔

"اتنی ٹھنڈ میں تمہیں بوٹنگ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں سوجھی؟"

"ارے نہیں! سوجھی تو مجھے سوئمنگ کی بھی تھی لیکن پھر تمہارا خیال کر کے پلان کینسل کر دیا۔" زبان طالو سے لگا کر "تچ" کیا۔ کائنات آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہی تھی۔

"کیا ہے یار؟" اس کی خطرناک گھوری پر بولا۔

"اپنے ارد گرد دیکھو کتنی خوبصورتی ہے۔۔۔ تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے!" آخر میں کندھے اچکائے۔

"اس ٹھنڈ میں میری کلفی جمانے پر میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں خیام!"

"کوئی بات نہیں بیوی! اس طرح کے اور بھی ایڈوینچرز چلتے رہیں گے۔۔۔

"!Cause you know you only live once

اپنے ہاتھ جیبوں سے نکالتا ٹیک لگا کر بیٹھا، کائنات نے بھی کافی حد تک گرم ہو چکے ہاتھ رخساروں پر لگائے۔

"یہ ایک تصویر تو لو میری؟" خیام نے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا، وہ گلاسسز آنکھوں پر چڑھائے تیار بیٹھا تھا۔ اس نے زچ ہوتے فون جھپٹا اور جلدی سے دو تین تصویریں لے کر اس کے ہاتھ پر پٹخا۔

"نائس!" وہ تصویریں دیکھتا بولا، کائنات کی جھلاہٹ سے بھی محظوظ ہو رہا تھا۔

"اتنی مکمل فوٹو گراف انسا گرام پر پوسٹ کرنی تو بنتی ہے!" خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے تصویر اپلوڈ کی۔ وہ اس کی حرکتوں کو نظرانداز کرتی، سرمئی پانی میں بادلوں کے نظر آتے عکس کو نہایت دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"cool243... 18 comments, likes!"

کائنات کی آنکھیں پھیلیں، اسے تصویر ڈالے مشکل سے ایک منٹ ہوا تھا۔

"پہلا کمنٹ عائشے_کوئین کا: 'You're hot!'

"Of course I know darling!"

خیام نے پڑھ کر آنکھیں گھمائیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟" وہ چلاتی ہوئی اس کی طرف پلٹی۔

"کیا؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"فون ادھر دو۔۔۔" اس نے ہتھیلی پھیلائی۔

"کیوں؟" خیام نے مسکراہٹ چھپاتے فون اس کی ہتھیلی پر رکھا۔

"بتاتی ہوں ابھی!" لفظوں کو چباتے ہوئے ادا کیا اور فون لے کر تیزی سے ٹائپ کرنے لگی۔

"یہ لو۔" فون اسے واپس دیتے وقت وہ مسکرا رہی تھی۔ خیام کو اس کی مسکراہٹ پر حیرت ہوئی لیکن جب سکرین دیکھی تو اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ کائنات نے عائشے_کوئین کو جواب دیا تھا۔

"!Hell is even hotter"

اس نے اونچی آواز میں پڑھ کر ایک اور قہقہہ لگایا۔

"!My goodness... this is hilarious"

آنکھوں کے گیلے کنارے رگڑتا بولا۔

"نو دس از ناٹ! تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ ابھی اسی وقت اپنا اکاؤنٹ پرائیویٹ کرو اور ساری فیمیل پاپولیشن کو بلاک کرو۔" وہ سنجیدہ تھی۔

"تچ! سچ کہتے ہیں عورت ہی عورت کی دشمن ہے۔۔۔مانا کہ تمہارا شوہر ہوں لیکن دوسری بیچاریوں کو کم از کم یہ خوبصورت چہرہ دیکھنے کی اجازت ہی دے دو؟!" افسوس کرتے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"اگر نہیں چاہتے کہ اس خوبصورت چہرے کو ٹھٹھرتے پانی میں غوطے دلواؤں تو بکواس بند کرلو!" انگلی اٹھا کر دھمکایا، خیام ہنسا۔

"I should make you jealous more often...

کیونکہ جیلس ہوتی اتنی زیادہ پیاری لگتی ہو!" اس کی ناک کھینچتا بولا، کائنات نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"تمہارا ہو گیا ہو تو واپس چلیں؟ ٹھنڈ لگ رہی ہے مجھے!" چہرہ موڑتے تھوڑا غصے

سے کہا۔

"ہوں۔۔۔چلتے ہیں میری جیلس بیوی!" وہ اٹھتا ہوا ابھی تنگ کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔کائنات نے بغیر سوچ سمجھے اسے دھکا دے دیا اور اب وہ منہ پر ہاتھ رکھے اسے پانی میں گرتا دیکھ رہی تھی۔پانی کے اتنے کم درجہ حرارت پر خیام کی سانس رکی،وہ سطح پر ابھرتا منہ کھولے گہرے سانس لے رہا تھا۔گیلے بال ماتھے سے ہٹائے اور چہرہ صاف کر کے کشتی پر بے یقین کھڑی کائنات کو دیکھا۔

"بیوی! یہ بہت غلط کیا تم نے۔۔۔" سر نفی میں ہلاتا کشتی کی طرف تیرنے لگا۔

"آئی ایم سوری خیام! قسم سے تمہیں پانی میں پھینکنے کی نیت نہیں تھی میری۔۔۔ غلطی سے ہاتھ لگ گیا۔" وہ جلدی جلدی صفائی دیتی کشتی کے دوسرے کونے کی طرف بڑھی۔

"غلطی سے؟" اوپر چڑھتے خیام نے اسے دیکھ کر بھنویں اٹھائیں،اس کے ارد گرد پانی کا ایک چھوٹا سا تالاب بن چکا تھا۔

"پکا غلطی سے!" کائنات اسے خوف سے پھیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں تمہاری غلطی معاف کر دیتا ہوں! تمہیں پتا تو ہے میرا دل کتنا بڑا ہے۔۔۔ پر اس کے لیے تمہیں یہاں آنا پڑے گا؟" اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

اگر اس وقت خیام چاند کو سورج اور سورج کو چاند بھی کہتا تو وہ مان لیتی۔ اسے ٹھنڈے پانی میں نہیں جانا تھا اس لئے تیزی سے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور خیّام نے اس سے زیادہ تیزی سے اسے اٹھا لیا۔

"خیام نہیں! نہیں!" وہ اس کی ہوڈی زور سے دبوچے چیخی۔

"کیا نہیں؟" اس نے مسکراہٹ چھپاتے پوچھا۔

"پانی میں نہیں گراؤ پلیز؟ میں کچھ بھی کروں گی۔۔۔" اسے اندازہ نہیں تھا پانی سے بچنے کے چکر میں وہ کس چیز کا وعدہ کر رہی ہے۔

"کچھ بھی؟"

"ہاں! کچھ بھی۔۔۔" مری مری آواز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے سوچنے دو۔۔۔ابھی ہم ریزورٹ واپس جائیں گے اور تم وہاں سب کے سامنے ایک اعتراف کرو گی۔۔۔"

"کیا؟" تھوک نگلتے پوچھا۔

"یہی کہ تم خیام شاہ یعنی مجھ سے پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہو!"

"میں نہیں کرتی!" جھٹ سے انکار کیا۔

"سوچ لو۔۔۔نہیں کرتی؟" دھمکاتے ہوئے اسے مزید بلند کیا، وہ اسے پانی میں پھینکنے کے لیے تیار تھا۔

"کرتی ہوں! کرتی ہوں! کرتی ہوں!" جلدی سے بولی تو خیام نے ہنستے ہوئے اسے نیچے اتارا اور اسٹیئرنگ کی طرف بڑھا۔ وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اگلی سیٹ کی پشت پکڑ کر بیٹھی۔ وہ گنگناتا ہوا کشتی کو واپسی کے لئے موڑ چکا تھا۔

کائنات خاموشی سے دماغ کے گھوڑے دوڑا رہی تھی کہ اس صورتحال سے کیسے نکلے لیکن کوئی طریقہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"You ready to confess your endless love for
"?me baby

خیام نے انجن کی گڑگڑاتی آواز کے اوپر چلا کر پوچھا۔کائنات نے اسے گھوری سے نواز کر قریب آتے کنارے کو بے بسی سے دیکھا۔وہ دعا کر رہی تھی زیادہ لوگ نہ ہوں۔۔۔دو چار لوگوں کے سامنے شرمندگی کم محسوس ہوگی۔لیکن اس کی قسمت اتنی اچھی نہیں تھی،اس وقت لوگوں کا ایک ہجوم موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیے کھلے آسمان تلے دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا۔ایک طرف ہوٹل کا سٹاف باربی۔کیو کر رہا تھا۔اس کا جی چاہا بعد کی خجالت سے بچنے کے لیے ٹھنڈے پانی میں ہی کود جائے۔

"آجاؤ شاباش!"خیام نے انجن بند کر کے رسا نیچے پھینکا،جسے کشتی کے مالک نے پکڑ کر کنڈے میں لگایا۔

"کائنات؟!"اسے پکارتے ہوئے اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلایا تو وہ چونکی۔

"جب تم خوابوں کی دنیا سے واپس آجاؤ گی تو نیچے اتر کر جو میں نے کہا ہے وہ کر دینا۔۔۔ تمہیں یاد ہے نا کیا کرنا ہے؟"معصومیت سے پوچھا اور اسے دانت پیستا چھوڑ کر کشتی سے اترا۔اس کے مالک کی طرف بڑھا اور اس سے مصافحہ کر کے کچھ زائد رقم اس کے ہاتھ پر رکھی۔وہ شکریہ ادا کرتا چلا گیا۔

"پھر یہ بندہ کہتا ہے یہ مجھ سے پیار کرتا ہے!"کائنات جھنجھلاہٹ میں اونچا اونچا بولتی کشتی سے اتری،خیّام نے قہقہہ لگایا۔لائف جیکٹ اتار کر وہیں پر پھینک آئی تھی۔

"پیارا گر تم سے کرتے ہیں تو لڑائی کرنے کہیں اور تھوڑی نہ جائیں گے!؟"اس نے کائنات کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"پلیز؟!"وہ پلٹ کر آنکھیں بڑی کیے،نچلا ہونٹ تھوڑا سا باہر کو موڑے اسے بھرپور منت سے دیکھ رہی تھی۔

"ہمت کرو بیوی۔۔۔!"خیام نے ایک نظر اپنے آس پاس پھیلے لوگوں پر ڈالی،جن

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں سے اکثریت اس کو اس سردی میں گیلا دیکھ کر حیران تھی۔

"تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔کپڑے بدل لو پہلے؟!"جب ان تاثرات پر بھی وہ نہ پگھلا تو جلدی سے کہا۔

"مجھے پانی میں پھینکتے وقت تمہیں یہ نیک خیال کیوں نہیں آیا تھا؟"تعجب کرتے پوچھا۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے!"تنگ آکر چلائی۔

"کیا تھوڑی دیر کے لیے آپ لوگ میری بات سن سکتے ہیں؟"اس نے اونچی آواز میں کہا،کافی لوگ متوجہ ہوئے۔خیام سینے پر ہاتھ باندھے منتظر تھا۔

"یہ میرا شوہر ہے!جسے میں نے غصے میں پانی میں پھینک دیا تھا اور بدلے میں یہ چاہتا ہے میں آپ سب کے سامنے کہوں کہ میں اس سے پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہوں۔۔۔حالاں کہ میں نہیں کرتی!"اس نے ایک ہی سانس میں کہا اور لوگوں کا ردعمل دیکھنے لگی۔کچھ حیرت سے ان کو دیکھ رہے تھے اور کچھ خیام کی طرح قہقہے

لگا رہے تھے۔ خیر! خیام تو پیٹ پکڑے پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

"I love you too baby!"

"آخ۔۔۔ مر جاؤ تم!" وہ غصے سے کہہ کر سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی گاڑی تک پہنچی۔ اس نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ لاک تھا۔ خیام نے اس کے پیچھے سے دروازے پر ہاتھ رکھا۔

"ناراض ہو گئی ہو؟" مسکراتا ہوا لہجہ تھا۔

"بات نہیں کرو مجھ سے! ہاں۔۔۔ گاڑی کی چابی دے دو؟" ناک چڑھاتے کہا، خیّام نے ہنسی روکتے چابی نکال کر گاڑی انلاک کی۔

"گڈ آئیڈیا! ابھی مجھے واقعی تم سے بات کرنے کی بجائے کپڑے بدل لینے چاہیں۔۔۔ تمہاری بددعا لگ گئی تو کہیں ٹھنڈ سے مر ہی نہ جاؤں؟!" وہ گاڑی کی پشت پر آیا اور ڈکے کھول کر اپنا بیگ نکالا۔

"اللہ نہ کرے!" کائنات بولی اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔ خیام اس کی بات سنے

بغیر اپنا بیگ لے کر عمارت کے اندر چلا گیا۔

اس نے سر جھٹک کر پچھلی سیٹ سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور ٹیبلٹ نکالا۔ارشد کے دو چار پیغامات تھے،وہ زیادہ اہم کاموں کی تفصیل اسے ای میل کرنے لگی۔

خیام کپڑے بدل کر آیا، سفید ٹی شرٹ، نیلی ڈریس پینٹ، نیلا کوٹ پہن رکھا تھا۔

اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیگ اندر پھینکا اور فرنٹ سیٹ کا شیشہ بجایا۔

کائنات نے ٹیبلٹ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور اس کے اشارے پر تیوری چڑھاتے شیشہ نیچے کیا۔

"کیا ہے؟"کاٹ کھانے والا لہجہ تھا۔

"تمہیں بھی بھوک لگی ہے نا؟ چلو آؤ لنچ کرتے ہیں!"سوال پوچھ کر جواب کا انتظار کیے بغیر اس کا دروازہ کھولا۔

"خیام! کیوں تنگ کر رہے ہو؟"اس نے عاجز آتے پوچھا۔

"تنگ کہاں کر رہا ہوں؟ کھانا کھانے کا کہا ہے۔۔۔کوئی جرم ہے کیا؟"معصومیت

تو خیام شاہ پر ختم تھی!

"میں بتا رہی ہوں اگر تم نے اب کوئی ڈرامہ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا!" انگلی اٹھا کر تنبیہ کی اور ٹیبلٹ بیگ میں رکھ کر کھلے دروازے سے باہر آئی۔

"قسم لے لو کچھ نہیں کروں گا!" گردن کا ماس انگلی اور انگوٹھے کے درمیان لے کر کہا۔ وہ کچھ نہیں بولی، اسے گھور کر آگے بڑھ گئی۔

خیام نے اپنی قسم کی لاج رکھتے ہوئے کھانے کے دوران واقعی کوئی حرکت نہیں کی تھی۔ ہاں! کھانے کے بعد وہ کچھ دیر مزید وہیں رکنے پر بضد اور طرح طرح کے بہانے کر تا دکھائی دیا تھا۔ کائنات کی برداشت جواب دے چکی تھی، اسے اس کے حال پر چھوڑ کر خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئی۔ خیام کی 'کچھ دیر' چند گھنٹوں سے کم پر مشتمل ہر گز نہیں تھی!

وہ مسلسل کیا کہہ رہا تھا کائنات نے سننا اور غور کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس کے لیے اس وقت خیام کے علاوہ ہر چیز بہت دلچسپ تھی۔ بالآخر خیام نے اس پر ترس کھاتے

ہوئے چلنے کا اعلان کیا۔ وہ فوراً سے پیشتر گاڑی کی اگلی نشست سنبھالتی آنکھیں بند کر چکی تھی۔ خیام نے ہنستے ہوئے اپنا شانہ تھپک کر خود کو شاباشی دی۔ باقی کے راستے کائنات نے اسے بلانا تو دور اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔ تھکا دینے والے سفر کے بعد شام کے وقت وہ اپنی منزل پر پہنچے جو کہ پہلے سے بک شدہ ہوٹل تھا۔ کائنات نے ایک ہاتھ سے دروازہ کھولا، دوسرے سے جمائی روکی اور باہر نکل کر بازو اپنے سامنے پھیلا کر سیدھے کیے۔ پیچھے سے سیٹی کی آواز آئی، اس نے پلٹ کر اس اٹھارہ، انیس سالہ لڑکے کو گھورا۔ کیا ہو گیا ہے آج کل کی عوام کو؟ بندہ ٹھرک جھاڑنے کے علاوہ بھی کوئی کام کر لیتا ہے پر نہیں!

خیام نے پلٹ کر ڈکے کی طرف جاتے اس لڑکے کو غور سے دیکھا جو اپنے نیک عمل پر اپنے جیسے دوستوں سے شاباشی وصول کر رہا تھا۔

"بس؟ صرف گھورو گے اور کچھ نہیں کرو گے؟" کائنات نے اسے سامان کے ساتھ اپنی طرف آتے دیکھ کر غصے سے پوچھا۔

"کیا کروں؟اسے جان سے مار دوں یا پولیس بلا لوں؟ٹو بی اونیسٹ۔۔۔دونوں آپشنز ہی فضول ہیں! یہ والی قسم اماں باوا سے چھتر کھانے کے بعد بھی نہیں سدھرتی۔"کندھے اچکاتے ہوئے گاڑی کی چابی منتظر کھڑے والٹ کو پکڑائی۔

یہ والی قسم جب ان لوگوں سے دھوکہ کھاتی ہے جن کی پیروی کرتے ہوئے وہ اس راستے پر چلتے ہیں۔۔۔ان کو تب ہوش آتی ہے! خیام کا اس جیسے کئیوں سے واسطہ پڑ چکا تھا۔۔۔یہ قسم بڑی ڈھیٹ ہوتی ہے،اس سے بھی زیادہ ڈھیٹ!

"میرے پاس ایک تیسرا بہترین آپشن ہے تمہارے لیے۔۔۔پہلی فرصت میں خود کشی کر لو!"بظاہر تحمل سے کہتی،تیسرا آپشن اس کے منہ پر مارتی،ہوٹل کے داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔خیام مسکرا کر سر نفی میں ہلاتا اس کے پیچھے گیا۔وہ شیشے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔دروازہ سامان پکڑے خیام کے منہ پر بند ہوا۔اس نے کائنات کی دور ہوتی پشت کو گھورا اور دائیں کندھے سے دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔ایک ہاتھ میں اپنا بیگ اور دوسرے ہاتھ سے

کائنات کا سوٹ کیس گھسیٹتے ریسیپشن تک آیا۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ارشد کا فون سن رہی تھی۔ کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکے نے اپنے کمپیوٹر سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"!Good evening Ma'm! Sir"

ہلکا سا جھک کر تسلیمات پیش کیں۔ کائنات نے جواباً سر ہلایا اور دوسری طرف سے آتی آواز سننے لگی۔ پھر جلدی جلدی بات سمیٹ کر فون بند کر دیا۔

Good evening man! A reservation for Mr. "
"!?and Mrs. Khayam Shah

www.novelsclubb.com

خیام نے اپنا شناختی کارڈ اور کریڈٹ کارڈ نکال کر کاؤنٹر ٹاپ پر رکھے۔

"!Ms. Kainat Alam and Mr. Khayam Shah"

کائنات نے بھی تھپ کی آواز کے ساتھ اپنا شناختی کارڈ کاؤنٹر پر رکھا اور اسے گھورا۔

"!And two separate rooms, please"

اسے یقین تھا وہ مزید اس کی صحبت میں رہی تو غصے سے پھٹ جائے گی یا اس کا سر

پھاڑ دے گی۔

"میم! خیام شاہ کے نام سے ایک ہی کمرے کی ریزرویشن کروائی گئی ہے۔" لڑکے

نے ریکارڈ سے دیکھ کر کہا۔ کائنات نے پھر اسے دیکھا جو پر سوچ انداز میں بولا۔

"کوئی مس انڈرسٹینڈنگ ہوئی ہو گی! میں رضا سے پوچھتا ہوں۔" اس نے رضا

حمید، اپنے سیکرٹری کو کال ملائی۔

"السلام علیکم سر!"

"وعلیکم السلام یار! یہ ہوٹل والے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ایک کمرے کی

ریزرویشن کروائی ہے۔۔۔ تم نے دو کا ہی بولا تھا نا؟"

"سر آپ نے ہی تو ایک کمرے کا کہا تھا!" رضا نے اسے یاد کروانا چاہا لیکن یاد تو

بھولنے والے کو کروایا جاتا ہے جو صرف اداکاری کر رہا ہو اسے کیا خاک یاد آنا تھا؟

"اچھا! تم نے علیحدہ علیحدہ ہی کروائی تھی۔۔۔ پھر یہ ہوٹل والوں کو غلطی لگی

ہے۔"اس نے رضا کو الجھن میں مبتلا چھوڑ کر کال کاٹ دی۔

"نہیں سر! میں نے خود کال ریسیو کی تھی۔۔۔ایک ہی کمرے کا کہا گیا تھا۔"وہ لڑکا جس کی وردی کے سینے پر لگے بیج پر اس کا نام وسیم لکھا تھا، پھر سے بولا۔خیام نے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور کوٹ کی اندرونی جیب میں موبائل رکھتے ہزار ہزار کے نوٹوں کی جھلک اسے دکھائی۔پھر آنکھ سے کائنات کی طرف اشارہ کیا۔وسیم نے کچھ دیر شش وپنج میں پڑے رہنے کے بعد سر آہستہ سے ہلایا۔دو ہی باتیں ہو سکتی تھیں۔۔۔اگر تو اس کے سامنے کھڑا آدمی کچھ برا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ہوٹل کی انتظامیہ اسے دھکے دے کر نکالتی یا اس سے بھی برا پولیس کے حوالے کر دیتی۔ دوسرا پہلو یہ تھا کہ اگر یہ آدمی قابل بھروسہ ہے جو کہ وہ لگ رہا تھا تو اس صورت میں اس کا فائدہ ہے۔اس کے اور اس کے خاندان کے لیے ایک ایک پیسہ نہایت قیمتی تھا!

کائنات نے اس کا عجیب رویہ محسوس کیا اور کچھ مشکوک ہو کر خیام کو دیکھا جواب

اپنی ٹھوڑی کھجا رہا تھا۔

"چلیں! جس کی بھی غلطی تھی۔۔۔اب جلدی سے ایک اور کمرہ بک کریں اور مجھے میرے کمرے کی چابی دیں؟!"اس نے اپنا کریڈٹ کارڈ بھی ڈھونڈ کر بیگ سے برآمد کیا۔وسیم نے خیام کو دیکھا، جس نے سر نفی میں ہلایا اور بے آواز ہونٹ ہلائے۔

'!One room available'

"میں چیک کرتا ہوں، میم!"اس نے خوامخواہ دو، تین دفعہ کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں اور سر نفی میں ہلاتا بولا۔

"سوری میم! مگر اس وقت ایک ہی کمرہ اویلیبل ہے۔"

خیام نے تھمبس اپ کیا۔

"فائن! ہم کسی اور ہوٹل میں چلتے ہیں۔"وہ اپنے کارڈز اٹھا کر جانے کے لیے مڑی لیکن خیام نے کلائی سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"سیریئسلی کائنات؟ سارے دن کے سفر کے بعد تمہیں ابھی اور سفر کرنا ہے؟ میں بہت تھک گیا ہوں۔۔۔ کہیں اور نہیں جا سکتا۔ چابی نکالو یار تم!" آخر میں وسیم کو مخاطب کیا۔

"اور گیس کرو اس دن بھر کے سفر کا ذمہ دار کون ہے؟

None other than THE Khayam Shah!"

اس نے اپنی کلائی جھٹکے سے آزاد کروائی۔

"یس سر!" وسیم نے اس کا شناختی کارڈ اٹھایا اور اپنے کام میں لگ گیا۔

"کچھ زیادہ ہی ناراض کر دی ہے یار!" خیام خود سے مخاطب ہوتا بڑبڑایا۔ کائنات نے سن کر بھی نظرانداز کر دیا۔

"یور پاسورڈ سر؟" اس نے کریڈٹ کارڈ کیشئیر سے سوائپ کر کے کیشئیر اس کے سامنے کیا، خیام نے سر ہلاتے ہندسے ملا دیے۔

"آل از ڈن سر!" اس نے دونوں کارڈز کے ساتھ تیسرا کی۔کارڈ بھی ان کی طرف

بڑھایا۔

"تھینکس مین!"خیام نے اپنے کارڈ بٹوے میں رکھے اور کی۔کارڈ کائنات کو

پکڑایا۔

"تم جاؤ۔۔۔میں آرہا ہوں!"

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے۔۔۔بہت تھک گئے ہو؟"تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں!تو آرہا ہوں۔۔۔بس دو منٹ!"

وہ"ہونہہ!"کرتی چلی گئی۔پیچھے خیام نے وسیم کا کندھا تھپکتے اپنے کوٹ سے نوٹ

اس کی جیب میں منتقل کیے۔

"تم مجھے پسند آئے ہو یار!"

"دیکھ لیں سر۔۔۔کوئی گڑبڑ ہوئی تو میری نوکری داؤ پر لگی ہے۔"وہ اب بھی اپنے

فیصلے کے صحیح،غلط نتائج پر غور کر رہا تھا۔اس کی پریشان صورت دیکھ کر خیام نے

قہقہہ لگایا۔

"ابے کیسی گڑ بڑ؟ بیوی ہے وہ میری۔۔۔ابھی تھوڑی ناراض ہے لیکن میں یوں منا لوں گا!" چٹکی بجاتے بولا تو وسیم کے چہرے پر تھوڑا اطمینان آیا۔

"اور فکر مت کر! تیری نوکری کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔۔۔بلکہ اگر کوئی خطرہ ہوا تو یہ میرا نمبر رکھ، فون کر دیئو، باقی میں دیکھ لوں گا۔" اپنا بزنس کارڈ اسے تھما کر جس دروازے سے اندر آیا تھا اسے پار کر کے ہوٹل سے باہر چلا آیا۔ایک سرسری سی نظر اپنے ماحول پر ڈالی۔۔۔کچھ ہی فاصلے پر ہوٹل کی وردی میں ملبوس والَٹ کے ساتھ وہی لڑکا کھڑا ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کے کش لیتا نظر آیا۔اس کے باقی دوست شاید جا چکے تھے۔

"اوئے ہیرو!" خیام نے ایک ستون سے ٹیک لگاتے، ہاتھ جیبوں میں ڈالتے، اسے پکارا۔وہ لڑکا آواز پر اس کی طرف پلٹا اور آگے پیچھے دیکھنے لگا۔

"ہاں تجھے ہی بلایا ہے میں نے۔۔۔ادھر آ؟!" اس کی الجھن سلجھاتے بولا۔

"میں تیرے باپ کا نوکر ہوں کیا؟ تو ادھر آ۔۔۔" وہ سر جھٹک کر نخوت سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"صحیح!" وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور اسے گھورتے ہوئے اس تک پہنچا۔

"میرے باپ کا نوکر اگر میری بیوی کو چھیڑتا تو یقین کر ساری زندگی پچھتاتا!" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا۔

"زندگی کتنی مزاحیہ چیز ہے۔۔۔وہ حور اس لنگور کی بیوی ہے!" لڑکا اپنے دوست سے مخاطب ہو کر ہنسا۔خیام اس کی تضحیک اور مبالغہ آرائی پر بے تاثر کھڑا رہا۔

"اچھا! تیری بیوی کو میں نے چھیڑا ہے۔۔۔اب اگلی بات کر؟" اس نے کہہ کر سگریٹ کا کش لیا اور دھواں خیام کے چہرے پر چھوڑا۔

"میری اگلی بات ذرا حوصلے سے سُنیں۔۔۔؟!" اس نے سگریٹ اس کے ہاتھ سے جھپٹا اور جلتا ہوا کنارہ اس کے سینے سے لگایا، دباؤ کم ہی رکھا تھا۔لڑکا حیرت زدہ آنکھوں سے اپنی شرٹ میں ہوتا سوراخ دیکھ رہا تھا۔

"ابے! تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔" اس نے غصے سے کہنا شروع کیا لیکن خیّام نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے سے ہٹا کر گردن کی پشت پر رکھا۔

"شش! منہ مت کھولیں۔۔۔"اس کی نظریں بھی بجھتے ہوئے سگریٹ پر تھیں، جو اس کی بنیان کو جلا کر ماس پر لگتے ہی بجھ گیا۔ جلن ہوئی تھی، لیکن ایسی کوئی ناقابل برداشت بھی نہیں تھی!

"شاباش! اب ہاتھ کرا پنا؟"اس کے واقعی چپ رہنے پر خیام نے اسے سراہا۔ وہ اس کا مقصد جاننا چاہتا تھا اس لیے اپنا ہاتھ پھیلا یا۔ خیام نے سگریٹ کی نوک اس کی ہتھیلی پر رکھی اور انگلیوں سے اس کے گرد دباؤ ڈالا۔ وہ مزید حیرت سے اپنی ہتھیلی پر سگریٹ سے نکلتے سیاہ، سبز سفوف کو دیکھ رہا تھا۔

"ابھی بھی نہیں سمجھا؟"خیام کی نظریں دوسرے لڑکے پر تھیں جو کہ واضح طور پر گھبرا چکا تھا۔

"کیا نہیں سمجھا؟"

"بڑا ہی گھامڑ ہے یار! گا** یہ چرس ہے اور مجھے یقین ہے یہ سگریٹ تجھے اسی نے دی ہو گی!"اس نے پوچھا نہیں، بتایا تھا۔ اس نے پلٹ کر بے یقینی سے اپنے

دوست کے ہوایاں اڑاتے چہرے کو دیکھا۔

"تجھے کیا پتا؟ فضول بکواس مت کر!" مصنوعی بھرم دکھاتا بولا۔

"بیٹا! جن ہواؤں میں تو اڑ رہا ہے نا وہ چرس زدہ ہیں۔۔۔میری بات مان تو گرنے سے پہلے ہی زمین پر آجا اور یہ میری طرف سے یادگار!" خیام نے اس کے سینے پر واضح نظر آتے نشان کی طرف اشارہ کیا۔

"!I hate it when people forget about me"

بڑبڑاتے ہوئے جانے کے لیے پلٹا مگر پھر فیصلہ بدلتا رکا۔

"تو کس طرح مجھے۔۔۔" لڑکا اپنے دوست سے مخاطب ہوا لیکن خیام نے اسے ایک مرتبہ پھر سے خاموش کرا دیا۔

"تم دونوں کا آپس میں جو بھی ہے وہ میرے بعد حل کرنا لیکن میں تمہیں کہہ رہا ہوں والکٹ بوائے۔۔۔اس سے جو کام لینا ہے وہ لے کر کم از کم بھی سال دو سال کے لیے تو ضرور اندر کروا دینا۔ سلیٹ کی طرح سیدھا ہو کر باہر نکلے گا اور ہاں اگر یہ

www.novelsclubb.com

دوبارہ مجھے یہاں دکھا تو تیری نوکری جانے کا ذمہ دار میں ہرگز نہیں ہوں گا!" خبردار کرتا لہجہ تھا۔اپنی بات مکمل کر کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پلٹ کر ایک نگاہ ان پر ڈالی جو اونچا اونچا بولتے لڑ رہے تھے۔

"ان کو پتا ہی نہیں ہیں۔۔۔میری گڈ بک میں رہنے کے فائدے اور بیڈ بک میں رہنے کے نقصانات۔۔۔خیر!" بڑبڑاتا ہوا اندر آیا۔اسے دیکھ کر ریسپشن پر کھڑے وسیم نے سر ہلایا۔وہ مین لابی پار کر کے لفٹ تک پہنچا۔اپنے فلور کا بٹن دبایا اور لوہے کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا،دروازے کے اوپر لگی چھوٹی سی سکرین پر ہندسوں کو تیزی سے بدلتا دیکھتا رہا۔دماغ دراصل کائنات کو منانے کے طریقے ڈھونڈ رہا تھا۔مطلوبہ منزل پر پہنچ کر لفٹ رکی اور آواز کے ساتھ دروازہ سرکتا ہوا کھلا۔وہ باہر آیا اور بورڈ پر کمروں کی سمت معلوم کر کے اپنے بک کروائے کمرے کی طرف بڑھا۔دروازے پر پہنچ کر اس نے دستک دی۔

"آجاؤ۔۔۔دروازہ کھلا ہے!" کائنات کی ہلکی سی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔وہ

ماتھے پر بل ڈالے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اور اپنے پیچھے اسے بند کیا۔

"اتنی لاپرواہی؟ میری جگہ کوئی اور بھی ہو سکتا تھا کائنات!" اس نے سامان بستر کی اس طرف رکھا جہاں وہ بیٹھی تھی۔

"ہاں! مثال کے طور پر کوئی سیریل کلر۔۔۔ تھوڑے ڈرامے دیکھا کرو!" منہ بناتے کہہ کر اٹھی اور اپنا سوٹ کیس کھولا۔

"یہ پاکستان ہے خیام! یہاں پر ایسی مخلوق کم ہی پائی جاتی ہے۔" رات کے لیے اپنے کپڑے نکالے۔

"نہیں! مثال کے طور پر کوئی ریپسٹ۔۔۔ جو پاکستان میں کثرت سے پائے جاتے ہیں!" وہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔ کلائی سے گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی، بستر پر بیٹھا اور جوتے اتارے۔

"ہاتھ تو لگا کر دیکھے کوئی۔۔۔ وہی ہاتھ توڑ کر دوسرے ہاتھ میں نہ پکڑا دیا تو میرا نام بھی کائنات عالم نہیں!" ڈریسنگ کے سامنے کھڑی حجاب کی پنز اتار رہی تھی۔ عبایا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پہلے ہی اتار چکی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن آئندہ تم احتیاط کرو گی!"

"خیر ہے خیام؟ مجھے تنگ کرتے کرتے تھک گئے ہو کیا جواب فکر کرنا شروع کر دی؟" اس نے اسکارف کی اچھی سی تہہ لگائی اور بالوں کو کیچر کی گرفت سے آزاد کیا۔

"اباؤٹ دیٹ۔۔۔ تمہیں اب تک عادی ہو جانا چاہیے! نہیں؟ اگر بات بات پر ناراض ہو جاؤ گی تو زندگی کیسے گزرے گی؟" اپنی جگہ سے اٹھا اور ننگے پاؤں چلتا اس کے پاس آیا۔

www.novelsclubb.com

"مطلب یہاں بھی مجھے ہی سمجھوتہ کرنا پڑے گا؟" آئینے میں اپنے پیچھے اس کا عکس دیکھ کر کائنات کا بالوں میں چلتا کنگھا رکا۔

"اور کہاں کہاں سمجھوتہ کیا ہے تم نے؟" خیّام نے ہنستے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچا۔ وہ اس کے سینے سے آلگی تو اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائی۔

"چلو! زیادہ پرانے نہیں آج کے دن کے ہی گنوا دیتی ہوں۔۔۔" آنکھیں گھماتے بات شروع کی اور ہاتھ اٹھا کر انگلیوں کی پوروں پر گننے لگی۔

"صبح صبح اپنی نیند پر سمجھوتہ کیا اور اس فضول ٹور کے لیے تیار ہوئی۔ پلین کے دو، اڑھائی گھنٹوں کے سفر کی بجائے تمہارے ساتھ پورے دن کا سفر کیا۔ صرف تمہاری وجہ سے پانی میں گئی۔۔۔"

"کشتی میں! پانی میں، میں گیا تھا!" خیّام نے اس کی بات کاٹ کر تصحیح کی۔

"ایک ہی بات ہے! ابھی اور بھی ہیں۔۔۔ آگے سنو۔ اپنا مرد ساتھ ہونے کے باوجود ٹکے ٹکے کے لونڈوں کی چھیڑ چھاڑ پر سمجھوتہ کیا، ویسے میں تمہیں اتنا بے غیرت نہیں سمجھتی تھی!" منہ بناتے تبصرہ کیا۔

"میں تمہیں کبھی نہ بتاتا لیکن تم سے بے غیرتی کی گالی کھانے کے بعد بتانا پڑ رہا ہے۔۔۔

I dealt with him... okay! Not in the way you

wanted me to. I mean by not breaking his bones or sh!t like that but in a more civil "!way! Yeah that's the right word

آخر میں آہستہ سے سر ہلایا، کائنات نے اس پر ابرو اٹھایا۔

"رئیلی؟ اب اگر اپنا فرض پورا کرنے پر تعریف کا انتظار کر رہے ہو تو مت کرو۔"

"میں نہیں کر رہا!" تسلی دی۔

"ہوں! دیکھو سب سے بڑا سمجھوتہ تو میں بتانا ہی بھول گئی۔۔۔" ماتھے پر ہاتھ مارا، خیام نے اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ماتھا مسلا۔

"اچھا! وہ کیا؟"

"تمہارے ساتھ ہوٹل روم شیئر کرنا۔۔۔ کتنے ہو گئے؟ پانچ! پورے پانچ۔۔۔ ایک دن میں پانچ!" آواز غصے سے بلند ہوتی گئی، اس نے مسکراہٹ چھپائی۔

"اور ابھی یہ بندہ مزید سمجھوتوں کی بات کر رہا ہے! یا اللہ کس چلتی پھرتی سمجھوتہ

ایکسپریس سے باندھ دیا ہے زندگی بھر کے لیے؟ سات ارب لوگوں میں سے یہ والا پیس ہی کیوں چنا میرے لئے؟ کیوں؟ نارمل انسان کیا ہوئے؟" اس کے حصار میں کھڑی، ہاتھ ہوا میں پھینکتے اوپر دیکھتی بولی۔ خیام کے لیے ہنسی ضبط کرنا نہایت مشکل تھا۔

"مائی گڈنس! بی بی۔۔۔ شوہر ہوں تمہارا، تھوڑی سی تمیز کر لو؟!"

وہ آئینے میں اس کی سرمئی پتلیوں میں دیکھتی مسکرائی تو خیام کے ذہن میں خطرے کی بتی جلنے بجھنے لگی لیکن اس کے فاصلہ قائم کرنے سے پہلے ہی کائنات کی کہنی اس کے پیٹ میں لگ چکی تھی اور ہاں جی! زور سے ہی لگی تھی۔

"اتنی تمیز کافی ہے؟" لہجے میں دنیا جہاں کا پریم سموئے پوچھا۔ خیام پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہتا ہوا، سر نفی میں ہلا رہا تھا۔ اس کے کپڑے ایک طرف کر کے بستر پر بیٹھا اور دونوں کلائیوں سے پکڑ کر اسے اپنی ٹانگوں کے درمیان کھڑا کیا۔

"کیا یہ وہی عورت ہے جو دو راتیں پہلے میرے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی؟ وہ

کون تھی؟

"!She even kissed me... like really kissed me

ابرو اٹھاتے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں ہی تھی!"ایک ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا۔

"کیا تم وہی مرد ہو جو میری نیند نہ ٹوٹے اس خیال سے ساری رات ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا رہا؟ وہ کون تھا؟

"!He said he loved me... like really loved me

"میں ہی تھا!"اپنے رخسار پر رکھا اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی پر بوسہ دیا۔

"اور اب بھی تم سے ہی محبت کرتا ہوں!"

"پھر اتنا تنگ کیوں کرتے ہو؟"

"تم جلدی تنگ ہو جاتی ہو یار!"سارا الزام پھر اس کے سر ڈالنا چاہا۔

"خیام! پھر سے لڑائی ہو جائے گی۔۔۔!"خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

"اچھا ٹھیک ہے!" یہ خیام شاہ کا ہار تسلیم کرنے کا نادر و نایاب لمحہ تھا، ورنہ اس طرح کے کام وہ کیا نہیں کرتا تھا!

"میں وعدہ نہیں کر رہا لیکن کوشش کروں گا!" گردن کھجاتے یہاں وہاں نظریں دوڑاتے کہا۔

"کیا کوشش کرو گے؟" کائنات کو اس کی شرمندہ سی حرکت پر ڈھیروں پیار آیا۔ پہلے والی کائنات ہوتی تو ابھی بھی کوشش کرنے والی بات پر پگھلنے کی بجائے اس کا سر پھاڑ دیتی۔

"یہی۔۔۔ تمہیں بہت زیادہ تنگ نہ کرنے کی!" کندھے اچکائے۔

"مطلب تنگ پھر بھی کرو گے؟" سخت لہجہ اپنایا۔

"!I can't help it baby"

اب وہ اپنی فطرت تو نہیں بدل سکتا تھا؟

"لو جی۔۔۔ گئی بھینس پانی میں!" بے بی کہلائے جانے پر بڑبڑائی۔ خیّام نے سن کر

قہقہہ لگایا۔

"بیوی! اتنا تو اب برداشت کرنا پڑے گا نا؟ تبھی تو بنے گا نا پرفیکٹ میچ۔۔۔"

"ہاں! ہاں! مجھے پتا ہے۔۔۔ایکول،ایکول"اس کی بات کاٹتی جھنجھلا کر بولی۔

"شاباش! اب لگ رہی ہو نا میری بیوی۔میری صحبت کا اثر دکھائی دینے لگ گیا ہے۔"

"بدقسمتی سے!"آہستگی سے کہتے ہوئے اس کے پیچھے سے اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی۔

"جی نہیں! خوش قسمتی سے۔۔۔"خیام کی آواز اور قہقہے نے اس کا پیچھا کیا تھا۔

▪▪▪▪▪

دن کے بارہ سے کچھ اوپر کا وقت تھا۔کائنات اور خیام ایک ترتیب سے تینوں نئے سٹورز کا افتتاح کر چکے تھے۔پریس کی موجودگی میں وہ تین مرتبہ رٹے رٹائے الفاظ میں 'اِس کا شکریہ،اُس کا شکریہ' ادا کر چکی تھی۔خیام نے اپنی چمک دار

مسکراہٹ سے کیمرے کے فلیش کو بھی جلنے پر مجبور کر دیا تھا۔اس وقت وہ کڈز سیکشن میں تھی اور کپڑے دیکھتے ہوئے اس کے ذہن میں علی گھوم رہا تھا۔وہ ملے جلے احساسات کا شکار تھی۔۔۔خوشی اس بات کی تھی کہ علی کو اس کے اصل ماں باپ کا پیار ملے گا اور تھوڑی افسردگی اس بات کی تھی کہ اب وہ اسے اتنے پیار سے 'ماما' نہیں کہے گا۔اس کا رشتہ بدل گیا تھا،وہ ماں سے چچی بن چکی تھی۔یقیناً اب بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتی لیکن علی پر پہلا حق اس کا نہیں رہا تھا۔

"کیا کر رہی ہو؟"خیام اسے کب سے سوچوں میں گم،کپڑوں کے ریک کھنگالتے دیکھ رہا تھا۔

"علی کے لیے کچھ اچھا سا دیکھ رہی تھی۔"اس نے ہاتھ میں پکڑا سفید رومپر خیام کو تھمایا اور آگے بڑھی۔

"ہوں!اچھا ہے۔ویسے بیوی اتنی کنجوسی بھی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔دو پیسے لگا کر کسی اور برینڈ سے خرید لیتا ہے بندہ؟!"خیام کے دماغ میں اس کو تنگ کرنے والا بٹن

خود کار تھا،اس کی ایک جھلک سے ہی کام کرنا شروع کر دیتا تھا۔کائنات نے پلٹ کر اسے 'تم کبھی نہیں سدھرو گے' والی نظروں سے دیکھا اور جواب دیے بغیر دوبارہ کپڑوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟"خیام نے اس کی خاموشی اور افسردگی پر غور کرتے پوچھا۔

"نہیں!" پلٹے بغیر کہا۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔؟" بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور تشویش سے پوچھا۔

"کچھ تو ہے! اداس لگ رہی ہو؟"

"علی۔۔۔"آنکھوں میں آیا پانی واپس پیچھے دھکیلا۔

"کیا ہوا علی کو؟"بھنویں آپس میں ملائیں،کچھ ہوا ہوتا تو اسے پتا ہوتا!

"اسے کچھ نہیں ہوا اور اللہ نہ کرے کچھ ہو۔۔۔

"!It's just that I miss him

"تو مسئلہ کیا ہے؟ ہم واپس جا کر مل لیں گے۔" وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اس میں اداس ہونے والی کیا بات ہے؟

"مل تو لیں گے لیکن اب وہ میرا بیٹا تو نہیں ہوگا نا اور نہ ہی مجھے ماما بلائے گا!"

"بس اتنی سی بات؟" خیّام نے مسکراہٹ چھپائی، کائنات نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"اس مسئلے کا بڑا آسان حل ہے میرے پاس!"

"کیا؟"

"گھر جا کر اپنی رخصتی کروا لیتے ہیں۔۔۔ پھر تمہیں 'ماما' بلانے والوں کی لائن لگا دیں گے!"

"ہٹو پیچھے!" کائنات نے اس کے بیہودہ حل پر دھکا دے کر اسے دور کیا، وہ ہنسا۔

"میں سیریئس ہوں یار! چلو لائن میں گیپ زیادہ رکھ لیں گے۔" احسان کرتا لہجہ تھا۔

"نہیں!" صاف انکار تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں؟" جیبوں میں ہاتھ ڈالے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم جانتے ہو میری ترجیحات! سب سے پہلے پاپا، ان کی صحت اور پھر ان کا یہ برینڈ۔۔۔ابھی میرے پاس بچے پیدا کرنے کا وقت نہیں ہے۔" وہ بھی اتنی ہی سنجیدہ تھی۔

"فرسٹ آف آل! پاپا کا علاج بہترین ڈاکٹرز کر رہے ہیں۔ وہ ان شاءاللہ جلد ہی مکمل طور پر صحتیاب ہوں گے۔ سیکنڈ آف آل! میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ یہ برینڈ دوبارہ بیسٹ سیلنگ ہوگا۔۔۔ہم دونوں مل کر کریں گے۔ تمہیں یقین نہیں آیا تھا کیا؟ کیا فرق پڑتا ہے ہم یہ کام شادی سے پہلے کریں یا بعد میں؟ اور بچوں والا مذاق تھا۔۔۔ابوئیسلی جب تم ریڈی ہوگی، تب ہی ایسا کچھ سوچیں گے!"

"اگر فرق نہیں پڑتا تو پہلے ذرا تم اپنا وعدہ پورا کرو۔۔۔میں مزید کسی اعتراض کے تمہارے ساتھ چل پڑوں گی!" کندھے اچکاتے کہا۔

"یعنی یہ شرط لازم ہے؟" سوچ بچار کرتے پوچھا۔

"جیسے تم آج ہی پوری کر دو گے!"طنزیہ بڑبڑائی۔

"چیلنج؟مائی موسٹ فیورٹ!"جوش سے ہاتھ رگڑے۔

"نہیں! مجھے معلوم ہے تمہیں چیلنجز جیتنے کا خبط ہے لیکن یہ چیلنج نہیں ہے خیام!"

"میں دیکھ لوں گا! جو بھی ہے۔۔۔ابھی آؤ ذرا یہ شہر دیکھ لیتے ہیں۔"اس کا ہاتھ پکڑ کر شیشے کے دروازے کی طرف بڑھا۔

"اور واپسی کب کرنی ہے؟"اس کے ساتھ چلتے پوچھا۔

"اگر تم رخصتی کے لیے مان جاتی تو فوراً کر لیتے لیکن اب معاملہ کل صبح پر پڑ چکا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"صبح سوموار ہے۔۔۔فرسٹ ورکنگ ڈے! مجھے سو کام ہیں۔"

"تمہیں کام کب نہیں ہوتا؟فاروَنس۔۔۔میری بات مان کر زندگی جی لو؟!"وہ اس کا انکار سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"فائن!"ذہن میں حساب کتاب بھی جاری تھا کہ پھر کام کو کس وقت میں پورا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرے گی۔

"That's my girl!"

رک کر اس کا سر پیار سے تھپتھپایا اور آگے بڑھ گیا۔کائنات اس کی حرکت پر اسے گھور کر ہی رہ گئی۔

خیام نے دوپہر سے شام اس شہر کی سڑکوں پر کائنات کو ساتھ لیے کر دی تھی۔

جب وہ ساتھ ہوتی تھی تو اس کا یوں بھی وقت کی طرف دھیان نہیں جاتا تھا۔وہ بغیر کسی کوشش کے اس کی غیر منقسم توجہ حاصل کر لیتی تھی اور اس پر ستم یہ تھا کہ بے خبر بھی تھی! یا شاید بے نیاز؟ خیام کو کوئی اندازہ نہیں تھا اور یہی بات اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔اسے کبھی بھی بہت زیادہ جاننے یا ضرورت سے زیادہ جاننے کا تجسس نہیں ہوا تھا لیکن اس معاملے میں مزید اندھیرے میں رہنا اب مشکل ہوتا جا رہا تھا۔وہ شدید الجھن میں تھا۔۔۔ایک پل وہ اس کی فکر میں ہلکان ہوئی جاتی تھی اور اگلے ہی پل اسے بددعائیں دے رہی ہوتی تھی۔اور پھر اسے ،یعنی

خیام شاہ کو غیر متوقع شخصیت کا حامل کہا جاتا تھا!

▪▪▪▪▪▪

"کیا ہوا؟" گاڑی کے اچانک رکنے پر اس نے ٹیبلٹ سے سر اٹھا کر خیام کو دیکھا۔

"وہ کچھوے میاں سڑک پار کر رہے ہیں!" اس نے سڑک پر آہستہ آہستہ رینگتے کچھوے کی طرف اشارہ کیا، جو ایک طرف موجود درختوں سے دوسری طرف بنے تالاب تک کا سفر طے کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"کوئی حال نہیں!" وہ بڑبڑا کر کہتی دوبارہ اسکرین کو دیکھنے لگی۔

خیام نے سکون سے انتظار کرنا چاہا لیکن نہیں ہو رہا تھا۔ اس لیے گاڑی بند کرتا باہر نکلا اور سڑک کے بیچوں بیچ ایک گھٹنا موڑ کر چھوٹے سے جانور کے پاس بیٹھا۔

"یار! تھوڑا جلدی نہیں ہو سکتا؟" اس نے پوچھ تو لیا لیکن جواب کہاں سے آتا؟

"خرگوش اگر سو بھی گیا تھا تو اس اسپیڈ سے تیرا ریس جیتنا بنتا نہیں تھا!" افسوس کرتا بولا۔ اس کی پشت سے کائنات کا قہقہہ ابھرا، وہ اسے کچھوے سے راز و نیاز

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتے دیکھ کر باہر آئی تھی۔

"خدا کا واسطہ ہے خیام! اس بے زبان جانور کو تو معاف کر دو؟!" وہ ان کے پاس آئی اور جھک کر کچھوے کو اٹھانا چاہا، خیام نے تیزی سے اس کے ہاتھ پکڑے۔

"کیا کر رہی ہو؟" خفگی سے پوچھا۔

"اسے اٹھا کر سڑک پار کروا رہی ہوں پاگل!"

"اب تو شرم کر لے بھائی۔۔۔ لڑکی تجھے پاگل کہہ رہی ہے۔" دوبارہ کچھوے سے ہی مخاطب ہوا لیکن وہ کان دھرے بغیر مغروریت سے چلتا رہا۔

"!You are mental, psycho, hopeless nutcase"

کائنات نے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرواتے سر نفی میں ہلایا۔

"بھائی اب تو شرم کی overdose ہو جانی چاہیے!" وہ دوسرا گھٹنا زمین سے ٹیکتا، پچھلے کو اٹھاتا کچھوے کے برابر ہوا۔ جانور نے انسان کو دیکھ کر پھر سے نظر انداز کر دیا۔

"خیام! سارا دن نہیں ہے ہمارے پاس۔۔۔"اکتا کر کہتی اٹھی۔

"بھائی! سو دو سو زیادہ لے لے۔۔۔ تھوڑا جلدی چلا جا؟"جیب سے بٹوا نکالتے لجاجت سے کہا۔

"اوئے پاگل انسان!"کائنات نے اس کا والٹ جھپٹا۔

"کیوں دماغ خراب کر رہے ہو میرا؟اپنا دو پیسے کا ڈرامہ بند کرو۔۔۔ ورنہ میں اکیلی گاڑی لے کر چلی جاؤں گی!"زچ ہو کر دھمکی دی۔موقع محل دیکھتا نہیں تھا اور ڈرامے شروع کر دیتا تھا!

"دیکھ۔۔۔اب تو کچھ کر؟ڈائریکٹ دھمکیاں مل رہی ہیں تیرے بھائی کو!"خود سے کچھ دور جا چکے پھوے کی منت کی۔

"اف! اللہ جی۔۔۔"وہ غصے سے پھولے گالوں کے ساتھ گاڑی کی طرف پلٹی اور کچھ حیرت سے اس آدمی کو دیکھا جو گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا ان دونوں کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"باجی! اس کا دماغی توازن تو ٹھیک ہے نا؟"اس شخص نے کائنات کے قریب آنے پر خیام کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔درمیانی عمر کا خوش شکل اور خوش لباس مرد تھا،البتہ لہجہ پٹھانوں کا سا تھا۔

"اور تم کون ہو؟"اس نے آنکھیں اس پر چھوٹی کیں،اس وقت وہ اخلاقیات نبھانے کے موڈ میں نہیں تھی۔آواز پر خیام نے پلٹ کر انہیں دیکھا،ان دونوں کے علاوہ بھی اس کی تیز نظر 'کسی' پر پڑی تھی جسے وہ ابھی کے لیے نظرانداز کرتا اپنے گھٹنے جھاڑتا اٹھا۔

"باجی! نام چھوڑو ہمارا۔۔۔یہ پوچھو ہم کیا کرتا ہے؟"

"کیا؟"اس نے آنکھیں گھماتے پوچھا اور ایک نیئے ڈرامے کے لیے خود کو تیار کیا۔

خیام قریب آچکا تھا۔

"ڈاکے ڈالتا ہے۔۔۔اب یہ بٹوا ادھر دو؟!"پٹھان نے اپنی پشت سے پستول نکال کر ان کے سامنے لہرائی۔اس کی آنکھیں پھیلیں،کچھ بھی ہو۔۔۔وہ اتنے متشدد

ڈرامے کے لیے تیار نہیں تھی!

"برادر! گاڑی کتنے کا بکے گا تمہارا؟" ششدر کھڑی کائنات کے ہاتھ سے بٹوا لے کر اس نے پستول سے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"ساڑھے چار کی میں نے خریدی تھی۔۔۔دو اڑھائی کروڑ اب بھی مل جائے گا!"

وہ کندھے اچکا کر کہتا کائنات کے پاس سے گزرا اور بونٹ سے ٹیک لگائی۔

"کھاقسم؟" ڈاکو صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

"تمہاری قسم خان!" خیّام نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور کائنات اب بھی اس کی غیر سنجیدگی پر اندر ہی اندر کھول رہی تھی۔۔۔ان سے گن پوائنٹ پر گاڑی چھینی جا رہی تھی اور وہ چھیننے والے سے خوش گپیاں کر رہا تھا۔

"تو پھر انتظار کس بات کا کر رہا ہے؟ چابی ہم کو دے دو اور تم باجی کو لے کر گھر جاؤ!" خان نے اپنی طرف سے گرج دار لہجے میں ہی کہا تھا، وہ الگ بات ہے خیام پر اثر نہیں ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہ خان صاحب! میں جان تو دے سکتا ہوں پر یہ گاڑی نہیں۔۔۔میرا آدھا دن اس میں گزرتا ہے، دوسرا گھر ہے یہ میرا!" جذباتی لہجہ اپنایا۔وہ دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے خاص طور پر خان صاحب!

"تو پھر اپنی جان دینے کے لیے تیار ہو جاؤ؟!" ہونٹ بھینچتے پستول اس پر تانی۔

"ایک سیکنڈ؟" خیام نے ہاتھ اٹھا کر روکا تو کائنات نے سکون کی سانس لی، چلو دیر سے ہی سہی لیکن اسے عقل تو آئی!

"کیا؟ جلدی بولو۔۔۔ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"میری جان لینی ہے تو وہ یہ، میری بیوی ہے!" کائنات کو بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

"خیام؟" اس نے بے یقینی سے پوری کھلیں آنکھوں سے پہلے اسے پھر غصے سے سرخ ہوتے پٹھان کو دیکھا۔

"اوئے! ہم عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔" وہ جلال میں آتا بولا۔

"ہاں! صرف کیمرے اٹھاتا ہے۔۔۔بند کر یار اپنی نوٹنکی! اپنی بیوی کے سامنے ڈرامے کرنے کا حق صرف مجھے ہے۔" اس نے اطمینان سے کہہ کر سامنے والے کے ہاتھ سے نقلی پستول پکڑی۔ وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔

"کیا مطلب؟" کائنات نے تھوڑی دیر بعد اپنی آواز برآمد کرتے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ میں امپریس ہوا ہوں یار! ورنہ آج کل کون سا prankster ہے جو اصلی پرینکس کرتا ہو؟" اس نے پستول کی نال خان کی طرف کی اور ٹریگر دبا دیا، ٹھرچ کی آواز ہی نکل سکی۔

"اسی لیے نہیں کرتے یار! تم جیسے لوگ کامیاب ہی نہیں ہونے دیتے۔" وہ کھسیانی ہنسی ہنستا بولا۔ "ویسے تمہیں پتا کیسے چلا؟"

"یار! تمہارا پارٹ بالکل پرفیکٹ تھا۔۔۔لیکن تمہارا یہ کیمرہ مین نِرا گاؤدی ہے!" سر سے کچھ دور کھڑی گاڑی کی طرف اشارہ کیا، جس کے شیشے سے کیمرہ جھانکتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"ایک سیکنڈ، ایک سیکنڈ! کوئی مجھے بتائے گا یہاں کیا ہو رہا ہے؟ یہ ڈاکو نہیں، prankster ہے؟ کیا اس شہر میں کسی کو کوئی کام دھندہ نہیں ہے؟" کائنات نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"میں ایک youtuber ہوں باجی! یہ میرا کام دھندہ ہی ہے۔" وہ برا مان کر بولا۔

"خبردار! جو مجھے باجی کہا ہو تو۔۔۔ صبح صبح دماغ خراب کر دیا۔ میرے پاس پاگلوں کی کون سی کمی تھی جو آپ نے ایک اور بھیج دیا؟" آسمان کی طرف دیکھتی، شکایت کرتی بولی اور گاڑی کے سامنے سے گزر کر دوسری طرف سے اندر بیٹھ گئی۔

"باجی تو برا منا گیا!" اس نے بٹوا خیام کو واپس کرتے کہا۔

"یہ والی ریکارڈنگ ضرور اپلوڈ کرنا۔۔۔ میں دیکھوں گا! چینل کا نام کیا ہے؟"

خیام نے ایک نظر کچھوے کی تلاش میں سڑک پر ڈالی اور اسے اپنی منزل کے بہت قریب دیکھ کر سکون کی سانس لی۔

"بھائی! کیوں میرا چینل بند کروانے والی باتیں کر رہے ہو؟ شریکوں کو یوں بھی بس موقع چاہیے ہوتا ہے۔"

"اچھا، اچھا! میرے نمبر پر بھیج دینا؟" اپنا کارڈ اسے تھما کر گاڑی میں بیٹھا۔ ایک نظر کائنات کے خفگی سے پھولے چہرے پر ڈالی اور مسکراتے ہوئے گاڑی آگے بڑھائی۔

"تھوڑا آگے ہونا؟" کائنات نے اس کا کندھا پکڑ کر سیٹ سے اس کی ٹیک ہٹائی اور سنجیدگی سے اسے اوپر، نیچے، آگے، پیچھے، ہر طرف سے دیکھا۔ خیام نے ایک ابرو سوالیہ اٹھایا۔

"میں دیکھ رہی تھی کہیں کوئی مقناطیس تو نہیں لگا ہوا جو تمہاری طرح کے فارغ، فضول اور نیم پاگل لوگوں کو تمہاری طرف کھینچ لاتا ہے!" پر سوچ انداز تھا، خیام نے قہقہہ لگایا۔

"نائس وَن بیوی! نائس وَن!"

اس کے بعد واپسی کا سفر، دو دن پہلے روانگی کے سفر سے اچھا گزرا تھا کیوں کہ خیام نے مزید کوئی بے تکی حرکت نہیں کی تھی۔

......

"مصالحہ ہو گیا ہے۔۔۔ گوشت ڈال دو خیام!" ارسلہ نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی گردن اونچی کر کے کڑاہی میں جھانکا۔

"Ohkayy...!"

اس نے شیشے کے پیالے سے گوشت احتیاط سے کڑاہی میں ڈالا۔

اپنے شہر آنے کے بعد وہ دونوں سیدھا دفتر گئے تھے اور وہاں سے فارغ ہو کر خیام اب وعدے کے مطابق ارسلہ کے پاس تھا۔ اسے صحیح سلامت دیکھ کر تشکر کی سانس خارج کی تھی۔ وہ اس کے آنے سے پہلے کھانا بنانے کی تیاری کر رہی تھی اور خیّام نے اسے ایک طرف بٹھا کر خود چمچ پکڑ لیا تھا۔۔۔ حالاں کہ وہ صرف کھانا جانتا تھا، پکانا نہیں!

"واہ! مزے کا ہے یہ کام بھی۔" چمچ ہلاتے، کڑاہی اٹھا کر سارا گوشت ہوا میں اچھالتے پلٹا، کچھ برتن سے باہر چولہے پر گر گیا۔

"چولہا نہیں گندا کرو میرا!" ارسلہ نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا جو بوٹیاں اٹھا کر اندر پھینک رہا تھا۔

"میں صاف کر دوں گا۔۔۔ ٹینشن والی کوئی بات ہی نہیں ہے! ہاں تو میں کیا بتا رہا تھا تمہیں؟" گرم تیل میں بھنتے ہوئے گوشت کی آواز اور مہک ان کے ارد گرد تیزی سے پھیلنے لگی۔

"یہی کہ کس طرح کائنات نے تمہیں پانی میں پھینکا تھا۔ مجھے یقین تو نہیں آرہا لیکن خیر!" آخر میں کندھے اچکائے۔

"مجھے پتا ہے تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا۔۔۔ تم سب کے سامنے وہ ایسی شریف اور معصوم بنی گھومتی ہے اور تم سب کو گھماتی ہے اس لیے! لیکن مجھ سے پوچھو اس کے ظلم کی داستان؟" دہائی دیتا، چمچ اور زور سے ہلانے لگا۔

"کیا کر رہے ہو؟ قیمہ کرو گے کیا؟" تیزی سے بولی، پھر اضافہ کیا۔

"اچھا بتاؤ۔۔۔مزید کیا ظلم کیا اس نے؟"

"یہ ظلم تھوڑا ہے؟ اتنے ٹھنڈے پانی میں بغیر ہچکچاتے پھینک دیا تمہارے بھائی کو! پلک تک نہیں جھپکی اس عورت نے۔۔۔"

"توبہ، توبہ! مت کرو بہت منحوس لگ رہے ہو۔" ارسلہ نے آنکھیں گھماتے کہا تو خیام نے قہقہہ لگایا۔

"کیا کر رہا ہوں؟"

"پکی عمر کی زنانیوں کی طرح غیبت کر رہے ہو اور یقین کرو بڑے منحوس لگ رہے ہو۔"

"ٹھیک ہے! بہن، بہن نہ رہی۔۔۔ تم سب کو وہ پتا نہیں مجھ سے زیادہ پیاری کیوں ہے؟ آہ۔۔۔ میں اپنے جلے دل کے پھپھولے تمہارے سامنے بھی نہیں پھوڑ سکتا!"

"پیارے بھائی! وہ اس لیے کیوں کہ ہم تمہاری رگ رگ سے واقف ہیں۔۔۔ تم اپنی حرکتوں سے کسی بھی انسان کو اس کی انسانیت بھولنے پر مجبور کر دینے کی صلاحیت رکھتے ہو!" ارسلہ نے تو صاف گوئی کی حد ہی کر دی تھی۔

"بس، بس! اتنی تعریفیں نہ کرو میری۔۔۔ مجھے شرم آرہی ہے۔" طنزیہ کہہ کر سارا دھیان چولہے کی طرف لگایا اور اس کی ہدایات پر عمل کرتے کچھ نہ کچھ کچا پکا کر ہی لیا تھا۔ کڑاہی بن جانے کے بعد ارسلہ روٹی پکانے کے لیے اٹھی، خیام نے تو روٹی پکانے کی بھی پیشکش کی تھی لیکن ارسلہ نے انکار کر دیا۔

"یہ اپنی کلثومہ آج کدھر ہیں؟" خیام اس کی چھوڑی ہوئی کرسی پر بیٹھا سلاد کے لیے کھیرے کاٹ رہا تھا۔ یہ سوال ادھیڑ عمر ملازمہ کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

"کلثوم باجی کو کچھ کام تھا اس لیے آج جلدی چلی گئیں۔ ویسے عزت نام کی چیز تو تمہیں ذرا چھو کر نہیں گزری؟" اس نے روٹی توے پر ڈالتے تبصرہ کیا۔

"پتا نہیں! میں نے کبھی اس طرح کی فضول چیزوں پر اتنا غور نہیں کیا۔" کندھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچکا دیے۔

کچھ دیر بعد ارسلہ نے وہیں گول میز پر کھانا لگا دیا۔خیام کی وجہ سے وہ بھی آج معمول سے ذرا پہلے رات کا کھانا کھا رہی تھی۔

"Waah... I'm a born chef!

کیا خیال ہے ایک عدد ریسٹورنٹ نہ کھول لوں؟" پہلا نوالہ لیتے ہی اپنی تعریف میں رطب اللسان ہوا۔

"اس سے پہلے اپنے taste buds چیک کروالو؟ نمک ہے ہی کوئی نہیں!"

ارسلہ نے چکھتے ہی برا سا منہ بناتے کہا اور نمک ڈالنے کے لیے اٹھی۔

"کتنی بری بات ہے اگر حوصلہ افزائی نہیں کر سکتی تو حوصلہ شکنی بھی مت کرو!" نہ نظر آنے والے آنسو پونچھتا، مصنوعی دکھ سے بولا۔وہ اس پر نگاہ کیے بغیر نمک ملانے لگی۔خیام نے ڈبہ اس کے ہاتھ سے چھینا، چٹکی بھر کر کہنی موڑی اور کلائی کو تکلیف دہ حد تک جھکا کر salt bae کی طرح نمک شامل کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یااللہ! میرے بھائی کو نارمل کر دے۔"ارسلہ بڑبڑاتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں پاکستانی salt bae ہوں! یہ ذرا تصویر تو لینا؟"اس نے ایک اور چٹکی بھر کر موبائل ارسلہ کو دیا اور پھر کیمرے کے سامنے بھرپور توجہ کے ساتھ نمک ڈالا۔

"اوبس بھی کر دو؟اب کیا صرف نمک ہی کھلاؤ گے؟"اسے تیسری دفعہ نمک کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر ارسلہ نے جلدی سے ڈبہ اس کی پہنچ سے دور کیا۔

"اوپس سوری!"چمچ ہلاتے کہا اور اگلا نوالہ بنا کر منہ میں ڈالا۔

"ماشاءاللہ! کیا ذائقہ ہے۔۔۔"خالص لکھنوئی انداز میں اپنی انگلیاں چومتے کہا۔

ارسلہ ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

"اوسچ! میں تمہیں بتانا ہی بھول گیا۔"خیام نے یاد آنے پر کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھا جو اپنے استعمال شدہ برتن سنک میں رکھ رہی تھی۔

"کیا؟"

"میں اور کائنات چیریٹی گالا آرگنائز کر رہے ہیں اور ابویئسلی تمہیں وہاں ہونا

ہے۔" اطلاع دے کر اپنی پلیٹ کی صفائی کرنے لگا۔

"اچھا کب ہے؟" ارسلہ نے نل کھول کر ہاتھ دھوئے۔

"اس جمعرات کو۔" کھانے کے دوران بولا۔

"ٹھیک اور کوئی ڈریس کوڈ تو نہیں ہے؟"

"نا!"

"اور ہم چیریٹی میں participate کس طرح کریں گے؟"

"کائنات کے بنائے گاؤنز کی auction ہو گی۔۔۔اس نیلامی میں حصہ لے کر!"

"بھئی واہ! تمہاری بیوی مجھے ہر بار امپریس کر جاتی ہے۔" ارسلہ کا لہجہ ستائشی تھا۔

"مجھے بھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"کیا یہاں پر کوئی بلش کر رہا ہے؟" اس نے خیام کی کانوں تک پہنچتی مسکراہٹ پر خوش گوار حیرت سے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"!Meh... I've more important things to do"

آنکھیں گھماتا کہہ کر اٹھا اور اپنے برتن بھی سنک میں منتقل کیے۔

"یقیناً! کافی بناؤں تمہارے لیے؟"

"نہیں رہنے دو۔۔۔ میں اب چلوں گا! وہ کدھر ہے؟ آیا نہیں ابھی تک؟" ہاتھ دھوتے، نام لیے بغیر منصور کے بارے میں پوچھا۔

"پتا نہیں! آجائے گا تھوڑی دیر تک۔" اس نے لاپراہی سے شانے اچکا دیے۔

"ہوں! اپنے اس گڈ فار نتھنگ بندے کو بھی لے آنا۔۔۔ مما، بابا سب ہوں گے وہاں۔" وہ اسے وہاں دیکھنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن مجبوری تھی۔ خیر! دیکھنا تو وہ اسے کہیں پر نہیں چاہتا تھا!

" صحیح!" اس نے سر ہلایا۔

"میں انوائٹ بھیج دوں گا تمہیں اور ارسلہ اپنا۔۔۔" اس نے کہنا چاہا لیکن وہ اس کو چپ کرواتی بولی۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔۔اگر کچھ ہوا تو مجھے فون کرنا! دیکھو مجھے یاد ہے۔" آنکھیں گھماتے کہہ کر مسکرائی۔

"میری شہزادی بہن!" خیام نے زور سے اسے گلے لگایا، اس کے ساتھ مزید کچھ برا ہونے کے خیال سے ہی اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ اسے جلد سے کچھ کرنے کی ضرورت ہے! مگر کیا؟

"خیام؟" جب وہ یونہی اسے ساتھ لگائے کھڑا رہا تو ارسلہ نے پکارا۔

"ہوں! میں چلتا ہوں پھر، خدا حافظ!" اسے خود سے دور کر کے مسکرایا اور اپنے رویے پر الجھن میں ڈالتا چلا گیا۔

......

مصروفیت، مصروفیت، مصروفیت!

وہ دونوں اور Vintage کا سارا دفتر 'ورک ایمرجنسی' میں تھا۔ ہر کوئی اپنے کام سے یہاں وہاں بھاگتا دکھائی دے رہا تھا۔ کپڑے تیاری کے آخری مراحل میں تھے

اور کائنات اپنے لوگوں کے سر پر کھڑی ان سے کام کروا رہی تھی۔ پچھلے دو دن سے وہ گالا کی تیاری میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی۔ آج اسے خیام کے ساتھ ہوٹل بھی جانا تھا، جس کی سجاوٹ صبح سے شروع ہو چکی تھی۔ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ خیام نے اپنے حصے کا کام کس طرح کیا ہے۔۔۔ وہ تو صرف اپنے ملبوسات کو ہر عیب سے پاک رکھنے میں مصروف تھی۔ آخری گاؤن کو بھی اپنے سامنے مکمل ہوتا دیکھ کر وہ سرشار سی، چمکتی آنکھوں کے ساتھ اپنے ارد گرد کھڑے mannequins کو دیکھنے لگی۔ جن پر اس کی اور اس کے لوگوں کی ہفتوں کی محنت تھی۔ اس نے اپنے سامنے موجود سفید مخملیں کپڑے پر ہاتھ پھیرا، یہ والا اس کا پرسنل فیورٹ تھا۔

"!Finally guys... we've done it"

پرجوش سی کہتی اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹی جو مسکراتے چہروں کے ساتھ اپنی محنت کو دیکھتے، خوشی کے نعرے لگاتے، تالیاں بجا رہے تھے۔

"اسی خوشی میں آپ کا کل کا دن آف ہے۔ شام کو سب اچھی سی تیاری کے ساتھ سیدھا ہوٹل آئیں گے!

Argh... I'm nervous and excited at the same time!"

"میڈم! سب کچھ ایک دم پرفیکٹ اور smoothly جائے گا۔" ارشد نے اسے تسلی دی۔

"آئی ہوپ سو!" آہستگی سے کہا اور سب کو گھر جانے کی تیاری کرتے چھوڑ کر خیام کے دفتر کی طرف بڑھی۔ دستک کے بعد دروازہ کھولا اور اسے تیزی سے فون بند کرتے دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیا ہوا؟" خیام نے ہی پوچھا، وہ تو سینے پر ہاتھ باندھے اسے گھورے جا رہی تھی۔

"کون تھی؟" سرد لہجے میں پوچھا، اندازے کی اس قدر درستگی پر خیام کی آنکھیں پھیلیں لیکن پھر عام سے لہجے میں بولا۔

"تمہیں کس نے کہا کہ 'تھی'؟"

"چھٹی حس کہہ لو! لیکن اتنا تو پکا ہے وہ 'تھی'، 'تھا' نہیں۔"

"چلو مان لیا 'تھی'! لیکن یقین کرو ضروری بالکل نہیں تھی۔"

"اچھا! کیا کر رہے تھے؟ کچھ رہ تو نہیں گیا؟ دیکھ لو خیام! کوئی بھی بڑی چیز کل پر مت چھوڑنا۔" اس نے کچھ دیر کے لیے اپنے شک کو دماغ کے پچھلے کھونے میں پھینکا اور جو زیادہ ضروری باتیں تھیں وہ کرنے لگی۔

"میری بھی یہی کوشش ہے! انوائٹس ہو گئے ہیں۔ ہوٹل اور کیٹرنگ ڈن ہے۔ ڈی جے اور ماڈلز بھی ڈن ہیں۔ ہال ابھی ڈیکوریٹ ہو رہا ہے جو رہ گیا وہ صبح ہو جائے گا۔۔۔ میری طرف سے ہر چیز 'اوکے' ہے!"

"ہمم۔۔۔ پھر چل کر دیکھ لیتے ہیں؟ میری دیکھے بغیر تسلی نہیں ہونی!"

"ہاں چلو۔" اپنا لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھا اور کرسی ٹھیک کرتے بڑبڑایا، کائنات سننے کی حدود سے باہر نکل چکی تھی۔

"یا اللہ! کل میری بیوی کو میرے قتل سے روک لینا۔۔۔؟"

کل کا دن ایک بڑا اہم دن ہونے والا تھا!

▪▪▪▪▪▪

صارم بستر کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز سکون سے سوتی اریشہ کو دیکھ رہا تھا۔

جب سے علی کو دیکھا، ملا اور حقیقت سے واقف ہوا تھا۔۔۔ نیند کم کم ہی آتی تھی اور آج کی رات تو اسے یقین تھا بالکل نہیں آئے گی۔ شام کو اس کی خالد صدیق، اپنے وکیل سے بات ہوئی تھی جن کے مطابق کل صبح عدالت کا فیصلہ متوقع تھا اور مثبت جواب ہی متوقع تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے تھک کر آنکھیں موندلیں۔۔۔ بند پلکوں کے پیچھے پچھلے ایک ہفتے کے مناظر چلنے لگے۔ وہ تقریباً روز ہی کسی نہ کسی بہانے علی سے ملتا رہا تھا۔ چار سال۔۔۔ اس نے اپنے بیٹے کی زندگی کے چار سال گنوائے تھے۔ وجہ؟ اگر حشمت خان کی اس سے نفرت کے علاوہ کوئی وجہ تھی بھی تو وہ ناواقف تھا۔ لیکن جانتا

تھا۔۔۔کل رات سے پہلے پہلے وجہ اس کے علم میں ہو گی!

وہ جتنی بے صبری سے رات کے کٹنے کا انتظار کر رہا تھا، صبح کی جلد آمد کی امید لگا کر بیٹھا تھا، وقت اتنی ہی سست رفتاری سے گزر رہا تھا۔وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا، اریشہ کی نیند خراب نہ ہو اس خیال سے ٹھنڈے فرش پر ننگے پاؤں چل رہا تھا۔اس وقت اسے انتظار سے زیادہ اذیت اور کوئی چیز نہیں دے سکتی تھی!

گھڑی کی چھوٹی سوئی دو، بڑی ایک اور دو کے درمیان تھی جب کمرے کی خاموشی میں اریشہ کی سسکی سنائی دی۔صارم تیزی سے اس کے پاس آیا، وہ آج پھر سے نیند میں رو رہی تھی۔فرش پر گھٹنے ٹیک کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور سرگوشی نما آواز میں اسے پکارا۔

"اریشہ۔۔۔میری جان! آنکھیں کھولو؟" آنکھوں کے گیلے کنارے اپنے انگوٹھوں سے صاف کیے اور نرمی سے اس کا ماتھا چوما۔

"صدام۔۔۔؟"اس کا بیٹا رو رہا تھا، اس سے دور جا رہا تھا۔۔۔! وہ ہمیشہ کی طرح

اس کے پیچھے بھاگی لیکن اگلے ہی لمحے خواب ٹوٹا اور اسکی نم آنکھیں کھل گئیں۔

صارم شاہ اذیت چہرے پر رقم کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"صارم!" روتے ہوئے صدا دی اور صارم نے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔

کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔وہ دونوں جانتے تھے کیا ہوا ہے؟ کیوں ہوا ہے؟ کیوں کہ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا تھا!

"شش! یہ آخری دفعہ تھا اریشہ۔۔۔اب نہیں ہوگا میری جان!" آنسو بہاتی اریشہ نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا، آج سے پہلے اس نے کبھی ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

"سچ کہہ رہے ہو؟" نم لہجے میں پوچھا حالاں کہ وہ لاشعوری طور پر واقف تھی کہ یہ صرف تسلی ہے لیکن شعور پھر سے امیدیں پال بیٹھا تھا۔

صارم نے اس کے آنسو صاف کرتے سر ہلایا اور فرش سے اٹھ کر اس کے ساتھ بستر پر بیٹھا۔اریشہ نے اپنا سر اس کے سینے سے ہٹایا ہی نہیں تھا۔صارم اس کے بال سہلاتا رہا اور وہ اس کے دل کی دھڑکن اپنے کان کے نیچے سنتی، پر سکون ہوتی دوبارہ

سو چکی تھی۔اس کا سر چوم کر تکیے پر رکھا اور وقت دیکھتا بستر سے اٹھا۔بستر کی دوسری طرف جا کر جوتا پہنا اور خاموشی سے دروازہ کھول کر بالکونی میں آ گیا۔ رات ڈھل چکی تھی۔ صبح کی سفیدی اندھیرے کو پھاڑتی پھیلنے کی کوششوں میں تھی۔وہ سردی کے احساس سے بے نیاز وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ پاؤں شل ہو گئے۔اس نے اپنے سامنے سیاہ دھند کو سفیدی کا لبادہ اوڑھتے دیکھا لیکن منظر اسے خاک برابر بھی متاثر نہ کر سکا۔جب سوچیں ہر طرف سے حملہ کرتیں مکڑی کے جالوں سے بھی زیادہ الجھی ہوئی ہوں تو انسان آنکھوں کے سامنے ہوتی تبدیلیاں بھی نہیں دیکھ پاتا، نہ ہی توجہ دے پاتا ہے!

اس نے جلتی آنکھیں بند کیں اور بوجھل سانس پہلے سے بوجھل فضا میں چھوڑتا پلٹ کر اندر آیا، اپنے کپڑے نکالے اور واش روم میں چلا گیا۔نہا کر باہر آیا اور آج کے دن کے لیے تیار ہو کر کمرے سے نکلا۔سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچا، اس کے تیز قدم دروازے کی طرف اٹھ رہے تھے۔اس کا ارادہ یتیم خانے جانے کا تھا۔دفتری

www.novelsclubb.com

اوقات ہوتے ہی عدالت کا حکم نامہ ملنے کے بعد وہ علی کو وہاں سے لانے میں ایک لمحہ نہیں ضائع کرنے والا تھا!

"صارم!" ابراہیم شاہ اس کی بے چینی سے واقف تھے۔ وہ خود آج معمول سے پہلے اٹھ کر لاؤنج میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"جی بابا؟" قدموں کو موڑتا ان تک آیا۔

"بیٹھو! مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" انہوں نے اپنے سامنے رکھے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"اگر ضروری نہیں ہے تو ہم بعد میں۔۔۔"

"ضروری ہے۔" ابراہیم شاہ نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کاٹ دی۔ وہ گھڑی پر نگاہ ڈالتا، صوفے پر ٹک گیا۔۔۔ ابھی محض چھ بجے تھے۔

"صدام کو لینے جا رہے ہو؟" سوال کم بیان زیادہ تھا۔

"آپ جانتے ہیں!" گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے، کسی بھی وقت اٹھنے کو تیار بیٹھا تھا۔

"جانتا ہوں! تم اسے لے آؤ گے۔۔۔پھر اس کے بعد کیا؟" حالاں کہ وہ سب سوچ چکے تھے لیکن ان کے فیصلے جس اولاد کی زندگی پر اثرانداز ہونے والے تھے، اس سے پوچھنا لازم تھا! انہیں یوں بھی اپنی ذمہ دار، پہلی اولاد زیادہ پیاری تھی۔ خیام، عائشہ ابراہیم کا چہیتا تھا اور ارسلہ اکلوتی ہونے کی وجہ سے سب کو ایک دوسرے سے زیادہ پیاری تھی!

"میں جانتا ہوں۔۔۔آپ ڈی آئی جی اور آئی جی تک سے بات کر چکے ہیں۔" وہ خیام شاہ نہیں تھا، صارم شاہ تھا۔۔۔اسے پتا ہوتا تھا کہ اس کے اردگرد کیا ہو رہا ہے! وہ خاموشی سے اس کی بات پوری ہونے کے منتظر تھے۔

"لیکن ابھی حشمت خان کے خلاف کچھ مت کیجئے گا۔۔۔ہاں! سپتال میرے گھر پہنچنے سے پہلے سیل اور ڈاکٹر گرفتار ہو جانا چاہیے۔"

"کیوں؟" تعجب ظاہر کیا۔

"میں پچھلے ایک ہفتے سے حشمت خان کو سلاخوں کے پیچھے دیکھنے کا انتظار کر رہا

ہوں!" وہ کولڈ بلڈڈ انسان نہیں تھے لیکن اتنے اعلیٰ ظرف بھی نہیں تھے کہ چار سال اپنے خون کو خود سے دور رکھنے والے حشمت خان کو بغیر معافی مانگے ہی معاف کر دیتے!

"اریشہ کی وجہ سے! وہ سب جاننے کے بعد اپنے باپ کو کنفرنٹ کرنا چاہے گی اور میں نہیں چاہتا یہ کنفرنٹیشن جیل میں ہو۔" وہ اپنی بیوی کو جانتا تھا۔

"ٹھیک۔۔۔اور کتنی مہلت مل رہی ہے اسے؟ پہلے ہی تمہارے کہنے پر ایک ہفتے کی ڈھیل دے چکا ہوں۔"

"صرف آج رات تک۔اور میرے کہنے پر نہیں۔۔۔خیام کے کہنے پر!" وہ بھی اپنے چھوٹے بھائی کے مشورے پر زبردستی عمل کر رہا تھا۔

"نہیں کرو!" ابراہیم شاہ بے یقینی سے بولے۔

"اتنے ہی برے دن آگئے ہیں میرے تمہارے۔۔۔جو اس کے مشوروں پر عمل کرنا پڑ رہا ہے؟" صارم کی بات نے انہیں حیران کیا تھا، وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے

ساتھ اٹھا۔

"اب آپ مانیں یا نہ مانیں۔۔۔ لیکن مشورہ کام کا دیا تھا چھوٹے نے!"

"میں نہیں مانتا!" سر نفی میں ہلایا۔

"یہ صبح صبح حبیب جالب کا ہمارے گھر میں کیا کام؟" سیڑھیاں اترتے خیام نے اونچی آواز میں پوچھا۔ ٹریک سوٹ میں ملبوس، ہواخوری کے لیے تیار تھا۔

"تمہارا ابھی بھلا اس گھر میں کیا کام؟" ابراہیم شاہ کا لہجہ اکتایا ہوا تھا۔

"اس وقت واقعی کوئی نہیں ہے۔۔۔ اسی لیے والک پر جا رہا ہوں!"

صارم نے ان دونوں کی چونچیں لڑتی دیکھ کر باہر کا رخ کیا۔

"ایک سیکنڈ برادر؟" خیام تیزی سے اس تک پہنچا اور زور سے گلے لگایا۔

"گڈ لک!" سرگوشی کی، صارم اسے ایک زبردستی کی مسکراہٹ دیتا چلا گیا۔

"!He is tense"

اس نے دروازہ پار کرتے صارم کی طرف اشارہ کر کے ابراہیم شاہ سے کہا۔

"!And you are useless"

اطمینان سے کہتے صوفے سے اٹھے۔

"کیا آپ بھول چکے ہیں؟ چار سال بعد بھی اگر علی ہمیں مل رہا ہے تو میری وجہ سے!" اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔

"کون علی؟" عائشہ ابراہیم نے جمائی ہاتھ پر روکی۔ ابراہیم شاہ اسے گھورتے ان کی طرف بڑھے۔

"ارے عائشہ! اتنی جلدی کیوں اٹھ گئیں؟" انہیں کندھوں سے پکڑ کر واپس راہداری کی طرف لے کر جانے لگے۔

"وہ آپ کمرے میں نہیں تھے تو میں سمجھی آج جلدی دفتر جائیں گے۔" عائشہ ابراہیم نے سوئی جاگی کیفیت میں سر ان کے بازو سے ٹکایا۔

"آج نہیں جاؤں گا۔"

"بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن رومانس چیک کرو ان کا؟!" خیام آنکھیں گھماتا کہہ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دروازہ پار کر کے کھلی فضا میں چلا گیا۔

▪▪▪▪▪▪

"علی! بیٹا آپ کو سمجھ آگئی ہے نا کہ آج سے میں آپ کا انکل نہیں فادر ہوں؟"

صارم نے گاڑی گھر کے گیٹ کے سامنے روکی اور ہارن بجایا۔

وہ فیملی کورٹ سے حکم نامہ ملتے ہی علی کو یتیم خانے سے لے آیا تھا۔ کتنی ہی دیر اسے اپنے سینے سے لگائے اس بات کا یقین کرتا رہا کہ اب وہ ہمیشہ کے لیے اس کے پاس تھا۔ واپسی کے سارے راستے وہ اسے یہی سمجھاتا آیا تھا کہ وہ اس کا بیٹا ہے، خیام کا نہیں!

"یس پاپا!" علی نے سمجھداری سے سر ہلایا، حالاں کہ آدھی باتیں اس کے چھوٹے سے ذہن کے لیے بہت بڑی تھیں۔

"!That's my boy"

گاڑی کھلے گیٹ سے اندر لے جاتے، مسکرا کر اسے دیکھا جو اشتیاق سے اس محل نما

گھر کو دیکھ رہا تھا۔

"اور یہ ہم علی کے گھر پہنچ گئے ہیں۔" صارم نے پورچ میں گاڑی روکتے کہا اور باہر نکل کر گھومتا ہوا اس کی طرف آیا پھر دروازہ کھولا۔

"یہ میرا گھر ہے؟" علی نے خود کو اٹھاتے صارم سے پوچھا، آنکھیں حیرت سے بڑی کر رکھی تھیں۔

"بالکل! آپ کا ہے۔" اس نے اپنی ناک علی کے رخسار پر رگڑی۔

"ہپی!" وہ خوشی سے تالی بجاتا بولا۔

"میرا شہزادہ آگیا؟" خیّام نے گاڑی کی آواز سن کر گھر سے باہر ہی ان کا استقبال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

صارم نے اسے دیکھ کر علی کو نیچے اتارا، وہ بھاگتا ہوا خیام کی طرف بڑھا۔

"پاپا!" اس کی پکار پر صارم نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا، اس کی ساری محنت خیام کی ایک جھلک پر ہی اکارت گئی تھی۔

"آجا چیتے!"خیّام نے ہنستے ہوئے جھک کر اسے گلے لگایا۔

"یہ والے پاپا نے کہا ہے یہ میرا گھر ہے؟"علی نے اپنے قریب آچکے صارم کی طرف اور پھر گھر کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔اس نے قہقہہ لگایا۔

"یہ والا پاپا ہے تو اس کے لیے!"ہنستے ہوئے صارم سے کہا جو اپنے بیٹے کی حرکتوں پر قربان ہوا جارہا تھا۔

"سارے راستے سمجھاتا آیا ہوں اسے۔۔۔لیکن لگتا ہے اس معاملے میں اپنے چاچو پر چلا گیا ہے!"اس نے علی کے ہوا سے بے ترتیب ہوچکے بال سلجھاتے کہا۔

"اس کو سمجھ بھی صرف اپنے چاچو کی ہی آنی ہے۔تم جاؤ بھابی اور مما کو حوصلے سے بتاؤ۔۔۔اپنے گول گپے کو میں دیکھ لوں گا۔"آخر میں اس کا گال چوما۔صارم سر ہلاتا اندر چلا گیا۔

اس نے قریب ترین کھڑی گاڑی کے ڈکے پر علی کو بٹھایا،لان کی کرسیوں تک بھی لے جاسکتا تھا لیکن اندر سے دیکھ لیے جانے کا خدشہ تھا۔بہتر یہی تھا کہ پہلے صارم

سکون سے ان کو ساری بات سمجھاتا اور پھر وہ علی سے ملتیں۔

"ایک کہانی سناؤں علی؟" خیّام نے پوچھا تو علی نے زور زور سے سر ہاں میں ہلایا۔

"اس سے پہلے مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ یہ جو ابھی اندر گیا ہے صارم، یہ کون ہے؟"

"وہ کہہ رہے تھے وہ میرے انکل نہیں پاپا ہیں۔۔۔ لیکن مجھے آپ زیادہ پسند ہو!"

علی نے اس کے سینے سے لگتے کہا، وہ اسے ساتھ لگاتا ہنسا۔

"تیرے پاپے کو پتا چلا تو اس نے مجھے تیرا چاچا بھی نہیں رہنے دینا!"

اس معصوم کو اس کی بات سمجھ ہی نہیں آئی تھی تو جواب کیا دیتا؟

"اچھا! سٹوری سنو۔۔۔ یہ جو ابھی اندر گیا ہے نا یہ میرا بڑا بھائی ہے۔ اس کا ایک بالکل چھوٹا سا بے بی تھا، اتنا سا!" اس نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے بتایا۔

"میرے سے بھی چھوٹا؟" علی نے حیران ہوتے پوچھا، وہ مسکرایا۔

"ہاں! بہت چھوٹا لیکن آپ کو پتا ہے پھر کیا ہوا؟" افسردہ سی شکل بنا کر پوچھا۔

"کیا ہوا؟ وہ آنکھیں پوری کھولے جاننے کا منتظر تھا۔

"وہ گم ہو گیا!" خیام نے کہہ کر اس کے رد عمل کا انتظار کیا۔آیا وہ جانتا بھی ہے کہ گم ہونا کیا ہوتا ہے یا نہیں؟

"اوہ نو! انکل تو بہت روئے ہوں گے میرا بھی جب ریزر گم ہو جاتا ہے تو میں بہت روتا ہوں۔"افسردگی سے بتایا،اپنے گم ہو چکے ریزرز کا دکھ نئے سرے سے جاگا تھا۔خیام نے بڑی مشکل سے خود کو قہقہہ لگانے سے روکا۔

"بالکل! وہ بہت رویا تھا۔اچھا! آپ کو اپنا ریزر بعد میں مل جاتا تھا کیا؟"

"نہیں!"روندھی سی شکل بنائی۔

"لیکن صارم کو اس کا بے بی واپس مل گیا ہے علی! اور وہ آپ ہو۔۔۔"اس نے علی کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ دیکھی اور جان گیا کہ ابھی مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔

"نہیں سمجھ آئی؟"

اس نے معصومیت سے سر نفی میں ہلا دیا۔

"اچھا۔۔۔اگر آپ کو اپنے سارے گم شدہ erasers واپس مل جائیں تو کیا کرو گے؟"

"میں بہت، بہت خوش ہوں گا!" بانہیں پھیلا کر کہا، "اور ان کو ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گا۔۔۔پھر کبھی گم نہیں کروں گا۔"

"اسی طرح علی! آپ صارم کا وہ بے بی ہو جو اس سے گم ہو گیا تھا۔۔۔اب آپ اس کو مل گئے ہو تو وہ بھی بہت خوش ہے اور اگر آپ اپنے پاپا کو انکل کہو گے تو اس کی خوشی خراب ہو گی نا؟"

"ہوں!" کچھ کچھ سمجھ کر سر ہلایا، "مطلب وہ میرے انکل نہیں پاپا ہیں؟ یپی! میرے دو پاپا ہیں۔" چھوٹی چھوٹی دو انگلیوں کی وی بنا کر اسے دکھائی۔

"نہیں! میں آپ کا پاپا نہیں، چاچو ہوں۔" ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما۔

"چاچو؟" اس نے ابرو اٹھاتے الجھ کر کہا۔

"ہاں یار! پاپا کے بھائی کو چاچو کہتے ہیں۔اب پاپا آپ کی ماما کو لینے گئے ہیں۔وہ آپ

کو دیکھ کر بہت زیادہ روئیں گی تو آپ نے پریشان نہیں ہونا۔ ٹھیک ہے؟"

"وہ کیوں روئیں گی؟ وہ پاپا کی طرح میرے ملنے پر خوش نہیں ہیں؟" الجھ کر پوچھا، خیام کا جی چاہا اپنا ماتھا پیٹ ڈالے۔

"خوش تو ہیں لیکن وہ آپ کو بہت دیر بعد دیکھیں گی نا۔۔۔ جب گم ہوئے تھے تو چھوٹے سے تھے، اب اتنے بڑے ہو گئے ہو اور انہوں نے آپ کو بہت مس کیا، اس لیے روئیں گی۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اریشہ تیزی سے دروازہ کھولتی باہر آئی۔ بھیگے رخساروں اور تیز تنفس کے ساتھ دائیں بائیں دیکھا اور ان پر نظر پڑتے ہی دوڑتی ہوئی ان تک آئی۔

"میرا صدام۔۔۔؟" فوراً سے پہلے اسے خود میں بھینچا، آنسو گرتے چلے گئے۔

"علی! یہ آپ کی ماما ہیں۔" خیام نے اس کی پریشان صورت دیکھ کر کہا اور دہلیز پر کھڑیں آنسو بہاتی عائشہ ابراہیم کو دیکھا جو ابراہیم شاہ کے کندھے سے سر ٹکائے ہوئے تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

صارم ان سے چند قدم دور کھڑا تھا۔

"ماما! آپ نہیں روئیں نا؟" علی نے پیچھے ہو کر اس کے آنسو صاف کرنے چاہے، اریشہ نے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما پھر جا بجا چہرہ چومنے لگی۔ وہ ماں کے آنسو اپنے چہرے پر گرتے محسوس کر کے بھی اس کے پیار کرنے پر کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

"میرا صدام! میرا بیٹا!" اریشہ نے اسے دوبارہ سینے سے لگایا، جب اس کے وجود کی خوشبو پر اور اس بات پر یقین آ گیا کہ وہ اس کا ہی بیٹا ہے تو اسے ساتھ لے کر نیچے زمین پر بیٹھی اور دھاڑیں مار کر رونے لگی۔ صارم تیزی سے اس کی طرف بڑھا، عائشہ ابراہیم نے آگے بڑھنا چاہا لیکن ابراہیم شاہ نے روک لیا۔

"کیوں؟ اللہ! کیوں اسے مجھ سے دور کیا؟ کیوں؟" اس کے ہذیانی انداز میں چیخنے پر علی سہما تھا۔ وہ دوزانو ہو کر اس کے پاس بیٹھا۔

"اریشہ، میری جان! سنبھالو خود کو۔۔۔ علی پریشان ہو رہا ہے۔" اس کے بال کان کے پیچھے اڑستے، رخسار پر ہاتھ رکھے سرگوشی کی۔

"یہ علی نہیں ہے، میرا اصدام ہے! خبردار۔۔۔یہ میرا اصدام ہے!" صارم کا ہاتھ جھٹک کر علی کو زور سے خود میں بھینچ لیا۔

"ہمارا اصدام ہی ہے لیکن تمہیں پرسکون ہونے کی ضرورت ہے!" اس کے ہچکیاں بھرتے وجود کو کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا، علی آنکھیں پھیلائے اپنے ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا اصدام۔۔۔میری جان!" اریشہ نے اس کی آنکھیں، ناک، ماتھا، ہونٹ ہر چیز چومی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ اسے خود میں اتنا بھینچتی کہ وہ اس کے وجود کا حصہ بن جاتا۔۔۔جو اس سے دوبارہ کبھی جدا نہ ہوتا!

"آپ کہاں چلے گئے تھے میری جان۔۔۔ماما اتنا روئی تھی آپ کو پتا ہے؟"

"مجھے چاچو نے بتایا ہے!" اس نے مسکراتے ہوئے خیام کی طرف دیکھا۔

"اور یہ بھی بتایا ہے کہ آپ نے مجھے مس کیا تھا اس لیے اور زیادہ روئیں گی لیکن اب آپ نہ رو؟ اب تو میں آگیا ہوں نا؟" اس نے ماں کا چہرہ ننھے ہاتھوں میں بھرا

اور اس کا بھیگا رخسار چوما۔اریشہ کے آنسو بغیر کسی توقف کے بہہ رہے تھے۔

"ماں صدقے! میرا شہزادہ آگیا ہے۔"اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑا۔صارم نے علی کے سر کی پشت پر ہاتھ رکھا اور اریشہ کے بالوں پر بوسہ دیا۔

ان تینوں نے نم آنکھوں اور مسکراتے لبوں سے چار سال بعد صارم کی فیملی کو مکمل ہوتے دیکھا۔

"اور ماما! میرا نام علی ہے۔"اس نے گال پھلاتے کہا،خیام ہنستا ہوا ایک گھٹنا موڑ کر نیچے بیٹھا اور اس سے مخاطب ہوا۔

"یار علی! ماما نے آپ کے گم ہونے سے پہلے آپ کا نام صدام رکھا تھا۔"

"اوہ!"اس نے ہونٹ سکیڑے۔اریشہ نے آنسو صاف کیے اور اس کے ہونٹوں پر پیار کیا۔وہ اسے دیکھ دیکھ کر نہیں تھک رہی تھی۔۔۔چار سال اس کے بغیر رہی تھی۔۔۔چار سال علی نے کس طرح گزارے ہوں گے یا اس کے کس طرح گزرے تھے۔۔۔سوچوں نے پھر سے ٹوٹ کر بکھرنے کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا!

"اریشہ ؟" صارم نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا اور سر نفی میں ہلایا۔

"چار سال بہت رو لیا۔۔۔اب مت رو ؟" نم آنکھوں سے التجا کی، اریشہ کے آنسو اس کی مانے بغیر گرتے چلے گئے۔ صارم نے اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھے اور آنکھیں بند کیں۔

"پپی !" علی نے خوش ہو کر تالی بجائی، وہ روتے روتے ہنس دی۔

"میری زندگی !" اس کے رخسار پر اپنا رخسار ٹکایا۔

"علی یار ! دادی سے بھی مل لو۔۔۔کب سے کھڑی روئے جا رہی ہیں۔" خیام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور عائشہ ابراہیم کی طرف اشارہ کیا۔ اریشہ نے بھی چونک کر ان کی طرف دیکھا ورنہ اسے صدام کے علاوہ اور کسی کا ہوش نہیں تھا۔ خیام نے علی کو لینا چاہا لیکن وہ اسے ابھی ابھی تو ملا تھا؟ چار سال کی پیاسی ممتا اتنی جلدی سیر اب کیسے ہوتی ؟

"اریشہ ! صدام اب یہیں ہے۔۔۔کہیں نہیں جا رہا۔" صارم نے اسے تسلی دی تو

اس نے ہچکچاتے ہوئے علی کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔خیام اسے لے کر عائشہ ابراہیم کی طرف بڑھا،وہ آدھے راستے میں ان سے ملیں اور اپنے پوتے کو چوم کر سینے سے لگایا۔

صارم نے شانوں سے تھام کر اسے اپنے ساتھ کھڑا کیا اور وہ سب گھر کے اندر آئے۔دادی،دادا سے ملنے کے بعد علی پھر سے اس کی گود میں تھا اور وہ اس کی بلائیں لیتی نہیں تھک رہی تھی۔

اس کے ساتھ ڈھیروں باتیں کرنے کے بعد علی اس کی گود میں ہی سو گیا تھا۔سب ہی لاؤنج میں بیٹھے معمول کی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

اریشہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتی،ٹکٹکی باندھے اس کے معصوم چہرے کو دیکھ رہی تھی۔چار سال بعد ہی سہی۔۔۔اس کی اولاد صحیح سلامت اسے دے دی گئی تھی۔اب وہ تشکر کی کیفیت سے گزر رہی تھی۔

دماغ جذباتی توڑ پھوڑ اور جھٹکوں سے تھوڑا سنبھلا تو بہت سے سوالیہ نشان پیدا

ہونے لگے۔ وہ ابھی کے لیے انہیں نظر انداز کر کے اپنے صدام پر توجہ دینا چاہتی تھی لیکن جب سوالوں کا شور بڑھتا گیا تو اسے چیخ کر بولنا پڑا۔

"صارم! تم کب مجھے ساری حقیقت سے آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"جب تم کہو؟" وہ چاہتا تو تھا کہ یہ گفتگو اکیلے میں ہو پر خیر!

"مجھے ابھی جاننا ہے!" دو ٹوک بولی۔

"اٹھو تم! چار بج رہے ہیں، دو تین گھنٹوں میں ایونٹ شروع ہو جانا ہے تمہارا۔۔۔ کوئی کام نہیں ہے تمہیں؟" ابراہیم شاہ نے فون میں گھسے بیٹھے خیام کو لتاڑا۔

"والد صاحب! یہ میرے ہاتھ میں موجود ڈبہ کس لیے ہے؟ یہ آپ کا زمانہ نہیں۔۔۔ ٹیکنالوجی کا ہے! بیٹھے بیٹھے ہی سب کچھ اس مشین پر ہو جاتا ہے۔۔۔ یقین کریں؟" انہیں خود کو گھورتا پا کر موبائل ان کے سامنے کر کے یقین دلانا چاہا۔

"بکواس بند کرو اور اٹھ چلو!" انہوں نے آنکھ سے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ سمجھ کر ہونٹ سکیڑے اٹھا اور سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ابراہیم

شاہ بھی بیگم سمیت اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا بیٹا چار سال تک کہاں تھا صارم؟" اس نے تنہا ہوتے ہی سخت لہجے میں پوچھا۔

"یقین کرو میں نے بہت سوچا ہے لیکن۔۔۔

There's no way to sugarcoat it!"

گہری سانس لے کر کہا۔

"Good! Cause I only want the truth... the real one!"

"صدام کو ہسپتال سے اغوا کیا گیا تھا!" بے تاثر لہجے میں کہا، اس کا غصہ ایک ہفتے سے ضبط کرتے کرتے سرد مہری سی نفرت میں تبدیل ہو چکا تھا۔

"ک۔کس نے؟" لڑکھڑاتی زبان سے سوال کیا، وہ جواب سے ڈر رہی تھی اور وہی ہوا۔۔۔اس کا ڈر سچ نکلا۔

"حشمت خان۔"

"ک۔کیوں؟" سسکی روکنے کے لیے چہرے پر ہاتھ رکھا۔

آج کے دن کا دوسرا دھچکا تھا۔

"میں نہیں جانتا!" کندھے اچکا کر کہتا اس کے سامنے سے اٹھا اور ساتھ آکر بیٹھا۔

"ابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" جیسا بھی تھا اس کا باپ تھا۔اریشہ نے پانی سے لباب بھری آنکھوں سے صارم کو دیکھا۔اس امید کے ساتھ کہ وہ ابھی اس کے باپ کو اس الزام سے بری کر دے گا!

"میں واقعی نہیں جانتا اریشہ! ورنہ تم سے ہرگز نہ چھپاتا۔" بازو صوفے کی پشت پر رکھا اور ہاتھ سے اس کے ابرو کا کنارہ سہلایا۔

"کوئی بھی باپ اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ نفرت کیا ایسا ہی بے مہر جذبہ ہے؟ کوئی اپنی ہی اولاد سے نفرت کیسے کر سکتا ہے؟" آواز سرگوشی سے زیادہ بلند نہ تھی۔جذبات کے ریلے میں آنسو بہتے ہوئے پلکوں کی باڑ توڑ کر گرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"میرے پاس کسی سوال کا جواب نہیں ہے!" سر نفی میں ہلایا، اریشہ نے لب بھینچے۔

"لیکن مجھے جواب چاہئیں! مجھے ان سے جواب چاہئیں۔۔۔!" ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑتے پختہ لہجے میں کہا، صارم نے سر ہلایا۔

"ہوں! لے چلتا ہوں تمہیں۔"

"صدام بھی ہمارے ساتھ جائے گا۔۔۔ میں مزید ایک پل کے لیے بھی اپنے بیٹے سے دور نہیں ہونا چاہتی!" اسے سکون سے سوتے دیکھ کر پلکوں پر رکا قطرہ رخسار پر لڑھکا۔

"ٹھیک ہے۔" صارم نے انگوٹھے کی مدد سے صاف کر دیا۔

اریشہ نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھا اور علی کو تھپکنے لگی۔ وہ ایک ہی وقت میں متضاد کیفیات کا شکار تھی۔۔۔ ایک طرف ممتا کی تسکین تھی اور دوسری طرف باپ نے زندہ ہوتے ہوئے بھی یتیمی کا ذائقہ چکھا دیا تھا!

www.novelsclubb.com

......

"کون ریاض؟" حشمت خان فون کان سے لگائے اپنی اسٹڈی میں بڑی سی لکڑی کی میز کے پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھے تھے۔دوسری طرف سے وہی بوکھلائی ہوئی آواز آئی۔

"لائف کیئر ہسپتال کا ڈائریکٹر ریاض! جہاں سے آپ کے بیٹے نے ابراہیم شاہ کا پوتا اغوا کیا تھا۔" لہجہ ذرا تلخ تھا۔حشمت خان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیوں فون کیا ہے؟"

"پولیس نے ابراہیم شاہ کے کہنے پر ہسپتال پر ریڈ کی ہے۔۔۔میرا ہسپتال سیل ہو چکا ہے اور نومولود بچوں کے اغوا کے الزام میں وہ ڈاکٹر اندر ہے۔اسے کتنا وقت لگے گا میرا نام لیتے ہوئے؟"

حالاں کہ ڈاکٹر بے قصور تھی۔

"ہوں!" انہوں نے پر سوچ ہنکارا ابھرا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے تو کہا تھا وہ مر چکا ہے؟" دوسری طرف سے جھلائی ہوئی آواز آئی۔

"کون؟" وہ اپنی سوچوں سے چونک کر باہر نکلے اور پوچھا، الجھے ہوئے ذہن نے اس کے لہجے پر دھیان نہیں دیا تھا ورنہ وہ ایسے لہجوں کے عادی نہیں تھے!

"ابراہیم کا پوتا۔"

"مطلب ابراہیم جان چکا ہے؟" خود سے ہی بڑبڑائے، بھلا کہاں غلطی ہوئی ہے؟

"ہیلو؟!" اونچی آواز میں پکارا گیا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟" اکتا کر پوچھا۔

"خان صاحب! میری زندگی بھر کی محنت، میرا ہسپتال بند کر دیا گیا ہے۔۔۔ میں کسی بھی وقت گرفتار ہو سکتا ہوں اور آپ ابھی پوچھ رہے ہیں میں کیا چاہتا ہوں؟"

ترش لہجہ اب حشمت خان سے نظر انداز نہیں ہوا تھا۔

"تو؟ مجھے ان میں سے کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا!" بے تاثر لہجہ تھا۔

"حشمت خان! میں اگر پکڑا گیا تو تمہارا نام لینے سے مجھے بھلا کیا چیز روکے گی؟"

'آپ' سے 'تم' پر بڑی جلدی اتر آیا تھا۔

"شوق سے لینا میرا نام اور پھر اگر پولیس نے چھوڑ دیا تو حشمت خان سے بچنے کے لیے پہلی فرصت میں پناہ بھی ڈھونڈ لینا!" سرد لہجے میں کہہ کر فون رکھ دیا۔

کرسی گھما کر سیدھی کی اور قیمتی انگوٹھیوں سے سجے ہاتھ لکڑی کی میز پر ایک دوسرے سے ملائے۔ وہ بھاری جسم، بھرے ہوئے چہرے اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ جسم پر ہمیشہ قیمتی سے قیمتی سوٹ اور ہاتھ میں اعلیٰ سے اعلیٰ سگار ہوتا تھا۔ کچھ دیر سفید بھنویں آپس میں ملائے، آنکھیں سکیڑے اپنے سامنے موجود خاتم کاری کے گیے قلم دان کو گھورتے رہے پھر کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ بند پلکوں کے پیچھے چار سال پہلے کے مناظر کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔

چار سال پہلے۔۔۔

"آپ اپنی ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ ہمیں اس کی شکل دیکھے دو سال ہو گئے ہیں ابّا! آج وہ ہسپتال میں ہے۔۔۔ میرا بھانجا ہو گا یا بھانجی؟ نہیں پتا! وہ کیسی ہو گی؟

نہیں پتا!" ولید ایک مرتبہ پھر سے ہارا ہوا مقدمہ لڑنے کو تیار تھا۔

حشمت خان نے تو اس کا نام لینے پر پابندی لگا رکھی تھی، اس سے ملنے کی اجازت کس طرح دے دیتے؟

"میں اپنی ضد چھوڑ دوں؟ اس نے پچھلے دو سال ایک دفعہ بھی پلٹ کر دیکھا؟ یہاں کوئی مر رہا ہے یا جی رہا ہے۔۔۔ اس نے پوچھا؟ وہ ضد کی اتنی پکی ہے تو میں بھی اسی کا باپ ہوں!" ان کے سخت لہجے پر ولید خان نے بڑی مشکل سے خود کو سچ کہنے سے روکا۔ وہ ان سے رابطے میں تھی لیکن حشمت خان کی طرح اسے بھی اپنی ناک رشتوں سے زیادہ عزیز تھی۔ ان سب سے وعدہ لے رکھا تھا کہ وہ حشمت خان سے ایک لفظ نہیں کہیں گے!

"لیکن اس کو آپ کی، ہم سب کی ضرورت ہے اس وقت۔۔۔"

وہ حشمت خان کا بیٹا ہونے کے باوجود دل کا بہت نرم تھا اور اپنی تینوں بڑی بہنوں سے محبت بھی بہت کرتا تھا۔

"ولید خان! اس کو ضرورت ہے تو وہ خود کہے۔۔۔ تم کیوں اس کی زبان بول رہے ہو؟"

"وہ جانتی ہے اسے ہماری ضرورت ہے! ہم بھی جانتے ہیں کہ اسے ہماری ضرورت ہے! لیکن کوئی کچھ نہیں بولے گا، نہ کرے گا۔ کیوں کہ آپ دونوں اپنی خودساختہ اناؤں میں قید یہ بھول رہے ہیں کہ خون کے رشتے صرف منہ سے کہنے سے نہیں ٹوٹتے۔۔" وہ بے چینی سے کہتا اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

"ولید! تم کب بڑے ہوگے؟ دو سال ہو گئے ہیں تمہیں یہ مقدمہ لڑتے ہوئے؟ لیکن دلائل آج بھی ناکافی ہیں۔" ان کو اپنا اکلوتا سپوت اکثر و بیشتر مایوس ہی کیا کرتا تھا۔ نہ وہ ان کی طرح سوچتا تھا، نہ بولتا تھا اور نہ ہی عمل کرتا تھا۔

یہ کام اریشہ کرتی آئی تھی اور اب بھی کر رہی تھی!

"وہ اس لیے کیوں کہ آپ دونوں اپنی ضد سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں اور لگتا ہے اب مجھے باتوں کے علاوہ کچھ کرنا پڑے گا!" پرسوچ انداز میں بولا۔ اب

باتوں کی نہیں، عمل کی ضرورت تھی۔وہ ان دونوں کو آمنے سامنے لانے اور ان کی ضدوں کو توڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

"کیا کرو گے ؟"ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، صوفے کی پشت پر بایاں بازو پھلائے بیٹھے تھے۔دائیں ہاتھ سے ہونٹوں پر آئی مسکان چھپا رکھی تھی۔

"تھوڑی دیر میں پتا چل جائے گا آپ کو۔۔۔وزیر صاحب!"ان کو خظ اٹھاتا دیکھ کر چبا کر کہتا، دروازے کی طرف بڑھا۔وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں اور وہی انہوں نے کہہ بھی دیا۔

"تم سے نہیں ہو پائے گا ولید خان۔۔۔رہنے دو!"

وہ ٹھہرا۔

"آج یا تو آپ کی ضد باقی رہے گی یا ولید خان!"پلٹ کر گھمبیر تا سے کہتا چلا گیا۔

اگر اس کے بعد بھی وہ دونوں اسی طرح رہے تو وہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے گا۔

www.novelsclubb.com

اس کے لہجے کی سنگینی پر حشمت خان کے ہونٹوں کی مسکراہٹ سمٹی۔وہ کیا کرنے والا ہے؟پریشانی سے سوچا لیکن پھر یہ سوچ کر سر جھٹکا کہ وہ کر ہی کیا سکتا ہے؟

ایک گھنٹے بعد انہیں اس کی فون کال موصول ہوئی۔

"مبارک ہو نانا جان!نواسہ ہوا ہے آپ کا۔"ولید کی چہکتی آواز نے ان کے ماتھے پر بل ڈالے۔

"تم اس کے پاس کیا کر رہے ہو؟"آنکھیں سکیڑے،سخت لہجے میں پوچھا۔

"اس کے پاس نہیں ہوں،اپنے بھانجے علی کے پاس ہوں!"ولید نے فون کان اور کندھے کے درمیان اڑسا رکھا تھا اور اس کا سارا دھیان اپنے بازؤں میں موجود سفید کپڑے میں لپٹے گڈے پر تھا۔جس کے کان میں اس نے چند لمحے پہلے اذان دی تھی۔

"ولید!"تنبیہی پکار تھی کہ اب بہتر یہی ہے مجھے ساری بات بتا دو؟

"یہ ہسپتال کے مالک سے بات کریں۔۔۔ورنہ وہ مجھے میرا ہی بھانجا اغوا کرنے کی

اجازت نہیں دے رہا!"اس نے آنکھیں گھماتے فون اسپیکر پر کیا۔میز کے دوسری طرف بیٹھا ریاض عارف ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"تمہیں پتا ہے تم کیا کر رہے ہو؟"تیز لہجے میں اس سے پوچھا۔

"خان صاحب!میں واقعی نہیں جانتا تھا یہ آپ کے بیٹے ہیں ورنہ انہیں اتنی دیر۔۔۔"ریاض نے گھبراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"تم سے کون پوچھ رہا ہے گدھے؟"وہ جھنجھلاہٹ میں اونچا بولے،ولید نے جلدی سے اسپیکر بند کر کے فون کان سے لگایا۔

"وہ حشر بگاڑ دے گی تمہارا۔۔۔تم جانتے ہو!"ان کی گرجدار آواز اس کے کانوں تک پہنچی۔

"اس کی آپ چھوڑیں!اپنی بتائیں۔۔۔ڈر گئے ہیں نا؟"وہ مسکرایا،اس بار حشمت خان کو حیران کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔جب کہ وہ اس کے سوال پر چپ تھے۔

"ہم دونوں جانتے ہیں جو کام اریشہ اور ہم سب مل کر نہیں کر سکے وہ اس کی اولاد کر

دے گی!" فاتحانہ لہجہ تھا، اسے ابھی سے اپنی جیت کا یقین تھا۔

"میں آدھے گھنٹے تک آرہا ہوں۔۔۔آپ اپنی ہار کے لیے خود کو تیار کر لیں؟!" مسکراتے لہجے میں کہتا علی کو لیے اٹھا اور ریاض عارف کو سر ہلا کر الوداع کہتے دروازے کی طرف بڑھا۔

"گاڑی دھیان سے چلانا!" انہوں نے گہری ہار مانتی سانس لی۔ وہ جب بہت زیادہ خوش ہوتا تھا تو لاپرواہی بہت ہو جایا کرتا تھا۔ چیزیں گرا دیتا تھا۔۔۔خود فرنیچر سے ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے ان کی ہدایت سنی۔

"آپ فکر مت کریں۔۔۔اپنی جان سے پیارے علی کی جان خطرے میں نہیں ڈالوں گا، خدا حافظ!" راہداری کے سرے پر رکا، جہاں دور صارم شاہ ٹہلتا دکھائی دیا۔ باقی چار افراد کرسیوں پر بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔

"بہت معذرت صارم بھائی! لیکن تھوڑا سا انتظار اور کرنا پڑے گا۔" وہ آہستگی سے کہہ کر پلٹ گیا۔

علی کو سینے سے لگائے چلتا ہوا ہسپتال سے باہر کھڑی اپنی گاڑی تک آیا۔ شام ڈھل چکی تھی، مصنوعی روشنیاں اپنا کام دینے لگی تھیں۔

اگلا دروازہ کھول کر گاڑی کی سیٹ پر رکھی بے بی سیٹ پر علی کو لٹایا جو وہ ہسپتال آتے ہوئے خرید کر لایا تھا اور اس کے نازک سے وجود کے گرد بیلٹ جوڑی۔ وہ انگوٹھا منہ میں ڈالے سو رہا تھا۔ ولید نے مسکراتے ہوئے اس کا ماتھا چوما، یہ اس کا اس دنیا میں آنے کے بعد پہلا بوسہ تھا ورنہ اریشہ تو اسے ایک نظر دیکھ کر ہی درد اور تھکاوٹ سے آنکھیں بند کرتی سو گئی تھی۔ وہ گھومتا ہوا دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی آگے بڑھائی۔ پوری احتیاط سے گاڑی چلاتے اس کے سرخ و سفید چہرے کو بھی وقفے وقفے سے دیکھ لیتا تھا۔

ٹھیک ہے! اریشہ اس سے بہت ناراض ہو گی۔۔۔ لیکن کم از کم ان دونوں باپ بیٹی کی ایک دوسرے کے سامنے آنے کی ضد تو ٹوٹے گی۔

وہ گھر پہنچتے ہی صارم کو فون کر کے بتانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ان کے گھر کی پہلی اولاد

تھی، وہ جانتا تھا سب دوڑے چلے آئیں گے۔ ناراضی بھی متوقع تھی مگر اس کی نیت صاف تھی وہ یقیناً سمجھ جائیں گے۔

اس دفعہ ولید خان کو یقین تھا کہ وہی کامیاب ہو گا۔۔۔ حالاں کہ یقین تو انسان کو ایک کے بعد دوسری آنے والی سانس کا بھی نہیں ہوتا!

علی کے رونے پر کچھ دیر کے لیے اس کی سڑک سے توجہ ہٹی، ٹرک کی ہیڈ لائٹس اس کے چہرے پر پڑیں تو اس نے سامنے دیکھا۔ ٹرک اتنا قریب تھا کہ گاڑی دائیں، بائیں کرنے کی صورت میں بھی حادثے سے بچا نہیں جا سکتا تھا۔ دو ہی انتخاب تھے۔۔۔ یا تو خود گاڑی سے کود جائے یا علی کو پھینک دے۔ اس نے دوسرا چنا!

ٹرک سے ٹکرانے سے پہلے علی کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے سیٹ سمیت باہر پھینک دیا۔ پھر وہ خود کہاں گرا؟ کہاں کہاں شیشے چبھے؟ سر پر لگی چوٹ سے کتنا خون نکلا؟ کوئی ہوش نہیں تھا۔

بونٹ سے نکلتا دھواں آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ خالی سڑک پر دو متصادم

گاڑیوں اور روتے ہوئے علی کے سوا کوئی نہیں تھا۔

ولید کے کانوں پر ایک تسلسل سے آتی آواز بری طرح بج رہی تھی۔اس نے بمشکل پلکیں ایک دوسرے سے علیحدہ کیں، ہر چیز گردش کرتی دکھائی دی۔آنکھیں کسی ایک نکتے پر مرتکز ہونے سے انکاری تھیں۔اس نے سیدھا ہونا چاہا، گئیر نچلی دو پسلیوں پر لگتا انہیں توڑتا خود بھی ٹوٹ چکا تھا۔پھیپھڑوں میں بہتے خون نے سانس لینا دشوار کر دیا تھا۔پھر سے کوشش کی، گہری سانس بھرتا سیدھا ہوا۔۔۔

پھیپھڑوں میں بھرا خون منہ سے باہر نکلا۔

ولید خان کو اپنی موت کی آہٹیں صاف سنائی دینے لگی تھیں لیکن وہ بغیر کوشش کے ہار نہیں ماننا چاہتا تھا!

علی کی آواز کے علاوہ بھی کچھ کان میں پڑ رہا تھا، کیا؟اس نے خون اگلتے غور کرنا چاہا۔۔۔کیا یہ تیزی سے جلتی تاروں کی آواز تھی؟گاڑی کا بونٹ آگ اگل رہا تھا۔

دماغ بڑی سستی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔۔۔اس نے خود کو بچانے کی آخری کوشش کرنی

چاہی اور بھاری ہو چکا ہاتھ سست روی سے دروازے کے لاک کی طرف بڑھایا۔

لاک کھولتے ہاتھ رکھ کپکپا رہے تھے۔۔۔دروازہ تھوڑا سا کھلا۔اس نے پورا کھولنا

چاہا لیکن اس سے پہلے ہی زوردار دھماکے کے ساتھ گاڑی کا انجن پھٹا۔

دیکھنے والا کوئی تھا نہیں لیکن اگر ہوتا تو کہتا:

پلک جھپکنے سے پہلے پوری گاڑی آگ کی لپیٹ میں تھی!

لپکتے شعلوں کی تپش نے فٹ پاتھ پر بے بی سیٹ میں پڑے علی کے رونے میں

اضافہ کیا۔

ولید نے آنکھیں کھول کر شعلوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔منہ اور ماتھے سے نکلتا

سرخ مائع دہکتی نارنجی روشنی میں چمک رہا تھا۔تکلیف ہی تکلیف تھی،اس کا ماس

جلنے لگا تھا۔اس کے بعد زندگی بس لمحوں کا کھیل تھی۔

آخری احساس بھی بے حد تکلیف کا تھا۔

روح نکلنے کی تکلیف!

پھر آنکھیں بے نور ہو گئیں!

حشمت خان پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ کتنی ہی مرتبہ اس کا نمبر ملا چکے تھے لیکن اس کا فون بند تھا۔ آدھے گھنٹے کا کہہ کر اتنی دیر کر چکا تھا۔ ان کو طرح طرح کے وسوسے ستانے لگے۔

"رفیق! رفیق!" انہوں نے ملازم کو اونچی اونچی آوازیں لگائیں۔

"جی خان؟" ادھیڑ عمر رفیق ہاتھ باندھتا ان کے سامنے حاضر ہوا۔

"گاڑی نکالو! ہمیں جانا ہے۔" ہاتھ میں پکڑا آدھ جلا سگار ایش ٹرے میں پھینکا اور اٹھے۔

www.novelsclubb.com

"کہاں جانا ہے؟" رفیق نے ان کے پیچھے چلتے پوچھا۔

"ہسپتال۔" جواب دے کر ہونٹ بھینچے اور دروازہ کھول کر باہر آئے۔ تیز تیز قدم اٹھاتے گاڑی تک پہنچے اور خود ہی دروازہ کھول کر اندر بیٹھے، ورنہ اس طرح کے کام نوکروں سے کروانا وہ اپنی شان سمجھتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رفیق نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور انجن چلا کر گاڑی آگے بڑھائی۔

"جانتے ہو ولید کون سے ہسپتال گیا ہے؟" سڑک پر آتے ہی اس سے مخاطب ہوئے۔

"جانتا ہوں خان! چھوٹے خان نے اریشہ بی بی کا پتا کرنے کے لیے بلال کو بھیجا تھا۔" اس نے سر ہلاتے جواب دیا تھا، بلال اس کا بیٹا تھا۔

"جلدی کرو رفیق!" ابھی تقریباً دس منٹ کا راستہ ہی کٹا تھا جب رفیق کے رفتار کم کرنے پر وہ تیزی سے بولے۔ دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑک اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی حادثہ ہوا ہے۔۔۔ آگے رش ہے۔" رفیق نے دو تین گاڑیوں کی چھوٹی سی قطار کے پیچھے گاڑی سست روی سے آگے لے جاتے جواب دیا۔

"گاڑی روکو!" اس کا کندھا پکڑ کر زور سے ہلایا، رفیق نے فوراً بریک پر پاؤں رکھا۔

وہ بدحواس سے جلدی سے دروازہ کھول کر باہر آئے اور جائے حادثہ کی طرف

بھاگے۔رفیق بھی تیز رفتاری سے ان کے پیچھے آیا۔دو، تین مردوں کو پیچھے ہٹاتے ٹرک اور جلی ہوئی گاڑی کے قریب ہوئے جس سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ارد گرد پولیس،فائر بریگیڈ کی گاڑیاں اور عملے کے علاوہ دو چار راہگیر تھے۔

گاڑی پہچانتے ہی انہیں اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔تارکول کی سڑک پر گھٹنے ٹیکے۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" پاس کھڑا پولیس ہلکار ان سے مخاطب ہوا۔

"چھوٹے خان کی گاڑی ہے۔"رفیق نے بھی دیکھ کر دکھ سے تبصرہ کیا۔

"اور آپ مرنے والے کے کیا لگتے ہیں؟"اسی آدمی نے رفیق سے پوچھا۔

حشمت خان نے اوندھے منہ گرنے سے بچنے کے لیے سڑک پر ہاتھ ٹکائے۔

"ولید؟!"مدھم سی سرگوشی تھی۔انہوں نے تکلیف سے آنکھیں بند کیں۔ان کا ولید مر چکا ہے۔۔۔کتنی آسانی سے یہ الفاظ ادا کر دیئے گئے تھے؟

"حشمت خان،ولید خان کے والد۔چھوٹے خان کو کس ہسپتال لے جایا گیا ہے؟"

اس نے حشمت خان کے جھکے سر کو دیکھ کر جوابا گو چھا۔

وہ اپنے مالک کے احساسات سے اچھی طرح واقف تھا لیکن اپنی حد سے تجاوز کر کے انہیں دلاسا بھی نہیں دے سکتا تھا۔ پولیس اہلکار نام بتا کر اپنے افسر کو ان کے بارے میں بتانے چلا گیا۔

"خان! اٹھیں۔۔۔" وہ انہیں ہاتھ لگاتا ہوا بھی ہچکچا رہا تھا۔

حشمت خان نے نم آنکھیں رگڑیں، ایک بھی آنسو نہیں گرا تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو دکھ پر آنسو بہانے کی بجائے اس دکھ کو آنسوؤں سمیت اندر اتارتے اپنے وجود کو پتھر کر لیتے ہیں۔

ولید خان کی اچانک موت کے دکھ نے ان کے دل کا ایک کونہ بھی ہمیشہ کے لیے پتھر کر دیا تھا۔

وہ بغیر کسی سہارے کے اٹھے اور پلٹ کر مضبوط قدم اٹھاتے گاڑی کی طرف بڑھے۔ کوٹ کی جیب میں رکھا فون بجا تو انھوں نے میکانکی انداز میں نکال کر

اسکرین دیکھے بغیر رفیق کی طرف بڑھا دیا۔اس نے جلدی سے لے کر کال منظور کی اور کان سے لگا یا۔

وہ جاتے ہوئے دروازہ یوں ہی کھلا چھوڑ گئے تھے،ان کے اندر بیٹھنے پر رفیق نے دروازہ بند کیا اور دوسری طرف سے آتی آواز سنتا ڈرائیو نگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔ شیشے سے ایک نظر ساکت بیٹھے حشمت خان پر ڈالی اور بولنے کے لیے ہمت جمع کی۔

"خان؟"اس نے پکارا لیکن انہوں نے پلک تک نہیں جھپکی۔

"اریشہ بی بی کے ہسپتال سے فون ہے۔۔۔وہ بچے کا پوچھ رہے ہیں۔بی بی کے سسرال والوں کو کیا جواب دیں؟"

"کہہ دو مر گیا۔"بے تاثر لہجہ تھا،رفیق کی اعتراض کرنے کی جرات نہیں تھی۔ اس نے بات کم سے کم الفاظ میں سمیٹی اور فون بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کی۔ان کو کہنے کی ضرورت نہیں تھی،وہ جانتا تھا انہیں کہاں جانا ہے۔اس نے ایک اور ترحم

بھری نگاہ ان کے مجسمہ بنے وجود پر ڈالی۔

حشمت خان انکار کرنا چاہتے تھے، وہ پر امید ہو کر یہ سوچنا چاہتے تھے کہ مرنے والا ان کا بیٹا نہیں تھا لیکن ایک آواز مسلسل ان کے سر میں ہتھوڑے کی طرح بج رہی تھی۔

"آج یا تو آپ کی ضد باقی رہے گی یا ولید خان!" تو کیا وہ پہلے ہی جان گیا تھا؟ لیکن علی کے آنے کے بعد ان کی ضد بھی تو بس ٹوٹنے ہی والی تھی۔۔۔ پھر کیوں وہ ان کی ضد توڑے بغیر چلا گیا؟

"آج یا تو آپ کی ضد باقی رہے گی یا ولید خان!" آواز پلٹ پلٹ کر ان تک آ رہی تھی۔

ٹھیک ہے! ہسپتال میں اگر ان کا استقبال ولید خان نے خود، ہنستے مسکراتے کیا تو وہ ہر ضد بھول جائیں گے۔ اب بھی ذہن کا ایک کونہ جانتا تھا کہ یہ محض طفل تسلیاں ہیں ورنہ وہ اب کبھی اپنے ولید خان کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

ان کی بے جا ضد ان کا بیٹا کھا گئی تھی!

"خان! ہسپتال آگیا۔۔۔"رفیق نے گاڑی دروازے کے بالکل سامنے روکی اور نیچے اتر کر ان کا دروازہ کھولا۔وہ باہر آئے اور مصنوعی روشنیوں میں رفیق نے چہرے پر پھیلا دکھ،تکلیف،کرب واضح دیکھا تھا۔آنکھوں کے کنارے لال ہو چکے تھے۔وہ دیکھنے والی آنکھ کو پہلے سے زیادہ بوڑھے لگنے لگے تھے۔

حشمت خان کو اپنا ہر اٹھتا قدم اپنے ہی دل پر پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ہسپتال کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔سرکاری ہسپتال تھا،وہ بطور وزیر کتنی ہی مرتبہ اس کا دورہ کر چکے تھے۔وہاں کام کرتے لوگ انہیں پہچانتے تھے۔ایک ڈاکٹر کی جیسے ہی ان پر نظر پڑی دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا۔

"سر آپ یہاں؟"اس نے کن انکھیوں سے یہاں وہاں دیکھا،سارا اسٹاف چوکنا ہو چکا تھا۔

"ابھی ایک حادثے کے زخمیوں کو یہاں لایا گیا ہے؟"رفیق کے منہ سے لفظ 'لاش'

نکلنے سے انکاری تھا۔

"زخمی تو نہیں البتہ دو لاشیں لائی گئی ہیں! ایک 40 سالہ ٹرک ڈرائیور کی اور دوسری کی ابھی شناخت نہیں ہوئی۔۔۔لاش جھلس کر ناقابل شناخت ہو چکی ہے۔"ڈاکٹر نے کہا اور رفیق نے ان الفاظ کا اثر حشمت خان کے چہرے پر تلاشنا چاہا، وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑے تھے۔

"لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"کیونکہ مرنے والا میرا بیٹا تھا!"انہوں نے اونچی آواز میں خود سے اعتراف کیا۔

"اوہ! ان للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔بہت دکھ ہوا سر!"ڈاکٹر نے حیرت سے ان کے سرد انداز کو دیکھا۔کون سا باپ اکلوتے بیٹے کی موت پر اس طرح کا ردعمل دکھاتا ہے؟

"تیسری لاش کے بارے میں نہیں بتایا تم نے؟"وہ علی کو لے کر آرہا تھا، حشمت خان نے نواسے کی موت کی خبر کے لیے بھی خود کو تیار کر رکھا تھا۔

"بچے کی بات کر رہے ہیں تو وہ زندہ ہے۔۔۔اسے معمولی سی کھرونچ بھی نہیں آئی!"جواب ڈاکٹر کی طرف سے نہیں،ان کے پیچھے موجود ایس پی کی طرف سے آیا تھا۔وہ اس کی طرف پلٹے۔

"آپ کے بیٹے نے ایکسیڈنٹ سے پہلے ہی اسے گاڑی سے باہر گرا دیا تھا،فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا تھا۔"ایس پی نے مزید وضاحت پیش کی۔

ان کے ذہن میں پھر سے ولید کے الفاظ گونجنے لگے۔

"آپ فکر ہی نہیں کریں۔۔۔اپنی جان سے پیارے علی کی جان خطرے میں نہیں ڈالوں گا،خدا حافظ!"

وہ اپنا دوسرا وعدہ بھی پورا کر کے گیا تھا۔ان کی ضد ختم کرتے کرتے خود ختم ہو گیا تھا اور علی کو صحیح سلامت پیچھے چھوڑ گیا تھا۔

"لے کر آؤ بچے کو!"پولیس والا ان کی خاموشی کو ان کی بے یقینی خیال کرتا بولا۔

ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں!" وہ چونک کر اپنے خیالوں سے باہر نکلے۔

"پہلے مجھے ولید کو دیکھنا ہے۔"

"سر! لاش کی حالت ایسی نہیں ہے کہ۔۔۔"

"ڈاکٹر!" ان کے لہجے میں واضح تنبیہ تھی، وہ اسے زندہ گاڑھ دینے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔ ڈاکٹر نے تھوک نگلتے پہلے انہیں اور پھر ایس پی کو دیکھا، اس کے سر ہلانے پر انہیں ساتھ لیتا سرد خانے کی طرف بڑھا۔ مختلف رہداریاں پار کرتے اب وہ دروازے کے سامنے تھے۔ اس نے دروازہ کھول کر انہیں جانے کا اشارہ کیا اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

حشمت خان کتنی ہی ساعتیں اسٹریچر پر پڑی سفید چادر کو گھورتے رہے پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے سرہانے پہنچے۔ اب آنکھیں دھندلانے لگی تھیں۔

انہوں نے کانپتا ہاتھ اٹھایا اور چادر ہٹائی۔ جھلسا ہوا سیاہ، سرخ جسم تھا جو کبھی ان کا خوبصورت گبرو جوان بیٹا، ولید خان ہوا کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ولید!" انہوں نے چیختے ہوئے دونوں ہاتھ لاش کے ارد گرد سٹریچر پر مارے۔ وہ توان کی طرح سخت دل نہیں تھا، اس نے ان کے جیسی سفاک زندگی نہیں گزاری تھی تو پھر اس کا انجام اتنا بے رحمانہ کیوں ہوا تھا؟

ٹھیک ہے! اسے جوانی کی موت مرنا تھا تو کوئی آسان موت اس کے لیے کیوں نہیں چنی گئی؟ اس طرح کی موت توان کے جیسے لوگوں کے لیے چنی جاتی ہے نا؟ وہ توکسی کا برا نہیں چاہتا تھا۔۔۔اس کے ساتھ پھر اتنا برا مقدر نے کیوں کیا تھا؟

"کیوں؟ اب چہرہ اٹھائے چھت کو دیکھتے چلائے، گردن کی رگیں ابھر آئی تھیں۔ سٹریچر کے ایک پائے سے ٹیک لگا کر ٹھنڈے فرش پر بیٹھ گئے۔ آنکھیں ضبط سے لال انگارہ ہو چکی تھیں۔

وہیں بے سبب بیٹھے رہے کیونکہ اٹھنے کا بھی کوئی سبب نہیں رہ گیا تھا!

رات کے آخری پہر رفیق ان کی تلاش میں سرد خانے میں داخل ہوا۔ لاش پر ایک کے بعد دوسری نظر نہیں ڈالی گئی تھی۔ چادر سے دوبارہ ڈھک دی اور انہیں پکارا۔

"خان؟"

"رفیق! مجھے پتا کیا لگتا ہے؟ مجھے لگتا ہے میں نے آج سے پہلے کبھی کوئی غم دیکھا ہی نہیں۔" سامنے سفید دیوار کو گھورتے بولے۔

"اولاد کا غم ہوتا ہی بہت بڑا ہے خان! اسی لیے آپ کی اجازت لینے آیا ہوں۔۔۔ اس وقت اریشہ بی بی بھی اسی غم سے گزر رہی ہوں گی۔ مجھے اجازت دیں بچہ ان کو دے آؤں؟" رفیق نے اس چند گھنٹے کے بچے کو ماں کی آغوش کے لیے تڑپ تڑپ کر روتے دیکھا تھا۔

"کہاں ہے وہ؟" حشمت خان اٹھے۔

"آئیں۔۔۔لے چلتا ہوں!"

وہ ایک الوداعی نظر سفید چادر پر ڈال کر رفیق کے پیچھے چلنے لگے۔ پر غرور چال میں واضح لڑکھڑاہٹ آ گئی تھی۔

وہ انہیں لے کر چلڈرن وارڈ میں گیا اور روتے ہوئے علی کو نرس سے لے کر ان کی

طرف بڑھایا۔ حشمت خان نے ایک اچٹتی نظر کے بعد دوسری نگاہ نہیں کی تھی۔

"چلو رفیق!" اسے کہہ کر باہر کو چل دیئے، رفیق علی کو اٹھائے ان کے پیچھے تھا۔ وہ ناک کی سیدھ میں چلتے باہر جا کر گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئے۔ اس نے علی کو فرنٹ سیٹ پر لٹایا اور دوسری طرف سے خود بھی اندر بیٹھا۔ ان کے رویے پر اسے ان سے بچے کو اٹھانے کی امید باقی نہیں رہی تھی۔

"کسی بھی قریبی یتیم خانے چلو۔" گاڑی سے باہر دیکھتے ہوئے وہ کچھ دیر پہلے والے شکست خوردہ حشمت خان نہیں بلکہ سرد، بے مہر، رعونیت سے بھرے اصل حشمت خان لگ رہے تھے۔ اس نے دکھ سے علی کے ننھے وجود کو دیکھا اور ایک کوشش کرنے کا سوچا۔

"نہیں کریں خان! آپ نے خود بیٹا کھویا ہے۔۔۔ آپ اس درد سے واقف ہیں۔ بی بی کو مت گزاریں اس سب سے؟" رفیق نے پلٹ کر بڑی منت سے پوچھا۔

"میں بھی تو گزر رہا ہوں۔۔۔ وہ بھی گزر جائے گی۔ چلو!" حکمیہ کہا تو اس کے پاس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مزید ایک لفظ کہنے کی گنجائش نہیں بچی تھی۔

گاڑی چلا کر ایک مرتبہ پھر آگے بڑھائی اور بیس منٹ بعد ہوپ آرفنیج کے دروازے پر روکی۔

رات اپنے پر سمیٹ چکی تھی، صبح کا نور پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔کچھ دیر کے انتظار کے بعد وہ یتیم خانے کے مالک جوزف سلیمان کے دفتر میں تھے۔

"کہیے۔۔۔میں کیا مدد کر سکتا ہوں آپ کی؟" مختصر تعارف کے بعد انہوں نے دریافت کیا۔

"یہ میرا پوتا، آج سے یہاں رہے گا یوسف!" سید حاکم کی بات پر آئے، وہ ان سے یوں مخاطب تھے جیسے وہ خود مختار، معزز شہری نہیں بلکہ ان کے ملازم ہیں۔پوتا کہنے کے پیچھے مصلحت تھی۔

"آپ اپنی اولاد کو یتیم خانے میں رکھنا چاہتے ہیں؟" جوزف سلیمان نے اپنے نام کے اردو ترجمے پر کوئی ردعمل نہیں دکھایا تھا۔

"ہاں! کیوں کہ اولاد کی اولاد میری اولاد کو کھا گئی۔۔۔" عجیب سا لہجہ تھا، وحشت بھرا۔۔۔ جس میں نہ غصہ شامل تھا نہ نفرت۔

"میں پوچھ سکتا ہوں کیا ہوا؟" باری باری ان دونوں کو دیکھا، حشمت خان کے اشارے پر رفیق بولا۔

"چھوٹے خان کی ابھی چند گھنٹے پہلے ہی کار ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہوئی ہے۔" وہ جان گیا تھا، علی کو یتیم خانے میں رکھنے کے لیے ایک بے تکی وجہ پیش کی جا رہی ہے۔ رفیق نے بے بس نگاہ اپنے بازوؤں میں موجود علی پر ڈالی۔

"تو اس میں اس معصوم کا کیا قصور؟" انہوں نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یوسف! تم اسے یہاں رکھو گے یا نہیں؟ صرف اس بات کا جواب دو!" حشمت خان ایسا لہجہ صرف ایک شخص کا برداشت کرتے تھے اور وہ اب نہیں رہا تھا۔

"دیکھئے۔۔۔ یہ وقتی غصہ ہے آپ کا! ابھی آپ اپنے بیٹے کی موت پر غم میں ہیں۔ یہ وقت گزر جائے گا تو اس کی نشانی کے طور پر آپ اسے ہی گلے لگائیں گے۔"

جوزف سلیمان نے انہیں دھیرج کے ساتھ سمجھانا چاہا۔

"علی نام ہے اس کا! جو نام وہ خود رکھ کر گیا ہے ہے اسے بدلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" پہلے ان سے پھر خود سے مخاطب تھے۔

"یہی تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔۔۔بیٹے کی آخری نشانی سے دستبردار ہونا اتنا آسان کام نہیں ہے!"

"بہت بولتے ہو تم یوسف! لیکن میرے سوال کا جواب تم نے اب بھی نہیں دیا؟" سوالیہ ابرو اٹھایا۔

"جن کا کوئی اپنا نہیں ہوتا ان کو میں خوشی خوشی اپنا لیتا ہوں لیکن علی کا خاندان ہے۔ میں آپ کو اپنی زندگی بھر کا تجربہ بتاؤں؟ خاندان کے بغیر بچے رُل جاتے ہیں! چاہے میں یا مجھ جیسے کتنے ہی ان کی دیکھ بھال کے لیے موجود ہوں۔" افسوس سے گویا ہوئے، یہ ہمارے معاشرے کا المیہ تھا!

"جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تم بہت بولتے ہو! اس کا خرچ میں خود اٹھاؤں گا۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہر ماہ کی پہلی کو رقم تمہارے اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گی اور ہاں ! تمہیں اسے کسی کو دینے کی اجازت نہیں ہے۔" بات مکمل کر کے اٹھے۔جوزف سلیمان نے بھی اٹھ کر کچھ کہنا چاہا لیکن انہوں نے ہاتھ اٹھا دیا۔

"خداحافظ یوسف !"

رفیق کو علی ان کے حوالے کرنے کا اشارہ کرتے،ان کے دفتر سے اور پھر یتیم خانے سے باہر نکل آئے۔سڑک پر کھڑے گہرے گہرے سانس لے رہے تھے۔انہیں یہ کر کے کوئی خوشی نہیں ملی تھی۔انہوں نے یہ اپنی انا کی تسکین کے لیے کیا بھی نہیں تھا!

www.novelsclubb.com

ان کے نزدیک یہ فیصلہ نہایت منصفانہ تھا۔۔۔جس کی وجہ سے انہوں نے اپنا بیٹا کھویا تھا،اس کے پاس بھی اس نعمت کا بھلا کیا کام؟

حالاں کہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان کی عدل کرنے والے خدا کے سامنے نہیں چل سکتی۔۔۔جس نے چار سال بعد اریشہ کی نعمت اسے واپس لوٹا کر عدل کر دیا تھا!

"خان؟" بہت مرتبہ دستک دینے کے بعد بھی جب کوئی جواب نہ ملا تو رفیق نے بغیر اجازت ان کی سٹڈی میں داخل ہو کر انہیں پکارا۔

"ہوں؟" وہ چونک کر آنکھیں کھولتے سیدھے ہوئے، آنکھیں ماضی کا سفر طے کر کے تھکاوٹ سے سرخ ہو کر واپس آئی تھیں۔

"مہمان آئے ہیں۔" رفیق خود بھی پر یقین نہیں تھا کہ ان کے لیے 'مہمان' لفظ استعمال کرنا ٹھیک بھی ہے یا نہیں؟

"کون؟" جلتی آنکھوں کو سہلاتے پوچھا۔

"اریشہ بی بی۔" رفیق کا خیال تھا وہ حیرت سے اچھل پڑیں گے لیکن وہ پہلے سے ہی جانتے تھے کہ وہ ضرور آئے گی!

وہ اریشہ خان تھی وہ اپنے ساتھ برا کرنے والے کو انہی کی طرح معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھی!

▪▪▪▪▪▪▪

"اف خیام! میں اتنی نروس ہوں۔۔۔سب ٹھیک ہو گا نا؟اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"کائنات کی پریشان سی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے اپنا ٹکسیڈو الماری سے نکال کر بستر پر رکھا،خاص آج کے لیے تیار کروایا تھا۔

"یہ تمہارا آج کا کتنواں فون ہے؟اگر مجھے مس کر رہی ہو تو سیدھا بول دو۔۔۔بہانے بہانے سے کیوں فون کر رہی ہو؟"جوتوں کا ڈبہ نکال کر بستر پر پھینکا اور دراز کھول کر شیشہ ہٹایا۔بہت سی گھڑیوں میں سے ایک سیاہ گھڑی پسند کر کے نکالی۔

"!Ha... you wish"

استہزائیہ بولی۔

"!Actually I do"

گھڑی لا کر ڈریسنگ پر رکھی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھتا بال درست کرنے لگا۔

"میں سیریس ہوں خیام!"

"کب نہیں ہوتی ہو؟اچھا جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔۔میں آدھے گھنٹے تک لینے آرہا ہوں تمہیں!" بالوں سے مطمئن ہوتا آئینے کے سامنے سے ہٹا۔

"ہو جاؤں گی۔۔۔ابھی بڑا وقت ہے۔" گھڑی ساڑھے پانچ بجا رہی تھی۔ساتھ بجے ایونٹ کا باقاعدہ آغاز ہونا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟"

"میں سونے کی تیاری کر رہا ہوں!کیوں کہ ابھی بڑا وقت ہے۔۔۔تمہیں احساس ہے نا کہ ہم hosts ہیں ہمیں مہمانوں سے پہلے وہاں ہونا ہے؟"

"تو اس میں پڑنے والی کیا بات ہے؟آرام سے نہیں بول سکتے تم؟!" خفا ہوتے پوچھا۔

"محترمہ!مہربانی فرما کر تیار ہو جائیں ورنہ میرے پہنچنے پر مجھے جیسے ملی ویسے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔"

"ایویں اٹھا کر لے جاؤ گے؟"

"پھر چیلنج کر رہی ہوں مجھے! سوچ لو؟" ایک ابرو اٹھایا۔

"نہیں کر رہی یار! دماغ خراب کیا ہوا ہے تم نے اور تمہارے چیلنجز نے۔۔۔ ہو رہی ہوں تیار۔" زچ ہو کر کہتے فون بند کر دیا۔

خیام نے ٹوں ٹوں کی آواز سن کر فون بستر پر پھینکا اور اپنے کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد سفید شرٹ کے بٹن بند کرتا باہر آیا۔ گیلے بال خشک کر کے بنائے، بو ٹائی لگائی، سیاہ کوٹ پہنا، کف لنکس لگائے، گھڑی باندھی اور فراوانی سے پرفیوم خود پر چھڑکی۔ اپنا والٹ، موبائل مختلف جیبوں میں رکھے اور گاڑی کی چابی اٹھاتا کمرے سے باہر نکلا۔ سیٹی بجاتے سیڑھیاں اترتا نیچے پہنچا۔

"ماشاءاللہ! میرا شہزادہ بیٹا۔" عائشہ ابراہیم نے اسے دیکھتے ہی بلائیں لیں۔

"غلط! تمہارا فارغ بیٹا۔" ابراہیم شاہ نے خبروں سے نگاہ ہٹائے بغیر تبصرہ کیا۔

"فوراً جیلس ہو جایا کریں؟" وہ منہ بنا کر کہتا صوفوں کی طرف آیا اور عائشہ ابراہیم کے سر پر بوسہ دیا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"عائشہ سلطانہ! تیار کب ہوں گی؟"

"لو میں نے بھلا کیا تیاری کرنی ہے؟ یوں تیار ہو جاؤں گی۔" دایاں ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے چٹکی بجائی۔

"سلک کی ساڑھی باندھنی ہے، میک اپ کرنا ہے، جولری پہننی ہے۔۔۔ واقعی کوئی تیاری نہیں ہے!" ابراہیم شاہ بظاہر بڑے انہماک سے خبریں سن رہے تھے لیکن کان ان کی گفتگو پر ہی لگے تھے۔

"اوہ والد صاحب! آپ کی ہمت کو سلام۔۔۔" اس نے عائشہ ابراہیم کی اپنے شوہر کی طرف ڈالی جانے والی گھوری دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا، انہوں نے کندھے اچکا دیے۔

"تمہارے والد صاحب کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے خود برانڈڈ سوٹ میں نہیں لوکل انڈر ویئر اور بنیان میں چلے جائیں گے؟!" خاموش بیٹھی بیوی کو چھیڑنا شیر نی سے اس کے بچے چھیننے کے مترادف تھا۔ خیام کا چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوا، ابراہیم شاہ

نے مسکراہٹ چھپائی۔

"جیو عائشہ سلطانہ! دل خوش کر دیا میرا۔" ہنستے ہوئے زور سے انکار خسار چوما۔

"بے غیرت اولاد۔" وہ بڑبڑائے۔

"اب جو مرضی کہہ لیں والد صاحب! جتنی عزت آپ کی ہو چکی ہے۔۔۔ اتنی میری نہیں ہو سکتی۔ اور یوں بھی میرے والدین نے مجھے خود سے زیادہ بزرگوں کی عزت کرنا سکھایا ہے۔"

"شرط لگالو۔۔۔ اگر آج تک تم نے کبھی اپنے معزز والدین کی سکھائی باتوں پر ذرہ برابر بھی عمل کیا ہو!"

"ویسے یہ اچھا ہے تازہ ترین بے عزتی کے بعد خود کو معزز کہنا۔۔۔ میں نے سیکھ لیا ہے والد صاحب! ضرور عمل کروں گا۔ ٹھیک ہے عائشہ سلطانہ! میں چلتا ہوں۔ وقت پر آجائیے گا؟!" اس نے ابراہیم شاہ کو اپنی عزت افزائی کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر جلدی سے کہا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

"عائشہ! تم بھی اپنی اولاد کی دیکھا دیکھی میری عزت میں اضافہ کرنے لگ گئی ہو؟" وہ خفا سے اپنی بیوی سے مخاطب تھے، خیام سن کر مسکرایا۔

"بات آپ نے شروع کی تھی! مجھے پھر اچھی بیویوں کی طرح آپ کو جواب تو دینا تھا نا؟" جواب دے کر اٹھیں، خیام دروازہ کھول کر باہر آیا اور گلے میں پھنسا قہقہہ کھلی فضا کے سپرد کیا۔

"!My mom is lit af"

آنکھوں کے بھیگے کنارے صاف کرتا گاڑی کی طرف بڑھا۔ صارم کی گاڑی غائب تھی، اس نے پر سوچ انداز میں سر ہلایا اور لاک ہٹا کر دروازہ کھولتا اندر بیٹھا۔ بیس بائیس منٹ بعد گاڑی کائنات کے گھر کے باہر روکی اور اسے اپنے پہنچنے کا پیغام بھیجا۔

"آرہی ہوں۔۔۔ بس پانچ منٹ۔" اس کا جواب پڑھ کر گاڑی بند کرتا باہر نکلا اور سامنے آکر بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا انتظار کرنے لگا۔ اس کا سارا دھیان ارد گرد

کے گھروں اور آتی جاتی گاڑیوں پر تھا۔کائنات موبائل بیگ میں رکھتی دروازہ کھول کر سڑک پر آئی۔خیام نے ایک نظر اسے دیکھا اور نئے سرے سے اس پر عاشق ہو گیا۔ سلیٹی رنگ کا پیروں تک آتا لباس تھا۔بلاوز اور آستینوں پر خوبصورت لیس کا کام تھا جب کہ نیچے کا کپڑا سادہ اور کھلا تھا۔آج بھی ہم رنگ اسکارف سے حجاب لے رکھا تھا۔

"منہ تو بند کر لو مکھی چلی جائے گی؟!"وہ اس کے پاس آتی شرارت سے بولی۔

"کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے؟"خیام نے سوشل میڈیا کا سب سے پٹا ہوا جملہ کہا تھا۔بھئی اس کے دماغ میں کائنات کو دیکھنے کے بعد یہی بات گھوم رہی تھی تو پھر اور کیا کہتا؟

"Always so lame!"

ناک چڑھاتی بولی اور فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھی۔

"ایکسکیوز می!آپ کیا کر رہی ہیں؟"وہ تیزی سے کہتا اس کے پیچھے آیا۔

"دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے لگی ہوں۔۔۔اگر آپ جناب کی اجازت ہو تو؟" چہرہ موڑ کر اسے دیکھتے طنزیہ کہا۔

You don't have to do that. You've a "
"!husband at your service

آہستگی سے کہتے ہاتھ ہینڈل پر رکھے اس کے ہاتھ پر رکھا اور دروازہ کھولا۔

"!Awww... thank you so much husband"

انگلیاں چوم کر بوسہ ہوا میں پھینکا اور مسکراتی ہوئی اندر بیٹھ گئی۔

"ہائے ظالم!" خیام نے دل پر ہاتھ رکھا۔

"آج تو شاید مار ڈالنے کا ارادہ ہے؟" دروازہ بند کرتا بڑبڑایا اور گاڑی کے سامنے سے گزرتا دوسری طرف آیا۔ دروازہ کھولتا اندر بیٹھا اور بیلٹ لگا کر گاڑی آگے بڑھائی۔ منزل چیریٹی گالا کے لیے بک کیا جا چکا ہوٹل تھا۔

......

"پھوپھو! زابر کہاں ہے؟" عکاشہ نے زینب حسن سے مل کر علیحدہ ہوتے پوچھا۔

"کہاں کی تیاری ہے بھئی؟" انھوں نے اسے سر سے پیر تک دیکھتے پوچھا۔ سیاہ پاؤں کو چھوتے ایوننگ گاؤن میں ملبوس تھی، جس کی آستینیں مفقود تھیں۔

"ایک چیرٹی ایونٹ میں انوائٹڈ ہوں تو میں نے سوچا زابر کو بھی لے چلتی ہوں! خواہ مخواہ ڈپریس ہو رہا ہے یہ آدمی۔" کوئی کسی کے انکار پر اتنا شدید ردعمل کیسے دکھا سکتا ہے اس کی سمجھ سے باہر تھا!

"میں تو اسے کتنا سمجھا چکی ہوں لیکن وہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ اس لڑکی نے میرے بیٹے کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔" انہیں کائنات بہت پیاری ہوا کرتی تھی لیکن صرف تب تک جب تک اس نے زابر کا دل نہیں توڑا تھا۔

"چلیں اس نے تو جو کیا سو کیا لیکن زابر کیوں اپنے ساتھ یہ کر رہا ہے؟

"!I'm really disappointed in him

"کیا کہہ سکتے ہیں؟ وہ کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں ہے۔۔۔ تم کوشش کر کے دیکھ

لو!" زینب حسن نے گہری سانس لیتے کہا۔ عکاشہ سر ہلاتی زابر کے کمرے کی طرف بڑھی۔ دستک دے کر دروازہ کھولا کمرا سگریٹوں کے دھوئیں سے بھرا اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ٹپیکل ناکام عاشق۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے دیوار کو تھپتھپاتے بورڈ تلاش کیا اور بلب جلا دیا۔ زابر نے تیز روشنی پڑنے پر آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

"جلدی سے اٹھو! ہمیں جانا ہے۔" چٹکی بجا کر کہتی بستر پر گرے زابر کے پاس آئی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟" وہ آج کل آدم بیزار بنا گھوم رہا تھا، کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا!

"جی نہیں ناکام عاشق صاحب! مسئلہ تمہیں ہے اور اس کا حل میرے پاس ہے۔" اسے جواب دے کر الماری کی طرف بڑھی اور کھول کر اس کے لیے لباس کا انتخاب کرنے لگی۔

"نہیں چاہیے مجھے کوئی حل! عکاشہ آرام سے کہہ رہا ہوں چلی جاؤ۔" بات کے

دوران بھی اس کے ہاتھ برابر سگریٹ کو اس کے ہونٹوں تک پہنچا رہے تھے۔

"میں تمہیں اتنا بڑا failure نہیں سمجھتی تھی،زابر!" گہرا نیوی رنگ کا سوٹ نکالا اور بستر تک واپس آئی۔

"یہ پکڑو۔۔۔دو منٹ میں تیار ہو کر آؤ اور خبردار انکار کرنے کی کوشش کی تم نے تو۔۔۔میں نے سر پھاڑ دینا ہے تمہارا اور پھر ڈھونڈ ڈھانڈ کر اس لڑکی کا بھی! حد ہے بھئی۔۔۔ہم پاگل ہیں یہاں پر جو تمہارا موڈ صحیح کرنے کے لئے سو جتن کر رہے ہیں اور وہ میڈم ایک دفعہ تمہارے خیالوں میں آکر تمہیں پھر سے کسی دیوانے میں تبدیل کر کے چلی جاتی ہے!" اس کی جھنجھلاہٹ عروج پر تھی۔ دو اڑھائی ہفتے بہت ہوتے ہیں کسی کو بھولنے کے لیے لیکن زابر حسن کا جوگ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"دنیا میں ہی میرے لیے عذاب ہو تم!" وہ اس کی مستقل مزاجی سے واقف تھا، سگریٹ پھینکتا اٹھا اور اس کے ہاتھ سے ہینگر جھپٹ کر واش روم میں چلا گیا۔ عکاشہ

www.novelsclubb.com

نے مسکراتے ہوئے ہاتھ جھاڑے۔اس کا جذباتی ناکام عاشق کزن آج کل زبان کا بہت کڑوا ہو رکھا تھا لیکن وہ اس کے نرم دل سے اچھی طرح واقف تھی۔اس کی محبت نے اس کا دل توڑا تھا اور وہ آئے دن اس کی طرح ہر ایک سے محبتیں نہیں کیا کرتا تھا۔اس کا صاف دل صرف ایک کے لیے دھڑکتا تھا،اس کے انکار کے باوجود، کسی اور کا ہو جانے کے باوجود بھی صرف ایک ہی نام جپتا تھا،ایک ہی راگ الاپتا تھا۔اور وہ اپنے زخمی دل کے لیے کوئی چارہ، کوئی دوا نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔سوائے کائنات کے اور کوئی اس کا زخم نہیں بھر سکتا تھا اور ستم تو یہ تھا وہ اس کے ہر زخم سے ناواقف اپنی زندگی میں مگن تھی۔عکاشہ اپنی طرف سے تو اس کی اپنے زخموں سے توجہ ہٹانے کے لیے اسے ساتھ لے جا رہی تھی لیکن نہیں جانتی تھی وہ اس کے زخموں کو پھر سے ہرا کرنے والی ہے!

......

"!I must say I'm impressed husband"

کائنات نے اپنے ارد گرد تفصیلی نگاہ ڈالتے کہا۔ہال کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، بالکل درمیان میں لمبا سا ریمپ تھا اور اس کے اطراف میں کچھ کچھ فاصلے سے میزیں لگائی گئی تھیں۔جو آدھی سے زیادہ بھر چکی تھیں کیوں کہ بہت سے مہمان تشریف لا چکے تھے۔ان دونوں کے گھر والے، دوست اور بزنس کلائنٹس کے علاوہ خیام نے ابراہیم شاہ کے دوستوں کو بیگمات سمیت بلایا تھا، وہ جو اس کی معلومات کے مطابق امیر ترین تھے اور اس نے اپنی مکھن ملائی باتوں سے ان خواتین کو پہلے ہی اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔جس کا مطلب تھا۔۔۔ان کے شوہروں کے دس، دس ہندسوں کے بینک اکاؤنٹس اس کے قابو میں تھے۔

"آہ۔۔۔ذرہ نوازی ہے آپ کی!" سینے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا جھکا اور مسکرا مسکرا کر نئے آنے والوں کو خوش آمدید کہا۔

"ٹو بی اونسیٹ۔۔۔میری تم سے اتنی زیادہ expectations نہیں تھیں!"

مہمانوں کو میز کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولی۔

"یہی تو ساری بات ہے! تم اپنے شوہر کے ٹیلنٹس کو criminally neglect کرتی ہو۔" اس کے سنجیدگی سے کہنے پر کائنات نے قہقہہ لگایا۔

"توبہ استغفر اللہ! یہ کب سے جرم ہو گیا؟"

"ہے! تمہیں پتہ نہیں ہے لیکن ہے!" اب بھی زور دیتے کہا تو اس نے ایک اور قہقہہ لگایا۔

عکاشہ کے ساتھ کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتے زابر حسن نے یہ منظر دیکھا اور اس کے چلتے قدم تھم گئے۔ آنکھوں میں مرچیں سی چبھنے لگی تھیں۔

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟" ہنستی ہوئی کائنات کی نظر عکاشہ پر پڑی تو تیوری چڑھاتے پوچھا۔

"اور وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" خیام نے بھی ابرو سے زابر کی طرف اشارہ کیا، ماتھے پر بل پڑ چکے تھے۔

"کیا ہوا؟" عکاشہ نے اس کے اچانک رکنے پر اسے دیکھا۔ وہ ہونٹ سختی سے بھینچے

کائنات کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں اتنے پاس کھڑے ایک دوسرے میں مگن لگ رہے تھے۔ اس سے زیادہ برداشت کرنے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا اس لیے پلٹ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا۔ عکاشہ تیزی سے اس کے پیچھے گئی۔

"میں نے اسے نہیں بلایا۔" کائنات نے خفگی سے جواب دیا۔

"لیکن عکاشہ کو میں نے ہی بلایا ہے۔" گہری سانس لے کر اعتراف کیا، وہ اسے ناراضی سے گھور رہی تھی۔

"کیوں کہ تمہیں رنگ میں بھنگ ڈالنا تھا! میں سوچ ہی رہی تھی کہ کب تم ٹیپیکل خیام شاہ والی حرکت کر کے مجھے زچ کرو گے؟!" سینے پر ہاتھ باندھے اور داخلی دروازے کی طرف دیکھا، جہاں اب کوئی نہیں تھا۔ خیام نے ہنستے ہوئے اس کی کہنیاں پکڑ کر اپنی طرف اس کا رخ موڑا۔

"سیریئسلی کائنات؟ ٹیپیکل خیام شاہ؟ اور انسلٹس ختم ہو گئی ہیں کیا؟ اور میں نے اس کو اس لیے بلایا ہے کیوں کہ اس کا باپ ارب پتی ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com

"!You see for a good cause

کندھے اچکاتے وضاحت پیش کی۔

"ہونہہ۔۔۔ گڈ کاز!" وہ طنزیہ بڑبڑائی۔

"جا چکی ہے وہ تمہارے گڈ کاز کو لات مار کر!" کڑوے لہجے میں کہا۔

"حد ہو گئی ہے! اتنی کیوں ناپسند ہے وہ تمہیں؟

"!Tell me you're jealous and I'll say no more

مسکراتا ہوا لہجہ تھا۔ اس نے جواب دیئے بغیر پاس سے گزرتے بیرے کی ٹرے سے فروٹ ڈرنک لی اور غصہ کم کرنے کے لیے بڑا سا گھونٹ بھرا۔ خیام کو جواب مل چکا تھا، فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اگلے مہمانوں کا استقبال کرنے لگا۔

"کیا ہوا؟ ایسے کیوں باہر آ گئے؟" عکاشہ نے اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر روکا۔ وہ دونوں ہوٹل کی راہداری میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"تمہیں سارے شہر میں کیا یہی ایک جگہ ملی تھی؟" وہ غصے اور حسد سے پھٹنے کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قریب تھا۔

"ہوا کیا ہے؟ کیا مسئلہ ہے اس جگہ میں؟ چیریٹی ایونٹ ہے اور۔۔۔" وہ کہہ رہی تھی، زابر نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ موڑا اور بڑی سی کھڑکی سے نظر آتے کائنات اور خیام کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ ہے میرا مسئلہ!" اس کا بازو چھوڑتا غرایا۔

"?No way! The love of your life? It's her"

آنکھیں پوری پھیلائے اسے دیکھا، جس کے چہرے پر دکھ، غصہ، نفرت، حسد، ہر منفی جذبہ رقم تھا۔ اس نے جواب دیئے بغیر آگے بڑھنا چاہا لیکن عکاشہ نے پھر سے روک لیا۔

"ہم کہیں نہیں جا رہے۔"

"تم کہیں نہیں جاؤ گی کیوں کہ مجھے کوئی چیز یہاں نہیں روک سکتی!" وہ چبا کر لفظوں کو ادا کرتا جانے کے لیے مڑا لیکن عکاشہ کے الفاظ نے اٹھتے قدموں کو

روک دیا۔

"وہ اندر ہنس رہی ہو گی تم پر! تمہارے بزدلی پر! مرد بنو۔۔۔سامنا کرو اس کا! تمہیں نہیں۔۔۔اسے چھپنے کی ضرورت ہے۔ تمہاری محبت کو کھو کر نقصان صرف اور صرف اس کا ہوا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی یہ خود ترسی کی چادر تم خود پر سے کب اتار پھینکو گے؟ میں شرط لگا کر کہتی ہوں اس نے تمہاری طرح زندگی خود پر حرام نہیں کی ہو گی۔۔۔بس بھی کر دو زابر؟!" چیخ کر کہتی اس کے سامنے آئی۔

زابر اس کے لفظوں پر غور کرتا اسے خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"محبت بھی تو صرف میں نے کی تھی!" خود کلامی کا سا انداز تھا۔

"تو؟ محبت کرنا کون سا گناہ ہو گیا؟ کیا ساری زندگی چھپو گے اس سے؟ جہاں نظر آئی وہاں سے الٹے قدموں بھاگ جاؤ گے؟

"?Come on man! Move on already

"!It's not that easy"

شکست خوردہ لہجہ تھا۔عکاشہ کو اس کی بے بسی پر ترس آنے لگا۔بڑی بری چیز ہے یہ محبت۔۔۔شکر ہے وہ اس بیماری سے بچی ہوئی تھی!

"?I know it's not... but let's just try, hmm"

اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس لے جانے لگی،زابر نے گہری سانس لے کر خود کو اس دشمن جاں کے سامنے کے لیے تیار کیا۔

"?Seriously dude! Why are coming back"

ان دونوں کو واپس اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر خیام بالوں میں ہاتھ چلاتا بڑبڑایا۔

"!It's your fault"

کائنات نے دانت پیستے کہا۔

"ہیلو خیام!"عکاشہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھایا۔کائنات نے خیام کے بازو پر اپنے بائیں ہاتھ کی گرفت مضبوط کی اور اس کے ہاتھ بڑھانے سے پہلے ہی اپنے دائیں ہاتھ میں عکاشہ کا ہاتھ لیا۔خیام نے متاثر ہو کر ابرو اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو!"زبردستی کی مسکراہٹ تھی۔اپنے شوہر کے لیے اس کی جلن دیکھ کر زابر کا دل جل کر اسے واپس آنے پر برا بھلا کہہ رہا تھا۔

"?How are you Akasha? And who is he"

خیّام نے مسکراہٹ چھپاتے پوچھا،ورنہ کائنات کی خالص جلن دیکھ کر قہقہے لگانے کو جی چاہ رہا تھا۔

"فائن،تھینک یو!اور یہ میرا کزن ہے زابر۔۔۔کائنات تو جانتی ہو گی،کیوں کائنات؟"میٹھی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔آنکھیں البتہ غصے اور ناپسندیدگی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"آف کورس!میرا یونیورسٹی فیلو رہ چکا ہے۔"اس نے نہ لہجے کا اثر لیا،نہ آنکھوں کا اور کندھے اچکا دیے۔

Right! That would be your table. Please "

."!help yourself

خیام نے ایک کونے میں لگی میز کی طرف اشارہ کیا اور ان سے جان چھڑانی چاہی۔

زابر فوراً سے پہلے میز کی طرف بڑھ گیا اور عکاشہ ان کے رویے کو اپنی توہین گردانتی غصے سے سرخ ہوتی اس کے پیچھے آئی۔ ابھی وہ اسے جانتے نہیں تھے، جان لینے کے بعد یقیناً اس سے پناہ مانگیں گے اور وہ انہیں پناہ مانگنے پر مجبور کر دے گی! خود سے وعدہ کرتی مسکرائی، زہر میں بجھی مسکراہٹ تھی۔

"اف! سارا موڈ خراب کر دیا۔" کائنات نے اس کا بازو چھوڑ کر ہاتھ سے ماتھا سہلایا۔

"کیا بھونڈا اتفاق ہے یار؟ مطلب ان دو toxic لوگوں کا کزن ہونا ضروری تھا؟!" خیام بھی بے یقینی سے بڑبڑایا۔

"نا تم مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ اس چلتی پھرتی toxicity کو بلانا ضروری تھا کیا؟" آنکھیں سکیڑے اسے گھورا۔

"مجھے کیا پتا تھا میری بیوی کے عاشق کو ساتھ لے آئے گی؟ پتا ہوتا تو اپنے پیر پر خود

کلہاڑی مارتا؟"

"وہ بے چارہ کیا کہہ رہا ہے تمہیں؟ایک لفظ نہیں نکالا اس نے منہ سے۔۔۔نہ اچھا نہ برا۔"

"وہ اس لیے کیوں کہ وہ جانتا ہے تم میری ہو اور اس کے حصے میں صرف صبر کرنا رہ گیا ہے۔۔۔واقعی بے چارہ صابر حسن!" سر ہلاتے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"زابر۔" کائنات نے تصحیح کی۔

"نا! صابر۔" وہ بھولا تو نہیں تھا جانتے بوجھتے اس کا نام بدل رہا تھا۔

"اف!" اس نے خیام کی مستقل مزاجی پر زچ ہوتے ہاتھ ہوا میں پھینکے۔

"کائنات؟!"

اپنے نام کی پکار پر وہ پلٹی، فکر مند سارا اداور مطیع تھا۔خیام کو ابھی آنے کا کہہ کر اس کے پاس آئی۔

"زابر کیوں آیا ہے

"!?You can't be this cruel

داور نے اس کے قریب آتے ہی پوچھا، بھنویں بے یقینی سے اٹھا رکھی تھیں۔

"میں نے نہیں بلایا اسے! وہ چڑیل۔۔۔ میرا مطلب ہے اس کی کزن لائی ہے اسے۔" بگڑے تاثرات کے ساتھ جواب دیا۔

"کون؟ عکاشہ!" اس نے پلٹ کر ان کی میز پر دیکھا اور عکاشہ کو پہچانتا بولا۔

کائنات نے صرف سر ہلا دیا۔

"تم کیسے جانتی ہو اسے؟" حیرت سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی! میرا شوہر جانتا ہے۔" شوہر لفظ ادا کرتے وقت دل تو تھا کہ شوہر کو بھی دانتوں کے درمیان پیس ڈالے لیکن خیر!

"یہ کیا کھچڑی پکائی ہوئی ہے تم دونوں نے؟" داور نے الجھ کر کہا۔

"یقین کرو مجھے خود نہیں پتا! اکتا کر کہتی خیام کی تلاش میں نگاہیں یہاں وہاں دوڑانے لگی۔ وہ جاذب کے ساتھ باتیں کرتا نظر آیا۔

"یار! اتنی زبردست 'پاوری ہو رہی ہے' ایک وڈیو بنانے دے؟بس ایک؟!"فون ہاتھ میں لیے جاذب نے منت کرتے کہا۔

"چپیڑ نہ کھالئیں میرے سے۔۔۔پہلے ہی دماغ خراب ہوا ہوا۔"

"ابے اتنی کیوں چڑ ہے تجھے اس سے؟ دیکھ اتنی پیاری تو ہے۔"جاذب نے انسٹا گرام پر اسی کی آئی ڈی کھول رکھی تھی۔

"کیو ٹنیس چیک کر۔۔۔؟"خیام کو مزید غصہ دلانے کے لیے بولا۔

"پک گیا ہوں میں اس کی pawri سے!"خیام نے اس کا فون پیچھے ہٹایا۔

"تیرے شدید سنگل بھائی کو تھوڑا تھوڑا کرش ہو رہا ہے اس پر!"ٹھنڈی آہ بھرتا بولا،اب اس بیان میں کچھ کچھ حقیقت شامل تھی۔

"دیکھ۔۔۔میرا مقصد کسی کو ڈی گریڈ کرنا نہیں ہے لیکن میں نے تجھے اس سے زیادہ خوبصورت بندی سے سیٹ کروانا چاہا تھا۔۔۔پر تیرا لڑکیوں کی طرح نخرہ ہی نہیں ختم ہوتا!"اس کا اشارہ کس کی طرف تھا،جاذب اچھے سے جانتا تھا لیکن اس

کے پیچھے بمشکل خود پر ضبط کیے کھڑی کائنات کو دیکھ کر انجان بنتا بولا۔

"کس کی بات کر رہا ہے؟"

"اتنا معصوم مت بن! تجھے پتا ہے۔"

"نہیں! مجھے نہیں پتا!" کائنات سنجیدگی سے کہتی ان دونوں کے درمیان آ کھڑی ہوئی۔ خیام نے اس کی غلط وقت کی آمد پر آنکھیں زور سے بند کیں۔

"بتاناذرا۔۔۔ کون ہے یہ زیادہ خوبصورت بندی؟"

ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا جو سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی گھور رہی تھی، پھر بہانے ڈھونڈتے دوسری آنکھ بھی کھولی۔

"بھابھی! عکاشہ کی بات کر رہا ہے۔" جاذب نے پہلے سے ہی تڑکتی بھڑکتی آگ میں تیل ڈالا، وہ بھی مٹی کا!

"ارے نہیں بیوی! میں تو عام، جنرل بات کر رہا تھا۔"

"بات مت کرنا مجھ سے!" انگلی اٹھا کر بولی۔

"اور بیوی تو بلکل مت کہنا!"

اسے وہیں منہ کھولے کھڑا چھوڑ کر چلی گئی۔

"مر جائے گا تو میرے ہاتھوں۔۔۔بتا رہا ہوں میں!" ہنستے ہوئے جاذب کو گھور کر کہتا کائنات کے پیچھے گیا جو ابھی ابھی آئی ارسلہ سے مل رہی تھی۔خیام نے سنجیدگی سے ان کے پیچھے کھڑے منصور کو دیکھا، جس کا باقی چہرہ بھر چکا تھا سوائے ناک کی ہڈی کے۔اس نے پلاسٹر اتار کر آج کی تقریب کے لیے nasal strip لگا رکھی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں! آپ کیسی ہیں؟" قریب پہنچنے پر کائنات کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"میں بھی! واہ بھائی صاحب۔۔۔فل رونق لگائی ہوئی ہے آپ نے۔" خیام سے ملتی اسے چھیڑتی بولی۔

"اصل رونق تو اب آئی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور منصور کو نظر انداز

کرتا، کائنات کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں کو ساتھ لیے چلتا ابراہیم شاہ کی میز کی طرف بڑھا۔

"جھوٹ! صارم اور بھابھی کہاں ہیں؟" میز پر صرف اپنے والدین کو دیکھ کر ارسلہ نے پوچھا۔

"انہیں کچھ کام تھا اس لیے نہیں آئیں گے۔"

"کیا کام؟" تیزی سے پوچھا۔

"لمبی کہانی ہے۔۔۔ آرام سے بعد میں سناؤں گا!"

"اب مجھے تجسس ہو رہا ہے۔" مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایکسکیوز می! میں ذرا تیاری دیکھ آؤں اندر کی۔" کائنات معذرت کرتی، خیام سے ہاتھ چھڑوا کر ہال کے کونے میں لگے دروازے کی طرف بڑھی۔ راستے میں جاننے والوں سے دعا سلام بھی کرتی رہی۔ اپنے گھر والوں کی میز پر آئی جہاں بلقیس بانو اور ربیعہ کمال کے علاوہ سب ہی تھے۔

"بھائی! ربیعہ نہیں آئی؟"اس نے ارسلان کو اپنی طرف متوجہ کیا جس نے جواباً کندھے اچکادیے۔وہ افسردہ تاثرات کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ارسلان کا اگر ارسلہ اور اس کے بندے کو ساتھ دیکھ کر دل ودماغ خراب نہ ہو گئے ہوتے تو ضرور اٹھ کر اسے تسلی دیتا۔

وہ دروازہ کھول کر اس بڑے سے کمرے میں داخل ہوئی جہاں ماڈلز اس کے گاؤنز میں ملبوس تقریباً تیار تھیں۔ارشد دو چار مزید ورکرز کے ساتھ یہاں پر سب دیکھ رہا تھا۔

"میڈم! یہاں کی تیاری مکمل ہے۔جیسے ہی آپ کہیں گی۔۔۔auction شروع کر دیں گے!"شو کا presenter بھی وہ خود ہی تھا۔

"آدھے گھنٹے تک کرتے ہیں شروع!"سر ہلا کر کہتی تیار ہو چکی ماڈلز کو دیکھتی چلنے لگی۔

"Malaika! Where's the white one?"

اس نے حیرت سے ساتھ چلتی ملائکہ سے پوچھا۔

"ابھی تو یہیں تھی! کہاں گئی؟"اس نے بھی دائیں بائیں دیکھتے کہا۔

اسی وقت خیام کمرے میں داخل ہوا اور کلپ بورڈ پکڑے ارشد کے پاس آیا۔

"کیا کر رہی ہے؟"کائنات کی طرف اشارہ کرتے پوچھا،اس کی پریشان شکل خیام کو بھی بڑی آسانی سے پریشان کر چکی تھی۔

"اپنی تسلی! ہمیں تو اب تک عادت ہو چکی ہے۔۔۔آپ کو بھی ہو جائے گی۔"

ارشد نے توجہ دیئے بغیر کندھے اچکائے۔

"وہ رہی!"ماڈل کو بالکونی سے واپس کمرے میں آتے دیکھ کر ملائکہ نے کہا۔

"ایم سوری! لیکن گھر سے کال تھی اور بہت ضروری تھی۔"اس نے معذرت خوانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کوئی بات نہیں!"مسکراتے ہوئے ہی معذرت قبول کی۔

Yaar Malaika! I love this dress. Btw you "

"look beautiful!"

کائنات نے خواب آگیں لہجے میں کہا اور آخر میں اس لڑکی کی تعریف کی۔

ہوتا ہے نا کبھی کبھی۔۔۔اپنی بنائی ہوئی چیز سے انسان کو محبت ہو جاتی ہے۔۔۔

شاعر کو اپنی ہی کسی خاص نظم یا غزل سے، مصور کو اپنے ہی بنائے رنگوں کے امتزاج سے، لکھاری کو اپنے ہی لکھے ہوئے الفاظ کی گہرائی سے۔اسے بھی اپنے بنائے ہوئے اس لباس سے محبت ہو گئی تھی!

"یار ارشد! یہ والا ڈریس آخر میں بھجوانا۔"خیام نے اس کی بے انتہا پسندیدگی دیکھ کر کہا۔ارشد نے کلپ بورڈ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ خریدیں گے؟"مسکراتے لہجے میں پوچھا تو خیّام نے سر ہلا دیا۔

"تو یوں کرتے ہیں میں یہ ڈریس پہلے ہی علیحدہ کر دیتا ہوں؟"

"کیوں چاہتے ہو کہ سب کے سامنے کائنات کے ہاتھ ہوں اور میری گردن؟"

بھنویں اٹھاتے سنجیدگی سے کہا تو ارشد نے قہقہہ لگایا۔

"مائے بیڈ!"

خیام اسے ہنستا چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

"کائنات؟!"

"کیا ہے؟" وہ اس کی طرف پلٹی۔

"ہر چیز کنٹرول میں ہے۔۔۔ فضول پریشان ہونا چھوڑ دو؟ ابھی باہر چلو۔۔۔ وہ سارے گدھے اپنے بھابی سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس کا اشارہ اپنے دوستوں کی طرف تھا۔ کائنات سر ہلاتی اس کے ساتھ ہولی۔ ایک میز پر وہ پانچوں اور دو لڑکیاں موجود تھیں۔ جاذب، عمر اور شاویز صرف اپنا آپ لے کر آئے تھے۔ اسفر، فارحہ کو ساتھ لایا تھا اور عالیان اپنی منگیتر رمشہ کو۔ کائنات ان دونوں سے پہلی دفعہ متعارف ہوئی تھی۔ محفل کی گہما گہمی میں ہر لمحہ اضافہ ہی ہو رہا تھا۔

بیرے میزوں کے درمیان راستہ بناتے مشروبات پیش کر رہے تھے۔

continental کھانوں سے سجے بوفے دیواروں کے ساتھ لگے تھے، جس

کے لیے مہمانوں کو خود ہی زحمت کرتے ہوئے اپنی مدد آپ کرنی تھی۔

......

حشمت خان نے پہلے آنکھیں مسلیں پھر چہرے پر ہاتھ پھیر کر یادوں کی گرد مٹائی۔ رفیق کسی بھی ہدایت کا منتظر کھڑا تھا۔ وہ گہری سانس لیتے اٹھے اور قد آدم کھڑکی تک آئے۔ داخلی دروازے کے سامنے وہ کھڑی تھی، اپنے شوہر اور بیٹے کی طرف متوجہ مسکرا رہی تھی۔ وہ اسے کتنے عرصے بعد دیکھ رہے تھے؟ شاید سوا چھ سال سے زیادہ وقت بیت چکا تھا۔ اس کے چہرے پر پہلے سے زیادہ پختگی آگئی تھی۔ بولتے ہوئے حرکات و سکنات تو پہلے بھی نپی تلی ہوا کرتی تھیں۔ چہرہ کسی بھی قسم کی پریشانی سے پاک تھا، وہ وقت سے پہلے اندیشے پالنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔ بالکل ان کی طرح!

وہ ہمیشہ اعتماد کی سب سے بلند منزل پر ہوا کرتی تھی۔ حشمت خان کی ساری امیدوں، امنگوں کا محور ہوا کرتی تھی۔ وہ بہت پہلے سے جان گئے تھے کہ اگر کوئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان کی راجدھانی کا حقدار ہے تو وہ ولید خان نہیں، اریشہ خان ہے۔اس سے اتنی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں کہ پھر اسے ان پر پورا نہ اترتا دیکھ وہ ولید سے زیادہ اس سے مایوس ہو گئے تھے۔

"رفیق! جب تک وہ یہاں ہے کوئی گھر سے باہر نہیں آئے گا۔" اسے حکم دے کر دروازہ کھول کر راہداری میں آئے اور چلتے ہوئے لکڑی کے بڑے سے دروازے تک پہنچے۔ جس کے اس پار وہ ان سے حساب لینے کے لیے موجود تھی۔بھاری کواڑ کھول کر باہر آئے۔

صارم کی نظر ان پر پڑی، وہ اب بھی بغیر کسی ملال کے پورے قد سے ان کے سامنے کھڑے تھے۔اریشہ نے اس کی توجہ اپنے پیچھے منتقل ہوتی محسوس کی اور پلٹی۔

سامنے اس کا باپ کھڑا تھا۔وہی جس نے اسے چلنا سکھایا تھا، بولنا سکھایا تھا، زندگی جینا سکھایا تھا، زندہ رہنے کے لیے لڑنا سکھایا تھا، اپنا آپ کس طرح منوایا جاتا ہے یہ سکھایا تھا۔اس نے سب کچھ حشمت خان سے سیکھا تھا یہاں تک کہ ضد اور نفرت

کرنا بھی!

"چار سال ابا! مجھ سے میرے بیٹے کے چار سال چھینے ہیں آپ نے۔۔۔ کیوں؟"

وہی نپا تلا انداز تھا۔

حشمت خان نے صارم کی نفرت سے گھورتی نگاہوں سے اس کے بازوؤں میں موجود علی کو دیکھا، جو بڑے اشتیاق سے انہیں اور ان کے پیچھے تمکنت سے کھڑی حویلی کو دیکھ رہا تھا۔

اوہ! تو یہ غلطی ہوئی تھی ان سے۔۔۔ علی کو یتیم خانے کے حوالے کرنے کے بعد چار سال اسے نہ دیکھنے کی غلطی!

وہ اتنی سی عمر میں ہی اپنے باپ کی خو بخو نقل تھا۔

"ابا! میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے؟" ان کی مسلسل خاموشی پر اریشہ نے چیخ کر کہا۔

"سزا تھی تمہاری!" علی سے نظریں ہٹا کر اس کی بپھری ماں کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کس بات کی سزا؟"اس کی آواز بے یقینی سے بلند تھی۔

"تم نے مجھے میرے خلاف جاتے لوگوں کو معاف کرتے کب دیکھا ہے؟"

"لوگوں میں اور آپ کی بیٹی میں کوئی فرق نہیں ہے؟"بے یقینی پر غصہ غالب آنے لگا تھا۔

"ہے فرق! کس نے کہا نہیں ہے؟ میرے اصولوں سے ناواقف لوگوں کی سزا بہت بڑی نہیں ہوتی۔۔۔ لیکن چونکہ میری بیٹی میرے اصولوں سے اچھی طرح واقف تھی اس لیے۔۔۔"

"اس لیے اس کی سزا بھی سخت اور طویل تھی!"اریشہ نے زہر خند لہجے میں ان کی بات مکمل کی۔

"آفریں!"ہلکا سا مسکرائے، وہ دونوں آج بھی ایک جیسا ہی سوچتے تھے۔

"بس اور کوئی وجہ نہیں تھی؟ میں نے آپ کے خلاف جا کر صارم سے شادی کی تھی تو آپ نے ہم سے ہماری خوشی، ہماری اولاد کو چھین لیا ہے؟"یقینی سے ہنستے

پوچھا، آنکھوں میں البتہ نمی جگہ بنانے لگی تھی۔

"تم جانتی ہو مجھے!" انہوں نے بے تاثر لہجے میں کہہ کر کندھے اچکا دیے۔

"نہیں! میں نہیں جانتی آپ کو! میں اپنے سامنے کھڑے حشمت خان کو نہیں جانتی۔۔۔ میں اپنے ابا کو جانتی ہوں! میں صرف یہ جانتی ہوں وہ میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ کہاں ہیں وہ؟ کیا کیا ہے آپ نے ان کے ساتھ؟" چلا چلا کر کہتی آخر میں رو پڑی۔ ولید کی موت کے بعد پتھر ہو چکے دل میں دراڑ پڑی لیکن وہ اسے اصل وجہ نہیں بتا سکتے تھے۔ کیوں کہ جانتے تھے پھر وہ ولید کی موت کا قصوروار خود کو ٹھہرانے لگے گی۔۔۔ اگر کوئی قصوروار تھا تو وہ حشمت خان خود تھے!

"میں نے یا تم نے خود؟" تیز لہجے میں پوچھا۔

"پاپا! ماما پھر سے رو رہی ہیں۔" علی نے اس کے کندھے پر سر رکھتے اداسی سے کہا۔

"شش! کچھ نہیں ہوا۔" صارم نے اسے تسلی دیتے اس کی پشت تھپکی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔میرے بچپن سے جوانی تک آپ مجھے یہ کہتے آئے ہیں کہ ہم دونوں ایک جیسا سوچتے ہیں! آپ کو ولید میں نہیں، مجھ میں اپنا عکس نظر آتا ہے! پھر اس معاملے میں ہماری سوچ الگ کیوں ہے ابا؟آپ کیوں مجھے اپنے حرامی بھانجے سے بیاہنا چاہتے تھے جب کہ ایک شریف، خاندانی لڑکے کا آپشن موجود تھا؟" وہ چہرہ اٹھائے انہیں دیکھ رہی تھی جو دروازہ تک لے جاتیں چند سیڑھیوں کے اوپر کھڑے تھے۔سالوں بعد روبرو آئے تھے تو بہت سارے سوال وجواب ہونے والے تھے۔اس سوال کا جواب تو صارم بھی جاننا چاہتا تھا اس لیے ہمہ تن گوش ہوا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں کہ تمہیں بھی اپنی بہنوں کی طرح اپنے خاندان میں شادی کرنی تھی۔۔۔ کسی دوسرے خاندان کے شریف لڑکے سے نہیں!"

یہ بات تو وہ بھی جانتی تھی، انہوں نے اب تک ایک بھی ایسی بات نہیں کہی تھی جو اس کے لیے نئی ہوتی۔

"لیکن کیوں؟"

"یہ نام، یہ شان و شوکت، یہ میراث کیا میں اپنے ساتھ قبر میں لے کر جاؤں گا؟ یہ اپنے خاندان میں رہنے پر تمہیں ملنی تھی!"

"لیکن آپ کے خاندان میں یہ میراث ہمیشہ بیٹوں کو سونپی گئی ہے۔۔۔ ولید کا حق تھا یہ، میرا نہیں!" آنسو رگڑ کر صاف کرتے کہا۔

"کہاں ہے وہ؟ کہیں سے ڈھونڈ کر لا دو میں خوشی خوشی اسے دے دوں گا!" چبھتا ہوا لہجہ تھا، اریشہ کی آنکھوں میں پھر سے پانی جمع ہونے لگا۔

"صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔ مجھ سے میرا صدام چھیننے کی وجہ سے میں اپنے بھائی کا غم بھی نہیں منا سکی! آپ نے مجھے اس قابل چھوڑا ہی نہیں تھا!" آنسو پھر سے قطرہ قطرہ گرنے لگے۔

"علی نام ہے اس کا۔۔۔ ولید نے رکھا تھا!" اس کے الزامات سے زیادہ ضروری انہیں علی کے نام کی درستگی لگی تھی۔

"کیا مطلب؟ ولید جانتا تھا؟" اس نئی اطلاع پر اس کے آنسو تھمے۔

"نہیں! وہ ایسا نہیں تھا۔۔۔ وہ میری اولاد کو مجھ سے چھیننے کے پلان میں شامل نہیں تھا۔ وہ آپ کی، میری طرح نہیں تھا! وہ اپنے بدلوں کے لیے دوسروں کو دکھ نہیں دیتا تھا۔" اس نے کانپتے ہونٹوں سے کہا۔ بالوں میں ہاتھ چلا کر انہیں بکھیر دیا، آنسو بہاتے سر نفی میں ہلایا اور ہاتھ کی پشت سے ناک رگڑی۔ صارم نے کلائی موڑ کر گھڑی پر وقت دیکھا۔

"صحیح کہا، وہ ولید خان تھا۔ وہ ایسا نہیں تھا!" حشمت خان نہیں چاہتے تھے وہ حقیقت کا 'ح' بھی جانے اس لیے سر ہلا دیا۔

"میں نے سوچا تو نہیں تھا زندگی میں کبھی دوبارہ سامنا ہو گا نہ میں نے کبھی خواہش کی تھی لیکن۔۔۔" صارم گاڑی سے ٹیک چھوڑ کر سیڑھیوں کے نیچے بالکل اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"اب مل ہی گئے ہیں تو مجھے بھی میرے سوال کا جواب چاہیے۔۔۔ مجھ سے آپ کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نفرت بجا ہے لیکن میری اولاد سے نفرت کی وجہ؟ اسے یتیم خانے کیوں رکھا گیا تھا؟" ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا۔

"لڑکے! تم اپنے آپ کو بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہو۔ حشمت خان تمہارے سامنے جواب دہ نہیں ہے!" نخوت بھرا انداز تھا۔ خود سے دور جا چکے بیٹے اور بیٹی کی مسلسل یاد دلاتے وجود کو کس طرح اپنی نگاہوں کے سامنے رکھ لیتے؟ اور سامنے کھڑے داماد کی ان کے نزدیک ٹکا برابر بھی اہمیت نہیں تھی!

"اور میرے، اپنی بیٹی کے سامنے؟" اریشہ نے صارم کے ساتھ کھڑے ہوتے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"میرے پاس یہی جواب تھے جو میں نے دے دیے ہیں! واپسی کا راستہ تمہیں معلوم ہے۔" بازو لمبا کر کے لوہے کے کھلے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اسی لمحے دور سے پولیس کا سائرن بجتا سنائی دینے لگا، آواز تیزی سے قریب آ رہی تھی۔

"پہلے آپ۔۔۔!" صارم طنزیہ مسکرایا، اریشہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور

حشمت خان نے ناگواری سے ہونٹ بھینچے۔اب یہ کل کا جمالونڈا انہیں جیل بجھوائے گا؟

"مجھے ایسے مت دیکھو اریشہ! میری اولاد کو مجھ سے چھیننے والے سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔"اس کے اور حشمت خان کے درمیان ایک دوسرے کو گھورنے کا مقابلہ چل رہا تھا۔

"ہمدردی؟"وہ آستیزائیہ ہنسے۔

"سوچ ہے تمہاری! دنیا کے کسی بھی انسان کو تمہاری ہمدردی کی ضرورت ہو سکتی ہے سوائے حشمت خان کے۔"

پولیس کی دو گاڑیاں آگے پیچھے احاطے میں داخل ہوئیں۔ حشمت خان کے وفادار ملازم اور گارڈز آوازیں سن کر اپنی اپنی مخصوص جگہوں سے ہٹ کر ان تک پہنچے۔

"بچے کو ولید خان ہسپتال سے لے کر گیا تھا۔"ایس پی اپنا فون لے کر صارم کے پاس آیا اور سرگوشی کی۔ ہسپتال کے ریکارڈ سے برآمد ہو چکی سی سی ٹی وی فوٹیج

www.novelsclubb.com

اسے دکھائی۔

صارم نے لب بھینچتے حشمت خان کو دیکھا تو انہوں نے سر نفی میں ہلاتے مٹھیاں بند کرتے ہتھ کڑیوں کے لیے بازو آگے بڑھا دیے۔وہ گرفتار ہونے کے لیے تیار تھے لیکن اریشہ سچ جانے۔۔۔اس بات کے لیے نہیں!

اور یوں بھی ان کا بنایا ہوا قانون انہیں کیا نقصان پہنچا سکتا تھا؟رات جیل گئے۔۔۔ صبح پہلا کام عدالت ان جیسوں کو ضمانت دینے کا کرے گی۔یہ جاہ و حشم،دولت، طاقت محض دکھاوے کی تو نہیں تھی!

"لے کر جاؤ!"صارم نے فون اسے واپس دے کر منتظر کھڑے حشمت خان کو لے جانے کا اشارہ کیا۔

ان کے ہاتھ میں ہتھ کڑیاں ڈالتے ایس پی کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"سر جی!اوپر سے آرڈر نہ آئے ہوتے تو میں یہ کبھی خواب میں بھی نہ کرتا۔"اس نے مدھم سی التجائی آواز میں کہا،حشمت خان طنزیہ مسکرائے۔سمجھدار آدمی

تھا۔۔۔دریا میں رہتے ہوئے مگرمچھ سے بیر نہیں لگانا چاہتا تھا۔وہ اور اس کی نوکری دونوں اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔

"خان؟"رفیق نے گھر کا دروازہ کھول کر انہیں پکارا،وہ پلٹے۔اس کے پیچھے ان کی اہلیہ فریحہ خاتون کھڑی تھیں۔

"میں نے تم سے کیا کہا تھا رفیق؟"سخت لہجے میں پوچھا۔

"جب تک بی بی یہاں ہیں کوئی گھر سے باہر نہیں آئے گا۔"اس نے سر جھکا کر کہا اور دروازہ بند کر دیا۔اریشہ ماں کی ایک جھلک دیکھنے کے بعد دوسری کے لیے تڑپی تھی۔اس نے قدم آگے بڑھا کر فاصلہ کم کرنا چاہا لیکن صارم نے کلائی سے پکڑ کر روک دیا۔

"جب تک اس کی بیوی ہو۔۔۔یہ دہلیز پار کرنے کی ہمت نہ کرنا!"حشمت خان تنبیہی انداز میں کہتے سیڑھیاں اترے اور پولیس جیپ کی طرف چلنے لگے۔وہی پروقار،مغرور سی چال تھی۔۔۔جیسے ساری دنیا ان کے قدموں کے نیچے ہو۔وہ

اس معاملے میں غلط بھی نہیں تھے۔۔۔ایسا ہی تھا!

"فون پر کیا دکھایا تم نے اسے؟" ساتھ چلتے ایس پی سے مخاطب ہوئے۔

"ہسپتال کی کیمرہ ریکارڈنگ جس میں۔۔۔" اس کی بات ابھی جاری تھی، حشمت خان نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔ان کو پہلے سے ہی اندازہ تھا کہ صارم فون پر کیا دیکھ رہا ہے، اسی لیے تو خود کو پیش کر دیا تھا۔چار سال پہلے ولید نے یہ سب منصوبہ بندی سے نہیں کیا تھا، لمحوں کا فیصلہ تھا۔اور نہ ہی حشمت خان کو اندازہ تھا کہ ان کے بیٹے کا لمحاتی فیصلہ انہیں اس نہج پر لے آئے گا۔ورنہ کسی ہسپتال سے کیمرہ فوٹیج غائب کروانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔پولیس اہلکار دروازہ کھولے ان کا منتظر تھا، وہ خاموشی سے اندر بیٹھ گئے۔ان کے بیٹھنے پر باقی اہلکار بھی گاڑیوں میں سوار ہوئے اور گاڑیاں ریورس ہو کر سائرن بجاتی چلی گئیں۔ان کے ملازم منہ کھولے تماشا ہی دیکھتے رہ گئے۔

"صارم! میرا ہاتھ چھوڑو۔" اس نے پلٹ کر تلخ لہجے میں کہا۔

"ابّا کے ساتھ تمہیں یہ کرنے کا حق تھا اس لیے میں چپ رہی لیکن مجھے میری ماں سے دور رکھنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔" بازو جھٹک کر اپنی کلائی چھڑاتی سیڑھیاں چڑھتی دروازے تک آئی اور لکڑی کا دروازہ پیٹ ڈالا۔

"امی!" روتے ہوئے پکارا۔

"بی بی! چلی جائیں۔۔۔مجھے دروازہ کھولنے کا حکم نہیں ہے۔" اپنے رونے اور دروازے کے شور میں رفیق کی مدھم سی آواز اس کی سماعتوں تک پہنچی۔

"رفیق بابا! پلیز۔۔۔دروازہ کھولیں؟" ہتھیلی دروازے پر ماری اور پھر اس سے سر ٹکائے رونے لگی۔

فریحہ خاتون کے اشارے پر رفیق پیچھے ہٹا انہوں نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر سرگوشی کی۔

"میری بچی!" لہجے میں نمی گھلی تھی۔

"بڑی بی بی! خان کی اجازت نہیں ہے۔" رفیق نے ادب سے کہتے انہیں دروازہ

کھولنے سے روک دیا۔

"امی!!!" وہ مزید تڑپ کر رو دی۔ صارم، علی کو اٹھائے اس کے پاس آیا۔

"اریشہ! چلو۔۔۔گھر چلیں۔"

"صارم! ایک دفعہ بس امی سے مل لوں۔۔۔ پلیز؟" اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ ہٹا کر دروازے کی طرف پلٹی۔

"امی! پلیز دروازہ کھولیں۔۔۔ رفیق بابا؟"

"اریشہ!" صارم نے سختی سے اسے مخاطب کیا۔

"ماما گھر چلیں نا؟" اس کے کندھے سے لگے علی نے بھی حصہ ڈالا۔

"ہوں! چلو۔" وہ ایک بے بس، مایوس نگاہ بند دروازے پر ڈال کر شکستہ سی واپس پلٹی۔ صارم نے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر بیٹھی تو علی کو اس کی گود میں دے کر دروازہ بند کرتا، گاڑی کے سامنے سے گزرتا، ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور بغیر کسی توقف کے گاڑی آگے بڑھائی۔ کھلے گیٹ سے تیز رفتاری سے گاڑی

گزاری اور بیک ویو مرر میں اس شاندار حویلی کو نفرت سے دیکھا۔

'امید ہے۔۔۔یہ آخری بار تھا۔دوبارہ سامنے پر میں موت کو ترجیح دوں گا!'

سوچیں بھی زہر سے بھری تھیں۔اس نے سر جھٹک کر سامنے دیکھا اور منفی سوچوں سے جان چھڑانی چاہی۔ابراہیم شاہ نے ان کو کسی سے بے جا نفرت کرنا نہیں سکھایا تھا اور اس کی حشمت خان کے لیے نفرت بے جا تھی بھی نہیں۔ایک نظر علی کو سینے سے لگائے آنسو بہاتی اریشہ پر ڈالی اور لب بھینچتے رفتار مزید بڑھاتا سڑک کو دیکھنے لگا۔

▪▪▪▪▪▪

www.novelsclubb.com

ہال کی بڑی بڑی روشنیاں بجھادی گئی تھیں، صرف ریمپ پر چلتیں کپڑوں کی نمائش کرتیں ماڈلز پر روشنی پڑ رہی تھی۔باقی ہر طرف ملگجا سا اندھیرا تھا۔

زابر حسن کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے، ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ٹکٹکی باندھے کائنات کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جس کے چہرے پر جوش کے آثار اتنے فاصلے اور

اندھیرے کے باوجود بالکل واضح نظر آرہے تھے۔ وہ یوں بھی اس کے لیے خاص نظر رکھتا تھا، چہرے سے ہی دل کا حال جان لیا کرتا تھا۔ اس کے شوہر نے اس کی طرف جھک کر کچھ کہا تھا، جس پر وہ آنکھوں میں ہزار جگنو لیے ہنسی۔ زابر کے دل پر ہاتھ پڑا۔

"زابر! ہیلو۔۔۔ میں تم سے بات کر رہی ہوں؟" عکاشہ ہر لباس پر تبصرہ کر رہی تھی اور زابر نے صفر فیصد توجہ بھی نہیں دی تھی۔ اس نے اس کی نگاہوں کا محور تلاش کیا اور آنکھیں گھماتی اس کی طرف پلٹی۔

"ان دونوں کو گھورتے رہنے سے کیا ہوگا؟" تعجب کرتے پوچھا۔ زابر حسن ایک بھی کام ایسا نہیں کر رہا تھا جو صاحب عقل کی سمجھ میں آسکے۔

"سوائے میرے دل کے جلنے کے اور کچھ نہیں ہوگا!"

"اچھا یہ ایک پرسنل سوال ہے لیکن مجھے جواب چاہیے۔" وہ یوں بولی جیسے اس سے پہلے کیا گیا سوال ذاتی ہرگز نہیں تھا۔ زابر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کتنی محبت کرتے ہو تم اس سے؟"سوال واقعی ذاتی ترین تھا۔

"پتا نہیں!"اس نے شانے اچکا دیے۔

"میں یہ صرف اور صرف تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوچھ رہی ہوں۔۔۔تم نے اسے پانے کے لیے کوئی کوشش کیوں نہیں کی؟اتنی آسانی سے give up کیوں کیا؟ٹوبی اونسیٹ۔۔۔اتنی محبت اگر مجھے کسی سے ہوتی تو میں مر جاتی لیکن اسے کبھی نہ چھوڑتی!"

"اگر وہ خود کہے تب بھی نہیں؟"

"سیریئسلی؟کون سی صدی کی محبت ہے تمہاری؟اس نے کہا اور تم جوگ لے کر ایک طرف بیٹھ گئے؟کوشش بھی نہیں کی۔۔۔؟"

"کیا کوشش کرتا؟"ایک تو یہ موسیقی،دوسرا عکاشہ کی کانوں کے اندر جا کر لگتی تیز آواز اور تیسرا سامنے کا منظر۔ہر چیز زابر حسن کی برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔

"اس کو اپنا بنانے کی کوشش اور کون سی کوشش؟" اس کی ناقص عقل پر افسوس کرتے کہا۔

"اچھا مثال کے طور پر کیا؟" اسے عکاشہ کی بکواس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی، ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر جو دل میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں ان سے دھیان ہٹانا چاہتا تھا۔

"مثال کے طور پر کچھ بھی! ہر چیز۔۔۔ان کو علیحدہ کرنے کے لیے کچھ بھی۔" کندھے اچکاتے کہا۔ اگر اسے خیام سے ویسی محبت ہوتی جیسی زابر کو کائنات سے تھی تو وہ اب تک نہ جانے کیا سے کیا کر چکی ہوتی!

"تم مذاق کر رہی ہو؟"

"نہیں! اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو اس طرح سکون سے بیٹھی ان کو دیکھ دیکھ کر جل نہ رہی ہوتی بلکہ اس خوبصورت تقریب کا حشر کر چکی ہوتی!"

"لیکن تم میری جگہ نہیں ہو اور ایک تقریب کا حشر کر دینے سے ان دونوں کو کیا

نقصان پہنچ سکتا ہے؟"ابرو اٹھاتے تیز لہجے میں کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے! ایسی جگہ تاک کر وار کرنا چاہیے کہ وہ دونوں دوبارہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے سے توبہ کر لیں۔"کڑوے لہجے میں کہا۔کیا وہ صرف زابر کی ہمدردی میں یہ سب کہے جا رہی تھی یا اپنا بھی کوئی مفاد پوشیدہ تھا؟ابھی اس کے اپنے ذہن میں سب کچھ دھندلا تھا!

"اور وہ وار کیا ہو گا؟"یوں ہی پوچھ لیا،عکاشہ سنجیدگی سے سوچنے لگی۔اگر اسے ان کو علیحدہ کرنا ہوتا تو وہ کیا کرتی؟آنکھیں پرسوچ انداز میں سکیڑ رکھی تھیں اور اگلے ہی لمحے وہ چمکیں۔

"سمپل!کائنات کا برینڈ۔۔۔جتنا میں نے نوٹ کیا ہے یہ کمپنی ان کو جوڑے ہوئے ہے۔خیام اس کا بزنس پارٹنر ہے،وہ دونوں سارا دن ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ان کو توڑنے کے لیے کمپنی کا ٹوٹنا بہت ضروری ہے!"جواب دے کر تفاخر سے اسے دیکھا،جیسے وہ ابھی اس کی زرخیز دماغی کی داد دے گا۔

www.novelsclubb.com

".No way! It's everything to her"

اس کا عکاشہ کے پر خلوص مشورے پر عمل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، سر نفی میں ہلایا۔

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں ناکام عاشق! سب کچھ ان سے چھین کر انہیں علیحدہ کر دو۔۔۔بعد میں خود اسے واپس کر دینا۔ برینڈ پھر سے کائنات کا اور وہ تمہاری!"

"اور یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔؟"اس کے لفظوں پر غور کرتا بولا پیشکش تھی ہی اتنی پر کشش کہ غور کرنا پڑا۔

"بھئی مجھے کیا پتا؟ بزنس مین تم ہو۔۔۔یہ جوڑ توڑ تو اب تمہیں آنا چاہیے۔ مجھ معصوم کو بھلا کیا پتا؟"معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے جواب دیا۔ زابر نے کائنات اور خیام سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور آنکھوں سے ہی اس پر لعنت بھیجی۔

"نہیں پتا تو پھر فضول بکواس کیوں کیے جا رہی تھی؟"دانت پیستے پوچھا۔

"مورل سپورٹ دے رہی تھی تمہیں!"ہنستے ہوئے کہا۔

"!Oh! It helped a lot... thank you so much"

طنزیہ بولا۔

"!Anytime, cousin"

سخی لہجہ تھا۔

"اب اٹھ چلو یا بستر بھی یہیں پر لگوا دوں تمہارا؟" وہ ان کے سامنے سے، اس شور شرابے سے، اس تقریب سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

"ارے اتنی جلدی؟ تم اپنی محبت کو اسپورٹ نہیں کرو گے؟ بھئی میں تمہاری جگہ ہوتی تو سارے گاؤنز خرید لیتی!" عکاشہ نے اسے زچ ہوتے دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

زابر نے غصہ برداشت کرتے گہری سانس لی اور اپنے ساتھ بیٹھی بلا کو نظر انداز کرتا سامنے دیکھنے لگا۔ سامنے کا منظر بھی ایسا دل پسند نہیں تھا اس لیے چہرہ گھما کر بغیر کسی دلچسپی کے ریمپ پر چلتی ماڈل کو دیکھنے لگا۔

"میں آتا ہوں ابھی! ایک ضروری فون کال ہے۔" منصور نے ارسلہ کی طرف

جھک کر کہا اور اپنا فون لیے اٹھا۔وہ توجہ دیے بغیر سامنے دیکھتی رہی۔ملبوسات ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔اسے کچھ پسند بھی آئے تھے لیکن ابھی صرف ان کی نمائش جاری تھی،نیلامی شروع نہیں کی گئی تھی۔

آخری لڑکی بھی آکر چلی گئی اور گیت کے اختتام کے ساتھ ہی سارا ہال روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔اس نے بھی باقی سب کی طرح تالی بجانے کے لیے ہاتھ بلند کیے۔

ارشد نے کائنات کو اسٹیج پر دعوت دی تھی اور اب وہ مائیک ہاتھ میں پکڑے سب مہمانوں سے مخاطب تھی۔

"آج کے دن آپ سب کا یہاں میرے ساتھ ہونا میرے لیے بہت معنی رکھتا ہے اور میں آپ کے وقت کی بہت شکر گزار ہوں!ان ملبوسات پر ہماری دن رات کی محنت لگی ہے اور ان کو بناتے وقت میری شروع سے ہی نیت تھی کہ یہ دوسروں کی مدد کے لیے استعمال ہوں گے۔"وہ چمکتے چہرے کے ساتھ بولی پھر اس نے ان رفاہی اداروں کے نام بتائے جن کو نیلامی کی رقم پہنچنے والی تھی۔ہال دوبارہ سراہتی

تالیوں سے گونج اٹھا۔

"آخر میں، میں اس گالا کو ممکن بنانے کے لیے اپنے ہزبینڈ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔۔۔

Thank you so much Khayam! Your support means a lot."

تشکر سے جھلملاتی آنکھوں اور مسکراتے لبوں سے کہا۔

"I heart you too, baby!"

خیام اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ہی چلایا۔ وہ مائیکروفون میں دھیما سا ہنس دی۔ بہت سے مہمانوں کی طرح ارسلہ نے بھی قہقہہ لگایا۔ اس کے دوست تو اس کا شانہ تھپکتے باقاعدہ سیٹیاں بجا رہے تھے۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا!" عکاشہ نے اسٹیج کی طرف اشارہ کرتے کندھے اچکائے۔ زابر اسے گھور کر رہ گیا۔

ارسلان کو سگریٹ کی شدید طلب ہو رہی تھی، کب سے جبر کیے بیٹھا تھا لیکن اب معاملہ اس کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا۔ وہ بغیر کسی سے کچھ کہے اٹھا اور باہر جانے کے لیے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

ارسلہ کی سرسری سی ڈالی جانے والی نظر اسے دیکھ کر جم گئی تھی۔ وہ اس کی میز سے کترا کر گزرتا آگے بڑھا۔ نگاہیں اٹھانے کی جرات بھی نہیں کی تھی۔

"ارسلان؟!" وہ اپنی حیرت سے باہر نکلتی اسے پکارتی اس کے پاس آئی۔ ارسلان کے قدم پتھر ہوئے۔

"مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔۔ لائک یہ واقعی آپ ہیں؟" وہ اس کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔ ارسلان کا وہاں سے بھاگ جانے کو جی چاہا لیکن پھر عام سے انداز میں بولا۔

"یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ؟"

"آپ یونیورسٹی ختم ہوتے ہی جس طرح غائب ہوئے تھے ہم سب یہی سمجھے کہ

ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔ ٹھیک ہے! مشی نے فیئر ویل پہ بہت زیادہ exaggerate کر دیا تھا لیکن وہ آپ کو پسند بھی تو بہت کرتی تھی۔ اتنی سی بات پر دوستوں سے رابطے کون توڑتا ہے؟"

وہ آج بھی بغیر رکے بولے جا رہی تھی، اتنے سالوں نے اسے بالکل نہیں بدلا تھا۔۔۔ ارسلان نے سوچا اور دوسری طرف ارسلہ کا اداس دل کسی دوست چہرے کو دیکھتے ہی جھوم اٹھا تھا۔

"یہیں تھا میں! اور رابطہ توڑنے کی اور کئی وجوہات تھیں۔" کندھے اچکاتے، یہاں وہاں دیکھتے کہا۔ وہ میزوں کے درمیان خالی جگہ پر کھڑے تھے۔

"کیا؟" آنکھیں پھیلاتے پوچھا۔

سب سے بڑی وجہ تو بالکل سامنے آنکھیں پھیلائے کھڑی اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔ وہ اس کے سوال سے بچنے کی راہیں ڈھونڈ رہا تھا جب ارسلہ کے پیچھے ہوتی ہلچل نے اس کی توجہ حاصل کی۔ بیرا مشروبات کی ٹرے کے ساتھ لڑکھڑایا تو

ارسلان نے جلدی سے بازؤں سے پکڑ کر اسے گھما ڈالا۔ وہ اپنے جسم کی ڈھال بناتا اسے صاف بچا گیا تھا۔ ٹرے اس کے شانوں سے ٹکرائی اور انواع و اقسام کے مشروب اس کے کپڑوں پر نقش و نگار بناتے گرتے چلے گئے۔ اس کے بچاؤ کے باوجود مائع اچھل کر پاس کھڑی ارسلہ کے بازو پر گرا تھا۔ بالکونی سے اندر آتے منصور نے ایک اجنبی مرد کو اپنی بیوی کے بازو پکڑے دیکھا اور اس کے گھٹیا ذہن نے اپنی استطاعت کے مطابق ہی سوچا تھا۔ غصے سے جبڑا بھینچا اور ہاتھ میں پکڑے موبائل پر گرفت سخت کی۔

"آئی ایم سو سوری سر!" بیرا تیزی سے اٹھتا اس کے پاس آیا۔

"کوئی بات نہیں!" اس کے بازو چھوڑ کر لڑکے کی طرف پلٹا اور اس کا شانہ تھپک کر ایکسکیوز کرتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہال سے نکل گیا۔ وہ تو اس کا شکر گزار تھا جس کی وجہ سے بھاگنے کے لیے موزوں بہانہ مل گیا تھا۔

ارسلہ نے ایک نظر ٹوٹا کانچ اٹھاتے لڑکے کے جھکے سر پر ڈالی اور دوسری اپنے

ارد گرد۔ لوگ دیکھ کر پھر سے اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔ ارسلان اسے سنبھلنے اور دوبارہ کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر جا چکا تھا۔ وہ گہری سانس لیتی اپنی میز کی طرف واپس پلٹی لیکن منصور کو خود کو دیکھتا پا کر اس کے قدموں میں سستی آئی۔ یہ کیا کر دیا اس نے؟ ارسلان کو دیکھ کر منصور کو کیسے بھول گئی وہ؟ اب کیا ہو گا؟ اس کی نگاہ کی سختی پر ارسلہ کا دل سہما۔ ہونٹ کچلتی اپنی جگہ پر بیٹھی اور پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔ وہ منصور کی نظروں سے خود کو لاپرواظاہر کرنا چاہتی تھی لیکن ہاتھوں کی کپکپاہٹ اس کے اندرونی ڈر کا پول کھول رہی تھی۔ منصور نے لبوں کا ایک کنارہ اٹھاتے گلاس اس کے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑے۔

"کیا ہوا؟ کانپ کیوں رہی ہو؟" فکر مند لہجے میں کہا اور دو چار ٹشو نکال کر اس کا بازو صاف کیا۔

"ک۔ کچھ نہیں!" اس نے ہاتھ واپس کھینچ کر اپنی گود میں رکھے۔

"ہوں!" وہ سر ہلا کر کہتا سامنے دیکھنے لگا جہاں پہلے لباس کی بولی لگنی شروع ہو چکی

تھی۔ ارسلہ اس کا بے تاثر چہرہ دیکھتی آنے والے وقت سے ڈر رہی تھی۔

'تم نے کچھ غلط نہیں کیا ارسلہ!' اپنے آپ کو تسلی دیتی یہی ایک سطر بار بار دہرا رہی تھی۔

"You okay there?"

خیّام نے ساتھ بیٹھی کائنات کو جذباتی ہو کر آنکھیں صاف کرتے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔ "ہوں!" سر ہلایا۔ "بات صرف اتنی ہے کہ میں نے سوچا نہیں تھا لوگ میری بنائی چیز کو اتنا زیادہ پسند کریں گے۔" سامنے ارشد کو دیکھا جس نے ایک اور گاؤن اصل قیمت سے چار گنا پر نیلام کیا تھا۔

"اونہوں! تم اس سے زیادہ کی حقدار ہو۔" خیام نے اس کی گردن میں بازو ڈال کر اسے قریب کیا اور اس کا سر اسکارف کے اوپر سے چوما۔

"موقع چاہیے ہوتا ہے تمہیں تو بس! فوراً PDA شروع کر دیتے ہو۔" اس سے فاصلہ قائم کرتے اسے گھورا۔ خیام نے آنکھیں گھمائیں۔

"بھلا اس چنی منی روشنی میں کسی کو کیا نظر آنا ہے؟"

"تم سے باتوں میں، میں آج تک جیت سکی ہوں؟"

"کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی! اس لیے جاری رکھو۔"

"I give up!"

دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور سامنے دیکھنے لگی، ان کی میز ریمپ کے بالکل سامنے لگی تھی۔ ارشد نے آخری سفید گاؤن کا اعلان کیا اور ماڈل چلتی ہوئی دوبارہ ریمپ کے اختتام تک آئی۔

"I'm so damn excited for this one!"

خود سے ہی بولی لیکن آواز جوش سے بلند ہو چکی تھی۔

"This one is exclusive! It has got class, elegance and heavenly aura. So ladies! My advise to you... DONOT miss it!"

ارشد نے جانتے بوجھتے یہ الفاظ ادا کیے، خیام کا جی چاہا اس کی گردن مروڑ دے۔

And it starts with only 850k... the ball is in "

"!your court now

آواز اسپیکر سے گزر کر ہال کے ہر کونے تک پہنچی۔

"k900"

ارشد کی دائیں طرف سے آواز آئی۔

k by our prestigious Mrs. Shahnawaz! 900"

"?No one else interested

www.novelsclubb.com

".One million"

عکاشہ کی آواز نے ان دونوں کو حیران کیا تھا۔ کائنات نے حیرت سے اسے دیکھا،

اب خیام کو خود پر غصہ آرہا تھا۔ علیحدہ ہی رکھوا دیتا۔۔۔ بعد میں کائنات کی صلواتیں

سن لیتا!

".million1.5"

ایک اور مردانہ آواز ابھری۔

"!million by this gentleman1.5"

ارشد کی آواز میں ہیجان بھی بڑھتا جا رہا تھا۔کائنات تو یوں بھی اس کے کام کی قدردان تھی لیکن آج کی تقریب کے بعد وہ اس کی لگن سے پہلے سے زیادہ متاثر ہو چکی تھی۔

".million2"

خیام نے شدید بوریت سے آواز بلند کی۔کائنات نے گردن اتنی تیزی سے اس کی طرف موڑی تھی کہ ہڈی چٹخنے کی آواز آئی۔اس نے گردن پر ہاتھ رکھا، شکر! بل نہیں پڑا تھا۔

"خیام؟"بے یقینی سے بھری پکار تھی۔

Look who has entered the arena?! None "

"other than the Khayam Shah! 2 million, 1

اس نے گیول (لکڑی کا ہتھوڑا) ہوا میں بلند کرتے کہا۔

"M2.5"

عکاشہ نے مسکراتے ہوئے خیام کو دیکھتے کہا۔

"اوہ عکاشہ بی بی چیلنج۔۔۔؟

"!You are so goona lose it

اس نے جوش سے ہاتھ رگڑتے کہا اور ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

".Hurry up lad! It's going for two and a half"

ارشد سیدھا سیدھا خیام سے مخاطب تھا۔

"3.5"

اب خیام کو مزہ آ رہا تھا اور یہ اب تک کی سب سے بڑی قیمت تھی۔

"خیام!" کائنات نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Yup!"

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟"

"تمہیں کوئی شک ہے؟" فاتحانہ مسکراتے ہوئے پوچھا لیکن عکاشہ کی بولی بڑھاتی آواز سن کر مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"4"

وہ بے فکری سے قیمت بڑھا رہی تھی۔ اس نے کون سا اپنی جیب سے دینی تھی؟!

"مجھے وہ منظر صاف دکھ رہا ہے جس میں ماموں تمہیں گھر سے باہر پھینک رہے ہوں گے۔ پھر اس چالیس لاکھ کے جوڑے کا ٹینٹ لگا کر اس میں رہنا!" زابر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عکاشہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"10million."

ابراہیم شاہ کی گونجیلی آواز نے ہر طرف خاموشی پھیلا دی۔ خیام خرید تا تب بھی پیسہ ان کے اکاؤنٹ سے ہی جانا تھا، اس لیے انہوں نے بات ہی ختم کر دی۔ عکاشہ

آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اگر واقعی ایک کروڑ سے زائد کا لباس خرید لیتی تو زابر کے ساتھ ساتھ اسے بھی وہ منظر وقوع پذیر ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"یار بابا!" خیام نے مزہ کرکرا کرنے پر احتجاجاً کہا۔

"عائشہ سلطانہ! آپ کی عمر ہے یہ پہننے والی؟" جھلا کر اونچی آواز میں پوچھا، سننے والوں نے قہقہہ لگائے۔ ابراہیم شاہ اس کی میز پر نہیں بیٹھے تھے ورنہ ایک تھپڑ لگا کر عقل ٹھکانے لگاتے۔

million, 1! 10 million, 2! 10 million, 3! 10"

".And it goes to Ibrahim Shah

www.novelsclubb.com

ہتھوڑا لکڑی پر بجنے کی آواز کے ساتھ نیلامی ختم ہوگئی۔

Thank you everyone for your enthusiastic "

participation! This sums it all up... we are as

"!always grateful for your support

ارشد نے مسکراتے ہوئے بات سمیٹی اور تالیوں کی گونج میں اسٹیج سے اتر گیا۔ہال کی روشنیاں بڑھادی گئیں۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ؟"خیّام نے ان کے پاس آکر منہ بسورتے کہا۔

"تم خود کہہ چکے ہو۔۔۔عائشہ کی عمر ہے یہ پہننے والی؟! تمہارے لیے ہی خریدا ہے۔چاہے خود پہنو یا میری بہو کو دے دو۔"آخر میں کندھے اچکائے۔

"تھینک یو سو مچ بابا!"کائنات نے قہقہہ لگاتے کہا۔خیّام نے اسے ناراض نظروں سے دیکھا پھر ابراہیم شاہ سے مخاطب ہوا۔

"یار ابراہیم! تھوڑا تو خیال کرلیتا ہے بندہ؟میں اپنی بیوی کو امپریس کرنے کی کوشش کررہا تھا۔"

"بیوی کے سامنے مار کھاتے ہوئے کیا خیال ہے کوئی امپریشن باقی بچے گا؟"انہوں نے اسے گھورتے ہوئے دانت پیسے۔

www.novelsclubb.com

"انکل جانے دیں۔۔۔ابھی بچہ ہے!" جاذب نے پیچھے سے خیام کے کندھے پر بازو پھیلاتے کہا۔

"آپ کو پتا تو ہے پھر رونے لگ جائے گا!"

"اوئے!" خیام نے تنبیہی پکارا۔

"پتا نہیں کس پر چلا گیا ہے؟" وہ بڑبڑائے تو عائشہ ابراہیم نے مسکراہٹ چھپائی۔

"واقعی۔۔۔پتا نہیں!" کندھے اچکاتے تبصرہ کیا۔

سپیکرز سے آتی ٹھک ٹھک کی آواز پر خیام اور جاذب نے پلٹ کر اور باقی مہمانوں نے اپنی باتیں روک کر اسٹیج پر دیکھا جہاں اسفر گلے میں گٹار لٹکائے مائیک چیک کر رہا تھا۔

Hello everyone! Asfar Rehman here... just "

"!thought of giving our Dj some rest

اس نے تعارف کے بعد گٹار کے تار چھیڑ کر ٹیوننگ جانچی۔

"Feel free to show some moves!"

اس کی بھاری خوبصورت آواز گونجی۔

"اس مراسی کو کس نے کھلا چھوڑ دیا؟" خیام نے جاذب سے پوچھا جو اسے اپنے ساتھ کھینچتا باقی تینوں کے پاس لے جا رہا تھا۔ چھ میں سے صرف ایک اسفر ہی موسیقی کی شدھ بدھ رکھتا تھا اور وہ سارے اپنی جلن کا برملا اظہار کیا کرتے تھے۔

"مراسی اپنی مراسن کو پرپوز کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔" جاذب نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے فارحہ کی طرف اشارہ کیا جو مگن سی اسفر کو سن رہی تھی۔

"بھاگ کر ذرا دوسرا مائک پکڑ کر لا!" خیّام نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ اسفر کی خوبصورت آواز سنتے جاذب نے اس کی مسکراہٹ دیکھی اور قہقہہ لگاتا ٹرن ٹیبل کے پیچھے کھڑے ڈی جے کی طرف بھاگا۔ اس نے اپنے ارد گرد دیکھا، سب کی توجہ کا مرکز وہ مسحور کن آواز کا مالک لڑکا تھا۔ جاذب نے اس کے اونچے سُر پر سر دھنتے مائیک میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھا۔

اسفر نے گیت ختم کرتے ہی گٹار کی چھٹی اور آخری تار کو انگوٹھے سے ہلکا سا چھوا پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے داد و تحسین وصول کی۔ خیام نے مائیک میں سیٹی بجائی۔ اس نے ان کی میز پر دیکھا اور فارحہ کو نظروں میں رکھتا مائیک اسٹینڈ سے اتار کر اس کی طرف بڑھتا بولا۔

"آپ سب کو یہ cheesy bromance لگ رہا ہو گا لیکن نہیں۔۔۔ یہ گانا خیام شاہ کے لیے نہیں تھا!" برا سا منہ بنایا جیسے سوچ کر ہی دل خراب ہو گیا ہو۔

خیام نے لوگوں کے قہقہے سن کر سر ہلایا۔

"سب کنیزیں تھیں تمہاری جانِ من
تم میری نور جہاں تھیں فارحہ
تھیں نہیں فارحہ بلکہ ہو!"

جون ایلیا کی نظم 'فارحہ' میں سے اپنا پسندیدہ شعر کہا اور اس تک پہنچا۔ کرسی پیچھے دھکیل کر ایک گھٹنے پر گیا، وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا تم میری نور جہاں ہو فارحہ! پھر کیا کہتی ہو شادی کر لیں؟" وہ کتنے عام سے انداز میں کتنی خاص بات کہہ رہا تھا۔فارحہ کا دل اسے گھٹنوں پر دیکھ کر رقص شروع کر چکا تھا۔

"فارحہ! کہیں 'ہو' کو 'تھیں' میں تبدیل کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے؟" خیام نے اسے خاموشی سے اسفر کو گھورتے پا کر مائیک میں کہا۔لوگوں کے ہنسنے پر وہ چونکی اور خجل ہو کر خیام کو دیکھا۔

"Ignore that piece of... just ignore him!"

اسفر نے بڑی مشکل سے خود کو گالی دینے سے روکا اور فارحہ کا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی نکالی۔اسے پہنانے سے پہلے چہرہ اٹھا کر منتظر نگاہوں سے دیکھا۔

"Yes yes a million times yes!"

اس کے چہک کر کہنے پر تالیوں کے شور میں اسفر نے انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈالی۔

"ایکسکیوز می! مجھے اگنور کرنے کی تمہاری اوقات ہے؟" خیام نے تلملاتے ہوئے

کہا، وہ ابھی بھی اسے نظرانداز کرتا فارحہ کی طرف متوجہ تھا۔

"Thank you my main!"

"کھڑے بھی ہو جاؤ اسفی! مجھے شرم آ رہی ہے۔" اس نے ہاتھ چھڑاتے کہا۔

"Awww..."

خیام نے برا سا منہ بناتے، گندے سے لہجے میں کہا۔ جاذب نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ سے مائیک لیا۔

"میری طرف سے بھی ایک گانا پیش خدمت ہے لیکن میں چونکہ سنگل ہوں۔۔۔ آہ!" ٹھنڈی آہ بھری تو قہقہے ابھرے۔

"اس لیے یہ گانا تازہ ترین خوشی خوشی قید زندگی قبول کرنے والے اپنے بھائی اسفی کے لیے۔" اس نے اسفی بالکل فارحہ کے لہجے میں کہا تھا ورنہ وہ اسے اسفر ہی کہا کرتے تھے۔

"او جی او پتری!" خیام نے اس کا شانہ تھپکا۔ اسفر نے اٹھ کر کرسی پر منتقل ہوتے

www.novelsclubb.com

ان دونوں کو گھورا۔

"ہاں جی!" جاذب نے صرف اتنا ہی کہا تھا جب خیام، عمر اور عالیان بھاگ کر اس تک پہنچے۔شاہ ویز نے سر نفی میں ہلاتے ان کو دیکھا جو اسفر کی خوشی چٹکیوں میں برباد کرنے والے تھے۔

"پہلے شادی ہو گی!"اس نے اپنی بے سری آواز میں کہا۔۔۔خیر گانا بھی ایسا کوئی سریلا نہیں تھا!

"ہاں جی!"وہ تینوں مائیک میں چلائے۔

"نئی کہانی ہو گی!"

"ہاں جی!"

"بس پھر دو دن کی ہی چاندنی ہے نبھانی ہو گی!"عمر نے کہا۔

"ہاں جی!"

"پھر تیرے بچے ہوں گے!"خیام نے بھی حصہ ڈالا۔

"ہاں جی!"

"تھوڑی پریشانی ہو گی!" عالیان کی باری تھی۔

"ہاں جی!"

"بس پھر سرکلز میں چلیں گے میرے یار!" وہ سارے اکٹھے بولے تھے اور لوگوں کے کانوں سے خون نکلنے ہی والا تھا۔

"بند کرواں کا مائیک یار۔۔۔؟" اسفر نے اٹھ کر غصے سے کہا۔

"ایک مفت مشورہ بھی ہے۔۔۔ہاں جی، ہاں جی کہتے رہو گے تو خوش رہو گے!"

خیام نے مائیک جھپٹ کر کہا اور اسفر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اسے پھینکتا بھاگا۔

ٹوں کی آواز سے اسپیکر پھٹنے کے قریب تھے۔ کسی نے اسفر کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا مائیک بند کر ہی دیا تھا۔ وہ دونوں اب میز کے ارد گرد واقعی سرکلز میں گھوم رہے تھے اور باقی چاروں قہقہے لگا رہے تھے۔ رمشہ اور فارحہ ہونٹ بھینچے ان کو دیکھ رہی تھیں۔

"خیام شاہ!"کائنات اچانک اس کے سامنے آئی اور اونچی آواز میں پکارا۔

"ہاں جی؟"خیام نے اس کے کندھوں کو پکڑ کر ٹکراؤ روکا اور ہانپتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟سب کچھ کتنا اچھا جارہا تھا لیکن نہیں! تمہیں اور تمہارے دوستوں کو تماشا لگانا ہی ہوتا ہے۔"اس کے ہاتھ جھٹک کر تیز لہجے میں کہا۔

"بھابی! سارا قصور اس کا ہے۔"اسفر نے پھر کائنات کا خیال کر کے زبان پر آئی گالی روکی۔اس نے ایک نظر خیام کے پیچھے کھڑے اسفر پر ڈالی اور بڑبڑاتی ہوئی ایک طرف چل دی۔

"میرا ہی دماغ خراب ہے جو اس سے آدمیت کی توقع رکھتی ہوں!"ان سب نے اس کی جھلائی آواز بخوبی سنی تھی۔

"شاباش!اسی طرح اپنی نصف بہتر کی بقیہ زندگی بدتر کیے رکھنا اور یہ لو میری طرف سے ایوارڈ۔۔۔"شاہ ویز نے میز کے کونے پر رکھا مائیک اٹھا کر اسے پیش کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہ کر یار شاہی! اس گدھے کی وجہ سے ناراض ہوئی ہے۔ بھلا یہ میرا گالا ہے یا اس کا گھر جہاں یہ رومانس جھاڑنے لگ گیا؟" اس نے پلٹ کر اسفر کو غصیلی نظروں سے دیکھا۔ وہ اس کا دل جلانے کے لیے بھرپور مسکرایا۔

"اچھا جو ہو گیا سو ہو گیا! اب جا۔۔۔ جا کر منا لے بھابی کو۔" اس نے مائیک زبردستی خیام کو پکڑاتے کہا۔

"اس کا اچار ڈالنا ہے میں نے؟" اس کی زبردستی کرنے پر خیام نے تنگ آ کر پوچھا۔

"اونہوں!" شاہ ویز نے سر نفی میں ہلاتے اسے دھکا دے کر کائنات کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے چلتی ہال کے کونے میں لگے دروازے تک پہنچ چکی تھی جس کی دوسری طرف ارشد اپنی نگرانی میں ملبوسات کی پیکنگ کروا رہا تھا۔

"یار شاہی! تو جانتا ہے نا میں تجھ سے کتنا پیار کرتا ہوں؟" اسفر نے خیام کو خود سے دور جاتا دیکھ کر کہا۔ جس کے ہاتھ میں پکڑے مائیک کی سرخ بتی جل رہی تھی۔

"ہاں بہت!" شاہ ویز نے آنکھیں گھماتے کہا۔ ایک سے ایک کلاکار اس نے یار بنا

رکھا تھا!

"بیوی! تم پھر مجھ سے ناراض ہو گئی؟" اس نے دروازہ کھول کر کائنات تک پہنچتے ہی اسے مخاطب کیا۔ آواز سارے ہال میں سنائی دے رہی تھی۔

"میرے پاس اور کوئی آپشن؟" مصروف سے انداز میں اسے جواب دے کر آگے بڑھنے لگی لیکن خیّام نے کہنی سے پکڑ کر روکا۔

"اتنی پیاری شکل سے پیار کرنے کے علاوہ تمہارے پاس واقعی کوئی آپشن نہیں ہے!"

"دفع ہو جاؤ۔۔۔اس سے پہلے کہ میں اپنے ہاتھوں سے اس پیاری شکل کا ناس مار دوں!" اپنا بازو چھڑاتی چلائی۔ ذرا سی بھی شرم اگر اس آدمی میں ہو تو؟ اسفر کے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی۔

خیام نے معصوم سی شکل بنا کر اسے دیکھا اس بات سے انجان کہ ہال میں وہ پانچوں ہنستے ہوئے کرسیوں سے گر رہے تھے۔ مہمان بھی جان چکے تھے یہ ان کی

شرارت ہے اور اب مسکراتے ہوئے مزید گولہ باری کا انتظار کر رہے تھے۔ صرف نیہا میز سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی تھی۔

"سوچ لو؟ پھر تمہارے لیے مفت میں ماڈلنگ کون کرے گا؟!" معصومانہ دھمکی دی۔

"میں ہینگر میں کپڑے ٹانگ کر تصویریں بنانے کو ترجیح دوں گی!" ٹکا سا جواب دیا، ابراہیم شاہ بھی ہنسے۔ اچھا ہے! کوئی تو اسے حد پار کرنے پر پوچھ رہا تھا۔ وہ خود نہ سہی، ان کی بہو سہی!

"لڑنے سے پہلے مائیک تو بند کر دیتے خیام بھائی!" نیہا دروازہ کھول کر بولتی ہوئی ان تک آئی اور کھلے دروازے سے مدھم سی آواز اس کے کانوں تک بھی پہنچی۔

"ہیں؟" کائنات نے آنکھیں پھیلائیں۔ کمرے کے اندر اور باہر سے قہقہے پھوٹ رہے تھے۔ خیام نے شاہ ویز کی اسکیم سمجھ کر سر ہلایا اور گلا صاف کرتا بغیر کسی شرمندگی کے مائیک میں بولا۔

"ویسے تو میں بڑا سخت لونڈا ہوں لیکن یہاں میں پگھل گیا!"

کائنات نے سر نفی میں ہلاتے ہونٹ موڑ کر مسکراہٹ چھپائی۔۔۔اسے یاد تھا یہ کوئی میم تھی!

"!Eww! They are disgusting me... let's go"

عکاشہ نے برا سا منہ بناتے کہا اور اپنا کلچ پکڑے اٹھی۔زابر شکر ادا کرتا اس کے پیچھے ہو لیا۔

......

"ارسلان رکیں۔۔۔میری بات تو سنیں؟!"وہ سن کر بھی ان سنی کیے چلتا رہا، غصے سے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔ارسلہ نے چھ سات قدموں کا فاصلہ بھاگ کر طے کیا اور اس کی راہ روکی۔

"میں کب سے آپ کو آوازیں دے رہی ہوں؟!"گہری سانسیں لیتے خفگی سے کہا۔وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"مشی اندر رو رہی ہے! آپ کس طرح اتنی آسانی سے اس کا دل توڑ سکتے ہیں؟"

اس نے ارسلان کے پیچھے واقع عمارت کی طرف اشارہ کیا جس کے ایک کمرہ جماعت میں ان کے باقی دوست روتی ہوئی مشال طاہر کو تسلی دلاسے دے رہے تھے۔

"یوں پلیٹ میں رکھ کر پیش کرے گی تو ٹوٹے گا ہی نا؟" بے تاثر لہجے میں کہہ کر کندھے اچکا دیئے حالاں کہ غصے سے بازوؤں کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔

"یہ کیا دقیانوسی سوچ ہے؟ اگر عورت کسی کو پسند کرتی ہے تو اظہار کیوں نہیں کر سکتی؟ اگر یہی حرکت آپ کے کسی دوست نے کی ہوتی تو مجھے یقین ہے باقی سب اس کا کندھا تھپک کر داد دے رہے ہوتے۔" اس کے ماتھے پر ناگواری سے شکنیں پڑیں۔

"مجھے اس عورت مرد کی debate میں نہیں پڑنا۔۔۔ خدا حافظ۔" اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

"وجہ؟"اپنے دائیں طرف سے کترا کر گزرتے ارسلان کے سامنے آتے پوچھا۔

"کیا؟"اس نے گہری سانس لے کر دماغ کی گرمی کم کرنی چاہی۔

"میری بیسٹی کا دل توڑنے کی وجہ؟اگر تو کوئی حسین زلفوں والی بلا ہے تو میں اسے بالوں سے پکڑ کر مشی کے سامنے لے جاؤں گی!"انگلی اٹھا کر اپنے ارادے کی پختگی ظاہر کی۔ارسلان نے قسمت کی ستم ظریفی پر قہقہہ لگایا۔پھر اپنے سامنے کھڑی حسین زلفوں والی بلا کو دیکھا اور سنجیدگی سے بولا۔

"تمہیں پتا ہے کسی کے اظہار محبت کے جواب میں ہمارے پاس دو آپشن ہوتے ہیں۔۔۔ہاں یا نہیں!میں نے بھی available options میں سے ایک چن لیا۔

Accept it!"

"بس؟بغیر کسی explanation کے آپ چاہتے ہیں آپ کی ریجیکشن قبول کر لی جائے؟"بے یقینی سے بھنویں اٹھاتے پوچھا۔

"!Yeah! I would highly recommend it"

سر ہلاتے کہا اور دھوپ سے سرخ ہوتے ارسلہ کے چہرے پر الوداعی نگاہ ڈال کر کیمپس سے نکل گیا۔ پھر وہ ایسی دنیا میں مگن ہو گیا جس میں دوست نہیں تھے۔ وہ جانتا تھا مزید میل جول پر صرف ارسلہ ہی نہیں باقی سب بھی اسے مشال کی محبت قبول کرنے کا کہیں گے۔۔۔ اور یہ کرنا اس کے بس میں نہیں تھا!

ارسلان نے سگریٹ کا ایک اور گہرا کش لے کر دھواں فضا میں خارج کیا۔ ارسلہ کے سامنے سے فرار ہو کر ہوٹل کے داخلی دروازے کے باہر ستون سے ٹیک لگائے کھڑا تھا لیکن اس کی یادوں سے فرار نہیں مل سکا تھا۔ مشروبات کے گرنے سے گیلا اور چپچپا ہو چکا کوٹ اتار کر ریلنگ پر پھینک دیا تھا۔ ارسلہ سے سالوں پہلے کی وہ ملاقات بار بار ذہن کے پردوں پر نمودار ہو رہی تھی۔

اسے اچھی طرح یاد تھا۔۔۔ اس کے سختی سے کیے گئے انکار پر مشال طاہر کی آنکھیں اپنی بد قسمتی کا سوچ کر بھر آئی تھیں لیکن اصل بد قسمت تو وہ تھا۔ مشال تو اپنی

محبت کا اعتراف کر کے،اس کے انکار کے بعد دوبارہ زندگی کی رونقوں کی طرف لوٹ آئی تھی۔اس کے پاس ایسی کوئی سہولت نہیں تھی۔نہ وہ اظہار کر پایا تھا،نہ ہی آگے بڑھ سکا تھا۔اظہار کرتا بھی کس طرح؟وہ تو اس کے سامنے اپنے دوست کی وکیل بن کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ارسلان نے ممکنہ انکار سے بچنے کے لیے چپ سادھ لی لیکن ارسلہ کی محبت آج بھی دل میں دفن کیے گھوم رہا تھا۔

خاموش ماحول میں ہوٹل سے باہر نکلتے لوگوں کے قدموں اور آوازوں نے ارتعاش پیدا کیا۔اس نے سر گھما کر دروازے سے نکلتے لوگوں کو دیکھا،وہ سیڑھیاں اترتے اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"خیریت ہے بھائی؟"خیام نے اس کے ساتھ کھڑے ہوتے پوچھا،وہ ارسلہ کو گاڑی تک چھوڑنے آیا تھا۔ان دونوں میاں بیوی نے ارسلان کو دیکھا،ارسلہ نے منصور کے خوف سے ایک کے بعد دوسری نظر نہیں ڈالی اور منصور اسے گھورتا ہوا گاڑی تک پہنچا۔

"ہوں!"ارسلان کی نظریں بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے منصور پر تھیں۔ جس نے ایک آخری کڑوی نگاہ ڈالی اور گاڑی ریورس کرتا چلا گیا۔

"یہ تمہارا بہنوئی۔۔۔"

خیام پلٹ کر اندر جانے والا تھا جب اس نے اچانک کہا۔

"منصور۔"اس نے رک کر ارسلان کو دیکھا، وہ اس کی اگلی بات کا منتظر تھا۔

"کیا یہ ابھی مجھے گھور کر گیا ہے؟ لیکن کیوں؟"ارسلان نے اس سے زیادہ خود سے سوال کیا۔

"اچھا؟ میں سمجھا مجھے گھور کر گیا ہے۔"خیام نے الجھ کر کہا۔ بے شک! وہ دونوں ساتھ کھڑے تھے لیکن ارسلان کو یقین تھا وہ نفرت آمیز نظریں اسی کے لیے تھیں۔

I'm positive his stare was directed at me "

"?but why

خود کلامی کی۔خیام کو کوئی اندازہ نہیں تھا اس لیے کندھے اچکا دیے۔

عالم مرتضی اور باقی گھر والوں کو دروازے سے نکلتے دیکھ کر اس نے سگریٹ فرش پر پھینک کر جوتے سے بجھائی۔

"ایونٹ بہترین تھا خیام! پھر ملاقات ہوتی ہے خدا حافظ۔" اس سے مل کر وہ عالم مرتضی کے پاس گیا اور ان کی وہیل چیئر دھکیلتا سیڑھیوں کے ایک طرف بنے ترچھے پلیٹ فارم سے گزرتا نیچے پہنچا۔خیام انہیں جاتا دیکھ کر پلٹا اور ہوٹل میں داخل ہوا۔ایک کے بعد دوسری راہداری مڑتا ہال کے دروازے پر تھا۔سرسری سی نگاہ پورے ہال پر دوڑائی۔تقریباً سارے مہمان جا چکے تھے،ہاں! اس کے اور کائنات کے دوست ابھی یہیں تھے۔وہ چلتا ہوا نیہا کے ساتھ بیٹھی اپنی بیوی کے پاس آیا اور کرسی پر دھپ سے گر گیا۔میز کے ارد گرد بیٹھے لوگ اپنی باتوں میں مگن تھے۔کسی نے اس پر دھیان نہیں دیا تھا یہاں تک کہ اس کی بیوی نے بھی نہیں!

خیام نے اچانک میز پر ہاتھ مار کر ان سب کی توجہ حاصل کی۔

"کیا ہوا؟" دو تین آوازیں بلند ہوئیں۔

"تم لوگوں کے لیے میں نے بسترے بھی یہیں پر لگوانے ہیں کیا؟ چلو شاباش پیسے ختم ہو گئے ہیں اب چھٹی کرو!" ان سب کو باری باری گھورا۔

"بڑا ہی شودا ہے یار! میرے سے لے لے اگر ختم ہو گئے ہیں تو۔" عمر نے افسوس کرتے کہا۔

"دے؟" فوراً ہاتھ پھیلایا۔ کائنات نے غصے سے گھورتے ہوئے اس کا پھیلا ہاتھ پکڑ کر میز کے نیچے کیا۔

"اب تو فوراً سے پہلے نکلو۔۔۔ میری بیوی کا رومانس کا موڈ ہو رہا ہے!"

"بکواس بند کرو!" وہ دبی دبی غرائی۔ سب ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہنسی چھپاتے اٹھے۔

"بولتی رہو میں سن رہا ہوں۔۔۔" خیام نے رخ اس کی طرف موڑا اور کرسی کی

www.novelsclubb.com

پشت سے ٹیک لگائے بڑی محبت سے اسے تکنے لگا۔

"یہ لڑکا پاگل ہے! پاگل ہے!" جاذب جاتے جاتے بھی بیک گراؤنڈ میوزک دینا نہیں بھولا۔

"ٹھیک ہے کائنات! ہم بھی اب چلتے ہیں۔" داور کہتا ہوا اٹھا تو نیہا بھی اٹھ کر اس سے ملی۔

"یار وقت نکال کر تھوڑا جلدی آجانا یا تم نے مہمانوں کی طرح عین ٹائم پر آکر بس روٹی ہی کھانی ہے؟" نیہا نے اس سے شکوہ اور اصرار ایک ساتھ کرتے کہا۔

"اچھا بابا! کل دوپہر میں ہی آجاؤں گی۔"

"اوکے۔ خدا حافظ خیام بھائی!"

"خدا حافظ۔" وہ جواباً کہہ کر دوبارہ کائنات کو دیکھنے لگا۔ وہ دونوں بھی چلے گئے تو اس سے مخاطب ہوا۔

"کہاں جانا ہے کل؟ وہ بھی میرے بغیر!"

"نیہا کی کل مایوں ہے اور ابھی تو اس نے تمہیں کارڈ دیا ہے۔"

"ہوں!" لمبا سا ہنکارا ابھرا۔

"کیا میں تم سے کچھ مانگ سکتا ہوں؟"

خیام کا سارا دھیان اس کے خوبصورت چہرے پر تھا۔۔۔ پتا نہیں وہ پہلے بھی اتنی ہی پیاری تھی یا اب زیادہ لگنے لگی تھی؟

"کیا؟" اس نے سامنے بوفے صاف کرتے بیروں کو دیکھتے پوچھا۔

"تمہارے سگنیچر۔۔۔" اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ صفحہ نکال کر میز پر رکھا اور اس کے اوپر سیاہ چمکتا قلم بھی۔

"کس لیے؟" کائنات الجھ کر اس کی طرف مڑی اور پوری توجہ سے اسے دیکھا پھر کاغذ اٹھا کر تہہ کھولی تو وہ خالی تھا، کورا۔

"سرپرائز ہے۔" مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو میں بغیر پڑھے کوئی ڈاکیومینٹ سائن نہیں کرتی اور بلینک پیپر کا تو

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!" وہ کہتے ہیں نا دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔۔۔وہ بھی کمال مرتضی کے فراڈ کے بعد اتنی ہی محتاط ہو گئی تھی۔

"کائنات! تمہیں مجھ پر یعنی اپنے شوہر پر بھی بھروسہ نہیں ہے؟" برا مناتے پوچھا۔

"After waht chachu did... can you blame me?"

"I understand but can you just trust me? For once?"

www.novelsclubb.com

"Ok fine!"

معصومیت سے پوچھتا اتنا پیارا لگ رہا تھا کائنات سے انکار ہی نہیں ہوا۔اس نے قلم کھول کر صفحہ درست کیا اور گہری سانس لے کر اس کے کنارے پر دستخط کر دیے۔

"دیکھ لو اب۔۔۔کام خراب نہ کر دینا؟" وہ ڈر بھی رہی تھی اور اس پر یقین بھی کرنا

چاہتی تھی۔

"پرسکون ہو جاؤ۔۔۔کچھ بھی خراب نہیں ہو گا۔" تھوڑا سا آگے ہو کر اس کا ماتھا چوما اور مسکرایا۔

"ہمم! گھر چلیں اب؟" اس کا ہاتھ پکڑتی کھڑی ہوئی۔

"جہاں کہتی ہو وہاں چلتے ہیں!" اس نے دوسرے ہاتھ سے صفحہ اور قلم جیب میں ڈالے۔

Don't get any ideas... we are going to Alam "
"!Manzil

آنکھیں گھماتے جواب دیا اور آگے بڑھی۔

".I'm getting none! It's blank up here"

خیام نے اپنے سر کی طرف اشارہ اور اس کا ہاتھ پکڑے پکڑے ہی بازو اس کے سر سے گزار کر دوسری طرف کندھے پر رکھا، وہ اس کے سینے سے لگی مسکرائی۔

"!It's always blank up there"

معصومیت سے کہتے کندھے اچکائے۔

"!That's straight up abusive"

اس کی مبالغہ آرائی پر کائنات نے چہرہ اٹھا کر خفگی سے دیکھا۔

"مذاق کر رہا تھا!" خیّام نے اس کی تھوڑی پکڑی اور جھک کر اپنی ناک سے اس کی ناک رگڑی۔

"کیوٹ ترین چیز ہو۔" سینے سے لگاتے تبصرہ کیا۔

"میں کوئی چیز ہوں؟" تیوری چڑھاتے پوچھا۔

"نہیں! میری جان ہو۔۔۔ جس کے ساتھ میں ساری زندگی یونہی چلتے رہنے کو تیار ہوں۔"

"میں بھی!" کمر سے اس کا کوٹ پکڑتے سرگوشی کی۔

"واللہ؟" اس کے چلتے قدم رُکے۔ کائنات نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تو خیام نے

تیزی سے اسے اٹھا کر گھماڈالا۔وہ اس کے پاگل پن پر ہنسنے کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی؟

"آہ۔۔۔فائنلی !" اسے نیچے اتارتا بولا۔

"ہمم۔۔۔فائنلی !"

"یار ! مجھے پتا ہوتا تو کب کا اس طرح کے دو چار گالا آر گنائز کر چکا ہوتا۔"

"سیریئسلی؟"کائنات نے تپ کر اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔

"نہیں !"خیام نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا اور خوشی خوشی اسے ساتھ لیے پھر سے چلنے لگا،بے تکی بکواس بھی جاری تھی۔

▪▪▪▪▪▪▪▪

"اریشہ ! تمہارا کب تک روتے رہنے کا ارادہ ہے ؟" صارم نے فون بند کر کے ایک طرف رکھا اور اس کی پشت دیکھی جو رخ موڑے لیٹی آنسو بہا رہی تھی۔ علی ان دونوں کے درمیان سو رہا تھا۔اریشہ نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ اٹھ کر جوتے پہنتا اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی طرف آکر بیٹھا اور چہرے پر رکھا اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"کیوں اتنا رو رہی ہو؟" اس کے بھیگے چہرے کو دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیوں نہ روؤں؟" اس سے ہاتھ چھڑوا کر چہرہ صاف کرتی اٹھ کر بیٹھی۔

"صدام۔۔۔ تمہارا بیٹا تمہارے پاس ہے! اب رونے کی کیا وجہ رہ گئی ہے؟"

صارم نے کہا تو وہ طنزیہ ہنسی۔

"اور باپ؟ بھائی؟ ماں؟ بہنیں؟ میرے پاس رونے کے لئے وجوہات کی کمی تو نہیں ہے!" قطرہ قطرہ آنسو پھر سے گرنے لگے۔

"میں بھی تو ہوں!" جتاتا ہوا انداز تھا۔

"اس کو خود پر لا کر مجھے بہلانے کی کوشش مت کرو، صارم!" انگلی اٹھا کر سختی سے کہا۔ صارم نے گہری سانس لی۔۔۔ مطلب آج اسکا صرف باتوں سے بہل جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"پھر اب کیا چاہتی ہو؟ میں کیا کر سکتا ہوں اس برسات کو روکنے کے لیے؟" ہاتھ

بڑھا کر انگوٹھے سے اس کا نم رخسار چھوا۔

"تم نے جتنا آج کر دیا ہے وہی بہت ہے!" اریشہ نے تیز لہجے میں کہہ کر اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"کیا کیا ہے میں نے؟" ماتھے پر بل ڈالے۔ "سوائے اپنی اولاد کے اغواکار کو جیل بھجوانے کے؟!"

"پھر مبارک ہو! ابا کو جیل بھجوانے پر خوشیاں مناؤ اور مجھے سکون سے رونے دو؟" آواز قدرے بلند تھی۔

"آہستہ بولو اریشہ! علی سو رہا ہے۔" صارم نے سرزنش کی۔

"دیکھو تو۔۔۔ کتنی خوشی تھی ولید کو اپنے بھانجے کی جو وہ اس کا نام تک رکھ چکا تھا اور میں؟ میں تو اس کی میت پر بھی نہ جا سکی! وہ ہمیشہ سے ہی ایسا تھا۔۔۔ نرم دل، محبت کرنے والا، محبت بانٹنے والا۔ گھر میں سب سے چھوٹا ہو کر سب سے پہلے چلا گیا۔" جھک کر علی کا ماتھا چوما اور اس کے بالوں سے کھیلتی بولی۔ اس نے ہونٹ

بھینیچ لیے، سی سی ٹی وی فوٹیج اس کے موبائل میں تھی لیکن اریشہ کو دکھا کر وہ اسے مزید دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ اریشہ کے پاس مرحوم کی اچھی یادیں ہی رہنے دینا چاہتا تھا۔

"ہوں!"اسی پر اکتفا کیا۔

"امی کیسے رہتی ہوں گی اس کے بغیر؟"ایک نئی فکر ستائی اور ساتھ ہی آنسوؤں کے بہاؤ میں تیزی آئی۔

"ایک بات تو بتاؤ مجھے؟"صارم نے اس کا دھیان بٹانے کی ایک اور کوشش کرنی چاہی۔وہ مگن سی علی کو تھپکتی رہی۔

"کیا مجھ سے شادی کرنے پر پچھتا رہی ہو؟"سنجیدگی سے کیے گئے سوال پر اریشہ کا ہاتھ اور آنسو دونوں رکے۔

"سچ بتاؤں؟"سوالیہ اسے دیکھا اور اس کے سر ہلانے پر بولی۔

"ہاں!"

صارم کے دل میں کچھ چبھا تھا جس کے اثرات چہرے پر بھی نظر آئے تھے۔

"کیوں؟"

"برابری کے اس رشتے میں سارے نقصان میرے حصے آئے ہیں! تمہارے ماں، باپ، بہن، بھائی نہیں چھوٹے۔" وہ جانتی تھی اسے تکلیف ہو رہی ہے، برا لگ رہا ہے اور وہ چاہتی بھی یہی تھی۔۔۔ کیوں کہ اس کا اپنا دل لہو لہو ہو رہا تھا۔

"کیا چاہتی ہو چھوڑ دوں انہیں؟"

اریشہ نے سر نفی میں ہلایا۔ وہ ایسا کبھی بھی نہیں چاہتی تھی حالاں کہ ابراہیم شاہ ان کی شادی کے فوراً بعد ہی علیحدہ گھر کی پیشکش کر چکے تھے لیکن وہ اپنے والدین کے بعد ان سے بھی دور نہیں جانا چاہتی تھی۔

"پھر کیا چاہتی ہو میں چھوڑ دوں تمہیں؟" وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا، سر جھکائے فرش کو گھور رہا تھا۔ اس کے مثبت جواب تو کیا تاثرات سے بھی ڈر رہا تھا۔

"حشمت خان نے بھی تو یہی کہا تھا: جب تک اس کی بیوی ہو یہ دہلیز پار نہ کرنا۔۔۔

دہلیز پار کرنا چاہتی ہو؟"

"ہاں!" اریشہ کی پر سکون آواز پر اس نے آنکھیں بند کیں، جن میں اچانک ہی پانی بھرنے لگا تھا۔

"میں دہلیز پار کرنا چاہتی ہوں لیکن نہیں کر سکتی۔۔۔!" وہ شاید اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی، صارم نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"کیوں کہ تمہیں نہیں چھوڑ سکتی۔" اریشہ نے بات مکمل کی تو اس نے شکر کی سانس بھری۔

"تم نے ڈرا دیا تھا مجھے!" وہ چہرے پر ہاتھ پھرتے بولا۔

"صارم!" وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور اس کا ہاتھ پکڑا۔

"میں جانتی ہوں تم مجھے دکھی نہیں دیکھنا چاہتے لیکن یقین کرو! اس وقت تم کچھ بھی کر کے مجھے خوش نہیں کر سکتے۔"

"اریشہ میں۔۔۔" اس نے کہنا چاہا لیکن وہ جلدی سے اس کی بات کاٹتی بولی۔

"نہیں صارم! تم کچھ نہیں کر سکتے۔مجھے بھی تو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔پہلے تو پھر ایک امید تھی کہ شاید کبھی ابامان جائیں گے اور مجھے معاف کر دیں گے لیکن آج کے بعد وہ بھی ختم ہو گئی۔علی نہیں تھا میرے پاس۔۔۔میں نے ان امیدوں کو ہی پالا پوسا تھا۔اب ان کے مرنے کا ماتم تو کرنے دو؟"اس کے کہنے پر صارم کو احساس ہوا تھا کہ حشمت خان سے نفرت وہ کرتا تھا،اریشہ نہیں۔وہ اس کی نظر میں جیسا بھی انسان تھا لیکن اریشہ کے لیے صرف اس کا باپ تھا۔بات صرف حشمت خان کی ہوتی تو وہ خود کو ان کے ظلم اور زیادتیاں یاد دلا کر تسلی دے لیتی لیکن وہ فریحہ خاتون کے بغیر کیسے باقی زندگی گزارے گی؟یہ سوچ آنسو رکنے نہیں دے رہی تھی۔

"ہوں!"صارم نے اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکالا اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ولید!امی!"وہ یوں رو رہی تھی جیسے کسی پیارے کی میت پر رویا جاتا ہے۔صارم

کی حشمت خان کے لیے نفرت میں اضافہ ہوتا گیا۔اریشہ کا ہر گرتا آنسو اُس کی نفرت کا پیالہ بھر رہا تھا۔

"صارم! میں کیا ان سے کبھی نہیں مل پاؤں گی؟ ماں کے بغیر بھی کوئی زندگی ہوتی ہے؟" بری طرح روتے ہوئے پوچھا۔صارم کیا جواب دیتا؟ خاموشی سے اس کا سر تھپکتا رہا۔

"صارم! میں مر جاؤں گی۔۔۔ابا کو بولو اتنی نفرت نہ کریں مجھ سے۔" دہائیاں دیتا انداز تھا،اس نے اپنی خاموشی برقرار رکھتے اریشہ کے بالوں پر ہونٹ رکھے۔

علی کب سے آنکھیں کھولے انہیں دیکھ رہا تھا لیکن اپنی ماں کو ہذیانی انداز میں روتے، چلاتے دیکھ کر ڈر سے خاموش تھا۔پھر کچھ سوچتا ہوا بستر سے اترا۔صارم نے اسے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔وہ اسی خاموشی سے جوتا پہن کر دروازے کی طرف بڑھا۔پنجوں کے بل کھڑے ہو کر ہینڈل تک ہاتھ بلند کیا اور آہستگی سے دروازہ کھول کر راہداری میں آیا۔کچھ دیر اس شش و پنج میں راہداری میں کھڑا رہا

کہ آیا بایاں کمرہ چاچو کا ہے یا دایاں؟ پھر کندھے اچکا کر بائیں دروازے کی طرف بڑھا اور ایڑیاں اٹھا کر ہینڈل تک پہنچا۔ دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر جھانکا۔

"مجھے منصور کا رویہ تھوڑا عجیب لگا تھا اس لیے سوچا تم سے پوچھ لوں؟" گلاس ڈور سے باہر اندھیرے میں دیکھتے خیام نے دروازہ کھلنے کی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔

"چاچو!" علی اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا، خیام فون کی دوسری طرف سے آتی بہن کی آواز سن رہا تھا۔

"اچھا کیا لگا تمہیں؟" ارسلہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اپنا میک اپ صاف کر رہی تھی۔ منصور واش روم میں تھا اور گھر پہنچنے سے لے کر اب تک ان میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

"مجھے نہیں ارسلان بھائی کو۔" اس نے فون میں کہا تو ارسلہ کے کریم لگاتے ہاتھ رکے، فون کان اور کندھے کے درمیان اڑس رکھا تھا۔

"چاچو! ماما پھر رو رہی ہیں۔" علی نے اس کے پاس آتے کہا۔

"کیوں؟" خیام نے فون کان سے ہٹاتے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" گال پھلاتے کہا، اس نے ہنستے ہوئے علی کا پھولا رخسار کھینچا۔

"یہ کون ہے؟" ارسلہ نے کسی بچے کی آواز سن کر پوچھا۔

"کل ملواؤں گا تم سے۔"

"لیکن بتاؤ تو کون ہے؟" تجسس بھی تھا اور کچھ وہ منصور۔۔۔ارسلان۔۔۔آگے کیا ہوگا؟ جیسی سوچوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی۔

"علی ہے۔ علی! چلو بیڈ پر جا کر لیٹو۔۔۔آج آپ چاچو کے ساتھ سوئیں گے۔" اس کے بال بگاڑتے کہا۔

"علی؟ چاچو؟ ساری بات کیوں نہیں بتا رہے؟" تنگ آکر پوچھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے نگاہ اٹھا کر آئینے میں منصور کے عکس کو دیکھا۔ وہ تولیے سے بال رگڑتا بستر کی طرف بڑھا تھا۔

"ارے! کہا تو ہے کل تمہاری طرف آکر بتاؤں گا۔۔۔اور ارسلہ میری بات کا

www.novelsclubb.com

جواب نہیں دیا تم نے؟"

"ہمم۔۔۔ٹھیک ہے!" مبہم سا جواب دیا۔

"کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے؟"

"نہیں!" ارسلہ نے منصور کے بے فکر اور بے شکن چہرے کو دیکھ کر کہا۔شاید وہ واقعی خود کو بدل رہا تھا۔۔۔امید کی کرن پھر سے جاگی۔

"اوکے! صبح ملتے ہیں پھر خدا حافظ۔" اس کا ارادہ علی کو بھی ساتھ لے کر جانے کا تھا۔

"خدا حافظ!" اس نے کال کاٹ کر فون ڈریسنگ پر رکھا اور خود بھی کپڑے بدلنے کے لیے اٹھی۔وہ اپنے دھیان میں الماری کی طرف بڑھ رہی تھی جب منصور نے اچانک اس کے سامنے آتے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے تم کتنی پیاری لگ رہی تھی؟"

"منصور! میں ڈر گئی تھی۔" ارسلہ نے زور زور سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا۔

"کیوں؟ڈر کیوں گئی تھی؟میں تمہاری تعریف نہیں کر سکتا کیا؟اور ویسے بھی سرخ تو رنگ ہی تمہارا ہے۔۔۔چاہے جیسے بھی انداز میں ہو، سرخ تم پر ہمیشہ جچتا ہے!" بات کے اختتام تک اس کے ہاتھ ارسلہ کی گردن پر تھے،اس کی آنکھیں خوف سے پھیلیں۔سرخ خون! وہ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

"م۔منصور!"ہکلاتے ہوئے پکارا،اس نے گردن پر دباؤ کم کیا۔

"بولو میری جان!"صدقے واری جاتا لہجہ تھا۔

"تم یہ کیوں کر رہے ہو؟"اس نے ارسلہ کی امید کو چٹکیوں میں ختم کیا تھا۔

"میری معصوم بیوی کو کچھ پتا ہی نہیں! کتنا بر اہوں میں۔۔۔تمہاری غلطی بتائے بغیر تمہیں سزا دینے لگا۔" گردن سے ہاتھ ہٹا کر پوری قوت سے ارسلہ کے رخسار پر مارا، وہ لڑکھڑاتی ہوئی الماری سے ٹکرائی۔

"آہ!"ماتھا زور سے لکڑی پر بجا تھا،اس کا سر گھومنے لگا۔منصور نے بالوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔۔۔ سرخ تمہارا رنگ ہے!" اس کے ماتھے سے نکلتے خون کی ایک پتلی سی لکیر دیکھ کر کہا۔ تکلیف سے ارسلہ کے آنسو بہنے لگے، کانوں میں ابھی تک سنسناہٹ محسوس ہو رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے اب کیا ہوگا؟" اس کے بال جڑوں سے کھینچتے چہرہ بلند کیا۔۔۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر کر کنپٹیوں میں راستہ بناتے چلے گئے۔

"ارسلہ؟!" تنبیہی پکار تھی کہ میرا صبر مت آزماؤ!

"ک۔ کیا؟" اس نے درد سے سسکتے کہا۔

"شاباش!" اس کے تابعداری سے پوچھنے پر بالوں پر گرفت نرم کی۔

"اب میں تم سے پوچھوں گا وہ کون تھا اور تم جواب دوگی: تمہیں نہیں پتا۔۔۔ ہے نا؟" وہ اس کی طرف سے ہاں یا نہ کا منتظر تھا۔۔۔ دونوں صورتوں میں سے ارسلہ کے لیے بچنے کی صورت ایک بھی نہیں تھی۔

"نہیں۔" اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ منصور نے سرخ نگاہیں اس کی خوفزدہ

آنکھوں میں گاڑیں۔

"نہیں؟یعنی مان رہی ہو تمہارا جاننے والا تھا؟" دانت پر دانت جمائے پوچھا اور مثبت جواب پر اس کا ماتھا دوبارہ الماری سے ٹکرا دیا۔ کمرے میں ارسلہ کی چیخ گونجی۔ منصور نے اس کے بال چھوڑ دیے تو وہ زمین پر بیٹھی چلی گئی۔ چوٹ گہری ہوئی تو خون کا بہاؤ بھی زیادہ ہو گیا۔

"کون تھا؟ تمہیں کس حق سے چھو رہا تھا؟" وہ ایک گھٹنا زمین پر ٹیکتے اس کے سامنے بیٹھا۔ ارسلہ نے سر نفی میں ہلایا لیکن چکر آنے پر دونوں ہاتھوں میں تھامے سسکنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کیا پوچھا ہے تم سے؟" زور سے ہاتھ اس کے پیچھے موجود الماری پر مارا، وہ ڈر سے چلائی۔

"یونی۔ یونیورسٹی فیلو تھا۔"

"بس؟" اس کی ٹھوڑی پکڑے غرایا۔ ارسلہ نے چکروں کے باوجود زور زور سے

سر ہاں میں ہلایا۔

"بے وقوف عورت! سمجھتی ہے اپنے جھوٹوں سے مجھے پاگل بنالے گی۔" ٹھوڑی چھوڑ کر کہنیوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور گھسیٹتے ہوئے لا کر بستر پر پھینکا۔

"ن۔نہیں! میں سچ کہہ رہی ہوں وہ۔۔۔"

"شش!" اس کے اوپر آتے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

"جتنا اس بغیرہڈی کی زبان کو کم ہلاؤ گی۔۔۔اتنی جلدی تمہاری سزا ختم ہو جائے گا۔"

اس نے بے بس نگاہوں سے منصور کو دیکھا، فون کی بجتی گھنٹی پر اس کے تقریباً سن ہو چکے دماغ میں جھماکا ہوا۔ خیام! وہ سچا تھا۔۔۔وہ جب منصور پر زبردستی کا الزام لگا رہا تھا، وہ سچا تھا۔ ارسلہ نے اپنے وجود میں باقی بچی ساری قوت صرف کر کے اسے خود سے پرے دھکیلا، وہ اس کی بائیں جانب بستر پر گرا۔ وہ تیزی سے اٹھتی ڈریسنگ پر بجتے فون کی طرف لپکی۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اٹھا کر دیکھا اور خیام کا نام

دیکھ کر آنکھوں میں امید چمکی لیکن اس کے اٹھانے سے پہلے ہی منصور نے فون جھپٹ کر ڈریسنگ کے شیشے پر دے مارا۔ کانچ چٹخنے کے شور میں ارسلہ کی چیخ کہیں دب ہی گئی۔

"تمھیں لگتا ہے تمہارا بھائی مجھے روک سکتا ہے؟" ایک اور زوردار تھپڑ سے اس کا ہونٹ پھٹا تھا۔ وہ چکرا کر گرنے لگی تھی لیکن ڈریسنگ کی لکڑی پر ہاتھ رکھ کر خود کو بچایا اور نتیجتاً ہتھیلی میں کانچ چبھو لیا۔

"مر جاؤ منصور۔۔۔ مر جاؤ تم!" اپنی طاقت سے زیادہ اونچا چیخی اور ہاتھ میں چبھا کانچ نکال کر اس کے سینے میں پیوست کرنا چاہا۔ منصور نے اس کی نازک کلائی پکڑ کر قہقہہ لگایا۔

"چچ! میری معصوم بیوی کی چھوٹی چھوٹی حسرتیں۔۔۔" اس کی ہاتھ چھڑوانے کی بے ثمر کوششوں پر افسوس کرتا بولا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا!" دوسرے ہاتھ سے اس کے سینے پر زور ڈالتی چلائی۔ وہ لڑکھڑا

کر ایک قدم پیچھے ہوا تو ارسلہ نے ہاتھ واپس کھینچا۔ منصور اس کی 'ہمت' پر خوش گوار حیرت میں مبتلا تھا جو اس کے بھائی کی دی ہوئی لگتی تھی۔ لیکن خیر! جب تک وہ اس سے فارغ ہو گا وہ اپنی ساری ہمتیں کھو چکی ہو گی۔

"میں مر جاؤں گی لیکن تمہارے گندے وجود کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دوں گی!" وہ کانچ پھینکتی دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔ ننگے پیروں میں چبھتے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بے نیاز دوڑتی ہوئی صاف شفاف راہداری میں آئی۔ شاید منصور کا قہقہہ بھی کانوں میں پڑا تھا۔ سفید چمک دار فرش پر جگہ جگہ خون کے ٹھپے لگنے لگے۔ اس نے سیڑھیوں کے سرے پر رک کر چکراتے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ ایک ہاتھ تو پہلے ہی خون اگل رہا تھا دوسرا بھی رنگین ہو گیا۔

"میں صرف دس تک گنوں گا ارسلہ! جلدی سے چھپ جاؤ۔۔۔" منصور کی محظوظ سی اونچی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے دھندلی ہوتی آنکھوں اور چکراتے سر کی پروا کیے بغیر قدم پہلی سیڑھی پر رکھا۔ اندازے کی غلطی تھی۔۔۔

پاؤں کی ایڑی سیڑھی کے کنارے پر لگی اور اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ لڑھکتی ہوئی سولہویں سیڑھی سے زمین پر گری تھی۔

"اللہ جی!" درد میں ڈوبی پکار تھی۔۔۔پتا نہیں کہاں کہاں چوٹ آئی تھی؟ پیٹ میں اٹھتے درد پر اس نے دایاں ہاتھ پیٹ پر رکھا، بایاں حرکت ہی نہیں کر رہا تھا۔

"نہیں اللہ!" وہ درد کا ماخذ سمجھتی زور سے چلائی۔

"سب کچھ لے لیں مجھ سے پر اسے مت لیں؟" وہ اپنے رنگ۔۔۔سرخ رنگ میں رنگتی درد سے تڑپ رہی تھی۔ پھر کب درد کی شدت حواس چھیننے لگی؟ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا! پلکیں بھاری ہو رہی تھیں۔

"ارسلہ!" سیڑھیوں پر کھڑا منصور بدحواسی سے چلایا اور تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ ارسلہ نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا اور موت کا فرشتہ سمجھ کر سست روی سے آنکھیں بند کر لیں۔

■■■■■■

اندھیر کمرے میں صرف فون کی جلتی سکرین سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔فون کی آواز بند تھی لیکن لکڑی پر ہوتی تھڑ تھڑاہٹ سے ابراہیم شاہ کی آنکھ کھلی۔وہ اٹھ کر بیٹھے اور فون ہاتھ میں لے کر آنکھیں مسلیں۔کچھ دیر سکرین پر نظر آتے نام اور نمبر کو دیکھتے رہے پھر کال کا مثبت جواب دے کر فون کان سے لگایا۔

"ابراہیم! میں کب سے فون کر رہا ہوں۔۔۔اٹھا کیوں نہیں رہے؟"

"شاید غلطی سے سو گیا تھا اس لیے۔۔۔آدھی رات کو کیوں فون کیا ہے فرید؟"

طنزیہ کہتے وجہ پوچھی اور لحاف ہٹاتے پاؤں زمین پر رکھتے جوتا پہنا۔

"اچھا؟تمہاری نیندیں اڑانے والی خبر ہے میرے پاس۔۔۔"ڈاکٹر فرید کسی مریض کے گھر والوں سے بات کرتے وقت عموماً اتنی تمہید نہیں باندھا کرتے تھے لیکن فون کی دوسری طرف ان کا دیرینہ دوست تھا۔

"کیسی خبر؟"چونک کر پوچھا۔

"ہسپتال سے نوشین(ڈاکٹر فرید کی بیٹی)کا فون آیا ہے ابراہیم!ارسلہ ہسپتال میں

ہے۔"

"کیا؟ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ہوا میری بیٹی کو؟" وہ فوراً اٹھے اور کانچ کی میز تک آئے۔ جھک کر گاڑی کی چابی اٹھائی اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔

"نوشین کہہ رہی تھی کافی چوٹ آئی ہے اسے اور۔۔۔" ڈاکٹر فرید نے اور پر بات روک دی تو ان کے انداز پر ابراہیم شاہ کا ہینڈل گھماتا ہاتھ رکا۔

"اور؟" لہجے میں اندیشے، وسوسے شامل تھے۔

"ابراہیم! کہاں جا رہے ہیں؟" عائشہ ابراہیم نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔ ڈاکٹر فرید خاموش تھے۔

"کمرے میں گھٹن ہو رہی تھی لان تک جا رہا ہوں۔۔۔ تم سو جاؤ!" ان کو جواب دے کر رکے نہیں دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلے اور فون میں بولے۔

"فرید! کیا ہوا ہے اسے؟ مجھے ساری بات کیوں نہیں بتاتے تم؟" ان کے ماتھے پر فکر مندی کی گہری شکنیں تھیں۔

لاک کھول کر گھر سے باہر نکلے وہ جلد از جلد بیٹی تک پہنچنے کے لیے اپنے اعصاب کا ضرورت سے زیادہ استعمال کر رہے تھے۔

"سر پھٹا ہے، کندھے کی ہڈی اتر چکی ہے اور سب سے بڑی بات بچہ پیٹ میں ہی ختم ہو چکا ہے۔" ڈاکٹر فرید نے بالآخر بلی تھیلے سے باہر نکال ہی دی، ابراہیم شاہ بے یقینی سے سن ہوئے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟" سخت لہجے میں پوچھا، وہ یقین کرنے پر متامل تھے۔ ان کی ارسلہ چند گھنٹے پہلے ہی تو ان سے مل کر ہنستی مسکراتی اپنے گھر گئی تھی۔۔۔ وہ اسے خون میں لت پت تصور بھی نہیں کر پا رہے تھے۔

"اس کے شوہر کا بیان ہے وہ سیڑھیوں سے گری ہے! لیکن میرا سوال ہے۔۔۔ یہ سیڑھیاں تعداد میں کتنی تھیں جو بچی کا اتنا برا حال ہو گیا؟" ان کے شکوک و شبہات ارسلہ کے زخموں کا سن کر ہی پورے قد سے کھڑے ہوئے تھے۔ دوسری طرف ابراہیم شاہ کا دماغ ابھی تک ارسلہ کی حالت کو ہی قبول نہیں کر سکا تھا۔ انہوں نے

فون کان سے ہٹایا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھے۔

"ہیلو؟ ابراہیم؟" ڈاکٹر فرید نے دو چار مرتبہ کوشش کر کے فون بند کر دیا۔

انہوں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی اور گیٹ تک پہنچ کر ہارن بجایا۔

چوکیدار چابیاں چھنکاتا اپنے کمرے سے نکلا اور اس وقت ابراہیم شاہ کو دیکھ کر اسے شدید حیرت ہوئی۔ وہ صارم یا خیام میں سے کسی ایک کو دیکھنے کے لیے تیار تھا لیکن پھر بغیر کسی سوال جواب کے دروازہ کھول دیا۔ ابراہیم شاہ نے گاڑی تیزی سے آگے بڑھائی۔

'یااللہ! میری بیٹی ٹھیک ہو۔' تقریباً خالی سڑکوں پر تیز رفتاری سے گاڑی چلاتے دل ہی دل میں دعا گو تھے۔ ان کی ایک ہی بیٹی تھی اور وہ انہیں جان سے بھی زیادہ پیاری تھی۔

قدموں کی قریب آتی آواز پر منصور نے چہرہ اٹھا کر اپنی طرف بڑھتے ابراہیم شاہ کو دیکھا۔

"کیاہوا ارسلہ کو؟ کیا ہوا میری بیٹی کو؟" اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"انکل! آپ یہاں؟" اسے حیرت تھی کیوں کہ اس نے انہیں اطلاع نہیں دی تھی نہ ہی وہ ایسا کوئی ارادہ رکھتا تھا۔

"یہ ارسلہ کا خون ہے؟" اس کے رنگے ہوئے ہاتھ پکڑتے پوچھا پھر اپنا ضبط کو کھوتے چلائے۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں اسے کیا ہوا؟"

منصور نے آنکھیں بند کر کے ان کا اونچا، تحقیر بھرا لہجہ برداشت کیا اور پھر آنکھیں کھول کر بے تاثر لہجے میں بولا۔

"سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔" اس کے کہنے پر انہیں یاد آیا کہ فرید نے بھی شاید ایسا ہی کچھ کہا تھا۔

"کیسے گر گئی تھی؟ تم کہاں تھے؟ مر گئے تھے کیا؟" اس کے ہاتھ چھوڑ کر شرٹ کا

گریبان دبوچتے بولے۔انہیں ذرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ اس کی وجہ سے گری تھی تو شاید اسے ہی جان سے مار دیتے۔

"میں کمرے میں تھا اس وقت!" ابھی بھی تحمل کا مظاہرہ کرتے ان کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹائے۔

"کیسی ہے وہ؟" شکستہ سے کہتے پاس رکھی اسٹین لیس سٹیل کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھے۔

"پتا نہیں! ڈاکٹر نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔OT میں ہے وہ اس وقت۔" آہستگی سے کہتا ان کی دوسری طرف آکر بیٹھا۔

وہ ارسلہ سے چاہے جتنا برا سلوک کرلے لیکن جو آج ہوا تھا وہ ایسا بالکل نہیں چاہتا تھا۔اسے پتا ہوتا کہ وہ سیڑھیوں سے گر جائے گی تو وہ اسے کمرے سے نکلنے ہی نہ دیتا۔۔۔بس اسی ایک بات پر پچھتا رہا تھا۔وہ اس کی بیوی، اس کی محبت تھی۔۔۔ مضحکہ خیز بات تھی لیکن وہ محبت کی اپنی سک ڈیفینیشن رکھتا تھا۔

www.novelsclubb.com

لکڑی کا دروازہ کھول کر نرس باہر آئی تو وہ دونوں اس کی طرف لپکے۔

"میری بیٹی کیسی ہے؟" ابراہیم شاہ کی بے چینی عروج پر تھی۔

"دیکھیے ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے! آپ پلیز A+ بلڈ کا انتظام کریں۔۔۔ ہمارے بلڈ بینک میں اس وقت صرف ایک بوتل ہی موجود تھی اور مریضہ کا خون بہت بہہ چکا ہے۔" نرس کہہ کر خود بھی قریبی بلڈ بینکس سے رابطہ کرنے چلی گئی۔ منصور اپنا فون پکڑے دروازے سے دور ہوا اور دوستوں کے نمبر ملانے لگا۔

کچھ دیر تو ابراہیم شاہ کے کانوں میں سائیں سائیں ہوتی رہی۔۔۔ جس کی انگلی پر لگے چھوٹے سے کٹ پر وہ باپ، بھائی اسے ہتھیلی کا چھالا بنا لیتے تھے آج اس کا اتنا خون بہا تھا کہ وہ کسی دوسرے کے خون کی محتاج ہو گئی تھی! اگر اسے کچھ ہو گیا تو؟ اس سوچ پر وہ جھرجھری لیتے حقیقت کی دنیا میں واپس آئے اور جلدی سے خیام کا نمبر ملایا۔ چوتھی اور پانچویں گھنٹی کے بعد انہوں نے کال کاٹ کر دوبارہ ملائی۔

"گدھا!" اب بھی گھنٹیوں کی آوازیں سنتے وہ کال کاٹنے والے تھے جب سوئے

جاگے خیام نے اٹھالی۔

"فوراً آفرید کے ہسپتال آؤ! ارسلہ۔۔۔وہ سیڑھیوں سے گری ہے۔۔۔اسے خون کی ضرورت ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہیں بابا؟" خیام کی ساری نیند غائب ہوگئی تھی۔ فٹافٹ بستر سے اترا اور جوتا پہن کر والٹ، چابیاں پکڑے باہر کی طرف دوڑ لگادی۔

"جلدی کرو۔۔۔باتوں کا وقت نہیں ہے!" انہوں نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

خیام بھاگ کر گاڑی تک پہنچا۔۔۔اتنی سردی میں محض ایک سویٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ کوٹ وغیرہ لینے کا ہوش کسے تھا؟ گاڑی سٹارٹ کرتے ہی ہارن پر ہاتھ رکھ دیا اور تیز رفتاری سے گیٹ کی طرف بڑھائی۔ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی رشید نے پھرتی سے گیٹ کھول دیا۔ وہ رفتار مزید بڑھاتا زن سے گاڑی سڑک پر لایا۔ اس شور سے گھر کے باقی مکین بھی سوتے نہیں رہے تھے۔

"منصور____" اس نے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارتے موٹی سی گالی دی، ہارن پھر سے

بج اٹھا۔وہ بے وقوف نہیں تھا، جانتا تھا کہ وہ حادثاتی طور پر سیڑھیوں سے نہیں گری تھی۔

"سور کی اولاد! اب تو مجھ سے بچ کر دکھا۔۔۔"ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالتے دوسرے سے موبائل پکڑا اور شاہ ویز کا نمبر ملایا۔وہ ہیڈلائٹس کی روشنی میں پیچھے کو سرکتی ہوئی سڑک کو گھورتا فون کے اٹھائے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"اویس بھائی ڈیوٹی پر ہیں؟"کال ملتے ہی خیام نے پوچھا۔اویس، اس کا بڑا بھائی پولیس میں تھا۔

"ہاں!"شاہ ویز کو اس کے لہجے سے ہی کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"ان کو بول جلد سے جلد فرید انکل کے ہسپتال آئیں۔"

"ہسپتال میں کون ہے؟"

"ارسلہ۔"

"آپی ٹھیک ہیں؟"

"پتا نہیں!"

"اور پولیس کس کے لیے؟" اسے اندازہ تو ہو گیا تھا لیکن تصدیق کے لیے پوچھ لیا۔

"منصور حرامی ________ کے لیے!" غصے سے دو چار گالیاں بک دیں۔ شاہ ویز کو مزید تفصیلات کی ضرورت نہیں تھی، وہ سارا معاملہ سمجھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے! میں بھائی سے رابطہ کرتا ہوں۔۔۔ ان کے پہنچنے تک میں بھی آ جاؤں گا۔"

اس کی ساری بات سنے بغیر ہی خیّام نے فون زور سے فرنٹ سیٹ پر پھینک دیا۔۔۔ غصے سے اس کا خون کھول رہا تھا۔ اگر منصور اس وقت اس کے سامنے آ جاتا تو وہ دوسری مرتبہ سوچے بغیر گاڑی اس کے گھٹیا وجود پر سے گزار دیتا۔ وہی کیوں ہوا جس کا اسے ڈر تھا؟ وہ کیوں اپنی ایک ہی بہن کی حفاظت نہیں کر سکا؟ لیکن اب اور نہیں! وہ اب کسی صورت منصور کو کھلی چھوٹ نہیں دے گا۔۔۔ ارسلہ چاہے جو بھی کہے! پتا نہیں اس کا بھانجا یا بھانجی کیسی ہو گی؟ ارسلہ کا اتنا خون بہہ جانے کے

بعد بچے کے بچنے کی کوئی امید تو نہیں تھی۔۔۔پر شاید کوئی معجزہ ہو جائے!

وہ ارسلہ کی حالت سے واقف نہیں تھا اس لیے پر امید ہو رہا تھا ورنہ خون صرف ارسلہ کا تو نہیں بہا تھا!

ہڑبڑاہٹ میں گاڑی بے ترتیبی سے ہسپتال کے باہر کھڑی کی اور اندر بھاگا۔کوئی بھی اس کے بھاگنے پر حیران یا تشویش میں نہیں تھا کیوں کہ یہ ہسپتال تھا۔یہاں لوگ صبح شام یونہی بے چینی سے اپنے پیاروں کے لیے بھاگتے دکھائی دیتے تھے۔

"ارسلہ ابراہیم کو کہاں رکھا گیا ہے؟"اس نے ریسیپشن پر پہنچتے ہی سوال کیا۔

"مجھے چیک کرنا پڑے گا۔"ریسیپشنسٹ نے اس کے تیزی سے پوچھے سوال پر سکون سے جواب دیا۔

"جلدی کریں پلیز!اس کو خون کی ضرورت ہے۔"اس نے بے ترتیب بالوں میں انگلیاں چلائیں،اضطراب سے رواں رواں کانپ رہا تھا۔

"آپ A+ ہیں؟اور کیا لگتے ہیں مریضہ کے؟"اس کی کمپیوٹر سکرین پر ارسلہ کی

تازہ ترین رپورٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

"بھائی ہوں اس کا!" اس نے سر ہلاتے کہا۔

"آپ پہلے یہاں سے رائٹ جائیں۔" اس نے لمبی سی راہداری کی طرف اشارہ کیا، جس کی سفید ٹائلز چمک رہی تھیں۔

"سامنے بلڈ بینک ہو گا ہمارا۔۔۔وہاں بلڈ دیں اور پھر سیکنڈ فلور پر OT number 2 میں ہیں آپ کی ہمشیرہ!"

"شکریہ۔"

اس نے جواب میں پیشہ ورانہ مسکراہٹ پیش کی۔

خیام سر ہلاتا جلدی سے اس کی بتائی ہوئی سمت میں چل دیا۔ وہاں پر اسے ایک اور اڈینڈینٹ نے ریسیو کیا۔

"آپ ریسیپشن سے آئے ہیں؟" میل نرس نے انٹر کام رکھتے اس سے پوچھا۔ خیام کے سر ہلانے پر اس نے کھڑے کھڑے بلڈ گروپ ٹیسٹ کٹ نکالی اور

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سٹریلائیزڈ سوئی سے اس کی درمیانی انگلی سے خون نکالتا بولا۔

"کوئی بیماری تو نہیں ہے آپ کو؟"

"نہیں۔"

"ریسینٹلی کوئی بھی میڈیسن استعمال کی ہو؟"

"نہیں۔"جواب دے کر ہونٹ بھینچ لیے اور اسے بلڈ سیمپل پر مختلف reagents ملاتے دیکھتا رہا۔بلڈ گروپ A+ ہی تھا۔

"بیٹھیں۔"اس نے صوفہ نما کرسی کی طرف اشارہ کیا اور اس کی نبض ایک منٹ تک محسوس کی، پھر بلڈ پریشر اور درجہ حرارت بھی ماپا۔سب کچھ نارمل تھا۔

"آستین اوپر کر لیں؟"وہ cc3 سرنج کا پیکٹ کھولتا بولا، خیام نے خاموشی سے سیاہ سویٹ شرٹ کی آستین کہنی سے اوپر تک موڑی۔نرس نے خون کی تھوڑی سی مقدار سرنج میں بھری اور سیمپل کو اسی وقت لیبارٹری ٹیسٹنگ کے لیے بجھوا دیا۔

پھر کرسی کی سطح سے بہت نیچے پڑے سٹول پر پلاسٹک کی بوتل رکھی، جس پر خون

کی قسم واضح نظر آرہی تھی اور PVC ٹیوب کا ایک سرا بوتل کے اندر اور دوسرا سوئی کی مدد سے اس کے بازو میں لگایا۔ہلکی سی چبھن محسوس ہوئی تھی۔

"کتنا وقت لگے گا؟"اس نے قطرہ قطرہ نکلتے خون کو دیکھ کر پوچھا۔

"ایوریج دس منٹ۔"اس نے کلپ بورڈ پکڑا اور خیام سے اس کا شناختی کارڈ مانگا۔

"رجسٹریشن کرنی ہے۔"اس کی سوالیہ نظروں پر مزید اضافہ کیا۔

"اور اگر اسپیڈ بڑھادی جائے؟"اس نے بازو زیادہ ہلائے بغیر ٹراؤزر کی جیب سے بٹوہ نکال کر کارڈ برآمد کیا۔

"تب پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ!"

"بڑھاؤ!"اس نے سفید کنارے پر لگے سرخ roler clamp کو گھورتے کہا۔

"لیکن تیزی سے نکلتے خون سے آپ زیادہ کمزوری محسوس کریں گے!"وہ ہچکچایا تو خیام نے لال ڈوروں سے سجی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"میری بہن جانتے ہو کس حال میں ہے؟"

"جانتا ہوں!" ارسلہ کی حالت سے سارے متعلقہ یونٹ واقف تھے۔۔۔نیورو، گائنو، آرتھو اور یہ بلڈ سٹوریج یونٹ بھی۔

"آپریشن ابھی جاری ہے اور قریبی بلڈ بینک سے دو بوتلیں A+ کی میں خود دس منٹ پہلے وہاں دے کر آیا ہوں لیکن ہمیں یہ بھی چاہیے!" کلپ بورڈ سے آہستہ آہستہ سرخ خون سے بھرتی بوتل کی طرف اشارہ کیا۔

"پھر بھی بڑھاؤ!" حکمیہ انداز پر نرس نے گہری سانس لے کر انگوٹھا سرخ کلیمپ پر سوائپ کیا۔ قطروں کی جگہ ایک واضح لکیر نے لے لی تھی۔ خیام خاموشی سے پولی تھین ٹیوب کی حدود میں سفر کرتے مائع کو دیکھتا رہا۔ نرس نے فارم میں چند بنیادی معلومات لکھ کر کارڈ اسے واپس کر دیا۔ ٹھیک 3 منٹ 52 سیکنڈ بعد بوتل بھر چکی تھی۔ اس نے احتیاط سے سوئی اس کی جلد سے نکالی اور روئی رکھ کر اس کا بازو بلند کر دیا۔

"کچھ دیر ایسے ہی رکھیں۔" اس کا ہاتھ چھوڑ کر خون کی بوتل پورٹیبل رفریجریٹر

میں رکھی۔

"کتنی دیر تک؟" وہ مضطرب سا ٹانگ اوپر نیچے ہلا رہا تھا۔ نرس کیبنٹ سے جوس کا ڈبہ اور گلاس لے کر واپس اس کے پاس آیا۔

"دکھائیں مجھے؟" اس نے روئی ہٹا کر دیکھا، خون جم چکا تھا۔

"ہو گیا ہے!" چوکور ٹیپ کا ٹکڑا کاٹ کر سطح پر چپکا دیا۔ خیام تیزی سے اٹھا لیکن سر چکرانے پر اس لڑکے کا کندھا پکڑ کر رکا۔

"نیچرل ہے! کچھ دن آپ کمزوری محسوس کریں گے۔" اس نے جوس گلاس میں انڈیلتے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اور زیادہ سے زیادہ پانی اور پھلوں کا استعمال کیجیے گا۔" جوس کا گلاس آگے بڑھایا لیکن خیام نظر انداز کرتا اس چھوٹے سے کمرے سے باہر نکل آیا۔ آنکھوں کے سامنے ایک دو مرتبہ دھندلاہٹ پیدا ہوئی تو اس نے پلکیں جھپک جھپک کر دھند دور کی۔ لفٹ تک پہنچ کر بٹن دبایا اور پلازما سکرین پر اسے ساتویں منزل سے نیچے

آتے دیکھا۔

"خیام؟"شاہ ویز پولیس کی وردی میں ملبوس اپنے بڑے بھائی اور چند اہلکاروں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔وہ ان کی طرف مڑا۔

"بھائی! تو ٹھیک ہے؟"اسے سینے سے لگاتے پوچھا۔خیام نے جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھینچ لیے۔

"آپی کیسی ہیں؟"اس سے دور ہوتے پوچھا،خیام نے تو بازو واٹھا کر اس کا معانقہ قبول بھی نہیں کیا تھا۔

"آپریشن تھیٹر میں ہے۔۔۔کیسی ہے؟نہیں پتا!"

"خیام! کیا چار جز لگانے ہیں؟"اویس نے اس کے شانے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ کر اپنے مکمل ساتھ کا یقین دلایا۔

Attempted murder, r*pe, domestic "

".violence

زہر خند لہجے میں بولا۔وہ کیا ہوا؟کیسے ہوا؟نہیں جانتا تھا لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ خطاوار منصور کے سوا کوئی نہیں ہے اور وہ اسے پھانسی پر نہیں تو کم از کم عمر قید ہوتی دیکھنا چاہتا تھا۔لفٹ کے دروازے کھلنے پر وہ سب سے پہلے اندر داخل ہوا، باقی لوگ اس کے پیچھے تھے۔

"بابا!ارسلہ کیسی ہے؟"خیام سر جھکا کر بیٹھے ابراہیم شاہ کے سامنے فرش پر گھٹنے ٹیک کر بیٹھا۔آپریشن تھیٹر نمبر 2 کے باہر وہ اکیلے ہی کرسی پر بیٹھے تھے۔ابراہیم شاہ نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا،خیام نے زندگی میں کبھی انہیں اتنا بے بس نہیں دیکھا۔

"کچھ بھی نہیں بتا رہے۔"سر نفی میں ہلاتے کہا۔اس سے کچھ فاصلے پر چمکدار بوٹوں کی جھلک دکھائی دی تو چہرہ اٹھا کر باوردی پولیس اہلکاروں کو حیرت سے دیکھا۔

"السلام علیکم انکل!"اویس نے انہیں مخاطب کیا لیکن مصافحے کے لیے ہاتھ

www.novelsclubb.com

نہیں بڑھایا تھا، مصافحے کرنے والی ان کی حالت بھی نہیں تھی۔

"پولیس کیوں آئی ہے؟" انہوں نے واپس خیام کو دیکھا۔

"پہلے بتائیں منصور کہاں ہے؟" تیوری چڑھاتے پوچھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ بے غیرت ارسلہ کو اس حال میں پہنچا کر خود سکون سے گھر بیٹھا ہے؟

"ابھی اندر سے ایک ڈاکٹر نکلا ہے تو اس کے پیچھے گیا ہے۔" انہوں نے آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ اویس نے اپنے ماتحتوں کو اشارہ کیا تو وہ پوری راہداری میں پھیل گئے۔

"اب میری بات آرام سے سنیں۔۔۔؟" خیام پہلے دو ٹوک کہنے والا تھا پھر کچھ سوچ کر الفاظ بدلتا بولا۔

"ارسلہ کے ساتھ کیا ہوا؟ منصور نے کیا بتایا آپ کو؟"

"وہ کہہ رہا تھا سیڑھیوں سے گری ہے۔"

"جھوٹ کہہ رہا تھا۔۔۔ اگر وہ سیڑھیوں سے ہی گری تھی تو خود نہیں گری تھی

بلکہ منصور نے گرایا تھا!"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" اتنی غیر متوقع بات پر وہ اونچی آواز میں کہتے کھڑے ہوئے۔راہداری کے سرے پر پہنچ چکا منصور ان کی آواز سن کر رکا،ڈاکٹر نے اسے صبر سے انتظار اور دعا کرنے کا کہا تھا۔اس نے دیوار کی اوٹ سے دوسری طرف جھانکا اور خیام کو پولیس سمیت دیکھ کر مٹھیاں بھینچ لیں۔

"وہ اس پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔" تھکے ہوئے لہجے میں کہہ کر فرش سے اٹھا۔ابراہیم شاہ کی زبان بے یقینی سے گنگ ہوئی۔

"ہماری ارسلہ کو مارتا ہے وہ۔" اس نے مدھم سی آواز میں کہہ کر سر جھکا لیا جیسے منصور کے ہاتھ اٹھانے کا قصوروار وہ خود ہو اور اس دفعہ وہ تھا بھی۔۔۔جانتے بوجھتے خاموشی اختیار کرنا ان سب کو مہنگا پڑنے والا تھا۔خاص طور پر ارسلہ کو!

"کیا؟" محض اتنا ہی بول پائے۔جس آدمی پر بھروسہ کر کے اسے اپنی بیٹی دی تھی وہ اس کے ساتھ یہ سلوک کر رہا تھا؟اور وہ مکمل طور پر بے خبر تھے؟ان کے

ٹکڑوں پر پلتے لڑکے میں اتنی ہمت آئی کہاں سے؟ دماغ قبول کرنے سے انکاری تھا!

"سچ کہہ رہے ہو؟" انہوں نے پوچھا اور خیام کے سر ہلانے پر مٹھیاں بھینچیں۔

"کیوں؟ کب سے؟ مجھے کیوں نہیں بتایا تم نے؟" اس کے سینے پر ہاتھ مارتے پوچھا، وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا۔

"نہیں! میری بیٹی بزدل نہیں ہے۔۔۔ اسے میں نے ظلم کے خلاف آواز اٹھانا سکھایا تھا!" وہ سر نفی میں ہلاتے بولے۔

"اپنی اولاد کی وجہ سے چپ تھی وہ!" خیام نے جیسے ارسلہ کے حصے کی صفائی دینی چاہی۔

"اس کا کوئی قصور نہیں ہے بابا! قصور ہمارا ہے جو اسے اس وحشی درندے کے ساتھ باندھ کر اس گھر میں پھینک دیا۔۔۔ ہمارے سامنے تو وہ ہونٹوں پر مسکان سجائے ہوتی تھی لیکن مسکراتے ہوئے اسے کتنی تکلیف ہوتی تھی ہم نہیں جانتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھے!"

"جھوٹ بول رہا ہے یہ!" دیوار کے پیچھے چھپا منصور ان کے سامنے آتا بولا۔ اس کے مطابق ترپ کا اکا ابھی بھی اپنی ہونے والی اولاد کی صورت میں اس کے پاس تھا۔ وہ جانتا تھا اپنی اولاد کی خاطر ارسلہ اب بھی خاموش رہے گی۔

"میں نے کبھی ارسلہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا! میں اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں اور یہ صرف اور صرف ایک حادثہ تھا۔" وہ مضبوطی سے کہتا ان باپ، بیٹے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"سور____!" خیام کا اس کی شکل دیکھ کر ہی خون کھول رہا تھا، رہی سہی کسر اس کے الفاظ نے پوری کر دی۔ وہ اسے مارنے کو جھپٹا تھا جب اویس کے اشارے پر شاہ ویز نے اسے اپنے بازؤں میں جکڑا۔

"خیام! کیا کر رہا ہے؟ یہ ہسپتال ہے؟" شاہ ویز نے اس کے بپھرے وجود کو تھوڑا پر سکون کرنا چاہا۔

"محسن !"اویس کی پکار اور اشارے پر اس کا ماتحت منصور کے ہتھ کڑی ڈالنے کے لیے آگے بڑھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔میں نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔اگر یہ میں نے کیا ہوتا تو اسے ہسپتال لے کر آتا؟"اس نے معمولی سا احتجاج کرتے کہا اور اپنی کلائیوں پر بند ہوتی ہتھکڑیوں کو دیکھنے لگا۔ابراہیم شاہ سرد نگاہوں سے اس کو گھورتے اس کے سامنے آئے۔منصور کی معصومیت کی اداکاری بے داغ تھی، کہیں پر بھی ذرا سا جھول نہیں تھا۔

"اور اسے ہسپتال لانے کے بعد تمہیں ایک دفعہ بھی اس کے باپ کو بتانے کا خیال کیوں نہیں آیا؟"ان کی آنکھوں میں بغیر کسی شرمندگی کے دیکھتے منصور نے ایک نیا بہانہ گھڑا۔

"میں panick کر کیا تھا۔مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں۔۔۔جس کی آپ بات کر رہے ہیں وہ صرف آپ کی بیٹی نہیں، میری بیوی اور میرے ہونے

والے بچے کی ماں بھی ہے!"وہ دکھ سے گویا ہوا، خیام کا دماغ مزید گرم ہوا۔

"ذلیل کتے! اسے ہسپتال پہنچانے کے بعد بھی تجھ میں وکٹم پلے کرنے کی جرات ہے؟"وہ شاہ ویز کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے پھر سے مچلا تھا۔

"بکواس!"ابراہیم شاہ نے ایک لفظ ادا کرتے وقت لہجے میں دنیا جہاں کی نفرت سمولی تھی۔

"انکل! میں نے ارسلہ کو۔۔۔"وہ جھوٹے ہی سہی آنکھوں میں آنسو لاتا کہہ رہا تھا لیکن اس کے منہ پر پڑتے بھاری تھپڑ نے چپ کروادیا۔

"اپنی گندی زبان سے میری بیٹی کا نام مت لو!"انگلی اٹھا کر باور کرایا تو منصور نے تھپڑ کی شدت سے ہل چکا جبڑا بھینچا۔

"آفیسر لے کر جاؤ اسے۔"انہوں نے کہا تو اویس کے اشارے پر دو اہلکار اس کے بازوؤں میں ہاتھ ڈالے اسے ساتھ لیے چلنے لگے۔

"اور ہاں!"ان کے پکارنے پر اویس پلٹا۔

"بہت خیال رکھنا اس کا۔۔۔آخر کو ابراہیم شاہ کا داماد ہے!" وہی بے مہر، ٹھنڈا

برف انداز تھا۔

"جو حکم!" ان کا اشارہ سمجھ کر وہ طنزیہ مسکرایا۔

"انکل! میں نے کچھ نہیں کیا۔" منصور اہلکاروں کے ساتھ گھسٹتا برابر چلا رہا تھا۔ وہ

اسے لے کر لفٹ میں سوار ہوئے اور دروازہ بند ہوتے ہی اس کی زبان بھی بند ہو

گئی۔۔۔جیسے دونوں ایک ہی بٹن سے چلتے ہوں!

"سالا بڈھا!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے ہتھکڑی سمیت ہاتھ اٹھاتے رخسار مسلا۔

جیل جانے کی فکر نہیں تھی کیوں کہ بیوی کے علاوہ اور بہت سے لوگ تھے جو اسے

رہا کروا سکتے تھے۔

"چچ!" اس کی بڑبڑاہٹ سن کر اویس نے افسوس کیا۔ منصور کی اداکاری دیکھ کر وہ

واقعی سمجھا تھا کہ اسے غلط سمجھا جا رہا ہے لیکن اب سب کچھ واضح ہو چکا تھا اور

تھانے میں اس کا حشر کرنے پر اب اس کا ضمیر بھی خاموش رہے گا!

▪▪▪▪▪▪

"فون دے ادھر؟" اس کا موبائل مسلسل بج رہا تھا اور اسے اٹھانے کا قصد نہ کرتے دیکھ شاہ ویز نے ہاتھ پھیلایا۔ خیّام نے خاموشی سے ٹراؤزر کی اگلی جیب سے نکال کر اسے تھمادیا۔ شاہ ویز نے سکرین دیکھی اور سبز روشنی کو چھو کر کان سے لگاتا اٹھا۔

"جی صارم بھائی؟" ان دونوں باپ بیٹا پر ایک نظر ڈال کر تھوڑے فاصلے پر ہوا۔

خیام سر پیچھے پھینکے کرسی پر تقریباً نیم دراز تھا اور ابراہیم شاہ اکڑے بیٹھے تھے، سن۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہو چکا انکشاف جتنا ناقابلِ یقین تھا اتنا ہی تکلیف دہ!

ان کی اولاد ہی تو ان کا قیمتی ترین سرمایہ تھی۔۔۔ انہیں اس دنیا میں اپنی اولاد سے بڑھ کر اور کچھ نہیں تھا۔ شاید اسی لیے ان کو ارسلہ کے دکھ سے آزمایا جا رہا تھا۔

صرف اپنی اولاد نہیں بلکہ اولاد کی اولاد بھی امتحان بن گئی تھی۔۔۔ پہلے علی اور اب ارسلہ کا بچہ۔ علی تو پھر چار سال کی اذیت کے بعد لوٹا دیا گیا تھا لیکن ارسلہ کے پیٹ

www.novelsclubb.com

میں مری اولاد پھر کیسے زندہ ہوتی؟ ابھی تو یہ بھی واضح نہیں تھا کہ وہ ننھی جان صرف خود گئی تھی یا اپنی ماں کو بھی ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتی تھی؟

شاہ ویز نے صارم کو کم سے کم الفاظ میں صورتحال سے آگاہ کیا اور ہسپتال کا پتہ بتا کر فون بند کرتا پلٹا۔ اسی وقت دروازے کے اوپر جلتی سرخ بتی بجھی اور اکٹھے تین ڈاکٹر باہر آئے جن میں سے ایک ان کے دوست کی بیٹی ڈاکٹر نوشین تھی۔

"کیسی ہے میری بیٹی؟" ابراہیم شاہ فوراً ان تک آئے، خیام بھی ان کے پیچھے تھا۔

"سرجری کامیاب تھی اور ارسلہ کی حالت بھی اب اسٹیبل ہے۔" ڈاکٹر نوشین نے کہنا شروع کیا، وہ تینوں ابھی اپنے اسکربز میں ہی ملبوس تھے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے!" انہوں نے گہری سانس لیتے کہا۔ دل سے جیسے بہت بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔

"لیکن۔۔۔" ڈاکٹر نوشین کی بات ابھی جاری تھی۔

"ہم بے بی کو نہیں بچا سکے۔۔۔ بچا سکتے ہی نہیں تھے کیوں کہ وہ ہسپتال پہنچنے سے

پہلے ہی ڈیڈ تھا۔باقی آپ کو میرے سینئرز بتائیں گے!"اس نے باقی دونوں ڈاکٹرز کی طرف اشارہ کیا،ان میں سے ادھیڑ عمر والا پہلے بولا۔

"بائیں کندھے کا جوڑ نکل چکا تھا اور پیر میں آئی موچ بھی سیریئس تھی لیکن شکر ہے ہڈی ٹوٹی نہیں صرف کریک آئے ہیں۔"وہ آرتھوپیڈک سرجن تھا۔اس کے خاموش ہوتے ہی نیورو سرجن بولا۔

"سر پر لگی چوٹ باہر سے زیادہ خطرناک لگ رہی تھی۔انٹرنل بلیڈنگ بھی ہوئی ہے لیکن وقت پر روک دینے پر زیادہ ٹینشن کی بات نہیں ہے۔ابھی وہ medically induced coma میں ہیں کیوں کہ ان کے جسم کو heal ہونے کے لیے وقت کی ضرورت ہے۔"

"شکریہ ڈاکٹر!"ابراہیم شاہ دل کی گہرائیوں سے ان کے ممنون تھے۔دونوں مرد حضرات تو پیشہ ورانہ مسکراہٹ پیش کر کے چلے گئے لیکن ڈاکٹر نوشین تھکی ہونے کے باوجود ان کے سامنے ہی کھڑی تھی۔

"انکل! صرف سیڑھیوں سے گرنے پر اتنی زیادہ چوٹیں آنا ناممکن ہے۔ارسلہ کے چہرے اور گردن پر انگلیوں کے نشان ہیں۔مجھے ڈر ہے کہ مجھے پولیس کو انفارم کرنا پڑے گا!"اس نے دکھ سے کہا،ارسلہ اس کی ہم عمر تھی۔بے شک! وہ بہت اچھی دوستیں نہیں تھیں لیکن اس کی حالت دیکھ کر ایک دفعہ تو ڈاکٹر نوشین کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

"ضرورت نہیں ہے بچے! وہ گھٹیا آدمی پہلے ہی پولیس کی کسٹڈی میں ہے۔"

"ہوں!"اس نے سر ہلایا۔

"ابھی ارسلہ کو روم میں شفٹ کر دیں گے لیکن آپ کو صبح سے پہلے اس سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ہم اس کی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے! اب اگر آپ مجھے اجازت دیں؟"وہ مسلسل تین گھنٹے کھڑے رہنے سے تھک چکی تھی۔

"ایک دفعہ پھر آپ کا بہت شکریہ بیٹے!"ابراہیم شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ مسکرائی۔

"یہ میرا فرض تھا انکل!"

اس کے جانے کے بعد وہ یوں کرسی پر بیٹھے جیسے ٹانگوں سے جان نکل گئی ہو۔خیام نے ان کا فوراً سے صاف کیا جانے والا آنسو بھی دیکھ لیا تھا۔ارسلہ کی حالت کا جان کر اس کا اپنا دل پھٹا تھا تو ایک باپ کے دل کی حالت کیا ہو گی؟وہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا!

ارسلہ کو اسٹریچر کی مدد سے کمرے میں منتقل کر دیا گیا تھا اور وہ اس کے زرد چہرے کو نم آنکھوں سے دیکھتے اس کے ساتھ آئے تھے۔ابراہیم شاہ ویسی ہی ایک اور راہداری میں کھڑے، لکڑی کے دروازے پر لگے چوکور شیشے سے اس کے پر سکون وجود کو دیکھ رہے تھے۔ماتھے پر پٹی بندھی تھی، رخسار اور گردن پر سرخ اور ہلکے جامنی رنگ کے نشان تھے، کندھے کو پلاسٹر نے ڈھانپ رکھا تھا اور ہاتھ سفید پٹی میں مقید تھا۔ایک بازو میں IV ٹیوب لگی تھی اور nasal cannula سے آکسیجن کی فراہمی یقینی بنائی گئی تھی۔کمرے کے اندر کارڈیئک مونیٹر کی مخصوص

وقفے کے بعد ہونے والی ٹوں ٹوں کے علاوہ کوئی آواز نہیں تھی۔ان کے پیچھے کھڑا خیام ایک آخری نظر اس پر ڈالتا، آنکھیں مسلتا پلٹ کر کرسی پر جا بیٹھا۔منظر کتنا تکلیف دہ تھا وہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔شاہ ویز جو اس سے ایک کرسی کے فاصلے پر بیٹھا تھا کھسک کر اس کے ساتھ ہوا۔

"خیام! حوصلہ کر یار۔۔۔آپی بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"نہیں ہے حوصلہ شاہی! میں خود اس سے دس گنا بڑی تکلیف سے گزرنے کو تیار ہوں لیکن یقین کر ارسلہ کو یوں بے ہوش پڑا نہیں دیکھا جا رہا۔"اس نے بال مٹھیوں میں لے کر نوچ ڈالے۔

"آئی نو!"شاہ ویز نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ابراہیم!"

وہ جو یک ٹک بیٹی کا ویران چہرہ دیکھ رہے تھے عائشہ ابراہیم کی پکار پر ان کی طرف پلٹے۔صارم نے ان کے ہچکیوں سے روتے وجود کو کندھوں سے پکڑے سہارا

دے رکھا تھا۔اریشہ بھی پریشان صورت لیے،سوتے ہوئے علی کو اٹھائے ان کے ساتھ تھی۔وہ اس سے ایک لمحے کے لیے بھی دور ہونے کو تیار نہیں تھی۔

"ہماری بیٹی کو کیا ہوا ابراہیم؟"وہ صارم کی گرفت سے آزاد ہو کر ان کی طرف بڑھیں۔ابراہیم شاہ انہیں ہاتھ سے پکڑ کر دروازے تک لے کر گئے اور اسے دیکھنے کے بعد عائشہ ابراہیم رہا سہا ضبط بھی کھو تیں،اونچا اونچا رونے لگیں۔وہ دونوں میاں بیوی دروازے پر کھڑے اپنی چہیتی بیٹی کی حالت پر غم سے آنسو بہاتے ایک دوسرے سے راز و نیاز کرتے رہے۔کسی نے انہیں تنگ نہیں کیا تھا۔

صارم ان دونوں کو ساتھ لے کر خیام کے پاس آکر بیٹھا اور اس سے ساری تفصیل جاننے کے بعد اس کا غم وغصے سے برا حال تھا۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔

راہداری کے اختتام پر بنی بڑی سی کھڑکی سے صبح کا اجالا پھیلتا دکھائی دے رہا تھا۔

سب کے احساسات سرد گرم سے تھے۔۔۔جہاں پچھلے دن کے چڑھتے سورج نے

علی کی واپسی کروا کر ان کی زندگیوں میں بہت کچھ اچھا کیا تھا وہیں رات میں ابھرتے چاند نے ارسلہ سے اس کی اولاد چھین کر ان کی زندگیوں میں تلخی سی گھول دی تھی۔ فی الحال خاموشی کا راج تھا، کوئی نہ اچھائی کا ذکر کر رہا تھا نہ تلخی کا۔اندر ہی اندر سب لاپرواہی برتنے پر خود کو قصوروار ٹھہرا رہے تھے اور خیام کا گلٹ تو اسے سانس بھی نہیں لینے دے رہا تھا۔خاموشی سے اٹھا اور کھڑکی تک آیا اسے کھول کر تازہ فضا میں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔دل سے دعا کی تھی کہ دوبارہ اس کی زندگی میں ایسی منحوس رات نہ آئے۔

....

www.novelsclubb.com

ابراہیم شاہ ارسلہ کے بستر کی دائیں طرف رکھی کرسی پر بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس کے پاس بھیڑ جمع کرنے کی اجازت نہیں تھی، اس لیے انہوں نے باقی سب کو صارم کے ساتھ گھر جانے کا کہہ دیا تھا۔خیام البتہ راہداری میں ہی بیٹھا تھا، وہ جب تک ارسلہ کو آنکھیں کھولے خود سے باتیں کرتا نہ دیکھ لیتا۔۔۔وہاں سے ہلنے والا

نہیں تھا۔اس کے ساتھ راہداری میں ابراہیم شاہ کا ڈرائیور، سیکریٹری، باڈی گارڈ۔۔۔آل ان ون پیکج عدیل بھی موجود تھا۔

ان کے علاوہ کوئی ارسلہ کے قریب نہیں گیا تھا۔عائشہ ابراہیم نے بہت اصرار کیا لیکن وہ جانتے تھے اسے صرف دور سے ہی دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دینے والی ماں اسے قریب سے دیکھ کر قیامت ہی سر پر اٹھا لے گی۔اپنی بیٹی کا خیال رکھنے میں ان سے کہاں کوتاہی ہوئی؟ ہونٹوں پر ہاتھ کی بند مٹھی رکھے سوچ رہے تھے۔

شادی کے بعد بیٹیاں پرائی تو نہیں ہو جاتیں بلکہ شادی کے بعد تو ان کا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھا جانا چاہیے تاکہ منصور جیسے بے حس، کم ظرف، سفاک درندے انہیں اپنی ملکیت سمجھ کر نوچ نہ کھائیں۔انہیں کچھ ہی دیر ٹھہرنے کی اجازت تھی اور کچھ وہ اپنے دوست وکیل خالد صدیق کا انتظار کر رہے تھے۔ان کے آتے ہی اسے اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے۔۔۔وہ اسے اکیلا چھوڑنا تو نہیں چاہتے تھے لیکن یہ ڈاکٹر کی ہدایت تھی اور وہ اس وقت کوئی جذباتیت دکھا کر ارسلہ کی زندگی کو

خطرے میں نہیں ڈال سکتے تھے۔

عدیل نے آتے ہی انہیں آج کی سرخیوں سے آگاہ کیا تھا۔ان کی تینوں اولادیں خبروں میں تھیں۔صارم شاہ نے ایم پی اے حشمت خان کو گھریلو چپقلش پر جیل بھجوایا تھا۔خیام شاہ نے اپنی بیوی کے ساتھ چیریٹی گالا منعقد کیا تھا جو کہ ان کے برینڈ کا اپنی نوعیت کا پہلا ایونٹ ہونے کے باوجود socialites کے سالانہ گالا سے زیادہ کامیاب رہا تھا۔اور پھر ارسلہ ابراہیم تھی، جس کے لیے سرخیاں چلی تھیں۔۔۔بیٹی شاہ کی ہو یا گدا کی، اپنے نصیب سے نہیں لڑ سکتی!

یہ خبریں جیسے ہی ٹیلیویژن اور اخبارات کی زینت بنیں۔۔۔ان کے فون پر دھڑا دھڑ کالز آنے لگی تھیں۔انہوں نے فون عدیل کے حوالے کر دیا جس کے دونوں ہاتھ مصروف تھے۔خیام نے بھی کائنات کے علاوہ اور کسی کی کال نہیں اٹھائی تھی اور اس کے کہنے پر شاہ ویز نے باقی دوستوں سے رابطہ کر کے اس کی اور ارسلہ کی خیریت بتا دی تھی۔وہ بھی خیام کے اصرار پر گھر جا چکا تھا۔

ابراہیم شاہ گہری سوچ میں ڈوبے تھے جب دروازہ کھلنے کی آواز پر پلٹ کر خیام کو دیکھا۔

"انکل خالد آگئے ہیں۔" وہ تو یوں بھی ارسلہ کو ایک نظر قریب سے دیکھنے کا بہانہ ڈھونڈ رہا تھا۔ابراہیم شاہ اٹھے،دو قدم چل کر اس کے بستر کے قریب ہوئے اور جھک کر اس کا ماتھا چوما۔ان کی نظروں کے بالکل سامنے انگلیوں کے نشان تھے، ایک اور یاددہانی کہ منصور کو کسی صورت نہیں چھوڑنا۔بظاہر ارسلہ کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا لیکن بقول ڈاکٹر زوہ سست سہی پر ردعمل دے رہی تھی۔ دوایاں اپنا کام کر رہی تھیں۔۔۔اب معاملہ وقت پر پڑ چکا تھا۔

ان کی بیٹی فائیٹر تھی۔۔۔وہ جانتے تھے۔نم آنکھیں صاف کرتے،سیدھے ہوئے اور خیام تک آئے۔

"کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں؟ بابا پلیز!" بہت آہستگی سے منت کی تھی۔ابراہیم شاہ نے منصور کی گرفتاری کے بعد سے اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔

"کیوں ؟" بھنویں آپس میں ملاتے تعجب ظاہر کیا۔

"بہن ہے وہ میری !" روہانسا ہوتا بولا۔

"اچھا؟ بہن کی اگر اتنی پروا پہلے کی ہوتی تو وہ آج اس حال میں نہ ہوتی۔ نکلو باہر !"

اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔انہیں بات کی تہہ تک پہنچنے میں زیادہ وقت تو نہیں لگا تھا۔۔۔ خیام پہلے سے جانتا تھا اور پھر بھی خاموش رہا تھا! اس کا گناہ چھوٹا ہر گز نہیں تھا!

"میں نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی بابا! ہاتھ تک جوڑ دیے تھے لیکن وہ نہیں مانی۔" اپنی جگہ سے ملے بغیر بولا۔وہ دونوں آواز نیچی رکھنے کا خاص خیال رکھ رہے تھے۔

"I'm not convinced!"

متاثر ہوئے بغیر سر نفی میں ہلایا۔

"حالت دیکھو اس کی؟" چہرہ گھما کر بستر پر پڑے وجود کو دیکھا۔ابھی کل ہی تو ملے

تھے لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں کی چمک دیکھے انہیں عرصہ بیت گیا ہے!

"میں مانتا ہوں میرا قصور ہے۔۔۔" شرم سے ارسلہ کی طرف دیکھا نہیں جا رہا تھا جیسے وہ ابھی اٹھ کر حساب مانگنے لگ جائے گی۔ اس نے جھکا سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھا پر ان کی آنکھوں میں دیکھتے بھی یوں لگتا تھا جیسے آئینہ دیکھ رہا ہو۔

"لیکن بے قصور آپ بھی نہیں ہیں!" اس نے بھی انہیں کی طرح سرد انداز اپنایا۔

"میں نے کب کہا میں ہوں؟" بھنویں اٹھاتے پوچھا، خیام کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اس لیے ہونٹ بھینچ لیے۔

"کب سے جانتے تھے تم؟" ابراہیم شاہ نے پوچھا اور بیٹے کو شرمندگی سے سر جھکاتے دیکھ کر انہیں نئے سرے سے غصہ آنے لگا۔

"پچھلے جمعہ کو اس کے گھر گیا تھا۔ وہاں پتا چلا!"

"ایک ہفتے سے جانتے ہو اور منہ سے کچھ پھوٹنا تم نے ضروری نہیں سمجھا؟" انہوں

نے مٹھیاں بھینچ کر اپنا غصہ قابو کرنا چاہا ورنہ ہاتھ اس کے رخسار پر پڑنے کے لیے مچل رہا تھا۔

"میں نے کہا تو ہے ارسلہ نے منع کیا تھا لیکن اس کے باوجود میں آپ کو بتانے ہی والا تھا!" اپنی صفائی دینی چاہی۔

".Bullsh!t"

بہت ضبط کے باوجود بھی ان کا ہاتھ اٹھ گیا تھا۔ خیام نے اپنی زندگی کا دوسرا تھپڑ کھا کر بھی کوئی ردعمل نہیں دکھایا، وہ اس سے زیادہ کا حق دار تھا۔

"کب بتانے والے تھے؟ ہاں؟ جب بچے کے بعد وہ بھی۔۔۔" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ انہیں دکھ تھا، شدید غصہ تھا۔ بھلا یہ کوئی چھپانے والی بات تھی؟

"اللہ نہ کرے!" جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

"باہر نکلو۔۔۔" اسے دھکا دیتے کہا۔

خیام شکست خوردہ سانس لے کر دہلیز پار کرتا راہداری میں آیا۔ابراہیم شاہ نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور خالد صدیق کی طرف بڑھے۔عدیل کو ایک لمحے کے لیے فون سے فرصت ملی تو اسے دیکھا اور انگلی سے رخسار کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔

"کیا ہوا؟"اس کے رخسار پر انگلیوں کے ہلکے ہلکے گلابی نشان ابھر چکے تھے۔

"کچھ نہیں!"سر نفی میں ہلاتے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بیٹھا۔عدیل نے ایک نظر اسے دیکھا،دوسری ابراہیم شاہ پر ڈال کر بات سمجھتے سر ہلایا اور دوبارہ اپنے ہاتھ میں بجتے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔ابراہیم شاہ،خالد صدیق سے عدالت میں اختیار کیا جانے والا موقف طے کر رہے تھے۔خیام کے کان وہیں پر لگے تھے، ویسے اسے خالد صدیق کی صلاحیتوں پر شک تو نہیں تھا لیکن حفظ ما تقدم کے طور پر وہ ہر چیز سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ان کی لاء فرم کامیاب وکلا سے بھری پڑی تھی اور وہ خود فیملی لاء کے ماہر تھے۔ماہر اور تجربہ کار۔۔۔دونوں اوصاف ان کے حق میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھے۔ لفٹ کا دروازہ آواز کے ساتھ کھلا اور کائنات عالم راہداری میں داخل ہوئی۔

اسے سامنے بیٹھا خیام سب سے پہلے نظر آیا تو اسی کے پاس چلی آئی، ہاتھ میں لکڑی کی ٹوکری بھی پکڑ رکھی تھی۔

"خیام! آپی کیسی ہیں؟ تم نے مجھے رات کو ہی کیوں نہیں بتایا؟" اسے حالات سے واقفیت خبریں دیکھ کر ہوئی تھی اور وہ خود کو اجنبی محسوس کر رہی تھی ورنہ اس سے بات کیوں چھپائی جاتی؟

"مجھے تو گھر بتانے کا ہوش نہیں تھا تمہیں کیا بتاتا؟ ڈاکٹر کے مطابق ریکوری سلو ہے لیکن

"!She is holding on

عدیل کے ساتھ والی کرسی پر کھسکتے اس کے لیے جگہ بنائی۔

"اور بے بی؟" پر امید ہو کر پوچھا لیکن خیام کے سر نفی میں ہلانے پر آنسو پیتی بولی۔

"آئی ایم سو سوری خیام!" کچھ دیر افسردہ سی خاموشی چھائی رہی پھر وہ گلہ صاف

کرتی بولی۔"ہمم! اللہ بہت ساری صحت دے آپی کو اور وہ جلد سے جلد ٹھیک ہو جائیں، آمین! ناشتہ تو نہیں کیا ہو گا تم نے؟"اس کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے ٹوکری کرسی پر رکھی اور کھول کر شفیق بابا کے ہاتھ کا بنا کھانا نکالنے لگی۔

"اونہوں!"اس نے سر نفی میں ہلایا، ذہن میں دور دور تک کھانے پینے سے متعلق کوئی خیال نہیں تھا۔

"یہ لو؟"اس نے پلیٹ بھر کر اس کے سامنے کی تو خیام نے سر کے اشارے سے راہداری کے دوسری طرف کچھ فاصلے پر بیٹھے ابراہیم شاہ کی طرف اشارہ کیا۔وہ اپنی ہڑ بڑی اور پریشانی میں آگے پیچھے دیکھ ہی نہیں پائی تھی۔پلیٹ رکھ کر ان کی طرف بڑھی۔

"السلام علیکم بابا!"ابراہیم شاہ گفتگو میں اتنے الجھے ہوئے تھے کہ اس کی آمد پر غور ہی نہ کر سکے۔

"وعلیکم السلام بیٹے!"اٹھ کر اس کا سر چوم کر استقبال کیا۔بہوؤں کے لیے یہ محبت

تھی تو پھر بیٹی کے لیے کیا احساسات ہوں گے؟

"آپی کے ساتھ جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا!" ان سے دور ہوتے نم آنکھوں سے کہا، ابراہیم شاہ نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"اگر یہ اتنا لاپرواہ نہ ہوتا تو شاید یہ سب نہ ہوا ہوتا!" تھپڑ سے اس کی تواضع کرنے کے باوجود ان کا من نہیں بھرا تھا۔

"پلیز بابا! ہم سب ہی صحیح وقت پر فیصلے نہ لے کر غلطیاں کرتے ہیں۔۔۔ آپ پلیز در گزر کر دیں؟" وہ جانتی تھی کہ خیام اس وقت کس کشمکش سے گزرا تھا، وہ اس کے ساتھ تھی۔ اس لیے اس کے نزدیک خیام شاہ کی غلطی قابل معافی تھی، ابراہیم شاہ کے نزدیک نہیں تھی!

"اتنی بڑی غلطیاں نہیں در گزر ہوتیں بیٹے!" سر نفی میں ہلاتے حتمی انداز میں بولے اور بیٹھ گئے۔ کائنات گہری سانس لے کر واپس اس کے پاس آئی اور پہلے کافی نکال کر سب کو پیش کی پھر پلیٹوں میں ناشتہ نکال کر انہیں دیا۔ بنانے کا تو خیر اتنا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں لیکن دینے کا سلیقہ اسے تھا۔ وہ اپنی کافی لے کر ابراہیم شاہ کے ساتھ آ بیٹھی اور ان کی وکیل صاحب کے ساتھ جاری گفتگو کو چسکیاں لیتے سننے لگی۔

خیام بے دلی سے چیز آملیٹ کو براؤن بریڈ کے ساتھ زہر مار کر رہا تھا جب پاس سے گزرتی نرس کی آواز پر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ارے! یہ آپ کے رخسار پر کیا ہوا؟ میں ابھی اینٹی-انفلیمیٹری میڈیسن لے کر آتی ہوں۔" وہ بڑی پریشانی سے کہہ رہی تھی، تیزی سے حل بھی پیش کیا اور چلتی بنی۔ سامنے بیٹھی کائنات نے آنکھیں سیکڑے اس کے رخساروں کا جائزہ لیا۔ کچھ بھی تو نہیں تھا۔۔۔ سر جھٹک کر دوبارہ پاس ہوتی گفتگو کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اسی وقت خالد صدیق کا فون بجا اور وہ بات روک کر فون سننے چلے گئے۔

Thank you so much but I don't need any "

"!treatment

خیام، عدیل کو ہٹا کر اپنے ساتھ بیٹھتی پر جوش سی نرس سے مخاطب ہوا۔ پتا نہیں

کس بات پر اتنا جوش دکھا رہی تھی؟ معمولی سا نشان تھا جو مزید آدھے گھنٹے تک خود بخود غائب ہو جاتا۔ وہ بمشکل انیس بیس سال کی لڑکی بالکل تازہ تازہ تھیوری سے فارغ ہو کر عملی میدان میں داخل ہوئی تھی اور اپنے پیشے کو لے کر حد سے زیادہ پر جوش تھی۔ وہ صاف دلی سے ہر وقت ہر کسی کی مدد کے لیے دوڑ پڑتی تھی۔۔۔ وہ الگ بات ہے اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے تھے!

"کیوں ضرورت نہیں ہے؟ بالکل ضرورت ہے! نرس میں ہوں یا آپ؟ مجھے دیکھنے دیں۔۔۔ پلیز؟" خلوص بھرے انداز میں کہہ کر روئی پر دوا ڈالی اور قینچی کی مدد سے اٹھا کر اس کے رخسار پر تھپکی۔ خیام نے الجھ کر اسے دیکھا لیکن اس دفعہ کچھ بھی کہنے سے خود کو باز رکھا پھر سامنے نگاہ اٹھائی تو کائنات کو بھی خود کو گھورتے پایا۔

"ابھی دس پندرہ منٹ میں ٹھیک ہو جائے گا!" نرس قینچی واپس ٹرے میں رکھتی اٹھی۔

"بہت شکریہ!" خیام نے سر ہلایا۔ وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی تو کائنات اس کی چھوڑی

جگہ پر بیٹھی۔

"کیا ہوا تمہیں نازک پرے؟"اس کے رخسار کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"نازک کیا؟ پرا؟"اس نے بے یقینی سے بھنویں اٹھائیں۔

"ہاں! پری کا مذکر۔"

"سیریئسلی؟"آنکھیں گھماتے کہا۔اس نے زور سے سر ہلایا۔

"بتایا نہیں تم نے۔یہاں کیا ہوا؟"

"ابراہیم شاہ کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟"

"ہوں! مطلب ایک اور تھپڑ؟"مصنوعی تاسف سے کہا۔خیام نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کپڑے کیوں نہیں بدلے تم نے؟"اس کے خلیے پر غور کرتے پوچھا کیوں کہ باقی تینوں حضرات سوٹڈ بوٹڈ تھے حتیٰ کہ ابراہیم شاہ بھی۔عدیل ہسپتال آتے ہوئے ان کی ضرورت کی ہر چیز لے کر آیا تھا۔

"کیوں؟ایسے برا لگ رہا ہوں کیا؟" بالوں میں ہاتھ چلاتے پوچھا، ہونٹوں کے کناروں میں مسکراہٹ بھی دبی تھی۔

"ٹو بی اونیسٹ۔۔۔نہیں! لیکن پھر بھی۔"کندھے اچکاتے ایمانداری سے کہا۔

"پھر بھی کیا؟اس طرح اتنا پروٹوکول مل رہا ہے۔۔۔سوچو چینج کرلوں تو کیا ہو؟ لاشیں گریں گی لاشیں!"

"استغفر اللہ!"مسکراہٹ چھپاتے سر نفی میں ہلایا اور فون کی گھنٹی بجنے پر بیگ سے نکال کر پیغام کی طرف متوجہ ہوگئی۔خیام بھی خاموشی سے پلیٹ کی صفائی میں مصروف ہوگیا۔

"ابراہیم!"خالد صدیق کی پکار پر سب متوجہ ہوئے۔

"کیا ہوا؟"

"حشمت خان کی ضمانت۔"ان کے کہنے پر انہوں نے مٹھی بند کرکے ہتھیلی پر ماری پھر گہری سانس لے کر خود کو پرسکون کرتے بولے۔

www.novelsclubb.com

"دفع کرو! وہ اس وقت اہم نہیں ہے۔"

خالد صدیق سر ہلاتے اپنی چھوڑی جگہ پر بیٹھے۔

"مجھے آفس جانا پڑے گا! ارشد کے بہت میسجز آ چکے ہیں۔" فون بند کرتی اٹھی اور بیگ کرسی پر رکھ کر اس کے ساتھ رکھا۔

"ہممم! میری ضرورت پڑی تو کال کر لینا۔" خالی پلیٹ کھلی ٹوکری میں رکھتے کہا۔

"کم آن! ہم ایک دن تمہارے بغیر سروائیو کر جائیں گے۔" اسے جواب دے کر باقی برتن بھی لا کر ٹوکری میں رکھے اور بیگ اٹھا کر جانے کے لیے تیار ہوئی۔

"ہاں! یاد آیا۔۔۔ پاپا آنا چاہ رہے تھے؟" اس نے خیام کی طرف مڑتے کہا۔

"یہاں نہیں! ارسلہ گھر جائے گی تو پھر آ جائیں بے شک۔"

"صحیح! آپی کو ہوش کب تک آ جائے گا؟" وہ دوبارہ آنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"اٹ ڈیپینڈز!" کھڑے ہوتے کندھے اچکائے۔

"ڈاکٹر کہہ رہا تھا سر کی چوٹ تھوڑی بھر جائے گی تو پھر اسے ہوش میں لائیں گے

کیوں کہ اس وقت بچے کی موت کا صدمہ اسے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے!" تفصیلی جواب دے کر ہونٹ کچلنے لگا۔

"خیام! آپی ٹھیک ہو جائیں گی۔" اس کا ہاتھ پکڑتے تسلی دی اور اس کے سر ہلانے پر سب کو الوداع کہتی لفٹ کی طرف بڑھی۔ کرسی پر پڑا فون یاد تک نہیں تھا۔ وہ گھڑی پر وقت دیکھتی دھات کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ پہلی منزل پر لفٹ رکی اور وہ ایک ہاتھ میں ٹوکری پکڑے باہر نکلی، اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔

"کائنات!" ریسیپشن پر کھڑے ارسلان کی نظر اس پر پڑی تو تیزی سے پکارتا اس کے پیچھے آیا۔

"ارسلان بھائی! آپ یہاں؟" وہ رکی اور اسے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔ ارسلان سلوٹ زدہ سفید شرٹ، سیاہ سینٹ میں ملبوس تھا اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا۔ کیا صرف اسے لگ رہا تھا یا واقعی وہ بھی خیام کی طرح رات کے کپڑوں میں

www.novelsclubb.com

تھا؟

"ہاں! وہ ایک دوست کی عیادت کرنے آیا تھا۔" سہولت سے جھوٹ بولا اور لاتعلقی ظاہر کرتے بولا یوں جیسے مروت میں پوچھ رہا ہو۔

"تمہاری نند یہاں پر ایڈ مٹڈ ہے کیا؟ کیسی ہے؟" اسے خود بھی یقین نہیں تھا کہ وہ کبھی ایسا کرے گا لیکن وہ کائنات کا پیچھا کرتا یہاں پہنچا تھا۔ ریسیپشنسٹ نے اس کا ارسلہ سے تعلق جانے بغیر کچھ بھی بتانے سے صاف انکار کر دیا تھا اور اس کے پاس کائنات سے پوچھنے کے علاوہ دوسرا کوئی انتخاب نہیں تھا۔ وہ ساری رات سو نہیں پایا تھا اور صبح کی خبر سے خود پر رہا سہا اختیار بھی جاتا رہا تھا۔

"جی بھائی! آپی بالکل ٹھیک نہیں ہیں۔ اس جانور نے اتنی بری طرح مارا ہے کہ بے بی بھی نہیں بچا۔" کائنات نے افسردگی سے کہا۔ کالے فریم کے پیچھے چھپی آنکھوں میں ہلچل ہوئی، اس نے مٹھیاں بھینچ کر ہاتھوں کو سینہ مسلنے سے روکا۔ پتا نہیں کیوں اچانک ہی درد کرنے لگا تھا؟

"بے بی؟"آواز کی کپکپاہٹ پر بمشکل قابو پایا۔

.Hmm! She was 3 months pregnant"

آپ ہی بتائیں اس معصوم کا کیا قصور تھا؟"اس کے سوال کا جواب دیے بغیر ارسلان بالوں میں ہاتھ چلاتا گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

"بھائی! آپ ٹھیک ہیں؟"اس نے بازو سے پکڑ کر اسے قریبی کرسی پر بٹھایا۔

کائنات کا موبائل پکڑے خیام لفٹ سے باہر نکلا تو اس کی نظر اطراف سے پھسلتی ان دونوں پر پڑی۔ وہ ان سے کچھ فاصلے پر دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا، دھیان ان دونوں پر ہی تھا۔

"ہاں! ٹھیک ہوں۔"سر جھکا کر گردن کی پشت مسلتا بولا۔

"آپ کے دوست کو کیا ہوا ہے؟"اس نے فکر مندی سے پوچھا کیوں کہ ارسلان معمولی باتوں پر ایسا ردعمل نہیں دکھاتا تھا۔

"کون؟"اسے تو اپنا بولا ہوا جھوٹ بھی نہیں یاد تھا، کائنات نے مشکوک ہو کر اسے

دیکھا۔

"وہی دوست جس کی عیادت کے لیے آپ آئے تھے؟"

"ہاں! وہ ٹھیک ہے۔ معمولی سا ایکسیڈینٹ تھا!" ماتھا مسلتے جواب دیا۔

"آپ واقعی ٹھیک ہیں نا؟ کیوں کہ مجھے نہیں لگ رہے!" تشویش سے پوچھا تو ارسلان نے صرف سر ہلا دیا۔

"چلیں پھر میں چلتی ہوں! آفس کے لیے پہلے ہی لیٹ ہو گئی ہوں۔" گہری سانس لے کر کہتی اٹھی۔ خیام ٹیک چھوڑتا اس کی طرف بڑھا، ایک نظر ارسلان کے جھکے سر کو بھی دیکھا تھا۔ پیشانی پر گرے بالوں اور چشمے نے اس کے تاثرات ڈھانپ رکھے تھے لیکن اوپر نیچے ہلتی ٹانگ اور دانتوں کے درمیان دبا نچلا ہونٹ اس کا اضطراب ظاہر کر رہے تھے۔

"کائنات؟"

اپنے نام کی دوبارہ پکار پر وہ الجھن کا شکار ہوتی پلٹی۔ اس کی ناپسندیدہ باتوں میں پیچھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے آواز دینے کا اضافہ ہو چکا تھا۔

"کیا؟" تحمل سے پوچھا۔خیّام نے کچھ کہنے کی بجائے فون اس کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ! میں بھول گئ تھی۔۔۔شکریہ!"فون اس کے ہاتھ سے لیتے کہا،وہ کندھے اچکا کر پلٹ گیا۔کائنات نے دو سیکنڈ کے لیے اس کی دور ہوتی پشت کو دیکھا اور خود بھی باہر کو چل دی۔

خیام خاموشی سے ارسلان کے ساتھ جا بیٹھا۔اس نے سر اٹھا کر دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔خیام انگوٹھے سے ٹھوڑی رگڑتا گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔بہت سی تصویریں ذہن میں ڈوب ابھر رہی تھیں۔سگریٹ پیتا ہوا ارسلان،ایک دوسرے کو گھورتے ہوئے ارسلان اور منصور،فون پر ارسلہ کی ہچکچاہٹ،اس کے بعد جو ہوا اور اب وہ جو سر جھکائے کسی مجرم کی طرح ہسپتال کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ارسلہ کے سلسلے میں اس سے پہلے جو بے وقوفیاں کر چکا تھا وہی بہت تھیں۔وہ اپنی بے وقوفیوں کی فہرست میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"میری بہن کو کیسے جانتے ہیں آپ؟" اپنی دائیں طرف سے آتی آواز پر ارسلان نے سر اٹھا کر اس کے بے تاثر چہرے کو دیکھا۔ وہ اسے نہیں، سامنے دیکھ رہا تھا۔

"خیام! میں اسے نہیں۔۔۔"

"جھوٹ مت کہیے گا!" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ ٹوکتا ہوا اس کے روبرو ہوا۔

"ٹھیک!" اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور سر ہلایا۔

"ہم نے چار سال ایک ہی یونیورسٹی میں گزارے ہیں۔"

"کل رات آپ دونوں کے درمیان کیا ہوا تھا؟ انکار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"یقین کرو۔۔۔ کچھ نہیں! وہ بات کرنا چاہتی تھی لیکن میں وہاں نہیں رکا تھا۔"

اس نے بھی انکار کو فضول جان کر سچ کہہ دیا۔

"کیوں؟" ایک ابرو اٹھایا۔ اس سوال کا جواب اب ذرا مشکل تھا، اس لیے اس نے

خاموشی اختیار کرلی۔

"آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے اسے ہسپتال پہنچانے میں آپ کا کتنا بڑا ہاتھ ہے!"

پزل کے سارے پیس جڑ گئے تھے،وہ منصور کی بیمار ذہنیت سے واقفیت رکھتا تھا۔

"ایکسکیوزمی؟!"ارسلان نے عینک اتار کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔اس کی تھکی، سرخ آنکھیں رت جگے کی غماز تھیں۔خیام کے دماغ میں ایک اور زاویے سے سو باتیں گھومنے لگیں۔

"منصور۔۔۔"نفرت سے نام لیا اور مٹھی بھینچ کر بات جاری رکھی۔

"ایک اِن سیکیور کمینہ____ہے!اس نے نہ پہلی دفعہ ارسلہ پر شک کیا ہے اور نہ ہی پہلی دفعہ اس پر ہاتھ اٹھایا ہے۔"

"WTF?!"

تیزی سے کہتا اٹھا اور ہاتھ میں پکڑی عینک دیوار پر دے ماری۔بے جان چیز ٹوٹ کر فرش پر گر گئی۔لوگوں کی عجیب نظروں پر خیام اٹھتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"کہاں ہے وہ____؟"غصے سے بھوری آنکھیں تقریباً سیاہ ہو چکی تھیں۔وہ جانتا تھا جیل میں ہے لیکن فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔وہ اسے کہیں سے بھی نکال کر جان سے مار دینا چاہتا تھا!

"جہاں بھی ہے اچھے ہاتھوں میں ہے!"خیام نے ٹراؤزر کی جیب سے موبائل نکالا۔ارسلان نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا لیکن اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی خیام نے پچیس سیکنڈ کی ویڈیو چلا کر اسکرین اس کے سامنے کی۔ چھت سے لٹکتی رسی سے اس کے ہاتھ سر سے اوپر باندھے گئے تھے اور جسم کے اوپری حصے سے شرٹ ندارد تھی۔منصور کو پہچان کر ارسلان نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑا۔اسے دونوں اطراف سے پائپ کی مدد سے مارا جا رہا تھا لیکن اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ویڈیو بنانے والے نے گھوم کر اس کی نیل و نیل پشت بھی دکھائی تھی اور بس۔اس کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑنے سے پہلے ہی ویڈیو ختم ہو چکی تھی۔

"اب اس کا فائدہ؟"ارسلان کا جی چاہا موبائل بھی کہیں دے مارے لیکن پھر خود پر قابو پاتے خیام کو تھمایا۔

"جب تم جانتے تھے یہ پہلی دفعہ نہیں ہے تو پھر کچھ کیا کیوں نہیں؟"اس کے سامنے کھڑے ہوتے دانت پیستے پوچھا۔وہ اس سے چند انچ لمبا تھا،خیام سنجیدگی سے گردن اٹھائے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"اور آپ یہ پوچھنے والے کون ہوتے ہیں؟"

"میں۔۔۔"منہ کھولا لیکن کہنے کے لیے صحیح الفاظ نہیں مل رہے تھے،اس لیے دوبارہ بند کر لیا۔کیا کہتا۔۔۔سالوں سے تمہاری بہن کی محبت میں مبتلا ایک بے کار آدمی؟ چچ! سر نفی میں ہلاتا اس سے دور ہوا۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ آپ اس کے کوئی نہیں ہیں!"

وہ جانتا تھا لیکن خیام کے احساس دلانے پر اسے تکلیف ہوئی تھی،چہرے پر ہاتھ پھیرتا واپس کرسی پر بیٹھا۔

"ارسلان بھائی! آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟" خیام کو جب ایک طریقے سے اپنے مطلب کا جواب نہ ملا تو دوسرا اپناتا اس کے ساتھ بیٹھتے بولا۔

"سٹاپ ایکٹنگ خیام! جان چکے ہو تم۔۔۔اب ڈرامے بازی بند کرو۔ کیا چاہتے ہو؟" تلخ لہجے میں پوچھا۔ ٹھیک ہے۔۔۔وہ ارسلہ کا بھائی ہے لیکن اتنا لحاظ بہت ہوتا ہے!

"آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔قبول کریں؟" وہ بھی خیام شاہ تھا۔۔۔جو سیدھے راستے پر بھول بھلیوں کو ترجیح دیتا تھا۔

"صحیح!" زچ ہوتے کہا۔

"میں ہی وہ بے وقوف آدمی ہوں جو پچھلے پانچ سال سے تمہاری بہن سے خاموش محبت کرتا آرہا ہے۔۔۔اور کچھ؟" اعتراف کر کے سوالیہ اسے دیکھا۔

"نہیں!" کرسی کا بازو پکڑے اٹھنے کے لیے تیار ہوا۔

"کاش آپ خاموش نہ رہتے۔۔۔ارسلہ یا ہم سے کسی سے بھی کہہ دیتے تو شاید آج

یہ دن نہ دیکھنا پڑتا!" بات مکمل کر کے اٹھا۔

"کاش، شاید، اگر، مگر۔۔۔اس وقت مجھے نہیں سناؤ خیام!" بھینچے لہجے میں کہی بات پر اس نے متاثر ہوئے بغیر سر ہلایا۔اس کا ارادہ پھر سے ارسلہ کے پاس جانے کا تھا لیکن گلاس ڈور کے اس پار ہوتی ہلچل پر رک کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے آگے پیچھے رکی گاڑیوں کے کھلتے دروازوں اور بے ترتیبی سے یہاں وہاں بکھرے میڈیا رپورٹرز کو اپنے مائک کیمرے سنبھالتے دیکھنے لگا۔

سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس باڈی گارڈز نے گاڑی کے گرد انسانی دیوار بنائی تو رفیق نے آگے بڑھ کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ہاتھ میں موٹے دانوں کی چھوٹی سی سیاہ تسبیح پکڑے حشمت خان باہر آئے۔ بھورے بے شکن کوٹ پر ہاتھ مارا اور سامنے کا ایک بٹن بند کیا۔ان کے باہر نکلتے ہی رپورٹرز ان کی طرف لپکے اور مائیک ان کے سامنے کرتے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔انہوں نے ہاتھ اٹھا کر سب کو چپ کروایا۔

"ایک ایک کر کے پوچھیں۔" رفیق نے کندھوں سے اوپر اٹھائے کیمروں میں دیکھ کر تحمل سے کہا۔

"کیا آپ اپنے سمدھی ابراہیم شاہ سے بیٹی کی عیادت کرنے آئے ہیں؟" پہلے سوال پر وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"بالکل رشتے داری تو ہوتی ہے ایسے وقتوں میں نبھائے جانے کے لیے ہے!" وہ سیاست دان تھے۔۔۔ لفظوں سے کھیلنے کے ماہر۔ بری صورتحال کو بھی اپنے موافق کرنا انہیں خوب آتا تھا۔

"حالاں کہ صارم شاہ نے آپ کے خلاف اپنے بیٹے کے اغوا کا پرچہ کٹوایا ہے؟" دوسرے سوال پر بھی بظاہر ان کے چہرے پر کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی لیکن رفیق نے تسبیح پر ان کی گرفت سخت ہوتی دیکھی تھی۔

"اور آدھا گھنٹہ پہلے عدالت نے آپ کو ضمانت دی ہے؟" ایک اور طرف سے پوچھا گیا۔

"بالکل ایسا ہی ہے!" انہوں نے سر ہلایا۔

"لیکن میری آپ احباب سے درخواست ہے کہ کہانی کے دونوں رخ دیکھا کریں۔۔۔ میں اپنے نواسے کو کیوں اغوا کروں گا؟ سننے میں بھی مضحکہ خیز ہے!"

انہوں نے ہلکا سا قہقہہ لگایا تو دو چار رپورٹر بھی ساتھ دینے کے لیے ہنسے۔

"یار بابا! میں نے کیا کہا تھا آپ سے؟" خیام نے باہر لگتا تماشا دیکھتے کہا۔ ظاہر سی بات ہے۔۔۔ وہ ایم پی اے حشمت خان تھے۔ ایک رات سے زیادہ وقت جیل میں گزارنا یقیناً ان کی طاقت کی نفی کے مترادف تھا۔

"سننے میں آیا ہے کہ آپ کو اپنی بیٹی کی صارم شاہ سے شادی پر اعتراض تھا؟" ایک اور سوال داغا گیا۔

"کہاں سے سن لیا تم نے عاصم؟" مسکراتے ہوئے پوچھا، عاصم نے کندھے اچکائے۔

"ہمارے بھی تھوڑے بہت ذرائع تو ہیں خاں صاحب!" وہاں کھڑے سب لوگ

جانتے تھے کہ اصل بات کیا ہے اور یہ بھی کہ حشمت خان اب اسے کس طرح اپنے حق میں کریں گے۔ حق میں نہ بھی سہی، غیر جانبدار ہی سہی!

"اصل ذرائع ہی آپ لوگوں کے ہیں۔۔۔ صحافت مذاق تھوڑی ہے! لیکن اس دفعہ میں آپ کے ذرائع سے اتفاق نہیں کر سکتا۔۔۔ایک معمولی سی غلط فہمی تھی جسے حل کرنے کے بعد میں یہاں پر ہوں۔"

"لیکن خاں صاحب! کیس تو واپس نہیں لیا گیا ہے؟" اب اس سوال کا جواب ان کے پاس نہیں تھا اس لیے پر خلوص سی مسکراہٹ کے ساتھ 'آپ کی اجازت سے!' کہتے باڈی گارڈز کے حلقے میں ہسپتال کے اندر داخل ہوئے۔ رپورٹرز کو پہلے کی طرح ہی ہسپتال کی سیکیورٹی نے باہر روک لیا تھا۔ رفیق کو ریسیپشن کی طرف بڑھتا دیکھ کر خیام گہری سانس لیتا لفٹ کی طرف بڑھا اور اسے استعمال کرتا واپس ارسلہ کے کمرے کے باہر موجود راہداری میں پہنچا۔ اس کی غیر موجودگی میں کسی وقت خالد صدیق عدالت کے لیے نکل گئے تھے۔ خیام چلتا ہوا ابراہیم شاہ کے

پاس آیااور دیوار سے ٹیک لگا کر انہیں مخاطب کیا۔

"آپ کا پسندیدہ سمدھی آرہاہے!"

"کون؟ عالم بھائی؟" وہ اس کے لہجے کا طنز نظر انداز کرتے ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کر سیدھے ہوئے۔

"میں نے پسندیدہ کہاہے!" سر نفی میں ہلاتے کہا۔انہوں نے بھنویں آپس میں ملائیں۔۔۔ارسلہ کا سسر ملک سے باہر تھااور تیسرا سمدھی، حشمت خان واقعی ان کا پسندیدہ تھا! انہوں نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے لفٹ کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھا۔چند ساعتیں گزری تھیں پھرٹوں کی آواز کے بعد لفٹ کے دروازے کھلے۔عدیل نے بھی موبائل سے سر اٹھا کر حشمت خان کو لفٹ سے نکلتے دیکھااور اٹھ کر ابراہیم شاہ کی دوسری طرف کھڑا ہو گیا۔

حشمت خان مضبوط قدموں سے چلتے ہوئے ان کے سامنے دیوار کے ساتھ لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئے۔اب وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ایک دوسرے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کو دیکھتے، دوسرے کے کچھ کہنے کا انتظار کر رہے تھے۔ صرف رفیق ہاتھ باندھے ان کے ساتھ کھڑا تھا، باقی لوگ راہداری میں پھیل گئے تھے۔

"سن کر دکھ ہوا ابراہیم! بیٹیاں تو سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔" حسمت خان نے بوجھل خاموشی توڑی۔

"لیکن جو بوؤ گے وہی کاٹو گے والا اصول بھی تو لاگو ہوتا ہے!" تسبیح کے دانے گراتے کہا۔

"غلط حشمت! تمہاری بیٹی اپنے گھر میں عزت سے رہتی ہے اور اپنا بویا ہوا تو تمہیں جیل کی صورت میں کاٹنا تھا۔" غصہ پیتے ٹھنڈے دماغ سے جواب دیا۔

"میں اپنا پہلا بیان واپس لیتا ہوں۔۔۔شاید یہ اصول سب پر لاگو نہیں ہوتا!" فاتحانہ مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیے۔

"کیوں؟" خیام کے پوچھنے پر ان کی نگاہوں نے ابراہیم شاہ سے اس کے چہرے کا سفر طے کیا لیکن یوں لگا جیسے وہی انسان جوان ہو کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا ہے۔

انہوں نے فرق تلاش کرنے کے لیے ان دونوں چہروں کو بار بار دیکھا، صرف سفید بالوں اور چند جھریوں کا فرق تھا۔ابراہیم شاہ کے چہرے پر نظر کی نفیس عینک تھی اور خیام کے رخسار پر ان کی انگلیوں کے نشان۔نشانات کے متعلق بھی مبہم سا اندازہ لگا چکے تھے۔

"ہماری genes بہت اسٹرانگ ہیں۔۔۔علی اور صارم کو ہی دیکھ لیں!"ان کی حیرت دیکھ کر بولا۔وہ مسکرائے۔۔۔شکر ہے!کسی کو تو ان کے کہے بغیر سمجھ آئی کہ وہ صدام نہیں علی ہے۔

"تو تم پوچھ رہے تھے کیوں؟"پرسوچ انداز میں بولے۔

"ہمم!"سر ہلا کر پوری توجہ سے انہیں دیکھا۔

"بیٹے!اصولوں سے بڑھ کر ایک چیز ہوتی ہے اسے طاقت کہتے ہیں اور کبھی پیسے اور طاقت کو آپس میں مکس اپ مت کرنا۔"انگلی اٹھا کر دائیں بائیں ہلائی۔خیام یقیناً خوش قسمت تھا ورنہ صارم کو انہوں نے کبھی 'لڑکے' سے بڑھ کر مخاطب نہیں کیا

تھا۔

"فرق معلوم ہے تمہیں ان دونوں میں ؟"انہوں نے سوالیہ اسے دیکھا۔خیام نے ماتھے پر بل ڈالتے غور کیا اور پھر مسکراتا ہوا بولا۔

"فرق میرے سامنے ہے۔۔۔ابراہیم شاہ کے پاس پیسہ ہے اور حشمت خان کے پاس طاقت !"اس کے کندھے اچکا کر کہنے پر حشمت خان نے قہقہہ لگایا اور ابراہیم شاہ نے اسے گھوری سے نوازا۔

"یقین کرو تمہارا بھائی اگر ایک فیصد بھی تمہارے جیسا ہوتا تو مجھے بالکل ناپسند نہ ہوتا!"وہ اب مسکرا رہے تھے،خیام نے سینے پر ہاتھ رکھ کر تعریف وصول کی۔

"کیوں آئے ہو؟حشمت !اچھا ہوگا اگر تم میرا وقت برباد کرنے کی بجائے اپنی آمد کا مقصد بتادو۔۔۔؟"بے تاثر لہجے میں مخاطب ہوئے۔

"کیس واپس لے لو!"سید حامد عے پر آئے۔ان کی ساکھ متاثر نہ ہو رہی ہوتی تو وہ یہاں آنے کا تکلف بھی نہ کرتے۔

"کبھی نہیں! وہ میرا پوتا ہے جسے تم نے لاوارثوں کی طرح یتیم خانے میں پھینک دیا تھا۔" ٹیک چھوڑ کر گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائیں اور آگے جھک کر نفرت سے ان کی آنکھوں میں جھانکا۔

"اور یہاں کون ہے؟" انہوں نے کچھ فاصلے پر موجود بند دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہاری بیٹی۔۔۔اس کے لیے کیا اتنا بھی نہیں کر سکتے ابراہیم؟"

"کیا مطلب؟" وہ پھنکارے۔

"مطلب یہ کہ میرا داماد تو چلو ہے ہی ہے لیکن تمہارا داماد بے وقوف نہیں ہے۔۔۔ اس نے تمہارے پیسے سے اتنی طاقت ضرور خرید لی ہے کہ ایک فون کال اسے جیل سے باہر نکلوا سکتی ہے!"

"خدا غارت کرے! تفصیل بتاؤ؟" غصے سے بولے، خیام بھی ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بڑی مچھلیوں کو پیسہ کھلاتا رہا ہے وہ۔۔۔میرے لیے بے عزتی کا مقام ہے کہ ایک ہی انسان کے جیل بھجوانے پر میں تو وہاں رات بھر رہا اور وہ لڑکا چند گھنٹوں میں ہی باہر ؟ نچ۔۔۔افسوس !"انہیں کوئی افسوس نہیں تھا، وہ بس اپنا الو سیدھا کر رہے تھے۔

"کون ہیں یہ بڑی مچھلیاں ؟"بے صبری سے پوچھا۔

"نہ،نہ،نہ ابراہیم ! مانا کہ کامیاب بزنس مین تم ہو لیکن اتنا گیا گزرا میں بھی نہیں ہوں۔۔۔ایک ڈیل کرتے ہیں ؟"

"کیسی ڈیل ؟"

www.novelsclubb.com

"تم کیس واپس لے لو میں اس لڑکے کی ضمانت نہیں ہونے دوں گا۔۔۔کیا کہتے ہو ؟"تسبیح گھماتے پوچھا۔ابراہیم شاہ نے کچھ دیر سوچا پھر سر ہلاتے بولے۔

"ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔اگر تمہیں منظور ہے تو ؟"وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مان گئے تھے۔ظاہر سی بات ہے حشمت خان جیل کے اندر ہے یا باہر

اس بات سے ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا! صرف انا تھوڑی زخمی ہوتی۔۔۔ اسے وہ بیٹی کی خاطر سمجھا بُجھا لیں گے لیکن منصور کے اندر یا باہر ہونے سے بہت فرق پڑتا تھا!

"کیسی شرط؟ حالاں کہ تم شرطیں منوانے کی پوزیشن میں ہر گز نہیں ہو۔" صاف اشارہ تھا کہ اپنی اوقات سے زیادہ منہ مت کھولنا۔

"تم ہماری زندگیوں سے دفع ہو جاؤ گے؟!" کھڑے ہوئے اور ان کے سامنے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اگرچہ انہیں لفظ 'دفع' پر شدید اعتراض تھا لیکن پھر غصے پر قابو پاتے اٹھے۔

"میں تمہاری زندگیوں میں کبھی تھا ہی نہیں!" تسبیح والے ہاتھ میں ان کا ہاتھ لے کر دبایا۔ وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہاتھ ملا رہے تھے۔ اسی وقت لفٹ کے دروازے کھلے اور صارم تیزی سے باہر نکلا۔

"تمہارا یہاں کیا کام حشمت خان؟" اس کے پاس کل رات کے بعد سے حشمت

خان کے لیے ٹکے کی عزت بھی نہیں بچی تھی۔اُس وقت وہ ضروری کام سے دفتر جارہا تھا جب ریڈیو پر لگی براہ راست خبروں کے دوران حشمت خان کی آواز اس کی سماعتوں تک پہنچی تھی۔پھر بھلا گاڑی گھما کر ہسپتال آنے سے اسے کیا چیز روک سکتی تھی؟

"ہاں۔۔۔تمہاری ہی کمی تھی بس!"وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے نکال کر رفیق کی طرف پلٹے۔رفیق نے ان کا اشارہ سمجھ کر سب کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"صارم!!"ابراہیم شاہ نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا ورنہ وہ ان کا گریبان پکڑ کر اریشہ کے آنسوؤں کا حساب لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔صورتحال کو مزید بگڑنے سے بچانے کے لیے خیام بھی ان کی دوسری طرف آکھڑا ہوا۔درمیان میں ابراہیم شاہ اور ارد گرد ان کے دونوں بیٹے۔۔۔منظر دیکھ کر ان کا دل سکڑا تھا۔آہ! ولید۔۔۔

آہ!

"بزرگوار! واپسی کا راستہ وہ رہا۔۔۔" خیّام نے بازو پھیلا کر لفٹ کی طرف اشارہ کیا، وہ ہلکا سا مسکرا کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ابراہیم کے بیٹے! میں تم سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟"

"پوچھیں اور میرا نام 'ابراہیم کے بیٹے' نہیں خیام شاہ ہے!"

"ہمم خیام شاہ! تم نے کوشش بھی نہیں کی؟" انہوں نے اس کے رخسار کی طرف اشارہ کیا، خیام کو چند لمحے لگے تھے سمجھنے میں کہ کیا کوشش؟ پھر کندھے اچکاتے بولا۔

"جس بات کی انسان 'طاقت' نہیں رکھتا اس کے لیے کوشش بھی کیوں کرے؟"

اس نے حشمت خان کو جواب اور ابراہیم شاہ کو طعنہ مارا تھا۔ جب اس نے کہا تھا کہ وہ قانون بنانے والے کے خلاف قانون کی مدد لے کر بے وقوفی کر رہے ہیں تب وہ سمجھے کیوں نہیں؟ حشمت خان نے دوسرا قہقہہ لگایا اور وجہ اب بھی وہی تھا۔

ابراہیم شاہ کی گھوریوں کا ہدف بھی وہی تھا۔

"ابراہیم! تمہیں اپنے بیٹے سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔"

"خداحافظ حشمت!" واضع اشارہ تھا کہ اب چلے ہی جاؤ تو اچھا ہے!

"خداحافظ۔" وہ خیام کا شانہ تھپک کر لفٹ کی طرف بڑھے، رفیق اور باڈی گارڈز ان کے پیچھے تھے۔ لفٹ کے بند ہوتے ہی عدیل گہری سانس لے کر کرسی پر بیٹھتا اپنے باڈی گارڈ والے فرائض سے شفٹ ہو کر سیکریٹری موڈ میں چلا گیا تھا۔

....

کائنات نے تیزی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور اپنی چیزیں سمیٹتی اٹھی۔ دفتری اوقات ختم ہونے والے تھے لیکن وہ آج معمول سے پہلے اٹھ رہی تھی۔۔۔ وجہ؟ خیام شاہ! ابھی کچھ دیر پہلے ابراہیم شاہ کا فون آیا تھا اور انہوں نے اسے ہسپتال جا کر خیام کو سمجھانے کا کہا تھا جو ارسلہ کے پاس سے ملنے کو تیار نہیں تھا۔ وہ اپنے معمول سے کم کام کرتے ہوئے معمول سے زیادہ تھک چکی تھی۔

تھکاوٹ زیادہ تر ذہنی تھی، ارسلہ کی فکر اسے بھی تھی اور وہ کتنی ہی مرتبہ خیام سے

فون پر اس کا حال پوچھ چکی تھی۔اپنا بیگ لے کر دروازے کی طرف بڑھی اور اس کا فون پھر سے بجنے لگا۔کائنات نے دروازہ بند کر کے راہداری میں آتے بیگ میں ہاتھ ڈال کر نکالا اور جلدی سے کان سے لگایا۔

"ہیلو! کائنات کہاں ہو تم؟ دوپہر میں آنے کا کہا تھا تم نے اور اب شام ہو چکی ہے؟! ابھی تک آئی کیوں نہیں؟"دوسری طرف سے نیہا نے ایک ہی سانس میں سوال پر سوال کر دیے تھے۔اس نے آنکھیں بند کر کے فون والا ہاتھ ماتھے پر مارا۔۔۔اپنی اکلوتی دوست کی مایوں کیسے بھول سکتی ہے وہ؟ اگر کچھ دیر ٹھہر کر غیر جانبدارانہ تجزیہ کرتی تو جان جاتی کہ ہر وقت کام کا بھوت سر پر سوار رہنے کی وجہ سے وہ خود سے جڑے لوگوں کو نظر انداز کرنے لگی تھی۔عالم مرتضی کی بیماری کے پہلے سال کے دوران کمپنی کا ناقابل تلافی نقصان ہوا تھا اور اب وہ دن رات ایک کر کے، چھٹی کے دن بھی کام کر کے اس نقصان کی کچھ نہ کچھ تلافی کرنا چاہتی تھی۔

"آئی ایم سوسوری نیہا! خیام کی آپی ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔صبح اس کے پاس تھی۔

آفس بھی لیٹ آئی اور پھر کام اور سٹریس کی وجہ سے میرے ذہن سے ہی نکل گئی یہ بات۔" وہ جانتی تھی کوئی بھی بہانہ اسے نیہا کے غصے سے نہیں بچا سکتا لیکن پھر بھی کوشش کر ڈالی۔

"سیریئسلی؟ میں تمہارے لیے اتنی غیر ضروری ہوں؟ تمہیں یاد تک نہیں تھا؟ واؤ!" نیہا بے یقینی سے بولی۔

"یار آئی ایم سو سوری! لیکن میرا ذہن اس وقت اتنا کنفیوز ہے۔ مجھے پتا ہے میری غلطی ہے لیکن میں فی الحال نہیں آسکتی۔۔۔خیام کے پاس جا رہی ہوں!" اس نے تیزی سے کہا اور نیہا کی خاموشی پر دوبارہ بولی۔

"آئی پرومس! کل مہندی پر سب سے پہلے میں وہاں ہوں گی پر اس وقت مجھے سمجھنے کی کوشش کرو نیہا پلیز؟ تم خود ہی بتاؤ اگر دوار ایسی سچویشن سے گزر رہا ہوتا تو تم اس کے ساتھ ہوتی یا کسی فنکشن میں؟"

"میں تمہیں ایک رئیلٹی چیک دوں کائنات؟" اپنے کمرے میں ہر طرف بکھری

چیزوں کے درمیان بستر پر بیٹھی، پیلے جوڑے میں ملبوس نیہا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا؟"اس کے لہجے پر کائنات کی فون کے گرد گرفت لاشعوری طور پر سخت ہوئی۔

"تمہارے لیے میری مایوں کے فنکشن سے زیادہ اہم خیام بھائی ہیں۔۔۔ٹھیک ہے! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ تمہارے کام سے زیادہ اہم کیوں نہیں ہیں؟"اس کے سوال پر کائنات چپ تھی، لاجواب!

!You seriously need to reset your priorities"

اور تم نے پوچھا تھا داور یا کوئی فنکشن۔۔۔ابویئسلی داور! کسی بھی چیز کے کمپیریزن میں اگر داور ہو گا تو میں ہمیشہ داور کو ہی چنوں گی۔اٹس اوکے! تم خیام بھائی کے پاس جاؤ۔۔۔ان شاءاللہ کل ملاقات ہوتی ہے۔"اس نے سکون سے بات مکمل کی اور رابطہ کاٹ دیا۔کائنات ابھی بھی فون کان سے لگائے کھڑی اس کی باتوں پر غور کر رہی تھی۔نیہا کے احساس دلانے پر اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا

تھا۔۔۔'میں اس کے پاس کیوں نہیں رکی؟'

"میڈم! میں آپ کے پاس ہی آ رہا تھا۔یہ فائل۔۔۔"ارشد ہاتھ میں سیاہ فائل پکڑے اس کی طرف آتا کہہ رہا تھا لیکن وہ اسے فائل سمیت نظرانداز کرتی لفٹ کی طرف تقریباً بھاگی تھی۔اس نے بے چینی سے کئی مرتبہ بٹن دبایا۔یہی بے چینی اسے سارا دن لگی رہی تھی۔۔۔خیام سے دور ہونے کی بے چینی اور وہ سمجھی اب تھی۔لفٹ کے دروازے کھلتے ہی وہ لمحہ ضائع کیے بغیر اندر داخل ہوئی۔ارشد بے یقینی سے کھلے منہ کے ساتھ لفٹ کے بند ہوتے دروازے دیکھ رہا تھا۔اس نے سوچا نہیں تھا کہ کائنات کے لیے کام سے زیادہ ضروری بھی کچھ ہو سکتا ہے!

*****

"آئی ایم سوسوری ارسلہ!"خیام نے اس کا ماتھا چومتے سرگوشی کی،آنکھ سے ایک اشک بہہ کر ارسلہ کی رخسار پر ٹپکا۔

ابراہیم شاہ کے گھر جانے کے بعد ہی وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن اسے

اس حال میں زیادہ دیر دیکھا بھی نہیں جا رہا تھا اس لیے اپنا رخسار صاف کرتا سیدھا ہوا اور کمرے سے باہر آگیا۔ وہ کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

کائنات نے گہری سانس لے کر قدم اس کی طرف بڑھائے، بیگ دائیں ہاتھ میں لٹک رہا تھا۔ وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور گھٹنے زمین پر ٹیکتے اس کے سامنے جھکی۔ خیام نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، نگاہ حیرت سے ٹھٹھکی۔

"آئی ایم سوری!" کائنات نے آہستہ سے کہا۔ خیام نے بھنویں سیکڑیں لیکن خاموشی سے اس کے رنجیدہ تاثرات سے سجے چہرے کو دیکھا۔

"مجھے تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا!" اس نے ہاتھ اٹھا کر گود میں رکھا اس کا ہاتھ پکڑا۔ خیام مدھم سا مسکرایا۔

"میں اکیلا تو نہیں تھا!" اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں کائنات کا نازک سا ہاتھ لیا۔

"لیکن میں تو تمہارے ساتھ نہیں تھی نا؟ آئی ریگریٹ اِٹ! مجھے تمہیں اس حال

میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا اینڈ آئی ایم سو سوری۔۔۔"اس نے تیزی سے نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ کہا۔

"شش۔۔۔پاگل!"خیام نے مزید جھک کر اسے کندھوں سے تھاما اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں! تمہیں سوری کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"وہ ٹھیک نہیں تھا لیکن اس کو اپنی وجہ سے آنسو بہاتا بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"سچ کہہ رہے ہو؟ لیکن مجھے پھر بھی اپنی سیلفش حرکت پر بہت غصہ آرہا ہے اس لیے مجھے پراپر معافی مانگنی ہے۔تم پلیز معاف کر دو؟"اس نے آنسو روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔جتنا سوچ رہی تھی اتنا خود پر غصہ آرہا تھا۔۔۔کیا تھا اگر وہ رک جاتی؟ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ ایسی کسی صورتحال سے گزر رہی ہوتی تو خیام اسے کبھی بھی اکیلا نہ چھوڑتا۔۔۔پھر اس نے کیوں خیام پر کام کو ترجیح دی؟ اس کو وقت گزر جانے کے بعد اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اور شدت سے ہوا تھا۔

"کائنات! لسن ٹو می۔۔۔" خیام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور انگوٹھوں کی مدد سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"اس کی ضرورت تو نہیں لیکن خیر! میں نے تمہیں معاف کر دیا۔۔۔ اب ٹھیک ہے؟ اور اب تو تم ویسے بھی میرے پاس ہو! میں اور کیا مانگ سکتا ہوں؟" مسکراتے ہوئے اسے پھر سے سینے سے لگایا۔ اسے اندازہ آج ہوا تھا، یہ لڑکی اس کی مسکراہٹ کی وجہ بنتی جا رہی تھی ورنہ جس پریشانی سے وہ گزر رہا تھا اس میں بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا!

'میں اور کیا مانگ سکتا ہوں؟' اس کے سوال نے کائنات کو مزید شرمندہ کیا تھا۔

"خیام! تمہیں پتا ہے تم ضرورت سے زیادہ اچھے ہو۔" اس نے خیام کے سینے سے ٹھوڑی ٹکاتے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"نہیں! اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔" اس کی ناک سے ناک رگڑتے بولا۔

"اب تم جب بھی مجھے برا بھلا کہو گی۔۔۔ میں تمہیں تمہاری بات یاد کرواؤں گا!"

سر ہلاتے کہا تو کائنات ہنس دی اور فرش سے اٹھ کر اس کے ساتھ بیٹھی۔

"آپی کیسی ہیں؟" اس کے پوچھنے پر خیام کے تاثرات پھر سے سنجیدہ ہو گئے۔

"ویسی ہی ہے۔ڈاکٹرز ابھی اسے ہوش میں لانے کا رسک نہیں لے رہے۔"

"آئی ہوپ وہ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں اور تمہاری اداسی بھی ختم ہو جائے۔۔۔

It's troubling me!"

"آئی ہوپ سو ٹو!" خیام نے کہہ کر لب بھینچ لیے اور کائنات نے سر اس کے کندھے سے ٹکایا۔

"تمہیں پتا ہے میں اس وقت اتنا برا محسوس کر رہی ہوں! پہلے تمہیں چھوڑ کر آفس چلی گئی اور پھر نیہا کی مایوں بھی بھول گئی۔۔۔ لیکن اس کے باوجود تم دونوں مجھ سے ناراض نہیں ہو۔مجھے لگ رہا ہے میں دنیا کی خود غرض ترین انسان ہوں!؟"

"کس نے کہا؟ مانا کہ مدر ٹریسا ٹائپ کی نہیں ہو لیکن میرے لیے دنیا کی خوبصورت ترین انسان ہو۔۔۔اینڈ آئی مین اِٹ!" چہرہ موڑ کر اس کے جھکے سر کو دیکھا،

کائنات مسکرائی۔

"ویسے دوست اچھی ہے تمہاری ورنہ میرا ایسی کسی حرکت پر مرڈر ہو چکا ہوتا!"

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں!" ہنستے ہوئے تھوڑا فاصلے پر ہوئی اور اس کا چہرہ دیکھا۔

"تم دونوں آسان معافیاں دے کر مجھے spoil کر رہے ہو!"

"That's because we love you!"

کندھے اچکاتے کہا تو وہ چہرہ جھکائے کھل کر مسکرا دی۔

"گھر جانے کا کوئی پلان نہیں ہے؟" اس نے بات بدل دی۔

"نہیں!" وہ فوراً بولا۔

"خیام! تمہیں آرام کی ضرورت ہے اور یہاں بہترین ڈاکٹرز آپ کا خیال رکھنے کے لیے موجود ہیں۔"

"اونہوں! اگر رات کے کسی بھی وقت اسے ہوش آ گیا تو وہ خود کو کتنا اکیلا محسوس کرے گی؟

"!I'm not leaving her

سر نفی میں ہلایا۔

"ابھی تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ ڈاکٹرز آپی کو ہوش میں نہیں لا رہے۔۔۔کب تک یوں ہی بیٹھے خود کو تھکاتے رہو گے؟اور پھر جب آپی کو سچ میں ہوش آئے گا تو تمہارا اپنا حال کیا ہو گا؟"اس نے صورت حال کو ہر پہلو سے واضح کیا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

"ہمم۔۔۔لیکن میں ابراہیم شاہ کے سامنے نہیں جانا چاہتا!"نیم رضامندی ظاہر کی۔

C'mon you can't possibly hold a grudge "
!against Baba

ارسلہ آپی ان کی بیٹی ہیں۔"بے یقینی سے کہا۔

"تو؟میری بھی بہن ہے۔۔۔مجھے بھی تکلیف ہوئی ہے اور ہو رہی ہے!"تیز لہجہ اختیار کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے! اٹھو چلتے ہیں۔۔۔ تمہیں اپنی بیوٹی سلیپ کی ضرورت ہے۔"

اس کا بازو پکڑتی اٹھی۔

"کہاں؟" وہ ہچکچاتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"سرپرائز ہے!" اسے کھینچتی ہوئی لیفٹ کی طرف بڑھی۔

"ایک سیکنڈ۔۔۔" خیام اپنا ہاتھ چھڑوا کر دروازے کی طرف بڑھا اور چوکور شیشے سے اندر جھانکا۔ کائنات بھی اس کے پیچھے آئی۔

"جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ ارسلہ! آئی مس یو۔" ٹھنڈے کانچ پر ہاتھ رکھ کر مدھم سی سرگوشی کی۔ اس نے پہلے ارسلہ کو دیکھا پھر خیام کو اور تسلی دی۔

"!She'll be fine"

"ان شاءاللہ!" سر جھکا کر بولا اور بوجھل قدموں کے ساتھ اس کے پیچھے چل دیا۔

خیام کے اندر گاڑی چلانے کی نہ کوئی توانائی باقی تھی نہ خواہش۔۔۔ اس لیے کائنات کی گاڑی میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے لنچ کیا تھا خیام؟" گاڑی سٹارٹ کر کے وہاں سے نکالتے پوچھا۔

"نہیں!" وہ کھڑکی سے ڈوبتے سورج کی آخری کرنوں کو دیکھ رہا تھا۔

"اوکے! پھر ڈنر کرتے ہیں۔۔۔ لیکن کہاں؟" وہ راستے میں آنے والے مختلف ریستورانز کے نام یاد کرتی انہیں خود ہی کسی نہ کسی وجہ سے رد کرنے لگی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے!" خیام کی بیزار آواز پر اس نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"بھوک ہے یا نہیں لیکن تمہیں کھانا پڑے گا!" کندھے اچکاتے کہا۔

"وہ کیوں بھلا؟" سرسری سا انداز تھا۔

"کیوں کہ۔۔۔ کیوں کہ۔۔۔" کچھ دیر سوچتی رہی پھر دماغ میں ایک بتی جلی تو جلدی سے بولی۔

"کیوں کہ تمہارے لیے ڈنر میں بناؤں گی!"

"ایسا ہے کیا؟" خیام نے سستی سے نگاہیں اس کی طرف موڑیں۔

"ہاں بالکل!" وہ پورے اعتماد سے بولی تو اس نے جواب دیے بغیر کھڑکی سے سر ٹکا

www.novelsclubb.com

دیا۔

کائنات نے کچھ دیر بعد گاڑی ایک اسٹور کے سامنے روکی۔

"میں بس دو منٹ میں آرہی ہوں!" وہ جواب کا انتظار کیے بغیر اپنا بیگ لے کر چلی گئی۔ خیام نے بھی اس کے پیچھے جانے کا تردد نہیں کیا۔ اس کی بیوی پتا نہیں کیا کرتی پھر رہی تھی لیکن خیر۔۔۔ اسے امید تھی کہ جلد ہی وہ واقف ہو جائے گا۔ دو کی بجائے بیس منٹ بعد وہ دونوں ہاتھوں میں شاپر اٹھائے واپس آئی تھی۔ سامان پچھلی سیٹ پر رکھ کر دوبارہ اسٹیرئنگ وہیل کے سامنے بیٹھی۔

"بیوی! تم کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟" آخر کار پوچھ ہی لیا۔

"تمہاری بیوی تمہارے لیے بہترین سا پاستا بنانے والی ہے۔۔۔ حالاں کہ میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں بنایا!" جواب دے کر آخر میں بڑبڑائی۔

"کہاں؟ میرے گھر یا تمہارے؟ میرے گھر گئے تو تمہاری سسرال نے تمہیں اکیلا نہیں چھوڑنا اور تمہارے گھر گئے تو میرے ساتھ بھی یہی سین ہو گا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہ میرے گھر، نہ تمہارے گھر بلکہ ہمارے گھر!" اس نے خیام ولا کی چابی نکال کر اس کی طرف پھینکی۔

"پھر ٹھیک ہے!" چابی لے کر بے دھیانی سے لیدر کی سیٹ کھرچنے لگا

"کیا کر رہے ہو؟" نگاہیں سڑک پر ہی تھیں لیکن وہ اس کے فعل سے غافل نہیں رہ سکی تھی۔

"کیا؟" ہاتھ روکے بغیر پوچھا۔

"میری سیٹ برباد کر رہے ہو۔" کائنات نے اس کے چابی پکڑے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ خیام نے سر جھکا کر دیکھا، کہیں کہیں سے اوپری سیاہ حصہ اتر چکا تھا اور اس کے نیچے سے بدھی سفید کپڑے کی تہہ جھانک رہی تھی۔ اس نے ہاتھ روک کر کائنات کو دیکھا۔

"میں بتا رہا ہوں تمہیں۔۔۔ تمہاری گاڑی میری سوتن ہے! یہ تمہیں اپنی شوہر سے زیادہ پیاری ہے؟!" منہ بناتے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"استغفر اللہ!"کائنات کھلکھلا کر ہنسی تو وہ بھی دھیما سا مسکرایا۔

"?You're jealous of a car now"

That's because you love it more than your "

"!husband

الزام دیتا لہجہ و انداز تھا۔

"!I'm sure it's the other way around"

وہ اعتراف کر کے مسکراہٹ چھپا گئی۔خیام نے اسے دیکھا پھر سر جھکا کر دھیما سا ہنس دیا۔

www.novelsclubb.com

کیا اس کی بیوی نے ابھی ابھی در پردہ اس سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے؟آہ!یہ مشرقی پن۔۔۔

"فائنلی پہنچ گئے!"گھر کی بیرونی دیوار کے ساتھ سڑک پر گاڑی روکتے کہا اور انجن بند کیا۔خیام روازہ کھول کر باہر آیا اور چابی لے کر گھر کا دروازہ کھولا۔پلٹ کر اسے

دیکھا تو وہ شاپر نکالتی اپنی طرف ہی آتی دکھائی دی۔ خیام نے شاپر اس سے لینے چاہے لیکن وہ اس کی پہنچ سے دور کرتی بولی۔

"اتنی نازک نہیں ہوں۔۔۔ دو شاپر تو اٹھا ہی سکتی ہوں!"

"مرضی ہے تمہاری!" وہ کندھے اچکا کر آگے بڑھ گیا، کائنات اس کے پیچھے تھی۔ اس نے اندرونی دروازہ بھی کھولا اور سب سے پہلے گھر کی روشنیاں جلائیں۔ کائنات سامان لے کر سیدھا باورچی خانے میں گئی اور میز پر رکھ کر اپنا اسکارف اتارنے لگی۔ پھر سیاہ عبایا اتار کر کرسی کی پشت پر رکھا۔ قرمزی رنگ کی شرٹ اور سفید ٹراوزر پہن کر پہن رکھا تھا۔

"کیا بنانے لگی ہو ماسٹر شیف؟" خیام کی آواز پر اس نے پلٹ کر اسے دیکھا جو دروازے میں ایک طرف ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"پاستا!" اس نے جواب دے کر شاپر سے ڈبہ نکالا اور اس پر لکھی ترکیب پڑھنے لگی۔ جیسے جیسے پڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے ماتھے پر بل پڑ رہے تھے۔ اس نے

www.novelsclubb.com

گہری سانس لے کر ڈبہ میز پر رکھا اور دوبارہ اپنا خریدا ہوا سامان دیکھا۔

"کیا ہوا؟" خیام ٹیک چھوڑتا اس کے پاس آیا جس کا کھانا پکانے کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔

"بیسک انگریڈیئنٹس نہیں خریدے میں نے۔۔۔ کین یو بلیواٹ؟ سالٹ، پیپر، آئل اینڈ مچ مور!" گال پھلاتے، کمر پر ہاتھ رکھتے کہا اور خیام نے قہقہہ لگایا۔

"تم تو سچ میں ماسٹر شیف ہو یار!"

"مذاق نہیں اڑاؤ۔۔۔ اگر چیزیں پوری ہوتیں تو میں بنا ہی لیتی لیکن اب ٹیک آؤٹ منگوانا پڑے گا!"

www.novelsclubb.com

بیگ سے موبائل نکالا اور فوڈ پانڈا کھول کر اوپر نیچے سکرول کرنے لگی۔

".Too bad! I was looking forward to it"

خیام کرسی سے کہنی ٹکاتا، شاپر میں جھانکتا بولا پھر ہاتھ بڑھا کر ہری مرچ اٹھالی۔

"میرے سے نہیں بنتا۔۔۔ میں آرڈر دینے لگی ہوں!

کیا کھاؤ گے؟"ناک چڑھاتی بولی، خوامخوہ بیس منٹ یہ چیزیں خریدتے ضائع کیے۔

خیام کو ہمیشہ کی طرح اس کی حرکت پر پیار آیا۔

"تمھیں ہی نہ کھا جاؤں؟!"اس کی ناک کھینچتے بولا اور اسے خود کو گھورتے دیکھ کر سکون سے سبز مرچ منہ میں رکھی۔

"کیسے کھا رہے ہو؟ تیز نہیں ہے؟"اس کے اطمینان پر کائنات کی آنکھیں پھیلیں۔

"تم! ٹرائے کر کے دیکھو؟!"سر نفی میں ہلایا اور بقیہ مرچ کائنات کی طرف بڑھائی جس نے ہچکچاتے ہوئے کنارے سے تھوڑی سی اگلے دانتوں سے کاٹ کر زبان پر رکھی۔

"اللہ! خیام اتنی تیکھی ہے۔"مرچ کے ذائقے نے کانوں سے دھواں نکال دیا تھا، وہ فون رکھتی تیزی سے سنک تک آئی اور پانی چلا کر منہ نل کے نیچے کیا۔

"کہاں تیکھی ہے؟"اس نے ایک دفعہ پھر بڑا سا ٹکڑا کاٹ کر چبایا۔

"بہت برے ہو تم!"وہ نل بند کرتی اس کی طرف پلٹی، نچلا ہونٹ معمول سے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زیادہ سرخ تھا۔خیام کندھے اچکا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے اپنا فون پکڑا اور خیام کے پیچھے لاؤنج میں آئی۔اس دفعہ اس سے پوچھے بغیر خود ہی آرڈر دے دیا اور فون رکھتی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھی۔خیام ریموٹ کنٹرول سے ایل ای ڈی پر چینل بدل رہا تھا۔اسے ٹیلی ویژن سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن وقت بھی تو گزارنا تھا۔

"میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔تھوڑی دیر کے لیے ہی نیہا کے پاس چلی جاتیں؟!" ریموٹ بے دھیانی سے ایک طرف رکھتے کہا۔

"ہمم!کل جاؤں گی نا۔"کائنات منہ کی جلن کم کرنے کے لیے لمبے لمبے سانسوں کے درمیان بولی۔

"نیہا نے واقعی تمہیں برا بھلا کچھ بھی نہیں کہا؟"تعجب ظاہر کیا۔

"کیوں کہ مجھے یقین ہے میں ایسا کچھ کرتا تو اب تک وہ سارے میری سپاریاں دے چکے ہوتے۔"

"ہاں! کیوں کہ وہ بھی تمہارے جتنے ہی کریک ہیں۔اور میری دوست کو اپنے فارغ دوستوں سے کمپیئر مت کرو۔" آنکھیں گھماتی بولی اور اس کی طرف رخ موڑا جو بغیر کسی پریشانی کے بیٹھا تھا۔

"تمہاری معلومات میں اضافے کے لیے بتادوں۔۔۔اپنے دوستوں میں سے سب سے فارغ میں ہوں!"

"تم کیسے اتنے آرام سے بیٹھے ہو؟ تمہارا منہ کیوں نہیں جل رہا؟" اس کی بات نظرانداز کرکے جو چیز اسے حیران کررہی تھی وہ پوچھی۔

It's a piece of cake for me, baby! Don't "

".bother

وہ اس کے بال بے ترتیب کرتا مسکرایا، کائنات آنکھیں سیکڑے اسے گھور کر رہ گئ۔

"اب کیا؟" خالی پلیٹ میز پر رکھ کر خیام نے اسے دیکھا۔

"اب گھر جانا ہے اور کیا؟" وہ دونوں پلیٹس اٹھا کر باورچی خانے کی طرف چلی گئی،

پیچھے خیام سستی سے صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔ وہ سر پر اسکارف لیتی واپس آئی تو اسے تقریباً نیند کی وادیوں میں جاتا دیکھ کر ٹھٹھکی۔

"خیام؟!" اس کے پاس آکر سنگل صوفے کے بازو پر ٹکتے آہستہ آواز میں پکارا۔

"ہمم!" آنکھیں کھولے بغیر بولا۔ وہ رات بڑی مشکل سے چند گھنٹے ہی سو پایا تھا۔

"اٹھو تمہیں گھر چھوڑ دوں؟" اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو انگلیوں سے پیچھے کیا۔

"تو یہ کیا ہے؟" خیام نے ایک آنکھ کھول کر پوچھا اور دوبارہ بند کر لی۔

"بابا کے لیے نہ سہی لیکن مما کے لیے تمہیں گھر ہونا چاہیے۔ میں تمہیں اپنے ایکسپیرینس سے بتا رہی ہوں۔۔۔ بعد میں بہت برا لگتا ہے!" اپنا ہاتھ واپس کھینچتی، گہری سانس لیتی بولی۔

"ٹھیک ہے!" آنکھیں مسلتا اٹھا، پھر انگلی اسے دکھاتا بولا۔

"لیکن صرف عائشہ سلطانہ کے لیے!"

"ہمم!"کائنات نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"صرف عائشہ سلطانہ کے لیے۔۔۔

I adore your relationship with her! You

"!?know that

محبت بھرا لہجہ تھا اور خیام فوراً سمجھ گیا تھا کہ وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ ایسا ہی رشتہ چاہتی تھی لیکن خیر! موقع ہی کہاں ملا تھا؟

"!And I adore you"

جھک کر اس کے بالوں پر لب رکھے اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ کائنات پھسل چکا اسکارف دوبارہ سر پر رکھتی چابیاں اور اپنا بیگ لے کر روشنیاں بجھاتی باہر آئی۔ پھر خیام کو اس کے گھر اتار کر اپنے گھر پہنچتے اسے رات کے نو بج گئے تھے۔

*****

"مہندی بہت پیاری لگ رہی ہے یار!"کائنات نے نیہا کے ساتھ بستر پر بیٹھتے کہا

جس کے ہاتھوں کے بعد پیروں کو بھی سجایا جارہا تھا۔ وہ کافی وقت سے اس کے پاس موجود تھی اور اس کی موجودگی میں ہی نیہا تیار ہوئی تھی لیکن مہندی لگتے وقت وہ اس کی والدہ اور دوسری خواتین رشتہ داروں کے پاس تھی۔ نیہا اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی اور کائنات اس کی بہن ہونے کی ذمہ داریاں پوری کر رہی تھی۔

"ہاں! اچھی لگ گئی ہے۔۔۔ میں ایویں ای اتنا سٹریس لے رہی تھی۔" وہ پیروں کو چھوتے کامدار کھلے گھیرے والے فراک میں ملبوس تھی، ہلکے سے میک اپ کے ساتھ تیاری مکمل تھی، دوپٹہ ایک کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لمبے بالوں کی خوبصورت سی بریڈ کی گئی تھی۔

"اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر سٹریس کون لیتا ہے؟"

کائنات نے ان دونوں کے درمیان رکھے ڈونٹس کے ڈبے میں سے چاکلیٹ والا اٹھا کر ایک نوالہ لیا اور اس کی طرف بھی بڑھایا۔ مہندی ابھی تازہ تھی اور وہ کھانے پینے کے لیے اس کی مدد کی محتاج تھی۔ نیہا نے اپنے پسندیدہ میٹھے میں دانت گاڑ دیے

www.novelsclubb.com

اور تیزی سے منہ چلاتے بولی۔

"شادی ایک ہی دفعہ ہوتی ہے مجھے سب کچھ پرفیکٹ چاہیے!"

"کوئی مسئلہ نہیں! میں داور سے بات کر لیتی ہوں۔۔۔ جتنی کہو گی اتنی شادیاں کروا دیں گے۔" اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ویری فنی!" نیہا نے آنکھیں گھمائیں۔

"پوچھو تو اس سے کب تک آ رہا ہے؟"

"لڑکی! کچھ شرم حیا ہے یا نہیں؟ ہونے والا شوہر ہے وہ تمہارا۔۔۔ پوچھو کب تک آ رہے ہیں۔" اس وقت کمرے میں وہ دونوں تھیں یا اس کے پیروں پر مہندی لگاتی بیوٹیشن، اس لیے کائنات نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں سرزنش بھی خود ہی کر دی۔

نیہا کھلکھلا کر ہنسی۔

"رہنے دو بی بی! جتنی عزت تم اپنے کب کے ہو چکے شوہر کو دیتی ہو۔۔۔ میں نے

وہ دیکھ رکھی ہے۔"اس نے مہندی والا ہاتھ اٹھا کر کہا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہنسی میں شامل ہو گئی۔

"کیسے ہیں خیام بھائی اور ان کی بہن؟"نیہا کو یاد آیا تو ہنسی روک کر اس سے مخاطب ہوئی۔

"ٹھیک ہے خیام اور ڈاکٹرز کے اکارڈنگ ارسلہ آپی بھی ریکور کر رہی ہیں۔۔۔میں آج سارا دن اس کے ساتھ ہی تھی۔"بتاتے ہوئے بھی عجیب سی افسردگی دل میں جگہ بنانے لگی تھی۔

"اچھی بات ہے اور شکر ہے اس دفعہ تم نے ضد لگانے کی بجائے میری بات مان لی!"مسکراہٹ چھپاتے نیہا نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میں کب ضد لگاتی ہوں؟"وہ فوراً برا مان کر بولی۔

"ہر وقت! صرف اس بار نہیں لگائی اور وجہ خیام بھائی ہیں نا!؟"یہ سوال کم بیان زیادہ تھا۔وہ اپنی دوست کو جانتی تھی جو عالم مرتضیٰ کے علاوہ کسی اور کی بات ماننا

اپنی شان کے خلاف سمجھتی تھی اور جو جی میں آتا تھا وہی کرتی تھی۔ لیکن نیہا خوش تھی کہ اس مرتبہ اس نے کام پر خیام کو ترجیح دی تھی۔

"تھوڑی سی!" وہ اعتراف کرتے ہوئے بھی جھجھک رہی تھی۔

"زیادہ بڑی وجہ ارسلہ آپی ہیں!" اس نے کہا لیکن نیہا اپنی دوست کو اس سے بہتر جانتی تھی۔

"ہاں! ہاں! مجھے یقین ہے۔" اس کے طنزیہ کہنے پر کائنات نے ہتھیار ڈال دیے۔

"اف! ٹھیک ہے۔۔۔ خیام کی وجہ سے ہی۔ وہ دل کا بہت اچھا ہے اور اپنے جیسی اچھی لڑکی ہی ڈیزرو کرتا ہے۔" پھر سے چاروں اطراف سے اداسی کا حملہ ہوا۔ اس کی غلطی اتنی بڑی تھی، خیام کو اتنی آسانی سے معاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"ہیں؟ ہیں؟ اس بات کا کیا مطلب ہوا؟" نیہا نے اس کی طرف رخ موڑا اور اس کے اترے ہوئے چہرے کو بغور دیکھا۔ کائنات کا ہاتھ ڈونٹ کو دوبارہ اپنے منہ کی طرف لے کر گیا، اس نے بڑا سا نوالہ لے کر باقی نیہا کی طرف بڑھایا۔

"تم مجھے جانتی ہو۔۔۔میں نہ ایموشنل ہوں اور نہ ہی ایکسپریسو اور وہ بندہ ہر دو گھنٹے بعد مجھے بتا رہا ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے کتنا پیار کرتا ہے۔"

اس نے ایمانداری سے اپنا تجزیہ کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ جتنا خیام ان کے رشتے میں دے رہا تھا وہ اتنا کوشش کے باوجود نہیں دے پا رہی تھی۔

"کس نے کہا تم ایکسپریسو نہیں ہو؟" اس نے ایک ابرو اٹھایا۔

"تم نے اپنا غصہ ہمیشہ ایکسپریس کیا ہے اور خیام بھائی نے بڑی خاموشی سے برداشت کیا ہے!" نیہا نے ہنسی روکتے کہا اور کائنات جو بھی کسی حوصلہ افزائی، کسی اچھی بات کی امید کر رہی تھی۔۔۔اس نے غصے سے اپنی دوست کو دیکھا جس کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"ویری فنی!" آنکھیں گھماتے اس کا فقرہ اسے لوٹایا اور باقی کی چاکلیٹ گڈنیس بھی اپنے منہ میں رکھی۔

"مذاق تو نہیں تھا، سچ تھا۔۔۔گالا پر تم ان سے کہہ رہی تھی کہ تم ان پر ہینگر کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ماڈلنگ کے لیے ترجیح دوگی!"جتانے والے انداز میں کہہ کر کندھے اچکائے۔

"ہاں تو اس کی حرکتوں پر میرے پاس غصے کے علاوہ کوئی اور آپشن رہ ہی نہیں جاتا!"سٹرابیری ڈونٹ اٹھاتے اپنے عمل کی توجیح پیش کی۔

"آ۔۔۔"نیہا نے منہ کھولا تو پہلے اس کے منہ میں رکھا۔

"ہمم!کائنات۔۔۔تم جانتی ہو میں تمہارے زابر پر خیام بھائی کو چننے کے فیصلے پر خوش نہیں تھی لیکن مجھے اس بات کا اعتراف کرنے دو کہ۔۔۔"اس نے بات روک کر ڈونٹ کے لیے منہ کھولا اور کائنات نے بدمزہ ہو کر ڈونٹ اس کی طرف بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

وہ بے چینی سے اس کی اگلی بات کی منتظر تھی۔

نیہا نے آرام سے نوالہ نگلا اور پھر بولی۔

"میں کیا کہہ رہی تھی؟"جان بوجھ کر اس کا صبر آزمانے کے لیے بولی۔

"نیہا!"تنبیہی پکار تھی۔

"ہاں! یاد آیا۔۔۔ لیکن مجھے اس بات کا اعتراف کرنے دو کہ تم دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہو! زابر میں وہ بات نہیں ہے۔ کب سے کوشش کر رہا تھا وہ؟ لیکن تمہارا دل نہیں جیت سکا! اور خیام بھائی۔۔۔ وہ آئے اور تمہارے دل پر چھا گئے!"

"اس سے زیادہ ڈراماٹک نہیں ہو سکتا تھا؟" اس کے آخری فقرے سے متاثر ہوتے کائنات نے طنز کسا۔

"تچ! ڈونٹ پلیز۔۔۔؟" اس نے صبح کا ناشتہ کیا ہوا تھا، دوپہر میں تیار ہوتی رہی تھی اور اب شام کے قریب بھوک سے برا حال تھا۔ اپنی ہی مہندی پر کمزوری سے بے ہوش ہونے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"میں نے تو تمہیں نہیں بتایا تھا کہ وہ آیا اور دل پر چھا گیا۔۔۔ پھر تمہیں کیسے پتا چلا؟" ڈونٹ اسے کھلاتے کہا۔

It shows on your face Ms. Not-so-"

expressive!

اس لیے پلیز! یہ دوبارہ 'اچھی لڑکی' والی بکواس نہ سوچنا اور نہ کرنا۔ ٹھیک ہے۔۔۔

غلطیاں سب سے ہوتی ہیں لیکن یہ والی بکواس تو کوئی نہیں کرتا۔"

اس نے تھوڑا آگے ہو کر ڈونٹ دوبارہ منہ میں لینا چاہا، صدمے بھری حیرت سے

اسے دیکھتی کائنات نے ہاتھ فوراً پیچھے کیا۔

"نیہا نوفل!!" وہ لاجواب ہو چکی تھی۔ کیا دوست صرف آپ کی بے عزتی کے

لیے ہی ہوتے ہیں؟ ان کا اور کوئی کام نہیں ہوتا؟

"نہ! سون ٹو بی مسز داور۔" نیہا نے پیچھے ہو کر بیٹھتے اس کی تصحیح کی، مہندی کے بعد

ان دونوں کا نکاح طے تھا۔

"میری بس ہو گئی ہے۔۔۔ تمہیں تو داور ہی برداشت کرے!" وہ ہاتھ میں پکڑا

ڈونٹ ڈبے میں پھینکتی، کندھے سے سر کا دوپٹہ ٹھیک کرتی بستر سے اتری۔ اس

نے آج کی تقریب کے لیے سوفٹ پیسٹل پنک فراک پہن رکھی تھی، سر پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسکارف اس وقت بھی جما ہوا تھا۔

"سچ کہاں برداشت ہوتا آج کل دنیا سے؟" نیہا نے اس کی جھنجھلاہٹ سے محظوظ ہوتے معصومیت سے کہا۔

"تم دلہن نہ ہوتی تو میں تمہیں بتاتی لیکن داور کی وجہ سے ترس کھا کر چھوڑ رہی ہوں!" وہ انگلی اٹھا کر بولی اور نیہا نے قہقہہ لگایا۔اسے گھورنے کی ناکام کوشش کرتی کائنات بھی اس کے ساتھ قہقہے میں شامل ہو گئی تھی۔

*****

روشنیوں سے جگمگاتا بینکوئٹ ہال بھانت بھانت کے لوگوں سے بھرا تھا۔ بالکل درمیان میں دروازے سے لے کر اسٹیج تک بچھا سرخ قالین، اطراف میں مخصوص وقفے پر لگی میزیں اور ان کے اوپر رکھا اصلی پھولوں کا گلدستہ۔ سٹیج کی سجاوٹ بھی خوبصورت اور قیمتی ترین تھی۔ آج بارات تھی۔ کل رات مہندی اور نکاح کی تقاریب بہت خوبصورتی سے طے پائی تھیں۔ کائنات سارا وقت اپنے

دوستوں کے ساتھ رہی تھی۔اچھا وقت گزرا تھا لیکن خیام کی کمی اس نے شدت سے محسوس کی تھی۔اگر وہ ہوتا تو اس کی خوشی دس گنا بڑھ جاتی۔ خیر! وہ اس بات سے ہی مطمئن تھی کہ اب خیام کو کہہ کر کھلانا پلانا نہیں پڑ رہا تھا بلکہ وہ ارسلہ کی بے ہوشی سے تیسرے دن تک خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔ہاں! عائشہ ابراہیم کے گلے لگ کر تھوڑا سا رو یا ضرور تھا پر اس کے علاوہ سب کچھ ٹھیک تھا۔ابراہیم شاہ کے ساتھ ناراضگی بھی جاری تھی،نہ انہوں نے اسے مخاطب کیا تھا نہ اس نے۔ ارسلہ کے متعلق بھی اچھی خبریں تھیں ڈاکٹرز آج کل میں اسے ہوش میں لانے والے تھے۔

www.novelsclubb.com

کائنات نے ہاتھ دھو کر نل بند کیا اور پیپر ٹاول کھینچ کر ہاتھ خشک کر کے ڈسٹ بن میں پھینکا۔اس نے آئینے میں دیکھ کر اسکارف ٹھیک کیا۔اس وقت وہ ہلکے آسمانی رنگ کی قمیص اور کیپری میں ملبوس تھی۔آرگنزا کا بڑا سا دوپٹہ دائیں کندھے پر تھا اور بال ہم رنگ سلک کے اسکارف میں مقید تھے۔اس نے ایک دو جگہ سے ڈھیلی

ہو چکی پنز نکال کر ٹھیک کرنی چاہیں۔

واش روم کا دروازہ کھلا اور ٹائلز پر ہیل کے بجنے کی آواز آئی۔ کائنات اپنے دھیان میں پن لگا رہی تھی اور آنے والے کی طرف اس نے کوئی توجہ نہیں دی تھی لیکن عکاشہ نے اندر قدم رکھتے ہی اس پر نگاہیں گاڑ دی تھیں۔ وہ اس مقصد کے لیے آئی تو نہیں تھی لیکن موقع اچھا تھا اس لیے چلتی ہوئی اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔

شیلف پر اپنا سیاہ کلچ رکھا اور آئینے میں اسے دیکھتے بولی۔

"ان مردوں کو تم میں نظر کیا آتا ہے؟" اس کے سوال کا واحد مقصد کائنات کی تضحیک نہیں تھی، وہ واقعی متجسس تھی۔ کائنات کی نظریں اپنے عکس سے عکاشہ کے عکس تک گئیں۔ جو سیاہ سلیولیس شارٹ شرٹ اور بیل باٹم میں ملبوس کیسی ریمپ سے اتری ماڈل لگ رہی تھی۔ دوپٹہ ہمیشہ کی طرح ندارد تھا، اس نے کبھی اس فضول سی چیز پر اپنا پیسہ برباد نہیں کیا تھا۔

"ایکسکیوز می؟"کائنات نے سنا تھا لیکن اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"آئی آسکڈ۔۔۔ان مردوں کو more precisely زاہر اور خیام کو تم میں نظر کیا آتا ہے؟"اس نے طنزیہ مسکراہٹ کائنات کے عکس کی طرف اچھالی جس نے اطمینان سے آخری پن بھی ٹھیک کی اور سینے پر ہاتھ باندھتے اس کی طرف گھومی۔

"مجھے دیکھنے پر تمہیں کیا نظر آرہا ہے؟"لہجہ بھی سادہ سا تھا،اپنی اندرونی کیفیت چھپانا اسے خوب آتا تھا ورنہ جو گھن وہ عکاشہ سے کھا رہی تھی اس کے چہرے پر نظر آجاتی۔لیکن اس وقت اس کے نرم و ملائم چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔

"اونیسٹلی۔۔۔"عکاشہ بھی شیلف سے کمر ٹکاتی اس کی طرف پلٹی۔

"مجھے تمہیں دیکھ کر دقیانوسیت کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا۔۔۔

"!C'mon! This is 21st century

اس نے کائنات کے لیے اپنی ناپسندیدگی کم نفرت زیادہ ہرگز نہیں چھپائی تھی۔

"!Oh my 21st century's Akasha"

وہ اپنا بیگ پکڑتی، چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ سجائے عکاشہ کے پاس آئی جو پیروں میں پہنی ہیل کی وجہ سے اس سے دو انچ اونچی تھی۔

"مہربانی کرو اور ان مردوں سے جا کر پوچھو کہ انہیں مجھ میں کیا نظر آتا ہے۔۔ ہمم؟" جب آپ مسکراہٹ سے ہی اگلے کو شکست دے سکتے ہیں تو ہتھیاروں کی کیا ضرورت ہے؟

"پتا کر کے مجھے بھی بتانا او کے؟ بائے!" وہ کہہ کر جانے لگی لیکن غصے سے تلملاتی ہوئی عکاشہ نے اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر روکا۔ کائنات کی ترش نگاہوں نے اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ سے اس کی آنکھوں تک سفر کیا۔

Drop the act! Your lovers ain't watching "
ya... so stop pretending, you pathetic
"!creature

اس کے لب نفرت سے اوپر کو اٹھے تھے، کائنات نے اس کی گرفت سے اپنا بازو جھٹکا دے کر نکالا۔

".Fine! You useless piece of trash"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی اتنی روانی سے بولی جیسے اس کا حال احوال پوچھ رہی ہو جبکہ عکاشہ کی آنکھیں غم وغصے سے سرخی مائل ہونے لگی تھیں۔

"کیا کہا تم نے؟"اس نے زور سے ہاتھ کی مٹھی کھینچی۔

"اوہ، پارڈن! مجھے اونچا سوچنے کی عادت ہے۔میرا وقت ضائع نہیں کرو عکاشہ! تم سے بات کرنے کے علاوہ مجھے اور بہت سے پروڈکٹو کام ہیں۔۔۔یقین کرو؟!"

"یو نو واٹ؟ تم سے بات کرنے سے اچھا تھا میں سڑک کنارے کسی بھکاری سے بات کر لیتی۔۔۔دقیانوسی اور جاہل!"عکاشہ نے کپکپاتے ہاتھ کو کس مشکل سے قابو کیا تھا وہی جانتی تھی۔

"ضرور! شہر کے بھکاری آپ کا انتظار کر رہے ہیں عکاشہ بی بی۔"طنزیہ مسکراہٹ

پیش کی اور دروازے کی طرف چل دی۔

"Judgemental a**!"

واضح بڑبڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر نکلی، ایک راہداری مڑ کر ہال کا دروازہ تھا۔

کائنات غصے سے بھری تیز تیز قدم اٹھاتی ہال میں داخل ہوئی اور سیدھا اسٹیج کی طرف بڑھی۔ نیہا اس کے بنائے سرخ اور سبز لہنگے میں خوبصورتی سے سجی سیلفی لے رہی تھی اور داور ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھے زابر سے مخاطب تھا۔

"اس فضول عورت کو کس خوشی میں بلایا تم دونوں نے؟" اس کی آواز غصے سے بے قابو تھی لیکن ہال میں چلتی موسیقی کی وجہ سے وہ تینوں ہی سن سکے تھے۔

"کون؟ کس کی بات کر رہی ہو؟"

"عکاشہ چڑیل کی!" اسے معلوم نہیں تھا لیکن اسٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑی عکاشہ چڑیل بھی سن رہی تھی۔

"کائنات!!"زابر تنبیہی کہتا اٹھا، وہ جیسی بھی تھی اس کی ماموں زاد تھی اور وہ اپنے سامنے اس کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"تم سے بات نہیں کر رہی میں!"انگلی اٹھا کر اسے کچھ کہنے سے پہلے ہی چپ کروایا اور اپنے دوستوں کے حیران چہروں کو دیکھا۔

"نیہا؟ داور؟"سوالیہ پکارا تو سیاہ ٹکسیڈو میں ملبوس داور ہوش میں آتا بولا۔

"تمہارے گالا پر وہ زابر کے ساتھ تھی۔۔۔

"!So I kinda invited her

"ہوا کیا ہے؟"نیہا نے پوچھا۔

Don't! You don't invite strangers at your "

"!wedding Dawar

جھلاتے ہوئے ہاتھ ہوا میں پھینکے۔

"!She's not a stranger... she's my cousin"

زابر چلتا ہوا اس کے سامنے آیا، کائنات چہرہ اٹھائے اسے گھور رہی تھی۔

"And who are you?"

جذبات سے عاری لہجے میں پوچھا اور زابر حسن آنکھوں میں بے تحاشا تکلیف لیے

قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"کائنات! اسٹاپ اِٹ۔" داور اٹھ کر ان کے پاس آیا۔

"واٹ آ جوک! داور۔۔۔سنا تو نے؟" ہنستے ہوئے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے میں

سنجیدگی اختیار کرتا بولا۔

"میں اس لڑکی سے محبت کرتا تھا یار!" وہ اس کے سرد انداز پر ششدر تھا۔انداز

ویسا ہی تھا جیسا کوئی اپنی پسندیدہ ترین شخصیت کے بارے میں کچھ بہت غیر متوقع،

آؤٹ آف دی ورلڈ بات جان کر اپناتا ہے۔شدید حیرت سے گنگ!

'محبت کرتا تھا' سن کر عکاشہ کے سرخ ہونٹ پھیلے۔

"بالکل اسی طرح تم خیام سے مخاطب ہو گی اور جواب میں وہ بھی یہی کہے گا۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہت جلد!

"!Kainat! You'll do it... I'll make you do it

ہلکی گلابی ہو چکی آنکھوں میں پکا ارادہ اور لہجے میں پختہ عزم تھا۔

"کسی نے نہیں کہا تھا کرو!"معمولی سے کندھے اچکاتے زابر سے بولی جیسے کہہ رہی ہو تم اپنی مرضی سے اپنے جذبات اور وقت ضائع کرتے رہے ہو!

اس نے سر کے بال مٹھی میں نوچتے طویل سانس لی۔

"میں جا رہا ہوں یہاں سے۔۔۔"ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"کم آن زابر!"اسے اسٹیج سے اترتے دیکھ کر داور روکنے کی غرض سے بولا اور وہ رکا بھی۔

"شادی مبارک دوست!"پلٹے بغیر کہہ کر ناک کی سیدھ میں چلتا چلا گیا۔عکاشہ اس کو کسی بھی متوقع بے وقوفی سے روکنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگی۔رابیل جو اس سے ملنے کے لیے اسٹیج کی طرف آ رہی تھی،اسے یوں دروازے کی طرف

بڑھتا دیکھ کر انہی قدموں پر رک گئی۔اس کی بے تاب نگاہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔

"کائنات! کیا کر رہی ہو تم؟ کیوں کر رہی ہو؟"

داور نے اپنے دوست کی دور ہوتی پشت کو دیکھا اور بڑے تحمل سے اس سے پوچھا جو جواباً خاموش تھی۔

"مطلب اس کا دل توڑ کر بھی تمہیں سکون نہیں ملا؟ ان ٹکڑوں کو بھی پیروں تلے روندھنا ہے تمہیں؟" داور کو اس سے اس قدر سنگدلی کی امید نہیں تھی۔

"چپ کرواؤ یار اپنے شوہر کو!" تنگ آکر نیہا سے کہتی اس کے ساتھ جا بیٹھی۔

"داور ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔اس سب کی کیا ضرورت تھی؟ عکاشہ سے کیا مسئلہ ہے تمہیں؟"

"تم بھی؟" اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلا۔داور بھی گہری سانس لیتا واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھا۔

"ہاں! میں بھی۔۔۔کیوں کہ تم ہر وقت جو تمہارا دل چاہے وہ نہیں کر سکتی کائنات!" نیہا سنجیدہ ترین تھی۔

"اپنی اکلوتی دوست کی شادی پر بھی نہیں؟" اس نے پانی پی کر گلاس واپس رکھا اور بات مذاق میں اڑانی چاہی۔

"تم سمجھ کیوں نہیں رہی۔۔۔تم ایک ہی انسان کو ایک ہی وجہ سے بار بار تکلیف نہیں دے سکتی!"

"میں اسے تکلیف کیوں دوں گی؟" یوں بولی جیسے نیہا کا دماغ چل گیا ہو۔

"یہ تو تم مجھے بتاؤ؟ تم سے محبت کرنے کی اور کتنی سزا ملے گی اسے؟"

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے!" بات پھر ہوا میں اڑانی چاہی۔

"کل میں تمہاری اسی ضد کی بات کر رہی تھی کائنات!" اس نے ہارمانتی سانس لی۔

"لیکن میں پھر بھی کہوں گی زابر اس سب کا حقدار نہیں ہے۔۔۔دوبارہ یہ کبھی مت کرنا!"

"کیا کیا ہے میں نے؟" ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو تم نے کیا کیا ہے!" سرزنش کرتا انداز تھا۔

"کیا ہم سارا وقت کسی غیر اہم تھرڈ پرسن کو ڈسکس کرتے رہیں گے؟"

زابر حسن کے لیے غیر اہم اور تھرڈ پرسن جیسے الفاظ سن کر نیہا نے ہار مان لی۔ داور نے دوبارہ اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔

*****

"عکاشہ! مجھے اکیلا چھوڑ دو؟" ہیل کی ٹک ٹک سن کر زابر حسن آنکھوں سے بازو ہٹائے بغیر بولا۔ وہ داور کی بارات چھوڑ کر سیدھا اپنے دفتر آیا تھا اور کسی ملازم کو اس کے کمرے میں آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس وقت وہ کسی سے سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے گھر جانے سے بھی گریز کیا تھا۔ بلائنڈرز گرے ہونے کی وجہ سے دن کے چار بجے بھی کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ عکاشہ نے اس کی بات پر کان دھرے بغیر بورڈ تلاش کر کے بتیاں جلا دیں۔ میز کے پیچھے اپنی کرسی پر گرے

زابر نے غصے سے اسے دیکھا۔

"عکاشہ!" تنبیہی پکار تھی۔

"کیا عکاشہ؟ ہاں؟ کیا؟" وہ سیاہ کلچ میز پر رکھتی کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھی۔

"دفع ہو جاؤ عکاشہ!" اس نے تیز لہجے میں کہتے ٹائی کھینچ کر ڈھیلی کی اور گلے سے اتار کر ایک طرف پھینکی۔

"میں تمہیں اس حال میں چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہی معذرت!" منہ سے تو کہہ دیا تھا لیکن انداز معذرت خوانہ ہرگز نہیں تھا۔

"کیوں کیا ہوا ہے میرے حال کو؟" شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولتے پوچھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے!"

"یہاں سے دیکھنے پر تم بالکل ٹھیک بالکل نہیں لگ رہے۔۔۔ واللہ!" عکاشہ نے کندھے اچکا دیے۔

"تمہیں کیا عکاشہ؟ تمہیں کیا؟ ہمیشہ کی طرح مجھے اگنور کرو اور اپنے راستے

جاؤ۔۔۔شاباش!" وہ ایسا بے مروت انسان ہرگز نہیں تھا لیکن اس وقت اس کے کرنے کے کاموں میں کسی کا لحاظ کرنا فہرست کے سب سے آخر میں تھا۔

"شرم کرو زابر! ایک تو میں تمہارا خیال کر کے یہاں بیٹھی ہوں اور اوپر سے تم مجھے ہی باتیں سنا رہے ہو۔" برا مانتی بولی۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔۔۔مت کرو میرا خیال! بڑی مہربانی ہو گی۔" غصے سے کہتے آخر میں اس سے جان چھڑوانے کے لیے زور سے ہاتھ جوڑے۔ عکاشہ سے اس کا لہجہ برداشت نہ ہوا تو تیزی سے اٹھی اور اپنا کلچ لے کر جانے کے لیے مڑی لیکن دروازے پر پہنچ کر رکی اور خود کو پرسکون رہنے کا درس دیتی واپس پلٹی۔ زابر نے دوبارہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے۔ اسے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر عکاشہ نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔ لوہا گرم تھا۔۔۔وہ یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی!

"کائنات اگر تمہاری ہو جائے تو۔۔۔؟"

"ہوں؟" زابر کو لگا اس کے کانوں نے کوئی انہونی بات سن لی ہے۔۔۔ناممکن سی!

"اگر میں کہوں کہ کائنات تمہاری ہو سکتی ہے تو؟ کیا پھر بھی مجھے جانے کا کہو گے؟" عکاشہ نے پوچھا اور اس کی خاموشی پر فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ بیٹھی۔

"مجھے بھی یہی لگا تھا!"

"!Come to the point, Akasha"

کہنی کرسی کے بازو سے ٹکائی اور اسی ہاتھ سے ماتھا مسلا۔

"وہ تمہاری ہو سکتی ہے لیکن یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے نہیں۔ابویئسلی! تمہیں کچھ کرنا پڑے گا۔"

"مثلاً کیا؟"

"کچھ بھی! خیام کو اس سے دور کرنے کے لیے کچھ بھی۔ مثلاً میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ کمپنی کو توڑنا ہو گا کیوں کہ وہ دونوں بزنس پارٹنرز بھی ہیں۔"

"فضول مشورہ! پہلی بات کمپنیاں چٹکی بجانے سے نہیں ٹوٹتیں اور دوسری بات خیام کا باپ ایسے دس برینڈ کھول سکتا ہے۔ آخری اور سب سے ضروری بات تمہارا کیا فائدہ ہوگا اس سب میں؟" وہ غصے میں ضرور تھا لیکن بے وقوف نہیں تھا۔ عکاشہ نے اس کی کڑی نگاہوں پر بہانہ تراشنے کے لیے منہ کھولا لیکن زابر اس کے منہ کے الفاظ چھینتا بولا۔

"خبردار! اگر تم نے یہ کہا کہ تمہارے لیے زابر۔۔۔ کیوں کہ تم کسی کے لیے کچھ نہیں کرتی ہو۔" انگلی اٹھا کر واضح کیا تو عکاشہ نے گہری سانس لی۔ وہ خود غرض تھی اور زابر سمیت بہت سے لوگ اس کی اس خوبی سے واقف تھے۔

"فائن! تمہارے ساتھ ساتھ اپنے لیے بھی زابر۔۔۔

"!I think Khayam will make a good husband

اس نے معصومیت سے کہا تو زابر استہزائیہ ہنسا۔

"!I knew it"

اپنے سچا ثابت ہونے پر طنزیہ مسکرایا۔

"!It's a win-win situation, Zabir"

وہ بھی مسکرائی تو زابر نے ہونٹوں پر ہاتھ کی بند مٹھی رکھتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"کیا کہتے ہو پھر؟ میری مدد کرو تو تمہیں کائنات۔۔۔"

"نہیں!" وہ اس کی بات کاٹتا بولا۔

"میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر رہا۔۔۔ آؤٹ!" انگلی سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ عکاشہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی، اس نے دانت پیستے زابر کو سخت نظروں سے گھورا۔ 'فار گاڈ سیک مین! تمہاری اچھائی تمہیں کوئی میڈل نہیں دلوا رہی۔۔۔ بے وقوف!' دل ہی دل میں اسے کوستی اٹھی اور افسردہ تاثرات چہرے پر سجائے بولی۔

"میں تو تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہی تھی۔۔۔ تم کائنات سے اتنی محبت کرتے ہو تو میں نے سوچا تمہاری مدد کر دوں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مت سوچو! میرے بارے میں مزید کچھ مت سوچو۔" اسے پھر سے باہر کا راستہ دکھاتا بولا۔ وہ تلملاتی ہوئی پلٹی اور پیر پٹختی دروازے کی طرف بڑھی۔ لکڑی کا بھاری دروازہ کھول کر راہداری میں آئی اور زور سے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔

کمرے میں گونجتی ٹھاہ کی آواز نے زابر حسن کے سر درد میں مزید اضافہ کیا۔ اس نے انٹر کام پر اپنے اسسٹنٹ کو کافی بجھوانے کا کہا اور خود سگریٹ نکال کر سلگائی۔

عکاشہ سوچوں میں الجھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی جب اپنی دائیں طرف سے آتی "یس سر!" کی آواز پر چونکی۔ اس نے پلٹ کر کونے میں رکھی میز کے پیچھے بیٹھے زابر کے سیکرٹری کو دیکھا۔ کچھ دیر دماغ میں فائدے اور نقصانات تولتی رہی پھر اس کی طرف بڑھی۔ اس نے میز پر بائیں ہاتھ سے دستک دی تو لڑکے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یس میڈم!"

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"رمیز۔"

"رمیز! میرے پاس ایک کام ہے تمہارے لیے لیکن تمہارے سر کو پتا نہیں چلنا چاہیے۔" اس نے مسکراتے ہوئے بیگ سے پانچ پانچ ہزار کے پانچ نوٹ نکال کر میز پر رکھے۔

"کام ہو جانے کے بعد اس سے زیادہ ملیں گے۔" نوٹ اس کی طرف کھسکاتے کہا۔

رمیز نے کچھ سوچ بچار کے بعد نوٹ دراز میں منتقل کیے۔ عکاشہ جھک کر آہستہ آواز میں اسے تفصیل بتانے لگی۔ وہ اپنے والد کے کسی ملازم سے بھی کام نکلوا سکتی تھی لیکن بات ناصر بٹ تک پہنچ جانے کے روشن امکانات تھے۔ اس لیے فی الحال وہ اپنے انتخاب پر مطمئن تھی۔

****

ابراہیم شاہ ارسلہ کا پٹیوں سے آزاد ہاتھ پکڑے بیٹھے ٹکٹکی باندھے اس کے زرد چہرے کو دیکھ رہے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا، عائشہ ابراہیم کو انہوں نے

زبردستی خیام کے ساتھ گھر بجھوایا تھا۔ڈاکٹرز نے اسے بے ہوشی کی دوا دینا بند کر دی تھی،دوا کا اثر ختم ہونے کے بعد وہ کسی بھی وقت ہوش میں آسکتی تھی۔اس لیے وہ اسے رات کے وقت بھی اکیلا چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔اس وقت ان کے ساتھ صرف صارم تھا جو دفتر سے گھر جانے کی بجائے سیدھا یہاں آیا تھا۔ابھی وہ کمرے میں نہیں تھا اور ابراہیم شاہ کا اس کی طرف دھیان بھی نہیں تھا۔ان کا سارا دھیان ارسلہ کے بے رنگ پھیکے چہرے پر تھا۔انگلیوں کے نشان آہستہ آہستہ مٹ چکے تھے،چوٹیں بھی مندمل ہو رہی تھیں۔

"ارسلہ۔۔۔بابا کی جان!بس کرو،آنکھیں کھول دو؟میں تمہاری آنکھوں کی چمک دیکھنے کے لیے ترس گیا ہوں!"وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے بال سلجھاتے سرگوشیوں کی صورت میں اس سے مخاطب تھے۔آنکھیں بار بار دھندلا جاتیں اور وہ پلکیں جھپک کر سامنے کا منظر واضح کرتے لیکن بے فائدہ۔۔۔منظر دیکھ کر آنکھیں پھر سے بے بسی سے گیلی ہو جاتیں۔

"آنکھیں کھولو میری شہزادی! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں دوبارہ تم پر ہاتھ اٹھانا تو دور کوئی تمہیں بری نظروں سے بھی نہیں دیکھے گا!" جھک کر اس کا ماتھا چوما، اس دفعہ وہ ہر حال میں اپنا وعدہ وفا کرنے والے تھے۔

"بابا؟" صارم کی پکار پر وہ آنکھیں رگڑتے سیدھے ہوئے اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"مجھے کچھ پوچھنا ہے آپ سے!" وہ چہرے پر الجھن لیے ان سے مخاطب تھا۔ جو بات ابھی اسے فون پر بتائی گئی تھی وہ اس پر یقین کرنے سے متامل تھا۔

"ضروری ہے؟" ان کے ماتھے پر بل پڑے، وہ اپنی بیٹی کے پاس رہنا چاہتے تھے۔

"میرے لئے ہے!" اس نے جواب دے کر لب بھینچ لیے۔

"باہر چلو۔۔۔ میں آرہا ہوں!" سر سے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور دوبارہ ارسلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"وہ خیام تو کرتا ہی تھا اب صارم نے بھی تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔" وہ خفا لہجے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں اس سے شکایت کرنے لگے۔

"اٹھ کر اپنے بھائیوں کو تو سیدھا کرنا۔۔۔ تمہارے علاوہ اس بوڑھے کی اور کسی کو پروا نہیں ہے!" آواز میں بشاشت لانے کی پوری کوشش کر رہے تھے لیکن بری طرح ناکام ہو رہے تھے۔

لگتا ہے تمہیں بھی نہیں ہے۔۔۔ کب سے کہہ رہا ہوں اٹھ جاؤ؟! دیکھوں۔۔۔ اب اسے کیا کہنا ہے؟" اس کا ہاتھ واپس بستر پر رکھتے اٹھے اور دروازے کی طرف بڑھے۔ اگر پلٹتے تو اس کی تھرتھراتی پلکوں کو دیکھ لیتے۔

"کیا ہوا؟" اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے آگے پیچھے ٹہلتے صارم سے مخاطب ہوئے۔

"آپ نے کیس واپس لے لیا؟" اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا لیکن ابراہیم شاہ کے سکون سے "ہاں!" کہنے پر کرنا پڑا۔

"کیوں؟"

"یہ تھی تمہاری ضروری بات؟ بعد میں بات کریں گے!" اسے ٹالتے واپس اندر

جانے لگے لیکن صارم تیزی سے بولا۔

"بابا! میں یہاں وکیل کو حشمت خان کی ضمانت منسوخی کا کیس فائل کرنے کا کہہ رہا ہوں اور وہ مجھے بتا رہا ہے کہ آپ سرے سے کیس ہی بند کروا چکے ہیں۔

کیوں؟"

"کیوں کہ اگر یہ کیس ختم نہ کرواتا تو ہم ایک اور ضمانت کی منسوخی کی درخواست دے رہے ہوتے!" اسے بتانے کا فیصلہ کرتے دو قدم اس کی طرف بڑھے۔

"مطلب؟" بھنویں اٹھاتے پوچھا۔

"منصور کی بات کر رہا ہوں! اگر میں کیس واپس نہ لیتا تو اب تک وہ بھی آزاد گھوم رہا ہوتا۔" مٹھیاں بھینچے تحمل سے جواب دیا۔

"اس حرامی کا میرے سسر سے کیا تعلق؟"

"صرف اس سے نہیں۔۔۔اس جیسے بہت سوں سے! وہ ارسلہ کا پیسہ ان کرپٹ سیاستدانوں کے علاوہ پتا نہیں کس کس کو کھلا تا رہا ہے؟!"

"ذلیل____" صارم نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے منصور کو گالی سے نوازا۔

"اسی لیے آیا تھا وہ اس دن؟ کیا بات ہوئی تھی؟" تب وہ سمجھا تھا کہ حشمت خان اپنی آسانی سے مل جانے والی ضمانت کا رعب ان سب کے منہ پر مارنے آئے تھے۔

"ہمم!" انہوں نے سر ہلایا۔

"وہ اس کی ضمانت نہیں ہونے دے گا۔"

"بابا! اگر وہ مکر گیا تو؟ آپ اس پر کیسے یقین کر سکتے ہیں؟" بالوں میں ہاتھ چلاتے بولا۔

"ابھی تک تو نہیں مکرا اور بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔" وہ بات ختم کرتے پلٹے اور کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئے۔ نگاہ سیدھی بستر پر لیٹی بے تاثر، خالی نظروں سے سفید چھت کو گھورتی ارسلہ سے ٹکرائی۔

"ارسلہ؟!" وہ بے یقینی سے اس کا نام پکارتے تیزی سے بستر کی طرف بڑھے اور چہرہ ہاتھوں میں بھر کر ماتھا چومتے اس کے ہوش میں آنے کا یقین کرنے لگے۔

"با۔ با!" اندھیروں سے واپس روشنی میں آتے ارسلہ کا دماغ ابھی بھی مکمل طور پر کام نہیں کر رہا تھا۔ پہچان کا مرحلہ طے کرتے ارسلہ نے ابراہیم شاہ کو پکارا لیکن پھنسی پھنسی آواز ہی نکل سکی۔ حلق میں الگ کانٹے اگے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"پ۔ پانی؟" اس نے کھردرا گلا کھنکھارتے کہا۔

"ابھی دیتا ہوں بیٹا!" نم آنکھوں اور مسکراتے لبوں سے اسے دیکھتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی بوتل کھول کر گلاس میں پانی انڈیلنے لگے۔ وہ گلاس لے کر اس کی طرف پلٹے، دل ہی دل میں اپنے پروردگار کے شکر گزار ہوئے تھے۔ انہوں نے سہارا دے کر اس کا سر اونچا کیا اور پانی کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ ارسلہ نے دونوں ہاتھ بستر پر ٹکا کر اپنا آپ بلند کیا اور اس معمولی سی حرکت پر جگہ جگہ اٹھتے درد نے اچانک ہی ساری یادیں لوٹا دیں۔ اس رات کے مناظر اس کے ذہن کے پردوں پر ایک ساتھ حملہ آور ہوئے۔ پانی کا گلاس یونہی منہ سے لگا رہ گیا۔ وہ خیام اور کائنات کی

پارٹی میں تھی،ارسلان بھی وہیں تھا اور بد قسمتی سے منصور بھی۔اپنے کمرے میں ایک لمحہ وہ سکون سے آئینے کے سامنے بیٹھی تھی اور دوسرے لمحے اس کا سر الماری سے ٹکرایا جا رہا تھا۔منصور سے بچنے کے لیے کمرے سے بھاگی تھی لیکن اپنے مقدر سے نہیں بھاگ سکی تھی۔اپنا سیڑھیوں سے گرنا یاد آیا تو آنکھوں میں جمع شدہ پانی رخساروں پر ٹپکنے لگا۔اس نے لاشعوری طور پر ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا۔ابراہیم شاہ نے اس کی حرکت بخوبی دیکھی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"سب ٹھیک ہے ارسلہ! دیکھو بابا تمہارے پاس ہیں۔۔۔کچھ نہیں ہوا میرا بچہ۔ پانی پیو!"اس کے بال سہلاتے،نرمی سے کہتے گلاس دوبارہ اس کے لبوں سے لگایا۔ ارسلہ نے خاموشی سے دو گھونٹ بھرے،آنسو بھی اسی خاموشی سے گرتے جا رہے تھے۔پانی پہلے سے آدھا رہ گیا تھا جب اس کے لبوں سے سسکی نکلی۔ابراہیم شاہ نے گلاس میز پر رکھا اور بستر کے کنارے پر بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ان کا مضبوط سہارا پاتے ہی ارسلہ ٹوٹ کر بکھرنے لگی تھی،وہ اپنے آنسو ضبط کرتے

اس کے بال سہلاتے رہے۔

کمرے سے آتی آوازوں پر صارم تیزی سے اندر داخل ہوا اور ارسلہ کو ہوش میں دیکھ کر پوراخوش بھی نہیں ہو سکا۔ وہ اس کے گریہ پر پریشان ہوتا بغیر کسی کو مخاطب کیے بولا۔

"میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں!" کسی نے جواب نہیں دیا، اسے جواب کا انتظار بھی نہیں تھا۔ ایک ملال بھری نظر روتی ہوئی ارسلہ پر ڈال کر انہی قدموں پر کمرے سے نکل گیا۔

"بابا؟!" ارسلہ نے ہچکی لیتے انہیں پکارا۔ لہجے میں رچے درد پر ابراہیم شاہ کا دل کٹا۔

"جی میری جان! میری شہزادی!" اس کے بال چومتے جواب دیا لیکن ارسلہ جو پوچھنا چاہتی تھی اس کے لیے درکار ہمت و حوصلہ اس کے پاس نہیں تھا۔

"بابا!!" رونے کی شدت میں اضافہ ہوا۔

"شش میرا بچہ! گزر گیا وہ سب۔ بھول جاؤ! برے خواب کی طرح بھول جاؤ؟!" سرگوشیوں میں اس سے مخاطب تھے۔

"بابا کیسے بھول جاؤں؟ مم۔ میرا بچہ؟" اس نے چہرہ پیچھے کر کے سوالیہ انہیں دیکھا۔ آنکھوں میں امید کی لوٹمٹمارہی تھی جسے دیکھ کر ابراہیم شاہ کا کہیں بھاگ جانے کو دل چاہا۔ وہ اسے یہ بری خبر نہیں دینا چاہتے تھے!

"سب ٹھیک ہے! تم رونا بند کرو پہلے۔۔۔ میری بیٹی تو اتنی بہادر ہے۔" انہوں نے دوبارہ اسے سینے سے لگانا چاہا لیکن ارسلہ نے ان کا بازو پکڑ کر روکا۔

"میرا بچہ ٹھیک ہے؟ اسے کچھ نہیں ہوا نا؟ پلیز بابا! مجھے بتائیں اسے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ میرے ساتھ ہے؟ پلیز۔۔۔؟" اس کی منتوں پر ابراہیم شاہ نے بے بسی سے اس کے آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھا اور سر نفی میں ہلا دیا۔

"نہیں بابا! نہیں!" پر زور انکار کیا۔ ارسلہ کے لاشعور میں یہ خبر پہلے سے موجود تھی لیکن شعور ان کی تصدیق پر بھی یقین کرنے سے انکاری تھا۔

"نہیں بابا! آپ سب کی طرح یہ بھی مجھے نہیں چھوڑ سکتا!" سر نفی میں ہلاتے دایاں ہاتھ واپس پیٹ پر رکھا، آنسوؤں کا سیلاب ہر بند توڑے بہتا جا رہا تھا۔ ابراہیم شاہ نے تکلیف سے آنکھیں بند کیں۔ دماغ میں اس کا فقرہ گونج رہا تھا۔۔۔'آپ سب کی طرح یہ بھی مجھے نہیں چھوڑ سکتا!'

'آپ سب کی طرح۔۔۔'

'آپ سب کی طرح۔۔۔'

جملہ سمٹ کر ان چار لفظوں تک رہ گیا تھا۔ انہوں نے زبردستی اس کے روتے چلاتے وجود کو اپنے ساتھ لگایا۔

"مجھے معاف کر دو ارسلہ! تمہارا باپ فیل ہو گیا۔۔۔ نہ تمہاری حفاظت کر سکا نہ تمہاری اولاد کو بچا سکا۔ معاف کر دو اپنے بابا کو؟" آخر ان کا ضبط بھی جواب دے گیا تھا، سرمئی آنکھوں سے بے رنگ مائع بہنے لگا۔

"بابا! میں کیا کروں گی اس کے بغیر؟" ہچکیوں سے روتے بوجھل آواز میں پوچھا۔

ابراہیم شاہ کے پاس کوئی جواب، کوئی دلاسہ نہیں تھا اس لیے اپنے آنسو پیتے اس کی پشت سہلاتے رہے۔

صارم ہسپتال کے عملے کے ساتھ کمرے میں واپس آیا۔ارسلہ کو کسی کے آنے جانے سے کوئی غرض نہیں تھی، اسے اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔اس کی اولاد نہیں رہی تھی، زندہ رہنے کی واحد امید۔۔۔زندگی کو پھر سے جینے کی واحد آس!

اس کی حالت کسی طور پر سنبھلتے نہ دیکھ کر ڈاکٹر نے اسے بے ہوشی کی دوا دے دی تھی۔ابراہیم شاہ آنکھیں مسلتے کرسی بستر کے قریب کرتے اس کے پاس بیٹھے۔وہ اب بھی بے چینی سے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پشت چومی۔

"آہ، ارسلہ آہ! کاش تم اپنے باپ سے وہ سب نہ چھپاتی اور نہ اس گدھے کو کوئی قسمیں دیتی۔کاش!"اس کے ہاتھ سے اپنا رخسار ٹکاتے بڑبڑائے۔صارم نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"بابا! آپ ٹھیک ہیں؟"

"نہیں!" وہ اس کا ہاتھ واپس بستر پر رکھتے سیدھے ہوئے۔

"مما کو ارسلہ کے ہوش میں آنے کی اطلاع دے دوں؟ وہ پریشان ہو رہی ہوں گی!"

"نہیں! وہ مزید پریشان ہو جائے گی اور گھر آرام کرنے کی بجائے واپس ہسپتال بھاگی آئے گی۔"

انہوں نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے پیکٹ میں سے دو ویٹ وائپس نکالے اور ارسلہ کا اشک بار چہرہ پوری توجہ سے صاف کرنے لگے۔ صارم ہاں میں سر ہلا کر ان کو اپنا کام کرتا دیکھتا رہا۔

****

"بس کرو ارسلہ، میری بچی! رونا بند بھی کرو ورنہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا!" عائشہ ابراہیم نے اپنے سینے سے لگی روتی ہوئی ارسلہ سے خود بھی آنسو بہاتے کہا۔ ارسلہ کا

www.novelsclubb.com

درد اس کی ماں سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا؟ ابراہیم شاہ نے انہیں صبح سے پہلے ارسلہ کے ہوش میں آنے کی اطلاع نہیں دی تھی اور خیر ملتے ہی وہ خیام کے ساتھ بھاگم بھاگ ہسپتال پہنچی تھیں۔ تب سے اب تک دونوں ماں بیٹی نے رونے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا تھا۔ خیام اس کے سرہانے رکھی میز سے ٹیک لگائے بیٹھا، لب بھینچے ان دونوں کو ایک ہی غم پر آنسو بہاتا دیکھ رہا تھا۔ وہ پچھتا رہا تھا بلکہ 'بہت' پچھتا رہا تھا۔۔۔ اس کے بس میں ہوتا تو وقت کو موڑ کر واپس اس لمحے میں لے جاتا جب اسے منصور کی اصلیت معلوم ہوئی تھی۔ وہ کیسے بھی کر کے ارسلہ کا فیصلہ بدلوا لیتا لیکن۔۔۔ اب وہ گزرے ہوئے وقت پر افسوس کے علاوہ کر ہی کیا سکتا تھا؟

"مما! بہت درد ہو رہا ہے۔" ارسلہ کے سسک کر کہنے پر وہ حال میں واپس لوٹا اور کھڑے ہوتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ عائشہ ابراہیم نے اس کی ضبط سے سرخ آنکھیں دیکھیں اور اپنی آنکھیں صاف کرتیں پھیکا سا مسکرائیں۔

"صرف تمہیں ہی نہیں، یقین کرو ہمیں بھی بہت درد ہو رہا ہے لیکن برداشت

کرنے کے سوا آپشن ہی کیا ہے؟ اور ویسے بھی میری بہن اتنی کمزور نہیں ہے!"

خیام نے جھک کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔ ارسلہ نے بھیگا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔آنکھیں سوجھی ہوئیں اور پپوٹے متورم تھے۔

"کاش میں تمہاری بات مان لیتی! اگر اس دن تمہارے ساتھ گھر چلی جاتی تو آج یوں رو نہ رہی ہوتی۔۔۔!" بھل بھل گرتے آنسوؤں کے درمیان بمشکل بولی۔

خیام نے سر نفی میں ہلاتے، نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"اپنی بے وقوفی کی کتنی بڑی سزا بھگتنی پڑ رہی ہے!" تازہ آنسوؤں کی قطاریں زرد رخساروں پر راستہ بناتی چلی گئیں۔

"میری غلطی ہے۔۔۔مجھے سب کچھ جاننے کے باوجود تمہیں تمہارے حال پر نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔ ارسلہ! آئی ایم سوری۔۔۔یقین کرو بہت پچھتا رہا ہوں!"

"میں بھی!" اس نے سر جھکا کر بقیہ آنسو بھی خاموشی سے بہا دیے، واویلا کرنے کی توانائی بھی نہیں بچی تھی۔ جب جلتی آنکھوں سے آنسو ختم ہو گئے تو ارسلہ نے

نرمی سے پلکوں کو آپس میں پیوست کیا۔اس کے بظاہر پر سکون ہو جانے پر خیام نے اس کا سر واپس تکیے پر رکھا اور خود کمرے سے باہر چلا گیا وہ ایک دفعہ ڈاکٹر سے خود بات کر کے اپنی تسلی کرنا چاہتا تھا۔

ارسلہ جاگ رہی تھی لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔بند آنکھوں کے پیچھے پھر سے اس رات کے مناظر گھومنے لگے۔اسے لگا تھا کہ اتنا زیادہ رو چکنے کے بعد مزید رونا ممکن نہیں ہے لیکن اسے غلط لگا تھا! آنسو اس کے غم میں برابر کے شریک بننے کے لیے بند آنکھوں کے کناروں سے بہنے لگے۔عائشہ ابراہیم نے اس کے چہرے پر رقم کرب دیکھا اور خاموش آنسو بہاتی جھکیں۔وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتیں سرگوشیوں میں اس سے باتیں کرنے لگیں۔

"کہتے ہیں انسان کے لیے سب سے بھاری دکھ اولاد کا ہوتا ہے اور واقعی یہ کتنا بھاری دکھ ہے کوئی اس وقت مجھ سے اور میری بیٹی سے پوچھے! لیکن ارسلہ، میری جان! تمہیں حوصلے سے کام لینا ہو گا۔مجھے معلوم ہے اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com

جان جاتی ہے!

دل روتا ہے!

لیکن یہ وقت بھی گزر جائے گا اور وقت کے ساتھ ساتھ زخم بھی بھر جائے گا!

یقین کرو۔"

"نہیں مما! یہ زخم کبھی نہیں بھرے گا۔۔۔میں اپنی مری ہوئی اولاد کو کبھی نہیں بھول پاؤں گی۔" وہ بند آنکھوں سے بولی۔

"مجھے پتا ہے کیوں کہ اولاد کو بھولنا ماں کے اختیار میں نہیں ہے۔۔۔

ساری دنیا بھول سکتی ہے، ماں نہیں بھول سکتی! ماں ہونا کوئی آسان بات تھوڑی ہے؟ لیکن بچے اللہ صبر دے دیتا ہے اور تمہارے لیے میری صبر کی دعائیں ضرور قبول ہوں گی۔" اس کے آنسو پونچھتے کہا۔ ارسلہ نے پانیوں سے بھری آنکھیں کھول کر پر امید نگاہوں سے ماں کے مہربان چہرے کو دیکھا۔

"سچ کہہ رہی ہیں؟" تھکا ہوا بے یقین لہجہ تھا۔ اسے 'سب ٹھیک ہو جائے گا' کا یقین

چاہیے تھا کیوں کہ اس وقت اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ دنیا بھی ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی!

انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور اٹھ کر اس کا ماتھا چوما۔ارسلہ نے ان کے یقین دلانے پر آنکھیں بند کر لیں لیکن زخم ابھی بھی کھلا پڑا تھا جس سے اٹھتا درد اسے بدن کے پور پور میں محسوس ہو رہا تھا۔

عائشہ ابراہیم کو بے بسی سے ارسلہ کا ستا ہوا چہرہ دیکھتے پا کر ابراہیم شاہ صوفے سے اٹھے اور ان کی طرف بڑھے۔وہ اس سارے عرصے میں خاموشی سے انہیں دیکھتے اور سنتے رہے تھے۔

اپنے کندھے پر بوجھ محسوس کر کے عائشہ نے سر اٹھایا اور ابراہیم شاہ کی آنکھوں سے دی جانے والے تسلی پر سر ہلایا۔ان دونوں کا بس چلتا تو اس کی ساری تکلیف خوشی خوشی خود پر لے لیتے!

خیام نرس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا جس کے ہاتھ میں دلیے سے بھرا پیالہ تھا

لیکن ارسلہ نے ان سب کے بہت اصرار کے باوجود بھی کھانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔نرس نے اس کے مسلسل انکار پر پیالہ ایک طرف رکھا اور گلوکوز کی ڈرپ لگا کر اسے آرام کرنے کا کہتی چلی گئی۔خیام اس کا ہاتھ پکڑے کرسی بستر کے مزید قریب کرتے اس پر بیٹھ گیا۔عائشہ ابراہیم اپنے شوہر کے ساتھ صوفے پر بیٹھیں اور اپنے رخسار صاف کرتے ان سے کہا۔

"ابراہیم! یہ اب آپ کی عادت بنتی جا رہی ہے۔"ناراضگی سے شکوہ کیا۔

"کیا؟"انہوں نے ارسلہ سے نگاہ ہٹا کر انہیں دیکھا۔

"مجھ سے باتیں چھپانا آپ کی عادت بنتی جا رہی ہے!"

"کیا چھپایا ہے میں نے تم سے؟"ایک ابرو اٹھایا۔

"پہلے علی کے بارے میں، پھر ارسلہ کے بارے میں۔نہ میری بیٹی کے ہسپتال پہنچنے پر آپ نے بتایا نہ اس کے ہوش میں آنے پر!"

"صحیح کہہ رہی ہو اور میں آئندہ بھی ایسا ہی نہیں کرتا رہوں گا!"وہ بغیر کسی

شرمندگی کے بولے تم عائشہ ابراہیم نے تیکھی نگاہوں سے انہیں گھورا۔

"وہ کیوں؟ کتنی غلط بات ہے آپ۔۔۔" ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی

ابراہیم شاہ نے ان کے سوال کا جواب دیا۔

"کیوں کہ جو بات تمہیں تکلیف پہنچاتی ہے میں اسے تم سے زیادہ دیر تک

دور رکھنا چاہتا ہوں!"

اب اس اعتراف پر عائشہ ابراہیم کو چپ لگی۔۔۔ سمجھ سے باہر تھا کیا جواب دیں!

ابراہیم شاہ نے ان کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا اور ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ سر

نفی میں ہلایا۔ کافی سوچ بچار کے بعد انہیں ایک خواب پسند آ ہی گیا تھا۔

"آئندہ آپ مجھ سے کچھ نہیں چھپائیں گے! نہ اچھا نہ برا۔۔۔ کیوں کہ میں اتنی

کمزور نہیں ہوں۔ اگر آپ برداشت کر سکتے ہیں تو میں بھی کر سکتی ہوں!" سر اٹھا

کر پختہ لہجے میں بولیں۔

"میں نے کب کہا تم کمزور ہو؟ بس تمہارے معاملے میں میرا دل کمزور ہے!"

کندھے اچکاتے کہا۔وہ جو دل میں ہوتا تھا کہہ دینے کے عادی تھے۔خیام نے بھی منہ پھٹ ہونے کی خاصیت انہی سے حاصل کی تھی۔اپنی طرف سے تو وہ بہت آہستگی بولے تھے لیکن کمرے کی خاموشی میں وہ دونوں بہن بھائی بھی سن چکے تھے۔ارسلہ نے آنکھیں کھولیں، نگاہیں خیام کی نظروں سے ٹکرائیں تو دونوں مسکرا دیئے۔عائشہ ابراہیم کو البتہ ہر چیز سے زیادہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ابراہیم شاہ نے عینک ٹھیک کرتے انہیں دیکھا اور اپنا موبائل نکالتے اٹھے۔

"Smooth!"

خیام نے ہنستے ہوئے تبصرہ کیا۔

"کیا؟" ابراہیم شاہ دروازے کی طرف جارہے تھے،اس کی آرزو پر رکتے ہوئے اسے دیکھا۔

"یقین کریں مکھن سے بھی زیادہ سموتھ تھا!" وہ ان کے ڈائیلاگ سے اتنا محظوظ

ہوا تھا کہ ان سے اپنی ناراضگی بھی بھول چکا تھا۔

"لیکن کیا؟" انہوں نے ہاتھ اٹھاتے پوچھا۔

"آپ کا ڈائیلاگ۔۔۔ تمہارے معاملے میں میرا دل کمزور ہے!" اس نے سنجیدگی سے دہرایا تو انہوں نے کندھے اچکا دیئے۔

"عائشہ سلطانہ! کیا آپ بلش کر رہی ہیں؟" باپ سے نپٹ کر ماں کی طرف متوجہ ہوا۔ انہوں نے اسے گھورنے کی اپنی سی کوشش کی۔

"بالکل بلش کر رہی ہیں! ہنڈریڈ پرسنٹ بلش کر رہی ہیں!" خیام خود ہی سوال کرتا خود ہی جواب دے رہا تھا۔

ارسلہ کے چہرے پر آزردہ سی مسکراہٹ در آئی۔۔۔ یہ چاہیے تھا اسے! اتنے سالوں کے ساتھ کے بعد بھی یہ محبت، اپنائیت، عزت، مان، تحفظ۔ لیکن ملا کیا؟

"خیام!" عائشہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے تنبیہی انداز میں پکارا۔

"جی والدہ! یہ اپنے شوہر سے کہیں مجھے بھی ایسے دو چار ڈائیلاگ سکھا دیں؟ اپنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیوی کو بلش کرتا دیکھنے کی بڑی خواہش ہے!" اس نے لگے ہاتھوں اپنے فائدے کی بات بھی کر دی۔

"تمہارے کرنے والا کام نہیں ہے۔۔۔اس لیے تم رہنے دو!" جواب ابراہیم شاہ کی طرف سے آیا تھا۔

"اوں اوں! غلط بات آپ اپنی اولاد کو بہت انڈر ایسٹیمیٹ کر رہے ہیں۔" انگلی اٹھا کر دائیں بائیں ہلائی۔ ارسلہ اس کی شکر گزار ہوئی جو اس کی توجہ اپنے زخموں سے تھوڑی بہت ہی سہی ہٹانے میں کامیاب رہا تھا۔

"میں اپنی اولاد کے آج تک کے ریکارڈ کو دیکھ کر ہی کہہ رہا ہوں!" وہ اس دفعہ اس کی غلطی پر لمبی ناراضگی کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اس کی باتیں زیادہ دیر ناراض نہیں رہنے دیتی تھیں۔ خیام نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا لیکن دروازے پر ہوتی دستک سب کی توجہ اپنی جانب کھینچ چکی تھی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے والی اس کی بیوی تھی۔ کائنات نے مسکراتے ہوئے سب کو سلام کیا اور ابراہیم شاہ سے

مل کر ارسلہ کی طرف آئی۔اس نے ہاتھ میں پکڑا گلدستہ بستر کے ساتھ رکھی میز پر رکھا اور اس سے مخاطب ہوئی۔

"آپی! کیسی ہیں آپ؟"کائنات نے اداس مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ارسلہ اس سے ملنے کی خاطر اٹھنے لگی لیکن کائنات نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے روکا۔

"لیٹی رہیں آپی! خود کو بے وجہ تکلیف مت دیں۔" وہ بولی تو ارسلہ واپس لیٹ گئی۔

کائنات اس کا ہاتھ پکڑے بستر کے کنارے پر ٹکی۔خیام ہونٹوں پر بند مٹھی رکھے انہیں دیکھ رہا تھا۔ابراہیم شاہ کمرے سے جا چکے تھے۔انہیں فی الوقت ایک سو ایک کام تھے۔۔۔جن میں سرفہرست منصور کو جیل میں رکھنے کے لیے کافی شواہد جمع کرنا تھا کیوں کہ بدقسمتی سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خواتین پر گھریلو تشدد ایسا کوئی قابل سزا جرم نہیں تھا! زیادہ سے زیادہ ایک سال کی قید قانون کی کتاب میں درج تھی اور یہ منصور یا اس جیسے کسی بھی شخص کے لیے بہت تھوڑی تھی!

"آئی ایم سوری فاردی بے بی! یقین کریں بہت دکھ ہوا لیکن ابو یئسلی جو آپ

محسوس کر رہی ہیں اس کا تو ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔اللہ آپ کو صبر دے، آمین!"اس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔ارسلہ سر ہلاتی اپنے آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔عائشہ ابراہیم بھی اٹھیں اور ارسلہ کی دوسری طرف آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔کائنات نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ارسلہ کے ہاتھ پر رکھا۔اب وہ ان دونوں ماں بیٹی کے ہاتھ پکڑے پورے خلوص سے کہہ رہی تھی۔

"لیکن اس دکھ میں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔پلیز خود کو اکیلا مت سمجھیے گا۔۔۔ آپ کو جب بھی بات کرنے کی، اپنا دل ہلکا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہچکچایئے گا مت! خاموش نہیں رہیے گا۔۔۔مما ہیں، میں ہوں، خیام ہے۔ہم سب آپ کے پاس ہیں!"ارسلہ کو اشک بہاتے دیکھ کر اس کی اپنی آنکھیں نمی سی چمکیں۔

"شکریہ کائنات!"ارسلہ نے مدھم سی آواز میں کہا۔

"ارے نہیں! شکریہ کی کیا ضرورت ہے؟ اپنے اور کس لیے ہوتے ہیں؟"اس

نے تیزی سے گرنے والا اپنا آنسو پونچھا۔

"کائنات! یار کیوں رلا رہی ہو میری اکلوتی بہن کو؟" خیام گلا کھنکھارتا کرسی سے اٹھا۔ مقصد ایک دفعہ پھر سے چھا جانے والی غمگیں خاموشی کا حصار توڑنا تھا۔

"تم سے مجھے یہ ٹیپیکل بھابھیوں والی حرکت کی امید نہیں تھی!" اس نے ہمیشہ کی طرح مبالغہ آرائی سے کام لیا۔ ارسلہ نے پانی بھری آنکھوں سے اسے گھورا۔

"سیریئسلی؟" کائنات نے بھنویں اٹھاتے خفگی سے پوچھا۔

"ہاں تو اور کیا؟" اس نے کہتے ہوئے تقریباً خالی ہو چکی بوتل اتاری اور ڈرپ احتیاط سے ارسلہ کے بازو سے نکالی۔

"شٹ اپ خیام!" ارسلہ نے اسے مزید فضول گوئی سے روکا۔

"میں واقعی شٹ اپ ہونے لگا ہوں کیوں کہ ابھی تمہاری دوا کا وقت ہو گیا ہے۔ جسے لے کر تم آرام کرنے لگی ہو!" وہ دوایوں کے پتوں سے گولیاں نکالتا بولا۔

کائنات اسے ارسلہ کے ساتھ مصروف چھوڑ کر عائشہ ابراہیم کے ساتھ صوفے پر جا

www.novelsclubb.com

بیٹھی۔خیام اسے پانی کے ساتھ دوا کھلا کر واپس اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا۔ڈاکٹر کی باتیں اس کے ذہن میں گھوم رہی تھیں۔

"دیکھو خیام! جسمانی زخم تو میڈیسن سے بھر جائیں گے لیکن اس کا ذہن جس سٹریس سے گزرا ہے اور اب جس ٹراما سے گزر رہا ہے۔۔۔اس کے مضر اثرات سے بچانے کے لیے آپ لوگوں کو پیشنٹ کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھنا ہے۔نہ خود اس کے سامنے رو اور کوشش کرو وہ بھی کم سے کم روئے! ہم بطور مسیحا اتنا ہی کر سکتے ہیں باقی سب تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

یہ سب باتیں اس کے رویے میں تبدیلی کی وجہ بنی تھیں ورنہ وہ اتنا بے حس نہیں تھا کہ ارسلہ کی تکلیف کے دوران پاس بیٹھا مذاق پر مذاق کر رہا ہوتا!

اسے سوئے ہوئے اڑھائی تین گھنٹے ہو چکے تھے،دوپہر کے قریب کمرے کا دروازہ دوبارہ کھلا۔

"ماما!" علی صوفے پر بیٹھی کائنات کو دیکھ کر اریشہ کا ہاتھ چھوڑتا اس کی طرف

بھاگا۔اس کا سکول بیگ دوسرے ہاتھ میں پکڑے کھڑی اریشہ کے ماتھے پر بل پڑے۔کائنات نے آواز پر اپنی طرف آتے سکول کی وردی میں ملبوس علی کو دیکھا اور اس کے قریب آنے پر مسکراتے ہوئے بانہیں پھیلائیں۔یہ محض اتفاق ہی تھا کہ پچھلے تین چار دن وہ جب بھی ہسپتال آئی اس وقت علی یا تو اسکول میں ہوتا تھا یا اپنی پھپھو کو دیکھ کر گھر واپس جا چکا ہوتا۔

"کیسا ہے میرا علی؟"کائنات نے اس کا گول مٹول چہرہ ہاتھوں میں بھر کر پیار کیا۔

عائشہ ابراہیم نے اپنی طرف بڑھتی اریشہ کو آنکھوں سے تسلی دی۔وہ سر ہلاتی سوئی ہوئی ارسلہ کے سرہانے رکھی کرسی پر بیٹھی۔

"آپ کو پتا ہے میں نے آپ کو کتنا مس کیا؟"علی نے آنکھیں پھیلاتے پوچھا تو کائنات نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"کتنا؟"

"بووت زیادہ!"دونوں بازو اطراف میں پھیلائے کہا۔کائنات نے دوبارہ اس کا

گال چوما اور سنگل صوفے پر بیٹھے خیام نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"اوئے شہزادے! کتنی کو ماما ہیں تمہاری؟" اس نے طنزیہ پوچھا لیکن علی کی عمر طنز سمجھنے والی نہیں تھی۔ وہ ہنور معصومیت سے بولا۔

"بس دو!"

"اچھا کون کون؟" اس نے پوچھا تو علی نے کائنات اور اریشہ کی طرف اشارہ کر دیا۔

"میرا پرنس!" کائنات کو اس پر بے پناہ پیار آیا تو ہاتھ بڑھا کر اس کے بال بکھیر دیے، ہونٹ دل آویز سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"غلط شہزادے صاحب! باقی سب کی طرح آپ کی بھی ایک ہی ماما ہیں اور وہ بیٹھی ہیں، اریشہ ماما!"

"تو یہ کون ہیں؟ آپ نے کہا تھا یہ میری ماما ہیں!" اس نے گال پھلاتے کائنات کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ تمہاری چاچی ہے اور میں نے تب ایویں ای کہہ دیا تھا۔" ہاتھ ہلا کر لاپرواہی سے بولا۔

"چاچی کیا ہوتا ہے؟" علی نے الجھتے ہوئے بھنویں آپس میں ملائیں۔ وہ رشتوں کے بغیر رہا تھا، اس لیے ان سے نابلد ہونا کچھ ایسا تعجب انگیز بھی نہیں تھا۔

"چاچو کی بیوی کو چاچی کہتے ہیں۔۔۔ میں تمہارا چاچو ہوں نا؟" اس نے پوچھا تو علی نے سر ہلایا۔

"اور یہ تمہارے چاچو کی بیوی ہے یعنی تمہاری چاچی!"

"چاچو! اب یہ بیوی کیا ہوتا ہے؟" اس کے سوال پر خیام سوچ میں پڑ گیا۔

"اب یہ ذرا مشکل سوال ہے۔۔۔!" اس نے داڑھی کھجاتے بات کا آغاز کیا۔

"آدمی کے گھر، کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ اور آزادی کی مالک کو بیوی کہتے ہیں!"

"ہیں کیا؟" علی تو ناسمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا لیکن کمرے میں موجود اس کی بیوی، اس کے باپ کی بیوی اور اس کے بھائی کی بیوی اسے ہی گھور رہی تھیں۔

"خیام! فضول باتیں نہیں بھرو میرے پوتے کے دماغ میں۔ علی یہاں آؤ دادی کے پاس؟" اسے تنبیہ کرتے عائشہ نے علی کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔

"کیا؟ ابھی سے خبردار کر رہا تھا میں اسے۔" خیام نے کائنات کی گھوری پر تنک کر کہا۔

"اوہ ارسلہ! تم کب جاگی؟ کیسی ہو اب؟" اریشہ کو آنکھ کے کنارے سے بستر پر حرکت محسوس ہوئی تو اس نے توجہ خیام سے ہٹا کر اس کی طرف کی۔

"میں ٹھیک ہوں! آپ کیسی۔۔۔" ارسلہ نے آنکھیں مسلتے کہنا شروع کیا لیکن کمرے کے دوسرے حصے سے آتی بچگانہ آواز پر اس کا ہاتھ اور زبان دونوں رکے۔

"چاچی! آپ کو پتا ہے آج میوزک کلاس میں سب سے اچھی پوئم میں نے سنائی تھی۔ سب نے میرے لیے کلیپنگ بھی کی۔" علی پرجوش سا اسے آج کے دن کا احوال سنا رہا تھا۔

"گڈ بوائے!" کائنات نے مسکراتے ہوئے اس کا رخسار کھینچا۔ ارسلہ کا ارتکاز

محسوس کرتے اریشہ نے علی کو پکارا۔

"علی! یہاں آؤ۔۔۔دیکھو پھپھو جاگ گئی ہیں۔آپ نے ارسلہ پھپھو کے لیے کارڈ بنایا تھانا؟آکر دو نہیں۔"اریشہ نے اس کے بیگ کی زپ کھولی اور سب سے اوپر رکھا کارڈ باہر نکالا۔

"پی!"علی تالی بجاتا عائشہ ابراہیم کی گود سے اترا اور بستر کی طرف بڑھا۔

"بھابھی؟کیا پھپھو؟کون ہے یہ؟"ارسلہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

"یہ صدام ہے،میرا بیٹا اور تمہارا بھتیجا!"اریشہ نے آہستگی سے اسے جواب دیا اور علی کے قریب آنے پر کارڈ اسے تھمایا۔

"ماما!"علی نے ہاتھ اٹھا کر بستر پر بٹھانے کا اشارہ کیا جو اس کے قد سے اونچا تھا۔

اریشہ نے اسے اٹھا کر ارسلہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟مگر کیسے؟"ارسلہ بے یقینی سے علی کے جانے پہچانے نقوش دیکھ رہی تھی۔وہ صارم ہی کی اولاد تھی،اسے خود سے تسلیم کرنا پڑا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہیلو پھپھو! یہ میں نے آپ کے لیے بنایا ہے۔ پاپا کہہ رہے تھے آپ بیمار ہیں تو میں نے ٹیچر کی ہیلپ سے یہ بنایا ہے۔۔۔

Get well soon Phupho!"

اس نے جھک کر ارسلہ کا گال چوما اور کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔ ارسلہ نے کانپتا ہاتھ اٹھا کر نیلا کارڈ پکڑا جس کے درمیان میں ایک عدد نارنجی رنگ کا پھول بنا تھا اور اس کے نیچے ٹیڑھی میڑھی لکھائی میں گیٹ ویل سون لکھا تھا۔ اس کی آدھی ادھوری ممتا کے جذبات پھر سے ابل پڑے۔ کارڈ اپنی گود میں رکھا اور آنسو بہاتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ اریشہ نے اسے سہارا دے کر بٹھایا اور اس کے پیچھے تکیہ درست کیا۔ ارسلہ کا ایک بازو پلاسٹر میں جکڑا تھا، اس نے آزاد ہاتھ سے علی کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور کھل کر رونے لگی۔ خیام تیزی سے اٹھتا اس کی طرف بڑھا۔

"صدام؟" ارسلہ کا مخاطب کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بس چار سال بعد یہ نام لے کر

خود کو یقین دلانا چاہتی تھی۔

"ہمم صدام! لیکن ارسلہ خوشی کی بات پر بھی آنسو بہانا کہاں کی عقلمندی ہے؟"

خیام نے اس کے نم رخسار کو چھوا۔

" پھپھو! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ چاچو! پھپھو بھی ماما کی طرح میری وجہ سے رو رہی ہیں؟" علی نے چہرہ اٹھائے بڑی بڑی آنکھوں سے ارسلہ کے گرتے آنسو دیکھے اور پھر چہرہ موڑ کر خیام سے پوچھا۔

"علی! ماما کی طرح پھپھو نے بھی آپ کو بہت مس کیا اس لیے رو رہی ہیں۔"

"علی؟ بھابھی آپ تو کہہ رہی تھیں یہ ہمارا صدام ہے؟!" اس نے اپنے آنسو صاف کرتے صدام عرف علی کو غور سے دیکھا۔

"ہمارا صدام ہی ہے لیکن لمبی کہانی ہے تمہیں پھر کبھی سناؤں گی!"

"پھپھو! مما! میرا نام علی ہے۔" علی نے چھوٹے چھوٹے بازو سینے پر باندھتے بھرپور سنجیدگی سے کہتے ان سب کے چہروں پر مسکان بکھیر دی۔ "اوئے! تیرا پورا

نام صدام علی شاہ ہے۔۔۔ کیا ہے؟ صدام علی شاہ۔" خیام نے اس کی بٹن جتنی ناک کھینچتے کہا۔

"چاچو!" وہ احتجاجاً بولا۔

"بھابھی! ابھی بتائیں نا۔۔۔ صدام کہاں سے ملا؟ کیسے ملا؟ کون سا میرے پاس رونے کے علاوہ اور کوئی کام ہے؟" آخری فقرہ اس نے منہ ہی منہ میں بدبدایا۔

اریشہ سر ہلاتی اسے علی کی گمشدگی کے پیچھے کی وجہ بتانے لگی جو کہ اس کے نزدیک حشمت خان تھے۔

خیام علی کے ننھے دماغ میں یہ باتیں نہیں ڈلوانا چاہتا تھا اس لیے اسے ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکلا۔ اس کا ارادہ علی کے ساتھ ساتھ باقی سب کے لیے بھی دوپہر کا کھانا لانے کا تھا۔ اس نے عائشہ ابراہیم اور کائنات کو بھی ڈاکٹر کی ہدایت سے آگاہ کر دیا تھا اس لیے وہ دونوں بھی ان کی گفتگو میں برابر حصہ لے رہی تھیں۔ مقصد ارسلہ کی توجہ اپنے زخموں سے ہٹانا تھی۔۔۔ ذہنی بھی اور جسمانی بھی! جس میں وہ

بظاہر کامیاب لگ رہی تھیں لیکن نہیں جانتی تھیں کہ مسکراتے ہونٹوں کے ساتھ ان سے مخاطب ارسلہ کا دل ابھی بھی اداس تھا، رو رہا تھا!

سارا دن وہاں گزار کر شام کے قریب کائنات اٹھی اور ان سے جانے کی اجازت چاہی۔

"آپی! اب آپ آرام کریں اور پلیز کچھ بھی مت سوچیں۔" جھک کر اس کا رخسار چوما۔ ارسلہ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

"تمہیں چھوڑ آؤں؟" خیام نے پیشکش کی۔

"نہیں! میں چلی جاؤں گی۔" اپنا بیگ لیتی اٹھی اور اریشہ کی گود میں سوئے علی پر ایک نگاہ ڈالتی سب کو الوداع کہتی دروازے کی طرف بڑھی۔

"اوہ خیام! میں بالکل بھول گئی تھی۔" اچانک کچھ یاد آنے پر ماتھے پر ہاتھ مارتے پلٹی۔

"آئی لو یو ٹو!" خیام نے خود ہی اس کی بھولی ہوئی بات اندازا سمجھ کر جواب دیا۔

"پاگل آدمی! میں کچھ اور کہنے والی تھی۔"سب کے ہنسنے پر کائنات نے شرمندہ ہوتے کہا۔

"یوں نہ دل توڑا کرو میرا!"دل پر ہاتھ رکھتے اداسی سے بولا۔ارسلہ بھی اس کی اداکاری پر ہنس رہی تھی۔

"ہاں! فضول بکواس کرنے پر تمہیں پھولوں کے ہار پہنایا کروں نا؟"اس نے طنزیہ پوچھا۔

اچھا۔۔۔دوبارہ بھولنے سے پہلے مجھے بتادو؟تاکہ میں تمہاری ڈانٹ کے بعد تمہیں یاد کروادوں!"جیبوں میں ہاتھ ڈالتے بولا۔

"ہافنی!"کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"!It was meant to be"

خیام نے کندھے اچکائے۔

"تم دونوں ہر وقت ایسے ہی لڑتے رہتے ہو؟"اریشہ نے پوچھا،باقی دونوں خواتین

کے لیے کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔وہ ان دونوں کو ایک سے زیادہ دفعہ چونچیں لڑاتا دیکھ چکی تھیں۔

"لڑ کون رہا ہے بھابھی؟ابھی میں نے آپ سب کے سامنے اسے آئی لو یو ٹو کہا ہے یا نہیں کہا؟"

"کہا ہے!"اریشہ نے اس کی منطق سے متاثر ہوتے سر ہلایا۔

"بس پھر؟"اس نے بات ختم کی۔

"خیام!نیہا تمہارا اور آپی کا پوچھ رہی تھی اور یہ بھی کہہ رہی تھی کہ کل ولیمے پر تم ضرور آنا۔۔۔چاہے آدھے گھنٹے کے لیے ہی سہی!"اس نے نیہا کا پیغام دہرایا۔

"نیہا کون؟ربیعہ کے علاوہ نکاح پر تمہارے ساتھ ساتھ جو دوسری بچی تھی وہ؟"

ایک اندازہ تھا۔

"جی مما!کل اس کی بارات تھی اور آج کے گیپ کے بعد کل ولیمہ ہے۔"

"میری طرف سے معذرت کر لینا!"خیام سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں ؟"ارسلہ نے پوچھااور خیام نے اسے وجہ بتاتی نظروں سے دیکھا۔وجہ وہ خود تھی، خیام اسے کسی صورت اکیلا نہیں چھوڑنے والا تھا۔

"تم جارہے ہو !"ارسلہ نے وجہ سمجھتے ہوئے زور دیتے کہا۔

"اوں اوں !"سر نفی میں ہلایا۔

"تم جاؤ کائنات ! یہ کل کا فنکشن ضرور اٹینڈ کرے گا اور صرف آدھے گھنٹے کے لیے نہیں، سارے وقت کے لیے !"ارسلہ نے حتمی لہجے میں کہا۔ہسپتال کے بستر پر وہ پڑی تھی، باقی سب کو اپنے ساتھ باندھ کر رکھنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"ارسلہ ! میں تمہیں اس حال میں چھوڑ کر کہیں نہیں جارہا-"وہ بھی ہاتھ اٹھاتا مضبوط لہجے میں بولا۔

"کیا ہوا میرے حال کو ؟"تیوری چڑھاتے پوچھا۔خیام نے جواباً ہونٹ بھینچ لیے۔

"کچھ بھی نہیں ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔"ارسلہ نے خود ہی جواب دیا۔

"پلیز مجھے اچھا لگے گا اگر تم کچھ دیر کے لیے اس کمرے سے باہر نکلو گے !"

"تمہاری بہن ٹھیک کہہ رہی ہے! چلے جاؤ۔۔۔اس کے پاس ہم سب موجود ہیں!" عائشہ ابراہیم نے بھی اصرار کیا تو وہ کچھ پس و پیش کے بعد بالآخر مان ہی گیا تھا۔

****

"چلو اب تم جاؤ!" پانی کی مدد سے دو انگل کرارسلہ نے گلاس واپس خیام کے ہاتھ میں دیا۔ گیارہ بجے کا وقت تھا اور کمرے میں اس وقت ان بہن، بھائی کے علاوہ اریشہ موجود تھی۔ اریشہ کو آئے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوا تھا اور اس کے آنے پر ہی عائشہ ابراہیم کچھ دیر کے لیے گھر گئی تھیں۔

"تنگ آگئی ہو میری شکل دیکھ دیکھ کر؟" خیام نے گلاس میز پر رکھا اور ارسلہ کے نیم دراز ہونے پر اسے لحاف سے اچھی طرح ڈھانپنے لگا۔

"پک گئی ہوں!" وہ مسکرائی۔

"بھابی! آپ یہیں ہیں؟" پلٹ کر فون میں مصروف اریشہ سے پوچھا۔

"ہاں! بس علی کو اسکول سے لینے جانا ہے۔" اریشہ کی بات پر اس نے سر ہلایا۔

"مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آرہا ہمارا صدام زندہ ہے اور اتنا بڑا ہو چکا ہے!" ارسلہ نے کہا۔

"ہاں! یوں لگتا ہے جیسے ابھی کل کی بات ہو۔۔۔ دنیا میں آنے پر اس کا روتا ہوا اعلان مجھے اچھی طرح یاد ہے۔" آنکھوں میں ماضی کا عکس لہرایا تو وہ پر نم سا مسکرا دی۔

"اور ہم ڈاکٹر کے اسٹل برتھ والے جھوٹ پر ایمان لے آئے تھے!" ارسلہ نے اپنی سمیت سب کی چار سال پرانی عقل پر افسوس کیا۔

"خواتین! آپ دونوں کل کی باتیں یاد کریں۔۔۔ میں جا رہا ہوں۔" خیام نے جھک کر ارسلہ کا ماتھا چوما تو وہ پھر سے مسکرائی۔

"اپنا خیال رکھنا، ہوں؟" ہدایت جاری کی اور اس کے سر ہلانے پر پہلے کمرے سے پھر ہسپتال سے باہر نکل آیا۔ اس کے قدم تیزی سے کچھ دور کھڑی اپنی گاڑی کی

طرف اٹھ رہے تھے لیکن اپنے نام کی اونچی پکار سن کر وہ رکا اور پلٹا۔

"وہ کیسی ہے؟" ارسلان نے اس کے سامنے رکتے پوچھا اور فضول تکلفات میں پڑنے کی بجائے سیدھا مطلب کی بات کی۔

"وعلیکم السلام ارسلان بھائی! میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟" وہ طنزیہ بولا۔

"خیام!" ارسلان نے ایک ناپسندیدہ نگاہ اس پر ڈالی، ہونٹ سختی سے بھینچ رکھے تھے۔ کل رات کھانے کی میز پر کائنات نے ارسلہ کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی تھی اور وہ صبح سے ہسپتال کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا خیام کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے نمبر پر بہت سے پیغامات بھیجے تھے لیکن کسی ایک کا جواب بھی موصول نہیں ہوا تھا۔ ارسلان کا خیال تھا کہ پچھلی ملاقات میں کیے اعتراف کی وجہ سے خیام اسے نظر انداز کر رہا ہے لیکن در حقیقت ہر وقت اپنے فون سے چپکے رہنے والے خیام نے پچھلے چار، پانچ دنوں میں سوائے اشد ضرورت کے اس ڈبے کو کھول کر نہیں دیکھا تھا۔

"آپ کو کیا میں اتنا بے غیرت لگتا ہوں کہ سڑک کے بیچ کھڑے کسی غیر مرد کے ساتھ اپنی بہن کو ڈسکس کرتا پھروں گا؟" ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سنجید گی سے پوچھا۔ وہ بے شکن نیلے ٹو پیس سوٹ میں ملبوس ارسلان کمال کے مقابلے میں بہت عام سے حلیے میں تھا۔ گرے ہوڈی کی زپ کھلی تھی، جس سے سیاہ سادہ شرٹ جھانک رہی تھی۔

"مجھے ارسلہ سے ملنا ہے!" ارسلان نے اس کا سوال یوں نظر انداز کیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔ خیام قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"جی ٹھیک ہے اور کوئی حکم؟" اس نے ہاتھ سے ہسپتال کے دروازے کی طرف اشارہ کیا، لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔ ارسلان پہلے تو الجھا پھر سر جھٹک کر آگے بڑھنے لگا۔ خیام نے اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر روکا۔

"لیکن میرا صرف ایک سوال ہے۔۔۔ کس ناطے سے؟"

"دوست ہونے کے ناطے سے!" ارسلان نے غصہ ضبط کرتے اس کی گھورتی

نگاہوں میں اپنی نظریں گاڑیں۔

"کون؟آپ؟ سچ!"زبان طالو سے لگا کر جدا کی۔

"میں ارسلہ کے سبھی دوستوں سے واقف ہوں اور بد قسمتی سے آپ اس لسٹ میں کہیں نہیں ہیں!"

"خیام! میرے صبر کا امتحان مت لو۔۔۔!"ارسلان نے اپنا بازو جھٹکے سے آزاد کروایا۔

"اصل میں آپ میرے صبر کا امتحان مت لیں! اور میرا مشورہ مان کر چپ چاپ اپنے راستے چلے جائیں کیوں کہ میری بہن کو اس وقت اپنے باپ، بھائی کے علاوہ اور کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے آپ؟"خیام نے اس کے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑی اور خود ہی جواب دیا۔

"سمجھ گئے! خدا حافظ۔"ابرو سے ارسلان کے پیچھے کھڑی گاڑی کی طرف اشارہ کیا لیکن وہ ہلا تک نہیں۔

"تم یہ کیوں کر رہے ہو؟"ارسلان سے خود کے ساتھ روا رکھے جانے والا رویہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"اپنی بہن کے لیے کر رہا ہوں!"خیام نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"مطلب؟"ارسلان کے ماتھے پر پڑے بل مزید گہرے ہوئے۔

"مطلب یہ کہ ڈاکٹر نے اسے ٹینشن سے دور رکھنے کا کہا ہے!"

"اور۔۔۔؟"ارسلان اس کا مطلب اب بھی نہیں سمجھا تھا۔۔۔ٹینشن،ارسلہ اور ارسلان کا آپس میں کیا تعلق ہوا؟

"اور میں اس چلتی پھرتی چھ فٹ کی ٹینشن سے اپنی بہن کو بچانا چاہ رہا ہوں!"خیام نے اسے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھتے ہاتھ کا اشارہ بھی کیا۔

"خدا کے لیے خیام!میرا ایسا کوئی مقصد نہیں ہے۔۔۔میں بس اسے ایک دفعہ دیکھ کر اپنی پریشانی کم کرنا چاہتا ہوں۔"ارسلان نے نرم سی پریشان آواز میں منت کی۔

"دیکھیں ارسلان بھائی!میں بڑے پیار سے آپ سے کہہ رہا ہوں۔۔۔ابھی آپ

اس سے نہیں مل سکتے! وہ ایموشنلی سٹیبل نہیں ہے۔ کیا چاہتے ہیں آپ۔۔۔ آپ کو دیکھ کر اسے وہ سب دوبارہ یاد آئے اور اسے ہسٹیریا کے دورے پڑیں؟" خیام شاہ آج کل اپنی فطرت کے بر خلاف بڑے تحمل سے پیش آرہا تھا۔ ارسلان نے خاموشی سے سر جھکا لیا، وہ سڑک کو گھورتے ہوئے اپنی ہار تسلیم کر چکا تھا۔

"ہم دونوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں چاہتا!" خیام نے اس کا بازو تھپکا۔

"مجھے کچھ کام ہے۔ میں چلتا ہوں، خدا حافظ!" وہ ارسلان کی مسلسل خاموشی پر الوداع کہتا پلٹ کر سیاہ گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس نے اندر بیٹھتے ہی تھک کر پشت سیٹ سے لگائی۔ چہرے پر ہاتھ پھیرتے تھکی ہوئی طویل سانس خارج کی۔ اسے آرام کی سخت ضرورت تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب تک ارسلہ ہسپتال میں ہے۔۔۔ آرام نامی چیز اس کی دسترس سے کوسوں دور ہے! اس نے سر جھٹکتے گاڑی اسٹارٹ کی اور ایک نظر سڑک کنارے سر جھکائے کھڑے ارسلان پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ گھر پہنچتے ہی اس نے عائشہ ابراہیم کی تلاش شروع کی۔ وہ

اپنے کمرے میں سوتی ہوئی ملیں۔ خیام نے بہت آہستگی سے دروازہ بند کیا اور سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ رات وہ اور عائشہ ابراہیم ارسلہ کے پاس وقفے وقفے سے جاگتے رہے تھے۔ ان بے آرام صوفوں پر سکون کی نیند آنا بھی ناممکنات میں سے تھا۔ خیام نے ہاتھ میں پکڑی چابی بستر پر پھینکی، پھر مختلف جیبوں سے بٹوا، موبائل نکالے اور گھڑی اتار کر رکھی۔ الماری کی طرف بڑھتے اس کی نظر ڈریسنگ کے آئینے پر پڑی۔ اس نے بے نیازی سے آنکھوں کے نیچے حلقے دیکھے اور کپڑے نکالنے لگا۔ وہ فی الحال ان کے بارے میں کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا! استری شدہ کپڑے لے کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔ نہا کر نکلا تو ظاہری حالت میں خوش گوار تبدیلی نظر آ رہی تھی۔ گرے ڈریس پینٹ کے اوپر سیاہ ٹرٹل نیک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ وول کی شرٹ دوسری جلد کی طرح اس کے جسم کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔ خیام نے بازو کھینچ کر کہنیوں پر اکٹھے کیے اور آئینے کے سامنے کھڑا بال بنانے لگا۔ اس نے کلون لگانے کے بعد گھڑی کلائی پر باندھی اور فون پتلون کی

اگلی جیب میں جبکہ بٹوا پچھلی جیب میں رکھتے جھک کر گرے کوٹ اٹھایا اور گاڑی کی چابی لے کر قدم دروازے کی طرف بڑھا دیے۔ گھر کی صفائی کرتیں ایک، دو ملازمہ کے علاوہ اور کسی سے سامنا نہیں ہوا۔ وہ سیدھا صدر دروازے کی طرف جانے کی بجائے باورچی خانے میں چلا آیا اور میز پر رکھے کانچ کے جگ میں سے گلاس میں پانی انڈیلنے لگا۔ پانی چھلکنے کی آواز پر اپنے کام میں مگن ادھیڑ عمر ملازمہ اس کی طرف پلٹیں۔

"ارسلہ بے بی کیسی ہے؟" ہر کسی سے ہر دفعہ پوچھتے ہوئے کلثوم کے لہجے میں اتنی ہی پریشانی ہوا کرتی تھی۔ خیام نے تین گھونٹ پی کر گلاس واپس رکھا۔

"آپ کی دعاؤں سے ٹھیک ہو رہی ہے آپ پریشان ہونا بند کریں کلثومہ!" خیام صرف اپنی کلثومہ کے لیے چہرے پر مسکان لاتا بولا۔ جب سے ہوش سنبھالا تھا تب سے ان بہن بھائیوں نے عائشہ ابراہیم کے بعد کلثوم سے ماں جیسی شفقت سمیٹی تھی۔

"کیسے پریشان نہ ہوں؟ صبح شام بے بی میری آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی اور مجھے کچھ خبر ہی نہیں ہوئی!" بڑھتی عمر کے باعث دھندلی ہو چکی آنکھوں سے نمی جھریوں زدہ رخساروں پر پھسلنے لگی۔ وہ ارسلہ کی شادی پر اس کے ساتھ ہی چلی گئی تھیں اور اب اپنی بے خبری پر ان سب سے زیادہ خود کو کوس رہی تھیں۔

"آپ کی غلطی نہیں ہے!" خیام نے آگے بڑھ کر روتی ہوئی کلثوم کو اپنے ساتھ لگایا۔

"پتا نہیں کب سے لیکن ارسلہ ہی اپنے درد اپنے اندر چھپانے میں ماہر ہو چکی ہے!" ملال سے کہتے ٹھوڑی کلثوم کے سر پر ٹکائی۔

"لیکن پھر بھی۔۔۔ ہمیں خیال کرنا چاہیے تھا!" چادر کے پلو سے آنسو صاف کرتے کہا۔ خیام گہری سانس لے کر تھوڑا پیچھے ہٹا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں!" اس نے بازو پر ٹکا کوٹ ہاتھوں میں لے کر پہنا۔

"کہیں جا رہے ہو؟" کلثوم نے اس کی تیاری دیکھ کر پوچھا۔

"ہمم! مما اٹھتی ہیں تو آپ ان کے ساتھ ہوسپیٹل چلی جایئے گا۔میں چلتا ہوں۔۔۔خدا حافظ!"

"فی امان اللہ بچے!" کلثوم اس کا ماتھا چوم کر آنکھیں صاف کرتیں اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئیں۔خیام چند پل کھڑا ان کی پشت دیکھتا رہا پھر پلٹا اور گھر کے باہر کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچا۔اس نے اندر بیٹھ کر گاڑی آگے بڑھائی، منزل کائنات عالم تھی۔سڑکیں مصروف تھیں اسے وہاں تک پہنچنے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت لگا۔گھر کے باہر گاڑی روک کر کائنات کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دی۔اس نے اندر آنے پر اصرار کیا تو خیام نے ٹالتے ہوئے اسے جلدی آنے کی ہدایت کی اور فون بند کر دیا۔وہ اس غیر ضروری ولیمے میں بھی کیوں جا رہا تھا؟اس کی سمجھ سے باہر تھا!ارسلہ کو شاید اس کی بات نہ ماننے کی بیماری لگ گئی تھی۔خیام جس کی فکر میں ہلکان ہو رہا تھا،اسی وقت اس کا پیغام اسے موصول ہوا۔

'مجھے جلدی سے تصاویر بھیجو!'خیام نے پڑھ کر آنکھیں گھمائیں۔اس نے فرنٹ

کیمرہ کھولا،افسردہ سی شکل بنا کر تصویر بہن کو بھیجی اور ساتھ ہی لکھا۔

'Waiting for her!'

ارسلہ نے جواباً ہنسنے والے ایموجی بھیجے،خیام مسکرایا۔

'کیا خیال ہے اسے تیار ہوتا چھوڑ کر واپس اپنی بہن کے پاس نہ آجاؤں؟آئی آلریڈی مس یو!'منہ لٹکائے ایموجی کے ساتھ بھیجا۔

'نہیں!'ارسلہ کا کورا جواب آیا۔

'You better not upset her!'

فوراً ہی تنبیہ کردی۔

'مجھے پتا تھا تم لوگوں کو مجھ سے زیادہ وہ پیاری ہے! میں تو لے پالک ہوں نا؟!'خیام نے لکھ کر بھیجا۔

'Stop over-reacting!'

ارسلہ کی طرف سے آنکھیں گھماتا ایموجی بھی ساتھ آیا۔

www.novelsclubb.com

کائنات اپنا بیگ سنبھالتی چھوٹا دروازہ کھول کر سڑک پر آئی اور فون پر سر جھکائے بیٹھے خیام کو نظروں میں رکھتی گاڑی کی طرف بڑھی۔اس نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ اندر سے لاک تھا۔ مجبوراً اسے شیشہ بجانا پڑا۔آواز پر خیام نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔کائنات نے ہاتھ سے لاک کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ!"اس نے اپنی طرف کے دروازے پر لگے بٹنوں میں سے ایک دبا کر دروازہ ان لاک کیا۔

"بہت شکریہ!"کائنات نے دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے چڑ کر کہا۔ذہن کے پردے پر مسکرا کر فون پر ٹائپنگ کرتا خیام قابض تھا۔خیام نے اس کے لہجے پر بایاں ابرو اٹھایا لیکن پھر نظرانداز کرتے ارسلہ کو اس کی آمد کی اطلاع دے کر ساتھ ہی خدا حافظ کہا۔اس سے بات کرنے کے بعد موڈ میں خوشگوار تبدیلی آئی تھی۔

کائنات نے پھر سے چہرے پر چپکی مسکراہٹ اور فون پر ٹھک ٹھک کرتی انگلیوں کو دیکھا اور ہونٹ بھینچتے رخ موڑ لیا۔خیام نے موبائل جیب میں رکھا اور فرصت

سے کائنات کو دیکھنے لگا۔اسے بھی سرمئی رنگ پہنے دیکھ کر اس کے ابرو اٹھے۔

"کیا یہ محض اتفاق ہے؟" مسکراتی آواز پر کائنات الجھ کر اس کی طرف پلٹی۔

"کیا؟"

خیام نے اس کے سرمئی پیروں کو چھوتے لبادے کی طرف اشارہ کیا جس کے داہنے کندھے سے سنہری پھولوں کی ایک بیل بل کھاتی ہوئی اس کے گھٹنوں تک جا رہی تھی۔سفید کڑھے ہوئے پھولوں پر سنہری تار کی سجاوٹ تھی،اس کے علاوہ سارا گاؤن سادہ تھا۔

"ہااں۔۔۔اب سمجھا!" خیام نے ہاں کے 'الف' کو خاصا گھسیٹ کر سر ہلایا۔

"کیا سمجھے؟" کائنات نے آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا۔

"گرے کلر نمبر تھری سے نمبر ون پر آگیا ہے نا؟ تمہیں پتا تھا میرا فیورٹ کلر گرے ہے تو ایٹی پرسنٹ چانسز تھے کہ میں گرے ہی پہنتا۔۔۔اس لیے تم نے بھی وہی پہنا!" خیام کی آواز جوش سے قدرے بلند تھی۔کائنات پہلے تو منہ کھولے

اسے دیکھتی رہی۔۔۔بے یقینی سے! پھر استہزائیہ ہنستی بولی۔

"واؤ! تمہاری امیجینیشن کو اکیس توپوں کی سلامی۔ کہاں سے لائے ہو یہ دماغ؟"

بائیں ہاتھ پر رخسار ٹکاتے اسے متاثر کن نگاہوں سے دیکھا۔ خیام کی نظر اس کے ملتے نیوڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر پڑی اور وہاں سے پھسلتی ہوئی چہرے کے ایک ایک نقش پر۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ بولنا بھول گیا۔

"ایک سیکنڈ! یہ تم اتنی پیاری کس خوشی میں لگ رہی ہو؟" الزام دیتا لہجہ تھا۔

"میرے پیارے لگنے پر کوئی پابندی ہے۔۔۔جس سے میں ناواقف ہوں؟" خفا ہوتے کہا۔ تعریف کرنے کا یہ کون سا انداز تھا؟

"بالکل ہے! کیا پچھلے دو دن بھی اتنی ہی حسین دکھتی رہی ہو؟ وہ بھی میرے بغیر؟ کس کس نے لائینیں نہ ماری ہوں گی؟" لبوں پر دو انگلیاں رکھتے اسے افسوس سے دیکھا۔ جیسے اسے کائنات سے اس بات کی توقع نہ رہی ہو!

"خیام! تم۔۔۔" وہ لاجواب ہوئی۔

"تم سیریئس ہو؟" بدقت تمام اس کی بات ہضم کرتے پوچھا۔

"بالکل! آئندہ تمہارے اتنے خوبصورت دکھنے پر پابندی ہے۔۔۔

"!My heart can't handle, you enchantress

دل پر ہاتھ رکھے سحر زدہ لہجے میں بولا تو کائنات کھلکھلا کر ہنسی۔

"مجھے واقعی لگا تھا کہ تم سنجیدہ ہو لیکن تم ابھی بھی خیام ہی ہو۔۔۔ شکر!" ہنسی روک کر طنزیہ بولی۔

"یہ تعریف تھی یا بے عزتی؟" الجھ کر پوچھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" کائنات کے تیکھے لہجے پر خیام نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"بے عزتی تھی!" بڑبڑاتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی اور کائنات سے ہوٹل کا نام جان کر وقت اور ٹریفک کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین راستے کا انتخاب کر کے اس پر ڈال دی۔

****

ارسلان کمال اپنی گاڑی میں اسٹیئرنگ کے پیچھے ساکن بیٹھا تھا۔سیاہ چشمے کے پیچھے چھپی آنکھیں ہسپتال کے دروازوں پر جمی تھیں۔ کھلی کھڑکی میں رکھے داہنے ہاتھ میں پکڑی سگریٹ وقفے وقفے سے اس کے لبوں تک کا سفر طے کررہی تھی۔ خیام اسے خبردار کرتا کب کا جا چکا تھا۔۔۔ارسلان اس کے اپنی بہن کے لیے محسوسات کو سمجھنے کی کوشش کررہا تھا لیکن کوئی اسے بھی تو سمجھے؟ پانچ سال پہلے اس سے اپنی محبت کا اعتراف کرنے کا حق تک چھین لیا گیا تھا اور اب وہ سامنے آئی بھی تو کن حالوں میں تھی؟ بقول خیام اس کے ہسپتال پہنچنے کا کچھ نہ کچھ ذمہ دار وہ بھی تھا۔۔۔کیسی بے فائدہ محبت تھی اس کی!

ارسلان نے ہاتھ جھٹک کر راکھ جھاڑی اور سگریٹ لبوں کی طرف بڑھایا لیکن فون کی بجتی گھنٹی نے اس کی حرکت روکی۔اس نے ڈیش بورڈ پر سے یوں ہی بے دھیانی میں پھینکا فون اٹھا کر دیکھا۔فرحان کا نام جگمگاتا دیکھ کر سگریٹ کھلے شیشے سے باہر پھینکی اور کال منظور کرتے فون کان سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی یار! کہاں ہو؟"فرحان کی پر تشویش آواز پر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"یو کانٹ بی سیریئس! سارے بورڈ کو کانفرنس روم میں جمع کر کے آپ خود میٹنگ کیسے بھول سکتے ہیں؟"فرحان کا لہجہ بے یقینی لیے ہوئے تھا۔

"وہ آج تھی کیا؟"ارسلان نے فارغ ہاتھ کی بند مٹھی ماتھے پر ٹھونکی۔وہ حقیقتاً بھول گیا تھا۔

"نہیں اگلے سال ہونی ہے۔"فرحان کے سنجیدگی سے کہنے پر ارسلان کا دماغ گھوما۔

"بکواس بند کرو اور میرے سیف سے فائل نکال کر پروپوزل پیش کرو۔۔۔میں تھوڑی دیر تک آرہا ہوں!"کام ضروری تھا اور کچھ ارسلہ سے ملاقات کا امکان بھی نہیں تھا اس لیے ارسلان نے دفتر جانے کا فیصلہ کیا۔اس نے فرحان کا احتجاج نظر انداز کرتے فون بند کرنا چاہا لیکن ہسپتال کا دروازہ دھکیل کر اریشہ کو باہر آتے دیکھ

www.novelsclubb.com

کر اس کا انگوٹھا رکا۔ارسلان نے فون دوبارہ کان سے لگایا۔

"بلکہ میں نہیں آرہا! پریزینٹیشن کے بعد ان کو لنچ کروا کر بھجوا دینا۔"

"لیکن بھائی۔۔۔"مزید کچھ سننے سے پہلے ہی اس نے فون کاٹ دیا اور اریشہ کو گاڑی میں بیٹھ کر جاتا دیکھتا رہا۔فون دوبارہ بج رہا تھا لیکن ارسلان نے ساتھ والی سیٹ پر پھینک دیا اور خود گاڑی سے نکل کر ہسپتال کی طرف بڑھا۔وہ صبح سے یہاں تھا اور جانتا تھا اس وقت اس کے پاس صرف اریشہ ہی تھی۔۔۔ساری آمدورفت اس کے سامنے ہی ہوتی رہی تھی۔وہ بغیر ریسیپشن پر رکے لفٹ کی مدد سے مطلوبہ منزل پر پہنچا۔کمرہ نمبر بھی کائنات سے معلوم کر چکا تھا۔اپنی طرف سے تو پوچھتے ہوئے اس نے احتیاط سے ہی لاپرواہی ظاہر کی تھی لیکن کائنات بے وقوف یا کم عقل نہیں تھی۔وہ اس کا مقصد اچھی طرح جان گئی تھی پر خاموش رہی تھی۔اگر ارسلان بتانا نہیں چاہتا تھا تو وہ بھی اس کا راز،راز ہی رہنے دینا چاہتی تھی۔رہنمائی کے لیے لگے بورڈ کے مطابق راہداری پار کرتے ہوئے اس کی نظریں دروازوں

کے ساتھ لگے نمبروں پر تھیں۔ پیشنٹ روم 209 پر جا کر اس کی تلاش ختم ہوئی اور قدموں میں بھی واضح سستی آئی۔ وہ بے وجہ ہی بھاری ہوئے جا رہے تھے! اس نے ایک بوجھل سانس فضا کے سپرد کی اور ہمت کرتا لکڑی کے بند دروازے کی طرف بڑھا۔ چوکور شیشے سے اندر جھانکا تو دستک دینے کے لیے اٹھا ہاتھ فضا میں ہی معلق رہ گیا۔ نگاہوں کا مرکز سوئی ہوئی ارسلہ کا زرد چہرہ تھا۔ اس نے ہاتھ گرا دیا اور آہستگی سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولتے اندر آیا۔ ارسلان نے عینک اتار کر دور سے ہی اس کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا۔ ماتھے کا ایک کنارہ اور ایک ہاتھ سفید پٹی سے ڈھکے تھے، کندھے پر پلاسٹر چڑھا تھا اور دائیں بازو میں IV ڈرپ لگی تھی۔ سینے سے نیچے تک لحاف نے اس کے باقی جسم کو چھپا رکھا تھا۔ ارسلان نہیں جانتا تھا اسے مزید کتنی چوٹیں آئی ہیں لیکن اسے تو جو نظر آ رہی تھیں وہ بھی نا قابل برداشت لگ رہی تھیں۔ دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔ کسی کا اس پر ہاتھ اٹھانے کا دل بھی کس طرح کر سکتا ہے؟

کوئی ارسلان کمال سے پوچھتا۔۔۔وہ تو سینچ سینچ کر رکھے جانے کے قابل تھی نہ کہ اپنے ہی ہاتھوں سے توڑے جانے کی۔ایک بات تو طے تھی۔۔۔منصور واحد نے ارسلہ سے زیادہ اپنا نقصان کیا تھا اور اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔

ارسلان کمال کو نہیں پتا وہ کتنی دیر وہیں بت بنا کھڑا رہا لیکن ارسلہ کی پلکوں میں ہوتا ارتعاش دیکھ کر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ارسلہ نے آنکھیں کھولیں تو نگاہ سیدھی بند ہوتے دروازے پر پڑی۔

"کون ہے؟"سوئی سوئی سی کمزور آواز تھی۔ارسلان نے سن کر بھی نظر انداز کی اور ہلکی سی درز بھی بند کرتا چلا گیا۔

"ہمم؟"ارسلہ نے جب کچھ انتظار کے بعد بھی کوئی جواب نہ پایا تو سر جھٹکتی خالی نظروں سے چھت کی سفیدی کو گھورنے لگی۔ذہن میں اب بھی سب کچھ تروتازہ تھا۔جتنی مرتبہ بھی آنکھیں بند کر کے کھولتی،کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔کسی منظر کا نقش دھندلا نہیں پڑا تھا۔اپنے پیاروں کے لیے بڑی کوشش کے بعد مسکراہٹ سجا

لیتی تھی لیکن تنہائی میں ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی۔ایک ہی نقطے پر مرتکز آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔۔اشک خاموشی سے بہتے کنپٹیوں کے راستے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ارسلہ نے آہستگی سے پلکیں ایک دوسرے میں پیوست کر دیں۔۔۔یہ ایک،دو دن میں بھرنے والا زخم نہیں تھا!

****

"آپ دونوں کو شادی بہت بہت مبارک ہو!"خیام نے داور مطیع سے معانقہ کرتے کہا۔خوبصورت سلور میکسی میں ملبوس،سر تا پیر سجی نیہا مسکرائی۔

"بہت شکریہ خیام بھائی!آپ وقت نکال کر آئے۔۔۔اور آپ کی بہن کیسی ہیں؟"

"ارسلہ ٹھیک ہے!"خیام نے سر ہلایا اور معذرت کرتا سٹیج سے اتر گیا۔اسے پیاس لگی تھی اور کچھ وہ ہمدردیاں سمیٹنے کے موڈ میں بھی نہیں تھا۔

"میں نے کچھ غلط پوچھ لیا کیا؟"نیہا نے اچنبھے سے کائنات کو دیکھا جس نے کندھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچکا دیے۔

"تھوڑا سینسیٹو ٹاپک ہے نہ ہی چھیڑو تو اچھا ہے!""" صحیح!"اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"داور! ابھی بھی ناراض ہو مجھ سے؟

Sorry for the other day...

میں تب غصے میں تھی!"کائنات نے خود سے لا تعلق بیٹھے داور کو مخاطب کر کے وضاحت پیش کی۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کائنات! تھوڑا سا ہی لحاظ کر لیتا ہے انسان؟"داور نے اب بھی ابرو ناپسندیدگی سے اٹھائے۔

"اچھا نا! آئندہ کر لوں گی لحاظ۔ پکا!"اس نے جوش سے وعدہ کرتے ہوئے بات ختم کرنی چاہی۔

"ابھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔زابر آج بھی آیا ہوا ہے، اپنی کزن کے ساتھ!"داور اسے

ٹٹولتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔لفظ کزن سن کر کائنات کے تاثرات بگڑے۔

"سیریئسلی؟" بھنویں آپس میں ملاتے پوچھا۔

"وہ تمہاری وجہ سے نہیں آنا چاہتا تھا۔میں نے بڑی مشکلوں سے راضی کیا ہے۔

اس لیے

You better not ruin it!"

داور نے مکمل سنجیدگی سے کہا۔

"اوکے!" کائنات نے گہری سانس لی۔

"مجھے اس سے پہلے بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا۔اس دن بھی عکاشہ کا غصہ اس پر نکلا

تھا! بلکہ اچھا ہے وہ یہاں پر ہے۔۔۔میں اس سے ایکسکیوز بھی کر لوں گی۔" اس کو

زابر حسن سے کوئی مسئلہ نہیں تھا اور نہ اپنی غلطی تسلیم کرنے میں کوئی عار تھی۔

"اچھی بات ہے!" داور مسکرایا۔

"ویسے آپس کی بات ہے داور! اس نے تمہیں زیادہ تنگ تو نہیں کیا؟" کائنات نے

آنکھ سے نیہا کی طرف اشارہ کیا۔

"سچ بتادوں ؟"اس نے چہرہ موڑ کر پاس بیٹھی نیہا سے پوچھا جو اسے اور کائنات دونوں کو برابر گھور رہی تھی۔

"کیا یار ؟ تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ تم ابھی سے اس سے ڈرنے لگ گئے تو بعد میں کیا ہو گا ؟!"کائنات نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اس کی حرکتوں پر میرا ڈرنا بنتا بھی ہے۔۔۔ کل رات کو تین بجے میڈم کو پزا کھانا تھا!"داور کا لہجہ شکایتی تھا، کائنات نے قہقہہ لگایا۔

"پھر کہاں سے مہیا کیا؟"وہ دونوں نیہا کے سامنے اس کا ذکر یوں کر رہے تھے جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"اپنا وصی اور کس لیے ہے؟ زبردستی اس کا ریسٹورنٹ کھلوایا تھا۔۔۔اس نے بھی سوتے جاگتے پزا کے قریب قریب کی کوئی چیز بنا کر دے دی تھی۔"داور کو تقریباً بند آنکھوں سے ہاتھ چلاتا وصی یاد آیا تو ہنس دیا۔کائنات اس کے ریسٹورنٹ اونر

کزن سے واقف تھی۔

"تم دونوں تو ناراض ہی اچھے تھے! راضی ہوتے ہی مجھ معصوم کے پیچھے پڑ گئے۔" نیہا نے منہ بناتے کہا۔

"اوہو کائنات! میں نے تعارف تو کروایا ہی نہیں۔۔۔ یہ معصومیت کی دیوی میری بیوی ہے!" داور طنز سے لبریز لہجے میں بولا تو کائنات قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"شرم کا مقام ہے ویسے!" نیہا نے اپنے تین دن پرانے شوہر کو گھورا۔

"ضرور ہوگا لیکن مجھے کیا؟" اس نے بے پروائی سے کندھے اچکائے۔

"بات نہ کرنا اب مجھ سے!" نیہا نے انگلی اٹھا کر خفگی کا اظہار کیا اور رخ موڑ کر خود سے بائیں جانب بیٹھی کائنات کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"کیا ہوا؟" اس نے کائنات کو ایک ہی سمت میں دیکھتے پایا تو پوچھ لیا اور اس کی نظروں کا تعاقب بھی کیا۔ اسٹیج سے کچھ فاصلے پر رابیل مطیع، زابر کی راہ روکے کھڑی تھی اور وہ مارے بندھے اس کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔ کائنات کو

اتنے فاصلے سے بھی زابر کے چہرے پر چھائی بیزاری صاف نظر آ رہی تھی۔

"ان کا بھی کچھ کرنا پڑے گا!" اس نے نیہا کی طرف جھک کر سرگوشی کی۔

"صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔ میں موقع دیکھ کر داور سے بات کروں گی!" نیہا نے سر ہلایا۔ کائنات کے ذہن میں ایک نیا خیال ابھرا تو وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"میرے خیال سے تو یہ موقع ہی بیسٹ ہے!" وہ نیہا کی "رکو تو؟" کی پکار سن کر بھی ان سنی کرتی اسٹیج سے نیچے اتری۔ اس کا رخ رابیل اور زابر کی طرف تھا۔

"آپ نے گھر آنا کیوں چھوڑ دیا؟ میں نے اتنا خوبصورت پورٹریٹ بنایا ہے۔۔۔ آپ کو دیکھنا پڑے گا!" رابیل چمکتی آنکھوں سے اس سے مخاطب تھی۔ کائنات سن کر مسکرائی، یہ لڑکی زابر کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی تھی!

"ضرور آؤں گا بیلا! ابھی اپنے بھائی سے ملنے دو گی؟" زابر نے تحمل سے جواب دیا حالاں کہ اس کا صبر آج کل اپنی عمومی مقدار سے گھٹ کر بہت تھوڑا رہ گیا تھا۔

کائنات ان کی طرف بڑھتے ہوئے انہیں مخاطب کرنے ہی والی تھی جب پتا نہیں

کہاں سے آکر عکاشہ نے اس کا بازو پکڑا۔

"وہاں کہاں جارہی ہو؟" عکاشہ نے اسے کھینچ کر ان دونوں سے کچھ فاصلے پر کیا۔

کائنات نے مٹھیاں بھینچ کر غصیلی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا مسئلہ ہے عکاشہ؟"

"اصل میں تمہیں کیا مسئلہ ہے کائنات؟ ویسے تو تم اسے منہ لگانا پسند نہیں کرتی اور اب اسے کسی اور کے ساتھ دے کر فوراً بھاگی چلی آئیں۔۔۔ کیا چاہتی ہو وہ ساری زندگی تم پر ہی اٹکا رہے؟" اس نے سینے پر ہاتھ باندھے تلخی سے کہا۔ وہ اپنی منصوبہ بندی کے مطابق خیام کو اس سے چھین کر زابر کو بھی اس کے لیے نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ عکاشہ کے نزدیک وہ ان دونوں میں سے کسی کی محبت کی حقدار نہیں تھی!

"میں ایک ہی دفعہ تم سے کہوں گی عکاشہ! مجھ سے دور رہو۔" کائنات نے انگلی اٹھا کر خبردار کیا۔ عکاشہ اس کی واضح تنبیہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"کیوں ؟اگر میں دور نہ رہوں تو۔۔۔کیا کرلو گی ؟"اچانک سنجیدہ ہوتے ایک قدم اس کے قریب آئی۔آج چونکہ کائنات بھی چار انچ کی ہیل میں تھی اس لیے دونوں قدمیں ایک دوسرے کے برابر تھیں۔

"تو پھر تم دیکھ ہی لو گی !"کائنات کی نگاہیں سستی سے ارد گرد پھیلے لوگوں پر سے پھسلتیں ہال کے کونے میں فون کان سے لگائے کھڑے خیام پر رکیں۔اسے یقین تھا وہ اس وقت ارسلہ سے ہی بات کر رہا ہو گا !

Your confidence or should I say "

"!overconfidence is laughable

عکاشہ کے ہونٹ طنزیہ مسکرائے۔کائنات نے بایاں ابرو اٹھاتے اسے دیکھا۔

You say? You can say whatever you want "

"!Akasha! Cause you doesn't matter

وہ سکون سے اسے اس کی اوقات بتاتی وہاں سے جانے لگی لیکن عکاشہ کے سوال

نے اسے روکا۔

"میرا ایک پر خلوص مشورہ مانو گی؟" اسے کائنات کے الفاظ پر غصہ تو بہت آیا تھا لیکن ضبط کرتی مسکرائی۔ کائنات آنکھوں میں الجھن لیے اسے منتظر نگاہوں سے دیکھتی رہی، بولی کچھ نہیں۔

"اپنے لیے کوئی دوسرا شوہر تلاش کر لو کیوں کہ یہ والا میں لے رہی ہوں! پھر نہ کہنا میں نے بتایا نہیں تھا۔" عکاشہ نے کندھے اچکا کر کہا۔ کائنات چند لمحے تو اسے دیکھتی رہی پھر ہنس پڑی۔

"تمہیں یہ غلط فہمی کیونکر ہوئی کہ میرا شوہر تمہاری طرف دیکھے گا بھی؟!" تحقیر بھری نظروں سے عکاشہ کو اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھا۔ بے شک وہ بہت خوبصورت تھی لیکن خیام کا معیار صرف خوبصورتی نہیں تھا۔۔۔ اتنا تو وہ اپنے شوہر کو جانتی تھی!

"دیکھے گا بھی اور اپنائے گا بھی! تمہیں کیا لگتا ہے تم پر دنیا ختم ہو جاتی ہے؟ ایک

معمولی سا برینڈ چلانے کے بعد تم کوئی بہت بڑی انسپیریشن بن گئی ہو؟

"!Strong? Independent? Blah, blah, blah

عکاشہ نے آنکھیں گھمائیں اور کائنات غیر دلچسپی سے اس کی تقریر سنتی رہی جو ابھی بھی جاری تھی۔

"تو تمہاری معلومات کے لیے بتاتی چلوں کہ مرد کو آزاد، خود مختار عورت ذرا اپیل نہیں کرتی! کمزور، خود پر ڈیپینڈ کرنے والی عورت کے لیے مرد ہمیشہ سوفٹ سپاٹ رکھتا ہے اور یہی سوفٹ سپاٹ محبت میں بدل جاتا ہے۔"

"تو پھر میرے ساتھ وقت کیوں ضائع کر رہی ہو؟" کائنات اس کی بے تکی بکواس سے اکتا چکی تھی۔

"جاؤ۔۔۔ کمزوری دکھا کر سوفٹ سپاٹ حاصل کرو! روکا کس نے ہے؟" اس نے آنکھوں سے فون جیب میں ڈال کر ہال کی رونقوں کی طرف واپس آتے خیام کی طرف اشارہ کیا۔ عکاشہ نے ایک نظر خیام کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے واپس اپنے

سامنے کھڑی کائنات کو دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں بکواس کر رہی ہوں؟" اس نے ابرو اٹھاتے پوچھا اور کائنات نے ایک پل کے لیے آنکھیں بند کر کے پورے خلوص سے سر ہلایا۔

"?Shall I prove it to you"

مسکراتا ہوا لہجہ تھا۔ اسے کائنات سے اس قدر بیوقوفی کی توقع نہیں تھی جس نے میدان عکاشہ کے لیے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ وہ عکاشہ کو اپنا حریف نہ سمجھ کر بہت بڑی غلطی کر رہی تھی!

"!Go ahead"

کائنات نے بازو پھیلا کر کہا۔ وہ دراصل متجسس تھی کہ اسے سوفٹ سپاٹ ملتا بھی ہے یا نہیں!

"تم پچھتاؤ گی!" عکاشہ نے پیشگوئی کی۔

"تمہیں میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے!" متاثر ہوئے بغیر کہا۔

www.novelsclubb.com

"Fair enough!"

وہ سر ہلاتی اسے وہیں چھوڑ کر خیام کی طرف بڑھی۔کائنات خاموشی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔خیام شاہ دور سے ہی عکاشہ کو اپنی طرف آتا دیکھ چکا تھا لیکن اس کا رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔وہ اسے نظرانداز کر کے گزر جانا چاہتا تھا اور عکاشہ نے بھی دیکھ کر نگاہیں پھیر لی تھیں۔کائنات آنکھیں چھوٹی کیے انہیں دیکھ رہی تھی اور پھر اس نے عکاشہ کو جان بوجھ کر لڑکھڑاتے اور خیام کو اضطراری انداز میں بازو پھیلا کر اسے پکڑتے دیکھا۔اوہ۔۔۔تو اس کمزوری کی بات کر رہی تھی وہ؟کائنات نے اب کی بار متاثر ہوتے سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"Cheap stunts!"

بڑبڑا کر کہتی،زابر اور رابیل کی تلاش میں دائیں بائیں نگاہ دوڑانے لگی۔رابیل اپنے بھائی،بھابھی کے ساتھ اسٹیج پر نظر آئی اور زابر،داور کے کزنز کے ساتھ باتوں میں مصروف۔وہ اپنا اسٹیج سے اترنے کا مقصد یاد کرتی اس کی طرف بڑھی۔

"Hey, Zabir!"

وہ اس دفعہ بغیر کسی مداخلت کے اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ زابر حسن اسے نظر انداز کر دینا چاہتا تھا لیکن یہ اس کے بس میں نہیں تھا اس لیے ان لڑکوں سے معذرت کرتا کائنات کی طرف چلا آیا۔ وہ پینٹ کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈالے، جوتے کی نوک سے قالین کا کونہ اوپر نیچے کرتا خاموش کھڑا تھا۔

"آئی ایم سوری!" مدھم سی آواز پر اس نے چہرہ اٹھا کر کائنات کو دیکھا۔

"مت کہو۔۔۔ ضرورت نہیں ہے!" بے تاثر لہجے میں کہا۔

"زابر! میں جینوئنلی سوری کہہ رہی ہوں۔" اسے زابر کا انداز طنزیہ لگا تھا لیکن وہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔

"میں بھی جینوئنلی کہہ رہا ہوں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ غلطی میری ہے!"

یکطرفہ محبت کرنا اس کی اپنی غلطی تھی۔۔۔ وہ تسلیم کر چکا تھا!

کائنات سچ اور جھوٹ کی تمیز کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر وہاں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اداسیوں کو ڈیرے جمائے دیکھ کر نگاہ پھیر گئی۔

"تو کیا ہم اب بھی دوست رہ سکتے ہیں؟" پر امید لہجے میں پوچھا۔

"نہیں!" وہ بغیر کسی مروت ولحاظ کے انکار کر گیا۔ دو سال بڑی مروت دکھائی تھی لیکن کیا حاصل ہوا۔۔۔؟ کچھ بھی تو نہیں!

"میرا دل اتنا بڑا نہیں ہے!" زابر حسن اپنی بقیہ زندگی میں کائنات عالم سے کم سے کم سامنا چاہتا تھا!

"ٹھیک ہے! لیکن کبھی میں تمہاری دوست ہوا کرتی تھی اس ناطے سے کچھ کہہ سکتی ہوں؟"

"کہو!" کچھ دیر سوچ بچار کے بعد اجازت دی۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم جلد سے جلد اپنی زندگی میں آگے بڑھ جاؤ!"

"!It's none of your concern"

زابر نے سامنے دیکھتے سرد لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"صحیح کہا!" کائنات خوامخواہ ہنسی۔

"لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہیں رابیل کے ساتھ دیکھ کر مجھے لگا کہ تمہارا آگے بڑھنا اتنا بھی مشکل نہیں ہے!"

"Don't!"

زابر نے اسے سخت نظروں سے دیکھتے تنبیہ کی۔

"Don't you dare matchmake me with anyone!"

وہ چبا چبا کر کہتا آخری نگاہ اس پر ڈال کر پلٹ گیا۔

کائنات کو اس کے فوراً مان جانے کی امید نہیں تھی تو اس قدر شدید انکار کی توقع بھی نہیں تھی! اس کی نظریں زابر کے تعاقب میں گئیں۔ اسے پھر سے داور کے کزنز کے ساتھ مصروف دیکھ کر کائنات نے طویل سانس لی۔ کم از کم اس کی زندگی میں زابر حسن نامی باب بند ہو چکا تھا!

www.novelsclubb.com

"کیا کہہ رہا تھا؟"خیام کب کا عکاشہ کی مصنوعی چوٹ سے نپٹ چکا تھا اور کچھ فاصلے سے ان دونوں کو دیکھتا رہا تھا۔

"کون؟"کائنات نے چونک کر سر اٹھایا۔

"صابر حسن!"خیام نے آنکھوں سے زابر کی طرف اشارہ کیا۔

"کچھ نہیں!"کائنات اس کے بچکانے پن پر مسکرائی۔

"اتنا مشکل نام تو نہیں ہے۔۔۔ز۔ا۔ب۔ر!"اس نے توڑ کر ہجے دہرائے۔

"صابر، زابر یا ایکس وائی زی! کیا میری شکل سے لگتا ہے مجھے فرق پڑتا ہے؟"خیام نے ہاتھ سے اپنے سنجیدہ تاثرات سے سجے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"عکاشہ بی بی سے کیا گفتگو ہوتی رہی ہے۔۔۔بتانا ذرا؟ کیوں کہ مجھے فرق پڑتا ہے!"کائنات نے سینے پر ہاتھ باندھے اور منتظر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"وہ مجھے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کے پاؤں پر بڑی سخت موچ آئی ہے!"اس نے ایمانداری سے کہہ کر کندھے اچکائے۔

"پھر تمہیں یقین آگیا؟"کائنات نے مسکراہٹ چھپانے کی کوشش ہرگز نہیں کی تھی۔

"سو فیصد! یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ؟ میں نے اسی وقت فون کر دیا تھا۔۔۔ ایمبولینس بس آتی ہی ہو گی۔"خیام نے انتہا کی معصومیت سے کہتے سر ہلایا اور کائنات گردن پھینکے ہنستی چلی گئی۔وہ مسکراتا ہوا جگمگاتی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔خیام شاہ کے لیے کائنات عالم آسودگی، سکون اور خوشی کا مترادف بنتی جا رہی تھی!

****

www.novelsclubb.com

"اٹھ اوئے! تیری ملاقات آئی ہے۔"حوالدار کی کڑک آواز پر دیوار سے ٹیک لگا کر اکڑوں بیٹھے منصور واحد نے سر اٹھایا۔چہرے پر دو چیزیں نمایاں تھیں۔۔۔ کئی دنوں کی بڑھی ہوئی ڈاڑھی اور سرخ آنکھیں۔ جسم پر بھی ملگجا سا لباس تھا۔۔۔سیاہ ٹراؤزر اور سرمئی شرٹ۔اس نے بے ترتیب بالوں میں ہاتھ چلاتے حوالات کا

سلاخ دار دروازہ کھولتے حوالدار کو دیکھا۔

"کون ہے؟" وہ حیران ہوا تھا لیکن اس نے اپنی حیرت ظاہر نہیں ہونے دی۔

عدالت سے دس روزہ جسمانی ریمانڈ ملنے کے بعد سے وہ اس سفید دیواروں والے کمرے میں قید رہا تھا۔

"افراز صاحب۔" وہ ہتھکڑی لے کر اس کی طرف بڑھا تو منصور دانت پر دانت جمائے اٹھا۔۔۔اس کا چہرہ بے داغ تھا لیکن باقی جسم کا حشر کر دیا گیا تھا۔

"تو اسے پہلے کی طرح یہیں لے آؤ؟!" اس نے ہتھکڑیوں کے لیے مٹھیاں بند کر کے بازو آگے بڑھائے۔

"ایس پی صاحب کا حکم ہے۔۔۔ان کے دفتر میں ملاقات ہے!" حوالدار نے دونوں کڑیاں اس کی کلائیوں کے گرد بند کر کے چابی جیب میں رکھی۔

"وجہ؟ ایس پی صاحب کی اس عنایت کو میں کیا سمجھوں؟" منصور کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔ اگر اسے زندہ نہ رکھنا ہوتا تو وہ پچھلے سات دن اسے ایک

www.novelsclubb.com

وقت کا کھانا بھی نہ دے رہا ہوتا۔اتنے برے سلوک کے بعد کیا جانے والا ایک ہی انسانی رویہ اسے الجھن میں ڈال رہا تھا۔

"صاحب سے ہی پوچھ لو!"اسے باہر کی طرف دھکیلتے حوالدار نے لاتعلقی ظاہر کی۔منصور اس کے ساتھ چلتا ہوا راہداری سے گزرا جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر وہی سلاخ دار دروازے تھے۔۔۔اندر جھانکنے کی زحمت اس نے نہیں کی تھی۔راہداری کا اختتام کھلے سے کمرے میں ہوا تھا جہاں ترتیب وار انسپکٹر،سب انسپکٹر،اے ایس آئی اور ہیڈ کانسٹیبل وغیرہ کی میزیں لگی ہوئی تھیں۔میزوں کے درمیانی وقفے میں ایک ایک دروازہ تھا جو مختلف دفاتر کو ہال سے ملاتے تھے۔یہ ضلعی سطح کا پولیس اسٹیشن تھا جس میں ایس پی اور ڈی ایس پی بیٹھتے تھے۔وہ خاموشی سے ہال میں موجود پولیس اہلکاروں کی نفرت بھری نگاہیں سہتا ایس پی کے دفتر کی طرف بڑھا۔وہ جانتا تھا ان میں سے کئی اپنی بیویوں سے اس سے بھی برا سلوک کرتے ہوں گے لیکن چونکہ منصور کی خاص خدمت پر انہیں ابراہیم شاہ

سے انعام مل رہا تھا اس لیے وہ بغیر کسی ردوکد اس کو اپنا چھوڑ انسانیت کا سب سے بڑا دشمن سمجھ رہے تھے۔

"سالا____!" کسی طرف سے آتی ماں کی گالی سن کر منصور کے قدم رکے، اس نے خون خوار نگاہوں سے آواز کے مالک کو دیکھا۔ سامنے بندھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں نہ ہوتیں تو وہ اس سے اچھی طرح سمجھ لیتا۔ خیر! یہاں سے نکلنے کے بعد اسے بھی دیکھ لے گا۔۔۔ شکل وہ حفظ کر چکا تھا۔ قید سے آزادی کے بعد نپٹنے والوں کی فہرست میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ فہرست میں اس انسپکٹر سے اوپر کون کون تھا؟ افراز مجاہد کو چھوڑ کر اس کا ہر جاننے والا جو اس کے تھانے میں داخل ہوتے ہی اس سے یوں لاتعلق ہو گیا تھا جیسے کبھی واقفیت ہی نہ رہی ہو! وہ کہاں کی کہاں سوچتا اسی پولیس اہلکار کو گھورے جا رہا تھا اور وہ اس کی گھوری پر آنکھیں نکالتا اس کے سامنے آ پہنچا تھا۔

"آنکھیں نیچی کر۔۔۔ مجھے آنکھیں دکھانے کی تیری ہمت کیسے ہوئی؟" وردی پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگے بیج کے مطابق وہ انسپکٹر افضل تھا۔ حاضرین کے مطابق اسے اب تک ڈر سے سر جھکا لینا چاہیے تھا لیکن منصور نے ایک پل کی طنزیہ مسکراہٹ کے بعد اپنا سر کھینچ کر اس کی ناک پر مار دیا۔ تڑخ کی آواز کے ساتھ افضل کے منہ سے گالیوں کا نہ رکنے والا سلسلہ چل پڑا۔ ناک سے نکلتا خون اس کی مونچھوں کو بھگوتا قطرہ قطرہ فرش پر ٹپکنے لگا۔ وہ غضب ناک نگاہوں سے منصور کے چہرے پر سجی مسکان کو دیکھتا اس کی طرف بڑھا۔ افضل نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر چہرے پر تھپڑوں کی برسات کر دی۔ منصور کو مارتے ہوئے اس نے اپنی پوری طاقت صرف کی تھی جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ سنسنانے لگے تھے، زبان بھی اسی رفتار سے منصور کی سات پشتوں کو قبروں میں بھی شرمندہ ہونے پر مجبور کر رہی تھی لیکن وہ خود کسی چٹان کی طرح ساکن کھڑا تھا۔

"او بس بھی کر افضل؟ پاگل ہو گیا ہے کیا؟" خاموش کھڑے تماشائیوں کو بلآخر ہوش آ گیا تھا۔ وہ بے قابو ہوئے افضل کو کھینچ تان کر منصور سے دور لے گئے۔

منصور نے ہاتھ اٹھا کر ہتھیلی سے ہونٹ کا کنارہ رگڑا، ہاتھ نیچے کیا تو وہ سرخ تھا۔ چہرے پر بھی انگلیوں کے نشان واضح ہونے لگے تھے بلکہ اسے اپنا بایاں گال محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ خالی دماغ کے ساتھ کھڑا یہ تک بھول گیا تھا کہ اسے یہاں لایا ہی کیوں گیا ہے؟!

"اولاٹ صاحب! میں کب تک تیرے انتظار میں کھڑا رہوں؟" پاس کھڑا اہلکار اکتا کر بولا تو منصور چونک کر اسے دیکھنے لگا جس نے جواباً اویس کے دفتر کی طرف اشارہ کر کے اسے چلنے کا کہا۔ اس نے گردن دائیں بائیں کندھوں کی طرف موڑ کر گہری سانس لی اور تنا ہوا جسم ڈھیلا چھوڑا۔۔۔ حرکت پر جوڑ جوڑ نے احتجاج کیا تھا لیکن وہ ہونٹ سیے برداشت کرتا لکڑی کے دروازے کی طرف چل دیا۔ وہ اکیلا ہی اندر داخل ہوا تھا، سپاہی دروازے سے واپس لوٹ گیا۔

"تُو ٹھیک ہے؟" افراز پریشانی سے کہتا اٹھا، اس کے پاس آیا اور اسے گلے لگا کر بھینچا۔ منصور کے ہونٹوں سے بے اختیار ہی سسکاری نکلی تو افراز فوراً پیچھے ہٹا۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ہنگامے کی آوازیں سن چکا تھا لیکن کرسی سے ہلا تک نہیں تھا۔

"کیا بہت مارا ہے؟" اس نے منصور کے کندھے سے شرٹ کھسکا کر سرخ اور جامنی نشانات دیکھے، چہرے پر ابھرے نقش و نگار تو سامنے کی بات تھی!

"پر تیرے لیے تو یہ کچھ بھی نہیں ہے! یاد کر کتنی دفعہ تُو ہڈیاں تک تڑوا چکا ہے۔"

افراز نے ہنستے ہوئے اسی جگہ بھاری ہاتھ مارا تو منصور اسے گالی دیتا پیچھے ہٹا۔

"تیرے جیسے دوست ہوں تو دشمن کی کسی کو کیا ضرورت ہے؟" وہ پھر سے تازہ ہو چکا درد برداشت کرتا میز تک آیا اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

"پھر بھی تُو نے وافر مقدار میں پال رکھے ہیں!" افراز کالے کوٹ کا بٹن کھولتا اپنی چھوڑی ہوئی کرسی پر آ بیٹھا۔ یہ ایس پی اویس امتیاز کا سجا ہوا دفتر تھا۔ کمرے کے وسط میں لکڑی کی میز تھی جس پر سبز کپڑے کے اوپر شیشہ رکھا تھا۔ ایک طرف ڈیسک ٹاپ دوسری طرف صرف فائلوں کے ڈھیر اور بالکل درمیان میں ایک قلم

دان رکھا تھا۔ منصور ٹھک کی آواز کے ساتھ گلاس واپس میز پر رکھتا افراز کے سامنے رکھی کرسی پر آبیٹھا۔ایک تنقیدی جائزہ لیتی نظر اپنے اطراف میں ڈالی۔ داہنی دیوار کے ساتھ دو الماریاں کھڑی تھیں،میز کے پیچھے جناح کی تصویر کے ساتھ چند سرٹیفیکیٹ لگے تھے اور بائیں جانب بڑی سی کھڑکی تھی جس پر پردے برابر تھے۔ پھر اس کی نگاہ ایک کونے میں لگے سی سی ٹی وی کیمرے پر ٹھہر گئی۔

"بند ہے! کلائنٹ سے بات کرتے ہوئے پرائیویسی کو بریچ کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔"افراز نے اس کی نگاہوں کا مرکز دیکھ کر تبصرہ کیا اور اپنے لیدر کے چوکور بیگ میں سے کاغذات نکالنے لگا۔اس کی بات پر منصور ڈھیلا پڑا اور کرسی سے ٹیک لگائے، کہنی ہتھی پر جمائے بائیں ہاتھ سے ناک کی نوک سہلانے لگا۔افراز نے ایک فائل نکال کر اس کی طرف بڑھائی لیکن منصور نے لینے کی بجائے پوچھا۔

"ابراہیم کے پالتو کتے (اویس) نے تجھے اس لگژری کی اجازت کس طرح دی؟"

اس کا اشارہ ہیٹر کی وجہ سے گرم دفتر اور آرام دہ کرسیوں کی طرف تھا ورنہ تو ایک

ہفتے میں گن کر دس منٹ کی دو ملاقاتیں اس کی کوٹھری کے دروازے پر ہوئی تھیں۔

"سر جی! آپ انسان سے کتنے کے مرتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔" دیوار کے اس پار موجود دوسرے کمرے میں مونیٹر سکرین کے سامنے بیٹھے اس کے ماتحت نے کہا، ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی لیکن اویس بے تاثر کھڑا رہا۔

"صرف تین دن کی بات ہے۔۔۔اس کے بعد یہ جان ہی لے گا کہ کتوں والا سلوک دراصل کس کے ساتھ ہوا ہے!" تین دن بعد اس کی عدالت میں پیشی تھی اور ابراہیم شاہ ریمانڈ ریمانڈ کھیلنے کی بجائے اسے حوالات سے جیل پہنچانا چاہتے تھے!

"اپنے سینیئر سے سفارش کروائی ہے۔۔۔وہ بھی بڑی مشکل سے مانا ہے!" افراز نے فائل کھول کر اس پر نگاہ دوڑاتے جواب دیا۔اس کے ہاتھ میں ارسلہ کی میڈیکل رپورٹ تھی، جس کی روشنی میں منصور واحد سو فیصد قصوروار تھا۔

"باہر کیا ہو رہا ہے افراز؟ میں جس ارسلہ کو جانتا ہوں اسے اب تک مجھے یہاں سے نکلوا کر میرے قدموں میں گر کر معافی مانگ رہی ہونا چاہیے تھا!" حوالات میں اس کے پاس وقت ہی وقت تھا۔ جب وہ پتلی سی دری سے ڈھکے فرش پر بے سدھ پڑا درد سے نہیں نپٹ رہا ہوتا تھا تب اس کی سوچوں کا مرکز ارسلہ ہی ہوا کرتی تھی۔

"جو تم اس کے ساتھ کر چکے ہو اس کے بعد بھی یہ گمان پالنا۔۔۔؟ تمہاری ہی ہمت ہے!" افراز نے فائل اس کے سامنے میز پر پٹخی۔ آدھے صفحے پر ارسلہ کی بے رنگ تصویر تھی اور باقی آدھے پر ڈاکٹر کی تشخیص لکھی تھی۔ منصور کی نظریں اس کے رخسار اور گردن پر چھپے اپنی انگلیوں کے نشان پر جم گئیں۔ ارسلہ کی آنکھیں بند تھیں لیکن منصور کو اندازہ تھا کھلی بھی ہوتیں تو خالی ہوتیں!

"تو؟ کون سا پہلی دفعہ کیا ہے؟ وہ اس سب کی عادی ہو چکی ہے!" منصور نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔ افراز نے غصے سے فائل پر ہاتھ مارا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے چہرے کے بالکل سامنے چیخا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں تجھے کتنی دفعہ منع کر چکا تھا؟ کتنی دفعہ کہا تھا بے وجہ ہاتھ مت اٹھایا کر؟! وہ بے شک تیری مار کی عادی ہو چکی تھی لیکن تیری وجہ سے اپنی اولاد کو کھونے کا اس کا پہلا تجربہ ہے!" اس کی آواز صرف کمرے تک محدود نہیں رہی تھی لیکن باہر والوں کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔۔ منصور کے لیے تھی!

"کیا بکواس کر رہا ہے؟" اس نے افراز کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے دور کیا اور خود بھی کھڑا ہوا۔ لال انگارہ آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں۔

A hit in the abdomen caused placental "

".abruption leading to pregnancy loss

افراز نے میز پر پڑی فائل کی مطلوبہ سطر پر ہاتھ رکھتے اونچی آواز میں پڑھا۔ منصور حد درجہ بے یقینی سے اسی ایک سطر کو بار بار پڑھنے لگا۔۔۔ یہاں تک کہ آنکھیں دھندلا گئیں۔

"حد ہوتی ہے کسی بات کی منصور! لیکن اس دفعہ تُو ہر حد پار کر چکا ہے۔" اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تاسف سے کہتے آنسو بہاتے منصور کو دیکھا اور دو قدم پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے برعکس منصور اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں سے بے خبر تھا۔۔۔اس نے بگڑے تنفس کے ساتھ چیختے ہوئے بندھے ہاتھ مار کر اوپر تلے رکھی فائلیں گرا دیں پھر کہنیاں میز پر ٹکائے ہاتھوں پر سر رکھے رونے لگا۔افراز خاموشی سے کرسی کے بازو پر کہنیاں ٹکائے بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔اپنا دل ٹٹولتا تو اس میں منصور کے لیے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔۔۔وہ اپنی اس حالت کا ذمہ دار خود تھا! اس نے بطور دوست بہت دفعہ اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کی تھی لیکن کامیابی ایک بھی دفع بھی نہیں مل سکی تھی۔اب تو وہ اپنے دوست سے پوری طرح سے مایوس ہو چکا تھا لیکن پھر بھی باقی دنیا کی طرح اسے چھوڑ نہیں سکا تھا۔دوستی چیز ہی ایسی تھی۔۔۔وہ بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور کچھ وہ منصور کو اس موجودہ صورتحال میں پہنچانے والے عناصر سے بھی واقف تھا لیکن اتنا بہت ہوتا ہے! منصور کا پاگل پن کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔پھر کسی کو تو اسے روکنا

ہی تھا نا؟ پھر چاہے وہ ابراہیم شاہ ہوتے یا افراز مجاہد خود!

منصور واحد کو چند منٹ لگے تھے اس بالکل غیر متوقع نقصان کو ہضم کرنے میں۔۔۔اس کی اولاد وہ واحد چیز تھی جو اس کے نزدیک ارسلہ کو اپنے ساتھ باندھے رکھنے کی ضمانت تھی اور جسے وہ اب کھو چکا تھا۔اسے سب کچھ ریت کی طرح مٹھی سے پھسلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔سب کچھ! ارسلہ، اپنی اولاد، زندگی، خوشی، آزادی، محبت۔ منصور کا سب کچھ داؤ پر لگ چکا تھا۔ایسا نہیں تھا کہ اس نے خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن وہ اپنی کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔اس نے آنکھیں رگڑ کر چہرہ اٹھایا اور افراز کو گہری نظروں سے دیکھا۔

"تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی؟ وہ میری اولاد تھی۔۔۔کوئی بلی کا بچہ نہیں! میں ابھی تک یہاں کیوں ہوں؟ باہر کیا ہو رہا ہے افراز؟" آخر میں پہلے سے ہی کیا جا چکا سوال دہرایا کیونکہ اس کی غیر موجودگی میں پیچھے جو کچھ ہو رہا تھا وہ اس کا دماغ خراب کرنے کے لیے کافی تھا۔افراز نے خود پر جمی اس کی مشکوک نگاہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھی اور گہری سانس لیتا ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"مجھ سے بھی ارسلہ کی حالت چھپائی گئی تھی۔۔۔یہ رپورٹ بھی عدالت میں جمع کروانے کے لیے تیار ہوئی ہے اور بڑی مشکلوں سے میرے ہاتھ آئی ہے۔ابراہیم شاہ تجھے اندر رکھنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور اسے لگانا چاہیے بھی!"
اس نے فائل لے کر بند کی اور کندھے اچکائے۔۔۔لہجے میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔افراز یوں بھی بات منہ پر مار دینے کا عادی تھا۔منصور چہرے پر ہاتھ پھیرتا اس کی وضاحت پر غور و فکر کرتا کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

"تُو نے رابطہ کیا تھا؟کیا میری ضمانت کے لیے کوئی بھی تیار نہیں ہوا؟آئی نیڈ ٹو سی ہر۔۔۔اگر میں یہیں بند رہا تو وہ مجھ سے بہت دور کر دی جائے گی!"وہ سر جھکائے بیٹھا اپنے جوتوں پر جمی گرد کو تک رہا تھا۔افراز نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا،وہ ان سب لوگوں سے رابطہ کر چکا تھا جن سے منصور کو اپنا ضامن بننے کی توقع تھی۔

"تھینکس ٹو حشمت خان۔۔۔کوئی بھی تیری امانت کروانے پر تیار نہیں ہے!اور

یہ میں تجھے بطور وکیل نہیں بطور ایک دوست کہہ رہا ہوں۔۔۔ارسلہ کو بھول جا۔"

منصور اس کی دوستانہ نصیحت کو نظرانداز کرتا،اس سے پہلی معلومات پر سوچ میں ڈوبا تھا۔

"حشمت خان اس اکویشن میں کہاں سے ٹپک پڑا؟ کچھ بھی کر افراز۔۔۔مجھے نکال یہاں سے! میں جانتا ہوں ارسلہ کو۔۔۔رو رو کر حشر کر لیا ہو گا اس نے اپنا!"

"تُو پاگل ہے؟ تجھے کیوں لگتا ہے کہ وہ تیری شکل بھی دیکھنا چاہے گی؟ چل فرض کر میں تیری ضمانت کروا دیتا ہوں۔۔۔تجھے کیا لگتا ہے ابراہیم شاہ تجھے اپنی بیٹی کے قریب بھی پھٹکنے دے گا؟"

"مجھے فرق نہیں پڑتا! تُو بس مجھے یہاں سے نکال۔۔۔باقی میں خود دیکھ لوں گا۔"

منصور کا انداز کب کا دوستانہ سے تحکمانہ ہو چکا تھا۔افراز نے سن کر قہقہہ لگایا۔

"I hate to burst your bubble...

لیکن یہ فائل ہی کافی ہے تجھے سزا دلوانے کے لیے!" سیاہ کور والی فائل اس کے سامنے کی۔

"وہ خود گری تھی!" منصور کے نزدیک وہ اب بھی بے قصور تھا۔

"کوئی نہیں مانے گا۔۔۔ یہاں تک کہ میں بھی نہیں!" افراز نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اس کے چہرے پر شرمندگی تلاشنی چاہی لیکن بے فائدہ!

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ مجھے یہاں سے نکال! پھر ارسلہ اعتراف کرے گی کہ وہ خود گری تھی۔"

"تیرے دماغ میں شاید میری بات گھس نہیں رہی۔۔۔ تُو اس سزا سے کسی بھی طرح نہیں بچ سکتا!" افراز اس کی ایک ہی رٹ سے تنگ آچکا تھا۔۔۔ وہ بچ سکتا تھا لیکن افراز اسے بچانا چاہتا نہیں تھا!

"جج کو پیسہ کھلا دے۔" منصور کو اس کی سزا سزا کی تکرار سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"کون سا پیسہ بھائی؟ تُو نے ابراہیم شاہ کو سمجھا کیا ہوا ہے؟ وہ کوئی ریٹارڈ نہیں ہے!

تیرا مال، ڈیپو، وئیر ہاؤس، اکاؤنٹس اور بندے سب اس کے قبضے میں ہیں۔ تُو اس وقت اتنا ہی کنگال ہے جتنا ارسلہ سے شادی سے پہلے تھا!"

"اور وہ جب یہ سب کر رہا تھا تو کیا کر رہا تھا؟" منصور نے مٹھیاں بھینچ کر غصہ دبانا چاہا، نتھنے پھولنے پچکنے لگے تھے۔

"میں کیا کر رہا تھا؟" افراز نے سوالیہ ابرو اٹھائے پھر کالے کوٹ کا کالر اٹھا کر اسے دکھاتا بولا۔

"تُو شاید بھول رہا ہے کہ میں ایک وکیل ہوں! جواب تک تیرے سیاہ کو سفید کرتا آیا ہے۔۔۔اس سے زیادہ کا ذمہ دار میں نہیں ہوں!" اس نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

منصور کا سوچ سوچ کر فشار خون بڑھ رہا تھا۔ اسے سالوں لگے تھے ابراہیم شاہ کے پیسے سے اپنے غیر قانونی کاروبار کو مضبوط کرتے اور اتنے ہی مضبوط تعلقات بناتے لیکن پہلی ہی ٹھوکر پر سب راکھ کا ڈھیر ثابت ہوا تھا۔ اس کے پیسے پر پلنے والے رشوت خور بیوروکریٹس اور سیاستدانوں نے وقت پڑنے پر بڑی تیزی سے آنکھیں

پھیر لی تھیں۔

"ایک ایک کو دیکھ لوں گا!" وہ دانت پیستا کہہ کر اٹھا اور کھڑکی تک جا کر پردہ ہٹائے باہر دیکھنے لگا۔ نظریں تو سڑک پر دوڑتی گاڑیوں پر تھیں لیکن دھیان کہیں دور پرواز کر رہا تھا۔

"پھر اب کیا ہو گا؟" پلٹے بغیر افراز سے پوچھا۔

"کم از کم بھی ایک سال کی سزا!"

"تچ! تین سو پینسٹھ دن بہت زیادہ ہیں۔" سر نفی میں ہلا کر پلٹا۔

"او بھائی! اگر ابراہیم شاہ نے تیرا غیر قانونی دھندہ ایکسپوز کر دیا تو سال چھوڑ ساری زندگی جیل میں سڑے گا!" منصور اس کے الفاظ کو سنجیدہ نہیں لے رہا تھا اور افراز اب حلق تک تنگ آ چکا تھا۔

"نہیں کرے گا!" اس نے پرزور نفی کی۔ "پوچھ کیوں؟"

"بتا ہی دے پھر کیوں؟" افراز نے اس کے ڈرامائی انداز پر آنکھیں گھمائیں۔

"کیوں کہ میں ارسلہ کے نام رجسٹرڈ کمپنی کا ٹرانسپورٹ استعمال کرتا رہا ہوں!"

وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"یعنی تُو نے کوئی ثبوت پیچھے نہیں چھوڑا۔۔۔اور چونکہ سب بیٹی کے نام ہے اس لیے ابراہیم شاہ بھی کچھ نہیں کرے گا!؟"

"سو فیصد!" منصور نے سر ہلاتے حامی بھری۔

"جو پیسہ کھلاتا رہا ہے وہ بھی تُو نے اپنے اکاؤنٹ سے نہیں بجھوایا؟" افراز ہر طرف سے محفوظ ہونا چاہتا تھا۔وہ صرف ارسلہ کے معاملے پر اسے سزا دلوانے کے حق میں تھا۔۔۔باقی سب تو ان کا سانجھا تھا!

"پاگل سمجھا ہوا ہے مجھے؟ابو یئسلی نہیں!"

"بس پھر ٹھیک ہے۔گھریلو تشدد کے علاوہ عدالت میں اور کچھ نہیں ثابت کیا جا سکتا۔۔۔اگر کچھ اور ایسا ہے جو تیرے خلاف استعمال ہو سکتا ہے تو مجھے ابھی بتا دے؟عدالت میں کوئی سرپرائز ملا تو مجھے ڈر ہے میری پہنچ سے باہر ہو جانا

معاملہ!"

"کچھ بھی ن۔۔۔"وہ انکار کرتے کرتے رک گیا،افراز ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"کیا؟"آنکھیں چھوٹی کیے مطالبہ کیا۔

"لعنت ہے مجھ پر!"منصور نے ہونٹ کچلا۔

"مجھے بھی بتا۔۔۔پھر میں بھی بھیجتا ہوں تجھ پر!"افراد نے اسے گھورا۔

"میری گن!"منصور نے آنکھیں بند کر کے مٹھی سے ماتھا بجایا۔

"ڈونٹ ٹیل می۔۔۔دس دن پہلے تیرے جگری یار رانا لطیف کے قتل میں وہی استعمال ہوئی ہے؟"افراز اس کی ڈیلر کے ساتھ ہوئی جھڑپ سے واقف تھا لیکن اس بات سے واقف نہیں تھا کہ آلہ واردات وہ ابھی تک سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔

منصور کی خاموشی مجرمانہ تھی۔

"جگری یار____"اس کے گالی بکنے پر افراز نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ہاں! یہ اہم لگ رہا ہے تجھے؟اگر کسی کے ہاتھ لگ گئی تو تُو ختم ہے بھائی!"

"جانتا ہوں!" اس نے بوجھل سانس فضا کے سپرد کی۔

"لیس سر جی! کم از کم رانا لطیف کی روح کو تو سکون ملنے والا ہے۔" ڈی ایس پی نے میز پر انگلیاں بجاتے کہا۔

"محسن! ہر دو منٹ بعد تمہارا منہ کھولنا ضروری ہے؟" وہ جو سکرین پر جھکا پوری توجہ سے ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، تپ گیا۔

"سوری سر!" اویس جواب دیئے بغیر سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"دعا کر۔۔۔ وہ اب تک کسی اور کے ہاتھ نہ لگی ہو اور میرے علاوہ کسی کے ہاتھ لگے بھی نہ!" افراز تیزی سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

"کہاں جا رہا ہے؟ بیٹھ جا۔۔۔ اگر کسی کے ہاتھ لگنی ہوئی تو کب کی لگ چکی ہو گی اور اگر وہیں ہوئی تو اپنے آپ تو کہیں جانے سے رہی۔ مجھے تجھ سے ایک اور ضروری کام ہے۔"

"صحیح کہہ رہا ہے!" افراز نے طویل سانس لی۔

"واحد صاحب کو فون ملا ذرا؟!" چند لمحوں کی پریشانی کے بعد وہ اب پر سکون ہو چکا تھا۔

"کیوں؟" اس نے جیب سے موبائل نکال کر اسے تولتی نگاہوں سے دیکھا۔

"حال چال پوچھنا ہے ان کا!" الفاظ کے برعکس لہجہ لاتعلق سا تھا۔

"اس فون کال کا تجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔۔۔ تُو جانتا ہے نا؟ الٹا میرے پیسے برباد ہوں گے!" آخر میں وہ بڑبڑایا لیکن منصور سن چکا تھا۔

"اوئے فقیر! اس وقت تو اپنا چو***نہ دکھا۔" غصیلے لہجے پر افراز نے قہقہہ لگایا۔۔۔ وہ بھی منصور کی طرح تازہ تازہ پڑی افتاد کے اثر سے نکل آیا تھا۔ جس کام میں وہ پڑ چکے تھے اس میں بارود کے ڈھیر پر بیٹھ کر بھی وہ ہنسی مذاق کر لیا کرتے تھے۔ ابتدائی جھٹکے کے بعد سب کچھ پہلے جیسا ہو جاتا تھا اور پھر یہ تو ان کا سالوں کا تجربہ تھا کہ ٹھنڈے دماغ کے ساتھ سوچنے بیٹھیں تو بظاہر نہ سلجھنے والی گھتی بھی آسانی سے سلجھ جاتی ہے بشرطیکہ آپ معمولی اعصاب کے مالک نہ ہوں! اسلحے کی

اسمگلنگ عام اعصاب رکھنے والوں کے بس کا روگ تھا بھی نہیں!

"انٹرنیشنل کال ہے یار! امریکہ تک جانی ہے۔۔۔ہائے میرا بیلنس!" اس نے نمبر نکال کر ملاتے ملاتے انگلی روک دی۔اسے پر تشویش انداز میں اپنے فون کو دیکھتا پا کر منصور نے اس کی پنڈلی پر جوتے سمیت پاؤں مارا۔

"ذلیل____!" افراز جھک کر پنڈلی سہلانے لگا۔منصور خاموشی سے اس کی حرکتیں برداشت کر رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی نہ ہوتی تو اب تک افراز اپنا جبڑا بھی سہلا رہا ہوتا۔

"سر جی! صرف مجھے لگ رہا ہے یا یہ دونوں واقعی ایس پی اویس امتیاز کے دفتر کو اپنا ڈرائنگ روم سمجھ رہے ہیں؟!" محسن پچھلی ڈانٹ شاید بھول چکا تھا۔

"تم پھر بولے؟ اٹھا کر باہر پھینک دوں گا اگر اب منہ کھولا تو!" اویس عموماً ماتحتوں کے سامنے اپنا آپا نہیں کھوتا تھا لیکن چونکہ منصور فی الحال پہنچ سے دور تھا اس لیے کسی نہ کسی پر تو بھڑاس نکلنی ہی تھی۔ محسن نے ہونٹ سینے کا اشارہ کیا۔

"بڑی کتی چیز ہے!" منصور کا صبر جواب دے گیا تو اس نے آگے بڑھ کر افراز کے ہاتھ سے فون جھپٹا اور نمبر ملا کر اسپیکر پر کر دیا۔ گھنٹی جانے کی آواز پر اس نے فون میز پر رکھا تو افراز نے بھی اپنا ڈرامہ بند کر دیا۔ ویسے وہ سر نفی میں ہلاتا منصور کو اب بھی واحد ظہیر سے گفتگو کرنے سے روک رہا تھا۔

"کیوں فون کیا ہے افراز؟" بھاری آواز تھی لیکن لہجہ غیر دلچسپ سا تھا۔

"افراز نے نہیں کیا!" منصور نے زہر خند مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اوہ! تو میرے ہونہار سپوت نے کیا ہے۔" واحد ظہیر نے قہقہہ لگاتے کہا اور منصور نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"ادھر میں سوچ رہا ہوں اب تک آپ نے کیوں نہیں کیا؟ مہینا تو شروع ہو چکا ہے لیکن لگتا ہے ابھی تک پچھلے پیسے ختم نہیں ہوئے۔ خیر تو ہے۔۔۔ آپ نے کب سے کفایت شعاری شروع کر دی؟" ایک ایک لفظ میں گہرا طنز تھا لیکن واحد ظہیر کو کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ انہیں صرف پیسے سے مطلب تھا اور وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مطلب بخوبی پورا ہو رہا تھا۔

"مجھے لگا تھا جیل میں فون کی سہولت نہیں ہو گی۔۔۔اس لیے نہیں کیا تھا لیکن افراز کو تو میں بھول ہی گیا تھا!"فون کے اسپیکر سے آتی محظوظ سی آواز پر افراز نے آنکھیں گھمائیں۔

"اسی لیے میں نے یاد کر لیا آپ کو! آپ جانتے ہی ہیں جیل میں ہوں اس وجہ سے پیسے نہیں بھجوا سکا لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئندہ بھی آپ کو پیسے ملتے رہیں تو اس کے لیے پاکستان آنا پڑے گا۔"

NC www.novelsclubb.com

"اور پاکستان آکر کیا کرنا پڑے گا؟"

"میری ضمانت۔۔۔"واحد ظہیر کے قہقہے پر منصور واحد کی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی تھی اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔

"منصور۔۔۔منصور۔۔۔منصور!"ان کے مسکراتے لہجے میں اس کے لیے ہمدردی بھی شامل تھی۔

"میں پاکستان نہیں آؤں گا۔۔۔جانتے ہو کیوں؟کیوں کہ یکم تاریخ کو ہی تمہارے اکاؤنٹ سے میرے اکاونٹ میں ایک کی بجائے ڈیڑھ لاکھ ڈالرز ٹرانسفر ہو گئے تھے۔اب سوچو کس نے کیے ہوں گے؟"مذاق اڑاتی آواز پر منصور کا دل چاہا فون میں ہاتھ ڈال کر واحد ظہیر کا گلا پکڑ لے لیکن حقیقت میں صرف مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔اس کی خاموشی پر واحد ظہیر خود ہی بولے۔

"بالکل صحیح سمجھے ہو۔۔۔ابراہیم شاہ!تمہاری ماں کا باپ مجبور تھا لیکن ہر لڑکی کا باپ مجبور ہو یہ ضروری تو نہیں۔"

"ماموں!"منصور کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھے جانے پر وہ چلایا تھا۔واحد ظہیر اس کے والد نہیں ماموں تھے اور بہت کم لوگ اس سچائی سے واقف تھے۔

"چلاؤ مت!"فون کی دوسری طرف سے وہ بھی چیخے تھے۔

"پال پوس کر میں نے بڑا کیا لیکن گندے خون نے اپنا اثر تو دکھانا ہی تھا اور مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے یہ بتاتے ہوئے کہ تمہارا حشر بھی تمہارے باپ جیسا ہی

ہو گا!" وہ اپنی بات مکمل کر کے فون بند کر چکے تھے۔ منصور بت بنا بیٹھا تھا۔۔۔ الفاظ پلٹ پلٹ کر اندر کہیں سالوں پرانے زخموں کو کرید رہے تھے۔ وہ ان سے پوچھنا چاہتا تھا۔۔۔ پال پوس کر بڑا کیا تھا یا مار مار کر؟ جو نچلے طبقے کے ہر دوسرے گھر کی کہانی تھی وہی اس کی بھی تھی۔ گنوار، جاہل، اپنی مردانگی کے زعم میں گرفتار باپ اور پہلے پہل کو کمزور دبو سی ماں جو اس کی پیدائش کے بعد سے اپنے خاوند کو دوبدو جواب دینے لگی تھی۔ ہمارے معاشرے کے مردوں کو پتا نہیں اپنا حق مانگتی عورت برداشت کیوں نہیں ہوتی؟ اس کے باپ سے بھی نہیں ہوئی تھی لیکن طاہرہ، منصور کی ماں، نے مزید سہنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ نہایت مجبوری کے عالم میں پانچ سالہ منصور کو چھوڑ کر اس کے باپ کے کسی دوست کی مدد سے اس جہنم سے نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ محلے والوں نے دیکھ لیا اور مار پیٹ کی آوازوں پر جو کنی کترا کر گزر جاتے تھے۔۔۔ انہوں نے اسے آزادی حاصل کرتے دیکھ کر بدکرداری کا ٹھپا لگا دیا۔ پھر وہی معاشرہ جس نے مردوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی

ہے اور جس کی ہر پابندی صرف عورت کے لیے مختص ہے!

اس کے باپ نے نام نہاد غیرت میں آکر طاہرہ کو تو مارا ہی مارا، اپنے دوست کی جان بھی لے لی اور خود جیل چلا گیا۔ اگر صرف طاہرہ کو مارا ہوتا تو ہرگز جیل نہ جاتا کیوں کہ ایسے غیرت مند مردوں کا لوگ شانہ تھپکتے ہیں۔۔۔ ہمارا المیہ!

دراصل جس دوست کو ناحق مارا تھا اس کے گھر والوں کی کوششوں سے وہ جیل پہنچا تھا اور پھر وہیں مرا تھا۔ پیچھے طاہرہ کے غم میں اس کے نانا بھی انتقال کر گئے اور منصور کا بچپن تباہ ہو گیا۔ وہ ایک جہنم سے نکل کر دوسری میں منتقل ہو گیا۔ باہر والے تو بہت بعد میں۔۔۔ اس کے گھر والے پہلے اسے ان سب باتوں کا قصوروار ٹھہراتے تھے جن میں سب سے زیادہ بے قصور وہ تھا۔ وہ آج جیسا تھا، جو بھی تھا۔۔۔ انہی لوگوں کی مہربانی سے تھا۔ جنہوں نے اسے کبھی بھولنے ہی نہیں دیا تھا کہ اس کا باپ کون تھا یا اس کی ماں اسے چھوڑ کر اپنے کسی یار کے ساتھ بھاگی تھی۔

اس کا ذہن یہ باتیں سن سن کر بڑا ہوا تھا اور کتنا ہی وہ خود کو بہلاتا کہ وہ اپنے باپ

جیسا نہیں بنے گا۔۔۔وہ اپنی کوششوں کے باوجود ویسا ہی بن چکا تھا۔شاید واحد ظہیر کی پیش گوئی بھی سچ ہو جاتی کہ اس کا حشر اس کے باپ جیسا ہی ہو گا۔'باپ جیسا' لفظ جا کر پہلے سے ہی زخم زخم دل پر لگا تھا۔۔۔اس نے چلاتے ہوئے افراز کا فون پکڑا اور فرش پر پھینک کر اپنے بوٹ سے توڑنے لگا۔بکھرے بالوں،لال انگارہ آنکھوں اور میلے حلیے میں وہ کوئی جنونی لگ رہا تھا۔افراز کو اسی بات کا،اسی رد عمل کا اندیشہ تھا۔وہ اپنے دوست کو کبھی بھی اس مقام پر نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ منصور ویسا ہی بن جائے جس سے نفرت کرتا آیا تھا لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکا تھا۔افراز ایک متاسفانہ نگاہ اس پر ڈالتا اٹھا اور گردن کی پشت سے پکڑ کر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔

"بکواس کر رہا تھا وہ۔۔۔میں اپنے باپ جیسا نہیں ہوں!میں کبھی بھی ارسلہ کو جان سے نہیں مار سکتا۔۔۔میں تو ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا!"وہ بالکل مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔انداز ایسا تھا جیسے وہ افراز سے نہیں اپنے آپ سے مخاطب ہو۔

افراز کو نظر نہیں آرہے تھے لیکن وہ اس کے گرتے آنسوؤں سے واقف تھا۔

"نہیں منصور! وہ بکواس نہیں تھی۔۔۔سچ تھا!" یہ الفاظ ادا کرتے وقت افراز کے لہجے میں کوئی لچک نہیں تھی۔ منصور کے بندھے ہاتھوں نے دھکا دے کر اسے خود سے دور کیا، وہ نم آنکھیں پھیلائے بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔افراز کو اس پر بڑا ترس آیا لیکن وہ اسے جھوٹی تسلیاں نہیں دینے والا تھا!

"بلکہ کہنا چاہیے تو اپنے باپ سے بھی گیا گزرا ہے۔۔۔اس نے کم از کم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے بچے کو تو نہیں مارا تھا!" منصور نے آج سے پہلے بہت سوں کو خود سے گھن کھاتے دیکھا تھا۔۔۔اس کا ماموں، ممانی، ان کے بچے، رشتے دار، محلے دار لیکن افراز آج سے پہلے اس فہرست میں شامل نہیں ہوا تھا۔

"میں نے اپنے بچے کو نہیں مارا ہے!" منصور نے افراز کا گریبان پکڑتے چلا کر کہا۔۔۔بے یقینی سے رکے آنسو پھر سے بہنے لگے۔

"میں نے اسے نہیں مارا۔۔۔سمجھا تو؟!" وہ ایک دفعہ پھر دہاڑا لیکن افراز کو قائل

نہ ہوتا دیکھ کر اس کی گرفت ہلکی پڑی۔

"وہ خود سیڑھیوں سے گری تھی!" اس کا کوٹ چھوڑ کر بڑبڑایا۔

"تو کیا میں نے مارا ہے؟ میں نے اس کا یہ حال کیا ہے؟ میں نے اسے سیڑھیوں سے گرنے پر مجبور کیا تھا؟" افراز نے فائل سے صفحہ پھاڑ کر اس کے سامنے کیا۔۔۔ بے ہوش ارسلہ کا انگلیوں کے نشانات سے سجا چہرہ اس کے سامنے تھا۔

"چپ کر جا۔۔۔ چپ کر جا! میں نے اسے نہیں مارا۔" کاغذ اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر کرسی کو ٹھوکر مارتا، روتا ہوا میز سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔ جلتی آنکھوں سے گرم گرم آنسو نکل کر رخساروں پر لکیریں بناتے جا رہے تھے۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ معاف کر دو ارسلہ! میں اسے نہیں مارنا چاہتا تھا۔۔ میں تمہیں بھی نہیں مارنا چاہتا تھا لیکن۔۔۔" اس کی نگاہوں کے سامنے ارسلہ اور ارسلان گھوم گئے تو وہ بات ادھوری چھوڑ کر منہ پر ہاتھ کی پشت رکھے اپنی سسکیاں روکنے لگا۔ افراز نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نظریں اس کے وجود سے ہٹا لیں۔ اسے

ڈر تھا کہ زیادہ دیر منصور کو اس حالت میں دیکھنے پر وہ ارسلہ کو انصاف دلانے کے اپنے ارادے سے باز آجائے گا۔وہ منصور کو بچا کر ایک اور طاہرہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔اس نے فائل بیگ میں رکھی اور وہ ایک صفحہ منصور کے پاس ہی رہنے دیا پھر اپنا بیگ اٹھا کر آنکھیں مسل کر صاف کرتا کمرے سے نکل گیا۔

منصور اگلے آدھے گھنٹے تک وہیں پر بیٹھا۔۔۔ارسلہ کا چہرہ لبوں سے لگائے روتا رہا اور اویس ساتھ والے کمرے میں کرسی پر جھولتا اسے دیکھتا رہا۔عجیب جانور ہے انسان بھی۔۔۔جن سے محبت کرتا ہے دکھ،تکلیف،اذیت بھی خود ہی ان کے حوالے کر دیتا ہے!

اس کے اشارے پر دو کانسٹیبل منصور کو لینے کے لیے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر اس نے تیزی سے چہرہ صاف کیا اور لڑکھڑاتا ہوا اٹھا پھر ان کے ہاتھ لگانے سے پہلے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھ چکا تھا۔دروازہ پار کر کے غائب ہوتی اس کی پشت کو دیکھ کر اویس کو اس سے کچھ کچھ ہمدردی ہوئی تھی لیکن پھر یہ سوچ

www.novelsclubb.com

کر سر جھٹک دیا کہ سب کچھ اس کا اپنا بویا ہوا تھا!

****

مغرب میں ڈوبتے نارنجی گولے کی آخری کرنوں نے چہار سو شام کی اداسی بکھیر رکھی تھی۔اس سنہری پن کا حصہ بنے فضا میں پر پھیلائے طائر اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف محو سفر تھے۔خیام شاہ ہسپتال کے باہر سنگی بینچ پر بیٹھا قدرت کے رنگوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔سارا دن ارسلہ کے کمرے میں گزارنے کے بعد اسے تازہ ہوا کے لیے کھلی فضا میں آنے کی شدید طلب ہوئی تھی اور اسی لیے وہ یہاں بیٹھا تھا۔ وہ الگ بات ہے گاڑیوں کے دھوئیں اور شور نے سر میں درد کر دی تھی لیکن ابھی اس کا اٹھ کر جانے کا ارادہ نہیں تھا۔وہ کچھ دیر یہاں بیٹھ کر آسمان اور اس کے بدلتے رنگوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔ارسلہ اس سے بھی زیادہ کھلی فضا کی طالب تھی اور اس نے ضد کر کے ڈاکٹر سے جلدی گھر جانے کی اجازت لے لی تھی حالاں کہ ماتھے کی چوٹ کے علاوہ کچھ بھی مندمل نہیں ہوا تھا لیکن وہ اس بے رنگ کمرے

کے بستر پر بیکار پڑے رہنے سے تنگ آچکی تھی۔

کائنات عالم نے سڑک کے کنارے گاڑی کو بریک لگائی اور گیئر بدلا۔اس کا ہاتھ ابھی انجن بند کررہا تھا جب اس کی نگاہ بینچ کی پشت پر سر ٹکائے آسمان کو تکتے خیام پر پڑی۔وہ ہاتھ روکے کتنے ہی لمحے اسے دیکھتی رہی۔۔۔نارنجی سرخ روشنی میں وہ خود بھی روشنی پھیلاتا ہی محسوس ہوا تھا۔اپنے خیالات پر کائنات نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور پھر اسے متوجہ کرنے کے لیے ہارن پر ہاتھ رکھا۔خیام پہلے تو نظر انداز کرتا رہا لیکن جب کوئی مستقل مزاجی سے ہارن بجائے ہی چلا گیا تو اس نے جھلا کر گردن گھمائی اور کائنات کو دیکھتے ہی ساری جھلاہٹ غائب ہوگئی۔وہ مسکراتا ہوا اٹھا اور گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔پاس پہنچ کر پیسینجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔کائنات نے بغیر کچھ کہے دوبارہ گیئر بدل کر گاڑی وہاں سے نکال کر سڑک پر ڈالی۔

"بیوی! کدھر؟" خیام نے رخ موڑ کر اسے دیکھا جس کے ہونٹوں کے کناروں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں مبہم سی مسکراہٹ دبی تھی۔

"اغوا کرنے لگی ہوں تمہیں!" کائنات نے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں پستول کی نال کی طرح اس کے ماتھے سے لگائیں، دایاں ہاتھ اسٹیئرنگ گھما رہا تھا۔ خیام نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے کیا۔

"خبردار! اگر میری اجازت کے بغیر حرکت بھی کی تو۔۔۔!" کائنات ایک کڑی نگاہ اس پر ڈال کر سامنے دیکھنے لگی۔

"تمہاری اجازت کے بغیر سانس بھی نہیں لوں گا۔۔۔اللہ قسم!" ہاتھ سرینڈر کی صورت میں کھڑے کیے۔ کائنات مسکرائی۔

"اکیلے بیٹھے کیا کر رہے تھے؟" اس کی نظریں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

اسے دراصل اس وقت مزیدار قسم کی کافی اور بہترین قسم کی صحبت چاہیے تھی۔

خیام کو اس نے اٹھالیا تھا اور کیفے کی اسے تلاش تھی۔

"اگر کہوں کہ تمہیں یاد کر رہا تھا تو سراسر جھوٹ ہوگا!" مسکراہٹ چھپائی۔

"تچ! بے وفا۔۔۔"کائنات نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

"ہاں! ایک تو میڈم سارا دن گزار کر اب آ رہی ہے اور بے وفا بھی میں ہوں۔۔۔ جسٹ واؤ!"متاثر ہو کر ابرو اٹھاتے کہا۔

"آآ۔۔۔میلا بے بی مجھے مِش کر تا رہا ہے ؟!"بچوں کو بہلاتی آواز میں کہہ کر خیام کی ٹھوڑی مٹھی میں لے کر دبائی۔

"توبہ استغفر اللہ۔۔۔سارا موڈ خراب کر دیا۔کائنات عالم! بخار و خار تو نہیں ہے ؟"اس نے کائنات کا ہاتھ پکڑ کر نیچے کیا اور اپنے ہاتھ سے اس کا ماتھا چھوا۔

"واہ جی! تم بے بی بے بی کرو تو سب صحیح ہے۔۔۔میں کہہ دوں تو موڈ خراب؟

Double standards much!!"

گال پھلاتے خفگی ظاہر کی۔

"ہاں تو اتنے کرینج طریقے سے میلا بے بی، میلا شونا کہو گی تو موڈ بے چارے کا کیا قصور ہے ؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سارا قصور آ جا کر میرا ہی ہے؟" سر ہلاتے اعتراف کیا پھر ون وے پر گاڑی چلاتے مخالف سمت میں کیفے نظر آیا تو یوٹرن ڈھونڈ کر انڈیکیٹر لگایا۔

"اوئے ہوئے! اپنی غلطی بھی مان رہی ہو۔۔۔دماغی مسئلہ لگ رہا مجھے تو۔گاڑی واپس کرو تمہیں سائیکاٹرسٹ سے چیک کرواؤں؟!" تشویش بھری نگاہیں اسی پر تھیں۔کائنات نے جواباً آنکھیں گھمائیں۔

"کوئی فائدہ؟ علاج کرانے کے بعد بھی تمہارے ساتھ ہی رہنا ہے۔۔۔پھر سے دماغ خراب ہو جانا اور پیسہ برباد ہو جانا!"

"ہاہا گڈ وَن بیوی!" خیام نے تھمبس اپ کیا۔کائنات نے گاڑی کافی شاپ کی پارکنگ میں روک کر بند کر دی۔

"اترو بھی؟" اپنا بیگ لے کر دروازہ کھولتی کائنات نے جب اسے یونہی بیٹھے دیکھا تو کہا۔

"میرے پاس پھوٹی کوڑی نہیں ہے۔۔۔بعد میں بے عزتی نہ کروا دینا! یہ نہ ہو ان

کے کپ گلاس دھونے پڑ جائیں۔والٹ اور موبائل ارسلہ کے سرہانے پڑا ہوا ہے۔"اس کی ساری بکواس اطمینان سے سننے کے بعد کائنات نے ہاتھ میں پکڑا بیگ اٹھا کر اس کے کندھے پر مارا اور پوری قوت سے مارا۔

"اوع!"خیام کو اس سے ایسے ہی ردعمل کی توقع تھی لیکن اب سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ہنسے یا روئے؟

"چلو ہاں ذرا۔۔۔میں تم سے فرش پر پونچھا بھی لگواؤں گی!"دانت پیس کر کہتی گاڑی سے باہر نکلی۔

"کائنات عالم نہ ہو تو!"اب بیوی تھی۔۔۔اول جلول نام بھی نہیں بک سکتا تھا اس لیے بڑبڑاتا ہوا شانہ مسلتا باہر آیا اور زور سے دروازہ بند کیا۔کائنات کی گھوری بھی کم خطرناک نہیں تھی۔وہ پانچ چھ سیڑھیاں چڑھ کر شیشے کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔نیم روشن جگہ کا تھیم کلر بھی کافی ہی تھا۔اس نے کوکو پاؤڈر اور بیکڈ گڈیز کی خوشبو اندر کھینچی۔۔۔اوہ!اسی وقت سر کے پچھلے حصے میں ہوتے درد

www.novelsclubb.com

کو جیسے راحت مل گئی تھی۔وہ ایک کونے والی میز منتخب کر کے اپنا بیگ رکھتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔خیام بھی کندھے کو پکڑے اس کے سامنے آیا اور منہ بسورتے بولا۔

"میرے لیے کرسی کون کھینچے گا؟"

کائنات نے اسے گندی سی گھوری سے نوازا۔

"ہاہ! ابھی تو میلا بے بی پر بڑا کرینجی فیل کر رہے تھے اب لڑکی سے کرسی کھینچواتے شرم تو نہیں آرہی؟"

"نہیں! تمہیں مجھے اغوا کرتے ہوئے شرم آئی تھی؟"وہ خیام شاہ ہی کیا جو ہار مان جائے؟اسے لاجواب کرتا کرسی کھینچ کر بیٹھا اور ہاتھ اٹھا کر بیرے کو اشارہ کیا۔

"نہیں! جب تمہیں نہیں آتی تو میں نے کر کے کیا کرنا ہے؟"کائنات نے پر سوچ انداز اپنایا۔اسی وقت بیرے نے دو مینیو کارڈ زانہیں تھمائے۔

"خیر ہے؟آج بڑی چاقو چھریاں تیز کر کے آئی ہو!"خیام نے مینیو پر نگاہ دوڑاتے

سرسری سا پوچھا۔پاس کھڑا بیرا اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کہ مجھے سمجھ لگ گئی ہے۔۔۔ جتنی ڈھیٹ تمہاری چھڑی اتنی تیز میری چاقو چھریاں!

I'll have a serving of cheesecake and an "!americano, please

تیز لہجے میں خیام کو جواب دے کر اچانک بیرے سے مخاطب ہوئی تو اس بیچارے کے ہاتھ سے چھوٹی سی ڈائری گرتے گرتے بچی۔وہ ڈائری پر لکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔کون لوگ ہیں یہ بھئی؟

"اف بروٹل! تمہاری چاقو چھریاں میری چیز کیک کی طرح نرم ملائم جلد سے گزر کر سیدھا دل میں کھب گئی ہیں۔۔۔

I would like some blueberry muffins and a "!latte, thank you

دل پر ہاتھ رکھے پہلے کائنات سے مخاطب ہوا پھر بیرے سے۔وہ آرڈر لے کر مینیو لیے بغیر وہاں سے بھاگا تھا۔۔۔کیوں کہ اس جوڑے کی دماغی حالت اسے کچھ مشکوک لگ رہی تھی۔اس کے جاتے ہی وہ ایک دوسرے کو دیکھتے قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"ہائی فائیو؟"خیام نے ہاتھ میز سے بلند کیا تو کائنات نے اپنا ہاتھ اس پر ٹک کی آواز کے ساتھ مارا۔

"تمہارا سینس آف ہیومر اچھا ہوتا جا رہا ہے اور اب تم مانو یا نہ مانو۔۔۔میری وجہ سے ہی ہو رہا ہے!"اس نے فخریہ لہجے میں کہہ کر شانوں کو لاپروائی سے جنبش دی۔

"چلو۔۔۔مان لیا!"کائنات نے کچھ سوچ بچار کے بعد سخی لہجے میں کہا۔خیام مسکراتا ہوا اس سے دفتر اور کام کے بارے میں پوچھنے لگا۔وہ پچھلے سات آٹھ دنوں میں کام پر بالکل نہیں گیا تھا۔ارسلہ کے ڈسچارج ہونے کے بعد اس کا ارادہ تھا۔اس

کا کام تو اس کا پسندیدہ ترین موضوع تھا اس لیے کائنات بغیر کسی توقف کے شروع ہو چکی تھی اور خیام پوری توجہ سے سن رہا تھا۔اسی دوران ان کا آرڈر آگیا تو وہ دونوں اپنے اپنے مشروبات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بھی باتوں میں مصروف تھے۔دور سے دیکھنے والوں کو ان کے اوپر بڑے بڑے جلی حروف میں 'میڈ فار ایچ ادر' لکھا نظر آرہا تھا۔

"اچھا خیام ؟" چیز کیک کا نوالہ لے کر کانٹا واپس رکھتے کائنات نے اسے مخاطب کیا۔

"جی بے بی؟"

بے بی کہنے پر کائنات نے اسے گھورا ضرور لیکن کہا کچھ نہیں۔

"پوچھوں کہ نہ پوچھوں؟" وہ اس الجھن میں کافی دیر سے مبتلا تھی۔

"ایسا بھی کیا ہے؟ پوچھ لو یار!" خیام نے بے فکری سے کہا،اس کے خیال میں اس کے پاس ایسی کوئی بات نہیں تھی جو اس نے کائنات سے چھپائی ہو اور جس کے

پوچھے جانے پر کسی بے سکونی کا خطرہ ہو۔ خیر! اس معاملے میں اس کی یادداشت اسے دغا دے رہی تھی۔

"کیا میں وہ پیپر دیکھ سکتی ہوں جس پر تم نے میرے سگنیچرز لیے تھے؟" کائنات اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ خیام واقعی بھول چکا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے ارسلہ کی پریشانی نے بھلا دیا تھا۔۔۔ وہ دراصل ابراہیم شاہ سے بات کر کے ایک اور فیکٹری اس کے نام لگوانا چاہتا تھا تا کہ اس کے برینڈ کو نمبر وَن بنانے والی شرط جلد سے جلد پوری کر سکے اور اس کے بعد کا آپ سب کو معلوم ہی ہے!

"نہیں! ابھی میرے پاس نہیں ہے۔"

"اس پیپر پر ہے کیا؟" وہ الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔

"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"ویسے ہی!" اس نے جواب دہی سے بچنے کے لیے بات اڑانی چاہی۔

"نہ! کائنات عالم ویسے ہی نہ تو کوئی کام کرتی ہے نہ بات۔۔۔ سیدھے طریقے سے

بتاؤ کیوں پوچھ رہی تھی؟"

"شرم کرو خیام! ایسی لگتی ہوں میں تمہیں؟"

"ہاں! اب بتاؤ کیوں پوچھ رہی تھی۔۔۔یقین نہیں ہے مجھ پر؟ کیا لگتا ہے تمہیں۔۔۔میں کیا کروں گا تمہارے سگنیچرز کا؟ کوئی ہیروں کی کان تو ہے نہیں تمہارے نام جو اپنے نام لگوالوں گا؟" اس کی بے اعتباری خیام کو بہت بری لگی تھی۔

"نہیں! ہیروں کی کان تو نہیں۔" کائنات منمنائی۔ جانتی تھی وہ اس کی بے اعتباری بھانپ گیا ہے!

www.novelsclubb.com

"لیکن وہ آج چاچو پاکستان آگئے ہیں تو اس سے مجھے ان کا betrayal یاد آیا اور پاپا کے سگنیچرز۔۔۔پھر اپنے سگنیچرز اور۔۔۔"

"اور اس سے تم نے میرا betrayal پہلے ہی predict کر لیا؟ کون سا ایوارڈ دوں تمہیں کائنات عالم؟" وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دخل اندازی کر

چکا تھا اور کافی غصے سے کر چکا تھا۔ 'میڈ فار ایچ ادر' والے خیالی بورڈ پر لوگوں نے اپنے خیالوں میں ہی بڑے بڑے سرخ رنگ کے کراس لگا دیئے۔

"نہیں! لیکن اب جھوٹ کیوں بولوں۔۔۔دماغ ہے چلا جاتا ہے الٹے سیدھے راستے۔" بے چارگی کا اظہار کرتے روندھو سی شکل بنا کر تو خیام کو خواہ مخواہ ہی پیار آنے لگا۔

"بڑی بری ہو یار! بندے کو دو منٹ کے لیے بھی ناراض نہیں رہنے دیتی ہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کائنات کا پھولا رخسار کھینچا تو وہ ہنس دی۔

لوگوں نے جلدی جلدی کراس مٹا کر سبز رنگ کے ٹک لگا دیئے۔

"اب اس دماغ کو سیدھا ہی رکھنا ورنہ میرا تو پھر تمہیں پتا ہی ہے!" سنجیدہ ہوتے دھمکی دی تو کائنات نے مکھی اڑائی۔

"میری ایک puppy dog eyes کی مار ہے تمہاری ناراضگی!" اس نے بھنویں آپس میں ملاتے، آنکھوں میں دو چار آنسو لاتے، ہونٹ ہلکے سے باہر کو

نکال کر شکل بسوری تو خیام نے سر نفی میں ہلاتے قہقہہ لگایا۔ وہ سچ کہہ رہی تھی۔۔۔ صرف آنکھیں ہی کیا وہ ساری کی ساری خیام کی کمزوری بنتی جا رہی تھی!

****

"السلام علیکم!" ناشتے کی میز پر پہنچ کر کائنات نے سب کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام بیٹھو!" عالم مرتضٰی کے کہنے پر وہ سر ہلاتی کرسی کھینچ کر بیٹھی اور پہلے جوس نکال کر گلاس منہ سے لگایا۔ جوس کے گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے غیر معمولی خاموشی پر بھی غور کیا۔ وجہ وہ جانتی تھی۔۔۔ جہاں عالم مرتضٰی اور کمال مرتضٰی ایک ہی وقت میں، ایک ہی جگہ پر موجود ہوتے وہاں کی بوجھل خاموشی کو توڑنے کی ہمت کسی میں نہیں تھی!

"کیسی ہو کائنات؟" کمال مرتضٰی نے اچانک اسے مخاطب کیا۔ وہ کل رات دیر سے گھر آئی تھی اور صرف سلام کر کے اپنی شکل دکھا کر کمرے میں چلی گئی تھی۔

"اللہ کا بڑا کرم ہے چاچو! آپ کیسے ہیں؟" گلاس میز پر رکھتے سادہ سے لہجے میں کہا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور چہرہ موڑ کر میز کے اختتام پر بیٹھے کمال مرتضٰی کو دیکھا۔وہ عالم مرتضٰی کی سیدھ میں بیٹھے تھے دونوں بھائیوں کے درمیان لمبی سی شیشے کی میز تھی۔ایک اور تبدیلی بھی تھی۔۔۔بلقیس بانو جو عموماً عالم مرتضٰی کی بائیں طرف بیٹھا کرتی تھیں،وہ آج اپنے شوہر کی دائیں جانب بیٹھی تھیں۔

"یہاں بھی!اور کام کیسا ہے؟میں جب بھی ونٹیج کے کسی اسٹور کے سامنے سے گزرتا ہوں تو اپنی بھتیجی کی صلاحیتوں پر حیران رہ جاتا ہوں۔"ان کے لہجے میں محسوس کیا جانے والا فخر تھا۔کائنات کہنا چاہتی تھی کہ کام آپ نے چھوڑا ہی کب ہے لیکن پھر الفاظ بدلتی بولی۔

"بہت شکریہ چاچو!سب ٹھیک ہے۔"وہ یہ گفتگو جلد سے جلد ختم کرنا چاہتی تھی لیکن کمال مرتضٰی کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔وہ اس سے حالیہ رجحانات،سٹاک مارکیٹ اور انٹرنیشنل مارکیٹ میں پاکستانی کپڑے کی ڈیمانڈ۔۔۔غرض یہ کہ اس کے کام سے متعلقہ ہر موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔عرصے بعد یوں کھل کر

بولنے کا موقع مل رہا تھا اور کمال مرتضٰی کے پاس موجود معلومات کے ذخیرے سے بھی فائدہ اٹھانے کا موقع مل رہا تھا۔۔۔اس لیے کائنات ساری رنجشیں بھلائے پرجوش انداز میں ان سے مخاطب تھی۔عالم مرتضٰی اخبار کے پیچھے مسکراتے ہوئے انہیں سن رہے تھے۔کمال مرتضٰی نے ان سے حال احوال بھی نہیں پوچھا تھا لیکن وہ کائنات کے ساتھ ان کی لگاوٹ دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔

"تایا ابو! میں آفس کے لیے نکلتا ہوں۔۔۔خدا حافظ !" ارسلان نے میز سے اٹھتے ہوئے عادت کے مطابق انہیں مخاطب کیا۔عالم مرتضٰی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی کائنات بولی۔

"ایک سیکنڈ بھائی!" اسے روک کر وہ عالم مرتضٰی کی طرف پلٹی۔

"پاپا! ارسلہ آپی آج ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہو رہی ہیں۔" کائنات نے انہیں منتظر نگاہوں سے دیکھا جبکہ ارسلان سانس روکے کھڑا تھا۔

"یہ تو اچھی بات ہے! شام میں چلیں گے تم خیام کو بتا دینا۔"

"چاچو! مجھے خوشی ہوگی اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور بھائی آپ تو جا ہی رہے ہیں۔" اس کی بات پر ارسلان نے رکی سانس خارج کی۔

"کہاں جانا ہے؟" کمال مرتضٰی نے چھری کانٹا پلیٹ میں رکھا اور نیپکن سے ہونٹوں کے کنارے ٹھیک کر صاف کیے۔

"میری سسرال۔۔۔ باقی تفصیل آپ چچی سے پوچھ لیجئے گا۔ مجھے بھی وقت پر آفس پہنچنا ہے اور بھائی جلدی گھر آجایئے گا!" وہ اپنے بریڈ کا آخری نوالہ لے کر تیز تیز بولتی ہوئی اٹھی۔

"ارسلان کا وہاں کیا کام؟ میں اور کمال آپ لوگوں کے ساتھ ہو آئیں گے!" بلقیس بانو کائنات کے اصرار پر مشکوک ہوئیں۔ ارسلان نے مدد طلب نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ وہ جان گیا تھا کہ بہت چھپانے کے باوجود بھی کائنات حقیقت سے آگاہی رکھتی ہے!

"بھائی تو ضرور جا رہے ہیں۔۔۔ آپ بے شک نہ جائیں!" وہ سکون سے کہتی

ارسلان کا بازو پکڑ کر دروازے کی طرف چل دی۔ پیچھے بلقیس بانو نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"میری شہزادی گڑیا!" ارسلان نے اسے کندھے سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا تو وہ ہنس دی۔

"وہ تو میں ہوں!" تفخرانہ انداز تھا۔

"کائنات رکو؟!" ربیعہ کمال اسے پکارتی ہوئی ان دونوں کے پاس آئی۔

"بھائی آپ جائیں نا۔۔۔آپ کو دیر نہیں ہو رہی؟" اس نے اپنی طرف متوجہ ارسلان سے کہا، اسے دراصل کائنات اکیلی چاہیے تھی۔

"جا رہا ہوں بھئی! خدا حافظ۔" وہ کائنات کا اسکارف سے ڈھکا سر اور ربیعہ کا ماتھا چوم کر چلا گیا۔

"!I love him yaar"

کائنات اس کی دور ہوتی پشت کو دیکھ کر بولی۔

"Everybody does!"

ربیعہ نے معمولی سے شانے اچکائے۔

"I heard that!"

صدر دروازے کی طرف بڑھتے ارسلان نے اونچی آواز میں اعلان کیا، لہجے میں مسکراہٹ واضح تھی۔ دروازہ پار کرنے کے بعد اس کے غائب ہونے پر کائنات چونکی اور اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"ایک سیکنڈ! تم تو ناراض تھی مجھ سے؟" اگلے ہی لمحے وہ ربیعہ کی طرف پلٹی تھی۔

"اب نہیں ہوں!" ربیعہ کے چہرے پر یہ بڑی سی مسکراہٹ چسپاں تھی۔

"اب ایسا کیا ہو گیا؟" خوش گوار حیرت سے پوچھا۔

"پاپا کو کال کر کے عمار کے بارے میں بتانے والی تم تھی۔۔۔ مجھے پتا ہوتا تو تم سے کبھی ناراض ہی نہ ہوتی۔ تھینک یو سوچ کائنات!" تشکر سے کہہ کر آگے بڑھی اور اس کے گلے لگی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تھینک یو اللہ جی! میری دوست کی آنکھیں کھولنے کے لیے اور ربیعہ۔۔۔آئی ایم اسٹل سوری! مجھے اتنی ہرٹ فل باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔ مقصد چاہے جو بھی رہا ہو۔" وہ تب بلقیس بانو کی وجہ سے بہت کچھ الٹا سیدھا بول چکی تھی اور اسے احساس تھا۔

"اٹس پرفیکٹلی فائن ناؤ!" اس سے علیحدہ ہو کر ربیعہ بولی۔

"آج میں کالج تمہارے ساتھ جا رہی ہوں۔"

Yes! We're back to our previous routine... "

"!let's go girl

کائنات بہت زیادہ خوش تھی، ربیعہ بھی ہنستی ہوئی اس کے ساتھ چل دی۔

******

دوپہر کے ایک بجے کا وقت تھا، دفتر میں لنچ بریک چل رہی تھی اور کائنات کی اسٹنٹ ملائکہ قریبی فاسٹ فوڈ پوائنٹ پر موجود تھی۔ وہ منہ کا ذائقہ بدلنے کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

غرض سے آج دفتر کی کینٹین چھوڑ کر یہاں کھانا کھانے آئی تھی اور کاؤنٹر کی طرف بڑھتے وہ انجانے میں اپنی طرف آتے رمیز سے ٹکرا گئی۔ہاں! رمیز اس سے جانتے بوجھتے ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں اس کے ہاتھ سے فائل نیچے گر گئی اور اس کے کاغذات نکل کر اطراف میں پھیل گئے۔

"اوہ سوری!" ملائکہ اسے دو چار سنانے والی تھی لیکن پھر اس کی رونی صورت دیکھ کر خود ہی معافی مانگتی اس کی فائل سمیٹنے لگی۔نروس سے رمیز نے عینک اتار کر آنکھیں صاف کیں اور عینک دوبارہ لگائی۔۔۔اس کے گھبرائے ہوئے تاثرات پر دیکھنے والوں کو خواہ مخواہ ہی اس پر ترس آنے لگتا تھا۔

"یہ رہی آپ کی سی وی!" ملائکہ کی نظر بے ارادہ ہی کاغذات پر درج کوائف پر پڑ چکی تھی۔

"ش۔شکریہ!" وہ ہکلایا،ماتھے پر اس سردی میں بھی پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

"ارے! آپ ٹھیک ہیں؟" ملائکہ کی تشویش پر اس نے پہلے ہاں پھر نفی میں سر ہلایا۔۔۔وہی ہوا ملائکہ کو بھی اس کی مسکین سی شکل پر ترس آ گیا۔

"آپ بیٹھیں یہاں پر۔۔۔میں پانی لاتی ہوں!" اسے قریبی ترین میز کی ایک کرسی پر بٹھا کر وہ کاؤنٹر سے پانی کی بوتل خرید کر لائی۔ رمیز نے آج سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں کیا تھا اور اندر کا چور اس کے تیز تیز دھڑکتے دل اور ہلکے ہلکے کانپتے ہاتھوں کی صورت میں واضح تھا۔

"یہ لیں۔" ملائکہ نے بوتل کھول کر اس کی طرف بڑھائی اور اس کے پکڑ لینے پر ڈھکن میز پر رکھتی جانے لگی۔

"مس؟" رمیز نے بوکھلا کر اسے پکارا تو وہ الجھتی ہوئی پلٹی۔

"جی بولیں؟"

"آپ دو منٹ کے لیے میرے ساتھ بیٹھ سکتی ہیں؟" اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" ملائکہ کی بھنویں تن گئیں۔

"وہ۔۔۔دراصل۔۔۔"اس نے مزید وقت لینے کے لیے پانی کی بوتل منہ سے لگائی۔

"مجھے مدد کی ضرورت ہے۔۔۔آپ بیٹھیں نا؟ میں پھر تفصیل بتاتا ہوں آپ کو۔"

ملائکہ کچھ دیر اسے اوپر سے لے کر نیچے تک گھورتی رہی لیکن جب وہ بے ضرر لگا تو سر ہلاتی اس کے سامنے رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"کہیے۔۔۔میں سن رہی ہوں!" تیوری اب بھی چڑھی ہوئی تھی۔رمیز نے اس وقت کو کوسا جب اس نے عکاشہ سے پیسے لے کر اس کا کام کرنے کی حامی بھری تھی۔وہ بڑی بڑی کاروباری شخصیات کے سامنے زابر حسن کی جگہ پریزنٹیشن دے لیا کرتا تھا لیکن پدی سی ملائکہ کے سامنے اسے لگ رہا تھا اس کا دم نکل جائے گا۔

وجہ؟ ملائکہ کو استعمال کرتے ہوئے کائنات کے کاروباری راز نکلوانا اسے اپنی اخلاقی موت لگ رہا تھا لیکن وہ پیسے لے چکا تھا۔۔۔اسے یہ کرنا ہی تھا۔

"مجھے نوکری کی ضرورت ہے۔۔۔کیا آپ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہیں؟"

پتا نہیں کہاں سے جمع کر کے اس نے ہمت پکڑ ہی لی تھی۔

"اوہ!" ملائکہ نے میز پر رکھی فائل کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے۔

"لیکن آپ کو کیسے پتا کہ میں آپ کی مدد کر ہی پاؤں گی؟ میرے ماتھے پر تو ورکنگ وومین نہیں لکھا ہوا؟!" اچھا نقطہ تھا لیکن قدرت بھی شاید رمیز کی مدد کر رہی تھی۔

"آپ کے کارڈ سے!" اس نے ملائکہ کے بیگ سے لٹکتے امپلائی آئی ڈی کارڈ کی طرف اشارہ کیا۔

"شکر۔۔۔ابھی گرا نہیں تھا!" اس نے بیگ کی زنجیر میں پھنسی کارڈ کی الجھی ڈوری علیحدہ کی۔

"واؤ آپ ونیٹج میں کام کرتی ہیں؟

"!My dream place to work at

وہ منصوعی حیرت ظاہر کرتا اس سے بہت متاثر نظر آ رہا تھا. ملائکہ فخریہ مسکرائی اور کارڈ بیگ میں رکھا۔

"بے شک کام کرنے کے لیے بہترین جگہ ہے لیکن مجھے افسوس ہے فی الحال کوئی پوزیشن خالی نہیں ہے۔ ابھی پچھلے مہینے ہی تو انٹرویوز ہوئے ہیں۔۔۔ آپ نے اپلائے کیوں نہیں کیا تھا؟" ملائکہ کی حیرت بناوٹی نہیں تھی۔۔۔ اگر آپ کی ڈریم پلیس پر ویکینسی موجود ہو تو کون پاگل اپلائے نہیں کرے گا؟

"شاید قسمت میں نہیں تھا! آپ کب سے وہاں کام کر رہی ہیں؟"

"پچھلے دو سال سے! اور اگر میں کام جاری رکھنا چاہتی ہوں تو مجھے لنچ کر کے وقت پر واپس جانا ہوگا۔" وہ آخری بات ازراہ مذاق کہتی کاؤنٹر کی طرف اشارہ کرتی اٹھی۔

"اگر برا نہ مانیں تو ہم اکٹھے لنچ کر سکتے ہیں؟

I could really use some help and maybe get

motivated!"

ایک تو مردوں کے پاس عورتوں کو بیوقوف بنانے کا یہ بڑا اچھا طریقہ ہے۔۔۔ تھوڑی سی تعریف کر دو اور بس پھر جادو دیکھو۔ ملائکہ جو اس کی پیشکش ٹھکرانے والی تھی، اس کی اگلی بات پر سوچ میں پڑ چکی تھی اور وہ کہتے ہیں نا 'سوچی پیا تے بندہ گیا!' اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

"شیور!" مسکرا کر سر ہلاتی دوبارہ بیٹھی۔

"میں آرڈر دے کر آتا ہوں۔۔۔ کیا کھائیں گی؟" وہاں سیلف سروس تھی اور کچھ رمیز کو اپنے اگلے سوال بھی ترتیب دینے تھے۔ وہ اٹھا اور کاؤنٹر پر جا کر ملائکہ کے برگر کا کہتا کچھ دیر خالی دماغی سے وہیں کھڑا رہا۔ دوسری طرف سے پانچ منٹ کے انتظار کا کہا گیا تو وہ پلٹ کر واپس میز تک آیا۔

"پانچ منٹ لگیں گے تب تک آپ میرے چند سوالوں کے جواب دیں۔۔۔ میں آپ کے تجربے سے سیکھنا چاہتا ہوں اور و نتیجے پر کیسے کام ہوتا ہے مجھے بہت تجسس

ہے!"اس کے اعصاب اب کافی حد تک اس کے قابو میں تھے اور دماغ بھی بڑی تندہی سے کام کر رہا تھا۔دل کی دھک دھک بھی ایسی پریشان کن نہیں رہی تھی۔

"جیسے کسی اور آفس میں کام ہوتا ہے ویسے ہی و نیٹج پر ہوتا ہے۔۔۔آپ نے کیا سمجھا ہوا ہے؟"

"میرا مطلب تھا آپ کا باس کیسا ہے؟وہاں کا ماحول کیسا ہے؟ویسے مجھے یقین ہے اپنے امپلائیز کو مس ٹریٹ تو نہیں کرتے ہوں گے وہ!؟"

"آپ کی باس کہنا چاہ رہے ہیں آپ شاید۔۔۔کائنات عالم!اور وہ کبھی بھی اپنے امپلائیز کو مس ٹریٹ نہیں کرتیں۔"

"اور کلائنٹس؟"

"کیا مطلب کلائنٹس؟"ملائکہ الجھی۔

"میرا مطلب ہے کلائنٹس کے ساتھ کیسا رویہ ہوتا ہے؟یو نو۔۔۔اچھے برے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں!کیا کبھی کوئی مسئلہ نہیں کھڑا ہوتا؟"وہ عکاشہ کے

www.novelsclubb.com

مطالبے پر کسی اسکینڈل کی تلاش میں تھا۔وہ چاہے کسی امپلائی کے گرد گھومتا یا کلائنٹ کے۔۔۔کیا فرق پڑتا تھا؟

"ناٹ رئیلی! میڈم سب کو پوری آجاتی ہیں۔۔۔بس کبھی کبھی مسز شاہنواز کو خوش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ادر وائز تو سب نارمل ہوتا ہے!"ایک روانی سے کہہ کر ملائکہ نے شانے اچکائے۔

'یس!'اس نے بے آواز ہونٹ ہلائے اور میز کے نیچے ہاتھ کی مٹھی جوش سے بند کی۔وہ جلد سے جلد عکاشہ کو کوئی بھی نام دے کر اس سے گلو خلاصی چاہتا تھا اور وہ نام اسے مسز شاہنواز کی صورت مل گیا تھا۔

"ویل اٹ واز نائس میٹنگ یو مس۔۔۔؟"وہ اٹھتا ہوا بولا۔

"ملائکہ! اور آپ؟"

"فہیم!"اپنی فائل اٹھا کر غلط نام بتاتے اس کے ہونٹ سکڑے۔غلط ہی بتانا تھا تو کوئی پیارا نام اس کے دماغ میں کیوں نہیں آیا؟

"آپ اپنا لنچ انجوائے کریں۔۔۔میں نے پے کر دیا ہے! آپ جانتی ہی ہیں مجھے نوکری ڈھونڈنی ہے اور آپ کی مدد کا بہت شکریہ!" جیبوں میں ہاتھ ڈالے گویا ہوا، فائل بازو کے سہارے سے جسم کے ساتھ لگا رکھی تھی۔

"آپ کو پے کرنے کی ضرورت نہیں تھی!" ملائکہ کو برا لگا۔ایک تو بے چارہ بے روزگار تھا،اوپر سے ملائکہ اس کی کچھ مدد بھی نہ کر سکی۔۔۔اس لیے اس کے پیسوں سے لنچ کرنا ملائکہ کو ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

"پلیز۔۔۔آئی انسسٹ!" وہ کائنات کے خلاف اسے استعمال کرنے پر برا محسوس کر رہا تھا لیکن خیر ایک بر گر کے پیسے دے کر اس کے گلٹ میں کوئی کمی نہیں آئی تھی!

Thanks and I wish you all the very best! "

".Hope you'll find a job soon

اس کے خلوص سے کہنے پر وہ اور بھی برا محسوس کرتا، بمشکل مسکراتا ہوا الوداع کہہ

کر وہاں سے نکل آیا۔ کھلی فضا میں آکر اس نے گہری سانسیں لیں اور فائل قریبی کوڑے دان میں پھینکتا، سڑک کنارے کھڑی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی عکاشہ نے موبائل بند کر کے اسے اپنی پوری توجہ دی۔

"سب کچھ صاف ستھرا ہے۔۔۔اس اسسٹنٹ کے پاس کوئی کام کی بات نہیں تھی!"اس نے نظریں چراتے کہہ دیا۔

"امپوسیبل! آج کل اگر کوئی چاہے بھی تو صاف ستھرا کام نہیں کر سکتا۔۔۔ تمہیں پیسے چاہئیں یا نہیں؟"وہ اگر کاروباری دنیا کا حصہ نہیں تھی تو کیا ہوا؟ رہتی تو اسی دنیا میں تھی اور دنیا کیسے چلتی ہے وہ جانتی تھی!

"میڈم! کسی امپلائی کے ساتھ ناانصافی کا کوئی کیس نہیں، کسی کلائنٹ کے ساتھ بدسلوکی کا کوئی معاملہ نہیں۔۔۔ آپ نے یہی پوچھنے کا تو کہا تھا!"رمیز نے اس کے کہے سے زیادہ ایک لفظ نہیں پوچھا تھا۔وہ عکاشہ کو اس بات کے نمبر ضرور دینا چاہتا تھا کہ اس کی پوچھے جانے والی دونوں معلومات۔۔۔ کائنات کو کچھ نہ کچھ نقصان

پہنچا سکتی تھیں!

"اوئے گدھے! کارپوریٹ ورلڈ میں تم ہو یا میں؟ کوئی اور لوپ ہول ڈھونڈ لینا چاہیے تھا تمہیں!" عکاشہ نے دانت پیستے کہا۔ تین دن سے رمیز کی لنچ بریک کے دوران وہ اس کے ساتھ کائنات کے دفتر کے باہر ذلیل ہوتی رہی تھی اور اب قسمت سے ہاتھ لگا سنہری موقع وہ کتنی آسانی سے گنوا آیا تھا۔

"سوری میڈم! کسی مسز شاہنواز کے علاوہ اور کوئی نام نہیں لیا ملائکہ نے۔" رمیز نے یہ سوچ کر اس سے جان چھڑانی چاہی کہ بھلا وہ اس بھرے پرے شہر میں مسز شاہنواز کہاں سے ڈھونڈے گی؟

"کون مسز شاہنواز؟ کون ملائکہ؟" عکاشہ غصے سے غرائی۔ وہ اتنے جوش کے ساتھ خیام اور کائنات کو علیحدہ کرنے اور ان کا کامن انٹرسٹ یعنی ان کا برینڈ تباہ کرنے نکلی تھی لیکن یہ کام اس کی سوچ سے بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا!

"مسز شاہنواز کو میں نہیں جانتا اور ملائکہ۔۔۔ و نیٹیج کی امپلائی ہے!" رمیز بظاہر

اس کے غصے سے دبکا بیٹھا تھا لیکن اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔وہ اپنی وجہ سے کسی کو تنکے کا نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

"دفع کرو ملائکہ کو و نتیجہ کے ساتھ !اور اس مسز شاہنواز۔۔۔"وہ مسز شاہنواز کو بھی دفع کرنا چاہتی تھی لیکن پھر اس کے دماغ میں جیسے جھماکا سا ہوا اور اسے وہ چڑچڑی عورت یاد آئی جسے وہ اپنے باپ کی بزنس پارٹیز میں کتنی ہی دفعہ مل چکی تھی۔اس نے ہنستے ہوئے اپنا بیگ پکڑ کر پیسے رمیز کو تھمائے جو حیرت سے پہلے اسے اور پھر ہتھیلی پر رکھے نوٹ دیکھ رہا تھا۔

"میڈم !میں نے آپ کا کام تو کیا نہیں اس لیے یہ پیسے بھی نہیں رکھ سکتا۔۔۔آپ پلیز واپس لے لیں۔"

"رمیز !تم اپنا کام کر چکے ہو اور بہت اچھی طرح کر چکے ہو۔۔۔باقی میں دیکھ لوں گی۔"اس نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی اور رمیز کو کھلے منہ کے ساتھ خود کو گھورتے پا کر گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

"کس طرح؟"اس نے لاشعوری طور پر مٹھی بند کی، کاغذ تڑ مڑا گئے۔

"مسز شاہنواز کو میں جانتی ہوں!"عکاشہ کا موڈ ایک دم بہت اچھا ہو گیا تھا ورنہ خود سے سوال جواب پر وہ رمیز کو ٹکے کا بھی نہ چھوڑتی۔

"اب آپ کیا کریں گی؟"اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"تم سے مطلب؟ تمہیں صرف پیسوں سے مطلب ہونا چاہیے۔۔۔جو دے کر میں تمہیں فارغ کر چکی ہوں! اب نکلو یہاں سے اور اپنے آفس جاؤ۔زابر کو یا کسی اور کو بالکل پتا نہیں چلنا چاہیے!"اس کے چہرے کے سامنے انگلی نچا کر خبر دار کیا۔

رمیز تازہ ترین فراہم کردہ معلومات کو ہضم کرتا گنگ بیٹھا تھا۔

"نکلو بھی!"عکاشہ کے بے صبری سے چلانے پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور میکانکی انداز میں دروازہ کھول کر باہر نکلا، روپے اس کی مٹھی میں ہی دبے تھے۔وہ جانتا تھا کسی بھی کمپنی کی کلائنٹ انفارمیشن بہت حساس ہوتی ہے اور وہ دعا کر رہا تھا کہ عکاشہ اس معلومات کے صحیح استعمال سے واقف نہ ہو! اس بات کا بھی اطمینان

تھا کہ مسز شاہنواز کے علاوہ وہ دونوں ہی کسی نام سے واقف نہیں تھے اور اتنے بڑے برینڈ کو ایک کلائنٹ کی کمی سے کتنا ہی فرق پڑ جائے گا؟ وہ بے وجہ ہی اتنا پریشان ہو رہا تھا۔اس نے گہری سانس لے کر اپنے ضمیر کو تھپکی دی اور عکاشہ کی دور ہوتی گاڑی کو دیکھا، نوٹ جیب میں ڈال کر کسی رکشہ ، ٹیکسی کی تلاش میں یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

****

"ہے! مت جاؤنا۔۔۔میرے ساتھ چلو؟ کیوں نان-ری نیوایبل ریسورسز ضائع کر رہی ہو؟ پہلے اپنے گھر جاؤ گی وہاں سے ہماری طرف آؤ گی۔۔۔اس سے اچھا نہیں ہے میرے ساتھ چلو؟"خیام کرسی کی پشت پر کہنیاں ٹکائے کھڑا اپنا میز سمیٹ کر صاف کرتی کائنات کو دیکھ رہا تھا۔وہ فائلیں ترتیب سے رکھتی مسکراتے ہوئے اسے سن رہی تھی۔

"کیوں جاؤں تمہارے ساتھ؟ وجہ؟"

"ٹھیک ہے۔۔۔مت جاؤ! میں تو تمہارا ہی خیال کر رہا تھا۔میری یاد میں آدھی رہ جاؤ گی۔۔۔اس لیے کہہ رہا تھا!"اس نے شانوں کو معمولی سی جنبش دی اور کائنات کھلکھلا کر ہنسی۔

"آر یو شیور۔۔۔یہ کسی کی یاد میں آدھا رہ جانے والا وجود میرا ہو گا؟!"

"I'm pretty sure, babe!"

خیام نے سر ہلایا اور پیپر کلپس جمع کر کے ایک ڈبیہ میں ڈال کر کائنات اس کے پاس آئی۔

"صرف ایک گھنٹے کی بات ہے۔۔۔پھر ہم تمہاری طرف ہوں گے!

"Stop whining like a three year old!"

وہ خیام کو بتا چکی تھی کہ اس کے گھر والے ارسلہ کی عیادت کے لیے آنا چاہ رہے ہیں اور خیام دفتری اوقات ختم ہوتے ہی اس کے سر پر کھڑا ساتھ چلنے کی فرمائش کر رہا تھا۔

"مطلب تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گی؟" خفگی سے گال پھلاتے کہا۔

"نہیں!" کائنات نے اس کے دونوں رخسار ہاتھوں میں بھر کر چہرہ دائیں بائیں گھمایا تو خیام نے مسکراہٹ روکی۔

"کیوں؟ وجہ بھی تو پتا چلے نا؟" اس کی کلائیاں پکڑیں۔

"!I need to make sure of something"

کائنات نے ہاتھ نیچے کر لیے لیکن خیام نے اس کی کلائیاں نہیں چھوڑی تھیں۔

"?And that is"

"فائن!" وہ جانتی تھی خیام جانے بغیر بات کا پیچھا نہیں چھوڑے گا اس لیے آنکھیں گھما کر بتانے کا فیصلہ کیا۔

"اگر چچی نے ارسلان بھائی کو ساتھ آنے سے روکا تو مجھے ان کے ریسکیو کے لیے وہاں ہونا ہے!" اس کی وضاحت پر خیام کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں۔

"وہ کیوں آنا چاہتے ہیں؟" تھوڑا تیز لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں ان کی آمد سے کوئی مسئلہ ہے؟" کائنات آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہے تو۔۔۔!"

"ہوتا رہے۔۔۔ میرے بھائی ہیں، وہ تو آئیں گے!" اس نے شانے اچکائے۔

"تمہارے بھائی ہیں اسی لیے برداشت کرتا آرہا ہوں! ورنہ۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ چھوڑ کر دو قدم پیچھے ہٹا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟"

"تم میری بہن کے لیے اپنے بھائی کی نیت جانتی ہو؟"

"یعنی تم بھی جانتے ہو؟" تعجب ظاہر کرتے ابرو اٹھائے۔

"چلو اچھا ہے۔۔۔ ہم دونوں مل کر باقی سب کو راضی کر لیں گے!" وہ خیام کی سنگین سنجیدگی سے بے خبر خوشی خوشی کہہ رہی تھی۔

"کس لیے؟" چبا کر دو لفظ ادا کیے۔

"ارسلان بھائی اور ارسلہ آپی کے لیے۔۔۔ان کا بھی خوشیوں پر حق ہے!" جتاتے ہوئے کہا۔خیام کو سامنے کی بات کیوں نہیں دکھ رہی تھی؟

"ایسا کچھ بھی نہیں ہو رہا!" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"ڈونٹ ٹیل می۔۔۔جو کچھ ہو چکا ہے اس کے باوجود بھی وہ اپنے abusive husband کے ساتھ رہیں گی؟" حیرت سے آنکھیں پوری کھل چکی تھیں۔

"اب میں نے یہ بھی نہیں کہا!" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"اگر ارسلہ خود بھی چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ بابا اس کی اجازت کبھی نہیں دیں گے!"

www.novelsclubb.com

"میرا پہلا ووٹ بابا کے ساتھ ہے اور دوسرا ارسلان بھائی کے ساتھ!" کائنات نے واضح کیا۔

"ہمم! ڈائیورس تو ہم فائل کر رہے ہیں لیکن میں تمہیں اور تمہارے بھائی کو فضول امیدیں پلنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔"

"تمہارا مشورہ کسی نے مانگا ہے؟" اس کے تڑخ کر کہنے پر خیام لاجواب ہوا۔

"یہ ان کی قسمت ہے۔۔۔ آج نہیں تو کال وہ ایک ساتھ ہوں گے! ورنہ کسے پتا تھا کہ آپی کے ساتھ یہ سب ہو گا؟ بھائی نے ان کی وجہ سے شادی نہیں کی حالاں کہ ان کے ملنے کی کوئی امید بھی نہیں تھی۔۔۔ اسے کہتے ہیں سچی محبت!"

"میری ڈکشنری میں اسے بے وقوف محبت کہتے ہیں!" وہ اکتا کر بولا۔ اسے ارسلان سے شکوہ بھی یہی تھا کہ جب اتنے سال پہلے محبت کرنے کا حوصلہ تھا تو اسے حاصل کرنے کے جتن بھی کر لیتا۔ کیا پتا آج جو کچھ ہو رہا تھا وہ نہ ہوتا۔۔۔ ارسلہ زخمی جسم اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ بستر پر نہیں بلکہ محبت کے ساتھ جوش و خرم مطمئن زندگی گزار رہی ہوتی!

"تم مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔۔۔ تمہیں ارسلان بھائی سے مسئلہ کیا ہے؟" کمر پر ہاتھ رکھتے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

"ڈراپ اٹ بیوی! میں ابھی یہ بالکل نہیں ڈسکس کرنا چاہتا۔۔۔ اور نہ ہی اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

معاملے میں پڑنا چاہتا ہوں۔اس وقت میرا پہلا اور آخری کنسرن ارسلہ کی مینٹل

اور فزیکل ہیلتھ ہے۔۔۔اس کی دوسری شادی نہیں! یہ ٹاپک یہیں پر بند کردو تو

اچھا ہے۔"خیام بہت کم اتنا سخت موقف اپناتا تھا۔کائنات نے اس کی آخری

ہدایت ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دی۔

"تم دیکھ ہی لوگے!"وہ بڑبڑا کر کہتی کرسی پر پڑے اپنے بیگ کی طرف بڑھی اور

بیگ اٹھا کر دروازے کا رخ کیا۔خیام نے اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر روکا۔

"تم ارسلہ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کروگی!"

"!I'm not that insensitive"

وہ خیام کی بات پر بدک کر پیچھے ہٹی۔اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو کے موٹے

موٹے قطرے دیکھ کر خیام کے دل کو کچھ ہوا۔اس نے فوراً کائنات کو اپنے سینے

سے لگا کر اس کی پشت تھپکی۔

!I know and I'm sorry"

میں بس ارسلہ کی زندگی میں کوئی نیا ڈرامہ نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"میں بھی ایسا کچھ نہیں چاہتی!" آنسو روکتے اعتراف کیا۔ وہ جانتی تھی کہ خیام صرف ارسلہ کی بھلائی سوچ رہا ہے لیکن اس کے لیے اپنی ہی بیوی کو بے حس سمجھنا ضروری تو نہیں؟

"میں اب چلتی ہوں۔۔۔ گھر پر سب میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ خدا حافظ!"

اس کا حصار توڑ کر اس کی طرف دیکھے بغیر چلی گئی۔ یہ ہو کیا رہا تھا؟ کل اس نے خیام سے سگنیچرز سے متعلق سوال و جواب کر کے اس کا دل دکھایا تھا اور آج خیام کی باری تھی؟ ان کا تعلق ایسا تو نہیں تھا۔۔۔ پھر اب کیا ہو رہا تھا؟

خیام نے گہری سانس لے کر چہرے پر ہاتھ پھیرا اور خود بھی بند ہوتے دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ وہ اس کے پیچھے چلتا ہوا لفٹ میں داخل ہوا۔ کائنات نے مخاطب کرنا تو دور دیکھنا تک گوارا نہیں کیا۔ وہ بھی خاموشی سے سر جھکائے کھڑا رہا۔ لفٹ کے رکتے ہی وہ دونوں باہر آئے اور اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہو کر

مخالف راستوں پر چل دیئے۔

****

"پھر کس طرح نپٹ رہی ہیں آپ اس سب سے؟"ہیڈبورڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی کائنات نے اپنے ساتھ نیم دراز ارسلہ سے سوال کیا۔علی ان دونوں کے درمیان اپنی کاپیاں کھولے بیٹھا تھا۔کبھی کائنات سے کام کے بارے میں پوچھتا کبھی ارسلہ سے۔کمرے میں ان کے علاوہ عالم مرتضٰی،کمال مرتضٰی،ابراہیم شاہ،عائشہ ابراہیم،بلقیس بانو،اریشہ تقریباًسب ہی تھے۔

"تم سب ہو نا میری ہمت بندھانے کے لیے۔۔۔گزر ہی جائے گا یہ وقت بھی!" ارسلہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔اس کا حال احوال پوچھنے کے بعد باقی سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ابراہیم شاہ نے سختی سے اس کے ارد گرد سوگواریت پھیلانے سے خبردار کرر کھا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ویسے یہ ہے تو آپ کا پرسنل میٹر لیکن میں نے نوٹ کیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے آپ کی ایک بھی دوست آپ سے ملنے نہیں آئی؟" اسے یہ بات بہت زیادہ عجیب لگی تھی۔

"منصور کی مہربانی۔۔۔اس نے کوئی بھی دوست رہنے ہی نہیں دیا!" وہ جھلملاتی آنکھوں سے بولی اور کائنات کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔وہ انجانے میں ہی صحیح اسے وہ سب دوبارہ یاد کرواچکی تھی۔ارسلہ کے ذہن میں ماضی قریب میں ملے دوست کی یاد تازہ ہوئی ورنہ باقی سب تو اسے دیکھ کر ہی راستہ بدل لیتے تھے۔کاش ارسلان بھی یہی کرتا! کاش وہ بھی اسے کلی طور پر نظر انداز کر دیتا۔پھر شاید جو ہوا وہ نہ ہوتا۔۔۔اس کی جگہ کوئی بھی صحت مند سوچ رکھنے والا انسان ہوتا تو جان جاتا کہ غلطی ارسلان کی نہیں تھی،اس کی بھی نہیں تھی۔۔۔ غلطی صرف اور صرف منصور کی تھی۔لیکن پچھلے تین سالوں میں منصور نے اس کا دماغ خراب کر کے رکھ دیا تھا۔بات کوئی بھی ہوتی۔۔۔ قصوروار گھوم پھر کر وہی نکلتی تھی!

"سوری! مجھے پوچھنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" وہ پشمانی سے بولی۔اسے شدید حیرت

تھی، منصور کی صلاحیتوں پر اچنبھا ہوا تھا۔ وہ کس طرح ایک پڑھی لکھی، پر اعتماد لڑکی کو کنٹرول کر تا رہا ہے۔۔۔ وہ پوچھنا بھی چاہتی تھی لیکن یہ ارسلہ کے کھلے پڑے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھا اس لیے کائنات نے خاموشی اختیار کر لی۔

"جب آپ کو اس سے ملنا ہی نہیں تھا تو آنے کی تک کیا بنی؟ میری سمجھ سے تو باہر ہے!" خیام کی آواز پر بالکونی کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ارسلان نے سستی سے اسے دیکھا اور نظریں پھر سے لمبے چوڑے سبزہ زار کی طرف موڑ لیں۔

"کیا ہوا؟ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔۔۔ آخری دفعہ ہم دونوں ارسلہ کو اس چلتی پھرتی ٹینشن سے دور رکھنے پر متفق ہوئے تھے!" اس کا اشارہ اپنی طرف تھا جبکہ خیام متاثر نظر آرہا تھا۔۔۔ 'اسے کہتے ہیں سچی محبت!' اس کے ذہن میں کائنات کی آواز گونجی تو وہ سر ہلا کر واپس اندر چلا گیا۔

ارسلان کمال اس کے لیے فکر مند تھا اور اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ کر صرف اپنے

دل کی تسلی کرنا چاہتا تھا۔اس کا آج یہاں آنے کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔وہ باقی سب کے ساتھ ہی اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن ارسلہ کی نظروں سے اوجھل رہنے کا اس نے خاص خیال رکھا تھا۔اتنا کچھ سہنے کے بعد وہ ارسلان کی وجہ سے ایک بھی آنسو بہاتی تو لعنت تھی اس پر!

سورج کب کا غروب ہو چکا تھا۔۔۔وہ سگریٹ سلگائے وہیں کھڑا شفق کی لالی کو رات کی تاریکی میں بدلتے دیکھتا رہا۔آہستہ آہستہ دھند بھی اترنے لگی تھی۔

سگریٹ پکڑے اس کی انگلیاں ٹھنڈی یخ ہو چکی تھیں۔

"ارسلان بیٹے! یہاں کیا کر رہے ہیں؟اندر چلیں۔۔۔کھانا لگ چکا ہے۔سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں!" عائشہ ابراہیم،ارسلہ کے کمرے سے نکل کر نیچے لے جاتی سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھیں جب ان کی نظر لاؤنج سے ملحقہ ٹیرس کی طرف اٹھی اور اس کے ہیولے پر ٹھہریں۔وہ اسی طرف چلی آئیں اور دروازے کے ساتھ لگے بورڈ پر ہاتھ مار کر روشنیاں جلا دیں۔ارسلان نے فوراً سگریٹ پھینک کر بجھا

دی اور ان کی طرف پلٹا۔

"آنٹی آپ جائیں۔۔۔میں آرہا ہوں! واش روم بتادیں کس طرف ہے؟" کافی دیر خاموش رہنے کے بعد بولنے پر اس کی آواز غیر معمولی طور پر بھاری تھی۔

"آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے؟ اتنی ٹھنڈ میں یہاں کھڑے ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی؟" وہ فکر مند ہوئیں۔

"میں ٹھیک ہوں!" گلا کھنکھار کر بولا اور پھر سوالیہ کہا۔ "واش روم؟"

عائشہ ابراہیم اسے سمت بتا کر کھانے کی میز پر پہنچنے کا کہہ کر لاؤنج پار کرتیں سیڑھیاں اتر گئیں۔ ارسلان ان کی بتائی ہوئی سمت استعمال کرتا واش روم تک پہنچا اور سگریٹ کی بو سے پیچھا چھڑانے کے لیے منہ ہاتھ دھونے لگا۔ کھلی فضا میں ہونے کی وجہ سے کپڑوں میں سگریٹ کی بو نہیں رچی تھی پھر بھی اس نے احتیاطاً کوٹ اتار کر بازو پر ڈالا اور اپنے حلیے سے مطمئن ہوتا دروازے کی طرف بڑھا۔

راہداری سے گزر رہا تھا جب ارسلہ کے کمرے سے آتی کھٹکے کی آواز پر وہ رکا۔ وہ

اس کمرے کو نظر انداز کر کے گزر جانا چاہتا تھا لیکن اس کے قدم خود بخود ہی اسے دہلیز پر پہنچا چکے تھے۔

بستر پر نیم دراز ارسلہ نے پٹی سے آزاد ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے کانچ کا گلاس اٹھانا چاہا۔اس کا ہاتھ کمزوری کی وجہ سے بہکا تو گلاس کنارے سے پھسلتا ہوا فرش کی طرف سفر کرنے لگا۔ارسلان نے حیرت انگیز پھرتی سے کمرے میں آ کر گلاس کو گر کر ٹوٹنے سے بچا لیا۔پانی چھلک کر اس کی سفید شرٹ کا بازو گیلا کر چکا تھا۔وہ خاموشی سے گلاس لے کر سیدھا ہوا اور میز سے جگ اٹھا کر اس میں پانی بھرنے لگا۔ارسلہ کی طرف غلطی سے بھی نہیں دیکھا تھا جبکہ وہ دھندلی ہوتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ارسلان کی سنجیدہ شکل نے اسے وہ کبھی نہ بھولنے والے لمحات دوبارہ یاد دلا دیئے تھے۔

"پانی۔۔۔؟!"گلاس اس کے سامنے کر کے ارسلان نے نگاہ اٹھائی تو ارسلہ کے قطرہ قطرہ گرتے آنسوؤں نے اس کا استقبال کیا۔وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی

تھی۔کچھ باتوں پر ہمارا اختیار نہیں ہوتا۔۔۔ہم چاہ کر بھی قدرت کے کاموں میں دخل اندازی نہیں کر سکتے!کچھ دیر پہلے وہ خود سے تہیہ کر رہا تھا کہ ارسلہ کے ایک بھی آنسو کا سبب نہیں بنے گا اور اب بے بسی سے اس کے سامنے کھڑا اس کے رخساروں پر واضح بنتی دو لکیروں کو دیکھ رہا تھا۔

"ارسلہ؟!"اس نے پکارا تو وہ چونکی۔

"آ۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"ارسلان کا اس کے گھر اور اس کے کمرے میں کیا کام۔۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی!

"پانی پیو!"اس کا سوال نظر انداز کرتے ارسلان نے پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگایا۔ارسلہ نے گلاس اس کے ہاتھ سے لیا تو وہ سیدھا ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔ گھونٹ گھونٹ پانی پیتی ارسلہ کی پانی اگلتی آنکھیں اسی پر مرتکز تھیں۔ارسلان اس کی متوقع چیخ و پکار کا انتظار ہی کرتا رہ گیا لیکن اس نے خاموشی سے پانی پی کر گلاس واپس اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ارسلان نے گلاس لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور

جانے کے لیے پلٹا۔

"آپ یہاں کیوں ہیں؟ یا اس رات وہاں کیوں تھے؟ میری زندگی میں واپس ہی کیوں آئے ہیں آپ؟" لرزتے لہجے میں کیے جانے والے سوالوں پر ارسلان جہاں تھا وہیں تھم گیا۔ 'اس رات' کے تذکرے پر اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اسے پتا تھا کہ اس کا چہرہ ارسلہ کو وہی سب یاد دلائے گا اور بدقسمتی سے اس حقیقت کو بدلنے کے لیے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"آپ کو اندازہ بھی ہے آپ کیا کر چکے ہیں؟" اپنے پیچھے سے آتی سسکی کی آواز پر ارسلان کے تاثرات مزید پتھر ہوئے۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔۔۔ اپنے نقصان میں وہ ارسلان کو بھی حصہ دار سمجھ بیٹھی تھی۔

"آئی ایم سوری!" وہ نہیں جانتا تھا وہ کس بات کی معافی مانگ رہا ہے کیوں کہ اس رات ارسلہ اسے دیکھ کر اس کے پاس آئی تھی۔۔۔ اس کے انکار کے باوجود ارسلہ اس سے بات کرنے پر مصر تھی اور اب۔۔۔!

"آپ کی معافی کا میں کیا کروں؟" وہ اپنا ضبط کھو کر چلائی اور جسم سے لحاف پرے پھینک کر اٹھ بیٹھی۔ زخموں میں بہت تکلیف ہوئی تھی لیکن وہ نظرانداز کرتی پاؤں زمین پر رکھتی کھڑی ہونے لگی۔

"آپ وہاں کیوں آئے تھے؟ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی وجہ سے میری اولاد۔۔۔آہ!" اس نے پلاسٹر چڑھا پاؤں ارسلان کی طرف بڑھایا لیکن درد کی اٹھتی لہر نے سسکنے پر مجبور کر دیا۔ ارسلان نے پلٹ کر بے ساختہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر گرنے سے بچایا اور بستر پر بٹھا دیا۔ بازو پر رکھا کوٹ پھسل کر فرش پر گر چکا تھا لیکن اسے پروا نہیں تھی۔

"آئی ایم سوری! میں ایسا کچھ بھی نہیں چاہتا تھا۔" گھٹنوں کے بل ٹھنڈے فرش پر بیٹھا پریشانی سے اس کا پاؤں دیکھنے لگا۔

"تو میں ایسا چاہتی تھی کیا؟" وہ روتے روتے استہزائیہ ہنس دی تو ارسلان نے لب بھینچ لیے۔

"پین کلرز کہاں پر ہیں؟" وہ پھر اس کے سوال سے کتراتا سائیڈ ٹیبل پر رکھی دوایاں دیکھنے لگا۔

"پاؤں اوپر کر لو تمہیں درد ہو رہا ہو گا!" دوا تلاش کر کے ہتھیلی پر نکالتے تبصرہ کیا۔

"آپ سوچ نہیں سکتے کتنا!" ارسلہ نے اس کی ہتھیلی پر رکھی گول دوا کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا اور آنسو بہاتی پاؤں اوپر کر کے بیٹھی۔

"دوا کھالو۔۔۔ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا!" اس کے پاس اپنی بات منوانے کا یہی ایک راستہ بچا تھا۔ شرط سن کر ارسلہ نے اسے زخمی نگاہوں سے دیکھا اور گولی اس کے ہاتھ سے لے کر بغیر پانی کے نگل گئی۔

"ہمم! تمہارے دونوں سوال کا جواب۔۔۔ کائنات میری تایازاد ہے۔ میں اسی کی وجہ سے اس رات وہاں تھا اور اب یہاں ہوں! اور نہیں۔۔۔ مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ہماری دومنٹ کی انٹریکشن تمہیں اس حال تک پہنچا دے گی۔" اس کی وضاحت پر ارسلہ کے آنسو تھمے۔۔۔ ارسلان نے خود کو بری الزمہ ٹھہرانے کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوشش ہر گز نہیں کی تھی۔ اگر ارسلہ کے نزدیک وہ قصور وار تھا۔۔۔ تو وہ تھا! اتنی سادہ سی بات تھی۔

"تمہیں یاد ہے تم نے مجھ سے تب کیا پوچھا تھا؟" ارسلان نے اس کے پیچھے تکیے درست کرتے ہوئے ٹیک لگانے کا اشارہ کیا۔ وہ آرام دہ ہو کر بیٹھ گئی تو اس کے اوپر لحاف ڈالتا وہ خود ہی اپنے سوال کا جواب دینے لگا۔

"اتنی سی بات پر دوستوں سے رابطے کون توڑتا ہے؟" اس نے حرف بہ حرف ارسلہ کے الفاظ دہرائے۔ اسے تو پانچ سال پرانے الفاظ بھی یاد تھے۔۔۔ یہ تو پھر دنوں پرانی بات تھی!

"رابطے توڑنے کی کئی وجوہات تھیں!" ارسلہ کو بھی اس کا جواب ازبر تھا۔۔۔ بعد کے واقعات نے اس ملاقات کو غیر معمولی بنا دیا تھا۔ دن میں کتنی ہی مرتبہ وہ یادیں کسی فلم کی طرح دماغ کے پردوں پر چلا کرتی تھیں۔

"کئی وجوہات نہیں، صرف ایک وجہ تھی۔۔۔ تم!"

www.novelsclubb.com

"میں؟" بے یقینی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں۔۔۔ تم! میں جانتا ہوں یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے لیکن میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا۔ پانچ سال پہلے بھی اور پانچ سال گزر جانے کے بعد بھی۔۔۔ میں تم سے ہی محبت کرتا ہوں ارسلہ! تم نے پوچھا تھا نا کہ میں نے تمہاری دوست کی محبت کیوں ٹھکرائی؟ وجہ تب بھی تم تھی!" اگر اس نے کہا تھا کہ وہ اس کے ہر سوال کا جواب دے گا تو غلط نہیں کہا تھا۔

ارسلہ کو ایک ساتھ ملی اتنی ساری معلومات نے ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

"کیوں؟" اس کے ہونٹ خود بخود ہلے تھے۔ ارسلان آزردگی سے ہنس دیا۔

"محبت بے وجہ ہوتی ہے ارسلہ! اگر کوئی کہتا ہے کہ تمہاری فلاں بات، فلاں عادت کی وجہ سے ہے تو بکواس کرتا ہے۔۔۔ وہ لگاوٹ تو ہو سکتی محبت نہیں! مجھے بھی تم سے بے سبب ہی محبت ہے۔" لمحوں پہلے کی ہنسی کہیں نہیں تھی وہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔

"پھر چھپائی کیوں؟" اسے تو یہ بات ہی ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ ارسلان اس سے محبت کرتا ہے اور آج سے نہیں پانچ سال پہلے سے کرتا آیا ہے۔۔۔تو پھر وہ بے خبر کیوں تھی؟

"بتاتا کس لیے؟ ہم دونوں جانتے ہیں۔۔۔تم نے انکار ہی کرنا تھا!" حقیقت تلخ ضرور تھی لیکن وہ اسے قبول کر چکا تھا۔

"یقیناً! لیکن مشال کی طرح آپ بھی اس مقام سے آگے بڑھ چکے ہوتے۔۔۔اپنی زندگی میں مگن ہو جاتے!" ارسلہ نے سر ہلایا۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔پانچ سال پہلے تک وہ اپنی دوستوں پر جان چھڑکتی تھی۔اگر ارسلان اس سے اپنی محبت کا اظہار کرتا تو سو فیصد پلٹا دیا جاتا کیوں کہ وہ اپنی دوست کا دل دکھانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"ناممکن!" کسی بحث کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔وہ اس سے محبت کے مقام پر ساری زندگی کھڑا رہ سکتا تھا اور رہنے والا تھا!

"اب تو وہ وقت گزر گیا نا۔۔۔اس لیے آپ یہی کہیں گے!"ارسلہ کو یقین نہیں آیا تھا۔

"میرا وقت تو آیا ہی اب ہے ارسلہ! بتاؤ۔۔۔میری محبت قبول کرو گی یا نہیں؟"

اس نے جھک کر پیروں کے پاس گرا اپنا کوٹ اٹھایا اور جھاڑ کر بستر کی پائنتی پر رکھ دیا۔ مضحکہ خیز بات تو یہ تھی۔۔۔وہ اس کے جواب سے اب بھی واقف تھا!

"اگر آپ کی محبت نہیں بدلی تو میرا جواب بھی وہی ہے جو آج سے پانچ سال پہلے ہوتا!"ارسلہ کو اس کا لاتعلق سا انداز بہت عجیب لگا تھا، وہ بغیر کسی مروت کے سخت لہجے میں انکار کر گئی۔ارسلان کے لیے غیر متوقع نہیں تھا لیکن پھر بھی درد ہوا تھا۔

"اب تم یقیناً مجھ سے آگے بڑھ جانے کا مطالبہ کرو گی؟میں کوئی اپنی جیسی لڑکی ڈیزرو کرتا ہوں۔۔۔فلاں فلاں فلاں!"کچھ دیر پہلے کی گیلی ہو چکی آستین کا بٹن کھول کر اسے اوپر چڑھانے لگا۔۔۔یوں لگ رہا تھا ارسلہ کے علاوہ اسے ہر چیز سے

دلچسپی ہے! اور اسی بات پر وہ شاکی محسوس کر رہی تھی۔ جبکہ حقیقت میں ارسلان اپنی آنکھوں سے صاف جھلکتا غم اس سے چھپا رہا تھا۔۔۔ابھی تو شروعات تھی۔ اسے ابھی سے اپنی کمزوری ارسلہ کے ہاتھ میں نہیں دینی تھی۔۔۔اسے آغاز میں ہی اپنی محبت کے اختتام کو نہیں پہنچنا تھا!

"بڑھنا تو چاہیے!" اس نے اختصار سے کام لیا۔ کوئی اور لڑکی ڈھونڈنا نہ ڈھونڈنا اس کا اپنا سر درد تھا۔

"یہ اب بھی ممکن نہیں ہے ارسلہ! میں تب تک اپنا سوال دہراتا رہوں گا۔۔۔ جب تک تمہارا جواب بدل نہیں جاتا۔ کیوں کہ یہاں سے خالی ہاتھ واپسی میرے لیے ممکن نہیں ہے!" دوسرا بازو بھی کہنی تک چڑھا کر اچانک اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ لہجہ اب بھی عام سا تھا لیکن اس کی بولتی نگاہیں اس کے عزم کا پتا دے رہی تھیں۔

"آپ کو بہت زیادہ انتظار کرنا پڑے گا!" ارسلہ نے بے نیازی سے دایاں شانہ اچکا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔آئی ایم گڈ ایٹ ویٹنگ!"وہ مسکرایا لیکن اس کے مسکراہٹ آنکھوں کی اداسی دور نہیں کر سکی تھی۔

"آپ اپنی زندگی برباد کریں گے!"اسے اب بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"اپنی خوشی سے کروں گا!"

ارسلہ نے تو اسے پانچ سال پہلے بھی کوئی امید نہیں تھمائی تھی لیکن ارسلان اپنی مرضی سے اس کی محبت میں مبتلا رہا تھا۔۔۔آئندہ بھی جو ہو گا، وہ اس پر راضی تھا!

"اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتی ہوں آپ سے؟"اس نے لاچاری کا اظہار کیا۔

"اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔میں چلتا ہوں۔۔۔اپنا خیال رکھنا!"

ارسلان نے جھک کر کوٹ اٹھایا اور الوداعی نگاہ اس پر ڈال کر دروازے کی طرف چل پڑا۔راہداری میں آتے ہی وہ کمال مرتضٰی کے روبرو ہوا۔اس نے محض حیرت کا اظہار کرتے ایک ابرو اٹھایا۔۔۔وہ یوں بھی بہت کم بولا کرتا تھا لیکن ارسلہ کے

ساتھ ہوئی گفتگو نے بقیہ الفاظ بھی چھین لیے تھے۔کمال مرتضٰی تھوڑی دیر پہلے ہی آئے تھے لیکن وہ ساری بات سمجھ چکے تھے۔۔۔انہیں اپنا آپ قصوروار لگ رہا تھا۔اپنی اولاد کی خوشی کا خیال رکھنا بطور باپ ان کی ذمہ داری تھی لیکن وہ تو اس کی زندگی کے اس پہلو سے واقف بھی نہیں تھے۔انہیں عالم مرتضٰی کی وجہ سے اپنی اولاد کو اکیلا نہیں کرنا چاہیے تھا!

کچھ بھی کہے سنے بغیر اس کا شانہ تھپک کر اندر چلے گئے۔۔۔وہ اپنا فون ارسلہ کے کمرے میں بھول گئے تھے اور وہی لینے واپس آئے تھے۔ارسلہ آنکھیں بند کئے بیٹھی ارسلان کمال کو سوچ رہی تھی۔وہ بغیر آہٹ پیدا کیے ہیں بزپر سے اپنا فون اٹھا کر جانے لگے لیکن ارسلہ ان کی موجودگی محسوس کر کے آنکھیں کھول چکی تھی۔

"انکل!"اس کی پکار پر کمال مرتضٰی رکے اور پلٹے۔

"اگر میں غلط نہیں سمجھی ہوں تو آپ ارسلان کے فادر ہیں؟"

انہوں نے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"آپ کو نہیں لگتا آپ کو انہیں روکنا چاہیے؟" ارسلہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بات سے کس حد تک واقفیت رکھتے ہیں لیکن وہ انہیں آگاہ کرنے کا ارادہ ضرور رکھتی تھی۔

"نہیں!" یک لفظی جواب تھا لیکن یہ واضح کر چکا تھا کہ وہ انجان نہیں ہیں!

"ویل! میرے خیال سے آپ کو روکنا چاہیے۔۔۔ کیوں کہ مجھے نہیں لگتا میں دوبارہ کبھی کسی مرد پر یا اس کی محبت پر بھروسہ کر سکتی ہوں۔" اس کی صاف گوئی پر کمال مرتضٰی مسکرائے۔

"اگر وہ مرد کا بچہ ہے۔۔۔ جو وہ ہے! تو وہ آپ کا بھروسہ جیت کر دکھائے گا۔"

اپنی اولاد پر اتنا مان تو بنتا تھا!

"ممکن ہی نہیں ہے!" ارسلہ نے کسی غلط فہمی یا خوش فہمی کی جگہ ہی نہیں رہنے دی تھی۔

"ویسے تو اس کی کم و بیش ساری عادتیں میرے جیسی ہیں لیکن اپنی بات پر اڑ جانے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی عادت اس نے اپنی ماں سے لی ہے۔۔۔اگر وہ کہہ چکا ہے کہ وہ انتظار کرے گا۔۔۔تو وہ کرے گا۔"

"چاہے وہ انتظار انہیں دکھ ہی کیوں نہ دے؟"وہ گود میں رکھے ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیلتی ہوئی بولی۔

"دکھ برداشت ہو جاتا ہے۔۔۔پچھتاوا نہیں ہوتا!اور میں نے دل کی ماننے والوں کو بہت کم پچھتاتے دیکھا ہے۔"

"میں آپ کو نظر نہیں آرہی کیا؟"اس نے چہرہ اٹھا کر خالی، ویران آنکھوں سے انہیں دیکھا اور ان کی خاموشی پر ادا سی سے بھرپور مسکرا دی۔

"خیر!میں نے آپ کو بور کرنے کے لیے روک لیا۔۔۔آپ جائیں پلیز سب کے ساتھ جا کر بیٹھیں۔"

"ہمم۔۔۔پکی بات ہے؟اگر آپ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہیں تو میں سننے کے لیے موجود ہوں!کبھی کبھار اجنبیوں کے دلاسے جادو کا سا کام کرتے ہیں۔"

"بہت شکریہ پر نہیں! مجھے کوئی جادو نہیں چاہیے۔۔۔میں صرف تنہائی چاہتی ہوں۔" وہ سب اس قدر جلدی دہرانا اس کی ہمت کا امتحان تھا جس میں وہ بغیر کسی کوشش کے فیل ہو چکی تھی۔

"ٹھیک۔۔۔ایک اور بات! جسمانی زخم تو بھر ہی جاتے ہیں۔میری دعا ہے کہ آپ کا یہ (سینے میں دھڑکتے دل کی طرف اشارہ کیا) بھی صحت مند ہو جائے! خدا حافظ۔" وہ الوداع کہتے اس کی خواہش کے مطابق اسے تنہا چھوڑ کر باقی سب کے ساتھ آ بیٹھے تھے۔

****

www.novelsclubb.com

"ابراہیم! جو ہو گیا اس میں یقیناً میرے رب کی کوئی نہ کوئی بہتری شامل بھی۔۔۔ تم دل چھوٹا مت کرو! آزمائشیں تو انسان کو اپنے مالک سے قریب کرنے کے لیے آتی ہیں۔میری دعا ہے کہ تم اور ارسلہ بیٹی اس آزمائش میں پورے اترو۔"

"آمین اور اس میں کوئی شک نہیں۔۔۔اس کی مصلحتوں کو سمجھنا ہمارے بس کی

بات نہیں ہے!" ابراہیم شاہ نے اپنے گھٹنے پر رکھے عالم مرتضٰی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"بالکل! اب ہمیں اجازت دو۔۔۔رات کافی ہو چکی ہے۔ تم لوگ بھی آرام کرو۔"

"بہت شکریہ بھائی آپ آئے۔۔۔آتے رہیے گا اب۔ آپ کا اپنا گھر ہے!" اگر دیکھا جاتا تو وہ پہلی مرتبہ ان کے گھر آئے تھے۔

"اس میں شکریے کی کیا بات ہے؟ اگر یہ معذوری نہ ہوتی تو میں کب کا آچکا ہوتا!" انہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ کر وہیل چیئر کی ہتھی پر رکھا۔ دفعتاً ماحول میں رنجیدگی سی گھل گئی۔ ارسلان ہاتھ میں موجود کپ میز پر رکھ کر اٹھا اور ان کی پشت پر آکر اس نے کرسی کے پُش ہینڈل پکڑے۔

"ابھی آپ ابراہیم انکل کو آزمائش میں دل کڑا کرنے کا کہہ رہے تھے پھر خود کیوں شکوہ کر رہے ہیں؟" اس نے جھک کر بات کا آغاز کیا۔

"اور میں کس لیے ہوں؟ آپ ایک دفعہ کہہ کر تو دیکھیں۔۔۔ وہیل چیئر سمیت کے۔ ٹونہ سر کروادی تو میرا نام بھی ارسلان کمال نہیں!" مسکراتے لہجے میں کہتا سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"مجھے کوئی شک نہیں ہے!" عالم مرتضٰی بھی اس کی پیشکش پر مسکرائے۔

"لیکن یہ اس شکوہ نہیں تھا، میری مجبوری تھی اور ہے! انسان کو اپنے حال سے واقف رہنا چاہیے اور تمہیں پتا ہے میں نے توقعات پالنا چھوڑ دی ہیں۔" ان کی آخری بات پر ارسلان کی نظریں اپنے باپ کے چہرے تک گئیں۔۔۔ وہ بھی ان کا مطلب سمجھ کر ہونٹ بھینچ چکے تھے۔ سب جانتے تھے عالم مرتضٰی پچھلے دو، اڑھائی سالوں سے اپنے چھوٹے بھائی سے ایک عدد وضاحت کے منتظر تھے۔۔۔ وہ چاہے چھوٹی ہوتی، سچی ہوتی، لمبی ہوتی یا یک لفظی۔۔۔ فرق نہیں پڑتا تھا لیکن کمال مرتضٰی ان کاغذات اور کاغذات پر موجود دستخطوں کے بارے میں ایک حرف نہیں بولے تھے! وہ بھی سچے تھے جب عالم مرتضٰی نے ان سے وضاحت مانگے بغیر

خود ہی سب کچھ سوچ لیا تھا تو وہ اپنے الفاظ اور سانسیں کیوں ضائع کرتے؟ سمجھ سے باہر تھا۔۔۔سالوں سے منجمد برف پر پہلی ضرب کون لگانے والا تھا؟

"ارسلان بھائی! کے۔ٹو سر کروانا۔۔۔کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟اس طرح کی بونگیاں مارنا میرا ڈیپارٹمنٹ ہے۔۔۔آپ یہاں کہاں؟" خیام نے ان لفظوں اور نظروں کا تبادلہ دیکھ کر مداخلت کرنا ضروری سمجھا۔

"سوری برادر! مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں ہم جیسوں کے قدم رکھنے پر پابندی ہے۔۔۔ورنہ میری کیا مجال؟" ارسلان نے بھی اپنے تایا کی طرح ایک تیر سے دو شکار کیے تھے۔خیام نے متاثر ہو کر سر ہلایا۔

"آئندہ سے نہیں ہے!" اس کی کھلی اجازت پر ارسلان نے ابرو اٹھاتے ہوئے 'سچ کہہ رہے ہو؟' والی نظروں سے دیکھا۔خیام نے بھی آنکھوں سے ہی جواب دے دیا اور ان دونوں کے علاوہ تیسرا کوئی نہیں سمجھا تھا کہ وہ ارسلان کو ارسلہ سے ملنے، اس سے بات کرنے کی کھلی چھوٹ دے رہا تھا۔

"میں آپی کو خدا حافظ بول کر ابھی آئی!" کائنات نے سب کو اٹھنے کی نیت سے ایک دوسرے کو دیکھتے پا کر کہا اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر غائب ہو گئی۔

"آپ کیوں اتنے چپ ہیں؟" بلقیس بانو نے کمال مرتضٰی کی طرف جھک کر سرگوشی کی۔

"فضول بکواس کرتے ہوئے تم نے مجھے کب دیکھا ہے؟" انہوں نے فون سے سر اٹھائے بغیر بے تاثر لہجے میں کہا۔

"توبہ ہے! بندہ پوچھے دو سال بیوی بچوں کے بغیر رہ کر بھی آپ کو عقل نہیں آئی تو کب آنی ہے؟" ان کا یہی انداز تو بلقیس بانو کو جلتے توے پر بٹھا دیا کرتا تھا۔

"پندرہ جمع دو۔۔۔ تم شاید سترہ سال کہنا چاہ رہی ہو!" اپنی اولاد سے دور گزرا ایک ایک لمحہ ان کے دل پر لکھا تھا اور رہی بات بلقیس بانو کی تو وہ اپنی زبان کی وجہ سے ان کے دل میں کوئی مقام حاصل ہی نہیں کر پائی تھیں جو ایسا قابل ذکر یا قابل رشک ہوتا۔ ٹھیک ہے۔۔۔ ان کے باپ کی بہو تھیں، ان کے بچوں کی ماں تھیں

لیکن کمال مرتضیٰ جیسے خاموش طبع انسان کے لیے وہ بہت زبان دراز تھیں۔

"وہ حساب میرے پاس بھی ہے لیکن پہلے آپ چھ، آٹھ مہینوں بعد شکل دکھا جایا کرتے تھے۔اس دفعہ تو پلٹ کر نہیں دیکھا!" بلقیس بانو ہی کیا بہت سوں کو ان سے یہ گلہ تھا۔

"میں نے ضروری نہیں سمجھا تھا!" عام سے لہجے میں کہہ کر بات ختم کر دی اور کائنات کو سیڑھیاں اترتا دیکھ کر موبائل جیب میں رکھتے اٹھے۔ان کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے بلقیس بانو کا منہ کھلا ہی رہ گیا۔

صارم اور عائشہ ابراہیم نے گھر کے اندر سے ہی انہیں الوداع کہہ دیا تھا۔خیام اور ابراہیم شاہ انہیں گاڑیوں تک چھوڑنے آئے تھے جبکہ اریشہ، علی کو لے کر بہت پہلے ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ علی کو جلدی سونے کی عادت تھی اور گھر میں کوئی بھی چار سالہ بچے کے کسی بھی وجہ سے دیر تک جاگنے کے حق میں نہیں تھا۔وہ الگ بات ہے علی نے چاچی، چاچی کرتے ان کے سروں میں درد کر دی تھی اور پھر

وہ کائنات کے جلد ہی دوبارہ ملنے کے وعدے پر اپنے کمرے میں گیا تھا۔

"اودامادجی! آپ نے تو گھر آنا ہی چھوڑ دیا؟ بالکونی چڑھ کر ہی آجایا کریں۔۔۔مجھے کیا کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے!" بلقیس بانو کے اندر لاوا پک رہا تھا انہیں کسی نہ کسی طرح اسے باہر نکالنا ہی تھا۔ارسلان کے ساتھ عالم مرتضٰی کو وہیل چیئر سے گاڑی کی پچھلی نشست پر منتقل کرتا خیام ٹھٹھک کر رکا۔وہی کیا باقی سب بھی ان کی بات پر حیران ہوتے خیام کو سوالیہ دیکھ رہے تھے۔ایک کائنات تھی جو چابی مٹھی میں زور سے دبائے انہیں گھور رہی تھی۔

"یقین کریں دروازے کو زنگ لگنا شروع ہو گیا ہے۔۔۔آپ کے بعد میں نے تو اسے کھلتے ہوئے بھی نہیں دیکھا!" مصنوعی تاسف ایک ایک انداز سے جھلک رہا تھا۔

"واقعی؟!" خیام سب سے پہلے ہوش میں آیا۔

"شیشے کے دروازے کو بھی زنگ لگ سکتا ہے؟ یہ میرے لیے بالکل نئی اطلاع

ہے!" اپنی طرف سے تو وہ بلقیس کو شرمندہ کرنا چاہتا تھا لیکن ان کی فاتحانہ مسکراہٹ دیکھ کر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ گدھوں کی طرح خود ہی اعتراف کر چکا تھا۔۔۔ کائنات کا اس کی گردن اڑانے کا جی چاہا۔

"یہ کیا بکواس ہے؟ کیا کرنے جاتے رہے ہو تم وہاں؟ اور کیسے جاتے رہے ہو؟ بالکونی سے چڑھ کر؟" ابراہیم شاہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ خیر اس کے ٹریک ریکارڈ کی روشنی میں دیکھتے تو یہ ایسی کوئی انہونی بھی نہیں تھی۔

"یار بابا! آپ کے گرجنے چمکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ایک چاچا کید و ہی بہت ہے ہمیں!" وہ منہ بنا کر بولا۔ بلقیس بانو نے محض دو جملوں میں اس سے اعتراف کروالیا تھا اور وہ سخت قسم کی تلملاہٹ کا شکار تھا۔

"ارے۔۔۔ آپ تو برا ہی منا گئے داماد جی! میں تو صرف یہ کہہ رہی تھی کہ ہم آپ کو مِس کرتے ہیں۔" آخر تین لفظ انہوں نے کائنات کو دیکھتے ہوئے اچھالے تھے اور کائنات کا دماغ بس گھومنے ہی والا تھا۔

"تو یوں کہیے نا؟ میں چلا چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔ بلکہ میری گاڑی میں چلتے ہیں تاکہ آپ مجھے بالکل مِس نہ کریں!" خیام نے چابی کی تلاش میں جیبیں تھپتھپائیں۔

"یہ ٹھیک ہے۔۔۔ چلو کائنات!" وہ مسکرا کر سر ہلاتیں اس کی طرف بڑھیں لیکن عالم مرتضٰی کی دھاڑ پر رکنا پڑا۔

"بلقیس!!" وہ انہیں نہایت غصیلی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ ان کی تنبیہ کے باوجود بلقیس بانو نے یہ حرکت کی تھی اور ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر دیں؟ کمال مرتضٰی اپنی بیگم کی زبان کے جوہر سے واقف تھے اس لیے ان کو اس بکواس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور جب باپ نہیں بولا تھا تو ارسلان کے بولنے کا کوئی مطلب ہی نہیں تھا!

"جی بھائی صاحب!" وہ شیریں مسکراہٹ کے ساتھ ان کی طرف پلٹیں۔

"بہت ہو گیا۔۔۔ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھو!" لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ ان کے ضبط کی طنابیں بس ٹوٹنے ہی والی ہیں۔

"آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں بھائی صاحب! میں تو بس۔۔۔"اب ان کی خیر خواہی کی جھوٹی تقریر شروع ہونے والی تھی۔

"مما!!"ارسلان خالی وہیل چیئر وہیں چھوڑ کر ان کی طرف بڑھا۔۔۔آنکھوں میں واضح تنبیہ تھی۔وہ انہیں شانوں سے پکڑ کر دوسری گاڑی میں بٹھا آیا۔شیشے سے باہر جھانکتی ان کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"بہت معذرت ابراہیم! تمہیں یہ سب دیکھنا پڑا۔"عالم مرتضٰی نے طویل سانس لے کر غصے پر قابو پانا چاہا۔

"آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں؟ معافی تو اس کے گدھے پن پر مجھے مانگنی چاہیے!"ابراہیم شاہ آنکھوں سے ہی خیام کو بھسم کر دینے کا ارادہ رکھتے تھے جس نے خاموشی سے سر جھکانے میں ہی عافیت جانی۔

"پتا نہیں میں نے انسانیت سے کون سی دشمنی کی تھی جس کے نتیجے میں یہ بطور سزا ملا ہے!"وہ دل ہی دل میں اس پر لاتعداد لعنتیں بھیج چکے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے بھی!"کائنات ان سے سو فیصد متفق ہو کر تبصرہ کرتی اپنی گاڑی کی چابی ارسلان کو دے کر اور اس کی لے کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتی اندر بیٹھ گئی۔ خیام منہ کھولے دیکھتا ہی رہ گیا۔کمال مرتضٰی بھتیجی کے ساتھ کی خالی نشست پر جا بیٹھے اور اس ٹینشن میں بھی عالم مرتضٰی مسکرا دیے۔

"پاپا!آپ دیکھ رہے ہیں کس طرح کفران نعمت کی جا رہی ہے؟"خیام کو اور کچھ نہ سوجھا تو شکایتی لہجے میں عالم مرتضٰی سے مخاطب ہوا۔

"نہ بیٹے! یہ بات گھمانے کا وقت نہیں ہے۔۔۔اپنی غلطی تسلیم کرنے کا ہے۔" خیام کے لیے مخصوص نرم، حلیم لہجہ واپس آچکا تھا۔اس نے سن کر ہار مانتی سانس لی۔

"فائن! میری غلطی ہے۔۔۔مجھے تھروپراپر چینل اس سے ملنا چاہیے تھا لیکن تب میں ارسلہ کی وجہ سے بہت سٹریسڈ تھا اور مجھے کائنات سے ملنا ہی ملنا تھا۔" غلطی تسلیم کرنے کا بھی کیا شاہانہ انداز تھا۔عالم مرتضٰی کو اس کی پریشان حالت یاد آئی تو

بے ساختہ ان کی نگاہ ریئر ویو مرر سے جھانکتی کائنات کی سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی جس نے جواباً ہلکا سا سر ہلا دیا۔ان کے پاس خیام کو معاف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا جبکہ ان کے بر عکس ابراہیم شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا اس سبکی پر اس کا حشر کر دیں۔

"بیٹے! یہی تو ساری بات ہے اگر آپ مجھ سے پوچھ لیتے یا کم از کم بتا ہی دیتے تو آج یہ تماشا نہ لگتا۔"انہوں نے افسوس سے کہا تو خیام شرمندگی محسوس کرتا کھلے دروازے میں ان کے سامنے گھٹنا موڑ کر بیٹھا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

"آئی پرامس! دوبارہ یہ بلنڈر کبھی نہیں کروں گا۔اس دفعہ معاف کر دیں۔۔۔ ہمم؟"اس نے التجائیہ انداز اپنایا تو انہوں نے ہلکے سے تبسم کے ساتھ سر ہلا دیا۔

"یہ کی ہے نا آپ نے میرے سسر صاحب والی بات!"ان کا ہاتھ لبوں سے لگا کر واپس ان کے گھٹنے پر رکھا۔

"ورنہ پہلے تو قسم سے ابراہیم شاہ کے سمدھی لگ رہے تھے!"اس نے جھرجھری

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لے کر کہا اور ابراہیم شاہ نے بڑی دقت سے اپنی پھڑکتی ہوئی ٹانگ روکی ورنہ وہ اب تک خیام کی پشت سے ٹکرا چکی ہوتی اور زیادہ نقصان یقیناً خیام کے حصے میں آتا۔

"میں اب کیا جواب دوں اس کو ابراہیم؟" عالم مرتضیٰ نے اس کے پیچھے کھڑے ابراہیم شاہ کو سوالیہ دیکھا۔

"اس کو آپ دفع کریں بھائی! میں دیکھ لوں گا۔" مکمل سنجیدگی سے کہہ کر انہوں نے خیام کو گردن سے پکڑتے کھڑا کیا اور پھر گاڑی سے دور کر دیا۔

"یار بابا؟!" ویسے تو ایسی کوئی خاص عزت تھی نہیں۔۔۔ لیکن جو تھی وہ بھی خطرے میں پڑ چکی تھی۔

"آپ خیر و عافیت سے جائیں۔۔۔ کائنات بیٹا! دھیان سے گاڑی چلایئے گا۔ خدا حافظ!" انہوں نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کیا اور ہاتھ ہلا دیا۔ کائنات نے وہاں سے گاڑی نکالنے کی کی تھی۔

"گڈ لک برادر!" ارسلان نے سرگوشی کی اور وہیل چیئر اٹھا کر گاڑی میں رکھتا خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ تک پہنچا۔ دوسری گاڑی کے بھی گیٹ سے نکل جانے کے بعد ابراہیم شاہ کی پوری توجہ کا مرکز خیام بنا۔

"موقع دے رہا ہوں۔۔۔ اپنی سزا خود ہی تجویز کر دو؟" انہوں نے اس کی گردن آزاد کی اور ہاتھ سینے پر باندھے۔

"معاف کر دیں نا یار بابا؟ بندہ بشر ہوں۔۔۔ غلطی ہو جاتی ہے!" کچھ بھی نہیں ہوا تھا لیکن وہ خواہ مخواہ گردن یوں مسل رہا تھا۔۔۔ جیسے خدانخواستہ اتر ہی گئی ہو!

"پہلی بات۔۔۔ میں عالم بھائی کی طرح دریا دل نہیں ہوں! دوسری بات۔۔۔ تم اتنے سیدھے ہرگز نہیں ہو جتنے عالم بھائی کے سامنے نظر آ رہے تھے! یہ سوچی سمجھی پلینڈ غلطی تم کتنی دفعہ کر چکے ہو؟" ابراہیم شاہ نے ایک ایک بات دل کو لگتی کہی تھی۔ خیام جانتا تھا اس دفعہ برا پھنسا ہے۔۔۔ اس لیے فوراً ہی مسکینیت طاری کر لی۔

"اتنا تو مجھے پتا ہے ایک سے زیادہ دفعہ کی ہے! کیا دو دفعہ؟" انہوں نے پریقین انداز میں کہا تو خیّام نے شرافت سے سر نفی میں ہلا دیا۔

"تین؟"

اس بار زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔

"سچ کہہ رہے ہو؟" ابراہیم شاہ اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"قسم لے لیں۔۔۔ تیسری دفعہ بلقیس آنٹی عرف کیدو نے پکڑ لیا تھا!" گردن کا ماس چٹکی میں دبا کر بولا۔

"شرم آئی تھی؟" وہ جانتے تھے خیام کو اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں آتی لیکن انہیں آ رہی تھی!

"سچ بولوں یا جھوٹ؟" وہ گومگو کی کیفیت میں تھا۔

"زحمت مت کرو۔۔۔ میں جانتا ہوں! گاڑی کی چابی دو؟" انہوں نے سنجیدگی سے کہہ کر ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا۔ خیام نے بھی مزید کوئی بکواس کیے بغیر چابی

جیب سے برآمد کر کے ان کی ہتھیلی پر رکھ دی۔ وہ مٹھی بند کر کے بازو پہلو میں گرا کر دروازے کی طرف بڑھے۔

"کتنی دیر کے لیے؟ صبح تک دے دیں گے نا؟!" خیام نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"بھول جاؤ!" انہوں نے رکے بغیر چابی والا ہاتھ اٹھا کر ہلا دیا۔

"نا کریں یار!" دل پر ہاتھ رکھے دکھائی دی۔ ابراہیم شاہ نظرانداز کرتے گھر کے اندر چلے گئے۔ خیام نے کچھ دور کھڑی اپنی بلیک بیوٹی کو حسرت سے دیکھا اور ٹھنڈی آہیں بھرتا، اپنی قسمت کو کوستا ہوا خود بھی گھر میں داخل ہو گیا۔

****

اگلی صبح خیام نے دفتر پہنچ کر پہلا کام کائنات کے دروازے پر دستک دینے کا کیا تھا جسے وہ بآسانی پہچان کر نظرانداز کر چکی تھی۔ اس نے بغیر اجازت کے اندر جانے کا فیصلہ کیا اور کائنات نے دروازہ کھلنے کی آواز پر کرسی موڑ لی۔۔۔ وہ فی الوقت اس سے سامنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آہم۔۔۔آہم!" خیام نے گلا کھنکھار کر توجہ حاصل کرنی چاہی لیکن ناکامی ہوئی۔

"کائنات!" پہلے الف کو خاصا کھینچ کر اس کا نام پکارا یوں جیسے وہ سنتے ہی ساری ناراضگی بھول جائے گی۔۔۔تچ! ممکن ہی نہیں تھا۔

"مطلب سخت ناراضگی ہے؟!"

کائنات نے اب بھی کوئی دھیان نہیں دیا تھا۔وہ خاموشی سے ٹیبلٹ کی سکرین پر اپنی آج کی ٹوڈو لسٹ دیکھتی رہی۔

"مجھے پہلے سے ہی اندازہ تھا۔۔۔اس لیے میں تمہارا بندوبست کر کے آیا ہوں!" مسکراتے ہوئے لہجے میں کہی جانے والی بات پر وہ چونکی۔خیام چلتا ہوا اس تک پہنچا اور ہاتھ میں پکڑا ڈیزیز کا گلدستہ اس کے سامنے کر دیا۔

"Tada!"

وہ خوشی سے چہکا،امید واثق تھی کہ وہ بھی پھول دیکھ کر مان جائے گی لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔کائنات ایک نگاہ ڈال کر دوبارہ سکرین کو دیکھنے لگی۔پھولوں کی

تازگی اس کے اطراف میں رقص کرتی اس کا دل نرم کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی منطق دل کو پگھلنے سے روک رہی تھی۔

"کیا مطلب تم اپنے پسندیدہ پھولوں کو بھی نظر انداز کرو گی؟ چلو میں تو اس سلوک کا حق دار ہوں لیکن ان بیچاروں کا کیا قصور ہے؟" معصومیت سے کہہ کر پھول بالکل اس کے چہرے کے سامنے کیے۔ واقعی! پھولوں کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔

کائنات نے تھوڑی سی ہچکچاہٹ کے بعد ٹیبلٹ میز پر رکھا اور گلدستہ ہاتھ میں لیا، ہونٹ خود بخود ہی مسکرانے لگے تھے۔ اس نے آنکھیں بند کر کے پھول رخساروں سے لگائے۔۔۔ سفید پتیوں کی نمی نے اس کا چہرہ چھوا تو وہ پھولوں کے علاوہ ہر چیز بھول گئی۔ خیام سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم سمجھ کیوں نہیں جاتی۔۔۔ میں زیادہ دیر تمہیں خود سے ناراض رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا!" انداز بے بسی لیے ہوئے تھا۔

"کیوں؟" وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

"کیوں کہ تم میری بیوی ہو!"اس نے شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

"ہیں۔۔۔یہ کیا لاجک ہوئی؟"کائنات نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"تم خیام شاہ کی بیوی ہو۔۔۔یہ فضول کی لڑائیاں،ناراضگیاں اور نیگیٹو باتیں ہمارے لیے نہیں ہیں یار!"رسان سے گویا ہوا۔

"اچھا پھر کیا ہے ہمارے لیے؟"اس نے فرصت سے ابرو اٹھایا۔

"ہر پیاری،خوب صورت شے اور بات۔۔۔بالکل ان پھولوں کی طرح!"آخر میں اس کے ہاتھ میں موجود گلدستے کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہیں پتا ہے نا یہ مرجھا جاتے ہیں؟!"وہ نئے سرے سے اداس ہوئی۔

"جب تک پانی کے ساتھ جڑے رہتے ہیں۔۔۔نہیں مرجھاتے!"اس نے کسی واز کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں دوڑائیں۔وہ ایک ریک میں چند کتابوں کے ساتھ پڑا نظر آیا تو خیام اٹھا کر دفتر سے ملحقہ واش روم سے اس میں پانی بھر لایا۔

"ان کو تازہ رہنے کے لیے پانی کی ضرورت ہے اور ہمیں؟"اس کے ہاتھ پھیلانے

پر کائنات نے پھول اس کے حوالے کیئے۔وہ مسکراتا ہوا گلدستہ کھول کر پھول کانچ کے گلدان میں رکھنے لگا۔

"محبت !جب تک محبت ہے کسی ناراضگی کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔"خیام نے آخری پھول بھی اس کے باقی ساتھیوں کے ساتھ رکھ دیااور کائنات کی آنکھوں میں جھانکتا مسکرادیا۔کائنات کواس کاجواب پسند آیاتھا۔۔۔اس کے ہونٹ بھی دل آویز سی مسکان میں ڈھل گئے۔

"تم کہتے ہو کہ محبت ہے۔۔۔توکیایہ دوسروں کو نظر نہیں آتی؟اگر آتی ہے تووہ کیوں فضول میں ہمارے درمیان گھسنے کی کوشش کررہے ہیں؟"

"کس کی بات کررہی ہو؟"

"بلقیس چچی اور۔۔۔"

"اور؟"

"عکاشہ!"کائنات نے نام لے کر ہونٹ بھینچ لیے۔خیام نے گلدان ایک طرف

کیا اور میز سے پشت ٹکاتا اس کے روبرو ہوا۔اس نے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے تو کائنات نے اپنے ہاتھ اس کی پھیلی ہتھیلیوں پر رکھ دیے۔وہ ان کو نرم سی گرفت میں لے کر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"ناممکن! جس طرح ناراضگی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اسی طرح ان خواتین کی بھی نہیں ہے۔۔۔وہ بس تمہاری خوشی نہیں دیکھ سکتیں۔حسد کرتی ہیں تم سے!"

"چچی خون کھولا کر رکھ دیتی ہیں اور عکاشہ ٹیں ٹیں کر کے سر میں درد کر دیتی ہے۔۔۔میں کیا کروں ان کا؟"اس کے ماتھے پر ناگواری کے بل نمودار ہوئے۔

"اگنور کرو اور ان کو ہمارے درمیان آنے کی اجازت بالکل نہ دو!"وہ انگوٹھوں کی مدد سے اس کے ہاتھ دبا کر بولا۔

"وعدہ کرو تم بھی یہی کرو گے؟"کائنات کو زیادہ فکر بھی اسی بات کی تھی۔

"میرے لیے تم ہی شروع، آخر، درمیان سب کچھ ہو!"اس نے تھوڑا سا جھک کر کائنات کے ماتھے پر ہونٹ رکھے۔وہ پرسکون ہوتی کھل کر مسکرا دی۔

"وعدہ کر رہے ہو؟"

"پکا وعدہ!" وہ مسکراتا ہوا پیچھے ہٹا پھر اچانک اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ دائیں بائیں کرتا غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا؟" کائنات حیران ہوئی۔

"تم بلش کیوں نہیں کر رہی ہو؟ اتنا رومانس جھاڑا ہے میں نے۔۔۔ مطلب تمہیں ذرا سی بھی شرم نہیں آ رہی؟!" الزام دیتا لب و لہجہ تھا۔ اس کی بات پر وہ بدمزہ ہو کر ان لمحات کے سحر سے نکل آئی۔

"مر و تم!!" کائنات نے غصے سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور دھکیلا۔ خیام کا بازو پیچھے رکھے شیشے کے واز سے ٹکرایا اور اگر وہ پھرتی سے تھام نہ لیتا تو کانچ گر کر ٹوٹ چکا ہوتا۔

"اوہ۔۔۔ تھینک گاڈ!" اس نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر واز کائنات کے سامنے کیا۔

"یو نو۔۔۔میں جب ڈیزیز دیکھتا ہوں تو مجھے ہماری پہلی ملاقات یاد آجاتی ہے!اور ابھی تم سب کچھ تباہ کرنے والی تھی۔"ہمیشہ کی طرح اس کی اوور ایکٹنگ پر کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"اچھا ہوا تم نے پہلی ملاقات بھی یاد کروادی!میرے علاوہ اور کس کس کو سرراہ چلتے چلتے پھول پیش کر چکے ہو؟"اسے خود پر حیرت تھی۔اس نے آج سے پہلے خیام سے اس چھچھوری ترین حرکت کی وضاحت کیوں نہیں طلب کی۔

"یہ شرف صرف اور صرف تمہیں حاصل ہے۔۔۔واللہ!"خیام نے پھول واپس رکھے۔

www.novelsclubb.com

"ویسے ایک بات تو بتاؤ۔۔۔تم نے کیا سوچ کر مجھے پھول دیئے تھے؟"

"پتا نہیں!ایویں ای بس اچھی لگی تم۔۔۔تو دے دیئے!"اس کے نزدیک ہر چیز اتنی آسان پتا نہیں کیسے تھی

"مطلب کبھی کوئی اور اچھی لگ گئی تو اسے بھی دے دو گے؟"کائنات اس کی

خوبیوں سے بہت متاثر نظر آرہی تھی۔

"ایک سیکنڈ۔۔۔مجھے سوچنے دو!" ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روکا اور سنجیدگی سے غور و فکر کرنے لگا۔

"غالباً ہاں!" اس نے آہستہ آہستہ ہاں میں سر ہلانا شروع کیا اور کائنات کی برداشت جواب دے گئی۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے!" وہ کرسی سے اٹھ کر اس کے برابر ہوئی۔

"پوری بات تو سن لو۔۔۔آئندہ بھی تمہیں ہی دینے کا ارادہ ہے! جہاں کہیں بھی مل گئیں۔۔۔یوں ہی سرِراہ چلتے چلتے بھی!" جیبوں میں ہاتھ ڈالتا ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"مجھے نہیں چاہئیں۔۔۔نکلو تو یہاں سے۔میرا ہی دماغ خراب ہے جو تمہاری بکواس سن کر ایمان لے آتی ہوں۔"

"اسی لیے تو میں وہ ساری بکواس کرتا ہوں۔۔۔کیوں کہ مجھے پتا ہے تمہارا دماغ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خراب ہے!" ہمدردانہ لہجے میں کہہ کر اس کا اسکارف سے ڈھکا سر تھپکا یوں جیسے وہ واقعی کسی ذہنی عارضے میں مبتلا رہی ہو۔

"اب تم بچ کر دکھاؤ اس خراب دماغ والی سے؟!" کائنات نے آستینیں چڑھا کر ہاتھ اس کی گردن کی طرف بڑھائے۔ اسے خیام سے بھاگ جانے کی توقع تھی لیکن وہ سکون سے وہیں کھڑا رہا تھا بلکہ گردن پر رکھے اس کے ہاتھ بھی اپنی گرفت میں لے چکا تھا لیکن گردن چھڑانے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"میری خراب دماغ والی بیوی!" وہ تھوڑا جھک کر اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے جوڑ چکا تھا کائنات دھیمی پڑی۔

"تمہاری انہی حرکتوں سے کسی دن میرے دماغ کی کوئی نس پھٹ گئی تو پھر دیکھوں گی میں تمہیں!" اس نے نروٹھے پن سے خبردار کیا۔

"پاگل!!" خیام نے فوراً سرزنش کرتے پکارا۔

"پھر تم نہیں، تمہاری روح دیکھے گی مجھے۔۔۔

"!Ooo... that's scary"

اس نے مصنوعی جھرجھری لی اور کائنات نے ہار مان لی۔ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اس سے باتوں میں جیت جاتی

"تمھیں کوئی کام دھندہ نہیں ہے؟ چلو۔۔۔میرے آفس سے نکلو! کیوں کہ مجھے ہے۔" اس کے جھلانے پر خیام ہنسا۔

"اچھا، اچھا جا رہا ہوں!" وہ دروازے کی سمت پیچھے کو قدم اٹھا رہا تھا، چہرہ کائنات کی طرف ہی تھا۔

"مجھے زیادہ مِس مت کرنا!" مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل نہیں کروں گی!" کائنات نے ہاتھ جوڑ کر ماتھے سے لگائے اور اسے دفع دور ہونے کا اشارہ کیا۔

"?You sure about that"

خیام میں رک کر آنکھیں سکیڑیں۔

"Hundred and ten percent!"

کائنات نے سر ہلا دیا۔

"We'll see!"

بائیں آنکھ دباتے ہوئے دو انگلیاں ماتھے تک لے جا کر سلیوٹ کیا اور پلٹ کر اس کے دفتر سے نکل گیا۔ پیچھے کائنات نے سکون کی سانس لی تھی۔

****

نیلی ڈینم کی جینز، سفید شرٹ اور اس کے اوپر سرخ لیدر کی جیکٹ پہنے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھی عکاشہ نے آنکھوں سے بھورا چشمہ ہٹا کر اپنی دوست کو دیکھا۔

"تمہیں سمجھ آ گئی ہے نامہوش؟"

اپنی سوچوں میں گم مہوش نے چونک کر اسے دیکھا اور سر ہلا دیا۔ وہ ایک بلاگر تھی جس کے مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر لگ بھگ چار سے پانچ ملین فالوورز تھے۔

"لیکن تم خود کہاں جا رہی ہو؟ اگر میں تمہارے سامنے الماس کو ریکارڈ کرتی ہوں تو تم اس سے اپنی مرضی کے سوال پوچھ سکتی ہو!" مہوش اس کے لیے یہ کرنے کو تیار تھی لیکن عکاشہ کا خود چلے جانا اسے الجھن میں ڈال رہا تھا۔ یہ نہ ہو۔۔۔ کل کلاں کو وہ پھنس جائے اور عکاشہ بی بی خاموشی سے نکل جائے۔

"الماس شاہنواز مجھے جانتی ہے! میں تمہیں کہہ رہی ہوں نا اس عورت کی دو چار جھوٹی تعریفیں کر دینا۔۔۔ وہ خوشی خوشی تمہارے ہر سوال کا جواب دے گی۔"

عکاشہ نے کافی کا کپ ہونٹوں سے لگا کر اپنی ناپسندیدگی چھپائی۔ اس وقت دن کے بارہ بجے وہ دونوں شہر کے ایک مہنگے ترین ریستوران میں بیٹھی تھیں اور عکاشہ الماس شاہنواز کو اپنی ایک اور جاننے والی کا حوالہ استعمال کرتے ہوئے بلا چکی تھی۔ وہ اپنے آپ کو کسی کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی اور نہ ہی یہ چاہتی تھی کہ خیام یا کائنات کو ذرا سا بھی اندازہ ہو کہ ان کے ساتھ دراصل ہوا کیا ہے؟ کس نے کیا ہے؟ کیوں کیا ہے؟

"اور اگر اس نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا تو؟ تم خود ہی کہہ چکی ہو وہ ونیٹیج کی پرانی کلائنٹ ہے پھر وہ اس کی کوالٹی یا authenticity پر ہمارا کوئی اعتراض کیسے قبول کرے گی؟"

"ہمم۔۔۔ کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو!" عکاشہ کپ پر انگلی بجاتی دماغ کے گھوڑے دوڑانے لگی۔

"تم ونیٹیج کا ذکر کر کے اسے بولنے دینا۔۔۔ اچھا بولتی ہے برا بولتی ہے یا جو بھی! بعد میں ہم ایڈیٹنگ کر لیں گے۔۔۔ کیا خیال ہے؟"

"ہاں۔۔۔ یہ ٹھیک ہے!" مہوش نے سر ہلا دیا۔ وہ نہ عکاشہ کی بیڈ بک میں شامل ہونا چاہتی تھی نہ الماس کی۔ مہوش ویڈیو کے منظر عام پر آنے کے بعد اٹھ کر بے وقوفوں کی طرح ماننے والی تو تھی ہی نہیں کہ اس نے بنائی ہے۔۔۔ اس نے سوچ کر خود کو تسلی دی۔

"میں چلتی ہوں۔۔۔ وہ آنے والی ہو گی اور کام خراب مت کرنا مہوش!" اس نے

انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔ مہوش کو وہ زہر سے بھی زیادہ بری لگتی تھی لیکن صرف وہی لگتی تھی اس سے ملنے والی رقم نہیں۔

"تم بے فکر رہو! ویسے تم کہاں جا رہی ہو؟"

"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" اپنا بیگ لے کر اٹھتی ہوئی عکاشہ نے اسے گھورا تو گڑبڑائی۔

"یار! ایڈیٹنگ کے لیے اسکرپٹ وغیرہ تو تم ہی دو گی نا؟ اس لیے میں پوچھ رہی تھی۔۔۔تاکہ یہاں سے فارغ ہو کر سیدھا تمہارے پاس ہی چلی جاؤں!"

"میرا امرینا میں لنچ کا پلان ہے۔۔۔جاذب علی کے ساتھ!" مسکراتے ہوئے اعلان کیا۔

"خیام کا دوست جاذب؟" مہوش نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ہاں!"

"لیکن کیوں؟ تمہیں تو وہ بالکل پسند نہیں ہے!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"گدھے کو باپ بنانے کا وقت آ چکا ہے۔۔۔ مجبوری ہے!"

مہوش اس کا مقصد پوری طرح تو نہیں سمجھی تھی لیکن سر ہلا کر بات کو وہیں ختم کر چکی تھی۔ عکاشہ نے چشمے اٹھا کر آنکھوں پر لگائے اور اکڑی ہوئی گردن کے ساتھ اس کے سامنے ریستوران سے نکل گئی۔

****

کائنات ابھی اپنے دفتر پہنچ کر سکون کی سانس بھی نہیں لے پائی تھی جب ارشد بغیر دستک دیے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

"میڈم! بری خبر ہے۔" اس نے فوراً ہی کہا۔ کائنات اپنا بیگ کرسی پر رکھ کر پلٹی اور سوالیہ اسے دیکھا۔

"اللہ خیر! کیا ہو گیا؟"

ارشد کی بوکھلاہٹ نے اسے پریشان کر دیا تھا۔ اس نے جواب دینے کی بجائے ہاتھ میں پکڑے ٹیبلٹ پر ویڈیو چلا کر اسکرین کائنات کے سامنے کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیں مجھے؟" وہ اس کے ہاتھ سے گیجٹ لے کر دیکھنے لگی اور جیسے جیسے ویڈیو آگے بڑھ رہی تھی ویسے ویسے اس کی آنکھیں پھیل رہی تھی۔

"یہ۔۔۔؟" ویڈیو کے ختم ہونے پر وہ بے یقینی سے گنگ ہوئی تھی۔اس کی انگلی میکانکی انداز میں ری پلے کے آپشن تک گئی۔کمرے میں دو مختلف آوازیں باری باری سنائی دینے لگیں۔۔۔ہاں! سکرین پر صرف الماس شاہنواز ہی تھی۔

نامعلوم آواز: "آپ کا بیسٹ اور ورسٹ برینڈ ایکسپیرینس؟"

الماس: "ایک ہی جواب ہے۔۔۔ونیٹج! بیسٹ بھی اور ورسٹ بھی۔یہ میرا موسٹ فیورٹ اور ٹاپ ناچ لگژری برینڈ ہوا کرتا تھا۔۔۔تب جب عالم مرتضٰی اسے ہیڈ کر رہے تھے۔پچھلے کچھ عرصے سے اس کی کوالٹی بہت گر گئی ہے۔شاید بچوں سے سنبھالا نہیں جا رہا!"

پہلی آواز: "کیا وجہ ہو سکتی ہے آپ کے نزدیک اس کوالٹی ڈاؤن فال کی؟"

الماس: "شاید کائنات عالم میں وہ لیڈر شپ سکل نہیں ہے جو اس کے والد میں

ہے!"

پھر وہی آواز: "کیا آپ انہیں پرسنلی جانتی ہیں؟"

الماس: "ہاں! اس میں بہت سی خوبیاں ہو سکتی ہیں لیکن ایک برائی ان سب پر غالب آجاتی ہے اور وہ ہے غرور! خود پر فخر! خودداری اچھی چیز ہے لیکن جب اس کی آڑ میں آپ دوسروں پر حقارت ظاہر کریں۔۔۔ تو پھر یہ زیادتی ہو جاتی ہے!"

کائنات عالم کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔ یہ باتیں الماس کے علاوہ کوئی اور کہہ رہا ہوتا تو وہ ایمان لے آتی لیکن الماس نہیں!

"پروڈکٹ کوالٹی میں آپ کو کیا چینج نظر آیا ہے؟" آواز کی لہریں ہوا میں بہتی ہوئیں اس کے کانوں تک پہنچتیں۔۔۔ کائنات عالم کا سکون تباہ کر رہی تھیں۔

"پہلے سے بڑھی ہوئی قیمتوں پر چیپ سٹف بیچا جارہا ہے۔۔۔ آپ یقین نہیں کریں گی! میں دو چار جگہوں پر پہن کر جاتی رہی ہوں تو کوالٹی کے گھٹیا ہونے کی وجہ سے مجھ پر replicas پہننے کا الزام لگ چکا ہے۔"

"اوہ! ونٹیج کے ہی replicas یا۔۔۔؟"

"ارے نہیں! انٹرنیشنل برینڈز کے۔۔۔شاید اب انہوں نے plagiarism بھی شروع کر دی ہے۔"

"آپ کے اسکارف پر مجھے ونٹیج کا لوگو نظر آرہا ہے۔۔۔کیا ہم کوالٹی چیک کر سکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں؟" الماس شاہنواز نے ہنستے ہوئے گلے میں پہنا ہوا اسکارف اتار کر کیمرے کی طرف بڑھایا۔ایک انگوٹھیوں سے سجا زنانہ ہاتھ اسکارف اس سے لے چکا تھا اور اب کیمرے کا سارا فوکس اس سیاہ کپڑے پر تھا جسے پھاڑ کر اس کے گھٹیا ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا تھا۔

کائنات نے ٹیبلٹ میز پر پھینک دیا۔۔۔جس کی روشن سکرین پر اس کا بنایا ہوا اسکارف دو ٹکڑوں میں بٹا نظر آرہا تھا۔اس نے ایک قدم پیچھے کو لے کر کرسی کا سہارا لیا۔

www.novelsclubb.com

"ارشد! یہ سب کیا ہے؟" اس نے کپکپاتے ہاتھ چہرے پر پھیرتے بمشکل یہ چند لفظ ادا کیے۔

"میں بھی دیکھ کر اتنا ہی شاک ہوا تھا! یہ اچانک مسز شاہنواز کو کیا سوجھی؟" ارشد بھی اس کی طرح بالکل لاعلم تھا۔

"ایک سیکنڈ۔۔۔" اسے اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا تو وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ ارشد نے میز کے کنارے رکھی بوتل کھول کر پانی گلاس میں نکالا اور اس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ یہ اس کے تقریباً ڈیڑھ سالہ کریئر کا پہلا اسکینڈل تھا جو بری طرح اس کے ہاتھ پاؤں پھلا چکا تھا۔ کائنات نے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا اور تیزی سے پانی پی کر اپنے حواس درست کرنے لگی۔

"تفصیل بتائیں؟" وہ کافی حد تک اپنے اعصاب پر قابو پا چکی تھی لیکن دل اب بھی بے ہنگم سا دھڑک رہا تھا۔ اس نے گلاس کے گرد انگلیوں کی گرفت مضبوط کی۔

"تقریباً ہر دوسرے سوشل میڈیا پورٹل پر دو گھنٹے پہلے ویڈیو اپلوڈ ہوئی ہے اور عوام

کا بہت زیادہ backlash آرہا ہے بلکہ ہم ٹویٹر پر نمبر سیون پر ٹرینڈ کر رہے ہیں۔ میں نے تقریباً گھنٹہ پہلے یہ ویڈیو دیکھی تھی اور میں تب سے آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن آپ نے کوئی جواب ہی نہیں دیا!" اس کی آخری بات پر کائنات نے اپنی پشت سے بیگ اٹھا کر سامنے کیا اور زپ کھول کر میز پر الٹ دیا۔

اس کا وائلٹ، چابیاں، موبائل اور دو چار الم غلم چیزیں نکلیں۔ اس نے موبائل کھول کر دیکھا، ارشد کے علاوہ بھی بہت سوں نے اسے ویڈیو واٹس ایپ کی تھی اور مسڈ کالز تو بے تحاشا تھیں۔

"موبائل سائلینٹ پر تھا!" اسے موبائل کو سائلینٹ سے جنرل موڈ پر کرنے کا وقت بھی نہیں ملا تھا۔۔۔ اسکرین پر عالم مرتضٰی کا نام و نمبر جگمگانے لگا تھا۔

"جی پاپا!" اس نے کال منظور کرتے ہی فون کان سے لگایا۔

"ویڈیو دیکھی تم نے؟" عالم مرتضٰی پر سکون تھے۔

"جی!"

www.novelsclubb.com

"پھر اب کیا کروگی تم؟"ان کے نزدیک یہ اتار چڑھاؤ سیکھنے کے عمل کو بہت زیادہ تیز کر دیتے تھے اور اگر اب کائنات اس اسکینڈل سے بے ضرر باہر نکل آتی۔۔۔تو وہ اسے کائنات کی نہیں،اپنی جیت تسلیم کرتے!

"پتا نہیں!"بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔اس کی آنکھیں تو ان کی مشفقانہ آواز سن کر ہی نم ہونے لگی تھیں۔

"خبردار کائنات!اگر تم نے ایک بھی آنسو بہایا۔تم عالم مرتضٰی کی بیٹی ہو۔۔۔تمہارے باپ نے کیا کچھ نہیں دیکھا؟!تمہیں بھی دیکھنا پڑے گا اور سر اٹھا کر اس کا سامنا کرنا پڑے گا!سنا تم نے؟"ان کے سخت،بے لچک لہجے پر اس نے آنسو پیتے سر ہلایا۔پھر اس سوچ پر کہ وہ کون سا اس کا ہلتا سر دیکھ سکتے ہیں،اس نے جلدی سے کہا۔

"جی پاپا!"

"یاد رکھو کائنات!ہر بحران میں کوئی نہ کوئی موقع چھپا ہوتا ہے۔۔۔یہ ہم پر منحصر

ہے کہ ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں!" وہ سوائے اس ایک نصیحت کے اس کی کوئی مدد نہیں کرنے والے تھے۔۔۔ سب کچھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ چاہتی تو صورت حال کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی۔۔۔ چاہتی تو اسے اپنے موافق کر لیتی لیکن جو کرنا تھا اسے ہی کرنا تھا۔ اس کی مدد کے لیے کوئی نہیں آنے والا تھا!

"جی پاپا!" اس نے آنکھیں مسل کر صاف کیں اور ہمت پکڑتی بولی۔۔۔ آواز میں زندگی لوٹ آئی تھی۔

"میں انتظار کر رہا ہوں!" ان کی آواز میں مسکراہٹ کا شائبہ تھا۔ ٹوں ٹوں کی آواز سن کر کائنات نے فون کان سے ہٹا کر ارشد کو دیکھا جو اس کی کال کے دوران بجتا انٹر کام اٹھا کر خاموشی سے دوسری طرف کی اطلاعات موصول کر تا رہا تھا۔

"میں اور میڈم دیکھ لیں گے ملائکہ! اور بھی کوئی ایمر جنسی ہوئی تو فوراً خبر دینا۔" اس نے کہہ کر انٹر کام رکھ دیا۔

"اب کیا ہوا؟" کائنات خود کو کسی بھی بری خبر کے لیے تیار کر چکی تھی۔

"بیس منٹ میں چالیسواں آرڈر کینسل ہو چکا ہے!" ارشد نے کلائی پر بندھی گھڑی سے وقت دیکھا۔ نو بیس ہو چکے تھے۔

"اور میڈم یہ تو ابھی شروعات ہے۔۔۔ ویڈیو جتنی وائرل ہو گی، اتنا ہمارا نقصان ہو گا۔"

"مطلب ہمارا مقابلہ وقت کے ساتھ ہے! سب سے پہلے الماس شاہنواز سے کانٹیکٹ کریں۔۔۔ اس نے یہ بوگھس انٹرویو کیسے اور کیوں دیا؟ اس کے بعد ان پورٹلز سے رابطہ کریں اور ویڈیو اتروائیں۔۔۔ کسی بھی طرح! پیسہ چلتا ہے تو ان کو پیسہ کھلائیں۔۔۔ ڈر بکتا ہے تو ان کو دھمکائیں۔۔۔ لیکن کسی بھی طرح یہ ویڈیو اتروائیں!"

"جی میڈم!" ارشد اپنا ٹیبلٹ اٹھا کر جانے لگا۔

"اور ہاں ہمارے آفیشل اکاؤنٹس پر فوراً یہ اپڈیٹ پوسٹ کریں کہ ہم اس معاملے کو انویسٹی گیٹ کر رہے ہیں۔۔۔ عوام کو جلد ہی تمام حقائق سے آگاہ کر دیا جائے

گا!"وہ اپنا ٹویٹر کھولے ہوئے اسکرین اوپر نیچے کرتی تیزی سے کہہ رہی تھی۔

"فار شیور میڈم!"وہ سر ہلاتا پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارشد!!"کائنات کی بے یقینی میں ڈوبی پکار پر ارشد واپس مڑا۔اس نے اپنے موبائل کی سکرین اس کی طرف کی جس پر الماس شاہنواز کا نام جگمگا رہا تھا۔

"میڈم!فون اسپیکر پر کریں؟"ارشد دوبارہ کرسی کھینچ کر بیٹھا۔کائنات نے گہری سانس لے کر سکرین پر انگوٹھا پھیرا اور فون اسپیکر پر کر کے میز پر رکھ دیا۔

"ہیلو کائنات!"دوسری طرف سے بے صبری سے پکارا گیا۔

"جی مسز شاہنواز!"اس کے دل و دماغ میں ہلچل مچی ہوئی تھی لیکن وہ مٹھیاں بھینچے بظاہر پر سکون آواز میں بولی تھی۔

"وہ ویڈیو جھوٹی ہے۔۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا!"الماس نے جلدی سے اعتراف کیا۔ویڈیو دیکھ کر اس کا اپنا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا کہ یہ ہوا کیا ہے؟

کائنات کی حالت کا تو وہ صرف اندازہ ہی کر سکتی تھی!

"کیا مطلب؟کس طرح جھوٹی ہے؟"اسے سن کر اطمینان تو ہوا تھا لیکن وہ وقتی تھا کیوں کہ دنیا کے سامنے بھی تو ثابت کرنا تھا۔فی الحال تو'جو دکھتا ہے وہ بکتا ہے!'کے مصداق وہ ویڈیو بک رہی تھی۔

"کل میں ایک بلاگر سے ملی تھی۔۔۔وہ ہمارے لائف سٹائل پر میرا ریٹن انٹرویو کرنا چاہتی تھی۔کہیں بھی کوئی کیمرہ نہیں تھا اور میں نے یہ بکواس بالکل نہیں کی تھی!"الماس کا اپنا دماغ گھوم چکا تھا۔

"لیکن ویڈیو میں بھی آپ ہیں اور آواز بھی آپ ہی کی ہے!وہ بلاگر کون تھی؟"

اس نے پرسوچ انداز میں کہا اور ارشد نے سر ہلایا۔۔۔انہیں جلد سے جلد اپنا حریف ڈھونڈنا تھا!

"پتا نہیں!کوئی نازش تھی یا سحرش؟بلکہ نہیں مہوش۔۔۔ہاں مہوش تھی!"

"پتا کرلیں گے؟"کائنات نے ارشد کو سوالیہ دیکھا۔اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔کسی بلاگر مہوش کو اس کے برینڈ سے کیا تکلیف تھی؟

"میں چیک کرتا ہوں!" وہ اپنا فون نکال کر سوشل میڈیا کے دو چار کیڑوں سے رابطہ کرنے لگا۔

"ہیلو کائنات؟" الماس نے پکارا۔

"مسز شاہنواز! مجھے آپ سے ایک فیور چاہیے؟"

"ہاں بولو؟"

"آپ پلیز ایک اور ویڈیو بنا کر اس میں واضح کر سکتی ہیں کہ ونیٹج کے خلاف بنی آپ کی ویڈیو tampered ہے؟ اور یہ کہ آپ ہماری کوالٹی سے پوری طرح مطمئن ہیں؟" اس نے پرامید ہو کر پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں! میں تھوڑی دیر تک تمہیں ویڈیو بھیجتی ہوں۔" الماس کی تو چاندی نکل آئی تھی۔۔۔ اسے یوں بھی اسپاٹ لائٹ میں رہنا بہت پسند تھا۔ اسی لیے تو وہ عکاشہ کے سو کالڈ لائف سٹائل انٹرویو کے بہانے پر بھاگی چلی آئی تھی۔

عکاشہ کے کہنے پر مہوش نے بالکل صحیح بٹن دبائے تھے۔

"بہت شکریہ! پلیز ذرا جلدی۔۔۔؟" وہ الماس کو جانتی تھی۔۔۔اب وہ یقیناً اپنے ڈیزائنر کپڑوں میں سے سوسے زیادہ ٹرائی کر کے، بے تحاشا وقت لگا کر، مکمل تیاری کے بعد ایک تیس سیکنڈ کی ویڈیو بنا کر اسے بھیجے گی اور کائنات کے لیے وقت حقیقتاً پیسہ تھا! ہر گزرتا منٹ اسے نقصان پہنچا رہا تھا۔

"ہاں کائنات! میں بھیجتی ہوں۔" اس نے تسلی دے کر کال کاٹ دی اور کائنات نے تنا ہوا جسم ڈھیلا چھوڑ کر کرسی سے پشت لگائی۔

"میڈم! یہ رہی مہوش اور اس کا اکاؤنٹ۔" ارشد نے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا۔ کائنات نے فوراً سے پہلے لے کر اپنے سامنے کیا اور نیچے سکرول کرتی اس کی پوسٹس دیکھنے لگی۔

Who the hell is she? I don't even know "

"!her

غصے بھری بے بسی سے موبائل ارشد کو واپس کیا۔

"بات کریں اس سے۔۔۔آپ سے نہیں کرتی تو کوئی درمیان کا آدمی پکڑیں! پتا کریں میڈم کو کون سا کیڑا کاٹا تھا۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے کنپٹیاں مسلتے کہا۔

"جی میڈم! اوہ۔۔۔" اس کی حیران سی 'اوہ' سن کر کائنات نے ہاتھ نیچے کیے۔

"کیا ہوا؟"

"مسز شاہنواز کا انٹرویو!" ارشد نے پوسٹ کھول کر اسے دکھائی۔

"صاف ستھرا ہے۔۔۔ کہیں بھی آپ کے خلاف ایک لفظ نہیں ہے! ہاں۔۔۔ ونیٹج کی اچھائی اور برائی دونوں موجود ہیں۔" وہ سخت قسم کی الجھن کا شکار ہوا۔ یہ ہو کیا رہا تھا؟

www.novelsclubb.com

"پڑھیں۔۔۔؟"

"سوال: آپ کا بیسٹ اور ورسٹ برینڈ ایکسپیرینس

جواب: ورسٹ کوئی بھی نہیں ہے اور میرے لیے بیسٹ اب بھی ونیٹج ہی ہے حالاں کہ مینیجمنٹ میں آئے چینجز نے نیگیٹو امپیکٹ زیادہ ڈالا ہے۔ شاید بچوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے سنبھالا نہیں جا رہا!"

"یہ لکھا ہے؟" کائنات نے ابرو اٹھائے۔ ارشد نے جواباً سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے! آپ پلیز اس مہوش کو دیکھیں۔۔۔ الماس کو میں خود دیکھ لوں گی اور مجھے اس انٹرویو کا پرنٹ نکال کر بجھوائیں۔"

"ابھی بجھواتا ہوں!" ارشد اپنا موبائل، ٹیبلٹ پکڑے اٹھا اور کرسی ٹھیک کرتا چلا گیا۔

کائنات نے لیپ ٹاپ کھولا اور سیدھا و نیٹیج کی آفیشل ویب سائٹ پر گئی۔ صرف دو، اڑھائی گھنٹوں میں ہی منفی ری ویوز کی بھرمار ہو چکی تھی۔ وہ اپنا سر پکڑے بیٹھی تھی۔ کچھ دیر بعد ملائکہ اسے الماس کا تحریری انٹرویو دینے آئی۔

"ایک کافی پلیز ملائکہ! اور پندرہ بیس منٹ تک سب کو میٹنگ روم میں جمع کریں بلکہ میری کافی بھی وہیں پہنچا دیجیئے گا۔"

"یس میڈم!" وہ ہدایات لے کر پلٹی۔

"اور ہاں! اب کوئی آرڈر کینسل کرے تو خاموشی سے کینسل نہیں کر دیجئیے گا بلکہ کسٹمر کو کنونس کرنے کی کوشش کیجئے گا۔۔۔ ساتھ میں بے شک کوئی accessory فری گفٹ کے طور پر بجھوانے کا وعدہ کر لیجیے گا۔"

"اوکے میڈم! میں جا کر انفارم کر دیتی ہوں سب کو۔" ملائکہ نے کہا اور کائنات کے سر ہلانے پر چلی گئی۔

اس نے فائل کھول کر انٹرویو کے چار صفحات علیحدہ کیے اور وہی ایک سوال تلاش کر کے جواب پر نگاہیں دوڑانے لگی۔ پھر اس نے ویڈیو چلا کر بار بار دیکھی۔۔۔ غور سے دیکھنے پر اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ کہیں کہیں الماس کے تاثرات اس کے الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتے تھے لیکن ایک بات جو ویڈیو اور انٹرویو میں مشترکہ تھی وہ 'بچوں سے سنبھالا نہیں جا رہا!' تھی۔ اس نے صفحات کھلے پڑے لیپ ٹاپ پر رکھے اور اپنا فون تلاش کر کے الماس کا نمبر ملایا۔

"ہیلو کائنات! ابھی تو میں تیار بھی نہیں ہوئی۔" الماس کی مصروف سی آواز اس

کے کانوں میں پڑی تو وہ ماتھا مسلتی آنکھیں بند کر گئی۔اس کا بہت کچھ داؤ پر لگا تھا اور الماس شاہنواز کو اپنی تیاری کی فکر تھی۔

"میں نے ویڈیو کے لیے فون نہیں کیا! آپ اطمینان سے تیار ہو کر بھیج دیجئیے گا۔ مجھے آپ سے کچھ اور پوچھنا ہے۔"

"کیا؟"

"مہوش کو آپ نے جو انٹرویو دیا ہے میں وہ پڑھ رہی تھی اور مجھے آپ سے پوچھنا ہے کہ بچوں سے کیا نہیں سنبھالا جا رہا؟" اس نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"کیا مطلب؟ میں نے ایسا کچھ کہا تھا کیا؟ مجھے تو یاد بھی نہیں پڑ رہا!" الماس نے خواہ مخواہ ہنستے ہوئے کہا۔اس کی عالم مرتضٰی سے بہت اچھی جان پہچان تھی اور وہ انہیں کی وجہ سے کائنات کو کافی مواقع دیتی آئی تھی لیکن آخری دفعہ جب وہ آئی تھی تو اس کا ارادہ کائنات سے صاف اور سیدھی بات کر کے ونیتچ سے پلہ جھاڑنے کا تھا۔ خیر۔۔۔خیام کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر سکی تھی!

"اپنی بات کو own کریں۔۔۔مجھے اچھا لگے گا اگر آپ جو دل میں رکھتی ہیں وہی میرے منہ پر کہہ دیں گی تو!" وہ خاموش ہو کر ہونٹ کاٹتی جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے! ابھی تم بچی ہو کائنات۔۔۔اگر تم اپنا دو سو پرسنٹ بھی دو تب بھی عالم بھائی کے لیول کا کام نہیں پیش کر سکتی۔یہ میری ذاتی رائے ہے۔۔۔تمہیں اسے دل پر لینے کی ضرورت نہیں ہے!" اب کی بار الماس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا اور کائنات کا فون کان سے لگائے اٹھا ہاتھ خود بخود اس کی جھولی میں گر گیا۔دوسری طرف الماس کو جب کافی انتظار کے باوجود بھی صرف خاموشی سنائی دی تو اس نے کال کاٹ دی۔

کائنات نے کی-بورڈ پر رکھے صفحات پر اپنا بایاں گال رکھ دیا۔آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کرتے کاغذ کو گیلا کرنے لگے۔وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھی کہ وہ عالم مرتضٰی جیسا مقام و مرتبہ اتنی آسانی سے نہیں حاصل کر سکتی۔جب ان کو

اس جگہ پہنچنے میں ایک عرصہ لگا تھا تو وہ کیسے محض ایک، ڈیڑھ سال میں وہاں تک پہنچ جاتی؟ پھر بھی اسے لگتا تھا کہ وہ اپنی علیحدہ شناخت بنانے میں کامیاب ہو جائے گی لیکن الماس شاہنواز کی صاف گوئی نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں۔اس دنیا میں کچھ بھی اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ہر چیز کی کوئی نہ کوئی قیمت دینی پڑتی ہے!

وہ جن آنکھوں سے اپنے آپ کو منوانے کے خواب دیکھا کرتی تھی۔۔۔وہیں آنکھیں اس کی پہلی ناکامی پر موم کی طرح قطرہ قطرہ پگھل رہی تھیں۔اسے عالم مرتضٰی کی آنسو نہ بہانے کی تنبیہ اچھی طرح یاد تھی لیکن اس وقت کائنات عالم کو ان بہتے ہوئے آنسوؤں کی ضرورت تھی۔وہ اگر اس کے اندر ہی رہتے تو اس کے پورے وجود کو بوجھل کر دیتے۔۔۔اسے کچھ بھی کرنے سے پہلے خود کو ان کے بوجھ سے آزاد کروانا تھا۔

'یہ آخری تھا!'اس نے پلکیں آپس میں پیوست کرتے ہوئے سوچا۔دونوں آنکھوں سے ایک ایک موتی نکل کر چہرے کے نیچے رکھے کاغذ میں جذب ہو گیا۔

وہ گیلی سانس اندر کھینچتی سیدھی ہوئی اور تیزی سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

'ٹھیک ہے۔۔۔میں عالم مرتضٰی نہیں ہوں! لیکن میں ان ہی کی بیٹی ہوں اور یہ میں ثابت کر کے رہوں گی۔'وہ چہرہ اچھی طرح صاف کر کے اٹھی، کاغذات دوبارہ فائل میں لگائے اور لیپ ٹاپ بند کر کے اٹھایا۔کائنات نے فون اور فائل دوسرے ہاتھ میں تھامی اور دروازے کا رخ کیا۔وہ راہداری پار کرتی کانفرنس روم کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ارشد آدھے راستے میں اس سے آملا۔

"اس بلا گر نے ویڈیو سے مکمل طور پر لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔"

"سو فیصد جھوٹ! وہ انٹرویو پوسٹ کر کے اور ویڈیو نہ پوسٹ کر کے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنا چاہتی ہے لیکن آئی ایم پوزیٹو کہ ویڈیو اس نے ہی بنائی ہے۔ کیوں بنائی ہے؟ کس کے کہنے پر بنائی ہے؟ یہ معلوم کرنا پڑے گا!" وہ دونوں دروازے تک پہنچے تو ارشد نے دروازہ کھول کر اسے پہلے جانے کا اشارہ کیا اور خود اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

"خیام سر نہیں آئیں گے کیا؟" ارشد نے اس کی کرسی خالی دیکھ کر پوچھا۔ باقی سب اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔

"نہیں!" یک لفظی جواب دے کر آگے بڑھ گئی۔ خیام شاہ اس وقت شہر کے دوسرے حصے میں لگی عدالت میں بیٹھا تھا اور کائنات کا اس سے رابطہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ خود سنبھال سکتی تھی اور وہ بہت اچھی طرح سنبھال کر دکھانے والی تھی!

******

پولیس کی دو گاڑیاں آگے پیچھے عدالت کے احاطے میں آکر رکیں۔ ان کے رکتے ہی اہلکار اتر کر اس گاڑی کی پشت پر پہنچے جس میں منصور واحد تھا۔ وہ ہتھکڑیوں سمیت اترا تو کتنے ہی کیمرہ فلیشز نے اس کا استقبال کیا۔ نیوز رپورٹرز بھوکوں کی طرح اسے اپنا کھانا سمجھ کر جھپٹ پڑے تھے۔ آج اس کا حلیہ صاف ستھرا تھا۔۔۔ دنیاد کھاوا بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے! بند دروازوں کے پیچھے جو ہوتا ہے۔۔۔ اس سے

ساری دنیا کا واقف ہونا ضروری تو نہیں تھا۔ ابراہیم شاہ اپنے نجی معلومات کو نجی ہی رکھنا چاہتے تھے۔ اس لیے منصور کو کمرہ عدالت میں پہنچانے کے بعد دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ کسی صحافی کو اندر قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ منصف کا چبوترہ ابھی خالی تھا۔ چبوترے کے نیچے دائیں جانب کی کرسیوں پر مدعی یعنی ابراہیم شاہ اور ان کے وکیل بیٹھے تھے۔

منصور کو بائیں جانب افراز مجاہد کے ساتھ رکھی کرسی پر لا بٹھایا گیا۔ خیام، صارم اور ابراہیم شاہ کے چند قریبی دوست پیچھے رکھے لکڑی کے بینچوں پر براجمان تھے اور ان سب کی توجہ کا مرکز منصور تھا۔

"میری گن؟" اس نے چھوٹتے ہی سرگوشی نما آواز میں افراز سے پوچھا۔ سوال سن کر اپنے سامنے کھلی فائل میں کچھ درج کرتے افراز کے ہاتھ رکے لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ منصور کے دوبارہ پوچھنے سے پہلے ہی محترم جج صاحب کی آمد کا اعلان ہوا اور اس کے ساتھ ہی تمام حاضرین اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو

www.novelsclubb.com

گئے۔وہ بھی سستی سے کھڑا ہوا اور جج کے بیٹھ جانے پر سب کے ساتھ بیٹھ گیا۔اس کے بعد عدالتی کاروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا۔یہ کریمنل کورٹ تھی جہاں ابراہیم شاہ کے وکیل نے سب سے پہلے منصور کے ہاتھوں ارسلہ پر ہوئے تشدد کو ساتھ ثبوتوں اور گواہوں کے پیش کیا تھا۔ان میں سے ایک گواہ خیام بھی تھا۔افراز خاموشی سے سنتا فائل پر پوائنٹس کی صورت میں لکھتا جا رہا تھا اور منصور کو اب افراز کی تین دن پہلے کہی باتوں پر یقین آنے لگا تھا۔وہ وکیل نہیں تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ ان ثبوتوں کا رد پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔خیر! یہ سب تو متوقع تھا،افراز اسے آگاہ کر چکا تھا لیکن اصل جھٹکا تو اسے تب لگا جب ابراہیم شاہ کا وکیل ایک گھنٹہ ارسلہ پر بولنے کے بعد اس کی الیکٹرونکس کی کمپنی پر پہنچ گیا۔بڑے اطمینان سے منصور پر ایک بڑی رقم کی ہیرا پھیری کا الزام لگا دیا گیا۔جھٹکا اسے الزام پر نہیں لگا تھا کیوں کہ زیرِ بحث رقومات یقیناً اس نے ہی کمپنی سے نکالی تھیں۔۔۔جھٹکا اسے دراصل کاغذات کا پلندہ دیکھ کر لگا تھا۔جس میں بقول وکیل بینک ٹرانزیکشن اور ایک ایک

رسید شامل تھی۔اب بھری عدالت میں سوال یہ اٹھایا جارہا تھا کہ مدعا علیہ یعنی منصور واحد نے ان رقومات کا کیا کیا تھا؟ایک لمحے کے لیے اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔ منصور نے ٹانگ اوپر نیچے ہلاتے بے چینی سے افراز کو دیکھا جواب بھی پر سکون تھا۔ اس کا اطمینان دیکھ کر منصور کو بھی تھوڑا حوصلہ ہوا کیوں کہ وہ دونوں جانتے تھے اس نے اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑا تھا۔ان ثبوتوں کا رد ممکن تھا۔۔۔یقیناً افراز دیکھ لے گا۔ منصور نے خود کو تسلی دی لیکن وہ تسلی بھی کھٹہرے میں کھڑے نئے آنے والے گواہ کو دیکھ کر وقتی ثابت ہوئی۔وہ اس کے اسلحے کے کاروبار میں اس کا معاون نواز مختیار تھا۔یہ ایک ادھیڑ عمر کا کرخت تاثرات سے سجے چہرے کا مالک شخص تھا جو کئی دفعہ کا سزا یافتہ بھی تھا اور اگر وہ دوبارہ جیل نہیں جانا چاہتا تھا تو اسے یہ گواہی دینی ہی تھی۔ورنہ ابراہیم شاہ کا وعدہ تھا، وہ اے۔ٹی۔سی میں دہشت گردی کی دفعات لگوا کر اپنی باقی کی زندگی آزادی کے لیے ترسنے والا تھا۔مختیار نے رٹے رٹائے بیان کا آغاز کیا، وہ خود کو نواز کی بجائے مختیار کہلوانا زیادہ

پسند کرتا تھا۔ منصور واحد سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ابراہیم شاہ یہ کریں گے۔۔۔ اگر اس کا اسلحے کا سائیڈ بزنس پکڑا گیا تو جن مشینوں اور ریفریجریٹرز کی جگہ وہ اسلحہ بھر بھر کر بھیجتا رہا تھا ان کی مالکن ارسلہ ابراہیم بھی اس گند سے محفوظ نہیں رہ سکتی تھی!

پر خیر! ابراہیم شاہ کا دماغ ابھی اتنا خراب نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسلحے کے ٹرک کیا کسی ایک گولی کا ذکر بھی مختیار کے بیان میں کہیں نہیں تھا۔ کمپنی سے کیے گئے فنڈز منصور نے مختلف پبلک آفس ہولڈرز کو بطور انعام و اکرامات دیے تھے۔ حقیقت میں بھی ایسا ہی تھا لیکن اگلا سوال اٹھتا تھا اسے یہ رشوت دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اصل وجہ اس کا سائیڈ بزنس تھا لیکن مختیار نے ترمیم کر کے اسے خراب اور گھٹیا کوالٹی کی گھریلو استعمال کی مشینری کی منظوری قرار دے دیا تھا۔ ابراہیم شاہ جانتے تھے اس سب کے نتیجے میں ارسلہ کی کمپنی کے خلاف انکوائری کھل جائے گی اور وہ اس کے لیے تیار تھے۔ کوئی بھی کمپنی ان کی بیٹی سے زیادہ اہم نہیں

تھی!

منصور نے اس کی بکواس سن کر مٹھیاں بھینچ لیں۔کتنے سالوں کا ساتھ تھا ان کا اور اب وہ اس کے ساتھ یہ کر رہا تھا؟! ٹھیک ہے۔۔۔اگر وہ اس کی مدد نہیں کر سکتا تھا تو نہ کرتا۔اس کے خلاف گواہی دے کر مختیار نے اس سے پتا نہیں کون سی دشمنی نبھائی تھی۔ منصور کا خود ترسی میں ڈوبا دماغ یہ سوچنے سے قاصر تھا کہ وہ اس کے ساتھ دشمنی نہیں نبھا رہے تھے بلکہ اپنے ساتھ وفا نبھا رہے تھے!

"تُو کچھ کر کیوں نہیں رہا؟"اس نے افراز کی طرف جھک کر بھینچے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں دیکھ لوں گا۔۔۔تو سب مجھ پر چھوڑ دے!"افراز نے اسے آنکھوں سے تسلی دی پر پتا نہیں کیوں منصور کو بالکل یقین نہیں آیا تھا۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ چاروں سمت سے بری طرح شکار کیا جا رہا ہے اور شکاری اس پر ذرہ برابر رحم نہیں کرنے والا جیسے کبھی اس نے نہیں کیا تھا!

www.novelsclubb.com

مختیار سے حاصل شدہ تصویری ثبوت بھی وکیل نے جج صاحب تک پہنچادیے۔

منصور نے بند مٹھیوں پر ماتھا ٹکائے لمبے لمبے سانس لیے۔ وہ جانتا تھا کہ ان تصاویر میں کیا ہے۔۔۔رشوت وصول کرتے ہوئے سیاست دان اور بیوروکریٹس! وہ تصاویر اس کی ایما پر ہی بنائی گئی تھیں تاکہ کبھی پیسے سے کام نہ نکل سکے تو بلیک میلنگ چل جائے۔ کبھی سوچا نہیں تھا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے لیے پھندا وہ خود ہی تیار کرتا رہا ہے!

اس کا ہولے ہولے سے کانپتا وجود اس کے شدید اضطراب میں ہونے کی چغلی کھا رہا تھا۔ افراز بظاہر تو اس کی حالت سے لاتعلق نظر آرہا تھا لیکن اندر ہی اندر وہ اس کے محسوسات سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے افسوس تھا۔۔۔بے حد افسوس تھا کیوں کہ اس کے ہاتھ میں ابراہیم شاہ نے کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا!

خیام شاہ بوریت کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ یہ سب وہ وکیل کے منہ سے پہلے بھی نجانے کتنی مرتبہ سن چکا تھا۔ آخرکار مسلسل دو گھنٹے بولنے کے بعد ان کے وکیل نے پتا

نہیں پی۔پی۔سی اور سی۔آر۔پی۔سی کی کون کون سی دفعات کے ساتھ ساتھ اینٹی کرپشن ایکٹ اور ڈومیسٹک وائلنس ایکٹ کے تحت کل ملا کر پندرہ سال قید بامشقت اور بھاری جرمانے کا مطالبہ کیا تھا۔ابراہیم شاہ کو اس کا پیسہ نہیں چاہیے تھا اور منصور کے پاس کوئی پیسہ تھا بھی نہیں۔ہاں! جرمانے کی غیر ادائیگی کی صورت میں جو قید میں اضافہ متوقع تھا انہیں اس سے غرض تھی۔

پندرہ سال۔۔۔سن کر منصور کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اتنے سال قید میں رہتا اور سروائیو کر جاتا۔اس کے ذہن میں واحد ظہیر کی آواز گونجی:

'تمہارا انجام بھی تمہارے باپ جیسا ہو گا!'اس نے سر نفی میں ہلایا۔اسے تو زندگی میں کچھ بھی اپنے باپ جیسا نہیں کرنا تھا۔لیکن ہوا کیا؟اس نے کیا کیا؟

اب باری منصور کی تھی کہ آیا وہ اپنے اوپر لگے الزامات تسلیم کرتا ہے یا ان سے کلی طور پر انکار کر کے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے جرح کرتا ہے؟افراز مجاہد گلا کھنکھار کر کوٹ کا دوسرا بٹن بند کرتا ہوا اٹھا۔اس نے فائل سے ایک صفحہ

نکال کر منصور کے سامنے رکھ دیا اور خود چبوترے کی طرف رخ کر کے بولنے لگا۔

"میرا موکل اپنے اوپر لگے تمام الزامات قبول کرتے ہوئے گلٹی پلیڈ کرتا ہے!"

منصور کو اپنی آنکھوں اور اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔سفید کاغذ پر سیاہ روشنائی میں بالکل واضع لکھے الفاظ اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔

'تیری گن ہے ان کے پاس۔۔۔قتل کی سزا سے بہر حال یہ سزائیں زیادہ آسان ہیں!' اسے لگ رہا تھا۔۔۔کمرے کی دیواریں اس پر تنگ ہوتی جا رہی ہیں۔سانس لینا مشکل ہو گیا تھا۔

شاہوں کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹیں تھیں۔۔۔اسے پتا نہیں تھا لیکن ابراہیم شاہ اسے مکمل طور پر روندھ دینے والے تھے۔ارسلہ ابراہیم پر ہاتھ اٹھایا تھا اس نے اور ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ اٹھایا تھا۔اگر پہلے اسے ابراہیم شاہ کے متعلق کوئی غلط فہمی تھی بھی تو اب نہیں رہی تھی۔وہ اگر سوچ رہا تھا کہ ارسلہ کا پیسہ ابراہیم شاہ اسے ہضم ہونے دیں گے تو وہ بہت غلط سوچ رہا تھا۔وہ حساب برابر کرنے کے لیے اس

کی جان لینے کے علاوہ اور سب کچھ کر سکتے تھے اور وہ کرنے والے تھے!

"یہ ان لوگوں کی لسٹ ہے جو میرے موکل سے پیسے لیتے رہے ہیں۔" اس نے ایک اور صفحہ فائل سے نکالا۔

"رشوت!" ابراہیم شاہ کے وکیل نے بوریت سے اس کی تصحیح کی۔ افراز اسے نظر انداز کرتا صفحہ چبوترے تک پہنچانے لگا۔

"میرا موکل انوسٹی گیشن میں پورا پورا تعاون کرے گا اس لیے میری معزز عدالت سے درخواست ہے اس کی سزا میں نرمی کی جائے!" اور بس۔۔۔ وہ واپس آکر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے ایک اور صفحہ نکال کر گنگ بیٹھے منصور کے سامنے کیا۔ جج صاحب سر جھکائے تیزی سے کچھ لکھ رہے تھے۔

'تیری گن میرے حوالے تب کی جائے گی۔۔۔ جب تُو ارسلہ کو طلاق دے دے گا!' افراز جانتا تھا کہ ابراہیم شاہ خلع کی درخواست علیحدہ سے فیملی کورٹ میں جمع کروا چکے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"منصور!" افراز نے اسے متوجہ کرنے کے لیے دبے لہجے میں پکارا تو اس نے چونکتے ہوئے پلکیں جھپکائیں اور صفحے پر نظریں دوڑائیں۔ اس نے ایک دفعہ پڑھا، دوسری دفعہ پھر پڑھا اور تیسری دفعہ پڑھنے کے بعد جو ایک تنکا ضبط کا بچا تھا وہ بھی ہوا کی نظر ہو گیا۔

"سب کچھ میں نے کیا ہے! میں اس پر ہاتھ اٹھاتا تھا۔۔۔ میں نے اس کا پیسہ رشوت میں کھلایا تھا۔ سب کچھ میں نے کیا ہے لیکن میں اسے طلاق نہیں دوں گا! سنا تم لوگوں نے؟" وہ کرسی سے اٹھتا ہوا دھاڑا تھا۔ اس کی اچانک حرکت سے کرسی پیچھے کو گری تھی۔

"آرڈر ان دی کورٹ۔۔۔ بیٹھ جائیے!" جج صاحب نے سختی سے کہا۔

"منصور! آرام سے بیٹھ جا۔" اس کی طرف بڑھتے پولیس اہلکاروں کو ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کر کے افراز نے اس کا بازو پکڑا۔ منصور نے اسے اجنبی نگاہوں سے دیکھا یوں جیسے آج پہلی دفعہ ملا ہو! اس نے سرخ ہوتی آنکھوں سے جھٹکے سے اپنا

بازو چھڑا لیا۔ایک بات آج اس نے سمجھ لی تھی کہ وہ اس انسانوں سے بھری دنیا میں بالکل اکیلا تھا۔تن تنہا۔۔۔اس کا کوئی سگا نہیں تھا،افراز بھی نہیں! افراز نے اس کی الزام دیتی،زخمی نگاہوں سے نظریں چرا لیں۔ منصور کا سینہ تنگ پڑنے لگا تھا۔۔۔سانس لینا انتہائی تکلیف دہ ہو گیا تھا۔آنکھوں میں دھواں سا بھرنے لگا تو اس دھند میں اسے سب خود سے دور جاتے دکھائی دینے لگے۔پہلے اس کی ماں، پھر باپ، تیسرے نمبر پر افراز اور آخر میں ارسلہ بھی۔

"ارسلہ!" اس نے اونچی آواز میں پکارنا چاہا لیکن آواز سرگوشی سے بلند ہرگز نہیں تھی۔ منصور نے ہتھکڑی میں بندھے ہاتھوں سے سینہ مسلا، آنکھیں تکلیف سے سرخ ہو چکی تھیں جن سے پانی بہے جا رہا تھا۔افراز اسے مسلسل پکار رہا تھا لیکن اس کی سماعتوں پر سنسناہٹ سی طاری تھی، سینہ مزید تنگ پڑ گیا۔اس نے پھر سے سانس لینے کی کوشش کی لیکن ناکامی کی صورت میں لڑکھڑاتا ہوا گھٹنوں کے بل فرش پر گرا۔حاضرین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ آخر اسے ہوا کیا ہے؟

"منصور؟!"افراز نے پریشانی سے اس کے ساتھ بیٹھتے،اس کا ٹھنڈا یخ ہاتھ پکڑا۔

"ایمبولینس بلاؤ فوراً!"اس کے تکلیف دہ تاثرات،آنکھوں سے بہتا پانی اور سانس کی کمی کو دیکھ کر افراز چلایا۔جج صاحب نے عدالت کی کارروائی ملتوی کرنے کا حکم دیا اور ان کے حکم پر ہی پولیس اسے ایمبولینس میں ڈال کر ہسپتال کے لیے روانہ ہو گئی۔افراز ان کے پیچھے گیا تھا،وہ دعا کر رہا تھا کچھ برا نہ ہو اور جو وہ سوچ رہا تھا وہ تو بالکل نہ ہو!جو ہو رہا تھا اگر اس کا ذمہ دار اسے ٹھہرایا جاتا تو غلط نہ ہوتا۔۔۔اس نے منصور کی پستول نکالتے ہوئے کیوں اتنی لاپرواہی برتی کہ اویس اس تک پہنچ گیا؟ اسے خیال رکھنا چاہیے تھا!اسے ان کی بلیک میلنگ میں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔

اویس نے پستول کے ساتھ اس کی تصاویر لے کر اس کا وکالت کا لائسنس منسوخ کروانے کی دھمکی دی تھی اور وہ ان کی دھمکی سے ڈر بھی گیا۔جس کا نتیجہ اس کے سامنے تھا!

ابراہیم شاہ نے خود کسی چیز میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا لیکن ان کے احکامات پر عمل بڑی

تندہی سے ہوا تھا۔وہ کسی کو بلاوجہ گزند بھی نہ پہنچاتے تھے لیکن منصور نے جو ارسلہ کے ساتھ کیا تھا۔۔۔اس کی ان کے پاس کوئی معافی نہیں تھی۔وہ تینوں باپ بیٹا صحافیوں کے نرغے سے بمشکل نکل کر پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھے تھے،ان کا وکیل میڈیا بریفنگ کے لیے رک گیا تھا۔وہ بڑی آسانی سے گھریلو چپقلس کے کیس کو رشوت زنی کے کیس میں بدل چکے تھے۔جس میں بڑے بڑے ناموں کو دھر لیے جانے کا خدشہ تھا۔

"آپ کے خیال میں کیا ہوا ہوگا اسے؟"خیام باقی دونوں سے مخاطب ہوا اور فون نکال کر اسے سائلنٹ سے جنرل موڈ پر کرنے لگا پھر ارشد کے بہت سے پیغامات دیکھ کر وہ ٹھٹھکا۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔صرف ڈرامہ بازی!اس جیسوں کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔"

صارم نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔ابراھیم شاہ خاموش تھے۔

"اگر واقعی ڈرامے بازی تھی تو پھر اکیڈمی ایوارڈ کی حق دار تھی!"اس نے تبصرہ

کرتے ہوئے ارشد کا وائس نوٹ چلا کر موبائل کان سے لگایا۔پیغام سن کر وہ چلتے چلتے رک گیا۔

"کیا ہوا؟" صارم نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ابراہیم شاہ کو بھی تجسس ہوا۔

"بھائی! آپ مجھے آفس تک چھوڑ دیں گے؟" تیز لہجے میں کہہ کر اس کے پاس آیا۔

"نہیں! ٹوٹلی آؤٹ آف دی وے ہے۔" صارم نے ذرہ برابر لحاظ بھی نہیں کیا تھا۔خیام نے ابراہیم شاہ کو ملتجی نگاہوں سے دیکھا۔

"مجھ سے تو تمہیں امید بھی نہیں لگانی چاہیے!" واضح انکار تھا۔

"اپنے لیے تھوڑی کہہ رہا ہوں۔۔۔آپ کی بہو کے لیے مجھے جلد سے جلد وہاں پہنچنا ہے!"

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"کام سے متعلق ہے لیکن وہ اکیلی سب دیکھ رہی ہے! آپ میرا وقت ضائع نہیں کریں۔۔۔نہیں لے کر جانا تو صاف بول دیں؟" اس نے برا سا منہ بنایا۔

www.novelsclubb.com

"چابی دو؟" ابراہیم شاہ نے ساتھ کھڑے عدیل سے چابی لے کر اس کے سامنے کی۔ خیام کے پکڑنے سے پہلے انہوں نے ہتھیلی بند کر کے اضافہ کیا۔

"صرف اپنی بہو کے لیے دے رہا ہوں!"

"میں بھی صرف کائنات کے لیے لے رہا ہوں!" بھرم دکھاتا، چابی ان سے لے کر سیاہ مرسیڈیز کی طرف بھاگا جو ابراہیم شاہ نے حال ہی میں خریدی تھی اور خیام کو پہلی نگاہ میں پسند آئی تھی۔۔۔اب کوئی اس سے واپس لے کر تو دکھائے! کائنات نام کا سکہ اس کے گھر خوب چلنے لگا تھا۔۔۔وہ نام بعد میں لیتا تھا، ابراہیم شاہ مان پہلے جاتے تھے!

www.novelsclubb.com

خیام ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ڈیش بورڈ کا طائرانہ جائزہ لے کر گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ تفصیلی جائزہ پھر کبھی سہی۔۔۔اب تو اس کی اپنی تھی۔ راستے میں وہ موبائل کو بلوٹوتھ کے ذریعے گاڑی کے اسپیکر یو سے جوڑ کر ارشد سے ساری تفصیل معلوم کر چکا تھا۔ اب تو صرف کائنات کے پاس پہنچنے کی جلدی تھی۔ بقول ارشد وہ اپنے آپ

کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی لیکن خیام جانتا تھا کہ وہ عالم مرتضٰی سے تعلق رکھتی ہر چیز کے بارے میں بہت حساس ہے اور یہ کاروبار تو ایک طرح سے ان کی اولاد کی طرح تھا جسے کم از کم وہ اپنے ہاتھوں سے تو تنکے کا نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہتی تھی!

وہ دفتر پہنچتے ہی گاڑی لاک کرتا اندر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔لفٹ کے دروازے بند ہونے والے تھے اس نے ملائکہ کو آواز دیتے ہوئے رکنے کا اشارہ کیا۔اس نے بٹن دبا کر لفٹ خیام کے لیے روکی۔

"شکریہ!" وہ بے دھیانی سے بولا اور پہلے سے ہی دبا ہوا ساتویں فلور کا بٹن دوبارہ دبانے لگا۔

"سر! ایسی کوئی ایمرجنسی نہیں ہے۔۔۔سب کچھ میڈم کے کنڑول میں ہے۔"

ملائکہ نے اس کی بدحواسی پر مسکراتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"لیکن تمہاری میڈم میرے کنڑول میں نہیں ہے!" اسے کائنات کے علاوہ اور کسی بات کی فکر نہیں تھی۔ضروری بات کائنات کا ٹھیک ہونا تھی۔۔۔باقی سب

بعد میں دیکھا جاتا! ملائکہ نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے چہرہ جھکا لیا۔

"ہے کہاں پر وہ؟" تیزی سے بدلتے بند سوں کو دیکھ کر بولا۔

"کانفرنس روم میں!" ملائکہ کے جواب کے ساتھ ہی لفٹ ٹون کے ساتھ کھلی اور خیام نے کانفرنس روم کی طرف دوڑ لگا دی۔ کسی نے توجہ نہیں دی تھی کیوں کہ باقی سب کی دوڑیں کائنات نے لگوائی ہوئی تھیں۔ سٹاف کے ساتھ ہوئی میٹنگ میں وہ ایک اہم فیصلہ لے چکی تھی جس میں سمجھداری کم اور رسک بہت زیادہ تھا۔ اس کے فیصلے پر عمل درآمد کرتے ہوئے سٹاف کو سر کھجانے کی فرصت بھی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ آگئے سر!" کانفرنس روم میں داخلے پر دروازے کی طرف بڑھتے ارشد نے اس کا استقبال کیا۔ جسے وہ صریحاً نظرانداز کرتا کرسی پر بیٹھی کائنات کی طرف بڑھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ بازوؤں سے تھام کر اسے کرسی سے اٹھاتا ہوا اپنے سینے سے لگا

چکا تھا۔ارشد خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔

"اصل سوال یہ ہے کہ۔۔۔تم ٹھیک ہو؟یہ کیا حرکت تھی؟عزت کرتے ہیں یہاں لوگ میری!"وہ ارشد کی مبہم سی مسکراہٹ دیکھ کر تپی تھی۔

"تو؟میرے گلے لگا لینے سے تمہاری عزت میں کوئی کمی تو نہیں ہو گئی؟"خیام نے اسے زور سے خود میں بھینچا اور مزید کہا۔

"I was worried sick about you!"

اس کی فکر پر وہ مسکرائی ضرور لیکن بولی اپنے محسوسات کا الٹ ہی تھی۔

"ہمم!لیکن آکسیجن میں کمی ہو رہی ہے۔۔۔سانس بند کرو گے میری کیا؟"

"How unromantic!"

خیام نے فوراً سے پہلے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

"میرے ذہن میں روتی دھوتی،چیختی چلاتی،ایک سو ایک طریقوں سے غصہ دکھاتی ہوئی کائنات گھوم رہی تھی لیکن یہاں تو میڈم چِل بیٹھی ہوئی ہیں۔۔۔نہ فکر،نہ

www.novelsclubb.com

فاقہ! عیش کر کا کا والا سین چل رہا ہے۔۔۔بیوی! پوچھ سکتا ہوں کیوں؟" تھوڑا پیچھے ہو کر میز سے ٹیک لگائے بیٹھا اور اس کا اوپر سے لے کر نیچے تک جائزہ لیا۔

"روئیں میرے دشمن۔۔۔ہونہہ!" وہ بڑبڑاتی ہوئی اس سے نظریں چراتی اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔کائنات یہ سب کچھ کر چکی تھی لیکن تب دیکھنے کے لیے خیام موجود نہیں تھا اور اب ضائع کرنے کے لیے اس کے پاس وقت نہیں تھا۔

"تم شیور ہو نا کہ تم یہ کرنا چاہتی ہو؟" اسے پھر سے ٹیبلٹ اٹھا کر سٹائلس پین کی مدد سے اپنا ڈیزائن مکمل کرتے دیکھ کر خیام نے پوچھا۔

"اس کے علاوہ میرے پاس آپشن ہی کیا ہے؟" وہ مصروف سے انداز میں بولی اور ڈیزائن سیو کر کے اپنے امپلائی کو میل کر دیا۔ڈیزائن پہلے سے ہی تیار تھا اس نے بس چند تبدیلیاں کی تھیں۔

"بارہ بج چکے ہیں کائنات! صرف چھ گھنٹوں میں سب کیسے ہوگا؟" وہ وقت رہتے ہی اسے خبردار کر دینا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"منہ بند کر کے اور ہاتھ چلا کر!" طنزیہ کہہ کر اٹھی اور اپنی فائلز سمیٹنے لگی۔

"سیریئسلی؟!" خیام نے آنکھیں گھمائیں۔

"کیا چاہتے ہو؟" وہ ٹھپ کی آواز کے ساتھ فائلیں میز پر رکھ کر اس کی طرف پلٹی۔

"ہم اس مسئلے کا کوئی اور حل تلاش کر لیتے ہیں۔اتنا رسک لینے کی کیا ضرورت ہے؟ چلو فرض کرو۔۔۔ہم اس ورچوئل شو کی تیاری کر لیتے ہیں اور تمہاری ساری لگژری کلیکشن بھی وقت پر تیار ہو جاتی ہے لیکن شو فلاپ نہ ہونے کے کتنے فیصد چانسز ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"تمہارے پاس کوئی اور حل ہے؟" سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا۔

"اگر ہے تو میں سننے اور اگر applicable ہوا تو اس پر عمل کرنے کو بھی تیار ہوں!" کائنات عالم بہت ضدی تھی لیکن یہ ضدیں لگانے کا وقت نہیں تھا۔

"ہم ابھی صرف الماس کی دوسری ویڈیو اپلوڈ کر دیتے ہیں۔۔۔جو بکواس ہوئی ہے

سوشل میڈیا پر ہوئی ہے۔لوگوں کو کوئی نیا موضوع مل جائے گا تو وہ بھول جائیں گے ! دو چار دنوں کی بات ہے۔"اس نے شانے اچکائے۔

"آر یو سیریئس ؟"کائنات نے بھنویں آپس میں ملاتے اسے بے یقین نگاہوں سے دیکھا۔

"مجھ پر نقل بنا کر بیچنے کا الزام لگایا گیا ہے اور تم چاہتے ہو میں اس پر خاموش رہوں؟ بھول ہے تمہاری اور الزام لگانے والے کی بھی کہ کائنات عالم کو اتنی آسانی سے ہرایا جا سکتا ہے !"

"تمہاری نظر میں یہ الزام لگانے والا کون ہو سکتا ہے؟"خیام نے اس کی وضاحت پر سر ہلاتے پوچھا۔وہ اگر اتنا بڑا رسک لے بھی رہی تھی تو وہ جسٹیفائیڈ تھا۔

I have no idea and I've a feeling that he/she "

!ain't gonna stop anytime soon

جس باقاعدگی کے ساتھ سب کچھ پلان کیا گیا ہے۔۔۔سچ کہوں تو مجھے ڈر لگ رہا

ہے۔" سر نفی میں ہلاتے بات کا آغاز کیا اور اختتام تک وہ افسردگی سے کہہ کر اپنا سر خیام کے کندھے پر رکھ چکی تھی۔ خیام نے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔ عجیب ترین اور کیوٹ ترین چیز تھی کائنات عالم!

"شش! جو ڈر گیا وہ۔۔۔ نہیں! مذاق میں بھی مرنے والا کوئی سین نہیں ہو رہا۔" پیچھے سے ایک بازو اس کی کمر میں ڈالتے خیام نے سرگوشی کی۔

"میں سوچ سوچ کر تھک گئی ہوں۔۔۔ اتنی گھٹیا حرکت کون کر سکتا ہے؟" دھیمے سے لہجے میں استفسار کیا۔ وہ آنکھیں بند کر کے خیام کی خوشبو اندر اتارتی پر سکون ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں پتا کر لوں گا۔۔۔ آئی پرومس! اور اب بتاؤ اس ورچوئل شو کو ممکن بنانے کے لیے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

"سب سے ضروری کام میں نے تمہارے لیے ہی علیحدہ کر رکھا تھا!" کائنات نے ہنستے ہوئے چہرے اٹھایا۔

"کیا؟ تمہارے چہرے پر مسکراہٹ لانے کا؟" وہ شرارتی انداز میں بولا۔ خیر! یہ بھی سچ ہی تھا۔۔۔ اگر وہ اس صورت حال میں بھی ہنس رہی تھی تو صرف اس کی وجہ سے۔

"نہیں!" کائنات ہنسی روکنے کی تگ ودو میں تھی۔

"یہ تو تمہیں میرے کہے بغیر کرنا ہے اور ساری زندگی کرنا ہے! لیکن ابھی جو میں کہہ کر کروانے والی ہوں۔۔۔ وہ کچھ اور ہے۔"

"خدا کا واسطہ ہے۔۔۔ مجھ سے ماڈلنگ نہ کروانا!" خیام سمجھ چکا تھا اور اس کا اپنے بال نوچنے کو جی چاہ رہا تھا۔ کائنات ایک اور قہقہہ لگاتی اپنا ماتھا اس کی ٹھوڑی سے ٹکا چکی تھی اور خیام کا دل پگھل کر بس اس کے قدموں میں ڈھیر ہونے ہی والا تھا۔

"پلیز؟" اس کے مخمل سے بھی زیادہ نرم لہجے پر خیام کے پاس کوئی جواز بچا ہی نہیں تھا۔

"اوکے!" وہ ہولے سے سر ہلا کر حامی بھر گیا۔

"تھینک یو! چلو اب کام پہ۔" اس سے دور ہو کر کمر پر ہاتھ رکھتے حکم دیا۔

"واللہ! اتنی جلدی تو گرگٹ بھی رنگ نہیں بدلتا۔" خیام کی بے یقینی ایک دفعہ پھر عروج پر تھی۔ شاید آج کائنات عالم گھر سے تہیہ کر کے نکلی تھی کہ اپنے شوہر پر حیرتوں کے پہاڑ توڑ دے گی!

"جلدی! کام زیادہ ہے اور وقت بہت کم۔" اس کی بات نظر انداز کرتے کائنات نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی انگلی سے تھپتھپائی۔

"ماڈلنگ کے علاوہ میں کیا کر رہا ہوں؟" اس نے گہری سانس لیتے پوچھا۔

"میں یہاں سے سیدھا اپنے ڈیزائنرز کے پاس جا رہی ہوں اور تم ملائکہ اور رضا وغیرہ کے ساتھ مل کر ٹیرس ڈیکوریٹ کر رہے ہو!"

"اف! یہ اپنا بورنگ ٹریس سجانا ہے؟ ہوٹلز کیا ہوئے؟"

"ہوٹلز کے چونچلوں کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔ تھوڑی دیر تک ہمارا فوٹوگرافر بھی آ رہا ہے! وہ تم لوگوں کی پوری مدد کرے گا۔ اب تم مجھے چلتے پھرتے

نظر آؤ۔۔۔مارچ،مارچ!"کائنات نے تالی بجا کر اسے چلنے کا اشارہ کیا۔

"!Aye aye, Captain"

خیام اس کے پر جوش انداز پر اس کار خسار تکلیف دہ حد تک کھینچ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"یہ کیا تھا؟"فائلوں کے اوپر ٹیبلٹ رکھ کر پورا ڈھیر اٹھاتے ہوئے کائنات نے اونچی آواز میں پوچھا۔

!Energy refill"

تم اتنی ایکسائیٹڈ ہو تو میں نے سوچا تم سے تھوڑی سی ایکسائیٹ مینٹ لے لوں۔"

خیام نے بھی دروازہ پار کرتے ہوئے ہانک لگائی۔وہ وہاں سے ہال میں آیا جہاں کچھ کرسیاں خالی تھیں۔۔۔کچھ پر اسٹاف بیٹھا اپنے اپنے کمپیوٹرز یا کمپنی کے فون سننے میں مصروف تھا۔صارفین کی طرف سے شکایتوں کا انبار لگ چکا تھا۔یہ دیکھنے کے بعد خیام کو بھی کائنات کا فیصلہ ٹھیک لگ رہا تھا۔۔۔انہیں جلد سے جلد عوام کی غلط

فہمی دور کرنی تھی کیوں کہ بہترین کوالٹی کا سامان اور کپڑے اپنے ہاتھوں میں موجود ہونے کے باوجود وہ اس وڈیو کی وجہ سے شکایتیں درج کروا رہے تھے۔ یہ تھی سوشل میڈیا کی پاور! جو سچ نہیں تھا اس پر بھی لوگ آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے تھے۔ خیر! کچھ آنکھوں والے بھی موجود تھے جو ویڈیو دیکھنے کے باوجود نیٹج کی کوالٹی پر اپنے بھروسے کا اظہار کر رہے تھے لیکن بد قسمتی سے شر، خیر سے زیادہ جلدی پھیلتا ہے اور اسے پھیلانے والوں کی تعداد بھی ازل سے زیادہ ہی رہی ہے!

وہ ایک آخری نگاہ ان سب پر ڈال کر ٹیرس کے دروازے کی طرف بڑھا۔ گلاس وال سے اسے ملائکہ اور اپنا سکریٹری رضا، ارشد کے ساتھ کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ ٹیرس کافی کھلا سا تھا جس کی لمبائی ہال کے جتنی ہی تھی لیکن چوڑائی کم تھی۔ خیر! فیشن والک کے لیے ایک مستطیل سا پلیٹ فارم بنایا جا سکتا تھا۔ پہلے وہاں اسٹاف کے اٹھنے بیٹھنے کے لیے کرسیاں میز لگے ہوئے تھے جنہیں اس کی آمد سے پہلے ہی ہٹایا جا چکا تھا۔ لکڑی کے بڑے بڑے تختے، لوہے کی سیڑھی، پھول اور

فیری لائٹس ڈھیر کی صورت میں جگہ جگہ پڑے ہوئے تھے۔ان تینوں کی طرف اٹھتے اس کے قدم فون کی مسلسل پانچ چھ گھنٹیوں پر رکے۔اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے موبائل نکال کر واٹس ایپ کھولی۔۔۔آج کل میں ہی انہوں نے ایک نیا گروپ بنایا تھا جس میں ابراہیم شاہ، صارم، وہ خود اور ان کے وکلا شامل تھے وہ جو منصور کے کیس کی پیروی کر رہے تھے۔

"منصور کو ہارٹ اٹیک نہیں پینک اٹیک ہوا تھا!" وکیل صاحب۔

"دوسرے لفظوں میں ڈرامہ اٹیک!" صارم کا آنکھیں گھماتے ایموجی کے ساتھ جواب۔

www.novelsclubb.com

"And this year's Academy award for solo male performance goes to... Mansoor Wahid, The_____!"

خیام نے اپنے انداز میں پیغام بھیجا اور آخر میں کیپیٹل لیٹرز میں گالی بھی۔ابراہیم

شاہ جو سب کے پیغامات خاموشی سے پڑھ رہے تھے اور جو گروپ کے ایڈمن بھی تھے۔۔۔انہوں نے اسی خاموشی سے اسے گروپ سے نکال دیا۔

'Mera Baap Ibrahim removed you'

سکرین کے بالکل وسط میں لکھی سطر پڑھ کر خیام نے آنکھیں گھمائیں اور فون بند کر کے جیب میں رکھتا پھر سے چلنے لگا۔

"ارشد یار! میری بیوی کام کر کر کے آدھی رہ گئی ہے اور تم یہاں باتیں بھگار رہے ہو؟"اس نے مصنوعی تیوری کے ساتھ پوچھا۔

"توبہ ہے سر جی! ماڈلز بلوانے ہیں۔۔۔ان سے رابطہ کر رہا تھا۔اب تک کوئی بیسویں دفعہ میرے منہ پر فون ٹھاہ کر کے بند کیا گیا ہے۔"ارشد نے ہاتھ میں پکڑی لسٹ کی طرف اشارہ کیا۔جس پر لکھے آدھے سے زیادہ نام پینسل کی مدد سے کاٹ دیے گئے تھے۔

"کتنے چاہیں؟"اس نے پر سوچ انداز میں پوچھا۔

"چار میل ماڈلز نے ڈن کر دیا ہے۔۔۔دو اور چاہئیں !"

"پانچواں تو میں ہوں اور چھٹا بھی میں منگوا لیتا ہوں۔"اس نے ذہنی جوڑ توڑ کرتے ہوئے آہستہ سے سر ہلایا۔

"اور فی میلز ؟"

"کوئی بھی نہیں !"ارشد نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔

"یہ بھی میں دیکھ لوں گا۔۔۔تم جاؤ کائنات کی مدد کرو !"اس کے ہاتھ سے لسٹ لے کر خیام نے کہا۔

"شکریہ سر جی !"ارشد مسکراتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"رضا! شروع کرو بھئی یار یڈی، سٹیڈی، گو بولنا پڑے گا مجھے ؟"اس کے خفا لہجے پر رضا بسم اللہ کرتا لکڑی کے تختوں کی طرف بڑھا،دو چار اور لڑکے بھی اس کے ساتھ لگ گئے۔ملائکہ مزید دو لڑکیوں کے ساتھ سیڑھی کی مدد سے دیوار پر و نیٹج کا لو گو لگانے لگی۔جاذب علی سے فون پر بات کرتے خیام کی نگاہ ان پر پڑی تو وہ اسی

طرف چلا آیا۔

"خدا کا خوف کرو ملائکہ! تھری ڈی لوگو کا دیوار پر کیا کام؟ اتار واسے نیچے۔۔۔

پلیٹ فارم بن گیا تو اس کے ایک طرف رکھ دیجئیے گا!"

"سوری سر!" ملائکہ بڑبڑاتی ہوئی اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔

"کیا کر رہا ہے تُو؟" فون کی دوسری طرف موجود جاذب نے متجسس ہو کر پوچھا۔

"آجا جانی! تیری ایونٹ پلاننگ اسکلز کی ضرورت ہے۔" خیام نے کہا۔ جاذب علی

ہوٹل مینجمنٹ کی ڈگری رکھتا تھا اور کسی عام سی جگہ کو اپنے ہاتھوں سے چمکا دینے کا

ہنر اس کے اندر کہیں فٹ تھا۔

"تُو آنکھیں بند کر۔۔۔ کھولے گا تو میں تیرے سامنے ہوں گا!" جاذب کی پرجوش

سی آواز آئی تو خیام نے برا سا منہ بنایا۔

"میں ایک شادی شدہ آدمی ہوں۔۔۔ جسے کھلی اور بند آنکھوں سے اپنی بیوی کے

علاوہ اور کوئی نہیں دکھتا!"

"اب تیرے جیسے لاعلاج زن مرید کو میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ پندرہ منٹ میں آیا جانی! ایڈریس بھیج۔" جاذب نے بات ختم کرتے ہوئے کال کاٹ دی۔ خیام اسے پتہ بھیج کر ان ماڈلز سے رابطہ کرنے لگا جن کو وہ گالا پر بلا چکا تھا اور دس میں سے چھ باآسانی اسے شام کے لیے فارغ مل گئی تھیں۔ جاذب علی اور فوٹو گرافر کے آجانے کے بعد وہ بغیر وقت ضائع کئے اپنے کام میں لگ گئے تھے۔ اس نے دیوار سے تھوڑا فاصلہ رکھ کر لکڑی کا چوکورا سٹیج بنایا جو ایک فٹ سے زیادہ اونچا نہیں تھا۔ پیچھے سیاہ پردہ ڈال کر چھوٹا سا بیک اسٹیج بھی بنالیا۔۔۔ یوں کہ ماڈلز ہال سے نکلتے ہی پہلے بیک اسٹیج اور وہاں سے اصل اسٹیج پر آتے۔ چاروں کونوں پر لمبے لمبے ووڈن پلینکس کھڑے کر کے ان کو اوپر سے ایک دوسرے سے ملایا پھر ان پر سفید جالی دار پردے، پھولوں اور فیری لائٹس سے سجاوٹ کر دی گئی۔ چوکورا سٹیج کے بالکل درمیان سے والک کے لیے مستطیل پلیٹ فارم تھا۔۔۔ جس کے ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دورویہ خوبصورت سرخ، گلابی پھولوں کے بڑے بڑے گلدستے

تھے۔فوٹو گرافر ریکارڈنگ کے لیے اپنے کیمرے سیٹ کر چکا تھا اور جگہ جگہ رکھی ڈسکو لائٹس کے بغیر ان کا ایونٹ مکمل نہیں ہونے والا تھا۔پانچ بجے تک وہ دونوں دوست ساری سجاوٹ مکمل کر کے تھک ٹوٹ کر پلیٹ فارم کے اختتام پر بیٹھے تھے۔جب انہوں نے کام کا آغاز کیا تھا تو سورج ان کے سروں پر تھا اور اب تقریباً غروب ہو چکا تھا۔

"ہائے! میں تو تھک گیا بھائی صاحب!" جاذب نے کہنیوں کے بل آدھا لیٹے، آدھا بیٹھے ہوئے دہائی دی۔

"ابھی سے؟" خیام پراسرار سا مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" وہ اس کی مشکوک مسکراہٹ پر فوراً سیدھا ہوا۔

"مطلب یہ کہ آج تیرا کیمرے سے بھی تعارف کروانا ہے۔۔۔دکھا ذرا؟" خیام نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر دائیں بائیں گھمایا۔جاذب کی چوڑی پیشانی پر بل نمودار ہوئے، بڑی بڑی کالی آنکھیں خیام پر سکڑی ہوئی تھیں اور ہونٹ سختی سے

آپس میں پیوست تھے۔اسے کلین شیو رہنا زیادہ پسند تھا۔

"آج تیری منحوس شکل پر لعنت کی پھٹکار اتنی کم کیوں ہے؟شاید ابھی تو میری بیوی کے کام آنے والا ہے نا۔۔۔اس لیے!"سوال کر کے خود ہی جواب دے دیا۔

"کس مبارک کام کی وجہ سے میرے چہرے پر لعنتوں کی جگہ نور آگیا ہے۔۔۔بتانا ذرا؟"جاذب نے چبا چبا کر لفظ ادا کیے۔خیام نے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا۔

"یارا!تُو جانتا ہے اگر ضروری نہ ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ کہتا۔۔۔دیکھ!تیرے بھائی عزت تیرے ہاتھ میں ہے۔"

"جسے میں خوشی خوشی مٹی میں ملانا پسند کروں گا!"جاذب نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"اور بھابی کی بھی!"خیام نے اپنے خزانے سے جو کر نکال کر اس کے سامنے پیش کیا جو سارا کھیل بدل دیا کرتا تھا!جاذب سوچ میں پڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر تو بھول گیا ہے تو میں تجھے یاد کروادوں کہ تیری نکاح والی حرکت اور گالا پر کیے جانے والی ہلڑ بازی کی وجہ سے وہ ناک تک تم لوگوں سے تنگ آئی ہوئی ہے۔ میں بتارہا ہوں۔۔۔اتنا تو میری بیوی کے لیے تمہیں کرنا پڑے گا!"

"اوئے۔۔۔بلیک میلر! دادی نے اپنا ڈنڈا اٹھا کر میری وہ دھلائی کرنی ہے جو میری نانی بھی یاد یاد کرے گی!" جاذب نیم رضامند ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"کوئی نا۔۔۔میں جا کر دادی کو تھوڑا سا مکھن لگا آؤں گا! بس، بات ختم! اٹھ، اندر دوسرے ماڈلز تیار ہو رہے ہیں۔۔۔ہم دونوں ہی رہ گئے ہیں۔" خیام اٹھا اور جاذب کے ہاتھ میں اپنا پنجہ ڈال کر اسے بھی اٹھایا۔ وہ بددلی سے اس کے ساتھ گھسیٹتا رہا۔

"اوئے۔۔۔بندے دا پتر بن جا! میں نے باقی چاروں کو بھی بلایا ہے لیکن ان کو بطور مہمان بلایا ہے۔ تجھے اپنا بھائی سمجھ کر اسٹیج پر لے کر جا رہا ہوں اور تیرا نخرہ ہی نہیں ختم ہو رہا!" خیام کو جب خود بھی تھکے ہوئے ہونے کے باوجود اس کا وزن

گھسیٹنا پڑا تو اس کی برداشت بھی جواب دے گئی۔

"اور تیرے نزدیک یہ اچھی بات ہے؟ اس پر مجھے خوشی سے بھنگڑا ڈالنا چاہیے؟ ہر کوئی تیری طرح اسٹیج کا دیوانہ نہیں ہوتا!" جاذب نے بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا۔

"خاکسار کو جاذب علی کہتے ہیں اور میں آج کی تقریب کے مہمان خصوصی یعنی اپنے دلہا صاحب یعنی خیام شاہ کا دوست ہوں!" خیّام نے مٹھی بند کر کے اسے بطور مائیک استعمال کیا اور اپنے نکاح پر پراجیکٹر کے سامنے کھڑے جاذب کے الفاظ اسی کے انداز میں دہرائے۔

"اب کون اسٹیج کا دیوانہ ہے؟" اس نے طنزیہ پوچھا۔

"وہ تو مجھے مجبوراً کرنا پڑا تھا کیوں کہ باقی چاروں چٹا، کورا جواب دے چکے تھے!"

جاذب علی کی ساری ہوا نکل چکی تھی۔

"بیٹا! تجھے آج بھی مجبوراً ہی سہی لیکن کرنا پڑے گا۔" خیام اس کی گردن کی پشت پکڑتا اندر کی طرف بڑھا اور اسے عنابی ویلوٹ کے کوٹ والا سوٹ تھمایا۔ خود وہ

اپنے لیے سب سے پیارا اوالا پہلے ہی چن چکا تھا جو کالر سے لے کر پینٹ کے فولڈڈ پائنچوں تک سیاہ تھا۔ وہ تیار ہو کر باہر آیا تو دوسرے ماڈلز پہلے سولو اور پھر جوڑوں کی صورت میں پلیٹ فارم پر ریہرسل کرتے دکھائی دیے۔ جاذب بھی چہرے پر معمولی سا پاؤڈر لگوا کر ان میں شامل تھا۔ وہ مجبوراً وہاں پر تھا اور اس کی ایک ایک حرکت چیخ چیخ کر یہ اعلان کر رہی تھی۔ اس کی تھکی، ٹوٹی چال پر کائنات کی ہیڈ ڈیزائنر عالیہ کی لکڑی کی چھڑی اس کے کندھے، کمر اور پھر گھٹنوں کے پیچھے پڑ کر اسے سیدھا کر چکی تھی۔ چھڑی عالیہ نے یہیں کہیں سے اٹھا لی تھی۔

"مردوں کی طرح چلو۔۔۔ یہ سوٹ میں نے انسانوں کے لیے بنایا ہے زومبیز کے لیے نہیں! یہ نمونہ ماڈل کیسے بن گیا؟" عالیہ نے ناک پر عینک درست کرتے اسے کڑی نگاہوں سے دیکھا۔ خیام اپنا قہقہہ چھپانے کے لیے کائنات کی اوٹ میں ہو گیا اور جاذب دکھتی کمر کے ساتھ سیدھا ہو کر کینہ توز نظروں سے چالیس سالہ عالیہ کو گھورنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چلو واپس۔۔۔دوبارہ سے شروع کرو!" عالیہ کو اس کی گھوری سے ذرّہ برابر فرق بھی نہیں پڑا تھا۔ وہ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق صبر کے گھونٹ پیتا واپس پلٹا۔

مردانہ سوٹ کمال نفاست اور مہارت سے مکمل طور پر سلے ہوئے تھے لیکن زنانہ ملبوسات کی نوک پلک سنورانی ابھی رہتی تھی۔ کائنات کی یہ لگژری پریٹ کلیکشن آج سے دس دن بعد ریلیز ہونی تھی لیکن وہ صبح کے واقعے کے بعد اسے دس دن کی بجائے دس گھنٹوں میں ورچوئل فیشن شو کے ذریعے لانچ کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ اسی وجہ سے چھ کی چھ لڑکیاں اکڑی کھڑی تھیں۔ اگر وہ کندھے چھوڑ کر ذرا سی گہری سانس بھی لے لیتیں تو سوئیاں جسم میں چبھ کر انہیں تختے کی طرح سیدھا کر دیتی تھیں۔ وقت کی بے انتہا کمی کی وجہ سے کائنات اور عالیہ کو یہ کرنا پڑا تھا اور وہ دونوں کتنی ہی دفعہ اس بات کا عذر پیش کر چکی تھیں۔ پورے چھ بجے ان کو و نیٹیج کے ہر آفیشل سوشل میڈیا پیج اور ویب سائیٹ پر براہ راست شو پیش کرنا تھا جب کہ پوسٹس کے ذریعے عوام کو پہلے سے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے شو کامیاب ہو گا یا نہیں؟" خیام نے اس کی طرف جھک کر پوچھا۔ ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا ہر کوئی آخری دفعہ تیاریاں دیکھ رہا تھا کہ عین وقت پر کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو جائے۔ شو کا پریزینٹر آج بھی ارشد ہی تھا جو خود بھی تیار اسٹیج پر کھڑا تھا۔ صرف پندرہ منٹ باقی تھے۔

"ہو گا یا نہیں لیکن عوام دیکھے گی ضرور!" کائنات پھیکا سا مسکرائی۔ اس کی اپنی حالت بھی ٹھیک نہیں تھی صبح سے ملاسٹریس اور دوپہر میں ایک دفعہ ڈیزائنز پر نظرثانی کرنے کے بعد وہ باس بنی کرسی پر بیٹھی احکامات نہیں چلاتی رہی تھی بلکہ عالیہ اور اس کی ٹیم کے ساتھ تخیل کے خاکوں کو مادی شکل میں ڈھالتی رہی تھی۔ اس کے ہاتھ دکھ رہے تھے اور آنکھیں تو باقاعدہ جل رہی تھیں جبکہ اعصاب شدید تناؤ کا شکار تھے۔

"تم اتنی پر یقین کیسے ہو؟" خیام نے اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے ابرو اٹھائے۔ وہ تھکی ہوئی لگ رہی تھی لیکن وہ پر عزم بھی دکھ رہی تھی۔ عجیب تضاد تھا۔۔۔ جسے

کائنات عالم کے سوا شاید ہی اس نے کبھی کسی اور میں دیکھا ہو!

"کیوں کہ ہماری عوام کو دوسروں کو نیچا دکھانے کا خبط ہے اور جب وہ گر جائے تو اطراف میں کھڑے ہو کر تالیاں بجانے کا بھی! یہ لوگ میری واہ واہ کرنے کے لیے دیکھنے نہیں آئیں گے بلکہ یہ دیکھنے کے لیے آئیں گے کہ صبح کی بے عزتی بھلا کر یہ کس جرات سے ہمارے سامنے آ رہی ہے؟ اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی؟

You know... all these know-it-all type

"!scholars

وہ آخر میں تھکا ہوا سا مختصر قہقہہ ہی لگا پائی۔ خیام نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔

"کائنات عالم! تم سے زیادہ جرات مند بندی آج تک میری نظروں سے تو نہیں گزری۔۔۔ اگر مجھے پہلے کوئی شک تھا تو اب نہیں ہے۔

"!You're gonna rock it

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات نے اس کے لفظوں کے جادو سے اپنے اندر نئے سرے سے توانائی بھرتی محسوس کی تھی۔

"!It really was an energy refill"

اب کی بار وہ دل سے مسکراتی ہوئی اسے دوپہر کی بات لوٹا چکی تھی۔ خیام اس کا ہاتھ سینے سے لگائے کھل کر ہنسا۔

"لو یو میری چیتی!" اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکراتے خیام نے اعتراف کیا۔

Love you too my 24/7 available energy "

"!refiller and permanent model

www.novelsclubb.com

اس کے اتنا سب کچھ کر چکنے کے بعد بھی کائنات اگر اعتراف نہ کرتی تو خیام کے ساتھ ناانصافی ہو جاتی!

"...Woah"

وہ کیا کہتا؟ اس کا دماغ تو کائنات کا جوابی اعتراف سن کر بھک سے اڑ گیا تھا۔ کھلے منہ

کے ساتھ اسے تکتا وہ کسی طرف سے آتی 'ٹین منٹس لیفٹ' کی صدا پر چونکا۔

"کائنات عالم! کیا کہوں میں؟ پہلی دفعہ پر اپر لاجواب ہو گیا ہوں۔۔۔ مکمل طور پر!"

کائنات نے صرف آنکھیں گھماتے ہوئے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا۔ وہ کچھ کہنی والی تھی مگر لفٹ کے کھلے دروازے سے خیام کے بقیہ دوستوں کو بر آمد ہوتے دیکھ کر الجھی۔

"یہ چاروں یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"کون؟" خیام اس کے علاوہ اور کہیں متوجہ نہیں تھا۔ کائنات کے ابرو کے اشارے پر اس نے پلٹ کر ایک قطار میں کھڑے اسفر، عالیان، عمر اور شاہ ویز کو دیکھا۔

"کیا کر رہے ہو تم لوگ یہاں؟" اس نے بدمزہ ہو کر پوچھا۔ انہیں بلانے والا وہ خود تھا لیکن ان کو اپنی بیکار انٹری اسی وقت کرنی تھی کیا؟ وہ اپنی بیوی سے ضروری

بات کر رہا تھا اور کائنات کی ان کی طرف منتقل ہوتی توجہ نے اسے جلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ناگن ڈانس کر رہے ہیں!" عالیان نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر ایک سائیڈ پر ہو کر کرو۔۔۔ ہمیں دوبارہ ڈسٹرب مت کرنا! یہاں پر ایک ضروری بات چل رہی ہے جس میں بچوں کو مداخلت کی اجازت نہیں۔" خیام نے انگلی اٹھا کر واضح کیا۔ کائنات نامحسوس طریقے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال چکی تھی۔

"کیا بکواس کر رہا ہے؟" اسفر اکتائے ہوئے لہجے میں کہہ کر اس کی طرف بڑھا اور قریب آ کر اسے نظر انداز کرتا ہوا کائنات سے مخاطب ہوا۔

"بھابھی! ہم آپ کو cheer کرنے کے لیے آئے ہیں۔ آپ کے ورچوئل شو کی رئیل آڈیئنس۔"

"بہت شکریہ!" وہ متبسم ہوئی۔

"جی بھابھی! آپ کے شو کے لیے بہت سارا گڈ لک اور ہمارا فل سپورٹ حاضر ہے۔" شاہ ویز بولا۔

"I appreciate!"

کائنات نے سر ہلایا اور خیام چیخ کر بولا۔

"I don't!"

"وہ کیوں؟" عمر کے ماتھے پر بل پڑے۔ بلا کر بے عزت کرنا خیام کی عادت بنتی جا رہی تھی!

"منہ اٹھا کر اپنا آپ لے کر آ گئے ہو۔۔۔ تم چاروں سے پھولوں کا ایک گلدستہ نہیں خریدا گیا؟"

"خیام! اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اچھا کیا آپ لوگوں نے۔" وہ اپنے شوہر کو آنکھیں دکھاتی ان سے مخاطب ہوئی۔ عالیان کی ہنسی پر خیام کا اس کے دانت توڑنے کو جی چاہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیٹھیں نا آپ سب۔۔۔ کھڑے کیوں ہیں؟"اس نے شیشے کی دیوار کے اندر کی طرف لگی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔سٹاف میں سے بعض جن کو وقت پر گھر جانا ہی جانا تھا،وہ جا چکے تھے اور باقی اپنی مرضی سے شو دیکھنے کے لیے رکے تھی۔ کرسیاں بھی انہی لوگوں نے لگائی تھیں۔

"جی ٹھیک بھابھی! پر خیام۔۔۔ یہ اپنا جاذی کدھر ہے؟"شاہ ویز کو اپنا مسنگ پیس یاد آیا تو پوچھ لیا۔وہ راستے میں اس کا نمبر ملاتے رہے تھے لیکن رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔

"وہ!"خیام نے گلاس وال کے اس پار کوئی دسویں دفعہ سیدھا چلنے کی مشق کرتے جاذب علی کی طرف اشارہ کیا۔ان چاروں کے قہقہوں سے ہال گونج اٹھا،لوگ مڑ مڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔

"مطلب تُو نے اسے بھی ان کاموں میں لگا دیا؟"ہنسی کے دوران عمر نے پوچھا۔

خیام نے جواباً شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

"دیکھ تو سہی۔۔۔لگ نہیں رہا شہزادہ ساری زندگی یہی کرتا رہا ہے؟!" اسفر نے اس کے تنے ہوئے جسم اور بالکل سیدھی چال دیکھ کر کہا۔

"پرو (pro) ہے اپنا بھائی!" عالیان نے بھی تبصرہ کیا۔

"Pro? My foot!"

خیام بڑبڑایا کیوں کہ جاذب کی چال عالیہ نے اس کے سامنے ہی چھڑی مار مار کر سیدھی کی تھی۔

"ہاں! تُو جل جا۔" اسفر نے اس کے کالے کوٹ کا کالر درست کرتے ہوئے تجویز پیش کی۔

"پیچھے دفع ہو!" خیام نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکیلا۔ اسے کوٹ کے میلا ہو جانے کا حدشہ تھا۔ بھئی! بیوی کے سامنے اس کی عزت کا سوال تھا۔

"خیام! میں کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ تم بھی ایک دفعہ پریکٹس کر لیتے تو اچھا ہوتا؟"

کائنات نے گھڑی پر وقت دیکھا، چھ بجنے میں صرف چھ منٹ باقی تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ اور پریکٹس ؟"اس کے جواب دینے سے پہلے ہی وہ چاروں مداخلت کر چکے تھے۔

"کوئی اور بات کریں بھابھی ! یہ بھائی سیکھا سکھایا ہی اس دنیا میں آیا تھا۔"

"پریکٹس کروا کر خیام شاہ کی توہین نہ کریں !"

"ہاں ! خیام شاہ اگر گر گرا کر آپ کی توہین کروادے تو وہ دوسری بات ہے۔"

پہلے عمر، پھر عالیان، تیسرے نمبر پر شاہ ویز اور آخر میں اسفر نے ٹکڑا لگایا۔

"آپ کیوں میرے معصوم سے شوہر کے پیچھے پڑ گئے ہیں؟"کائنات ہنستے ہوئے بولی۔ کر وہ بھی طنز ہی رہی تھی!

"کائنات ! ارشد بلا رہا ہے۔"خیام نے ارشد کو اس طرف اشارے کرتے دیکھ کر اسے اپنے درمیان سے چلتا کیا کیوں کہ وہ جانتا تھا ابھی ان سب کا دل نہیں بھرا تھا۔ وہ اسے مزید بے عزت کرنے کی آرزو رکھتے تھے۔

"کیا ابھی خیام کو معصوم کہا گیا ہے یا میرے کان بج رہے ہیں؟"عالیان نے حیرت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کا اظہار کیا۔

"میرے گنہگار کانوں نے بھی یہی سنا ہے!" اسفر نے کانوں کو ہاتھ لگاتے جھرجھری لی۔

"بس۔۔۔ بھونکی جاؤ!" خیام اثر لیے بغیر شرٹ کے کف کھینچ کر کوٹ کی آستین سے باہر نکال رہا تھا۔

"اور اب چپ چاپ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ!" وہ جب اس کی بھونکنے کی ہدایت پر عمل کرتے نظر نہ آئے تو خیام نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا اور خود شیشے کا کھلا دروازہ پار کرتا ریمپ پر پہنچ گیا۔ باقی چاروں شرافت سے بیٹھ گئے تھے۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد کاؤنٹ ڈاؤن کا آغاز ہوا۔۔۔ ان کے دفتر میں بھی اور لوگوں کی اسکرینز پر بھی۔

پانچ۔۔۔ چار۔۔۔ تین۔۔۔ دو۔۔۔ ایک کے ساتھ ہی اسٹیج پر کیمرے کے سامنے کھڑا ارشد اپنا اور ونٹیج کا تعارف کروانے لگا۔ اس کی گفتگو میں کہیں بھی صبح کی

ویڈیو کا ذکر نہیں تھا۔ کمال اطمینان کے ساتھ وہ شو ہوسٹ کرتا نئی کلیکشن لانچ کر چکا تھا اور لوگ کمنٹ سیکشن میں و نٹیج کے اس قدر اطمینان پر بے اطمینان ہوئے جارہے تھے۔ ان کے کمینٹس پر طائرانہ نگاہ دوڑاتی کائنات بڑبڑائی۔

"بے صبرے لوگ!"

صاف سیدھی سی بات تھی اگر وہ شو کا آغاز ہی لمبی چوڑی وضاحت کے ساتھ کرتی تو باقی کا شو کس نے دیکھنا تھا؟ لوگ سچ جاننے کے بعد اگلا شو دیکھنے کا تردد ہی نہ کرتے۔ کائنات عالم عام عوام کی نفسیات سے واقفیت کی دعویدار تھی!

وہ خاموشی سے ماڈلز کو ریمپ پر چلتے اور عوام کو کمینٹس میں مچلتے دیکھتی رہی۔

دس، بارہ منٹ کی مختصر سی نمائش تھی۔۔۔ اسے لوگوں کو بور کر کے بھگانا بھی نہیں تھا اور اب وہ اسٹیج پر پورے اعتماد کے ساتھ مائیک پکڑے کھڑی تھی۔ اس کے پیچھے تمام ماڈلز دو قطاریں بنائے آگے پیچھے کھڑے تھے۔

"السلام علیکم! کائنات عالم، و نٹیج کی سی۔ ای۔ او آپ سے مخاطب ہے اور میں آپ

کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ مجھے صرف دو باتیں کرنی ہیں آپ سے۔۔۔ موضوع سے آپ واقف ہی ہیں۔ صبح سے انٹرنیٹ پر و نٹیج کے بارے میں سر کولیٹ کرتی ویڈیو!"اس نے سر ہلا کر چند ساعتوں کا وقفہ لیا اور پھر بولی۔

"لیکن اس سے پہلے میں آپ کو ایک اور ویڈیو دکھانا چاہوں گی جو کہ ہماری ورکشاپ کی کئی گھنٹوں کی ریکارڈنگ کی کنڈینسڈ ویڈیو ہے۔"اس کے خاموش ہوتے ہی اسکرینز پر ایک سیکنڈ کی تاریکی کے بعد منظر بدل گیا۔ ویڈیو میں تقریباً چودہ، پندرہ لوگ تندہی سے انہی ملبوسات پر کام کرتے نظر آئے جو ابھی سب کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ چند لباس مجسموں پر تھے اور باقی لکڑی کے بڑے بڑے فریمز میں تنے پڑے تھے جن پر ہاتھ سے کام کیا جا رہا تھا۔

ایک ڈیزائنر کا کام محض ایک خاکہ تیار کر دینا نہیں ہوتا بلکہ اس خاکے کو پہلی دفعہ حقیقت کے روپ میں دھارنے کا کام بھی وہ اپنے ہاتھوں سے ہی کرتا ہے۔ یہ بعد کی بات ہے کہ اس کے کام کی مزید کتنی نقول تیار ہوں گی یا کیسے ہوں گی؟

ویڈیو کے مکمل ہوتے ہی اسکرینز پر دوبارہ کائنات عالم تھی۔

"یہ بی ٹی ایس دکھانے کا مقصد محض اتنا سا ہے کہ آپ لوگ یہ جان جائیں ہمیں کچھ بھی خود بخود بنا ہوا نہیں مل جاتا! ہمیں محنت کرنی پڑتی ہے اور جہاں تک بات ہے plagiarism کی۔۔۔اگر آپ میرے پیچھے نظر آتے ملبوسات یا ونٹیج کی بائیس سالہ تاریخ میں کسی بھی ایک پروڈکٹ کا کہیں سے بھی نقل شدہ ہونا ثابت کر دیں تو میں اپنی پوزیشن سے استعفیٰ دے دوں گی!" وہ سنجیدگی سے کہتی سب کا منہ بند کر چکی تھی۔

"Oh sh*t!"

اس کی بائیں طرف کھڑے خیام کی آنکھیں پھیل گئیں۔وہ ہرگز نہیں جانتا تھا کہ کائنات کے ارادے اتنے خطرناک بیانات دینے کی ہیں!

"آپ ایک آزاد ملک کے ذمہ دار شہری ہیں جو یقیناً سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا جانتے ہیں۔۔۔فیصلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے اگر میں جھوٹی ثابت ہوئی تو میں

اپنی ذمہ داری سے ہر گز نہیں بھاگوں گی۔ آخر میں بس اتنا کہوں گی کہ فریب سے پرہیز کیجئیے گا اور ہاں! میں آپ کے ثبوتوں کی منتظر ہوں۔" اس نے اتنا کہہ کر مائیک واپس رکھنا چاہا لیکن خیام اس کے ہاتھ سے مائیک لے کر اپنے ہونٹوں تک بلند کر چکا تھا۔ اس نے خود کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ کائنات کو اس کھلی کھلی بے وقوفی کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ اگر جھوٹی ویڈیو بنائی جا سکتی ہے تو جھوٹے ثبوت کیوں نہیں؟

"اہم اہم! میں کیا کہہ رہا تھا پیارے لوگو۔۔۔ درمیان کا کوئی راستہ نکال لیتے ہیں؟! نہ آپ لوگ کسی کے جھوٹے پروپیگنڈے میں خود کو استعمال ہونے دیں اور نہ کائنات عالم کسی کے افترا کی نذر ہو۔

!I seriously can't work without her

نہ یہ چلے گا (اس نے بایاں ہاتھ اٹھا کر اپنی کنپٹی بجائی) اور یہ تو بالکل نہیں چلے گا! (دوسرا اشارہ اپنے دھڑکتے ہوئے دل کی طرف تھا)" وہ بے بسی سے کہتا ہوا

لوگوں کے سامنے کائنات کے الفاظ کی سنگینی کم کر چکا تھا۔چہرہ موڑ کر اسے دیکھتی ہوئی کائنات مسکرا دی۔وہ جانتی تھی اسے روکنے کی کوشش کرنا فضول تھا۔

"اب یہ مت کہیے گا کہ میری بیوی ہے تو اس لیے کہہ رہا ہوں۔۔۔"خیام نے برا سامنہ بنایا۔

"لیکن کائنات عالم اپنے کام سے بہت مخلص ہے اور میں کیا بہت سے لوگ اس بات کی گواہی دیں گے۔اگر آپ نے اس کی مخلصی پر سوال اٹھائے تو میرا نازک سا دل برداشت نہیں کر پائے گا!"آخری جملہ اپنے مخصوص ڈرامائی انداز میں ادا کرتا ہوا حاضرین محفل کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔شو کا ماحول بالکل ہلکا پھلکا ہو چکا تھا اور دیکھنے والے بھی مسکرا رہے تھے۔جاذب سے بھی اپنی جگہ نہ رکا گیا تو وہ چلتا ہوا خیام کی دوسری طرف پہنچا اور مائیک کی طرف جھک کر بولا۔

Aren't these two couple goals? Hashtag "

"!KaiYam

وہ دونوں ہاتھوں کی دو، دو انگلیوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر # بنا چکا تھا۔

"Hashtag KaiYam!"

ارشد نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی خوبصورت نوٹ پر ہم آج کے شو کا اختتام کرتے ہیں۔۔۔ لائیو اسٹریمنگ کے ختم ہوتے ہی آپ ہماری افیشل ویب سائٹ پر پری آرڈر کر سکتے ہیں لیکن جانے سے پہلے آج صبح کی ویڈیو کی سچائی بھی جان لیں۔۔۔!" اس کے خاموش ہوتے ہی اسکرینز پر الماس شاہنواز کا چہرہ نمودار ہوا۔ وہ اپنی پچھلی ویڈیو کو کرپٹڈ قرار دے چکی تھی!

www.novelsclubb.com

اور بس۔۔۔ تقریباً بیس بائیس منٹ کا لائیو سیشن ختم ہو گیا۔ ماڈلز نے سکون کی سانس لی کہ انہیں اب جگہ جگہ چبھتی ہوئی سوئیوں سے چھٹکارا ملنے والا ہے۔ وہ تمام کے تمام کپڑے بدلنے چلے گئے۔

خیام کے اشارے پر باقی چاروں بھی کائنات کے گرد جمع ہو کر اس کے ساتھ باتوں

میں مصروف ہو گئے، جاذب تو پہلے سے ہی موجود تھا۔وہ جانتا تھا کہ کائنات کی پریشانی ابھی ٹلی نہیں ہے۔۔۔اگلا ایک آدھ گھنٹہ بہت اہم ہونے والا تھا۔لوگوں کا رد عمل کیسا ہو گا؟ نئی لانچ ہٹ ہو گی یا فلاپ؟ کوئی اس کی بات پر یقین کرے گا بھی یا نہیں؟ وہ اس کے دوستوں سے مخاطب ہو کر بھی انہیں فکروں میں مبتلا تھی۔ اس کے ہاتھ مچل رہے تھے کہ وہ کوئی فون پکڑے اور دیکھے کہ انٹرنیٹ پر کیا ہو رہا ہے؟ لیکن خیام نے اس کے سارے گیجٹس ایک طرف رکھوا دیے تھے۔ارشد چند دوسرے امپلائیز کے ساتھ لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا۔۔۔تقریباً پچیس منٹ بعد جب وہ اپنے جوش کو قابو نہ کر سکا تو کرسی سے اچھل کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

Guess what guys? We crossed one million "
with eighty to twenty percent like-dislike
"!ratio

کسی کو بھی یقین نہیں آیا تھا۔۔۔کائنات خیام کو پیچھے کرتی لیپ ٹاپ کی طرف

بڑھی۔اس طرح کی فیشن کمپینز سے عوام کی دلچسپی عموماً کم ہی ہوا کرتی تھی لیکن صبح کی وائرل ویڈیو کی بدولت لوگ تجسس کے مارے دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

"اللہ جی !"اس نے خود دیکھ کر شکر کی سانس لی۔آنکھیں آنسوؤں سے جھلملانے لگی تھیں۔

"میڈم !ابھی اور بھی ہے۔"ارشد نے سنسنی پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"اس نے سکرین سے چہرہ اٹھایا۔

"پریٹ کی جو لمیٹڈ کوانٹٹی ہم نے رکھی تھی،وہ سب کی سب بک ہو چکی ہے اور ابھی مزید لوگ بھی خریدنا چاہتے ہیں !لیکن مجبوری ہے۔۔۔سولڈ آؤٹ لکھنا پڑا۔"

"کیوں ؟دوبارہ کھول دیں آرڈرز۔۔۔اس میں کیا ہے ؟"خیام الجھا۔کیا اس ورچوئل شو کا مقصد یہی نہیں تھا کہ آج صبح سے ہوتے نقصانات کی بھرپائی کی جا سکے۔

www.novelsclubb.com

"ممکن نہیں ہے سر جی! لگژری پروڈکٹس کی کوالٹی ہمیشہ ٹاپ کلاس اور کوانٹٹی ہمیشہ لمیٹڈ ہوتی ہے۔ باقی پروڈکٹس پر بھی آرڈر ری۔ پلیسنگ شروع ہو چکی ہے!"

ارشد کی تفصیل پر خیّام نے سر ہلایا۔ اگر لگژری ہے تو ہر کسی کو تو نہیں مل سکتی نا!

"اللہ جی! آپ کا بہت شکریہ۔" کائنات آنکھیں بند کیے بڑبڑائی۔

"شش! رو کیوں رہی ہو؟" خیام نے اسے کہنی سے پکڑ کر اپنے روبرو کیا۔

"پتا نہیں کہاں سے بن بلائے آ گئے ہیں؟" اس نے رخسار تھپتھپا کر آنسو صاف کیے۔

"I'm so proud of you!"

خیام کی سرگوشی پر کائنات کا چہرہ چمکا۔ اپنی طرف سے تو کسی نے اسے گرانے کی، نیچا دکھانے کی کوشش کی تھی لیکن یہ کوشش اس کے لیے 'ایک نعمت غیر مترقبہ' ثابت ہوئی تھی۔ وہ بہت خوش تھی اور دل سے رب تعالی کی شکر گزار بھی ورنہ وہ جانتی تھی اکیلے اس سے کچھ بھی نہیں ہونا تھا۔ اللہ کی مرضی اور اتنے پیارے

لوگوں کے ساتھ کی وجہ سے ہی آج یہ ممکن ہوا تھا۔اس نے چمکتی آنکھوں سے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے اپنے سٹاف کو دیکھا۔یقیناً اس کامیابی کا سہرا ان کے سر بھی جاتا تھا۔خیام نے اس کی محویت دیکھی اور پھر تالی بجا کر سب کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہوا بولا۔

"اسی خوشی میں آج کا ڈنر میری طرف سے کیوں کہ پارٹی تو بنتی ہے باس!"اس کے بیان کا خیر مقدم تالیوں اور سیٹیوں سے کیا گیا۔وہ دفتر بند کر کے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں عمارت سے نکلے اور پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں کی طرف بڑھے۔

"کائنات! میرے ساتھ چلو؟"خیام نے اسے پکارا۔

"کیوں؟"

"تھک گئی ہو گی نا اس لیے سوچا میں تمہارا ڈرائیور بن جاتا ہوں اور میں نے نئی گاڑی بھی لی ہے لیکن تم نے نوٹس ہی نہیں کیا!"اس کے شکوے پر کائنات نے

اسے گھورا جیسے اس کے پاس نوٹس کرنے کے لیے وقت ہی وقت تھا۔

"بھائی! میں نے نوٹس کی ہے اور میری گاڑی شاہ ویز لے کر جا چکا ہے۔اس لیے میں تیرے ساتھ جارہا ہوں۔" جاذب گاڑی کی دوسری طرف کھڑا چھت پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔

"جلدی کرو۔۔۔بہت بھوک لگی ہے مجھے!" اس نے زور سے گاڑی کی چھت بجائی تو خیام نے اسے کباب میں ہڈی بنتے دیکھ کر گھورا۔پھر گاڑی کی چابی اس کی طرف پھینک کر بولا۔

"تُو ڈرائیو کر!"

جاذب اس کا مقصد سمجھے بغیر خوشی خوشی سامنے سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔کائنات کے لیے اس نے پچھلا دروازہ کھولا تو وہ شکریہ ادا کرتی بیٹھ گئی اور خیام اسے آگے ہونے کا اشارہ کرتا خود بھی پیچھے ہی جم گیا۔

".Chauffeur! You know the address"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ مغرور انداز میں جاذب سے مخاطب ہوا اور جاذب نے دانت کچکچاتے ہوئے زبان پر آئی گالیاں روکیں۔ 'بھابھی کے سامنے نہیں جاذب! بھابھی کے سامنے نہیں!' اس نے گہری سانسیں لے کر خود کو یاددہانی کروائی پھر زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔

"یس سر!!" اور اس کے ساتھ ہی اس نے اندر سے کھولتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ کائنات مسکراتی ہوئی بیگ سے اپنا فون نکال کر پیغامات دیکھنے لگی۔ آج سارا دن اسے اپنے ذاتی فون کو دیکھنے کا وقت بالکل نہیں ملا تھا۔ پرانے پیغامات میں کمال مرتضٰی، ارسلان، فرحان، ربیعہ، حیدر، عینا، آیت، نیہا، داور حتیٰ کہ زابر نے بھی اس کے لیے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا تھا اور نئے آنے والے پیغامات میں سب اسے مبارکباد دیتے ہوئے اس کی کامیابی پر خوش نظر آ رہے تھے۔

"خیام! مجھے جلدی گھر جانا ہے۔۔۔ پاپا ویٹ کر رہے ہوں گے۔" اس کے الفاظ پر خیام نے سر ہلایا۔ وہ خود بھی موبائل کھولے بیٹھا تھا۔ جس پر 'میرا باپ ابراہیم'

کے نام سے صرف ایک پیغام تھا۔

'میری گاڑی صحیح سلامت واپس لاکر کھڑی کرو!'خیام یوں ہو گیا جیسے اسے کوئی پیغام موصول ہی نہ ہوا ہو اور اس کی حرکتوں پر اندر ہی اندر زچ ہوتے جاذب نے سپیڈ بریکر پر بھی گاڑی کی رفتار بڑھادی تھی۔ لیکن یہ بھول گیا تھا کہ وہ مرسیڈیز چلارہا ہے۔ نفیس گاڑی کے اینٹی - جرک کنڑولر نے کسی کہانی کی معصوم و مسکین ہیروئین کی طرح سارے جھٹکے اپنے اوپر لے کر اپنے سواروں کو محفوظ رکھا تھا۔

"بھائی! یہ مہران نہیں مرسیڈیز ہے۔" خیام نے اپنا ٹویٹر کھولتے تبصرہ کیا۔

"او تیری!!" وہ اسکرین کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" باقی دونوں نے ایک ساتھ پوچھا۔

Hashtag KaiYam is trending with couple "

"!goals

اسے خود بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ کوئی بارہ سو سے زائد ٹویٹس تھے جو ٹاپ ٹرینڈز

میں پانچویں نمبر پر تھے۔

"ساری تیرے بھائی کی مہربانی ہے!" جاذب نے قہقہہ لگا کر کہا اور باقی گاڑیوں کے پیچھے ریسٹورانٹ کی پارکنگ میں گاڑی موڑ کر داخل کی۔ خیام کے فون پر ٹویٹس کھلے ہوئے تھے اور کائنات بھی اس کی سکرین کی طرف متوجہ تھی۔

"اس تصویر میں تم پتا ہے کیا سوچ رہی ہو؟" خیام نے چہرے پر امڈ آتی مسکراہٹ روک کر پوچھا۔

"کیا؟" کائنات نے تصویر دیکھی جس میں وہ مائیک پکڑ کر کھڑے خیام کو تک رہی تھی۔

"یہی کہ میں کتنی خوش قسمت ہوں جو مجھے اتنا پیارا شوہر ملا ہے!" اس نے خواہ مخواہ پہلے شرٹ کا پھر کوٹ کا کالر درست کیا۔ دونوں دوستوں نے لباس بدلنے کا تکلف ہر گز نہیں کیا تھا۔

"او میاں مٹھو۔۔۔ میں ہاتھ جوڑتا ہوں بس کر دے؟!" جاذب نے انجن بند

www.novelsclubb.com

کر کے سیٹ بیلٹ اتاری اور واقعی ہاتھ جوڑ دیے۔

"میرے خیال سے تمہیں جاذب کی بات مان لینی چاہیے!" کائنات نے سنجیدگی سے اضافہ کیا۔

"Huh... jealous peeps!"

وہ بڑبڑاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ جاذب نے بھی اتر کر دروازہ اپنے پیچھے بند کیا اور اس کے ہاتھ سے فون جھپٹ کر بولا۔

"میں بھی تو دیکھوں۔۔۔ آخر کو میرا بنایا ہوا ہیش ٹیگ ہے!" جو ازا چھا تھا۔ وہ تینوں چلتے ہوئے شیشے کے دروازے کی طرف بڑھے۔

"توبہ استغفر اللہ! بھابھی۔۔۔ یہ دیکھیں کیا ہو رہا ہے؟" جاذب، خیام کی دوسری جانب چلتی کائنات کے پاس آیا۔

"کیا؟" اس نے فون کی سکرین دیکھی، جس پر خیام کا آج کا کلوز اپ تھا۔

"یہ والا ایس کراؤ۔۔۔ مطلب کوئی سٹینڈرڈ ہی نہیں رہ گیا؟!" کیپشن دہرانے کے

بعد دوست کی بے عزتی کرتے ہوئے وہ یہ بھول گیا تھا کہ جس کے سامنے کر رہا ہے وہ اس کی بیوی ہے۔

"آپ کے خیال میں کائنات عالم کا کوئی سٹینڈرڈ نہیں ہے؟ یہی کہنا چاہ رہے ہیں نا آپ؟" کائنات کا موڈ بری طرح بگڑا تھا۔اب بگڑا جس بھی بات پر تھا لیکن شامت جاذب بے چارے کی آئی تھی۔

"بول نا۔۔۔اب کیوں چپ ہے؟" خیام شاہ قہقہے پر قہقہہ لگا رہا تھا۔

"سوری بھابھی! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے لاک لگا کر موبائل نیچے کیا۔

خیام اس کے ہاتھ لگتا تو اس کی گردن مروڑ کر ہی جاذب کو چین آنا تھا۔

"You better be!"

وہ اسے آخری گھوری سے نواز کر آگے بڑھے گئی۔

"آ جا یار! خیر ہے۔۔۔میری اس سے زیادہ ہوتی ہے اور روز کی بنیادوں پر ہوتی ہے!" خیّام نے اپنا فون لے کر اس کے بازو میں ہاتھ ڈالا اور کھینچتا ہوا اسے اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ساتھ لے جانے لگا۔جاذب دبی آواز میں اس کی تواضع کرتا رہا تھا۔

******

"ہیلوڈیڈ!"نک سک سے تیار عکاشہ ان کا رخسار چوم کر اپنی کرسی کی طرف بڑھی۔ناصر بٹ مسکرائے۔

"کہاں ہوتی ہے میری بیٹی آج کل؟بہت کم دکھائی دیتی ہو!"انہوں نے چھری کانٹا پلیٹ میں رکھ کر اس کی طرف اپنا مکمل رخ کیا۔ایک طرف ملازموں کی قطار ہاتھ باندھے کھڑی تھی اور محض دو لوگوں کی خاطر لمبی سی میز انواع واقسام کے کھانوں سے بھری پڑی تھی۔

"یہیں پر ہوتی ہوں۔۔۔میں نے کہاں جانا ہے؟زیادہ سے زیادہ بھائی کے ریسٹورانٹ چلی جاتی ہوں۔"وہ بے نیازی سے جواب دے کر ملازمہ کو اپنی پلیٹ بھرتا دیکھنے لگی۔

"یاسمین بھی پوچھ رہی تھی۔۔۔کہاں ہوتی ہے؟فون کیوں نہیں اٹھاتی میرا؟"

انہوں نے بات جاری رکھی۔

"کب آرہی ہیں ماما؟ آئی مِس ہر! بھائی کے پاس جاتی ہیں تو ہمیں بھول جاتی ہیں۔۔۔اور کال پتا نہیں کیسے مِس ہو گئی۔آئی ول کال ہر بیک۔"

"تو بیٹا تم اس کے پاس چلی جاؤ اور واپسی پر اپنی ماما کو بھی لیتی آنا۔۔۔کیوں کہ آئی مِس ہر ٹو!" آخر میں وہ اس کی طرف جھک کر رازدارانہ انداز میں بولے تو عکاشہ قہقہہ اٹھی۔

".No way Dad! Canada is boring"

اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔وہ یہاں زیادہ خوش رہتی تھی،اس کی سب دوستیں یہاں تھیں اور آج کل تو کائنات اور خیام کی صورت میں نئی تفریح اس کے ہاتھ لگی تھی۔

"اچھا چلو ناشتہ کرو!" ان کی ہدایت پر وہ سر ہلاتی اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔

"السلام علیکم انکل!" اس کا سر مہوش کی آواز پر مڑا تھا جو ملازمہ کے ساتھ اسی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرف آرہی تھی۔عکاشہ کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔

"وعلیکم السلام!آؤبیٹا۔۔۔ناشتہ کرو؟"وہ اس کے نام سے بھی ناواقف تھے لیکن انہوں نے ظاہر نہیں ہونے دیااور خود نیپکن پلیٹ میں رکھتے ہوئے اٹھے۔

"میں چلتا ہوں۔۔۔آپ اپنی دوستی کو کمپنی دو عکاشہ!ہوں؟"وہ جھک کر اس کے بالوں پر بوسہ دے کر دروازے کی طرف بڑھے۔ان کا کوٹ اور بریف کیس پکڑے ملازم ان کے پیچھے تھے۔

"بائے ڈیڈ!"اس نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"عکاشہ!میں بہت پریشان ہوں۔"مہوش ستے ہوئے چہرے کے ساتھ کہہ کر بیٹھنے لگی لیکن عکاشہ نے ٹوک دیا۔

"میرے کمرے میں!"وہ ہونٹوں کے کنارے نفاست سے تھپک کر نیپکن میز پر پٹختی ہوئی اٹھی اور مہوش کو لے کر سیڑھیاں چڑھتی اپنے شاہانہ طرز سے سجے کمرے میں آگئی۔نوکروں کو کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔وہ جانتے تھے انہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا کرنا ہے۔

"ہاں! اب بولو کیا ہوا؟" اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتی وہ خود کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ نو بجے کے سورج کی ہلکی ہلکی تپش جسم کو بھلی محسوس ہو رہی تھی۔

"میں ساری رات سو نہیں سکی۔۔۔ تمہیں یہ حلقے نظر آرہے ہیں؟" مہوش نے آنکھوں کے نچلے حصے کو انگلیوں کی پوروں سے چھوا۔

"مدعے کی بات کرو مہوش!" ایک کڑی نگاہ اس پر ڈال کر وہ پھر سے سامنے دور دور تک پھیلے سبزہ زار کو دیکھنے لگی۔

"وہ نیٹیج کا کوئی ارشد ہے۔۔۔ کل سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے! قسم سے جان عذاب کر دی ہے۔ میں کچھ بھی کہہ لوں اس بندے کو یقین ہی نہیں آتا!"

"کیا کہتا ہے؟" عکاشہ کی دلچسپی صفر فیصد بھی نہیں تھی۔

"یہی کہ ویڈیو میں نے ہی بنائی اور پھیلائی ہے اور اگر میں نے اسے یہ نہ بتایا کہ اس سب کے پیچھے کون ہے تو وہ مجھے کورٹ تک گھسیٹنے کو تیار ہیں!" اسے فکر بھی بس

آخری بات کی تھی۔

"ہیں کیا؟" عکاشہ کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔

"تو اب وہ خاموش تو نہیں بیٹھیں گے نا؟ وہ مجھے defamation lawsuit فائل کرنے کی دھمکی اور چوبیس گھنٹوں کا الٹی میٹم بھی دے چکا ہے!" مہوش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ عکاشہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ مہوش کا کوئی پتا نہیں تھا۔ دو چار دھمکیوں کے بعد اس کا نام اگل ہی دیتی۔ ابھی اگر اس کا نام کہیں آیا تو کھیل خراب ہو جائے گا۔۔۔ ابھی تو اس نے کائنات کے کل کے بیانات کی روشنی میں بہت کچھ کرنا تھا۔ ابھی خود کو ظاہر کرنے کا وقت نہیں آیا تھا، اس لیے وہ مفاہمتی انداز میں بولی۔

"ارے! تم فکر کس بات کی کرتی ہو مہوش؟ ویسے مجھے لگتا تو نہیں کہ وہ کورٹ تک جائیں گے لیکن فرض کرو اگر چلے بھی گئے تو میں ہوں نا؟ میں دیکھ لوں گی!"

"کس طرح دیکھ لو گی؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ میں نے گوگل کیا تھا لیکن

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیگل ٹرمز کی کچھ خاص سمجھ نہیں آسکی۔انکل کا تو اتنے سارے لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے۔یقیناً کسی وکیل کو بھی جانتے ہوں گے۔۔۔تم بات کرونا؟" وہ سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔بندہ پوچھے بہن جب ہمت نہیں تھی تو کیوں کسی کے بھی کہنے پر پنگے لیتی پھر رہی تھی؟ عکاشہ نے خود اس سے کام نہ کروایا ہوتا تو وہ اب تک اسے بھاڑ میں جھونک چکی ہوتی۔۔۔یہ کنویں کی مینڈک influencer پتا نہیں کیسے بن گئی؟

"اچھا تم پریشان ہونا بند کرو!" وہ چڑ کر بولی۔اسی وقت ملازمہ لوازمات سے سجی ٹرالی لے کر اندر داخل ہوئی تو وہ اس کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"تم ریلیکس کرو اور کچھ کھا پی لو۔۔۔میں ڈیڈ سے بات کرتی ہوں!" وہ کھڑکی کے سامنے سے ہٹتی پہلے بستر تک آئی اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر پردے ہٹاتی، بالکونی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔اس نے نمبر ملا کر فون کان سے لگایا لیکن وہ نمبر ناصر بٹ کا ہر گز نہیں تھا۔

"ہیلو بیرسٹر انکل! میں عکاشہ بات کر رہی ہوں۔"

"ارے عکاشہ بیٹی! کیسی ہو؟ ناصر صاحب کیسے ہیں؟" دوسری طرف موجود ادھیڑ عمر وکیل کو یقین تھا کہ عکاشہ ناصر بٹ کو ان کا نام بھی معلوم نہیں ہوگا اور نہ اس نے کبھی جاننے کی کوشش کی ہوگی۔۔۔ وہ اب تک ان دونوں بہن بھائی کی عادتوں سے واقف ہو چکے تھے۔ خیر! زیادہ تر ان کی ضرورت عکاشہ کے بڑے بھائی کو ہی پڑتی تھی۔۔۔ آج عکاشہ نے بھی اپنا اچھی بچی والا ریکارڈ توڑ کر انہیں یقیناً اپنے کسی گند کی صفائی کے لیے فون کیا تھا۔

"ڈیڈ ٹھیک ہیں! مجھے آپ سے کچھ کام تھا؟"

"کہو۔۔۔ میں سن رہا ہوں!" انہوں نے گہری سانس لی۔ امیروں کی پریڈکٹ ایبل اولادیں!

"دراصل میری ایک بہت اچھی دوست کو لیگل ہیلپ کی ضرورت ہے اور یقیناً میں اس کے لیے آپ کو پریشان نہیں کروں گی! آپ اپنا کوئی rookie بھی بھیج

دیں گے تو چلے گا۔"

اب یہ غیر متوقع تھا، بیرسٹر صاحب چونکے۔ عموماً ان کو اپنے لیے بہترین چاہیے ہوتا تھا۔۔۔ خیر! اگر اسے کوئی رنگروٹ قسم کا اناڑی چاہیے تھا تو وہ بھی اپنا سب سے بیکار وکیل بھیجنے والے تھے اور اس بات کا ان کو اندازہ تھا کہ عکاشہ اپنے والد سے شکایت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے ورنہ ان سے رابطہ کرنے والے ناصر بٹ خود ہوتے!

"ہیلو؟ بیرسٹر انکل؟" ان کی طویل خاموشی پر عکاشہ کو انہیں پکارنا پڑا۔

"جی! میں دراصل سوچ رہا تھا کہ کس کو بھیجوں اور میں نے سوچ لیا ہے۔۔۔ آدھے گھنٹے تک وہ آپ کے پاس ہوگا! کیا گھر پر بھیجوں؟"

"نہیں! میں آپ کو ایڈریس ٹیکسٹ کرتی اور انکل! ڈیڈ کو۔۔۔"

"کچھ پتا نہیں چلنا چاہیے۔۔۔ مجھے پتا ہے! آپ کا راز میرے پاس محفوظ ہے۔"

"گڈ!" عکاشہ نے اتنا کہہ کر فون بند کر دیا۔ 'یہ آدمی ہمیشہ اوور سمارٹ بننے کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوشش کرتا ہے!'اس نے اکتاہٹ سے سوچا اور موبائل پینٹ کی پچھلی جیب میں اڑستی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

"بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ڈیڈ کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنا بہترین وکیل بھیج رہے ہیں۔ چلو اٹھو تم۔۔۔میری وارڈروب سے کچھ لے کر پہنو اور فریش ہو جاؤ۔" وہ اسے اس حال میں اپنے ساتھ لے جا کر اپنی بے عزتی نہیں کرنے والی تھی۔ مہوش کی آنکھیں یہ سوچ کر چمکیں کہ وہ اس کے ڈیزائنر کپڑے پہنے گی۔ وہ خوشی خوشی اٹھی اور واک اِن کلوزیٹ کا دروازہ کھول کر اندر غائب ہو گئی۔ عکاشہ کے اشارے پر ملازمہ اس کے پیچھے گئی اور ہینگرز میں لٹکے بے تحاشا کپڑوں کو محویت سے تکتی مہوش کو ایک طرف رکھی ٹوکری میں سے کپڑے نکال کر دے دیے۔ یہ وہ ملبوسات تھے جنہیں وہ پہن پہن کر تھک چکی تھی اور جنہیں وہ اپنے جسم پر دوبارہ کسی صورت نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ کپڑے دیکھ کر مہوش کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔ایسا بھی کیا غرور؟ کیا ہوتا اگر مہوش اس کا کوئی نیا جوڑا پہن لیتی؟ لیکن وہ

عکاشہ ناصر بٹ تھی جو بھیک میں بھی اپنی چیز کسی اور کو دینے کی روادار نہیں تھی!

مہوش کو تصویریں لگا کر خوب ڈھیر ساری داد ملنے کا موقع ہاتھ سے نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ خیر! جو ہاتھ میں پکڑے تھے۔۔۔وہ بھی اس کے جسم پر موجود کپڑوں سے بہت بہتر تھے!

****

"ارسلان! تم فارغ ہو؟" دستک کے بعد اس کے دفتر کا دروازہ کھول کر کمال مرتضٰی نے اندر جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"جی ڈیڈ! آجائیں۔" ارسلان نے لیپ ٹاپ کی سکرین جھکا دی اور اپنی کرسی سے اٹھا۔اس نے احتراماً انہیں اپنی کرسی پیش کی لیکن وہ میز کے دوسری طرف رکھی دو کرسیوں میں سے ایک کھینچ کر بیٹھ گئے۔

"بیٹھو تم بھی!" وہ سر ہلا کر بیٹھا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پیوست کیے، ہاتھ میز پر رکھتے ہوئے انہیں منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"میری سرفراز صاحب سے بات ہوئی ہے۔" ارسلان چونکا، ان کا موضوع وہ نہیں ربیعہ کمال تھی؟

"عمار کے ابو؟" اسے علم تو تھا لیکن وہ پر یقین ہونا چاہتا تھا۔

"ہاں! لنچ پر باپ بیٹے سے ملنے کا پروگرام بنا ہے۔۔۔ تم بھی چلنا۔"

"ضرور! لیکن کچھ دن ٹھہر جاتے آپ۔۔۔ ابھی آپ کو آئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟"

"میں ربیعہ کی شادی کر کے جلد سے جلد واپس جانا چاہتا ہوں! اور مجھے آئے ہوئے آج پانچواں دن ہے۔۔۔ مزید وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"کیوں خیریت؟ آپ اتنی جلدی واپس کیوں جانا چاہتے ہیں؟ بلکہ آپ سرے سے واپس ہی کیوں جانا چاہتے ہیں؟ اگر وجہ کام ہے تو وہ میں دیکھ لوں گا۔۔۔ آپ اب سکون سے اپنے گھر میں رہیں ڈیڈ!" وہ چاروں بہن بھائی بچپن سے لے کر اب تک یہی ایک خواہش رکھتے تھے۔ کمال مرتضٰی کو ہمیشہ ان کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔۔۔

اپنے باپ پر سب سے زیادہ حق ان بہن بھائیوں کا تھا!

"وہ میرا گھر نہیں ہے ارسلان!" لہجے کی سختی واضح تھی۔ عالم مرتضٰی کا کچھ بھی ان کا نہیں تھا۔۔۔ نہ آج، نہ پہلے کبھی۔

"اور مجھے عادت ہے کام کرنے کی۔۔۔ بیکار نہیں بیٹھا جائے گا!"

"تو آپ یہاں کام کر لیں نا؟ اسپین اور دبئی کا کام میں دیکھ لیا کروں گا!" ارسلان کمال باپ کو مزید بنجاروں کی طرح پھرتے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"نہیں! جو زندگی تمہارے باپ نے گزاری ہے۔۔۔ تم وہ زندگی کبھی نہیں گزارو گے ارسلان! تمہاری جگہ یہاں ہیں۔" انھوں نے شہادت کی انگلی سے میز بجائی۔

وہ کمال مرتضٰی ہی تھے جو طویل تنہائی بغیر کوئی شکوہ لبوں پر لائے کاٹ گئے تھے۔

ان کو اب عادت ہو چکی تھی ایک ایسے ہجوم میں رہنے کی جس میں وہ غلطی سے بھی پہچانے نہ جاتے۔ انہیں عادت ہو چکی تھی۔۔۔ ہر وقت تنہائی سنتے رہنے کی۔

آوازوں سے اب وحشت ہوتی تھی۔ اسی لیے تو وہ جلد سے جلد واپس جانا چاہتے

تھے۔۔۔وہاں جہاں انہیں کوئی بے وجہ مخاطب بھی نہیں کیا کرتا تھا۔وہ کئی دن اپنی ہی آواز سنے بغیر گزار دیا کرتے تھے۔ گزرے ماہ و سال نے ان کو ٹھہرے پانیوں کا سا سکوت بخش دیا تھا اور وہ اس سکوت سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں تھے۔شاید کائنات فون نہ کرتی تو وہ اڑھائی سال بعد بھی آنے کا تکلف نہ کرتے۔

"لیکن ڈیڈ۔۔۔!"

"ارسلان! اپنی ماں جیسی حرکتیں مت کرو۔"انہوں نے اس کی بات کاٹ کر تنبیہ کی۔ محض پانچ دنوں میں ہی بلقیس بانو نے ان کی زندگی تلخ کر دی تھی۔

"نہیں ڈیڈ! میں اس دفعہ مما کے ساتھ ہوں۔۔۔زندگی میں پہلی بار آپ خود غرضی دکھا رہے ہیں!"

"خود غرضی دکھانی ہوتی تو کبھی واپسی ہی نہ آتا!"اب انہیں غصہ آنے لگا تھا۔جو زندگی انہوں نے اکیلے گزاری تھی اس پر تبصرے دینے کا حق کسی کو نہیں تھا۔۔۔ ان کی اپنی اولاد کو بھی نہیں!

"کیا مطلب؟ ہمارے لیے بھی نہ آتے؟" ارسلان بے یقین ہوا۔

"تم لوگوں کے لیے ہی تو آیا ہوں۔۔۔ ربیعہ کی شادی کر کے چلا جاؤں گا! تم ابراہیم صاحب کی بیٹی کو پسند کرتے ہو۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اچھی بچی ہے! فرحان کے لیے تمہاری ماں نے آیت کو بہت پہلے مانگ لیا تھا اور رہ گئی عینا تو وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اور مجھے یقین ہے جب اس کی شادی کی عمر ہو گی تو تم بڑے بھائی کم باپ کی طرح زیادہ اسے رخصت کرو گے!" وہ ان چاروں کو اپنی زندگیوں میں خوش دیکھنا چاہتے تھے لیکن مستقبل میں ان فیملی فوٹو گرافس میں خود کو کہیں نہیں پاتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ ہمیں اکیلا چھوڑنے کا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟" ارسلان ان کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔۔۔ اڑھائی سال بعد وہ ہمیشہ کے لیے الوداع کہنے آئے تھے۔ کیوں؟ وہ ان سے دور رہنے کے باوجود ان سے بہت محبت کرتا تھا اور وہی محبت اب اس کے دل اور آنکھوں میں چبھتی انہیں سلگانے لگی تھی۔

"میں خود کو اکیلا کر رہا ہوں!" ہمیشہ کی طرح۔۔۔وہ اذیت سے مسکرائے۔یہ تنہائی ہمیشہ ان کے حصے میں آتی تھی۔تنہائی کیا ہوتی ہے۔۔۔انہیں پہلی دفعہ اس کا احساس اپنی ماں کی وفات پر ہوا تھا۔انہیں چھوٹا بچہ خیال کر کے کسی رشتہ دار خاتون کے ساتھ کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔عالم مرتضٰی ماں کے سرہانے بیٹھے رہے تھے اور مرتضٰی صاحب اپنے غم سے جوجھتے تعزیت کرنے والوں کی محفل کا حصہ تھے۔یہاں سے تنہائیوں کے دور کا آغاز ہوا تھا۔عالم مرتضٰی جتنا ہو سکتا تھا اپنے چھوٹے بھائی کا کیا کرتے تھے لیکن ان کی اپنی زندگی تھی،پڑھائی تھی،دوست احباب تھے اور پھر وہ دونوں بھائیوں کے درمیان مستقل خلا چھوڑ کر اسپین چلے گئے۔مرتضٰی صاحب نے ان کی تنہائی دور کرنے کی اپنی سی کوشش کی تھی لیکن بلقیس بانو کے پاس ان کے اندر مزید سناٹے پھیلانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تھا۔انہیں اپنے ہی گھر سے وحشت ہونے لگی تھی۔وہ اس سب سے بچنے کے لیے روزانہ کی بنیادوں پر اوور ٹائم کرنے لگے تھے لیکن ان کا احساس کیسے تھا؟صرف دو

وجود ایسے تھے جن کے پاس بیٹھتے تو یوں لگتا کہ جی لینے کے لیے تو یہی دو بہانے کافی ہیں۔۔۔ایک مرتضٰی صاحب اور دوسرا ارسلان کا ننھا وجود۔ لیکن ان کے مقدر میں جلی حروف میں لکھی ہی تنہائیاں تھیں۔ ہم سب اس دنیا میں آئے ہی جانے کے لیے ہیں۔ مرتضٰی صاحب کے جانے کا وقت بھی ہو گیا تھا لیکن وہ قبول نہیں کر پا رہے تھے۔ تاریخ پھر خود کو دہرا رہی تھی۔۔۔اس دفعہ وہ اپنی رضا سے تنہائی کو گلے لگاتے، اس کے ساتھ اپنا دکھ بانٹتے کمرے میں قید ہو گئے تھے۔ جتنا ساتھ اس تنہائی نے ان کا نبھایا تھا اتنا کسی نے نہیں نبھایا تھا۔اور اس کے بعد سے آتی جاتی سانسیں اور بہت باوفا تنہائی ان کی زندگی کے دو مستقل تھے۔۔۔سب کچھ بدلتا رہتا تھا، انسان، وقت، جگہیں، چہرے، جذبات، احساسات۔ اگر نہیں بدلی تھی تو ان کی تنہائی سے دوستی نہیں بدلی تھی۔

"مت کریں ڈیڈ! نہ خود کو اور نہ ہمیں۔۔۔؟" ارسلان نم آنکھوں سے ملتجی ہوا۔

"اتنے سال بہت ہوتے ہیں۔۔۔ ہمیں مزید اکیلا مت چھوڑیں! آپ کو پتا ہے ہم

نے باپ کے ہوتے ہوئے بھی کس محرومی میں زندگی گزاری ہے؟تایا ابا جب بھی کوئی تحفہ لاتے تھے تو وہ سب سے پہلے کائنات کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔۔۔آپ کو پتا ہے ایک کونے میں کھڑی عینا کمال کیا سوچ رہی ہوتی تھی؟وہ کس حسرت سے ان باپ بیٹی کو دیکھتی تھی؟آپ کو پتا ہے آپ نے سب سے زیادہ نقصان کس کا کیا ہے؟اپنا تو کیا ہی کیا ہے لیکن آپ کے بعد عینا کمال کا نمبر آتا ہے!میں اس کا بڑا بھائی ہوں۔۔۔میں نے اس کی شخصیت پوری کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن آپ کی وجہ سے جو خلا اس میں بن چکا ہے وہ کسی بھی طرح پر نہیں ہو سکتا!" آنسو دہلیز پر آئے کھڑے تھے لیکن اسے کوئی پروا نہیں تھی۔وہ ہمیشہ ہی اس گفتگو سے بچتے آئے تھے لیکن آج ارسلان کو لگا تھا کہ بتانا ناگزیر ہے!ان کے بعد وہ بھی عینا کے ساتھ زیادتی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"میری آدھی ادھوری شخصیت میری بیٹی کے خلا کو پر کر سکتی بھی نہیں۔۔۔ ارسلان!میں آج تک یہ سمجھتا آیا تھا کہ تم میرے جیسے ہو لیکن میں غلط تھا۔دوسرا

کمال مرتضٰی تم نہیں، عینا ہے!" انہوں نے رگڑ کر اپنی آنکھیں صاف کیں۔ایک بات تو طے تھی کہ وہ بطور باپ فیل ہو چکے ہیں۔اپنی طرف سے تو عالم مرتضٰی سے دوری اختیار کر کے وہ مرتضٰی صاحب کے سامنے سرخرو ہونا چاہتے تھے۔۔۔ان کے مرنے کے بعد بھی یہی ثابت کرنے پر تلے تھے کہ وہ عالم مرتضٰی سے زیادہ اپنے باپ سے محبت کرتے تھے اور اس محبت کا حق وہ اب بھی نبھا رہے تھے لیکن اس سب میں اپنی اولاد کو نظر انداز کر گئے۔وہ جب عالم مرتضٰی کے کہنے پر اسپین چلے گئے تھے تب ارسلان بارہ سال کا، ربیعہ اور فرحان نو سال کے اور عینا محض تین سال کی تھی۔زندگی کے سودے میں سارے خسارے اگر ان کے حصہ میں آئے تھے تو کچھ انہوں نے بطور میراث عینا کو بھی دے دیے تھے۔بڑے تینوں اپنی ماں کی طرح مضبوط تھے۔۔۔وہ نہیں تھی۔کمال مرتضٰی نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے فیصلہ کیا۔

"ٹھیک! میں اپنی بیٹی کو دوبارہ اکیلا نہیں کروں گا۔" مستحکم لب و لہجہ تھا۔

"مطلب آپ واپس نہیں جائیں گے؟" وہ چہرہ صاف کرتا پر جوش سا اٹھا۔اس کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔وہ میز کی ایک طرف سے گزرتا ان تک پہنچا اور بانہیں پھیلائیں۔کمال مرتضٰی نے اٹھ کر لمبے چوڑے ارسلان کو گلے سے لگایا۔ وہ اسے کچھ دیر اس خوشی میں جینے دینا چاہتے تھے۔

"تھینک یو سو مچ باباجانی!" اس کے طرز تخاطب پر کمال مرتضٰی کے دل سے ہوک اٹھی۔وہ مرتضٰی صاحب کو یوں پکارا کرتے تھے اور ان کے انتقال کے بعد سے ارسلان کو انہیں اس انداز میں مخاطب کرنے کی اجازت نہیں تھی لیکن آج وہ فرط جذبات میں بول گیا تھا۔اس کی پشت تھپکتے کمال مرتضٰی نے ہونٹ بھینچ لیے۔

****

عکاشہ، مہوش کے ساتھ اسی ریستوران میں داخل ہوئی جس میں صرف دو دن پہلے وہ الماس شاہنواز کا انٹرویو لے چکی تھی۔ہر مشکوک ملاقات کے لیے وہ اس ریستوران کو اس لیے نہیں چنتی تھی کہ وہ اس کا پسندیدہ وغیرہ تھا بلکہ اس لیے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چنتی تھی کیوں کہ یہ اس کے بھائی کی ملکیت تھا اور بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی کرتا دھرتا وہ خود تھی۔ وہ الگ بات ہے کہ اسے اپنی پلیننگ پلاٹنگ سے فرصت کم ہی ملتی تھی اور اسٹاف اب اس صورت حال کا عادی تھا۔ وہ مغروریت سے چلتی اسٹاف کی تسلیمات پر سر ہلاتی اپنے لیے مخصوص میز کی طرف بڑھی۔ اس کے پہنچنے پر وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا وکیل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو مس ناصر!" وہ اچھا خاصا گھبرایا ہوا تھا۔ عکاشہ جواب دیے بغیر اپنی کرسی پر بیٹھی اور اس کا اوپر سے لے کر نیچے تک جائزہ لیا۔ سیاہ ٹو پیس میں ملبوس قبول صورت جوان تھا۔ عمر تیس، اکتیس کے درمیان رہی ہو گی اور کہیں سے بھی وکیل ہرگز نہیں لگتا تھا۔ بیرسٹر انکل نے اس کی خواہش کے مطابق ہی کام کیا تھا۔ ہلکے سے طنزیہ تبسم نے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔

"بیٹھیں!" وہ احسان کرتی بولی۔ وکیل بیٹھ گیا اور اپنا کارڈ نکال کر اسے پیش کرتے ہوئے اپنا تعارف کروانے لگا جس میں عکاشہ کو رتی برابر دلچسپی نہیں تھی۔ وہ جب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شرمندہ ہوتا کارڈ والا ہاتھ واپس کھینچنے لگا تو مہوش نے اس پر ترس کھاتے ہوئے کارڈ لے لیا۔ پہلو وہ بھی بدل رہی تھی کہ اگر انکل ناصر کے قریب یہ بہترین وکیل ہے تو بدترین کیسا نمونہ ہوگا؟ اس نے سوچ کر ہی نہیں جھرجھری لی۔ بیرا عکاشہ کی کافی اس کے سامنے رکھ گیا تو وہ گھونٹ گھونٹ بھرتی ان دونوں سے لاتعلق ہوگئی۔ مہوش کو اس کے انداز سے پتا چل گیا تھا کہ وہ اس کی اس سے زیادہ مدد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔۔۔ اس لیے وہ خود ہی ویڈیو وکیل کو دکھانے کے بعد اس سے قانون عام آدمی کی زبان میں سن رہی تھی۔

"پہلی بات اجازت کے بغیر کسی کی ویڈیو بنانا جرم ہے۔۔۔ پھر اس کو اپنی مرضی کے مطابق کرنے کے لیے ایڈٹ کرنا بھی اور اگر دوسری پارٹی کو اس ویڈیو کی وجہ سے مالی نقصان پہنچا ہے تو آپ کے خلاف بڑا اسٹرانگ کیس بن سکتا ہے!" اب وہ اپنی باتوں سے وکیل لگ رہا تھا اور وہ بہت اچھا وکیل تھا لیکن دفتر میں اس کے ساتھیوں نے کبھی اسے ابھرنے اور اپنا نام بنانے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ وہ وکیل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ضرور تھا لیکن چرب زبان نہیں تھا۔۔۔دوسرے بڑی آسانی سے اس کی محنت پر اپنے نام کا ٹھپہ لگا کر داد و تحسین وصولتے پھرتے تھے لیکن اب اس نے سوچ لیا تھا کہ بس! بہت ہو گیا۔اس سے زیادہ وہ نہیں دبے گا بلکہ قسمت سے ہاتھ آئے اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھائے گا۔اب اس کے اچھے دن شروع ہونے والے تھے ورنہ مس ناصر تو کوئی بھی وکیل چن سکتی تھیں۔اسے اس بار صرف اپنا اور اپنے کریئر کا سوچنا تھا اور وہ سوچ چکا تھا کہ مس ناصر سے پازیٹو ریکمینڈیشن کے ساتھ ہی دفتر واپس جائے گا۔

"میں نے کہا تھا تم سے عکاشہ! اب کیا ہو گا؟ مجھے جیل نہیں جانا!" مہوش نے انگوٹھے کا ناخن چباتے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔عکاشہ کو اب بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی لیکن اب وہ اس کے اظہار میں محتاط ہو گئی تھی۔

"تم فکر مت کرو! وکیل صاحب بہت قابل ہیں یقیناً ان کے پاس اس کا کوئی حل موجود ہو گا۔۔۔کیوں؟" پہلے مہوش سے اور آخر میں وکیل سے مخاطب ہوئی۔

"جی مس ناصر! فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔زیادہ سے زیادہ بھی آپ کو جرمانہ ہو سکتا ہے۔ جیل وغیرہ کا کوئی چکر نہیں ہے۔"

"!See? I told you"

عکاشہ نے شانوں کو معمولی سے جنبش دی اور مہوش نے سکون کی سانس لی۔

"اور اگر آپ مجھے ساری تفصیل بتائیں کہ آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ تو ہو سکتا ہے آپ کو جرمانہ بھی نہ دینا پڑے!"

"کوئی ضرورت نہیں ہے!" پرجوش سی مہوش کو تفصیل بتانے کے لیے منہ کھولتے دیکھ کر عکاشہ نے ہاتھ اٹھایا۔

"کوئی بھی جرمانہ ہوا میں وہ ادا کر سکتی ہوں۔۔۔تم جانتی ہو مہوش!" تنبیہی انداز تھا کہ اپنا منہ بند ہی رکھنا اور مہوش نے سمجھ کر بند ہی رکھا تھا لیکن وکیل کوئی ایسی راہ نکالنا چاہتا تھا جس سے اسے بھی کوئی فائدہ ہو۔۔۔اس لیے کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ بولا۔

"وہ تو آپ کی مرضی ہے لیکن میرا کام آپ کی لیگل اسسٹنس اس طرح کرنا ہے کہ آپ کو پائی کا بھی نقصان نہ ہو۔الٹا آپ کو فائدہ ہو اور اس کے لیے میں آپ کو خاموشی کا مشورہ ہر گز نہیں دوں گا!" وکیل نے بہت کچھ کہتے ہوئے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔کافی کا گھونٹ بھرتی عکاشہ نے متاثر ہو کر ابرو اٹھائے۔

"کیا مشورہ دیں گے آپ؟" وہ کپ میز پر رکھتی اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائی۔

"ایمانداری کا! وہ کہتے ہیں نا انسان کو سب سے جھوٹ بول لینا چاہیے لیکن اپنے ڈاکٹر اور وکیل سے نہیں۔۔۔میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا۔" اس کی بات پر عکاشہ نے سر ہلاتے ہوئے مہوش کو بتانے کا اشارہ کیا اور مہوش کی تفصیل بتانے کے دوران ہی بیرا عکاشہ کی ہدایت پر ان دونوں کے سامنے بھی کافی کے کپ رکھ گیا تھا۔اسے امید تو نہیں تھی لیکن وکیل اس کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔اسے ایسے لوگ پسند تھے جو ہاتھ آئی فرصت کو گنوانے کی بجائے جھپٹ لیا

کرتے تھے کیوں کہ وہ خود بھی ایسی ہی تھی!

"ہمم! میں سب سننے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں اور اگر میں غلط ہوں تو آپ میری تصحیح بھی کر سکتی ہیں مس ناصر۔۔۔کہ آپ ونیٹج کو صرف نقصان نہیں پہنچانا چاہتی بلکہ تباہ کرنا چاہتی ہیں؟ وجہ۔۔۔یقینی طور پر پرسنل ہے! وہ میں نہیں پوچھوں گا۔" اس نے پر یقین لہجے میں کہا۔کافی کا کپ جوں کا توں پڑا تھا۔اس وقت کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی سوائے اس بات کے کہ وہ کیسے عکاشہ کا فیور حاصل کرتا ہے؟

"نہیں! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" عکاشہ مسکرائی۔

"چلیں پھر مجھے ایک اور ٹھیک بات کہنے دیں۔۔۔آپ کو اس اسٹنٹ کا کوئی خاص فائدہ تو نہیں ہوا! اس طرح کی دو چار اور ویڈیو بنا لیجیۓ بے شک۔۔۔رزلٹ آپ کی پسند کا پھر بھی نہیں آئے گا!" وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتا تھوڑا آرام دہ حالت میں بیٹھا کیوں کہ اب جتنی ضرورت اسے عکاشہ کے تھی اتنی ہی عکاشہ کو اس کی

تھی! اس کی حرکت پر عکاشہ کے تاثرات فوراً بگڑے لیکن پھر وہ زبردستی ہونٹ پھیلاتی ہوئی اس سے مخاطب ہوئی۔

"میری پسند کا رزلٹ آپ لا کر دے سکتے ہیں؟" اسے اپنے کام سے غرض تھی۔۔۔ کرنے والا چاہے رمیز ہوتا مہوش ہوتی یا سامنے بیٹھا گڈ فار نھتنگ وکیل۔ جس کو اس کے اپنے ساتھی استعمال کر کے پھینک دیتے تھے اور عکاشہ بھی یہی کرنے والی تھی! کچھ لوگوں کے لیے ناکامی لکھ دی گئی ہوتی ہے۔۔۔ وہ کتنی ہی کوشش کر لیں اس سے باہر نکل کر کامیاب نہیں ہو پاتے۔ وہ جانتا نہیں تھا لیکن وہ بھی انہی لوگوں میں سے تھا۔ اور کچھ لوگ بغیر محنت کیے ہی اپنی من مرضی کے نتائج حاصل کر لیتے تھے اور عکاشہ جانتی تھی۔۔۔ اس کا تعلق دوسری قسم کے لوگوں سے تھا!

"ہنڈرڈ پرسنٹ!" اگر آن پیپر بات کی جائے تو وہ ایسا کرنے کا اہل تھا، اس کے پاس دماغ تھا لیکن اگر عملی میدان کی بات کی جائے تو معذرت کے ساتھ اس کے پاس

وہ ہنر نہیں تھا، وہ صلاحیت نہیں تھی اور عکاشہ کو صرف اس کے دماغ کی ضرورت تھی۔

"میں سن رہی ہوں! مہوش۔۔۔" اس کے اشارے پر مہوش ہونٹ بھینچتی، نتھنے پھلاتی اٹھ کر دوسری میز پر منتقل ہو گئی۔ عکاشہ اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ خواہ مخواہ گلا کھنکھار کر بولا۔

"مس ناصر! یقیناً آپ نے بھی جس پوائنٹ سے سوچا تھا۔۔۔ وہ ایک اچھا ٹارگٹ تھا لیکن اس سے جو تھوڑا بہت نقصان ہوا وہ سوپر فیشل تھا۔۔۔ ہمیں زیادہ حساس جگہ پر اٹیک کرنا ہے جہاں سے واپسی اتنی آسانی سے ممکن نہ ہو!" وہ تمہید باندھتا بولا اور اس کی چاپلوسی پر عکاشہ نے بمشکل اپنی پتلیوں کو گھومنے سے روکا۔ وہ خود سے اعتراف کر چکی تھی کہ اس ویڈیو کا کائنات کو نقصان کم فائدہ زیادہ ہوا ہے۔

ایک تو پتا نہیں کیوں لوگ اس کی خوبصورت شکل دیکھ کر یہ سوچ لیتے تھے کہ اس کے پاس دماغ کی کمی ہے۔۔۔؟ حالاں کہ حقیقت اس کے الٹ تھی! اس کے پاس

دونوں چیزیں تھیں۔۔۔ حسن بھی اور ذہانت بھی۔ وہ الگ بات ہے کہ اسے وقت سے پہلے اپنے پتے سب کے سامنے شو کرنے کی گھٹیا عادت نہیں تھی!

"یہ میں بھی جانتی ہوں وکیل! آگے بولو؟" وہ ذرا سخت لہجے میں بولی۔ انداز تخاطب میں واضح فرق وکیل 'صاحب' نے بھی محسوس کیا تھا۔

"ہمیں core پر اٹیک کرنا ہے جس کے لیے اندر کی معلومات چاہئیں۔ مثال کے طور پر کوئی ایسا کانٹریکٹ جو بہت اہم ہو بلکہ جو نیٹج کے لیے زندگی موت کا مسئلہ ہو۔۔۔ وہ چاہے کسی بینک کے ساتھ ہو یا کسی اور لیگل باڈی کے ساتھ۔ آپ میری بات سمجھ رہی ہیں نا؟"

"ہمم! جاری رکھو؟" وہ پرسوچ انداز میں آنکھیں سکیڑے اس کی حوصلہ افزائی کرتی بولی۔ وہ کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے، عکاشہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی!

"ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ نسبتاً کم پیچیدہ ہے!" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا تو اسے توجہ سے سنتی عکاشہ نے زہریلی سی گھوری سے نوازا۔

"وکیل! تم جانتے ہو میں عکاشہ ناصر بٹ ہوں اور میں تمہیں عکاشہ ناصر بٹ کو انتظار کروانے کا مشورہ نہیں دوں گی۔ تمہیں میرے کہے بغیر پتا ہونا چاہیے کہ تم کچھ بھی فی سبیل اللہ نہیں کر رہے ہو بلکہ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ تمہیں اس کا انعام ملے گا۔۔۔اس لیے اب بغیر رکے ایک ہی سانس میں سب اگل دو!" وہ انگلی اٹھا کر تلخ لہجے میں بولی تھی۔

"مجھے یقین ہے مس ناصر! سب سے زیادہ vulnerable چیز کسی بھی کاروبار میں اکاؤنٹس ہوتے ہیں۔" اس کی یقین دہانی کے بعد وکیل کور تک پہنچ ہی گیا تھا۔

"اکاؤنٹس!" عکاشہ کی آنکھیں چمکیں۔۔۔اب اسے مزید تفصیل جاننی تھی جو وکیل خوشی خوشی دینے کو تیار تھا۔اگلے آدھے گھنٹے تک اس سے بحث کرنے کے بعد وہ مطمئن ہو کر مہوش کو واپس اسی میز پر بلا چکی تھی۔اس نے وقت دیکھا، 12:34 بجے تھے۔

"آپ دونوں اپنا لنچ انجوائے کریں۔۔۔مجھے کہیں جانا ہے اور ہاں وکیل صاحب!

شام سے پہلے پہلے مجھے وہ فائل مل جانی چاہیے۔" وہ اپنا بیگ پکڑتی اٹھی۔

"تم کہاں جارہی ہو؟" عادت کے مطابق مہوش نے ٹانگ اڑائی اور عادت کے مطابق ہی عکاشہ نے اسے نظرانداز کر دیا۔

"آپ اطمینان رکھیں مس ناصر! میں نے پچھلے پانچ سالوں میں اور کچھ کیا ہے یا نہیں کیا لیکن پکے کانٹیکٹس ضرور بنائے ہیں۔ ایف بی آر کا ڈائریکٹر میرا بہت اچھا دوست ہے۔ وہ ونیٹیج کی مکمل فائل مجھے دے دے گا لیکن آپ ونیٹیج سے کیسے فائل نکلوائیں گی۔۔۔؟ میں یہ سوچ رہا ہوں!" وہ بھی کرسی چھوڑ کر اٹھا۔

"ارے وکیل صاحب! کچھ مجھے بھی سوچنے دیں۔۔۔ میں برا منا جاؤں گی اگر سب کچھ آپ ہی سوچیں گے تو۔" وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہتی آگے بڑھ گئی۔

جاتے جاتے اسٹاف کو ہدایت نامہ جاری کر گئی تھی کہ ان دونوں کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔ وہ ریستوران سے باہر آکر پر سوچ انداز میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنی گاڑی میں آبیٹھی۔ سارا راستہ اس کے ذہن میں وکیل کی باتیں گردش

کرتی رہی تھیں۔۔۔کام کا آدمی تھا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ بیرسٹر انکل کے دفتر میں اس کا کیا کام ہو سکتا ہے۔۔۔اس کا دماغ صحیح سمت میں دوڑتا تھا۔خیر !اس نے صرف و نیٹیج کی ٹیکس رپورٹ عکاشہ تک پہنچانی تھی۔اکاؤنٹس کے متعلق باقی معلومات اسے کائنات کے دفتر سے خود نکلوانی تھیں۔کس طرح۔۔۔؟ایک مبہم سا طریقہ اس کے ذہن میں تھا۔وہ اپنے قابل بھروسہ، تجربہ کار مہرے ہی دوبارہ استعمال کرنا چاہتی تھی۔نئے مہروں پر اسے اتنی جلدی یقین نہیں آتا تھا اور نہ اس کی ان سے بنتی تھی۔

کہاں کہاں سے و نیٹیج نے کتنے قرضے لے رکھے تھے؟کہاں کہاں پر کتنا پیسہ پھنسا تھا؟اسے ایک ایک تفصیل چاہیے تھی۔وہ عکاشہ ناصر بٹ تھی۔۔۔جو خواہ مخواہ کسی کام میں پڑتی نہیں تھی لیکن اگر پڑ جاتی تو اسے پار لگائے بغیر رکتی بھی نہیں تھی۔اور یوں بھی اسے روکنے والا تھا ہی کون؟بساط بچھی پڑی تھی اور چال چلنے والی وہ اکیلی تھی۔۔۔کائنات عالم جانتی بھی نہیں تھی کہ اس کے مہرے کس کے

ہاتھوں پٹ رہے ہیں!

اپنی منزل پر پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور موبائل نکال کر پیغام بھیجا پھر اسٹیئرنگ بجاتی انتظار کرنے لگی جو کہ زیادہ طویل ثابت نہیں ہوا تھا۔رمیز فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا،دبے دبے غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایک کام ہے تمہارے لیے!"عکاشہ سامنے دیکھتی ہوئی مصروف سے انداز میں بولی۔

"میں تمہارا مزید کوئی گھٹیا کام نہیں کر رہا!"رمیز نے کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا۔وہ تو پہلی بار کو ہی پچھتا رہا تھا۔اسے عکاشہ سے پیسے لے کر ملائکہ کو استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا۔اپنی خود غرض حرکت کا نتیجہ وہ دیکھ ہی چکا تھا۔اب اسے عکاشہ کے متعلق کوئی غلط فہمی نہیں رہ گئی تھی۔۔۔اس کے ساتھ شامل ہو کر وہ کوئی خیر نہیں کر سکتا تھا اور مزید اس کی شر انگیزیوں میں وہ اپنے آپ کو استعمال نہیں ہونے دینے والا تھا!

"تمہارا؟ میڈم کہاں گئی؟" عکاشہ نے تیوری چڑھانے کی بجائے قہقہہ لگاتے اسے دیکھا کیوں کہ وہ اس وقت ژوش گوار موڈ میں تھی۔ رمیز نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"چلو۔۔۔پہلے سے دوگنا پر ڈن کرتے ہیں!" وہ درمیانی راہ نکالتی بولی۔

"کبھی نہیں! مجھے تم سے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں چاہیے۔۔۔ تم شکر کرو میں نے زابر سر کو نہیں بتایا اور دوبارہ مجھ سے یہ فضول کے مطالبے کرنے منہ اٹھا کر نہ آجانا۔۔۔آئی سمجھ؟" وہ ترش لہجے میں کہہ کر لاک کی طرف ہاتھ بڑھا چکا تھا لیکن عکاشہ کے فون سے اپنی آواز سن کر اس کا ہاتھ رکا۔

"سوری میڈم! کسی مسز شاہنواز کے علاوہ اور کوئی نام نہیں لیا ملائکہ نے۔" وہ اس کے پچھلی گفتگو ریکارڈ کر چکی تھی۔ رمیز نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"کیا کرو گی اس کا تم؟ کسی کے سامنے لاؤ گی تو خود بھی پکڑی جاؤ گی؟" اسے غصہ تو بہت آیا لیکن پھر مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ عکاشہ نے ریکارڈنگ بند کر کے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے مسز شاہنواز کی ویڈیو نہیں دیکھی؟ ساری کی ساری edited ہے۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ریکارڈنگ میں تم پر اور تمہارے سر پر بڑی کامیابی کے ساتھ پلانٹ کر سکتی ہوں۔اس لیے دوبارہ مجھے زابر حسن کی دھمکیوں سے ڈرانے کی کوشش بھی نہیں کرنا۔۔۔اس میں اتنے گٹس ہوتے تو چاہیے ہی کیا تھا؟!" آخر میں وہ طنزیہ بڑبڑائی اور رمیز کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں جا کر اپنا سر مارے؟ لالچ بری بلا ہے۔۔۔یہ سبق اس نے بڑی اچھی طرح حاصل کر لیا تھا!

"اب چپ چاپ اچھے بچوں کی طرح جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو!" وہ اس کا جواب سنے بغیر گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا چکی تھی۔

"کیا؟" رمیز نے ہار مانتی سانس لی۔

"زیادہ کچھ نہیں! بس یہ اپنی ملائکہ سے دوبارہ ملنا ہے۔" وہ قہقہہ کر لگا کر بولی تو رمیز نے آنکھیں بند کر لیں۔اس کا ضمیر پہلے ہی خاموش نہیں ہو رہا تھا اور عکاشہ پھر سے اس کے ذریعے ملائکہ کو استعمال کرنے کا پلان بنائے بیٹھی تھی۔اس کے

www.novelsclubb.com

برعکس عکاشہ کو اس چوہے بلی کے کھیل میں مزہ آنے لگا تھا۔

اس نے ونٹیج کے دفتر سے تھوڑا دور گاڑی روک دی پھر اپنے اور رمیز کے فون کو ویڈیو لنک سے جوڑا اور فون اس کی سامنے کی جیب میں ڈال دیا۔رمیز کو بس اتنا کرنا تھا کہ ملائکہ کا سہارا لے کر سکیورٹی پار کر کے دفتر میں داخل ہوتا اور باقی ہدایات ائیر پوڈ میں عکاشہ سے مل جاتیں۔

"عکاشہ! یہ مت کرو۔۔۔تمہیں کیا ہی مل جائے گا یہ سب کر کے؟"اس نے تقریباً روتے ہوئے منت کی تھی۔عکاشہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے اس نے خود سے بھی یہی سوال کیا تھا۔جواب بھی حاضر تھا لیکن وہ کم از کم رمیز کے سامنے تو جواب دہ نہیں تھی۔اس نے خاموشی سے پلٹ کر پچھلی سیٹ سے اپنی سفید پی کیپ اٹھائی اور اس کے سر پر ڈال دی۔

"اس سے زیادہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی!"اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے اور رمیز نے سختی سے جبڑا بھینچ لیا۔

"سارا دن نہیں ہے ہمارے پاس! ریمیمبر۔۔۔ تمہیں لنچ بریک کے بعد زابر سر کے پاس ہونا ہے۔" وہ کچھ اکتا کر بولی تو رمیز اس کی ساری بات سنے بغیر باہر نکل گیا۔ وہ پی کیپ چہرے پر جھکاتا و نٹیج کی عمارت کو نگاہ میں رکھے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ لوہے کا گیٹ پار کر کے وہ احاطے میں داخل ہوا۔ کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ چلتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر شیشے کا دروازہ کھول کر عمارت میں داخل ہوا۔ یہاں بھی لوگ اپنے کام سے کام رکھتے اس سے بے نیاز دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سیدھا ریسپشن کی طرف چلا آیا۔۔۔ اس کے گلا کھنکھارنے پر ریسپشنسٹ نے فائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یس؟" وہ سوالیہ گویا ہوئی۔

"مجھے ملائکہ سے ملنا ہے؟!" وہ خود بھی نہیں سمجھ پایا تھا کہ وہ سوال کر رہا ہے یا جواب دے رہا ہے۔

"ملائکہ کون؟ ملائکہ اشرف، ملائکہ شبیر؟" وہ مصروف سے انداز میں بولی۔ رمیز

www.novelsclubb.com

نے ماتھا مسلا۔

"آ۔۔۔اسسٹنٹ ملائکہ! پچھلے دو سال سے یہاں کام کر رہی ہے۔" وہ یہی کچھ جانتا تھا اس کے بارے میں۔

"ہوں! ملائکہ شبیر۔" اس نے انٹر کام اٹھا کر نمبر ملایا اور دوسری طرف سے اٹھائے جانے پر رمیز کی آمد کی اطلاع دینے لگی۔

"آپ کا نام؟" اس نے سر اٹھا کر رمیز کو دیکھا۔

"رمیز۔۔۔ن۔ نہیں فہیم!" اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔ وہ بھول چکا تھا کہ اس نے ملائکہ کو اپنا درست نام نہیں بتایا تھا۔ ریسپشنسٹ نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو: 'میاں پہلے فیصلہ کر لو۔۔۔رمیز یا فہیم؟'

"فہیم۔" اس نے دوبارہ سر ہلایا اور سب کچھ اپنے موبائل کی سکرین پر دیکھتی اور سنتی عکاشہ نے قہقہہ لگایا۔

"شٹ اپ عکاشہ! شٹ اپ!" وہ بڑبڑایا اور انٹر کام رکھ کر لڑکی نے اسے وزیڑ

پاس نکال دیا۔

"اوکے فہیم!"

"سیونتھ فلور!"

وہ دونوں ایک ساتھ بولی تھیں۔

"تھینکس!" وہ کارڈ لے کر ٹرنسٹائل گیٹس کی طرف بڑھا جن کی ساری اسکرینز لال تھیں۔ اس نے اسکینر کے اوپر کارڈ لہرایا تو ایک بوتھ کی بتی ہری ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی راستہ روکے کھڑا کانچ اندر کی جانب گھوم گیا۔ وہ شکر کا کلمہ پڑھتا لفٹ کی طرف بڑھا۔ لفٹ استعمال کرتا ہوا ساتویں منزل پر پہنچا تو حیران سی ملائکہ نے اس کا استقبال کیا۔

"السلام علیکم! کیسی ہیں؟" رمیز نے اس کے قریب پہنچ کر ہاتھ پینٹ کی جیب میں اڑسے۔

"وعلیکم السلام! خیریت تھی؟ آپ یہاں۔۔۔؟" ملائکہ کو اس وقت اس کے

ساتھ حال احوال ڈسکس کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کیوں آیا ہے؟

"بولو تمہیں استعمال کرتا ہوا کائنات کا آفس infiltrate کرنے آیا ہوں!"

عکاشہ کی مسکراتی آواز اس کے کانوں میں گونجی جسے وہ نظرانداز کرتا ہوا مجوبانہ انداز میں بولا۔

"آئی ایم رئیلی سوری ٹو ڈسٹرب یو لیکن مجھے اس وقت ایک دوست کی سخت ضرورت ہے!" وہ چہرہ جھکاتا ہوا پھر سے ہمدردی کارڈ کھیل رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟" اور ملائکہ کو اس پر ترس آ بھی گیا۔

"وہی۔۔۔جاب کا مسئلہ!" اس نے طویل سانس لی۔

"ملائکہ! جھوٹ بول رہا ہے یہ۔" عکاشہ اس کے کان میں چیخی اور رمیز کا جی چاہا ائیر پوڈ اتار کر کہیں دے مارے۔ بلکہ ملائکہ کو ہی دے دے!

"اوہو! میں کچھ مدد کر سکتی ہوں؟"

www.novelsclubb.com

"ہم کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں؟"اس نے پیشکش کی۔

"نہیں! میرے پاس یہ آخری پانچ منٹ ہیں۔۔۔لنچ کے فوراً بعد میٹنگ ہے۔"

ملائکہ نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

"اوکے! یہیں بات کر لیتے ہیں۔۔۔تم مجھے جاب کے لیے recommend کر سکتی ہو؟"

"میرے ذہن میں توفی الوقت ایسی کوئی جگہ نہیں آرہی۔۔۔سوری!"اس نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اٹس اوکے! ایک اور فیور چاہیے تھا مجھے؟کوئی اچھی سی سی۔وی اگر تم مجھے demo کے لیے دکھا سکو تو۔۔۔آئی مین مجھے دیکھ کر آئیڈیا ہو جائے گا نا کہ میری سی۔وی میں کیا کمی ہے!"مسکینیت تو اس وقت رمیز پر ختم تھی۔

"ہاں! یہ ممکن ہے۔"وہ مسکرائی۔

"کسی فنانس میجر کی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔۔۔میرا میجر فنانس اور اکاونٹنگ ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تمہیں مسئلہ تو ہو گا۔" آخر میں اصلی شرمندگی سے اس نے سر جھکا لیا۔

"میں ابھی HR سے پتا کرتی ہوں۔۔۔آپ تب تک بیٹھیں یہاں پر!" ملائکہ دیوار کے ساتھ پڑے لیدر کے صوفوں کی طرف اشارہ کرتی خود لفٹ میں سوار ہو گئی۔

"واؤ! ماننا پڑے گا۔۔۔یہ تو میرے دماغ میں بھی نہ آتا! تمہیں دوسروں کو استعمال کرنا آتا ہے رمیز!" عکاشہ کے تعریفی کلمات نے اس کے منہ میں کڑوی کونین کا ذائقہ گھول دیا تھا۔ وہ پلٹ کر صوفوں پر بیٹھنے لگا۔

"بیٹھ کہاں رہے ہو؟ جو میں نے کہا تھا وہ کرو!" عکاشہ کے حکم پر وہ مٹھیاں بھینچے اٹھا اور بے مقصد ہی ایک راہداری سے دوسری راہداری میں گھومنے لگا۔ یہ گھومنا پھرنا اس کے نزدیک بے مقصد تھا۔۔۔عکاشہ کے نزدیک نہیں۔ وہ اس کے کہنے پر سیڑھیوں کی مدد سے آٹھویں منزل پر پہنچا۔ راہداری میں مختلف دفاتر کے دروازے تھے۔ وہ تیزی سے ایک ایک کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"رکو! واپس مڑو؟" عکاشہ کی ہدایت پر وہ رکا اور پلٹا۔ دفتر کے ساتھ دیوار پر لگے سیاہ بورڈ میں سفید Archives لکھا تھا۔

"یہی ہے! اندر چلو۔" وہ خوشی سے چہکی۔

"عکاشہ! دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" اس نے پاس سے گزرتے اسٹاف کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے سر ہلایا، جیسے اس کے بیوی بچوں کو بھی جانتا ہو!

"میں پکڑا جاؤں گا!" وہ دبی دبی آواز میں غرایا اور رکنے کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ٹھیک ہے! واپس جاؤ۔۔۔ چابی دروازے کے ساتھ لٹکی ہوئی دیکھی تھی میں نے۔"

"اف!" وہ بھنائے ہوئے دماغ کے ساتھ واپس پلٹا اور چابی گھما کر لاک چیک کرنے لگا۔ پھر خاموشی سے نکال کر جیب میں ڈال لی۔

"اب آجاؤ۔۔۔ تمہارا کام ہو گیا ہے!"

"اور ملائکہ؟"

"کینڈل لائٹ ڈنر کے لیے بلالو ملائکہ کو۔۔۔بل میں دے دوں گی!"اس کی طنزیہ بکواس پر صبر کے گھونٹ بھرتے ہوئے رمیز نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور چپ چاپ لفٹ میں سوار ہو کر نچلی منزل پر پہنچا۔وزیٹر کارڈ واپس ریسپشن پر دیا اور بغیر یہاں وہاں دیکھے عمارت سے باہر نکل آیا۔سڑک پر آکر اس نے پی کیپ اتاری اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔وہ ایک عام سا سکریٹری تھا اور عکاشہ اسے کن کاموں پر لگا رہی تھی۔۔۔جیب میں رکھی چابی مزید بھاری ہو گئی۔ یقیناً عکاشہ کے ارادے اس دفعہ بھی نیک نہیں تھے اور وہ دوبارہ نہ چاہتے ہوئے بھی استعمال ہو چکا تھا۔وہ سڑک پار کرتا ایک گلی مڑ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور فوراً ہی چابی نکال کر اس کے حوالے کر دی۔

"ویسے اتنا بھی ڈرپوک نہیں ہونا چاہیے بندے کو۔۔۔تم ابھی اس آفس میں چلے جاتے تو آج رات کو نہ جانا پڑتا!"کی چین کے گول دائرے میں انگلی ڈال کر اسے

گھماتے ہوئے عکاشہ نے تبصرہ کیا جبکہ رمیز نے عاجز آکر اس نے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

"میں مزید تمہارے ہاتھ میں کھلونا نہیں بننا چاہتا عکاشہ! چابی لے آیا ہوں نا۔۔۔ تم اسے جیسے مرضی استعمال کر و لیکن مجھے بخش دو؟" اسے لگ رہا تھا اس کے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی۔

"میں اب فائلز کے ڈھیر میں سے آڈِٹ رپورٹ کیسے ڈھونڈوں گی؟ اکاؤنٹس مینیجر تو تم ہو نا؟" عکاشہ نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

"ٹینشن مت لو۔۔۔ یہ آخری دفعہ ہے!" فوراً ہی سنجیدگی اختیار کرتی احسان کرنے والے لہجے میں بولی تو رمیز نے تھک کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

****

"یو آر لیٹ ملائکہ!" خیام نے خشمگیں نگاہوں سے ایک کونے میں رکھی کرسی پر خاموشی سے بیٹھتی ملائکہ کو دیکھا۔ رضا ایک کرسی چھوڑ کر بیٹھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سوری سر!" ملائکہ نے سر جھکا کر اپنی نشست سنبھالی۔ وہ سی وی لے کر رمیز عرف فہیم کو تلاشتی رہی تھی لیکن وہ اسے کہیں نہیں ملا تھا اور اسی چکر میں وہ میٹنگ کے لیے لیٹ ہو چکی تھی۔ خیام اس سے توجہ ہٹا کر لمبی سی میز کے ارد گرد بیٹھے اسٹاف کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کائنات اس میٹنگ میں نہیں تھی اور یہ مین اسٹاف کی میٹنگ تھی بھی نہیں۔ خیام نے عام مگر قابل مشاہدہ جگہوں پر تعینات ورکرز کو اکٹھا کیا تھا اور آج کا ایجنڈہ اس بارہ منزلہ عمارت میں ہوئی کوئی بھی انہونی۔۔۔ چھوٹی یا بڑی، کو بیان کرنا تھا۔ وہ اس ویڈیو کے بنانے والے تک پہنچنا چاہتا تھا اور اس کے خیال میں الماس کے متعلق مخبری دفتر کے اندر سے ہوئی تھی۔ ظاہر سی بات ہے اس نے منہ پھاڑ کر یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ کس نے الماس شاہنواز کے بارے میں کسے اور کیوں مخبری کی ہے؟ وہ تحمل سے ایک طریقے سے سب سے سوال کر رہا تھا اور ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچا تھا۔ کیوں کہ تقریباً سب نے ہی سب کچھ معمول کے مطابق قرار دے دیا تھا۔

"کم آن گائز! کسی نے پچھلے دو چار دنوں میں کچھ بھی غیر معمولی نوٹ نہیں کیا؟" اس کی بلند آواز پر اپنی سوچوں میں الجھی ملائکہ ہوش میں آئی۔ خیام کے بیان پر غور کیا تو خود بخود ہی اسے رمیز کا خیال آیا۔ وہ ہونٹ کاٹتی اس شش و پنج میں مبتلا تھی کہ کہے یا نہ کہے؟ ہو سکتا ہے وہ اس کے بارے میں خواہ مخواہ ہی برا سوچ رہی ہو؟ لیکن پھر وہ اچانک کہاں اور کیوں غائب ہو گیا تھا؟ اگر اسے اپنی نوکری کی اتنی ہی پروا تھی تو سی۔وی دیکھ کر جاتا نا؟ اسے تین دن پرانی ملاقات بھی یاد آئی۔ شاید اس میں الماس کا ذکر اسی نے سرسری طور پر کیا تھا لیکن وہ سوال بھی تو کتنے عجیب کر رہا تھا؟ وہ بتانے کا فیصلہ کرتی اٹھی۔ جو جس طرح ہوا تھا وہ اسی طرح خیام کے سامنے پیش کر دے گی۔۔۔ باقی خیام جانے!

"سر؟" اس نے گہری سانس لے کر خود کو تسلی دی اور پھر بولی۔

"آئی تھنک۔۔۔ میرے ساتھ کچھ unusual ہوا ہے!"

"فائنلی۔۔۔ کیا؟" خیام نے بے صبری سے پوچھا اور ملائکہ اسے بر گر کنگ کے

بعد ابھی کچھ دیر پہلے کی تفصیل سے آگاہ کرنے لگی۔

"رضا! سی سی ٹی وی کھولو فوراً۔" وہ باقی سب کو کمرے سے بھیج کر اپنے اسسٹنٹ سے مخاطب ہوا۔ رضا نے لیپ ٹاپ کھول کر سکرین اس کے سامنے کی۔ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور ملائکہ اور رضا اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ خیّام نے اسے سوالیہ دیکھا تو وہ بولی۔

"لنچ بریک ختم ہونے والی تھی جب وہ آیا تھا۔۔۔ آدھے گھنٹے پہلے کی فوٹیج نکال لیں؟"

"سیونتھ فلور۔۔۔ لابی؟" رضا نے تصدیق چاہی اور ملائکہ کے سر ہلانے پر فوٹیج ڈھونڈ کر چلا دی۔

"یہ رہا!" سفید پی کیپ کو دیکھ کر ملائکہ نے جوش سے کہا۔

"آپ کے ساتھ ایک ہی بندہ ہے ملائکہ!" خیام نے اس کے فضول جوش پر چوٹ کی۔

"سوری سر!" ملائکہ نے ہونٹ دانتوں تلے دبالیا۔اسے اپنی بھی فکر تھی کہ اگر واقعی اس سب میں فہیم کا کوئی ہاتھ نکلا تو قصوروار تو وہ بھی ٹھہرائی جائے گی۔۔۔ اس لیے وہ اب خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے ایکسٹرا ایفرٹ ڈال رہی تھی۔

"کون ہے یہ؟زوم کرو رضا!" خیام بڑبڑایا۔

"سر فہیم نام بتایا تھا اس نے اپنا اور مجھ سے۔۔۔"

"اور آپ سے نوکری کے لیے بات کرنے آیا تھا۔۔۔

We know that Malaika!"

خیام کو اس کا منہ کھولنا ہی گراں گزر رہا تھا۔ملائکہ نے ہونٹ موڑ کر سختی سے آپس میں پیوست کیے۔۔۔اس کے سخت لہجے پر آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔اس نے تو صاف نیت اور دل سے کسی ضرورت مند کی مدد کرنا چاہی تھی۔۔۔اسے کیا پتا تھا کہ وہ استعمال ہوتی رہی ہے؟

"رضا! فالو کریں اسے کہاں جاتا ہے؟" وہ اسکرین کو گھورتا ہوا بولا۔زوم کرنے پر

کچھ بھی واضح نہیں ہوا تھا۔ٹوپی کے چھجے نے اس کے چہرے پر سایہ کرر کھا تھا۔

رضا نے اسپیڈ بڑھا کر اس کے ساتھ سارا سفر دوبارہ طے کیا۔

"رکو رکو ذرا!"خیام سکرین دیکھتا ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔"Archives کے سامنے یہ کیا کر رہا ہے؟دوبارہ چلاؤ؟"

وہ دل تھامے اسے دروازے کے سامنے کھڑا دیکھ رہے تھے۔کیمرے کی طرف اس کی پشت تھی۔کچھ دیر بعد وہ بغیر کچھ کیے پلٹ گیا اور ان تینوں نے رکے ہوئے سانس خارج کیے لیکن لاک سے غائب ہوتی چابی پر کسی کا دھیان نہیں گیا تھا۔اس کے بعد رضا نے اسے عمارت سے نکل کر کیمرہ کے دائرہ کار سے نکل کر غائب ہوتے دیکھا اور ریکارڈنگ بند کر دی۔

"اب کیا سر؟"اس نے خاموش بیٹھے خیام سے پوچھا،ملائکہ تو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"اب پتا کرو کون ہے۔۔۔اور کیا؟"خیام کا دماغ مزید گرم ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سر! دکھتا کیسا ہے کم از کم یہ تو پتا چلتا۔۔۔میں کہاں سے ڈھونڈوں اسے؟"رضا نے اچنبھا ظاہر کیا۔

"خدا کا واسطہ ہے ملائکہ! رونا تو بند کرو؟"خیام نے کرسی گھما کر اسے دیکھا۔

"آئی ایم سوری سر! مجھے نہیں پتا تھا وہ۔۔۔"ملائکہ بات ادھوری چھوڑ کر آنکھوں سے ندیاں بہانے کا اپنا عمل تیز کر چکی تھی۔

"اٹس اوکے! اٹس اوکے! دیکھیں۔۔۔کچھ بھی نہیں ہوا۔وہ کچھ بھی لے کر نہیں گیا۔آپ رونا بند کریں اور اس کو ڈھونڈنے میں رضا کی مدد کریں۔۔۔ٹھیک ہے؟"خیام نے لہجہ کافی حد تک نرم کرتے ہوئے کہا تو ملائکہ آنسو صاف کرتی سر ہلا گئی۔

"دو دن پہلے وہ کہاں ملا تھا آپ کو؟"

"برگر کنگ میں۔"

"رضا! وہاں کی سی سی ٹی وی چیک کرو اور مجھے آج ہی پتا چلنا چاہیے کہ یہ کون

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے!"

"یس سر!" رضا اپنے گیجٹس اٹھاتا ملائکہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتا دروازے کی طرف بڑھا۔

"ایک سیکنڈ رضا؟" ماتھا مسلتے خیام کے ذہن میں ایک نیا خیال آیا تو وہ چونک کر بولا۔

"الماس کی ویڈیو چلاؤ ذرا؟" اس کے کہنے پر رضا نے لیپ ٹاپ کھولنے کا تردد نہیں کیا تھا بلکہ موبائل پر ہی ویڈیو چلا کر اس کے سامنے کر دی۔

"یہ Camero's نہیں ہے؟" اس کا اشارہ جگہ کی طرف تھا۔ وہ تو خود پر حیران تھا کہ اسے پہلے خیال کیوں نہیں آیا۔

"غالباً وہی ہے!" رضا نے آہستہ سے سر ہلایا۔ خیام نے اسے سوالیہ دیکھا تو رضا اس کا مطلب سمجھ کر سر نفی میں ہلا گیا۔

"ہم دونوں جانتے ہیں سر! Camero's میں اگر قتل بھی ہو جائے تو عدالت

کے حکم نامے کے بغیر وہ اپنا سی سی ٹی وی پولیس کو بھی نہیں دیتے۔"اس معاملے میں کمیروز دور دور تک بدنام تھا اور سوائے ایلیٹ کلاس کے کوئی عام آدمی اس میں قدم رکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔خیام شاہ کتنی ہی مرتبہ وہاں جا چکا تھا لیکن ریستوران کے مالکان سے متعلق اس کے پاس بدقسمتی سے کوئی خبر نہیں تھی۔

"تم کوشش تو کرو!"اس کے جانتے بوجھتے کیے جانے والے اصرار پر رضا نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے۔۔۔ابراہیم سر سے بات کر لیں؟وہ فوٹیج نکلوا لیں گے!"

رضا نے خود ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔خیام سوچ میں پڑ گیا۔۔۔کل رات وہ گھر دیر سے پہنچا تھا اور آج صبح وہ ان کو ناشتہ کرتا چھوڑ کر ان کی گاڑی بھگا لایا تھا۔اب اگر ان سے مدد مانگتا تو ابراہیم شاہ کا پہلا مطالبہ مرسیڈیز کی واپسی ہوتی!جس کے لیے فی الوقت وہ تیار نہیں تھا۔

"میں خود ایک دو جگہ بات کرتا ہوں۔۔۔اگر نہ پتا چلا تو پھر ابراہیم شاہ تو ہیں ہی!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ رضا کے ساتھ ساتھ خود کو بھی مطمئن کرتا بولا۔

"رائٹ سر!" رضا اپنا موبائل لے کر چلا گیا۔ملائکہ پہلے ہی جا چکی تھی۔خیام نے اسفر کا نمبر ملایا اور اسے کہہ کر پھر صارم سے بھی بات کی۔توقع تو تھی کہ کہیں سے مثبت جواب آجائے گا۔۔۔اب وہ منتظر تھا!

******

"عکاشہ! سچ سچ بتاؤ۔۔۔ مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی؟" وہ اچانک رک کر اپنے پیچھے آتی عکاشہ سے بھرپور سنجیدگی سے مخاطب ہوا۔وہ دونوں اس وقت جاذب علی کے باپ کے ہوٹل کی خالی راہداری میں کھڑے تھے۔کیا کر رہے تھے؟ جاذب تو اپنا کام کر رہا تھا اور عکاشہ کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔وہ اس کھوج میں بھی مگن تھا۔

"کیا بکواس ہے؟ تمہیں میری کس بات سے یہ شدید غلط فہمی لاحق ہوئی؟" اس نے ناک سکوڑتے ہوئے ناگواری کا اظہار کیا۔جی تو کر رہا تھا کہ ایک تھپڑ مار کر اس

کے ہوش ٹھکانے لے آئے مگر پھر اس کی مدد کون کرتا؟ بس اسی سوچ نے اسے باز رکھا۔

"تو پھر پچھلے دو دن سے میرے اطراف میں پروانے کی طرح کیوں گھوم رہی ہو؟"

"سیریئسلی؟" اس نے بے یقینی سے بھنویں اچکائیں۔

"پرسوں لنچ کیا تھا یا آج ذرا دیر کے لیے تم سے ملنے آئی ہوں۔ وہ بھی میں یہاں سے گزر رہی تھی تو مجھے اچانک ہی خیال آگیا اور بہت غلط خیال آیا۔۔۔ اتنا میں جان گئی ہوں!"

جاذب نے نہ تردید کی نہ تصدیق۔۔۔ بس خاموشی سے ہاتھ ہوا میں بلند کر کے شانے اٹھا دیئے۔ جیسے کہہ رہا ہو: 'تم کہہ رہی ہو تو ٹھیک ہی کہہ رہی ہو گی!'

"اور یہاں میں سوچ رہی تھی کہ ہم اچھے دوست ہیں۔۔۔ کم آن جاذب کون سی دنیا میں رہتے ہو تم؟" اسے واقعی جاننا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے جاذب علی نے اپنے دماغ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں اپنی کوئی علیحدہ دنیا بنائی ہو؟اس نے آنکھیں گھماتے سوچا۔

"بالکل اسی دنیا میں جس میں تم رہتی ہو! شاباش۔۔۔اب جلدی سے بتادو مجھ پر یہ عنایتیں کس سلسلے میں کی جارہی ہیں۔"وہ کھل کر مسکرایا۔اگر عکاشہ اسے بے وقوف خیال کیے بیٹھی تھی تو وہ بہت غلط تھی!

!Okay... lemme get some facts checked"

ہم دونوں مہینا پہلے ایئرپورٹ پر ملے تھے اور ہماری آپس میں اکیلے، آمنے سامنے بیٹھ کر بات چیت ہوئی تھی۔ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی؟"اس نے بائیں ہاتھ کی انگلی سوالیہ اٹھائی تو جاذب نے سر ہلادیا۔

"ٹھیک!اس کے بعد ہم ڈنر پر گئے اور اپنی مرضی سے گئے تھے یا میں نے کوئی زبردستی کی تھی تم پر؟"

اب وہ تھی تو زبردستی ہی لیکن جاذب اس کے سامنے یہ اعتراف کرنا نہیں چاہتا تھا، اس لیے اس نے نفی میں سر ہلادیا۔

"گڈ! اور اس ڈنر پر ہم نے دو نارمل ایڈلٹس کی طرح یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم دوست رہیں گے۔۔۔ کیا تھا یا نہیں؟" عکاشہ نے خفگی بھری سنجیدگی سے اسے دیکھا تو جاذب نے پھر سے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"تو اب تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ ہم اب بھی دوست ہی ہیں!"

"معذرت کے ساتھ۔۔۔ بقول تمہارے اگر ہم اب بھی دوست ہی ہیں تو خیام کے گالا پر تم نے اپنے اس دوست کو منہ لگانا ضروری کیوں نہیں سمجھا تھا؟" انگلی اٹھا کر اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ طنزیہ بولا۔

"اوہ! تو یہ بات تھی۔۔۔" عکاشہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ یہ بات نہیں تھی لیکن عکاشہ جس صورت حال میں پھنس گئی تھی اسے کسی طریقے اس سے نکلنا بھی تو تھا نا؟

"?Yeah... I'm waiting for your explanation"

اس نے پہلے حرف کو طنزاً لمبا کھینچا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ عکاشہ کے کیا ارادے ہیں

لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ وہ نامراد ہی لوٹنے والی ہے۔۔۔ جاذب علی کے پاس اس کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔اس کی کہی جانے والی دوستی بھی نہیں!

"تب میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ تم اگر غور کرتے تو تمہیں پتا ہوتا کہ میں جلدی واپس چلی گئی تھی اور ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ تم نے کون سا مجھے وی۔آئی۔پی پروٹوکول دیا تھا؟ تم نے بھی مجھے نظرانداز کیا تھا۔ سوایکسکیوزمی۔۔۔ آپ کس جرات سے مجھ سے سوال کر رہے ہیں؟"ایک اچھا وفینس بہترین ڈیفنس ہوتا ہے۔۔۔ عکاشہ دل ہی دل میں خود کو شاباش دے رہی تھی۔

"Fair enough!"

وہ سر ہلا کر کہتا دوبارہ سے چلنے لگا، عکاشہ اس کے ساتھ ساتھ تھی۔

"جو ہو گیا سو ہو گیا اور آئندہ کے لیے میں تمہیں بتا رہی ہوں۔۔۔ میں کسی بھی وقت، کہیں بھی تم سے مل سکتی ہوں! بھئی میری دوستی تو ایسی ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کل پرسوں پھر تمہارے سامنے ہوں۔"اس نے کندھے اچکائے اور راہداری کے

اختتام پر لفٹ بلانے کے لیے بٹن دباتے جاذب کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

"پرسوں نہ آنا۔۔۔ تمہیں زحمت ہو گی!" وہ بٹن کے اوپر لگی چھوٹی سی سکرین پر ہندسوں کو بدلتے دیکھتا رہا۔۔۔ ذہن عکاشہ کے رویے پر بری طرح الجھا ہوا تھا۔ وہ کیا کرنے کی کوشش کر رہی تھی؟

"کیوں؟ پرسوں ایسا کیا ہے؟" عکاشہ نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا۔ جاذب اسے نہیں دیکھ رہا تھا اور نہ ہی اس کے اشتیاق پر کوئی توجہ دے رہا تھا۔

"خیام کی برتھڈے۔۔۔ ہم ہمیشہ ساتھ ہی سیلیبریٹ کرتے ہیں!" سادگی سے جواب دے کر لفٹ کے کھلنے پر اس میں داخل ہو گیا۔ عکاشہ کی آسودہ سی مسکراہٹ بھی وہ نہیں دیکھ سکا تھا۔

"اوکے! میری کوئی ہیلپ چاہیے ہوئی تو میں حاضر ہوں۔" وہ بھی لفٹ میں سوار ہوتی لاتعلق سے لہجے میں بولی۔۔۔ یوں جیسے صرف مروتاً کہہ رہی ہو۔

"رہنے دو۔۔۔ وہ خواہ مخواہ مجھ پر شک کریں گے!" اس نے برا سا منہ بنایا۔۔۔ اب

یہ بھی سچ ہی تھا! اس کے سارے دوستوں نے اپنی اپنی ڈھونڈ لی تھی اور اب اس کے لیے بیوی ڈھونڈنے کی مہم پر تھے۔ عکاشہ نے محظوظ ہو کر قہقہہ لگایا۔

"تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

"!You're not my type

وہ رخ ذرا سا اس کی طرف موڑے مسکراتے لہجے میں بولی۔

"تمہاری ٹائپ کون ہے۔۔۔ خیام؟" اس نے یونہی پوچھ لیا۔ عکاشہ کی مسکراہٹ ایک پل کو تھمی۔

"!Please... I'm not into married men"

www.novelsclubb.com

سر نفی میں ہلاتے جواب دیا۔

"!If you say so"

وہ لاپرواہی سے کہتا لفٹ کے دروازے کھلنے پر باہر نکل گیا۔

"اب کہاں جا رہے ہو؟" عکاشہ آواز لگاتی اس کے پیچھے لپکی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"گھر! میری شفقت ختم ہو گئی ہے۔" وہ پلٹے بغیر اسے جواب دے کر چلتا رہا۔ علی اکبر، اس کے والد کی ہوٹلوں کی چین ملک کے بڑے شہروں میں پھیلی ہوئی تھی اور جاذب علی ان بہت سوں میں سے ایک میں بطور مینیجر کام کرتا تھا۔ علی اکبر صاحب کو اس سے زیادہ اس کا اعتبار نہیں تھا اور جاذب اتنے میں ہی خوش تھا۔ آرام دہ، سادہ سی زندگی تھی بغیر کسی پریشانی کے اور اسے خواہ مخواہ پریشانیوں کو دعوت دینے کی عادت بھی نہیں تھی۔ یہ تو عکاشہ ہی اس کے متھے لگنے پر مصر تھی ورنہ وہ کب کا اس سے پیچھا چھڑا چکا ہوتا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں بھی چلتی ہوں! پھر ملتے ہیں بائی!"

جاذب نے دل ہی دل میں شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے الوداعی ہاتھ ہلا دیا اور اپنی رفتار مزید تیز کر دی۔ پیچھے رہ چکی عکاشہ سوچوں کے تانے بانے بنتی آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی۔ آج کا دن مصروف ترین گزرا تھا اور شام بھی ہنگامہ خیز ہی ہونے والی تھی کیوں کہ دفتری اوقات کے ختم ہونے کے بعد رمیز و نتیجہ کے دفتر کے باہر اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کا انتظار کرتا پایا جانے والا تھا۔عکاشہ یہاں سے اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

****

خیام شاہ نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی ضرور تھی لیکن کوئی رد عمل نہیں دکھایا تھا۔ وہ یونہی کھلی کھڑکی کے سامنے میز سے کمر ٹکائے کھڑا رہا۔کائنات نے اس کی پشت دیکھتے ہوئے دفتر میں قدم رکھا اور اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔اس کی توجہ بھی خیام کی بجائے کھڑکی سے باہر کی بھاگتی دوڑتی زندگی پر تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟"شام کا پھیکا سا منظر تھا۔اطراف کی عمارتیں ڈھلتے ہوئے سورج کی نارنجی روشنی میں نہائے ہوئے تھیں اور کچھ دور نیچے سڑک پر گاڑیوں کا ایک ہجوم تھا۔

"دیکھ نہیں رہا۔۔۔سوچ رہا ہوں!"وہ دماغی ادھیڑ بن میں مصروف بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"کس بارے میں؟"کائنات نے رخ اس کی طرف موڑا۔ نظروں کے سامنے خیام کے چہرے کی دائیں طرف تھی۔ یہاں سے دیکھنے پر یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے چہرے پر ناک کی بجائے الٹی سات رکھ دی گئی ہو۔آج فرصت سے دیکھنے پر اسے جبڑے کا نوکیلا پن بھی پوری شدت سے محسوس ہوا تھا۔

"کل جو ہوا اسی بارے میں!"

"ہمم! اپنی پروگریس؟"

"ناٹ یَیٹ! لیکن بہت جلد میں سارے فیکٹس سے واقف ہوں گا۔"اس نے آنکھیں سکیڑے سر کو معمولی سی جنبش دی اور اس کی ہر حرکت غور سے دیکھتی کائنات مسکرا دی۔

"تمہیں کوئی کام تھا مجھ سے؟"دفعتاً وہ بھی اس کی طرف پلٹا تو اسے گھورتی ہوئی کائنات نے گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدلا۔

"نہیں تو!"یہاں وہاں تیزی سی پتلیاں گھماتے جواب دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے میں نے تمہیں کوئی چوری کرتے پکڑ لیا ہو؟" خیام نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا تو اس کی نظریں دوبارہ خیام کے چہرے پر آ ٹھہریں۔

"اور تم میرے پاس بغیر کام کے تو بالکل نہیں آتیں۔ خیریت تھی۔۔۔ آج کیسے اتنی زحمت اٹھالی؟"

"میں نے کوئی چوری نہیں کی، پہلی بات! تم میرے ہو اس لیے میں جب چاہوں اور جتنا چاہوں تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔۔۔ یہ ہو گئی دوسری بات!"

"تاڑنا زیادہ مناسب لفظ ہوگا!" خیام نے اسے ٹوکتے ہوئے تجویز پیش کی۔

"بتاؤں میں تمہیں مناسب کے بچے!؟" فقرے کے اختتام تک وہ کوشش کے باوجود اپنی مسکراہٹ نہیں روک سکی تھی۔

"ہاں جو پہلے بتا رہی تھی وہی بتاتی رہو۔۔۔ یہی کہ میں تمہارا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ سن کر اچھا لگ رہا تھا!"

"اچھا؟" مصنوعی تعجب کا اظہار کرتے ہوئے بھنویں اٹھائیں۔ خیام کے معصومیت

سے سر ہلانے پر اس نے سلسلۂ کلام وہیں سے جوڑا۔

"تیسری اور سب سے ضروری بات۔۔۔ ورکنگ آورز ختم ہوئے آدھے گھنٹے سے اوپر وقت ہو چکا ہے اور تم ابھی تک اپنے آفس میں ہو۔ اگر اس بات پر مجھے پریشان ہو کر تمہارے پاس نہیں آنا چاہیے تو پھر مجھے نہیں پتا کس بات پر آنا چاہیے؟" اس نے اپنی بے یقینی کا اظہار کرتے ہوئے شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

"کیا ابھی ابھی تم نے مجھے کام چوری کا طعنہ دیا ہے؟ تمہارا sarcasm کافی subtle ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ نہیں؟" اس کی سرمئی آنکھوں میں خفگی در آئی۔

"شکر الحمداللہ!" کائنات فاتحانہ مسکرائی۔

"تمھیں نہیں لگتا تمھیں اپنی اس evolution پر اللہ کے بعد کسی اور کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے؟" واضح اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا۔

"کس کا؟ تمہارا؟ تچ! بالکل نہیں۔ میں پیدا ہی ایسی ہوئی تھی۔ ماشاءاللہ!" شاذ و نادر ہی تو اسے موقع ملتا تھا خیام کو ستانے کا۔۔۔ اس لیے وہ اس سے پورا پورا فائدہ

اٹھانا چاہتی تھی۔

"خیر ہے۔۔۔آج بات بات پر اللہ بڑا یاد آ رہا ہے؟اور تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔تم ایسی ہی پیدا ہوئی تھی بلکہ دنیا میں آتے ہی ڈاکٹر سے تمہارا پہلا جملہ پتا ہے کیا تھا؟ آپ کو نہیں لگتا مجھے دو دن بعد آنا چاہیے تھا۔۔۔ابھی نو مہینے پورے تو نہیں ہوئے تھے؟"

"خیام؟!"کائنات نے چلاتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ مارا جسے وہ ہنستے ہوئے تھام چکا تھا۔

"تمہیں پتا ہے تم مجھ سے باتوں میں نہیں جیت سکتی۔۔۔پھر کوشش بھی کیوں کرتی ہو؟"

"دماغ خراب ہے میرا اس لیے!"اس نے چیخ کر کہتے ہوئے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"اوہو!کب سے ہے یہ مسئلہ؟ارے!یاد آیا۔۔۔تم تو پیدا ہی ایسی ہوئی تھی۔"

تشویش سے پوچھنے کے بعد وہ چونک کر یاد آنے پر تاسف سے ہاتھ پر ہاتھ مارتے

ہوئے بولا۔

"اُفّ! مرو تم۔۔۔ جہنم میں جاؤ بلکہ صبح تک یہیں پڑے سڑتے رہو۔ میری بلا سے۔۔۔ ہونہہ! میرا ہی دماغ خراب تھا جو انسانی ہمدردی کے تحت تمہارا پتا کرنے آگئی۔ دوبارہ بھول کر بھی تمہارے آفس میں قدم نہیں رکھوں گی۔۔۔ میں نے اپنا سبق سیکھ لیا ہے!" وہ اسے غصہ دلا چکا تھا اور کائنات عالم حسب عادت غصے میں فر فر بولے جا رہی تھی۔

"انسانی ہمدردری؟ یو شیور اباؤٹ دیٹ؟ کیوں کہ مجھے تو یہ دل کا معاملہ لگ رہا ہے!" خیام شاہ نے مسکراہٹ چھپانے کی کوشش ہرگز نہیں کی تھی۔

"تمہارا ابھی دماغ خراب ہے کیوں کہ میں تمہارے ساتھ یہ دل کے معاملے شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں سوراخ کرنے کو ترجیح دوں گی۔۔۔ نہ دل باقی رہے گا نہ یہ فضول معاملے!" آج بڑے دنوں بعد اسے خیام پر پہلے جیسا جلال آیا تھا اور وہ بغیر سوچے سمجھے بس گولہ باری کیے جا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سچ! کتنی جلدی بھول گئی تم؟! ابھی کل کی بات ہے اور زیادہ دور نہیں جانا بس یہ آفس سے نکل کر کاریڈور سے گزر کر ہال تک کا سفر ہے۔ وہیں پر تم نے مجھے لو یو ٹو کہا تھا اور یہاں (اس نے انگلی سے سینہ ٹھونکا) یہاں پر ہمیشہ کے لیے لکھا گیا ہے!" لمحات پہلے افسوس کرتے ہوئے وہ اب مکمل طور پر سنجیدہ تھا۔ اپنا کیا اعتراف اس کے منہ سے سن کر کائنات کے دل کی دھڑکن معمول سے کچھ بڑھی۔ وہ اگر یہ سوچ بیٹھی تھی کہ خیام دوبارہ اس واقعے کا ذکر نہیں کرے گا تو وہ غلط تھی۔ اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے طویل سانس اندر کو کھینچی اور جب کھولیں تو بالکل قریب سرمئی آنکھوں کا جوڑا دیکھ کر سانس پھیپھڑوں میں ہی کہیں اٹک گئی۔ وہ تھوڑا جھک کر چہرہ اس کے برابر کیے کھڑا بڑی توجہ سے اس کا ایک ایک نقش دیکھ رہا تھا یوں جیسے حفظ کرنے کا ارادہ ہو۔

"چلو میری یہ حسرت بھی پوری ہو گئی۔۔۔ تمہیں بلش کرتے دیکھ لیا۔ اب میں سکون سے مر سکوں گا!" خیام جانتا تھا اس کے گال غصے سے لال ہوئے ہیں لیکن

بھئی! اس کی اپنی حسرتیں تھیں۔۔۔وہ کیا کرتا؟

"مرنے کی باتیں تو نہ کرو؟" وہ اس کی پر سکون سرمئی پتلیوں میں جھانکتی خود بھی پر سکون ہو چکی تھی۔ آواز اتنی ہی تھی جتنی خیام کی سماعتوں میں اترنے کے لیے کافی ہوتی۔ کمرے میں اگر کوئی تیسرا وجود ہوتا تو ہرگز نہ سن پاتا۔

"اور ابھی جو تم کر رہی تھیں۔۔۔مجھے مار کر جہنم میں بھیجنے کی باتیں؟"

"سوری! میں غصے میں تھی۔" اسے اپنے ہی الفاظ خیام کے ہونٹوں سے سن کر سخت برے لگے تھے۔ ہمیشہ کی طرح غلطی کر کے معافی مانگتے ہوئے وہ منمنائی تو خیام کو اس پر بے ساختہ پیار آیا۔

"تو اتنے غصے نہ کیا کرو نا؟!" اس نے ہاتھ اٹھا کر کائنات کی ناک کی نوک بجائی۔

"تو تم بھی اتنی زبان نہ چلایا کرو نا؟!" وہ بے بس سے انداز میں بولی۔

"ناممکن سی بات ہے!" خیام نے بھی لاچاری کا اظہار کیا اور جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سیدھا ہو گیا۔

"میں ہار مانتی ہوں!" کائنات نے ہاتھ سرینڈر کی صورت میں بلند کیے اور دروازے کی طرف چل دی۔ خیام نے میز کے درمیان میں پڑے لیپ ٹاپ کے اوپر رکھا اپنا فون اٹھایا اور اس کے پیچھے لپکا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"گھر!" یک لفظی جواب دے کر اپنے دفتر سے لیپ ٹاپ بیگ اور شولڈر بیگ لینے چلی گئی۔ خیام دہلیز پر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"خیام؟" کائنات نے بیگ واپس میز پر رکھ کر اسے پکارا۔

"کیا؟" وہ اندر چلا آیا۔

"میں واقعی تم سے کچھ پوچھنے تمہارے آفس میں گئی تھی۔" اس نے چوروں کی طرح اعتراف کیا۔

"مجھے تو پتا تھا کیوں کہ میں خیر سے اپنی بیوی کے مزاج سے واقف ہوں!" وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولا۔

"پوچھو۔۔۔کیا پوچھنا تھا؟"

"کل کورٹ میں کیا ہوا تھا؟ تمہیں پتا ہی ہے بعد میں اتنے کام تھے کہ مجھے پوچھنے کا ہوش ہی نہیں رہا۔" اس کے جواز پر خیّام نے سر ہلا کر اسے عدالتی کاروائی مختصراً بتا دی۔

"تو اب وہ کہاں ہے؟ ہوسپٹل میں؟" نام لیے بغیر منصور واحد کی بات ہو رہی تھی۔

"نہیں! عدالت اپنا فیصلہ سنا چکی ہے۔۔۔ارسلہ پر ہاتھ اٹھانے کی تین سال کی سزا سنا دی گئی ہے لیکن کرپشن وغیرہ کی مزید انوسٹی گیشن کے لیے جج نے جے۔آئی۔ٹی سمتھنگ بنائی ہے۔ وہ اس وقت جیل میں ہے۔"

"ہمم! ارسلہ آپی کی جان کب تک چھوٹ رہی ہے اس سے؟" کائنات کو غرض بھی صرف اسی ایک بات سے تھی۔

"دیکھو کب تک۔۔۔ ہفتے بعد فیملی کورٹ میں ہیئرنگ ہے!" اس نے کندھے

اچکائے۔

"اور وہ آپی کو طلاق دے دیگا؟"

"اس کے پاس اور کوئی آپشن نہیں ہے اور ابراہیم شاہ کے پاس اس کے لیے پلانز ہی پلانز ہیں!"

"بابا تو پھر بابا ہیں نا! کیا تم تھوڑے سے بھی بابا کی طرح نہیں بن سکتے؟" یہ سنجیدہ ترین مطالبہ تھا۔

"نہیں!" خیام نے کورا جواب دیا۔

"میں بھی کیا کہہ رہی ہوں کہاں ابراہیم شاہ اور کہاں خیام شاہ!" کائنات نے بڑبڑاتے ہوئے دونوں بیگ اٹھا لیے۔

"میں نے سن لیا ہے!" وہ اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے لیپ ٹاپ اس سے لے کر دروازے کی طرف پلٹ گیا۔

"میرا مقصد بھی یہی تھا!" کائنات نے مسکراتے ہوئے اس کے علم میں اضافہ کیا۔

"ہونہہ!" وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

گھر پہنچنے پر پرجوش سی ربیعہ کمال نے پورچ میں ہی اس کا استقبال کیا۔ کائنات گاڑی بند کر کے باہر نکلی تو ربیعہ بقیہ فاصلہ مٹا کر اس کے گلے لگ گئی۔

"خیریت؟ یہ کس خوشی میں؟" حیران سی کائنات نے ہاتھ اس کی پشت تک بلند کیے۔

"گیس کرو؟" ربیعہ مسکراتی ہوئی اس سے علیحدہ ہوئی۔

"آئی ہیو نو آئیڈیا!" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"دفع کرو گیسز کو! مجھ سے اور انتظار نہیں ہو رہا۔۔۔ تمہیں نہ بتایا تو شاید خوشی سے پھٹ جاؤں! میری شادی ہو رہی ہے۔۔۔ وہ بھی عمار کے ساتھ۔ صرف پندرہ دن بعد ہمارا نکاح ہے اور ایک ماہ بعد رخصتی۔ آئی کانٹ بلیواِٹ!" ربیعہ سے اپنی خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔

"کیا سچ میں؟ بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ میں تمہارے لیے اتنی زیادہ خوش ہوں

یار!"کائنات نے دوبارہ اسے اپنے حصار میں لیا۔

"فائنلی!!"وہ خواب ناک سے لہجے میں بولی تو اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتی

کائنات ہنس دی۔

"لیکن کیسے ہوا سب؟تفصیل تو بتاؤ مجھے؟"اس کے بازو میں اپنا بازو ڈال کر

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کائنات نے پوچھا۔

"آج پاپا اور ارسلان بھائی نے سرفراز انکل اور عمار کے ساتھ لنچ پر سب کچھ ڈیسائیڈ

کیا ہے۔"ربیعہ نے دروازہ کھولا تو وہ آگے پیچھے اندر داخل ہوئیں۔

"چچی کو معلوم ہے؟"وہ دہلیز پر ہی رک کر سارے ہال پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتی

ہوئی بولی۔سب کچھ صحیح سلامت اپنی جگہ پر تھا۔

"مما کو پتا ہوتا تو یہ سکون کب کا رخصت ہو چکا ہوتا!"ربیعہ نے اطراف میں بازو

پھیلائے۔

"تو ان کے بغیر تو شادی نہیں ہو گی نا؟"

"ظاہر سی بات ہے! لیکن مما سے پاپا خود ہی ڈیل کریں گے۔ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے یہ!" آخر میں اس نے ہاتھ جھاڑے تو کائنات کھلکھلائی۔

"قسم سے!" وہ سو فیصد متفق تھی۔

"اچھا۔۔۔پاپا کہاں ہیں؟ میری آج فزیو سے بات ہوئی تھی۔ وہ تو اچھی رپورٹ ہی دے رہے تھے لیکن میرا اطمینان تمہارے منہ سے سن کر ہی ہوگا!" وہ دونوں سارا ہال پار کرتیں ایک کونے میں بنی اوپر کو لے جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھیں۔

"اپنے کمرے میں ہیں اور تایا ابو واقعی اس دفعہ بڑی کوشش کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ۔۔۔بہت جلد وہ دوبارہ اپنے قدموں پر چلیں گے۔"

"ان شاءاللہ! اور ربیعہ تھینک یو سو مچ یار۔۔۔جو میرے کرنے کے کام ہیں وہ تم کر رہی ہو۔" اس نے رک کر ربیعہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے تشکر سے بھیگے لہجے میں کہا۔

"شش پاگل! میرے تایا ابا ہیں وہ اور میں کالج سے آکر فارغ ہی تو ہوتی ہوں بلکہ مجھے خوشی ہوتی ہے ان کے کام کر کے!" وہ پورے خلوص سے مسکرائی۔

"پھر بھی تمہارا شکریہ!" کائنات نے پلکیں جھپک جھپک کر آنکھوں میں تیزی سے جگہ بناتی نمی کو پیچھے دھکیلا۔ وہ اپنے چچا کے خاندان کے لیے سرد گرم سے جذبات رکھتی تھی۔ ایک طرف کمال مرتضٰی اور بلقیس بانو تھے جو ہر دفعہ اس کے پیارے پاپا کو لفظوں کے گھاؤ لگانے کے ساتھ ساتھ ان کا جسمانی نقصان کرنا بھی ہرگز نہیں بھولتے تھے اور دوسری طرف ربیعہ اور ارسلان کمال تھے جنہیں عالم مرتضٰی کی اپنی اولاد سے زیادہ ان کی فکر تھی اور اس کا اظہار انہوں نے منہ سے نہیں اپنے اعمال سے کیا تھا۔

"کائنات! نیہا کو بھی کال کر دو۔۔۔ ہم لوگ شاپنگ سپری پر جا رہے ہیں۔" ربیعہ نے گلا کھنکھار کر جذبات سے گیلی ہوتی آواز پر قابو پایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"نیہا اور داور ابھی پیرس میں ہی ہیں۔۔۔ پتا نہیں لو برڈز کے واپسی کے کیا ارادے

ہیں؟!"کائنات نے بھی مسکرا کر اس کی بات بدلنے کی کوشش میں اس کا ساتھ دیا۔

"کوئی بات نہیں! میں اور تم تو ہیں نا؟ ہم کافی ہیں ایک دوسرے کے لیے۔"

"بالکل! کل شام کا پلان ڈن کرو پھر؟"اوپری منزل کا لاؤنج پار کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھتی ہوئی کائنات نے کہا۔

"ڈن!"ربیعہ نے بائیں ہاتھ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر دل اس کی طرف پھینکا اور دروازہ کھول کر اندر کہیں غائب ہو گئی۔دل ہی دل میں اس کی خوشیوں کی نظر اتارتی کائنات بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

****

"مارننگ سر! آپ کی کافی۔"زابر حسن کے دفتر میں داخل ہوتے ہی رمیز ہاتھ میں سفید کپ اور فائلز پکڑے اس کے پیچھے آیا۔اس نے سر ہلاتے ہوئے اپنا کوٹ اتارا اور لکڑی کے اسٹینڈ کے اوپر بنے ہینگر پر ڈال دیا۔پھر وہ میز کے پیچھے رکھی کرسی

تک آیا۔اس کے بیٹھنے سے پہلے ہی رمیز عین درمیان میں ایک ٹرانسپیرنٹ فائل اوراس کے ساتھ کافی کا کپ رکھ چکا تھا۔

"یہ کیا ہے رمیز؟میرے پاس پہلے ہی سو کام پڑے ہیں۔۔۔اگر ضروری نہیں ہے تو میں بعد میں دیکھ لوں گا!"وہ کپ اٹھا کر کافی کے گھونٹ بھرتا بول رہا تھا۔

"ضروری ہے سر!"رمیز بغیر ہچکچائے تیزی سے بولا تو فائل اپنے سامنے سے اٹھا کر ایک طرف رکھتے زابر کے ہاتھ رکے۔

"کس بارے میں ہے؟"اس نے فائل واپس رکھی اور کھول کر پڑھنے لگا۔رمیز نے جواب نہیں دیا تھا۔پہلے صفحے پر ہی موٹی موٹی نظر ڈالتے زابر کی بھنویں آپس میں ملیں۔اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کپ آواز کے ساتھ میز پر رکھا اور اگلا صفحہ پلٹ کر پڑھنے لگا۔

"یہ کیا ہے؟"اس نے فائل واپس میز پر پھینک دی۔

"و نٹیج کی لیٹسٹ آڈِٹ رپورٹ میرے دفتر میں،میری میز پر یا تمہارے ہاتھوں

میں کیا کر رہی ہے رمیز؟" اس کی آواز غصے و بے یقینی سے قدرے بلند تھی۔ کسی مجرم کی طرح ہاتھ باندھے، سر جھکائے کھڑے رمیز نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی اداس آنکھوں سے پشیمانی صاف جھلک رہی تھی۔ پھر وہ بغیر رکے زابر کو سب بتاتا چلا گیا کہ کس طرح اس نے عکاشہ سے پیسے لے کر ملائکہ سے معلومات نکلوائیں اور یہ کہ دو دن پہلے کی ویڈیو کے پیچھے یا اس فائل کے پیچھے بھی اس کے ماموں زاد عکاشہ ناصر بٹ تھی۔ کل شام کو وہ دونوں دفتری اوقات ختم ہوتے ہی ونیٹج کے دفتر کے باہر ملے تھے اور عمارت کے خالی ہونے کا انتظار کرتے رہے تھے۔ پھر جب چوکیدار کے علاوہ سب ہی چلے گئے تو وہ دونوں اندر داخل ہوئے تھے۔ چابی ان کے پاس پہلے سے موجود تھی، وہ بآسانی لفٹ سے آٹھویں منزل پر پہنچتے archives میں گھس گئے تھے اور پھر عکاشہ وہاں سے تب ہی نکلی تھی جب اسے مطلوبہ فائل مل گئی تھی۔ فائل کی تصاویر رمیز نے اپنے موبائل سے لی تھیں اور اب انہی کے پرنٹ زابر کے سامنے کھلے پڑے تھے۔ زابر حسن کو اپنے

کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ عکاشہ خود غرض تھی، ہمیشہ سے اپنی کرتی آئی تھی، اسے شروع سے ہی لوگوں کو اپنے آگے پیچھے پروانوں کی طرح منڈلاتے دیکھنے کی عادت تھی لیکن اپنی غرض کے لیے وہ یہ سب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ اسے قطعاً کوئی اندازہ نہیں تھا۔ مطلب جب وہ زابر سے ان دونوں یعنی کائنات اور خیام کو علیحدہ کرنے کے لیے ان کی کمپنی کو توڑنے کی باتیں کرتی تھی تو وہ محض ہوائی باتیں نہیں تھیں۔ عکاشہ حقیقتاً اپنے ارادوں پر عمل بھی کر چکی تھی۔ سب کچھ سن کر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور جب ہاتھ چہرے سے ہٹائے تو کھلی پڑی فائل کے اوپر ایک سفید لفافہ بھی رکھا تھا۔

"اب یہ کیا ہے؟"اس کے ماتھے پر نئے سرے سے بل پڑے۔۔۔اسے سر کے پچھلے حصے میں درد شروع ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"میرا ریز گنیشن!"رمیز نے ہونٹ کاٹتے جواب دیا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ عکاشہ کا کب تک اسے بلیک میل کرکے مزید اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا

ارادہ ہے۔۔۔اس لیے وہ وقت رہتے ہی اس سب سے علیحد گی اختیار کر لینا چاہتا تھا اور جو کچھ اب تک وہ کر چکا تھا اسی کا گلٹ بہت تھا۔وہ ایک باضمیر نوجوان تھا!

"مجھے صرف ایک بات کا جواب دو رمیز! تم نے عکاشہ سے پیسے کیوں لیے تھے؟"

زابر نے لفافے کی طرف ہاتھ بالکل نہیں بڑھایا تھا۔

"امی سیڑھیوں سے گر گئی تھیں۔اس مہینے کی تنخواہ ان کے علاج پر خرچ ہو گئی اور بہن کی سمیسٹر کی فیس جمع کروانی تھی۔" وجہ بتاتے ہوئے رمیز کا سر مزید جھک گیا۔زابر حسن نے گہری سانس لی۔اس نے لفافہ اٹھا کر درمیان سے دو ٹکڑے کر کے کوڑے کی ٹوکری میں پھینک دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کر اس تک آیا۔

"تو مجھ سے کیوں نہیں مانگے بھائی؟ میں یہاں کس لیے بیٹھا ہوں؟" اس نے تاسف سے کہتے ہوئے دائیں بائیں رخساروں پر ہاتھ رکھ کر رمیز کا چہرہ اوپر اٹھایا جو شرمندگی سے سرخ تھا۔

"ابو کے تازہ ترین جھگڑے پر ضمانت آپ نے ہی کروائی تھی۔۔۔مزید پیسے کس

منہ سے مانگتا؟" شرم اس کی آنکھ میں پانی کی صورت آوارد ہوئی تھی۔ وہ اپنی نااہلی اور بے کسی پر شکوہ کناں بھی خود سے ہی تھا۔ وہ کیوں اس قابل نہیں بن سکا کہ اپنی حلال کی کمائی اس کے لیے کافی ہوتی؟ خیر! ایک جواری کا بیٹا ہو کر حلال کی کمائی کی بات کرنا بھی مضحکہ خیز ہی تھا۔ اس کی زندگی میں مسائل کی کمی تو نہیں تھی جو عکاشہ بھی حصہ ڈالنے آگئی تھی۔ اور تو اور اس نے کل رات رمیز سے کام نکلوانے کے بعد اسے پھر سے پیسے دینے چاہے تھے۔ وجہ سامنے کی بات تھی تاکہ وہ اپنا منہ بند رکھ سکے اور یہاں پر آکر رمیز کا خود پر سے سارا ضبط جاتا رہا تھا۔ اس کا ضمیر اس سے چیخ چیخ کر جواب طلبی کر رہا تھا۔۔۔ وہ کب سے اپنے باپ کی طرح حرام کی آسان کمائی کھانے لگا تھا؟ اس نے تو آج تک صرف محنت کو اپنا شعار بنایا تھا نا۔۔ پھر کیسے وہ عکاشہ کی چال بازیوں میں مہرہ بن گیا؟ جو پہلی اور آخری دفعہ اس نے عکاشہ سے پیسے لیے تھے وہ محض مجبوری میں لیے تھے۔ تب اس کے پاس کوئی راستہ، کوئی چارہ نہیں تھا اور پھر مجبوری میں تو حرام بھی حلال ہو جاتا ہے نا؟

"رمیز! بھائی تم جانتے ہو پیسہ میرے لیے مسئلہ نہیں ہے۔۔۔تم مجھ سے کسی بھی وقت بلا جھجک مانگ سکتے ہو۔" زابر نے اس کا گال تھپتھپاتے یقین دہانی کروائی۔

"لیکن مانگنا میرے لیے مسئلہ ہے۔۔۔آپ کو پتا ہے اس مانگنے سے مل جانے کے عرصے تک انسان کتنی دفعہ مرتا ہے؟ عزت نفس کتنی دفعہ مجروح ہوتی ہے؟ بلکہ سرے سے ختم ہی ہو جاتی ہے! آپ کو کہاں پتا ہو گا؟ آپ کے لیے تو پیسہ مسئلہ ہے ہی نہیں!" آخر میں وہ جھلملاتی آنکھوں کے ساتھ آزردہ سا مسکرایا تھا اور واقعی زابر حسن کو نہیں پتا تھا۔۔۔اسے نہیں پتا تھا کے اپنے جیسے انسانوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے انسان ننگا ہو جاتا ہے۔اس کے پاس خود کو ڈھانپنے کے لیے عزت نفس بھی نہیں بچتی!

"آئی ایم سوری! میں اگلے مہینے سے تمہاری سیلری بڑھا دیتا ہوں۔" زابر کی سمجھ میں اس کے علاوہ کچھ نہیں آیا تھا۔

"کیا سب کی بڑھا رہے ہیں؟" رمیز کے سوال پر وہ چپ تھا اور رمیز نے اپنے

چہرے پر رکھے اس کے ہاتھ جھٹک دیے تھے۔

"مطلب پھر بھیک دے رہے ہیں!" کچھ چبھا تھا دل میں اور اس کی جھلک آنکھوں میں بھی نظر آئی تھی۔

"نہیں یار! میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔نہ میں تمہاری سیلری بڑھا رہا ہوں اور نہ تم یہ جاب چھوڑ رہے ہو۔ ہم یہاں سے ایسے آگے بڑھ جائیں گے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔۔۔ٹھیک ہے؟" اسے اپنی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھتا پا کر رمیز نے آہستگی سے سر ہلا دیا۔ زابر بے ساختہ دو قدم آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو!" وہ واقعی شکر گزار تھا کیوں کہ وہ رمیز جیسا محنتی، قابل اور ہیرا انسان کھونا نہیں چاہتا تھا۔ پہلے ہی اس کی زندگی میں محبتوں کو کھونے کا موسم چل رہا تھا۔ وہ مزید کسی نقصان کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

"اب آپ کیا کریں گے؟" آنکھیں رگڑ کر صاف کرتے ہوئے رمیز نے اسے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ۔۔۔ تمہیں کوئی اندازہ ہے عکاشہ اس فائل کا کیا کرے گی؟"اس نے فائل اٹھا کر اپنے سامنے کی۔

"زیرو پرسنٹ بھی نہیں!"رمیز نے سر نفی میں سر ہلایا۔

"آہ۔۔۔یہ پاگل لڑکی!"زابر نے موبائل کی تلاش میں پینٹ کی جیبیں تھپتھپائیں پھر دائیں جیب سے موبائل برآمد کرکے عکاشہ کا نمبر ملایا۔رابطہ ممکن نہیں ہو سکا تھا۔اس نے عکاشہ پر وقت ضائع کیے بغیر ناصر بٹ کا نمبر ملایا۔

"السلام علیکم ماموں!"

"وعلیکم السلام! کیسے ہو زابر؟"

"میں ٹھیک ہوں! آپ کیسے ہیں؟"اس نے ٹھہرے ہوئے لب ولہجے میں رسم نبھائی حالاں کہ میز کی اوٹ میں اس کی داہنی ٹانگ مسلسل اوپر نیچے ہل رہی تھی۔

"میں بھی! کوئی کام تھا تمہیں؟"دوسری طرف وہ جلدی میں لگ رہے تھے۔

"ماموں! آپ گھر پر ہیں؟"

"نہیں! کیوں؟"

"اور عکاشہ؟"

"معلوم نہیں! میں تو اسے گھر پر ہی چھوڑ کر آیا تھا لیکن آج کل وہ گھر کم ہی ٹکتی ہے۔ گھر نہ ہوئی تو مان کے ریسٹورنٹ میں ہو گی۔ کال کر لو نا اسے؟ اچھا زابر! میں اس وقت تھوڑا مصروف ہوں۔۔۔ بعد میں بات ہوتی ہے۔" اور وہ زابر کے خدا حافظ کہنے سے پہلے ہی فون بند کر چکے تھے۔ اس نے تیسری دفعہ ناصر بٹ کے گھر کا نمبر ملایا۔ فون کسی ملازم نے اٹھایا اور گھر پر کسی کے نہ ہونے کی تصدیق کی۔

"آپ کو اپنے ماموں کو سب بتا دینا چاہیے تھا!" خاموش کھڑے رمیز نے اس کے فون میز پر رکھتے ہی اپنے دل کی بات کہی۔

"نہیں! آئی ول ہینڈل ہر۔ تم ایسا کرو آج کی میٹنگز کینسل کر دو۔۔۔ میں اب یہ مسئلہ جڑ سے اکھیڑ کر ہی واپس آؤں گا۔" زابر تیز تیز بولتا اٹھ کر کوٹ دوبارہ پہننے

لگا۔

"میں دیکھ لوں گا!" رمیز نے سر ہلایا تو زابر میز پر سے فائل اٹھا کر اس کا شانہ تھپکتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

****

"You've hit a jackpot... really Ms. Nasir!

مجھے اندازہ تھا کہ میں نے آپ کو صحیح گائیڈ کیا ہے لیکن پہلی ہی کوشش میں آپ کامیاب ہو جائیں گی۔۔۔؟

I never expected this!"

اپنے سامنے کھلی دونوں فائلز کا موازنہ کرتے وکیل نے حیرت انگیز لہجے میں کہا۔

اسے سامنے بیٹھی لڑکی پر رشک آیا تھا۔۔۔ کاش وہ بھی اس کی طرح جو چاہتا کسی بھی طریقے سے پا لینے والی شخصیت کا حامل ہوتا۔ خیر! اس نے عکاشہ سے یہ سبق سیکھ لیا تھا۔

"!I already knew it"

عکاشہ نے کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے تعریف وصول کی۔ اسے ان ستائشی نظروں اور لہجوں کی عادت تھی۔

"لیکن تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے وکیل! کل شام کا کہہ کر تم فائل لے کر اب آ رہے ہو۔" وہ یقیناً اس سے کئی سال بڑا تھا لیکن آج کی دنیا میں سب سے بڑا پیسہ ہے۔ جو جتنا پیسے والا وہ عزت کا اتنا ہی حق دار اور بد قسمتی سے اس معاملے میں ہمارا وکیل کنگال تھا۔

"آئی ایم سوری! میں تو لنچ کے بعد ہی ایف بی آر کے دفتر چلا گیا تھا لیکن میری اپنے دوست سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ ابھی یہاں آنے سے پہلے میں اس کے پاس سے ہوتا آیا ہوں!" اس نے جلدی سے وضاحت پیش کی۔ دن کے ساڑھے دس بج رہے تھے اور وہ دونوں Camero's کے ہی لاؤنج میں ایک طرف بیٹھے تھے۔

"اوکے۔۔۔لیوِاٹ! اب بتاؤ ونیٹج کو کتنا نقصان ہو سکتا ہے؟" وہ فوراً کام کی بات پر آئی۔

"ونیٹج کا لائسنس تک کینسل ہو سکتا ہے!"

"گڈ!" اس کے ہونٹوں پر خوب صورت سی مسکراہٹ در آئی۔

"پھر کب میں یہ فائل اپنے دوست تک پہنچاؤں؟" اس نے ونیٹج کی آڈِٹ رپورٹ اٹھائی۔

"ابھی نہیں۔۔۔کل!" اس نے خیام کی سالگرہ کے لیے سرپرائز پلان کیا تھا۔وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کل ایسا کیا ہے لیکن اس کے پاس وہ مقام ہرگز نہیں تھا اور اس حقیقت سے وہ بخوبی واقف تھا۔اسی لیے خاموش ہو گیا۔

"اوکے۔۔۔تو پھر میں چلتا ہوں! فائلز آپ کے پاس رہیں گی یا میرے پاس؟" وہ اٹھنے کے لیے پر تول رہا تھا۔عکاشہ نے بیگ سے ایک لفافہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"اور فائلز تم اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔۔ٹائم ہم فون پر ڈیسائیڈ کر لیں گے!"

"یہ کیا ہے؟"اسے اندازہ تھا لیکن پھر بھی پوچھ لیا۔

"خود دیکھ لو؟"عکاشہ نے ہاتھ اٹھا کر لفافے کی طرف اشارہ کیا۔اس نے ہچکچاتے ہوئے لے کر کھولا۔کڑکڑاتے نوٹوں کی ایک ہی جھلک اس کا شک یقین میں بدل چکی تھی۔

"مس ناصر!اگر میں آپ سے کہوں کہ مجھے اپنا معاوضہ پیسوں کی بجائے کسی اور صورت میں چاہیے تو۔۔۔؟"اس نے لفافہ واپس رکھ دیا۔

"مثلاً؟کس صورت میں؟"عکاشہ آنکھوں میں الجھن لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

اگر وہ اپنی اوقات سے باہر کا کوئی مطالبہ کرتا تو وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے قتل سے اسے کون روکے گا؟ارد گرد موجود اسٹاف کی تو اس کے سامنے آواز نکالنے کی ہمت نہیں تھی!

"ہماری لاء فرم میں سینئر اٹرنی کی پوزیشن خالی ہے۔اگر آپ بیرسٹر رحمان کو ایک

کال کر دیں تو میں ساری زندگی آپ کا وفادار رہوں گا!" بہت بڑا وعدہ تھا لیکن وہ کرنے کو تیار تھا۔ کب تک وہ دوسروں کے لیے کیس سٹڈی کر کر کے انہیں ثبوت و شواہد جمع کر کے دیتا رہے گا؟ اسے اپنے چھوٹے سے دفتر سے نکل کر حقیقتاً وکالت کرنی تھی۔ عدالت میں مقدمات کی پیروی کرنی تھی۔ بہت ہو گئی خدمت خلق!

"ہمم! تو تمہیں پروموشن چاہیے؟" وہ پر سوچ انداز میں بولی۔ مانگا تو اس نے اپنی اوقات سے باہر ہی تھا لیکن عکاشہ کا موڈ اچھا تھا اور کچھ وہ اس کے کام سے متاثر بھی ہوئی تھی۔

"!?Please... I desperately need that position"

وہ التجائیہ نظروں سے اسے دیکھتا سانس تک روکے ہوئے تھا۔

"فائن! میں بیرسٹر انکل کو کال کر دوں گی۔" اس نے ذرا سا سر ہلایا اور سامنے بیٹھے شخص کو جیسے نئی زندگی مل گئی تھی۔

"تھینک یو سو مچ مس ناصر! آپ کو جب بھی میری ضرورت ہوئی میں پہلی کال پر

www.novelsclubb.com

بھاگا آؤں گا۔یہ میرا کارڈ ہے۔۔۔کل بھی ٹھیک طرح سے تعارف نہیں ہو سکا تھا۔میرا نام۔۔۔"وہ خوشی خوشی کرسی سے اٹھ کر بولے جارہا تھا پر بوریت سے اسے سنتی عکاشہ نے ہاتھ اٹھا دیا۔

"Forget it!"

اسے وکیل کے نام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی،اس کے کام سے تھی۔البتہ کارڈ اس سے لے کر عکاشہ نے میز پر پھینک دیا تھا۔

"لیکن پھر آپ بیرسٹر صاحب کو کیا بتائیں گی؟آپ تو میرے نام تک سے واقف نہیں ہیں!"اسے اصل فکر بھی اسی بات کی تھی۔وہ ابھی پورا خوش بھی نہیں ہو سکا تھا کہ یہ نئی افتاد اس کے سر آپڑی۔یہ امیروں کی اولادوں کو اپنے علاوہ اور کوئی انسان،انسان کیوں نہیں لگتا تھا؟

"سیریئسلی؟دماغ نہیں ہے تمہارے پاس کیا؟بیرسٹر انکل کو پتا ہے انہوں نے میرے پاس اپنا کون سا ناکارہ پرزہ بھیجا تھا!"عکاشہ نے اپنے بگڑے تاثرات

چھپانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔بلکہ وہ اس کی ترقی کے لیے دی گئی رضامندی تک واپس لینے کا سوچ رہی تھی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مس ناصر! آئی ایم سوری لیکن میں ناکارہ نہیں ہوں اور اس کا ثبوت آپ کے سامنے ہے۔"اس کا جی تو چاہا تھا کہ اپنے اندر ابلتی، جوش مارتی ساری فرسٹریشن عکاشہ پر اتار دے لیکن یہ بے وقوفی اسے بہت مہنگی پڑ سکتی تھی اور وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے پیر پر کلہاڑی نہیں مارنا چاہتا تھا۔

"Whatever!"

اس نے نخوت سے سر جھٹکا تو وہ کالے کوٹ کا بٹن بند کر کے تھوڑا جھک کر فائلز اٹھانے لگا۔لفافہ البتہ وہی رکھا تھا۔

"اٹھاؤ اسے۔۔۔اور مجھے اپنی بات دہرانا پسند نہیں ہے!"اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔اب وہ عکاشہ ناصر بٹ کے اعصاب پر سوار ہو رہا تھا کیوں کہ دے کر لینا اس کی عادت میں شامل نہیں تھا۔وکیل نے ہونٹ بھینچ کر اس کے کبیدہ تاثرات

دیکھے اور مجبوراً ہی سہی لفافہ اٹھا کر کوٹ کی اندرونی جیب میں منتقل کیا۔

"بہت شکریہ آپ کا مس ناصر!" اس کا لہجہ تناؤ کا شکار تھا پر عکاشہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ جواب دیے بغیر اٹھی، ایک نظر ریستوران کے باورچی خانے پر ڈال کر اسے جاذب علی کی تلاش میں نکلنا تھا لیکن بالکل غیر متوقع طور پر اپنے سامنے زابر حسن کو دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"تم کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟" وہ آندھی طوفان کی طرح اس تک پہنچا تھا اور اب کہنی سے پکڑے سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"یہ کیا فضول حرکت ہے؟ اپنی حد میں رہو زابر!" عکاشہ اسے یہاں دیکھ کر حیرت کے ابتدائی جھٹکے سے سنبھل گئی تھی اور اب ناگواری سے کہتی ہوئی اپنا بازو اس سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن زابر کی گرفت مزید سخت ہو گئی۔

"اصل میں تم اپنی حد میں رہو! تمہاری ہمت کیسے ہوئی رمیز کو یوں استعمال کرنے کی؟ کس جرات سے تم نے اسے بلیک میل کیا؟ اور کائنات سے تمہیں کیا

چاہیے؟" وہ فائل میز پر پٹختا دھاڑا تھا۔ ٹرانسپیرنٹ فائل سے ونٹیج کا نام پڑھ کر عکاشہ نے ایک پل کے لیے آنکھیں بند کیں اور جب کھولیں تو وہ سیدھی وکیل پر جا ٹھہریں جو دونوں فائلیں سینے سے لگائے شدید الجھن کا شکار نظر آ رہا تھا۔ وہ اس کشمکش میں مبتلا تھا کہ آیا اسے مداخلت کرنی چاہیے یا نہیں؟ عکاشہ کے وکیل کے طور پر اسے یوں منہ سیے کھڑے ہو کر تماشا تو نہیں دیکھنا چاہیے تھا!

اسے بولنے کے لیے منہ کھولتے دیکھ کر عکاشہ نے سر نفی میں ہلایا اور آنکھوں سے جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے سر ہلانے پر ہی زابر کو وہاں کسی تیسرے وجود کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔

"اے۔۔۔ رکو تم!" وکیل دو قدم بھی نہیں اٹھا پایا تھا جب زابر کی آواز آئی اور وہ خود بھی تیزی سے اس کے سامنے پہنچا۔

"دو مجھے؟" اس نے فائلوں کے لیے ہاتھ پھیلایا لیکن جب اسے سامنے والا دینے پر آمادہ نظر نہیں آیا تو اس نے خود ہی بازو لمبا کر کے فائلیں وکیل کے ہاتھ سے جھپٹ

لیں۔

"زابر! فائل واپس کرواسے۔" تماشادیکھتی عکاشہ کو فائل کے اندر کامواد یاد آیا تو وہ ان دونوں کی طرف بڑھی۔ ایک قاتل گھوری سے وکیل کو نواز کر وہ زابر کی طرف متوجہ ہوئی جو پہلی فائل کھولے اسے پڑھ رہا تھا۔

"زابر حسن! میں تم سے مخاطب ہوں۔" وہ مٹھیاں بھینچے چلائی ورنہ جی تو چاہ رہا تھا ایک رکھ کے لگائے زابر حسن عرف ناکام عاشق عرف یونیورسل ایڈیٹ کو!

"What the heck?"

پہلی فائل وہی تھی جو رمیز اسے دے چکا تھا البتہ دوسری کا پہلا صفحہ پڑھتے ہی وہ شدید حیرت کا شکار ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے اگلا صفحہ پلٹا، تیسرا، چوتھا اور آخری صفحہ بھی دیکھ کر اس نے فائل ٹھک سے بند کی اور حیرت سے پھٹی نگاہیں عکاشہ کی طرف موڑیں۔

"واؤ علاشہ! بہت مبارک ہو۔۔۔ ایک دفعہ پھر تم نے جو کہا وہ کر دکھایا۔" اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فائلیں بغل میں دبا کر عکاشہ کے لیے باقاعدہ تالی بجائی جس نے آنکھیں گھماتے ہوئے ہاتھ سینے پر باندھے۔

"لیکن معذرت! اتنے پاپڑ بیلنے کے بعد بھی تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ کائنات کو مزید نقصان پہنچانے کی اجازت میں تمہیں نہیں دے سکتا!" فائلیں دوبارہ تھامتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا اور واپسی کے لیے قدم موڑے لیکن اس دفعہ عکاشہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"تمہاری اجازت کی ضرورت کسے ہے؟ شرافت سے فائلز واپس کردو مجھے؟" جیسے کچھ دیر پہلے زابر وکیل کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا ویسے ہی اب وہ کھڑی تھی۔ لیکن وہ دونوں جانتے تھے کہ زابر کی طرح زبردستی چھین لینے کی صلاحیت یا طاقت عکاشہ میں نہیں تھی۔

"میں نہیں دے رہا!" زابر مضبوطی سے بولا۔ "لیکن مجھے ایک بات جاننی ہے۔۔۔ تم یہ کیوں کر رہی ہو؟ کس لیے کر رہی ہو؟"

عکاشہ جواباً خاموش تھی اور اپنا پھیلا ہوا ہاتھ بھی واپس کھینچ چکی تھی۔

"ڈونٹ ٹیل می تم یہ سب اس خیام کے لیے کر رہی ہو؟ اگر تمہیں وہ چاہیے تو جا کر اسے سیڈیوس کرو۔۔۔کائنات کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟" جواب طلبی کرتی زابر کی آواز معمول سے اونچی تھی۔ اپنے کاموں سے آتے جاتے اسٹاف کی آنکھیں، کان، دماغ سب ان کی طرف متوجہ تھا لیکن رک کر تماشے سے لطف اندوز ہونے کی سہولت ان کے پاس نہیں تھی۔۔۔کیا معلوم عکاشہ غصے میں ان کے ساتھ کیا کر بیٹھے؟

"کون خیام؟ اس کی پرواہ کسے ہے؟

"!I just hate that girl named Kainat

عکاشہ بھی اپنا آپا کھوتی چلائی اور اس کے لہجے سے شدید نفرت ٹپک رہی تھی۔

"?What in the world did she do to you"

اس کے زہر خند انداز پر زابر کا دماغ بس الٹنے ہی والا تھا۔۔۔وہ کس بنیاد پر یہ نفرت

پالے ہوئے تھی؟

"زابر! ایسے مت بن جاؤ جیسے تم کچھ جانتے ہی نہیں ہو۔"

"نہیں، میں نہیں جانتا! بتانا ذرا؟"

"فائن! تمہارے سامنے اس نے مجھے چڑیل کہا تھا۔۔۔سوچو تمہارے پیچھے کیا کچھ کہا ہو گا؟اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی بھرے مجمع میں عکاشہ ناصر بٹ کو نیچا دکھانے کی؟!"سوچ کر ہی اس کا خون ابل رہا تھا۔

"Don't make me laugh Akasha!

جیسے میں تمہیں جانتا نہیں ہوں۔"وہ استہزائیہ ہنسا۔

"کون جانے تم نے اسے کیا کچھ کہا تھا جو وہ یہ کہنے پر مجبور ہوئی؟مجھے بتا سکتی ہو تم۔۔۔؟!"وہ مسکراتا ہوا کان اس کے قریب کرتا بولا۔

"Zaabir! Don't test my limits!"

اس کا نام لٹکا کر ادا کرتی وہ غصے سے پھٹنے کے قریب تھی۔وہ عکاشہ ناصر بٹ

تھی۔۔۔اسے کسی کو کچھ بھی کہنے کا حق حاصل تھا!

"I wouldn't dare!"

اس نے ہاتھ سرینڈر کی صورت میں اٹھائے۔ایک خالی تھا،دوسرے میں رول کی ہوئی فائلیں تھیں۔

"ویسے آپس کی بات ہے تم اتنی ذہین ہرگز نہیں ہو! ویڈیو والا اسٹنٹ تمہارا ہو سکتا ہے لیکن یہ فائل نہیں۔۔۔کس کا آئیڈیا تھا یہ؟وکیل صاحب آپ کا؟"عکاشہ سے بات کرتے کرتے وہ وکیل کی طرف پلٹا جو اس کی توجہ خود پر منتقل ہوتے دیکھ کر سٹپٹا گیا۔وہ بولا کچھ نہیں تھا لیکن زابر کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔

"تم ہمیشہ سے یہی کرتی آئی ہو۔۔۔اپنی انا کی فتح کے لیے دوسروں کو استعمال کرنا ایسا کوئی قابلِ فخر عمل نہیں ہے عکاشہ!"وہ افسوس کرتا بولا تو عکاشہ نے جلتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ٹھیک ہے۔۔۔وہ ہمیشہ سے دوسروں کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی سیڑھی سے ان کی ہتھیلیوں کو اپنے قدموں تلے روندھتی ہوئی منزل تک

پہنچتی تھی لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ وہ اس بات کا اعتراف کر لیتی یا کسی دوسرے کے منہ سے ہی سن لیتی!

"ہاں۔۔۔اپنی چیز دوسروں کو لیتے دیکھ کر اس پر خاموش رہنا قابل فخر عمل ہے!"

"کیا مطلب ہوا اس بکواس کا؟" اس کو بے عزت کرتے زابر کا سارا اطمینان رخصت ہوا۔

"ویل! کوئی روتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اس کی محبت اس سے چھین لی گئی اور وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔۔۔تم جانتے ہو نا میں کس کی بات کر رہی ہوں؟" عکاشہ نے مسکراتے ہوئے وار کیا اور گھائل ہوتے زابر نے آنکھیں بند کرتے ہوئے اس وقت کو کوسا جب اس نے اپنے محسوسات کا اظہار اپنی ناگن نما کزن سے کیا تھا۔

"اور میری آفرا بھی موجود ہے۔۔۔کائنات چاہیے تو فائل مجھے دے دو؟"

بظاہر تو وہ پر سکون تھی لیکن اندر ہی اندر وہ شدت سے اس کے مان جانے کی دعائیں

کر رہی تھی۔پیشکش اب بھی بہت پر کشش تھی لیکن زابر حسن جانتا تھا کہ کائنات کا برینڈ اس کے لیے کتنا اہم ہے!

"ہر گز نہیں عکاشہ! مجھ پر ایموشنل بلیک میلنگ نہیں چلے گی۔۔۔میں یہ کائنات کو دینے جارہا ہوں۔"اس نے فائل والا ہاتھ ہلایا اور عکاشہ سے کترا کر گزرتا میز پر سے اپنی لائی ہوئی فائل بھی اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"زابر!!"عکاشہ نے پاؤں پٹختے ہوئے چلا کر اسے پکارا۔

"گڈ بائے کزن!"زابر پلٹ کر مسکراہٹ اچھالتا چلا گیا۔

"تمہارے پاس کاپی ہے نا؟"وہ تیزی سے وکیل کی طرف پلٹی۔

"نہیں مس ناصر!"اس نے کوئی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی سر جھکا لیا۔

"اور ابھی تم ناکارہ نہیں ہو!"وہ طنز اس کے منہ پر مارتی،میز سے اپنا بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف بھاگی۔اتنی آسانی سے ہار مان لینا اس سرشت میں نہیں تھا!

زابر ریستوران کا شیشے کا دروازہ کھول کر احاطے میں آیا۔اس نے پتلون کی جیب

سے موبائل نکال کر وقت دیکھا، گیارہ بج کر ستائیس منٹ ہو چکے تھے۔ کائنات اس وقت یقیناً اپنے دفتر میں ہو گی لیکن اس کا شوہر بھی تو وہیں ہو گا۔ اس کے منہ میں خیام کے خیال سے ہی کڑواہٹ گھلنے لگی۔ اگر عکاشہ بے وجہ ہی کائنات سے نفرت کر سکتی تھی تو اس کے پاس تو خیام سے نفرت کرنے کی گز بھر لمبی وجہ تھی۔

زابر سے اس کی محبت چھن جانے کا ذمہ دار تھا وہ!

اور زابر حسن اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ اسی خیال کے زیر اثر اس نے کائنات کا نمبر نکال کر ملایا۔ وہ خود سے یہ نمبر دوبارہ کبھی نہ ملانے کا وعدہ کر چکا تھا لیکن اس وقت کوئی وعدہ اہم نہیں تھا۔ زابر حسن کے لیے کائنات عالم کے سوا کچھ بھی اہم نہیں تھا!

وہ موبائل کان سے لگائے بجتی گھنٹی کو سنتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا لیکن رابطہ منقطع ہونے کی آواز پر گاڑی کا دروازہ کھولتے اس کے ہاتھ رکے۔ اس نے تیزی سے نمبر دوبارہ ملایا۔ اس دفعہ فوراً ہی کال رد کر دی گئی۔ وہ یقیناً کہیں مصروف

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔۔۔اس سوچ کے آتے ہی اس نے کائنات کے دفتر کے قریب واقع ایک ریستوران کا نام لکھ کر جلد سے جلد وہاں پہنچنے کا پیغام بھیجا اور خود دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

ریستوران کے اندر سے اسے دیکھتی عکاشہ نے گاڑی احاطے سے نکل جانے کا انتظار کیا تھا۔ پھر وہ بھی اپنی گاڑی میں سوار ہوتی اس کے تعاقب میں نکل پڑی۔ اسے کچھ بھی کر کے زابر حسن کو روکنا تھا۔۔۔ لیکن کیا وہ رک ہی جاتا؟

****

"ویلکم رضا صاحب! ویلکم!" کانفرنس روم کا دروازہ کھول کر اندر آتے رضا کا استقبال خیام نے بھرپور طرز سے کیا تھا۔ میٹنگ بالکل ابھی ابھی برخواست ہوئی تھی۔ کائنات عالم پراجیکٹر اسکرین کی دائیں طرف رکھے روسٹرم پر پڑے ارشد کے لیپ ٹاپ پر کھلی ایکسل فائل اس کے ساتھ ڈسکس کر رہی تھی۔ خیام تھوڑی دیر پہلے تک اپنی کرسی پر جھول رہا تھا اور اب ایک نظر گھڑی کو دیکھتا ہوا دوبارہ اپنی

طرف بڑھتے رضا کو گھور رہا تھا۔ گیارہ بج کر تئیس منٹ ہو چکے تھے۔

"بابا نے تمہیں میرے پاس بھیجتے ہوئے پتا ہے کیا کہا تھا؟ یہی کہ کام والا بندہ تمہارے ساتھ بھیج رہا ہوں لیکن میں سوچ رہا ہوں۔۔۔ کتنا غلط کہا تھا!" اس نے کل دوپہر میں رضا کو رمیز کی تلاش پر لگایا تھا اور اس سے شام تک تلاش کر لینے کی توقع بھی پالے بیٹھا تھا۔ اب رضا بے چارہ جادو جانتا ہوتا تو چٹکی بجاتے ہی اسے ساری معلومات دے دیتا لیکن بدقسمتی سے وہ جادو نہیں جانتا تھا۔

"کام ہو گیا ہے سر!" رضا نے جتاتے ہوئے لہجے میں کہہ کر فائل اس کے سامنے رکھی۔ رمیز کو تلاش کرنا اس کی توقع سے تھوڑا مشکل ثابت ہوا تھا لیکن بالآخر وہ اس تک پہنچ ہی گیا تھا۔

"شاباش۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے اتنی دیر کرنے پر میں تمہیں شاباشی دوں گا؟ میں خود کو اتنا اچھا پاپی۔ اے رکھنے پر شاباشی دے رہا تھا!" فائل تیزی سے اٹھا کر کھولتے ہوئے بھی وہ بکواس کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔ رضا نے خاموشی سے آنکھیں

گھمائیں۔اس میں صبر کا مادہ عام لوگوں سے تھوڑا زیادہ تھا۔۔۔اسی لیے ابراہیم شاہ نے اسے اپنے ناقابل برداشت سپوت کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔

"کون ہے یہ ؟" فائل سے برآمد ہوتی رمیز کی تصویر دیکھ کر خیام نے پر سوچ انداز اپنایا۔

"رمیز وجاہت۔۔۔"اس نے ذہن پر زور ڈالا لیکن نہیں! وہ اس چہرے سے بالکل ناواقف تھا۔شاید کائنات جانتی ہو۔۔۔اس نے تصویر رکھتے ہوئے سوچا اور فائل میں درج کوائف پڑھنے لگا۔اس میں رمیز وجاہت کی زندگی الف سے لے کر ے تک رقم تھی۔خیام نے متاثر ہو کر ابرو اٹھائے لیکن منہ سے ایک بھی تعریفی جملہ نہیں کہا تھا۔اگر ابراہیم شاہ نے کچھ کہا تھا تو اس کا الٹ ہونا ناممکنات میں سے تھا!

"ایک سیکنڈ رضا! یہاں آؤ۔۔۔؟"ایک سطر پر آکر وہ بری طرح الجھا تھا۔

"جی سر؟"رضا نے جھک کر فائل پر رکھی اس کی انگلی کا نگاہوں سے تعاقب کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا اس کے امپلائر والے خانے میں زابر حسن لکھا ہے یا میری آنکھیں غلط دیکھ رہی ہیں؟" وہ بے یقین تھا۔۔۔حد درجہ بے یقین۔

"نہیں سر! آپ کی آنکھیں ٹھیک دیکھ رہی ہیں۔" اس کے ڈرامائی انداز پر رضا نے کوئی رد عمل نہیں دیا تھا۔ وہ دن میں خیام شاہ نامی ڈرامے کی لاتعداد اقساط دیکھا کرتا تھا!

"لعنت ہے قسم سے! آج سمجھ آئی ایکس کو سانپ سے تشبیہ کیوں دی جاتی ہے۔" خیام نے فائل میز پر رکھی اور کہنیاں میز سے ٹکا کر ہاتھوں پر چہرہ رکھتا زابر حسن کے نام کو گھورنے لگا۔ ظاہر سی بات ہے۔۔۔رمیز نے یہ سب زابر کے کہنے پر کیا تھا۔ لیکن زابر ایسا کیوں کرے گا؟ اسے یہ نہیں سمجھ آیا تھا۔ کائنات کے سامنے تو وہ معصومیت کا پتلا بنا پھرتا تھا۔ اسے گالا پر ہوئی ملاقات یاد آئی اور زابر کے لیے اپنی جلن ظاہر کرنے پر کائنات کا جواب بھی۔

"وہ بے چارہ کیا کہہ رہا ہے تمہیں؟ ایک لفظ نہیں نکالا اس نے منہ سے۔۔۔نہ اچھا

نہ برا۔"

نہ اچھا نہ برا لفظ نکالنے والے نے پکڑ کر یہ کیا کر دیا تھا؟ وہ سوچوں میں گم تھا چونکا تب جب اس کے چہرے سے کچھ فاصلے پر پڑا کائنات کا موبائل تھر تھرایا۔ خیام نظر انداز کر دیتا اگر جو سکرین پر چمکتا نام زابر حسن کا نہ ہوتا۔ اس نے ہاتھ بڑھا فون پکڑا اور اسے یوں گھورنے لگا جیسے وہ زابر حسن ہی ہو۔ فون اس کے ہاتھ میں تھر تھراتا ہوا گھنٹیاں پوری ہونے پر رک گیا۔ خیام نے زابر کا نمبر لینے کے لیے اسکرین تیزی سے ان لاک کی۔ کائنات کا پاسورڈ وہ پتا نہیں کب سے جانتا تھا۔۔۔ اس نے کبھی اس معاملے میں رازداری برتی ہی نہیں تھی۔ وہ ابھی کانٹیکٹس کھول بھی نہیں پایا تھا جب کال پھر سے آنے لگی۔ اس نے جھلا کر فوراً ہی کاٹ دی اور نمبر نکال کر اپنے فون میں محفوظ کرنے لگا۔ وہ یہ معاملہ کائنات سے بالا ہی بالا حل کرنے کا سوچ چکا تھا۔ اگر زابر حسن نے کوئی کھیل شروع کیا تھا تو اس کا مقابلہ کرنے والا خیام شاہ ہونے والا تھا، کائنات عالم نہیں! نمبر لے کر زابر کی ابھی آئی

کالز کا ریکارڈ مٹاتا وہ اسکرین لاک کرنے والا تھا جب اسی نام سے پیغام موصول ہوا۔

زابر نے کائنات کو جلد سے جلد ملنے کا کہا تھا۔ ریستوران کا نام یاد کر کے خیام نے پیغام بھی کاٹ دیا اور فون رکھ کر اٹھا، فائل اس کے ہاتھ میں تھی۔

"خیام! کہاں؟" کائنات نے اسے رضا کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر پوچھا۔

"مجھے کام ہے ایک۔۔۔ تھوڑی دیر تک آجاؤں گا!" وہ جواب دے کر اس کا ردعمل دیکھنے کے لیے رکا نہیں تھا۔

"رضا! کل والی سی۔سی۔ٹی۔وی مجھے سینڈ کرو۔" وہ ہدایات دیتا تیزی سے راہداری پار کر رہا تھا۔

"اس میں تو اس کی شکل ہی نہیں نظر آرہی۔۔۔ فائدہ؟" رضا نے بڑے سکون سے خیام کی ذہانت پر دو حرف بھیجے۔ وہ چلتے چلتے رک گیا اور اسے گھورنے لگا۔

"رضا صاحب!" یہ صاحب کا لاحقہ تکریمی سے زیادہ تنبیہی تھا۔

"اچھا۔۔۔کیا یاد کریں گے! برگر کنگ والی بھیج رہا ہوں۔" رضا نے جیب سے موبائل نکال کر ویڈیو اسے بھیجی۔

"اب انسانوں کی طرح مجھے لابی والی بھی بھیج دو۔۔۔جس کو دکھانے جارہا ہوں وہ پہچان لے گا!" خیام نے ویڈیو ڈاؤن لوڈنگ پر لگاتے کہا۔

"میڈم کی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ آپ مجھ سے کس خوشی میں چھپا رہے ہیں؟ زابر حسن سے ملنے جارہے ہیں آپ!" کبھی کبھار رضا بھی اپنی صابر شاکر طبیعت کے برخلاف خیام کی حرکتوں پر متجسس ہو جایا کرتا تھا۔

"رضا۔۔۔دی اسمارٹی پینٹس! ہر بات ہر کسی کو بتانے والی نہیں ہوتی۔" خیام نے اس کا گال تھپتھپاتے کہا اور رضا نے اسے 'سیریئسلی؟' والی نظروں سے دیکھا۔

"میرے لیپ ٹاپ میں ہے۔۔۔بھیج دوں گا آپ کو! اور ہاں Camero's کی فوٹیج کا کیا بنا؟" رضا نے یاد آنے پر پوچھ لیا۔

"تمہارا بھائی کسی کام میں ہاتھ ڈالے اور وہ ہو جائے؟ ممکن ہی نہیں ہے! ابراہیم

شاہ کا ترلہ لینا پڑے گا۔" اس نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اور ابھی ابراہیم سر میرے معاملے میں غلط تھے!" رضا کی بڑبڑاہٹ بڑی واضح تھی۔

"کہتے ہو تو تمہیں ابراہیم سر کے پاس ہی بھیج دیتا ہوں۔۔۔ میرے باپ کو بھگتو گے تو میری قدر خود ہی آجائے گی!" آخر میں وہ بھی واضح طور پر بڑبڑایا۔

"میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا!" رضا کی باچھیں حقیقتاً کھل گئیں۔ اگر ابراہیم شاہ اور خیام شاہ میں سے کسی ایک کو باس کے طور پر چننے کا انتخاب ہوتا تو کوئی عقل کا اندھا ہی خیام شاہ کو چنتا!

"ابھی میں جلدی میں ہوں۔۔۔ تم سے آکر نپٹتا ہوں!" خیام نے انگلی اٹھا کر دھمکی دی اور ہال پار کرتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں!" رضا نے پیچھے سے آواز دی۔۔۔ دو چار لوگوں نے کمپیوٹرز سے سر اٹھا کر ناگواری سے اسے دیکھا اور اس کے پلٹ جانے پر اپنے کام

میں مصروف ہو گئے۔ خیام سنی ان سنی کرتا لفٹ تک پہنچا۔ زابر حسن۔۔۔ زابر حسن۔۔۔ تم کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ اس کے پاس سوچنے کے لیے بہت سے امکانات تھے اور وہ گاڑی دوڑاتے ہوئے انہی کو سوچے جا رہا تھا۔ رقابت اسے پسند تھی لیکن پھر وہ اپنے سامنے ہوتی تو مزہ آتا۔۔۔ یہ دوسروں کے پیچھے چھپ کر وار کرنا اس کے نزدیک بہت اوچھی حرکت تھی۔ اگر زابر حسن میں اتنا دم خم ہوتا تو وہ سامنے سے آتا اور رقیبوں میں سے سب سے برے اسے بزدل لگا کرتے تھے۔ وہ جو کھیل کو کھیل کے اصولوں کے مطابق نہیں کھیلتے تھے!

"چل بھی پڑو بھائی! کیوں میرا صبر آزما رہے ہو؟" اس نے بڑبڑاتے ہوئے ہارن پر ہاتھ رکھا۔ اس وقت اتنا بڑا ٹریفک جیم کیوں تھا؟

"السلام علیکم بھائی جان!" اس نے شیشہ اتار کر پاس سے گزرتے راہگیر کو پکارا۔

"وعلیکم السلام!"

"آگے کیا ہوا ہے؟ ٹریفک کیوں رکی ہوئی ہے؟"

"کوئی سامان سے بھرا ہوا ٹرک الٹ گیا ہے!"

"لعنت۔۔۔"وہ سنسر کیے جانے والے الفاظ ادا کرتا گاڑی ریورس کرنے لگا۔اس سے پہلے کہ پیچھے سے بھی گاڑیاں مل کر اسے نہ آگے کا چھوڑتیں اور نہ پیچھے کا۔اور یوں وہ دفتر سے پندرہ منٹ کی مسافت پر واقع ریستوران میں پینتالیس منٹ بعد پہنچا تھا۔اس دوران آدھے گھنٹے سے زیادہ دیر انتظار کرتے زابر حسن نے کائنات کا نمبر ملایا جو اس دفعہ مل گیا تھا اور مطلوبہ بندی کو ہی ملا تھا۔

"تم ابھی تک آئی کیوں نہیں؟"زابر کے اس مطالبے پر وہ حیران ہوئی۔۔۔بھلا اس نے کہاں جانا تھا؟جواباً زابر نے اپنی پچھلی کالز اور میسج کا بتاتے ہوئے جلدی آنے کا کہا تو کائنات عالم الجھتی ہوئی ریستوران کے لیے نکل پڑی۔

خیام شاہ اس نئ پیش رفت سے انجان گاڑی پارک کرتا،فرنٹ سیٹ سے فائل اٹھا کر گاڑی سے نکلا۔ریستوران میں زیادہ رش نہیں تھا۔۔۔خیام کو زابر ایک میز پر اکیلا بیٹھا نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھا۔زابر حسن نے اسے اپنی طرف بڑھتے

دیکھا تو اس کی اوپر نیچے ہلتی ٹانگ رک گئی۔اوہ۔۔۔تو اس لیے کائنات اس کی کالز اور میسج سے انجان تھی۔اس نے اپنے گھٹنے پر رکھی فائلز ساتھ والی سیٹ پر ڈال دیں اور صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں سکیڑے خیام کو دیکھنے لگا۔

"میرے سامنے تو بڑا کائنات، کائنات کر رہا تھا۔۔۔اب اس نے خیام کو کیوں بلا لیا؟"زابر سے کچھ فاصلے پر بیٹھی مینیو کارڈ کے پیچھے چھپی عکاشہ کراہی۔خیام اس کے سامنے رکھے خالی صوفے پر جا کر خاموشی سے بیٹھ گیا،فائل اس کے ہاتھ میں ہی تھی۔

"مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے تمہیں بلایا تھا!"زابر نے بات کا آغاز کیا اور ماحول میں تناؤ ابھی سے بڑھنے لگا تھا۔

"میری بیوی کو تو بلایا تھا نا۔۔۔وہ آتی یا میں،ایک ہی بات ہے!"خیام شاہ،خیام شاہ تھا یعنی ہمیشہ کی طرح لاپرواہ۔'میری بیوی' کہہ کر خیام نے اتنے فاصلے پر ہوتے ہوئے بھی رکھ کے تھپڑ مارا تھا زابر کو۔۔۔جس نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"میرے لیے ایک ہی بات نہیں ہے! تم سے کہنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔۔۔اس لیے دفع ہو جاؤ۔" جوابی کارروائی کرتے ہوئے زابر نے بھی کوئی لحاظ نہیں کیا تھا اور کیا اس کے لیے خیام شاہ ہی رہ گیا تھا جس کا وہ لحاظ کرتا؟

"میرے پاس ہے!" خیام نے ٹھنڈی ٹھار مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور فائل اس کے سامنے میز پر پھینکی۔ تھوڑی دیر اسے گھورتے رہنے کے بعد زابر نے فائل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کے چہرے پر بالکل کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ اسے غور سے دیکھتے خیام کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

"اپنے پی۔اے کے بارے میں یہ ساری معلومات میرے پاس بھی ہیں۔۔۔ تمہیں اور چاہیے ہوں تو مجھ سے رابطہ کر لینا!" فائل سے ہاتھ ہٹا کر زابر پیچھے ہوا۔ خیام نے بغیر محظوظ ہوئے قہقہہ لگایا۔

"میرا ہوم ورک مکمل ہے صابر حسن!" اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے اپنا موبائل نکالا اور صابر کہلائے جانے پر زابر اسے خون خوار نظروں سے دیکھتا صبر

کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"چلو میں تمہاری معلومات میں اضافہ کر کے تمہیں فیور دے دیتا ہوں۔۔۔

"!You don't have to thank me

بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور ویڈیو چلا کر موبائل اس کے سامنے کیا۔

"یہ میری بیوی کا دفتر ہے اور یہ تمہارا کون ہے؟ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو! نہیں؟"

اس نے ویڈیو رمیز کے کلوز اپ پر روک دی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو؟" زابر بھی سمجھ تو گیا تھا لیکن وہ مر تو سکتا تھا

خیام شاہ کو اپنی وضاحت نہیں دے سکتا تھا۔اس کی بلا سے وہ جو مرضی سوچے۔

"صاف بات؟ مائی موسٹ فیورٹ!" خیام نے فائل لے کر لمبائی کے رخ پر

درمیان سے تہہ کی اور موبائل کے ساتھ کوٹ کی اندرونی جیب میں منتقل کی۔پتلی

سی پولی تھین کی فائل تھی۔

"میں نے سنا ہے تم میری بیوی سے محبت کے دعویدار تھے؟ چلو مانا اس نے تم پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مجھے ترجیح دے کر تمہارا دل توڑا لیکن اس کے جواب میں الماس کی ویڈیو بنا کر اسے بدنام کرنا۔۔۔بہت زیادہ گھٹیا حرکت نہیں ہے؟ تمہارے لیول سے بھی زیادہ گری ہوئی!" وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، سینے پر ہاتھ باندھے بیٹھا بڑے اطمینان سے زابر کو ذلیل کر رہا تھا اور زابر کا جی چاہ رہا تھا درمیان میں پڑی میز اس پر الٹ دے۔

"تمہیں حساب دوں گا میں؟ میں اسے بدنام کروں یا اپنے لیول سے بھی نیچے گروں۔۔۔ تمہیں کیا بھئی؟ تمہیں کیا؟ تمہیں صفائی دینے کے لیے ہی رہ گیا ہوں نا میں؟" زابر کوشش کے باوجود اپنے غصے پر قابو پانے سے قاصر تھا۔

"یادداشت بھی کمزور ہے تمہاری!" خیام اسی سکون سے بولا۔ آج وہ جو کچھ کر رہا تھا اس میں تو وہ سدا کا ماہر تھا۔۔۔اپنے لفظوں سے کسی کو بھی تگنی کا ناچ نچا دینے کا ماہر! الفاظ اس کے منہ سے نکلتے تھے اور کہیں سر مار دینے کی سوچ سامنے والے کے ذہن میں ابھرتی تھی! زابر بے چارہ۔۔۔انجانے میں ہی برا پھنسا تھا۔

"میں اور کتنی دفعہ کہوں کہ وہ میری بیوی ہے۔۔۔اس سے متعلقہ ہر شے اس سے زیادہ میری توجہ حاصل کر لیتی ہے۔ورنہ یقین کرو مجھے تمہارے جیسے بزدل، کائر، کمزور یادداشت والے انسان کے منہ لگنے کا کوئی شوق نہیں ہے!" پر یقین سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"خیام شاہ! حد پار کرنے کی کوشش کر رہے ہو تم۔" زابر تنبیہی انداز میں پھنکارا۔ وہ میز پر ہاتھ رکھے اس کی طرف جھکا خبردار کر رہا تھا۔

"کر چکا! میں کب کا حد پار کر چکا۔۔۔کیا کر لوگے تم؟ ایک اور ویڈیو بنا کر اپلوڈ کر دو گے؟ واللہِ باللہ کر دو۔۔۔میں تمہاری طرح بزدل نمبر ایک، چھپ کر وار کرنے والا ہرگز نہیں ہوں! لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔کائنات یعنی میری بیوی کو اس سب سے باہر رکھو!"

اور بس! اب تک زابر بھول چکا تھا کہ وہ یہاں آیا ہی کیوں ہے؟ خیام کے ہاتھوں زابر کی بے عزتی پر عکاشہ کا قہقہے لگانے کو دل کر رہا تھا لیکن اسے فائلوں کی فکر اب

www.novelsclubb.com

بھی تھی۔۔۔اس لیے وہ چپکی بیٹھی رہی۔

"نہیں مجھے صرف ایک بات جاننی ہے۔۔۔ کس آس پر تم نے وہ ویڈیو پوسٹ کروائی تھی؟ کیا تم یہ سوچ بیٹھے تھے کہ میرے ہوتے ہوئے بھی وہ بھاگی بھاگی تمہارے پاس آئے گی؟" خیام شاہ کی زبان کی بریکیں فیل ہو گئی تھیں اور زابر حسن کا خود پر ضبط بھی۔

"میں کب سے تمہاری بکواس برداشت کیے جا رہا ہوں!" وہ غرا کر کہتا اٹھا اور اس کی طرف بڑھا۔ خیّام البتہ پر سکون مجسمہ بنا بیٹھا رہا۔

"کائنات عالم کے بارے میں اتنا گھٹیا تم ہی سوچ سکتے ہو۔۔۔ زابر حسن نہیں! سنا تم نے؟" اسے کوٹ کے کالر سے پکڑ کر کھڑا کرتے وہ اس کے منہ پر دھاڑا تھا۔

"ہاں! صابر حسن گھٹیا پن کرتا ہے۔۔۔ سوچتا نہیں ہے۔ پریکٹکل آدمی ہے!" وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا۔

"پریکٹکل تو میں تمہیں اب دکھاتا ہوں!" اس نے ہاتھ کا مکا بنا کر خیام کے

خوبصورت چہرے کی طرف بڑھایا۔

"زابر؟خیام؟"کائنات عالم کی حیران سی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹے تھے اور کلائیمیکس سے لطف اندوز ہوتی عکاشہ فائلوں کو بھلا بیٹھی تھی۔

"کیاہورہاہے یہاں پر؟"وہ ان دونوں کے پاس چلی آئی۔زابر نے خیام کا کالر چھوڑااور دوقدم پیچھے ہوا۔

"کائنات!تم یہاں کیا کررہی ہو؟"

"کائنات!مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے؟"

وہ دونوں ایک ساتھ بولے۔کائنات باری باری ان دونوں کودیکھ رہی تھی اور عکاشہ نے سنہری موقع گنوادینے پر ماتھے پر ہاتھ مارا۔جب زابر،خیام سے لڑنے کی نیت سے اٹھا تھا اسے تب ہی اپنا کام کرلینا چاہیے تھا۔

"کوئی مجھے بھی جواب دے گا کہ یہاں پر کیاہورہاہے؟"وہ جھلا کر ہاتھ ہوا میں پھینکتی بولی۔

"کچھ نہیں! میں اپنے دوست سے پرانی یادیں تازہ کر رہا تھا۔" خیام نے ہاتھ ہلاتے غیر ضروری ہونے کا اشارہ کیا اور زابر نے چہرہ اٹھا کر طویل ترین سانس لی۔ وہ پہلے بھی خیام سے نفرت ہی کرتا تھا لیکن آج کے بعد سے وہ ہمیشہ سے لے کر ہمیشہ کے لیے ہو گئی تھی۔۔۔ جب تک زابر حسن زندہ رہتا یہ نفرت بھی زندہ رہتی! وہ کائنات کی وجہ سے غصہ ضبط کرتا فائلیں اٹھا کر اس کی طرف بڑھا۔

"اپنے اس۔۔۔ شوہر سے جان چھڑانے کے بعد مجھ سے رابطہ کرنا۔ بہت ضروری بات ہے!" وہ اس اور شوہر کے درمیان بہت سے القابات استعمال کرنا چاہتا تھا لیکن پھر حذف کر گیا۔ کائنات اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جان چھڑانا مطلب؟ کیا فضول بات کر رہا تھا زابر!

"اور ہاں!" وہ جاتے جاتے پلٹا۔

"تمہارے فائدے کی بات ہے۔" کائنات کے پلے اب بھی کچھ نہیں پڑا تھا لیکن زابر مزید وضاحت کیے بغیر جا چکا تھا۔ عکاشہ مینیو سمیت اس کے پیچھے لپکی۔ زابر

حسن اسے اپنے پیچھے شاید سارا شہر گھمانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"خیام! کیا تھا یہ سب؟" اس نے تند لہجے میں استفسار کیا۔

"دفع کرو! تم یہاں آؤ۔۔۔ سکون سے بیٹھتے ہیں۔ دو دن سے کام کی ہی ہو کر رہ گئی ہو!" خیام شکایتی لہجے میں کہہ کر اسے دوسری میز پر لے گیا۔ وہ کائنات کو زابر حسن کے سائے سے بھی محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ خیر! وہ کہاں واقف تھا کہ زابر حسن بھی اسی کی طرح کائنات کی حفاظت کر رہا ہے۔۔۔ دونوں نے ایک دوسرے کی نفرت میں کائنات عالم کا نقصان کر دیا تھا اور فی الوقت دونوں ہی انجان تھے۔

دوپہر کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔ ان دونوں نے کھانا منگوایا اور اب وہ کھانے کے ساتھ ساتھ کبھی نہ ختم ہونے والی باتوں میں مصروف تھے۔ میز پر خیام شاہ ہو اور خاموشی ہو؟ نچ! ممکن ہی نہیں تھا۔ لیکن وہ غور کر رہا تھا کہ کائنات کا دھیان تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کے پیچھے والی میز پر منتقل ہو رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو لڑکیوں کا ایک گروہ تھا اور ان کے بستے انہیں طالب علم ثابت کر رہے تھے۔

"!Hop! Hop! Earth to biwi... earth to"

خیام نے اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بجاتے اسے ہوش دلایا۔

"یار! کتنے بے فکرے دن ہوتے ہیں پڑھائی کے۔" وہ کہنی میز سے ٹکا کر ہتھیلی پر چہرہ رکھتی حسرت سے بولی۔

"تو روکا کس نے ہے؟ تم نے بی۔بی۔اے کیا تھا۔۔۔ایم۔بی۔اے رہتا ہے۔ کر لو! تمہارے شوہر کی اجازت ہے۔" کھلے دل کا مظاہرہ کرتے کہا۔

"شوہر صاحب! آپ کی اجازت تو ہے لیکن کام کا اتنا ٹف شیڈول اجازت نہیں دیتا۔۔۔اور ویک اینڈ کلاسسز کو میں کلاسسز کنسیڈر نہیں کرتی۔ وہ تو نہ لینے کے برابر ہیں!"

"یہ بھی ہے! اب کیا کر سکتے ہیں؟ قسمت!" اس نے کندھے اچکاتے تبصرہ کیا۔

"تمہیں پتا ہے ایم۔بی۔اے کرنا میری وش لسٹ میں تیسرے نمبر پر ہے!" وہ اسے بتاتی ہوئی بھی ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھی۔

"اب میں برا منا جاؤں گا بیوی! تمہاری وش لسٹ میں کہیں یہ معصوم سا شوہر بھی ہے کہ نہیں؟"

"آہ۔۔۔مجھے سوچنے دو! شاید سیکنڈ لاسٹ، نہیں لاسٹ؟ نہیں معصوم صاحب! تم کہیں بھی نہیں ہو۔" معذرت خوانہ انداز میں سر نفی میں ہلایا۔

"آئی لائک دیٹ نیم! آج سے میرا نام خیام معصوم شاہ ہے۔"

"بہت پیارا ہے!" کائنات جانتی تھی اس سے الجھنا اچھا مشورہ نہیں تھا۔ان کی گفتگو جاری رہی جس میں خلل کائنات کے بجتے فون نے ڈالا۔میز پر ان دونوں کے درمیان فون رکھا تھا اور خیّام ہاتھ بڑھا کر بآسانی فون اٹھا چکا تھا۔

The f**k man? I told you to stay away "

"!from her

وہ فون کان سے لگاتے ہی دبی آواز میں چلایا۔پہلے والا مطمئن خیام کہیں بھی نہیں تھا۔زابر حسن کے پاس بھی اسے زچ کرنے کی صلاحیت موجود تھی!

"خیام! فون مجھے دو؟"کائنات نے تیوری چڑھاتے ہاتھ اس طرف بڑھایا۔

"کائنات کو فون دو!"زابر کی حکمیہ آواز پر اس کا دماغ مزید خراب ہوا۔ایک،دو مزید گالیاں دے کر وہ 'نہیں دیتا' کہہ کر کال کاٹ چکا تھا۔

"کیا کر رہے ہو تم؟"اس کا یہ ردعمل کائنات کی سمجھ سے باہر تھا۔جب کہ خیام بڑی خاموشی سے زابر کا نمبر بلاک کر چکا تھا۔وہ جانتا تھا کہ یہ بچکانہ حرکت تھی لیکن وہ فراڈیا مزید کائنات سے بات کرتا اس سے برداشت نہیں ہونا تھا۔اس لیے اس نے بلاک کر کے بات ہی ختم کر دی۔۔۔اپنی طرف سے!

"خیام! میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں؟"وہ خفگی سے گال پھلا کر بیٹھ گئی۔اور خیّام شاہ اس کی خفگیاں مٹانے کے لیے راضی تھا۔

******

زابر حسن کے پیچھے اسٹیئرنگ گھما گھما کر عکاشہ کا دماغ بھی بس گھومنے ہی والا تھا۔

اپنا غصہ کم کرنے کے انسان کے پاس سو طریقے ہوتے ہیں لیکن زابر حسن نے شہر

کی سڑکیں ناپنے کا فیصلہ کیا تھا۔ایک دفعہ تو اس کے ذہن میں بھی خیال آیا تھا کہ جا کر زابر کی گاڑی ہی ٹھوک دے لیکن پھر اس نے گہرے سانس لے کر خود کو پر سکون کیا اور اب شام کے قریب اسے گھر کا رخ کرتے دیکھ کر وہ شکر کا کلمہ ادا کرتی اس کی گاڑی اوورٹیک کر کے آگے بڑھ گئ تھی۔اپنی ہی الجھنوں میں الجھے زابر نے بالکل دھیان نہیں دیا تھا۔پہلے خیام نے اس کا پارہ خطرناک حد تک چڑھا کر رخصت کیا تھا اور اب کائنات سے کوشش کے باوجود رابطہ نہ ہونا اسے فکر مند کر رہا تھا۔وہ مزید کیا کرے؟اس کی سمجھ سے تو باہر تھا۔وہ گھر جا کر کچھ دیر کے لیے پر سکون ہو جانا چاہتا تھا۔۔۔پھر شاید 'آگے کیا کرنا ہے؟' جیسے سوال کا جواب دے پاتا۔لیکن نہیں جانتا تھا کہ گھر پر بھی عکاشہ اس کا سکون تباہ کرنے کے لیے پہنچ رہی تھی۔وہ سب کیا مل کر زابر حسن کو پاگل کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے؟اس نے گھر پہنچ کر فائلیں گاڑی کی اگلی نشست پر ہی پڑی رہنے دیں اور خود گاڑی بند کرتا اندر کی طرف بڑھا۔راہداری پار کرتے ہوئے جو پہلی میز آئی اس نے چابی اس پر

چھینکی اور کوٹ اتارنے لگا۔ کوٹ کے بعد ٹائی کی باری آئی۔ وہ دراصل ٹھنڈے پانی سے نہا کر دماغ کو بھی ٹھنڈا کرنے کی نیت سے گھر آیا تھا۔ آج کی تاریخ میں کائنات تک فائل پہنچائے بغیر اسے سکون تو نہیں آنا تھا۔ اس نے ٹائی اکٹھی کر کے کوٹ کے ساتھ بائیں ہاتھ میں پکڑی اور دائیں سے موبائل نکال کر کائنات کا نمبر دوبارہ ملایا۔ بیڑی بھی کم تھی۔ اس نے نہانے سے پہلے فون چارج پر لگانے کی یاد دہانی خود کو کروائی۔ وہ چند لمحات بعد خود سے ٹکرانے والے طوفان سے انجان تھا۔

"زابر! آج جلدی آ گئے تم؟" راہداری سے ہال میں قدم رکھتے ہی زینب حسن کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ اس نے فون نیچے کیا اور سکرین پر کائنات کا نام دیکھ کر زینب حسن نے ہونٹ بھینچ لیے۔ مطلب عکاشہ سچ کہہ رہی تھی!

"جی ماما! لیکن شاور لے کر کپڑے وغیرہ بدلنے آیا ہوں۔ ایک کام سے جانا ہے مجھے!" وہ اب شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا اپنے کمرے کی سمت میں قدم اٹھانے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جسے فون کر رہے ہو اس کے کام سے جانا ہے؟" وہ بمشکل غصہ دباتیں بھینچے بھینچے لہجے میں بولیں تو زابر کے قدم چمکتی ٹائلوں والے فرش پر جم گئے۔

"تمہاری خاموشی ہی سب کچھ کہہ رہی ہے زابر! لیکن میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔۔ میں دوبارہ اس منحوس لڑکی کا سایہ بھی تم پر نہیں پڑنے دینا چاہتی۔ اس لیے تم کہیں نہیں جا رہے!"

"آپ کو کیسے علم۔۔۔" پلٹ کر سوال کرتے زابر کا آخری لفظ منہ میں ہی رہ گیا کیوں کہ زینب حسن کے بہت پیچھے کھڑی عکاشہ اب اس کی نظروں کے سامنے تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے کیسے علم ہوا۔۔۔ تمہیں یہ سوال زیادہ اہم لگ رہا ہے؟ اور جو میں بیسیوں دفعہ تمہیں اسے بھولنے کا، اپنی زندگی سے دفع کرنے کا کہہ چکی ہوں۔۔۔ اس کا کیا؟ ہاں؟" ان کے بگڑتے تیوروں پر زابر نے گہری سانس لی۔

"عکاشہ ناصر بٹ! ابھی اسی وقت میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ۔۔۔ ورنہ میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں جانتا میں کیا کر بیٹھوں گا!"ماں پر تو بس نہیں چلا سکتا تھا اس لیے وہ عکاشہ پر دھاڑا تھا۔وہ اک ادا سے بال جھٹکتی ان ماں،بیٹے کی طرف بڑھی۔

"پھپھو!دیکھ رہی ہیں آپ۔۔۔اس لڑکی کی وجہ سے کس لہجے میں بات کر رہا ہے یہ مجھ سے؟"اس نے زینب حسن کے پہلو سے جڑتے،فوراً ہی خود پر مسکینیت طاری کرلی۔

"اب یہ فقیروں کی طرح ایک شادی شدہ لڑکی سے محبت کی بھیک مانگے گا تو آپ کو بتانا پھر میرا فرض بنتا ہے نا؟"وہ مخاطب تو زینب سے تھی لیکن اس کی کھوجتی نگاہیں زابر پر تھیں جس کے ہاتھ سے فائلیں ندارد تھیں۔'یقیناً گاڑی میں ہوں گی!'سر ہلا کر اس خیال کی پذیرائی کی۔

"تم نے بالکل ٹھیک کیا اور تم زابر چلو اپنے کمرے میں۔۔۔"وہ سخت لہجے میں کہتیں اپنی اکلوتی اولاد کی طرف بڑھیں اور اسے بازو سے پکڑ کر لے جانے لگیں۔

"ماما!کیا کر رہی ہیں؟"زابر نے ان کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے دانت پیسے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"گڈ بائے کزن!" عکاشہ نے صبح کی ادھار طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور ہاتھ جھاڑتی ہوئی صدر دروازے کی طرف چل دی۔ گاڑی کی چابی ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی، وہ آنکھوں کے سامنے تھی۔

"پرفیکٹ!" اس نے اوپر تلے رکھی تینوں فائلیں اٹھائیں اور چابی ان کی جگہ رکھ کر اپنے راستے چل دی۔ اب اسے زابر کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنی پھپھو سے اچھی طرح واقف تھی۔۔۔ جو اپنی اکلوتی اولاد کو محبت کے روگ اور کائنات نامی بلا سے بچانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھیں یا شاید یہ خوبی بٹ خاندان کی عورتوں کو ورثے میں ملی تھی۔۔۔ اپنی من مرضی کر کے چھوڑنے کی عادت! کوئی کام بیچ راستے میں ادھورا نہ چھوڑنے کی عادت! ہر حال میں اپنا مقصد حاصل کر لینے کی عادت!

پیچھے اپنے کمرے میں بند زابر حسن جب بہت کوشش کے باوجود بھی زینب حسن کو دروازہ کھولنے پر آمادہ نہ کر سکا تو اس نے دو فون کیے تھے۔ ایک حسن صاحب کو اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دوسرا رمیز کو۔ رمیز اس کے حکم کے مطابق اس کے گھر آکر گاڑی اندر، باہر، اوپر، نیچے ہر طرح سے چھان چکا تھا لیکن فائلوں کی 'ف' بھی وہاں پر موجود نہیں تھی۔

اس کی کال سن کر بستر پر بیٹھے زابر نے ہاتھ مار کر لیمپ گرادیا۔

"عکاشہ!" یہ نام ادا کرتے ہوئے اس نے دانت اس زور سے پیسے جیسے دانتوں کے درمیان عکاشہ ہی ہو۔ فون بھی بستر پر پھینکتے اس نے سر ہاتھوں میں گرالیا۔ لیمپ کے گر کر ٹوٹنے کی آواز پر زینب حسن پریشانی سے ہولتی ہوئیں لاک کھول کر اندر آچکی تھیں لیکن پھر زابر کو صحیح سلامت دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔

"زابر۔۔۔ میری جان! کیوں ماں کو اتنا تنگ کرتے ہو؟ کائنات تمہارے لیے نہیں ہے تم یہ بات سمجھ کیوں نہیں جاتے؟" انہوں نے اس کے ہاتھ ہٹا کر اس کا چہرہ تھاما۔ زابر خفگی سے ان کے ہاتھ جھٹک دینا چاہتا تھا۔۔۔ وہ کوئی ٹین ایجر نہیں تھا جسے صحیح غلط کا کچھ اندازہ نہیں تھا اور جسے کسی ممکنہ غلطی سے روکنے کے لیے وہ اسے کمرہ بند کر چکی تھیں۔ لیکن پھر ان کی آنکھوں میں چمکتا پانی دیکھ کر وہ دھیما

پڑا۔

"آئی پرامس ماما! یہ بات مجھے بہت اچھی طرح سمجھ آگئی ہے لیکن پلیز اس وقت میرا اس سے ملنا بہت ضروری ہے؟!" ان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتا التجائیہ گویا ہوا۔

"کیوں؟ یہ جاننے کا حق تو ہے نا مجھے؟" ان کے سوال پر کچھ دیر کے لیے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر سر ہلا کر ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر عکاشہ کے کارنامے بتاتا چلا گیا۔ زینب حسن کو بالکل حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ ان کی بھتیجی یہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی اور وہ جانتی تھیں۔ صحیح غلط اس کے نزدیک معنے نہیں رکھتا تھا۔۔۔ معنے رکھتی تھی تو وہ اپنی غرض کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

"فون کس لیے ہے؟ فون کر دو اسے!" وہ اس سے زیادہ کی اجازت زابر کو نہیں دے سکتی تھیں۔

"فون پر کانٹیکٹ نہیں ہو پا رہا ورنہ آپ کو لگتا ہے آپ کو یہ کہنے کی ضرورت پڑتی؟

میں اب تک سب ہینڈل کر چکا ہوتا!"

"مجھے نہیں پتا! میسج کر دو، واٹس ایپ کر دو یا میل کر دو لیکن اس سے ملنے کی اجازت تمہیں نہیں ہے۔" وہ قطعی انداز میں کہہ کر اٹھیں اور دروازے کی طرف چل دیں۔

"اچھا آپ کی اجازت کے بغیر نہیں ملوں گا۔ پر دروازہ نہیں لاک کریے گا۔۔۔ پلیز؟" ان کی ای میل بھیجنے کی تجویز پر مہر لگاتا وہ موبائل ڈھونڈنے لگا۔

"وعدہ کرو؟" زینب حسن ماں کا دل رکھتی تھیں۔۔۔ ان کی تسلی اتنی جلدی ممکن نہیں تھی۔ وہ صرف اور صرف اس کا بھلا سوچ رہی تھیں اور انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ عکاشہ کائنات کے ساتھ کیا کرتی ہے یا کیوں کرتی ہے؟ زابر کو ٹھکرانے کے بعد کائنات عالم ان کے لیے ایسے ہو گئی تھی جیسے وہ کوئی وجود ہی نہ رکھتی ہو!

"وعدہ!" تیزی سے اسکرین پر ٹائپ کرتے اس نے جواب دیا تو وہ مسکراتی ہوئیں

دروازہ بند کر کے چلی گئیں۔تالا البتہ انہوں نے نہیں لگایا۔۔۔اتنا یقین تو انہیں اس پر تھا۔زابر نے رمیز سے ونٹیج کی آڈٹ رپورٹ کی تصویریں منگوائیں اور ای۔ میل کے ساتھ لگا کر عکاشہ سے ملی فائل کی جو زبانی تفصیلات اسے یاد تھیں وہ لکھ کر بھیج دیں۔آگے کیا ہوتا ہے؟کائنات ای۔ میل کب دیکھتی ہے؟دیکھتی بھی ہے یا نہیں؟بمشکل ہی سہی اس نے خود کو لاتعلق رہنے پر آمادہ کر لیا تھا۔

******

دوسری طرف کائنات عالم ہر بات سے انجان تھی اور بے فکری سے ربیعہ کمال کے ساتھ شہر کے مالز کھنگال رہی تھی۔وہ خیام کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد دفتر جانے کی بجائے ربیعہ کے کالج کے باہر پہنچی تھی۔عمار سرفراز سے ہوئی مختصر سی ملاقات میں اسے مبارکباد پیش کرتی ربیعہ کو وہاں سے لے آئی تھی۔اب شام کے اندھیرے پھیل رہے تھے لیکن وہ دونوں ان سے بے نیاز دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھامے اپنی خریداری میں مگن تھیں۔کائنات کو نہیں یاد پڑتا کہ وہ

آخری بار اتنی بے فکر کب تھی؟ شاید گالا پر؟ نہیں تب بھی اس کے شوہر نامدار نے اپنی حرکتوں سے اسے ایک ٹانگ پر کھڑا کیے رکھا تھا۔شوہر نامدار سے یاد آیا کل خیام کی سالگرہ تھی اور وہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا تحفہ خرید کر ہٹی تھی بلکہ اب بھی ڈبہ کھولے اندر رکھی شے کو تنقیدی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"خیام بھائی نے کیا کیا ہے تمہارے ساتھ؟ مجھ سے تو اپنی کزن نہیں پہچانی جا رہی!" ربیعہ نے اس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے اسے ٹہوکا دیا۔

"وجہ؟" کائنات نے پلاٹینم کی انگوٹھی باہر نکال کر ہتھیلی پر رکھتے اس کا جائزہ لیا۔

"ہر وقت کام کام بلکہ کام کی وجہ سے زاہر کو بھی نظر انداز کرنے والی میری نخریلی کزن اب اپنے ڈیڑھ ماہ پرانے شوہر کو خود پرپوز کرنے والی ہے؟ واؤ۔۔۔واٹ آ چیلنج!" ربیعہ نے ڈبے میں سے دوسری انگوٹھی نکالی جو قطر میں پہلی انگوٹھی سے چھوٹی تھی اور دونوں بالکل سادہ تھیں۔ایسا نہیں تھا کہ اسے قیمتی پتھروں سے مزین انگوٹھیاں پسند نہیں تھیں لیکن وہ روزانہ کی بنیاد پر ایک ہیرا اپنی انگلی پر لیے

نہیں گھوم سکتی تھی!

"ویل۔۔۔ہم دونوں ایک اچھی ٹیم بناتے ہیں! اور مجھے نہیں لگتا رخصتی کروانے کے بعد بھی میری کام سے محبت میں کوئی کمی آنے والی ہے۔" اس نے خیام کی انگوٹھی واپس رکھتے شانے اچکائے۔ آناً فاناً رشتہ طے کر کے انہیں سیدھا ایک دوسرے کے نکاح میں دے دیا گیا تھا۔ یہ انگوٹھیوں کے تبادلے کا موقع کبھی آیا ہی نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اب کائنات عالم کے لیے خیام شاہ اس کا محبوب شوہر تھا جس سے وہ اپنی محبت کا اعلان بھی کر چکی تھی تو ایسے میں خیام کی رخصتی کی فرمائش مان لینا اسے ایسا کوئی گراں بھی نہیں گزرا تھا۔ کچھ وہ خود بھی جاننا چاہتی تھی کہ خیام شاہ کے ساتھ ایک چھت کے نیچے رہنے کا تجربہ کیسا ہو گا؟

"ویسے خیام بھائی نے اپنا تحفہ دیکھ کر بے ہوش ہو جانا ہے۔۔۔ میں گارنٹی دے رہی ہوں تمہیں!" ربیعہ نے اس کی انگوٹھی اسے تھمائی۔ کائنات مسکرائی۔۔۔ وہ اسے ایسا ہی یادگار تحفہ دینا چاہتی تھی اور بہت سوچ بچار کے بعد وہ یہ فیصلہ لے سکی

تھی۔

"پہن کر دیکھو نا کیسی لگتی ہے؟"

"نہیں! اب تو وہی پہنائے گا تو پہنوں گی۔" اس نے انگوٹھی دوبارہ ڈبے میں سجادی اور ڈبہ بند کر کے بیگ میں منتقل کیا۔

"ہاؤ رومینٹک!" ربیعہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ اس کا مذاق اڑا رہی تھی اور کائنات جانتی تھی۔

"ربیعہ کمال! تمہیں باقی کی شاپنگ اکیلے کرنی ہے کیا؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے تنبیہی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں بھئی! کائنات عالم جیسی رومینٹک بندی کے ساتھ کرنی ہے اور اس سے کچھ ٹپس بھی لینی ہیں۔ کیا پتا کل کلاں کو مجھے بھی ان کی ضرورت پڑ جائے!" وہ اب بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آئی تھی۔

"ضرور۔۔۔ ضرور!" اس نے لبوں پر آتی مسکان روکتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ویسے بتاؤنا۔۔۔اندازاً ابھی رخصتی کب تک کرواؤ گے تم دونوں؟ میں پھر اسی حساب سے اپنا ہنی مون پلان کروں گی!"

"اماں تمہاری شادی کروانے پر راضی نہیں ہے اور بیٹی ہنی مون کے پلان بنا رہی ہے۔۔۔ بھئی واہ!" اب کائنات کی باری تھی اسے چھیڑنے کی۔

"شبھ شبھ بولو لڑکی!" ربیعہ نے فوراً خفگی سے اسے ٹوک دیا۔

"ایک بات تو بتاؤ؟ یہ تم کیمسٹری کی ٹیچر ہو یا ہندی کی؟"

"دونوں کی! ان کے جوتے اچھے ہوتے ہیں وہاں چلتے ہیں۔" اسے جواب دے کر وہ چمکتی دمکتی دکان کی طرف اشارہ کرتی آگے بڑھی۔

"اچھا! بات تو سنو۔۔۔ کل تم آفس آجاؤ گی نا؟ کالج سے چھٹی وغیرہ کا مسئلہ تو نہیں ہوگا؟" کائنات اس سے خیام کی سالگرہ پر آنے کا ہی پوچھ رہی تھی۔ عموماً لوگ رات میں مناتے ہیں لیکن اس کے دوستوں کا ٹولہ کائنات کو پہلے سے آگاہ کر چکا تھا کہ وہ صبح ہی صبح بر تھ ڈے بوائے پر عذاب بن کر نازل ہونے والے ہیں اور سارا

دن اس کے ساتھ گزارنے والے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہی ایسا کرتے آئے تھے اس لیے کائنات کے پاس انکار وغیرہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں تھی۔

"میں مینیج کرلوں گی۔۔۔ایک ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ بھی ہو گئی تو خیر ہے۔ آخر کو موسٹ ریگولر پلس پنکچوئل ٹیچر کا ایوارڈ تمہاری بہن کے پاس ہے۔۔۔اتنا مارجن لینا تو میرا حق ہے!"

"ماشاءاللہ!" کائنات نے بیگ کہنیوں میں اٹکاتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی بلائیں لیں تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"دلہن صاحبہ! اگر ہنس لیا ہو تو اندر چلیں؟" کائنات بھی مسکرائی۔

"ہاں چلو!" وہ سر ہلاتی اس کے ساتھ ہولی۔

****

"شاہ ویز بھائی!" کائنات کی بے یقین سی پکار پر اپنے کام میں مصروف پانچ سر اس کی طرف مڑے تھے۔

"السلام علیکم بھابھی!" شاہ ویز نے اس کے حیرت سے بھرپور تاثرات پر مسکراہٹ دبائی جبکہ باقی چاروں نے یہ تکلف بھی نہیں کیا تھا۔

"ہیلو کائنات!" یہ اسفر تھا جو گلابی ربن ہاتھ میں پکڑے اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"واٹس اپ مائی فیورٹ بھابھی!" لوہے کی سیڑھی پر چڑھا عالیان چہکا۔

"لیکن بھابھی کا فیورٹ تو میں ہوں۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسی ہیں بھابھی!" تفاخر سے بھرپور لب و لہجے سمیت یہ جاذب تھا۔

"!I can't believe y'all"

کائنات بڑبڑائی، اس کی پھیلی ہوئی کالی آنکھیں ایک چہرے سے پھسلتی ہوئیں اگلے بولنے والے پر رک رہی تھیں۔ آخر میں وہ ایک کونے میں خاموش کھڑے عمر سے گویا ہوئی۔

"آپ کچھ اضافہ کرنا چاہیں گے؟ اور ذرا اس رنگ پر بھی روشنی ڈال دیں۔۔۔ کیا آپ کو یہ ہاٹ پنک کہیں سے بھی گرے لگ رہا ہے؟" اس نے سوالیہ ابرو اٹھاتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہا تھا۔ عمر نے کندھے اچکا کر اپنا خاموش رہنے کا حق استعمال کرنا چاہا لیکن کائنات کی گھوری پر وہ دیوار سے ٹیک ہٹاتا سیدھا ہوا۔

"بھابھی بلاؤں یا کائنات؟" وہ الجھا لیکن اس کے جواب دینے سے پہلے خود ہی چناؤ کرتا ہوا بولا۔

" I think Kainat is fine cause you're more like a sister to me!"

وہ خود سے ہی بڑبڑایا پھر ذرا اونچی آواز میں اسے اس کے سوال کا جواب دینے لگا جس کا انتظار وہ کمال صبر سے کر رہی تھی۔

"اور کائنات! نہیں۔۔۔ یہ گرے کلر کہیں سے بھی نہیں ہے!" وہ سامنے کی بات بول کر خاموش ہو گیا۔

"یہی تو میں پوچھ رہی ہوں۔۔۔ کیوں نہیں ہے؟" اس کے فضول جواب پر کائنات نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کیا۔ وہ الگ بات ہے اس کوشش میں اس

کی آواز معمول سے بلند تھی۔

"!I guess... majority is authority"

عمر نے ہاتھ سے سامنے کھڑی میجورٹی کی طرف اشارہ کیا جو فخریہ دانت نکال رہے تھے۔وہ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔اس رنگ کا انتخاب باقی چاروں نے کیا تھا لیکن کیوں کیا تھا؟ یہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

شاہ ویز نے ایک نظر سب کے چہروں پر ڈالی اور رضاکارانہ طور پر کائنات کو سمجھانے کے لیے آگے بڑھا۔

"بھابھی! آپ کے سرپھرے شوہر نے عالیان کی سالگرہ ڈرٹی اورینج،اسفر کی گولڈن ییلو اور جاذب کی فیوشا پنک کلر میں منائی تھی۔ہم تو صرف فیور ریٹرن کر رہے ہیں!"

"عجیب فضول انسان ہے!"کائنات گہری سانس لے کر بولی اور وہ سب جانتے تھے کس کی تعریف ہو رہی ہے!

"اور جب آپ لوگوں کو اپنی مرضی ہی کرنی تھی تو کلر سکیم مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟" اگر اس سے پہلے یہ نہ پوچھا گیا ہوتا کہ وہ کس رنگ کی سجاوٹ چاہتی ہے تو شاید اس سے مکمل طور پر مختلف رنگ دیکھ کر وہ اتنا ردعمل بھی نہ دیتی۔

"کس نے پوچھا تھا؟" اسفر کے ماتھے پر بل پڑے۔ وہ پلٹ کر ان میں سے ایک ایک کو گھور رہا تھا پھر اس کی نظر عمر پر جا کر ٹھہر گئی۔ خیام کے ساتھ ایسی ہمدردی صرف اسے ہی ہو سکتی تھی۔

"ہاں! میں نے ہی پوچھا تھا اور نہیں! خیام کے لیے نہیں پوچھا تھا۔ کائنات کے لیے پوچھا تھا کیوں کہ مجھے اس کا اس طرح کاری۔ ایکشن نہیں چاہیے تھا۔" عمر نے سب کی گھورتی نگاہوں پر بڑے اطمینان سے وضاحت پیش کی۔

"کم از کم پہلی دفعہ تو تم لوگ اپنی بھابھی کے لیے انسانوں والی پارٹی ارینج کر سکتے تھے نا؟" عمر، ان کے چونچلوں سے حلق تک بھرا ہوا لگتا تھا۔

"واہ عمر! تیری اس تقریر نے آنکھوں میں آنسو لا دیئے۔۔۔تجھے ہار پہنانے کا دل کر رہا ہے پر جوتوں والا!" عالیان نے سیڑھی سے اترتے ہوئے کہا۔

"میری فارحہ اور عالیان کی رمشہ کے لیے تو نے یہ انسانوں والی پارٹی کیوں نہیں ارینج کروائی تھی؟" اسفر نے بھی نہایت اچنبھے سے دریافت کیا۔

"میں نے تو تب بھی کہا تھا لیکن میری سنتا کون ہے؟ تب خیام نے نہیں سنی تھی اب تم لوگ نہیں سن رہے!" عمر، ان کے طنز سے بالکل متاثر نہیں لگ رہا تھا۔

"تو عمر جب ہم لوگ تیری عزت نہیں کر رہے تو تو ہی اپنی عزت کر لے اور چپ کر جا!" جاذب نے بھی عمر کی براہ راست بے عزتی نشر کرتی بند ویگن میں نشست سنبھالی۔

"کیا مطلب؟ آپ لوگ کیا ہمیشہ ہی ایسی ابنارمل پارٹیز تھرو کرتے ہیں؟" کائنات کو تو اب اپنی حیرت پر بھی حیرت ہو رہی تھی۔۔۔اب تک تو اسے اپنے نمونے شوہر اور اس کے نمونے دوستوں کا عادی ہو جانا چاہیے تھا۔

"اتنی محنت کی ہے ہم نے بھابھی! ابنارمل تو نہ کہیں!" چھت پر گلابی رنگ کی لینٹرنز لگاتے لگاتے عالیان کے بازو درد کرنے لگے تھے اور ابنارمل لفظ ٹھاہ کر کے انہی دکھتے ہوئے بازوؤں پر لگا تھا۔

"اور نہیں تو کیا!" جاذب بھی برامان کر بڑبڑایا۔ گلابی غبارے بھر بھر کر اسے لگ رہا تھا اس کے پھیپھڑے جلد ہی پچک جائیں گے۔

"ہماری تو کسی کو قدر ہی نہیں ہے!" اسفر نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔ ہاٹ گلو سے ربن چپکاتے چپکاتے کتنی ہی مرتبہ اس کی انگلیاں بھی ہمیشہ کے لیے چپک کر ضائع ہونے والی تھیں لیکن یہاں کسی کو ان کی پرواہ ہی نہیں تھی۔

"نارمل، ابنارمل جو بھی ہے آپ کے سامنے ہی ہے بھابھی!" یہ انسانوں کی طرح کا جواب مسکراتے ہوئے شاہ ویز کی طرف سے آیا تھا۔ وہ ان تینوں کی پوری مدد کرتا رہا تھا ایک عمر ہی خیام کا سگا تھا جس نے کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

"پرفیکٹ!" کائنات نے تبصرہ کر کے ہونٹ بھینچ لیے اور سفید اور گلابی گول میز

کے پیچھے گلابی ہی "ہیپی برتھ ڈے پرنسس" کو گھورتی ہوئی اپنا موبائل نکال کر نمبر ملاتی بات کرنے لگی۔

"بھابھی! کس کو آنے سے منع کر رہی ہیں؟ قسم سے اگر خیام نہ آیا تو میں نے یہیں بے ہوش ہو جانا ہے۔۔۔ کیک کی آس میں ناشتہ بھی نہیں کیا تھا!" جاذب نے اس کے فون کان سے ہٹاتے ہی دہائی دی۔

"فوٹو گرافر کو! اتنے خوبصورت بیک گراؤنڈ کے ساتھ کم از کم میں تو تصاویر نہیں بنوا سکتی۔۔۔ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی۔" کائنات نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن زبردستی مسکرایا بھی نہیں جا رہا تھا۔ اسفر نے امڈ امڈ آتی کھلکھلاہٹ ہرگز نہیں روکی تھی۔

"شکر ہے میں اپنا کیمرہ لے کر آیا ہوں! اور جاذی۔۔۔ کیک سے یاد آیا کیک کس نے آرڈر کیا ہے؟ کہاں سے کیا ہے؟"

عالیان اور جاذب اس کے سوال پر ہنسی روکتے سنجیدہ ہو گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تُو نے نہیں کیا تو شاہی نے کر دیا ہو گا کیوں شاہی!" عالیان نے پر امید نظروں سے شاہ ویز کو دیکھا کیوں کہ اپنا اور جاذب کا اسے پتا تھا۔ ان دونوں نے محض فلیور ہی منتخب کیا تھا خیام کے لیے علیحدہ اور باقی سب کے لیے علیحدہ۔ یہ بھی ان کی پارٹیز کا ہی رواج تھا، کیک کے نام پر برتھ ڈے بوائے کو عجیب و غریب آمیزہ کھلانا۔

"میں نے کرنا تھا کیا؟" شاہ ویز نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"مر جاؤ سارے! اتنا سا کام نہیں ہوتا تم لوگوں سے؟" جاذب چڑ کر بولا تھا کیوں کہ اس نے اور عالیان نے بڑی مشکل سے وہ منہ کا ذائقہ اور معدے کا ہاضمہ برباد کرنے والی ترکیب ڈھونڈی تھی جواب اسے خود بھی یاد نہیں تھی۔

"شکر ہے میں نے سجاوٹ کی طرح یہ کام بھی آپ لوگوں پر نہیں چھوڑا۔ میں خیام کی فیورٹ بیکری سے اس کا فیورٹ کیک آرڈر کر چکی ہوں!" وہ احسان جتاتی ان سب کی تالیوں اور سیٹیوں کی آواز میں اپنے دفتر کی طرف بڑھ گئی۔

"You're a life saver, bhabhi!"

جاذب نے پیچھے سے ہانک لگائی کیوں کہ سب سے زیادہ بھوک اسے ہی لگی تھی۔ ان کے شور سے اسٹاف کا دھیان سارا ان کی طرف منتقل ہو گیا، پہلے تو وہ پھر کچھ کام کرتے ہوئے کبھی کبھار ہی ان کی طرف نظر ڈالتے تھے۔اس سال وہ خیام کے دفتر میں اس کی سالگرہ منا رہے تھے ورنہ پہلے جامعہ اور اس کے بعد کسی بھی ریستوران میں یہ فریضہ سرانجام پاتا تھا کیوں کہ کوئی کام دھندہ تو خیام کو تھا نہیں۔ اور ان کا رواج تھا کہ وہ تحفے کے طور پر سارا دن جس کی سالگرہ ہوتی اس کے ساتھ گزارتے تھے۔ وہ الگ بات ہے وہ تحفے کم زحمت زیادہ تھے۔اور آج کا دن یہ زحمت خیام شاہ کو اٹھانی تھی۔ خیام کو پورا پورا اندازہ تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔۔اس لیے اسے دفتر پہنچنے کی کوئی جلدی نہیں تھی بلکہ وہ کل یاد سے اپنا کمرہ لاک کر کے چابی اپنے ساتھ لے کر گیا تھا۔اسے وہ گھٹیا ترین سجاوٹ سارا دن اپنی نظروں کے سامنے نہیں چاہیے تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس کے دوستوں نے

ہال کا ایک کونہ پکڑ لیا تھا۔

"کاش آپ بھی لائف سیور نہیں تو کم از کم موڈ سیور ہی بن جائیں۔ خدا کا واسطہ ہے وہ پرنس تو اتار دیں؟" کائنات نے پلٹ کر منت کی تھی۔

"تچ! کبھی نہیں۔" اس نے زبان طالو سے لگا کر کورا جواب دیا۔

"بھابھی! اس بیچارے کی دفعہ 'جاذب بے بی ڈارلنگ' لکھوایا گیا تھا اور میرے بھائی نے سارا دن برداشت کیا تھا۔" عالیان نے جاذب کے کندھے پر بازو پھیلایا۔

کائنات بغیر کوئی جواب دیے سر نفی میں ہلاتی آگے بڑھ گئی۔ بے بی ڈارلنگ؟ یقیناً خیام یہ کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ سالگرہ منانے کے ان کے رسم و رواج سے واقف ہونے کے بعد اسے ڈر لگ رہا تھا کہ خیام اس کی سالگرہ پر کیا کرے گا؟ اور وہ پتا نہیں کیسے برداشت کرے گی؟ برداشت کر بھی پائے گی یا نہیں؟

اس نے سوچ کر جھرجھری لی پھر ان سوچوں سے جان چھڑانے کے لیے لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گئی۔ وہ ابھی لیپ ٹاپ کی سکرین پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کر

رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہنسی کی آواز نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچی۔اس نے سر اٹھا کر ربیعہ کمال کے کھلکھلاتے چہرے کو دیکھا۔

"مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا! سیر ئیسلی کائنات! ہیپی برتھ ڈے پرنسس؟" ربیعہ نے بولنے کے لیے روکی ہنسی پھر سے جاری کی۔

"اٹس ناٹ فنی رابی!" کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"آف کورس،اٹ از!"

"اور تم تو میری دعوت کے باوجود اور کل وعدہ کرنے کے باوجود کالج جارہی تھی نا؟" اس نے کرسی سے ٹیک لگائی اور سینے پر ہاتھ باندھے۔

"تم انگوٹھیاں گاڑی میں ہی چھوڑ گئی تھی اور اگر بہت ضروری لیکچر نہ ہوتا تو میں نہیں جاتی بہن!" اس نے بیگ سے نکال کر چوکور ڈبہ کائنات کی طرف بڑھایا۔وہ فوراً اٹھ کر ڈبہ اس سے لینے لگی۔

"مجھے لگا تھا میں نے بیگ میں رکھ لیا ہے۔۔۔سوری یار تمہیں واپس آنا پڑا!" اسے

خود پر یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ یہ تحفہ بھی بھول سکتی ہے!

"اچھا ہوا تم بھول گئی تھی ورنہ اتنی شاندار پارٹی میں مس کر دیتی!" ربیعہ نے ایک اور قہقہہ لگاتے ہوئے اپنا فون نکالا۔

"کیا مطلب؟ اب تم نہیں جا رہی کیا؟" وہ خوش گوار حیرت کے زیر اثر بولی۔

"ایک سیکنڈ۔۔۔ عمار کو سبسٹیٹیوٹ کا کہا تھا اور۔۔۔" اس نے لاک کھول کر اپنے پیغامات دیکھے، سب سے اوپر عمار کا نام تھا۔

"اور وہ میری جگہ لیکچر دے دے گا۔ دراصل میں تمہیں گفٹ دے کر واپس جاتی تو بھی لیٹ ہو جاتی پھر میں نے سوچا ایک دفعہ اس سے پوچھ لیتی ہوں اور وہ فارغ ہی تھا۔"

"اوہ۔۔۔ تھینک گاڈ! آئی ایم نروس۔ اتنا ڈیئرنگ گفٹ دیکھ کر خیام پتا نہیں کیسے ری۔ ایکٹ کرے۔ اب تم ہو گی ساتھ تو تھوڑا حوصلہ ہو گا۔" وہ کہتی ہوئی واپس اپنی کرسی پر بیٹھی اور ربیعہ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"حوصلے کی ضرورت تو خیام بھائی کو ہو گی! میں تمہیں لکھ کر دے سکتی ہوں کہ انہوں نے خوشی سے بے ہوش ہو جانا ہے۔"

"فضول نہیں بولو یار!" اس نے ہاتھ جھٹک کر سکرین پر نگاہیں ڈالیں اور عادت کے مطابق سب سے پہلے میلز کھولیں۔ پانچوں نمبر پر موجود زابر کا نام اسے چونکا گیا تھا جس کے سبجیکٹ میں

'Kainat it's important!'

لکھا تھا۔ اس نے اسی پر کلک کیا اور صفحہ کھلنے کا انتظار کرنے لگی۔

"اچھا۔۔۔" ربیعہ کی بات منہ میں رہ گئی تھی اور زابر کی میل لوڈ ہوتی رہ گئی تھی جب بغیر دستک کے دروازہ کھول کر جاذب نے خیام کے آنے کا اعلان کیا۔ اس نے دیکھے بغیر لیپ ٹاپ کی سکرین نیچے کی اور اٹھ گئی۔

"چلو!" کائنات کے ایک ہاتھ میں تحفہ تھا دوسرے سے اس نے ربیعہ کا ہاتھ پکڑا اور گہری سانس لے کر باہر کی طرف بڑھی۔ جاذب جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس بھی

جا چکا تھا۔ہال سے گزرتے ہوئے سجاوٹ کو دیکھ کر ربیعہ باوجود کوشش کے اپنی ہنسی پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔

"سیر ئیسلی ! کیا دوست پائے ہیں خیام بھائی نے !"

"سارے پاگل ہیں۔۔۔ایک سے بڑھ کر ایک اور سب سے بڑا پاگل میرے متھے لگا ہے !"کائنات نے چہرہ موڑ کر ایک نظر ڈالی اور گلابی گول میز کے درمیان میں کیک رکھا دیکھ کر اس نے شکر کی سانس لی۔

"دل میں جا کر لگا ہے ! متھے لگا ہوتا تو یہ حال نہ ہوتا۔"ربیعہ نے اس کے ہاتھ میں پکڑے تحفے کی طرف اشارہ کیا۔کائنات مسکرائی اور وہ دونوں جا کر خیام کے دوستوں کے ساتھ لفٹ کے سامنے کھڑی ہو گئیں، باقی سٹاف ان کے پیچھے تھا۔

ایک ٹون کے ساتھ لفٹ کے دروازے کھلے تھے۔

"سرپرائز ! !"ان میں سے آدھے چلائے۔

"ہیپی برتھ ڈے ! !"باقی آدھوں نے کہا اور ساتھ ہی دونوں اطراف سے پارٹی

پاپر زٹھاہ ٹھاہ کی آوازوں کے ساتھ پھٹے۔خیام مسکراتے چہرے کے ساتھ لفٹ سے نکلااور برآمد تواس کے ساتھ عکاشہ بھی ہوئی تھی جسے اچانک بے وجہ اپنے سامنے دیکھ کران میں سے کئیوں کے چہروں پر شکنیں نمودار ہوئیں جن میں کائنات بھی شامل تھی لیکن پھر خیام نے ہمیشہ کی طرح ساری لائم لائٹ، ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

"مجھے پتاہے تم سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہو!"اس کے انداز پر اس کے دوست قہقہے لگاتے اس کے گلے ملے تھے۔

"کیوں کہ تمہیںresistکرنا ممکن ہی نہیں ہے!"

وہ اب چمکتی آنکھوں کے ساتھ کائنات کے سامنے کھڑا تھا لیکن یہ آواز کائنات کی ہرگز نہیں تھی۔خیام نے پلٹ کر اور کائنات نے اس کے کندھے کے اوپر سے مسکراتی ہوئی عکاشہ کو دیکھا۔

"ہیپی برتھ ڈے خیام!"وہ پھر دل آویزی سے مسکرائی اور سب کی مسکراہٹوں

کے غائب ہونے کا سبب بن گئی۔

"حالاں کہ میں تمہیں اکیلے میں بھی وش کر چکی ہوں بلکہ گفٹ بھی دے چکی ہوں لیکن یوں بھی ایک دفعہ ہونا چاہیے!" وہ خیام کے بعد کائنات پر ایک فاتحانہ نگاہ ڈالتی بولی۔

Thank you for inviting me... it means a lot "

"!to me

خیام کو اس کے پاگل ہو جانے پر یقین آگیا تھا اس لیے وہ اسے کوئی جواب دیے بغیر کائنات کی طرف پلٹا، جس کی گرفت سیاہ ڈبے پر بہت مضبوط تھی۔

"ہیں بیوی؟ تم وش نہیں کرو گی؟" خیام اس کا آزاد ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بولا۔ کائنات صرف اس کی خاطر مسکرائی ورنہ وہ غصے سے ابل رہی تھی اور عکاشہ کو قتل کرنے کے طریقوں پر غور کر رہی تھی۔ یقیناً اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا گھونٹ کر ملنے والا سکون ابدی ہو گا۔

".Happy birthday Khayam! Love you"

اس کی آواز سرگوشی سے بلند نہیں تھی پھر بھی سب نے سنی تھی اور مسکرا دیئے تھے۔

"!That's the best birthday wish ever"

خیام جھکتے ہوئے اس کی ناک سے ناک رگڑ کر ہلکا سا ہنسا۔

"!And I love you more"

اس کا جوابی اعتراف تو بنتا تھا گر کائنات اپنی عادت کے خلاف بھرے مجمع میں بڑا ذاتی اعتراف کر سکتی تھی تو وہ کیوں پیچھے رہتا؟ خیر! وہ اگر نہ بھی کہتی تو خیام جانتا تھا اور خیام یہ بھی جانتا تھا کہ پیچھے کھڑی بلا کو وہ تو نظرانداز کر سکتا ہے کائنات نہیں کر سکتی۔اور یہ اعتراف خیام سے زیادہ اس کے لیے تھا۔

جاذب علی نے متاثر ہو کر سلام کیا تھا کاشہ بی بی کو۔۔۔ذرا جو اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی ہو۔

"!Awww"

وہ پانچوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ایک ساتھ بولے تھے۔اس بھونڈی پکار پر خیام ہنستا ہوا کائنات کو ساتھ لے کر ہال کی طرف بڑھا۔اندر داخل ہوتے ہی ایک نظر سجاوٹ پر ڈال کر اس نے آنکھیں بند کیں۔۔۔بہت تکلیف دہ منظر تھا! خیام صرف اس بات کا شکر گزار تھا کہ اس کی آنکھوں سے خون نہیں نکلا تھا۔ہال کی دیواریں ہلکے رنگوں کی تھیں اور بائیں طرف لکڑی کے ڈیسکوں کی چار قطاریں تھیں۔دائیں دیوار کو اس کے دوستوں نے گلابی رنگ سے بھر دیا تھا اور وہ ایمان سے بہت بری لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"!Happy birthday, Princess"

جاذب نے پیچھے سے اس کا شانہ تھپکا۔

".Thank you Jazz baby! I love it"

اس کے لیے جھوٹ بولنا آج سے پہلے تک بہت آسان تھا۔

".My pleasure, Princess! My pleasure"

جاذب نے دانت کچکچائے۔ سوائے عکاشہ کے کوئی نہیں ہنسا تھا اور سوائے جاذب کے اس پر کسی نے دھیان نہیں دیا تھا۔

"آؤ۔۔۔ کیک کاٹتے ہیں!" عمر اسے بازو سے پکڑتا ہوا آگے بڑھ گیا، سب ہی ان کے پیچھے گئے تھے۔ البتہ جاذب اپنی جگہ کھڑا رہا۔۔۔ عکاشہ اس کے پاس سے گزر کر آگے بڑھنے والی تھی جب اس نے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"مجھے پہلے سے ہی معلوم ہونا چاہیے تھا کہ تم اس وجہ سے میرے پیچھے پڑی ہو!" وہ عکاشہ کو نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ بڑے سے کیک کے پیچھے خیام اور اس کے ارد گرد جمع ہوتی اس کی بیوی اور اپنے دوستوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کس وجہ سے؟" عکاشہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"خیام کی وجہ سے!" جاذب نے چہرہ دائیں جانب موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ لڑکی نہ ہوتی تو خود کے یوں استعمال کیے جانے پر جاذب اس کے سیدھے، سفید دانت نکال

کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیتا۔

"Bingo genius!"

عکاشہ کے دانت ابھی بھی نمائش پر لگے تھے۔

"جس طرح آئی ہو اسی طرح چپ چاپ واپس چلی جاؤ۔۔۔

Cause nobody wants you here!"

اس کے بازو پر اپنی انگلیوں کا دباؤ بڑھاتا ہوا وہ دھیمی آواز مگر سخت لہجے میں بولا۔

"خیام کے ساتھ آئی تھی۔۔۔خیام کو ساتھ لے کر چلی جاؤں گی!" عکاشہ نے اپنا بازو اس سے چھڑانے کی کوشش کی تھی لیکن چہرے پر ایک شکن نہیں آنے دی تھی۔جاذب اچانک ہی زور سے ہنسا۔

"Joke of the day!"

وہ ایک اور قہقہہ لگا کر اسی طرح اچانک خاموش بھی ہو گیا۔

"میں جانتا ہوں تم خیام کے ساتھ نہیں میرا نام استعمال کر کے یہاں تک آئی ہو!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب شرافت سے چلی جاؤ۔۔۔ورنہ خیام نے تو لحاظ کر لیا ہے میں نہیں کروں گا!"

ہوا بھی ایسا ہی تھا۔عکاشہ و نیٹیج کے باہر اپنی گاڑی میں انتظار کر رہی تھی اور خیام کی گاڑی کے گیٹ میں داخل ہوتے ہی اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھی تھی۔پھر لفٹ کے سامنے اس سے ملاقات ہونے پر اس نے یہی کہا تھا کہ وہ جاذب کی طرف سے دعوت دی گئی ہے۔خیام جوا باً زبردستی کی مسکراہٹ کے سوا کچھ بھی پیش نہیں کر سکا تھا۔

جاذب اس کا ہاتھ چھوڑ کر تالیوں کی گونج سنتا خیام کے پاس چلا آیا جو بے فکری سے کیک کاٹ رہا تھا۔

عکاشہ کی حیرت سے پھٹی آنکھوں نے اس کا تعاقب کیا تھا۔۔۔وہ جتنا لاابالی خود کو ظاہر کرتا تھا اتنا لاابالی ہر گز نہیں تھا اور بے وقوف تو قطعاً نہیں تھا۔اس نے بازو مسلا جو ابھی بھی دکھ رہا تھا اور ہٹ دھرمی سے جاذب کے پیچھے چل دی۔جاذب علی کو وہ بعد میں دیکھ لے گی۔۔۔فی الحال کوئی بھی انسان اس کا موڈ خراب نہیں کر

سکتا تھا۔

"کیا میں واقعی یہ کھا سکتا ہوں؟ صحت کے لیے نقصان دہ تو نہیں ہے؟" خیام نے شکی نظروں سے کائنات کے ہاتھ میں پکڑے ٹکڑے کو دیکھا جو وہ اس کے چہرے کے سامنے کیے کھڑی تھی۔

"It's safe bro!

بھابھی نے منگوایا ہے۔" عالیان نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ کائنات تو اسے گھورتی ہوئی اب تنگ آکر اپنا ہاتھ ہی پیچھے کھینچنے والی تھی۔ خیام نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کیک کھایا۔ اسفر کا کیمرہ دھڑا دھڑ ان کی تصاویر بنا رہا تھا جسے وہ ٹرائی پاڈ اسٹینڈ پر سیٹ کر کے ٹائمر لگاتا ہوا خود بھی ان میں شامل ہو گیا تھا۔ خیّام نے بھی کائنات کو کیک کھلا دیا تو وہ سب اس پر دھاوا بول چکے تھے اور خیام یقین سے کہہ سکتا تھا کہ وہ اس وقت "کھاتا ہے تو لگاتا بھی ہے!" کی بہترین مثال بن چکا ہے۔

آنکھوں کے سوا چہرے کا کوئی حصہ صاف بچا نہیں تھا، کیک اچھی طرح لگایا جا چکا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔ کائنات اس طرح رزق ضائع کرنے کے سخت خلاف تھی لیکن اس کی کوئی سنتا تو بات تھی نا!

"زہر لگ رہے ہیں مجھے اس وقت یہ پانچوں کے پانچوں!" اس نے بھرے ہوئے ہاتھوں سے خیام کے پیچھے بھاگتے ہوئے پانچ جوان بچوں کو دیکھ کر کہا اور ہاتھ سینے پر باندھے۔ تحفہ وہ کیک کاٹنے کے لیے آتے ہی میز پر رکھ چکی تھی۔

"خیر ہے کائنات! انجوائے کرنے دو یار اور تم بھی انجوائے کرو۔" ربیعہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور چاکلیٹ سے انگلی بھر کر اس کے رخسار پر لگا دی۔

"رابی! نہیں!!" وہ دانت پر دانت جماتی چلائی۔

"اور لگاؤں؟ یہ کم ہے!" ربیعہ کھلکھلاتی ہوئی اپنے ارادوں پر عمل کرنے کے لیے آگے بڑھی لیکن کائنات بھی خیام کے نقش قدم پر چلتی ہوئی بھاگ گئی تھی اور اس کے پاس ہی پہنچی تھی۔

"خیام روکو اسے!"

"بھائی! میں آپ کو بعد میں کال کروں تو چلے گا؟" خیام نے فون میں کہا اور صارم کا جواب سنے بغیر فون جیب میں رکھتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔اس کے گھر والوں میں سے آج صرف عائشہ ابراہیم نے معمول کے مطابق اسے جگاتے ہوئے سالگرہ کی مبارکباد دی تھی ورنہ ابراہیم شاہ تو جس طرح اسے نظرانداز کرتے تھے اسی طرح اس کی سالگرہ بھی نظرانداز کردیا کرتے تھے۔ہاں! صارم اور ارسلہ ضرور مناتے تھے لیکن ارسلہ آج صبح اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلی تھی اور صارم کو اس کی سالگرہ یاد ہی نہیں تھی۔وہ تو اس کے دوستوں میں سے کسی نے انسٹا گرام پر اسٹوری لگائی تو صارم کو یاد آیا اور اس نے فوراً خیام کو فون کیا جسے وہ پورا سنے بغیر بند کرچکا تھا۔

"کسے روکوں؟" سوالیہ ابرو اٹھایا۔

"یہ رابی کو۔۔۔مجھے نہیں لگوانا اپنے منہ پر کیک!" اس کی بات پر خیام کی نظریں اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ربیعہ تک گئیں جو ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے چپ رہنے

کا اشارہ کر رہی تھی لیکن خیام کائنات کو کلائی سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے ہوئے سر نفی میں ہلا چکا تھا۔ ربیعہ نے اتری ہوئی صورت کے ساتھ ہاتھ نیچے کر لیا۔

"ارے آپ کیوں زحمت کر رہی ہیں؟" وہ مسکراہٹ دباتا ہوا ربیعہ سے مخاطب تھا۔ کائنات نے الجھ کر چہرہ اٹھایا۔

"یہ مبارک کام ہم خود کریں گے اور خوشی خوشی کریں گے!" خیام نے اس کی کلائی چھوڑ کر چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

"خیام مت کرو!" وہ اس کے قریب آتے چہرے کو دیکھ کر خوفزدہ سی اتنا ہی کہہ پائی تھی لیکن خیام نے اپنا رخسار اس کے رخسار کے ساتھ مس کر کے کیک کامیابی کے ساتھ منتقل کر دیا تھا۔

"ہاں۔۔۔اب ٹھیک ہے!" وہ تھوڑا پیچھے ہو کر اس کی رخسار پر لگی چاکلیٹ دیکھ کر بولا۔

"زہر لگتے ہو جب بچوں سے بھی زیادہ بچگانی حرکتیں کرتے ہو!" کائنات نے

کلائیوں سے پکڑ کر اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹانے چاہے۔

"ہوں۔۔۔زہر لگتا ہوں؟ پھر تو ابھی اور زیادہ لگوں گا!" پھر سے چہرہ جھکا کر دوسرے رخسار کا بھی وہی حال کر دیا۔

"بہت برے ہو تم خیام! میں بھی پتا نہیں کیا سوچ کر تم سے مدد لینے آ گئی تھی؟"

"اب یہ تو تمہیں ہی پتا ہو۔۔۔

"!Cause I don't live in your head

خیام نے ہنستے ہوئے کندھے اچکائے اور دو قدم پیچھے ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

کریم کلرڈ اسکارف میں چمکتے چہرے پر جگہ جگہ لگی چاکلیٹ نے اسے ایک اور قہقہہ لگانے پر مجبور کیا تھا۔

"ہنسو مت!" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتی ہوئی پلٹی لیکن گلاس ڈور میں اپنا چہرہ دیکھ کر اسے خود بھی صدمہ لگا تھا۔ وہ دونوں ہال سے ملحقہ ٹیرس پر کھڑے تھے۔۔۔

کائنات کو غور کرنے کا موقع اب ملا تھا۔

"اور میں اس کا بدلہ لوں گی!" اس نے خیام کا عکس اپنے بالکل ساتھ دیکھ کر کہا۔

"میں انتظار کروں گا بیوی!" وہ مسکرایا۔ کائنات نے 'ہونہہ!' کہہ کر چہرہ موڑ لیا۔۔۔ اس کی دل کو پگھلاتی ہوئی مسکراہٹ زیادہ دیر ناراض بھی نہیں رہنے دیتی تھی۔

"اوئے بات سنو! گفٹ کہاں ہے میرا؟ تم نے اپنے اکلوتے شوہر کے لیے تحفہ بھی نہیں خریدا کیا؟" وہ مکمل اس کی طرف پلٹا۔

"گفٹ مل تو چکا ہے تمہیں، وہ بھی اکیلے میں!" کائنات نے اسے گھورا۔

"کب دیا؟ کس نے دیا؟" خیام نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس کی خفگی بھانپ گیا تھا۔

"عکاشہ نے۔" اس نے کہہ کر ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

"کم آن! نہ وہ اہم ہے نہ اس کا گفٹ۔۔۔ حالاں کہ Bulgari کی گھڑی تھی۔"

آخری چند الفاظ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟ کیا تھا؟" وہ سن نہیں پائی تھی لیکن سننا چاہتی تھی۔

"کچھ نہیں! اور اگر گفٹ نہیں خرید اتو بتادو؟ تم کتنی economical ہو یہ تو میں جانتا ہی ہوں۔" وہ برامان کر بولا۔

"کیا مطلب؟ میں کہاں سے تمہیں اکنومکل لگتی ہوں؟" وہ بھی خفا ہوئی۔

"میں کتنی دفعہ تمہارے لیے مفت میں ماڈلنگ کر چکا ہوں۔۔۔ذرا جواب دینا؟"

اس کے سوال پر کائنات نے چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا جیسے اشاروں ہی اشاروں میں اللہ جی سے شکوہ کر رہی ہو۔اس نے ہر بار خیام کو پیسوں کی پیشکش کی تھی بلکہ پہلی بار تو ایڈوانس چیک اس کے ہاتھوں میں رکھا تھا لیکن تب اس نے شیخی بگاڑتے ہوئے چیک پھاڑ دیا تھا اور اب وہ اس سے حساب مانگ رہا تھا۔کس منہ سے مانگ رہا تھا یہ تو وہی جانتا تھا لیکن کائنات نے آج سے پہلے اس قدر ڈھٹائی نہیں دیکھی تھی۔وہ بڑی مہارت سے خود کو مہان اور سامنے والے کو ذلیل وخوار کر دیا کرتا تھا۔

"اندر ٹیبل پر رکھا ہے تمہارا گفٹ!" چہرہ جھکا کر جواب دیتی ہوئی اندر کو چل دی۔

خیام مسکراہٹ دباتا ہوا اس کے پیچھے گیا تھا اور میز تک پہنچتے ہی پیکٹ اچک چکا تھا۔

"یہ کس کی طرف سے ہے؟" عمر نے اس کے ہاتھ میں مستطیل ڈبہ دیکھ کر پوچھا کیوں کہ وہ عموماً ایک دوسرے کو تحفے دینے کے لیے سالگرہ کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ کوئی چیز کسی کے لیے اچھی لگی تو فوراً سے خرید کر اسے تھمادی۔ سالگرہ پر سارا دن ایک ساتھ گزارنا ہی ان کے نزدیک بہترین تحفہ تھا۔

"کائنات!" خیام نے جواب دے کر شیٹ پھاڑی اور ویلوٹ کے ڈبے کو اوپر نیچے سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہے اس میں بھابھی؟" عالیان کو تجسس ہوا حالاں کہ وہ بس کھولنے ہی والا تھا۔ کائنات نے کندھے اچکا دیے۔ خیام نے ایک نظر اسے اور پھر اپنے دوستوں کے منتظر چہروں کو دیکھا پھر گہری سانس بھر کر ڈبہ کھولنے لگا۔ اندر رکھی انگوٹھیاں دیکھ کر اس کا تیزی سے دھڑکتا دل ایک پل کو رک گیا۔

"No way!"

وہ تحفے کا مطلب سمجھتا بے یقینی سے بڑبڑایا۔اس نے انگوٹھیوں کے جوڑے سے نظریں ہٹا کر کائنات کو دیکھا وہ اب بھی بے نیاز کھڑی تھی۔

"?Are you serious"

اسے پوچھنا پڑا۔اس سے بہت سے پرانے بدلے چکانے کے لیے یہ کائنات کی طرف سے مذاق بھی ہو سکتا تھا۔

"میں نے جب یہ رنگز خریدی تھیں تب میں سیریئس تھی۔۔۔اب اتنی نہیں ہوں!"اس نے کچھ دیر پہلے کی خیام کی باتیں سوچ کر سر نفی میں ہلایا۔

"ایویں ای نہیں ہو!"وہ دھونس سے کہتا،اسفر کو پیچھے ہٹاتا اس تک پہنچا۔

"بھائی!کیا ہو رہا ہے؟کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ؟"جاذب کو تحفہ اور اس کے پیچھے کا مطلب گھنٹا سمجھ نہیں آیا تھا۔

"ہماری شادی ہو رہی ہے!"خیام نے دونوں انگوٹھیاں نکالیں اور ڈبہ اپنے پیچھے اچھالا جسے اسفر پکڑ چکا تھا۔

"May I?"

اس نے ہاتھ پھیلا کر کائنات کا ہاتھ مانگا۔

"ایک سیکنڈ! مجھے سوچنے دو؟" وہ انگلی سے نچلا ہونٹ دباتی آنکھیں سکیڑے سوچنے لگی۔ جاذب سے تو ہنسے بغیر نہیں رہا گیا تھا۔ باقی قہقہے چھپانے کے لیے کھانسنے لگے۔

"کائنات!" خیام تنبیہی پکار اٹھا۔ وہ ہلکا سا کھلکھلاتی ہوئی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے چکی تھی۔

"بھابھی! ایک دفعہ پھر سے سوچ لیں۔" شاہ ویز نے مفت مشورہ پیش کیا۔

"شاہی! بکواس بند کر۔" خیام کائنات سے نظریں ہٹائے بغیر بولا اور پھر نرمی سے اس کے مومی ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی۔ ہاتھ اور انگوٹھی دونوں ہی چمکنے لگے تھے۔

"پیاری لگ رہی ہے!" تالیوں کی گونج میں خیام نے تبصرہ کیا جسے صرف کائنات ہی سن سکی تھی۔

"لیکن کائنات! تمہارے لیے انگوٹھی خریدنا میرا کام تھا۔" اسے کہنی سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے ہوئے خیام نے شکوہ کیا۔

"ایک ہی بات ہے! لاؤ دو۔ میں بھی پہناؤں؟" اس نے خیام سے چھلا لے کر اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنا دیا۔ جاذب نے دو انگلیوں سے زبان موڑ کر زوردار سیٹی بجائی اور آگے بڑھ کر خیام کے گلے لگ گیا۔ عمر، عالیان، اسفر اور شاہ ویز بھی تیزی سے ان کے گرد اپنے بازو پھیلا چکے تھے۔

اچانک ہال میں داخل ہوتے پانچ چھ نفوس نے ان کو گروپ ہگ توڑ کر ایک دوسرے سے دور ہونے پر مجبور کیا تھا۔ آنے والوں کے سنجیدہ چہروں اور ان کے ہاتھوں میں موجود نیلے ڈبوں کو تشویش سے دیکھتی ہوئی کائنات بولی۔

"ارشد! دیکھیں کون ہیں؟"

"جی میڈم!" ارشد جانتا تھا وہ کون ہیں کیوں کہ خیام کے لفٹ سے نکلتے ہی اسے ان آنے والوں کی خبر بھی مل گئی تھی لیکن وہ ان دونوں کی خوشی برباد نہیں کرنا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاہتا تھا اس لیے چپ تھا۔ایف بی آر والے اس سے پہلے اوپر اور نیچے کے دفاتر سے شواہد جمع کرتے رہے تھے۔اسے یقین تھا کہ خیام اور کائنات کے انٹر کام بھی خوب چلائے ہوں گے لیکن شکران دونوں میں سے کوئی بھی اپنے اپنے دفتر میں نہیں گیا تھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے بھی نہیں!

ارشد گہری سانس لیتا آنے والوں کی طرف بڑھا اور اس شخص سے مخاطب ہوا جس کے ہاتھ خالی تھے۔سب خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔اجنبی نے ایک صفحہ کھول کر ارشد سے کچھ کہا اور تفصیل جان کر ارشد کے تاثرات گھمبیر ہوئے۔

اجنبی کے مزید کچھ کہنے پر اس نے ہلکا سا سر ہلایا اور پلٹ کر کائنات کی طرف آنے لگا۔وہ الجھ کر نیلے ڈبوں والوں کو اسٹاف کے میزوں کی طرف بڑھتا دیکھ رہی تھی جو ہاتھ آئی ہر چیز ڈبوں میں ڈال رہے تھے۔۔۔کاغذات، فائلیں اور سی پی یو کھول کر ہارڈ ڈسکیں بھی۔

"ارشد؟" اس نے پریشانی سے سوالیہ پکارا۔

"میڈم !FBR والے ہیں۔۔۔آفیسر کے مطابق ہم نے پچھلے دو سالوں میں ڈیڑھ سو کروڑ کی ٹیکس چوری کی ہے۔"

"ک۔کیا؟"کائنات ہکلائی۔

"کیا کہہ رہے ہو ارشد؟"خیام نے بے یقینی سے اضافہ کیا۔ارشد نے اپنے الفاظ دوبارہ دہرا دیے۔

"لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟آپ جانتے ہیں ٹیکس انوائسز میرے سائن کیے ہوئے ہیں!"اس نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھوں پر لگی چاکلیٹ کو باوجود دیکھ لینے کے نظر انداز کر دیا۔ابھی چاکلیٹ سے زیادہ اہم مسئلے چل رہے تھے۔

"مجھے بالکل کوئی اندازہ نہیں ہے!"اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"زاہد عابدی کو بلاؤ۔۔۔فوراً!"کائنات نے اپنے سامنے پھیلتی بے ترتیبی کو دیکھ کر ہونٹ کاٹتے کہا۔زاہد عابدی اس کا فنانس منیجر اور ٹیکس اکاؤنٹینٹ تھا۔وہ عالم

مرتضٰی کی موجودگی میں صرف فنانس مینیجر ہی تھا لیکن کائنات جب ایک سال دفتر کو نظرانداز کرنے کے بعد بالآخر بطور باس آئی تھی تب اس نے اپنے سی۔پی۔اے (سرٹیفائیڈ پبلک اکاؤنٹنٹ) کو فارغ کرکے یہ کام بھی عابدی کو سونپ دیا تھا کیوں کہ سی۔پی۔اے کی بھاری فیس دینے کے لیے اس کے پاس پیسے نہیں تھے۔

غلطی کہاں ہوئی تھی؟ کس سے ہوئی تھی؟ وہ نہیں جانتی تھی۔ لیکن زاہد عابدی پر اسے یقین تھا کیوں کہ وہ عالم مرتضٰی کے وقت سے ونیچ کے ساتھ تھا۔ گہرے سانس لے کر اس نے اپنے تیزی سے دھڑکتے دل کو تسلی دی۔ یقیناً یہ کوئی غلط فہمی تھی اور اس کی مینجمینٹ میں یہ نہیں ہوا تھا۔۔'یااللہ! پلیز؟'اس نے آنکھیں بند کرکے التجا کی۔

"کائنات! میں تمہارے ساتھ ہوں۔" خیام نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔ ان میں تیزی سے جمع ہوتے پانی نے سامنے کا منظر دھندلا دیا تھا لیکن اتنا اندازہ اسے تھا کہ خیام بھی اسی کی طرح اپنا چہرہ چاکلیٹ سے

صاف کر چکا ہے۔اس نے ہاتھوں سے اور خیام نے ٹشو سے۔وہ ایک اور ٹشو لے کر اس کے ہاتھ اور چہرہ صاف کرنے لگا۔

"میری سمجھ سے باہر ہے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور میرے ساتھ ہی کیوں ہو رہا ہے؟"وہ رو دینے کو تھی۔

"شش!کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔۔۔ہم یہ مسئلہ بھی حل کر لیں گے!"وہ ہمیشہ کی طرح پر امید تھا۔

"تمہیں شاید اندازہ نہیں ہے کہ ٹیکس چوری کی سزا کیا ہے؟!"

"مجھے واقعی کوئی اندازہ نہیں ہے!"خیام نے سچائی سے سر ہلایا اور اس کا ایک آنسو ٹپکتا دیکھ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر آنسو صاف کر دیا۔

"لیکن میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔یہ وعدہ کر سکتا ہوں!"اس کی آنکھوں میں دیکھتے مکمل سنجیدگی سے کہا تھا۔

"دیکھتے ہیں تم کیا کر لوگے؟!"عکاشہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بڑبڑائی۔وہ اس

سارے عرصے میں ان کے درمیان ہی رہی تھی لیکن کسی نے اسے اس کی اوقات سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ خیر! اہمیت نہ دے کر بھی غلطی ہی کی تھی۔

"میڈم! زاہد صاحب دفتر میں نہیں ہیں۔ میں ان کو کال بھی کر چکا ہوں لیکن نمبر بند ہے۔" ارشد ہانپتا ہوا واپس آیا تھا۔ دن کے ساڑھے دس بجے وہ آدمی اگر دفتر سے غائب تھا تو یہ اچھی خیر بالکل نہیں تھی۔

"وہ آفس آئے تھے؟" اس کی آواز مختلف خدشات سے پر تھی۔

"پورے وقت پر!"

"اور اب نہیں ہیں؟" خیام کے ہاتھ میں دبا اس کا ہاتھ کپکپایا۔ کائنات نے خود کو بہت مشکلوں سے سنبھال رکھا تھا۔ یہ کوئی آن لائن سکینڈل نہیں تھا۔ اس میں حکومتی اداروں کو دخل تھی!

"نہیں!"

"مطلب جانتے ہیں آپ اس کا؟" اس نے گیلی سانس اندر کو کھینچی۔ ارشد نے

آہستگی سے سرہاں میں ہلایا۔

"ارشد! کیا مطلب؟" ان دونوں کا ہارا ہوا انداز خیام کو ڈرا رہا تھا لیکن ارشد کے جواب دینے سے پہلے ایف۔بی۔آر کا تفتیشی افسر آکر اس سے مخاطب تھا۔

"ایگزیکٹو کون ہے آپ کا؟ انہیں ہمارے ساتھ جانا پڑے گا!" وہ باری باری ان تینوں کو دیکھ کر بولا۔

"کس لیے؟" خیام فوراً پوچھ بیٹھا۔

"ہمیں چند سوالوں کے جواب چاہئیں۔" وہ تحمل کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔

"یہیں پوچھ لیں!" وہ حکمیہ گویا ہوا حالاں کہ حکم دینے والی پوزیشن میں تھا نہیں۔

"پروسیجر یہ نہیں ہے۔ میں ایک دفعہ پھر پوچھ رہا ہوں ایگزیکٹو کون ہے؟" اس بار لہجہ سخت تھا۔

"میں۔۔۔" کائنات نے کہنا شروع کیا لیکن خیام اس کا ہاتھ دباتا ہوا بولا۔

"میں ہوں!" سب خاموش حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے سوائے نئے آنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

والوں کے۔

"تم کب بنے CEO؟ کیوں کہ میری معلومات کے مطابق پچھلے ایک ڈیڑھ سال سے ایکٹنگ سی۔ای۔او کائنات عالم ہے!" عکاشہ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کر رہی ہو؟" جاذب جو اس سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑا تھا اس کی طرف جھک کر غرایا۔

"کیا یہ سچ کہہ رہی ہیں؟" افسر کے ماتھے پر بل پڑے۔

"آف کورس! مجھ پر یقین نہیں ہے تو آپ گوگل کر سکتے ہیں۔" عکاشہ اپنے لطیفے پر خود ہی ہنسی لیکن اس کا لطیفہ اور کسی کو محظوظ نہیں کر سکا تھا۔

"کائنات پہلے تھی لیکن اب میں سی۔ای۔او ہوں!" خیام پورے اعتماد کے ساتھ بولا تھا۔

"خیام! کیا کر رہے ہو؟ چھوڑو۔۔۔مجھے جانے دو؟" کائنات نے ہاتھ ہلا کر اسے

متوجہ کیا۔

"نہیں! ٹرسٹ می۔۔۔میں ابھی جو کر رہا ہوں وہ صرف اور صرف تمہارے لیے ہے اور خبردار جو تم نے مجھے غلط سمجھا۔" وہ تنبیہ کر کے اس کا ہاتھ چھوڑتا سیدھا ہوا۔

"میں آپ کو ڈاکومنٹس دکھانے کے لیے تیار ہوں۔۔۔رضا!" اس نے افسر سے کہا اور رضا کو مخاطب کر کے اپنے پیچھے آنے کا کہا۔

'کون سے ڈاکومنٹس؟' رضا نے صرف سوچا اور الجھتا ہوا اس کے پیچھے چلا گیا۔

"کائنات! تم ٹھیک ہو؟" خیام کے اس کے پاس سے ہٹتے ہی ربیعہ کمال اس کی دوسری طرف آئی۔ اس کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔

"میڈم! سر جو کر رہے ہیں انہیں کرنے دیں۔" ارشد نے صرف کائنات کے کانوں کے لیے سرگوشی کی۔ جبکہ وہ جواباً سر ہلانے کے قابل بھی نہیں رہ گئی تھی۔

خیام نے ان سب کو زیادہ انتظار نہیں کروایا تھا۔ وہ تازہ تازہ پرنٹ شدہ کاغذ کے

ساتھ ان کے درمیان تھا۔

"ٹرانسفر آف پاور۔۔۔ پچھلے دو مہینے سے ساری ڈیسیژن میکنگ میں کر رہا ہوں۔ اس لیے ذمہ دار بھی میں ہوں!" تفتیشی افسر صفحہ اس سے لے کر پڑھنے لگا جس پر ابھی بھی لیزر سکین کی گرمائی باقی تھی۔ کائنات اپنے دستخط دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔۔۔ گالا کی رات خیام نے اس سے جس خالی صفحے پر دستخط لیے تھے آج اسے بچانے کے لیے وہ اس پر یہ الفاظ ٹائپ کرلایا تھا۔ کائنات کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اس کی اس حرکت پر کیسا محسوس کر رہی ہے؟ حسیات شاید سن پڑ رہی تھیں۔

"چلیں پھر!" اس آدمی نے کاغذ لوٹاتے ہوئے کہا۔ خیام صفحہ رضا کو تھماتا ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ اپنے اور کائنات کے دفتر کا حشر بھی دیکھ آیا تھا۔۔۔ خالی فائلیں وہاں بھی بکھری پڑیں تھیں اور ان دونوں کے لیپ ٹاپ غائب تھے۔ یقیناً ان بہت سے نیلے ڈبوں میں سے کسی ایک میں تھے!

"خیام!" شاہ ویز کی پکار پر وہ رکا۔

"ہم بھی چلیں کیا تمہارے ساتھ؟"

"نہیں! تم لوگ میرے ساتھ آئے بغیر میری مدد کروگے۔"

"کیسے؟" عمر نے پوچھا۔

"رضا جانتا ہے!" خیام کہہ کر ایف۔بی۔آر کی ٹیم کے ساتھ جاچکا تھا۔وہ پانچوں رضا کی طرف متوجہ ہوئے۔

"رابی! مجھے اس کے پاس جانا ہے۔جب مجھے نہیں معلوم یہ سب کیسے ہوا ہے تو وہ اتھارٹیز کو کیا جواب دے گا؟" کائنات اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی جیسے ہوش میں آئی تھی۔

"ارشد! آپ پاپا کے لائیر کو فون کریں اور۔۔۔" وہ تیز تیز بول رہی تھی رضا کو ٹوکنا پڑا۔

"ایک سیکنڈ میڈم!"

"?Huh"

وہ خاموش ہو کر منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی لیکن رضا اسے جواب دینے کی بجائے عکاشہ کو دیکھ رہا تھا اور اس کے دیکھنے کے انداز نے اس کا مقصد ہر ایک پر واضح کر دیا تھا حتی کہ عکاشہ پر بھی۔

"اوکے! میں آپ کو یہ کرائسس حل کرنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیتی ہوں۔ گڈ لک!" وہ مسکراتی ہوئی ہاتھ ہلا کر چلی گئی۔ اسے دروازے سے نکل کر لابی میں غائب ہوتا دیکھ کر رضا کہنے لگا۔

"آپ کو سر کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ابراہیم سر کو فون کر چکا ہوں۔ وہ اپنے وکیلوں کے ساتھ بورڈ پہنچ جائیں گے۔ ہمارے ذمے سر نے ایک اور کام لگایا ہے!" وہ رکا۔

"کیا؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"زاہد عابدی کو ڈھونڈنے کا۔ آپ بالکل کلیو لیس ہیں اور جس دوسرے انسان کی اکاؤنٹس تک رسائی ہے وہ عابدی ہی ہے۔"

"ٹھیک! ارشد۔۔۔فائل چیک کریں زاہد عابدی کی۔ایڈریس نکلوائیں اس کا۔"

اس کے کہنے پر ارشد سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

"ایک اور بات میڈم! آپ گھر جائیں گی۔۔۔عابدی کو یہ حضرات ڈھونڈیں گے۔" رضا نے آگے پیچھے کھڑے خیام کے دوستوں کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں رضا! میں۔۔۔" کائنات نے پھر سے کچھ کہنا چاہا لیکن اس دفعہ اسے روکنے والا شاہ ویز تھا۔

"بھابھی! یہ رضا نہیں کہہ رہا بلکہ خیام کہہ کر گیا ہے۔۔۔آپ یقین رکھیں ہم پر؟ ہم ڈھونڈ لیں گے اسے۔" وہ مکمل یقین کے ساتھ بولا تھا۔اس کے بعد کی گفتگو میں بھی انہوں نے کائنات کو شامل نہیں کیا تھا لیکن وہ گھر بھی نہیں جا سکی تھی۔

ہاں! اسٹاف کو جانے کی کھلی اجازت تھی۔۔۔ارشد کو چھوڑ کر باقی سب ایک ایک، دو دو کر کے جا چکے تھے۔ربیعہ کمال کو اس کے کالج سے کتنے ہی فون آ چکے تھے اور وہ کائنات سے یہ وعدہ لے کر چلی گئی تھی کہ کائنات بھی زیادہ دیر وہاں نہیں

ٹھہرے گی بلکہ جلد ہی گھر چلی جائے گی۔حفظ ماتقدم کے طور پر وہ ارسلان کمال کو فون کر کے واقعات سے آگاہ کرتی کائنات کو گھر لے جانے کا کہہ چکی تھی۔خیام کے دوست،رضا اور ارشد کے ساتھ زاہد عابدی کی تلاش میں نکل چکے تھے۔وہ ان کی گفتگو سنتی رہی تھی۔۔۔شاہ ویز اپنے بڑے بھائی سے رابطہ کر چکا تھا جو اس کا بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ پولیس آفیسر بھی تھا اور اسی کے مشورے پر وہ پہلے زاہد عابدی کے گھر،اس کے رشتہ داروں کے گھر،اس کی بیوی کے رشتے داروں کے گھر اور پھر شہر سے باہر لے جاتے راستوں پر اس کی تلاش کرنے والے تھے۔اگر وہ کہیں چھپا نہیں تھا تو ضرور شہر سے بھاگنے کی کوشش کرتا۔ایئرپورٹ،ریلوے،ہائی۔وے۔۔۔اویس امتیاز نے ہر جگہ چھان مارنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔

اور اب وہ وہاں اکیلی کھڑی تھی۔ایک طرف گلابی سجاوٹ کے سامنے کیک پھیلا پڑا تھا اور دوسری طرف ڈیسک ٹاپ مونیٹرز،اسٹیشنری،خالی صفحات بکھرے پڑے تھے۔ایک بھی کرسی اپنی جگہ پر نہیں تھی۔کائنات کی ہمت بس یہیں تک

تھی۔۔۔وہ روتے ہوئے گھٹنوں کے بل بیٹھی۔اس کی آنکھوں کے سامنے سے وہ دن گزرنے لگے جب اس نے نیا نیا دفتر سنبھالنا شروع کیا تھا،جب وہ وقت کی پرواہ کیے بغیر پہلے سے ہی ہو چکے نقصان کی تلافی میں مگن تھی،جب پہلی مرتبہ اس کے ہاتھوں سے نقصان نفع میں تبدیل ہوا تھا۔ایک ایک اتار چڑھاؤاس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہا تھا۔اس کے رونے میں مزید شدت پیدا ہوئی۔۔۔اڑھائی سال!اڑھائی سال ہو چکے تھے عالم مرتضٰی کے حادثے کواور ڈیڑھ سال اسے ہو چکا تھاو نیٹیج کو سنبھالتے ہوئے لیکن وہ کوئی فرق نہیں ڈال پائی تھی۔کمپنی تب بھی خسارے میں تھی اور اب تو خطرے میں تھی۔۔۔و نیٹیج کا مستقبل کیا ہو گا؟اسے کوئی اندازہ نہیں تھا۔وہ جانتی تھی کس طرح عالم مرتضٰی نے اپنا خون پسینا ایک کیا تھااور پھر کس طرح اس کی اپنی وجہ سے ان کی برسوں کی محنت رائیگاں گئی تھی۔ انہوں نے کمال مرتضٰی پر اندھا اعتماد کیا تھااور کائنات کا خیال تھا کہ وہ ان کے ساتھ پیش آئے واقعے سے اپنا سبق سیکھ چکی ہے لیکن وہ غلط تھی۔وہ بہت زیادہ غلط تھی۔

اس کی کوئی احتیاط کسی کام نہیں آئی تھی۔ان کے ساتھ ایک اور فراڈ ہو چکا تھا اور اس دفعہ ذمہ دار وہ تھی۔وہ پاپا کو کیا جواب دے گی؟ ابھی دو مہینے پہلے تو وہ اسپین سے واپسی پر انہیں یقین دلا رہی تھی کہ وہ سب ٹھیک کر دے گی۔۔۔کیا خاک ٹھیک کر دیا تھا اس نے؟

"کائنات!" لفٹ کے دروازے کھلنے پر اس کے شکستہ وجود کو دیکھتے ہی ارسلان اس کی طرف لپکا تھا۔

"بھائی!" اس نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر ارسلان کو دیکھا۔وہ دو زانو ہو کر اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

"شش گڑیا! رونا بند کرو۔تم روتی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگتی ہو!" اس کی پشت تھپک کر وہ آہستگی سے اس سے کہہ رہا تھا۔کائنات کے گرتے آنسوؤں میں تیزی آئی۔

"میں نے آپ سے کہا تھا نا۔۔۔بہت مشکل ہے سب! مجھ سے نہیں ہو پائے

www.novelsclubb.com

گا۔۔۔دیکھ لیں! نہیں ہو سکا۔میں نہیں کر سکی!"اس نے زار و قطار روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"شش! ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔تم جو چاہو وہ کر سکتی ہو کیوں کہ تم میری بہن ہو، عالم مرتضٰی کی مضبوط بیٹی ہو۔"

"مضبوط نہیں ہوں میں۔۔۔بالکل نہیں ہوں!"ضدی لہجے میں چلائی۔

"ادھر۔۔۔میری طرف دیکھو؟"ارسلان نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے ہٹا کر اپنے سامنے کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہی الفاظ واپس دہرائے۔

"تم بہت مضبوط ہو!"

"نہیں!"اس کے آنسو اب بھی گر رہے تھے اور وہ لگاتار نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔میری مت مانو! جب تایا ابا بھی یہی بات کہیں گے پھر مان جانا۔اٹھو گھر چلیں؟"وہ اسے کہنیوں سے پکڑ کر اٹھانے لگا۔

"نہیں! پاپا کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔۔۔میں ان کے لیے کتنا بڑا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فیلیئر ہوں۔۔۔ یہ جاننے کے بعد تو بالکل نہیں۔"

"تم فیلیئر نہیں ہو کائنات! پلیز اپنی تحقیر بند کرو۔" ارسلان نے بے بسی سے منت کی۔ اس کی کوئی بھی تسلی کائنات کے دماغ تک پہنچ ہی نہیں رہی تھی۔ ہر بات کا رد موجود تھا اس کے پاس۔ ارسلان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگا لیا۔ پتا نہیں کتنا وقت گزرا تھا۔۔۔ وہ اب خاموشی سے روئے جا رہی تھی۔ اس کا فون بجا تو وہ اس سے علیحدہ ہو کر فرش سے اٹھا اور کچھ دور جا کر سننے لگا۔ دوسری طرف عالم مرتضٰی تھے اور پریشانی سے اپنی بیٹی کی خیریت پوچھ رہے تھے۔ ارسلان نے جو حقیقت تھی وہ بتا دی۔ عالم مرتضٰی کی پریشانی میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ وہ خود آنے کا کہہ کر فون بند کر چکے تھے۔

******

یہ ایک ایئر کنڈیشنڈ سرکاری دفتر تھا۔ سفید دیواروں والے کمرے کے بالکل درمیان میں لکڑی کی ایک میز رکھی تھی۔ میز کی ایک طرف سوائیولنگ چیئر اور

دوسری طرف دو سادہ کرسیاں آمنے سامنے رکھی تھیں۔ایک کرسی پر خیام،اس کے سامنے والی پر تفتیشی افسر اور میز کے پیچھے ایف بی آر کے بہت سے شعبوں میں سے ایک کا ڈائریکٹر بیٹھا تھا۔خیام بڑے انہماک سے اس بارعب چہرے کے مالک شخص کے پیچھے لگی جناح کی تصویر دیکھ رہا تھا۔

"کٹ!"ایک تالی کے ساتھ تفتیشی افسر کی پکار گونجی۔خیام اور میز کی دوسری طرف بیٹھا شخص الجھ کر اسے دیکھنے لگے۔یہ اچانک اسے بیٹھے بیٹھے کیا ہو گیا؟خیام نے سوچا۔

"کیا ہوا فیضان؟"ڈائریکٹر نے پوچھا۔

"ان صاحبزادے کو لگ رہا ہے یہاں کسی فلم کی شوٹنگ چل رہی ہے جو یہ بار بار ایک ہی جواب میرے منہ پر مارے جا رہے ہیں!"فیضان غصیلی نظروں سے خیام کو دیکھتا ہوا چبا چبا کر بولا۔وہ سوال کر کر کے تنگ آ چکا تھا اور اس کا ایک ہی جواب سن کر بھی۔۔۔'اپنے وکیل کے آنے تک میں کوئی بیان نہیں دوں گا!'خیام نے یہ

فقرہ بھی انٹر نیشنل ٹی۔وی شوز سے سیکھا تھا۔اب پتا نہیں پاکستان میں چلتا تھا یا نہیں؟پر وہ وہی گھسا پٹا 'میرا باپ کون ہے؟ جانتا ہے تُو؟' والا فقرہ نہیں بولنا چاہتا تھا۔حالاں کہ وہ وکیل کے انتظار میں نہیں،ابراہیم شاہ کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ پچیس سالہ زندگی میں دو مہینے سے پہلے بھی کبھی دفتر کا منہ دیکھ لیا ہوتا یا کوئی کام کر لیا ہوتا تو آج اسے جواب پتا ہوتے۔۔۔خیر!ابراہیم شاہ کی غلطی ہے۔وہ اسے پہلے بھی تو کام سکھا سکتے تھے نا؟اب وہی آکر تلافی کریں گے!

"اچھا؟کیمرہ کون سا استعمال کرتے ہیں آپ شوٹنگ کے لیے؟سی سی ٹی وی؟"

اس نے طنزیہ کمرے میں موجود واحد کیمرے کی طرف اشارہ کیا۔

"شوٹنگ کا تمہیں سارا پتا ہے کہ کس طرح ہوتی ہے لیکن یہ نہیں پتا کہ ہمارے پاس جمع شدہ رپورٹ اور تمہاری اپنی رپورٹ کی فنانشل اسٹیٹمینٹ میں اتنا فرق کیوں ہے؟"اس نے ہاتھ زور سے خیام کے سامنے کھلی فائلوں پر مارا۔دونوں فائلیں وہی تھیں جو وکیل سے عکاشہ،عکاشہ سے زابر،زابر سے واپس عکاشہ اور

عکاشہ سے وکیل کے ذریعے ان کے ڈائریکٹر تک پہنچی تھیں۔خیام چند لمحے جھک کر فائلوں میں موجود ہندسوں کے فرق کو دیکھتا رہا۔

"سمپل!"اس نے سیدھے ہو کر کندھے اچکائے۔

"کیا؟"فیضان نے بے صبری سے پوچھا۔اسے امید تھی کہ اب اس کا جواب ہو گا:

'ٹیکسز سے بچنے کے لیے!'

"!It's a typo... typing error"

خیام نے بھولپن کے تاریخی ریکارڈ توڑ دیے تھے البتہ وہ فائلوں کو پہچان چکا تھا۔اس نے یہ فائلیں کل زابر حسن کے ہاتھ میں دیکھی تھیں۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟میں تمہیں۔۔۔"فیضان نے چیخ کر دو چار خالی دھمکیاں اسے دینی چاہیں لیکن اس کا افسر اسے ٹوک گیا۔

"دونوں اپنی بکواس بند کر لو!"ڈائریکٹر نے مصروف سے انداز میں کہا۔وہ دراصل ان کی بکواس سن بھی نہیں رہا تھا۔اس کے سامنے کائنات اور خیام کے

لیپ ٹاپ کھلے پڑے تھے۔خیام کا لیپ ٹاپ وہ موٹا موٹا دیکھ کر ایک طرف کر چکا تھا اور اب اس کی نظریں کائنات کے ای میلز پڑھ رہی تھیں۔

"یہ زابر حسن کون ہے؟"اس نے چہرہ اٹھا کر خیام کو دیکھا۔اس زابر حسن کو ایف۔بی۔آر کی فائل کی تفصیلات معلوم تھیں اور ڈائریکٹر کو یہ خدشہ تھا کہ اس کے دفتر سے کوئی مخبری کا مرتکب ہوا تھا۔مخبر تو اس کے دفتر میں واقعی تھا لیکن وہ زابر کا نہیں زاہد عابدی کا مخبر تھا ورنہ وہ صبح عین وقت پر موقع سے غائب کیسے ہوتا؟

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"وہ کسی سوال کا سیدھا جواب دینے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔پھر چاہے سوال کرنے والا کوئی بھی کیوں نہ ہو!پھر سے زابر حسن؟ اب زابر حسن اس کے ہاتھوں سے بچ کر دکھائے!

"میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ دینا ہے اسے۔اوئے گدھے!جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو؟"اسے شدید تپ چڑھی تھی۔

"اچھا آدمی ہے اور ابھی تک کنوارہ ہے۔آپ بے فکر ہو کر اسے اپنی بیٹی دے سکتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیں۔۔۔میں گارنٹی دیتا ہوں!" وہ خوش مزاجی سے بولا۔

"کہاں سے اٹھا کر لائے ہو یہ پاگل!" ادھیڑ عمر آدمی اپنا ضبط کھو کر چلایا۔

"کون ہے بے تُو؟ کس (گالی) کی اولاد ہے؟" فیضان بھڑکا۔اس کا افسر اپنی سانسیں سنبھال رہا تھا۔خیام نے کندھے اچکائے۔۔۔مذاق برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی تو پھر شروع ہی کیوں کیا تھا؟

"ابراہیم شاہ کی!" اس نے بازو پھیلا کر انگڑائی لیتے ہوئے جواب دیا۔ سستی سی ہو رہی تھی۔۔۔شاید سرکاری خرچے پر چلتے ہوئے اس بڑے سے ہیٹر کی وجہ سے!

"کس کی؟ کس کی؟ ابراہیم شاہ کی؟ انڈسٹریلسٹ ابراہیم شاہ؟ جو سیمنٹ، ربڑ، فرٹیلائزر اور بڑی لمبی لسٹ ہے۔۔۔ان سب فیکٹریوں کا مالک ابراہیم شاہ؟" وہ دونوں تھوڑے ٹھنڈے پڑتے اس سے مخاطب ہوئے۔

"میں نے کبھی غور نہیں کیا کہ کتنی اور کون کون سی فیکٹریاں ابا حضور چلاتے ہیں۔۔۔لیکن وہی ہیں!" اس نے ایمانداری سے جواب دیا۔

"واہ بھئی تمہارے منہ سے 'ابا حضور' بھی سننا تھا میرے گنہگار کانوں نے؟"

ابراہیم شاہ نے کمرے میں اندر داخل ہوتے ہوئے حیران ہو کر تبصرہ کیا۔وکیلوں کی پوری ٹولی ان کے ساتھ تھی۔

"بڑی جلدی آ گئے آپ؟"خیام نے خفگی سے گال پھلائے لیکن وہ اسے نظر انداز کرتے باقی دونوں حضرات سے مصافحہ کرنے لگے۔ڈائریکٹر سے کچھ دیر لفظوں کا تبادلہ کر کے بلکہ اس کی چیئر مین سے بات کروا کر وہ اپنی اولاد کی طرف پلٹے تھے۔ان کے وکلاء بغیر کہے اپنا کام شروع کر چکے تھے۔

"لیں؟"خیام نے شرافت سے کھڑے ہو کر اپنا رخسار ان کے سامنے کر دیا۔ ابراہیم شاہ آنکھوں میں الجھن لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تیسرا تھپڑ مار کر کلیجہ ٹھنڈا کر لیں!"اس کی بھرپور سنجیدگی سے کی گئی پیشکش پر ان کے ہونٹ مسکرائے۔جب صرف ماڈلنگ کرنے پر تھپڑ پڑ سکتے تھے تو تقریباً گرفتاری پر وہ اس کی خاطر کس طریقے سے کرتے؟اس لیے خیام نے خود ہی

آسان راستہ چن لیا تھا۔اس کی توقعات کے بالکل بر عکس انہوں نے ایک ہاتھ اس کے سر کی پشت پر رکھا اور اس کا چہرہ جھکا کر ماتھا چوم لیا۔خیام شاہ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے بلکہ زمین، چاند، مریخ، زہرہ سارے قریبی سیاروں کے بھی!

"اگر تمہاری جگہ یہاں پر میری بہو ہوتی تو ایک تھپڑ سے میرے کلیجے میں ٹھنڈ ہر گز نہیں پڑنی تھی۔ پھر تمہاری میں نے وہ چیخیں نکلوانی تھیں کہ زمانہ سنتا اور عبرت پکڑتا!" سر کی پشت تھپک کر انہوں نے ہاتھ گرادیا اور خیّام نے اس دلخراش منظر کشی پر باقاعدہ جھرجھری لی۔

"او کچھ خدا کا خوف کریں ابا حضور! یہ ڈائریکٹر میرا کچھ نہیں لگتا پھر بھی اتنی تمیز سے پیش آرہا تھا۔۔۔آپ بھی تھوڑی سی سیکھ لیں؟اب بھی نہیں سیکھیں گے تو کیا قبر میں جا کر سیکھیں گے؟"خیّام نے ان کے بدلتے تاثرات دیکھ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔غلط وقت پر پھسل گئی تھی!

"لعنت ہے مجھ پر جو تمہارے جیسی اولاد پیدا کی!"وہ کڑوے لہجے میں کہہ کر پلٹ

گئے۔

"اب جا کہاں رہے ہیں؟ جان چھڑائیں میری ان خبیثوں سے!"اس نے دہائی دی لیکن تھوڑی اونچی آواز میں دے دی تھی۔ کمرے میں موجود دونوں خبیث اپنے سردار کو گھورنے لگے۔

"کیوں تمیز ہضم نہیں ہو رہی کیا؟ دو چار دن رہ لو۔۔۔ خدمت وغیرہ کروالو؟ جب جی بھر گیا تب مجھ سے رابطہ کر لینا!"انہوں نے رکے بغیر ہاتھ ہلا دیا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو دونوں خبیثوں کی چاندی ہو جاتی۔۔۔ خیام کی زبان نے انہیں وہ تپ چڑھائی تھی جو ہاتھوں کے استعمال سے ہی اترنی تھی۔ حالاں کہ وہ پڑھے لکھے افسر آدمی تھے لیکن خیام شاہ۔۔۔!

خیام شاہ جذباتی اور شدت پسند تھا۔۔۔ یا تو آپ کو خود سے محبت پر مجبور کر دیتا یا نفرت پر۔ اور عموماً پہلی ملاقات میں لوگوں کی اکثریت کو اس سے نفرت ہی ہوئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یار بابا! آپ کب سے میری باتوں کو اتنا سیریئس لینے لگ گئے؟ اپنی بہو کے لیے ہی چھڑوا دیں یار۔۔۔؟" جب وہ دروازے تک پہنچ کر بھی رکتے نظر نہ آئے تو اسے حکمت عملی بدلنی پڑی۔

"آجاؤ۔۔۔میری چیئرمین سے بات ہو گئی ہے!" وہ رک کر اس پر احسان کرتے دوبارہ چلنے لگے۔

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی اس گدھے کے لیے میں اپنا کام چھوڑ کر آیا ہی کیوں؟" وہ خود سے مخاطب ہوئے۔

"یہ گدھا آپ نے پیدا کیا ہے۔۔۔کیا یہ وجہ ہو سکتی ہے؟" خیام تو 'آجاؤ' سن کر ہی ان کے پیچھے دوڑ پڑا تھا۔اس لیے ان کی بڑبڑاہٹ سے مستفید ہو کر جواب دینا اس کی مجبوری تھی۔

"بدقسمتی سے!" وہ بڑبڑائے اور خیام رکا۔

"ایک سیکنڈ بابا! واپس چلیں؟" اس نے ابراہیم شاہ کا بازو پکڑا اور انہیں راہداری

سے واپس لکڑی کے دروازے کی طرف لے جانے لگا۔

"اب کس چیز نے کاٹا ہے تمہیں؟" وہ برہم ہوئے۔

"آپ آئیں تو؟" خیام کا اصرار جاری تھا۔ وہ انہیں لے کر واپس دفتر میں بغیر اجازت کے داخل ہوا۔

"صاحبزادے! جگہ زیادہ پسند آگئی ہے تو ادھر ہی ایک جگھی لگوا دیتے ہیں؟" فیضان سے بولے بغیر نہیں رہا گیا تھا۔

"اچھی آفر ہے۔۔۔ میں سوچوں گا!" وہ مکھی اڑانے والے انداز میں کہہ کر میز تک پہنچا اور ڈائریکٹر کے سامنے سے کائنات کا لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنی طرف موڑا۔ پھر نہایت سنجیدگی سے 'زابر حسن اس لیپ ٹاپ میں کیا کر رہا ہے؟' ڈھونڈنے لگا۔

ناظرین اس کی ہمت پر ششدر رتھے۔ ابراہیم شاہ ہلکا سا مسکرائے۔۔۔ اس ساری ٹیکس چوری کے معاملے میں خیام کی کوئی غلطی نہیں تھی اس لیے وہ اسے من مرضی کرنے دے رہے تھے۔ اگر غلطی سے بھی وہ قصوروار ہوتا تو سب سے بڑی

سزا اسے اپنے باپ سے ہی ملنی تھی۔ وہ دونوں یہ بات جانتے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ لگے تھے اسے زابر کی ای میل برآمد کرنے میں۔ اس نے جیب سے موبائل نکال کر سکرین کی تصویر بنائی اور لیپ ٹاپ چھوڑ کر ہٹ گیا۔ فیضان نے غصہ برداشت کرنے کے لئے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔ آج تک اتنی سنجیدگی سے ان کا مذاق کسی نے نہیں اڑایا تھا اور وہ اپنے چیئر مین کی وجہ سے سہنے پر مجبور تھے۔

"آپ کے تعاون کا بہت شکریہ!" وہ آنکھ مار کر کہتا ہوا ابراہیم شاہ کے ساتھ چل دیا۔ ان کی ناپسندیدہ گھوریوں پر غور کرتے وہ چلتے چلتے اس سے مخاطب ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا باپ ہونا اور پھر نبھانا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔۔۔ اس لیے مجھے لگتا ہے کہ میں دنیا کا بہترین باپ کہلوانے کا حق دار ہوں!"

"بالکل بابا! لیکن اس سے پہلے میں ذرا بہترین بیٹا ہونے کا ایوارڈ لے لوں پھر آپ کی باری۔۔۔ ٹھیک ہے؟ لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہر کسی کو اپنی باری کا

انتظار کرنا چاہیے۔۔۔ نہیں؟" وہ زابر کی ای میل کا مقصد نہیں سمجھ پایا تھا اور بعد میں ٹھنڈے دماغ کے ساتھ سمجھنے کا ارادہ تھا اس لیے اس نے فون جیب کے سپرد کر دیا۔

"اگر تمہاری ڈکشنری میں ذلیل و خوار کا مترادف 'بہترین' ہے تو ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے!" وہ اپنی بات مکمل کر کے آگے بڑھ گئے۔ راہداری کے اختتام پر عدیل ان کا منتظر تھا۔

"مجھے لفٹ دے دیں گے؟" اس نے پیچھے سے آواز لگائی۔ وہ اپنی گاڑی اس خوف سے نہیں لایا تھا کہ کہیں اس کے ٹیکس کا مسئلہ بھی نہ کھڑا ہو جائے!

"کہاں جانا ہے؟"

"آپ کی پیاری بہو کہاں ہے؟" خیام کو اس سے مل کر اس کے ٹھیک ہونے کی تسلی کرنی تھی۔

"تمہیں نہیں معلوم؟" سادہ سا انداز تھا، وہ طنز نہیں کر رہے تھے۔

"نہیں! اگر میرے علم میں ہوتا تو آپ سے پوچھتا؟" اس نے سرمئی پتلیاں گھمائیں۔

"سوچو کہاں ہو سکتی ہے؟ کیا ابھی تک اسے بالکل بھی نہیں سمجھے؟" وہ اچانک رک کر اسے دیکھنے لگے تو مجبوراً عدیل کو بھی رکنا پڑا۔

"امتحان لے رہے ہیں میرا؟ ٹھیک۔۔۔ آپ کی مرضی!" وہ کندھے اچکا کر ان کے پاس سے گزرتا آگے بڑھ گیا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" چہرہ موڑ کر اس کی پشت کو دیکھتے پوچھا۔

"آفس۔۔۔ کائنات کے پاس!" خیام نے جواب دیا اور ابراہیم شاہ مسکرا دیے۔ وہ ابھی تک دفتر میں ہی تھی۔۔۔ ان کی آتے ہوئے عالم مرتضیٰ سے بات ہوئی تھی۔

"حالاں کہ میں نے رضا سے کہا تھا اسے گھر بھجوا دینا لیکن وہ بھی آپ کی طرح نکما ہی ہے!" اس کی زبان پھر بے وقت بہکی تھی۔۔۔ کسی کو نکمے پن کی مثال دینی ہوتی تھی تو وہ ہمیشہ خیام کی ہی دیا کرتے تھے اور خیام تو تھا ہی موقع پرست! جہاں موقع

ملتا تھا انہیں ان کے الفاظ لوٹا دیا کرتا تھا۔

"میں تمہیں دفتر تک لفٹ دینے والا تھا لیکن میں تو ہوں ہی نکما؟ تچ۔۔۔ کیا کر سکتے ہیں؟!" ان کے مصنوعی تاسف پر عدیل نے کھانستے ہوئے اپنی ہنسی چھپائی۔ ان کا یہ روپ اسے خیام کے ساتھ ہی دیکھنے کو ملتا تھا اور وہ ان دونوں کی لڑائیوں کا بہت بڑا فین تھا۔

"نہیں بابا! میں ہوں نکما۔۔۔ آپ تو دنیا کے بہترین بابا ہیں۔ پلیز؟" اس نے فوراً پلٹ کر منت کی تھی کیوں کہ شیشے کے دروازے سے وہ آسمان پر جمع ہوتے کالے بادلوں کو دیکھ چکا تھا اور اس سردی میں اس کا رکشہ، ٹیکسی پر ذلیل ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"کیا ہو تم؟" انہوں نے ایک ابرو اٹھایا۔

"نکما نمبر 1!" خیام جھٹ سے بولا۔

"اور میں کیا ہوں؟"

"باپ نمبر 1!"اس نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

"اوئے گدھے!کوئی باپ نمبر 2 بھی ہے تمہارا؟"ان کا بنتا بنتا موڈ غارت ہوا تھا۔

خیام نے قہقہہ لگایا۔

"یار!اتنا ذلیل نہ کریں نا؟موسم دیکھیں باہر۔"اس نے ہاتھ سے اپنے پیچھے اشارہ کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔چلو!"

کچھ دیر بعد وہ ان کے ساتھ رینج روور کی پچھلی نشست پر بیٹھا اپنا فون دیکھ رہا تھا۔ عدیل خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا اور ابراہیم شاہ نظر کی عینک لگائے کچھ کاغذات پڑھ رہے تھے۔خیام کے ماتھے پر سوچوں کا جال بچھا تھا۔زابر کا پیغام اس کے سامنے تھا جسے پڑھ کر وہ پہلے سے زیادہ الجھ گیا تھا۔اسکرین پر ظاہر ہوتی تصویر کچھ یوں تھی۔۔۔

To: kainatalam09@****.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

:CC/BCc

!Subject: Kainat it's important

یہ تصویریں و نیٹیج کی آڈٹ رپورٹ کی ہیں۔۔۔ تم مجھ سے بہتر جانتی ہو! میں اسی سلسلے میں تم سے ملنا چاہتا تھا لیکن ملاقات نہیں ہو سکی۔ اس لیے میل کر رہا ہوں ایف۔ بی۔ آر کے پاس و نیٹیج کی جو انکم اسٹیٹمینٹ ہے وہ ڈیفرنٹ ہے۔ مطلب کوئی تمہارے فنڈز مینیو پولیٹ کر رہا ہے! تم جانتی ہو اگر یہ رپورٹ ہوا تو دو آڈٹ رپورٹس تمہیں کتنا نقصان پہنچا سکتی ہیں؟ ایف۔ بی۔ آر کی فائل میں تمہاری انکم کم دکھائی گئی ہے۔۔۔ مطلب جان بوجھ کر ٹیکس سے بچنے کے لیے کم دکھائی گئی ہے۔ میں جانتا ہوں تم یہ نہیں کر سکتی اور اگر بالفرض تم نے کیا بھی ہے تو میں تمہاری اس گند سے نکلنے میں مدد کرنا چاہتا ہوں! میل چیک کرتے ہی مجھ سے رابطہ کرو۔۔۔ یہ فائلیں میرے پاس کیسے پہنچیں یا اب کہاں ہیں؟ میں تمہیں تب ہی بتا سکوں گا!

,Regards

Zabir Hassan

یہ ای میل کا متن تھا جو رومن اردو میں لکھا گیا تھا اور فائلیں تو خیام ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا تھا۔ زابر حسن کائنات کی مدد کر رہا تھا؟ نہیں کر رہا تھا؟ نقصان پہنچا رہا تھا؟ نہیں پہنچا رہا تھا؟ خیام کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا!

چلو فرض کرو۔۔۔ وہ کائنات کو مینیوپولیٹ کرنا چاہتا ہے۔ اسے مشکل میں ڈال کر خود ہی اس سے بچا کر ہیرو بننا چاہتا ہے تو وہ ٹیکس چوری رپورٹ کیوں کرتا پھر؟ اتنا تو خیام جان گیا تھا کہ آڈٹ پورٹ اس کے پی۔اے رمیز نے اڑائی تھی۔۔۔ اب اس کا و نیٹج کے دفتر آنے کا مقصد پتا چل رہا تھا لیکن پھر وہی بات۔۔۔ زابر کو اگر کوئی فائدہ نہیں اٹھانا تھا تو اس نے اتنے پاپڑ بیلے ہی کیوں؟ یہ کسی اور کا کام تھا لیکن کس کا؟

وہ اب ایک اور پہلو پر سوچ رہا تھا۔۔۔ کون تھا جسے وہ دونوں میاں بیوی بھی جانتے

تھے اور زاہر حسن بھی؟ اور جسے ان سے کوئی دشمنی ہو سکتی تھی؟ خیام شاہ کے پاس فقط ایک ہی نام تھا: عکاشہ ناصر بٹ۔ لیکن نہیں! اس کے پاس ایسا کچھ پلان کرنے کا دماغ نہیں تھا۔ اس نے فون لاک کر کے بند مٹھی ماتھے پر ماری۔

"بولو۔۔۔ کیا مسئلہ ہے؟" ابراہیم شاہ اسے کب سے لمبی لمبی سانسیں لیتے دیکھ رہے تھے۔ خیام نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"آپ کو پتا ہے یہ کوئی ریگولر چیکنگ ریڈ نہیں تھی بلکہ ہماری ٹیکس چوری رپورٹ کی گئی ہے!" وہ جانتا تھا کہ وہ خود بھی یہ سارا مسئلہ حل کر سکتا ہے لیکن اس کے حل کرنے اور ابراہیم شاہ کے حل کرنے میں ایک واضح فرق تھا۔۔۔ وہ یہیں بیٹھے بیٹھے صرف فون کی مدد سے اسے مطلوبہ معلومات دلوا سکتے تھے اور اگر وہ خود تلاشنے لگتا تو کون جانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے؟

"ہمم۔۔۔ کوئی غیر اہم ساوکیل تھا۔ اس کے مطابق اس کا کلائنٹ جسے کانفیڈینشل رکھا گیا ہے، وہ نیٹج کے شئیرز خرید نا چاہتا تھا اور اسی سلسلے میں وہ آڈٹ

رپورٹ اس تک پہنچی تھی لیکن کراس چیکنگ کے لیے جب اس نے ایف۔بی۔آر کا کارڈ دیکھا تو وہاں کہانی ہی کچھ اور تھی۔وکیل نے اپنے کلائنٹ کے ساتھ ڈسکس کر کے ایک ذمہ دار شہری کی طرح ٹیکس چوری رپورٹ کر دی۔حالاں کہ وہ بلیک میلنگ سے مفت میں شیئرز کا مالک بن سکتا تھا!"

"Bulsh!it...

آپ کو اس رام کہانی پر یقین آگیا؟"خیام کی آنکھیں غصے سے سرخی مائل ہوئیں۔

"نہیں!کیوں کہ ونیٹج کے چالیس فیصد شیئرز عالم بھائی کے پاس، تیس فیصد میرے پاس،دس فیصد کائنات کے پاس اور باقی بیس فیصد کمال مرتضیٰ کے پاس ہیں۔۔۔تو یہ کانفیڈینشل کلائنٹ کس سے شیئرز خریدنے والا تھا؟"

پتا کروائیں بابا۔۔۔

I need to know who's messing with us and why?"

"ہوں۔۔۔عدیل دیکھ رہا ہے!"انہوں نے ہاتھ میں موجود فائل بند کر کے ان دونوں کے درمیان میں رکھے بریف کیس پر ڈالی اور عینک اتار کر آنکھیں مسلنے لگے۔

"عدیل؟"خیام نے اسے مخاطب کیا۔عدیل نے ایک نظر بیک ویو مرر میں اس پر ڈالی اور کہنے لگا۔

"وکیل کے ذریعے۔سر کو آفس چھوڑ کر میں اس سے ملنے جا رہا ہوں!"وہ بھانپ گیا تھا کہ خیام اس کا طریقہ جاننا چاہتا ہے۔

"اوکے!"اس نے سر ہلایا اور ٹیک لگا کر بیٹھا۔چند سیکنڈ گاڑی میں خاموشی چھائی رہی جسے خیام کے فون کی بجتی گھنٹی نے توڑا۔اس نے سکرین سیدھی کر کے دیکھا۔۔۔رضا کا فون تھا۔

"ہاں کیا ہوا رضا؟عابدی ملا یا نہیں؟"اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی پوچھا۔

"نہیں!لیکن ہم ڈھونڈ لیں گے۔۔۔مجھے عدیل سے پتا چلا آپ لوگ بورڈ سے

نکل آئے ہیں؟!" وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا؟ خیام کی سمجھ سے باہر تھا اور عدیل تو اس کی نظروں کے سامنے رہا تھا۔۔۔اس نے کب کسی کو بتایا تھا؟ خدا جانے ابراہیم شاہ انہیں کیسے ٹرین کرتے تھے۔۔۔خیام نے تو ہاتھ اٹھا دیئے۔

"ہاں! تم نے یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے؟ اور میں نے تمہیں کہا تھا میری بیوی کو گھر بھجوا دینا۔۔۔وہ تو تم سے ہوا نہیں!" اس کا دماغ خواہ مخواہ خراب ہوا تھا۔

"میڈم ضد کی پکی ہیں۔۔۔آپ ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں اور نہیں! میں نے یہ پوچھنے کے لیے آپ کو فون نہیں کیا ہے بلکہ یہ بتانے کے لیے کیا ہے کہ مسز شاہ نواز کی ویڈیو کی طرح آپ کی تصویریں ہر دوسرے میڈیا پورٹل پر بڑی شان کے ساتھ پوسٹڈ ہیں۔"

"تمہارا بھائی دوبارہ ہیڈلائنز میں ہے؟ کیا کروں یار۔۔۔خبر خود ہی مجھے ڈھونڈ لیتی ہے!" وہ سخت چڑا ہوا تھا۔۔۔اس کی زندگی تھی اور اس کے اپنے قابو میں ہی نہیں تھی۔ خیام شاہ سوائے ہوا میں اڑانے کے نہیں جانتا تھا کہ وہ ان خبروں سے کیسے

نپٹے؟

"سچ! بڑے فخر والی بات ہے۔" یہ ابراہیم شاہ تھے۔ خیام اگر اپنی عادت سے مجبور تھا تو وہ بھی ہر بات پر اسے ٹوکنے والی اپنی عادت سے مجبور تھے۔ اس نے فون بند کر کے ٹویٹر کھولا اور تصویر دیکھ کر اسے ٹھیک ٹھاک جھٹکا لگا۔۔۔ یہ آج صبح کی تصویر تھی۔ تصویر میں تفتیشی افسر، فیضان اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟ وہاں و نیتیج کے امپلائیز اور اس کے دوستوں کے علاوہ صرف عکاشہ تھی۔ اگر یہ واقعی اس کا کام تھا تو خیام اسے مبارک باد پیش کرنا چاہتا تھا کیوں کہ لوگ بہت کم اسے دھوکا دینے میں کامیاب ہوا کرتے تھے۔ وہ لوگوں کی نیتیں بھانپ جایا کرتا تھا لیکن یہ لڑکی۔۔۔!

"بابا! ایک اور کام کریں گے؟" اس نے اچانک فون سے سر اٹھایا۔ عدیل اس کے دفتر کو لے جاتی سیدھی سڑک پر مڑ چکا تھا۔

"کیا؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کمیر و'ز کامالک کون ہے؟ مجھے وہاں کی سی۔سی۔ٹی۔وی چاہیے؟"اس سارے فساد کے پیچھے کون ہے؟اس بارے میں جاننے کا یہ تیز ترین طریقہ تھا!

"کیوں؟"

اور خیام جواب میں انہیں الماس کی ویڈیو اور اس سے ہوئے نقصان کے بارے میں بتا چکا تھا۔

"گدھے پن کی حد کرتے ہو! تمہیں تب ہی میرے پاس آجانا چاہیے تھا۔۔۔اگر پہلے کہہ دیتے تو آج یہ نوبت ہی نہ آتی۔"ابراہیم شاہ کا طیش میں آنا بالکل جائز تھا۔

"میں نے سوچا تھا میں پتا کرلوں گا اور اپنی طرف سے میں نے پتا کر بھی لیا تھا لیکن۔۔۔

"!I have failed with flying colors

اب اسے زابر کے سامنے کل دکھائی اپنی ہیروپنتی پر غصہ آرہا تھا۔

"اچھا! پر میری ایک شرط ہے۔"اب وہ ایک دن میں اس پر اتنی ہی عنایتیں کر

سکتے تھے۔

"کیا؟"خیام جلدی سے بولا۔

"میری گاڑی واپس کرو۔۔۔؟"انہوں نے مرسڈیز کی چابی کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"پکا آج رات کو گھر میں گھستے ہی چابی آپ کے ہاتھ پر رکھ دوں گا!"اس نے گردن کا ماس چٹکی میں بھر کر پکا وعدہ کیا تھا۔ابراہیم شاہ زیر لب مسکرا دیئے۔

"ارمان ناصر بٹ۔"وہ بولے۔

"ہیں؟"خیام کے خاک پلے نہیں پڑا تھا۔

"کمیر و'ز کا مالک سیرامکس والے ناصر بٹ کا بیٹا ارمان بٹ ہے۔"عدیل نے دہرا کر اس کی مشکل آسان کر دی۔

عکاشہ ناصر بٹ!خیام نے گھٹنوں پر کہیناں ٹکائیں اور ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپا۔

"عدیل!تم رضا سے ڈیٹ اور ٹائم لے کر فوٹیج نکلواؤ۔"ابراہیم شاہ نے ہدایت

جاری کی تو عدیل نے سر ہلا دیا اور گاڑی و نٹیج کی بارہ منزلہ عمارت کے کھلے گیٹ پر روکی۔

"تھینک یو بابا!" وہ چہرے پر سے ہاتھ ہٹاتا بڑبڑایا۔

"جاؤ اور میری بہو کو دیکھو۔ اسے گھر پر چھوڑ کر آنا اور خبر دار اس کے کمرے تک گئے!" ابراہیم شاہ نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔ خیام میں قہقہے لگانے کی کوئی ہمت نہیں تھی وہ ہلکا سا مسکرا کر دروازہ کھولنے لگا۔

"ایک سیکنڈ! یہ تمہاری انگلی پر کیا ہے؟ گھڑی کے علاوہ تمہیں اپنے ہاتھوں پر کچھ بھی پہننا پسند نہیں ہے۔" بائیں ہاتھ سے لاک کھینچنے پر ابراہیم شاہ کی نظر چمکتی انگوٹھی پر پڑی تھی۔

"ویڈنگ بینڈ ہے۔۔۔ کائنات نے پہنایا ہے۔ ہم دونوں نے رخصتی کا فیصلہ کیا ہے۔" اس بار وہ کھل کر مسکرایا۔ ابراہیم شاہ نے تائیدی ہنکارا ابھرا تو وہ گاڑی سے اتر گیا۔

"عدیل! ہر کام چھوڑ دو اور یہ کانفیڈینشل کلائنٹ مجھے ڈھونڈ کر دو۔ کیمرو'ز کی سی۔سی۔ٹی۔وی بھی۔ جلد سے جلد یہ حساب بند کر کے میں اپنے بچوں کی خوشی دیکھنا چاہتا ہوں۔" وہ تو پہلے بھی اس انتظار میں تھے کہ کب کائنات اور خیام رخصتی کا فیصلہ لیتے ہیں اور اب جب انہوں نے یہ فیصلہ لے لیا تھا تو ابراہیم شاہ کسی کو ان کی خوشیاں خراب کرنے کی اجازت نہیں دینے والے تھے!

"جی سر!" عدیل نے شیشے کے دروازے کے اندر غائب ہوتے خیام کو دیکھ کر کہا۔

خیام جس وقت دفتر سے گیا تھا تب گیارہ بجے تھے اور اب تین بج رہے تھے۔ چار گھنٹوں سے وہ دفتر میں تھی مگر اکیلی نہیں تھی۔ وہ نیچے پارکنگ میں کائنات کی اور اپنی گاڑی کے علاوہ دو مزید گاڑیاں دیکھ کر آیا تھا۔ لفٹ سے نکل کر وہ تیز قدموں سے راہداری پار کرنے لگا پھر ہال میں داخل ہوتے ہی ٹھٹھک کر رکا۔ وجہ اطراف میں پھیلی بے ترتیبی ہرگز نہیں تھی بلکہ ٹیرس کے گلاس ڈور کے سامنے کھڑا وجود تھا۔ اس کے قدموں کی آہٹ پر زابر حسن مڑا۔ خیام شرمندہ شرمندہ سا اس کے

ساتھ جا کھڑا ہوا۔

"میں یہاں تم سے لڑنے نہیں آیا ہوں!" زابر نے اس کے رُکتے ہی واضح کر دیا۔

وہ دونوں باہر ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑے ارسلان کمال اور کائنات عالم کو دیکھ رہے تھے۔

"ہمم! میں جانتا ہوں یہ سب تم نے نہیں کیا۔" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔ خیام شاہ بہت ضدی تھا لیکن وہ اپنی کل کی ضد کا انجام بھی دیکھ چکا تھا۔۔۔ زابر حسن کی ایک نہ سننے کی ضد!

"میں مدد کرنا چاہتا تھا!" زابر نے دھیمی سی آواز میں کہا۔

"تو یہی بات تم کل بھی کہہ سکتے تھے؟" اب کی بار خیام کا انداز مدافعانہ تھا۔ زابر حسن سارا الزام اس کے سر نہیں ڈال سکتا تھا!

"جیسے میں کہتا اور تم سن ہی لیتے؟" نہایت اچنبھے سے پوچھا۔

"فائن! میری غلطی ہے۔"

"میری بھی اور اس کی سزا وہ بھگت رہی ہے!" زابر کا اشارہ کس کی طرف تھا وہ دونوں جانتے تھے۔

"وہ 'میری' بیوی ہے۔ تمہیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے دیکھ لوں گا!" اس نے 'میری' پر خاصا زور دے کر کہا۔ زابر نے ایک ناپسندیدہ نگاہ اس پر ڈالی۔

"تم اتنے ان سیکیور کیوں ہو؟ وہ تمہاری ہی بیوی ہے۔۔۔ میں نے ایک دفعہ بھی اس بات سے انکار نہیں کیا!" وہ پھر سے سامنے دیکھنے لگا۔ یہ حقیقت تھی۔۔۔ وہ ان سیکیور تھا! کیوں کہ اسے لگتا تھا کہ کائنات اس کے لیے بہت زیادہ بلکہ ضرورت سے زیادہ پرفیکٹ ہے۔ خیام شاہ کو اس میں ڈھونڈنے سے بھی کوئی خامی نہیں ملتی تھی جبکہ وہ ایسا بے نقص نہیں تھا۔ اسے تو آج تک یہی سمجھ نہیں آئی تھی کہ زابر جیسا ہر لحاظ سے بہترین انتخاب موجود ہونے کے باوجود کائنات نے اسے کیوں چنا تھا؟ آج بھی اگر دیکھا جاتا یا موازنہ کیا جاتا تو زابر اس سے کئی درجے بہتر

تھا۔اس کی سوچوں کا سفر کائنات کھنکتی ہنسی سن کر رکا۔۔۔خیام شدت سے متوجہ ہوا۔وہ ارسلان کی کسی بات پر گردن پیچھے گرائے ہنس رہی تھی۔

"ایکٹنگ کر رہی ہے!" بے ساختہ ہی اس کے ہونٹوں سے یہ فقرہ ادا ہوا۔کبھی سوچا نہیں تھا وہ زابر حسن کے ساتھ اپنی بیوی کو ڈسکس کرے گا۔

"ہوں! مجھے یقین ہے ارسلان کے سامنے بہت روئی ہو گی۔اس کی آنکھیں ہمیشہ چغلی کر دیتی ہیں۔" وہ ہلکا سا مسکرایا لیکن اس میں بھی افسردگی گھلی تھی۔کچھ یاد آنے پر وہ پھر خیام سے مخاطب ہوا۔

"تمہیں معلوم ہے۔۔۔وہ سب کے سامنے مضبوط ہونے کی اداکاری کر لیتی ہے لیکن اپنے ارسلان بھائی کے سامنے نہیں! ہیں تو کزنز لیکن ان کا بانڈ بہت اسپیشل ہے۔" زابر کہہ رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ 'نہیں! مجھے نہیں معلوم تھا۔' خیام اس کے سامنے اعتراف کیے بغیر سامنے دیکھتا رہا۔۔۔وقت آ گیا تھا کہ وہ کائنات کے لیے زابر کی محبت کو قبول کر لیتا۔اس کے انکار سے زابر اپنی محبت سے توانکاری

نہیں ہو سکتا تھا نا؟ایک بات آج اس نے جان لی تھی کہ خیام شاہ اس سے سب کچھ لے سکتا تھا حتی کہ پوری کی پوری کائنات بھی لے سکتا تھا لیکن اس کی محبت اور یادیں ہمیشہ زابر حسن کے دل میں بسنے والی تھیں اور وہاں پر ان میں سے کسی کا زور نہیں چلتا تھا۔۔۔زابر کا اپنا بھی نہیں! خیام کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت تھی کہ زابر اگر اب بھی کائنات سے ہی محبت کرتا تھا تو اس میں وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ خواہ مخواہ اس سے مقابلہ لگائے بیٹھا تھا۔جب کائنات نے اسے چنا تھا تو زابر حسن جو مرضی کرتا پھرے۔۔۔اسے فرق نہیں پڑنا چاہیے تھا!

"میں جا رہا ہوں۔ تم آؤ گے؟" خیام نے شیشے کا دروازہ کھول کر اسے دیکھا۔ اگر کائنات اس سے ملنا چاہتی تھی تو خیام کون ہوتا تھا اسے روکنے والا؟ زابر نے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں! میں واپس جا رہا ہوں۔ صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ وہ کیسی ہے۔" زابر حسن بھی یہ تسلیم کر چکا تھا کہ اب کائنات عالم کی زندگی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں

نکلتی تھی اور زبردستی جگہ بنانے کی کوشش کرنا اس کی فطرت کے خلاف تھا۔وہ دور سے ہی اس سے محبت کرنے پر راضی تھا۔

"عکاشہ اپنے کیے کا حساب دے گی!" یہ خیام کا اس سے الوداعی فقرہ تھا۔

"بالکل تمہیں، مجھے، کائنات، ہم سب کو!" وہ بھی کہہ کر پلٹ گیا۔خیام گہری سانس لے کر دروازہ کھیلتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھا۔اس کے قدموں کی آواز پر وہ دونوں پلٹے۔

"لو۔۔۔تمہارا bae (بی۔فوراینی۔ون ایلس) بھی آگیا ہے!" ارسلان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

".Bhai! That's cringey"

کائنات نے برا سا منہ بنایا۔خیام بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اور تایا ابا بھی آگئے ہیں۔" اس نے کالی گاڑی کھلے گیٹ سے اندر داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔

"خیام! تم اسے لے کر نیچے آ جانا۔۔۔ میں پہلے جا رہا ہوں۔" ارسلان ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ چھوڑ کر چلا گیا۔

"کائنات! کیا کر رہی ہو؟ کیوں کر رہی ہو؟" خیام نے اسے کلائی سے کھینچ کر ریلنگ سے ہٹایا اور سینے سے لگا کر اس کے گرد بازو باندھے۔

"کیا کر رہی ہوں؟" اس نے سکون سے پوچھا۔

"ایکٹنگ! ٹھیک ہونے کی ایکٹنگ۔۔۔ جب کہ میں جانتا ہوں تم اس وقت سب کچھ ہو سکتی ہو لیکن ٹھیک نہیں ہو سکتی!" اس نے ٹھوڑی کائنات کے سر پر ٹکائے کہا۔ کائنات نے گہری سانس بھری۔

"میں ٹھیک ہوں!" وہ ڈھٹائی سے بولی۔ اسے ٹوٹا بکھرا صرف ارسلان ہی دیکھ سکتا تھا۔۔۔ وہ خیام کے لیے بھی یہ ترتیب نہیں بدلنے والی تھی۔ خیر۔۔۔ خیام اسے پہلے بھی روتا ہوا دیکھ چکا تھا لیکن تب وہ زرتاشہ عالم کے لیے روئی تھی۔ تب میں اور اب میں بہت فرق تھا!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں جھوٹ بول رہی ہو؟" خیام کے ابرو آپس میں ملے۔

"میں کیوں جھوٹ بولوں گی؟ یہ بتاؤ۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" اس نے چہرہ اٹھا کر خیام کو دیکھا۔

"ہوں! تم روئی ہو؟"

کائنات کی آنکھوں کے سرخ کنارے دیکھ کر خیام نے نرمی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"ہوں!" اس کی فکر مند آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جھوٹ نہیں بولا گیا تھا۔

"سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گا۔۔۔ آئی پرامس!" سرگوشی نما آواز میں کہہ کر اس نے ہونٹ کائنات کے ماتھے پر رکھے۔

وہ آنکھیں موند گئی۔

"چلیں؟ پاپا نیچے انتظار کر رہے ہیں۔" وہ بڑبڑائی۔

"ہمم!" خیام نے ہونٹ اس کے ماتھے سے نہیں ہٹائے تھے۔ کتنی ہی دیر وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خاموشی سے اسی طرح کھڑے رہے۔

"خیام!" مدہم سی پکار پر وہ گہری سانس لیتا پیچھے ہٹا۔

"چلو!" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے چلنے لگا۔ پھر خیام نے اس کا ہاتھ اسے گاڑی میں بٹھانے کے بعد ہی چھوڑا تھا۔ کائنات ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی اور خیام اس نظر کا مطلب ہر گز نہیں سمجھا تھا۔ وہ عالم مرتضٰی سے ان کا حال احوال پوچھ کر اور انہیں یہ بتا کر کہ 'انہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ اور ابراہیم شاہ دیکھ لیں گے!' پیچھے ہٹا۔ کھڑکی کا شیشہ اوپر ہونے سے پہلے اس نے کائنات کو اداسی سے عالم مرتضٰی کے شانے سے سر ٹکاتے دیکھا تھا اور اس کی عجیب سی نظروں کا مطلب وہ اب بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔۔۔ جیسے وہ کہیں جا رہا تھا اور لمبے عرصے تک دوبارہ اسے نہیں ملنے والا تھا؟ خیام شاہ حقیقتاً بہت الجھا ہوا تھا لیکن وہ ابھی اس سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا اس لیے ابراہیم شاہ کی مرسڈیز میں ان کے پیچھے عالم منزل تک گیا۔ ان کی گاڑیاں گیٹ سے اندر غائب ہوتی دیکھ کر بھی وہ وہیں کھڑا رہا۔ شام

پڑ رہی تھی اور شام بھی سردیوں کی۔۔۔اندھیرا کافی تیزی سے پھیل رہا تھا۔اس نے اوپری منزل پر واقع کائنات کے کمرے کی بتّی جلدی دیکھی اور سوچ میں پڑ گیا۔پتا نہیں کیوں وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا لیکن پھر اس کے ذہن میں ابراہیم شاہ کی آواز گونجی۔۔۔'جاؤ اور میری بہو کو دیکھو۔اسے گھر چھوڑ کر آنا اور خبردار اس کے کمرے تک گئے!'اس نے اسٹیئرنگ پر ہلکا سا ہاتھ مارا اور پھر اسے گھماتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ویسے اسے یقین تھا کہ گھر والے کائنات کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔اب وہ یہ تو نہیں جانتا تھا کہ اس نے اپنے کمرے میں گھستے ہی دروازہ لاک کر لیا تھا اور عالم مرتضٰی کے لاکھ کہنے پر بھی نہیں کھولا تھا۔

****

عکاشہ ناصر بٹ اپنی آج کی کامیابی پر مسرور سی گھر میں داخل ہوئی لیکن اتنا خوش ہونے کے باوجود بھی گھر کی غیر معمولی خاموشی اس سے نظرانداز نہیں ہوئی تھی۔ کوئی ملازم بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ورنہ عموماً اس کے آتے ہی ملازمائیں اس کا

کوٹ اور بیگ لے جایا کرتی تھیں۔اپنے کورٹ شوز کی زپ کھولتے ہوئے وہ آگے بڑھی، کوٹ اور بیگ ایک بازو پر ڈال رکھے تھے۔

"نائلہ !اسما!رامین !"اس نے آواز بھی دی لیکن کوئی نہیں آیا تھا۔وہ الجھتی ہوئی راہداری پار کر کے بڑے سے ہال میں داخل ہوئی اور سامنے ہی صوفے پر بیٹھے اپنے باپ کو دیکھ کر اس نے سکھ کی سانس لی۔ناصر بٹ کے سامنے والے صوفے پر بھی کوئی بیٹھا تھا جس کے سیاہ اور چاندی بالوں والا سرا سے نظر آرہا تھا لیکن وہ نظر انداز کرتی ان کی طرف بڑھی۔ہاتھ میں پکڑی چیزیں یونہی صوفے کی پشت پر ڈال دیں۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو ڈیڈ! میڈز کہاں پر ہیں؟اور آپ بھی آج جلدی گھر آگئے؟"وہ اپنی بہترین مسکراہٹ کے ساتھ ان سے مخاطب تھی۔پھر ان کا گال چوم کر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔سامنے بیٹھے شخص پر اب اس کی نظر پڑی تھی اور انہیں دیکھتے ہی اس کے ذہن میں ان سے بہت ملتا جلتا ایک جوان خاکہ آیا تھا۔انہیں دیکھتے ہوئے وہ ناصر

بٹ کی خاموشی پر بھی غور نہیں کر سکی تھی۔ابراہیم شاہ نے اس کی طرف ایک کے بعد دوسری نگاہ نہیں ڈالی تھی۔وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے اپنا فون دیکھ رہے تھے۔عدیل کا ٹیبلٹ دونوں صوفوں کے درمیان رکھی میز پر کھلا پڑا تھا البتہ وہ خود اندر نہیں آیا تھا۔

"ڈیڈ! یہ کون ہیں؟"وہ اندازہ تو لگا چکی تھی لیکن اب یہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کا اندازہ درست ہے یا نہیں؟

"مان گئے بٹ! تمہاری ہی بیٹی ہے۔"ابراہیم شاہ کا اشارہ اس کے بے پرواتاثرات سے سجے چہرے کی طرف تھا۔وہ شرط لگا کر کہہ سکتے تھے کہ وہ انہیں پہچانتی ہے لیکن انجان بن رہی ہے! بے شک وہ اپنے باپ کی طرح ہی لومڑی جیسی ذہانت کی مالک تھی۔ابراہیم شاہ، ناصر بٹ کو ایک عرصے سے جانتے تھے لیکن وہ دونوں دوست کبھی بھی نہیں بن سکے تھے۔زمانے پہلے انہوں نے چائینہ ویئر بنانے کا کارخانہ کھولنا چاہا تھا لیکن ناصر بٹ نے اپنے شعبے میں ان کی دال گلنے نہیں دی

تھی۔ مجبوراً انہیں بند کرنا پڑا۔

"تمہیں تو یہ سب دیکھنے کے بعد ہی مان جانا چاہیے تھا شاہ!" ان کا اشارہ ٹیبلٹ کی سکرین پر کھلی معلومات کی طرف تھا۔

"میں نے اس کی ذرّہ برابر مدد نہیں کی۔۔۔ سب اس نے خود ہی کیا ہے!" وہ عکاشہ کے کندھے پر بازو پھیلاتے اسے اپنے ساتھ لگا چکے تھے۔ لہجے میں واضح تفاخر تھا۔

"کیا کیا ہے میں نے ڈیڈ؟ آپ لوگ پہیلیوں میں کیوں باتیں کر رہے ہیں؟" اس کی نظریں ابراہیم شاہ سے پھسل کر ٹیبلٹ کی سکرین پر جا رہی تھیں۔

"بیٹا! خود دیکھ لیں۔" انہوں نے فون بند کر کے جیب میں رکھا اور ہاتھ سے ٹیبلٹ کی طرف اشارہ کیا۔ عکاشہ نے ایک نظر باپ کو دیکھا اور گیجٹ اٹھا لیا۔

"حالاں کہ آپ ہم سے بہتر جانتی ہیں۔۔۔ جو کچھ آپ کر چکی ہیں!" وہ صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلاتے آرام دہ ہو کر بیٹھے۔ انگلی سے سکرین آگے پیچھے گھماتے ہوئے

بھی عکاشہ نے کوئی تاثر نہیں دیا تھا۔یقیناً ساری ویڈیوز اور تصاویر میں وہ خود تھی لیکن اپنے آپ کو دیکھ کر ششدر کون ہوتا ہے؟ وہ یہ کر چکی تھی۔۔۔جانتی تھی ایک دن اس کے سامنے بھی آجائے گا، تو گھبرانے والی کیا بات تھی؟

"ابراہیم! میری چھت کے نیچے میری بیٹی کو تم ایک لفظ نہیں کہہ سکتے۔" ناصر بٹ نے تنبیہ کی۔

"کیا کہا ہے میں نے؟" انہوں نے فرصت سے ابرو اٹھایا۔ناصر بٹ کے پاس جواب نہیں تھا کیوں کہ انہوں نے سچ کے سوا کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

"تو؟" عکاشہ نے ٹیبلٹ واپس رکھ کر ابراہیم شاہ کو دیکھا۔وہ بالکل پر سکون تھی۔

"تو یہ کہ آپ کا سوٹ کیس تیار ہے اور کینیڈا کی ون وے ٹکٹ بھی۔آج رات کی فلائٹ ہے!" اتنے ہی سکون سے وہ بھی بولے تھے۔ناصر بٹ کی دوسری طرف اس کا سرخ ٹریولنگ کیس رکھا تھا اور اس کے اوپر ٹکٹ بھی۔

"ڈیڈ! یہ کیا ہے؟ یہ کون ہوتے ہیں میری لائف ڈکٹیٹ کرنے والے؟" اس کے

ماتھے پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔

"یہ تو آپ کو ثبوت پیچھے چھوڑتے وقت سوچنا چاہیے تھا!" ناصر بٹ بے تاثر لہجے میں کہتے ہوئے اسے نہیں، اپنے سامنے دیکھ رہے تھے۔ انہیں اس کی حرکتوں پر اعتراض نہیں تھا بلکہ وہ حرکتیں پکڑی گئی تھیں اس بات پر اعتراض تھا!

"میں کسی صورت یہ قبول نہیں کروں گی! کوئی بھی آ کر مجھ پر فضول کی دھونس نہیں جما سکتا۔" وہ چبا کر بولی تھی۔

"عکاشہ! میں 'کوئی' تو نہیں ہوں نا؟ خیام کا فادر ہوں!" ابراہیم شاہ مسکرائے۔ وہ ان کے کہے جملے کا مطلب اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔ اب وہ پلٹ کر انہیں 'تو میں کیا کروں؟' بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔

"رائٹ! آپ خیام کے فادر ہیں اور میرے لیے رسپیکٹ ایبل۔۔۔

!So with due respect Ibrahim Dad

میں کہیں بھی نہیں جا رہی۔" وہ ساتھ بیٹھے اپنے باپ سے نہیں ڈرتی تھی تو ان سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا ڈرتی؟

واہ! ابراہیم شاہ کی آنکھیں چمکیں۔۔۔ان کے سامنے بیٹھی لڑکی کچھ اور ہی تھی۔وہ قائل ہوئے!

"عکاشہ بیٹے! آپ بہت ذہین اور قابل ہیں شاید خیام سے بھی زیادہ۔۔۔مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اپنی بہو مجھے بہت پسند ہے اور ہم اس کی ری۔پلیسمنٹ نہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔نہ میں، نہ خیام!"اب وہ دوٹوک بولے۔

عکاشہ نے ہونٹ بھینچ لیے۔اسے کسی کی ری۔پلیسمنٹ کہلوانا اپنی توہین لگا تھا۔

"میری بیٹی کو تمہارے شادی شدہ بیٹے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے ابراہیم! وہ ان دنوں بور ہو رہی تھی تو تفریحاً تمہارے بیٹے کے ساتھ مذاق کر لیا اور بس۔"

خاموش بیٹھے ناصر بٹ سختی سے بولے۔ان کی بیٹی خیام کے قابل نہیں بلکہ خیام ان کی بیٹی کے قابل نہیں تھا۔

"اور اپنی اگلی تفریح کے لیے عکاشہ کینیڈا جا رہی ہے۔۔۔میری بہو اور بیٹے کی

زندگی سے دور! ہے نا عکاشہ؟" ابراہیم شاہ کا لہجہ ابھی بھی نرم پھوار جیسا تھا۔

عکاشہ لاجواب ہوئی۔ اب اس سے آگے وہ انہیں کیا کہتی؟ باپ کی اگلی بات سن کر وہ بے یقین بھی ہوئی تھی۔

"بالکل۔۔۔ ایسا ہی ہے! جو ہوا اسے یہیں دفن کر دیا جائے گا۔ یہ ویڈیوز تم یہیں چھوڑ کر جاؤ گے ابراہیم!"

"اور تم اس بات کی گارنٹی دو گے کہ دوبارہ تمہاری بیٹی کائنات کی زندگی میں کبھی دخل نہیں دے گی ناصر! ورنہ مجھے اس سے حساب برابر کرنے کے لیے ان ویڈیوز کی ضرورت نہیں ہے۔" دونوں مرد حضرات آپس میں مسئلہ حل کرنے لگے اور عکاشہ کو یوں نظر انداز کیا گیا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہیں تھی۔۔۔ جیسے وہ اس کے بارے میں بات ہی نہیں کر رہے تھے!

"وہ کچھ نہیں کرے گی!" ناصر بٹ تنے ہوئے چہرے کے ساتھ بولے۔

"میں بھی بھول جاؤں گا!" وہ ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کر فرش پر رکھتے سیدھے ہوئے۔

"رجب!" ان کی ایک ہی پکار پر رجب کسی جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔

"عکاشہ کو ایئرپورٹ چھوڑنے تم جاؤ گے۔"

"جی سر!" وہ سوٹ کیس لے کر چلا گیا۔

"میں کارڈ بجھوا دوں گا۔۔۔ میرے بچوں کے ولیمے پر تم ضرور آنا!" ابراہیم شاہ اٹھے اور انہیں اٹھتا دیکھ کر ناصر بٹ بھی۔ عکاشہ کو البتہ انہیں ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کرنا پڑا تھا۔ اس نے غصے سے اپنی کہنی آزاد کروائی۔

"ہم دونوں جانتے ہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گے!" انہوں نے کہا اور ابراہیم شاہ کے قہقہے پر ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ عکاشہ کو یہ ہنسی جانی پہچانی لگی تھی۔۔۔ شاید وہ بھی ایسی ہی ہنسی خیام کی سالگرہ پر ہنس کر آئی تھی۔

"خدا حافظ بٹ!" وہ ٹیبلٹ وہیں پر چھوڑ کر پلٹ گئے جو عکاشہ کی ویڈیوز کے علاوہ بالکل خالی تھا۔

"چلو عکاشہ! رجب انتظار کر رہا ہے۔" ناصر بٹ اسے ساتھ لیے ابراہیم شاہ کے

پیچھے چلنے لگے۔اس کا کوٹ اور بیگ بھی اٹھا کر اسے تھما دیا تھا۔

"ڈیڈ!!" وہ احتجاجاً چلائی۔

"تمہارے لیے یہ ایک سبق ہو گا۔ تم جو جی چاہے کرتی رہو لیکن مجھے اس کا علم ہونا چاہیے عکاشہ! اگر میرے علم میں یہ سب ہوتا تو میں سنبھال لیتا لیکن اب جو ابراہیم کہہ رہا ہے وہی ہو گا۔ تم جا رہی ہو اور یہ طے ہے!" انہوں نے آواز کم یا زیادہ رکھنے پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ابراہیم شاہ سن رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر ناصر بٹ اس سب میں عکاشہ کی مدد کرتے تو اس سے چھٹکارا اتنا آسان ہر گز نہیں ہونا تھا۔اس وقت عکاشہ کا باپ جو کر رہا تھا وہ اپنی عزت،اپنی ساکھ کے لیے کر رہا تھا۔ عکاشہ کی نادانی انہیں بہت مہنگی بھی پڑ سکتی تھی اور وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔ابراہیم شاہ کے دروازہ کھول کر پورچ میں نکلتے ہی عدیل گاڑی سے اترا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔وہ تب تک وہیں رہے جب تک عکاشہ اپنے باپ سے مل کر گاڑی میں سوار ہوتی کھلے گیٹ سے نکل نہیں گئی تھی۔اس

کے پیچھے پیچھے ان کی گاڑی نکلی۔

"یہ لڑکی بغیر کوئی نیا تماشا کھڑا کیے جہاز پر سوار ہونی چاہیے عدیل!"

"ہو جائے گی!" عدیل نے اسٹیئرنگ پر انگلیاں بجاتے جواب دیا۔اس کے نزدیک وہ دلچسپ کردار کی مالکن تھی لیکن اس کا کردار بس یہیں تک تھا!

****

"یہ لیں چابی۔۔۔گاڑی صحیح سلامت باہر کھڑی ہے!" خیّام نے چابی میز پر ان کی پلیٹ کے ساتھ رکھی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"خیام۔۔۔میری جان! تم ٹھیک ہو اور کائنات کیسی ہے؟" عائشہ ابراہیم نے کھانے سے ہاتھ کھینچ کر اسے دیکھا۔وہ تھکا تھکا لگ رہا تھا۔اس نے جواب میں سر ہلاتے گلاس میں پانی ڈالا۔

"بس تھوڑا تھک گیا ہوں۔۔۔ایسے لگ رہا ہے دن شروع تو ہو گیا ہے لیکن ختم ہونا بھول گیا ہے اور کائنات بھی میرے جیسی ہی ہو گی!" گلاس منہ سے لگایا اور

غٹا غٹ پی گیا۔

"اور دن بھی کون سا؟ جنم دن!" صارم نے کہا۔

"جسے آپ بھول گئے تھے!" خیّام نے یاد کروانا ضروری سمجھا۔

"!You're so petty Khayam"

اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"لڑنا بند کرو تم دونوں۔۔۔صارم! اسے کچھ کھا تو لینے دو۔ خیام! اٹھو ہاتھ دھو کر آؤ۔" عائشہ ابراہیم نے ٹوکا ورنہ خیام کو جواب دینا ہی دینا تھا اور یہ بحث چلتی ہی چلی جانی تھی۔

www.novelsclubb.com

"قسم سے مما! انگلی اٹھانے کی ہمت بھی نہیں ہے۔ میں چاول کھا لیتا ہوں نا چمچ سے؟" اس نے سستی سے کہا اور یاد کرنے کی کوشش کی کہ آخری چیز کیا کھائی تھی؟ اپنی سالگرہ کا کیک۔ اسے احساس بھی نہیں تھا اور وہ سارے دن کا بھوکا تھا۔ کھانے سے زیادہ اہم مسئلے چل رہے تھے!

"اٹھ کر دو لگاؤں گی تو ساری ہمت آجائے گی۔ چلو۔۔۔ فوراً ہاتھ دھو کر آؤ!"

ماحول کافی حد تک سنجیدہ تھا لیکن علی کی ہنسی پر ساری سنجیدگی ہوا ہو گئی۔ وہ اپنے ہاتھ سے منہ ڈھکے ہنس رہا تھا۔

"علی صاحب! کیوں ہنس رہے ہیں؟" خیام نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا۔

"آپ اتنے بڑے ہو کر دادو سے مار کھائیں گے؟!" علی کہہ کر پھر سے ہنسنے لگا۔

حاضرین مسکرائے۔

"مار کے کچھ لگتے۔۔۔ ادھر آؤ تمہیں میں بتاتا ہوں!" خیام ساری تھکاوٹ بھلا کر اٹھتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ علی چیخ مارتا ہوا کرسی سے اترا اور اس سے دور بھاگنے لگا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اسے کتنا ہی دور لے جا سکتی تھیں؟ خیام تیزی سے فاصلہ ختم کرتا اسے اٹھا چکا تھا اور اب گدگدائے جا رہا تھا۔ علی کی کھلکھلاہٹیں بے ساختہ تھیں۔

"خیام! بس کرو۔۔۔ ابھی کھانا کھایا ہے میرے بیٹے نے۔ کچھ اور ہی نہ ہو

جائے۔" اریشہ فکر مندی سے کہتی اٹھی اور علی کو اس سے لینے لگی۔ وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

"بے بی! بس کرو۔" اریشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ خیام اس کے بال بگاڑتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اس کا رخ سیڑھیوں کی طرف تھا۔ پھر پندرہ منٹ کے بعد وہ سادہ سی ٹراوزر شرٹ میں واپس آیا تھا۔ سب کھانا کھا کر اٹھ چکے تھے۔ وہ خاموشی سے کھاتا رہا پھر اپنے استعمال شدہ برتن اٹھا کر باورچی خانے میں داخل ہوا۔

"کیا ہو رہا ہے کلثومہ؟" برتن سنک میں رکھتے ادھیڑ عمر ملازمہ سے پوچھا۔ زیادہ دیر کے لیے چپ رہنا تو اسے آتا ہی نہیں تھا۔

"ابھی ٹی وی کمرے میں چائے بجھوائی ہے سب کی اور تمہاری کافی یہ رہی!" کلثوم نے بڑا سا کالا مگ اسے تھمایا اور اپنا چائے کا کپ لے کر وہیں کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگیں۔

"یہاں کہاں بیٹھ رہی ہیں؟ ٹی وی کمرے میں ہی چل کر بیٹھتے ہیں!" وہ ان کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انکار کو بغیر کسی خاطر میں لائے،ایک ہاتھ سے اٹھاتا ہوا اپنے ساتھ لگاتا لاؤنج کی طرف بڑھا۔وہاں ابراہیم شاہ کے ساتھ ارسلہ کو بھی بیٹھا دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔چوٹیں ایک طرف وہ اپنے کمرے سے بہت کم نکلتی تھی۔خیام صوفے کے پیچھے جا کر اس کے بال چومتا ہوا ابراہیم شاہ کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔

ارسلہ نے بس ایک پھیکی سی مسکراہٹ اسے پیش کی تھی۔وہ اتنے پر بھی راضی تھا۔ارسلہ کے چہرہ جھکا لینے پر ابراہیم شاہ نے کندھے سے پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔انہیں دراصل ناصر بٹ کی بیٹی یاد آ گئی تھی۔۔۔ارسلہ بھی اتنی ہی آسائش میں پلی تھی لیکن ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔فرق شاید تربیت کا تھا۔

اب وہ سوچ رہے تھے کہ اگر وہ بھی عکاشہ جیسی ہوتی تو شاید اس حال میں نہ ہوتی!

دوسرے صوفے پر بیٹھا صارم،خیام سے سارے دن کی روداد سن رہا تھا۔اریشہ، علی کو سلا آئی تھی اور ان ساس بہو کے علاوہ صرف کلثوم ہی تھیں جو واقعی ٹی۔وی دیکھ رہی تھیں۔

"پھر اب تم کیا کرو گے؟ ویسے اتنا فارغ ہے کون جس نے یہ ساری پلیننگ پلاٹنگ کی ہے؟" صارم نے پوچھا۔

"ہے ایک چڑیل! اس کا تو میں وہ حشر کروں گا۔۔۔ باقی ساری زندگی مجھے بد دعائیں دیتی گزار دے گی!" خیام دانت کچکچاتا ہوا بولا۔

"کوئی لڑکی ہے؟" صارم کو حیرت ہوئی۔

"تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے! میں وہ دفتر ہمیشہ کے لیے بند کر چکا ہوں۔" ابراہیم شاہ نے اعلان کیا اور خیام کی گردن تیزی سے ان کی طرف گھومی۔

"کیا مطلب ہے؟ کیا کر چکے ہیں آپ؟"

"مطلب یہ کہ وہ تمہاری زندگیوں سے نکل گئی ہے۔۔۔ ویسے پتا نہیں کیا سوچ کر تم نے اسے اپنے پیچھے لگوایا تھا۔ وہ اپنے باپ کی طرح خطرناک حد تک ذہین ہے!"

"تو ہم کیا یہاں بے وقوف بیٹھے ہیں؟ اور میں نے اسے اپنے پیچھے نہیں لگوایا تھا۔۔۔

اتنی ہمت نہیں ہے مجھ میں! اب آپ شریفوں کی طرح بتادیں کیا کیا ہے آپ نے؟"

"زیادہ کچھ نہیں۔۔۔بس اس کے باپ سے بات کرکے اسے کینیڈا کی فلائیٹ میں سوار کروادیا ہے!"انہوں نے شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

"بابا! یہ کون ہے؟ کس کی بات ہو رہی ہے؟"ارسلہ نے الجھتے ہوئے سوال کیا۔

ان باپ بیٹے میں سے کسی نے کوئی نام نہیں لیا تھا۔

"کوئی بھی نہیں ہے! تم بتاؤ۔۔۔گھر رہ کر تھک نہیں گئی؟ کل کہیں چلتے ہیں؟"

اس کی کنپٹی پر بوسہ دیتے بڑبڑائے۔

"?What in the fu****g hell"

خیام کا دماغ شاید تھکا ہوا ہونے کی وجہ سے رد عمل دینے میں سستی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"یہ میرا حساب تھا اور مجھے خود ہی برابر کرنا تھا آپ کس خوشی میں اپنی بوڑھی ٹانگ

میرے معاملات میں اڑا رہے ہیں؟" وہ ضرورت سے زیادہ اونچی آواز میں کہتا ہوا اٹھا اور ہاتھ میں پکڑا کپ زور سے کانچ کی میز پر پٹخا۔

"شروع ہو گیا ہے اس کا میلوڈراما!" صارم نے آنکھیں گھماتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"زیادہ بکواس نہ کرو میرے ساتھ! میں اگر اپنی بوڑھی ٹانگ نہ اڑاتا تو اس لڑکی نے بھری جوانی میں تمھارے بال سفید کروا دینے تھے۔۔۔پھر خوش رہتے تم؟" وہ تیوری چڑھا کر اسے گھورتے ہوئے صوفے کی ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوئے۔

"وہ میرا مسئلہ ہے میں کلر کر لیتا۔۔۔آپ کیوں بھرے بڑھاپے میں اپنے سفید بال اتروانے پر تلے ہوئے ہیں؟" خیام تڑخ کر بولا۔ارسلہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔اسے اب احساس ہوا تھا وہ ان دونوں کی مزے دار لڑائیاں بھی مِس کرتی رہی تھی۔

"ہمت ہے تم میں؟" ابراہیم شاہ نے چیلنج کیا۔اگر ارسلہ کو اچھا لگ رہا تھا تو وہ ساری رات اس سے بحث کرنے کو تیار تھے۔

"ہاں جی! بہت ہے لیکن۔۔۔" وہ جوش سے کہہ رہا تھا پھر عائشہ ابراہیم کی بوریت

سے بھرپور آواز سن کر رک گیا۔

"مجھے گنجے مرد بالکل نہیں پسند!"ان کا سارا دھیان اب بھی ٹیلی ویژن اسکرین پر تھا۔صارم اور ارسلہ نے اپنے بے ساختہ قہقہوں کو بالکل نہیں روکا تھا لیکن خیام چونکہ غصے میں تھا اس لیے چاہنے کے باوجود نہیں ہنس سکا۔

"تم میری بیگم کو سن چکے ہو۔۔۔اس لیے اپنی فضول ہمتوں پر بند باندھ لو تو یہی تمہارے لیے اچھا ہے!"انہوں نے سنجیدگی سے دھمکی دی۔

"میرے پاس اور بھی ضروری کام ہیں۔۔۔لیکن آپ بڈھا بڈھی کا رومانس ہی نہیں ختم ہوتا!اس کی فلائیٹ کی ٹائمنگ بتائیں مجھے؟"اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے مطالبہ کیا۔

"بڈھی ہوگی تمہاری ماں!"عائشہ ابراہیم کا ایک کان ان کی باتوں پر اور دوسرا کان ڈرامے کے کرداروں پر لگا تھا۔

"ہاں جی!انہی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔شکر ہے وہ خود ہی مان گئیں!"آج خیام شاہ

کا موڈ بنا ہوا تھا وہ ہر ایک کو رگیدے جا رہا تھا۔

"ابراہیم! ٹائم بتا کر دفع کریں اسے۔۔۔ ورنہ مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا!" انہوں نے پل دو پل کے لیے نظریں ٹی وی سے ہٹا کر اسے گھورا۔

"گو مما!" ارسلہ نے ہنستے ہوئے ہانک لگائی۔ ابراہیم شاہ اور خیام کا زبانی دنگل بھی مزے کا ہوتا تھا لیکن جب وہ عائشہ ابراہیم سے بھی اسی طرح مخاطب ہوتا تھا تو عائشہ اسے اصلی دنگل میں بدل دیا کرتی تھیں جس میں نقصان سراسر خیّام شاہ کا ہوا کرتا تھا۔

"جی بیگم! عدیل کو فون کر کے فلائٹ کی ڈیٹیلز پوچھ لو اور تمہیں اسے واپس لانے کے علاوہ ہر چیز کی اجازت ہے۔" اپنی بات کے اختتام پر وہ ہاتھ ہلا کر اسے دفع ہو جانے کا اشارہ کر چکے تھے۔ خیام جلدی سے فون نکالتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ دو، دو کر کے سیڑھیاں پھلانگتا اوپری منزل تک پہنچا اور اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے جو کوٹ اتار کر بے دھیانی سے بستر پر پھینکا تھا وہی اٹھا کر

دوبارہ پہنا۔والٹ اور گاڑی کی چابی کے لیے سائیڈ ٹیبل کا رخ کیا لیکن وہاں صرف بٹوہ ہی رکھا تھا۔اس نے اٹھا کر جیب میں ٹھونسا اور جوتے پہنتے ہوئے عدیل سے بات کرنے لگا۔فون کان اور کندھے کے درمیان اڑس رکھا تھا۔ہاتھ دھو کر وہ ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھتا ہوا باہر کو بھاگا۔ابراہیم شاہ ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔۔ یہ فکریں اسے جلد ہی بوڑھا کر دینے والی تھیں! اسے عادت ہی نہیں تھی ایک دن میں اتنا سٹریس لینے کی۔۔۔اور اب رات کے ساڑھے آٹھ بجے بھی اس کے باپ نے اس کی دوڑیں لگوادی تھیں۔وہ نیچے آ کر کھانے کی میز پر سے چابی اٹھا چکا تھا۔۔۔پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟انہوں نے عکاشہ کو یہاں سے روانہ کرنے سے پہلے اس سے پوچھا تھا کیا؟اتنا بھی نہیں سوچا کہ وہ اپنی بھڑاس پھر کس پر نکالے گا؟ابراہیم شاہ کو جلد یا بدیر اسے اپنے مسائل خود حل کرنے کی اجازت دینی پڑنی تھی۔

وہ بڑے سلجھے طریقے سے گاڑی چلایا کرتا تھا کیوں کہ اسے اپنی جان بہت پیاری

تھی لیکن آج وقت کی کمی کی وجہ سے وہ تیز رفتاری سے گاڑی چلا رہا تھا۔ہوائی اڈے پہنچ کر اس نے پہلی دستیاب جگہ پر گاڑی کھڑی کی اور عمارت میں داخل ہوا۔

انٹر نیشنل ڈیپارچر کی طرف تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اس نے عکاشہ چڑیل کا نمبر نکال کر ملایا۔مسافروں کی قطار میں کھڑی عکاشہ نے اس کا نام سکرین پر دیکھا لیکن کوئی رد عمل نہیں دکھایا۔وہ بس خاموشی سے سکرین کو گھورے جا رہی تھی۔

اسے سخت چڑ ہوتی تھی جب اسے زبردستی کچھ کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور وہ اس وقت بہت برے موڈ میں تھی۔خیام کی بکواس اس سے برداشت نہیں ہونی تھی اور واپس جا کر اس کا منہ توڑنے کی سہولت اس کے پاس نہیں تھی۔۔۔اس لیے نظر انداز کر دینا ہی بہترین انتخاب تھا۔فون چھٹی بار بھی بج بج کر خاموش ہو چکا تھا اور لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن اسے پروا نہیں تھی۔

"?The f*** you think you're doing"

خیام نے اسے بازو سے کھینچ کر قطار سے باہر نکالا تھا اور اسے یوں اچانک اپنے

سامنے دیکھ کر عکاشہ حیرت سے مجسمہ بنی۔ عوام کے سامنے تماشا نہ بنے۔۔۔اس لیے وہ اسے کھینچ کر ایک موٹے سے ستون کے پیچھے لے آیا۔

چھوڑو مجھے عکاشہ نے تلملاتے ہوئے اپنی کہنی اس کی گرفت سے نکالی۔خیام دانت پر دانت جمائے بغیر پلکیں جھپکائے اسے گھور رہا تھا۔

"کہہ بھی چکو جو کہنے آئے ہو؟" وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ایک ابرو اٹھا کر اسے منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔خیام نے بہت ڈھونڈنا چاہا لیکن کہیں پر بھی شرمندگی کا شائبہ تک نہ تھا۔

"تم نے یہ سب کیوں کیا؟" وہ غصے پر قابو پاتا پہلے سے پر سکون آواز میں بولا۔

"بوریت دور کرنے کے لیے۔۔۔تم دونوں کو اپنی انگلیوں پر نچا کر مزہ آرہا تھا!"

اس نے طمانیت سے مسکراتے ہوئے بائیں ہاتھ کی انگلیاں اٹھا کر ہوا میں گھمائیں۔

"اوران انگلیوں کو توڑتے وقت یقیناً مجھے بھی بہت مزہ آتا لیکن تم نے بھاگنے کو ترجیح دی!" اس کے لبوں کا کنارہ عکاشہ کا تمسخر اڑانے کے لیے ہلکا سا اٹھا۔

"کس کی وجہ سے؟ تمہارے ڈیڈ کی وجہ سے! ورنہ اپنی ضد سے پیچھے ہٹنا مجھے نہیں آتا۔" اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"اس بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ وہ ابراہیم شاہ جانیں اور تم جانو۔ ویسے تمہیں ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔۔۔ پتا ہے کیوں؟ کیوں کہ ان کی وجہ سے تم سستے میں چھوٹ رہی ہو۔ ورنہ یقین کرو میں تمہارے پلے کچھ بھی نہ چھوڑتا! تمہیں لگ پتا جاتا اور مجھے نچانے کے بعد تمہاری انگلیاں مزید کسی کو نچانے کے قابل نہ رہتیں۔ عکاشہ بی بی! یہ خالی دھمکیاں نہیں ہیں۔" وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا اور اس کے لہجے میں سامنے کھڑی لڑکی کے لیے نفرت واضح تھی۔

"دوبارہ زندگی میں تم میرے سامنے آئیں تو یقین کرو۔۔۔ بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ یو ول وش کہ ہم کبھی ملے ہی نہ ہوتے!" وہ اپنی بات مکمل کر کے جانے کے لیے پلٹا۔

"یو ریمیمبر۔۔۔ ہم پہلی دفعہ اسی ایئرپورٹ پر ملے تھے؟ تب مجھے تم اچھے لگے تھے

اور میں نے کہہ بھی دیا۔" وہ یاد کر کے ہلکا سا ہنسی۔ خیام رک کر واپس مڑا۔

"Did I lead you on?

کیا میں نے تمہیں تب ہی نہیں بتادیا تھا کہ میں شادی شدہ ہوں؟

So what is this obsession... kindly enlighten me?"

آخر میں وہ طنزیہ گویا ہوا۔

"ہاں بتایا تھا اور میں پیچھے ہٹ بھی گئی تھی لیکن اس کے بعد ہر ملی فرصت پر تمہیں اور تمہاری بیوی کو میرا مذاق اڑانے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میں تو پھر ایسے ہی ذلیل کر کے بدلہ لیتی ہوں۔۔۔ تم دونوں اپنی حالت کے خود ذمہ دار ہو۔

ناؤ ڈیل ود اٹ!" اس نے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے شانے اچکا دیے۔

"اچھی جسٹیفیکیشن ہے!" خیام نے ہاتھ اٹھا کر تالی بجائی۔

"لیکن کیا میرے ماتھے پر بے وقوف لکھا ہے؟"

"لکھا نہیں ہے لیکن تم مجھے بے وقوف لگتے ہو۔۔۔

Look at your poor life choices!"

"دل کی بات تو اب آئی ہے تمہاری زبان پر!" وہ طنزیہ مسکرایا۔ خیّام اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا اشارہ کائنات کی طرف ہے اور یہ کہ وہ اس کی زندگی میں کائنات کی جگہ اپنے آپ کو دیکھنا چاہتی ہے!

"میں تم سے ڈرتی تو نہیں ہوں!" اس نے ناک سکوڑی۔

"ڈنکے کی چوٹ پر کہتی ہوں کہ مجھے تمہاری بیوی نہیں پسند۔۔۔ حتیٰ کہ زہر لگتی ہے!"

"اور مجھے تم!" خیام نے اس کی ساری نفرت اسے لوٹائی۔

"تمہیں پتا ہے کیا تم کتنی pathetic ہو؟ بہت زیادہ! اور مجھے گھنٹا فرق نہیں پڑتا۔۔۔ نہ میں تمہارے لیے کچھ کر سکتا ہوں نہ کرنا چاہتا ہوں! تمہیں اناؤنسمنٹ سنائی دے رہی ہے؟

www.novelsclubb.com

Get on that damned flight and get the hell

"!out of my life

اس کی آواز غصے سے، نفرت سے اور بیزاری سے بلند تھی۔ ابراہیم شاہ نے اسے یہاں سے بھیجنے کا فیصلہ کر کے بہت اچھا کیا تھا۔ خیام شاہ جیسے بندے سے اس کا پاگل پن برداشت نہیں ہوناتھا۔۔۔ وہ سیدھا سا آدمی تھا، اسے آسان سی زندگی چاہیے تھی۔ ایک اچھی اور ایک بری لڑکی کے درمیان پسنا اسے قطعاً منظور نہیں تھا! یعنی ابراہیم شاہ اسے اس سے زیادہ جانتے تھے۔۔۔ جس بات کا احساس اسے اب ہوا تھا اسی بات کا اندازہ انہیں پہلے ہو گیا تھا۔ وہ عکاشہ کو اس کے بے یقینی سے کھلے منہ کے ساتھ چھوڑ کر وہاں سے چلا آیا تھا۔ سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا تھا اس لڑکی نے۔

"ارے جگر! تُو ادھر کدھر؟" جاذب کی آواز پر اس نے چہرہ موڑ کر اپنی دائیں طرف دیکھا اور وہ جو تھوڑی دیر پہلے شدید دماغی تناؤ کا شکار تھا سب کچھ بھلا کر ہنس

دیا جاذب کو بھی اسی کی طرح میمز سے محبت تھی۔

"معاف کرنا غصے میں ادھر ادھر نکل جاتا ہوں!"اس کے جواب پر ان سب کے جناتی قہقہے بلند ہوئے۔

"آہا! عابدی صاحب نے آخر کار دیدار کروا ہی دیا۔"ان کے قریب پہنچنے پر وہ چہکا اور زاہد عابدی نے شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا۔

"ٹیلنٹڈ آدمی ہے! صبح سے اپنے پیچھے بھگا بھگا کر مت مروادی ہے اس نے ہماری۔"اسفر نے اس کی پشت پر زوردار ہاتھ مارا۔۔۔دھپ کی آواز آئی تھی۔

"اکیلے ہی ملے سرکار جی؟ بیوی بچوں کو کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے تھے؟" اس نے یہاں وہاں دیکھ کر پہلے اپنے یاروں سے اور پھر عابدی سے پوچھا۔

"سرکار جی کا خیال تھا کہ اصل سرکار بیوی بچوں کے لیے چارٹرڈ پلین کروا کر ان کے پیچھے بھجوادے گی!"عالیان جو سرکار جی کی دوسری طرف کھڑا تھا ان کا کندھا تھپک کر بولا۔

"کیوں سرکار جی؟"زاہد عابدی نے جھکا سر اٹھایا۔

"سر! میں بہت شرمندہ ہوں۔۔۔ نہیں جانتا اس کے علاوہ کیا کہوں؟"

"بیٹا! وہ ہم کھلوالیں گے تم سے۔اس کی تم ٹینشن نہ لو۔" محسن نے اسے پولیس جیپ کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔اویس کو اس سے زیادہ ضروری کام تھے اس لیے وہ اس تلاش میں ان کے ساتھ نہیں تھا۔ محسن ان سب سے مصافحہ کرکے عابدی کو لے کر چلا گیا۔

"!!Ah! I need food"

عمر ساتھ کھڑے شاہ ویز پر اپنا سارا وزن گراتا ہوا بولا۔

"تم لوگوں میں پتا نہیں اتنی بکواس کرنے کی انرجی کہاں سے ہے؟"

"سوری جانی! ہم نے میکڈونلڈز سے ٹیک اوے کرلیا تھا۔۔۔ تیرا ایکسٹرا چیزی برگر پلس میک اینڈ چیز اسفر اور عالیان چٹ کر گئے کیوں کہ تجھے نیند زیادہ پیاری تھی۔"شاہ ویز نے بڑی محبت سے اس کا گال سہلایا۔

www.novelsclubb.com

"ذلیلو! لالچی کتو! کمینو!" عمر کے پاس صرف زبانی حملہ کرنے کی ہمت باقی تھی۔

"کیڑے بھی پڑوانا یار؟!" خیام کو مزہ نہیں آیا تھا۔

"کیڑے پڑیں تمہارے پیٹوں میں۔۔۔وہ بھی گز گز لمبے!" اس نے دہائی دی۔

"چل آ کڑاہی کھلاتا ہوں تجھے۔"

"کلچوں کے ساتھ؟" عمر کے منہ میں پانی بھر آیا۔

"ہاں میرے باپ! کلچوں کے ساتھ۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔ یہ کلچوں کے ساتھ پتا نہیں کیا محبت تھی عمر کی! وہ سارے گاڑیوں میں سوار ہو کر نکل پڑے۔

جاذب اس کے ساتھ تھا۔

"اگل دے؟" خیام نے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جب جاذب کو کوئی بات بہت تنگ کرتی تھی تب ہی وہ اتنا خاموش رہتا تھا۔

"پکی بات ہے؟ بعد میں جوتے تو نہیں مارے گا؟"

"اگر تُو حق دار ہوا تو تیرا حق تو نہیں مار سکتا نا میں؟" خیام مسکرایا۔

"چل پھر میں تیاری پکڑ لوں۔۔۔بسم اللہ!"اس نے ڈرامائی وقفہ لیا۔

"آج تیری بر تھڈے ہے اس بات کا پتا عکاشہ چڑیل کو مجھ سے چلا تھا۔"وہ نہایت تیزی سے بول کر خاموش ہو گیا اور اس کے شدید ردعمل کا انتظار کرنے لگا جو نہیں آیا تھا۔

"جازی! میں اپنا موڈ نہیں خراب کرنا چاہتا۔۔۔اس لیے آئندہ میرے سامنے تو اس کا ذکر مت ہی کریو۔"اس نے کہہ کر ہونٹ بھینچ لیے۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟"اس کی سنجیدگی پر جاذب کو فکر لاحق ہوئی۔

"ہمم! لیکن کہا نا ابھی میں اپنا موڈ نہیں خراب کرنا چاہتا۔پھر کبھی بتاؤں گا نا؟!"

"اوکے!"جاذب نے ایک نظر اس پر ڈال کر بات ختم کر دی۔خیام راستے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔پھر وہ اسے زاہد عابدی کی تلاش کیسے ممکن ہوئی یہ بتانے لگ گیا۔

****

ایک ہفتہ۔۔۔ سات دن۔۔۔ ایک سو اڑسٹھ گھنٹے۔۔۔ دس ہزار اسی منٹ۔۔۔ چھ لاکھ چار ہزار آٹھ سو سیکنڈ۔ یہ وہ وقت تھا جو وہ بطور قیدی گزار چکا تھا اور کون جانے مزید کتنا وقت گزارنے والا تھا؟ لیکن اسے یوں لگ رہا تھا وہ یہاں پاگل ہو جائے گا۔ تھوڑا بہت تو پہلے ہی تھا لیکن اب مکمل پاگل پن کا اندیشہ تھا۔ منصور واحد کو ان اندیشوں میں گھر کر اس جگہ پر نہیں رہنا تھا۔ اسے ان اکھڑے پینٹ والی زرد دیواروں کو تکنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ یہاں اس کے لیے سوائے لڑائی جھگڑے کے کچھ نہیں تھا۔ وہ جب سے آیا تھا تب سے دیکھ رہا تھا کہ ایک گروہ اس سے خواہ مخواہ بھڑنے کی کوششوں میں تھا تو دوسرا اس کے لیے ضرورت سے زیادہ ہمدردی رکھتا تھا۔ اس کے پیچھے کون ہو سکتا ہے؟ اسے اندازہ تھا۔۔۔ ابھی اتنا بھی پاگل نہیں ہوا تھا وہ!

پاگل پن سے یاد آیا۔۔۔ ہفتہ پہلے عدالت میں پڑا دورہ، جسے ڈاکٹروں نے پینک اٹیک کا نام دیا تھا، اس کے مزید علاج کے لیے انہی ڈاکٹروں کی ہدایت پر ابراہیم شاہ

نے اسے ذہنی امراض کے ماہر کو دکھانے کی پیشکش کی تھی۔اس کا دماغی طور پر صحت مند ہونا اان کے لیے بہت ضروری تھا! اسے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحظہ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کیوں ہو رہا ہے اور اس کے کن اعمال کا نتیجہ وہ اب قید کی صورت میں بھگت رہا ہے؟ منصور البتہ واضح انکار کر چکا تھا۔اسے کسی علاج معالجے یا تھیراپی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔اسے بس اس جگہ سے نکلنا تھا۔۔۔علاج اس کا باہر موجود تھا۔ارسلہ! اور یہاں سے نکلنے کے بعد وہ اپنا علاج خود ڈھونڈ لے گا۔۔۔اتنا اعتماد تو اسے خود پر تھا!

اس کے پاس محض تین دن تھے۔۔۔ایک بہترین منصوبہ بنانے کے لیے اور پھر اس پر عمل کرنے کے لیے۔افراز مجاہد، ایک سچا دوست ہونے کے ناطے، اسے اس کے جیل توڑنے کے ارادوں سے باز رکھنے کی کوشش کر چکا تھا لیکن منصور کے پاس سکون سے بیٹھ کر اسے اپنی منطق سمجھانے کا وقت نہیں تھا۔ایک اور مجبوری بھی تھی۔۔۔اس کے معاملے میں دیواروں کے کان واقعی تھے۔وہ جانتا تھا اس

کے ہونٹوں سے نکلی کراہ بھی ابراہیم شاہ تک پہنچ رہی تھی۔یہ بھی ایک مذاق ہی تھااور وہ اس مذاق پر اکیلے بیٹھ کر خوب ہنساتھا۔۔۔اس کی اور ارسلہ کی شادی کو تقریباً تین سال ہونے والے تھےاور اس پر پہلی دفعہ ہاتھ اس نے شاید دو سال پہلے اٹھایا تھا۔دو سال بعد جا کر ان کو ہوش آئی تھی اور وہ خود کو ارسلہ کا باپ،اس کا سب سے بڑا خیر خواہ کہتے تھے۔ہاہ! مذاق ہی تو تھا۔اور اچھا ہی تھا وہ افراز کو اپنی منطق سمجھانے نہیں بیٹھا تھا کیوں کہ وہ نہیں سمجھنے والا تھا،وہ سمجھ سکتا ہی نہیں تھا۔اس کی بیوی کو زبردستی اس سے طلاق نہیں دلوائی جارہی تھی۔۔۔یہ زبردستی اس کے اور ارسلہ کے ساتھ ہورہی تھی۔ایک بات کا تو اسے یقین تھا کہ اگر وہ اب بھی ارسلہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا تو وہ اس کا ساتھ ہی دیتی۔وہ اس سے اتنی ہی محبت رکھتی تھی۔رکھتی تھی۔۔۔یقیناً رکھتی تھی! لیکن یہ ذرا پرانی بات تھی اور نئی بات سے منصور کا ذہن ابھی ناواقف تھا۔ناواقف نہیں بھی تھا تو قبول کرنے سے انکاری ضرور تھا۔وہ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ ارسلہ کے نفرت کے دعوے سچے

تھے۔اس کے نزدیک وہ اس کے عمل کے جواب میں بطور رد عمل یہ الفاظ اسے تکلیف دینے کے لیے کہا کرتی تھی اور ہو سکتا ہے کہ واقعی کبھی ایسا رہا ہو لیکن اب ارسلہ اس سے حقیقی نفرت رکھتی تھی۔جتنا اس کے اندر اپنی اولاد کو کھو دینے کے بعد خالی پن تھا اتنی ہی منصور کے لیے نفرت تھی!

وہ سب کی نظروں کے سامنے رہتے ہوئے بڑی خاموشی سے اپنا لائحہ عمل طے کر رہا تھا۔اس کی چارپائی لمبی سی کوٹھری کے بالکل درمیان میں تھی۔دائیں طرف شوکت اور اس کے چند چیلے تھے اور بائیں طرف شریف اور اس کے آدمی۔

شوکت عرف شکا عمر میں اس سے چند سال بڑا تھا اور اپنی بیوی کے قتل کے جرم میں قید تھا۔اسے یہی بتایا گیا تھا۔۔۔جانے سچ تھا یا منصور کی کھلے عام حمایت کرنے کے لیے بولا گیا جھوٹ؟وہ نہیں جانتا تھا اور اسے فرق بھی نہیں پڑتا تھا۔۔۔وہ یہاں بسنے کے لیے اور دوستیاں بنانے کے لیے تھوڑی آیا تھا!شریف البتہ ان دونوں کا الٹ تھا۔تقریباً پندرہ سال سے اس قید میں بند ہونے کے باوجود اپنے

بیوی بچوں سے محبت کرنے والا۔اس کا جرم کیا تھا۔۔۔منصور پھر نہیں جانتا تھا لیکن اس کوٹھری میں داخلے پر اپنے لیے بے غیرتی اور نامردی کی گالی اس نے سب سے پہلے شریف کے منہ سے ہی سنی تھی۔وہ تقریباً پینتالیس سال کا صحت مند، بھرے ہوئے چہرے کا مالک، گھنی ڈاڑھی اور رعب دار آواز کا حامل شخص تھا اور اسے کہیں سے بھی اداکاری کرتا ہوا محسوس نہیں ہوتا تھا۔اسے واقعی منصور اور اس جیسے عورت مار لوگوں سے نفرت تھی۔وہ جو سر کے پیچھے ہاتھوں کا تکیہ بنائے سیدھا لیٹا تھا ایک دم ہی چہرہ موڑ کر دائیں طرف عین دیوار کے ساتھ لگی چارپائی پر دیوار سے ہی ٹیک لگا کر بیٹھے شریف کو دیکھنے لگا جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ پتے کھیلنے میں مصروف تھا۔۔۔کیا کرتے؟ وقت بھی تو کاٹنا تھا!

منصور بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھے گیا یہاں تک کہ شریف نے خود پر اس کی نگاہیں محسوس کر کے نظریں اٹھائیں۔چند لمحے وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔شریف کے ساتھی پتے چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ

ہوئے۔

"مالی! جا پوچھ کیا مسئلہ ہے اسے؟" وہی پاٹ دار آواز تھی۔۔۔ منصور کے کانوں تک بھی بخوبی پہنچی لیکن وہ صرف طنزیہ مسکرایا۔ شریف کے رفقاء میں سے ایک اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔ دائیں طرف کے لوگ بھی اپنے کام چھوڑ کر چوکنے ہوئے۔

"کیوں بے؟ کس بات کی اکڑ ہے تجھے؟" سامنے سے پوچھا گیا۔

"شریف! چوکیدار بھی نہیں۔۔۔ تم نے اپنا مالی بھیج دیا میرے پاس؟" منصور نے کہا اور شوکت کا قہقہہ بلند ہوا۔۔۔ دو، چار ثواب کی نیت سے اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مالی نے مٹھیاں بھینچ لیں پھر پلٹ کر شریف کو سوالیہ دیکھنے لگا جیسے اجازت مانگ رہا ہو۔۔۔ کس بات کی؟ منصور واحد کی کانٹ چھانٹ کرنے کی!

"تیرے لیے مالی بھی بہت ہے۔۔۔ اس لیے!" شریف ان سات دنوں میں پہلی بار اس سے براہ راست مخاطب ہوا تھا۔

"اچھا؟ دیکھ لیتے ہیں!" وہ بازو پھیلا کر انگڑائی لیتا اٹھا اور قمیص کی آستینیں چڑھانے لگا۔

"جی او جوانا!" شکے نے آواز لگائی۔ مالی کے سجن بھی اسے خوب چڑھا رہے تھے۔ اس نے خوب جوش میں آ کر ہاتھ کا مکا بنایا اور منصور کے خوب صورت چہرے کی طرف بڑھایا۔۔۔ وہ ہلکی اگی ڈاڑھی اور آنکھوں کے نیچے بھورے حلقوں کے ساتھ بھی خوب صورت ہی تھا۔ خیر! اس وقت یہ اہم نہیں تھا۔۔۔ اہم مالی کا پکڑ کر موڑا جانے والا بازو تھا جسے منصور نے اپنے چہرے پر پڑنے سے پہلے ہی تھام لیا تھا۔ مالی درد کی شدت سے چلانے لگا۔ منصور اگر مزید موڑتا تو ضرور کندھے کا جوڑ اکھڑ جاتا۔ وہ سب اس کی چیخیں سن کر بیٹھے سے کھڑے ہو گئے۔ شریف کے اطراف والوں نے آگے بڑھنا چاہا لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا اور خود ان دونوں کی طرف بڑھا۔ منصور نے فاتحانہ مسکراتے ہوئے مالی کو بازو سمیت ایک طرف دھکیل دیا۔ شریف نے اس کے پاس پہنچ کر اپنا بھاری ہاتھ پوری قوت سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے داہنی رخسار پر مارا۔ منصور نے آواز تک نہیں نکالی اور پھر سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ مسکرانا پہلے کی طرح آسان نہیں تھا، اس کا پھٹا ہوا ہونٹ دکھ رہا تھا لیکن وہ پھر بھی مسکراتا رہا۔ کچھ بھی اس کی خواہش کے خلاف نہیں ہوا تھا!

"مسکرانا بند کر! تیرے جیسے ذلیل (گالی) کو بقیہ زندگی مسکرانے کا کوئی حق نہیں ہے۔" وہ اس کی گردن دبوچتا بولا۔ منصور کی مسکان غائب ہوئی۔

"نہیں ہوگا لیکن میں نے یہ تھپڑ تم سے مفت میں نہیں کھایا!" وہ بہت آہستگی سے بڑبڑایا۔ شریف چونکا۔۔۔ یقیناً منصور، مالی کی طرح اس کا ہاتھ بھی روک سکتا تھا۔ خود بخود ہی اس کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

"کیا چاہتے ہو؟" یہ تھپڑ شریف نے اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے نہیں، مالی کے لیے مارا تھا۔

"تم سے اکیلے میں ملاقات۔۔۔؟" وہ دوسروں کو دکھانے کے لیے شریف کو بڑی نفرت سے گھور رہا تھا لیکن لفظوں کا تبادلہ کسی کے کانوں نے نہیں سنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کس لیے؟" اسے تولتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے شریف نے ایک سیاہ و سفید ابرو اٹھایا۔

"ہم دونوں کے فائدے کے لیے!" وہ بولا اور اس کے خاموش ہوتے ہی شکاان دونوں کے درمیان آیا۔

"شریف بابا! یہ تیری بڈھی نہیں اپنا لونڈا ہے۔ اتنے پیار سے کیوں دیکھ رہا ہے؟" وہ اپنے پیلے دانت دکھاتا ہوا بولا۔ شریف نے منصور کی گردن پر رکھے ہاتھ کو جھٹک کر اسے اپنے ساتھیوں کی طرف دھکیلا۔ انہوں نے پیکٹ وصول ہوتے ہی اس پر زور آزمائی شروع کر دی۔ منصور اپنا سر بازوؤں سے اور پیٹ ٹانگوں سے ڈھانپے تب تک ہٹتا رہا جب تک سپاہی سیٹیاں بجاتے ان کی کوٹھری میں داخل نہیں ہو گئے۔ وہ لاٹھیاں مار مار کر دوسروں کو اس سے دور کرنے لگے۔ اس نے ٹھنڈے فرش پر ہانپتے ہوئے خود سے کچھ فاصلے پر کھڑے شوکت کو دیکھا۔ اپنے اعلانات کے برعکس وہ منصور کی مدد کے لیے آگے بالکل نہیں بڑھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پیارے! تم نے خود دعوت دی تھی اور جب تمہیں پٹنے کا شوق ہو رہا ہے تو میں پاگل ہوں کیا جو تمہارے شوق میں مخل ہوتا؟" اس نے کندھے اچکا کر تھوڑا جھکتے ہوئے اپنا ہاتھ پیش کیا۔ منصور نے دانت پر دانت جمائے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے کھینچنے پر اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔

"جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں تمہیں یہاں آئے ہوئے اور حالت دیکھو اپنی!" جیلر نے افسوس سے کہا وہ ساری صورت حال سے واقف ہو چکا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اگر اسی طرح رہنے والے ہو تو تمہارے زندہ باہر جانے کی گارنٹی میں نہیں دے سکتا! چار کندھوں پر سوار جاؤ گے۔"

"میں ٹھیک ہوں!" اس نے انگوٹھے سے لبوں کا کنارہ صاف کیا۔ سرخ مائع کو بیچ گردانتے انگلی سے مسل کر پھر جیلر کو دیکھنے لگا۔ وہ واقعی ٹھیک تھا۔۔۔ پچھلے دو، اڑھائی ہفتوں میں اتنی ماریں کھائی تھیں کہ اس والی کا تو احساس بھی نہیں ہوا تھا۔

"کہتے ہو تو کسی اور سیل میں بھیج دوں تمہیں؟"اس نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

منصور چلانا چاہتا تھا کہ اسے حقیقت اور اداکاری میں فرق پتا ہے اور یہ کہ 'گڈ کوپ، بیڈ کوپ' والے حربے اس پر نہیں چلیں گے لیکن پھر ضبط کر گیا۔

"میں یہیں پر ٹھیک ہوں۔مالی! میں تمہیں ضرب نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔معذرت یار! شریف بابا۔۔۔سفارش ہی کر دو؟"وہ ایک طرف کھڑے مالی کو دیکھ کر سرسری سے انداز میں بولا اور پھر کمرے کے دوسرے کونے میں کھڑے شریف کو دیکھ کر مسکرایا۔ایک ہاتھ سے اپنا دکھتا ہاتھ تھامے مالی نے بھی شریف کو سوالیہ دیکھا۔اس نے لاپرواہی سے ہاتھ ہلا دیا تو مالی فوراً پیچھے ہٹ گیا۔

"بالکل ایسے ہی۔۔۔صلح صفائی سے ایک دوسرے کے ساتھ رہو اور واحد! مجھے دوبارہ تمہاری شکایت نہ ملے۔"جیلر نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔منصور کہنا تو چاہتا تھا کہ میں بھی نہیں ملوں گا لیکن پھر جو بات زیادہ چبھی تھی وہ کہہ دی۔

"منصور۔۔۔میرا نام منصور ہے،واحد نہیں!"اس نے بھینچے جبڑے کے ساتھ

کہا۔اگراسے اپنے باپ کے کسی سے نفرت تھی تو اس شخص کا نام واحد ظہیر تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے!" وہ ہاتھ ہلا کر سپاہیوں کو چلنے کا اشارہ کرتا خود بھی چلا گیا۔شوکت اس کی پشت پر ہاتھ مارتا اس سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن وہ سنی ان سنی کرتا واپس اپنی چارپائی پر جا کر لیٹ گیا۔کچھ دیر پہلے کے واقعات اب وہ بند آنکھوں سے دوبارہ دیکھ رہا تھا اور شریف کے ایک ایک تاثر پر اس نے تفصیلاً غور کیا تھا لیکن اس کی کسی بھی حرکت سے منصور کو یہ نہیں لگا تھا کہ وہ اس سے ملاقات پر رضامند ہوا ہے۔

اسے جی بھر کر پٹائی کھلا کر بھی وہ یقیناً اس سے نہیں ملنے والا تھا۔اس نے دل ہی دل میں ایک موٹی سی گالی اپنے آپ کو دی۔آج کا دن بھی بغیر کسی کامیابی کے گزر گیا۔۔۔مزید دو دن تھے اس کے پاس۔صبح اس کی افراز مجاہد کے ساتھ ملاقات طے تھی شاید اس کی لائی معلومات منصور کے کام آجائیں۔یہ سوچ کر اس نے آنکھیں موند لیں۔۔۔شکا اس کی غیر دلچسپی بھانپ کر کب کا جا چکا تھا۔

صبح وہ زخموں کے تازہ نشانوں کے ساتھ افراز کے سامنے آکر بیٹھا۔اب تو افراز نے

تُو ٹھیک ہے؟'پوچھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔جب سب اس کے سامنے تھا تو پوچھنے کا ڈھونگ کرنے کا فائدہ؟اس لیے وہ چند لمحے اس کا جائزہ لینے کے بعد کام کی بات پر آ گیا۔

"شریف مان گیا کیا؟"

منصور نے خاموشی سے سر نفی میں ہلا دیا۔افراز نے عدالت میں پیشی کے بعد سے اس کے رویے میں واضح اجنبیت محسوس کی تھی لیکن وہ کتنی بھی صفائیاں دینے کی کوشش کرتا۔۔۔منصور پر اب الفاظ اثر نہیں کیا کرتے تھے۔صرف اس کے نہیں، ہر کسی کے۔۔۔افراز سے اس کا کوئی خاص تعلق نہیں تھا!

"جو میں نے کہا تھا وہ معلوم کیا تم نے؟"اس نے لکڑی کی پرانی سی میز کو ناخن سے کھرچتے ہوئے پوچھا۔ان دونوں کے علاوہ ملاقاتی کمرے کے آخری کنارے پر ایک وردی والا بیٹھا تھا اور وہ اپنی فائلوں میں مگن تھا۔

"ہاں! شریف ویسا ہی ہے جیسا وہ تمہارے سامنے ہے۔"افراز نے اپنے بیگ سے

فائل نکالتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"وہ میں بھی جانتا ہوں! مجھے اس کی کہانی جاننی ہے؟"اس نے افراز کی بڑھائی فائل پکڑ کر کھولی جبکہ وہ کہہ رہا تھا۔

"افسوس ناک کہانی ہے! اس کی دس سالہ بچی پر مالک مکان نے دست درازی کرنی چاہی تھی۔۔۔شریف نے بھی ہر باپ کی طرح اپنی بیٹی کو بچانے کے لیے اس (گالی) کو قتل کر دیا۔"بتاتے ہوئے بھی اس کا خون کھول رہا تھا۔افراز کی اپنی ایک سال کی بیٹی تھی اور وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ دست درازی تو بہت دور کی بات وہ اسے ٹیڑھی نظر سے دیکھنے والے کی آنکھیں نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا!

"ہمم!"اس نے فائل واپس میز پر رکھ دی۔اب اسے شریف کی اپنے لیے نفرت کچھ کچھ سمجھ آ رہی تھی۔

"اور شوکت؟"

"ایک نمبر کا گند ہے وہ! گٹر کا سب سے گندہ کیڑا۔"افراز نے اس کے نام پر بھی برا

سامنہ بناتے ہوئے تبصرہ کیااور فائل کا اگلا صفحہ پلٹ دیا۔ منصور نے نظریں جھکا کر پڑھنا شروع کیا۔

"۔۔۔(گالی)۔۔۔کی اولاد کوئی بیوی نہیں ماری اس نے۔ لڑکیوں کے اغوا، بلیک میلنگ اور مبینہ زیادتی میں ملوث ہے۔۔۔ مبینہ اس لیے کیوں کہ اس کا میڈیکل صاف آیا تھا۔ لیکن اس کی پروفائل دیکھ کر میں قسم کھانے کو تیار ہوں اسی نے کیا ہے سب کچھ! شریف اور اس کی اسی لیے نہیں بنتی۔" اس نے تفصیل بتائی پھر سامنے بیٹھے اپنے دوست کا قصور یاد کرنے لگا۔۔۔ بیوی پر تشدد ثابت تھا اور اسے تو کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ منصور خود کئی بار پشیمانی سے اس کے سامنے اظہار کر چکا تھا اور وہ کتنی ہی بار اسے سمجھا چکا تھا۔ ہو سکتا ہے کبھی میریٹل ر*پ بھی کر چکا ہو لیکن قانون کی نظروں میں میریٹل ر*پ نامی کوئی چیز نہیں تھی۔ کم از کم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تو نہیں تھی کیوں کہ ملاؤں کے نزدیک اگر عورت مرد کے نکاح میں ہے تو اجازت کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور

قانون بنانے والے ہمیشہ قانون بناتے وقت اگر کسی سے ڈرتے تھے تو وہ مُلّا تھا!

"اور مالی؟" منصور نے اچانک سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔اس کا نام اسے متجسس کر چکا تھا ورنہ اس کی اپنی جو حالت تھی اس میں غیر ضروری لوگوں پر ضائع کرنے کے لیے اس کے پاس وقت بالکل نہیں تھا۔

"مالی؟" افراز نے اونچا سا قہقہہ لگایا۔

"اس کی کہانی بڑی مشہور ہے بلکہ یہاں پر قید ہر دس میں سے چار، پانچ بندوں کی کہانی وہی ہے۔۔۔وہ کسی سیٹھ کے ہاں بطور مالی کام کرتا تھا۔ قتل سیٹھ نے کیا سزا اس کا مالی بھگت رہا ہے۔اس کا اصلی نام جاننے کا آج تک کسی نے تکلف ہی نہیں کیا۔وہ کچہری میں بھی مالی ہی مشہور ہے!" یہ کہانی افراز کو پہلے سے معلوم تھی اور منصور کو بالکل بھی مزاحیہ نہیں لگی تھی۔

"افراز! مجھے کیسے بھی کر کے پیشی سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔ فیصلہ میرے خلاف ہی آئے گا کیوں کہ مجھے یقین ہے جج ابراہیم شاہ کا ہو گا۔ مجھے تو نہیں لگتا وہ

کروڑوں میں بھی بکے گا؟!"اس نے کہنیاں میز سے ٹکائیں اور سر کے بال مٹھیوں میں نوچے۔

"کیا مطلب؟ ابھی بھی تیرے پاس کروڑوں ہیں؟"افراز الجھا۔ منصور پہلے بھی اسے جج کو پیسہ کھلانے کا کہہ چکا تھا لیکن پیسہ تھا کہاں؟

"اب میں اتنا بھی بے وقوف نہیں ہوں کہ سارا پیسہ گھر کے سیف یا بنک اکاؤنٹ میں رکھتا!"وہ ہاتھ نیچے کرتا سیدھا ہوا۔

"تو ٹھیک ہے! جج خرید لیتے ہیں۔۔۔ تجھ سے کوئی ارسلہ کو زبردستی دور نہیں کرے گا حالاں کہ یہ کام تُو خود بڑی اچھی طرح کر چکا ہے لیکن جیل مت توڑ۔۔۔؟ اگر پکڑا گیا تو ابراہیم شاہ تیری دھجیاں اڑا دے گا!"

"کم آن افراز! ہم دونوں جانتے ہیں تُو اس سے زیادہ ذہین ہے۔۔۔ وہ آدمی جیل کے قیدیوں تک پہنچ سکتا ہے پر جج کی جیب تک نہیں پہنچ سکتا؟ میں اپنی سیونگز وائزلی استعمال کرنا چاہتا ہوں! وہاں جہاں رزلٹس ہنڈرڈ پرسنٹ میرے حق میں

آئیں۔" منصور سچا تھا افراز کو اعتراف کرنا پڑا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔

"اوکے! تو یہ آخری غیر قانونی کام ہے جو میں تمہارے لیے کر رہا ہوں۔۔۔ باہر آ کر تم جو مرضی کرتے پھرو، میری بلا سے!" آخری تین لفظ وہ بڑبڑایا۔ منصور سن کر مسکرایا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح افراز کا دماغ اس سے زیادہ اچھا چلتا تھا۔

"جلدی بتاؤ؟" وہ تھوڑا آگے کی طرف جھکا اور افراز نے اس کی بے صبری پر آنکھیں گھمائیں پھر بولا۔

"شریف۔" وہ اس کا ردعمل دیکھنے کے لیے رکا۔

"سالے! میں بتا چکا ہوں۔۔۔ وہ نہیں مانا۔ میرا یہ حال کرنے کے بعد بھی نہیں مانا!" منصور نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"شریف کی بیٹی کی شادی ہے۔" افراز اثر لیے بغیر دوبارہ بولا۔

"وہی بیٹی؟" اس نے بایاں ابرو اٹھایا۔

"ہاں! اگر تیرے کروڑوں میں سے چند لاکھ اس کی شادی پر خرچ ہو جائیں تو۔۔۔؟"اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ منصور کی ذہانت پر اسے کوئی شک تو نہیں تھا۔۔۔ سمجھ ہی گیا ہو گا!

"ہو سکتا ہے لیکن ایک مسئلہ ابھی بھی ہے۔۔۔وہ واقعی مجھ سے نفرت کرتا ہے!"

"اب اس کی نفرت پگھلانے کا کام تو تمہارا اپنا ہے!"افراز نے لاتعلقی سے کندھے اچکائے۔یہ کام منصور کو خود ہی کرنا تھا۔

"میں دیکھ لوں گا!"اس نے پر سوچ انداز میں سر ہلایا اور اس سے قلم لے کر سامنے کھلی فائل کے کنارے پر اپنے کروڑوں کا پتا لکھنے لگا۔

"ابھی پیسے نکال کر تم اس کے گھر دے کر آؤ گے۔۔۔میں شام تک اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں! اور ہاں! میرے نام سے پیسے دینا۔مجھے یقین ہے اسے فون آئے گا تو وہ مجھ سے بات ضرور کرے گا۔"اس نے فائل اور قلم افراز کو پکڑائے۔

"اور اگر وہ پھر بھی تجھے پار کرانے کے لیے نہ مانا تو؟"

"تو بلیک میلنگ۔۔۔ مجبوراً!"

"!Don't make me regret telling you"

افراز آنکھیں پھیلائے بولا۔

"اگر تُو نے یہ چیپ حرکت کی تو میں خود جا کر ایس پی کو تیرے فرار کا پلین بتاؤں گا!" وہ سنجیدہ ترین تھا۔ اسے تو اس بات پر ہی شدید تپ چڑھی تھی کہ منصور نے یہ سوچا بھی کیسے؟ اس لڑکی کے ساتھ پہلے کیا کم برا ہو چکا تھا؟ دست درازی، باپ جیل میں، خود وہ گھر کی کفیل اور اب اس کی شادی، اس کی زندگی کی نئی شروعات کو افراز کا دوست اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لیے استعمال کرنے والا تھا؟ ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا تھا۔۔۔ وہ اس کی اجازت نہیں دینے والا تھا!

"افراز! اتنی انسانیت ہے مجھ میں۔۔۔ صرف شریف کو رضامند کرنے کے لیے۔"

"یہ کیسے بغیر رضامند کرا سے! اس بچی کی شادی ہو گی اور تُو اس کے باپ کو ذہنی اذیت بھی نہیں دے گا!"

"او کے! او کے!" منصور نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"مجھے یقین ہے تجھ پر!" افراز نے گہری سانس لی۔ شکر! وہ اس کی بات مان گیا تھا اور اپنے ارادے سے باز بھی آ گیا تھا ورنہ ممکن ہے افراز کو اپنی دھمکی پر عمل کرنا پڑ جاتا!

"اور کچھ نہیں ہے تو میں جاؤں؟" وہ اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔ منصور نے سر ہلا دیا تو وہ لیدر کا مستطیل بیگ پکڑے اٹھا۔

"وہ۔۔۔ تیرے کروڑوں میں سے اپنی چند کروڑ کی فیس بھی لے لوں نا میں؟" وہ جاتے جاتے پلٹا۔

"پہلے تو چند لاکھ کی ہوا کرتی تھی؟" منصور نے بیٹھے ہی بیٹھے ابرو اٹھا کر فرصت سے اسے دیکھا۔

"وہ قانونی چارہ جوئی کی فیس ہے اور یہ غیر قانونی چارہ جوئی کی فیس ہے!"اس نے ہنس کر آنکھ ماری تو وہ مسکراتا ہوا اٹھا۔

"تو میری جان! لے لینا۔۔۔پوچھنے والی کیا بات ہے؟"

"واہ بھئی! جیل کا پانی تجھے راس آرہا ہے اور وقت پر فیس کی ادائیگی کے لیے آپ کا شکریہ!"آخری فقرہ اس نے خالصتاً اپنے اسسٹنٹ کے لہجے میں کہا تھا۔ منصور نے قہقہہ لگایا۔۔۔ہر دفعہ موٹی سی رقم افراز کے اکاؤنٹ میں بھیجنے پر یہ والی کال ضرور موصول ہوا کرتی تھی۔

"میں تجھے کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں اس 'فیس کی ادائیگی' کی چھٹی کروا۔۔۔کسی دن ضائع ہو جائے گا یہ میرے ہاتھوں!"

"چل بے نکل! میں آج کل تیرے کاموں میں لگا ہوا ہوں۔۔۔جو تھوڑی بہت 'فیس کی ادائیگیاں' ہو رہی ہیں وہ اسی کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔"افراز نے ہمیشہ کی طرح کورا جواب دیا۔

"وکیل صاحب! جارہے ہیں؟" وردی والاان کے قہقہے سن کر متوجہ ہوا تھا۔

"ابھی صرف آدھا گھنٹہ ہی ہوا ہے۔۔۔ تھوڑا اور بیٹھ جائیں؟ چائے لاؤں آپ کے لیے؟!" یہ پیشکش یقیناً طنزیہ تھی۔

"پھر کبھی وقت نکال کر آؤں گا تو ضرور!" اس نے خوش اخلاقی سے جواب دیا۔ ہر طنز کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا کبھی کبھار برداشت کرنا ہی بہترین انتخاب ہوتا ہے!

ابھی کے لیے خداحافظ افراز الوداع کہہ کر جا چکا تھا اور منصور اہلکار کی نگرانی میں راہداریاں پار کرتا واپس جارہا تھا۔ ہتھکڑی اترتے ہی اس نے کلائیاں مسلیں اور خاموشی سے شوکت کی دائیں طرف بیٹھ گیا۔

"کیا کہتا ہے تیرا وکیل؟ کب تک نکال رہا ہے وہ تجھے یہاں سے؟" ماچس کی تیلی سے دانت صاف کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ منصور نے کندھے اچکا دیئے۔

"ابے یار ہے تُو اپنا! ہم سے دکھ سکھ نہیں کہے گا تو کس سے کہے گا؟" شوکت نے

اس کے شانے پر دوستانہ دھپ لگاتے ہوئے پوچھا۔اس نے پھر شانوں کی معمولی سی جنبش سے لاپرواہی کا اظہار کیا۔وہ صرف خاموشی سے سوچنا چاہتا تھا۔۔۔چاہتا تو اپنے ٹھکانے پر جا بیٹھتا لیکن جانتا تھا شوکت اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔اس لیے وہ سیدھا اس کے پاس ہی چلا آیا تھا حالاں کہ اس کی تاریخ جاننے کے بعد اسے برداشت کرنا پہلے جتنا آسان نہیں تھا۔وہ آس پاس کی آوازوں کا دماغ سے رابطہ کاٹ کر اپنی سوچوں میں مگن ہو گیا۔بہت وقت بعد ایک اونچی سی تھرتھراہٹ نے کامیابی سے اس کے دماغ تک رسائی حاصل کی تھی۔منصور نے نظریں اٹھا کر شریف کے کان سے لگے اس موٹے بھدے فون کو دیکھا۔۔۔دوسری طرف کی خبر وہ جانتا تھا۔

*****

وہ آس پاس کی آوازوں کا دماغ سے رابطہ کاٹ کر اپنی سوچوں میں مگن ہو گیا۔بہت وقت بعد ایک اونچی سی تھرتھراہٹ نے کامیابی سے اس کے دماغ تک رسائی

حاصل کی تھی۔ منصور نے نظریں اٹھا کر شریف کے کان سے لگے اس موٹے بھدے فون کو دیکھا۔۔۔دوسری طرف کی خبر وہ جانتا تھا۔ شریف کی حیرت سے پر نگاہوں نے اس کے چہرے تک کا سفر کیا۔اس نے ابرو اٹھا کر فون میں کچھ کہا اور فون بند کر کے رخ موڑ گیا۔اسے غور سے دیکھتے ہوئے منصور کی بھنویں آپس میں ملیں۔۔۔اف! وہ اب بھی کوئی اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ آج سے پہلے تک اسے یہ لگتا تھا کہ وہ انسانوں کو پڑھنا جانتا ہے لیکن شریف کے پکے چہرے نے اس کی یہ خوش فہمی دور کر دی تھی۔ وہ دیوار سے سر ٹکاتا ہوا آنکھیں موند گیا۔اس کے بعد اس نے ہر دستیاب موقع پر شریف کے قریب ہونے کی،اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہر بار ناکام ہی رہا۔ وہ کبھی اکیلا ملتا ہی نہیں تھا۔۔۔اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ جیل میں بھی کوئی اتنے عزت دار طریقے سے رہ سکتا ہے؟!

اور اب دن کے اختتام تک وہ تقریباً ہار مان چکا تھا۔رات کے کھانے سے واپسی پر وہ مایوسی سے سب کے ساتھ بیرکوں کی طرف لوٹ رہا تھا جب اچانک دھکا لگنے پر

ایک اندھیر کمرے میں داخل ہوا۔ منصور غصے سے بھناتا ہوا پلٹا لیکن اس کے سامنے کوئی انسان نہیں بند دروازہ تھا۔ وہ ماتھے پر بل ڈالتا ہوا اپنے اطراف میں نظریں دوڑانے لگا۔ آنکھیں اندھیرے سے کچھ مانوس ہوئیں تو اسے ایک ملگجا سا سایہ نظر آیا۔ اس سائے نے کھڑکی کا ایک پٹ کھولا تو چاند کی پڑتی روشنی میں اس کا چہرہ منصور پر واضح ہوا۔

"شریف!" وہ پہچان گیا تھا۔

"کہو۔۔۔ کیا کہنا ہے؟" شریف سلاخ دار کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی طرف پلٹے بغیر بولا۔

"پہلے میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں بھی تمہاری ہی طرح اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں!" اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔ سارا دن وہ یہی سوچتا رہا تھا کہ اس سے ملنے پر یہ کہوں گا، وہ کہوں گا! اور اب جب کہنے کی باری آئی تھی تو اس کے دماغ کو ہر فقرہ غلط لگ رہا تھا۔

"اور اس کا اظہار تم اسے مار کر کرتے ہو؟" شریف کا لہجہ بے تاثر سا تھا۔ منصور کا سر پھر بھی شرم سے جھک گیا۔

"وہ اس لیے کیوں کہ مجھے لگتا تھا وہ مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی۔ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ مرد اسے مجھ سے دور کرنے کے لیے اس کے گرد منڈلاتے رہے ہیں!"

اور ان مردوں میں سے جو چہرہ سب سے پہلے اسے یاد آیا تھا وہ ارسلان کمال کا تھا۔ اسے وہ ارسلہ کے پچھلے دوستوں کی طرح نہیں لگا تھا۔۔۔کچھ تھا اس کے بارے میں جو

منصور کو بہت غیر آرام دہ کرتا تھا!

"ہاں۔۔۔ان میں سے ایک کو تو میں بھی جانتا ہوں! اس کے باپ کو۔" شریف اس کی طرف پلٹا۔ اس کی اویس امتیاز کی موجودگی میں ابراہیم شاہ سے فون پر بات ہوئی تھی۔ وہ تو اپنے داماد کا خاص خیال رکھنے پر اسے اس کی منہ مانگی قیمت دینے کو تیار تھے لیکن اس کا قصور جاننے کے بعد وہ یوں ہی رضامند ہو گیا تھا کیوں کہ وہ خود

بھی ایک بیٹی کا باپ تھا!

"وہ آدمی نفرت کرتا ہے مجھ سے!"اس نے گہری سانس لے کر تنا ہوا جسم ڈھیلا چھوڑا۔ایک بات کا اندازہ تو اسے ہو گیا تھا کہ شریف کو اپنی طرف کرنا آسان بالکل بھی نہیں ہونے والا تھا۔

"اس کی جگہ میں بھی ہوتا تو یہی کرتا۔۔۔یا شاید اس سے بھی برا!"اس کا اشارہ کس طرف تھا منصور اچھی طرح جان گیا تھا۔

"اب اپنے آدمی کو فون کرو اور اسے کہو کہ جس طرح پیسے دے کر گیا تھا اسی طرح واپس لے جائے!"شریف نے بٹن دبا کر سکرین روشن کی اور فون ہوا میں اچھال دیا۔منصور نے دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے تیوری چڑھائے فون کو دیکھا۔

اس کے پاس ایک ہی موقع تھا اور وہ اسے گنوانے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

"شریف!ایک طرف کی کہانی سن کر فیصلہ کر لینا کہاں کا انصاف ہوا؟"اس نے آخری کوشش کے طور پر کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اور میں کہاں کا حاکم ہوا؟ یہ کہانی تمہیں عدالت میں سنانی چاہیے تھی!" اس نے غیر دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے شانے اچکائے اور آنکھ سے فون ملانے کا اشارہ کیا۔۔۔ اس کی بیٹی کو کسی کی خیرات نہیں لگتی تھی!

"یہاں کے۔۔۔ اس جگہ کے حاکم ہو تم! اب تم مانو یا نہ مانو لیکن میرا ایک ہفتے کا مشاہدہ یہی کہتا ہے اور باہر ابراہیم شاہ پوری کچہری خرید چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں بھی آفر کی ہو گی۔۔۔ اگر وہ اتنا ہی سچا ہے تو خرید کیوں رہا ہے سب کو؟"

ایک عدد وکیل دوست ہونے کا فائدہ! انسان کو کب، کہاں، کس کے سامنے کیا کہنا ہے وہ لاشعوری طور پر سیکھ جاتا ہے!

اس کی آخری بات پر شریف کے کان کھڑے ہوئے اور اسے خاموشی سے سوچ بچار کرتے دیکھ کر منصور نے اپنی کہانی سنانے کا فیصلہ کیا۔

"میری ماں پر میرا باپ ہاتھ اٹھایا کرتا تھا بلکہ جانوروں کی طرح مارا کرتا تھا اور ماں کے زخم دیکھ کر میں سوچا کرتا تھا کہ میں یہ کبھی نہیں کروں گا۔۔۔ میں اپنے باپ

www.novelsclubb.com

کی طرح جانور نہیں بنوں گا! ماں کو بچانے کے لیے کتنی ہی دفعہ میں اس کے سامنے چلا جایا کرتا تھا اور اس کے حصے کی کھائی مار کے نشان آج بھی موجود ہیں۔ پھر کیا ہوا؟ ماں مجھے میرے باپ کے پاس چھوڑ کر خود بھاگ گئی۔ کس کے ساتھ؟ مجھے نہیں معلوم! مجھے کیوں ساتھ نہیں لے کر گئی؟ مجھے یہ بھی نہیں معلوم! لیکن اس کا انجام پتا ہے کیا ہوا؟" وہ خاموش ہو کر شریف کو دیکھنے لگا کہ آیا وہ سن بھی رہا ہے یا نہیں؟ شریف غیر دلچسپی سے اسی کی طرف متوجہ تھا۔

"میرے باپ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور خود جیل میں مر گیا۔ پیچھے میرا کیا ہوا؟ ماں کے بھائی کی مہربانی اس نے سڑکوں پر نہیں چھوڑا لیکن سلوک وہی کیا جو آتے جاتے راہگیر کسی آوارہ کتے کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں دوسروں کی حقارت اور ضربات کھاتے کھاتے بڑا ہوا ہوں۔۔۔ مجھ سے ماں کے بعد دوبارہ اگر کسی نے بے غرض محبت کی ہے تو وہ ارسلہ ہے اور میں بھی اگر اس سے زیادہ نہیں تو اتنی ہی محبت اس سے کرتا ہوں! یقین کرو۔۔۔ مجھے اسے دکھ دے کر کوئی خوشی نہیں ملتی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن اس سے دور ہونے کا تصور ہی اتنا تکلیف دہ ہوتا ہے کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے اندر کی تکلیف اس میں منتقل کر دیتا ہوں۔ پھر خود ہی اپنے عمل پر شرمندہ ہوتا ہوں۔۔۔ایک دائرہ ہے جس میں، میں گول گول گھوم رہا ہوں لیکن اس کا مرکز ارسلہ ہی ہے۔ ارسلہ۔۔۔میری بیوی!" اس نے نام کی وضاحت پیش کی۔ یقیناً شریف اس سے پہلے اس کی بیوی کے نام سے واقف نہیں تھا۔اس کی خاموشی پر منصور پھر سے کہنے لگا۔

"اور ابراہیم شاہ جو مرضی کر لے میں اسے طلاق نہیں دوں گا۔ مجھے یقین ہے میں اپنی باتوں سے تمہیں پاگل لگ رہا ہوں گا لیکن اگر ارسلہ کو مجھ سے زبردستی چھینا گیا تو اصل پاگل پن کیا ہوتا ہے؟ اس کے بعد تم لوگ دیکھ ہی لو گے!" اس کا انداز جنونی تھا اور شریف کو ذرا سی بناوٹ نہیں دکھی تھی لیکن وہ بہت زیادہ متاثر بھی نہیں ہوا تھا کیوں کہ یہاں پر بہت سے لوگوں کی کہانیاں اس سے بہت زیادہ بری تھیں!

"تم واقعی پاگل ہو! لیکن مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے ایک دفعہ ارسلہ سے ملنا ہے۔"

"تم خود بھی جانتے ہو یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔اپنے سسر کے پاؤں پڑنے کو تیار ہو تو میں ملاقات کا پیغام بھجوا دیتا ہوں!"شریف نے ہاتھ ہلا کر جو آپشن موجود تھا اس کے سامنے رکھ دیا۔ منصور کی ہاتھ میں پکڑے فون پر گرفت مضبوط ہوئی۔ یہ تو پیرالل یونیورس میں بھی ممکن نہیں تھا!

"وہ نہیں مانے گا۔۔۔میں اس کے سامنے ناک سے لکیریں کھینچتا مر بھی جاؤں تب بھی نہیں!"

"تو پھر؟میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"مالی کی طرح مجھے بھی ایک رات کے لیے باہر تو بجھوا سکتے ہو!"منصور مسکرایا۔

شریف نے چونک کر اسے دیکھا یعنی اس کا مشاہدہ واقعی بہت اچھا تھا لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ وہ اس کے ایک دفعہ کہہ دینے پر اسے بجھوا ہی دے گا؟

www.novelsclubb.com

"تم انکار بھی نہیں کر رہے۔۔۔ مطلب میں صحیح آدمی کے سامنے کھڑا ہوں!"

"تم نے اسی لیے میرے گھر پیسے بھجوائے ہیں؟" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"بالکل! ورنہ تمہاری بیٹی میری کیا لگتی ہے؟ اور یوں بھی پیسے سے ہم سب کو فطرتاً بہت پیار ہے!"

"مجھے نہیں ہے! تم واقعی اپنے سسر کی کہے مطابق۔۔۔ (گالی)۔۔۔ ہی ہو۔ اور پیسے واپس منگوانے کا میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ فون کرو اپنے آدمی کو!" وہ غصے سے مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا۔

"کیا مطلب؟ تم میری مدد نہیں کرو گے؟" منصور کے چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ سخت سنجیدگی نے لے لی۔ اب شریف اسے وہ کرنے پر مجبور کر رہا تھا جو وہ نہیں کرنا چاہتا تھا!

"نہیں اور مجھے اپنی بات بار بار دہرانا بالکل پسند نہیں ہے!" اس نے انگلی دکھا کر تنبیہ کی۔

"ابھی جو میں کرنے جا رہا ہوں وہ مجھے بھی نہیں پسند!" اس نے سر ہلا کر فون میں افراز مجاہد کا نمبر ملایا اور فون اسپیکر پر کر کے دوسری طرف سے اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگا۔

"ہیلو؟" افراز کی آواز کمرے کی محدود فضا میں گونجی۔

"کان کھول کر میری بات سن! تُو صبح ہوتے ہی شریف کی بیٹی کی سسرال جا رہا ہے۔ ان بے چاروں کو کسی نے ان کی ہونے والی بہو کا ماضی بتایا ہی نہیں۔۔۔ یہ نیک کام ہم کریں گے! میں بھی دیکھتا ہوں یہ جاننے کے بعد کہ اس کے ساتھ زبردستی ہو چکی ہے وہ لوگ کیسے اسے بیاہ کر لے جائیں گے؟!" وہ شریف کو گھورتے ہوئے فون میں کہہ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ جو کرنے کا کہہ رہا ہے وہ ہر لحاظ سے غلط ہے لیکن ارسلہ کے لیے یہ بھی سہی!

"منصور؟" افراز بے یقینی سے بولا۔ اس نے فون کاٹ دیا کیوں کہ جانتا تھا اب افراز کا نہ ختم ہونے والا لیکچر اور اسے روکنے کے لیے دھمکیاں شروع ہو جائیں گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"منصور!!" شریف غیظ سے بھری آواز میں دھاڑا۔ اس کی اونچی آواز پر دروازہ کھول کر مالی نے اندر جھانکا۔

"کیا کہتے ہو؟" منصور نے فون انگلیوں کے درمیان گھماتے ہوئے پوچھا۔ شریف چند لمحے نفرت سے اسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ کے اشارے سے مالی کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ عمل کرتا ہوا دروازہ اپنے پیچھے بند کر چکا تھا۔

"تمہاری بیٹی یا ابراہیم شاہ کی بیٹی؟" اس نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔ شریف کے لیے کیا کسی بھی باپ کے لیے بہت آسان انتخاب تھا۔ اپنی اولاد تو اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہوتی ہے اور وہ تو پندرہ سال پہلے یہ ثابت کر چکا تھا۔۔۔ آج ایک دفعہ پھر سہی!

اسی وقت منصور کے ہاتھ میں موجود فون تھرتھرانے لگا۔ اس نے دیکھا تو اسکرین پر افراز کا نمبر تھا۔۔۔ اس کو چین نہیں پڑنے والا تھا! منصور نے آنکھیں گھماتے ہوئے مزید کہا۔

"میرے بندے کا فون ہے لیکن کوئی جلدی نہیں ہے۔ تم صبح تک فیصلہ کر کے مجھے بتا سکتے ہو اور ہاں یہ فون میرے پاس رہے گا! مجھے امید ہے تم جانتے ہو کہ پولیس یا ابراہیم شاہ کو بتانے کی صورت میں تمہاری بیٹی کے ساتھ کیا ہو گا؟!" وہ مسکرا کر کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا جو باہر سے بند تھا۔ اس نے دستک دینے کے لیے ہاتھ اٹھایا لیکن شریف کے سوال پر وہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

"کب؟" اس نے اپنے معمول کے بے تاثر لہجے میں پوچھا لیکن آنکھوں کی سرخی اس کے اندر ابلتے ہوئے غصے کی چغلی کھا رہی تھی۔

"میں کب یہاں سے جانا پسند کروں گا؟" اس نے پلٹ کر فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"ابھی۔۔۔اسی وقت!" حکمیہ لہجے میں بولا۔

"کل رات سے پہلے ممکن نہیں ہے!" وہ دوٹوک بولا۔ یہ اس کا گھر تو تھا نہیں۔۔۔ سیکیورٹی کے فول پروف انتظامات والی جیل تھی۔ وہ الگ بات ہے کہ ایک عرصہ

یہاں گزار لینے کے بعد یہی اس کے لیے اس کا گھر تھا اور وہ سیکیورٹی کے ہر جھول سے واقف تھا لیکن پھر بھی انتظامات دیکھنے کے لیے اسے وقت چاہیے تھا۔ منصور سوچ میں پڑ گیا۔ عدالت میں اس کی پیشی پرسوں تھی۔

"ٹھیک ہے! لیکن اگر کوئی چالاکی کرنی چاہی آپ نے شریف بابا تو۔۔۔؟" وہ بڑی شرافت سے اسے دھمکا رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں! اب فون اٹھاؤ۔۔۔؟" اس سارے عرصے میں فون وقفے وقفے سے تھرتھرا تا رہا تھا۔ گیواپ کرنا کیا ہوتا ہے؟ افراز نہیں جانتا تھا۔ منصور نے سبز بٹن دبا کر فون کان سے لگایا۔۔۔ افراز کی لعن طعن شروع ہو چکی تھی۔

"میں بتا رہا ہوں اندر آکر تیرا گلا دبا دوں گا!" اس سے پہلے کے سارے الفاظ حذف کیے جانے کے قابل تھے۔

"چینج آف پلان۔۔۔ شریف مان گیا ہے! اگر کل رات تک میں یا میرا فون تمہیں نہیں ملتا تو پرسوں صبح تم وہی کرو گے جو میں تمہیں پہلے کہہ چکا ہوں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شریف اپنی بات سے نہ مکرتا۔۔اسے اس بات کی گارنٹی بھی تو چاہیے تھی!

"دعا کر تُو مجھے کل نہ ملے کیوں کہ اگر تُو مجھے مل گیا تو میں تجھے یا تو قبرستان لے کر جاؤں گا یا کسی ہسپتال کے سرد خانے!" افراز اس پر اتنا ہی بھڑکا ہوا تھا۔ منصور نے سن کر قہقہہ لگایا۔

"جذباتی آدمی!" وہ بول کر رابطہ منقطع کر چکا تھا۔

"کل ملتے ہیں بابا!" وہ فون اپنی مڑی ہوئی آستین میں چھپا کر پلٹا، دروازے پر دستک دی اور اس کے کھل جانے پر بغیر پیچھے دیکھے جا بھی چکا تھا۔ نیند تو پہلے بھی کچھ خاص نہیں آتی تھی اور آج کی رات تو بالکل نہیں آنے والی تھی۔ وہ ارد گرد کے خراٹوں میں بھی بالکل کونے والے بستر پر کروٹیں بدلتے شریف کو سن سکتا تھا۔۔۔معاف کرنا بوڑھے آدمی! میں تمہاری بیٹی کو تمہارے خلاف استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں اس سے مخاطب تھا لیکن کسے دھوکا دے رہا تھا وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا؟ وہ تھا ہی برا۔۔۔پتا نہیں یہ اعتراف کرنے میں اسے

اور کتنا وقت لگنا تھا؟اس میں اچھائی کی رمق بھی باقی نہیں تھی۔۔۔پتا نہیں یہ جھوٹے دلاسے وہ اپنے مرے ہوئے ضمیر کو کیوں دیتا تھا؟اور کب تک دینے والا تھا؟یا شاید ضمیر مرا نہیں تھا صرف سو گیا تھا۔۔۔کون جانے؟

اپنے آرام دہ بستر پر دراز افراز مجاہد بھی نہیں سو پایا تھا۔اس کے منع کرنے کے باوجود منصور نے اس کی پہنچائی گئی معلومات کو استعمال کیا تھا۔وہ بھی منصور کے ساتھ برابر کا گنہگار تھا۔۔۔اوروں کو تکلیف پہنچانے کے بعد منصور کو تو ہو سکتا ہے نیند آجاتی،اسے نہیں آنے والی تھی!

ابراہیم شاہ آدھی رات کو ارسلہ کے کمرے سے باہر آئے تھے۔۔۔جسے اکیلے میں ڈر لگنے لگا تھا۔وہ اسے نیند کی گولی کھلانے کے بعد سلا کر آئے تھے۔ان کی بیٹی تو وہ تھی جو رات کے ایک،دو بجے بھی جہاں چاہتی بغیر ڈرے،بغیر جھجھکے چلی جایا کرتی تھی۔۔۔ان کی بہادر ارسلہ کو اس حال تک پہنچانے والے کو وہ چھوڑنے والے تو نہیں تھے!وہ عادت کے مطابق اویس امتیاز کو فون ملا کر منصور کی آج کی

مصروفیات جاننے لگے۔۔۔ایک مخصوص کمرے میں ہوئی ملاقات ان کے کانوں تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ابراہیم شاہ اسے آج اور کل کی رات کے لیے مزید چوکنا رہنے کا کہہ کر فون بند کر چکے تھے۔ان سے غلطی ایک ہی دفعہ ہوتی تھی۔۔۔اس کے بعد وہ غلطی کو اس کے تمام احتمالات سمیت دفن کر دیا کرتے تھے۔منصور کو پہچاننے میں بھی وہ ایک ہی دفعہ غلط ہو سکتے تھے۔۔۔اسے گرفتار کروانے کے بعد سے ہی وہ اس کے کے ہر راز سے واقف ہو گئے تھے۔اس کی پیدائش سے لے کر جیل جانے کے عرصے تک کی ہر تفصیل ان کے پاس تھی۔کس طرح وہ ارسلہ کا پیسہ جائز،ناجائز طریقے سے سمیٹتا رہا۔۔۔کس طرح اسے ذہنی اور جسمانی طور پر اذیت پہنچاتا رہا۔۔۔سب کچھ ان کے علم میں تھا۔اس کی ماں کے ساتھ کیا ہوا؟اس کے باپ نے کیا کیا؟آج وہ جیسا تھا اسے ویسا بنانے میں واحد ظہیر کا کتنا ہاتھ تھا۔۔۔وہ اس سے بھی آگاہ تھے۔انہیں بس ایک بات کا بہت پچھتاوہ تھا۔۔۔کاش وہ یہ سب تین سال پہلے بھی جانتے ہوتے!

اس طرح کا بچپن گزار چکے لوگ ہمیشہ نارمل نہیں رہتے۔۔۔ کبھی کبھار ان کا ماضی انہیں توڑ مروڑ کر ایک بالکل مختلف شخص بنا دیتا ہے! اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا اور ابراہیم شاہ اب اس کی شخصیت کا ہر پہلو جان گئے تھے۔ اگر ایک پینک اٹیک آنے سے پہلے بھی وہ شخص بھری عدالت میں انہیں للکار رہا تھا کہ وہ ارسلہ کو طلاق نہیں دے گا تو ایسے شخص کو ہلکا لینے کی حد تک بے وقوف نہیں تھے وہ! جب تک ارسلہ اس سے آزاد نہیں ہو جاتی اور جب تک وہ اس بات کو یقینی نہیں بنا لیتے کہ منصور اپنی بقیہ زندگی آزادی کو ترستے ہوئے گزارے گا تب تک وہ چین کی نیند سو ہی نہیں سکتے تھے!

اگلی رات کو انہیں وہ خبر موصول ہوئی تھی جس کا انتظار وہ پچھلی نو راتوں سے کر رہے تھے۔ اویس کا فون تھا۔

"افراز کی گاڑی شمالی سمت میں تقریباً پانچ سو میٹر کے فاصلے پر کھڑی ہے اور اندر سے بالکل خاموشی ہے۔ اتنی خاموشی سے کام شریف کے علاوہ اور کوئی نہیں کر

سکتا!"ابراہیم شاہ نے سن کر فون رکھ دیا۔شریف کیوں پلٹا تھا۔۔۔یہ جاننے کے لیے بعد میں ان کے پاس وقت ہی وقت ہو گا۔ابھی انہیں اپنے اکلوتے داماد سے آخری ملاقات کے لیے جانا تھا۔وہ کچھ دیر بعد شب خوابی کا لباس بدل کر گھر سے باہر نکلے تو خیام اور صارم پورچ میں کھڑے ان کے منتظر تھے۔اسٹیئرنگ کے پیچھے ان کا بڑا بیٹا تھا جو تقریباً خالی سڑکوں پر سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا رہا تھا۔ گاڑی کے جی۔پی۔ایس نیوی گیٹر پر اویس کی موجودہ لوکیشن تھی جہاں تک پہنچنے میں صارم نے اٹھارہ منٹ سے زیادہ صرف نہیں کیے تھے۔گاڑی کے مطلوبہ سڑک پر مڑتے ہی وہاں کی صورت حال ان پر واضح ہوئی۔ایک طرف جیل کی اونچی سی فصیل تھی اور دوسری طرف دور دور تک پھیلا خالی میدان۔پولیس کی تین موبائلز آدھے دائرے کی شکل بنائے افراز کی گاڑی کو روکے ہوئے تھیں۔وہ خود گاڑی کے کھلے دروازے سے دو قدم دور ہاتھ میں ہتھکڑی لگوائے کھڑا تھا۔ پولیس اہلکار تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بکھرے ہوئے تھے اور اس ساری نقل و

حرکت کی اصل وجہ جناب منصور واحد صاحب پانچ گاڑیوں کی ہیڈلائٹس کی روشنی میں ٹھنڈی سڑک پر بے ہوش پڑے تھے۔اس کی بائیں ٹانگ میں لگی گولی کے زخم سے بہتا خون اب گاڑھا ہو کر جمنا شروع ہو چکا تھا۔

خیام اور ابراہیم شاہ اس سے کچھ فاصلے پر رک گئے، صرف صارم اس کی طرف بڑھا تھا۔

"کتنی گولیاں لگی ہیں؟" اس نے زخم دیکھنے کے بعد اویس سے پوچھا۔گولی نے صرف گوشت پھاڑا تھا، ہڈی محفوظ تھی۔۔۔ہڈیاں تو وہ اس کی اب توڑے گا! منصور کی شکل نہیں دیکھی تھی کیوں کہ اگر دیکھ لیتا تو آپا کھو کر اسے خود بھی نہیں پتا تھا وہ کیا کرتا؟

"صرف ایک!" اویس نے ہاتھ میں پکڑی پستول اوپر اٹھائی۔

"اس کی ہے نا؟" اگر پلان پر صحیح عمل ہو رہا تھا تو یقیناً اسی کی تھی۔اس کے سر ہلانے پر صارم اس سے پستول لیتا اگلا سوال پوچھنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اور تم لوگوں کو رانے کی ڈیڈ باڈی سے دو ملی تھیں؟" وہ یہ بھی جانتا تھا لیکن تصدیق کر رہا تھا۔اویس نے دوبارہ سر ہلا دیا۔

"ہمم!" وہ پستول لے کر منصور کے سر سے کچھ فاصلے پر پنجوں کے بل بیٹھا۔

سڑک پر پڑے اس کے داہنے ہاتھ کی پشت سے بریٹا ایم۔نائن کی نال لگا کر صارم نے بے جھجک ٹریگر دبا دیا۔گولی ہتھیلی کو چیرتی ہوئی سڑک میں پیوست ہو گئی۔ منصور جھٹکا کھا کر ہوش میں آیا تھا۔صارم پستول ہٹا کر کھڑا ہوا پھر اسی ہاتھ پر اپنا بھاری بوٹ والا پاؤں رکھ دیا۔منصور کی بے ساختہ چیخیں سن کر افراز نے آنکھیں بند کیں۔صارم ان کے خاندان کی کالی بھیڑ تھا۔۔۔وہ اپنے ساتھ برا کرنے والوں کو کسی صورت نہیں چھوڑتا تھا۔اگر اریشہ اس کے لیے بہت اہم نہ ہوتی تو حشمت خان بھی اس کے ہاتھوں اپنا انجام دیکھ ہی لیتا جیسے اب منصور دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔میری۔بہن۔پر۔ہاتھ۔اٹھانے۔کے۔لیے!" وہ ایک ایک لفظ کہہ کر اس کے زخم پر وزن بڑھا رہا تھا۔منصور کے ہاتھ کے ارد گرد سرمئی سڑک کو سیاہ میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تبدیل ہوتے دیکھ کر خیام نے چہرہ موڑ لیا۔۔۔ٹھیک ہے! حقیقت جاننے کے بعد اس نے بھی منصور کی ناک توڑی تھی لیکن صارم جیسی بے حسی ان میں سے کسی کے پاس نہیں تھی حتی کہ ابراہیم شاہ کے پاس بھی نہیں!

"بس کرو صارم!" وہ ہی بولے تھے۔۔۔ان کے علاوہ وہ کسی کی سنتا بھی نہیں تھا۔

صارم نے پستول والا ہاتھ آگے بڑھا دیا اور اویس کے اشارے پر محسن نے اس کی انگلی سے لٹکتی پستول لے لی۔ پھر رومال سے دستہ صاف کر کے منصور کے سرہانے جھکا اور صارم کے پیر ہٹانے پر اس کی خون آلود انگلیوں کی چھاپ لی۔ محسن پستول کو رومال سے ہی پکڑ کر پلاسٹک کے تھیلے میں ڈالتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ صارم نے وہی پاؤں اس کے شانے کے نیچے رکھا اور ٹانگ اوپر اٹھاتے ہوئے اسے سیدھا کر دیا۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔ بھرپور نفرت سے! منصور اپنے سلامت ہاتھ کو سڑک سے ٹکاتا ہوا اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

اس کا بہت سا خون بہہ چکا تھا جس کی وجہ سے اسے اپنا جسم بھاری اور سن ہوتا

محسوس ہو رہا تھا۔ایک ٹانگ اور ایک ہاتھ کے استعمال سے وہ بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔قدموں پر اٹھنا ممکن نہیں تھا!

"زحمت مت کرو!" صارم نے اس کی اٹھنے کی ناکام کوششوں پر تبصرہ کیا۔

"بس ان کاغذات پر سائن کر دو۔" اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے اسٹامپ پیپر اور قلم نکالا۔افراز اتنی دور سے بھی جان گیا تھا کہ طلاق نامہ ہے!

"بس پھر تم ہم سے آزاد اور میری بہن تم سے!" صارم نے جھکتے ہوئے قلم اس کے زخمی ہاتھ میں دیا اور پھر مٹھی بند کر دی۔منصور نے دانت پر دانت جما کر بمشکل خود کو چیخنے سے روکا۔۔۔اس کا تنفس بہت تیز تھا۔

"چلو بھی؟" اس نے آنکھ سے سڑک پر رکھے کاغذ کی طرف اشارہ کیا۔منصور کو دھندلی پڑتی نظر کے باوجود دو لفظ بڑے واضح نظر آئے تھے۔۔۔طلاق نامہ!

"کبھی نہیں!" اس نے جتنی جان تھی وہ ساری صارم کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے میں لگا دی اور کامیاب رہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تمہاری مرضی!" اس نے کندھے اچکائے اور دائیں ہاتھ کا گھونسا منصور کے منہ پر مارا۔ وہ واپس سڑک پر جا گرا۔ صارم، خیام کی طرح صرف چھو نہیں رہا تھا، اس کا بھاری ہاتھ اتنی قوت سے پڑا تھا کہ منصور کا رخسار اندر سے پھٹ گیا تھا اور خون اس کے ہونٹوں سے لکیر بناتا ہوا ٹپک رہا تھا۔ سب خاموش کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔۔۔ صارم شاہ ہی تھا جس کے ہاتھ وہ اب لگا تھا اور اسے اپنے اندر بھرے غصے کو نکالنے کا موقع مل گیا تھا۔ یہ غصہ بہت دنوں سے اس کے اندر جمع ہو رہا تھا۔۔۔ ارسلہ کو ہر بار درد میں دیکھ کر دوگنا، تین گنا اور چار گنا ہوتا رہا تھا اور اب دس گنا ہو کر منصور پر نکل رہا تھا۔ صارم نے کوٹ اتار کر خیام کی طرف پھینکا اور شرٹ کے بازو اوپر چڑھانے کے بعد وہ منصور کو اس کے بالوں سے پکڑ کر اٹھا چکا تھا۔ اس کی سفید شرٹ پر وقفے وقفے سے لال چھینٹوں کا اضافہ ہونے لگا۔

"اب؟" اس نے ہاتھ روک کر پوچھا۔ دائیں بائیں جھولتا منصور کا سر اسے دیکھنے کے لیے اٹھا اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنا پسندیدہ ترین لفظ دہرا چکا

تھا۔

"نہیں!"

اگر تماشائیوں کو وہ پہلے بے رحم لگا تھا تو اب وہ سفاکیت کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

"?He's being brutal! Baba"

خیام سے مزید برداشت نہ ہوا تو بول پڑا۔اسے منصور کے لیے برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔نہیں! بلکہ وہ صارم کو مزید اس کے گندے خون سے رنگین ہوتا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"صارم! پیچھے ہٹ جاؤ۔"اس کے نیم جاں وجود پر ضربیں لگاتا ہوا صارم انہیں سن ہی نہیں سکا تھا۔ان کے اشارے پر اویس نے اسے پکڑ کر منصور سے دور کیا۔

"کبھی نہیں!"منصور نے مزید خون تھوکا۔

"میں مر بھی جاؤں تب بھی نہیں!"اس کے ہونٹ آہستگی سے ہلے۔

"تم اگر مر جاتے تو ہمیں اور کیا چاہیے تھا؟"ابراہیم شاہ نے سرد لہجے میں پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو پھر میرے مرنے کا ہی انتظار کرو۔۔۔جیتے جی تو میں ارسلہ کو نہیں چھوڑوں گا!"

"کیسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔(گالی)۔۔۔؟"اس کے منہ سے ارسلہ کا نام سن کر ہی صارم بے قابو ہوتا ہوا اس کی طرف بڑھا لیکن ایک طرف سے اویس اور دوسری طرف سے خیام اسے تھام چکا تھا۔

"ریلیکس بھائی!"

ابراہیم شاہ اس کی بات سنی ان سنی کرتے آگے بڑھے اور اس کے پاس جھک کر صرف اس کے کانوں کے لیے بولے۔

"منصور! جب طاہرہ کو ضرورت تھی تم اسے اپنے باپ سے نہیں بچا سکے تھے۔۔۔ اب موقع ہے تمہارے پاس! ارسلہ کو خود سے بچا لو۔۔۔؟"

جو کام بارود کی گولیاں اور صارم کی مار نہیں کر پائی تھی وہ ان کی زبان سے نکلے چند الفاظ کے مجموعے نے کر دکھایا تھا۔ منصور نے پل دو پل کے لیے آنکھیں بند

کیں۔ پلکوں کے پیچھے ماں کا ممتا کے نور سے چمکتا چہرہ آیا۔۔۔ پھر وہ مناظر جن میں طاہرہ کی حالت اس وقت کے منصور سے بھی بدتر تھی اور اس کی آنکھیں بے نور تھیں، خالی، پتھرائی ہوئیں۔ خود بخود ہی ماں کے چہرے کی جگہ ارسلہ کے چہرے نے لے لی لیکن آنکھیں اب بھی وہی تھیں۔ یہ منظر اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔ ابراہیم شاہ اپنی بات کہہ کر پیچھے ہٹ چکے تھے۔

منصور نے سڑک پر زخمی ہاتھ مارتے ہوئے چلا کر سیاہ آسمان کو دیکھا تھا جیسے شکوہ کر رہا ہو۔۔۔ وہ اگر مجھے دے دی تھی تو مجھے اس کے قابل بھی بنا دیتے! باقی کی ساری زندگی اس کا خالق سے یہی شکوہ رہنے والا تھا۔ پہلے بہت سے تھے۔۔۔ ماں کیوں چھین لی؟ باپ اتنا برا کیوں دیا؟ رشتہ داروں کے دل میں اس کے لیے رحم کیوں نہیں ڈالا؟ اب صرف ایک تھا۔۔۔ اس کے قابل کیوں نہیں بنایا؟

اس کے اندر طاقت ختم ہو گئی تھی۔۔۔ خود پر، اپنی قسمت پر بلکہ بد قسمتی پر چلانے کی قوت بھی نہیں رہ گئی تھی۔ ابراہیم شاہ کے اشارے پر اولیس سر ہلاتا ہوا انکٹر پر

کھڑی ایمبولینس کو ہاتھ سے آنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

"شاہ صاحب! آپ ارسلہ کے والد ہیں۔آپ کا غصہ جسٹیفائیڈ ہے لیکن آپ کو نہیں لگتا اب آپ حد پار کر رہے ہیں؟" افراز مجاہد نے اس سارے عرصے میں کیسے خود کو روک رکھا تھا یہ وہی جانتا تھا۔اس کی حالت کسی مردے سے بھی بری تھی اور وہ اس کرب ناک چیخ کا مطلب اچھی طرح جانتا تھا۔جو افراز نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا وہ کیا تھا منصور نے۔۔۔ان کی ایک بات پر مان گیا تھا اور وہ بات کیا ہو سکتی ہے؟ اسے اندازہ تھا!

"اگر ارسلہ کے باپ سے پوچھو گے تو وہ منصور کی جان لینے سے کم پر راضی نہیں ہو گا! میں صرف اپنے اندر کے انسان کو بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔اور انسانیت کی معراج نے ہی مجھے اس کی جان لینے سے روکا ہوا ہے۔اللہ کی اتھارٹی کو تو چیلنج نہیں کر سکتا نا میں؟ اگر اس نے اس کی جان مجھ پر حرام کی ہے تو میں اس حد کو پار نہ کرنے کو ترجیح دوں گا۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ منصور واحد کو معافی

مل جائے گی۔۔۔وہ بھی بن مانگے ہی؟!"

افراز اگر کسی کو انسانیت کا درس دینا چاہتا تھا تو وہ 'کسی' دنیا کا کوئی بھی شخص ہو سکتا تھا علاوہ ابراہیم شاہ کے۔ان کی سوچ اس معاملے میں بہت صاف تھی۔۔۔نہ آج سے پہلے انہوں نے یہ کام کیا تھا اور نہ آج کرنے والے تھے خواہ انہیں منصور سے کتنی ہی نفرت کیوں نہ تھی! اس کی جان کو کم از کم ابراہیم شاہ سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

سب خاموشی سے دو پیرا میڈیکس کو اس کی گردن میں بریس لگا کر اسٹریچر پر منتقل کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔وہ اسٹریچر کو پورا کھول کر اونچا کرتے ہوئے ایمبولینس کے کھلے دروازوں کی طرف سے دھکیلنے لگے جب منصور نے بایاں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے انہیں روکا۔

"میں ان پیپرز پر سائن کر دوں گا لیکن۔۔۔"وہ اکھڑی سانس کو بحال کرنے کے لیے کھانسنے لگا۔صارم نے اس کی پسلیوں کا کوئی حال نہیں چھوڑا تھا۔وہ دونوں بھائی پھیلی آنکھوں کے ساتھ سانس روکے اسے سن رہے تھے۔

"میں ایک آخری بار اس سے ملنا چاہتا ہوں؟!"اس نے اٹک اٹک کر بات مکمل کی۔ پیرا میڈک نے ایمبو بیگ اس کے منہ پر رکھا اور بیگ کو دبا کر آکسیجن اس کے پھیپھڑوں تک پہنچانے لگا۔

"ناممکن!"خیام بڑبڑایا۔

"میں اسے اب تمہاری لاش کے قریب نہ آنے دوں!"یہ صارم تھا۔

"ٹھیک ہے!"ابراہیم شاہ نے جواب دیا اور منصور سر اسٹریچر پر گرا کر پر سکون ہو گیا۔ اس سے ملنے کے بعد مر بھی جاتا تو کوئی غم نہیں تھا!

"بابا؟!"ارسلہ کے بھائی احتجاجاً چلائے۔

"گاڑی میں بیٹھو تم دونوں!"وہ تیوری چڑھا کر حکم دیتے بولے۔ منصور کو ایمبولینس میں منتقل کرنے کے بعد گاڑی سائرن بجاتی اپنی منزل کی جانب گامزن ہو گئی۔

"اس کا کیا کرنا ہے انکل؟"اویس کا اشارہ افراز کی طرف تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا کرنا ہے؟ چھوڑدو۔۔۔وکیل ہے یوں بھی تو دودنوں میں نکل ہی آئے گا!"وہ کہہ کر خود بھی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے۔دونوں بھائیوں نے البتہ جگہیں بدل لی تھیں۔خیام گاڑی چلا کر ریورس کر رہا تھا۔ایمبولینس کے پیچھے پولیس کی گاڑیاں اوران کے پیچھے افراز کی گاڑی گئی تھی۔وہ ستے ہوئے چہرے کے ساتھ منصور کے ٹھیک ہونے کی دعائیں مانگ رہا تھا۔۔۔آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔ اس کے نظروں کے سامنے سے منصور کا بے یقین چہرہ ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔فرار کے وقت اچانک ہی پولیس کی گاڑیاں اپنے سامنے دیکھ کراس نے افراز کو،اپنے جگری یار کوالزام دیتی نظروں سے دیکھا تھا۔

"میں نے یہ نہیں کیا منصور!"اس کے انکار کے باوجود وہ نہیں مانا تھااور بغیر کچھ کہے گاڑی سے نکل گیا تھا۔افراز نے تب بھی پانی آنکھ میں جمع ہوتا محسوس کیا تھا جب منصور کے دونوں ہاتھ سر تک اٹھا لینے کے باوجود اویس نے اس کی ٹانگ پر گولی ماری تھی اور وہ جواس کے لیے بالکل تیار نہیں تھااوندھے منہ پختہ سڑک پر

گرا تھا۔ پھر ابراہیم شاہ کی آمد تک نہ کسی نے اسے اٹھنے دیا تھا نہ افراز کو ملنے دیا تھا

یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

خیام شاہ ٹریفک نہ ہونے کے باوجود بڑے سکون سے گاڑی چلا رہا تھا۔ اس کو عادت

تھی محتاط ڈرائیونگ کی۔۔۔ ہر معاملے میں لاپروا شخص کو شاید اپنی جان بہت

پیاری تھی۔ جان نہیں بھی پیاری تھی تو وہ اتنی تکلیف دہ، پر خچے اڑانے والی موت

نہیں مرنا چاہتا تھا۔۔۔ کوئی آسان موت بھی ٹھیک تھی بلکہ وہی ٹھیک تھی!

"آپ نے کیا کہا تھا اس سے؟ وہ صرف آپ کے کہہ دینے سے کیسے مان گیا؟"

اسے تجسس تھا۔۔۔ بہت زیادہ تجسس!

"تمہیں بتانے والی بات نہیں ہے!" وہ خشک لہجے میں کہہ کر خاموش ہو گئے۔ وہ

واقعی اسے کیا، کسی کو کچھ نہیں بتانے والے تھے۔۔۔ ارسلہ کو بھی نہیں!

"کیا یار بابا!" اس نے برا سا منہ بنایا اور توجہ کچھ دیر پہلے پیش آئے واقعات سے

ہٹانے کے لیے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ توجہ تو بھٹک کر اپنی ایک عدد بیوی کی

www.novelsclubb.com

طرف بھی گئی تھی جو اپنے کمرے سے نکلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔ تین دن گزر جانے کے باوجود بھی نہیں۔ خیر! اسے تو وہ اب اس کے گھر جا کر ہی دیکھے گا۔

****

"منصور ہسپتال میں ہے!" خیام نے بغیر اسے مخاطب کیے کہا تو ارسلہ نے چونک کر اس کے کندھے سے سر اٹھایا۔ اس سے پہلے وہ نہایت سکون سے کھڑکی کے پار جھولتے درختوں اور اڑتے پرندوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کیوں؟" بے ساختہ ہی پوچھ بیٹھی۔ پھر خود کو کوسنے لگی۔۔۔ اتنا سب ہو جانے کے باوجود بھی اپنی پرواا سے خود ہی اچنبھے میں ڈال رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" خیام کی خاموشی پر اس نے دوبارہ پوچھا۔ وہ دراصل اس الجھن میں تھا کہ کہاں سے بتانا شروع کرے!

"صارم ہوا ہے!" اس نے سچ کہنے کا ارادہ کر کے کندھے اچکائے۔

"کیا مطلب؟ بھائی کہاں ملا اسے؟ وہ تو جیل میں تھا نا؟" اس کی پیشانی پر دو، چار

سلوٹیں پڑیں۔

"تھا تو۔۔۔ایک ہفتہ پہلے تک! پھر اسے فرار کی سوجھی اور صارم کو موقع مل گیا۔ جس سے اس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے!"

"کیا بہت مارا ہے؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔۔صارم کے غصے سے وہ سب ہی واقف تھے۔

"وہ پانچ دن کومہ میں رہا ہے۔۔۔مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہے؟" خیام نے چہرہ موڑ کر اس کی اداس صورت دیکھی۔ وہ خود کو لاتعلق ظاہر کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی لیکن بری طرح ناکام ہو رہی تھی۔

"ہمم!" ارسلہ ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگاتی خواہ مخواہ بازو پر چڑھے سلنگ سے کھیلنے لگی۔

"ملو گی اس سے؟" اس کے پوچھنے پر ارسلہ نے بغیر سوچے سمجھے سر نفی میں ہلا دیا۔

"کیوں؟" پھر پوچھا۔

"وہ اپنی حالت کا ذمہ دار مجھے ٹھہرائے گا اور ایک طرح سے میں ہوں بھی!" اس نے آنسو پیتے جواب دیا۔ خیام نے اس کا سر پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا۔

"ہر طرح سے اپنی حالت کا ذمہ دار وہ خود ہے! ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔ تم ابھی بھی اس سے ڈر رہی ہو؟" اس نے تھوڑا پیچھے ہو کر ارسلہ کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں! لیکن آگے ہمارا کیا ہو گا۔۔۔ اس بات سے ڈرتی ہوں۔" اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ ان بہن بھائیوں کو کم کم ہی ایک دوسرے سے جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آتی تھی یا صرف منصور کے معاملے میں ارسلہ کو پیش آئی تھی۔ وہ دونوں بھائی تو کھلی کتاب کی طرح تھے۔

"'ہم' جیسی کوئی چیز نہیں رہ گئی ارسلہ!

You are getting a divorce. Period!"

"میں جانتی ہوں لیکن قبول کرنا پھر بھی مشکل ہے۔۔۔ تم جانتے ہو میں نے اس سے کتنی محبت کی ہے!"

"اور تم مزید نہیں کر سکتی! وہ آدمی تمہارے قابل ہے نہ تمہاری محبت کے۔"اس نے ارسلہ کے ماتھے پر آئے بال ہٹاتے کہا۔ایک کنارے پر چھوٹی سی سفید ٹیپ اب بھی چپکی ہوئی تھی۔ماتھے کے زخم اور کندھے کے مندمل ہوتے جوڑ کے علاوہ وہ بالکل ٹھیک تھی۔ہاں! دل کے کئی ٹکڑے ہوئے تھے اور ہر ٹکڑا علیحدہ علیحدہ دکھتا تھا۔

"میں نیچے انتظار کر رہا ہوں۔۔۔تیار ہو کر آجاؤ!"اس نے پوچھا کم بتایا زیادہ تھا۔ارسلہ نے گیلی سانس اندر کو کھینچتے ہوئے سر ہلا دیا۔

وہ ہسپتال کے بستر پر تقریباً پانچ دن بے ہوش پڑا رہا تھا بلکہ ڈاکٹروں نے رکھا تھا۔انہوں نے ایک طرح سے اس کے ٹوٹے پھوٹے جسم کو دوبارہ جوڑا تھا۔چہرے کی سوجن ان دنوں میں گھٹتی گھٹتی بالکل ختم ہو گئی تھی البتہ نیل و نیل ہوا چہرہ زیادہ دیر دیکھا بھی نہیں جاتا تھا۔دایاں ہاتھ ایک لمبے عرصے کے لیے بے کار پڑا رہنے والا تھا۔ٹانگ کا زخم اتنا برا نہیں تھا۔۔۔یقیناً اس کی ہسپتال سے واپسی دو ٹانگوں پر

چل کر ہی ہوتی۔ٹوٹی ہوئی پسلیاں ہر چیز سے زیادہ تکلیف دہ تھیں۔۔۔سانس لینا دنیا کا مشکل ترین کام ہو گیا تھا۔اس کی بے ہوشی کے دوران سائنسی آلات کی مدد سے اس کے جسم کو آکسیجن کی فراہمی یقینی بنائی گئی تھی۔ہوش میں آنے پر بھی وہ دو دن ماسک استعمال کرتا رہا تھا لیکن آج منصور اپنی مدد آپ کے تحت قدرتی طریقے سے ہوا جسم میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا اور پھیپھڑوں میں ہوا بھرنے پر پسلیاں خوب مزاحمت کر رہی تھیں۔درد سے راحت کی دوا بھی کہاں کہاں راحت پہنچاتی؟وہ یہ سب خود پر خود لایا تھا۔۔۔اب برداشت بھی تو کرنا تھا!وہ بستر پر سیدھا لیٹا بند آنکھوں سے صرف سانس کے آنے جانے پر توجہ دے رہا تھا۔بہت دیر بعد ہی سہی۔۔۔وہ ہر آتی اور جاتی سانس کے ساتھ ہوتے درد کا عادی ہوتا گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔خیام شاہ تھا۔اس نے سر واپس سرہانے پر ڈال دیا۔جب سے اپنے حواس میں لوٹا تھا ہر آہٹ پر ارسلہ کے آنے کا گمان ہوتا تھا۔خیام کو وہیں کھڑے اپنا اور کمرے کا جائزہ لیتے دیکھ کر وہ الجھا۔پھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے دروازہ کھولا اور ارسلہ اندر داخل ہوئی۔۔۔ منصور کی سانس سینے میں ہی اٹک گئی اور ایسا دکھتی ہوئی پسلیوں کی وجہ سے ہرگز نہیں ہوا تھا۔ وہ اسے کتنے وقت بعد دیکھ رہا تھا؟ اسے قطعاً کوئی اندازہ نہیں تھا لیکن محسوس یوں ہو رہا تھا جیسے صدیاں بیت گئی ہوں۔ ان کے درمیان فاصلہ ہی اتنا پیدا ہو گیا تھا جو پاٹا نہیں جا سکتا تھا۔۔۔ کسی طریقے سے نہیں!

اور اس کی حالت دیکھ کر تو ارسلہ بھی ششدر سی وہیں جم گئی تھی۔ 'صارم بھائی؟!' اس نے افسردگی سے دل ہی دل میں بھائی کو پکارا۔ یہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

خیام نے اپنے ہاتھ سے اس کا ہاتھ ہلایا تو وہ چونکی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بستر کی طرف بڑھی۔ چھوٹے بھائی نے کمرے کے ایک کونے میں پڑا اسٹول اٹھا کر اس کے پیچھے رکھا اور اسے کہنی سے پکڑ کر اس پر بٹھا دیا۔ پھر منصور کا صحت مند بایاں ہاتھ جو ہتھکڑی کی مدد سے بستر کی ریلنگ سے منسلک تھا اس کے پکا ہونے کا اطمینان کر کے دروازے کی طرف چل دیا۔

"میں باہر ہی ہوں ارسلہ! ضرورت پڑی تو آواز دے لینا۔"

منصور نے اس سارے عرصے میں خیام پر ذرا توجہ نہیں دی تھی وہ بس یک ٹک ارسلہ کو دیکھ رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟ تھینک گاڈ۔۔۔ تم ٹھیک ہو!" سینے میں اٹکی سانس فضا کے سپرد کرتے اس نے بوجھل لہجے میں کہا۔ آخری دفعہ اس نے ارسلہ کو اپنے ہی خون میں لت پت دیکھا تھا اور اب وہ اس کے سامنے تقریباً صحت یاب تھی۔ ماتھے پر لگی چوکور پٹی کے علاوہ اسے اور کوئی اضافی چیز اس پر نہیں دکھی تھی۔۔۔ وہ اس کی ارسلہ ہی تھی! وہ الگ بات ہے ارسلہ آتے ہوئے شولڈر سلنگ اتار آئی تھی۔

"میں کتنا پریشان تھا تم جانتی ہو؟ پھر افراز نے مجھے وہ خبر سنائی۔۔۔ تم کتنا روئی ہو گی اور میں تب بھی تمہارے پاس نہیں تھا!"

اسے خاموشی سے دیکھتی ارسلہ کی آنکھیں موم کی مانند قطرہ قطرہ پگھلنے لگیں۔

منصور جس خبر کی بات کر رہا تھا وہ ارسلہ نے خود پر سہی تھی!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئی ایم سوری!" پچھتاوہ اس کے ہر ہر انداز سے چھلک رہا تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم میں جگہ جگہ ہوتا درد اس کی برداشت سے باہر تھا۔۔۔جس نے تنفس اور دل کی دھڑکن میں بگاڑ پیدا کیا تھا۔کارڈئیک مانیٹر کی بیپنگ میں اضافہ ہوا۔اس نے بے بسی سے سر واپس تکیے پر پٹخا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

ارسلہ اپنی سسکیاں روکنے کے لیے منہ پر ہاتھ کی پشت رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔ آنسوؤں کی برسات بھی جاری تھی۔

"تم جانتی ہو نا میں ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا؟" آہستہ آہستہ بول کر سانس لینے کے لیے رکا۔

"اپنی اولاد کو مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔میں سبب ہو سکتا ہوں اس کا لیکن!" ایک اور کپکپاتی سانس اندر کو کھینچی۔

"میں تمہیں اور اسے مارنا نہیں چاہتا تھا!"

"کیوں؟" وہ پہلی بار بولی۔آنسوؤں کی آمیزش نے لہجے کو بھاری بنا دیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں؟"

"کیوں؟"

"کیوں؟"

اس نے ہر بار کہتے ہوئے ہتھکڑی میں قید ہاتھ لوہے کی ریلنگ کے ساتھ مارا۔۔۔جو تکلیف ارسلہ کے سوال نے دی تھی اس کے سامنے یہ کچھ بھی نہیں تھا!

"کیوں کہ میں پاگل ہوں!۔۔۔(گالی)۔۔۔ہوں! اپنے باپ کی طرح حیوان ہوں! اس نے ماں کا قتل کیا تھا اور میں نے اپنے بچے کا!" اس اعتراف کے ساتھ ہی اس کے اپنے آنسو بھی آنکھوں کے کناروں سے ٹپکنے لگے اور ارسلہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ان میں تیرتے پانی کے ساتھ بے یقینی بھی شامل تھی۔

"آئی واز آ بروکن چائلڈ! بہت پہلے میں نے کہیں پڑھ رکھا تھا کہ بروکن چائلڈز، بروکن ایڈلٹس ہی بنتے ہیں۔۔۔میں پہلے اس بات کو نہیں مانتا تھا لیکن تم نے مجھے

غلط ثابت کر دیا۔ میں اب بھی ٹوٹا ہوا ہوں شاید پہلے سے بھی زیادہ اور میری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ میں نے تمہیں بھی توڑ دیا اور میں نے یہ جانتے بوجھتے کیا ہے۔ میں تو معافی مانگنے کے قابل بھی نہیں رہ گیا ہوں ارسلہ!" وہ چہرہ اس کی طرف موڑے ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔ بے معنی گرم سیال اس کی آنکھ سے نکل کر راستہ بناتا ناک کی نوک سے اس کے کندھے پر گر رہا تھا۔ تیز دھات کی بنی ہتھکڑی نے کلائی کو کاٹ کر سرخی مائل مائع کو بہنے کے لیے ایک نیا راستہ دکھا دیا تھا۔ ارسلہ اسے نہیں بوند بوند سفید چادر پر ٹپکتے اس کے خون کو دیکھ رہی تھی۔

"تو وہ سب میری وجہ سے نہیں تمہاری اپنی وجہ سے تھا؟" اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر منصور کو زخمی نگاہوں سے دیکھا۔ وہ ان الزام دیتی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا۔

"میرا کسی غیر مرد سے ہنس کر بات کرنا صرف بہانہ تھا؟ تم مجھے سزا دینے کے لیے مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اپنی بیمار ذہنیت کی تسکین کے لیے ایسا کرتے تھے! میرا

ایک سوال ہے منصور؟"

ارسلہ کے منہ سے اپنا نام سن کر اس نے فوراً جلتی آنکھیں کھولیں۔ وہ ایک مرتبہ پھر اس کے منہ سے اپنا نام سننا چاہتا تھا۔۔۔ کیا اس کی ذہنیت اب بھی بیمار ہی تھی؟

"تمہیں یہ سب کر کے سکون مل گیا؟ میرا دل اور وجود کانٹوں پر گھسیٹ کر؟ میرا بچہ مار کر؟ سکون مل گیا تمہیں؟" اس کے دونوں ہاتھ بستر کے کنارے لگی ریلنگ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔ وہ اس کی طرف جھکی اونچی، کانپتی آواز میں سراپا سوال تھی۔۔۔ آنکھیں اس کے غم کو اپنا سمجھ کر خوب برس رہی تھیں۔

"نہیں!" اس نے سر نفی میں ہلایا اور اپنا پٹی میں مقید دایاں ہاتھ ارسلہ کے چہرے کی طرف بڑھایا۔ ارسلہ نے اس کے چھونے سے پہلے ہی نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"میرا سکون تو تم تھیں اور تمہیں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو چکا ہوں ارسلہ!" شکستہ لہجے میں اعتراف کیا۔

"جھوٹ مت بولو! میں اگر تمہارا سکون ہوتی تو ہم اس حال تک نہیں پہنچتے۔۔۔ میرا بچہ میری کوکھ میں ہی سہی زندہ ہوتا اور تم ہم دونوں کے ساتھ ہوتے لیکن تم نے سب تباہ کر دیا! اپنے ہاتھوں سے برباد کر دیا! اس لیے اب یہ ڈرامے بند کرو۔۔۔ کوئی پچھتاوہ نہیں ہے تمہیں! کوئی معافی نہیں چاہیے تمہیں اور نہ ہی میں تمہیں کبھی معاف کروں گی! مجھے آزاد کر دو منصور۔۔۔؟ تم سے محبت کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی! میں دوبارہ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔" شروعات اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کی تھی اور بات کے اختتام تک وہ روتی ہوئی گھٹنے زمین پر ٹیکتی اپنے ہاتھوں پر ما تھا رکھ چکی تھی۔ کندھے کا جوڑ اس اچانک حرکت پر احتجاجاً دکھنے لگا لیکن ابھی دل کے درد اس کی ساری توجہ اپنی طرف کھینچے ہوئے تھے۔

وہ اس کا نام بھی لے رہی تھی اور اس سے آزادی بھی مانگ رہی تھی۔۔۔ منصور کے لیے تو یہ فیصلہ پہلے ہی جان کنی کے مترادف تھا۔ ارسلہ مزید مشکل کیوں بنا

رہی تھی؟

"لیکن میں تو کھلی اور بند آنکھوں سے ہر پل تمہیں ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم سے محبت کرنے کے بعد ہی تو جیا ہوں۔۔۔ میرے لیے اس سے انکار تو زندگی سے انکار کے برابر ہے اور پھر میں تمہیں آزاد کرنے کا وعدہ بھی کر چکا ہوں!" وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ خود ترسی سے ہنسا۔

"مجھے تو خود ہی خود پر ترس آ رہا ہے۔۔۔ تمہیں نہیں آ رہا کیا؟" اس نے پٹی میں لپٹے ہاتھ سے ارسلہ کے بال سہلائے۔

"نہیں! مجھے اپنے آپ پر ترس آ رہا ہے۔۔۔ تم بھی تھوڑا سا کھاؤ اور مجھے خود سے علیحدہ کر دو؟" وہ پنڈلیوں پر وزن ڈالتی ہوئی اٹھی اور سرگوشی نما آواز میں کہہ کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھ گئی۔ سرخ، تھکے ہارے نینوں کے کواڑ بند کیے تو ان سے ٹپکتے اشک منصور کے رخساروں پر گر کر اس کے آنسوؤں سے ملے۔

"ارسلہ؟!" آخری بھیک مانگتی ہوئی پکار تھی جو ارسلہ نے ان سنی کر دی اور سیدھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہو کر بے دردی سے اپنے گال صاف کرنے لگی۔

"ابھی۔۔۔اسی وقت!"اس نے سختی سے تقاضا کیا۔منصور نے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا۔حالاں کہ وہ پہلے ہی ہار تسلیم کر چکا تھا لیکن زبان وہ الفاظ کہنے سے انکاری تھی۔

"ٹھیک!میں کہہ دیتی ہوں۔۔۔میں،ارسلہ ابراہیم اپنے شوہر منصور واحد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑتی ہوں۔دوبارہ کبھی پلٹ کر تمہاری طرف نہیں دیکھوں گی۔۔۔یہ میرا تم سے وعدہ ہے!"وہ اٹھے سر کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بنا کسی ہچکچاہٹ،بنا کسی لڑکھڑاہٹ کے کہہ کر اس سے پشت پھیر گئی۔

"میں،منصور واحد اپنی بیوی،ارسلہ ابراہیم کو اس کی خواہش کے مطابق خود سے آزاد کرتا ہوں۔۔۔میں تمہیں طلاق دیتا ہوں ارسلہ!"بالآخر وہ لفظ بھی اس کے ہونٹوں سے ادا ہو گیا تھا۔ارسلہ اس کے اعلان پر رکی ضرور لیکن اپنے وعدے کے مطابق پلٹی نہیں تھی۔۔۔وہ طویل،تھکی ہوئی سانس لے کر منصور کے گریہ کو

www.novelsclubb.com

نظر انداز کرتی دروازہ کھول کر باہر راہداری میں نکلی۔ خیام پولیس اہلکاروں سے باتیں کرتا ان کے ساتھ ہسپتال کی کرسیوں پر بیٹھا تھا پھر اسے باہر قدم رکھتا دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اس نے بند ہوتے دروازے سے منصور کے سرخ اور گیلے چہرے کو دیکھا تھا۔

"آپی!" اس نے پکارا لیکن وہ خاموشی سے اس کے شانے پر سر رکھ گئی۔ خیام نے اس کے بال سہلائے۔

"شش! سب ٹھیک ہے۔" خیام کو اس کے گرم آنسو اپنی شرٹ بگھوتے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے بازو پر رکھا کوٹ ارسلہ کے لرزیدہ وجود کے گرد ڈالا اور اسے اپنے ساتھ لگاتا آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ منجمد اعصاب کے ساتھ چلتی ارسلہ کا انداز میکانکی تھا۔ ہسپتال سے نکل کر وہ اسے لیے گاڑی تک آیا اور دروازہ کھول کر اندر بٹھایا۔ دوسری طرف سے خود بھی گاڑی میں داخل ہوا اور تیزی سے گاڑی چلا کر ہسپتال کی پارکنگ سے نکال کر سڑک پر ڈال دی۔

"میرے گھر چلو!" اس نے پوچھا نہیں بتایا تھا۔خیام نے سن کر ہونٹ بھینچ لیے اور گاڑی اس کے کہے مطابق اس کے اور منصور کے گھر تک لے جاتے راستے پر ڈالی۔دو منزلہ بنگلہ خالی پڑا تھا،ویران۔۔۔بالکل اس کی ذات کی طرح!

گیٹ پر موجود چوکیدار نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور خود بھی گاڑی کے پیچھے دوڑتا پورچ تک پہنچا۔چابی اس کے پاس تھی۔ارسلہ ادھیڑ عمر آدمی سے چابیاں لے کر آگے بڑھی۔خیام گاڑی بند کر کے پھرتی سے اس کے پیچھے گیا لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے قریب آنے سے روک دیا۔

"میں کچھ دیر اکیلے رہنا چاہتی ہوں!" بھل بھل آتے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں آواز کا بھاری پن محسوس کیا جا سکتا تھا۔وہ دروازہ کھول کر اپنے پیچھے بند کرتی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔خیام چند لمحے تشویش سے بند دروازے کو دیکھتا رہا پھر گہری سانس کے ساتھ اس کی خواہش کا احترام کرتا وہیں ٹھہر گیا۔اسے لگا تھا کہ کٹھن مرحلہ گزر چکا ہے وہ اب یقیناً پرسکون ہو جائے گی لیکن ہوا اس کی

توقعات کے بالکل برعکس تھا۔گھر سے آتی کانچ ٹوٹنے کی آوازیں اس کی سوچ کی نفی کر چکی تھیں۔وہ جو گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا بھاگ کر دروازے تک پہنچا۔

"ارسلہ!"اس نے زور زور سے دروازہ بجایا۔وہ ہینڈل گھما کر دیکھ چکا تھا،دروازہ اندر سے بند تھا۔

"آپی! پلیز دروازہ کھولو۔۔۔؟"

ارسلہ کے اونچا اونچا رونے کی آوازیں اس کی سماعتوں تک پہنچیں اسے مزید پریشاں کر چکی تھیں۔خیام نے تھوڑا پیچھے ہو کر دروازے کو دھکا دیا لیکن وہ اپنی جگہ مضبوطی سے قائم رہا۔اس نے پلٹ کر چوکیدار کو دیکھا۔

"کوئی اور چابی ہے؟"

"نہیں صاحب!"

".Sh!t"

وہ سر پر ہاتھ پھیرتا بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتا بڑبڑایا۔پھر اس کے دماغ میں کھٹر کی

سے اندر داخل ہونے کا خیال آیا تو وہ بھاگ کر پہلی نظر آتی کھڑکی تک پہنچا۔ کیاری سے ایک اینٹ اٹھا کر شیشہ توڑا اور ٹوٹے ہوئے شیشے سے ہاتھ اندر ڈال کر لاک کھولا۔ کھڑکی سلائیڈ کر کے اس پر چڑھا اور دوسری طرف کود گیا۔ وہ ٹوٹ پھوٹ کی آوازوں سے سمت کا پتا چلاتا ارسلہ تک پہنچا۔ راستے میں ہر کانچ کی شے کرچیوں کی صورت بکھری ملی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں تھی اور ہاتھ آئی ہر چیز کو دیوانہ وار فرش پر پھینک رہی تھی۔

"آپی!" خیام نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا لیکن ارسلہ کے ہاتھ سے چھوٹا فوٹو فریم اس کی کلائی کی ہڈی پر لگتا زمین بوس ہو گیا۔ وہ دھیان دیے بغیر اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔ ارسلہ کی مزاحمت ابھی بھی جاری تھی۔ وہ تکلیف میں تھی، نہایت تکلیف میں تھی اور اس کی تکلیف ہی اس سے یہ سب کروا رہی تھی۔ لفظوں سے اس کے درد کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

"بس کر دو!" خیام اسے جھنجھوڑتا ہوا چلایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس۔۔۔(گالی)۔۔۔آدمی کی وجہ سے خود کو اذیت دینا بند کر دو!"اس کی بلند پکار پر ارسلہ رکی اور پھر دھاڑیں مار کر روتی ہوئی اس کے ساتھ لگ گئی۔خیام نے اس کے بال چومتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا۔وہ اب خاموشی سے اسے اس کے دل کا غبار نکالنے کا وقت دے رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ جو ہو رہا ہے وہ ارسلہ کے لیے بہت کرب ناک ہے اس لیے خیام نے اسے روکنے کی بجائے کھل کر رونے دیا۔ابھی اس کو اپنی مردہ اولاد اور تازہ تازہ دفن ہوئے رشتے کا ماتم کرنا تھا۔سنبھلنے کے لیے تو آگے ساری زندگی پڑی تھی!

******

www.novelsclubb.com

کمال مرتضٰی نے ربیعہ سے کیے گئے وعدے کے مطابق بلقیس بانو کو اس کے اور عمار کے رشتے سے آگاہ کر دیا تھا۔ان کا شدید ردعمل سب کی توقع کے عین مطابق تھا۔وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر ان پر چلاتی رہیں اور کمال مرتضٰی لب سیے اپنا کام کرتے رہے۔بلقیس بانو کے نزدیک ان چاروں کو انہوں نے اکیلے پالا تھا۔۔۔اس لیے ان

کی زندگی پر ان کا حق کمال مرتضٰی سے کہیں زیادہ تھا۔ وہ اب تک عادی ہو چکے تھے یہ سن سن کر کہ وہ کوئی حق نہیں رکھتے۔۔۔ پہلے باپ پر نہیں تھا، پھر ایک ہی بھائی پر اور اب وہ اپنے بیوی بچوں پر بھی کوئی حق نہیں رکھتے تھے! یہ سننے کے بعد انہوں نے بلقیس بانو کی طرف سے کان بند کر لیے۔ وہ نا معلوم مزید کیا کیا کہتی رہیں؟

کمال مرتضٰی نے قطعاً کوئی دھیان نہیں دیا تھا۔ وہ تیار ہو کر ان سے دن کی دوسری اور آخری بات کہہ کر کمرے سے نکل گئے۔ صبح صبح اتنا سر درد ہی کافی تھا۔

"اپنی بیٹی کی خوشیوں میں شامل ہونا چاہتی ہو تو آ جانا ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے!"

www.novelsclubb.com

وہ پہلے سے ہی جلتی آگ میں مزید ایندھن ڈال کر خود چلے گئے۔ انہیں ارسلان کے ساتھ شادی کی تیاریاں دیکھنی تھیں۔ پیچھے بلقیس بانو اپنی بھڑاس خالی دیواروں کو سنا سنا کر نکال رہی تھیں۔ ان کی اونچی آواز سب نے سنی تھی اور غلطی سے بھی ان کے کمرے کا رخ نہیں کیا تھا۔۔۔ خاموشی سے اپنے اپنے کاموں پر نکلتے

گئے۔ کائنات اور عالم مرتضٰی کے پاس یہ سہولت موجود نہیں تھی۔ اپنے فزیوتھراپسٹ کے آنے کے بعد وہ بھی کچھ مشغول ہو گئے تھے لیکن بلقیس بانو کی وقفے وقفے سے دی جانے والی دہائیاں ان کے کانوں تک پہنچتی رہیں۔ کائنات البتہ سر منہ لپیٹے اپنے بستر پر پڑی رہی تھی۔۔۔ اسے دن چڑھتے ہی گھر میں ہوئے تماشے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ خیر! اسے تو آج کل کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ جس میں سرفہرست کمرے سے نکل کر باہری دنیا سے میل ملاپ تھا۔ تازہ تازہ ملی ناکامیابی نے اسے خود سے بالکل ہی مایوس کر دیا تھا۔ اس کے قریبی سب لوگ باری باری اس کے دروازے پر آکر اسے بتا چکے تھے کہ غلطی اس کی نہیں تھی اور وہ اپنی خود ساختہ شرمندگی سے نکل کر باہر آسکتی ہے لیکن اس نے کسی بات پر کان نہیں دھرا تھا۔ ان چند دنوں میں عالم مرتضٰی اور شفیق بابا کے علاوہ کوئی اس کے کمرے میں داخل نہیں ہوا تھا۔ شفیق بابا تین وقت کا کھانا پہنچانے کے لیے اور عالم مرتضی 'وہ ٹھیک تو ہے؟' یہ یقینی بنانے کے لیے۔ وہ الگ بات ہے وہ

جتنا کھاتی تھی اسے عام انسان کے ایک وقت کا کھانا ہی گنا جا سکتا تھا لیکن عالم مرتضٰی کو اسی پر سمجھوتہ کرنا پڑا تھا۔ اگر وہ کچھ نہیں کرنا چاہتی تھی تو نہیں کرتی تھی!

خیام شاہ اس کے کمرے کے دونوں دروازوں پر کھڑا ہو کر اس کی بے تحاشا منتیں کر چکا تھا لیکن اسے مایوس ہی لوٹنا پڑا۔ وہ دفتر بھی باقاعدگی سے جا رہا تھا اور صبح و شام اسے یہ بتانا ہر گز نہیں بھولتا تھا کہ اگر اس نے مزید کام سے غیر حاضری لی تو وہ آج کل میں ہی وِنٹیج کے دیوالیہ ہونے کا سبب بننے والا تھا۔ اس کی کام سے شدید محبت کرنے والی بیوی نے صفر فیصد دلچسپی نہیں دکھائی تھی۔ عالم مرتضٰی کے علاوہ کوئی اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔۔۔ خیر! ان کے علاوہ اسے اندر باہر سے جاننے والوں کی فہرست بھی بہت چھوٹی تھی۔ وہ کام کے معاملے میں شروع سے ہی حد درجہ سنجیدہ تھی اور اسے یہ لگتا تھا کہ وہ سب کچھ سنبھالنے کی حد تک قابل ہے لیکن حقیقت کا تلخ تھپڑ کھا کر وہ اپنی اس غلط فہمی سے نکل آئی تھی۔ اگر اس نے

خود اکاؤنٹنگ، بزنس اور فنانینشل مینیجمنٹ نہ پڑھی ہوتی تو شاید اس غفلت پر خود کو معاف کر دیتی لیکن زاہد عابدی کا سارا فراڈ اس کی ناک کے نیچے ہوتا رہا تھا اور وہ اتنی ہی بے خبر تھی جتنے عالم مرتضٰی اپنی فیکٹریاں اور سٹور کمال مرتضی کے نام کر دینے پر تھے۔ پر فیکشنسٹ ہونے کا سب سے بڑا نقصان یہی ہوتا ہے۔۔۔ ناکامی برداشت نہیں ہوتی۔ اس سے بھی نہیں ہو رہی تھی! اور اسے یقین تھا کہ اگر وہ اپنے کمرے سے نکل کر باہر کی دنیا کے سامنے جائے گی تو زبانیں نہ سہی لیکن سب کی آنکھیں ضرور اس کا مذاق اڑا رہی ہوں گی۔ بس اسی لیے اپنی پناہ گاہ میں دبکی بیٹھی رہی۔

www.novelsclubb.com

ربیعہ کمال بھی اس کا دروازہ کھلوانے کی اپنی سی کوشش کر چکی تھی۔ اس کے نکاح کی طے شدہ تاریخ سر پر آن پہنچی تھی لیکن وہ کائنات کے بغیر تقریب کرنا ہی نہیں چاہتی تھی اور کائنات یہ بات اچھے سے جانتی تھی لیکن اس کے باوجود اپنی خود ساختہ سزا کو ختم کر کے باہر نہیں آئی تھی۔ بالآخر نکاح کی تاریخ بھی آ کر گزر گئی اور

ربیعہ نے اس کے بغیر واقعی کوئی تقریب نہیں کی تھی۔اب پندرہ دن بعد اس کی شادی طے تھی۔۔۔نا معلوم تب کائنات کیا کرتی؟لیکن ربیعہ ایک بات اس پر واضح کر چکی تھی کہ وہ کمرا ترک کر کے باہر نکلے گی تب ہی اس کی شادی ہو گی۔پتا نہیں کائنات عالم اتنی ضدی کیوں تھی؟

خیام شاہ اس کے سکوت سے تنگ آ کر ابراہیم شاہ کے مشورے سے سائیکالوجسٹ کو اس کے کمرے تک لا چکا تھا اور عالم مرتضٰی بھی بیٹی کے لیے یہی درست گردانتے اس کا دروازہ کھلوا چکے تھے لیکن ڈاکٹر اندر اکیلا ہی گیا تھا۔لاؤنج میں عالم مرتضٰی اپنی وہیل چیئر پر، شفیق بابا صوفے پر بیٹھے ہوئے اور خیام ٹہل ٹہل کر ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔پورے پینتالیس منٹ کے سیشن کے بعد ڈاکٹر باہر آیا تھا اور اس کی حالت کو مائلڈ ڈپریشن کا نام دے کر جا چکا تھا۔اس کے مطابق مریضہ اپنی کارکردگی سے غیر مطمئن اور خود اعتمادی کی کمی کا شکار تھی۔علاج کے بارے میں پوچھا گیا تو ڈاکٹر نے انہیں پہلا مشن اسے کمرے سے باہر نکالنے کا دیا تھا

اور اگر وہ نہیں نکلنا چاہتی تو بھی ٹھیک ہے۔۔۔بس اسے بہت زیادہ سوچنے سے روکنا تھا ورنہ وہ سوچ سوچ کر اسی لمحے میں قید ہو جاتی اور پھر اس قید سے نکلنا بہت مشکل ہو جاتا۔اگر کسی نے ڈاکٹر کی ہدایت کو سب سے زیادہ سنجیدہ لیا تھا تو وہ خیام تھا۔اتنا اندازہ تو اسے تھا کہ وہ اسے اندر آنے کی اجازت نہیں دے گی لیکن اسے ایک ایسے چھوٹے سے انسان کا بھی پتا تھا جسے وہ بالکل انکار نہیں کر سکے گی۔وہ اسی وقت گھر جا کر علی کو عالم منزل لے آیا تھا اور اب اس کے کمرے کے باہر کھڑا کہہ رہا تھا۔

"کائنات! علی آیا ہے۔۔۔کیا اس کے لیے بھی دروازہ نہیں کھولو گی؟"اس کے اشارے پر علی بھی سر ہلاتا بولا۔

"چاچی! دروازہ کھولیں؟میں آیا ہوں۔۔۔آپ سے بہت سارا کھیلنے کے لیے۔"

وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے لکڑی کا دروازہ بھی بجا رہا تھا۔اندر مکمل خاموشی چھائی رہی۔خیام نے گہری سانس لی۔۔۔وہ یہ کہنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن مجبوری تھی۔

www.novelsclubb.com

ڈاکٹر نے اس پر زبردستی کچھ بھی نہ تھوپنے کی تلقین کی تھی۔

"میں نہیں آؤں گا! اگر تم نہیں چاہتی تو میں اندر قدم بھی نہیں رکھوں گا بلکہ جھانکوں گا بھی نہیں۔۔۔آئی پرامس!"اس نے کہہ کر آنکھیں بند کیں۔اف! یہ محبت۔۔۔خیام شاہ جیسے انسان کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر چکی تھی۔خیام نے پچھلے پندرہ دنوں میں اس کی ایک جھلک نہیں دیکھی تھی اور وہ اسے دیکھنے کے لیے بے تاب تھا لیکن کچھ بھی کائنات کی مرضی کے خلاف نہیں ہونے والا تھا۔خیام اس بات کو یقینی بنانے والا تھا!

اسے لاک میں چابی کے گھومنے کی آواز آئی تو رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔دروازے کی ہلکی سی درز سے ایک سیاہ پتلی نے باہر جھانکا اور اس کی پشت دیکھ کر کائنات نے درز بڑی کی پھر علی کو اندر کھینچتے ہی دروازہ بند کر لیا۔خیام فوراً پلٹا۔

"تم ایک دفعہ پہلے جیسی ہو جاؤ۔۔۔پھر گن گن کر بدلے لوں گا!"وہ دروازے سے پشت ٹکاتا بڑبڑایا۔کائنات خود غرضی دکھاتی ہوئی صرف اپنا سوچ رہی تھی۔

اس کی غیر موجودگی خیام پر کتنی بھاری پڑ رہی تھی اسے کوئی اندازہ نہیں تھا۔وہ اندر سے آتی علی کی کھلکھلاہٹیں سنتا وہیں کھڑا رہا۔۔۔اس کے سامنے ہی عینا، آیت اپنے کالج اور حیدر اپنی یونیورسٹی سے واپس آیا تھا۔وہ،اس سے دعا سلام کر کے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔انہیں خیام کو اس دروازے کے سامنے کھڑا دیکھنے کی عادت ہو چکی تھی۔شام کو اریشہ کے بار بار آتے پیغامات پڑھ کر اس نے کائنات کا دروازہ بجایا اور دو منٹ بعد علی اتری ہوئی صورت کے ساتھ باہر آیا۔

"چاچی کیسی ہے؟کیا ہوا؟"خیام ایک گھٹنا موڑ کر بیٹھتا اس کے برابر ہوا اور جلدی سے پوچھنے لگا۔

"شی واز فائن!ہم نے اتنی زیادہ باتیں کیں۔"اس نے دونوں بازو پھیلا کر کہا تو خیام مسکرایا۔

"اور میں نے چاچی کو اپنے سارے فرینڈز کے بارے میں بتایا۔آپ کو پتا ہے۔۔۔اب وہ مجھے تنگ نہیں کرتے کیوں کہ پاپا مجھے سکول چھوڑنے جاتے ہیں اور ماما مجھے

www.novelsclubb.com

سکول سے لینے جاتی ہیں۔اور آپ کو پتا ہے ہم نے گیم بھی کھیلی۔۔۔چاچی ہار گئی تھی!" وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگا تو خیام نے قہقہہ لگاتے اس کا گال کھینچا۔

"کون سی گیم؟"

"راک، پیپر، سیزر!" علی نے ہاتھ گھما کر بند مٹھی اس کے سامنے کی۔

"اور جیتنے پر علی کو کیا ملا؟"

"سوپر مین۔چاچی نے میرے لیے بنایا ہے!" علی نے ہوڈ کی جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر اسے دکھایا۔خیام نے اس کے ہاتھ سے لے کر کھولا۔اے۔فور صفحے پر ہینری کیوِل کا خاکہ تھا جو کائینات نے جلدی میں بنایا تھا اس لیے اتنا صاف نہیں بنا تھا لیکن خیام کو پھر بھی کیا جلن ہوئی!

"تمہاری چاچی ایک دفعہ اس کمرے سے نکلے۔۔۔اسے پھر میں پوچھتا ہوں! میری شکل نہیں دیکھنی، نہ مجھے اپنی دکھانی ہے لیکن یہ اسٹوپڈ سوپر مین دیکھنا بھی ہے اور ڈرا بھی کرنا ہے!" وہ بند دروازے کو گھورتا بولا اور دروازے کے اس پار

کھڑی کائنات کو خود بھی اپنی مسکراتے لبوں کا احساس نہیں تھا۔

"سوپر مین اسٹوپڈ نہیں ہے چاچو! اوکے؟ وہ سب کی ہیلپ کرتا ہے۔" بچے نے چاچو کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہا۔

"دفع کرو اسے! تم یہ بتاؤ شکل کیوں اتری ہوئی تھی تمہاری؟"

علی تو بچہ تھا اپنی باتوں میں بھول بھی گیا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کائنات کے کمرے سے منہ لٹکائے باہر آیا تھا، خیام کو البتہ یاد تھا۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا ماما کی کال آئی ہے ہمیں گھر جانا ہے۔۔۔تو چاچی واز سیڈ!"

اس نے خیام کے ہاتھ سے صفحہ واپس لے کر سنجیدگی سے تہہ لگائی اور جیب میں رکھنے لگا۔

"ہمم!" وہ ہنکارا بھرتا اٹھا۔

"میں اسے کل پھر لے آؤں گا کائنات!" اونچی آواز میں کہہ کر علی کا ہاتھ پکڑے سیڑھیوں کی طرف چل دیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد کائنات کے دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی۔۔۔

خیام کیا پھر واپس آگیا؟اس نے حیرت سے سوچا لیکن دوسری طرف عالم مرتضٰی تھے۔وہ لاک کھول کر دوبارہ بستر پر آ بیٹھی لیکن ان کے ساتھ کمال مرتضٰی کو بھی اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔وہ تیزی سے نگاہیں پھیر گئی کیوں کہ ان کا چہرہ بدقسمتی سے خوش گوار یادیں نہیں لایا تھا۔

"کمال کو تم سے اور مجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے!" عالم مرتضٰی نے اس کی سوالیہ نظروں کے جواب میں کہا۔کمال مرتضٰی اس کے بستر کے بالکل سامنے رکھے سنگل صوفے پر بیٹھے اور ہاتھ میں پکڑی فائل بڑے بھائی کی طرف بڑھائی۔

"یہ کیا ہے کمال؟" انہوں نے لیتے ہوئے پوچھا۔۔۔آنے والے لمحات انہیں ڈرا رہے تھے کیوں کہ ان بھائیوں نے عرصہ ہوا ایک دوسرے کو خیر پہنچانا ترک کر دیا تھا۔پتا نہیں۔۔۔کائنات کی حساسیت کے مدنظر کمال مرتضٰی کو اس کے کمرے میں لانے کا ان کا فیصلہ درست تھا یا غلط؟

"خود دیکھ لیں؟" انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام دہ ہوئے۔ عالم مرتضٰی فائل کھول کر پڑھنے لگے اور ان کے بے یقینی سے اٹھے ابرو دیکھتی کائنات کو الجھن ہونے لگی۔ خیر! کچھ دیر بعد وہ بھی جان ہی جائے گی ورنہ کمال مرتضٰی اس کے کمرے میں کیوں آتے؟

"کیسی ہو کائنات؟" انہوں نے براہ راست اسے مخاطب کیا۔ وہ ڈھیٹوں کی طرح بیٹھی رہی۔۔۔ زبان تک نہیں ہلائی۔ کائنات کے ندارد رد عمل نے ان کا حوصلہ پست نہیں کیا تھا۔

"اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل پر لو گی تو پھر گزر گئی زندگی!" انہوں نے اس کی حالت پر تبصرہ کیا۔ وہ سلوٹ زدہ کپڑوں اور بکھرے بالوں کے ساتھ ان کے سامنے تھی، آنکھوں کے گرد حلقے بھی واضح تھے۔ کمال مرتضٰی اسے بہت زیادہ نہیں جانتے تھے لیکن اس بات کا اندازہ انہیں تھا کہ عالم مرتضٰی اور ان سے متعلقہ ہر چیز کے بارے میں وہ حد درجہ حساس تھی۔

کائنات کے ہونٹ اب بھی سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔وہ کیا جانتے تھے یہ سب ان کی وجہ سے ہو رہا ہے؟نہ وہ اڑھائی،پونے تین سال پہلے عالم مرتضٰی سے دھوکے سے دستخط کرواتے۔۔۔نہ وہ تکلیف دہ باتیں اور الزام ان کے سر منڈتے۔۔۔نہ عالم مرتضٰی اس وقت وہیل چیئر پر ہوتے۔۔۔نہ و نتیجہ کا یہ حال ہوتا اور نہ وہ پہلی ہی ناکامی کو خود پر سوار کرتی کمرہ بند ہوتی!اس نے سختی سے مٹھیاں بند کر کے خود کو ان پر چلانے سے روکا۔عالم مرتضٰی خاموشی سے فائل کے صفحے پلٹ کر ان پر نظریں دوڑا رہے تھے۔

"تم جانتی ہو میں جب تمہاری عمر کا تھا تو ڈگری ہاتھ میں پکڑے نوکری کے لیے سڑکوں پر جوتیاں چٹخایا کرتا تھا۔پروفیشنل لائف میں یہ glitches آنا بہت معمولی بات ہے۔۔۔یقین کرو؟!مجھ پر یقین نہیں ہے تو بے شک اپنے پاپا سے پوچھ لو۔تم اپنے ساتھ بہت زیادتی کر رہی ہو۔۔۔خود کو انسان ہونے کا مارجن دو!"وہ نیک نیتی سے کہہ رہے تھے لیکن کائنات تک ان کی نیک نیتی پہنچ نہیں رہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔وہ اسی لیے کسی سے نہیں ملنا چاہتی تھی کیوں کہ اچانک ہی سب کو اس کی زندگی کا،اس کی محنت کا،اس سے زیادہ پتا تھا۔جسے دیکھو وہ کائنات کو لمبا سا لیکچر دینے کے لیے تیار تھا لیکن معذرت کے ساتھ وہ سننے کے لیے تیار نہیں تھی!

"میں جانتی ہوں۔۔۔پاپا کی پروفیشنل اینڈ پرسنل لائف کا سب سے بڑا glitch آپ رہ چکے ہیں!"وہ خود کو تلخ ہونے سے روک نہیں پائی تھی۔کمال مرتضٰی برا منائے بغیر مسکرائے۔

"اگر میں اسے تمہاری غلط فہمی قرار دوں تو۔۔۔؟"انہوں نے ایک ابرو اٹھایا۔

"امپوسیبل!آپ جانتے ہیں میں اس آفس کے دروازے پر کھڑی تھی۔۔۔میں نے وہ سب کچھ اپنے کانوں سے سنا تھا!"وہ سر نفی میں ہلاتی بولی۔

"اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لیکن واقعی ہم غلط تھے اور ہیں کائنات!"

عالم مرتضٰی نے فائل سے چہرہ اٹھایا۔آنکھوں کی نمی پر غور کرتی کائنات پریشان ہوئی۔۔۔'اب کیا کمی رہ گئی ہے جو چاچو پوری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟'

"کیسے ؟"اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔عالم مرتضٰی نے فائل اس کے سامنے بستر پر رکھی۔کائنات نے ہچکچاتے ہوئے اٹھائی اور کھول کر اس کا مطالعہ کرنے لگی۔

"میں کیا کہوں؟ سمجھ نہیں آرہی کمال!"لہجے میں بھی واضح شکست موجود تھی۔

ان کی جائیداد ہتھیانے کی وہ اسکیم کمال مرتضٰی نے نہیں بلکہ ان کے عزیز دوست میکنزی نے بنائی تھی۔عالم مرتضٰی کو تقریباً پونے تین سال بعد کہانی کا دوسرا پہلو بلکہ اصل کہانی پتا چلی تھی اور وہ لاجواب تھے حالاں کہ کمال مرتضٰی نے کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔انہیں پتا نہیں کیوں لگتا تھا کہ یہ ان کا پاکستان کا آخری چکر ہے۔۔۔اس کے بعد وہ شاید کبھی واپس نہ آئیں۔بس اسی لیے وہ ہر غلط فہمی ختم کر کے،ہر حساب بند کر کے جانا چاہتے تھے۔

"کچھ بھی مت کہیں!بس اپنی امانت مجھ سے واپس لے لیں۔نہ وہ فیکٹریاں میری ہیں،نہ آپ کے سٹورز اور نہ ہی ان سے بنایا ہوا پیسہ!اکاؤنٹ کی تفصیلات فائل

میں موجود ہیں۔۔۔ سارا پرافٹ اسی میں ہے۔ مجھے نہ کل آپ کے پیسے میں دلچسپی تھی، نہ آج ہے اور کائنات بیٹا! کمپنی کے ٹیکسز ادا کرنے کے بعد بھی اکاؤنٹ میں اتنا سرمایہ ہے کہ اگر تم شروع سے سب کچھ شروع کرنا چاہو تو بھی کم نہیں پڑیں گے!" ان کے مخاطب کرنے پر کائنات نے حیرت سے بڑی بڑی آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا پھر صفحے پلٹ کر ان کے بیان کردہ اکاؤنٹ کی تفصیلات دیکھنے لگی۔ اس سے پہلے کے صفحات پر فیکٹریوں کی منتقلی کے احکامات درج تھے۔

"کمال! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" عالم مرتضٰی کی پشیمان سی آواز بلند ہوئی۔

کمال مرتضٰی ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوئے۔

"آپ نے پوچھا کب تھا؟ آپ تو خود ہی سب کچھ تصور کیے بیٹھے تھے اور آپ مان کیوں نہیں جاتے میں اب آپ کی انگلی پکڑ کر چلنے والا کمال نہیں ہوں؟! اپنا میں آپ کو بتا دوں۔۔۔ میں نے اندھا دھند آپ کے پیچھے بھاگنا کب کا چھوڑ دیا ہے!"

حقیقت تلخ ضرور تھی لیکن ان کے سامنے تھی۔۔۔ چاہتے تو قبول کر لیتے، چاہتے تو

بقیہ زندگی بھی سراب میں گزار دیتے!

"کیا میری معافی بہت زیادہ لیٹ ہو چکی ہے؟ کچھ بھی نہیں ہو سکتا کیا؟" ان کا ایک ہی بھائی تھا اور وہ، کمال مرتضیٰ سے اپنا رشتہ بحال کرنا چاہتے تھے۔

"آپ کی سوچ سے بھی زیادہ!" کمال مرتضیٰ نے کمال ایمانداری سے جواب دیا۔

جب تک ان کے محسوسات ان کی اپنی ذات تک محدود تھے تب تک وہ عالم مرتضیٰ کو بہت مواقع دے چکے تھے لیکن اب یہ ان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ بھرم کب کے ٹوٹ چکے تھے اور برداشت عرصہ ہوا جواب دے چکی تھی۔ وہ اپنی تنہا، پرسکون زندگی میں خوش تھے۔۔۔ خوش نہیں بھی تھے تو خوشی، غمی بھلائے مگن ضرور تھے! دوبارہ جذبات کو ان کا سکون تباہ کرنے کا موقع نہیں ملنے والا تھا۔۔۔ وہ نہیں دینے والے تھے!

"اور مہربانی ہو گی آپ کی۔۔۔ جو جیسا ہے ویسا ہی رہنے دیں! ہم دونوں ایک دوسرے کے کتنے سگے ہیں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا مجھے یاد کروانے کی ضرورت ہے؟!

آپ کی بیٹی ایک دستخط کر کے اپنا حق واپس لے۔ پھر میں اپنے رستے اور آپ اپنے رستے!" کمال مرتضیٰ بے تاثر لہجے میں بولے۔ کبھی کبھار تعلق اتنی بری طرح ٹوٹتا ہے کہ ٹکڑے جوڑنا چاہو تب بھی نہیں جڑتے۔۔۔ جڑ بھی جائیں تو ان پر واضح نظر آتی دراڑیں انہیں بہت بد نما بنا دیتی ہیں!

"مجھے نہیں کرنے کوئی دستخط!" ان کی بات پر کائنات نے بدک کر فائل واپس پھینک دی۔ پاکستان میں عالم مرتضیٰ کی برسوں کی محنت تباہ کرنے کے بعد وہ اسے اسپین میں موجود ہر شے کو جلانے کا کہہ رہے تھے؟ کبھی نہیں!

"کیوں؟" کمال مرتضیٰ نے پوچھا۔ عالم مرتضیٰ کو آج احساس ہوا تھا کہ ان کا رشتہ بس نام کا رہ گیا ہے۔۔۔ وہ دونوں مرتضیٰ فاروق کے بیٹے تھے۔ اس حقیقت کے علاوہ پیچھے کچھ نہیں بچا تھا اور یہ احساس تکلیف دہ تھا، نہایت تکلیف دہ! وہ اسی اذیت کے زیرِ اثر سن بیٹھے تھے۔ کائنات کے ردِ عمل پر کوئی ردِ عمل دینے کے قابل بھی نہیں رہ گئے تھے۔

"میں دوبارہ و نیٹیج کے آفس میں قدم بھی نہیں رکھوں گی۔۔۔آپ سب کچھ حیدر کو دے دیں یا جو بھی کرنا ہے کریں لیکن مجھے کچھ نہیں چاہیے!"اس کی آنکھوں میں کچھ چبھنے لگا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ کام نہیں کرے گی تو اپنی زندگی کا کرے گی کیا۔۔۔لیکن اتنا ضرور جانتی تھی کہ اس کے بس کی بات اب نہیں رہی تھی!

"میں پھر کہہ رہا ہوں کائنات!خود کو انسان ہونے کا مارجن دو؟اور حیدر ابھی پڑھ رہا ہے وہ کیسے سنبھالے گا سب؟آپ کیوں چپ ہیں؟"وہ اسے سمجھانے کی کوشش کو ناکام ہوتا دیکھ کر عالم مرتضیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"یہ آپ کی بیٹی ہے جو اپنی زندگی ضائع کرنے کی باتیں کر رہی ہے۔۔۔آپ کو احساس ہے نا؟"ان کی آواز بے صبری اور غصے سے تھوڑی بلند ہوئی۔عالم مرتضیٰ نے نم آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر اپنے آنسو پیتی کائنات کو۔وہ بڑی مشکلوں سے انہیں رخساروں پر گرنے سے روک رہی تھی۔

"کائنات!کمال ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔تمہیں خود کو تیار کرنے کے لیے جتنا وقت

www.novelsclubb.com

چاہیے لے لو لیکن 'نہ' کا آپشن نہیں ہے تمہارے پاس!" وہ اپنے اندر سر اٹھاتے طوفانوں کو پل میں ساکن کرتے بولے۔

"پاپا! آپ بھی؟" اس نے شکایتی انداز اپنایا۔ اشکوں کو روکنا اس کے اختیار سے باہر ہوا تو وہ رخسار رگڑ کر آواز بلند کرتی تقریباً چلائی۔

"آپ لوگوں کو سمجھ کیوں نہیں آتی میں پھر سے کچھ غلط کر دوں گی اور ہر غلطی کی تلافی ممکن نہیں ہوتی۔ ہے نا چاچو؟" کائنات ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر بستر سے اتری اور ننگے پاؤں دروازے کی طرف بڑھی۔

"حیدر؟!" دروازہ کھول کر اس نے بہت اونچی آواز میں چھوٹے بھائی کو پکارا۔

"حیدر!" دوسری کے بعد تیسری پکار سن کر باری باری کمروں کے دروازے کھلے اور ان سے نکلتے وجود شدید حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا ہو گیا آپا؟" حیدر بھاگتا ہوا اس تک پہنچا۔ وہ روئی روئی آنکھوں کے ساتھ اسے اندر آنے کا کہتی دروازہ کھلا چھوڑ کر پلٹ گئی۔ حیدر نے رخ موڑ کر سب کے

پریشان چہروں کو دیکھا۔

"جاؤ بھی!" ارسلان نے کہا تو وہ سر ہلاتا کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کرتا کمرے کے وسط تک آکر کھڑا ہو گیا۔ حیدر باپ اور چچا کے چہرے دیکھنے کے بعد اسے دیکھنے لگا۔ وہ فائل اٹھا کر اسے تھما چکی تھی۔

"آج سے پاپا کا سارا بزنس تم دیکھو گے اور اگر تم پڑھائی کی وجہ سے نہیں کر سکتے تو پاپا آپ کوئی قابل بندہ ڈھونڈ کر اسے سی۔ای۔او بنا دیں۔ تب تک جب تک حیدر سب سیکھ نہیں لیتا لیکن میں اب سے نہیں ہوں۔۔۔ نہیں ہوں!" اس نے قطعی انداز میں کہہ کر دونوں ہاتھ جھاڑے۔

"مجھے نہیں پتا یہاں پر کیا چل رہا ہے لیکن۔۔۔" حیدر نے فائل کھول کر دیکھے بغیر اسے واپس پکڑائی اور ہوڈی کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈالتے بولا۔

"مجھے کپڑے بنا کر بیچنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے! تم شاید بھول رہی ہو میں Finance پڑھ رہا ہوں۔۔۔ مجھے بینکر بننا ہے۔" اس نے کورا جواب دیا۔

"تو یہ اتنا بڑا بزنس کون سنبھالے گا؟" کائنات نے زچ ہو کر پوچھا۔ فائل بستر پر ایک طرف ڈال چکی تھی۔

"تم!!" جوابا وہ تینوں ایک ساتھ بولے تھے۔ کائنات نے بے یقینی سے باپ، بھائی اور چچا کے چہروں کو دیکھا اور غصے سے ہاتھ ہوا میں پھینکتی، بڑبڑاتی ہوئی واش روم کی طرف بڑھی۔

"I'm out of here!"

ان تینوں کے لیے اشارہ تھا کہ 'چپ چاپ چلے جائیں۔۔۔ آپ کی مزید کوئی بات مجھے نہیں سننی!' اور واش روم کا دروازہ زور سے بند کرتی خود کو بھی اندر ہی بند کر چکی تھی۔

عالم مرتضٰی کے اشارے پر حیدر نے ان کی وہیل چیئر کو گھما کر باہر کا رخ کیا۔ کمال مرتضٰی بھی ان کے پیچھے کمرے سے نکلے۔ ان کے باہر آتے ہی ارسلان ان کی طرف بڑھا اور یہ جاننے کے بعد سکون کی سانس لی کہ وہ ان دونوں باپ بیٹی کو

حقیقت سے آگاہ کر چکے تھے۔ وہی حقیقت جس سے وہ بہت پہلے سے واقف تھا۔

"معافی مانگی انہوں نے آپ سے؟" اس نے باپ سے پوچھا۔ وہ یقیناً اس کے حق دار تھے کیوں کہ کچھ بھی انہوں نے نہیں کیا تھا۔۔۔ عالم مرتضٰی کے بہت پر اعتماد اسپینی دوست نے کیا تھا۔ یہ جاننے کے بعد معافی مانگنا ان کا اخلاقی فرض تھا۔۔۔ نہیں؟

"مانگ بھی لیں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ ان کی بے اعتباری تو میرے دل پر لکھی جا چکی ہے!" کمال مرتضٰی کندھے اچکا کر گیسٹ بیڈ رومز کی طرف بڑھے۔ ایک قطار میں بنے کمروں میں سے ایک میں پچھلے دو ہفتوں سے ان کی رہائش تھی۔ اپنے کمرے میں جا کر بلقیس بانو کی چخ چخ سننے کا حوصلہ ان میں نہیں تھا۔

"وہاں کہاں جا رہے ہیں؟ میرے کمرے میں چلیں۔۔۔ بات کرنی ہے مجھے آپ سے! بلکہ آپ میرے بستر پر ہی سو جائیں۔ میں کاؤچ پر ایڈجسٹ ہو جاؤں گا!"

ارسلان کندھے سے پکڑ کر ان کا رخ اپنے کمرے کی طرف موڑ چکا تھا۔

****

اگلی صبح خیام معمول کے مطابق دفتر جانے سے پہلے عالم منزل میں تھا جہاں عالم مرتضٰی نے اسے کل شام میں پیش آئے واقعات سے آگاہ کیا۔وہ خاموشی سے سنتا رہا اور کچھ دیر بعد ایک درمیانی راستہ نکال چکا تھا۔عالم مرتضٰی نے داماد کی پیشکش پر غور کرنے کے بعد اسے اجازت دے دی اور خیّام فوراً ہی تیاری کرنے کے لیے اٹھ گیا۔عالم مرتضٰی کے بعد اسے ابراہیم شاہ کی اجازت درکار تھی۔۔۔وہ یہ خبر سن کر اتنے خاص خوش نہیں ہوئے تھے لیکن کائنات کی خاطر مان گئے تھے۔خیام نے آنکھیں گھمائیں۔۔۔وہ اگر کہتا تھا کہ ابراہیم شاہ کو بیٹے سے زیادہ بہو پیاری ہے تو غلط نہیں کہتا تھا!

لنچ بریک پر وہ ہوپ آرفنیج سے ہوتا ہوا اپنی سسرال گیا تھا۔وہ علی کو لانا چاہتا تھا لیکن اریشہ اسے چار،پانچ گھنٹوں کے لیے خود سے دور کرنے پر رضامند نہیں ہوئی تھی۔۔۔وہ بھی سچی تھی۔چار سال۔۔۔وہ اپنی اولاد کے غم میں چار سال روتی رہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی اور اس کے مل جانے پر کسی طور علی سے جدا ہونے کے لیے تیار نہیں تھی۔

اسی لیے خیام اپنے ساتھ یتیم خانے سے ایڈم اور ماریا کو لے آیا تھا۔ بلکہ اگلے دس، بارہ دنوں تک اس کا یہی معمول رہا۔ صبح گھر سے نکلتا پہلے اپنی سسرال جاتا پھر دفتر۔۔۔وہاں سے ایک بجے اٹھتا، یتیم خانے سے کسی ننھے شہزادے یا شہزادی کو لیتا اور کائنات کے پاس چھوڑ آتا۔ پھر کام کے لیے واپس دفتر۔ شام کو بچوں کو ان کے گھر چھوڑتا ہوا اپنے گھر چلا جاتا۔ وہ حساب بھول چکا تھا کہ وہ ایک دن میں کتنے لیٹر پٹرول جلاتا ہے؟ لیکن ایک بات تو تھی۔۔۔اس کی اتنی محنت اور کوشش رائیگاں نہیں گئی تھی۔ سائیکولوجسٹ نے کائنات سے ملاقاتوں کے بعد اس کے رویے میں آئی مثبت تبدیلی سے ان سب کو آگاہ کیا تھا۔

گھر میں پچھلے کئی دنوں سے ربیعہ کمال کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں جن میں کائنات اور بلقیس بانو کے علاوہ سب ہی پیش پیش تھے۔ انہیں ماں ہو کر اس بات کا احساس نہیں تھا کہ وہ اب اس گھر میں چند دنوں کی مہمان ہے۔۔۔جو جلد ہی یہاں

سے رخصت ہو کر چلی جائے گی۔اس سارے عرصے میں وہ اس سے ایک دفعہ بھی مخاطب نہیں ہوئی تھیں اور کائنات نے بند دروازہ کھول کر باہر جھانکا تک نہیں تھا۔ربیعہ کمال خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی لیکن دوسروں کو زبردستی اپنا احساس دلوانے کے لیے انسان کیا کرتا ہے؟اس نے بھی کچھ نہیں کیا تھا۔بلقیس بانو کا پارہ تو ابھی ربیعہ کی شادی کے معاملے پر ہی کم نہیں ہوا تھا اور کمال مرتضٰی نے انہیں چیخنے چلانے کی ایک نئی وجہ دے دی تھی۔وہ عینا کمال کا دبئی کے ویزے کی مہر لگا پاسپورٹ بے دھیانی میں رکھ کر بھول گئے تھے اور وہ پاسپورٹ بھی خصوصیت سے بلقیس بانو کے ہاتھ ہی لگا تھا۔انہوں نے چیخ چیخ کر سارا گھر اکٹھا کر لیا تھا۔

"ارسلان!آؤ۔۔۔اپنے باپ کا نیا کارنامہ سنو۔عینا ان کی بھی بیٹی ہے یہ اسے اپنے ساتھ لے جانے کا حق رکھتے ہیں!"وہ استہزائیہ انداز میں کمال مرتضٰی کے چند لمحے پہلے کہے جانے والے الفاظ دہرا رہی تھیں۔ارسلان نے بے یقینی سے باپ کو

دیکھا۔یعنی۔۔۔ پچھلے دنوں اس کے دفتر میں جب وہ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ مزید عینا کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے تو اس سے ان کی مراد یہ تھی؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ ان کی فیملی اتنی ڈس۔فنکشنل کب سے ہو گئی تھی؟ ٹھیک ہے۔۔۔عالم مرتضیٰ خود بھی کوئی ایسی راحت بھری زندگی بسر نہیں کر رہے تھے لیکن ان کی وجہ سے کمال مرتضیٰ کی زندگی کا بیڑہ غرق ہو گیا تھا۔وہ دونوں بھائی اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے اور ارسلان کو بھی کچھ کچھ اندازہ تو تھا!

"ڈیڈ! آپ پھر سے زیادتی کر رہے ہیں عینا کے ساتھ۔پہلے مما تھیں تو آپ نہیں تھے اور اب آپ تو ہوں گے اس کے ساتھ لیکن مما نہیں ہوں گی۔یہ آپ دونوں کو کیا شوق ہے اپنی اور ہماری زندگیاں مشکل بنانے کا؟" وہ اپنی ماں اور باپ دونوں سے مخاطب تھا۔

"ارسلان! یقین کرو۔۔۔میرے بس میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔" وہ بے چارگی کے عالم میں بولے۔انہیں خود بھی نہیں پتا تھا کہ کیا وجہ تھی جو انہیں

پاکستان ٹکنے نہیں دیتی تھی؟ وہ عالم مرتضٰی سے بات کر کے ان کی غلط فہمی بھی دور کر چکے تھے۔۔۔اب تو زندگی میں سکون ہی سکون ہونا چاہیے تھا نا؟ لیکن انہیں اس گھر میں ایک پل کا سکون نصیب نہیں ہوا تھا۔ جس کی ایک واضح وجہ بلقیس بانو ہو سکتی تھیں!

"بھائی! پاپا مجھ سے پوچھ چکے ہیں۔ میں اپنی مرضی سے ان کے ساتھ جا رہی ہوں!" یہ چھوٹی سی آواز عینا کمال کی تھی۔ حاضرین کے چہرے بے یقینی سے اس کی طرف گھومے۔

"کس سے پوچھ کر؟" کڑی نگاہوں سے اسے گھورتی بلقیس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کسی سے نہیں!" عینا ان کی آنکھوں میں دیکھتی کہنے لگی۔

"اور جب آپ کو میری پرواہ ہے ہی نہیں تو میں فضول پوچھنے کا ڈھونگ کیوں کروں؟" ابرو اٹھاتے پوچھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟" بلقیس بانو کی آنکھیں اپنے حلقوں سے ابل پڑنے کو تیار تھیں۔

"تمہاری ماں کو تمہاری پروا نہیں ہو گی تو اور کسے ہو گی؟"

"اچھا! آپ کو یاد آ گیا میں بھی آپ کی بیٹی ہوں؟ مجھے لگا تھا صرف آیت ہی ہے۔" اس نے بے پروائی سے شانے اچکائے۔ آج پہلی مرتبہ وہ جو محسوس کرتی تھی اسے زبان پر لائی تھی اور سننے والے سناٹے میں آ گئے تھے۔

"تم ایسا سوچتی ہو میرے بارے میں؟" بلقیس بانو سمجھنے سے قاصر تھیں کہ ان سے کہاں غلطی ہوئی ہے؟ پہلے بڑی بیٹی نے اپنی پوری زندگی کا فیصلہ کرتے ہوئے انہیں دودھ میں گری مکھی کی طرح نکال کر ایک طرف پھینک دیا تھا اور اب چھوٹی انہیں اپنی ماں ماننے سے ہی انکاری تھی۔ کہاں غلطی ہوئی تھی؟ وہ تو صرف تین سالہ بن ماں کی بچی (آیت) کو ماں کا پیار دینا چاہتی تھیں اور اس میں ان کی کوئی بدنیتی شامل نہیں تھی لیکن اس دوران اپنی بیٹیوں کو خود سے کتنا دور کر چکی تھیں؟

یہ راز ان پر آج منکشف ہوا تھا۔

"آپ ہی نے مجبور کیا ہے! یاد کر کے بتائیں آپ نے آخری دفعہ میرے لیے کیا کیا تھا؟ کب کیا تھا؟" انہیں نظریں چراتے دیکھ کر عینا کی آنکھوں میں پانی نے تیزی سے جگہ بنائی۔

"نہیں یاد آ رہا نا؟ مجھے بھی نہیں یاد!" وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دی۔

"ہاں۔۔۔آیت کے لیے آپ بلا ناغہ دودھ ہمارے کمرے تک لاتی ہیں اور بوسہ دیتے ہوئے اس پر لحاف برابر کرتی ہیں!" عینا نے اس امید کے ساتھ رات کے کھانے کے بعد دودھ پینا چھوڑ دیا تھا کہ آیت کی طرح وہ اس کے لیے بھی لایا کریں گی لیکن وہ ہر رات منتظر ہی رہ جاتی۔ وہ ایک مخصوص وقت پر ان کے کمرے میں آتی تھیں اور عینا ہمیشہ اس آس پر ٹہل رہی ہوتی تھی کہ وہ اسے بھی سونے کا کہہ کر اس کے ماتھے کا بوسہ لیتیں سونے کا کہیں گی۔ لیکن خیال اور حقیقت میں بڑا واضح فرق تھا!

"عینا؟" ربیعہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔اس کی کانپتی آواز اس بات کا اشارہ تھی کہ وہ ابھی بہت بری طرح رو دے گی۔

"تھینک یو آپی! ایک ہی وقت میں میری ماں، دوست، بہن۔۔۔سب کچھ بننے کے لیے!" عینا اپنے دائیں شانے پر رکھے ربیعہ کے ہاتھ کو تھپک کر مسکرائی اور لفظ 'دوست' جا کر آیت کے دل پر لگا تھا۔

"عینا؟!" اس نے حیرت سے پکارا۔اگر ہر وقت سائے کی طرح اس کے ساتھ رہنے والی تایازاد اس کی دوست نہیں تھی تو پھر کیا تھی؟

"میں تم سے حسد نہیں کر رہی آیت! یہ تمہارے متعلق ہے بھی نہیں۔تم کچھ دیر کے لیے بلقیس بانو کی توجہ مجھ پر رہنے دے سکتی ہو؟ جب میں چلی جاؤں گی تو وہ پہلے کی طرح ساری کی ساری تمہاری ہوں گی!" وہ بڑی آس سے ماں کی کچھ دیر کی توجہ مانگ رہی تھی اور اس کے گھائل و غم زدہ لہجے پر اس کا باپ اور بڑا بھائی تڑپ کر اس کی طرف بڑھے تھے۔بلقیس بانو تو پتھر کی ہو گئی تھیں۔کبھی انہوں نے

بڑے غرور سے کائنات کے سامنے کہا تھا کہ 'میرے شوہر اور میری اولاد پر میری حکمرانی چلتی ہے!' اور کائنات کا جواب آج انہیں بھاری تھپڑ کی طرح اپنے چہرے پر پڑتا محسوس ہوا تھا 'اور یہ آپ کی سب سے بڑی خوش فہمی ہے!' واقعی۔۔۔ ایسا ہی تھا!

گڑیا ٹھیک ہے۔۔۔ جیسا تم چاہتی ہو ویسا ہی ہو گا لیکن تمہیں رونے کی اجازت نہیں ہے ارسلان اسے اپنے ساتھ لگاتا اس کا سر تھپک رہا تھا۔ اس کی پیار بھری سرزنش عینا کے آنسوؤں کو بہانے کا سبب ہی بنی تھی۔

"ان سے پوچھیں نا ہم دونوں ہر وقت ساتھ ہی ہوتی ہیں تو ان کو صرف آیت ہی کیوں نظر آتی ہے؟" وہ روتے ہوئے ارسلان سے پوچھ رہی تھی۔ اس کے گریہ کی آواز پر بلقیس بانو تڑپ کر اس کی طرف بڑھیں۔

"ایسا نہیں ہے میری بچی! میں نے کبھی تم دونوں میں فرق نہیں کیا۔"

"حالاں کہ آپ کو کرنا چاہیے تھا!" ربیعہ نے جتاتے لہجے میں کہا اور ارسلان کے

سینے سے لگی عینا نے ان کی جانب سے رخ موڑ لیا۔

"آیت بیٹا! اپنی ماں کو لے کر جائیں یہاں سے؟" کمال مرتضٰی نے بیٹی کے رخ پھیرنے پر کہا۔

"کمال؟!" وہ لجاجت سے انہیں دیکھتی کہہ رہی تھیں۔ کیا کبھی کسی نے سوچا تھا وہ ان کی آنکھوں میں بھی آنسو دیکھیں گے؟ نہیں۔۔۔ لیکن آج وہ دیکھ رہے تھے! آیت عالم اپنی جگہ منجمد کھڑی رہی۔۔۔اسے تو یہ بات ہی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کا کیا قصور تھا؟ اسے کیوں شکایتی نظروں سے دیکھا جارہا تھا؟ اس نے بلقیس بانو سے کچھ بھی منہ سے کہہ کر نہیں مانگا تھا، نہ ہی انہیں اپنی بیٹیوں کو نظرانداز کرنے کا کہا تھا!

"چلیں مما!"

کمال مرتضٰی کی جانب سے پڑنے والی ایک سرد نگاہ پر وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھیں اور فرحان انہیں شانوں سے تھام کر چلنے کا کہہ رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ اپنے کمرے

میں چلی گئیں۔

"فرحان! میں نے کیا غلط کیا بیٹا؟ کیا میں نے کمال کی غیر موجودگی میں تم لوگوں کے لیے ماں اور باپ دونوں کی ڈیوٹی نہیں دی؟ پھر کیوں تم لوگ مجھے اکیلا کر کے اپنے باپ کی طرف کھڑے ہو گئے ہو؟"

"کہاں اکیلی ہیں آپ؟ میں ہوں نا آپ کے پاس۔۔۔اور ہم کسی کی طرف نہیں کھڑے ہیں۔ کوئی مقابلہ تو نہیں چل رہا نا؟ آپ ماں ہیں تو وہ ہمارے باپ ہیں۔ دونوں اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور ہمارے لیے آپ دونوں ہی بہت ضروری ہیں!" وہ انہیں بستر پر بٹھا کر خود بھی ان کے ساتھ بیٹھا اور ان کا سر اپنے سینے سے لگائے بولا تھا۔ آگے پیچھے ہونے والے واقعات کی ٹائمنگ اس سے زیادہ خراب نہیں ہو سکتی تھی۔ پہلے ربیعہ کمال کی شادی کی اطلاع اور اب عینا کمال کا ان سے لاتعلقی کا اعلان لیکن ایک فائدہ ہوا تھا۔۔۔ بلقیس بانو کی آنکھیں ضرور کھل گئی تھیں۔ انہیں اپنی غلطیاں بڑی واضح نظر آنے لگی تھیں۔

www.novelsclubb.com

آیت دروازے پر کھڑی پریشان صورت کے ساتھ اندر جھانک رہی تھی۔ وہ عالم مرتضٰی کے کہنے پر ہمت کرتی ان کے پاس آئی تھی ورنہ باہر لگے الزامات اسے خواہ مخواہ ہی اپنا آپ بطور مجرم دکھا رہے تھے۔ فرحان نے سر کے اشارے سے اسے اندر آنے کا کہا۔ وہ چلتی ہوئی ان کے قدموں کے پاس فرش پر بیٹھی اور اپنا سر ان کے گھٹنے پر رکھ دیا۔ بلقیس بانو نے جھک کر اس کے بال چومے۔۔۔ عادت تھی! اب غور کر رہی تھیں تو نہیں احساس ہوا تھا کہ عینا کبھی اس طرح حق سے ان کے پاس نہیں آئی تھی اور یہ حق انہوں نے ہی اسے دیا نہیں تھا۔ باہر تو وہ پھر خود کو چٹان کی طرح مضبوط رکھے ہوئے تھیں۔۔۔ ہاں! اب آنسو چپکے سے پلکوں کی باڑ پھلانگتے گرنے لگے تھے۔

****

یہ واویلا بلقیس بانو کا آخری واویلا ثابت ہوا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کوئی ہنگامہ نہیں کیا تھا بلکہ خود ہی شادی کی تیاریوں میں سب کے ساتھ لگ گئی تھیں۔ وہ

بڑے نامحسوس طریقے سے دونوں بیٹیوں کی زندگیوں میں دوبارہ داخل ہونا چاہ رہی تھیں۔ربیعہ کو ان سے کوئی گلہ شکوہ نہیں تھا۔۔۔ان کے مخاطب کرنے پر وہ بالکل عام انداز میں ان سے گفتگو کرتی تھی۔ہاں !عینا کو ان کی اتنی توجہ کی عادت نہیں تھی اور چونکہ یہ توجہ مانگ کر ملی تھی اس لیے وہ بہت سے بھی زیادہ چڑی ہوئی تھی۔کمال مرتضٰی نے ہی اسے سکون سے بیٹھ کر سمجھایا تھا کہ اکثر اوقات بڑے بھی غلطیاں کر جاتے ہیں۔۔۔چھوٹوں کو معاف کر دینا چاہیے۔

"لیکن مما نے معافی مانگی ہی کب ہے؟" وہ جھلا کر بولی۔

"آپ کے سوال میں ہی جواب ہے۔۔۔ماؤں سے معافی منگواتے ہیں کیا؟آپ کو بلقیس کے رویے میں کوئی فرق نظر نہیں آیا کیا؟"شفیق سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"فرق تو ہے لیکن یہ فرق میرے احساس دلانے سے آیا ہے۔ان کو خود احساس ہونا چاہیے تھا!"اس کے ضدی انداز پر کمال مرتضٰی نے گہری سانس لی۔۔۔بات تو وہ

سو فیصد درست کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے! اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔آپ کو جب لگے کہ آپ کی شرمندہ ماں آپ کی معافی کے قابل ہو گئی ہے آپ تب معاف کر دیجیے گا۔"

'شرمندہ ماں' کے مرکب توصیفی نے عینا کو شرمساری سے دوچار کیا۔وہ اسے اپنے لفظوں سے گھیرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے!"اس نے ہار مانتی سانس لے کر کہا۔

"میں مما سے راضی ہو جاؤں گی لیکن میں آپ کے ساتھ پھر بھی جا رہی ہوں۔۔۔؟"

www.novelsclubb.com

"یہ شرط ہے؟"

"بالکل! مما تو چلیں جیسی بھی تھیں ہمارے ساتھ تھیں۔۔۔آپ تو تھے بھی نہیں!"شکایتی لب ولہجہ تھا۔

"میں جانتا ہوں اور اس کے لیے آپ سے بہت معذرت بھی کرتا ہوں!"اب ان

کی باری تھی شرمندہ ہونے کی۔

"ایک شرط پر؟" وہ جلدی سے بولی۔

"ایک اور شرط؟" کمال مرتضٰی محظوظ ہوئے۔

"ہاں جی! دوبارہ آپ کم از کم مجھے تو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔۔۔اگر منظور ہے تو اگلی بات کریں؟"

"یہ بارگیننگ کرنا آپ نے کہاں سے سیکھا ہے؟" وہ اس کی ناک دبا کر بولے۔

"آپ کو منظور ہے یا نہیں؟" اس نے ناک چڑھاتے خفگی سے پوچھا۔

"میرے پاس اور کوئی آپشن ہی نہیں ہے بیٹا جی! آپ جو کہو گے وہ!!"

"مجھے پتا تھا!" وہ دونوں ہاتھ ملا کر خوشی سے چہکی اور پھر ان کے پہلو سے لگ گئی۔

"آئی رئیلی مسڈ یو پاپا اینڈ آئی لو یو!"

"لو یو ٹو بیٹا!" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کا ماتھا چوما۔

ان سے بات کر کے عینا کمال پر سکون دھیمی سی مسکان کے ساتھ اپنے کمرے سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نکلی اور مہمانوں سے بھرے گھر میں بلقیس بانو کو ڈھونڈنے لگی۔ وہ اسے باورچی خانے میں پکوان بنواتے ملیں۔ اس نے پیچھے سے جا کر ان کے گرد بازو لپیٹے۔

"مما! آئی ایم سوری۔۔۔ میں کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو گئی تھی۔"

بلقیس بانو کی آنکھیں بڑی تیزی سے بھیگی تھیں۔

"نہیں میری جان! میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔۔۔ میں بہت زیادہ لاپرواہ ہو گئی تھی حالاں کہ لاپرواہی ماؤں کو بالکل سوٹ نہیں کرتی۔" وہ عینا کے ہاتھ پکڑ کر پلٹیں اور اسے زور سے خود میں بھینچا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ آپ ہماری ایک ہی ماں ہیں اس لیے آپ کو اس دفعہ معافی ہے!" ارسلان جو باورچی خانے کی دہلیز پر کھڑا تھا، مسکراتا ہوا اندر آیا اور ان دونوں کو اپنے حصار میں لیے بولا۔ محبت سے پہلے ماں اور پھر بہن کے سر پر بوسہ دیا۔ عینا روتے ہوئے ہنس دی۔

"شادی میری ہے لیکن میری جگہ چھوٹو تم نے سب کو ایموشنل کیا ہوا ہے!" اسی

وقت اندر آئی ربیعہ نے ان کے گرد اپنے بازو پھیلائے اور ماں کے کندھے پر سر رکھا۔ بلقیس بانو طمانیت سے مسکرائیں۔ ربیعہ اپنی مایوں کے پیلے جوڑے میں ملبوس تھی۔ رات کو مہندی تھی اور وہ یہ لباس تب ہی بدلنے والی تھی۔

"تم کیوں نیچے آ گئیں؟ اپنے کمرے میں ہی رہنا تھا!" مایوں کی دلہن کے یوں سارے گھر میں گھومنے پر وہ ناراضی سے گویا ہوئیں۔

"آپ ہی کو ڈھونڈنے آئی تھی۔۔۔ نانو بلا رہی ہیں اوپر!" وہ پیچھے ہٹتی انگلی کی پشت سے آنکھ کا کنارہ صاف کرتی بولی۔

"گڑیا! ڈیڈ کہاں ہیں؟ مجھے ان سے کچھ کام تھا۔" ارسلان نے تھوڑا پیچھے ہو کر شیلف سے ٹیک لگائی۔

"ڈرائنگ روم میں۔" وہ جواب دے کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ارسلان بھی اس کے ہم قدم ہوا۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟" بلقیس بانو نے پیچھے سے آواز لگائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آیت کے پاس!" وہ اسے اس دن کے بعد سے نظر انداز کر رہی تھی اور اب دوستی بحال کرنے کا وقت آ گیا تھا۔

"چلو!" وہ شفیق بابا کو کھانے کے متعلق دو چار ہدایات دے کر ربیعہ کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئیں۔ اوپری منزل کے لاؤنج میں اس کے کمرے سے پہلے کائنات کا کمرہ آتا تھا۔ وہ بند دروازہ دیکھ کر رکیں۔

"کائنات نے دروازہ نہیں کھولا کیا؟"

"نہیں!" ربیعہ کے تاثرات پل بھر میں افسردگی سمیٹ لائے۔ اسے اپنی بہترین دوست کے بغیر اپنی خوشی ادھوری لگ رہی تھی۔ بلقیس بانو کچھ دیر تک ہچکچائیں پھر آگے بڑھ گئیں۔ ربیعہ کو لگا تھا کہ وہ شاید دروازہ کھلوانے کی کوشش کریں گی لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ خیر! انہوں نے خود سے کائنات کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔ اپنے آپ میں یہی بہت بڑی ترقی تھی۔ وہ نم ہوتی آنکھوں کو تیزی سے جھپکتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔

ربیعہ کمال سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کائنات عالم اکیلے کمرے میں بیٹھی کیا سوچ رہی ہے جبکہ باہر شادی کی رونقیں بڑھتی جارہی تھیں۔یقیناً آوازیں اس تک پہنچ رہی تھیں !اور وہ مزید قید نہیں رہنا چاہتی تھی۔بچوں کے ساتھ ہوئی ملاقاتوں نے اس کے اندر نئے سرے سے ایک توانائی بھر دی تھی۔ان کی معصومیت نے اس کے اندر پھر سے ایک امنگ جگادی تھی۔باہری دنیا اتنی بھی بری نہیں تھی اور اس کا تھیراپسٹ اسے یقین دلا چکا تھا کہ اس کے ساتھ جو ہوا اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں تھی۔اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو دھوکا کھا جاتا۔۔۔اسے اپنے آپ سے اتنی نفرت کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن اس سب کے باوجود بھی وہ کمرے سے باہر قدم رکھنے میں کامیاب نہیں ہو پائی تھی۔ایک جھجھک اس کے دل میں اب بھی موجود تھی۔اسے رشتے داروں کی مذاق اڑاتی نظریں خود پر نہیں دیکھنی تھیں۔ ذہن تو اس کا بن چکا تھا لیکن ایک فائنل پُش کی ضرورت تھی جو اس سے اگلے دن اسے دستیاب ہوا تھا۔

"کائنات پلیز یار! آج شادی ہے میری۔۔۔ تم نہیں ہو گی تو میری خوشی کیسے مکمل ہو گی؟" بند کواڑ کے سامنے کھڑی دلہن بنی ربیعہ نے لکڑی بجاتے ہوئے منت کی۔ وہ جو بالکونی کی دیوار پر لگی فیری لائٹس گن رہی تھی چونک کر اٹھ بیٹھی۔

"کائنات! میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ جب تک تم یہ دروازہ کھول کر مجھے ملو گی نہیں، مسکرا کر، گلے لگا کر مبارکباد نہیں دو گی۔۔۔ میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی۔ یہیں کھڑی رہوں گی۔۔۔ اپنی ہی شادی میں شرکت نہیں کروں گی۔ سنا تم نے؟ ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی! دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے۔۔۔ تمہاری ضد یا میری؟" ربیعہ اپنے آنسو پیتی ڈھیٹ لہجے میں کہہ کر لہنگا سنبھالتی وہیں دروازے سے کمر ٹکائے بیٹھ گئی۔ کائنات نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی گھڑی کو دیکھا۔ دن کے تین بج رہے تھے۔ یقیناً اس وقت تک برات آچکی ہو گی۔ ربیعہ کو اس وقت بینکویٹ کے برائیڈل روم میں ہونا چاہیے تھا لیکن وہ اس کے کمرے کے باہر تھی۔

"میری شادی پر تم نہیں آؤ گی اور میں یہ قبول کر لوں گی؟ کبھی نہیں! ہمیں تو ہمیشہ

ایک دوسرے کے ساتھ ہونا تھانا۔۔۔اس وعدے کا کیا ہوا؟"نم لہجے میں استفسار کیا۔کچھ یاد آنے پر اداسی سے مسکراتی ہوئی پھر سے گویا ہوئی۔

"تمہیں یاد ہے میں نے پچھلی سردیوں میں برف دیکھنے کی ضد کی تھی اور بھائی نے مصروفیت کی وجہ سے انکار کر دیا تھا۔پھر ہم دونوں بغیر کسی سے پوچھے،بغیر کسی کو بتائے اپنی گاڑی پر چلی گئی تھیں۔وہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت اور بے فکر دن تھا۔تب ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم ایک دوسرے کا سپورٹ سسٹم ہوں گی۔۔۔پلیز کائنات! مجھے آج میرا سپورٹ سسٹم چاہیے؟"ربیعہ نے کانپتی ہوئی گیلی سانس اندر کو کھینچی۔آنکھوں میں پانی جمع تھا لیکن اس نے اسے بہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔کائنات کو وہ دن یاد آیا تو بے اختیار ہی اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔اب اسے اپنی جائے پناہ میں گھٹن ہونے لگی تھی۔وہ اس چار دیواری سے نکل کر دوبارہ برفیلے پہاڑوں کے درمیان واقع ان حسین وادیوں میں آزاد گھومنا چاہتی تھی جہاں اس کے دل پر کوئی

بوجھ نہ ہوتا اور وہ خود کو تتلی کے پر کی مانند ہلکا محسوس کرتی۔

"اس کے بعد یاد ہے واپسی پر ہمیں کتنی ڈانٹ پڑی تھی اور مما نے مجھ سے زیادہ تمہاری بے عزتی کی تھی حالاں کہ ہم میری ضد پر گئے تھے۔ ویسے بلقیس بانو کو میری شادی کی کوئی خوشی نہیں ہے۔۔۔ انہیں صرف اس بات کی خوشی ہے کہ تمہاری شادی میں تم نہیں ہو گی۔ میں جس کائنات عالم کو جانتی ہوں۔۔۔ وہ انہیں یہ خوشی کبھی نہ دیتی!" اس نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔ کائنات دھیما سا ہنس دی۔ اس ایک مہینے نے بہت کچھ بدل دیا تھا۔۔۔ کائنات عالم کو تو بدلا ہی بدلا تھا بلقیس بانو کو بھی بدل دیا تھا لیکن وہ ان میں آئے بدلاؤ سے ناواقف تھی۔

"آ جاؤ یار۔۔۔ میرے لیے نہیں تو بلقیس بانو کی رنگ میں بھنگ ڈالنے کے لیے ہی آ جاؤ؟" اس کی مدھم سی ہنسی سن کر ربیعہ پر امید سی کھڑی ہو گئی۔ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔ کائنات بستر سے اتری اور ننگے پیر ہی دروازے کی طرف چل دی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہنس ہنس کر مما کو جلائیں گے۔۔۔ کہو کیسا آئیڈیا ہے؟" اس نے مہندی سے سجا دایاں ہاتھ بھوری سطح پر رکھا۔

"چچی نے سن لیا تو کہیں گی دوسروں کے بہکاوے میں آ کر ماں کو دشمن سمجھا ہوا ہے!" وہ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے بولی۔

"ارے وہ ہیں کہاں سننے کے لیے؟ گھر پر صرف میں ہوں۔۔۔ باقی سب ہال میں ہیں۔ اب جلدی سے باہر آ جاؤ؟" وہ سانس روکے انتظار کر رہی تھی۔ کائنات نے گہری سانس لے کر لاک کھولا اور ہینڈل گھما کر دروازہ بھی۔ ربیعہ نے رکی سانس خارج کرتے ہوئے کندھے ڈھیلے چھوڑے۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ بہت خوب صورت لگ رہی ہو دلہن بن کر!" کائنات نے اس کو اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گئی۔ وہ سرخ لہنگے میں ہار سنگھار کیے دلنشیں لگ رہی تھی۔

"آہ۔۔۔ فائنلی! اس کے گرد کس کر بازو لپیٹتے ربیعہ بولی۔ روکنے کے باوجود ایک

آنسو رخسار پر پھسلا۔

"شادی مبارک ربیعہ! اللہ جی تمہیں دنیا کی ہر خوشی نصیب کریں اور کبھی تمہاری آنکھ میں آنسو نہ آئے۔آمین!" کائنات مسکرا کر کہتی اس سے علیحدہ ہوئی اور اسے دیکھا تو وہ نیر بہاتی ملی۔

"آئی ایم سوری یار! رونا تو بند کرو۔۔۔ پلیز؟" اس کی اپنی آنکھوں ڈبڈبائیں۔

"ایک شرط پر؟ جلدی سے تیار ہو کر میرے ساتھ چلو؟" ربیعہ نے احتیاط سے آنسو صاف کرتے کہا۔

"حالت دیکھ رہی ہو میری؟ اس شکل کے ساتھ شادی پر جا کر میں اپنا مذاق نہیں بنوانا چاہتی!" اس نے انگلی سے اپنے مرجھائے ہوئے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

ربیعہ کو اس پر غور کرنے کا موقع اب ملا تھا۔رنگت پہلے سے کملائی ہوئی تھی، آنکھوں کے نیچے حلقے واضح تھے اور وہ کمزور بھی لگ رہی تھی۔

"اللہ! یہ آنکھوں کے نیچے حلقے دیکھو لڑکی۔۔۔ تم پورا مہینا اس کمرے میں بند

گزار چکی ہو۔اگر سوئی بھی نہیں ہو تو کیا کرتی رہی ہو؟"

"سوچتی رہی ہوں!"اس نے ایمانداری سے جواب دیا۔

"کیا؟"

"اپنی غلطیاں!"

"کم آن کائنات! تمہاری ساری زندگی ابھی آگے پڑی ہے۔۔۔پہلی ہی غلطی پر خود کو اتنی بڑی سزا دینا ذرا انصاف نہیں ہے اور پھر غلطیاں تو ہوتی ہی اس لیے ہیں کہ ان سے سبق سیکھ کر آگے بڑھا جائے۔"

"اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔اس طرح آگے بڑھ جانا جیسے پیچھے کچھ ہوا ہی نہیں؟ کم از کم میرے لیے تو بالکل نہیں!"

"بہت آسان ہے۔۔۔تم نے خود اپنے آپ کو مشکل میں ڈال رکھا ہے!"

کائنات نے بے بسی سے آنکھیں بند کیں۔اسی لیے وہ کمرے سے قدم بھی باہر نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔اسی گفتگو سے بچنے کے لیے!اوروں کے لیے آسان ہو

سکتا تھا۔۔۔اس کے لیے نہیں تھا! سب مان کیوں نہیں جاتے یہ بات؟

"اینی ویز! میں تمہارا اڈریس لے کر آتی ہوں۔۔۔ویسے بھی میں اپنی ہی شادی کے لیے فیشن ایبلی لیٹ ہو چکی ہوں۔"اس کی خاموشی پر ربیعہ بولی۔

"رابی! مت کرو یار۔۔۔تم نے صرف دروازہ کھولنے کا کہا تھا!"کائنات نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"بڑی اچھی ہو! میں نے سیڑھیاں اترتے جانا ہے اور تم نے پھر سے خود کو قید کر لینا ہے۔۔۔نو پلیس! ناٹ ہیپننگ!"اس نے سر نفی میں ہلایا پھر فون بجنے پر اسکرین کائنات کو دکھاتی بولی۔

"مما کی کال ہے۔مجھے بہت ڈانٹ پڑنے والی ہے۔۔۔چل بھی پڑو!"کائنات کو اب بھی اپنی جگہ پر ساکن کھڑے دیکھ کر اس نے آنکھیں نکالیں۔

"مجھے واقعی اس حال میں نہیں جانا ہے۔کل ریسیپشن پر آؤں گی نا؟اور پکا وعدہ اب خود کو کمرے میں بند نہیں کروں گی۔"

www.novelsclubb.com

ربیعہ کمر پر ہاتھ رکھے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتی رہی اور کائنات اس کی گھورتی نظروں پر جز بز ہوتی رہی لیکن اچانک ہی دھاتوں کی آپس میں کھنکنے کی آواز آئی۔۔۔ہلکی سی آواز تھی لیکن چونکہ گھر میں مکمل خاموشی تھی اسی لیے ان کی سماعتوں تک بھی بخوبی پہنچی۔کائنات نے پلٹ کر اور ربیعہ نے اس کے شانے کے اوپر سے آواز کی سمت دیکھا۔

"اللہ جی!" سامنے کا منظر دیکھ کر کائنات جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔اس کے برعکس ربیعہ کی کھلکھلاتی ہنسی سنائی دی۔

باریک سی تار ہاتھ میں پکڑے خیام شاہ بالکونی کے دروازے کا تالا کھولنے کی بڑی سنجیدہ کوشش کر رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ سب شادی ہال میں ہوں گے بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی وہیں پر چھوڑ کر آیا تھا اور اس کے نزدیک اس سے اچھا موقع نہ اسے پچھلا ایک مہینا دستیاب آیا تھا، نہ آگے کبھی آنے والا تھا۔کائنات عالم کا دماغ تو وہ آج ٹھیک کرے گا۔خیام ماتھے پر بل سجائے لاک پر جھکا تھا اور گلاس ون وے

ہونے کی وجہ سے اسے اندر کا منظر نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

"لو! خیام بھائی کا صبر اتنا ہی تھا اور اب میں سکون سے جا سکتی ہوں کیوں کہ مجھے یقین ہے خیام بھائی تمہیں تمہاری من مرضی نہیں کرنے دیں گے!"

کائنات جواب میں کیا کہتی وہ بس ہنکارا بھر کر رہ گئی۔

"اوکے۔۔۔وش می لک؟"

"بہن! ایک سگنیچر کرنا ہے۔۔۔چوبیس صفحوں کی آنسر شیٹ سولو نہیں کرنی!"

کائنات نے آنکھیں گھماتے ہوئے اسے دوبارہ گلے لگایا اور اس کا گال چوم کر پیچھے ہٹی۔

www.novelsclubb.com

"گاڑی تم خود چلاؤ گی؟" اس نے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے پوچھا شاید ربیعہ کے دلہناپے کا خیال آ گیا تھا۔

"حیدر نیچے انتظار کر رہا ہے۔۔۔اللہ حافظ اور لک کی ضرورت تو تمہیں بھی ہے!"

ربیعہ نے آنکھ سے خیام کی طرف اشارہ کیا اور پھر ایک آنکھ دباتی ہوئی اپنا لہنگا

سنبھالتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔کائنات نے اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی بالکونی کے دروازے کا رخ کیا۔چابی تالے میں تھی اس لیے خیام کی تار اس کی کوئی مدد نہیں کرسکتی تھی۔کائنات نے گہری سانس لے کر خود کو اس کے سامنے کے لیے تیار کیا اور چابی گھما کر تالا کھول دیا۔ٹک کی آواز سن کر خیام کا چہرہ چمک اٹھا۔۔۔اسے یہ اپنی کوشش کا نتیجہ لگا تھا۔اس نے تیزی سے ہینڈل گھما کر دروازہ دھکیلا اور کائنات کو بالکل سامنے دیکھ کر دہلیز پر جم گیا۔وہ خود ہی دو قدم کا فاصلہ مٹاتی اس کے سینے سے لگ گئی۔خیام اس سے بہت خفا تھا لیکن وہ اس کو یاد بھی بہت آتی رہی تھی۔۔۔اس نے کچھ وقت کے لیے ناراضگی ایک طرف کی اور زور سے اسے خود میں بھینچا۔

"آئی ایم سوری!"کائنات کو اندازہ تھا کہ وہ اس کے بارے میں کیسے احساسات رکھتا ہے اسی لیے فوراً ہی معافی مانگ لی۔

"کوئی معافی نہیں ملے گی تمہیں۔۔۔اور اب سے جو میں کہوں گا تم وہی کرو گی!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں تمہاری 'نہ' ہرگز نہیں سنوں گا بلکہ تمہیں اپنی نظروں سے دور بھی نہیں ہونے دوں گا۔" وہ اس کے بالوں پر ٹھوڑی ٹکائے پختہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ کائنات نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم اس منحوس کمرے اور اس گھر سے رخصت ہو رہی ہو!" اس کی سخت نظروں پر کائنات جان گئی تھی کہ انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے!

"کب؟" منہ بسورتے پوچھا۔ وہ اتنی جذباتی ہرگز نہیں تھی لیکن خیام کا بے لچک انداز اسے خواہ مخواہ رونے پر مجبور کر رہا تھا۔

"میں جب بھی کہوں گا تب!" اس نے بازو کائنات کے گرد سے ہٹا کر اپنے سینے پر باندھے۔ جتنا وہ اسے ستا چکی تھی اس کے مقابلے میں خیام کا رویہ کچھ بھی نہیں تھا!

"اوکے!" اس نے خفگی سے خیام کے سینے پر بندھے ہاتھ دیکھے اور ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"کیسے ہو؟"کائنات نے پوچھالیکن وہ خاموش کھڑااس کے چہرے کو تکتارہا۔

"خیام؟!"وہ شرمندگی اور بے بسی محسوس کرتی اسے پکار رہی تھی۔خیام نے پلک تک نہیں جھپکی۔

"کیامسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟بات کیوں نہیں کر رہے؟میں معافی مانگ تو چکی ہوں؟"اس کی آنکھوں میں ٹھہراپانی کسی بھی لمحے گرنے کو تیار تھا۔صرف خیام ہی تواس کے بغیر نہیں رہاتھاوہ بھی اس سے دوراسے اتناہی یاد کرتی رہی تھی۔

"ہٹو پیچھے!تمہاری وجہ سے سکون کی نیند کو ترس گیاتھا۔"وہ اسے ایک طرف ہٹاتا بستر کی طرف بڑھا۔کائنات بے یقینی سے آنکھیں پھیلائےاس کے پشت دیکھ رہی تھی۔خیام نے پہلے کلائی سے گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی،کوٹ کندھوں سے جھٹک کر کرسی پر پھینکااور پھر جوتے اتار کر بغیر کسی پرواکے کمبل سر تک تانے لیٹ گیا۔کچھ دیر بعد کمرے میں اس کی گہری پر سکون سانسوں کی مدھم سی آوازسنائی دے رہی تھی اور کائنات عالم ہونٹ کاٹتی سوچ رہی تھی کہ اب وہ کیا کرے؟

روٹھنے والوں کو کیسے منایا جاتا ہے؟ اسے کوئی اندازہ نہیں تھا! پچھلے کچھ عرصے سے اس کی اپنی نیند بہت کم ہو کر رہ گئی تھی اور اسے بستر اپنا نام پکارتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن پھر وہ نظر انداز کرتی الماری سے کپڑے نکال کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ سکون سے لمبا سا غسل کر کے ہاتھ میں ڈرائیر پکڑے باہر آئی اور خیّام کی نیند کے خیال سے ربیعہ کے کمرے میں چلی آئی۔ اندر آ کر اس نے پھیلاوا دیکھا اور شکر کیا کہ اپنا ڈرائیر لے آئی تھی ورنہ یہاں کہاں تلاش کرتی؟ بال خشک کرنے کے بعد واپس اپنے کمرے میں آئی۔ خیام ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ کائنات کو اس کی گہری نیند پر رشک آیا۔ کرنے کو کچھ تھا نہیں۔۔۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر دراز ہوتی نیند کے آنے کا انتظار کرنے لگی لیکن کہاں؟ اس نے تنگ آ کر آنکھیں کھولیں اور چھت کو گھورنے لگی پھر چہرہ بائیں طرف گھمایا۔ خیام کی پشت اس کی طرف تھی۔۔۔ سر کے بال لحاف کے اوپر سے جھانک رہے تھے۔ کائنات کا جی چاہا اس کے بال نوچ کر اسے ہوش میں لاتی لیکن پھر اسے یاد آیا کہ اس دفعہ خیام نہیں وہ

غلطی پر تھی۔ کمبل پھینک کر بستر سے اتری اور باہر کا رخ کیا۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور سیڑھیاں اترتی نچلی منزل پر آئی۔ سارا گھر بکھرا پڑا تھا لیکن سمیٹنا اس کا کام نہیں تھا اس لیے کندھے اچکاتی باورچی خانے میں چلی آئی۔ فریج کھول کر دیکھی تو وہ انواع واقسام کے کھانوں سے بھری نظر آئی۔ بلقیس بانو نے پتا نہیں کون کون سی قسم کا گوشت بنوار کھا تھا لیکن اسے ان میں سے کوئی بھی پسند نہیں آیا تھا۔

بالآخر اس کی نظر انتخاب آئس کریم کے ڈبے پر جا ٹھہری۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر باہر نکالا اور فلیور دیکھا، اس کا پسندیدہ نہیں تھا تو اتنا برا بھی نہیں تھا۔ کائنات نے دراز کھول کر ایک چمچ پکڑی اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر آئی۔ کمرے میں جانے کی بجائے لاؤنج کے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھی اور ٹی وی چلایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آئس کریم کھاتی ہوئی اپنا ناپسندیدہ ترین کام بڑے مزے سے کر رہی تھی یعنی ایک رومینٹک کامیڈی دیکھتے ہوئے ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھی۔ فلم تقریباً ختم ہونے والی تھی اور اس کی گود میں رکھا آئس کریم کا ٹب بھی جب اسے بہت سی

گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔ وہ پرواکیے بغیر ٹیلی ویژن دیکھتی رہی۔ انگوری رنگ کا لہنگا سنبھالتی عینا سب سے پہلے سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی اور اسے دیکھتے ہی چیخ مارتی ہوئی اس کی طرف بھاگی۔

"کائنات آپی!" وہ تیزی سے جا کر اس کے اوپر گر چکی تھی۔ کائنات نے مسکراتے ہوئے آئس کریم ایک طرف کی اور اس کی پشت پر ہاتھ باندھے۔ عینا کی چیخ سن کر جو مہمان نیچے رک گئے تھے وہ بھی اوپر آ ئے۔

"بانو! تم تو کہہ رہی تھیں یہ بیمار ہے۔۔۔اب دیکھو آئس کریم کا کلو کا ڈبہ بغیر کسی فکر کے کھا گئی۔" یہ بلقیس بانو کی والدہ محترمہ تھیں جو چھری ٹیکتی بڑی مشکل سے اوپر تک پہنچی تھیں۔ گھر والے ربیعہ کو وداع کرنے کے بعد اداس سے واپس آئے تھے لیکن کائنات کو اپنی خود ساختہ قید سے آزاد دیکھ کر سب نے سکھ کا سانس لیا۔

"نانو! آپ کو نہیں پتا۔۔۔آئس کریم میں ہر بیماری کا علاج ہے۔" عینا کائنات کے ہاتھ سے ڈبہ لے کر خود کھانے لگی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپا! شکر اللہ۔۔۔ تمہیں بھی ہمارا خیال آیا!" حیدر نے اس کے کندھے پر بازو پھیلاتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ آیت جو حیدر کی دوسری طرف بیٹھی تھی اس نے بھی بھائی کے مضبوط شانے پر سر رکھا۔

"او شکر خدایا!" ارسلان کہتا ہوا کائنات کے پیچھے صوفے تک آیا اور جھک کر اس کا سر چوما۔ وہ چہرہ اوپر اٹھاتی مسکرائی۔

"!!Never do that again... EVER"

ارسلان کے نرمی سے کہنے پر اس نے زور زور سے سر ہلایا۔ آنکھیں اتنی محبت پر تشکرانہ جھلملائیں۔

"عینی! رکھ دے واپس۔۔۔ بیمار ہو کر پھر واویلا کرے گی۔" نانو نے چھڑی سے اس کے کندھے کو ٹھوکا دیا اور عینا نے گال پھلاتے انہیں دیکھا۔

"مما! یہ اپنی ماں کو سمجھالیں۔۔۔ پھر میں نے کچھ کہہ دیا تو انہیں ہی میری زبان کی لمبائی سے مسئلہ ہونا۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔ ہاتھ برابر آئس کریم کی ترسیل

اس کے ہونٹوں تک جاری رکھے ہوئے تھے۔

"بانو! زبان کے معاملے میں یہ چھوٹی تو بالکل تم پر گئی ہے۔" نانو پھولی سانس سنبھالتیں سنگل صوفے پر بیٹھیں۔ بلقیس بانو نے ماں اور بیٹی دونوں کو نظر انداز کیا اور کائنات سے مخاطب ہوئیں۔

"تم ٹھیک ہو؟"

وہ پہلے تو انہیں حیرت سے دیکھتی رہی پھر سر ہلا کر حیدر کا ہاتھ ہٹاتی اٹھی۔

"پاپا کہاں ہیں؟"

"اپنے کمرے میں ہیں بھائی صاحب!" ان کے جواب پر ایک دفعہ پھر سے سر ہلاتی سیڑھیوں سے اترتی نیچے آئی اور عالم مرتضٰی کے کمرے کی سمت میں چل دی۔ وہ کمرے میں نہیں تھے لیکن واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ کائنات رک کر ان کا انتظار کرنے لگی۔ ان کا کمرہ بالکل صاف ستھرا تھا کہیں پر ہلکی سی بے ترتیبی نہیں تھی۔ کچھ توقف کے بعد شفیق بابا ان کی وہیل چیئر دھکیلتے کمرے میں

داخل ہوئے۔

"ارے بٹیا! آپ کب نیچے آئیں؟"شفیق بابا نے اس پر نظر پڑتے ہی خوش گوار حیرت سے پوچھا اور وضو کرنے کے بعد اپنی آستینیں درست کرتے عالم مرتضٰی نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیسے ہیں بابا؟" وہ مسکراتی ہوئی ان کے پاس آئی اور جھک کر عالم مرتضٰی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوما۔ شفیق بابا چہرے پر تبسم سجائے ان باپ بیٹی کو دیکھتے رہے۔

"پہلے بھی ٹھیک ہی تھا لیکن اب آپ کو دیکھ کر اور زیادہ ٹھیک ہو گیا ہوں!" کائنات انہیں ایک نرم مسکان پیش کرنے کے بعد عالم مرتضٰی کے گھٹنے پر اپنا سر رکھتی ٹھنڈے فرش کو ڈھانپتے قالین پر دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔

"شفیق! تم جاؤ۔۔۔ مہمانوں کو دیکھو۔ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو ان کے کہنے سے پہلے پوری کرو۔" وہ اس کے کالے سیاہ بالوں کو ملائمت سے سہلاتے بولے۔

کائنات نے پرامن ہو کر آنکھیں موند لیں۔اس نے خواہ مخواہ اپنی جان کو اتنے روگ لگا رکھے تھے۔۔۔اسے تو ان کی گھنی چھاؤں جیسی مہربان، مشفق ہستی سے زیادہ اور کچھ بھی عزیز نہیں تھا۔پھر ان کے بعد آتی چیزوں کی پروا میں اس قدر ہلکان ہونے کا فائدہ ہی کیا تھا؟!

"تم نے صحیح کیا۔۔۔خود ہی باہر آ گئیں!" وہ بولے پھر کچھ یاد آنے پر تیزی سے اضافہ کیا۔

"خود ہی آئی ہو نا یا خیام نے نکالا ہے تمہیں کمرے سے؟"

"آپ کو کیسے پتا؟" اس نے چہرہ اٹھا کر باپ کے پر نور چہرے کو دیکھا۔انہیں ایک نظر دیکھ کر ہی دل کو راحت مل جاتی تھی۔

"اس دفعہ اجازت لے کر اس نے بالکنی کا رخ کیا تھا!" وہ مسکرائے۔خیام شادی ہال میں ان کی منتیں کر کے، ان سے اجازت لے کر ہی دوبارہ بالکنی استعمال کرتا اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"ہمم! بہت ناراض ہے وہ مجھ سے۔۔۔اوپر سو رہا ہے۔آپ کو پتا ہے۔۔۔اس نے مجھ سے بات بھی نہیں کی!" وہ چہرہ واپس گراتی بولی اور تاثرات میں تیزی سے گھلتی اداسی عالم مرتضٰی نے دیکھی تو نہیں تھی لیکن انہیں اس کے ہونے کا اندازہ تھا۔اتنا تو وہ باپ، بیٹی ایک دوسرے کو جانتے تھے!

"جس طرح تم نے اس سے کٹ آف کیا تھا اس کے بعد اتنی ناراضگی تو بنتی ہے۔۔۔نہیں؟"

"میں بہت شرمندہ تھی۔۔۔اس سے! آپ سے! ابراہیم بابا سے! میری وجہ سے آپ تینوں کا نام اتنا خراب ہوا۔"

ٹیکس چوری میں ملوث پائے جانے کے بعد کیا میڈیا نے انہیں ذلیل کیے بغیر چھوڑ دیا تھا؟ ہر گز نہیں! البتہ کائنات کا نام خیام نے کہیں آنے نہیں دیا تھا اور اسی بات پر وہ شرم سے زمین میں گڑتی اس کے سامنے سے ہی انکاری ہو گئی تھی۔ہونا پڑا تھا! بے شرمی سے دوبارہ اس کا سامنا کرنے کے لیے اسے بہت سا وقت چاہیے تھا اور وہ

بہت سا وقت لے کر بالآخر خود کو جھوٹی سچی تسلیاں دیتی خیام کے کیا، سب کے سامنے کے لیے تیار ہو چکی تھی!

"تو کیا ہوا؟ تم میری بیٹی، اس کی بیوی اور ابراہیم کی بہو ہو۔ یقین کرو۔۔۔ کم از کم مجھے تو اپنا نام تم سے زیادہ پیارا نہیں ہے" انہوں نے تھوڑا جھک کر اس کا ماتھا چوما تو کائنات کی آنکھ سے ان کی بے لوث محبت پر تشکرانہ اشک بہا۔ وہ اس کے لیے اس دنیا میں ہر شے سے زیادہ قیمتی تھے اور ان کی محبت بھی!

"تمہیں بتایا اس نے؟" وہ سیدھے ہوتے ہوئے بولے۔

"کیا؟" کائنات نے بھنویں اسکیڑیں۔

"کچھ نہیں! وہ خود ہی بتا دے گا۔" جب آئیڈیا ان کا نہیں تھا تو وہ بتانا بھی نہیں چاہتے تھے۔

"چھوٹا سا ہنٹ بھی نہیں مل سکتا کیا؟" وہ پر امید نگاہوں سے انہیں دیکھتی بولی۔

خیام اگر اتنا ناراض نہ ہوتا تو ان کے انکار کے بعد اصرار ہر گز نہ کرتی۔

"نہیں! لیکن مجھے امید ہے کہ تم اسے بھی انکار کر کے اس کا دل مزید نہیں توڑو گی!؟" وہ پوچھنے سے زیادہ بتا رہے تھے۔

"اگر کام کے علاوہ کچھ ہوا تو ہر گز انکار نہیں کروں گی!" کائنات اسے راضی کرنے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔۔۔بس خیام کو دفتر واپسی کے علاوہ کچھ اور مانگنا تھا۔

"اچھی بات ہے!" وہ مبہم سا مسکرائے اور ان کی مسکراہٹ پر کائنات الجھتی ہوئی سوچ رہی تھی کہ ایسا بھی کیا ہو سکتا ہے؟ اگر اس کا شوہر عالم مرتضٰی سے بات کر کے انہیں بھی منا چکا ہے تو یقیناً کچھ بہت سنجیدہ ہی تھا لیکن کیا؟

"چلو اب اٹھ کر خیام کو دیکھو۔۔۔میری نماز کا وقت نکل رہا ہے اور ہاں اسے کچھ کھلائے بغیر واپس نہ بھیجنا!"

کائنات سر ہلاتی اٹھی اور ان کی وہیل چیئر کی پشت تک آئی۔ تھوڑا جھک کر وہیل چیئر دھکیلتے ہوئے ان کے بستر کے ساتھ لگائی تو وہ بستر سے ہاتھ ٹکاتے اٹھے اور

کنارے پر بیٹھ گئے۔اس نے کرسی فولڈ کر کے ایک طرف رکھی اور ان کے کمرے سے باہر آئی۔اپنے کمرے میں خیام سو رہا تھا اور باقی سارے گھر میں مہمان گھوم رہے تھے جبکہ کائنات سوچ رہی تھی کہ وہ اب کہاں جائے؟

اس نے باورچی خانے کا رخ کیا اور اپنے لیے کافی کا بھرا ہوا مگ لے کر چھت کو لے جاتی سیڑھیاں چڑھتی دروازہ کھول کر کھلے آسمان تلے نکل آئی۔ربیعہ جی بھر کر یاد آئی اور اس کے ساتھ آدھی رات کو اسی چھت پر کافی پیتے ٹہل ٹہل کر کی جانے والی باتیں بھی۔سردی کا زور ٹوٹ گیا تھا لیکن رات کے وقت ٹھنڈی ہواؤں کے چلنے سے بغیر کسی موٹے کپڑے کے گزارہ نہیں ہوتا تھا۔وہ مگ دونوں ہاتھوں میں تھامے سرد انگلیوں کو حرارت پہنچانے لگی۔اکیلی تھی۔۔۔اس لیے زیادہ وقت چہرہ اٹھا کر تاروں سے باتیں کرتے گزرا۔

خیام کی نیند کس وجہ سے ٹوٹی۔۔۔آنکھ کھلتے ہی اسے اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا لیکن کچھ دیر خالی نظروں سے چھت کو گھورنے کے بعد وہی آواز دوبارہ اس کے

کان میں پڑی تو وہ تیزی سے لحاف ہٹاتا بستر سے اترا اور آواز کا ماخذ پتا کرتا واش روم کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوا۔ کائنات عالم بری طرح کھانستی ہوئی سنک پر جھکی تھی۔ ٹھنڈی برف آئس کریم اور اس کے بعد انتہائی گرم کافی کا امتزاج اسے راس نہیں آیا تھا۔ خیام پریشانی سے اس کی طرف بڑھا اور اس کے بال دونوں اطراف سے ہٹا کر اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے پھر آہستگی سے اس کی پشت مسلنے لگا۔

"کیا ہوا ہے؟ اچھی بھلی چھوڑ کر سویا تھا میں!" اس کی آواز نیند کے خمار سے بھاری تھی۔ کائنات نے آئینے میں اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کیا اور کلی کرتی سیدھی ہوئی۔ پھر ایک طرف رکھے کپ میں سے اپنا برش اور پیسٹ اٹھائی۔ ہاتھوں، پیروں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس سے پیسٹ کا ڈھکن بھی نہ کھولا گیا۔ خیام نے اس کے بال چھوڑے اور دونوں چیزیں اس سے لے کر تھوڑی سی پیسٹ برش پر لگا کر اسے تھمائی۔ کائنات لے کر دانت صاف کرنے لگی تو خیام نے اسے ایک طرف کیا اور نل کھول کر چہرہ دھونے لگا۔ اب جاگ ہی گیا تھا تو دوبارہ نیند آ

جاناقریب قریب ناممکن تھا۔وہ پانی کے دوچار چھپاکے مار کر پیچھے ہوااور کائنات کو جگہ دی۔اس نے کپ میں پانی ڈال کر منہ سے لگایااور دانتوں کی صفائی کے بعد کپ سنک پر اور برش اس میں رکھتی تولیہ اٹھاتی واپس کمرے میں آئی۔خیام اس سے پہلے کمرے میں آکر اس کاانتظار کر رہا تھا۔

"میں کیاپوچھ رہاہوں تم سے؟ٹھیک ہواب؟"وہ ناراض تھااس سے۔۔۔اس کا نخرہ دکھانابنتا تھالیکن یہاں الٹاہورہاتھا۔کائنات غلطی پر ہونے کے باوجوداسے نخرہ دکھارہی تھی۔

"تمہیں کیافرق پڑتاہے؟تم واپس سوجاؤاورہاں تمہاری نیند خراب کرنے پر بہت معذرت!"اس نے ہونٹ صاف کرکے تولیہ کرسی کی ہتھی پرڈالا۔

"دفع کرومیری نیند کواور یہاں آکر بیٹھو!"خیام اسے کلائی سے پکڑ کر بستر تک لایا اوراس کے بیٹھ جانے پر سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگا۔

"طبیعت کب سے خراب ہے؟"گلاس اس کے منہ سے لگاتے فکر مندی سے

پوچھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے ماتھے، رخسار، گردن کی حرارت ناپی جو معمول سے کچھ زیادہ تھی۔

"بخار بھی ہے ہلکا ہلکا۔ اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں؟" اس کے پانی پی لینے کے بعد خیام نے گلاس واپس رکھا۔ اس کا ارادہ بستر کی دوسری طرف جا کر اپنی چیزیں لینے کا تھا۔ کائنات نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"میں ٹھیک ہوں اور اگر بھول گئے ہو تو یاد دلا دوں۔۔۔ تم ناراض تھے مجھ سے!"

وہ خفگی سے بھرپور نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ خیام نے گہری سانس لی اور اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

"میری جان نکال کر مجھے میری ناراضگی یاد کروا رہی ہو؟"

"مطلب اب تم مجھ سے ناراض نہیں ہو؟ یس!" اس نے خوشی کا نعرہ لگاتے ہوئے خیام کی گردن کے گرد بازو لپیٹے۔ وہ سوچتی رہی تھی کہ اسے کیسے منائے گی لیکن یہ کام بھی اس کی خراب ہوتی طبیعت نے کر دیا تھا۔

"شکر ہے! کیوں کہ مجھے کوئی آئیڈیا نہیں تھا کہ تمہیں کیسے مناؤں گی۔" اس کے ہنسنے پر خیام نے سر نفی میں ہلایا۔

"دوبارہ ایسی فضول حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرکے؟"

کائنات کے گرد مضبوط بازوؤں کا حصار تنگ کرتے اس نے تجویز پیش کی۔ کس حرکت کی طرف اشارہ تھا وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

"وعدہ! دوبارہ خود کو یوں کمرہ بند نہیں کروں گی۔" وہ سنجیدہ ہوتی بولی۔

"پکا وعدہ؟" خیام گردن پیچھے کیے اس کے چہرے پر بے تاب نظریں دوڑانے لگا۔ وہ اسے لکھ کر بھی دے دیتی شاید تب بھی خیام کو مکمل یقین نہ آتا۔۔۔ ایک دو دن کی بات نہیں تھی۔ اگر ہوتی تو وہ اتنا مسئلہ بناتا ہی کیوں؟ پورے تیس دن کائنات نے اسے اپنا چہرہ دکھانا تو دور کی بات آواز سے بھی محروم رکھا تھا۔

"پکا وعدہ!" اس نے دونوں ہاتھوں میں خیام کا چہرہ بھرا اور پنجوں کے بل اونچی ہو کر اس کی ٹھوڑی چومی۔

"یاد رکھنا اب؟ ! اور اگر یاد نہیں بھی رکھنا تب بھی خیر ہے کیوں کہ میں تمہارا حل ڈھونڈ چکا ہوں !"

"کیا؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ پہلی بات۔۔۔ وہ خیام کو کسی بھی بات کے لیے انکار کرنے کی حالت میں نہیں تھی۔ دوسری بات۔۔۔ عالم مرتضٰی سے بھی اس کی ہر بات ماننے کا وعدہ کر آئی تھی۔ اس لیے اب جو بھی خیام کے منہ سے نکلنے والا تھا کائنات کو بلا چوں چراں کیے اس پر عمل کرنا تھا۔

"ہم دونوں پہلی دستیاب فلائٹ سے اسپین جا رہے ہیں !"

کائنات نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ ہر چیز کے لیے تیار تھی یہاں تک کہ رخصتی کے لیے بھی مگر جو خیام کہہ چکا تھا اس کے لیے نہیں !

"میں۔۔۔" اس نے کہنا چاہا لیکن خیام نے اس کا رخسار سہلاتا اپنا انگوٹھا اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا۔

"شش ! پہلے میری پوری بات سن لو؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کائنات نے آہستہ سے سر ہلایا تو وہ ہاتھ اٹھاتا کائنات کے بال اس کے کان کے پیچھے اڑس کر کہنے لگا۔

" کبھی سوچنا بھی مت کہ تم جو نہیں کرنا چاہتی میں وہ زبردستی تم سے کرواؤں گا! تمہیں ونٹیج کو نہیں سنبھالنا۔۔۔ٹھیک ہے وہ میں کروں گا۔ تم وہ کرو گی جو تمہاری وش لسٹ میں تیسرے نمبر پر ہے یعنی Navarra یونیورسٹی سے ایم۔بی۔اے!" وہ کہہ کر خاموشی سے اس کا ردعمل دیکھنے لگا۔ کائنات کسی ایسی مچھلی کی طرح منہ کھولے کھڑی تھی جو غلطی سے پانی سے باہر آگئی ہو اور پہلی دفعہ اسے پتا چلا ہو کہ 'او۔۔۔پانی سے باہر بھی ایک دنیا ہے!'

"آئی۔ای۔ایس۔ای بزنس سکول سے؟" بالآخر اس نے اپنی آواز دریافت کر ہی لی تھی۔ وہ اسپین کے کیا دنیا کے بہترین بزنس سکولز میں سے ایک تھا۔

"ہاں!" خیام نے سکون سے سر ہلایا۔

"خیام!" اس نے شدت جذبات سے کپکپاتی آواز میں پکارا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی میں کیا کہوں؟" آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے گرنے کو تیار تھے۔

"کچھ بھی۔۔۔مثال کے طور پر آئی لو یو کیسا رہے گا؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"I love you!"

وہ نم آنکھوں کے ساتھ کھلکھلاتی ہوئی دوبارہ اس کے سینے سے لگی۔

"I love you more!"

اس کے بال چومتے کہا۔ سو فیصد سچ تھا! جو کائنات نے اس کے ساتھ کیا تھا خیام وہ کبھی خواب میں بھی اس کے ساتھ نہیں کر سکتا تھا۔ ہوتا ہے ایسا بھی۔۔۔دونوں میں سے کسی ایک کے حصے میں زیادہ محبت کرنا لکھ دیا جاتا ہے اور اس محبت کی زیادتی سے انحراف ممکن ہی نہیں!

"تو پاپا اس بارے میں پوچھ رہے تھے کہ تم نے مجھے بتایا یا نہیں بتایا!" اسے اب

عالم مرتضیٰ کے پوچھنے کا مقصد سمجھ آیا تھا کیوں کہ وہ جانتے تھے یہ خبر اسے خوشی کے علاوہ اور کچھ نہیں دینے والی تھی!

"ہمم! فارم تو تمہارا میں نے فل کر دیا تھا لیکن ٹیسٹ تمہیں خود ہی دینا ہے۔۔۔ اس لیے تیاری شروع کر دو۔" وہ کہہ کر اس سے دور ہوا۔

"یس سر!" اس نے ہاتھ ماتھے تک لے جا کر سیلوٹ کیا اور خیام کے ہنسنے پر سکون سے بیٹھ گئی۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس ایک خبر نے ہی وہاں رونق لگا دی تھی۔ اس نے شکر کیا تھا کہ کائنات یہ پوچھنے نہیں بیٹھ گئی تھی کہ جو ہوا وہ کیوں ہوا اور اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟ اگر پوچھ لیتی تو وہ اسے کیا جواب دیتا؟ یہی کہ اس کی بے وقوفی کی وجہ سے عکاشہ کو یہ سب کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ نہ وہ اسے چیریٹی گالا پر بلا کر اپنی زندگیوں میں لاتا۔۔۔ نہ یہ سب ہوتا لیکن خیر! اب سوائے پچھتانے کے کر بھی کیا سکتا تھا؟ اور اگر کائنات یہ جان لیتی کہ اس کی مجرم عکاشہ ہے جسے وہ تنکے سے چھوئے بغیر صحیح سلامت

کینیڈا جانے دے چکا ہے تو کیا ہوتا؟ اس نے اپنا انجام سوچ کر ہی جھرجھری لی اور کائنات کی کام سے مکمل لاتعلقی پر اپنے رب کا شکر گزار ہوا۔۔۔ انہوں نے بچا لیا تھا اسے!

ہو سکتا ہے بعد میں کبھی جب وہ دوبارہ کام کی طرف پلٹے، جو کہ وہ ایم۔بی۔اے کرنے کے بعد ضرور پلٹے گی تب وہ یہ سارے سوال خیام سے پوچھے۔ خیر! تب کی تب دیکھی جائے گی۔۔۔ ابھی اپنی زندگی میں تھوڑا سکون آنے پر خیام مطمئن تھا۔ بہت زیادہ کی خواہش تو پہلے بھی کبھی نہیں کی تھی۔

"خیام! میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں؟" کائنات نے اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلایا تو وہ چونک کر سوچوں سے نکلتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں؟" نظریں اٹھائے اس کے ہوا میں معلق ہاتھ کو دیکھا پھر چہرے کو لیکن نگاہیں واپس ہاتھ پر آٹکیں جس کی انگلیاں خالی تھیں۔

"کھانا کھاؤ گے؟"

"تمہاری رنگ کہاں ہے؟"اس نے ہاتھ پکڑ کر سوال کیا۔کائنات نے بھی بائیں ہاتھ کی تیسری خالی انگلی کو حیرت سے دیکھا۔

"پ۔پتا نہیں!"اسے بالکل کوئی اندازہ نہیں تھا کہ انگوٹھی کہاں گئی؟اس نے آخری دفعہ پہنی کب تھی یا اتار کر کہاں رکھی تھی؟کچھ بھی یاد نہیں تھا۔

"شاباش! یہ میری دیکھ رہی ہو۔۔۔مجھے نہیں بھی پسند تو میں پہنتا ہوں اور میڈم آپ؟آپ کے تو کیا ہی کہنے ہیں!"طنزیہ گویا ہوا۔

"آئی ایم سوری! میں ڈھونڈ کر پہن لوں گی۔۔۔یہیں کہیں ہو گی۔"اس کی سنجیدہ گھوری پر کائنات منمنائی۔

"کیا کروں میں تمہارا کائنات عالم؟"ایک اور سنجیدہ ترین سوال تھا۔

"معاف کر دو نا؟پیار نہیں کرتے مجھ سے؟"اس نے ہونٹ لٹکاتے ہوئے آنکھیں بڑی کرتے پوچھا۔

"ادھر آؤ۔۔۔بلیک میلر!"وہ ہاتھ سے کھینچ کر اس کا سر اپنے کندھے سے لگا چکا

تھا۔ کائنات ہنسی۔

"تمہاری سوچ سے بھی زیادہ مِس کیا میں نے تمہیں!" اس کی خوشبو اپنے اندر اتارتے اعتراف کیا۔

"تمہیں مجھ سے معافیاں منگوا کر مزہ آرہا ہے نا؟" کائنات نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں تمہیں بس بتا رہا ہوں۔۔۔ آئندہ ایسا کچھ کرنے سے پہلے ایک دفعہ میرا بھی سوچ لینا؟"

"خیام! میں نے کہا نا ایسا کچھ دوبارہ کبھی نہیں ہوگا۔ آئی پرامس! اب بتاؤ۔۔۔ کھانا لاؤں تمہارے لیے؟" وہ پیچھے ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی وعدہ کرتی بات ہی بدل گئی۔

"ہمم! لے آؤ۔۔۔ بلکہ تم بیٹھو میں لے کر آتا ہوں۔" اسے تھوڑی دیر پہلے ہوئی کائنات کی طبیعت میں خرابی یاد آئی تو خود ہی اٹھا۔

"آرام سے بیٹھے رہو! باہر اتنے مہمان ہیں اور مہمانوں کی تو چھوڑو سب سے پہلے چچی نے تمہارا حشر کر دینا ہے۔۔۔رابی کی شادی ان کی مرضی سے نہیں ہوئی ہے۔ ان کا وہ سارا غصہ بھی تم پر نکل جائے گا۔" وہ تیزی سے اس کا بازو پکڑ کر روکتی بولی اور اسے واپس بستر کی طرف دھکیل کر اپنی شال لیتی باہر آئی۔ وہاں سے سیدھا باورچی خانے کا رخ کیا اور فریج میں سے جو پہلا ڈونگا ہاتھ لگا نکال کر مائیکروویو میں رکھ دیا۔ قسمت سے وائٹ کڑاہی تھی جو خیام کو پسند تھی۔ وہ ٹرے تیار کر کے جانے ہی والی تھی جب بلقیس بانو باورچی خانے میں داخل ہوئیں۔ وہ تو شاید ہوا سونگھ کر جان جایا کرتی تھیں کہ خیام آیا ہوا ہے!

"یہ کس کے لیے ہے؟" انھوں نے لوازمات سے سجی ٹرے دیکھی اور پھر کائنات کی خاموشی پر تبصرہ کیا۔

"خیام کے لیے ہے؟!" وہ فریج کھولے کھڑی تھیں اور کائنات آنکھیں پوری کھولے۔

"جی!"اس نے بھی جو سچ تھا کہہ دیا اور ویسے بھی اس دفعہ وہ عالم مرتضٰی کی اجازت سے آیا تھا۔اس لیے کائنات کا خیال تھا کہ وہ بلقیس بانو کے کسی بھی زبانی وار کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہے لیکن جو انہوں نے کہہ دیا تھا اس کے لیے ہر گز تیار نہیں تھی!

"یہ میٹھا بھی لے جاؤ اس کے لیے!"انہوں نے چاکلیٹ پڈنگ کا پیالا نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔وہ حیرت سے بت بنی کھڑی رہی۔

"کیا ہوا؟لے بھی لو!"

"چچی!آپ ٹھیک ہیں؟"کائنات نے پیالہ ان سے لیتے بے ساختہ پوچھا۔

"بالکل!"وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پلٹ کر اپنا کام کرنے لگیں اور کائنات ان کی اس رواداری کو مہمانوں کی موجودگی سے جوڑتی ٹرے اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔اس کے پیچھے گھر میں کیا کچھ ہوتا رہا تھا اس کے فرشتے بھی ناواقف تھے!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

****

"ارسلہ! تم جانتی ہو میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں لیکن کائنات بھی مجھے بہت پیاری ہے۔" ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا خیام بہن کی طرف رخ موڑے بولا۔ وہ جو کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے بے دھیانی سے جھولے کو آگے پیچھے جھولا رہی تھی، چونک کر رکی۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟" لمبی خاموشی کے بعد کہی جانے والی پہلی بات تھی اس لیے آواز بھی کھڑ کھڑاتی ہوئی سی تھی۔ ارسلہ نے گلا صاف کیا۔

"میں تمہیں اس حال میں اکیلے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا لیکن کائنات سے بھی وعدہ کر چکا ہوں بلکہ اس کا وعدہ لے چکا ہوں۔ اب پیچھے ہٹتا اچھا لگوں گا کیا؟"

"جانا کہاں ہے؟" اس نے سرسری سا پوچھا۔ آج کل اس کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے؟ اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہاں! اپنے اندر ہوتی تبدیلیوں سے حتی الوسع واقف تھی لیکن کیا ان کے لیے بھی کچھ نہیں تھا۔ عجیب سکوت سا طاری تھا ذات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر اور وہ اس جامد خاموشی سے نہیں نکلنا چاہتی تھی۔

"اسپین۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آگے پڑھے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ مسئلہ کیا ہے؟" حیرت سے بھائی کو دیکھا۔

"مسئلہ تم ہو! تمہاری یہ حالت ہے۔" اس نے 'تم' پر خاصا زور دیا تھا۔

"میں ایک مشورہ دوں تمہیں؟" ارسلہ نے لمحوں کے توقف کے بعد کہا۔

"میری اس حالت کے عادی ہو جاؤ تو اچھا ہے!"

"لیکن ارسلہ۔۔۔!" خیام کسی لمبے سے لیکچر کا آغاز کرنا چاہتا تھا، وہ ان دو لفظوں کے بعد ہی ٹوک گئی۔

www.novelsclubb.com

"اور پلیز! میری وجہ سے تم لوگوں کو اپنی زندگیاں روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم اور کائنات اسپین جانا چاہتے ہو؟ سو دفعہ جاؤ! یہ تمہاری زندگی ہے اور کچھ بھی کرنے سے پہلے تمہیں میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ یوں سمجھ لو جیسے میں کہیں ہوں ہی نہیں!" وہ پاؤں سے جھولا جھلاتی سامنے دیکھنے لگی۔ دائیں

طرف چند قدموں کے فاصلے پر کھڑا خیام بے یقینی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ کتنی آسانی سے کہہ دیا تھا اس نے کہ 'میں کہیں ہوں ہی نہیں!'

خیام کے لیے ارسلہ بہت قیمتی تھی۔ وہ ایسی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا جس میں اس کی اکلوتی بہن نہیں تھی اور وہ خوش بھی نہیں تھی لیکن بد قسمتی سے کچھ عرصے کے لیے اسے ان دونوں باتوں سے سمجھوتہ کرنا تھا۔

"خبردار آپی! جان ہو تم ہماری۔۔۔آج تو یہ کہہ دیا ہے آئندہ مت کہنا۔" وہ زود رنج سا ٹیک چھوڑ کر اس کے پاس آیا اور جھک کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔ ارسلہ بے تاثر سی بیٹھی رہی۔ وہ اس کی پشت پر آ کر جھولا جھولانے لگا۔

"ٹھیک ہے وہ تمہارا شوہر تھا۔ جیسا بھی تھا تمہیں عزیز تھا۔ اس کے بچھڑ جانے پر تمہیں اداس ہونے کی تو اجازت ہے لیکن مایوس ہونے کی نہیں۔ زندگی سے مایوس ہونے کا سوچنا بھی مت!" وہ فکر مند سا بولا۔

"ہمم!" ارسلہ جواب دیئے بغیر سامنے دیکھتی رہی۔ جس نے اسے حقیقتاً مایوسی

کی طرف دھکیلا تھا وہ اس کا سابقہ شوہر نہیں، اس کی کوکھ میں مرنے والا بچہ تھا۔

خیر! وہ جانتی تھی تو اعلان کر کے دنیا کو بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

"خیام! یہ میں کیا سن رہی ہوں؟" ان دونوں کے اطراف میں بڑھتی خاموشی کو عائشہ ابراہیم نے آکر مزید پھیلنے سے روکا۔

"پتا نہیں! آپ کے کان ابھی آپ ہی کے زیرِ استعمال ہیں، اس لیے مجھے نہیں پتا آپ ان سے کیا سنتی رہتی ہیں!؟" وہ تنگ آکر خاموشی کے خلا کو اپنی بکواس سے پر کر رہا تھا۔

"مار تو نہیں کھانی مجھ سے؟" عائشہ نے اسے سخت غصے سے گھورا۔

"آپ کا اتنا دل کر رہا ہے تو مار لیں؟" وہ جھولا چھوڑ کر ان کے پاس آیا۔ ارسلہ کا دھیان ان دونوں کی طرف منتقل ہوا۔ آنکھوں میں ہلکی سی، بہت مدھم سی دلچسپی چمکی۔

"اندر ابراہیم کیا کہہ رہے ہیں؟" انہوں نے اپنی سب سے چھوٹی نرینہ اولاد کو ایک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور موقع دیا تھا شرافت سے سب کچھ بتانے کا لیکن شرافت مونث ہونے کی وجہ سے اس کے قریب بھی نہ پھٹک سکی تھی۔بقول خیام شاہ۔۔۔یہ اجازت اس نے صرف کائنات عالم کو دے رکھی تھی!

"خیر سے ان کا منہ بھی ان کے پاس ہی ہے۔۔۔میرے پاس نہیں ہے! اس لیے مجھے نہیں پتا کیا کہہ رہے تھے۔"اس نے جواب دے کر ہونٹ سکیڑے اور عائشہ ابراہیم نے اس کے شانے پر ہاتھ مارا پھر کان پکڑتی بولیں۔

"میں ماں ہوں تمہاری۔ کبھی تو لحاظ کر جایا کرو؟ سامنے کون ہے دیکھے بغیر شروع ہو جاتے ہو۔"وہ اس کے جوابوں سے ناک تک تنگ تھیں۔اب وہ ہر دستیاب موقع پر شروع ہو جائے گا تو انہیں غصہ آنا فطری تھا اور جو کچھ وہ اندر سے سن کر آ رہی تھیں اس کے بعد تو لازمی تھا۔

"آہا! عائشہ سلطانہ آپ ہیں۔۔۔معاف کیجیے گا میں پہلے دیکھ نہیں سکا تھا۔"خیام اپنا کان چھڑوا کر ان کے ہاتھ تھامتا نہایت ادب سے بولا۔ارسلہ مسکرائی اور عائشہ

نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا جن کے اطراف میں تین تین لکیریں واضح ہوئی تھیں۔

"نہ اتنا غصہ کیا کریں۔آپ کے crow's feet(آنکھوں کے گرد پڑنے والی جھریاں) مجھے تو بہت پسند ہیں لیکن ان سے آپ کی عمر واضح ہو جاتی ہے!"

شرارت سے مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھ چومے۔

"تم کبھی نہ سدھرنا!"انھوں نے سر نفی میں ہلاتے گہری سانس لی۔اگر وہ نہیں چاہتا تھا تو اس سے انسانوں کی طرح گفتگو نہیں کی جاسکتی تھی۔

"میرا ابھی یہی پلان ہے!"سعادت مندی سے کہا۔

"پہلے مجھے اسپین جانے کی پلاننگ تو ہضم کر لینے دو؟!"وہ اصل موضوع پر واپس آئیں۔وہی جو اندر سے سن کر آئی تھیں اور جسے خیام کے کانوں نے ہرگز نہیں سنا تھا۔

"میں ہاضمہ بہتر کرنے کے لیے کوئی دوا لا دوں؟"معصومیت سے پوچھا۔ارسلہ

نے منہ پر ہاتھ رکھ کر مسکراہٹ چھپائی ورنہ عائشہ ابراہیم کا اگلا ہدف وہ ہو سکتی تھی۔

"تم کچھ دیر کے لیے بکواس بند کر کے سنجیدگی سے گفتگو کر سکتے ہو؟" ان کی آواز بلند ہوئی۔ عموماً انہیں اتنا غصہ نہیں آتا تھا اور خیام پر تو بالکل نہیں آتا تھا کیوں کہ اکثر اوقات اس کی زبان درازی کا سامنا ابراہیم شاہ کو کرنا پڑتا تھا، ان کی باری کم کم ہی آتی تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں! آپ بس یہ بتا دیں کہ مس سنجیدگی کہاں ملے گی؟ پھر اس سے بھی گفتگو کر لیں گے۔" چٹکی بجاتے حل پیش کیا اور بس۔۔۔ عائشہ ابراہیم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے تو رکھ کے تھپڑ اس کی رخسار پر ہی مارا تھا لیکن خیام تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

"دیکھیں عائشہ سلطانہ! سنجیدگی سے گفتگو کرنے کی بات ہوئی تھی۔۔۔ ہاتھوں پیروں سے نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ پھر آج کے بعد مجھے ماں نہ کہنا۔" وہ نہایت سنجیدگی سے کہہ کر اس کے پاس سے گزریں اور ارسلہ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئیں۔

"مما؟" خیام نے فوراً آواز لگائی۔ وہ نظرانداز کرتیں ارسلہ سے کہہ رہی تھیں۔

"کاش! اس کی جگہ تمہاری ایک بہن ہوتی تو کتنا سکون ہوتا زندگی میں۔"

"ہائے کاش!" ارسلہ نے مصنوعی آہ بھری۔

"استغفراللہ!" خیام بڑبڑاتا ہوا جھولے کے پاس آیا۔ پھر ایک گھٹنے پر جاتا ماں کے سامنے بیٹھا۔

"سوری؟" اس نے ان کی گود میں رکھے ہاتھ پکڑے۔

"تمہیں کوئی آواز آرہی ہے کیا؟ شاید کوئی مچھر بھنبھنا رہا ہے۔" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر کانوں کے پاس سے ہوا جھلی۔

"موسم بدل رہا ہے نا تو شام ہوتے ہی اس طرح کے پتنگے نکل آتے ہیں۔" ارسلہ نے جواب دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ دونوں ڈی سائیڈ کرلیں میں مچھر ہوں یا پتنگا؟" خیام شاہ خفا ہوا۔

"پتا نہیں کون ڈھیٹ بولی جارہا ہے؟"

"میں! یہاں دیکھیں۔۔۔آپ کا بیٹا۔" اس نے ان کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلائے۔

"آپ کون؟" وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئیں اور ارسلہ نے چھوٹا سا قہقہہ لگایا۔ واللہ! اس کے گھر والے ویسے نہ ہوتے جیسے وہ تھے تو وہ بقیہ زندگی قہقہے لگانا تو دور مسکرانا بھی بھول جاتی۔

"آپ کی دوسری بیٹی جو رخصت ہو کر اسپین جارہی ہے!" اس نے طنزیہ کچھ دیر پہلے کی بیٹی کی خواہش انہیں یاد دلائی۔

"ہائے! میرا دکھ تازہ کردیا۔" وہ دہائی دینے والے انداز میں کہتیں اس کا سر اپنے سینے سے لگا چکی تھیں۔

"میں تم سے اتنا دور کیسے رہوں گی بیٹی؟ اور ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے۔۔۔ابراہیم

سے پوچھوں گی ہم نے تمہاری شادی اتنی جلدی کیوں کر دی؟" وہ ارسلہ کو آنکھ سے اشارہ کرتیں اسے بھی اپنے ساتھ شامل کر چکی تھیں۔ اس نے بھی جھک کر بھائی کے شانے پر سر رکھا۔

"تم ہمیں چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟" افسردگی سے پوچھا۔

"جاؤں گا۔ چلا جاؤں گا!" خیام کو اپنا مذاق اب خود ہی بھاری پڑ رہا تھا۔

"اور مما! ہمیشہ بیٹیاں ہی کیوں رخصت ہوں؟ بیٹے بھی تو رخصت ہو سکتے ہیں نا؟" اب وہ ان کی خواہش کے مطابق سنجیدہ تھا۔

"کیوں کہ دستور یہ ہے بیٹا!" اس کے بال سنوارتے عائشہ نے اس کا ماتھا چوما تھا۔

"دفع کریں دستوروں کو! ہم اگر اسپین نہ بھی جاتے تو میں کائنات کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہنے والا تھا۔" وہ تھوڑا پیچھے ہوا۔

"کہاں جانے والے تھے؟" عائشہ نے بھنویں آپس میں ملائیں۔

"اپنے گھر میں۔ میرے اور کائنات کے!"

"اچھا اور ماں کا کیا؟"

"ماں ہی رہیں گی آپ میری! جب کہیں گی ملنے آجاؤں گا۔ پھر چاہے اسپین میں ہوا یا یہاں!"

"سچ کہہ رہے ہو؟" بے تاب نگاہیں اس کے چہرے پر دوڑائیں۔ صارم کی دفعہ تو انہیں کہنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی تھی۔ اریشہ نے خود ہی ان کے ساتھ اسی گھر میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا اور اب اپنی سب سے پیاری اولاد کو خود سے دور جاتا دیکھنا ان کے لیے مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ انہوں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ ٹیپیکل ساسوں کی طرح بہو کو بیٹے سے دور کرنے کا سبب خیال کریں گی لیکن وہ اب ایسا کر رہی تھیں۔

"تمہاری بیوی آنے دے گی؟" بے ساختہ ہی پوچھ بیٹھیں۔ خیام نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"آپ کو پتا ہے اسپین جانے کا آئیڈیا میرا تھا!؟ اور کائنات آپ سے بہت پیار کرتی

ہے۔اس کی ٹینشن نہ لیں آپ!"اس کی سچی مسکراہٹ پر وہ شرمندہ ہوئیں۔

"وہ میں نے ابراہیم کی ساری بات سنی ہی نہیں تھی۔'خیام، کائنات کے ساتھ اسپین جارہا ہے۔'یہ سنا اور بھاگی بھاگی تمہارے پاس آگئی۔"اپنی سوچ کی وضاحت پیش کی۔آدھی ادھوری بات نے شیطان کو وسوسے ڈالنے کی اجازت دے دی تھی۔

"تو میری پیاری والدہ ماجدہ! مجھ پر اتنی ہی بے اعتباری ہے تو آپ بھی چلیں ہمارے ساتھ؟"خیام نے بیٹھے بیٹھے ہی ہاتھ بلند کیے اور ان کے رخسار کھینچتا بولا۔

"نہیں! میں نہیں جاسکتی۔پیچھے سارا گھر کون سنبھالے گا اور پھر۔۔۔"

"اپنے سلطان کی وجہ سے انکار کر رہی ہیں تو انہیں بھی لیے چلتے ہیں؟آپ کا ہنی مون ٹو پوائنٹ او ہو جائے گا!"خیام نے ان کی بات کاٹی اور عائشہ نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"بے وقوف! میں ارسلہ کی بات کر رہی تھی۔اپنی بیٹی کو اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتی۔"

انہوں نے خیام کے ہلکی سی چپت لگاتے کہا اور ارسلہ کو اپنے ساتھ لگایا جو مسکراتی ہوئی ان ماں بیٹا کو دیکھتی رہی تھی۔

"فیئر انف! اب میرے لیے بھی تھوڑی سی جگہ بنائیں؟" وہ فرش سے اٹھتا ہوا بولا اور ان دونوں کو علیحدہ کر کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ پھر شانوں سے تھام کر دونوں کو اپنے ساتھ لگایا۔ ایک کندھے پر ارسلہ سر رکھے ڈوبتے سورج کو دیکھ رہی تھی اور دوسرے کندھے پر عائشہ ابراہیم سر گرائے اسے روزانہ فون کرنے اور جلدی جلدی چکر لگانے کی تاکید کر رہی تھیں۔ خیام ان کو یقین دلواتا کبھی کبھار پیر فرش پر لگا کر جھولا تیز کر دیتا۔

☆..........☆

"کب سے درد ہو رہا ہے اور آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" وہ خفگی سے کہتی ہوئی ٹیوب میں سے مزید بام ہاتھوں پر منتقل کرتی اپنا ہاتھ ان کے سامنے پھیلا چکی تھی۔

"پتا نہیں۔ میں نے غور نہیں کیا لیکن ابھی کتاب لگنے سے بڑھ گیا ہے۔" عالم

مرتضیٰ نے دایاں ہاتھ اس کے حوالے کرتے کہا اور دراز پر رکھی ضخیم کتاب کو دیکھا۔ کائنات نے ان کی نگاہوں کا تعاقب کیا اور نئے سرے سے خفا ہوئی۔

"مجھے معلوم ہے میں نے خود بھی یہ عادت آپ سے لی ہے لیکن ہر وقت کتابیں پڑھتے رہنا بہت اچھی عادت تو نہیں ہے اور وہ بھی اتنی موٹی بلکہ وزنی۔۔۔ کم از کم اٹھاتے وقت ہی آپ احتیاط کر لیتے؟!" اس کی چلتی زبان کے ساتھ ہاتھ بھی برابر چل رہے تھے۔ وہ پوری توجہ کے ساتھ کلائی پر مالش کر رہی تھی یہ کتاب اس کے سامنے ان کی کلائی پر نہ گری ہوتی تو اسے ان کی تکلیف کا علم ہرگز نہ ہوتا۔ وہ خاموشی سے دوسری کئی باتوں کی طرح اسے بھی خود تک محدود رکھتے۔

"ہممم۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گی۔" ان کا اشارہ تکلیف کی طرف تھا۔

"وہ تو میں ٹھیک کر کے ہی اٹھوں گی۔" اس کے دونوں انگوٹھے ان کی کلائی کی ہڈی پر گول گول گھوم رہے تھے۔

"مجھے معلوم ہے۔" عالم مرتضیٰ مسکرائے۔

"ویسے یہ کتاب گرنے سے پہلے تم اپنے ٹیسٹ کے بارے میں بتا رہی تھی؟" وہ اس کا دھیان خود پر سے ہٹانے کی غرض سے بولے اور کچھ گفتگو ادھوری رہ گئی تھی۔ انہیں اس کی زندگی کی تفصیل سننے کی اور کائنات کو بتانے کی عادت تھی۔

"اف پاپا میں اتنی زیادہ نروس ہوں۔ آئی مین ٹیسٹ تو اچھا ہی ہوا تھا لیکن میرا نام میرٹ لسٹ میں آئے گا یا نہیں؟ آئی ہیو نو آئیڈیا اور میں بہت ٹینشن میں ہوں۔"

"وہ کیوں؟" عالم مرتضٰی کو حیرت ہوئی۔ حیرت انہیں کائنات کی بے یقینی پر تھی ورنہ وہ پر یقین ہوئے بغیر کوئی کام نہیں کرتی تھی۔

"میں نے اکیلی نے تو ٹیسٹ نہیں دیا نا۔ پتا نہیں کہاں کہاں سے اور کتنے لوگوں نے اپلائی کیا ہوگا؟ اس لیے مجھے دونوں صورتوں کے لیے خود کو تیار کرنا ہوگا۔" اس نے کہہ تو دیا تھا کہ وہ دونوں صورتوں کے لیے تیار ہو جائے گی لیکن نہیں جانتی تھی کہ ایک اور ناکامی کو کیسے برداشت کرے گی؟

"میں کچھ کہہ سکتا ہوں؟" اس سوال پر کائنات نے دیکھا وہ مسکرا رہے تھے۔

"کیا اور پوچھ کیوں رہے ہیں؟" اس کے ہونٹوں پر بھی تبسم بکھرا۔

"میری بیٹی کا نام ٹاپ ٹین میں ہو گا۔ میں لکھ کر نیچے سائن تک کر سکتا ہوں۔"

کائنات کھلکھلا کر ہنسی۔ یہ والدین اور ان کی اولاد کے لیے خوش گمانیاں! اس نے ہنسی کو مسکراہٹ میں ڈھال کر سوچا۔ حالاں کہ یہ عالم مرتضٰی کا گمان نہیں یقین تھا۔ وہ ان کے لیے دنیا جہاں سے زیادہ عزیز تھی اور اس کی صلاحیتوں سے اگر اس کے بعد کسی کو کلی طور پر واقفیت حاصل تھی تو وہ اس کا باپ ہی تھا۔ وہ تو یہ بھی جانتے تھے کہ وہ آج کل اپنی صلاحیتوں سے ناشکری کی حد تک بد ظن ہو رہی ہے۔

"میں پتا ہے کیا سوچ رہی تھی پاپا؟" وہ کچھ ہچکچاتی ہوئی بولی۔ عالم مرتضٰی ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائے بیٹھے اسے دیکھتے رہے۔۔۔ خاموشی سے۔ جانتے تھے وہ انہیں بتائے بغیر پر سکون نہیں ہو گی۔ وہ سر جھکائے ان کی کلائی پر کریم رگڑ رہی تھی۔ پھر سوچ سوچ کر کہنے لگی۔

"میں چاہتی ہوں کہ میرا نام نہ آئے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میرٹ لسٹ پر؟"

"ہ۔ ہمم۔"

"کیوں؟"

"ٹھیک ہے میں ایم بی اے کرنا چاہتی ہوں۔ خیام نے جب بتایا تھا تب خوشی بھی بہت ہوئی تھی لیکن پھر اپنی خوشی خود غرضی لگنے لگی۔" وہ دل کی بات کہہ کر خاموش ہوگئی۔ خیر! ابھی تو دل میں اور بھی بہت کچھ تھا۔ اسے غور سے دیکھتے عالم مرتضٰی اداسی سے مسکرائے۔ انہیں اندازہ تھا کہ اس کی اگلی بات کیا ہوسکتی ہے۔

"میری وجہ سے پہلے آپ لوگ مہینا پریشان رہے۔ خیام میری خاطر اپنے گھر والوں اور دوستوں کو یہاں چھوڑ کر جانے پر تیار ہوگیا اور آپ۔۔۔" اس کی آواز آنسوؤں کے بوجھ سے لرزی۔ وہ دوبارہ حساس ترین جذباتی مقام پر کھڑی تھی۔ اسے کبھی کبھی اپنی بے حسی پر حیرت ہوتی تھی۔۔۔ وہ اپنے بیمار باپ کو چھوڑ کر جانے کا سوچ بھی کیسے سکتی تھی؟ اس پر مستزاد خوش بھی تھی۔ کسی بے ثمر اولاد

تھی ناوہ۔۔۔نہیں؟

"یہ ہفتے،دو ہفتے کی بات نہیں ہے۔میں دو سال کے لیے آپ کو کس کے سہارے چھوڑ کر جاؤں گی؟"

"مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔اگر یہ کہوں گا تو جھوٹ کہوں گا۔کیوں کہ مجھے ہے۔کائنات تم میری پہلی اولاد ہو یہ دنیا اور اس میں موجود ہر شئے سے زیادہ قیمتی!تمہاری خوشی کے لیے کچھ بھی اور پھر یہاں سب ہیں تو میرا خیال رکھنے کے لیے۔"انہوں نے آزاد ہاتھ سے اس کے بال سہلائے۔

"کون ہے؟رابی کی شادی ہو چکی ہے۔میں جا رہی ہوں۔عینا جا رہی ہے۔ہو سکتا ہے اس کے ساتھ بلقیس چچی بھی چلی جائیں اور اگر نہ بھی جائیں تو وہ کونسا آپ کا خیال رکھنے والی ہیں۔مجھے ان پر ذرہ برابر ٹرسٹ بھی نہیں ہے۔چاچو کی طرح انہوں نے بھی آپ کو بہت ہرٹ کیا ہے۔"اس نے ہاتھ کی پشت سے رخسار پر گرا آنسو رگڑا۔

"اس لیے میں کہیں نہیں جا رہی ہوں۔" حتمی فیصلہ دے کر دوبارہ ان کی کلائی کی طرف توجہ کی۔

"تم ابھی تک وہیں پر ہو کائنات؟" عالم مرتضٰی مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" اس کے ماتھے پر الجھن کے دو بل نمودار ہوئے۔

"کمال ثابت کر چکا ہے کہ وہ اس فراڈ کا حصہ نہیں تھا۔ تمہیں نہیں لگتا تم اب اپنے چاچو کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہو؟" انہوں نے اس کا سر ہلکا سا تھپک کر ہاتھ نیچے کر لیا تو کائنات سوچ میں پڑ گئی۔ ربیعہ، ارسلان، عینا اور فرحان کے ساتھ اس کے تعلقات بہت اچھے تھے لیکن یہی بات وہ ان کے والدین کے لیے نہیں کہہ سکتی تھی۔ ان کے درمیان جو غلط فہمی پیدا ہو چکی تھی وہ نہ بھی ہوتی تب بھی اس کا تعلق اپنے چچا سے ویسا نہیں تھا جیسا حیدر کا تھا اور وہ مر کر بھی پیدا ہو جاتی تو بلقیس بانو کے اتنے قریب ہرگز نہ ہو پاتی جتنی آیت تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" عالم مرتضٰی نے اپنی کلائی اس کے ہاتھوں کی گرفت سے نکال

لی تھی اور اب سائیڈ دراز سے ٹیشو نکال کر اس کے ہاتھوں سے تیل صاف کر رہے تھے۔

"مجھے پھر بھی ان پر ٹرسٹ نہیں ہے۔" اس نے شانوں کو معمولی سے جنبش دی۔

"لیکن مجھے ہے۔ وہ میرا بھائی ہے کائنات۔ کیا تم حیدر کو خود سے ناراض اور لاتعلق تصور کر سکتی ہو اور پھر اس پر بقیہ زندگی کے لیے خود کو راضی بھی؟ نہیں نا؟" نرمی سے سوال کرتے انہوں نے خود ہی جواب دیا۔

"میں بھی اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتا اور میں نہیں چاہتا کہ تم بھی رہو۔ ایک معذرت تو تم پر بھی ادھار ہے۔"

"کون سی معذرت؟" وہ تیزی سے دریافت کر چکی تھی۔

"اسے غلط سمجھنے کی۔" عالم مرتضیٰ اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"ایک سیکنڈ پاپا۔ میں نے کبھی بھی چاچو کو ڈس رسپیکٹ نہیں کیا ہے۔" اس نے ایک ہتھیلی ہوا میں انہیں دکھا کر واضح کیا۔

"کائنات۔" تنبیہی پکار تھی لیکن اس میں غصہ کہیں بھی شامل نہیں تھا۔

"غلطی جہاں بھی ہو مان لینی چاہیے۔۔۔یہی نہیں سکھایا میں نے تمہیں؟"

"ٹھیک ہے۔" اس نے پل دو پل کے لیے آنکھیں موند کر کھولیں۔آج کل وہ یہی کام تو بڑی تندہی سے کر رہی تھی۔۔۔اپنی غلطیوں کے اعتراف کا!

"میں چاچو سے معذرت کرلوں گی لیکن صرف آپ کے لیے۔انہیں آپ کے لیے اتنے ہرٹ فل استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔" اسے کمال مرتضٰی کے سخت الفاظ آج بھی یاد تھے۔عالم مرتضٰی سے متعلق کوئی بات وہ کم کم ہی بھولتی تھی۔

"اگین وہ میرا بھائی ہے۔اسے مجھے سب کچھ کہنے کا حق حاصل ہے۔"

"ریئلی؟" اس نے ناگواری سے بھنویں اٹھائیں۔عالم مرتضٰی نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔وہ بھی سر ہلا کر اٹھنے لگی۔

"کہاں؟" انہیں مزید بھی شاید کچھ کہنا تھا۔

"ہاتھ دھو کر آتی ہوں۔" وہ پیروں میں جوتا پہنتے بولی۔

"ہاں۔۔۔دھو آؤ۔ پھر اصل مسئلہ ڈسکس کرتے ہیں۔"

"اصل مسئلہ؟" بھنوؤں نے پھر ماتھے پر اونچائی کا سفر طے کیا۔

"ہمم۔" انہوں نے تھوڑا پیچھے ہو کر ہیڈ ریسٹ سے پشت ٹکائی۔ کائنات چند ساعتیں انہیں دیکھتی رہی پھر اٹھ کر واش روم کے دروازے کی طرف چل دی۔

عالم مرتضٰی نے خود سے کچھ فاصلے پر پڑی تسبیح اٹھالی۔۔۔انہیں اب کچھ نہ کچھ پڑھتے رہنے کی عادت ہو گئی تھی۔

کائنات واپس کمرے میں آئی تو بستر پر اپنی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھنے کی بجائے بستر سے کچھ فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ عالم مرتضٰی اس کی تدبیر پر مبہم سا مسکرائے۔

"تمہیں پتا ہے نا میں تمہیں منالوں گا؟"

"پھر ایموشنل بلیک میل کریں گے لیکن میں نے اگر کہہ دیا ہے کہ میں نہیں

جاؤں گی تو میں نہیں جاؤں گی۔" اس نے خفگی سے سینے پر ہاتھ باندھے۔

"ٹھیک ہے مت جاؤ۔۔۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔" وہ اس قدر پر یقین تھی کہ عالم مرتضٰی اسے جانے کا ہی کہیں گے۔ اس لیے بغیر سوچے سمجھے منہ کھول چکی تھی۔

"میں نے بھی یہی کہا ہے کہ مت جاؤ۔" وہ اس کی جلد بازی پر ہنسے۔

"سیریئسلی؟" کائنات حیران سی بولی۔ سمجھ سے باہر تھا کہ اس بات پر خوش ہونا بنتا تھا یا اداس ہونا؟

"ہاں۔ تم بے شک مت جاؤ لیکن خیام تو جا رہا ہے۔" انہوں نے معمولی سے شانے اچکائے۔

"کیوں؟ جب میں یہاں پر ہوں تو وہ کیوں جا رہا ہے؟" کائنات عالم کو ان کا بیان بہت برا لگا تھا اور اس نے چھپانے کی تگ ودو بھی نہیں کی تھی۔ خیام شاہ ہوتا کون تھا اس کے بغیر کہیں جانے والا؟

"کسی کو تو جانا ہی جانا ہے۔ یہاں کا سارا کام ارسلان دیکھ رہا ہے تو خیام نے خود ہی وہاں جانے کی آفر کی تھی۔۔۔ اب اکلوتے داماد کو انکار کس طرح کروں وہ بھی تب جب فائدہ سراسر میرا ہو رہا ہے؟" آخری بات وہ از راہ مذاق کہہ رہے تھے اور کائنات جانتی تھی۔

"اسے دوسروں کے پنگوں میں گھسنے کا بہت شوق ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

"اکیلے ہی بھیج دیتے ہیں خیام کو۔۔۔ پیچھے تم بے شک دوسری بلقیس بن جانا۔" وہ چن چن کر وہی باتیں کیوں کر رہے تھے جو ان کی بیٹی کو سخت ناپسند تھیں؟

"استغفر اللہ۔" اس نے دہل کر کہا اور عالم مرتضیٰ ہنسے۔ وہ خفگی بھلا کر مسکرائی۔

"یہاں آؤ۔" انہوں نے اسے اپنے پاس بلایا تو کائنات نے کرسی گھسیٹ کر بستر کے ساتھ لگائی اور ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"تم میرے لیے کتنی عزیز ہو کائنات۔۔۔ تم جانتی ہو۔ کوئی تمہارے بدلے یہ پوری دنیا بھی مجھ سے مانگے گا تو میں بغیر سوچے سمجھے دے دوں گا۔" وہ اس کا ہاتھ

اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے کہہ رہے تھے۔

"تم سے زیادہ اہم کچھ بھی نہیں ہے۔نہ ونٹیج ،نہ میری ساکھ اور نہ پیسہ۔ لیکن مجھے میری مضبوط بیٹی واپس چاہیے۔۔۔پہلے جیسی پر اعتماد اور چمکتی آنکھوں والی۔ معمولی سی بات پر لوگوں سے چھپنے والی نہیں۔"

"معمولی سی بات؟"اس کی آنکھیں ایک دفعہ پھر بڑی تیزی سے بھیگی تھیں۔

"کہا تو ہے۔۔۔ تمہارے مقابلے میں ہر شے بہت معمولی ہے۔میری کائنات!"وہ اتنی محبت سے بولے تھے کہ کائنات بے اختیار آنسو بہاتی ان کے شانے پر سر رکھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"خیام کے ساتھ چلی جاؤ۔"وہ اس کے بال سہلاتے بولے۔

"لیکن پیچھے آپ؟"اس کی تان وہیں پر آکر ٹوٹی تھی۔کیا اس کا اتنی محبت کرنے والے باپ کو اکیلے چھوڑ کر جانا بنتا تھا؟

"میں اگر وعدہ کروں کہ دو مہینے کے اندر اندر بالکل ٹھیک ہو کر اپنی بیٹی کے پاس

ہوں گا۔ کیا پھر بھی نہیں؟" اپنی حالت کو وہ خود سب سے بہتر جانتے تھے اور اپنی بیٹی کو بھی۔

"پکا وعدہ کر رہے ہیں؟" اس نے گیلی سانس اندر کھینچتے پوچھا۔ اسے اندازہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی طریقے سے اپنی بات منوالیں گے اور ہوا بھی وہی تھا۔

"تم سے کچا وعدہ میں نے کیا ہی کب ہے؟" انہوں نے اس کے بالوں پر بوسہ دیتے پوچھا۔

" کبھی نہیں۔" کائنات آنسو صاف کرتی سیدھی ہوئی۔

"تو پھر بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔" وہ مسکرائے تو کائنات سر ہلاتی ہوئی اٹھی۔

"لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔" انداز واضح تھا کہ اگر میں آپ کی بات مان گئی ہوں تو آپ کو بھی میری ماننی ہو گی۔

"کیا؟"

"اب سب کچھ جیسا خیام شاہ چاہتا ہے ویسا تو نہیں ہو گا نا۔" اس نے ناک سکوڑتے کہا۔ اس وقت کو بھی بہت دفعہ کوس چکی تھی جب اس نے خیام کے سامنے ایم بی اے کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ کہتی بعد میں تھی، خیام پوری کرنے کی تگ ودو میں پہلے لگ جاتا تھا۔

"اور وہ کیا ہے؟" عالم مرتضٰی نے پوچھا۔

"وہ رخصتی کا فنکشن ہے۔ اس کو کہیں۔۔۔ خود ہی گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا آئے اور مجھے لے جائے۔ زیادہ سے زیادہ مما، بابا کو ساتھ لانے کی اجازت ہے۔" اس کا انداز بے لچک تھا جیسے وہ بہت پہلے ہی یہ فیصلہ لے چکی تھی۔ عالم مرتضٰی نے سر نفی میں ہلاتے گہری سانس لی۔ ان کی ضدی ترین پہلی اولاد!

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا۔" وہ مقابلے سے پہلے ہی ہار مانتے بولے اور کائنات فاتحانہ مسکرائی۔

"شب بخیر پاپا۔" وہ کرسی اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھتی دروازے کی طرف چل دی۔

پیچھے عالم مرتضٰی نے عینک لگاتے ہوئے وہی موٹی سی کتاب دوبارہ اٹھالی تھی۔

وہ اپنے آپ میں مگن راہداری پار کر رہی تھی جب اس کی نگاہ کھلی کھڑکی کے اس پار لان کے منظر پر پڑی۔ سفید کرسیوں میں سے ایک پر کمال مرتضٰی بیٹھے تھے اور ان کے سامنے میز پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔ اس کے ذہن میں عالم مرتضٰی کے الفاظ گونجے، 'ایک معذرت تو تم پر بھی ادھار ہے۔'

اور اسے کسی کا ادھار رکھنے سے سخت کوفت ہوتی تھی اس لیے پہلے باورچی خانے میں گئی۔ وہاں سے گرما گرم کافی کے دو کپ لے کر پچھلے دروازے سے لان میں نکلی۔ اس نے گہری سانس کے ساتھ بہت سی تازہ ہوا اندر اتاری اور کمال مرتضٰی کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی۔

"چاچو۔" کائنات نے کھلے لیپ ٹاپ کے ساتھ کافی کا کپ رکھا اور اس کی آواز پر انہوں نے فائل سے سر اٹھایا۔

"کائنات۔" وہ اسی کے انداز میں اسے پکار بیٹھے۔ لہجے میں ہلکی سی بے یقینی بھی

شامل تھی۔کائنات انہیں خود سے مخاطب نہیں کیا کرتی تھی۔یا یہ پچھلے چند سال اس نے نہیں کیا تھا۔

"کافی لیں نا۔میں بہت اچھی بناتی ہوں۔"اسے کچھ اور نہ سوجھا تو یہی کہہ دیا۔ورنہ اس کا تعلق 'اپنے منہ میاں مٹھو' والی قوم سے نہیں تھا۔اس قوم سے اس کے شوہر کے تعلقات تھے اور بڑے دوستانہ تھے۔

انہوں نے کپ اٹھا کر ایک گھونٹ بھرا اور بے ساختہ ہی تعریف کر گئے۔

"ہمم واقعی اچھی ہے۔"

کائنات جھینپ چھپانے کے لیے ہنسی تو وہ بھی مسکرائے۔

"آپ یہ کام لے کر یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟اتنا بڑا گھر ہے۔اندر کہیں بھی بیٹھ جاتے۔"اس نے پھر گفتگو بڑھانے کی غرض سے کہا۔ان سے ایسی بے تکلفی تو تھی نہیں کہ جو محسوس کر رہی تھی وہ بے جھجک کہہ دیتی۔

"لیکن موسم تو باہر اچھا ہے نا؟"اسی وقت ہوا کا ایک نرم جھونکا ان سے لپٹ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گزر گیا تھا۔

"واقعی۔" کائنات کو معترف ہونا پڑا۔ جلتے لیمپ پوسٹوں کی روشنی مطالعہ کے لیے کافی تھی اور وہ اس کے آنے سے پہلے یہی کام کر رہے تھے۔

"مجھے آپ سے ایک بات کہنی تھی۔" بہت آئیں بائیں شائیں ہو گیا تھا۔ سو اس نے اصل مدعا اٹھانے کا سوچا۔

"ہاں کہو۔" وہ پوری طرح متوجہ ہوئے۔ ان کی اس بھتیجی کے منہ سے نکلی بات یقیناً اہمیت کی حامل ہوتی تھی۔

"بلکہ معافی مانگنی تھی۔" وہ نظریں جھکائے کافی کی سطح سے اٹھتی بھاپ کو گھور رہی تھی۔

"کس بات کی؟" کمال مرتضٰی الجھے۔

"صرف پاپا ہی تو آپ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا نہیں تھے۔ بلکہ مجھے لگتا ہے میں نے ان سے زیادہ ہی جج کیا ہے آپ کو۔ جس کا مجھے کوئی حق نہیں تھا اور جس کے

لیے میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں۔"اس بار وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔ہلکا ہلکا اعتماد واپس آرہا تھا۔آنکھوں کی چمک بھی لوٹتی دکھائی دے رہی تھی۔

"ذکر بھی مت کرو۔"انہوں نے ہاتھ ہوا میں 'پروانہ کرو' کے سے انداز میں ہلایا۔

"میری خاموشی مجھے ہی مجرم ثابت کر رہی تھی۔تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی ججمینٹ پاس کرتا۔"

"پھر کیوں خاموش رہے آپ؟"کائنات کو ان کی بات سے سو فیصد اتفاق تھا۔

"میرے پاس اس کا کوئی فلسفیانہ جواب نہیں ہے کائنات۔اور اگر ہوتا بھی تو مجھے ڈر ہے کہ میں تمہیں کبھی نہ بتاتا۔یہ میرا اور میرے بھائی کا معاملہ ہے۔"ہلکے سے شانے جھٹکے۔

"آپ کو پتا ہے اندر پاپا بھی یہی کہہ چکے ہیں۔ویسے میں یہ مشورہ دینے کے لیے سوٹ ایبل بندی تو نہیں ہوں لیکن آپ کو ان سے بات کرنی چاہیے۔"سوٹ ایبل نہ ہونے سے اس کی مراد اپنا ایک مہینے کا جذباتی قرنطینہ تھا۔

"عالم بھائی سے ؟"کمال مرتضٰی نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا تھا۔وہ جو جیسا تھا اسے ویسا ہی رہنے دینا چاہتے تھے۔

"ہ۔ہم آپ ان کے ایک ہی بھائی ہیں اور یقین کر لیں جب میں کہتی ہوں کہ وہ اپنے بھائی کو مس کرتے ہیں۔"بہت وقت کے بعد یہ چچا بھتیجی کی پہلی اپنائیت بھری گفتگو تھی۔

کمال مرتضٰی اس کی بات ذہن میں بار بار دہراتے کافی کے گھونٹ بھر رہے تھے۔

خاموشی کے اس وقفے سے فائدہ اٹھاتے کائنات نے بھی کپ لبوں سے لگالیا تھا۔

وہ فیصلہ کر چکے تھے لیکن کائنات کو اس سے آگاہ کیے بغیر بات بدلنے کی نیت سے لیپ ٹاپ کی اسکرین اس کی طرف گھما کر بولے۔

"اس ڈیزائن کو کتنا ریٹ کرو گی تم ؟"

وہ تھوڑا آگے کو جھکی اسکرین کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

Colour blending gets two, design is so-so, "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

maybe three, symmetry is terrible a big fat

".zero. Overall 1.67 slash 5

وہ بڑے انہماک سے ایک ایک چیز پر تبصرہ کر رہی تھی۔

"اسٹف کیا ہے چاچو؟" اس نے جھکا سر اٹھا کر ان کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ دیکھی اور پھر سمجھی کہ بری طرح پھنسی ہے۔

"چاچو۔" اس نے شکایتی انداز میں پکارا تو وہ ہنس دیے۔

"تم اپنے آپ کو ضائع کر رہی ہو۔۔۔اب میرے اس فقرے کا مطلب سمجھی ہو؟"

"آپ کیوں نہیں میری بات سمجھ جاتے؟

".I'm not fit for this role

اس نے عاجز آتے پوچھا۔

"میں نے بالکل ابھی ابھی ثابت کیا ہے کہ تم اس رول کے لیے کتنی فٹ ہو۔"

انہوں نے اسکرین پر کھلے ڈیزائن کی طرف اشارہ کیا۔

"ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ رول ایک ڈیزائن کی ریٹنگ سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔"

"ہے تو۔ لیکن کہیں سے تو تمہیں شروع کرنا ہی پڑے گا۔ ڈیزائن کی ریٹنگ سے ہوئی شروعات بری تو نہیں۔" کمال مرتضٰی کی ضد بھی قائم تھی۔

"اممم۔۔۔ چاچو؟" اس نے بہت سوچ بچار کے بعد انہیں پکارا تو وہ پرامید ہوئے۔

"ہاں؟" اس کی اگلی بات اور ممکنہ حامی کے وہ بڑے اشتیاق سے منتظر تھے۔

"رابی کیسی ہے؟" کائنات بڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی اور انتہائی غیر متوقع سوال سن کر کمال مرتضٰی چند لمحے بے یقینی سے اسے دیکھتے رہے۔

"ٹھیک ہے وہ۔" وہ بھی مسکرا کر سر نفی میں ہلاتے بولے۔

"گھر کا چکر کب تک لگا رہی ہے وہ؟ آئی مس ہر۔" کافی کی چسکیوں کے ساتھ اب ان کی گپ شپ معمول کی باتوں پر مشتمل تھی۔

☆..........☆

"پھر اسپین جارہے ہو کیا تم لوگ؟" ارسلان کمال کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام دہ ہوا۔

"ہ۔ ہمم۔" خیام نے فائلیں ترتیب دے کر بند پڑے لیپ ٹاپ پر رکھیں اور خود بھی کرسی کی پشت پر سر ٹکا تا پرسکون ہو گیا۔ کائنات کی غیر موجودگی کے دو دن بعد ہی اسے اپنی بیوی کے ہیوی ورک لوڈ کا اندازہ ہو گیا تھا جو کم از کم اس سے ہو پانا تو ناممکن تھا۔ عالم مرتضٰی کے سامنے اپنی اس نااہلی کا ذکر کرتے ہوئے اسے ذرا شرم نہیں آئی تھی کیوں کہ اسے پرفیکٹ ہونے یا کہلوانے کا کوئی خبط نہیں تھا۔ جب اس نے بزنس پڑھا ہی نہیں تھا تو سنبھال کیسے لیتا؟ عالم مرتضٰی نے اس کی بات سمجھ کر جب اپنے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو ارسلان کمال سے زیادہ قابل انہیں کوئی نہیں لگا تھا۔

'میں جانتا ہوں تمہیں یہ ہینڈ می ڈاؤنز کی طرح لگ رہا ہو گا۔ تم سوچ رہے ہو گے کہ تایا ابو کو جب کوئی بھی نہیں ملا تب میرا خیال آیا۔ لیکن کیا اپنے بیٹے سے سب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سنبھال لینے کی خواہش کرنا بہت زیادہ ہے؟'وہ صرف ان کے اس مان کی وجہ سے مان گیا تھا۔اس نے اپنا دفتر اور اسٹاف بھی ونٹیج کی عمارت میں منتقل کر لیا تھا اور اب وہ کائنات کے دفتر میں اس کی کرسی پر بیٹھا اس کا کام دیکھ رہا تھا۔

"اور تمہارے پیچھے یہاں تمہاری پوزیشن کون سنبھالے گا؟"ارسلان نے کرسی پر جھولتے پوچھا۔

"پتا نہیں۔بابا دیکھ کر بھیج دیں گے کوئی بندہ۔"اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے اور وہ دونوں خاموشی سے کمرے کی چھت کو گھورنے لگے۔

"وہ کیسی ہے؟"اچانک ہی ارسلان پوچھ بیٹھا۔

"مجھے لگا تھا میں انتظار ہی کرتا رہ جاؤں گا اور آپ نہیں پوچھیں گے۔"خیام کی آواز میں واضح مسکراہٹ محسوس کر کے وہ اداسی سے مسکرایا۔

"جھوٹ ہوگا اگر کہوں گا کہ بالکل ٹھیک ہے لیکن میں اپنی بہن کو جانتا ہوں وہ اس دور سے بھی نکل آئے گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہمم۔"اس سے زیادہ ارسلان نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کہہ سکتا ہے؟

"آپ جانتے ہیں نا کہ یہ ایک لمبا، تھکا دینے والا سفر ہو گا؟"خیام شاہ سے اس قدر گہری باتوں کی امید کم کم ہی ہوتی تھی لیکن وہ کبھی کبھار عادت کے بر خلاف دوسروں کو حیران کر دیا کرتا تھا۔

"تم مجھ سے پوچھ رہے ہو؟"ارسلان استہزائیہ ہنسا۔جو اس راستے کا پرانا، بہت پرانا مسافر ہے۔وہ اب بھی چھت کو گھور رہا تھا۔خیام البتہ بڑے غور سے اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔

"اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں۔آپ اکیلے چلتے چلتے ہی خود کو تھکا چکے ہیں۔ارسلہ کو کیسے سہارا دیں گے؟"

"کوشش تو کر سکتا ہوں۔"اس نے معمولی سے کندھے اچکائے اور نشست چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔مطلب واضح تھا کہ یہ گفتگو یہیں پر ختم ہوتی ہے۔خیام بھی اسے اس کے حال پر چھوڑنے کا ارادہ کرتا اٹھا۔

"خدا حافظ ارسلان بھائی۔ صبح ملاقات ہوتی ہے۔" اس نے لیپ ٹاپ اور فائلیں تھامیں اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جواباً ارسلان نے ایک اور ہنکارا ابھرا تھا۔

آڈی کی اسٹیئرنگ گھماتے ہوئے بھی خیام کے ذہن میں ارسلہ، ارسلان اور ان دونوں کی عجیب قسم کی اجنبیت گھوم رہی تھی۔ اگر اس نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تو اسے اگلے سو سالوں میں بھی کسی پیش رفت کی کوئی امید نہیں تھی۔ اس کے ہونٹوں پر مچلتی خوبصورت سی مسکان اس بات کا واضح اشارہ تھی کہ وہ ان کا حل تلاش کر چکا ہے۔ اس نے کائنات کا نمبر ملایا۔ فون گاڑی کے اسٹیریو سے منسلک تھا، دو گھنٹیوں کے بعد کائنات کی مسکراتی آواز گونجی۔

"میں ابھی تمہیں ہی یاد کر رہی تھی۔"

"کتنا نیک کام کر رہی تھیں۔" اس نے کھلکھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سیلف اوبسیسڈ آدمی! تم نے مجھے زیادہ یاد کیا، تمہیں یہ کہنا تھا۔"

"استغفر اللہ تمہاری خاطر میں خواہ مخواہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتا پھروں؟ پہلے ہی ایسا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی سفید نہیں ہے۔" وہ برا مان کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" اس نے لہجے کو خشک رکھنا چاہا لیکن ہونٹوں کے کناروں میں دبی مسکراہٹ آواز میں محسوس کی جا سکتی تھی۔

"کیا کر رہے تھے؟" کائنات نے پوچھا اور وہ خوشی خوشی اسے اپنی تازہ ترین پلاننگ سے آگاہ کرنے لگا۔ پھر اس کی گاڑی کو اور ان کی گفتگو کو بریک خیام کے گھر پہنچنے پر ہی لگی تھی۔ وہ لیپ ٹاپ اور فائلیں اپنے کمرے میں رکھ کر ابراہیم شاہ کی تلاش میں نکلا جو آج کل دفتر کے علاوہ اپنا بقیہ وقت ارسلہ کے ساتھ گزارا کرتے تھے۔ خیام کو وہ اب بھی ارسلہ کے کمرے میں ملے تھے۔

ابراہیم شاہ کتاب ہاتھ میں پکڑے بیٹی سے بحث میں مصروف تھے۔

"میں بتا رہا ہوں ان بچوں کا قاتل ان کا ٹیچر ہی نکلے گا۔" ان کے ہاتھ میں ایک بیسٹ سیلر مسٹری تھرلر تھا۔ انہیں مسٹری تھرلرز میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ تو ارسلہ کا پسندیدہ ژانرا تھا اور وہ اسی کے لیے پڑھ رہے تھے۔

"بابا آپ یہ بتائیں آپ کو اسپائلرز چاہئیں یا نہیں؟" وہ ان کے جوش پر مسکرائی۔

مسکراہٹ ایسی تھی جیسے وہ کچھ جانتی تھی اور ابراہیم شاہ نہیں جانتے تھے۔

"نہیں لیکن تم دیکھ لینا تجربہ بول رہا ہے۔" وہ چیلنج کرتے عینک دوبارہ ناک پر رکھتے کتاب کھول کر جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کر چکے تھے۔ارسلہ نے سر نفی میں ہلاتے اپنی کتاب اٹھائی۔تب اس کی نظر دہلیز پر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑے خیام تک گئی۔

"تمہارے مطابق قاتل کون ہے؟" وہ اندر چلا آیا۔ابراہیم شاہ نے کتاب سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔

"مجھے لگتا ہے ان پانچ دوستوں میں سے کوئی ایک ہے۔"

خیام نے سر ہلایا اگر ارسلہ کو ایسا لگتا تھا تو خیام کے مطابق ٹھیک ہی لگتا تھا۔ابراہیم شاہ کا زندگی کے بارے میں تجربہ جتنا زیادہ صحیح لیکن مسٹری تھرلرز میں ارسلہ کے تجربے کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ارسلہ نے کتاب واپس رکھ دی۔وہ یوں بھی

اوپری دل سے صرف ابراہیم شاہ کے لیے پڑھ رہی تھی۔ تین، ساڑھے تین سال بعد اس نے کوئی کتاب اٹھائی تھی کیوں کہ ابراہیم شاہ کو لگتا تھا کہ یہی اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کبھی رہا ہو گا لیکن اب نہیں تھا۔ اب وہ فارغ وقت میں جسمانی زخموں پر مرہم رکھا کرتی تھی اور دل کے زخموں سے کھرنڈ ادھیڑ ادھیڑ کر رستے خون سے شوق پورا کرتی تھی۔

"ہر گز نہیں! میں نہیں مانتا۔" انہوں نے پر زور نفی کی اور ساتھ ہی کتاب کے آخری صفحات کھول کر تیزی سے نگاہیں پرنٹ شدہ الفاظ پر دوڑانے لگے۔

"بابا! یہ چیٹنگ ہے۔" وہ احتجاجاً بولی۔ خیام نے ان کے بے صبرے پن پر آنکھیں گھمائیں۔ اسے یقین تھا کہ اگر وہ اس طرح ارسلہ کا سسپنس خراب کرنے کی کوشش کرتا تو انہیں تیسری جنگ عظیم شروع کرنے میں لمحہ نہیں لگنا تھا۔ انہوں نے کتاب بند کر کے گہری سانس لی، عینک اتاری اور چند پل سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد بولے۔

"تمہاری صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے ارسلہ ابراہیم۔" ان کی پراسراری مسکراہٹ پر ارسلہ نے تجسس کے مارے فوراً کتاب اٹھائی۔

"نہیں کریں بابا۔" وہ اب پورے انہماک سے ایک ایک حرف کو پڑھ رہی تھی۔

ابراہیم شاہ نے کتاب ایک طرف رکھ دی۔ وہ اختتام پڑھ کر اپنا مزہ خود ہی کرکرا کر چکے تھے۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" خیام ان سے کچھ فاصلے پر رکھے دوسرے سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ہم بولو۔" انہوں نے اپنی تھکی ہوئی آنکھوں کے کنارے مسلتے پوچھا۔

"آپی کے بارے میں ہے۔" اس نے ہلکی آواز میں کہہ کر ارسلہ کی طرف اشارہ کیا۔

"مجھے مشکل ضرور ہوئی ہے لیکن اب وہ پوری طرح کتاب میں گم ہے۔ ہماری آوازیں اس کے دماغ تک تو پہنچ رہی ہیں لیکن رجسٹر نہیں ہو رہیں۔" وہ اس کی ہر

ہر عادت سے اتنے ہی واقف تھے جتنی ارسلہ خود۔ خیام مسکرایا۔

"آپ کو وہ ہم سب سے زیادہ پیاری ہے۔ ہے نا؟" اس کی جگہ کوئی اجنبی بھی ہوتا تو اسی نتیجے پر پہنچتا۔ وہ تو پھر اسی گھر کا فرد تھا۔

"پوچھنے والی بات پوچھا کرو خیام شاہ اور اگر اپنا جاننا چاہتے ہو تو تم اس قطار میں سب سے آخر پر کھڑے ہو۔" کون سی قطار؟ ان کے پسندیدہ لوگوں کی۔

"مجھے کوئی خوش فہمی پہلے بھی نہیں تھی۔" وہ برا ماننے کی بجائے ہنس دیا۔

"تم کہہ رہے تھے۔۔۔؟"

"میں کہہ رہا تھا کہ آپ یقیناً عدت کے بعد اسے اس کی کمپنی میں کام کرنے نہیں بھیجیں گے۔" وہ ارسلہ کی الیکٹرانکس کی کمپنی کی بات کر رہا تھا اور دراصل اپنی اگلی فرمائش کے لیے تمہید باندھ رہا تھا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟" ابراہیم شاہ کو غصہ تو بہت آیا لیکن ارسلہ کے خیال سے انہوں نے آواز دھیمی رکھی تھی۔ اول، وہاں منصور واحد کی منحوس

یادیں تھیں۔دوم، کمپنی پر جتنی چارج شیٹس لگ چکی تھیں ان کے پاس اسے بند کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا انتخاب نہیں تھا۔

"حوصلہ کریں والد صاحب۔"اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"صاف بات کرو مجھ سے۔"انہوں نے دوٹوک کہا تو وہ گہری سانس لیتا بولا۔

"میں چاہتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد میری جگہ و نیتج میں ارسلہ کام کرے۔"

"تچ۔"انہوں نے واضح انکار کیا۔"ارسلہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوگا وہ چاہے گی تو گھر پر رہے گی۔چاہے گی تو کام کرے گی اور اس کے باپ کو کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے وہ اگر کہے گی تو میں اسے بالکل نیا کاروبار کھول دوں گا۔"

"آپ کو لگتا ہے میں نے یہ مطالبہ بے وجہ رکھا ہے؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وجہ جاننے کے بعد ہی فیصلہ کروں گا۔"وہ منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔خیام کو چپ لگی۔وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ارسلان کا نام بھی لیا تو ان دونوں کے درمیان میز پر رکھی کتاب اس کے سر تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔

"میں نے وہاں کام کیا ہے۔ وہاں کا ماحول اور لوگ آپ کے لیے پرفیکٹ ہیں۔" اس کی 'ماحول اور لوگ' سے مراد یقیناً ارسلان کمال تھا۔

"میں بھی اپنے امپلائیز اور ان کے کام کرنے کے طریقے سے بہت مطمئن ہوں۔" وہ طنزیہ بولے۔ ان کا اپنا اتنا پھیلا ہوا کاروبار تھا۔ وہ کیوں فقط تیس فیصد کے پیچھے خیام کے ساتھ ساتھ ارسلہ کو بھی و نیٹج کے اہم عہدوں پر بٹھا دیتے اور خواہ مخواہ لالچی کہلواتے؟ خیام کے موٹے دماغ میں یہ باریکیاں کہاں تھیں؟ اسے تو بس اپنے پلان کو کسی نہ کسی طرح پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔ وہ اگلے دو سال میں بہت کم پاکستان آنے والا تھا اور وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ یہ معاملہ اتنا عرصہ یوں ہی لٹکتا رہے۔ ایک ہی دفتر میں ہوتے ہوئے ارسلہ اور ارسلان کے اپنی خوشیاں پا لینے کے امکانات زیادہ روشن تھے۔

"یار آپ اسے میری اور اپنی ضد میں کیوں تبدیل کر رہے ہیں؟" "میں یہاں ارسلہ کی بات کر رہا ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بھی اپنی بیٹی کی بہتری کے لیے کہہ رہا ہوں جس کے لیے تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وقت آنے پر وہ اپنے لیے تم سے بہتر فیصلہ کرے گی اور اب دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔" انہوں نے ہمیشہ کی طرح اس کا ذرا لحاظ نہیں کیا تھا۔

"بہت اچھے۔" وہ سر ہلاتا اٹھ گیا۔ اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ وہ غلط بندے سے بات کر رہا ہے اور صحیح بندی چند قدموں کے فاصلے پر بیٹھی اپنے مسٹری تھرلر میں گم تھی۔ خیام پھر کبھی اس سے بات کرنے کا ارادہ باندھ چکا تھا۔

☆..........☆

www.novelsclubb.com

وہ گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا جب فون کی بجتی گھنٹی نے گہرے پر سکون پانی میں پتھر پھینکنے کا کام کیا تھا۔ وہ کراہ کر آنکھیں مسلتا اٹھا اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ دراز پر رکھے فون سے پن علیحدہ کی پھر کائنات کا نام دیکھ کر اس نے تیزی سے کال آنسر کی تھی۔

"کائنات خیریت؟ اس وقت کیوں کال کی؟"

"خیام جلدی آؤ فوراً۔ ابھی اسی وقت۔" اس کی تیز قسم کی سرگوشی پر وہ پریشان ہوتا اٹھ بیٹھا۔

"لیکن ہوا کیا۔۔۔؟"

"اور ہاں اپنے چور راستے سے آنا۔" وہ اس کی بات کاٹنے کے بعد اپنی بات مکمل کر کے رابطہ بھی کاٹ چکی تھی۔ خیام نے بالوں میں ہاتھ چلاتے فون کی بند ہوتی اسکرین کو دیکھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی لیکن پھر بھی اٹھا، ہاتھ مار کر لیمپ روشن کیا اور اس کی روشنی میں اپنی چیزیں مکمل کرنے لگا۔ کرسی کی پشت پر لٹکتی کالی ہوڈ اٹھا کر پہنی اور گاڑی کی چابی لے کر کمرے سے نکل آیا۔ سارے گھر میں خاموشی تھی۔ کہیں کہیں چھت سے منسلک ہلکی روشنی والی بتیاں جل رہی تھیں۔

وہ آنکھیں رگڑتا سیڑھیاں اترنے لگا اور پھر سیدھا دروازے کی طرف چل دیا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" وہ دروازے کا لاک گھما کر کھول رہا تھا جب پیچھے سے عائشہ ابراہیم نے پکار کر پوچھا۔ خیام دل پر ہاتھ رکھے ان کی طرف پلٹا تھا۔

"مما ایسے تراہ نکالتے ہیں بندے کا؟"

"میں کیا پوچھ رہی ہوں؟" وہ ذرا تھکے انداز میں گویا ہوئیں۔

"آپ کی بہو نے یاد فرمایا ہے۔"

"ہیں؟ اس وقت؟" گھڑی پر وقت دیکھ کر وہ پریشان ہوئیں۔ خیام نے محض کندھے اچکا دیئے۔

"کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے؟" انہوں نے دوبارہ تشویش سے پوچھا۔

"آئی ہیو نو آئیڈیا اور مما جو بھی ہوا میں دیکھ لوں گا آپ جا کر آرام کریں۔ ہمم؟"

"اچھا ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی پریشانی والی بات ہوئی تو تم مجھے فوراً فون کرو گے۔"

خیام نے سر ہلایا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اپنے پیچھے اسے لاک کے گھومنے کی آواز آئی تھی۔ وہ سر ہلا کر ہوڈی کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا گاڑی کی طرف بڑھا۔ موسم کی سختی بالکل ختم ہو چکی تھی لیکن اسے عادت تھی۔ پھر کائنات کے گھر تک لے جاتے سارے راستے وہ یہی سوچتا رہا تھا کہ اب کیا غلط ہو گیا؟

اس نے کانچ کا دروازہ بجایا اور ایڑیوں پر آگے پیچھے ہلتے ہوئے اس کے کھلنے کا انتظار کرنے لگا جو کہ چند لمحات پر مشتمل ثابت ہوا تھا۔ کائنات نے ہلکی سی کھٹکے کی آواز سنتے ہی اپنی مضمحل سی واک روکی اور بھاگ کر دروازہ کھولا۔ وہ اس کا بجھا بجھا چہرہ غور سے دیکھتا اندر آیا اور دروازہ اپنے پیچھے بند کیا۔

"کائنات تم مجھے ڈرا رہی ہو۔" اسے یوں ہی اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ بولا۔

"ہمم ؟" وہ جیسے اس کی آواز سن کر ہوش میں آئی تھی۔ خیام کو سامنے دیکھ کر اسے پرسکون ہو جانا چاہیے تھا لیکن وہ ابھی بھی پہلے جتنی ہی غیر آرام دہ تھی۔

"کیا ہوا ہے ؟" اس نے تھوڑا آگے بڑھ کر کائنات کے دونوں ہاتھ پکڑے۔ وہ چہرہ اٹھائے اس کی نرم نگاہوں میں دیکھنے لگی۔ پھر بغیر کچھ کہے اسے اپنی ورک ٹیبل کے سامنے لائی اور اس پر کھلے پڑے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔ خیام تھوڑا جھک کر اسکرین کو دیکھنے لگا۔ ایک سیکنڈ، دو سیکنڈ اور تیسرے میں وہ ساری بات سمجھ کر قہقہہ لگاتا سیدھا ہوا تھا۔

"ہنس کیوں رہے ہو؟" کائنات نے خفگی سے منہ پھلا لیا۔ خیام ہنستے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگا چکا تھا۔

"?Why so cute, Kainat Alam"

"کیوٹ؟ میرا ٹینشن سے بی پی شوٹ ہو رہا ہے۔" اس نے خیام کے سینے پر ہاتھ مارا۔

"دکھاؤ ذرا۔" خیام اس کا وہی ہاتھ پکڑے نبض ٹٹولنے لگا۔ کچھ دیر توجہ سے خون کی روانی محسوس کرنے کے بعد بولا، "واقعی!" اور پھر سے ہنس دیا۔

"میں مذاق نہیں کر رہی خیام۔ صبح کی ای میل آئی ہوئی ہے اور اسے کھول کر دیکھنے کی ہمت میرے پاس ابھی بھی نہیں ہے۔ اسی لیے تو تمہیں بلایا ہے۔"

اب وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"?What if I failed"

کائنات نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ایک اور ناکامی کا خوف کسی تلوار کی طرح سر

پر لٹک رہا تھا۔Navarraیونیورسٹی کے بزنس سکول کی ای۔ میل تھی۔ جس کے متن میں دو ہی باتیں ہو سکتی تھیں۔۔۔وہ قبول کر لی گئی تھی یا مسترد۔ لیکن دیکھنے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا۔

"اونہوں۔مجھے دیکھنے دو۔" وہ اسے پیچھے کرتا کرسی کھینچ کر بیٹھا اور میل پر کلک کیا۔کچھ دیر کی لوڈنگ کے بعد صفحہ اس کے سامنے تھا۔خیّام نے موٹی موٹی نظر دوڑائی اور کرسی کائنات کی طرف موڑ دی۔اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا جبکہ وہ دل کی بڑھتی دھڑکن کے ساتھ اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔خیام نے منہ کھول کر بند کیا جیسے اس کے پاس کہنے کے لیے الفاظ نہ ہوں یا آواز ساتھ دینے سے انکاری ہو۔کائنات اس کی خاموشی پر چیخ کر بولی۔

"خبردار خیام شاہ! سوچنا بھی مت۔اس وقت میرے ساتھ مذاق کا سوچنا بھی مت۔"اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔ہاتھ ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔وہ ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ سرینڈر کی صورت میں اٹھا چکا تھا۔

".You are IN. Application accepted"

"نہیں؟" وہ کچھ دیر آنکھیں پھیلائے غیر یقینی سے اسے دیکھتی رہی پھر دو قدم اٹھا کر میز تک پہنچی اور لیپ ٹاپ اپنی طرف کھینچ کر اسکرین پڑھنے لگی۔ ایک دفعہ، دو دفعہ اور پھر کائنات عالم کی ٹانگوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی ابھی بھی اسکرین کو گھور رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے نا کہ تمہیں اس وقت خوش ہونا چاہیے؟" اس کی طرف سے کسی بھی قسم کا ردِ عمل نہ پا کر خیام نے بتایا تو وہ ہلکا سا مسکرائی۔ آنکھیں البتہ تیزی سے بھیگتی جا رہی تھیں۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا۔" اس نے گیلی سانس اندر کھینچتے کہا۔ اپنی ذات کے متعلق وہ اس قدر شکوک و شبہات کا شکار تھی کہ یہ چھوٹی سی کامیابی بھی اسے اپنی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ اس کی حقدار نہیں تھی۔ جو کچھ وہ وہ نتیجے کے ساتھ کر چکی تھی اس کے بعد تو بالکل نہیں۔ خیام کو اس کی سوچ تک رسائی تو حاصل نہیں تھی لیکن وہ اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے محسوسات سے بہت اچھی طرح آگاہ تھا اس لیے وہ اس کا چہرہ موڑ کر اپنی طرف کر چکا تھا۔

"تمہیں میری بیوی کو اتنا underestimate کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

او کے؟" وہ اس کی پانیوں سے بھری آنکھوں میں جھانکتا مسکرایا۔ کائنات نے سر ہلایا تو آنسو رخساروں پر لڑھک آئے۔

"اور رونے کی تو بالکل نہیں ہے۔"

اس نے تیزی سے آنسو صاف کیے تو خیام اس کا ہاتھ تھام کر اٹھا اور اسے بھی کھڑا کیا۔

"چلو۔" اس کا رخ بالکنی کی طرف تھا۔

"کہاں؟" کائنات نے بازو سے پکڑ کر اسے روکا۔

"سرپرائز ہے۔" اس نے مسکراہٹ چھپائی۔

"ٹھیک ہے لیکن میں بالکونی سے نیچے نہیں جاؤں گی۔" اس نے صاف انکار کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پھر کیا میری بے عزتی کروانے کا موڈ ہو رہا ہے؟ سسر صاحب تو پھر کوئی لحاظ کر جائیں گے لیکن آنٹی کیدو نے نہیں کرنا۔" اس نے رات کے اس پہر بلقیس بانو سے سامنے کا سوچ کر ہی جھرجھری لی۔

"شرم کرو۔ پہلی بات، اس وقت سب اپنے اپنے کمروں میں ہوں گے اور اگر کسی نے دیکھ بھی لیا تو آئی ول ہینڈل۔"

"ویری ویل۔ چلو پھر۔" وہ اب لکڑی کے دروازے کی طرف بڑھا۔

"ایک سیکنڈ۔" کائنات بھاگتی ہوئی سنگھار میز کے شیشے کے سامنے پہنچی۔ بال سامنے سے ہٹا کر کانوں کے پیچھے اڑسے اور لپ بالم اٹھا کر لگائی۔ اس کے چہرے کی اصل رنگت آہستہ آہستہ ہی سہی واپس لوٹ رہی تھی۔ آنکھوں کے نیچے تھوڑے بہت حلقے ابھی بھی موجود تھے۔ وہ واپس دروازے پر منتظر کھڑے خیام کی طرف پلٹی اور بستر کی پائنتی پر رکھا دوپٹہ اٹھا کر اس کے ساتھ ہو لی۔

خیام اس کا ہاتھ پکڑے گلی کے اختتام پر کھڑی اپنی گاڑی تک لایا۔ اس نے کائنات

کے ہاتھ پر انگوٹھی کی کمی محسوس کی تھی لیکن کہا کچھ نہیں۔ وہ اندر بیٹھ گئی تو خیام سامنے سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

"مجھے Deja vu کا احساس ہو رہا ہے لیکن خیام میں بتا رہی ہوں اگر تم کوئی نیا ایڈونچر پلان کر رہے ہو تو یہیں کینسل کر دو۔ میرے پاس اس وقت برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔" اس نے خیام کی طرف چہرہ موڑے سنجیدگی سے کہا۔

وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا اپنی مخصوص مسکان مسکایا۔ وہی جو آدھی مسکان اور باقی آدھی خطرے کا نشان ہوا کرتی تھی۔ کائنات نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورا تو وہ اسٹیرنگ گھماتے اسی معصومیت سے کندھے اچکا گیا۔ وہ گہری سانس لے کر ہار مانتی بات بدل گئی۔

"تمہارے شام والے پلان کا کیا بنا؟ ابراہیم بابا نے اجازت دے دی؟" خیام اسے اپنا پلان بتا چکا تھا لیکن گفتگو کے نتیجے سے وہ لاعلم تھی۔

"تچ۔ کہاں؟ ضدیں لگانی آتی ہیں صرف والد صاحب کو۔"

کائنات کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔ان باپ بیٹے کے درمیان کسی بھی موضوع پر سنجیدہ گفتگو ہونا ناممکن تھی۔وہ خاموشی سے اس مسئلے کا حل سوچنے لگی۔چونکی تب جب خیام نے بند گیٹ کے سامنے گاڑی روکی۔

"کہاں؟" وہ خود گاڑی سے اتر رہا تھا اور اسے کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔

"دو منٹ بس۔" خیام نے کہا اور دروازہ بند کر دیا۔کائنات آنکھوں میں الجھن لیے اسے فون پر بات کرتے دیکھتی رہی۔اس نے فون کان سے ہٹایا اور کائنات کو اپنی طرف متوجہ پا کر مسکراہٹ پیش کی لیکن وہیں کھڑا رہا۔گاڑی کی طرف نہیں بڑھا تھا۔کچھ دیر بعد بھاری گیٹ کھلا اور عمر سوئی جاگی کیفیت میں گیٹ سے نمودار ہوا۔اس نے ہاتھ میں پکڑا ڈبہ خیام کو پکڑایا اور خود آنکھیں مسلتا گاڑی کی طرف آیا۔کائنات نے اس کے قریب آنے پر شیشہ نیچے کیا۔خیام البتہ وہی ڈبہ گاڑی کی پچھلی نشست پر رکھ رہا تھا۔

"السلام علیکم بھابھی کیسی ہیں؟"

"وعلیکم السلام عمر بھائی، خیام یہ کیا ہو رہا ہے ؟"اس نے باری باری دونوں کو دیکھا۔

عمر نے کندھے اچکا کر خیام کی طرف اشارہ کیا اور سیٹ بیلٹ لگاتے خیام نے ان دونوں کو نظر انداز کر دیا۔ عمر کے دوبارہ کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ گئیر بدل کر گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔ پیچھے وہ اڑتی ہوئی دھول کو دیکھتا صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا اس کی جگہ عالیان یا اسفر میں سے کوئی ہوتا تو اس وقت اٹھائے جانے اور یوں چھوڑے جانے پر موٹی موٹی اور اونچی اونچی گالیاں دینے سے ہر گز پرہیز نہ کرتا۔

"یہ پراجیکٹر کس لیے ؟"اس نے گاڑی کے اندر روشنی کر کے پچھلی سیٹ پر رکھا بیٹری آپریٹڈ پراجیکٹر دیکھا اور مزید الجھ کر پوچھا۔

"تم جان ہی لو گی۔"وہ اب بھی بتانے کو تیار نہیں تھا۔

"بڑے ہی ڈھیٹ ہو ویسے۔"وہ بڑبڑا کر رہ گئی۔ کچھ دیر کائنات تیزی سے پیچھے دوڑتے مناظر کو دیکھتی رہی۔ پھر تھک کر ہیڈ ریسٹ پر سر ٹکا گئی۔ اڈرینالین رش آہستہ آہستہ مدھم پڑ رہا تھا۔ وہ پہلے ای میل کے انتظار میں اور پھر کھولنے نہ کھولنے

www.novelsclubb.com

کی کشمکش میں بہت زیادہ تھک چکی تھی۔خیام نے اس کی گہری ہوتی سانسوں کی آواز سنی اور ایک نظر ڈال کر مسکرا دیا۔یہ بہت اچھا ہو گیا تھا کیوں کہ وہ جاگ رہی ہوتی تو اسے اس وقت وہاں بالکل نہ جانے دیتی جہاں وہ اسے لے جانا چاہتا تھا۔

ناہموار راستے پر لگتے ہچکولوں سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔پہلے وہ نا سمجھی سے پلکیں جھپکتی رہی لیکن جب خیام نے ایک خطرناک موڑ پر اسٹیئرنگ تیزی سے گھمائی تو اس کی چیخ نکل گئی تھی۔کائنات نے پلٹ کر دیکھا پتھر کٹا ہوا تھا اور دور دور تک اندھیرا تھا۔

"ریلیکس یار کچھ نہیں ہوا۔" خیام کی آواز پر وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں خیام؟ کیوں؟" اس نے پوچھا اور خیام نے ایک نا سمجھ سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تمہیں یہ کیوں کرنا ہوتا ہے؟ میں پچھلے ڈیڑھ، دو مہینوں میں گھر سے نہیں نکلی اور جب نکلی تو تمہیں یہاں کے علاوہ کوئی جگہ نہیں ملی؟ اور ہم وہاں کرنے کیا جا رہے ہیں؟" وہ بھڑ کی تھی۔اس نے معصومیت سے شانے اچکا دیے۔وہ ڈھلوان

سے اوپر جا رہے تھے۔ راستہ کافی حد تک ہموار تھا لیکن خیام نے محض اسے غصہ دلانے کے لیے رفتار بڑھائی اور خالی قطعے کے عین درمیان میں لا کر گاڑی روک دی۔ اس طرح کے ان کے سامنے سپاٹ کھڑی چٹانیں اور پیچھے چند قدموں کے فاصلے پر ہوا کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ انجن بند کرتا باہر نکل گیا تھا اور کائنات ابھی تک دل پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔ یہ آدمی! کسی دن اس کا دل بند کر کے ہی خیام کو چین آئے گا۔ وہ اسے سخت سست سنانے کے لیے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولتی باہر نکلی لیکن خیام کو پراجیکٹر چلا کر گاڑی کی چھت پر رکھتے دیکھ کر اس کا منہ کھلا۔

"کون سی فلم دیکھو گی کائنات، genre؟" وہ موبائل نکال کر پراجیکٹر سے کنیکٹ کیے پوچھ رہا تھا۔

"پاگل آدمی شہر میں سینیما ختم ہو گئے تھے کیا؟" وہ تقریباً چلائی تھی۔ وہ اس جگہ پر دن کی روشنی میں نہ آتی۔۔۔ خیام رات کے اندھیرے میں لے آیا تھا۔ ایک دفعہ پھر سے۔

"میں خود ڈیسائیڈ کر لیتا ہوں۔" وہ یوں گویا ہوا جیسے سوال سنا ہی نہ ہو۔

"خیام میں نے پچھلی دفعہ بھی تمہیں کہا تھا کہ مجھے واپس اس جگہ پر نہیں آنا۔ راستہ کتنا خطرناک ہے۔۔۔ تمہیں ذرا خوف نہیں آتا؟" وہ کہاں جا کر اپنا سر مارتی؟

"رائٹ ہار راٹ از۔" خیام اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔ کائنات نے ایک نظر اسے دیکھا، دوسری روشن چٹان پر تیزی سے اوپر نیچے سوائپ ہوتے مووی پوسٹرز پر ڈالی اور منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ایک طرف چل دی۔ خیام نے اس کی پشت دیکھ کر رینڈملی ایک پوسٹر پر ہاتھ مارا اور فون پراجیکٹر کے ساتھ رکھتا اس کے پیچھے گیا۔ وہ کنارے پر ٹانگیں نیچے لٹکائے بیٹھی تھی۔

".Hey"

خیام اس نقل کرتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ وہ خاموشی سے رخ پھیر گئی۔

"یو نو۔۔۔ ہم سب سے زیادہ خطرے میں اب ہیں۔ آوازیں تو تم تک پہنچ ہی رہی ہوں گی؟" اس کا انداز لاتعلق سا تھا۔ یوں جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔ کرتی رہو جو کرنا

ہے۔

کائنات نے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا۔آوازوں سے لگتا تھا کہ کسی درندے نے انسانوں پر حملہ کر دیا ہے لیکن وہ غلط تھی۔اس آدمی کے منہ سے خون ٹپک رہا تھا، رگیں نیلی پڑی تھیں اور آنکھوں میں درندگی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔اس نے لاشعوری طور پر خیام کا بازو پکڑا۔وہ مسکراہٹ چھپاتا اٹھا،اسے بھی ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا اور کنارے سے دور لے آیا۔

"میں یہ نہیں دیکھ رہی ہوں۔"کائنات نے ہاتھ سے حقیقتاً ایک دوسرے کے خون کے پیاسے زومبی نما انسانوں کی طرف اشارہ کیا۔

"میں بھی۔"اس نے سر ہلایا اور کائنات نے رک کر اسے گھورا۔

"تم۔۔۔"اسے خیام کی شایان شان الفاظ نہیں ملے تھے۔اس لیے لب دوبارہ بھینچ لیے۔

"جانتا ہوں، جانتا ہوں۔بہت نایاب ہوں۔اپنی قسم کا ایک ہی ہوں اور تمہاری

خوش قسمتی کہ تمہارا شوہر بھی ہوں۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھولے تہہ شدہ چادر نکالتا کہہ رہا تھا۔چادر دیکھ کر کائنات کو ٹھنڈی ہوا کا احساس ہوا۔اس نے گلے میں جھولتے اسٹالر کو شانوں پر ڈالا۔خیام فلم بدل چکا تھا اور وہ دونوں گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے چادر ٹانگوں پر ڈالے دیکھ رہے تھے۔خیام کے تبصرے بھی جاری تھے۔

کائنات عادتاً اُس کی بات کے ایک سو اسی درجے الٹ جواب دے رہی تھی۔پس منظر میں رات کا ایک بڑا حصہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔وہ فلم کے ختم ہونے سے پہلے ہی اس کے کندھے پر سر ٹکائے سو چکی تھی اور خیام کب اس کے سر پر رخسار ٹکاتا نیند میں گیا تھا۔اسے احساس نہیں ہوا تھا۔پراجیکٹر کی بیٹری ختم ہوئی تو وہ بند ہو گیا اور اس کا فون بھی۔

سورج کی پہلی کرنوں نے جب آنکھوں کے پپوٹوں پر دستک دی وہ تب جاگا تھا۔

خیام نے کراہتے ہوئے سر اٹھایا۔اس کی گردن اور بایاں کندھا سن ہو چکے تھے کمر اکڑ کر تختہ بن چکی تھی۔اس نے دایاں ہاتھ اٹھا کر گردن پر مساج کی۔پھر چہرہ موڑ

www.novelsclubb.com

کر کائنات کو دیکھا جو سکون سے سو رہی تھی۔اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"کائنات۔" ہولے سے پکارا۔

"کائنات۔" اس دفعہ چہرہ بھی تھپتھپایا۔جواباً اُس نے آنکھیں کھولیں لیکن روشنی کے حملے سے بچنے کے لیے دوبارہ بند کر لیں۔

"اٹھ بھی جاو یار۔ذرا سا میرے کندھے کا خیال کر لو؟اپنا وٹے جتنا بھاری سر رکھ کر اٹھانا بھول گئی تھیں۔" وہ آنکھیں بند کیے سنتی رہی جب الفاظ دماغ میں جا کر پروسس ہوئے تو کرنٹ کھا کر اس سے دور ہوئی۔وہ اپنا پسندیدہ کام کر رہی تھی۔۔۔خیام کو گھورنے کا۔

"بہت شکریہ۔" وہ طنزیہ کہہ کر چادر ہٹاتا بونٹ سے نیچے اترا۔

"ذرا جو شرم ولحاظ ہو تم میں؟" کائنات نے چادر اٹھا کر اپنے کندھوں پر ڈالی اور خود بھی دوسری طرف سے اتری۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا گردن اور کمر دونوں کو ہاتھوں کی مدد سے سہلا رہا تھا۔

"شرم ہے اسی لیے تو تمہیں گھورتے رہنے کی بجائے فوراً اٹھا دیا حالاں کہ دل نہیں مان رہا تھا اور لحاظ کی تو بات ہی نہ کرو بی بی! چار گھنٹے کا لحاظ تھوڑا تو نہیں ہوتا؟" اس نے کلائی موڑ کر وقت دیکھا۔ سوئیاں بالکل سیدھی تھیں۔ آخری دفعہ جب اس نے وقت دیکھا تھا تب دو بج رہے تھے۔

"مجھے گھر جانا ہے۔" کائنات اس کی بکواس کا جواب دینے بیٹھ جاتی تو صبح سے شام ہو جانی تھی۔ خیام نے اسے دیکھا اور پھر گردن پیچھے گراتا ہنستا چلا گیا۔ کائنات آنکھیں اسکیڑے اس کے نہ ختم ہونے والے قہقہے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتا رکا اور سانس لینے کی کوشش کرنے لگا لیکن بیچ بیچ میں ہنسی کا دورہ ابھی بھی پڑ رہا تھا۔ وہ اس کی سرمئی چادر کے کناروں کو ہاتھوں میں پکڑے، ہاتھ سینے پر باندھے کھڑی تھی۔

"یہی بات روتے ہوئے کہو گی تو ایک دم پرفیکٹ ہو جائے گا۔" وہ گہری گہری سانسوں کے درمیان بولا کائنات اب بھی کچھ نہیں سمجھی تھی۔

".It's a meme"

خیام نے مزید کہا اور وہ آنکھیں گھما کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولنے لگی۔

"رکو دکھاتا ہوں تمہیں عالیہ بھٹ روتے ہوئے کہتی ہے 'مجھے گھر جانا ہے'

تمہارے بالکل انہی الفاظ سے مجھے وہ یاد آ گئی۔" وہ فون اٹھاتا کہہ رہا تھا۔ کائنات نظر انداز کرتی گاڑی میں بیٹھ گئی اور دروازہ زور سے بند کیا۔

"بیوی کو بھی meme material سمجھ رکھا ہے اس آدمی نے۔"

"فون بند ہو گیا ہے۔ میں چارج کر کے دکھاتا ہوں تمہیں۔" وہ پچھلا دروازہ کھولے پروجیکٹر اندر رکھ رہا تھا۔ کائنات نے پانی کی بوتل اٹھا کر ڈھکن کھولا اور گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھتا گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ سب سے پہلے اس نے فون چارج پر لگایا پھر کائنات کے سنجیدہ چہرے کو دیکھنے لگا۔

"عالیہ بھٹ پیاری عورت ہے۔ میرا تو نہیں خیال کہ اس سے کمپیئر کیے جانے پر اتنا ناراض ہونے کی ضرورت ہے۔" کائنات دیکھے بغیر بھی جانتی تھی کہ اس کے

چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ (دراصل پیاری سی) چسپاں تھی۔

"شٹ اپ خیام۔ ول یو پلیز؟"

"اوکے۔" اس نے سرینڈر کی صورت میں ہاتھ اٹھائے پھر اسٹیئرنگ تھام لی۔

یوں واپسی کا سفر تقریباً خاموشی میں کٹا تھا لیکن خیام کا اس کو عالم منزل پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا جس کا اندازہ کائنات کو بھی ہو گیا تھا۔

"خیام ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"میرے گھر۔"

"یعنی میری سسرال۔ اس حال میں؟" اس نے چادر ایک طرف ہٹا کر اپنے حلیے کی طرف اشارہ کیا۔ کالی قمیص پر ان گنت شکنیں تھیں اور رنگ دار اسٹالر کہیں سے بھی اس کے لباس سے زیب نہیں کھاتا تھا۔ وہ خیام کے شور مچانے پر جس حلیے میں تھی اسی میں نکل آئی تھی۔

"کیوں کیا ہوا؟ عالیہ بھٹ جتنی نہ سہی لیکن تم بھی پیاری ہو یار۔" پھر سے عالیہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھٹ۔۔۔ مقصد اسے زچ کرنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا؟ خیام کو تو وہ پسند بھی نہیں تھی۔

"منہ بھی نہیں دھویا میں نے اور تمہیں پیاری لگ رہی ہوں؟" وہ عالیہ بھٹ کے ذکر کو صاف نظر انداز کر گئی۔

"لیکن تمہارے بغیر میں آپی سے اس موضوع پر بات نہیں کر سکتا۔" اس نے شش و پنج میں مبتلا ہو کر گاڑی سڑک کے ایک طرف روک دی۔

"کس موضوع پر کیا بات کرنی ہے آپی سے؟" وہ چادر ٹھیک کرتی خیام کی طرف رخ پھیر کر بیٹھی۔ وہ اسے اپنے زرخیز دماغ میں پروان چڑھتے نئے منصوبے سے آگاہ کرنے لگا۔

"ہمم۔" کائنات نے ساری بات سن کر ہنکارا بھرا۔

"پہلے عالم منزل چلو۔ مجھے کپڑے چینج کر لینے دو اور پاپا سے اجازت بھی لینی ہے۔ تمہارے ساتھ تو منہ اٹھا کر چلی آئی تھی لیکن سسرال جانے کے لیے ان کی

اجازت ضروری ہے اور تم کال کر کے مما کو بتاؤ گے کہ میں تمہارے ساتھ آپی سے ملنے کے لیے آ رہی ہوں۔ منہ اٹھا کر وہاں بھی نہیں جا سکتی۔"

"تو منہ رکھ دو نا؟" اس نے مشورہ دیا۔

"بکواس کرنی ہے تو میری طرف سے صاف انکار ہے۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

"میں چپ ہوں۔" اس نے ہونٹوں کی زپ بند کی تھی۔ پھر کائنات کی ہدایات پر حرف بہ حرف عمل ہوا تھا۔ سوائے اس کے کہ عالم مرتضٰی نے انہیں ناشتے کے بغیر جانے کی اجازت نہیں دی تھی۔ وہ خاصے فریش لیمن کلر کے کرتے پر سفید حجاب کیے ان کے گھر میں داخل ہوئی تھی اور خیام رات کے ملگجے حلیے میں ہی تھا۔ عائشہ ابراہیم ان کی منتظر تھیں۔ خیام انہیں لاؤنج میں چھوڑ کر اپنے کمرے میں تازہ دم ہونے اور لباس بدلنے کی نیت سے چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو ساس بہو اسی مقام پر باتیں بھگارتی ہوئی ملیں۔ یہ خواتین کے پاس اتنی باتیں کہاں سے آتی ہیں؟ اس نے آنکھیں گھمائیں جیسے وہ خود اس معاملے میں خواتین سے کسی بھی لحاظ سے پیچھے

تھا۔

"عائشہ سلطانہ۔" وہ دونوں صوفے پر ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں۔ خیام پہلے ان کی پشت تک گیا اور جھک کر ان کے بالوں پر بوسہ دیا۔

"کائنات عالم۔" وہی عمل دوبارہ دہرایا۔ کائنات ساس کے سامنے شرمندہ ہوئی لیکن خیام کو گھورنے کے علاوہ نہ کچھ کہا، نہ کیا۔

"چلو تمہیں آپی کے پاس لے چلوں۔" وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔

"مما اجازت ہے؟" وہ اٹھنے سے پہلے بولی۔

"ہاں بیٹے جاؤ تمہارا اپنا گھر ہے۔ اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ ایک دو کام نبٹا کر میں بھی آتی ہوں۔"

"نہیں آپ نہ آئیں۔۔۔ میرا مطلب ہے فوراً نہیں آیئے گا۔ آرام سے اپنا کام کر لیں پہلے۔" خیام فوری مداخلت کرنے کے بعد پچھتایا۔ وہ اس کا شانہ تھپک کر چلی گئیں۔ خیام نے وہاں سے ماس رگڑا۔ تھپکی سخت قسم کی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بات کیسے شروع کریں گے؟"کائنات کو نئی فکر ہوئی۔وہ اکلوتی نند کے سامنے خود کو بے حس نہیں ثابت کروانا چاہتی تھی۔

"موقع دیکھ لیں گے نا تم چلو تو۔"وہ اسے ہاتھ سے پکڑے اوپر لے آیا پھر ارسلہ کے کمرے کے بند دروازے پر دستک دی۔

"آجائیں۔"اس کی مدھم سی آواز آئی۔خیام نے دروازہ نیم وا کر کے کچھوے کی طرح سر اندر گھسایا۔

"آپی تم فارغ ہو؟"خیام نے دیکھا وہ کمرے کی لان کی طرف کھلتی کھڑکی میں کھڑی تھی۔دوپٹہ ایک کندھے پر دھرا تھا اور کیچر میں قید بال اتنے بھی مقید نہیں تھے چہرے کے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے۔

"آجاؤ خیام۔"وہ اس کی خاطر مسکرائی حالاں کہ رونے کا جی چاہ رہا تھا۔۔۔بہت سا رونے کا۔

"کائنات بھی ہے۔"اس نے دروازہ پورا کھول کر اندر قدم رکھا۔

"وہ بھی آجائے۔"

"السلام علیکم آپی کیسی ہیں؟" وہ خیام کے پاس سے گزرتی تیزی سے ارسلہ تک پہنچی اور محبت کی گرمی سے اس سے ملی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔کائنات تم سناؤ؟"

خیام نے بہن کے جھوٹ بولتے چہرے کو ایک نظر دیکھا اور دوسری نظر اس کے پیروں پر ڈالی۔وہاں جوتی مفقود اور حد درجہ گلابی پن تھا۔پاؤں کے تلے سرخ تھے۔مطلب ان کے آنے سے پہلے وہ چل چل کر خود کو تھکاتی رہی تھی۔اس کی anxiety اسے زیادہ دیر بیٹھنے نہیں دیتی تھی۔نہ تنہائی میں نہ محفل میں۔

"مجھے چھوڑیں مجھے کیا ہونا ہے۔آپ اپنا بتائیں اور آئیں یہاں بیٹھتے ہیں۔" وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر بستر تک لائی۔ارسلہ بیٹھ گئی تو خود بھی اس سے کچھ فاصلے پر ٹک گئی۔خیام نے اس کے جھوٹ بولتے چہرے کو بھی خوب دیکھا تھا۔انسان دوسرے انسانوں سے اپنا آپ اتنا کیوں چھپا کر رکھتا ہے؟شاید دنیاداری اسی کو کہتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیں لیکن وہ تو دونوں کے دلوں سے واقف تھا۔ جو بالکل مختلف وجوہات کی وجہ سے دکھ رہے تھے۔ شاید اسی لیے خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔۔۔اس وقت ارسلہ کی الماری سے ٹیک لگائے ہوئے اور ان کی زندگیوں میں بھی بطور بھائی اور بطور شوہر۔ ان کی تکلیف کو کم کرنے کی ہر کوشش کے باوجود بھی وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ وہیں پر کھڑی تھیں اور وہاں سے ہلنے کے لیے دونوں کو ہی سب سے زیادہ اپنی مدد درکار تھی۔ سمجھنے کے لیے تیار دونوں ہی نہیں تھیں۔ وہ اپنی سوچوں میں گم ہو کر نند بھابھی کی گفتگو سے توجہ ہٹا چکا تھا۔ کائنات کی پکار پر چونکا۔ وہ اس سے خدا جانے کس بات کی تصدیق کرنا چاہ رہی تھی۔

"ہاں؟" وہ ابرو اٹھاتے ہوئے متوجہ ہوا۔

"میں آپی کو کل کی ای میل کا بتا رہی تھی اور وہ پوچھ رہی ہیں کہ ہم کب تک جا رہے ہیں؟"

"ابھی چلے جاتے ہیں میری جان۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ کائنات آنکھیں گھماتی ارسلہ

کی طرف پلٹی وہ ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"دفع کریں اسے آپی۔ مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے؟" اس نے اجازت طلب نظروں سے ارسلہ کو دیکھا۔ جس نے سر ہلا کر بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے ایک نظر خیام کو دیکھا پھر گہری سانس لے کر ہمت جٹاتی بولی۔

"ہو سکتا ہے میری بات یا انداز آپ کو برا لگے جس کے لیے میں پہلے سے ہی معافی مانگتی ہوں لیکن آپ کو میری بات پوری سننی ہے۔ وعدہ کریں؟" اس نے تمہید باندھتے ارسلہ کے دونوں ہاتھ پکڑے۔ جس کی مسکراہٹ اب تک سمٹ چکی تھی لیکن اس نے اپنے ہاتھ واپس نہیں کھینچے تھے نہ کچھ کہا ہی تھا۔ وہ خاموش نگاہوں سے کائنات کے بولنے کی منتظر تھی۔

"اس دن auction پر (وہ رکی، ارسلہ کی گرفت مضبوط ہوئی لیکن اس نے ہاتھ ابھی بھی نہیں کھینچے تھے۔ ہاں آنکھیں بند تھیں) مجھے آپ کے جانے کے بعد خیام نے بتایا تھا کہ آپ کو گاونز بہت پسند آئے تھے۔" وہ پھر اس کا ردعمل دیکھنے کے

لیے رکی۔ارسلہ نے الجھ کر آنکھیں کھولیں۔کائنات کیا کہنے کی کوشش کر رہی تھی؟ہاں،اسے ملبوسات پسند آئے تھے۔ہاں،اس نے جاتے ہوئے خیام سے سرسری ساذکر کیا تھا۔وہ خوف زدہ ضرور تھی اپنی اخلاقیات نہیں بھولی تھی اور کائنات،اسے مجبوراً اپنے مدعے تک آنے کے لیے اس تکلیف دہ یاد کا ذکر کرنا پڑا تھا۔خود کو بے حس ثابت نہیں کروانا چاہتی تھی لیکن آثار بتا رہے تھے کہ یہ تلخ گھونٹ پینا ہی پینا تھا۔ویسے بھی خیام کب اس سے کچھ مانگا کرتا تھا۔اگر اب وہ چاہتا تھا کہ اسے ارسلہ سے بات کرنی تھی تو مطلب کرنی تھی۔۔۔کچھ بھی ہو جاتا۔

خیام پس منظر میں یوں مدغم ہو گیا جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں۔جب کہ وہ سانس روکے ان کو دیکھ اور سن رہا تھا۔تکلیف اگر ارسلہ کو ہوئی تھی تو اس نے بھی محسوس کی تھی۔اب اگر کائنات کو ہونے والی تھی تب بھی اسے احساس ہونا ہی تھا۔

"آپ شاید نہ جانتی ہوں لیکن میں سب کچھ چھوڑ کر گھر بیٹھ چکی ہوں۔کچھ ہوا تھا (اس نے کانپتی سانس ہوا کے سپرد کی اور ارسلہ کی گرفت پھر سخت ہوئی۔وہ واقع

نہیں جانتی تھی لیکن بہت حساس ہو چکی تھی)اور اس کے بعد میں نے دوبارہ و نیٹیج کارخ نہیں کیا۔شاید ہی کبھی کر سکوں۔" دونوں کی آنکھیں نم تھیں۔ہاں، نمی کو راہ فرار کسی نے نہیں دکھائی تھی۔

" مجھے معلوم ہے میں بہت زیادہ کی خواہش کر رہی ہوں لیکن کیا میری جگہ آپ و نیٹیج کو سنبھال سکتی ہیں؟"

"لیکن کائنات میں کیسے؟" وہ بمشکل گویا ہوئی۔

"یقین کریں اتنا مشکل نہیں ہے اور آپ کی کلاس کی عورت کے لیے تو بہت آسان ہے۔ایک اور وجہ بھی ہے۔۔۔وہاں مرد dominate کر رہے ہیں جو کہ مجھ سے بالکل برداشت نہیں ہو رہا۔عالیہ ہیں وہاں پر لیکن عالیہ کے اوپر کوئی نہیں ہے۔عالیہ، میری چیف ڈیزائنر۔" اس نے وضاحت پیش کی جو کہ ناکافی تھی اور کائنات جانتی تھی۔ارسلہ بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"ابھی کے لیے نہیں کہہ رہی۔۔۔جب بھی آپ کا دل چاہے۔جب بھی آپ کو

لگے کہ آپ دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔(کائنات خود بھی نہیں تھی)تب و نیٹیج آپ کے لیے بیسٹ آپشن کے طور پر ہمیشہ اویل ایبل ہو گا۔ آپ اس کو نہ بھی چنیں تب بھی آپ کی مرضی۔لیکن مجھے جانے سے پہلے آپ کو بتانا تھا کہ آپ کے پاس میں اور یہ آپشن موجود ہیں۔۔۔ہمم؟"اس نے تصدیق چاہی۔ارسلہ نے ہلکا سا سر ہلایا تو وہ کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگا گئی۔پھر سرگوشی نما آواز میں بولی۔

"آپ کو پتہ ہے نا۔۔۔خوف پر قابو پانے کے لیے اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔تب تک جب تک آپ دونوں میں سے کوئی ایک فنا نہ ہو جائے۔زیادہ احتمال خوف کے فنا ہونے کا ہوتا ہے۔و نیٹیج کی اس آکشن نے وہ چین ری ایکشن شروع کیا تھا جس کا انجام ہم سب کے سامنے ہے۔ہمت جمع کریں اور اس خوف کا سامنا کر کے اسے فنا کر دیں کیونکہ یہ آپ ہی کر سکتی ہیں۔"

ارسلہ کی سسکی گونجی تو کائنات کو احساس ہوا وہ خود بھی رو رہی تھی۔اس بات کا

احساس بھی کچو کے لگا رہا تھا کہ وہ ارسلہ کو کھو کھلے الفاظ سنا رہی تھی۔ خود اپنے خوف سے نظریں چرانے والی کی باتوں میں کتنی ہی تاثیر ہوتی؟ لیکن ارسلہ اس طرح رو رہی تھی جیسے کوئی آخری بار روتا ہے اور پھر اس غم پر رونا بند کر دیتا ہے۔ غم ختم نہیں ہو جاتا بس اس پر بہانے کے لیے آنسو ختم ہو جاتے ہیں!

خیام آنکھیں رگڑتا ان دونوں کو روتا چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔ راہداری میں عائشہ ابراہیم بھیگی آنکھوں سمیت کھڑی تھیں۔ وہ انہیں ساتھ لگاتا ہوا وہاں سے لے آیا تھا۔ اتنا دور کہ اب آواز ان تک نہیں پہنچ رہی تھی لیکن وہ پھر بھی رو رہی تھیں۔ ماں جو ٹھہریں۔۔۔ اور ماں کو اولاد کی تکلیف اپنے سینے میں دھڑکتی، روتی، تڑپتی محسوس ہوتی ہے۔

☆..........☆

وہ بستر پر چادر سر تک اوڑھے پڑی تھی۔ نہ وہ سو رہی تھی، نہ یہ سونے کا وقت ہی تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر بھی عینا کمال ٹس سے مس نہ ہوئی۔ بلقیس بانو نے اسے

www.novelsclubb.com

دیکھا اور گہری سانس بھر کر اندر چلی آئیں۔خاموشی سے اس کے سرہانے بیٹھیں پھر ہاتھ بڑھا کر انگلیاں اس کے بالوں میں چلانے لگیں۔

چادر کے اندر منہ چھپائے لیٹی عینا نے ان کا لمس محسوس کیا اور سسکی روکی۔ہاں، گرم گرم آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔

"عینی بیٹا ضد نہیں لگاؤ۔۔۔اس دفعہ نہیں۔"ان کی آواز میں بے بسی گھلی ہوئی تھی۔بے دردی سے آنسو صاف کرتی عینا نے آنکھیں گھمائیں۔وہ پہلے کب ضد لگاتی تھی؟کوئی سنتا تو خیال کرتا تھا کہ اس کی ماں اس کی ضدیں پوری کر کر کے تھکی ہوئی تھی۔ہاہ!

"میں تم باپ،بیٹی کے ساتھ نہیں جا سکتی۔مجھے عادت نہیں ہے اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور رہنے کی اور گھر کا سارا انتظام میں چلاتی ہوں۔میں چلی گئی تو پیچھے گھر کون سنبھالے گا؟بھائی صاحب؟ارسلان؟فرحان؟آیت؟"وہ نرمی سے کہتے ہوئے اسی ملائمت سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھیں۔عینا کا جی چاہا ان کا ہاتھ

جھٹک دے لیکن پھر اس نے خواہش کو زور سے دل میں دبایا۔

"بھائی صاحب کی بیماری سامنے کی بات ہے۔ارسلان کو کو دو دفتروں سے فرصت ہی کب ملتی ہے اور فرحان، بہت غیر ذمہ دار ہے۔اس کے ہاتھ میں سب دے کر میں بالکل مطمئن نہیں ہوں گی۔رہ گئی آیت تو وہ تمہارے جتنی ہی ہے۔۔۔بتاؤ تم پر عالم منزل کی ذمہ داری ڈال دی جائے تو کیا تم سنبھال لو گی؟"بلقیس بانو نے توجیہات کی فہرست اسے تھمادی تھی۔عینا کو ایک سے بھی غرض نہیں تھی۔اسے غرض تھی تو صرف اس بات سے کہ وہ اب اپنی ماں اور باپ دونوں کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔وہ اسی خوش فہمی میں پچھلا ایک مہینا بڑی بے فکری سے گزار چکی تھی۔ ربیعہ کمال کی شادی ہو چکی تھی، بھائی اتنے بڑے تھے کہ اپنا خیال بخوبی رکھ سکتے تھے۔گھر میں نوکروں کی کمی تو نہیں تھی لیکن اس نے پھر سے اپنی اور آیت کی قیمت کا اندازہ لگانے میں غلطی کر دی تھی۔اسے لگا تھا کہ احساس دلانے پر، چلا چلا کر کہنے پر وہ اسے زیادہ وقعت دیں گی۔اگر آیت سے برتر رویہ نہیں رکھیں گی تو کم

از کم برابری کا سلوک تو کریں گی نا لیکن کہاں ؟ وہ اب بھی وہیں تھی۔۔۔ مطلب وہ، بلقیس بانو کے نزدیک کہیں نہیں تھی ! وہ چہرہ اچھی طرح صاف کر کے چادر ہٹاتی اٹھ بیٹھی۔

"نہیں ! میں نہیں سنبھال سکتی۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ کا یہاں رہنا زیادہ ضروری ہے۔" اس کی آواز کسی بھی قسم کے احساس سے عاری تھی البتہ دل رو رہا تھا۔ وہ کیوں کرتی تھیں ایسا؟ انہیں احساس کیوں نہیں ہوتا کہ ہر بار آیت کو اس پر ترجیح دے کر وہ اس کے اندر کبھی نہ بھرنے والا زخم چھوڑ جاتی ہیں؟ پاسپورٹ دیکھنے کے بعد ان کے رچائے جانے والے تماشے پر وہ پہلی بار چیخی تھی۔ زخموں کی شدت سے چلائی تھی اور وہ وقتی مرہم رکھ کر پھر سے پرانی والی بلقیس بانو بن گئی تھیں۔ کہانا اسے خوش فہمی تھی۔۔۔ وہ اسی خوش فہمی میں مبتلا آج ان کے کمرے میں گئی تھی جہاں وہ صرف کمال مرتضٰی کا سامان پیک کر رہی تھیں۔ خوش فہمی کے غبارے سے ساری ہوا پھس کر کے نکلی تھی۔ وہ تب بھی چیخی تھی۔ ان پر، ان

کی خود غرضی پر چیخ چلا کر اپنے کمرے میں آئی تھی لیکن اب بس۔۔۔جو کہہ کر دلایا جائے وہ احساس نہیں ہوتا! ہمدردی، ترس، ندامت کچھ بھی ہو سکتا ہے احساس نہیں ہوتا۔

"میری بچی! میری پیاری بیٹی! مجھے پتا تھا میں پیار سے سمجھاؤں گی تو تم سمجھ جاؤ گی۔" وہ اس کا سر سینے سے لگا کر ماتھا چومتیں کہہ رہی تھیں۔

"مما! مجھے اپنا سامان پیک کرنا ہے۔" وہ ان سے دور ہوتی بولی۔

"شاباش تم سامان باندھو میں آیت کو دیکھ لوں۔پتا نہیں کہاں سے پکوان بنانے کا شوق چڑھ آیا ہے۔۔۔کچن ہی نہ جلا دے۔" وہ اس کے سر پر آخری بوسہ دیتی اٹھ گئیں۔عینا بے یقینی سے ان کی دور ہوتی پشت دیکھ رہی تھی۔بے یقینی کیسی؟ وہ طنزیہ ہنسی۔اب تک تو اسے عادی ہو جانا چاہیے تھا۔وہ دونوں جب تین سال کی تھیں تب سے ہی بلقیس بانو کی پہلی ترجیح آیت بن گئی تھی۔ عموماً ایک کے رونے پر دوسری بھی رو پڑتی تھی لیکن چپ پہلے آیت کو کروایا جاتا تھا۔بلقیس بانو اسے

ارسلان، فرحان، ربیعہ کسی کے بھی حوالے کر دیتی تھیں۔ آیت کی ماں مری تھی، بلقیس بانو نے عینا کی جیتی جاگتی ماں کو اس کی ننھی پہنچ سے بہت دور کر دیا تھا۔ پہلے پہل وہ پر سا دینے کے لیے آنے والوں کو دکھانے کے لیے ہر وقت آیت کو اٹھائے پھرتیں تاکہ کوئی ان پر ایک حرف بھی نہ کہہ سکتا اور نہ ہی عالم مرتضیٰ کو بچوں کے لیے گھر کی دوسری مالکن لانے کا کہتا۔ کوئی کہتا بھی تو وہ کون سا ماننے والے تھے لیکن بلقیس بانو کے اپنے پلانز تھے۔ انہیں اس گھر پر اکیلے راج کرنا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ انہیں آیت کے وجود کی عادت ہوتی گئی۔ اس کے بعد محبت۔ وہ وقت بھی آیا جب انہوں نے اپنی اولاد اور جیٹھ کی اولاد کا فرق مٹا دیا۔ اب اگر وہ نہ بھی اعتراف کریں تو کسی کا کیا جاتا ہے لیکن آیت ان کے دل کا اٹوٹ ٹکڑا تھی۔ عینا کمال کو دیر سے ہی سہی اس بات کا احساس ہو گیا تھا۔ وہ کبھی بھی اسے نہیں چننے والی تھیں تو اسے بھی جواب میں وہی کرنا چاہیے۔ وہ سر ہلاتی اٹھی اور الماری کھول کر بغیر دیکھے کپڑے بستر پر پھینکنے لگی۔ آنکھیں کرچی کرچی ہوئے مان سے چبھ رہی تھیں۔ اس

www.novelsclubb.com

نے تین چار ہینگروں پر چڑھے لباس اتارے اور پھر انہیں منہ تک لا کر زور سے چلائی۔آواز کپڑوں میں دب کر رہ گئی۔یہ آخری دفعہ تھا۔۔۔اس کے بعد عینا کمال کی زندگی میں بلقیس بانو کی اتنی ہی اہمیت ہونے والی تھی جتنی ان کے نزدیک اس کی تھی۔بدگمانی تھی یا بچپنا تھا۔۔۔جو بھی تھا اب سے یہی تھا!

☆..........☆

اگلے دن ان باپ بیٹی کی دبئی روانگی تھی۔سامان پہلے گھر کے دروازے پر اور وہاں سے ارسلان کی گاڑی میں منتقل ہوا تھا۔وہ معمول کے مطابق اٹھی تھی،سب سے مخاطب ہوئی تھی اور اس میں ہوئی تبدیلی کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی۔وہ دونوں باری باری سب سے مل رہے تھے۔عینا بلقیس بانو سے بھی ملی تھی۔۔۔اس کا دل تو نہیں چاہا تھا لیکن پھر بھی وہ ملی تھی۔ایک آخری بار ماں کی خوشبو کو ذہن نشین کر لیا اور ان کی ساری ہدایات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں۔

"بس بھی کرو بانو! اس کا باپ ہو گا وہاں اس کا خیال رکھنے کے لیے۔" کمال مرتضی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ہلایا تو وہ چہرہ اٹھا کر مسکرائی۔ وہ اپنے باپ سے عقیدت کی حد تک محبت رکھتی تھی یا شاید سب ہی بیٹیاں رکھتی ہیں۔۔۔ان کے لیے کسی بھی حال میں مسکرایا جا سکتا تھا۔

"بھائی! میں آپ کو بہت یاد کروں گی۔" وہ ماں اور باپ کے درمیان سے نکل کر سیدھا ارسلان کے کھلے بازوؤں میں گئی تھی۔

"میں بھی گڑیا! میں بھی۔ میں ملنے آتا رہوں گا۔ تمہارے بغیر زیادہ سے زیادہ ہفتہ، دس دن گزر سکتے ہیں اور پھر تم بھی تو آؤ گی اپنے ایگزامز کے لیے۔" ارسلان بار بار اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ رہا تھا۔ اس نے آنسو بہاتے سر ہلایا۔ وہ بارہویں جماعت کی طالبہ تھی اور امتحان دینے کے لیے اسے د، واڑھائی ماہ بعد آنا ہی تھا۔

سب کا خیال تھا کہ تب تک اس کے سر سے 'میں اب ہمیشہ پاپا کے ساتھ رہوں گی' والا بھوت بھی اتر جائے گا۔ وہ اڑھائی ماہ بعد انہیں ششدر کرنے والی تھی۔۔۔

یقیناً!

"کائنات بیٹے!" کمال مرتضٰی نے اس سے ملنے کے بعد گلا کھنکھار کر اسے کیا سب ہی کو متوجہ کر لیا تھا۔

"جی چاچو؟" انہوں نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ وہ لینے کے بجائے آنکھوں میں الجھن لیے بولی۔

"یہ کیا ہے؟"

"اسپین کے گھر اور گاڑی کی چابی۔"

"لیکن چاچو۔۔۔" اس نے اعتراض کرنا چاہا۔ وہ گھر اور گاڑی ان کی تھی۔ وہ بھلا کیسے لے سکتی تھی؟ عالم مرتضٰی نے جب اسپین نہ لوٹنے کا ارادہ باندھا تھا تب ہی اپنا گھر بیچ دیا تھا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں! تم یہ لے رہی ہو کیوں کہ تم میرے بھائی کی بیٹی ہو اور جب اپنا گھر ہے تو تم وہاں ہوٹلوں میں ٹھہرتی اچھی لگو گی؟" وہ چابیاں اسے زبردستی تھما

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چکے تھے۔کائنات نے اجازت طلب نظروں سے عالم مرتضیٰ کو دیکھا جن کے چہرے پر 'میرے بھائی' سننے کے بعد سے نمودار ہوتی مسکراہٹ انوکھی تھی، چمکیلی تھی۔اس کے پاس شکریہ کے ساتھ قبول کرنے کے علاوہ کوئی انتخاب نہیں تھا۔

"بہت شکریہ چاچو!"

"جیتی رہو!" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر عالم مرتضیٰ کی طرف پلٹے۔ان کی آنکھیں پھیلیں۔بڑے بھائی کا خیال تھا کہ چھوٹا جس طرح آمد پر اور رہائش کے دوران انہیں نظرانداز کرتا رہا ہے اب بھی اسی طرح چلا جائے گا۔وہ تو ابھی تک 'میرے بھائی' سننے کی خوشی سے باہر نہیں آئے تھے۔کان ترس گئے تھے، آنکھیں بنجر ہوگئی تھیں لیکن شاید ابھی نہیں ہوئی تھیں۔انہیں وہ تیزی سے بھیگتی محسوس ہوئی تھیں۔وہ وہیل چیئر پر بیٹھے تھے۔کمال مرتضیٰ بے تاثر سے چہرے کے ساتھ جھکے اور ان کے سینے سے سینہ جوڑ دیا۔عالم مرتضیٰ کے ہاتھ بڑی تیزی سے ان کی پشت پر بندھے تھے اور ان کے بہتے آنسو تو وہ سب دیکھ ہی سکتے تھے۔وہ البتہ ہر

ایک کی موجودگی کو بھول گئے تھے۔۔۔یاد تھا تو صرف اتنا کہ ان کا چھوٹا بھائی آج عرصے بعد دوبارہ ان کے سینے لگا تھا۔وہ جس کے وجود سے انہیں ویسی ہی خوشبو آتی تھی جیسی باباجانی سے آتی تھی، جیسی اموجان سے آتی تھی۔انسان کسی بھی عمر کو پہنچ جائے نہ ماں باپ کی یاد بھولتی ہے نہ خوشبو! انہیں بھی بس یاد تھا اور وہ بھائی تو بہت اچھی طرح یاد تھا۔۔۔جس کی خوشبو سے اب تک محروم رہے تھے۔کمال مرتضٰی نے خود رکھا تھا اور انہیں بہت افسوس تھا لیکن وہ آئندہ بھی محروم ہی رہنے والے تھے۔

"بچوں کے لیے عالم صاحب! میرے اور آپ کے بچوں کے لیے۔" کمال مرتضٰی نے ان کے کان میں سرگوشی کی تھی اور ساری خوشبوؤں کے باوجود عالم مرتضٰی نے بدبودار سانس سینے میں گھٹتی ہوئی محسوس کی۔انہوں نے ہوش سنبھالتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو منظر واضح ہونے کے بعد اپنے اور اپنے بھائی کے بچوں کو مسکراتے ہونٹوں اور جھلملاتی آنکھوں کے ساتھ خود کو دیکھتے پایا۔"معافی نہیں مل

سکتی یار؟" وہ بھی انہی کی طرح بہت آہستگی سے بولے تھے۔

"ایمان سے بتائیں جو آپ نے ہمارے ساتھ کیا تھا وہی میں کرتا تو کیا مجھے معاف کر دیتے آپ؟"

"کمال؟" آخری التجا تھی۔وہ سنی ان سنی کرتے پیچھے ہٹ گئے۔ کبھی کبھار چیزیں جیسی ہوتی ہیں انہیں ویسے ہی قبول کر لینا چاہیے۔ سنوارنے کی کوشش مزید خرابی کا باعث ہی بنتی ہے۔ان بھائیوں کی مثال بھی ویسی ہی تھی۔

"ارسلان! بھائی صاحب کا بہت خیال رکھنا۔" بیٹے کو ہدایت دی اور عینا کو ساتھ لگا کر دروازے کی طرف چل دیے۔سب گھر والے ان کے پیچھے جا رہے تھے صرف عالم مرتضٰی وہیں بیٹھے تھے۔ارسلان جانے سے پہلے ان کے پاس رکا۔

"تایا ابو!" اس نے جھک کر ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔وہ چونک کر بھائی کی شبیہ لیے اس کے بیٹے کو دیکھنے لگے۔

"جتنا مل رہا ہو اس پر قانع رہنے کا درس ہم نے کس سے سیکھا ہے؟!" وہ سوال

ضرور تھا لیکن عالم مرتضٰی سے اس کا جواب درکار نہیں تھا۔جواب وہ دونوں جانتے تھے۔اس نے اٹھ کر دوسرا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور اپنے ہونے کا یقین دلاتا چلا گیا۔کم از کم وہ ان کے پاس،ان کے ساتھ تھا۔اپنے باپ کو وہ جانتا تھا اور عالم مرتضٰی کا حزن و ملال بھی اس سے چھپا ہوا نہیں تھا لیکن اس کے ہاتھ میں سوائے تسلی کے،کچھ نہیں تھا۔سو وہ انہیں وہی دے آیا تھا۔گاڑی کے روانہ ہوتے ہی باقی گھر والے اندر آ گئے۔روتی ہوئی بلقیس بانو کو آیت نے سہارا دے رکھا تھا۔عینا نے ان کے آنسو دیکھے تھے اور چہرہ موڑ لیا تھا۔ہوں گے وہ سچے،اولاد کی جدائی پر بہنے والے کھرے آنسو۔اٹھارہ سالہ عینا کمال کو ڈھونگ کے علاوہ کچھ نہیں لگے تھے۔خیر!اسے کیا؟وہ جہاں جا رہی تھی وہاں اپنے باپ کے ساتھ بہت خوش رہنے والی تھی۔ہائے!انسان اور اس کے اپنی سوچ کے مطابق بنائے جانے والے پلانز۔

☆..........☆

ارسلان کمال نے مصروفیت سے سر اٹھا کر اپنے دفتر میں آگے پیچھے ٹہلتے خیام شاہ کو

دیکھا اور دوبارہ سر جھکا لیا۔ وہ کب سے اس کے سر پر سوار نہ خود کچھ کر رہا تھا نہ اسے ہی سکون سے کرنے دے رہا تھا۔

"خیام! بیٹھ جاؤ۔" حکم دیتے ہوئے اس کی نظریں لیپ ٹاپ پر ہی ٹکی تھیں۔

"اونہوں!" وہ سر نفی میں ہلاتا آگے پیچھے، آگے پیچھے مارچ کرتا رہا۔ گھڑی دو گھڑی بعد فون کو بھی دیکھ لیتا تھا۔ اسے لمحے لمحے کی پیش رفت کی خبر دی جا رہی تھی لیکن سکون اسے پھر بھی نہیں تھا۔ آج ان کی ٹیکس چوری کے مقدمے پر فیصلہ آنا تھا۔ ابراہیم شاہ اور عالم مرتضٰی اپنے وکلاء کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ کائنات کو خبر بھی نہیں تھی اور جسے تھی اس سے سکون سے بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔

"میں یہاں کام کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" ارسلان کی سنجیدہ آواز دوبارہ ابھری۔ وہ اس کے دفتر میں صبح سے ڈیرے ڈالے بیٹھا تھا بلکہ گھوم رہا تھا۔۔۔اس سے تو اچھا یہ ہوتا وہ ان لوگوں کے ساتھ چلا جاتا۔ وہاں بھی خیام سے نچلا کہاں بیٹھا جانا تھا؟ کوئی بکواس کر دیتا تو ان کے لیے مزید مشکل ہو جاتی۔ یا کم از کم وہ توہین

عدالت کا مرتکب ہو کر اندر ہو چکا ہوتا۔

"اور اگر جو معزز جج صاحب نے ہمارا لائسنس کینسل کر دیا تو پھر کر لیجئے گا سارے کام !" وہ طنزیہ بولا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ میں تمہیں کتنی دفعہ بتا چکا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ جرمانہ ہو گا اور بس۔" ارسلان نے کام روک کر اسے گھورا۔ اس کی موٹی کھوپڑی میں یہ بات گھسنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"تو ابھی تک ہوا کیوں نہیں؟ ٹائم دیکھیں یار۔۔۔ سوا ایک بج گیا ہے۔" اس نے پھر گھڑی پر وقت دیکھا حالاں کہ چند ثانیے پہلے بھی دیکھا تھا۔

"اور اس وقت وہاں پر پتا ہے کیا ہو رہا ہو گا؟" ارسلان کے سوال پر اس کا سر خود بخود نفی میں ہلا۔

"لنچ۔ آؤ تمہیں بھی کرواؤں۔ کہیں چکرا کر گر نہ جانا۔" وہ لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھ گیا۔ اسی وقت خیام کا فون بجا۔ وکیل کا پیغام تھا کہ لنچ کے بعد وہ ضرور ہی فیصلہ

سنا دیں گے۔اس نے لعنت بھیج کر فون بند کیا اور ارسلان کے پیچھے چل دیا۔

"ہاں ! اب بتاؤ۔۔۔یہ تمہیں اتنی بے چینی کس بات کی ہے؟"ارسلان نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پیوست کر کے انہیں میز پر رکھا۔بیرا ان سے کھانے کا آرڈر لے کر جا چکا تھا۔ان کی قریب کی تقریباً ساری میزیں ہی بھری پڑی تھیں لیکن لوگ اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

"کیوں کہ یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے۔"اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اعتراف کیا۔ارسلان ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"کیا مطلب؟"اب اسے دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔خیام گہری سانس لے کر جواب میں عکاشہ،اس کی خود سے obsession اور کائنات سے نفرت کے بارے میں بتانے لگا۔اب بول رہا تھا تو اسے احساس ہوا تھا کہ وہ پہلی بار کسی کے سامنے کہانی کا یہ رخ رکھ رہا ہے۔حتی کہ اس کے جگر کے ٹوٹے یعنی اس کے دوست بھی ابھی ناواقف تھے۔اس نے بات ختم کرنے کے بعد فون نکالا اور ان کو ملنے کا پیغام

بھیجا۔ بات ختم ہوئی تھی مکمل نہیں۔ کیوں کہ اگلے حصے کے متعلق ارسلان کچھ نہیں کر سکتا تھا اس لیے خیام نے ذکر کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ یہ مسئلہ اسے خود ہی ٹھکانے لگاتا تھا۔ جی ہاں! ابھی عکاشہ نامی مسئلہ پوری طرح ختم نہیں ہوا تھا۔ اسفر نے فوراً سب کو اپنے گھر کی دعوت دے ڈالی۔ ان کا ایک اصول تھا کہ جب کوئی اس طرح ضروری یا غیر ضروری بات کے لیے بلایا کرتا تھا تو وہ اپنے ضروری کام بھی پس پشت ڈال کر اٹھ پڑتے تھے۔ خیام کو یقین تھا وہ اس سے پہلے وہاں موجود ہوں گے سوائے جاذب کے جو آج کل ملک سے باہر تھا۔

"یہ سب کائنات کو پتا ہے؟" ارسلان کو صرف یہی ایک سوال اہم لگا تھا۔

"توبہ کریں ارسلان بھائی! اسے پتا ہوتا تو کیا میں آپ کو یہاں ایک پیس میں بیٹھا نظر آرہا ہوتا؟" اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"پھر کب تک بتانے کا ارادہ ہے؟" وہ تھوڑا آرام دہ ہو کر بیٹھا۔ بیرا ان کا کھانا میز پر لگا رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جتنی دیر سے اسے خیال آئے گا اتنا بہتر ہے۔ بلکہ کبھی نہ آئے تو میں سوچوں گا زندگی میں ہی جنت مل گئی!" ارسلان قہقہہ لگائے بغیر رہ نہ سکا۔ کائنات کے رد عمل کا اندازہ دونوں کو ہی تھا۔

"اصل جنت مانگ لو۔۔۔ اس والی کی نسبت اس کے ملنے کے چانسز زیادہ ہیں۔ ہم دونوں جانتے ہیں جس دن اس نے آفس واپسی کی اسی دن وہ سارا حساب کتاب کھول کر بیٹھ جائے گی۔"

"جانتا ہوں۔ جانتا ہوں۔" خیام بڑبڑایا اور اسے اپنا کھانا نکالتے دیکھنے لگا۔ اس کی اپنی بھوک تو تقریباً فوت ہو چکی تھی۔

"چلو تمہیں اس وقت کے لیے ابھی سے گڈ لک۔ اب کھانا کھاؤ۔" خیام نے سر ہلاتے ہاتھ بڑھایا۔ بھئی! خیام شاہ جیسے آدمی کی کھانے سے ناراضگی کتنی دیر تک قائم رہ سکتی تھی۔ بس۔۔۔ سیکنڈ کا ہزارواں حصہ! کھانے کے بعد ارسلان واپس دفتر چلا گیا اور خیام اسفر کے گھر تک لے جاتے راستے پر سفر کر رہا تھا۔ اس کے

اندازے کے عین مطابق وہ چاروں بیسمینٹ میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔انتظار کیا خاک کر رہے تھے۔۔۔ عمر اور شاہ ویز پول کھیل رہے تھے اور اسفر، عالیان فوس بال پر تیزی سے ہاتھ چلاتے ٹھک ٹھک کر رہے تھے۔عالیان کی کامل توجہ کھیل کی طرف تھی اس کا اظہار اس کی ہلکی سی باہر نکلی زبان سے ہو رہا تھا اور اسفر ہونٹ بھینچے، آنکھیں اسکیڑے ہوئے تھا۔وہ سب پر ایک افسوس بھری نظر ڈال کر کونے میں رکھے روم فریج کی طرف گیا اور ایک کین نکال کر کھولا۔پھر تھپ سے ایک صوفے پر گر گیا۔کسی کو پکارنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔وہ ہار جیت کے بعد ہی اسے دستیاب ہونے والے تھے۔آج اسے جاذب کی صحیح قدر معلوم ہوئی تھی۔۔۔وہ ہوتا تو خیام شاہ یوں بیٹھنے کی بجائے اس کے ساتھ ٹیبل ہاکی کھیل رہا ہوتا یا ان بہت سی آرکیڈ مشینوں میں سے کسی پر کچھ بھی۔۔۔یوں سر صوفے پر گرائے چھت کو نہ گھور رہا ہوتا۔عالیان اور اسفر کھیل ختم کر کے اس تک پہنچے۔

"کون مر گیا ہے؟" اسفر نے اس کی کچھ سنجیدہ، کچھ رنجیدہ شکل پر چوٹ کی۔

"مجھے جاذی یاد آرہا ہے۔"اس نے اسی رنجیدگی سے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تچ جاذی کی قسمت۔"عالیان نے بھی فریج سے دو کین نکالے اور ایک کو اچھی طرح ہلا کر اسفر کی طرف اچھال دیا۔

"میں کیا تجھ سے آج ملا ہوں یا پید اآج ہوا ہوں؟"اسفر نے اسے گھورتے ہوئے کین میز پر ٹکا دیا۔عالیان نے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور خیام سے کہنے لگا۔

"یار یہ کین تو کھول دے اسفر کو۔سارا زور تو اس نے گول کروانے پر لگا دیا جو کہ پھر بھی نہیں ہوا۔"وہ خیام سے خاصا دور جاتا کہہ رہا تھا۔وہ جو چھت کو گھورے جا رہا تھا،سیدھا ہوا۔

"کون جیتا؟"اس نے اپنا کین میز پر رکھا اور دوسرا اٹھا لیا۔اسفر بڑی سنجیدگی سے دونوں مٹھیاں کھول اور پھر بند کر رہا تھا جیسے ہاتھ بہت دکھ رہے ہوں بلکہ کباڑا ہی ہو چکا ہو ان کا۔

"آف کورس میں۔"عالیان نے فخریہ مسکراتے ہوئے کین منہ سے لگا یا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کتنے گول۔۔۔؟"خیام نے کین کھولا تو رنگ برنگا مشروب فوارے کی طرح اس کے منہ اور کپڑوں پر گرا۔

"یہ چوتھا تھا۔" عالیان بولا۔وہ سب پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے اور خیام اپنی جگہ پر جم سا گیا تھا۔پلکیں بھی نہیں جھپک رہا تھا۔

"تجھے میرا کتنا خیال ہے؟آئی لو یو خیام۔"اسفر نے اس بت کے ہاتھ سے کین لے لیا تھا۔عمر اور شاہ ویز بھی کھیل چھوڑ کر ان کے ساتھ آ بیٹھے تھے۔

"چل اب صدمے سے باہر نکل آ؟"عمر نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔خیام کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔وہ سب ہی جانتے تھے کہ ڈرامہ کر رہا ہے اور ابھی ان میں سے کسی ایک پر پھٹ جائے گا۔زیادہ روشن امکانات عالیان کے ہی تھے۔پھر بھی وہ نجانے کس زعم میں اس کے قریب آ گیا تھا۔ان دونوں کے درمیان صرف شیشے کی مستطیل میز تھی۔

"عمر اور شاہی کے لیے بھی کھول دے گا کیا؟مجھے پانچواں گول کرنا ہے اور۔۔۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے خیام کا ہاتھ اس کی گردن پر تھا۔ وہ ٹائی ہاتھ پر لپیٹ کر عالیان کو میز سے لگا چکا تھا جس کا دھڑ میز پر اور ٹانگیں فرش تک جا رہی تھیں۔

"یہ لے پانچواں گول۔" خیام نے دوسرے ہاتھ سے کین پکڑ کر اس کے منہ سے لگا دیا۔ مشروب اس کے منہ میں کم اور اطراف میں زیادہ گرا تھا۔ باقی تینوں نے دیکھنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا تھا۔ وہ سب ہی اس کی منتقم مزاج طبیعت سے واقف تھے۔ عالیان نے اگر شروع کیا تھا تو ختم خیام شاہ نے ہی کرنا تھا۔ کین خالی کر کے خیام نے اسے چھوڑ دیا تو وہ کھانستا ہوا میز سے ٹیک لگا کے فرش پر ہی بیٹھ گیا۔

عالیان نے چہرہ صاف کر کے پلٹ کر خیام کو گھورا۔ جس نے شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

".Ali! You literally asked for it man"

شاہ ویز اس کے قریب ترین تھا۔ اس نے اٹھنے کے لیے عالیان کو ہاتھ پیش کیا۔ وہ

نظر انداز کرتا جو دہی اٹھ گیا۔اس عرصے میں خیام اور وہ ایک دوسرے کو برابر گھورے جا رہے تھے۔پہلے ایک کے ہونٹ پھیلے پھر دوسرے کے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں اونچے قہقہے لگا رہے تھے۔

"کپڑے بدل آؤ کمینو۔" اسفر نے کہا۔دونوں کی سفید شرٹوں پر بڑے بڑے دھبے نمایاں تھے۔عمر اور شاہ ویز نے نگاہیں ملنے پر ایک ہی بات سوچی تھی، 'ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔'

"چل جگر۔" خیام بھی اٹھا اور اس کی گردن میں بازو ڈال کر چند سیکنڈوں تک خوب دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔

"مجھے بھی اس کا بدلہ چاہیے اب۔" عالیان نے اس کی دور ہوتی پشت کو گھورا۔

خیام نے دیکھے بغیر ہاتھ ہلا دیا۔عالیان کو بھی فوری بدلہ لیے بغیر چین کہاں پڑنا تھا؟ خیام دروازے کے قریب پہنچ کر اسے کھول چکا تھا جب عالیان بھاگتا ہوا اس کی پشت پر سوار ہو گیا۔دونوں ایک جتنے ہی تو تھے۔خیام سے کہاں اس کا وزن

برداشت ہوناتھا۔وہ نیچے گراتھااور عالیان اس کے اوپر۔

"دفع ہو جاؤذلیل آدمی۔"خیام نے دانت کچکائے۔

عالیان ہنستاہوااٹھااور راہداری میں فل اسپیڈ سے بھاگتاہواغائب ہوگیا۔خیام ابھی فرش پر بیٹھااپنے جبڑے کے صحیح سلامت ہونے کایقین کررہاتھا۔پھراٹھااور عالیان کے تعاقب میں نکل گیا۔

"کوئی دیکھ کر کہہ دے کہ یہ ٹین ایجرز نہیں مڈ نوٹیز میں ہیں؟ تچ۔"شاہ ویز نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔عمر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ در آئی اور اسفر نے قہقہہ لگایا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو اسفر کی پسندیدہ ٹی شرٹوں کے اوپر ان سے زیادہ پسندیدہ جیکٹیں پہن رکھی تھیں۔مقصد اس کے اندر سے کسی بھی قسم کارد عمل نکلواناتھا۔تھوڑی اور تفریح ہو جاتی۔خیام کو شرٹ بدلتے خیال آیاتھاکہ عالیان کی حرکت (بری یابہت بری،وہ جج نہیں کررہاتھا) نے اسے اپنی پریشانی کچھ دیر کے

لیے بھلادی تھی۔ دوست خواہ مخواہ ہی ہر درد کی دوا نہیں کہلاتے۔

"تم لوگوں پر زیادہ بچ رہی ہیں۔" اسفر نے دیکھا اور دل سے تعریف کر دی۔ خیام نے برا سا منہ بنایا۔

"اگر لڑ نہیں سکتا تو مر جا سفی۔"

"ابے سالے میرا دماغ تو نہیں خراب اس کی طرح۔۔۔ کیوں عالی؟" اس نے آنکھ مار کر پوچھا اور عالیان نے ہونہہ کہہ کر رخ موڑ لیا۔

"لڑنے کا موڈ کیوں ہو رہا ہے؟" عمر نے خیام سے پوچھا۔

"وقت گزارنے کے لیے۔ مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔" انتظار کو بھی آدھی موت یوں ہی تو نہیں کہتے۔

"کس بات کا انتظار؟ خیام (گالی) اب اگر پوری بات ایک ہی سانس میں بتا دے گا تو تیرا اور ہم سب کا بھلا ہو گا۔" اس کی ڈرامے بازی سے تنگ آ کر شاہ ویز بولا۔ وہ واقعی زچ ہوا تھا ورنہ ان میں سے بری زبان کا استعمال وہ سب سے کم کرتا تھا۔

"جو ڈرامہ میری برتھ ڈے پر شروع ہوا تھا۔اس کا ڈراپ سین ہے آج۔ہمارا کیس آر یا پار ہونا ہے۔پیسوں کی تو مجھے ذرا پرواہ نہیں۔۔۔ابراہیم شاہ کے پاس بہتیرے ہیں لیکن میرا اور کائنات کا پاسپورٹ ان کے پاس ہے۔وہ واپس نہ ملے تو میں اپنی بیوی کو کون سا منہ دکھاؤں گا؟صرف اسی بات کی ٹینشن ہے"

"یہی گندا والا اور کون سا؟"عالیان بولا تو خیام کے سوا باقیوں نے اسے گھورا۔

"اس کی یونیورسٹی سے میل آچکی ہے اور وہ بہت ایکسائٹڈ ہے۔اگر ایک دفعہ پھر اس چڑیل کی وجہ سے وہ دکھی ہوئی تو مجھے نہیں پتا میں کیا کروں گا۔"

"جسے ہم جانتے ہیں وہی چڑیل یا کوئی اور ہے؟"عمر نے شدید حیرت سے پوچھا۔

یقیناً سب کی الجھن بڑھی تھی۔

"وہی ہے۔"اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"پہلے بھابھی اس کی وجہ سے کب دکھی ہوئی تھیں؟"کام کی بات اب بھی شاہ ویز نے ہی پوچھی تھی۔

"یہ سب اس نے پلان کیا تھا۔میرا برتھ ڈے گفٹ تھا اور ابھی بھی اس کی جان کو سکون نہیں آرہا۔

"سیریئیسلی؟"عمر بولا۔

"کس طرح؟"عالیان نے کہا۔

"میں نہیں مانتا۔اس کے پاس اتنا دماغ ہی نہیں ہے۔"اسفر نے پرزور سر نفی میں ہلایا۔

"اس نے تم لوگوں کے ساتھ یہ سب کر دیا اور بدلے میں تو نے اسے کچھ بھی نہیں کہا یا کیا؟بلکہ ابھی بھی وہ تیری جان کو آرہی ہے؟مجھے اس پر یقین نہیں آرہا۔"شاہ ویز کی بات میں ہمیشہ کی طرح منتطق کو زیادہ دخل تھا۔

"یہ ٹیکس ریڈ اور الماس کی ویڈیو وہ بھی اس کا کیا دھرا تھا۔میں نہیں جانتا تھا۔بابا نے مجھ سے پہلے پتا کروالیا اور اس کے باپ سے مل کر ڈیل بھی کرلی۔مجھے جب تک پتا چلا تب تک وہ پاسپورٹ چیک کروانے والی لائن میں کھڑی تھی۔"

"جا تو چکی ہے پھر وہاں سے کیا اور کیسے کر رہی ہے وہ؟" اسفر کے ماتھے پر بل پڑے۔ خیام کو خدا جانے کیا موت پڑ رہی تھی ساری بات بتانے کے لیے آمادہ نظر نہیں آتا تھا۔

"کینیڈا میں ہے اس وقت۔" عالیان نے پوچھا کم بتایا زیادہ تھا۔ اس کے فون پر عکاشہ کی انسٹا پروفائل کھلی تھی۔ تقریباً ہر دوسری تصویر کے ساتھ لوکیشن پنڈ تھی۔

"یہ فون یہاں رکھ۔" خیام نے میز پر سب کے درمیان فون رکھنے کا کہا اور عالیان نے رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"میں تم لوگوں کو بتا رہا ہوں۔ شی از سک (sick)۔ یہ وائٹ پیچ نظر آ رہا ہے تم سب کو؟" اس نے ہر چوتھی، پانچویں تصویر کھول کر ان کے سامنے کی۔ بڑے غیر محسوس طریقے سے وہ سفید کاغذ وہاں موجود ہوتا تھا۔ کبھی عکاشہ کے بیگ سے جھانک رہا ہوتا۔ کبھی اس کے painted ناخنوں کے نیچے پڑا ہوتا اور کبھی تہہ ہو

کر اس کے فون کے ساتھ۔خیام اس لڑکی کے منفی دماغ اور دوسروں کی توجہ کے لیے کچھ بھی کرنے کی گھٹیا عادت سے حلق تک بھرا ہوا تھا اور اب اس نے پھٹنا ہی پھٹنا تھا۔

"ہمم۔ہے کیا اس میں؟"

"میرا اور کائنات کا پرسنل ڈاکومنٹ ہے۔مجھے سوچ سوچ کر ہی غصہ آتا ہے کہ یہ اس کے پاس ہے اور میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

"تیرے ہاتھ کا لکھا ہوا لولیٹر تو نہیں ہے؟"اسفر نے پوچھا اور ساری ٹینشن کے باوجود وہ سب قہقہہ لگا کر ہنسنے۔

"نہیں بے!لولیٹر ہی ہوتا تو وہ بہن سینے سے لگا کر رکھتی اور پڑھ پڑھ کر جلتی رہتی۔ میری جوتی کو بھی پرواہ نہ ہوتی۔"

"پرسنل ڈاکومنٹ ہے تو اس کے پاس کیسے پہنچا؟سنبھال کر رکھتا نا۔"عمر نے اسے لتاڑنا اپنا فرض سمجھا۔

"سنبھال کر ہی رکھا ہوا تھا۔" خیام جھلایا۔ "میرے پاس ایک باکس ہے جس میں کائنات سے تعلق رکھتی ہر چیز رکھی ہے حتیٰ کہ cadbury کا خالی ریپر بھی۔ خبردار! کوئی نہ ہنسے۔۔۔ ہم سب یہ کرتے ہیں۔" ان کی کھی کھی شروع ہونے والی تھی خیام نے آنکھیں نکالیں۔ عمر اور شاہ ویز نے سر نفی میں ہلایا، وہ یہ نہیں کرتے تھے۔ اسفر اور عالیان کی خاموشی مجرمانہ تھی۔ شکر وہ اکیلا ہی لوسک پپی (puppy) نہیں تھا۔

"آگے بتا۔"

"ہاں تو وہ باکس ویسے میرے کمرے میں ہوتا تھا لیکن پھر آکشن کے بعد مجھے آفس میں رکھنا پڑا۔" آکشن پر کائنات سے خالی صفحے پر دستخط لینے کے بعد اسے وہ باکس دفتر میں منتقل کرنا پڑا تھا۔ وہ کوئی وکیل تو تھا نہیں۔۔۔ فیکٹری کی منتقلی کا ڈرافٹ اس نے خود ترتیب نہیں دینا تھا۔

"یہ وجہ بھی یقیناً پرسنل ہوگی۔ آگے چل۔" شاہی نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"نہیں بتادیتا ہوں۔ وہ اپنے برینڈ کو مزید کامیاب دیکھنا چاہتی تھی اور دو فیکٹریوں سے یہ ممکن نہیں تھا۔ میں بابا سے ایک اور کی بات کرنا چاہتا تھا اور کائنات کو سرپرائز دینے کے لیے بلینک پیپر پر سائن کروا لیے۔ ویسے بعد میں وہی سائن کائنات کو بچا گئے تھے ورنہ وہ ایکسائز آفیسر اسے لیے بغیر کہاں جانے والا تھا؟" اس نے تیز تیز بات مکمل کی۔ بات سے بات نکلتی لمبی ہوتی جا رہی تھی۔

"ان سگنیچرز کی وجہ سے اس دن سی ای او تو بن گیا تھا۔ صحیح۔" عمر نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"ورنہ اس کی اوقات ہے؟" عالیان نے سنجیدگی سے نہایت غیر سنجیدہ بکواس کی تھی۔

"اوقات چھوڑ۔۔۔اس کی شکل ہے؟" اسفر کے سوال پر قہقہہ پڑا تھا۔

"اسفر رحمان جلنا چھوڑو اور یوز کرو کیئر بلیچ کریم۔"

"تو بھی کرتا ہو گا نا؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لو گو مدعے پر واپس آؤ۔" شاہ ویز نے ان کو مزید بہکنے سے روکا۔

"ہاں تو یہ دونوں صفحے ساتھ ہی رکھے تھے۔ میں نے تب اٹھا کر رضا کو تھما دیے وہ ٹائپ کرنے لگا اور میں ٹہلنے۔ پھر جب ہم باہر نکلنے لگے تو اس گدھے کو یاد آیا کہ میں اسے ایک اضافی صفحہ دے چکا ہوں۔ میں ٹینشن میں تھا۔ واپس رکھنے کی بجائے جیب میں ڈال کر باہر آ گیا۔" اس نے سب کو 'آگے خود ہی سمجھ جاؤ' والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"نو وے! اس نے تیری جیب سے نکال لیا؟" عمر کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔ کیا تھی یہ عکاشہ نامی لڑکی؟

"اپنے ہاتھ سے دینے سے تو رہا۔" خیّام نے آنکھیں گھمائیں۔

"تم لوگوں کو یقین ہے کہ یہ سیٹھ ناصر بٹ کی بیٹی ہے اور کسی ہاتھ کی صفائی کے ماہر شیدے میدے کی نہیں ہے؟" اسفر نے پوچھا۔

".Very classist"

شاہ ویز نے شرم دلانے والے انداز میں کہا۔اسے پھر بھی نہیں آئی تھی۔عالیان بالکل چپ تھا۔۔۔شاہ ویز کے خاموش ہوتے ہی سب اسے دیکھنے لگے۔مطلب اب اس کی باری تھی تبصرہ کرنے کی۔

"کون سی مووی کا پلاٹ ہے یہ ؟"اسے اب کچھ تو کہنا ہی تھا نا؟کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ جناتی قہقہے بلند ہوئے تھے۔

"یا میرے مولا۔"خیام کا جی چاہا اپنا ماتھا پیٹ ڈالے۔

"چل پھر تجھے پلاٹ تھک کر کے دیتا ہوں۔"وہ بولا اور سب ہمہ تن گوش ہوئے۔

"اس نے آفس میں وہ صفحہ میری جیب سے نہیں نکالا تھا۔"

"ہاں ہم بھی تو تھے وہاں پر۔ایسا کچھ ہوا ہوتا تو کوئی تو شاہد ہوتا۔"شاہ ویز نے سر ہلایا۔

"پھر کب اور کیسے بی بی نے ہاتھ صاف کیا؟"عالیان کو پلاٹ کے تھک ہونے کی

www.novelsclubb.com

زیادہ جلدی تھی۔

"میں اس دن گھر جاتے ہی لباس بدل چکا تھا لیکن پھر ابراہیم شاہ نے بتایا کہ وہ کیا گل کھلا چکے ہیں۔ مطلب یہ کہ عکاشہ کے باپ سے مل کر اسے کینیڈا کی ٹکٹ گفٹ کر چکے ہیں۔"

"اسی لیے تو اس رات ائیر پورٹ پر تھا؟" درمیان میں روک کر اپنی کہنے کی عادت بہت پکی اور پرانی تھی۔

"ہاں اور جلدی میں وہی کوٹ پہن کر چلا گیا تھا۔ سراسر بیوقوفی تھی۔" اس نے لمبا چوڑا قصہ مکمل کر کے گہری سانس لی۔ اوہ۔۔۔ فائنلی۔

"سو عکاشہ بی بی نے جاتے ہوئے بھی ہار تسلیم نہیں کی۔ لیکن یہ اب کیا چاہتی ہے تجھ سے؟" شاہ ویز نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔ پہلے وہ سب تھوڑا آگے کی طرف جھکے ہوئے پوری توجہ سے اس کے بات سن رہے تھے۔ عالیان نے بھی اپنا فون اٹھا کر لاک کھولا اور آرام دہ ہو کر بیٹھ گیا۔

"وہ لڑکی attention seeker کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور سیر ئیسلی اس پیج پر بھی ایسا کچھ نہیں ہے جس سے مجھے یا کائنات کو کوئی نقصان پہنچ سکے ورنہ وہ کب کی پہنچا چکی ہوتی (پھر آنکھیں گھمائی گئیں)

It's just personal and I'm uncomfortable that ".she has it

"تو واپس لے لیتے ہیں۔۔۔ ابھی!" عالیان کا سارا دھیان اپنے فون پر تھا۔ جب چہرہ اٹھا کر دیکھا تو خود کو سب کی توجہ کا مرکز پایا۔

"عکاشہ اس وقت انکل اکبر کے ہوٹل میں ہے۔" اس نے اسٹوری کھول کر اسکرین ان کی طرف کی۔ سیلفی میں موجود چار خوبصورت چہروں میں سے ایک یقیناً عکاشہ کا ہی تھا اور بیک گراونڈ ان کا جانا پہچانا۔

"جازی کو کال ملا فوراً۔" خیام نے ہاتھ رگڑتے کہا۔

"ویسے انکل اس دفعہ جازی کو کیوں لے کر گئے ہیں؟ عام طور پر تو بڑے والا ان کا

دم چھلا بنا پھرتا ہے۔" عمر نے سوال کیا۔ بڑے والے سے اس کی مراد جاذب کا بڑا بھائی تھا جسے جاذب سمیت ان میں سے کوئی بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

"بس۔۔۔اس کی خوش قسمتی کہہ لو۔" اسفر نے کندھے اچکا کر خیام کی طرف اشارہ کیا۔

"عالی اگر ضروری نہیں ہے تو میں فون بند کر رہا ہوں۔" فون کے اسپیکر سے جاذب علی کی مصروف سی آواز بلند ہوئی۔

"ضروری نہیں ہے کے بچے۔کان کھول کر میری بات سن۔" خیام نے فون عالیان سے لے کر اپنے چہرے کے قریب کیا۔

"عکاشہ اس وقت تیرے ہوٹل کے ریستوران میں بیٹھی ہے اور اس کے پاس میرا ایک ڈاکومنٹ ہے۔جو تو فوری طور پر اس سے لینے جائے گا۔"

"اممم۔۔۔کیا کروں گا میں؟" اس کی بات جاذب کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھی۔

"ابے اردو ہی بولی ہے میں نے۔" خیام جھلایا۔

"ہاں تو ایک دفعہ پھر بول دے نا؟" اس کے کہنے پر خیّام نے بات دہرا دی۔

"اوکے۔ کیا کہوں میں اسے؟ کون ساڈا کومنٹ ہے؟" کچھ دیر کے توقف کے بعد اسپیکر سے آواز آئی تھی اور وہ سب ایک ساتھ شروع ہو گئے تھے۔

"پرسنل ہے۔" عالیان بولا۔

"وہ خود تھوڑی نہ دے گی۔" عمر نے آنکھیں گھمائیں۔

"اس کی دینے کی نیت ہوتی تو وہ courier نہ کر دیتی؟" اسفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

خیام نے ان تینوں کو گھورا اور شاہ ویز نے فون اس سے لے لیا۔

"جانی سنگل A4 شیٹ ہے موسٹ probably عکاشہ کے بیگ میں ہے۔ بس تجھے وہاں سے نکالنے کی زحمت کرنی ہے۔"

"یعنی چوری کرنی ہے؟ شاہی تجھ سے یہ امید نہیں تھی۔"

"زیادہ بکواس نہ کر اور جتنا کہا ہے وہ کر۔" خیام پھر فون کے قریب ہو کر چلایا۔

"بات کا کوئی سر پیر بھی بتاؤ نہ مجھے؟" جاذب نے دہائی دی۔

"بعد میں بتاؤں گا نا۔ ابھی جو کہا ہے وہ کر دے؟ بھائی نہیں ہے؟" اب کے لجاجت بھرے لہجے میں بولا تو جاذب نے گہری سانس لی۔

"اچھا دیکھتا ہوں۔" وہ کہہ کر فون بند کرنے کا ارادہ رکھتا تھا خیام نے جلدی سے پکارا۔

"جاذی؟"

"ہاں؟"

"لو یو جانی۔" مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب پرست آدمی۔" جاذب نے کال کاٹ دی۔ سننے والوں کو اس کی آخری بات پر اتفاق تھا۔

"جلدی سے یہ کال بیک کرے تو میں سکون کا سانس لوں۔" خیام نے گھڑی پر بے چین نظریں ڈالیں۔

"اور فیصلہ ؟"

"شٹ۔" وہ بھول چکا تھا۔ خیام نے فون نکالا جس پر بہت سے پیغامات تھے لیکن انہیں دیکھنے کی بجائے وہ وکیل کا نمبر ملا چکا تھا۔

"ہاں کیا بنا؟" وہ ہونٹ بھینچے دوسری طرف کی بات سنتا رہا اور باقی چاروں اسے دیکھتے رہے۔ پھر اس کا چہرہ کسی پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"اوہ۔۔۔ شکر اللہ جی۔ Technicalities میرے باپ کو بتاؤ ہمارے پاسپورٹس بچ گئے نا؟ مجھے صرف اس بات سے غرض ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" خیام نے کہا اور فون بند کر دیا۔

"مبارک ہو بھائی۔" عمر نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔ خیام کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ چسپاں تھی۔ کائنات کے سامنے عزت بچ گئی تھی کیوں کہ اس کی یونیورسٹی تین ہفتوں میں شروع ہونے والی تھی اور وہ اس بات سے بالکل بے خبر تھی کہ ان کے پاسپورٹس حکومت کے پاس تھے۔

"جاذی کی کال بھی آجائے تو میں اکھٹی دے دوں گا۔" شاہ ویز نے مسکراتے ہوئے کہا تو خیام ہنس دیا۔ سارے دن کی ٹینشن تحلیل ہو گئی تھی۔ وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

"تو واقعی اسپین جا رہا ہے؟ رہنے کے لیے؟" اسفر نے پرامید نگاہوں سے اسے دیکھا، جیسے ابھی وہ انکار کر دے گا۔

"ہ۔ ہمم۔" اس نے سر ہلایا۔

"خیام وہ ہیئر اینڈ دیئر والی میم ڈیو ہے اب تجھ پر۔" اسفر کے سینٹی ہونے سے پہلے ہی عالیان نے مداخلت کر دی۔

"کون سی کون سی؟" عمر نے پوچھا۔

"برٹش ایشین ایکٹر کی فیک ایکسنٹ والی؟ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔" وہ بولا۔ پھر فون اٹھا کر کیمرہ کھولتا فیک ایکسنٹ میں مشہور الفاظ دہرانے لگا۔

وہ اس کی گندی اداکاری پر ہنس رہے تھے۔ خیام کی اسکرین پر جاذب کی پروفائل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آئی تو اس نے جلدی سے سوائپ کر کے کال ریسیو کی۔

"کیا بنا جاذی؟ پلیز کہہ دے کہ پیپر تیرے پاس ہے۔" خیام سانس تک روکے ہوئے تھا۔ دوسری طرف سے جاذب کے تیز تنفس کی آواز آئی پھر وہ بولا۔

"ہاں اور اب میں اسے کھول کر دیکھنے والا ہوں۔"

"جاذی نہیں۔" وہ اسے روکنا چاہتا تھا لیکن دونوں جانتے تھے کہ یہ ممکن نہیں ہے۔

"میں literally موت کو چھو کر ٹک سے واپس آیا ہوں اس لیے اتنا تو میرا حق بنتا ہے۔"

"رہا تو پھر بھی میمر کا میمر (memer)۔" خیام بڑبڑایا۔

"کیا کہہ رہا ہے؟" شاہ ویز نے پوچھا۔

"فون اسپیکر پر کر۔" اسفر نے حکم دیا۔ دائیں طرف بیٹھے عمر نے اس کا فون لے کر اسپیکر پر کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"گاڈ۔" جاذب کی ہنسی سن کر انہوں نے خیام کو جواب طلب نظروں سے دیکھا۔

"کیوں ہنس رہا ہے یہ؟"

"مجھے کیا پتا؟" اس نے غصے سے کہا اور فون واپس لینا چاہا۔ عمر نے دور بیٹھے عالیان کی طرف پھینک دیا۔

"عمری! بندہ بن جا۔" خیام نے کچا چبا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"جاذی کیا ہوا ہے؟" عالیان نے فون ہونٹوں تک لے جا کر کہا۔

".It's a contract"

قہقہوں کے درمیان میں اس کی پھنسی پھنسی آواز آئی۔

"اچھا تو اس میں پاگلوں کی طرح ہنسنے والی کون سی بات ہے؟" اسفر نے اونچی آواز میں چلا کر اپنی بات دوسری طرف پہنچائی۔

"کائنات بھابھی نے اس سے سائن کروایا ہے۔" جاذب نے کہا تو معنی خیز نظروں کا تبادلہ ہوا۔

"ہم ایسا بھی کیا ہے؟" شاہ ویز نے مسکراہٹ چھپائی۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ شادی کے بعد بھی کام کرنا چاہتی تھی اور اپنا فیوچر سیکیور کرنے کے لیے اس نے مجھ سے سائن کروائے تھے کہ مجھے اس کے کسی فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" خیام نے تیزی سے جواب دیا۔

"بس اسی بات پر سائن کیے ہیں تو نے؟ پکی بات ہے نا خیام؟" جاذب کا انداز صاف چھیڑنے والا تھا۔

"بول بھی دے جاذی؟" عالیان سدا کا بے صبرا تھا۔

"جاذی بھائی کی عزت کا خیال کر لے؟" خیام بولا۔

"تیرے پاس کہاں سے آئی؟" اسفر نے آنکھیں نکالیں۔

"کانٹریکٹ کے مطابق بھائی صاحب کو (نہایت عزت سے) PDA کی اجازت ہے نہ simping کی۔" بالآخر بتا ہی دیا گیا تھا۔

"بھابھی کو تجھ پر کیس فائل کر دینا چاہیے کیوں کہ تجھ سے بڑا simp، مجھے یقین

ہے، ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا ہو گا۔" شاہ ویز بولا۔ باقی سب تو خیام کی صاف صاف بے عزتی کرتی شق پر ہنس رہے تھے۔

"شاہی تو تو مت کر یار؟" خیام نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا جیسے اسے شاہ ویز کے علاوہ ہر ایک سے اس جملے کی امید تھی۔۔۔ بس اس سے نہیں تھی۔

"اوکے۔" اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ سرینڈر کی صورت میں اٹھائے۔

"ویسے بھابھی تجھے کتنے اچھے سے جان گئی ہیں۔۔۔ ماننے والی بات ہے۔" وہ بولا اور خیام ناراضگی کے باوجود مسکرا دیا۔

"جاذی تو واپس آ۔ پھر میں پوچھتا ہوں تجھے۔" خیام اٹھا اور عالیان سے فون لے کر اس میں چلایا لیکن آنکھوں کے سامنے سے تھوڑی سرخ دھول ہٹی تو اس نے دیکھا کہ کال پہلے ہی بند ہو چکی تھی۔ اس نے توجہ دیے بغیر فون جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔

"?the biggest simp alive

عالیان نے ہانک لگائی۔

"بھابھی کے پاس۔اور کہاں جاسکتا ہے؟" عمر نے پوچھا تو ایک اور قہقہہ پڑا۔خیام رک کر پلٹا۔وہ واقعی کائنات کے پاس جانے کے ارادے سے ہی اٹھا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ کائنات بھابھی یہ کانٹریکٹ بھول بھلا چکی ہیں۔ہمیں انہیں یاد کروا دینا چاہیے کہ وہ اس کی simping جھیلنے پر مجبور نہیں ہیں۔" اسفر موبائل پکڑتا بولا۔

Shut the hell up, You absolute pieces of "

".*shi

خیام نے اتنے پر بس نہیں کیا تھا لیکن چلیں ہم کیے دیتے ہیں۔

☆..........☆

چلتی گاڑی میں وہ گھٹنوں پر کہنیاں جمائے، سر جھکائے بیٹھا تھا۔اس نے غور کیا تھا

کہ گاڑی کی رفتار بہت کم ہو چکی ہے لیکن پھر بھی کوئی رد عمل نہیں دیا تھا۔ دو اہلکار اس کے ساتھ یوں چوکس بیٹھے تھے جیسے وہ ابھی اٹھ کر دھات کا مضبوط دروازہ توڑ کر بھاگ جائے گا۔ منصور واحد نے ان کے انداز پر بھی کوئی توجہ نہیں دی تھی۔

اب لوگ اس کی توجہ حاصل کرنے میں اکثر ناکام ٹھہرتے تھے۔ گاڑی مزید آہستہ ہوتی بالکل رک گئی اور بھاری کنڈی کھول کر دروازہ کھولا گیا۔ روشنی کے اچانک حملے پر اس کی آنکھیں چندھیائیں۔ ایک سپاہی نے اسے ہتھکڑی سے پکڑ کر کھڑا کیا اور لے کر ویگن سے اتر آیا۔ وزن پڑنے پر اس کی بائیں ٹانگ میں احتجاجاً درد اٹھا تھا لیکن اس نے منہ سے ایک حرف نہیں نکالا تھا۔ ہلکا سا لنگڑا کر چلتا گاڑی سے اتر گیا۔

وہ تقریباً دو ماہ بعد سورج کی کرنوں کو اپنے جسم پر محسوس کر رہا تھا یا کھلی فضا میں سانس لے رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے ایک طویل سانس اندر کھینچی۔

"ان گہری سانسوں کے لیے تمہارے پاس وقت ہی وقت ہو گا لیکن یقین کرو میرے پاس نہیں ہے۔ مجھے اندر رپورٹ کرنا ہے۔"

منصور نے آنکھیں کھول کر اس قدرے جوان اہلکار کو دیکھا اور کوئی جواب دیے بغیر قدم آگے بڑھا دیے۔ کہنا اس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے سپاہی کو مزید بھی کچھ کہنا تھا، کرنا تھا لیکن دونوں نے ہی اسے غیر ضروری جانا۔ بیرک کے قریب آتے ہی وہ پہچان گیا تھا۔ اسے دوبارہ وہیں ڈالا جا رہا تھا جہاں کا وہ پہلے مکین رہ چکا تھا اور جہاں کے دوسرے مکین کی مدد سے وہ بھاگا تھا۔ سپاہی نے پہلے دروازے کا تالا کھولا پھر اس کی ہتھکڑی کا اور اسے اندر دھکیل کر چلا گیا۔

اندر والے اپنے کام چھوڑ کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ صاف ستھری کالی قمیص شلوار میں ملبوس کھڑا تھا۔ چہرے اور سر کے بال کچھ بڑھے ہوئے محسوس ہوتے تھے اور کہیں کہیں پر زخموں کی نیلاہٹ واضح تھی۔

"او میرا یار آیا ہے۔۔۔جی آیاں نوں منصورے!" شوکت قہقہہ لگاتا اٹھا اور جا کر زور سے منصور کو ملا۔ اس کی مندمل ہوتی پسلیاں دکھی تھیں لیکن وہ ہونٹ بھینچ کر اسے دبا گیا۔ شوکت کے دور ہٹتے ہی وہ بغیر یہاں وہاں دیکھے ایک کونے میں دیوار سے

ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔فرش پر ہی۔۔۔سب سے الگ تھلگ۔

"حق دار کو اس کے حصے کا شر ہو یا خیر۔۔۔پہنچ ہی جاتا ہے!"شریف کی بھاری آواز گونجی اور ساری چہ مگوئیوں کو دبا گئی۔منصور نے وہیں سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ پہلے جتنی بے تاثر ہر گز نہیں تھیں۔۔۔ان میں لاوا تڑکتا بھڑکتا نظر آرہا تھا۔

"چلو سب اپنے اپنے کام کرو۔"شریف ہر ایک سے مخاطب تھا لیکن دیکھ اس کھولتے ہوئے لاوے کو رہا تھا۔اسے یقین تھا کہ جلد یا بدیر یہ لاوا پھٹنا ہی پھٹنا تھا لیکن سوال تھا کہ کب؟شاید شریف اسے پھٹتا ہوا دیکھنے کے لیے وہاں نہ موجود ہوتا کیوں کہ اس کی قید سے رہائی کے دن قریب آرہے تھے لیکن اسے یقین تھا کہ منصور واحد اب نامعلوم مدت کے لیے یہیں پر تھا۔اس کے ہاتھ سے بھی نجانے کتنے حق داروں کو ان کے حصے کا شر یا خیر پہنچنے والا تھا۔اس کا سابقہ ریکارڈ دیکھا جاتا تو شر کے پھیلنے کے امکانات خیر سے کہیں زیادہ روشن تھے۔شریف نہیں جانتا تھا

کہ آغاز اس سے ہی ہونے والا تھا لیکن خیر!

☆..........☆

آج ان دونوں کی اسپین کی فلائٹ تھی اور کائنات کی فرمائش کے مطابق رخصتی کی کوئی لمبی چوڑی تقریب نہیں رکھی گئی تھی۔ صرف ان دونوں کے گھر والے تھے، دعوت کا کھانا عالم منزل میں کھایا گیا پھر سب سے مل کر کائنات اور خیام ایئرپورٹ کے لیے نکل آئے تھے۔ وہاں تک ان کا ساتھ خیام کے دوستوں نے بھرپور طریقے سے دیا تھا۔ فلائٹ کا اعلان ہونے پر خیام ان کو بھی الوداع کہتا بیوی کا ہاتھ پکڑ کر چل دیا تھا۔ وہ دونوں جہاں بھی گئے، ٹکٹ چیک کروانے کے لیے قطار میں، سامان کی چیکنگ کے لیے یا اس سب کے بعد ویٹنگ لاؤنج میں خیام نے اس کا ہاتھ قطعاً نہیں چھوڑا تھا۔ اب وہ دونوں بزنس کلاس کی دو آرام دہ نشستوں پر ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ سفر آدھے سے زیادہ گزر چکا تھا اور کائنات اس کے کندھے پر سر ٹکائے سو رہی تھی۔

خیام کو اسے دیکھنے سے فرصت ملی تو اس نے جیبیں تھپتھپا کر ڈبے کی موجودگی یقینی بنائی۔ پھر بائیں ہاتھ سے چھوٹا سا گہرے نیلے رنگ کا ڈبہ نکالا۔ اس نے کھولا تو اندر رکھا نیلا ہیرا جہاز کی چھوٹی سی کھڑکی سے آتی سورج کی سنہری کرنوں میں چمکا۔

"سر! آپ میم کو پرپوز کرنے والے ہیں؟" پاس سے گزرتی ایئر ہوسٹس انگوٹھی کی نگاہوں کو خیرہ کرتی چمک دیکھ کر رک گئی تھی اور بے دھیانی میں پوچھ بیٹھی تھی۔ حالاں کہ یہ ان کے کوڈ آف کنڈکٹ کے بالکل خلاف تھا۔ سوائے ضرورت کے انہیں مسافروں کو مخاطب کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

"ہ۔ ہمم۔" خیام نے انگلی سے ڈبے کا کھلا منہ بند کر دیا۔ ٹھک کی آواز آئی۔ ایئر ہوسٹس مسکرا کر "گڈ لک" کہتی اپنے راستے چل دی۔ پھر وہ خود بھی کچھ دیر آرام کی غرض سے سیٹ کی پشت پر سر ٹکاتا آنکھیں موند گیا تھا۔

ایک تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ قدیم عمارتوں کے شہر بارسیلونا میں تھے۔

انہیں ٹیکسی لے کر Catalonia square جو کہ شہر کا مرکز تھا، وہاں جانا تھا

لیکن خیام نے بیچ راستے میں ڈرائیور سے کہہ کر منزل بدل دی تھی۔کائنات نے الجھ کر اسے دیکھا جس پر اس نے مسکرا کر فقط "صبر کرو" کہا تھا۔ٹیکسی کے رکنے پر کائنات باہر نکلی اور جگہ پہچان کر مسکرائی۔وہ ڈیڑھ کلو میٹر لمبی la Rambla کے ایک سرے پر کھڑی تھی۔خیام ڈرائیور کی طرف کے شیشے پر جھکا کچھ کہہ رہا تھا۔شاید ٹیکسی کے وہیں کھڑے رہنے اور میٹر کے چلتے رہنے کا۔یقیناً ایک بھاری بل اس کا منتظر ہونے والا تھا لیکن اسے پروا نہیں تھی۔وہ بات ختم کرتا کائنات تک پہنچا اور اس کا ہاتھ تھام کر پھر سے چلنے لگا۔وہ پھولوں کے اسٹالوں کے درمیان عین اسی مقام پر آکر رکا تھا جہاں

چند ماہ پہلے کائنات سے پہلی دفعہ سامنا ہوا تھا۔بلکہ خیام نے اسے سرپرائز پروپوزل دیا تھا۔

آج بھی اس کا بالکل وہی ارادہ تھا لیکن تب میں اور اب میں بہت فرق تھا۔تب وہ اس کے نام سے بھی ناواقف تھا اور اب وہ اس کی بیوی پلس محبوبہ تھی۔تب وہ فقط

www.novelsclubb.com

دل لگی کر رہا تھا اور اب وہ دل کو لگ چکی تھی!

اس نے پہلے کائنات کو سفید ڈیزیز کا گلدستہ پیش کیا۔

"یہ بہت پیارے ہیں خیام! تھینک یو۔" کائنات آنکھیں بند کیے نم پھولوں کو گالوں سے لگائے ان کی تازگی محسوس کر رہی تھی۔ جب آنکھیں کھولیں تو وہ اس کے سامنے ایک گھٹنے پر جھکا ہاتھ میں کھلا ڈبہ تھامے ہوئے تھا۔ منظر کی خوب صورتی پر کائنات کا منہ کھلا۔

"اس دفعہ اصلی والا پرپوزل ہے کائنات عالم۔" اس نے اپنی زبان میں ہی کہنا شروع کیا۔ لوگ سمجھ تو نہیں پائے تھے لیکن دیکھنے کے لیے رک گئے تھے۔

"حالاں کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے لیکن تب میں گوڈے گوڈے تمہاری محبت میں کہاں ڈوبا تھا اور تمہیں بھی تو زہر سے زیادہ برا لگتا تھا۔"

کائنات کھلکھلائی۔

"اب یہ بھی نہ سمجھ لینا کہ بالکل ہی تمہارے پیار میں دیوانہ ہو گیا ہوں۔ وہ تو تم اپنی

انگوٹھی گنوا بیٹھی تھی اس لیے مجھے نئی خریدنی پڑی۔" رنگ میں بھنگ ڈالنے کے لیے کسی دوسرے، تیسرے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ خود ہی یہ کام بہت اچھے طریقے سے کر لیا کرتا تھا۔

"خیام" وہ احتجاجاً چلائی۔

"اچھا سوری! ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مجھے تم سے اتنی محبت ہو گئی ہے کہ میں بوڑھا بھی تمہارے ساتھ ہونا چاہتا ہوں۔ کائنات عالم کیا تم ایک عمر میرے ساتھ گزارنے کے لیے تیار ہو؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ جھلملاتی آنکھوں کے ساتھ سر ہلا گئی۔ خیام انگوٹھی ڈبے سے نکالتا اٹھا اور اس کی انگلی کی زینت بناتا اسے خود میں سمیٹ گیا۔

"!Bravo"

لوگ تالیاں اور سیٹیاں بجا رہے تھے۔ کائنات مسکراتی ہوئی اس سے علیحدہ ہوئی اور ہاتھ اپنے سامنے کر کے انگوٹھی دیکھنے لگی۔ پرنسس کٹ ہیرا بہت خوب صورت

تھا۔

"خیام!" اس نے نام خاصا لمبا کر کے پکارا تھا۔

"ہاں ہاں پتا ہے۔ یو لومی!" وہ اس کے منہ سے الفاظ اچکتا بولا۔

"میں کچھ اور کہنے والی تھی!" کائنات جھینپ گئی۔ خیام نے اسے گھورا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ ہنسی مسکراہٹ میں ڈھلی اور اس کی نظر خیام کے پیچھے کھڑے راڈریگو تک گئی۔ اس نے فوراً ہاتھ ہلایا اور اس تک پہنچ کر اسی کی زبان میں گفتگو کرنے لگی۔ خیام شاہ بے یقینی بھری حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ پہلی دفعہ وہ اسی راڈریگو سے بچنے کے لیے اس کا جھوٹا پروپوزل قبول کر چکی تھی اور اب جب اس نے اصل میں اسے پرپوز کیا تھا تو وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر اس راڈریگو سے محو گفتگو تھی۔ جلن نے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ وہ ان دونوں تک آیا اور کائنات سے کہنے لگا۔

"کیا چاہیے اسے؟" اس کا لہجہ خاصا بگڑا ہوا تھا۔ کائنات نے مسکراہٹ ضبط کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کہہ رہا ہے کہ اگر یہ پہلی دفعہ کی طرح جھوٹا ہی پرپوز کر رہا ہے تو مجھے ابھی سے جاننے کا حق ہے۔" اس نے شرارت سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہا اور راڈریگو نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

"اس کی تو۔۔۔" خیام دانت پیستا کہہ کر کوٹ کی آستینیں چڑھاتا راڈریگو کی طرف لپکا۔

"ارے! کیا کر رہے ہو؟" کائنات تیزی سے ان کے درمیان آئی اور خیام کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ یہ کیا اسی کا شوہر تھا؟ وہ کب ہاتھوں کے استعمال پر یقین رکھتا تھا۔۔۔اسے تو زبان سے میٹھی مار مارنے کا زیادہ مزہ آتا تھا۔ لیکن وہ سمجھ سکتی تھی کیوں کہ خیام ان دونوں کی بولی جانے والی زبان سے بالکل نابلد تھا۔ سوائے معذرت اور شکریے کے اسے اسپینول بالکل نہیں آتی تھی۔

"میں مذاق کر رہی تھی اس نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"

راڈریگو کو کچا چبا جانے والی نظروں سے گھورتے خیام نے چونک کر اسے دیکھا۔

اسپینی بے چارا سوچ رہا تھا کہ میں نے کیا کیا ہے؟

"وہ شادی کی مبارک باد دے رہا تھا۔" اس کی جواب طلب نظروں پر کائنات نے وضاحت پیش کی۔

"خیر مبارک۔" اس نے چبا کر دو لفظ ادا کیے اور واپسی کے لیے پلٹ گیا۔ کائنات نے اس کی ناراض پشت دیکھی اور راڈریگو سے الوداعی کلمات کہتی خیام کے پیچھے بھاگی۔

"خیام شاہ ناراض ہو گئے ہو؟" اس نے چہرہ گھما کر خیام کو دیکھا لیکن وہ اسے نظر انداز کیے چلتا رہا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ تم مذاق کرو تو ٹھیک ہے میں کروں تو نہیں؟" اس کے سوال پر وہ چلتے چلتے رکا اور اس کی طرف پلٹا۔

"تمہیں پتا ہے میرا دل اچھل کر یہاں تک آ گیا تھا۔" اس نے گردن پر ہاتھ رکھے

سنجیدگی سے کہا تو کائنات پچھتائی۔

"اچھا سوری۔ آئندہ ایسا کوئی فضول مذاق نہیں کروں گی۔" اس نے فوراً معافی مانگ لی تو وہ چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد پھر سے آگے بڑھ گیا۔ اس دفعہ کائنات نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اس کے شانے سے لگی چلنے لگی۔ وہ واپس ٹیکسی تک آئے اور گاڑی نے انہیں ان کے گھر پر اتار دیا۔ شہر کے مرکز سے پیدل پندرہ، بیس منٹ کا فاصلہ تھا اور اگر گاڑی استعمال کی جاتی تو فاصلہ پانچ، چھ منٹوں میں طے کیا جاسکتا تھا۔

کائنات نے بیگ سے کمال مرتضٰی کی دی ہوئی چابی نکالی اور لاک کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ چھوٹی سی ڈرائیو وے میں ایک سیڈان کھڑی تھی۔ دونوں اطراف میں پھولدار پودے لگے تھے اور سیدھی روش سے گزر کر گھر کا اندرونی دروازہ تھا۔ خیام اس کے پیچھے بیگ گھسیٹتا آرہا تھا۔ اس نے چابی تلاش کرکے وہ دروازہ بھی کھولا اور خیام کو پہلے اندر جانے دیا۔ پھر خود داخل ہوئی۔

"ہم اچھا ہے۔" اس نے سفید اور سرمئی امتزاج سے مزین در و دیوار کو دیکھتے سر ہلایا۔ فرنیچر بھی بڑا مینیمل (minimal) سا تھا۔ نیچے لاؤنج، کچن اور ڈائننگ ہال تھے۔ لاؤنج کے مشرق سے سیڑھیاں اوپری منزل تک لے جاتی تھیں۔ جہاں دو کمرے اور ایک لائبریری کم اسٹڈی روم تھا۔ انہوں نے ایک کمرہ اپنے لیے پسند کیا اور سامان رکھ کر نیچے آ گئے۔ سامان کھولنے کی ہمت ابھی کسی کے پاس نہیں تھی۔ لاؤنج کے صوفوں پر سے کپڑا ہٹایا گیا جو گرد سے اٹا ہوا تھا۔ پھر وہ دونوں تھری سیٹر پر ساتھ ساتھ بیٹھ گئے۔ صاف صفائی کو کم از کم بھی صبح تک انتظار کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کائنات یو نو ہاؤ ٹو کک ؟" خیام نے اسے پکار کر پوچھا۔

"نو آئی ڈونٹ !" گزارے لائق تو آتا ہی تھا لیکن اس نے جواب نہ میں دیا۔ کیا صرف وہ ہی تھکا ہوا تھا؟

"آئی گیس پھر ٹیک اوے ہی منگوانا پڑے گا۔" اس نے فون کھول کر انٹرنیٹ پر

ریستوران کی تلاش شروع کردی۔ کچھ دیر بعد فون کو لاک لگا کر الٹار کھا اور پھر فرصت سے کائنات کو دیکھنے لگا۔

"کیا ہے خیام؟" اس کی نگاہیں خود پر محسوس کرتے وہ بولی۔

"کچھ بھی تو نہیں بس تمہاری وضاحت سن رہا تھا۔" وہ طنزیہ بولا تو کائنات گہری سانس لیتی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اچھا؟ کس بات کی وضاحت؟"

"راڈ۔۔۔" اس نے اتنا کہہ کر ہاتھ سے کائنات کو بات آگے بڑھانے کا اشارہ کیا۔

"رائٹ، راڈریگو۔" وہ سر ہلا کر کہنے لگی۔

"پچھلی دفعہ جب میں یہاں تھی تو ہماری بات ہوئی تھی اور۔۔۔"

"ہماری؟" اس نے بات کاٹ کر پوچھا۔

"میری اور راڈریگو کی۔"

"جہاں تک میری یادداشت میرا ساتھ دیتی ہے۔۔۔ تم میرا ہاتھ پکڑ کر اس سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پیچھا چھڑا کر بھاگی تھیں۔" خیام کو اپنی اور کائنات کی پہلی ملاقات بڑی اچھی طرح یاد تھی۔ کیوں یاد تھی؟ اس بارے میں وہ اتنا پر یقین نہیں تھا۔

"بازو۔" تصحیح کی گئی۔

"ایک ہی بات ہے۔" وہ بڑبڑایا۔

"اور میں rambla والی ملاقات کی بات نہیں کر رہی۔" اس نے کہا اور خیام نے استعجابیہ ابرو اٹھائے۔

"مطلب تم اس کے بعد بھی اس سے ملتی رہی ہو اور مجھے کوئی خبر ہی نہیں تھی۔

واؤ!" اسے برا لگا تھا اور اپنے جذبات چھپانے والا بندہ وہ نہیں تھا۔ اس کے خمیر میں ہی نہیں تھا۔

"ایک سیکنڈ تمہیں برا کس کھاتے میں لگ رہا ہے؟ ہم دونوں تب ایک دوسرے کے لیے پریکٹیکلی اجنبی تھے۔" کائنات کا انداز خاصا جتانے والا تھا۔

"پھر بھی اس راڈریگو سے جان چھڑانے کے لیے تم نے اس 'پریکٹیکلی اجنبی' انسان

کی مدد لی۔" وہ عادت کے مطابق بال کی کھال اتار رہا تھا۔

"تمہیں پوری بات سننی ہے یا نہیں؟" کائنات کا ضبط بھی بس یہیں تک تھا۔

"فائن! سناؤ۔" اس نے گہری سانس لے کر صوفے کی پشت سے کمر ٹکائی اور ٹانگیں پھیلا کر بیٹھا۔

"سو وہ میرے آفس آیا تھا اور ہم نے دو گرون اپس کی طرح بات کی تھی۔ اس نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور میں نے اپنی ناپسندیدگی کا۔" کائنات نے اس کے ہونٹوں پر رقصاں ہلکی سی مسکراہٹ دیکھی اور اسے اس مسکراہٹ کے بعد وہیں رک جانا چاہیے تھا لیکن وہ بھی اپنی عادت سے مجبور تھی۔ اسے اپنے رشتوں میں شفافیت پسند تھی۔ باتیں چھپانے یا غلط بیانی کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی تھی۔

"اور۔۔۔" اس نے لٹکا کر لفظ ادا کیا۔

"ابھی اور بھی ہے؟" خیام کی پیاری سی مسکان غائب ہوئی۔

"ہم نے صرف دوست رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ میری پاکستان واپسی کے بعد بھی ہم

رابطے میں تھے اور اسی وجہ سے جب ہماری شادی ہوئی تو اسے پتا تھا۔ آف کورس وہ مجھے فون پر مبارکباد دے چکا تھا لیکن ملنے کے بعد بھی بنتی تھی۔" اس نے خیام کی بے یقینی بھری نگاہوں پر شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

"کائنات تم بے وقوف ہو کیا؟" اس کے ذہن میں رجسٹر ہونے سے پہلے الفاظ اس کے منہ سے ادا ہو چکے تھے۔

".That is rude"

کائنات آنکھیں دکھاتے بولی۔

"اصل میں روڈ پتا ہے کیا ہے؟ میرا وہاں کھڑے ہو کر یہ سوچنا کہ کل تک میری بیوی جس آدمی سے چڑ کھاتی تھی اب اس کے ساتھ کھڑی قہقہے کیوں لگا رہی ہے۔ اور تم نے مجھے بالکل یہی سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ سو پارڈن می۔۔۔ اگر میرا ری ایکشن آپ کی توقعات کے بر عکس تھا!" اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔ شاید غصے سے؟ کائنات کو پوری طرح یقین

نہیں تھا۔ کیوں کہ اس نے اس انسان کو غصے میں بہت کم دیکھا تھا یا شاید کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"ہمیشہ کی طرح تم بہت زیادہ ڈراماٹک ہو رہے ہو۔"

"اور ہمیشہ کی طرح تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ ساری غلطی میری ہے!" وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتے اٹھا اور گھڑی کے پینڈولم کی طرح آگے پیچھے، آگے پیچھے چلنے لگا۔

کائنات نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن جب الفاظ نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو اس نے ہونٹ آپس میں پیوست کر لیے۔ خیام شاہ بہت غلط سمت میں جا رہا تھا۔

"اور پلیز کوئی مرد۔۔۔ میں ریپیٹ کر رہا ہوں 'کوئی بھی مرد' اپنی من پسند عورت کو صرف دوست اس لیے رکھتا ہے تاکہ پہلی ملی فرصت میں بلکہ ہر فرصت میں اس پر ڈورے ڈال سکے۔"

کائنات منہ کھولے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔اسے خیام سے اپنی قسم کے متعلق ایسے کسی اعتراف کی توقع نہیں تھی۔

"کیا؟ ہماری سائیکی ہی ایسی ہے۔" اس نے بیوی کی حیرت پر مزید وضاحت پیش کی۔

"تمھیں پتا ہے میں نے زاہر کو بھی یہی کہا تھا کہ ہم صرف دوست رہ سکتے ہیں۔ہا! وہ میرے بارے میں کیا سوچتا ہوگا؟" اس نے پریشانی سے کہا اور اس ساری صورت حال کے باوجود اور اپنے غصے کے باوجود خیام گردن پیچھے گراتے ہوئے ایک زوردار قسم کا قہقہہ لگا چکا تھا۔

"کیا ہے؟" وہ زچ ہو کر چلائی۔بات کہیں سے بھی شروع ہو۔۔۔اس کا اختتام خیام کے قہقہے اور اس کے خراب موڈ پر ہی ہوتا تھا۔

"تم ایک ملٹی نیشنل برینڈ کی سی ای او ہونے کے ساتھ ساتھ اتنی naive کیسے ہو سکتی ہو؟" وہ آنکھوں کے کنارے رگڑ کر صاف کرتا بولا۔کائنات کو تو اپنی نیت کا

علم تھانا۔۔۔جو کہ عموماً صاف ہی ہوا کرتی تھی اور اسے یہی لگتا تھا کہ سامنے والے کی بھی وہی ہوتی ہو گی۔

"فی الحال تو میں تمہاری مینشن کی ہوئی دونوں چیزوں میں سے ایک بھی نہیں ہوں۔" اس نے سختی سے انکار کیا۔ وہ ٹہلنا چھوڑ کر بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اور میرا وعدہ ہے بہت جلد تم واپس وہی بننے والی ہو۔" اس نے تھوڑی کھجاتے پر سوچ انداز میں کہا۔

"سی ای او؟" وہ ابرو اٹھاتے سوالیہ بولی۔

"ہ۔ہمم۔" سر ہلایا گیا۔

"تچ۔ جو مرضی کر لو۔۔۔میں اپنا فیصلہ نہیں بدلوں گی۔"

"پھر ایم بی اے کیوں کر رہی ہو؟" خیام کے سوال پر وہ واقعی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"آئی ون (میں جیت گیا)۔" اس نے واپس بیٹھتے ہوئے اعلان کیا اور کائنات نے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھیں گھماتے ہوئے چہرہ موڑ لیا۔ خیام شاہ کو بحث جیتنے سے مقصد تھا جبکہ اس کے لیے مزید کئی سوال جنم لے چکے تھے۔ وہ یہ ڈگری کیوں لے رہی تھی؟ اس کے بعد اپنی زندگی کے ساتھ کیا کرنے والی تھی؟ کیا گھر بیٹھ کر بچے پیدا کرنے والی تھی؟ جو یہ کرتے تھے وہ ان کو جج نہیں کر رہی تھی لیکن اس نے اپنے لیے ایسی زندگی نہیں سوچی تھی۔ خیر! سوچا تو بہت کچھ تھا لیکن حقیقت ان سے الٹ نکلی تھی اور وہ قبول ہی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ آگے کیسے بڑھتی؟

دروازے کی گھنٹی بجنے پر وہ اپنی سوچوں سے چونکی تھی۔ خیام اپنا فون رکھتا اٹھا۔ واپسی پر اس کے ہاتھ میں دو ڈبے تھے۔ ایک میں اس کا ڈبل چیز کے ساتھ ویجیٹیبل پزا تھا دوسرے میں کائنات کا پاستا۔ اس نے ڈبے میز پر رکھے اور انگلی میں لٹکتے شاپر میں سے پانی کی بوتلیں نکالیں۔

"کوئی بات نہیں کائنات۔ ہوتا ہے، چلتا ہے، دنیا ہے۔۔۔ موڈ ٹھیک کر و یار اپنا۔"

اس کی تازہ ترین ہار پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ وہ نظر انداز کرتی پانی کی بوتل کھول کر منہ

سے لگا چکی تھی۔

"ویسے اگر دیکھا جائے تو یہ ہماری پہلی آفیشل لڑائی تھی، نہیں؟" اس نے ایک ٹکڑا اٹھا کر فولڈ کیا اور کھانے لگا۔

"کیا مطلب پہلی تھی؟ اور اب تک کی تقریباً سات سو دفعہ کی بحث و تکرار کیا تھی؟" کائنات نے ڈسپوزیبل چمچ لہرا لہرا کر پوچھا۔

"میں ان میں سیریئس کب ہوتا تھا؟ وہ تو تم ہی دل پر لے لیا کرتی تھیں۔" اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"کیوں کہ میرا دماغ خراب ہے۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں کہہ کر کھانا کھانے لگی۔ خیام نے قہقہہ لگایا۔

"اگیزیکٹلی مائی پوائنٹ۔۔۔ کیوں کہ تمہارا دماغ خراب ہے۔" وہ سر ہلاتا کہہ کر اگلا ٹکڑا اٹھا چکا تھا۔ کائنات نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔ کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔

اگلی صبح وہ دفتر کے لیے تیار ہو کر کائنات کو بھی اٹھا چکا تھا۔ جس کی یونی ورسٹی شروع ہونے میں کم از کم بھی چار دن باقی تھے۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں خیام شاہ؟!" وہ بستر پر چادر سر تک اوڑھتی چلائی تھی۔

"فوراً اٹھو۔۔۔ فوراً!" خیام نے اپنے پیچھے کو ترتیب دیے بالوں پر ایک آخری ہاتھ پھیرا اور تالی بجاتا اس کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

"کائنات! مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ آئی کانٹ بی لیٹ فار مائی فرسٹ ڈے!" اس نے کلائی پر بندھی چمک دار گھڑی پر وقت دیکھا۔ اسے کہیں سے بھی دیری نہیں ہو رہی تھی لیکن۔۔۔

"تو جاؤ نا۔ میں نے تمہیں پکڑ کر تو نہیں رکھا ہوا۔" وہ ایک ہاتھ نکال کر اسے دفع ہونے کا اشارہ کر رہی تھی۔ خیام نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ امڈ رہی تھی۔

"اب پکڑ لیا ہے نا۔۔۔ چلو اب اٹھو۔" اور دوسرے ہاتھ سے چادر اس کے وجود پر

سے اتاری۔کائنات کی گھورتی سیاہ آنکھیں اس کی پر سکون سر مئی پتلیوں سے ٹکرائیں۔

"خیام؟" تحمل کا مظاہرہ کرتے پکارا۔

"ہمم؟" وہ مسکان چھپانے کی تگ ودو میں تھا۔

"کیا کر رہے ہو؟" دانت پیتے پوچھا۔

"تمہارے اٹھنے کا انتظار۔" بڑی سمجھداری سے جواب آیا۔

"کیوں؟" اس کی آواز قدرے بلند تھی۔

"تاکہ میں آفس جاسکوں۔" سادہ سالب ولہجہ تھا۔

"اور میں تمہاری آفس جانے میں کیا مدد کر سکتی ہوں؟" اس کی بھینی بھینچی آواز اس بات کا اشارہ تھی کہ وہ کسی بھی لمحے پھٹ سکتی ہے۔

"ہمم نمبر ایک۔۔۔میں راستوں سے ناواقف ہوں۔اب تم کہو گی کہ گوگل میپ کس لیے ہے تو میں بتادوں کہ اگر میں پورچ میں کھڑی سیڈان لے کر چل بھی پڑا

تو پہلے چیکنگ پوائنٹ پر ہی دھر لیا جاؤں گا اور میں ڈرائیونگ لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو اسپین میں چھوڑ کر ڈی پورٹ نہیں ہونا چاہتا۔ یہ ہو گئی دوسرے بات۔" وہ سانس لینے کو رکا۔ کائنات اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہتی تھی کہ کسی چیک پوائنٹ پر اس سے لائسینس طلب نہیں کیا جائے گا۔ عام حالات میں اگر وہ ٹریفک قوانین کی پابندی کرتا تو کوئی اسے روک کر پوچھ گچھ کرنے والا نہیں تھا لیکن بغیر لائسنس کے گاڑی چلانا تھا تو غیر قانونی ہی۔ اس لیے وہ خاموش رہی۔

"اب تم کہو گی کہ ٹیکسی پر چلے جاؤ تو بد قسمتی سے میں اسپینول بھی نہیں جانتا۔ سو میری پہلی اور آخری امید آپ ہیں بیگم صاحبہ۔

?Will you be kind enough to drop me off"

اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے خیام نے بہانوں کو ایک قطار میں ہاتھ باندھوا کر کھڑا کر دیا تھا۔ کائنات کے پاس بحث کے لیے بہت سے نقاط تھے جیسے کہ وہ پہلے بھی اسپین میں ان کی زبان جانے بغیر دو ہفتے گزار چکا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ

اگر خیام اسے اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ باندھ چکا ہے تو وہ اسے لیے بغیر نہیں جانے والا تھا۔

"اف!" وہ اس کے چہرے پر اف کرتی اٹھی تھی۔ خیام پھر بھی ڈھیٹوں کی طرح مسکرا اتا رہا۔

اس سے بدلہ لینے کے لیے کائنات نے ہر کام بڑی سستی سے کیا تھا اور جب اس نے گرے سیڈان و نٹیج کی و نٹیج سی عمارت کے سامنے روکی تب تک خیام بیس منٹ کی تاخیر کا شکار ہو چکا تھا لیکن وہاں پروا کسے تھی؟

"اللہ حافظ خیام۔" کائنات نے سیٹ بیلٹ اتار کر اسے اپنی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھتے پاکر کہا۔ وہ کیا نہیں جانتی تھی کہ خیام کیا کرنے کی کوشش کر رہا تھا؟

"اور تم؟" اس نے گہری سانس لے کر پوچھا۔ وہ عمارت کے باہر تک آگئی تھی۔۔۔ اتنا بھی بہت تھا!

"میں گھر واپس جا کر وہ کام کرنے لگی ہوں جو تم نے مجھے نہیں کرنے دیا تھا یعنی اپنی

نیند پوری۔اور خبر دار

تم نے مزید کوئی بکواس کی۔"اس کے ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ پھیلتے دیکھ کر

کائنات نے تنبیہ کی۔

"میں چپ ہوں!"خیام نے ہونٹ سیے۔

"اور میں گاڑی واپسی کے لیے موڑ رہی ہوں۔ تمہیں اترنا ہے تو صرف دو سیکنڈز

ہیں تمہارے پاس!ایک۔۔۔"اس نے سامنے دیکھتے کہا اور ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھایا۔

انجن سے زوں زوں کی آواز آئی۔

"جارہا ہوں پاگل عورت!"وہ آنکھیں گھما کر گاڑی سے اترا اور کائنات نے فقط اس

کے دروازہ بند کر دینے تک کا انتظار کیا تھا۔خیام نے دور جاتی گاڑی کو دیکھ کر سر نفی

میں ہلایا اور مڑ کر عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

شام کو خود ہی گھر پہنچا تو کائنات کو لاؤنج سے ملحقہ کچن میں مصروف پایا۔

"تم نے کہا تھا تمہیں کھانا بنانا نہیں آتا۔"خیام اس تک گیا اور جھک کر اس کے سر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر بوسہ دیا۔

"مجھے صرف تین چیز میں بنانی آتی ہیں۔۔۔" اس نے گنوانے کے لیے تین انگلیاں اٹھائیں۔

"کافی (سب سے ضروری)، انڈے اور چکن کڑی۔" ایک ایک کر کے انگلیاں واپس موڑیں اور چمچ اٹھا کر گوشت میں ہلانے لگی۔

"لیٹ کی چیک؟" خیام نے کہا تو وہ ایک طرف ہوتی لکڑی کا چمچ اس کے سامنے کر چکی تھی۔ وہ انگلی سے چھو کر انگلی منہ میں رکھتا اس کی طرف پلٹا۔

"اٹس ایڈیبل۔۔۔ کھائی جا سکتی ہے!" سر ہلاتے کہا۔

"واؤ۔۔۔ تھینک یو۔" وہ طنزیہ بولی تو خیام ہنستے ہوئے شیلف سے کمر ٹکا کر کھڑا ہوا۔

"کیا کرتی رہیں سارا دن؟"

"پہلے صفائی کی موٹی موٹی۔ تفصیلی ہم دونوں ویک اینڈ پر کریں گے جب تم گھر ہو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گے۔" اس نے رک کر خیام کا ردِ عمل دیکھنا چاہا۔

"فیئر انف۔" اگر کائنات کر سکتی تھی تو یقیناً وہ بھی کر سکتا تھا۔ مردانہ انا پر کوئی چوٹ نہیں لگی تھی نہ وہ اتنی نازک انا رکھتا ہی تھا۔

"پھر لنچ منگوا کر کیا اور فریج کھول کر دیکھی تو اس کی ویرانی پر بھی ترس آ گیا اس لیے گروسری کرنے چلی گئی اور باقی سب تمہارے سامنے ہی ہے۔" اس نے ہاتھ سے پک کر گاڑھی ہوتی کڑی کی طرف اشارہ کیا اور بٹن دبا کر برقی چولہے کا ٹمپریچر کم کیا۔

"ہم اسے پینے نہیں والے ہیں۔۔۔ ہیں نا؟" اسے یقین تھا کہ کائنات اس بات پر سو فیصد برا منائے گی لیکن اس نے صرف کندھے اچکائے تھے۔

"مجھے روٹی پکانا تو دور آٹا گوندنا بھی نہیں آتا۔ وہ بریڈ رکھی ہے اور رائس کوکر میں چاول بھی بن رہے ہیں۔ اس سے زیادہ کی امید مجھ سے مت ہی لگانا تو اچھا ہو گا۔"

"ابھی کے لیے یہ بھی بہت ہے۔" وہ یقیناً خوش خوراک تھا لیکن اتنا ناشکرا بھی

نہیں تھا۔ جتنے دن کائنات کے بنائے انڈوں، کافی اور چکن کڑی پر گزارا ہو سکتا تھا، وہ صبر شکر کے ساتھ کرنے والا تھا۔ اس کے بعد کا انتظام بھی دیکھ لیا جائے گا۔ اسے ہمیشہ کی طرح کوئی فکر نہیں تھی۔

"یو نیڈ مائی ہیلپ؟" خیام نے پوچھا۔ اب وہ فریج کھولے سلاد کے لیے لازم اشیاء نکال رہی تھی۔

"ہ۔ ہمم۔ برتن لگادو میز پر۔" اس نے خیام کے چہرے کے سامنے بنے کیبینٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سفید شرٹ کی آستینیں موڑ کر اپنے کام میں لگ گیا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ لاؤنج کے کنارے پر رکھی چھوٹی سی میز کے گرد بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"دو چیزوں کے بغیر میرا گزارا ممکن نہیں ہے۔ ایک ڈرائیونگ لائسنس، دوسری زبان!" خیام نے چمچ پلیٹ میں رکھتے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آج گوگل ٹرانسلیٹر کی مدد سے کام چلتا رہا تھا لیکن

خیام مطمئن نہیں تھا۔کائنات نے سر ہلایا۔

''لائسنس کے لیے ابھی آن لائن اپلائی کر لیتے ہیں اور زبان کے لیے بھی آئی تھنک،آئی نو سم ون۔لیکن میں تمہیں بائیسکل استعمال کرنے کا مشورہ دوں گی۔

That's the fastest way to move about in "
.Barcelona

''یو آر دی بیسٹ۔''خیام نے مکھن لگایا اور کائنات آنکھیں گھماتی اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔

''تمہاری گھر بات ہوئی؟''اس نے یاد آنے پر پوچھا۔وہ دن میں دونوں گھروں میں فون کر کے بات کر چکی تھی اور دونوں جانب سے خیام کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

''نوپ!ٹائم ہی نہیں ملا۔''

''مما پوچھ رہی تھیں تمہارا اور پاپا بھی۔''اسے عالم مرتضٰی کی نصائح یاد آئیں۔جو کہ

ساری کی ساری کام

کے متعلق اور خیام کے لیے تھیں۔اسے اب بھی ان کی باتوں کا اصل مقصد معلوم

تھالیکن وہ ڈھیٹوں کی طرح ”جی پاپا، میں اسے بتادوں گی پاپا۔“ کہتی رہی تھی۔

”ابراہیم شاہ سے مجھے ویسے بھی کوئی امید نہیں تھی۔“خیام نے سر اٹھائے بغیر

تبصرہ کیااور کائنات اس کے بچکانے پن پر مسکرائی۔

”اگر تمہیں ان کی یاد آرہی ہے تو تمہارے پاس کال کرنے کا آپشن موجود ہے۔“

”کس نے کہا؟“خیام نے ابرو اٹھائے۔اس کے خفا خفا تاثرات پر وہ کھلکھلا کر

ہنسی۔

www.novelsclubb.com

”ابراہیم بابا بھی پوچھ رہے تھے کہ۔۔۔“اس نے ڈرامائی وقفہ لیا۔خیام کو اندازہ

نہیں تھالیکن وہ سننے کے لیے بے چین تھا۔

”کیا؟“اس نے تیزی سے پوچھا۔

”یہی کہ وہ نالائق تمہارا خیال رکھ رہا ہے؟'نالائق' سے ان کی مراد تم اور 'تمہارا'

سے ان کی مراد میں تھی۔ تمہیں سمجھ آ رہی ہے نا؟"اس کی مصنوعی معصومیت پر خیام نے اسے گھورا۔

"بہت اچھی طرح۔"اس نے جواب دے کر ہونٹ بھینچ لیے اور کائنات کا ضبط جواب دے گیا۔وہ پیٹ پکڑ کر ہنستی چلی گئی۔

"میں اس قدر زوردار قہقہے کے پیچھے کی وجہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔"خیام برابر اسے گھور رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔میں تو جانتی ہوں نا۔"وہ ہنسی روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔رخسار الگ دکھ رہے تھے۔

"آئی ہیٹ یو۔"خیام نے ہار مانتی سانس کے ساتھ کہا۔

"آف کورس یو ڈو۔"اس کے پر زور اصرار پر خیام کو بھی ہنسی میں اس کے ساتھ شامل ہونا پڑا تھا۔

اگلے چند دن ان کی روٹین یہی رہی تھی۔خیام اسے اٹھا کر زبردستی اپنے ساتھ لے

جاتا۔ کائنات اسے دروازے پر اتار کر واپس آجاتی۔ خیام نے اسے عمارت کے اندر لے جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ وقت نکال کر ایک گھنٹہ نئی زبان سیکھنے بھی جاتا تھا۔ پھر کائنات کی یونی ورسٹی شروع ہو گئی اور ان کی مصروفیات بڑھ گئیں۔

اب تو اسے چکن کڑی پکانے کا وقت بھی کم کم ہی ملتا تھا اور خیام ریستورانوں اور ٹیک اویز سے کھا کھا کر حلق تک بھر گیا ہوا تھا۔

"بہت ہو گیا یار۔ ہم میں سے ایک کو تو ڈھنگ سے کھانا پکانا سیکھنا ہو گا۔" اس نے کالی ڈسپوزیبل پلیٹ میز

پر پھینکی۔ کائنات نے دیکھا وہ اپنی شکایات کے باوجود نوڈلز چٹ کر چکا تھا۔ یقیناً وہ گھر کے کاموں کے لیے ہیلپ افورڈ کر سکتے تھے لیکن ان کے درمیان ایک خاموش سا معاہدہ تھا۔ وہ دونوں ہی اپنے گھر میں کسی اجنبی کو نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

"تھینک یو سوچ خیام اینڈ آئی لو یو۔" کائنات اٹھی۔ اس کی پشت پر آئی، جھک کر

اس کی گردن پر ہاتھ رکھا اور رخسار چوم کر چلتی بنی۔ پیچھے وہ منہ کھولے اسے

سیڑھیوں کی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

"کائنات! آئی نیور سیڈ کہ وہ میں ہوں گا۔" اسے اپنے پہلے بیان میں 'ہم میں سے

ایک' کے غلط ہونے کا احساس ہو گیا تھا۔

"اور وہ تم کیوں نہیں ہو سکتے؟" وہ رک کر پلٹی۔ اس کے کھلے بال لہرا کر بائیں

شانے پر گرے اور خیام اگلی بات بھول گیا۔ یہ غلط بات تھی۔۔۔ بیوی کو اتنا

ڈسٹریکٹنگ نہیں ہونا چاہیے!

"ہیلو؟" کائنات نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ

کرنا چاہا۔

"تم کچھ کہہ رہے تھے؟" وہ یاد دلانے والے انداز میں بولی۔

"ہ۔ہاں۔ میں کہہ رہا تھا کہ۔۔۔" اس نے خواہ مخواہ گلا کھنکھار کر صاف کیا۔

"کہ۔۔۔؟" وہ اب بھی منتظر تھی۔

"کہ میرا اسکیجول پیکڈ ہے۔میں کسی بھی طرح کلنری کلاس اس میں فٹ نہیں کر سکتا۔" وہ مکمل سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوا۔

"یو شیور اباؤٹ دیٹ؟" کائنات نے نرمی سے پوچھا اور اسی نرمی سے اس کی نگاہیں لاؤنج کی دوسری طرف پڑے صوفوں سے ہوتی ہوئیں دیوار پر لگی ایل ای ڈی اور اس سے منسلک ایکس باکس کنسول پر تک گئیں۔ جس پر وہ کم از کم بھی شام کے دو گھنٹے اپنے دوستوں کے ساتھ ویڈیو گیمز کھیلتا تھا اور گھر کا سکون برباد کرتا تھا۔

"وہ میری واحد تفریح ہے۔" خیام نے بازو لمبا کر کے جواز پیش کیا۔

"اگین۔۔۔یو شیور اباؤٹ دیٹ؟" اس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ اب کی دفعہ اس نے فون کا لاک کھول کر اسکرین خیام کے سامنے کی۔ ساری اسکرین سیاہ اور اس کے درمیان میں سرخ رنگ کا کیپیٹل این لکھا تھا۔

نیٹفلکس۔۔۔خیام نے دیکھ کر آنکھیں بند کیں۔

"اوکے۔میری دو ہی تفریحات ہیں۔" وہ چبا چبا کر بولا۔ایک تو وہ سفید بیک

گراؤنڈ کے سامنے سیاہ لباس پہنے خوب صورتی کا مفہوم بنی کھڑی تھی اور اوپر سے وار پر وار کیے جا رہی تھی۔

"سو۔۔۔ تم چاہتے ہو کہ میں جاری رکھوں؟ اوکے۔" وہ مسکرائی۔ اس کے پاس مزید وار بھی تھے۔ خیام خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔

"تمہاری مارننگ والک۔ جو کم از کم بھی ایک گھنٹے پر مشتمل ہوتی ہے۔" وہ بالکل نارمل تھی بلکہ اس کی آواز میں کسی حد تک شیرینی بھی گھلی ہوئی تھی۔ خیام کو پھر بھی سننا اچھا نہیں لگ رہا تھا اس لیے بول پڑا۔

"بھولو مت۔ ہم دونوں ایک ساتھ جاتے ہیں اور تم چاہتی کیا ہو؟ پکا پکا کر کھاتا جاؤں اور توند نکال کر بیٹھ جاؤں؟" اب کائنات عالم زیادتی کر رہی تھی۔

"ہم والک کا وقت کاٹ کر آدھا گھنٹہ بھی کر سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے تم مجھے توند

کے ساتھ بھی پیارے ہی لگو گے۔یو نو پیار اندھا ہوتا ہے؟" اس نے دل آویز سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور خیام کا غصہ اچانک

غبارہ چھوٹنے سے نکلنے والی ہوا کی طرح فضا میں تحلیل ہو گیا۔وہ سر جھکا کر ہلکا سا ہنسا۔

"ہمم۔۔۔کوئی بلش کر رہا ہے کیا؟" کائنات عالم آج فارم میں آئی ہوئی تھی یا شاید اس پر خیام شاہ کی صحبت کا اثر ہو گیا تھا۔

"نو اینڈ نو۔میں پھر بھی کھانا پکانا نہیں سیکھ رہا ہوں کیوں کہ مجھے صرف کھانا کھانے میں دلچسپی ہے۔"

"خیام؟" وہ پر سوچ انداز میں ٹھوڑی بجاتی بولی۔

"کیا میں نے ہماری ویک اینڈ ٹرپس گنوائی ہیں؟ پھر بھرپور معصومیت سے گویا ہوئی۔خیام نے سختی سے

دانت پر دانت جما کر خود کو کچھ کہنے سے روکا۔وہ اس سے اتفاق کرنے کے علاوہ اور

کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

"میں یہاں پیدا ہوئی ہوں لیکن اتنا اسپین میں نے اپنی ساری زندگی میں نہیں دیکھا جتنا پچھلے تین مہینوں میں دیکھ چکی ہوں اور اٹلی بھی اور فرانس بھی اور پرتگال بھی۔" اس نے تینوں ہمسایہ ممالک کے نام انگلیوں پر گنے۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ خیام چوتھے اور پانچویں ملک کے گھومنے کا پلان بھی بنائے بیٹھا تھا جن کے بارڈر اسپین سے ملتے تھے۔ الجیریا اور اندورارہ گئے تھے۔

"تو خاتون میں کون سا تنہا جاتا ہوں؟ آپ میرے ساتھ ہوتی ہیں نا۔۔۔ پھر یہ سب مجھ اکیلے کے کھاتے میں کیوں ڈالی جا رہی ہیں؟"

"کیوں کہ میں اپنے گھر کے سکون میں بہت خوش ہوں۔ صرف تمہاری خاطر تمہارے ساتھ جاتی ہوں۔" کائنات نے آنکھیں اسکیڑیں۔ یہ بات خیام بھی بہت

اچھے طریقے سے جانتا تھا۔۔۔جتانے کا مقصد اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔اس کی پر سکون طبیعت خیام کی ہیجانی طبیعت کو متوازن کرتی تھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کو مکمل کرتے تھے لیکن ایک دوسرے کو کھلانے کے لیے کوئی بھی رضا کار بننے کو تیار نہیں تھا۔

کائنات عموماً اس سے بحث میں ہار جایا کرتی تھی لیکن اس دفعہ اس کا پیچھے ہٹنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔خیام

کو اگر روزانہ کی بنیاد پر رائس کو کر کے کھلے ہوئے سفید چاولوں کے ساتھ چکن کڑی کھانی تھی تو اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔وہ بخوشی اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے تیار تھی۔

"قسم سے اتنی ناشکری بیوی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ تمہیں پتا ہے لڑکیاں ترستی ہیں ایسے شوہروں کے لیے جو انہیں ہر وقت سیر سپاٹوں پر لے جاتے ہوں۔"اس نے جھلا کر ہاتھ ہوا میں پھینکے۔

"اتنا ناشکرا شوہر دیکھنے کا اتفاق مجھے بھی پہلی دفعہ ہوا ہے۔" وہ بڑبڑائی پھر چہک کر اونچی آواز میں بولی۔

"ہم مہینے میں ایک بار جہاں تم کہو گے وہاں جائیں گے نا۔۔۔اب ٹھیک ہے؟"

کائنات جانتی تھی جواب نہیں آئے گا اس لیے انتظار کیے بغیر بولی۔

"شاہ صاحب دعا دیں اپنی بیوی کو جس نے آپ کے تین ویک اینڈز، صبح کی والک کا آدھا گھنٹہ، نیٹفلکس پر برباد کیا جانے والا سارا وقت اور ویڈیو گیمز کا ایک گھنٹہ آپ کی کلٹری کلاس کے لیے فارغ کر دیا ہے۔" وہ چہرے پر فخر سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ خیام کی طرف سے کسی تعریفی کلمے کی منتظر بھی تھی جو کہ بالکل نہیں آیا تھا۔

"آئی ایم شیور وقت کی اس کٹوتی پر شاہ ویز، عمر بھائی وغیرہ بھی مجھے دعائیں ہی دیں گے۔ہے نا شاہ صاحب؟" وہ غریب سارے دن کے کام سے تھکے ہارے جب گھر پہنچتے تھے تو ان کا استقبال خیام کی طرف سے کھیل میں شامل ہونے کا انوائٹ کیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتا تھا۔

''ڈونٹ کال می ڈیٹ۔'' خیام کو اور کچھ نہیں ملا تو شاہ صاحب بلائے جانے پر چڑ گیا۔

''فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم دو میں سے جو ایک ڈھنگ کا کھانا پکانا سیکھ رہا ہے وہ آپ ہیں۔'' وہ اپنی بات پوری بھی نہیں کر پائی تھی کہ اس کا فون بجنے لگا۔

''سی؟'' کائنات نے اسکرین خیام کی طرف کی۔

''جینیٹ کی کال ہے اور فنانس کی اسائنمنٹ کے بارے میں ہے۔''

''فائن۔ لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔'' وہ بالآخر پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ مان گیا تھا۔

''کیا؟'' اس نے بٹن دبا کر کھینچے ہوئے فون کی آواز بند کی۔

''میں کلاس میں جو کچھ سیکھوں گا وہی تم مجھ سے گھر میں سیکھو گی۔ تب ہی تو بنے گا نا۔۔۔ پرفیکٹ میچ۔''

اس نے آخری دو لفظ خوب پیس کر ادا کیے تھے۔

"ایک تو اس 'ایکول، ایکول' کے ساتھ تمہاری کوئی اوبسیشن ہے۔" کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"ہے تو۔۔۔ بولو منظور ہے؟" شکر ہے اسے بھی مسکرانے کا موقع ملا تھا۔

"فائن۔" وہ اسی کے انداز میں بولی پھر احتیاطاً اضافہ کیا۔ "اگر میرے پاس وقت ہوا تو۔" کائنات نے دیکھا فون گھنٹیاں پوری ہونے کے بعد بند ہو چکا تھا لیکن وہ جینیٹ کی بے چین طبیعت سے بھی واقف تھی۔

"تم فکر ہی نہ کرو۔۔۔ جس طرح تم نے اپنے 'شاہ صاحب' کا سکیجول کلیئر کیا ہے نا اسی طرح وہ بھی اپنی بیگم صاحب کا کر لیں گے۔" میٹھی ترین شہد ٹپکاتی مسکان تھی۔

"خدا حافظ خیام۔" وہ آنکھیں گھماتی ہوئی کمرے میں جانے کے لیے پلٹ گئی۔

"میں دو منٹ میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔" وہ کرسی سے اٹھا اور شاپر اٹھا کر

ڈسپوزیبل برتن اس میں پھینکنے لگا۔

"ابھی تمہارے دو گھنٹے ویڈیو گیمز اور دو گھنٹے نیٹفلکس کے پڑے ہیں۔۔۔زیادہ بھی ہو سکتے ہیں اگر شو تمہیں پسند آگیا تو۔" وہ سیڑھیاں چڑھتی اونچی آواز میں سنا رہی تھی۔

"آج سے ہی تمہاری ٹائمنگز اپلائی ہوں گی۔" خیام بھی اتنی ہی اونچی آواز میں بولا۔

"مجھے اپنی اسائنمنٹ کے لیے ری سرچ کرنی ہے خیام۔ میں بالکل بھی فارغ نہیں ہوں۔" اس نے رک کر ریکنگ سے نیچے جھانکا۔ خیام چہرہ اٹھائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مجھے پروا نہیں ہے۔ میرا اسکیجول کلیئر ہے اور میں وہ وقت اپنی پیاری ترین بیوی کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"بٹ اٹس امپارٹینٹ۔" کائنات نے پیر پٹخ کر دہائی دی۔ کیوں کہ خیام کی موجودگی میں پڑھائی ناممکن سی بات تھی۔

www.novelsclubb.com

"اینڈ آئی ایم ناٹ؟" وہ کائنات کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا ہونٹ موڑے مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔

"آف کورس یو آر۔" اس نے ہار مانتی سانس لی۔اب وہ ایک دن میں اتنی ہی باتیں اس سے منوا سکتی تھی۔

"آف کورس آئی نو۔" وہ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔کائنات کا فون دوبارہ بجنے لگا تو وہ بقیہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر کہیں غائب ہو گئی تھی۔خیام نے میز سے فون اٹھا کر واٹس ایپ پر 'لیجینڈز الٹرا پرو میکس'

نام کا گروپ کھولا اور انہیں وقت کی تبدیلی اور کمی دونوں سے آگاہ کیا۔کائنات کے دعوی کے برخلاف

انھوں نے خوشی نہیں، ناخوشی کا اظہار کیا تھا۔خاص طور پر سدا کے کنوارے

جاذب علی اور ایک عدد منگیتر

ہونے کے باوجود اسفر رحمان نے۔ان دونوں کو وہ شاید باقیوں کی نسبت زیادہ یاد

آتا تھا۔

****

ان کی نئی روٹین میں خیام کی کلنری کلاس بھی شامل ہو گئی تھی۔ وہ دوپہر کے کھانے کے وقفے کو لمبا کر کے اس میں کھانا پکانا سیکھا کرتا تھا اور پھر اپنا کچا پکا، تیکھا پھیکا جیسا بھی بنتا کائنات کو ضرور ہی کھلایا کرتا تھا۔ اس نے یہ اعتراف اپنے علاوہ اور کسی سے نہیں کیا تھا کہ اسے یہ کام پسند آیا تھا۔ وہ ایک پاکستانی نژاد اسپینی جوڑے کے ریستوران کا کچن استعمال کرتا تھا اور اسے سکھانے والا ریستوران کا مالک تھا۔

کبھی کبھار

اس کی بیوی بھی خیام سے اپنی تراکیب بانٹ لیتی تھی۔ اپنی مسکراہٹ اور باتوں سے لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا تو اسے آتا ہی تھا اور وہ ان کا ریگولر کسٹمر تھا۔ اس لیے اسے ان کی مدد حاصل کرنے کے لیے زیادہ پاپڑ نہیں بیلنے پڑے تھے۔ اس سے پیسے لینے کو وہ میاں بیوی تیار نہیں تھے تو خیام ان کے کچن میں استعمال ہوتے اجزا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

(سبزیاں، پھل، مسالہ جات وغیرہ) کا خرچہ اپنی جیب سے دینا شروع کر چکا تھا اور اس نے ان کا ایک اعتراض قبول نہیں کیا تھا۔

وہ اپنی شرط کے مطابق اگر کائنات کو فارغ پاتا تو اسے بھی چولہے کے سامنے کھڑا کر دیتا تھا اور خود شیلف پر بیٹھ کر حکم پر حکم دیتا تھا۔ کائنات کے پاس خاموشی سے آنکھوں کی پتلیاں گھمانے کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں تھا۔ یہ سب وہ اپنے اوپر خود لائی تھی!

خیام شاہ دوسروں کی کیا اپنی توقعات سے بھی جلد کھانا پکانا سیکھ گیا تھا۔ عائشہ ابراہیم تو بلائیں لیتی نہیں تھکتی تھیں۔۔۔ خیام کی نہیں، کائنات کی۔ کہاں ان کی سب سے چھوٹی، لاڈلی، نرینہ اولاد جس نے کبھی ہل کر پانی بھی نہیں پیا تھا (خیر! خیام وضاحت کر چکا تھا کہ یہ عائشہ ابراہیم نے سراسر مبالغہ آرائی سے کام لیا تھا۔) وہی اولاد دو ماہ کے قلیل عرصے میں دیسی کھانوں کی ماہر شیف بن چکی تھی۔

ابراہیم شاہ تو بہو کی طرف تھے ہی تھے یہ عائشہ ابراہیم نے بھی پارٹی بدل لی تھی۔

آخر یہ معجزہ وقوع پذیر بھی تو کائنات کی وجہ سے ہوا تھا۔اندر سے تو ابراہیم شاہ بھی اسے کسی کام میں مہارت حاصل کرتے دیکھ کر خوش تھے لیکن زبان سے انہوں نے خیام کا دل جلانے کی کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی تھی۔عادت کے عین مطابق!

"تمہیں اس کام پر لگانے کے لیے میری بہو کو فل نمبر اور تمہاری ماں کہہ رہی تھی کہ کک ایک ہفتے کی چھٹی پر جا رہا ہے۔۔۔کلثوم اور ارسلہ نے ذمہ داری اٹھانے کا کہا تو ہے لیکن میں سوچ رہا تھا اگر تم آ جاؤ تو۔۔۔؟اسی بہانے ہم پر واضح بھی ہو جائے گا کہ یہ تمہارا کوئی نیا مذاق نہیں ہے۔" وہ ہمیشہ کی طرح سنجیدگی سے اس کی بے عزتی کر رہے تھے۔

"بابا!" خیام احتجاجاً چلایا۔انہیں اس کی یاد ستا رہی تھی وہ اس وجہ سے اسے نہیں بلا رہے تھے بلکہ یہ ٹیسٹ کرنے کے لیے بلا رہے تھے کہ آیا وہ کھانا پکانے کے اپنے دعووں میں سچا تھا یا نہیں۔حد ہی ختم کر دی تھی والد صاحب نے تو!

عالم مرتضٰی نے دو مہینے میں ٹھیک ہو کر اس کے پاس پہنچنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ پانچ

www.novelsclubb.com

ماہ سے پہلے اپنے وعدے کو وفا نہیں کر پائے تھے۔ان کی آمد پر کائنات کی خوشی دیدنی تھی اور وہ گھٹنے کی تکلیف کے باوجود کائنات کے سامنے لکڑی کی چھڑی کے سہارے چلتے رہے تھے۔بیٹی کی خوشی کے لیے کچھ بھی!

خیام البتہ ان کی حالت سے واقف تھا اور اسی وجہ سے چاہتا تھا کہ وہ ان کے ساتھ گھر پر رہیں لیکن انہوں نے ہوٹل کو ترجیح دی تھی۔وہ وہاں صرف دو ہفتوں کے لیے گئے تھے اور مقصد ان دونوں کے بنائے نظام اور روٹین کو خراب کرنا ہرگز نہیں تھا۔

ان کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خیام نے بہت دیر سے ملتوی اور مزید ملتوی ہوتے اپنے ولیمہ کی تقریب کو بھگتانے کا سوچا تھا۔صرف دو ہفتوں میں سارے انتظامات کرنا آسان ثابت نہیں ہوا تھا لیکن اس نے کر لیا تھا اور عالم مرتضٰی کو بھی مزید ایک ہفتے کے لیے روک لیا تھا۔پاکستان سے ان دونوں کے لیے اہم سب ہی ہستیاں اسپین پہنچ چکی تھیں۔خیام کے گھر والے،دوست،کائنات کے گھر والے (حتیٰ کہ

دبئی میں مقیم کمال مرتضیٰ بھی)، داور اور نیہا۔ تقریباً سب ہی۔

سیر و سیاحت کے شیدائی انسان نے تقریب کے لیے بھی شہر سے ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع قصبے کا قدیم محل چنا تھا۔

.Castello of Tamarit

عالیشان محل سمندر کے کنارے پر ہے اور انتہائی خوب صورت بھی۔ لیکن وہ ڈیسٹینیشن ویڈنگ کے لیے بارسیلونا کا بہترین مقام ہونے کی وجہ سے تقریباً ہر وقت ہی بک رہتا تھا۔ خیام شاہ تو تھا ہی جگاڑو۔۔۔ اس نے اس موقع پر بھی جگاڑ لگا کر اتوار کے دن بیاہے جانے والے جوڑے سے ہفتے کی رات مانگ لی تھی۔ انہیں اپنا میوزیکل قربان کرنا پڑا تھا لیکن خیام کی پیشکش ٹھکرائے جانے کے قابل نہ تھی۔ پھر وہ انہیں بھی تو بطور مہمان آنے کی دعوت دے چکا تھا۔

سہ پہر سے پہلے ان کی گاڑیاں محل کے قریبی قصبے میں رکی تھیں اور وہاں سے وہ پیدل چلتے ہوئے دور سے ہی نظر آتی قدیم طرز پر بنی عمارت کی طرف چل دیے

تھے۔ خیام اپنے دوستوں کے ساتھ سب سے پہلے وہاں پہنچا تھا۔ تقریب سویمنگ پول کے اطراف میں ہونا تھی۔ ایک طرف چوکور ایک اسٹیپ اونچا لکڑی کا اسٹیج تھا جس کے چاروں اور سفید باریک پردے لہرا رہے تھے۔ پول کا پانی نیلا اور چبوترے سے نیچے سمندر کا پانی جو محل کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس لوٹ رہا تھا، سبز رنگ کا تھا۔ سی گرین۔

پول کے کناروں پر گول لیکن نسبتاً چھوٹے میز لگے تھے، جن پر ہاتھ ٹکا کر کھڑا ہی ہوا جا سکتا تھا۔ بیٹھنے کے لیے چند پول چیئرز موجود تھیں جن سے کچھ فاصلے پر بوفے میز پر کھانا رکھا جا رہا تھا۔ خیام نے ناک چڑھا کر ہر طرح کے سی فوڈ کو دیکھا۔ اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ اپنے ہی ولیمے پر اس کے ساتھ اتنا بڑا ہاتھ ہو جائے گا۔ وہ ایک ہفتے میں اتنا کچھ ہی اپنی مرضی کے مطابق کر سکتا تھا۔ مینیو اس کے ہاتھ میں نہیں تھا اور نہ ہی یہاں دیگیں چڑھائی جا سکتی تھیں۔ اس لیے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

جاذب، عالیان اور اسفر یہاں وہاں دیکھے بغیر اسٹیج کی طرف بڑھ گئے تھے۔ جہاں

ایک لوکل بینڈ اپنے انسٹرومینٹس سیٹ کر رہا تھا۔ میوزیکل کینسل نہیں ہوا تھا بلکہ ان کی تقریب کا حصہ بن گیا تھا۔ کھانے کا انتظام دیکھنے کے لیے خیام نے شاہ ویز کا ترلہ منت کی اور خود عمر کے ساتھ گھر والوں کے استقبال کے لیے آگے بڑھ گیا۔

ابراہیم شاہ اسے نظر انداز کر کے گزر گئے۔ عائشہ ابراہیم خوب صدقے واری گئیں۔

"میرا شاہزادہ بیٹا۔" اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے کہا تھا۔ خیام نے مسکراتے ہوئے تھوڑا جھک کر ان کے بالوں پر بوسا دیا۔

"صرف سفید گھوڑے کی کسر باقی ہے۔" صارم نے اس کے گلے ملتے کہا تھا۔ اس نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے ہونٹ آپس میں ملائے۔ وہ تصاویر کے لیے اس کا انتظام بھی کر چکا تھا لیکن منہ بند ہی رکھا تھا۔ زیب تن کیے سفید ٹکسیڈو کی صرف بو ٹائی ہی سیاہ تھی۔

"چاچو!" علی کی زور آور پکار پر وہ جھکتا ہوا اسے سینے سے لگا چکا تھا۔ حالاں کہ خیام

یہاں آنے سے پہلے ان سب کے ساتھ ہوٹل میں ہی رہا تھا۔کائنات اپنے گھر والوں کے ساتھ تھی اور وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ۔خیام نے اسے ابھی تک نہیں دیکھا تھا اسے اور نہ جانتا ہی تھا کہ وہ کس قسم کا لباس پہننے والی تھی۔اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ بھی رنگوں سے مفقود ہونے والا تھا۔

"چاچو کا شہزادہ۔"اس نے زور سے علی کے پھولے گال چومے اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بھابھی میں نے آپ کو پہلے بتایا ہے یہ کتنا بڑا ہو گیا ہے؟"وہ سیدھا ہو کر بولا۔علی کا ایک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔

"جب سے آئے ہیں تب سے یہی کوئی بیس تیس مرتبہ۔"اریشہ مسکرائی۔

"رائٹ۔"خیام نے گردن کی پشت کھجائی۔اسفر نے گٹار سٹ سے گٹار لے کر ٹیوننگ چیک کرنے کے لیے تاروں پر ہاتھ پھیرا تو سب ہی آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔جاذب کی زوردار سیٹی کے بعد کیا جانے والا اشارہ دیکھ کر علی اس کا ہاتھ

www.novelsclubb.com

چھڑواتا ان کی طرف بھاگا تھا۔ وہ سب ہی اس کے چاچو بنتے اس کے پسندیدہ ترین لوگوں کی فہرست میں شامل ہو گئے تھے۔

"آپی۔" خیام نے دونوں بازو پھیلا کر ارسلہ کا استقبال کیا۔ وہ گہرا سرمئی رنگ پہنے خوب صورت لگ رہی تھی۔

"جتنا مرضی بھاگ لو لیکن مجھے جو کہنا ہے وہ کہنا ہی ہے۔" اس کے سینے سے لگی ارسلہ نے کہا تھا۔ خیام نے قہقہہ لگایا۔ وہ جب سے اسپین آئی تھی خیام اسے نظر انداز کر رہا تھا اور بہانے بہانے سے اس کے سامنے سے غائب بھی ہو جاتا تھا۔ وجہ وہ دونوں جانتے تھے لیکن ارسلہ آج مصمم ارادہ باندھ کر آئی تھی کہ اس سے لازمی بات کرے گی۔ خیر ساری تقریب پڑی تھی۔۔۔ یقیناً وہ موقع پیدا کر لے گی۔

"آج میرا دن ہے۔ کم از کم میری سگھی بہن کو اسے برباد کرنے کی پلاننگ نہیں کرنی چاہیے۔" وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔

"کون سا دن تمہارا نہیں ہوتا؟" وہ ابرو اٹھا کر کہتی آگے بڑھ گئی۔

"کیا کیا ہے تونے؟" عمر نے تقریباً اس کے کان میں گھس کر پوچھا۔

"کیا یہ انکل آنٹی کی گاڑی ہے؟" خیام اس کے سوال کو نظر انداز کرتا قریب آتی سیاہ چمچماتی مرسڈیز کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ عمر نے اپنے ماں باپ کو گاڑی سے اترتے دیکھ کر ہونٹ بھینچ لیے۔ ان کے دروازے بند کرتے ہی ڈرائیور گاڑی آگے لیتا چلا گیا۔

"ماشاءاللہ میرے دونوں بیٹے کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے اب ہمیں آپ کی شادی کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔" فرحانہ نے خواہ مخواہ ہی عمر کا بالکل درست کوٹ گریبان سے پکڑ کر ٹھیک کیا۔

"او عنایت ہو گی آپ کی۔ ہم باپ بیٹا تو کب کے تیار بیٹھے ہیں۔۔۔ آپ کی بھانجی کی پڑھائیاں ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہیں۔" ایوب انصاری بولے۔

"اپنی بات کریں والد صاحب۔" عمر نے ہونہہ کرنے کے بعد کہا تھا۔ اسے فی الحال شادی کی کوئی جلدی نہیں تھی۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی۔۔۔ فقط چھبیس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سال۔

"میں خیام کے لیے کہہ رہا تھا۔۔۔ ہم باپ بیٹا۔ کیوں خیام؟" انہوں نے اپنے اور خیام کے درمیان ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا۔ وہ ہنستے ہوئے ان کا ہاتھ تھام کر ان کے گلے لگ چکا تھا۔

"بالکل! اس کے باراتیوں میں سب سے آگے میں نے اور آپ نے ہی ہونا ہے۔۔۔ اس کا کیا ہے؟ عالیان، اسفر لوگ پیچھے گھسیٹتے ہوئے بھی لے آئیں گے۔" اس کی منظر کشی پر ایوب انصاری نے قہقہہ لگایا، عمر نے دانت پیسے اور فرحانہ انصاری نے انہیں فہمائشی نظروں سے دیکھا۔

"اندر تشریف لے جائیں۔ ابراہیم انکل وہ سامنے ہیں۔۔۔ اگر پھر بھی نظر نہ آئیں تو چشمے کا استعمال کریں۔" عمر باپ سے حساب برابر کرنے کے لیے طنزیہ بولا۔ وہ تازہ تازہ ہوئی نظر کی کمزوری جو کہ عمر کا تقاضا بھی تھی، کے متعلق خاصے کمپلیکس میں مبتلا تھے۔

"عمر۔"فرحانہ انصاری نے تادیب کی۔اس نے کندھے اچکا دیے۔

"یہ بہت بیلودی بیلٹ حرکت تھی بیٹے۔"انہوں نے انگلی دکھاتے کہا اور لفظ 'بیٹے' میں چھپی تنبیہ وہ پہچان کر بھی خاموش رہا تھا۔

"یقین کر اتنا کول ابا میرا ہوتا نا تو میں ان کے پیر دھو دھو کر پیتا۔"خیام بولا۔

"رہنے دے۔جیسے میں تجھے یا اپنے کول ابے کو جانتا نہیں ہوں۔"عمر نے سر جھٹکا۔

اگلی گاڑی سے وینیو کے ملازمین اترے تھے۔خیام نے عمر سے تعارف کے بعد دور سے ہی ان کے لیے مخصوص میزوں کی طرف اشارہ کیا اور پھر عمر سے کہنے لگا۔

"تجھے پتا ہے جب مجھ سے ابراہیم شاہ نے شادی کی بات کی تھی تو میں تجھ سے زیادہ بدکا تھا لیکن آج دیکھ مجھے؟"اس نے اطراف میں پھیلی روشنیوں کی طرف اشارہ کیا۔شام کے سائے پھیل رہے تھے اور پول کے ارد گرد مصنوعی روشنیاں جلنے لگی تھیں۔عمر نے اطراف کی بجائے صرف اس کا چہرہ دیکھا۔وہ واقعی خوش اور مطمئن دکھائی دیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیسٹ ڈیسیژن آف مائی لائف!"

"ماشاءاللہ۔" عمر زیر لب بولا۔ خیام اگلے مہمانوں کی طرف متوجہ ہو گیا جو اسے کھانا بنانا سکھانے والا پاکستانی نژاد اسپینی جوڑا تھا۔ یہاں وہ جانتا ہی کتنے لوگوں کو تھا؟ اس لیے سب ہی کو دعوت دی تھی۔ کائنات کے مہمان البتہ اس سے زیادہ تھے۔ بوڑھا ماریو، جیڈ اور اس کا شوہر آرلو، راڈریگو (آخ!) اور عالم مرتضیٰ کے مہمان بھی پہنچ چکے تھے۔ صرف کائنات عالم اپنے خاندان کے ساتھ منظر سے غائب تھی۔

"حوصلہ رکھ میرے بھائی۔۔۔ حوصلہ۔" عمر نے اسے بار بار گھڑی پر نگاہ ڈالتے دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے مجھے اسے کال کرنی چاہیے۔ پتا تو چلے ہیں کہاں؟" خیام نے بڑبڑاتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے فون نکالا اور نمبر ملانا چاہا۔ عمر نے ہاتھ اسکرین پر رکھ کر اسے روک دیا۔

"آ گئے۔" قصبے سے جو سڑک محل کی طرف مڑتی تھی اس پر آگے پیچھے چار گاڑیاں

دوڑتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سب سے آگے والی عین اس کے سامنے آ کر رکی تھی۔ عالم مرتضٰی دوسری طرف سے نکلے اور خیام کے پاس آئے۔ اس سے مل کر وہ گاڑی کے پچھلے دروازے تک گئے اور اسے بھی کھول دیا۔ ان کے بائیں ہاتھ میں چھڑی تھی۔۔۔ دایاں انہوں نے بیٹی کے سامنے پھیلایا تھا۔

کائنات نے اپنا دایاں ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔ چوکور کٹے ناخنوں پر سفید کیوٹیکل کی تہہ لگی چمک رہی تھی۔ چار سادی انگوٹھیاں بھی انگلیوں کے مختلف مقامات پر ٹھہریں ان کی خوب صورتی میں اضافہ کر رہی تھیں۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے لباس سنبھالا اور سب سے پہلے اس کے سفید ہیلز میں مقید پیر نمودار ہوئے۔ خیام کی نگاہ ان سے ہوتی ہوئی اوپر کو سفر کرنے لگی۔ اس نے گاڑی سے نکل کر لباس چھوڑ دیا جو لہراتا ہوا اس کے اطراف میں پھیلتا گیا۔ وہ اسی سلک گاؤن میں ملبوس تھی جو آکشن میں خیام (ابراہیم شاہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا) نے اس کے لیے خریدا تھا۔ یقیناً گاؤن کے لیے انہوں نے ایک بڑی رقم ادا کی تھی لیکن کائنات نے آج

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے دن اسے اس وجہ سے نہیں پہنا تھا۔ وہ اسے اس وقت کی یاد دلاتا تھا جب اسے خود پر اتنے شکوک و شبہات نہیں تھے۔ جب وہ کسی احساس کمتری کا شکار نہیں تھی۔ جب اس نے خود کی صلاحیتوں پر سوالیہ نشان نہیں اٹھا دیے تھے۔ وہ ایک اچھی یاد تھا اور آج کے دن کے لیے اسے انہی یادوں کی ضرورت تھی۔

"واؤ۔۔۔ جسٹ واؤ۔" خیام کی نظریں اس کے سفید حجاب کے ہالے میں چمکتے چہرے پر ٹھہر سی گئی تھیں۔

"منہ تو بند کر لے؟" عمر نے نصیحت کی اور وہ فوراً عمل کرتا اپنی بیوی کی طرف بڑھا۔

"مے آئی؟" اس نے اپنا ہاتھ ان باپ بیٹی کے سامنے پھیلایا اور عالم مرتضیٰ نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں کائنات کا ہاتھ دے دیا۔

"میری بیٹی کا ہمیشہ یوں ہی خیال رکھنا!" وہ اس کا شانہ تھپکتے بولے۔

"ہمیشہ۔" خیام نے جواب دیا۔

''آئیں انکل میں آپ کو لیے چلتا ہوں۔'' عمر نے ان کے سامنے اپنا بازو پیش کیا۔ وہ اس پر ہاتھ رکھتے چلنے لگے تھے۔ ان کے پیچھے ہی باقی گاڑیوں سے برآمد ہوتے کمال مرتضٰی بلقیس بانو، ان کے بچے، کائنات کے بہن بھائی اور دوست بھی تھے لیکن خیام نے کسی پر دھیان نہیں دیا تھا۔ وہ اسے شرم دلانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ بہت بڑا ڈھیٹ تھا۔ اس پر کہاں اثر ہوتا تھا؟

''ہوش کرو بھائی؟ ایسی بھی کیا بے ہودی؟'' ارسلان نے خیام کی طرف جھکتے کہا تھا لیکن وہ بس کائنات کو ہی دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ حالاں کہ روز کا دیکھا ہوا چہرہ تھا لیکن اس کا اختیار ابھی اسے واپس نہیں ملا تھا۔

''محبت ہے۔'' اس نے خوابیدہ سے لہجے میں کہا۔ ارسلان سر نفی میں ہلاتا چل دیا۔

''کزن اس کو جب ہوش آ گئی تو اندر لے آنا لیکن اگر بھائی صاحب نے ہوش میں آنے سے انکار کر دیا تو مجھے ڈر ہے کہ تمہیں اپنے ہاتھوں کو زحمت دینا پڑے گی۔''

فرحان کائنات کے پاس رکا۔

"کبھی نہیں۔"وہ بھرپور طریقے سے مسکرائی۔

"اندر آنے پر یا ہاتھوں کو زحمت دینے پر؟"اس نے الجھ کر پوچھا۔

"دونوں پر۔"جواب خیام نے دیا تھا۔"کیوں کہ ابھی ہم فوٹو شوٹ کے لیے جار

ہے ہیں۔"اس نے انگلی اور انگوٹھا منہ میں دبا کر سیٹی بجائی تو محل کا دور دراز سا

دروازہ کھلا اور گھوڑے کے ہنکنے کی آواز آئی۔

ان سب کی چیخوں اور تالیوں کے شور میں کائنات نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا

پھر گھوڑے کو۔وہ بھی

سفید ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

"خیام یہ بہت پیارا ہے۔"

"ہے تو۔"وہ جھک کر اس کی جھلملاتی آنکھ کا کنارہ چوم گیا۔

"بچوں کی آنکھوں پر ہاتھ رکھو"ربیعہ نے ہنستے ہوئے عینا کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ

دیا۔

"آپی یار۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ ہٹاتی احتجاجاً بولی۔

"مجھے لگتا ہے اب ہمیں آگے بڑھ جانا چاہیے۔" داور نے نیہا کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے چلنے کا اشارہ کیا جو دونوں ہاتھ ملائے، ان پر ٹھوڑی ٹکائے خوابناک سی کیفیت میں خیام اور کائنات کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بنے ہی ایک دوسرے کے لیے تھے۔ نیہا نے دل ہی دل میں مہر لگائی اور داور کے ساتھ چلنے لگی۔

"تمہیں بالکل ٹھیک لگتا ہے داور۔" خیام نے بند مٹھی اس کی بند مٹھی سے ٹکرائی تھی۔

"آپ میری آپا کو کہاں لے جا رہے ہیں؟" حیدر باقیوں کے ساتھ نہیں گیا تھا اور مشکوک نظروں سے خیام کو دیکھ رہا تھا۔

"جہاں میرا دل چاہے۔۔۔ چلتے بنو حیدر۔" خیام اس کا ہاتھ تھامے گھوڑے کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ حیدر اس کے انداز پر تیوری چڑھائے ان دونوں کے سامنے رکا اور انہیں بھی روک دیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ کو معلوم بھی ہے کہ آپا کو گھوڑوں سے ڈر لگتا ہے؟" اس نے گھور کر پوچھا اور خیام نے حیرت سے کائنات کو دیکھا۔ کیا واقعی؟ وہ نظریں چرا گئی اور خیام کو اب اپنے ہاتھ میں دبے اس کے ہاتھ کی ہلکی ہلکی

کپکپاہٹ محسوس ہوئی تھی۔ انہیں ساتھ رہتے ہوئے تقریباً چھ ماہ ہونے والے تھے لیکن وہ ہر روز ہی اس کے متعلق کچھ نیا سیکھتا تھا۔ بتانے والوں میں سے وہ تھی نہیں۔۔۔ خیام کو خود کھوجنا پڑتا تھا اور اس کی کھوج جاری رہنے والی تھی۔

"لیکن کیوں؟" اس نے بلآخر منہ کھولا۔

"ہم بچپن میں پاپا کے دوست کے فارم ہاؤس پر جایا کرتے تھے اور وہاں ایک پونی ہم دونوں کا فیورٹ تھا۔ آپا کی اس سے بہت اچھی دوستی تھی لیکن ایک دن اس نے مجھے گرا دیا اور اس کے بعد آپا گھوڑے تو کیا فارم ہاؤس کے قریب بھی نہیں گئیں کبھی۔" حیدر نے تفصیل بتائی۔ یاد دلائے جانے پر کائنات پھیکا سا مسکرائی۔ وہ اس واقعے کو اس وقت یاد نہ کرنے کی شعوری کوشش کر رہی تھی۔ خیام نے سر ہلایا۔

وہ اس کی عادت سے واقف تھا کہ 'مجھے نقصان پہنچالو لیکن میرے لوگوں کو نقصان مت پہنچاؤ!'

"کائنات میں اسے واپس بھجوادیتا ہوں؟" اس نے کہا لیکن وہ تیزی سے سر نفی میں ہلاتی اس کا ہاتھ چھوڑ کر گھوڑے کے قریب ہوئی۔ اس نے بہت آہستگی سے ہاتھ جانور کی گردن پر رکھا۔ اس کے چاندی کی طرح چمکتے بال بہت نرم تھے۔ کائنات مسکرائی اور گھوڑے نے اس کے ہاتھ سے سر ٹکرایا۔ ان کا محبت جتانے کا اپنا انداز تھا۔ اس نے کانپتی سانس اندر کھینچی۔ وہ کیوں اتنی چھوٹی سی بات پر اتنا جذباتی ہو رہی تھی؟

"آپا تم ٹھیک ہو؟" حیدر نے فوراً پوچھ لیا۔

"ہ۔ ہم خیام چلیں؟" کائنات نے پلٹ کر کہا۔ اس کا بھائی ابھی بھی اسے فکر مند نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"حیدر میں ٹھیک ہوں۔" کائنات نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا تو وہ سر ہلاتا وہاں سے

چلا گیا۔

"یو شیور؟" خیام نے تسلی چاہی۔

"پازیٹو۔" اسے مل بھی گئی تھی۔ اس نے پہلے کائنات کو گھوڑے کی زین پر بٹھایا، وہ دونوں ٹانگیں ایک طرف کیے بیٹھ گئی تو خیام خود اس کے پیچھے سوار ہوا۔ سائیس نے لگام اس کے حوالے کی تو اس نے ایڑ لگا کر گھوڑا دوڑا دیا۔ کائنات بہتی ہوا کو اپنے رخساروں پر محسوس کرتی مسکرائی۔ وہ سڑک پر تھوڑا دور آئے اور پھر گھوڑا دو رویہ درختوں کے درمیان کچے راستے پر مڑ گیا۔

"خیام؟" کائنات نے اسے پکارا۔ ڈوبتے سورج کی آخری کمزور کرنیں درختوں کو چیر کر ان تک پہنچنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔

"ہمم؟" وہ اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے بولا۔

"تمہارا فوٹو گرافر کہاں ہے؟ تم نے فوٹو شوٹ کا کہہ کر مجھے اس گھوڑے پر سوار کیا تھا۔"

"اوپر دیکھو۔" اس نے اتنے ہی اطمینان سے کہا تو کائنات نے سر اٹھایا۔ ان کے اوپر ڈرون کیمرہ منڈلا رہا تھا لیکن وہ کافی بلندی پر تھا۔

"اور پرائیوسی نام کی چیز بھی ہوتی ہے یا نہیں؟" وہ ہلکا سا ہنسا۔ کائنات مسکرائی۔

آدھے گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی تھی۔ وہ خیام کے بازو میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھی۔ سب کی تالیوں کی گونج نے ان کا استقبال کیا۔ مہمان خصوصی کے پہنچتے ہی تقریب کا آغاز ہوا۔ کائنات ان سب سے مل رہی تھی۔ خیام کے دیکھنے پر جاذب نے سر ہلا کر اسٹیج پر بسیرا کیے بینڈ کو اپنا پروگرام شروع کرنے کا اشارہ کیا۔ ہلکی ہلکی موسیقی نے ہوا کے ساتھ اٹکیلیاں شروع کر دیں۔

"Buenas noches!"

(شام بخیر۔) دو پر جوش آوازوں پر خیام نے پلٹ کر دیکھا۔

"Victor man!"

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا اور وکٹر مسکراتے ہوئے پنجے میں پنجہ ڈال کر اس سے ملا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے ساتھ سبز گاؤن میں خوب صورت سی لارنس بھی کھڑی تھی۔اس کی منگیتر۔

"سب کچھ بہت خوب صورت ہے۔ تم دونوں کو مبارک ہو۔" وہ خیام سے دور ہٹتا کہہ رہا تھا اور کائنات الجھ کر انہیں دیکھ رہی تھی۔ خیام تعارف کروانے لگا۔

"کائنات ان دونوں کی بدولت یہ تقریب ممکن ہوئی ہے کیوں کہ وکٹر یہ وینیو ایک ہفتے کے لیے بک کروا چکا تھا۔ گراسیاس وکٹر، لارن!" اس نے ایک دفعہ پھر اظہار تشکر کیا۔

"آہ میں نہیں جانتی تھی۔ گراسیاس۔" کائنات نے لارنس سے ہاتھ ملانا چاہا لیکن وہ دونوں گال اس کے رخساروں سے مس کرتی خاصے تپاک سے ملی تھی۔ پھر جو بولنا شروع ہوئی تو کائنات کو رک کر سوچنے کا وقت بھی نہیں دیا۔ اسے مشکل سے نکالنے کے لیے وکٹر آگے بڑھا اور اپنی باتونی منگیتر کو لے کر اسٹیج کے سامنے ڈانس فلور پر لے گیا۔ اس نے خیام کو بھی آنے کا اشارہ کیا۔ وہ پر سوچ نگاہوں سے کائنات

کو دیکھنے لگا جس نے کوئی مروت ولحاظ کیے بغیر انکار کر دیا تھا۔

”نہ مجھے آتا ہے نہ میں کروں گی۔“

”میں سنبھال لوں گا نا؟“ خیام اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ لایا تھا۔ کائنات کا جی چاہا کچھ مار کر اس کا دماغ درست کر دے لیکن پھر مہمانوں کے خیال سے زبردستی کی مسکراہٹ سجائے خیام کی پیروی کرنے لگی۔ اس کی دیکھا دیکھی اسفر، فارحہ کو اور عالیان، رمشہ کو ڈانس کے لیے اٹھا لایا تھا۔ جاذب اور عمر نے دو گوریوں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیے تھے اور شاہ ویز سے بھی وہی کروانا چاہا۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر معذرت کی۔ اس سے بہت بالا چیز تھی۔ وہ لارنس کی سہیلیاں تھیں اور خوشی خوشی ان ایشیائی مردوں کے ساتھ ڈانس فلور پر آ گئی تھیں۔

”یہ ندیدے کیا کر رہے ہیں؟“ کائنات شرمندہ ہوئی۔ خیام نے چہرہ موڑ کر دیکھا اور ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

”فکر مت کرو ابھی فرحانہ آنٹی کی نظر پڑنے کی دیر ہے پھر عمر کی خیر نہیں۔“ اس

www.novelsclubb.com

نے دائیں ہاتھ سے کائنات کا بایاں ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے سے اسے گھماؤ دیا۔ وہ واپس اس کی بانہوں میں تھی۔ کائنات کو چکروں کے علاوہ کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ ابھی کیا ہوا ہے؟

”مجھے عمر بھائی سے زیادہ جاذب کی طرف سے فکر ہو رہی ہے۔ مہمان ہیں وہ ہماری۔“

”دفعہ کرو ان کو۔۔۔ تم وہاں دیکھو۔ سمندر کتنا دلکش لگ رہا ہے۔“ اس نے کائنات کے دونوں ہاتھ سر پر سے گزارے اور اس کا رخ موڑا۔ اس کی پشت خیام کے سینے سے لگی تھی اور دونوں کا منظر ایک ہو گیا تھا۔ سامنے دور دور تک نیم اندھیرے میں چمکتا پانی تھا۔

”واقعی۔“ اس نے سر ہلایا۔

”اور آسمان بھی۔“ وہ چہرہ اٹھائے بولا تو اس کی نگاہ بھی پانی سے بلند ہوتی دور افق تک سفر کرتی چلی گئی۔

"ہ۔ہمم۔" وہ اب بھی متفق تھی۔

"اور تم بھی۔" خیام اسی انداز میں بولا لیکن اب وہ اسے دیکھ رہا تھا۔کائنات نے ہلکا سارخ موڑا۔

"اور میں بھی۔" وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"یار یہ غلط بات ہے۔"اس نے دہائی دی۔

"کیا؟" وہ جانتی تھی خیام کی الٹی سیدھی بکواس بس شروع ہونے والی ہے۔

"ہر دفعہ دیکھنے پر محبت کیسے ہوتی ہے؟"اس نے بے بس سے انداز میں اپنی کیفیت کی وضاحت چاہی۔

"تمہیں؟" کائنات نے آنکھیں گھمائیں۔

"میرا مطلب تھا کیوں ہوتی ہے؟"

"مجھے کیا پتا کیوں ہوتی ہے۔تمہیں ہوتی ہے تمہیں پتا ہو۔"اس نے چھوٹی سی ناک چڑھاتے کہا۔

www.novelsclubb.com

"لو پھر ہو گئی۔" خیام خفگی سے بولا تو وہ ہنسنے لگی۔

"ڈرامے باز۔"

"بٹ یو اسٹل لومی!" اس نے گردن جھکا کر ہونٹ کائنات کے سر پر رکھے۔ اس نے اعتراف کیا نہ انکار۔۔۔ بس پر سکون سی کھڑی رہی۔ وہ دونوں اپنی دنیا میں مگن تھے جب پیچھے سے اٹھتے شور نے حقیقی دنیا میں لا پٹخا۔ دونوں نے مڑ کر دیکھا۔ فرحانہ انصاری عمر کو بازو سے پکڑ کر لے جا رہی تھیں۔ خیام نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو 'میں نے تو کہا تھا'۔

عمر کی اس عزت افزائی پر جاذب کی باچھیں کھل رہی تھیں۔ یہ زرخیز آئیڈیا اسی کا تھا۔ اس کی جیب میں رکھا موبائل بار بار وائبریٹ کر رہا تھا۔ جاذب نے اپنی ساتھی سے معذرت کر کے فون جیب سے نکالا لیکن کسی کے بھیجے گئے غصیلے پیغامات پڑھ کر وہ الجھا۔

"اسے کیسے خبر ہو گئی؟" وہ بڑبڑایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ایکسکیوزمی؟“ اسپینی عورت ناسمجھی سے بولی۔ جاذب نے جواب تک نہیں دیا اور نمبر ملاتا شور اور ہنگامے سے دور ہوتا گیا۔ دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تھی۔ وہ بعد میں کال کرنے کا سوچ کر پلٹا تو پیچھے شاہی کھڑا اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

”عمر کی تو چلو سمجھ میں آتی ہے لیکن تم کیوں اپنی پارٹنر کو اکیلا چھوڑ کر آ گئے؟ اور کس سے بات کر رہے تھے؟“

”ڈانس پارٹنر۔۔۔ اور عمر کی کیوں سمجھ میں آتی ہے؟“ جاذب نے پہلے تصحیح کی پھر عام سے انداز میں بولا۔ مقصد ان سب سے اس کا وجود چھپانا نہیں تھا لیکن اسے بتانے کا کوئی موقع بھی نہیں ملا تھا۔ اور ابھی تو نہ وقت ایسا تھا نہ جگہ۔

”اس کا فون میرے پاس تھا تو آنٹی کی بھانجی کو دکھانے کے لیے انسٹا لائیو شروع کر دی۔ یو نو تم میں سے کوئی بھی الٹے رستے پر چلے۔۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔“ آخری بات اسے سنانے کے لیے کہی تھی کہ اگر کسی ایسے ویسے راستے پر

چل پڑے ہو تو مجھے ابھی بتادو۔

"بڑی کتی حرکت تھی ویسے۔" جاذب سنجیدگی سے کہتا اس کے پاس سے گزرنے لگا۔ شاہ ویز نے کہنی سے پکڑ کے روکا۔

"کون ہے وہ؟"

"کون؟" وہ انجان بنا۔

"وہی جو میری انسٹا لائیو دیکھ کر تجھ سے بھی ناراض ہو گئی ہے اور جس سے بات کرنے کے لیے تو یہاں آیا تھا؟" اگر یہ کہا جاتا کہ شاہ ویز ان سب کا ابا تھا تو غلط نہ ہوتا۔ وہ بہت کم کسی بات سے غافل رہتا تھا اور جاذب کو خود یقین نہیں آتا تھا کہ وہ تقریباً چھ ماہ سے اس سے یہ چھپاتا آیا تھا۔ باقی سب کی تو خیر تھی لیکن شاہ ویز سے بھی چھپا لینے پر اس فخر محسوس ہوتا تھا۔ اس کی خوش فہمی کا بلبلہ شاہی نے آج پھوڑ ہی دیا تھا۔ وہ اس کے طور طریقے بڑے تحمل سے دیکھتا رہا تھا کہ آج نہیں تو کل آ کر بتا دے گا لیکن نہیں! جاذب کو اس سے کہلوانا ہی تھا۔

"ابھی نہیں شاہی۔" اس نے آنکھوں سے بھی التجا کی تھی۔

"ٹھیک ہے جب بھی تم بتانا چاہو۔۔۔میں سننے کے لیے موجود ہوں گا۔" وہ اس کی کہنی چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔

"جانتا ہوں۔" جاذب مسکرایا اور دونوں واپس محفل کا حصہ بنے۔ خیام نے ان کے آتے ہی سر ہلا کر شاہ ویز سے اشارتاً 'کیا ہوا؟' پوچھا۔ اس نے بھی ہلکا سا سر نفی میں ہلا دیا۔ وہ دوبارہ ساتھ کھڑی کائنات کی طرف پلٹا۔

"آج رات ارسلہ آپی سے دور رہنا۔" اس کی نگاہ ابھی ابھی ارسلہ کی نگاہ سے ٹکرائی تھی جو یقیناً موقع کی تلاش میں تھی۔ ارسلہ کے پاس یہی وقت تھا اس سے بات کرنے کا کیوں کہ صرف وہ دونوں محل کے سوئیٹ میں رہنے والے تھے اور باقی سب اپنے اپنے ہوٹل۔ اگلی شام ارسلہ کی واپسی کی فلائیٹ بھی متوقع تھی۔ اس آج ہی خیام کی طبیعت صاف کرنی تھی۔

"مجھے نہیں تمہیں ان سے دور رہنا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب آپی کو میرا نام تم نے دیا ہے؟" اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

"تو پھر کیا کرتی؟ وہ نیچ جوائن کرنے پر اصرار میں نے ان سے کیا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھیں کہ ارسلان بھائی نے مجھے ایسا کرنے کا کہا ہے۔۔۔اب میں بھائی کا نام لے کر ان کی کہانی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کیوں کرتی؟ اور ویسے بھی میں نے کون سا جھوٹ کہا ہے۔ کیا یہ پلان تمہارا نہیں تھا؟"

"بھائی شوہر سے زیادہ پیارا ہے؟" اسے صدمہ پہنچا تھا اور کائنات سوچ رہی تھی کہ وہ ایسے کمپریزن کہاں سے نکال لاتا تھا؟

"اب اگر میں نے جواب دیا تو تمہارا صدمہ ملٹی پلائی بائی ٹو ہو جائے گا۔"

"ٹین کہو۔" خیام نے دل پر ہاتھ رکھ کر مسلا۔

"اور تم شرم کرو؟"

"اچھا تم کھانا شروع کرو میں شرم کرتے ہوئے آپی سے بات کرنے جارہا ہوں۔"

اکلوتی بہن کو کتنا ہی نظر انداز کیا جاسکتا تھا؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آیت الکرسی پڑھ کر پھونکنا؟" وہ جاتے جاتے پلٹ کر اس کے سامنے آیا۔

"خیام۔" کائنات زچ ہوئی۔

"اچھا، اچھا۔" وہ انہی قدموں پر واپس ہوا اور بہن کو تلاش کرنے لگا۔ مہمان کھانے کی میزوں کے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اسے ایک طرف فروٹ کاکٹیل کا گلاس پکڑے کھڑی نظر آئی۔ ارسلہ سب سے رخ موڑے منظر کی خوب صورتی کو سراہ رہی تھی۔

"تم تو مجھ سے بھاگ رہے تھے؟" خیام خاموشی سے اس کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ ارسلہ نے ایک نظر اس پر ڈال کر کہا۔

"مجھے کہاں معلوم تھا کہ تم میری بیوی سے ہر بات اگلوا چکی ہو۔" اس نے نروٹھے انداز میں کہا۔ جیسے اسے اندھیرے میں رکھنے کی غلطی اس نے نہیں، ارسلہ نے کی تھی۔

"اسے بتانا پڑا تھا۔ میں نے اسے دوبارہ ونٹیج میں قدم نہ رکھنے کی دھمکی دی تھی جو

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ ایفیکٹو ثابت ہوئی۔" اس نے ہلکے سے شانے اچکائے۔

"گڈ فار یو۔" وہ طنزیہ بولا۔

"پھر تم نے بتایا نہیں؟"

"کیا؟" دونوں کو ہی ایک دوسرے کی خوب سمجھ آ رہی تھی لیکن دونوں ہی بھاؤ کھا رہے تھے۔۔۔بہن بھائی جو ٹھہرے۔

"یہی کہ تم مجھے وِنٹیج میں کیوں بھیجنا چاہتے تھے؟" (یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہاں ارسلان کمال ہوتا ہے۔) آدھی بات اس نے نہیں کہی تھی لیکن وہ دونوں جانتے تھے۔

"میں صرف تمہیں موو آن کرتے دیکھنا چاہتا ہوں آپی!" اس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"اور میرے موو آن کرنے کا راستہ وِنٹیج کے آفس سے ہو کر گزرتا ہے؟" طنزیہ پوچھا گیا۔

".That's the fastest route"

خیام طنز نہیں کر رہا تھا۔

"اگر اس کے علاوہ بھی مجھے وہاں بھیجنے کی کوئی وجہ ہے تو ابھی بتا دو؟"(مثلاً ارسلان کمال!) ارسلہ اسے شکی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ خیام نے سر نفی میں ہلایا حالاں کہ وجہ وہی تھی جس کا نام لینے کی جرات بھی کسی نے نہیں کی تھی۔

"مجھے بعد میں پتا چلا کہ تم نے کسی کی (ارسلان کی) باتوں میں آ کر یہ حرکت کی ہے تو تم مجھے جانتے ہی ہو۔" وہ ابھی بھی اس سے کچھ نہ کچھ اگلوا لینا چاہتی تھی۔

"خدا کو مانو آپی۔ میں، اور کسی کی باتوں میں آ جاؤں؟"

ارسلہ کی تیوری بلند ہوئی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔ خیام شاہ دوسروں کی باتوں میں نہیں آتا تھا۔ عموماً اس کا الٹ ہوتے ہی دیکھا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر چھوٹو! ولیمہ مبارک۔" وہ اس کا رخسار تھپک کر پلٹ گئی۔ گلاس قریبی میز پر ٹکایا اور ایک بیرے سے واش روم کا راستہ پوچھ کر اسی طرف بڑھ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

محل نما عمارت کے اندر کو جاتی راہداری میں داخل ہوتے ہی اس کے منہ کا ذائقہ کڑوا ہوتا گیا حالاں کہ کاکٹیل بہت میٹھی تھی۔ارسلان کمال عمارت سے نکل رہا تھا۔وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا اور کم از کم اس کے لیے ارسلہ کو دیکھ کر بھی ان دیکھا کرنا نا ممکن تھا۔

"مس ابراہیم۔" وہ رکا، ہاتھ سینے پر رکھ کر سر ہلکا سا جھکایا۔ارسلہ کے سر ہلانے پر وہ وہاں سے گزرتا باہر آگیا تھا۔اس نے چہرہ آسمان کی طرف اٹھا کر سینے میں گھٹتی سانس فضا میں چھوڑی۔یہ عورت اسے وقت سے پہلے ہی دل کا مریض بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

ارسلان کمال نے اسے پہلی دفعہ ونیٹج کے دفتر میں پاکر یوں مخاطب کیا تھا جیسے کوئی عرصے بعد ملنے والے کسی اپنے کو کرتا ہے اور ارسلہ نے وہیں پر بے عزت کر کے اسے اس کی اوقات بتادی تھی۔اس کے بعد سے وہ ہمیشہ اپنی حد میں رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ایک لاتعلق سی سرد مہری ان دونوں کے درمیان در آئی تھی اور

جانے کا نام نہیں لیتی تھی!

****

خیام کی ٹو۔ڈو لسٹ پر سے ولیمہ بھی کٹ گیا تھا۔ اگلی مہم کائنات کی دفتر واپسی تھی۔ جس کے لیے اس نے بہت سوچ بچار کے بعد ایک لائحہ عمل بنایا۔ کامیاب ہوتا یا نہیں۔۔۔اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں تھی۔

"کائنات یہاں آنا؟"

وہ چابیاں میز پر رکھ کر پانی پینے کی نیت سے کچن میں جا رہی تھی جب خیام نے اوپر کہیں سے آواز لگائی۔ وہ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی اسے پکار بیٹھا تھا۔

"سانس تو لے لینے دو آدمی؟" وہ بڑبڑاتی ہوئی پانی کا گلاس لے کر سیڑھیاں چڑھتی اوپر آ گئی۔ ساتھ ساتھ حجاب کی پنیں بھی کھول رہی تھی۔

"جی فرمائیں؟" کائنات کو وہ اسٹڈی میں میز پر سر جھکائے بیٹھا ملا تھا۔

"!Ciao mi bella"

وہ اسے دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔

"ہ۔ہمم۔" کائنات نے مسکان چھپاتے سر ہلایا۔پانی پی کر گلاس اس کی میز پر رکھا اور جھک کر ساتھ رکھے صفحے کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا ہے؟" اس کی آواز بے یقینی کا عنصر لیے ہوئے تھی۔

"Dress design, duh!"

اس نے آنکھیں گھمائیں۔ٹھیک ہے۔۔۔اس نے پہلی دفعہ کچھ ہاتھ سے بنایا تھا ورنہ وہ عموماً ڈیجیٹل ڈیزائننگ کرتا تھا۔پہلی دفعہ بنایا تھا تو بنا بھی اسی طرح کا تھا کہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھا جاتا۔

"میں نے زندگی میں کبھی اس سے بچگانہ سکیچنگ اسکلز نہیں دیکھیں۔اسکل تو خیر ہے ہی نہیں۔" اس نے منہ بنایا اور خیام نے بے یقینی سے کھول لیا۔

"اب تم میرا دل توڑ رہی ہو۔یار پہلی دفعہ بنایا ہے بندہ اس بات کا لحاظ کر جاتا ہے۔ شوہر کا تو کرنا ہی نہیں ہے۔۔۔پر خیر میں بھی کس سے، کیا کہہ رہا ہوں۔" اس نے

www.novelsclubb.com

سر نفی میں ہلاتے صفحہ ہاتھ میں توڑ مروڑ کر ایک طرف پھینک دیا اور اس سے نیچے والے پر پنسل آڑی ترچھی چلانے لگا۔

"اوکے۔ معذرت شوہر صاحب! اور پلیز یہ الٹی سیدھی لائنیں لگانا بند کرو۔"

"ایک شرط پر معافی مل سکتی ہے۔۔۔ سکھاؤ گی؟" اس نے صفحات کی طرف اشارہ کیا اور کائنات نے سر نفی میں ہلایا۔

"تج۔ میں خود بھول چکی ہوں۔۔۔ آخری بار کیا ڈرا کیا تھا یہ بھی یاد نہیں۔"

"مجھے یاد ہے۔" خیام نے آنکھیں اسکیڑیں۔ کائنات نے سرمئی پتلیوں کو تقریباً سیاہ ہوتے دیکھا اور مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا؟ مجھے واقعی نہیں یاد۔"

"ہینری کیول۔"

"نو۔" وہ یاد کرنے کی کوشش میں الجھی۔

"ہینری کیول۔ سوپر مین۔ علی۔ کچھ یاد آیا؟" خیام نے چبا چبا کر کہا اور کائنات نے

www.novelsclubb.com

ہنسی روکنے کے لیے ہونٹ بھینچے۔اسے یاد آ ہی گیا تھا۔

"بچے کی معصوم سی خواہش تھی خیام۔"

"میری بھی معصوم سی خواہش ہی ہے کائنات!"اس کا انداز کچھ تیکھا سا تھا۔

کائنات کو پھر بھی ہنسی آئی۔

"اوکے۔"اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سر ہلایا۔اوپری صفحہ ایک طرف کیا اور نیچے والے پر خیام کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ چلانے لگی۔

A circle for head, ovals for chest and waist “

”.and the lines connecting them

وہ ساتھ ساتھ بناتی بھی جا رہی تھی۔خیام کو کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لیے منہ اٹھا کر کائنات کو دیکھتا رہا۔وہ اس کی دلچسپی واپس لانے کے لیے یہ حربے استعمال کر رہا تھا۔

"ناؤ فار دی ڈریس۔۔۔تمہارے ذہن میں کیسا ہے؟"اس نے کہتے ہوئے چہرہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

موڑ کر اسے خود کو گھورتے پایا۔

"خیام۔" کائنات جھنجھلائی۔

"کیا؟ تمہاری سائیڈ پروفائل کم از کم میرے لیے تو irresistible ہے۔" اس نے معصومیت سے کندھے اچکائے۔ پھر چہرہ جھکا کر دیکھا تو وہاں ایک ماڈل فگر موجود تھی۔

"یہ میں نے بنایا ہے؟" اس نے شدید حیرت سے پوچھا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا اور اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر رہی۔ جو کرنا ہے کرو۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر سیدھی ہوئی۔ خیام نے اسے روکنے کے لیے جلدی سے کلائی پکڑی۔

"اب پکا سیکھوں گا۔۔۔ پلیز؟" اس نے آنکھوں سے بھی منت کی اور کائنات پھر مجبوراً رک گئی۔ وہ تھیں ہی اتنی پیاری۔۔۔ اس سے انکار نہیں کیا جاتا تھا۔

اس کے بعد خیام شاہ نے کام ہی بنا لیا تھا۔ وہ فارغ ہوتی یا نہیں، خیام کا غذ اور

گریفائٹ پنسل لیے اس کے سر پر کھڑا ہوتا۔ غلط سلط بناتا تو کائنات کو عادت سے مجبور ہو کر ٹھیک کرنا پڑتا۔ پھر وہ ڈریس ڈیزائن کرتے ہوئے اس کے مشورے مانگتا۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ وہ ڈیزائنز اس کے کم کائنات کے زیادہ تھے۔

جب دس، بارہ ہو گئے تو خیام نے دفتر کے ڈیزائنر کے حوالے کر کے ملبوسات تیار بھی کروا لیے تھے۔ کائنات کو وہاں تک لے جانے کے لیے بہت کوشش کرنی پڑی تھی لیکن وہ کامیاب رہا تھا۔ اب

کائنات ملبوسات کے ریک کے سامنے کھڑی ایک بے بس نگاہ ان پر ڈالتی دوسری خیام پر۔

''آ جاؤ یار واپس۔۔۔ تم مس نہیں کرتی اپنے کام کو؟''

"تمہارا شروع سے ہی یہ پلان تھا نا؟" کائنات نے آنکھیں اس پر اسکیڑیں۔ اس نے جواب میں شانوں کو معمولی سی جنبش دی۔

''خیام دس از ناٹ فیئر۔'' اس نے احتجاج کیا کیوں کہ ملبوسات جیسے اس نے

www.novelsclubb.com

سوچ تھے بالکل ویسے ہی تھے اور اس کا دل مزید بنانے کو للچا رہا تھا۔

"اٹ ڈیفینیٹلی از۔" وہ اس کی آنکھوں کی چمک دیکھتا بولا۔ ذہن میں اپنے ہی شانے کو تھپکیاں بھی دے رہا تھا۔ خیام شاہ۔۔۔یو آر سچ آ جینئس!

"میری یونی ورسٹی ہے۔ میں مینیج نہیں کر پاؤں گی خیام۔" ایک اور کمزور کوشش۔

"ورک پارٹ ٹائم۔" خیام کے پاس حل موجود تھا۔ "تم ابھی صرف ڈیزائننگ کرو۔ وہ بھی تب جب تمہارے پاس وقت ہو۔"

"ہاں جیسے پہلے تو تمہیں میرے وقت کی بڑی پرواہ تھی۔" کائنات نے گھورا اور خیام نے ہونٹ موڑ کر مسکراہٹ چھپائی۔

"مس عالم فکر مت کریں۔ آپ کو آپ کے وقت کا جائز معاوضہ دیا جائے گا۔"

"شٹ اپ خیام۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔ وہ پاگل تو نہیں تھی جو اس کی بکواس کو سنجیدہ لیتی لیکن خیام سنجیدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"سائن اٹ۔" وہ پتا نہیں کہاں سے ایک پیپر بورڈ اس کے سامنے لے آیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے لے کر پڑھنا شروع کیا تو وہ پارٹ ٹائم ورک کانٹریکٹ تھا۔ جس میں باقاعدہ گھنٹوں کے حساب سے معاوضہ لکھا تھا۔

"یو ہیڈ ٹو ڈو دس؟ رائٹ؟" اس نے قلم لیتے پوچھا۔

"کانٹ رسک اٹ۔" خیام نے سر ہلایا۔اس نے دستخط کر کے بورڈ اسے تھمایا۔

"اب اگر تم مکری تو میں اس بات کا لحاظ کیے بغیر کہ تم میری ایک ہی، بہت پیاری بیوی ہو، میں تمہیں کورٹ میں لے جانے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔"

"خیام مجھے مجبور مت کرو۔" اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تو خیام نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"اوکے۔"

کائنات نے اپنے بیگ میں اسکیچ بک کا اضافہ کر لیا تھا۔ جب اس کے ذہن میں نیا خاکہ نمودار ہوتا وہ فوراً نکال کر کورے صفحے پر اتارنے لگ جاتی۔ اس کام کے لیے اسے دفتر نہیں جانا پڑتا تھا۔ وہ ڈیزائن بنا بنا کر خیام کے حوالے کر دیتی اور فائنل

پروڈکٹ کی تصویر دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیتی تھی۔خیام کو ہی دوبارہ اس مسئلے کا حل نکالنا پڑا۔۔۔ مجبوراً۔ورنہ وہ اپنی کائنات کے ساتھ یہ کر سکتا تھا؟

اس نے ایک ڈیزائن کائنات سے لیتے ہی بدل دیا تھا اور اسے ختمی شکل میں دیکھ کر کائنات کو اتنا غصہ آیا تھا کہ اس نے بغیر لحاظ کیے اپنے چیف ڈیزائنر کی بے عزتی کر دی تھی۔خیام ہونٹ سیے اسے فون پر برستے سنتا رہا۔۔۔ذرا چوں چراں نہیں کی تھی۔

''اٹھو خیام ہم ورکشاپ جا رہے ہیں۔''اس نے فون بند کر کے بستر پر پھینکا اور الماری کی طرف بڑھی۔

''اس وقت؟''وہ ابھی سارے دن کا تھکا ہوا گھر آیا تھا اور آتے ہی اسے تصاویر دکھانے کی غلطی کر چکا تھا۔

''کیا ہوا وقت کو؟''وہ پلٹ کر بولی۔پھر دیکھے بغیر جو پہلا کوٹ ہاتھ لگا اسے نکال کر پہننے لگی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یار میں تھکا ہوا ہوں۔۔۔ صبح چلیں گے نا؟"

"میں خود چلی جاتی ہوں۔" وہ بڑے ضبط سے مسکراتی گاڑی کی چابی اور موبائل بیگ میں ڈالنے لگی پھر حجاب پکڑا اور سر پر اوڑھ کر بے دھیانی سے دونوں پلو پیچھے پھینک دیے۔ کائنات کا اس کے نخرے دیکھنے کا موڈ نہیں تھا۔

"اچھا۔ چل رہا ہوں۔" وہ مصنوعی جماہی ہاتھ پر روکتا اٹھا۔ کیا پتا اسے خیال آ جاتا لیکن اسے نہیں آیا تھا۔

"بے حس عورت۔"

"کچھ کہا کیا تم نے؟" اس نے پلٹ کر خیام کو گھورا۔

"نہیں تو۔"

سو جس خاموشی سے وہ وینٹیج کے دفتر سے مہینوں پہلے نکلی تھی اسی خاموشی سے واپس بھی چلی گئی تھی۔ خیام نے تو پھر کسی طرح خود کو فسٹ بمپنگ سے روک لیا تھا لیکن جب عالم مرتضٰی نے اس کی بھیجی ہوئی تصویر دیکھی تو جذباتی ہو کر فوراً

فون کر ڈالا تھا۔

"کیا کر رہے ہیں پاپا؟" خیام نے فون اٹھاتے ہی آہستہ آواز میں پوچھا۔ کائنات اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی اپنا کام کر رہی تھی۔

"کائنات کیا واقعی دفتر لوٹ آئی ہے؟" ان کے لب و لہجے سے بھی مسرت پھوٹ رہی تھی۔

"ہ۔ہمم۔میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گا؟"

"بات کرواؤ میری اس سے۔"

"نہیں کریں یار پاپا! اسے پتا چلا کہ میرا کوئی ہاتھ ہے اس سب میں تو آپ کو پتا ہے وہ کیا کرے گی؟"

"سب چھوڑ چھاڑ کر واپس چلی جائے گی۔" عالم مرتضٰی نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"وہی تو۔اچھا میں کل آپ کو تفصیل بتاؤں گا نا۔۔۔ابھی رکھتا ہوں۔اللہ حافظ۔"

"میری بات کیوں نہیں کروائی پاپا سے؟" کائنات نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

خیام کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"تم اتنا بھی آہستہ نہیں بول رہے تھے اور فکر مت کرو۔ میں اب کہیں نہیں جا رہی! تم نے میرے باپ کے پیسے پر جتنی عیش کرنی تھی کر لی۔" اس نے مسکراہٹ چھپائی۔ خیام نے پہلے تو سکون کی سانس لی پھر اس کی آخری بات پر تیوری چڑھائے اسے دیکھا۔

"استغفار میں تمہیں ایسا لگتا ہوں؟" وہ یقیناً برا مان گیا تھا۔

"ہاں نا۔۔۔بہت پیارے لگتے ہو!" اس کی پوری بات سن کر خیام مسکرایا۔

"خیام۔" وہ کپڑا وہیں رکھ کر اس کے پاس آئی۔

"ہمم۔" وہ جو میز سے ٹیک لگائے کھڑا تھا سیدھا ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"تھینک یو۔" کائنات اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" اسے تعجب ہوا۔

"ہم دونوں کو پتا ہے کہ مجھے آفس تک لانے کے لیے تم نے کیا کیا، کیا ہے۔ اس

لیے تھینک یو سو مچ۔"

"کائنات عالم تم تھینک یو سو مچ کی جگہ آئی لو یو سو مچ بھی کہہ سکتی تھی؟" خیام نے ہلکا سا گھور کر کہا تو وہ ہنستی ہوئی اس کے ساتھ لگ گئی۔

"اوکے! آئی لو یو سو مچ۔" اس نے دونوں ہاتھ خیام کے گرد باندھے۔

"آؤچ۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟" خیام نے فوراً اسے خود سے دور کیا تھا۔

اس کی کلائی پر پن ہولڈر بندھا تھا۔ یقیناً اسے کوئی پن چبھی تھی۔

"سوری! مجھے یاد ہی نہیں تھا۔" کائنات معصوم بنی۔

"تم ہو نا کائنات عالم! بہت بری چیز ہو۔" وہ اس کو ایک طرف سے اپنے پہلو سے لگاتا بولا۔ پنوں سے بھری کلائی دوسری طرف تھی۔

"لو میں نے کیا کیا ہے؟" کائنات نے اسے گھورا۔

"نتھنگ، ایبسلیوٹلی نتھنگ۔" خیام نے جھک کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھے اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ وہ مسکراتی ہوئی واپس اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ خیام نے

سینے پر ہاتھ باندھے اور میز سے واپس کمر ٹکالی۔اس کے چہرے پر پھیلی طمانیت کے لیے وہ دنیا کے دوسرے کنارے تک جا سکتا تھا۔مشکل سے مشکل پہاڑ سر کر سکتا تھا۔غرض سورج کے نیچے زمین پر جو کچھ اس کی طاقت میں تھا وہ کر سکتا تھا بلکہ اس سے زیادہ ہی کرنا چاہتا تھا۔

”کیسا ہے؟“وہ کچھ متذبذب سی خیام کی طرف پلٹی۔لباس اچھا تھا،اس کا اپنا ڈیزائن کیا ہوا تھا،اس نے بنایا بھی ٹھیک تھا لیکن کچھ کمی اب بھی باقی تھی۔

“The ties. Tie them in a bow.”

وہ چند لمحوں کے توقف کے بعد بولا تھا اور کائنات فوراً تالی بجاتی پلٹی تھی۔

”اب پرفیکٹ ہے۔“

”تم بناؤ اور پرفیکشن سے کم کی کوئی چیز ہو؟ماننے والی بات نہیں ہے۔“خیام نے دو قدم اس کی طرف اٹھائے اور اسے اپنے حصار میں لیا۔

”اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔اچھا میں پتا ہے کیا سوچ رہی تھی؟“

"کیا؟" خیام نے بڑی احتیاط سے اس کی کلائی سے پن ہولڈر اتار کر ایک طرف پھینکا۔

"آفس میں میرا آخری دن۔یوں ہی پنز لگاتے لگاتے میرے دماغ میں وہ دن کسی فلم کی طرح چل رہا تھا اور مجھے صرف ایک بات کھٹک رہی ہے۔"

"کیا؟" سانس روکے پوچھا۔یعنی اس کی بچت نہیں ہونی تھی؟یعنی کائنات کو حقیقت بتانی ہی بتانی تھی؟وہ جاناڈیزرو بھی کرتی تھی۔خیام کو اس سے چھپانے کے علاوہ ہر بات کی اجازت تھی۔۔۔وہ جانتا تھا۔

"زابر اس دن وہاں کیا کر رہا تھا؟" اس نے دیکھا تھا۔جب وہ ارسلان کے ساتھ بالکونی میں کھڑی تھی تب اس نے زابر کو شیشے کے دروازے کے اس پار دیکھا تھا۔ اس کے دوبارہ دیکھنے پر وہاں صرف خیام کھڑا تھا۔

خیام شاہ نے گہری سانس لے کر اسے اپنی گرفت سے آزار کیا۔کلائی سے تھام کر رخ اپنی طرف موڑا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سچ کہوں تو میں نہیں چاہتا تھا کہ تم اس دن کے بارے میں کچھ پوچھو بلکہ میں تمہیں اب بھی نہیں بتانا چاہتا لیکن میں بتاؤں گا کیوں کہ یو ڈیزرو ٹو نو۔۔۔" آگے اس دن کے واقعات کی تفصیل تھی۔ خیام سنجیدگی سے سناتا رہا اور کائنات توجہ سے سنتی رہی۔

پہلے وہ حیرت کی شدت سے سن ہوئی، پھر نس نس میں نفرت کسی پارے کی طرح دوڑ گئی، منہ میں شکست کی کڑواہٹ گھلتی چلی گئی اور آخر میں وہ، اپنی اور اپنے شوہر کی، عکاشہ اور اس کی شر انگیزی سے کوسوں دوری پر شکر گزار ہوئی۔

"کائنات؟" خیام نے پکارا۔

"ہمم۔" وہ گم صم سی تھی۔

"کچھ کہو گی نہیں؟"

"تچ۔ میں اس کا نام بھی لینا پسند نہیں کروں گی۔" اسے تو سوچ سوچ کر ہی خود پر غصہ آرہا تھا۔ کیا اس نے پچھلا ایک سال اس وجہ سے برباد کیا تھا؟ رئیلی کائنات؟

www.novelsclubb.com

وے ٹو گو! خود پر طنز کسا۔ خیام سے نہ بتانے کا شکوہ تو وہ تب کرتی جب اس کا اپنا قصور نہ ہوتا۔ اس نے خود کو جن مایوسیوں میں دھکیل دیا تھا وہاں اگر یہ خبر اسے دی جاتی تو وہ وہیں کی ہو کر رہ جاتی۔۔۔ اسے اندازہ تھا۔

"So we are good now?"

اسے لگتا تھا کہ وہ یہ خبر سن کر غصے سے پھٹ پڑے گی اور اسی پر سارا الزام آئے گا۔ وہ اس کے لیے تیار بھی تھا لیکن بالکل غیر متوقع ردعمل اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"کس نے کہا؟" کائنات نے آنکھیں اس پر اسکیڑیں۔

"مجھے پتا تھا۔ بتاؤ کیا سزا ہے بندہء خطاکار کی؟" گہری سانس لیتے پوچھا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ یہ اتنے موٹے لفظ کہاں سے سیکھتے ہو تم؟ کتاب پڑھتے تو میں نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا۔" اسے آج واقعی جاننا تھا۔

"ریئلی کائنات؟ دیٹس آور پوائنٹ؟" ابرو اٹھائے سوال کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

Okay, probably not. I want paella de "
mariscos(seafood paella) for seven days
".straight

اس کے ہونٹوں کے کناروں میں مسکراہٹ دبی تھی۔

"بس؟" خیام کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں۔

.And spicy shrimp ramen"

.And creamy prawn pasta

.And indian prawn curry

".And baked salmon with prawns

اس کی فہرست لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ خیام نے بازوؤں سے تھام کر اسے روکا۔

"کیا چاہتی ہو یہ پکاتے پکاتے ہی اس دنیا سے کوچ کر جاؤں؟" تھوڑا پیچھے ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ کائنات کا سر خود بخود نفی میں ہلا۔ اس کی شیل فش سے

الرجی کے متعلق ساری دنیا بھول سکتی تھی، کائنات عالم نہیں۔

"لیکن مجھے تمہارے ہاتھ کا بنا paella پھر بھی کھانا ہے۔" اس نے ہونٹ موڑ کر آپس میں ملائے۔

"اور کوئی حکم؟" ایک گھنٹے کے لیے ماسک لگا کر بنایا جا سکتا تھا۔ خیام نے سر ہلایا۔

"گھر چلو مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ مصنوعی جماہی ہاتھ پر روکتے بولی۔ خیام نے گھورا۔

"کیا اب مجھے بھی تمہاری طرح بے مروت جواب دینے کی اجازت ہے؟"

"دے سکتے ہو؟" چیلنج کیا گیا۔

"کبھی نہیں۔" ہار مانتی سانس لی اور ہاتھ اس کے سامنے کیا۔ کائنات خوشی خوشی اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالتی چلنے لگی۔

روٹین میں ایک اور تبدیلی ہو گئی تھی۔ اب کائنات یونی ورسٹی کے بعد کا سارا وقت دفتر کو دیا کرتی تھی۔ خیام کو شکایت تو تھی لیکن منہ سے کہنے کا مطلب اپنی شامت

www.novelsclubb.com

آپ بلانے کے مترادف تھا۔۔۔وہی تو اتنے پاپڑ بیلنے کے بعد اسے دفتر میں واپس لے کر گیا تھا۔سردیوں اور کرسمس کی چھٹیوں میں وہ پاکستان کا ایک چکر لگا آئے تھے۔بہت اچھا وقت گزرا اور اب بھی گزر رہا تھا۔ایسے ہی ایک اچھے دن میں خیام کے ذہن میں ایک نئی بات آسمائی تھی۔

"یار بیوی بات سنو۔"خیام نے فون سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو بستر کی چادر درست کر رہی تھی۔

"ہاں بولو؟"اس نے اپنا کام جاری رکھتے کہا۔

"میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ہم کب تک ایسے ہی زندگی گزاریں گے؟"

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟کیسے زندگی گزار رہے ہیں ہم؟"وہ الجھ کر اس کی طرف پلٹی۔

"میرا مطلب تھا کیا ابھی دو سے تین ہونے کا وقت نہیں آیا؟"اس نے اپنا سوال بدلا۔

”حد ہوتی ہے خیام کسی بات کی۔“ کائنات چڑ گئی۔

”میں سیریئس ہوں!“ خیام برا مان کر بولا۔

”ہاں بکواس کرتے ہوئے تم ہمیشہ سیریئس ہی ہوتے ہو۔۔۔ آئی نو دیٹ!“ اس نے شدت سے سر ہاں میں ہلایا۔

”ناؤ یو آر ہرٹنگ مائی ایموشنز۔ ایک دفعہ سن تو لو میں کیا کہہ رہا ہوں؟“ وہ فون صوفے پر پھینک کر اس تک آیا اور دھپ سے اس کے بنائے بستر پر گر گیا۔ کائنات اسے گھور کر رہ گئی۔

”مجھے پتا ہے تم کیا کہہ رہے ہو اور ابھی مجھے تمہاری اس بات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے!“ اس نے کورا جواب دیا اور سائیڈ ٹیبل پر کھلا پڑا اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتی اس کے ساتھ آ بیٹھی۔ ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائی اور لیپ ٹاپ گود میں رکھے اپنا کام کرنے لگی۔ اسے بہت ضروری اسائنمنٹ مکمل کرنی تھی لیکن اس کے شوہر کے ارادے کچھ اور ہی لگتے تھے۔ خیام نے ہاتھ

بڑھا کر لیپ ٹاپ کی سکرین جھکا دی۔ کائنات نے زچ ہو کر اسے دیکھا۔

"خیام۔" نہایت تحمل سے اسے پکارا۔

"جی میری جان۔" خیام اس کے موڈ کی تبدیلی سے اچھی طرح واقف تھا اور اس بات سے بھی کہ وہ ابھی کوئی نہ کوئی چیز اٹھا کر اسے دے مارے گی لیکن وہ خیام شاہ ہی کیا جو ڈھٹائی کا بھرپور مظاہرہ نہ کرے؟

"تمہیں اپنی جان نہیں پیاری کیا؟" اس نے دانت پیستے پوچھا۔

"کس نے کہا؟ مجھے تم بہت پیاری ہو!" جان نثار کرتا لہجہ تھا۔

کائنات نے گہری سانس لے کر اسے نظر انداز کرنے کا ارادہ باندھا اور اسکرین سیدھی کر کے کی۔ بورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلانے لگی۔

"آن آ ویری سیریئس نوٹ۔۔۔ تمہیں بچے نہیں پسند کیا؟" آواز میں سنجیدگی کا عنصر نمایاں تھا۔ کائنات کی چلتی انگلیاں رکیں۔ اس نے لیپ ٹاپ گود سے اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر منتقل کیا اور آلتی پالتی مارے خیام کی طرف رخ کیے بیٹھی۔

"مجھے بچے بہت پسند ہیں لیکن۔۔۔"اس نے بات کا آغاز کیا اور خیام نے اس کے منہ سے الفاظ اچک لیے۔

"اب یہ نہ کہہ دینا اپنے نہیں دوسروں کے؟"

"بالکل!" وہ قہقہے کے ساتھ بولی۔خیام کو البتہ اس فقرے میں کچھ بھی محظوظ کن نہیں لگا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی یار؟ ہمیں ایک ساتھ رہتے ہوئے سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور تمہیں اب تک مجھ سے اتنا سا پیار نہیں ہوا، نہ تمہارے دل میں ایسی کوئی خواہش پیدا ہوئی کہ ایک منی می اس گھر میں گھومتا پھرتا شیطانیاں کرتا نظر آئے؟"

"مجھے آپ ہی کافی ہیں۔"اس نے نہایت تمیزدارانہ انداز میں جواب دیا۔

"اور اگر تمہاری منی ورژن کی جگہ میری منی ورژن پیدا ہو گئی تو؟"کائنات نے آخر میں ہونٹ اسکیڑے۔ویسے آئیڈیا برا نہیں تھا۔۔۔اگر ایسا ہو جاتا تو ان ماں بیٹی نے مل کر خیام کو تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دینا تھا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہو جائے گا۔" خیام نے سر اپنے ہاتھ سے کائنات کی گود میں منتقل کیا۔ اسے اور کیا چاہیے تھا؟ وہ دراصل ریورس سائیکولوجی کی مدد سے اپنی راہ ہموار کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ کیا پاگل تھا جو اپنے جیسے ایک اور کی خواہش کرتا؟ کائنات کا البتہ اسے پتا تھا کہ وہ جو کہے گا اس کی بیوی اس کا الٹ ہی کہے گی!

"آئی ڈونٹ نو خیام۔" اس نے لاچاری سے کندھے اچکائے۔ خیام نے اس کے ہاتھ اس کی گود سے اٹھا کر اپنے سینے پر رکھے۔

"مسئلہ کیا ہے؟" اس کی ہچکچاہٹ کی یقیناً کوئی اور وجہ بھی تھی۔

"آئم ناٹ شیور ہاؤ ٹو ایکسپریس اٹ!" کائنات عالم کو لفظوں کے چناؤ میں شدید دقت کا سامنا تھا۔

"تم جانتی ہو تم مجھ سے کچھ بھی شیئر کر سکتی ہو۔ آئی ول نیور جج یو!" پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو کائنات نے آہستگی سے ایک سانس خارج کی۔ وہ اسے اپنے خدشات بتانے پر غور کر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہمم! پہلی بات، مجھے بچے واقعی پسند ہیں۔۔۔آئی مین بچے کس کو نہیں پسند ہوتے؟ بٹ آئی ڈونٹ لائیک دی پراسیس۔" وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنی بات کتنے فیصد خیام تک پہنچانے میں کامیاب رہی تھی۔

"یو مین دا پریگنینسی پریڈ؟" وہ سمجھ گیا تھا۔اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"ڈر لگتا ہے۔میں کیسے اسے نو مہینے تک اٹھائے پھروں گی؟"اس نے سوچ کر ہی جھرجھری لی۔بہت مشکل کام لگ رہا تھا۔پتا نہیں کرنے والیاں کیسے کر لیتی تھیں یا اس کی ماں نے کیسے کیا تھا؟ یقیناً عظمت کا بہت بڑا مقام تھا۔

"اس لیے تو وہ مجھ سے زیادہ تم سے پیار کرے گا یا کرے گی!" خیام نے وعدے کے مطابق اسے جج نہیں کیا تھا۔

"اسی لیے تو اس پر مجھ سے زیادہ تمہارا حق ہوگا!" اس کا ہاتھ ہونٹوں تک بلند کر کے واپس سینے پر رکھا۔

"یقین کرو اگر میرے پاس آپشن ہوتا نا تو۔۔۔

I would've happily carried him or her for

”!nine months

وہ سنجیدہ ترین تھا۔کائنات کی آنکھیں بڑی تیزی سے بھیگی تھیں۔کوئی اتنا پیارا،اتنا احساس کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے؟اسے یقین تھا اگر وہ اپنے خدشات کا اعتراف خیام کے علاوہ کسی اور سے کر رہی ہوتی تو اسے اتنا پیارا جواب ہر گز نہ ملتا۔الٹا یہ سننے کو ملتا کہ یہ تو قانون قدرت ہے اور بھلا اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے؟سب ہی عورتیں کرتی ہیں۔۔۔لیکن کبھی کوئی ان عورتوں سے بھی تو پوچھ کر دیکھے کہ انہیں ایک جان اٹھاتے ہوئے،اسے اپنے اندر پالتے ہوئے کتنا ڈر لگتا ہے؟ایک نئی جان کو دنیا میں لے کر آنا اتنا آسان ہوتا ہے کیا؟ہر گز نہیں!نا معلوم لوگوں نے کیوں اتنا آسان سمجھ کر عورت کو بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھ رکھا ہے۔

”لیکن میرے پاس ایسا کوئی آپشن نہیں ہے!کیا تم میرے لیے،ہمارے لیے یہ کر سکتی ہو؟“ بڑی آس سے پوچھتا کائنات کو اتنا پیارا لگا کہ اس نے بے ساختہ جھک کر

اس کی پیشانی چوم لی۔

"اور پھر تم اکیلی تو نہیں ہو گی نا۔۔۔میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوں گا۔" خیام نے ہاتھ اٹھا کر اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو اس کی رخسار پر گرنے سے پہلے صاف کر دیا۔

اس وعدے پر وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دی۔

"اسے میں تمہاری ہاں سمجھوں؟" خیام کے چہرے پر الجھن کے آثار پیدا ہوئے تو وہ ہنستی ہوئی سر ہاں میں ہلا گئی۔

"تھینک یو سو مچ کائنات عالم۔۔۔آئی او(owe) یو بگ ٹائم!"

"اینڈ آئی لو یو!" وہ اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائے بولی تو خیام یوں مسکرایا جیسے ساری دنیا فتح کر آیا ہو۔ خیر یہ بھی سچ ہی تھا۔۔۔اس کی دنیا عرصہ ہوا کائنات عالم تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔

یہ اس گفتگو سے تقریباً پانچ ہفتے بعد کا واقعہ ہے۔ شام کے ساڑھے سات بجے خیام چابی کی مدد سے گھر کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔ اسے کائنات تک پہنچنے کی

جلدی تھی اس لیے اسے آوازیں دیتا ہوا سیڑھیوں کی مدد سے اوپر چلا آیا۔ ورنہ وہ عموماً پانی وغیرہ پینے کے لیے سیدھا کچن میں جاتا تھا۔

"کائنات کہاں ہو؟" اس کی کسی صدا کا کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ وہ پریشان ہوتا کمرے میں داخل ہوا۔ کمرا بھی اس کے وجود سے خالی دیکھ کر خیام کے ماتھے پر بل پڑے۔ اس کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔ ایسی صورت میں تو وہ اسے بستر پر آرام کرتے ہوئے ملنی چاہیے تھی۔ اسی وقت واش روم سے پانی گرنے کی آواز آئی اور خیام نے سکون کی سانس خارج کی۔ وہ اپنا کوٹ اتارتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر اور گھڑی بھی اتار کر اس پر رکھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹا۔

"کائنات کیا ہوا تمہیں؟" فکرمندی سے پوچھتا اس کی طرف بڑھنے لگا جبکہ وہ دیوار کا سہارا لیے چل رہی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے جسم سے ساری جان کھینچ نکالی ہو۔ خیام نے قریب آتے اس کا بازو پکڑ کر سہارا دیا تو کائنات نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ سارے فساد کی جڑ اس کا شوہر نامدار ہی تھا۔

”طبعیت اتنی خراب تھی تو تمہیں فون پر ہی مجھے بتا دینا چاہیے تھا۔۔۔میں ڈاکٹر سے اپوائنٹ مینٹ لے لیتا۔“ اس نے کائنات کو بستر کے کنارے پر بٹھایا اور خود دو زانو ہو کر اس کے سامنے قالین پر بیٹھ گیا۔

”ہوا کیا ہے؟“ اسے تو اس طبعیت خرابی کی نوعیت بھی نہیں معلوم تھی۔

”ہوا نہیں ہے لیکن ہونے والا ہے۔“ وہ نخیف سی آواز میں بولی۔

”استغفر اللہ! کیسی باتیں کر رہی ہو؟“ خیام نے اس کے ٹھنڈے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مسلنے چاہے لیکن اس کے داہنے ہاتھ کی مٹھی سختی سے بند تھی۔

”اس میں کیا ہے؟“

اس کی سخت گرفت سے انگلیوں کے جوڑ سفید ہو رہے تھے۔

”خود ہی دیکھ لو!“ کائنات نے اطمینان سے کہتے ہوئے مٹھی کھول دی تھی۔ خیام پہلے تو اس کی ہتھیلی پر رکھی سفید چوکور پٹی کو نا سمجھی سے دیکھتا رہا لیکن پھر اس کی اسکرین پر دو سیدھی لکیریں دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"نو وے!" اس کے ہاتھ سے پریگنینسی کٹ لے کر خیام آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ کائنات اس کی بے یقینی پر دھیما سا ہنس دی حالاں کہ اس کے اندر تھوڑی سی طاقت بھی نہیں رہ گئی تھی۔ وہ کھایا پیا سب الٹ کر آئی تھی۔

"او مائی گاڈ۔۔۔ رئیلی کائنات؟" اس نے حیرت و انبساط سے سر اٹھا کر کائنات کو دیکھا۔ خیام کی چمکتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے سر ہلا دیا۔

"یس یس یس!" اس نے خوشی سے بند مٹھی ہوا میں ماری اور کائنات کو اٹھا کر پورا گھما ڈالا۔ وہ ایک لفظ احتجاج کا نہ کہہ سکی۔

"خیام مجھے نیچے اتارو۔" اس نے چکراتے سر سمیت بمشکل کہا تو وہ رکا اور اسے اس کے قدموں پر کھڑا کر دیا۔

"سوری میری کائنات تم ٹھیک ہو؟" خیام اسے دونوں کہنیوں سے تھامے کھڑا فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔

"ہمم۔" اس نے صرف ہنکارا بھرا۔ وہ تھوڑا جھک کر محبت سے اس کا ماتھا چومتا

بڑبڑایا لیکن کائنات نے بڑا واضح سنا تھا۔

"میری جانیں!"

وہ کھل کر مسکرا دی۔اسے اپنے فیصلے پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔۔۔خیر ابھی تک تو نہیں تھا!

آنے والے دنوں میں وقت بے وقت ہوتی قے نے البتہ اسے کچھ کچھ پچھتانے پر مجبور کر دیا تھا۔ڈاکٹر کی اپوائنٹ مینٹ سے واپسی پر وہ دوائیوں کا شاپر اپنے سینے سے لگائے گھر آئی تھی اور خیام ان کے بچے کا پہلا سونو گرام۔ایسا نہیں تھا کہ اسے اپنی مارننگ سکنیس کی وجہ سے بچے سے خدانخواستہ کوئی نفرت وغیرہ ہو گئی تھی۔وہ بس ہر وقت کی تھکاوٹ سے پریشان خیام جتنی خوشی ظاہر نہیں کر پا رہی تھی ورنہ وہ یقیناً اس سے کئی درجے خوش تھی۔

خیام اسے بتائے بغیر سونو گرام کی تصویر اپنے انسٹا گرام پر اپلوڈ کر چکا تھا۔اسے تو خبر ان گنت پیغامات سے بجتے فون کو دیکھ کر ہوئی تھی۔اس نے پہلے انسٹا کھول کر

خیام کی پوسٹ دیکھی۔ وہ نجانے کب گاڑی میں ہی سونو گرام اس کے سامنے رکھے ان دونوں کی تصویر لے چکا تھا۔ جبکہ کیپشن میں لکھا تھا۔۔۔'میری جان کے دو ٹوٹے!' اس نے سرخ دل دیکھا اور مسکرائی۔

"بے وفا عورت! بتایا کیوں نہیں میں خالہ بننے والی ہوں؟" ربیعہ کمال اور نیہا نوفل کے ملتے جلتے پیغامات تھے۔

"ارے واہ دیورانی جی! بہت مبارک ہو۔۔۔اللہ خیر خیریت سے وہ دن لائے۔"

اریشہ خان کا پیغام تھا۔ اس سے اگلے میں ارسلہ ابراہیم کی مبارک باد اور ڈھیروں دعائیں تھیں۔ وہ پڑھ کر اداسی سے مسکرائی۔ بلقیس بانو نے خصوصیت سے اسے اپنی خوراک پر توجہ دینے کا کہا تھا۔ عینا اور آیت کی خوشی تو سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔ آیت وقت کا خیال کیے بغیر اسے ویڈیو کال کر چکی تھی۔ اس نے تھکاوٹ کے باوجود باری باری گھر کے ہر فرد سے بات کی اور عالم مرتضٰی کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ فون بند کرنے کے بعد خود بھی بہت روئی

تھی۔آج زرتاشہ عالم کی یاد بے تحاشہ آئی تھی۔

اسے حیرت تھی کہ ابھی تک عائشہ ابراہیم کا کوئی پیغام نہیں آیا تھا۔اس نے خود فون کرنے کے لیے ان کی چیٹ کھولی توان کے نام کے نیچے ٹائپنگ لکھا آرہا تھا۔

کائنات نے انتظار کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔وہ لاؤنج سے ملحقہ ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی کھینچ بیٹھی تھی اور یہاں سے بھی خیام کے اونچے اونچے قہقہے سن سکتی تھی۔

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کانفرنس کال پر تھا۔ان بے چاروں نے کہاں سوچا تھا کہ ان کا سب سے لاپرواہ پیں سب سے پہلے باپ جیسے ذمہ دار عہدے پر براجمان ہوگا اور پھرانہیں جتاتا بھی پھرے گا۔خیر آخری بات کی توقع تو انہیں خیام شاہ سے رکھنی چاہیے تھی۔۔۔نہیں؟

کائنات کو طویل انتظار کے بعد ساس کا طویل ہی پیغام ملا تھا۔انہوں نے شروع سے آخر تک کی احتیاطیں اور خوراکیں اس میں لکھ ڈالی تھیں۔اس کا دو چار پڑھ کر ہی دماغ گھوم گیا۔وہ سکرول کرتی کرتی نیچے آئی تو سب سے ضروری بات سب سے

آخر میں لکھی تھی۔ وہ پہلی دستیاب فلائیٹ سے اپنے آنے کا عندیہ دے چکی تھیں۔ کائنات ان کا نمبر ملاتی اٹھی اور خیام کے ساتھ لاؤنج کے صوفے پر آ بیٹھی۔

"ذرا صبر نہیں ہوا نا تم سے؟" اس کا انداز شکایتی تھا اور مخاطب خیام۔

"وہ کیا ہوتا ہے؟" معصومیت سے پوچھا گیا۔ وہ سر نفی میں ہلاتی فون میں کہنے لگی۔

"السلام علیکم مما! کیسی ہیں؟" عائشہ ابراہیم اس کا سوال نظر انداز کر کے اپنا سوال نامہ شروع کر چکی تھیں۔ کائنات کو جواب دیتے دانتوں پسینہ آ گیا تھا۔ جہاں اس سے نہ بولا گیا وہاں خیام جواب دینے کے لیے موجود تھا۔

دن اپنی رفتار سے گزر رہے تھے لیکن کائنات کو وہ کبھی بہت بھاری لگتے تو کبھی وقت کے گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔ اب اس کی مارننگ سکنیس کافی حد تک کنٹرول میں تھی۔ لیکن اس کے جذبات کا سارا کنٹرول اس کے ہارمونز کے پاس تھا۔ عائشہ ابراہیم ان کے ساتھ چند ہفتے گزار کر واپس جا چکی تھیں۔ کائنات کی ڈیو ڈیٹ کے قریب ان کا واپسی کا ارادہ تھا۔ وہ اپنے پھولے جسم کے ساتھ پاؤں

پسارے صوفے پر بیٹھی تھی۔ہاتھ میں ٹیبلیٹ تھا جس کی روشن اسکرین پر کافی چھل پہل نظر آرہی تھی۔ونیٹج کے تیسرے سالانہ چیریٹی گالا کا انعقاد تھا۔پچھلے سال کی طرح وہ اس سال بھی خود جاکر سارے انتظامات دیکھنا چاہتی تھی لیکن خیام نے اس کی حالت کے پیش نظر واضح انکار کر دیا تھا۔خیر۔۔۔اس موضوع پر ان دونوں کی طویل بحث ہوئی تھی جس کا فاتح آخر کار اس کا شوہر ہی ٹھہرا تھا۔ورنہ وہ اب یوں لیٹ کر سارے پروگرام سے لطف اندوز ہونے کی بجائے وہاں خود سارے انتظامات دیکھ رہی ہوتی۔خیام نے تو اسے پتا نہیں نازک ترین کانچ سمجھ لیا تھا۔۔۔وہ اس کا دفتر جانا بند کرواچکا تھا،اس کا ایم بی اے کا تیسرا سمیسٹر فریز کروانے کی بھی اس نے اپنی سی کوشش کی تھی لیکن یہاں کائنات نے اس کی دال گلنے نہیں دی تھی۔وہ ہر بات پر کمپرومائز کرسکتی تھی لیکن اپنی پڑھائی پر نہیں!

"اور ارشد! وہاں دفتر میں سب کیسے ہیں؟"اس نے پوچھا تو بیک کیمرے سے اسٹیج کے بعد ہال کی سیر کرواتے ارشد نے کیمرہ اپنی طرف کیا۔

"میڈم! سب ٹھیک ہیں۔ بس آپ کو اور خیام سر کو بہت یاد کرتے ہیں۔" ارشد کے جواب پر وہ مسکرا دی۔

"میں پہلے دینا بھول گئی تھی۔ آپ کو شادی کی بہت بہت مبارک ہو۔" اس نے یاد آنے پر کہا۔ خیر یاد تو اپنا ابھی تک کنوارہ پھرتا بڑا بھائی بھی آیا تھا۔ اگلا سوال اس کا اسی سے متعلق تھا۔

"بہت شکریہ میڈم۔"

"اور یہ ارسلان بھائی اور ارسلہ آپی کے تعلقات آپس میں کیسے ہیں؟" اس نے اور خیام نے تو بس ان دونوں کو ایک دفتر میں جھونک دیا تھا اور بعد میں جھانک کر نہیں دیکھا تھا۔ شاید اس بات کو سال سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا تھا۔

"ٹینس بلکہ intense کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ جب آپ اور خیام سر بحث کیا کرتے تھے تو ہمیں پتا ہوتا تھا کہ کم از کم سر تو سنجیدہ نہیں ہیں لیکن یہ دونوں اتنی سنجیدگی سے ایک دوسرے کے بخیے ادھیڑتے ہیں کہ توبہ توبہ! ارسلان سر تو پھر

بھی لحاظ کر جاتے ہیں لیکن میڈم نہیں کرتیں۔۔۔نا!"ارشد نے واضح جھر جھری لی تو کائنات کھلکھلا اٹھی۔اب اس سے زیادہ کائنات عالم اپنے بھائی کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔یہ میدان ارسلان کو اکیلے ہی فتح کرنا تھا!

"پھر آپ لوگ کیا کرتے ہیں؟ کبھی ثالثی بن کر ان کی صلح ہی کروا دیا کریں؟"

"ہمارے دماغ خراب ہیں کیا میڈم؟ جہاں ان کا جھگڑا شروع ہوا۔۔۔وہیں ہم پناہ ڈھونڈنے کے لیے جگہ کی تلاش شروع کر دیتے ہیں کیوں کہ سارا ملبہ آ جا کر ہم غریبوں پر ہی گرتا ہے۔"

"ہاہ! یہ کیا بات ہوئی؟ میں ارسلان بھائی سے بات کروں گی۔۔۔میں نے اپنا اسٹاف اتنا لاڈلا رکھا ہوا تھا۔"وہ برا مان کر بولی۔

"مہربانی ہو گی آپ کی۔"ارشد نے سکھ کی سانس خارج کی ورنہ ارسلہ اور ارسلان کی ایک جگہ موجودگی پر ان کی سانس خشک ہو جاتی تھی۔

"آپ فون رکھیں میں ابھی بات کرتی ہوں ان سے!"اس نے ارشد کی کال کاٹ

کرار سلان کمال کا نمبر ملایا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔ اس نے بجتے فون کو دیکھا، کال اٹھائی اور فون ڈریسنگ پر رکھ کر واپس اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں بھائی؟" اس نے تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ پوچھا۔

"کیا؟" ارسلان کے فرشتوں کو بھی کوئی علم نہیں تھا۔ وہ ایک نظر کائنات پر ڈال کر دوبارہ آئینے میں دیکھنے لگا۔

"یہی کہ کس طرح آپ اور ارسلہ آپی ہر وقت لڑتے رہتے ہیں۔" اس نے منہ پھلاتے کہا اور ارسلان نے سن کر ابرو اٹھایا۔

"اور یہ تم نے کہاں سے سن لیا؟" اس کے ماتھے پر بل پڑے۔ گرہ باندھتے ہاتھ پل دو پل کے لیے تھمے پھر اسی تیزی سے چلنے لگے۔

"جہاں سے بھی! آپ مجھے صرف اتنا بتائیں کہ اس بات میں کس حد تک سچائی ہے اور ایسا کیوں ہے؟"

"کافی حد تک۔"ارسلان نے آخری سرا کھینچ کر ٹائی بالکل سفید شرٹ کے کالر کے ساتھ لگائی اور فون ہاتھ میں لے کر پوری توجہ بہن کی طرف منتقل کی۔

"واہ آپ انکار بھی نہیں کر رہے ہیں۔"کائنات خاصی متاثر نظر آ رہی تھی۔

"تو کیا چاہتی ہو جھوٹ بولوں تم سے؟"

"نہیں لیکن اتنا سچ بھی نہ بولیں کہ وہ سیدھا میرے نازک سے دل پر جا لگے۔"

اس کی آنکھیں بڑی تیزی سے بھیگی تھیں۔ہارمونز!

"خبردار کائنات! اگر تم روئی تو۔۔۔میں پہلے ہی گالا کے لیے لیٹ ہو رہا ہوں۔اگر نہیں چاہتی کہ میری اور اس کی،اس بات پر بھی لڑائی شروع ہو جائے تو یہیں چپ کر جاؤ!"وہ آج کل بات بے بات ایسا دھواں دار قسم کا روتی تھی کہ اسے چپ کروانا دنیا کا مشکل ترین کام لگتا تھا۔ارسلان کمال پہلے ہی تجربے سے سیکھ جانے والا انسان تھا اس لیے اس دفعہ اس نے کائنات کے آنسو بہنے سے پہلے ہی اسے روک دیا تھا۔

"اچھا نہیں روتی لیکن آپ بھی مجھ سے ایک وعدہ کریں؟" اس نے میز پر رکھے ڈبے سے ٹشو نکالے اور رگڑ رگڑ کر آنکھیں اور ناک صاف کی۔

"کیا؟" اس کی سرخ ہوتی ناک کو دیکھ کر ارسلان نے گہری سانس بھری۔ وہ اس کی ہونے والی بھانجی کو استعمال کر کے خوب باتیں منوا رہی تھی۔

"یہی کہ آپ ارسلہ آپی سے الجھنا چھوڑ دیں گے۔ مرد بنیں یار! اور اپنی محبت حاصل کر لیں۔۔۔ تیس کے تو ہونے والے ہیں۔ اب بھی نہیں شادی کریں گے تو پھر کب کریں گے؟"

ارسلان کمال نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ صرف اس کی حالت کے پیش نظر وہ اتنی آسانی سے 'مرد بنیں یار' والا طعنہ برداشت کر گیا تھا۔

"دیکھو کائنات! تم خود میری عمر گنوا چکی ہو۔ میں کوئی بچہ نہیں ہوں اور نہ وہ ہی ہے۔

We're adults who happen to have differences

working along side. Nothing to worry

”!about

”وہ کون؟“ کائنات نے ایسا منہ بنایا جیسے واقعی نہ سمجھی ہو۔ ارسلان نے اسے

گھورا۔

”تم جانتی ہو میں کس کی بات کر رہا ہوں۔“ وہ زچ ہوا۔

”نہیں میں نہیں جانتی۔“ کائنات صاف مکر گئی۔

”سیریئسلی؟“ اس نے آنکھوں کو انگلیوں کی پوروں سے مسلا۔ یہ پریگنینٹ

عورت!

www.novelsclubb.com

”جی سیریئسلی۔“ کائنات نے مسکراہٹ چھپانے کا تکلف بھی نہیں کیا تھا۔ اس پر

خیام شاہ کے ڈھیٹ پن کا اثر پورا پورا ہوا تھا۔

”فائن! میں مس ابراہیم کی بات کر رہا ہوں۔“ اس نے ہار مانتے کہا۔

”ڈونٹ ٹیل می آپ انہیں مس ابراہیم کہہ کر پکارتے ہیں؟“ کائنات کی آواز چیخ

سے مشابہ تھی۔ پھر وہ بے تحاشہ ہنسنے لگی۔

"She must be so pissed!"

ارسلان کی آنکھوں میں خود بخود ارسلہ ابراہیم کا تپا ہوا چہرہ آن سمایا تو وہ مسکرا دیا۔

کائنات کا اندازہ درست تھا۔ ارسلہ کو وہ مس ابراہیم پکارتا ہوا زہر سے بھی زیادہ برا لگتا تھا اور نام سے پکارے جانے پر اس نے پہلی دفعہ ہی ارسلان کی طبعیت صاف کر دی تھی۔ وہ الگ بات ہے اب پچھتاتی بھی تھی۔ اور کہا نا وہ ایک ہی تجربے سے سیکھ جانے والا انسان تھا!

"اچھا اب تمہاری باتیں ختم ہو گئی ہوں تو میں جاؤں یا ابھی کچھ رہتا ہے؟" اسے واقعی جانا تھا ورنہ ارسلہ کے ساتھ ایک اور بحث پکی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ جائیں اور مس ابراہیم کو میرا سلام کہیے گا۔" وہ اب بھی اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔ ارسلان نے آنکھیں گھما کر سر ہلکا سا نفی میں ہلایا اور الوداع کہنے لگا۔

"اپنا بہت سا خیال رکھنا۔۔۔او کے؟ اللہ حافظ۔"

"خدا حافظ بھائی!" اس نے ہاتھ ہلا دیا اور اسکرین سے ارسلان کا مسکراتا چہرہ غائب ہو گیا۔ کائنات ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ کس بات پر اکیلے کیلے مسکرایا جا رہا ہے؟" خیام نے اس کا پھلوں کا پیالہ اسے تھمایا اور صوفے پر اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔

"اونہوں! کچھ نہیں۔" اس نے کانٹے کی مدد سے انناس کا ٹکڑا منہ میں رکھا۔ خیام نے اس کے پاؤں اپنی گود میں منتقل کیے اور کھسک کر اس کے قریب ہوا۔

"کچھ تو ہے! یو نو میں تمہارے چہرے سے جان جاتا ہوں اس لیے شرافت سے خود ہی بتا دو کیا ہوا ہے؟" وہ آنکھیں اسکیڑے اسے تنبیہی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

کائنات نے پیالہ اس کی طرف بڑھایا تو خیام نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"او کے پھر اگر تمہاری غیرت جاگ گئی تو اس کی ذمہ دار میں نہیں ہوں گی۔" اس نے اب کی بار اسٹرابیری اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ یہ مختلف مزاج کے پھل کھانے کا

شوق بھی اسے آج کل میں ہی پیدا ہوا تھا۔خیام کو اب تک اس کی اوٹ پٹانگ فرمائشوں کی عادت ہو چکی تھی اس لیے وہ بلا چوں چراں جو کائنات کہتی تھی بنا کر اسے دے دیا کرتا تھا۔

"Now I'm curious!"

"پہلے میری گالا کی ارینج مینٹس پر ارشد سے بات ہو رہی تھی اور۔۔۔" وہ شروع سے اسے بات بتا رہی تھی۔خیام پوری توجہ سے سن رہا تھا لیکن جہاں اس کی بہن اور ارسلان کا قصہ شروع ہوا اس نے وہیں کائنات کو روک دیا تھا۔

"میں نے تو کہا تھا تمہاری غیرت جاگ جائے گی۔" اس نے یوں درمیان میں ٹوکے جانے پر برا سا منہ بنایا۔ان ڈیڑھ ،دو سالوں میں اگر کوئی بہت زیادہ تبدیل ہوا تھا تو وہ کائنات عالم تھی۔خیام نے اسے اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔

کائنات اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی آرام دہ پوزیشن میں لیٹنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کا بھاری وجود اس عمل میں شدت سے مانع تھا۔وہ آٹھ ماہ کی حاملہ تھی اور

اب تو بہت ہی مشکل ہو گیا تھا۔وہ زیادہ دیر چل نہیں سکتی تھی، کھڑی نہیں رہ سکتی تھی، بیٹھ نہیں سکتی تھی، لیٹ نہیں سکتی تھی۔بہت مشکل تھا، بہت زیادہ!

اس نے یونی ورسٹی سے بھی چھٹیاں لے لی تھیں۔دن کا زیادہ وقت کتابیں پڑھتے گزار دیتی یا بیٹی سے باتیں کرتی رہتی۔۔۔جن میں زیادہ تر اس کی شکایتیں ہی ہوا کرتی تھیں۔

"بے بی! آپ کی وجہ سے ماما ٹھیک سے سو بھی نہیں پاتیں۔۔۔کچھ تو خیال کیا کریں؟" وہ جب وقت بے وقت ہاتھ پاؤں چلا کر اسے جگا دیتی تھی تو کائنات کا یہی مخصوص جملہ ہوا کرتا تھا۔خیام سنتا اور مسکرا دیتا۔

"صرف ایک مہینا اور گزار لو میری کائنات؟ آئی پرامس اس کے بعد مشی کی رات کی ڈیوٹی میری۔" بیٹی کے نام پر بھی ان کی بہتیری تکرار ہوئی تھی لیکن پھر ایک ایسا نام مل ہی گیا تھا جس پر ان دونوں کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔مشکوٰۃ خیام شاہ۔

وہ اس وقت بھی کروٹ پر کروٹ بدل رہی تھی جب اس کا فون بجنے لگا۔کائنات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے فون پکڑا اور انجان نمبر کو دیکھنے لگی۔ نمبر پاکستانی تھا لیکن اس وقت پاکستان میں رات کے گیارہ، ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ اللہ خیر کرے!

اس نے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

"السلام علیکم کائنات آپی؟" کانپتی ہوئی چھوٹی سی آواز سن کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

"وعلیکم السلام جی آپ کون؟" اس نے حیرت سے استفسار کیا۔

"میں ہوں کائنات آپی، بیلا۔ نہیں رابیل مطیع۔۔۔ بلکہ نہیں، رابیل زابر مطیع!"

کائنات اب سمجھی تھی۔ اس کی آواز خوشی اور جوش کی زیادتی سے کانپ رہی تھی۔

"کیسی ہو بیلا؟" اس نے اوپر کھسکتے ہوئے بستر کے ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائی۔

"وہ سب چھوڑیں کائنات آپی! میں زاہر حسن کی بیوی ہوں۔۔۔ ہمارا نکاح ہو چکا ہے۔ آئی اسٹل کانٹ بلیواٹ کہ مجھے میری محبت مل گئی ہے!" بات مکمل ہونے

تک اس کی آواز خاصی بلند ہو چکی تھی۔کائنات نے اس کے پاگل پن پر دھیمے سے ہنستے ہوئے فون کان سے تھوڑا دور ہٹایا۔وہ جانتی تھی۔ان کی شادی کی تاریخ طے ہوتے ہی نیہا داور مطیع نے اسے آگاہ کر دیا تھا لیکن تقریب آج کے دن تھی یہ بات بھول چکی تھی۔اس نے فون کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا ورنہ اسے یقین تھا کہ نیہا کی طرف سے

تصاویر آچکی ہوں گی۔رابیل اور زابر کی شادی ممکن بھی نیہا اور زینب حسن (زابر کی والدہ) کی کوششوں سے ہوئی تھی۔یہ کہانی کسی اور وقت کے لیے سہی!

"بہت مبارک ہو بیلا۔اللہ تمہیں زندگی کی ساری خوشیوں سے نوازے۔آمین!"

"آمین یہ صرف آپ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے آپی۔اگر آپ زابر کو میرے لیے نہ چھوڑتیں تو میں یہ خوشی کبھی نہ منا رہی ہوتی۔۔۔آئی او یو بگ ون! تھینک یو سو مچ آپی۔" وہ خوشی خوشی وقت اور جگہ کی تمیز بھلائے فون میں مگن کہہ رہی تھی اور زابر حسن دہلیز پر ششدر سا کھڑا سن رہا تھا۔اس پر جیسے کسی نے برفیلا پانی گرا دیا

تھا۔ سانس تک سینے میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔

رابیل، زابر حسن کی سیج سجائے بیٹھی اس کی سابقہ محبت سے اپنی خوشی بانٹ رہی تھی۔ نہیں! بلکہ اپنے ہاتھوں سے اپنی خوشی برباد کر رہی تھی کتنی نادان تھی وہ۔۔۔ کم عمری میں ہی کسی اور سے محبت میں مبتلا شخص کے خواب سجانے والی پھر اس خواب کی خوب صورت تعبیر کو اپنے ہی ہاتھ سے بدنما کرنے والی۔ محبوب کو پا لینے کے بعد اسے خود سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بدگمان کرنے والی!

رابیل مطیع اپنے نقصان سے انجان زابر حسن کی سماعتوں پر مزید گولہ باری کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سچ بات ہے آپی! اگر آپ اسے نہ چھوڑتیں تو میں بے موت ہی ماری جاتی۔" وہ اس کی کتنی شکر گزار تھی لفظوں میں شاید بیان نہ کر پاتی۔ وہ جانتی نہیں تھی لیکن وہ اب بھی بے موت ہی ماری جانے والی تھی۔

کائنات نے کچھ دیر اس سے بات کرنے کے بعد فون رکھ دیا تھا۔ وہ اس کے لیے

خوش تھی اور ان دونوں کی خوش گوار ازدواجی زندگی کے لیے دعا گو بھی۔ وہ الگ بات ہے کہ رابیل نے کوئی دعا قبولیت کے لائق چھوڑی نہیں تھی!

وہ فون واپس رکھتی خیام کی تلاش میں اٹھ گئی۔ کتنی دقتوں سے اٹھی تھی یہ تو وہی جانتی تھی۔

☆..........☆

کچھ عرصہ بعد۔۔۔

بچوں کی کھلکھلاہٹیں کھلی کھڑکی سے اس کی سماعت تک پہنچ رہی تھیں۔ اس کے لب خود بخود ہی مسکرائے۔

"کس بات پر اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے؟" خیام کمرے میں داخل ہوتا بولا تھا۔

کائنات نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ قلموں کے سفید بال اور چند ایک جھریوں نے اس کے ماتھے پر ناسمجھی کے بل ڈال دیے تھے۔

"یہ تم اتنے بوڑھے کیوں لگ رہے ہو؟" اسی اچنبھے سے سوال کیا گیا۔

"کیا مطلب؟اب ساٹھ کا ہو کر بھی بوڑھا نہیں لگوں گا تو کیا ٹام کروز لگوں گا؟" وہ اس کے سامنے بیٹھا اور خفگی سے بولا۔

"کیا مطلب؟ٹام کروز ابھی تک زندہ ہے؟" کیسی لایعنی سی بحث تھی۔

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا؟خیر۔۔۔تمہارا بھی قصور نہیں ہے عمر کا تقاضا ہے۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"میں ساڑھے پچیس سے ایک دن زیادہ کی نہیں ہوں۔تم اپنی بات کرو ضعیف آدمی!"

خیام نے اونچا سا قہقہہ لگایا۔

"غلط فہمی کی دکان۔"اس نے تبصرہ کیا اور جیب سے موبائل نکال کر کائنات کے سامنے کیا۔

اس پر فرنٹ کیمرہ کھلا تھا جس میں خود کو دیکھ کر کائنات کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

"یہ کب ہوا؟میں اتنی جلدی بوڑھی کیسے ہو گئی؟" وہ رخسار بے یقینی سے تھپتھپا

www.novelsclubb.com

رہی تھی۔خیام نے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا۔

"موت کا فرشتہ دروازے پر کھڑا ہے اور یہ خاتون پوچھ رہی ہے کہ میں اتنی جلدی بوڑھی کیسے ہو گئی؟" اس نے حسب عادت بے تکی ہی کہی تھی۔

"تو تم کھولو نادروازہ۔مجھے یقین ہے تمہارے لیے ہی آیا ہو گا۔" وہ تڑخ کر بولی۔

"فکر مت کرو! اگر تمہارے لیے بھی آیا ہو گا تو مجھے لیے بغیر نہیں جاسکے گا۔" اس نے عام سے انداز میں کہا تھا لیکن کائنات فوراً آنکھوں میں پانی سمیٹ لائی تھی۔

"سچ کہہ رہے ہو؟ اتنا پیار کرتے ہو مجھ سے کہ میرے بغیر جینا بھی منظور نہیں تمہیں؟"

www.novelsclubb.com

"تمہارے بعد کس کو ستاؤں گا؟ بس اسی لیے کہہ رہا تھا۔" اس نے ہلکے سے شانے اچکائے اور کائنات نے آس پاس نظر دوڑائی۔تپائی پر شیشے کا گلدان رکھا تھا۔اور اس سے پہلے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق گلدان خیام کے سر پر پھوڑتی، بے بی مانیٹر سے مشکوۃ کے رونے کی آواز نے اس کی نیند توڑ دی تھی۔اسے ماحول سے

مانوس ہونے میں چند لمحے لگے۔ پھر گہری سانس لے کر سائیڈ ٹیبل سے مانیٹر اٹھا کر خیام کے منہ پر رکھا۔

"آج تمہاری باری ہے۔" وہ بڑبڑائی اور واپس نیند میں چلی گئی۔ وہ ڈھیٹوں کی طرح پڑا رہا تھا۔ مشی کے چلانے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ اب کی بار کائنات کی حسیات جاگیں تو اسے خواب کا کچھ کچھ حصہ یاد تھا اور اس کے ٹوٹنے سے پہلے کی اپنی کیفیت بھی۔ اس نے اندھیرے

میں خیام کو گھورتے رہنے کے بعد دو، تین دفعہ ٹانگیں چلا کر اسے بستر سے نیچے گرا دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا زلزلہ آگیا ہے کیا؟" وہ ہڑبڑا کر اٹھتا بولا۔ اس نے جواب دیے بغیر ڈیوائس خیام کے منہ پر پھینکی اور کروٹ بدل کر لحاف سر کے اوپر تک تان لیا۔

دوبارہ اس کی آنکھ الارم کے بجنے پر کھلی تھی۔ وہ الارم بند کرتی آنکھیں مسلتی اٹھ بیٹھی۔ دوسری طرف کا بستر خالی تھا۔ کائنات بال کان کے پیچھے اڑستی اٹھی۔ پہلے

بستر بنایا پھر واش روم میں چلی گئی۔تازہ دم ہو کر باہر نکلی اور اپنے کمرے سے نکل کر سامنے والے میں گھس گئی۔خیام بے بی کارٹ سے ٹیک لگائے فرش پر سو رہا تھا۔مشی یقیناً اس کی گود میں سوئی تھی لیکن اب اس سے کچھ دور فرش پر الٹی لیٹی ٹیتھر چبا رہی تھی۔وہ ماں کو دیکھ کر کھلکھلائی تھی۔

''او میرا پیارا بے بی۔''کائنات اسے خود سے لپٹا کر بوسے لینے لگی۔پھر بے آرامی سے سوئے خیام کو دیکھا۔کمرے کے ایک کونے میں صوفہ رکھا تھا۔اسے وہاں سونا چاہیے تھا لیکن نہیں۔۔۔سوتے ہوئے بھی یہ بندہ اسے گلٹ ٹرپ پر بھیج رہا تھا۔

رات کے مناظر ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں

کے سامنے سے گزر گئے۔کائنات بیٹی کو لیے اٹھی اور صوفے سے چادر اٹھا کر اس پر ڈال دی۔

وہ پلٹی تو خیام بند آنکھوں کے ساتھ مبہم سا مسکرایا۔

اگلے آدھے گھنٹے تک وہ مشکوۃ کے کاموں میں لگی رہی۔دونوں ماں بیٹی خوشبوؤں

میں لپٹیں جب نیچے پہنچیں تب خیام میز پر ناشتہ لگا رہا تھا۔اس نے مشی کو اٹھالیا اور اس کی ماں کو نظرانداز کر دیا۔کائنات خاموشی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"تمہیں پتا بھی ہے تم نے کیا کیا ہے؟"کائنات میز پر سجے انگلش بریک فاسٹ سے پورا پورا انصاف کرتے بولی۔

"تمہارا شوہر ہونے کے علاوہ بھی میں نے کوئی جرم کیا ہے؟"اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ کائنات کی کسی بات کا جواب نہیں دے گا لیکن قسم بات ہے۔۔۔اتنا'خیام شاہ قسم کا جواب'وہ خود تک محدود نہیں رکھ سکتا تھا۔

"خیام۔"اس کے ہونٹوں پر شرمندہ سی مسکراہٹ تھی۔"وہ مجھے تم پر غصہ آگیا تھا۔مشی رو رہی تھی اور تم اٹھ نہیں رہے تھے اور اس سے پہلے میں شاید کوئی خواب بھی دیکھ رہی تھی جس میں تم حسب عادت بکواس کر رہے تھے۔آئی مین۔۔۔خواب میں تو اصلی پر سنیلیٹی کا ظاہر ہونا کوئی شرط نہیں ہے نا؟"اس نے وضاحت پیش کی۔

"پتا چل گیا میرا نیا جرم۔۔۔میں آپ کے خواب میں اپنے اصلی روپ میں کیوں آیا۔واقعی بہت بڑی گستاخی ہے بلکہ گناہ ہے۔"گناہ کی 'ہ' کو بڑا واضح طور پر ادا کیا گیا تھا۔

"ابھی پتا چل جاتا ہے کہ وہ تمہارا اصلی روپ تھا یا نہیں۔"کائنات نے آنکھیں اسکیڑے چند لمحے ذہن پر زور ڈال کر خواب کو اس کی تمام جزئیات سمیت سوچا۔ سارا نہ صحیح لیکن اسے ایک بڑا حصہ یاد تھا۔

"کس طرح؟" وہ مشکوٰۃ کا چہرہ صاف کرتا اس کی طرف پلٹا۔مشی اس کی گود میں بیٹھی ہاتھ اٹھائے اس کا چہرہ، گردن، کوٹ، ٹائی سب کچھ نوچ رہی تھی اور اپنی زبان میں کچھ کہہ بھی رہی تھی۔

"سوچ سمجھ کر جواب دینا۔"کائنات کی تنبیہ پر اس نے سر ہلایا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ہم دونوں میں سے پہلے کون مرے گا؟"

خیام یقیناً سوال کے واحیات ہونے پر اعتراض کرنا چاہتا تھا لیکن وہ فوراً ہی بول

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اٹھی۔

”کبھی نہ کبھی تو آنی ہی ہے نا۔ تو فرض کرو کہ وہ وقت آ گیا ہے۔ اب بتاؤ۔۔۔ تم یا میں؟“ وہ بٹر نائف ہلکی ہلکی اپنی کافی کے کپ پر بجا رہی تھی۔ ایک تو فضول قسم کا سوال پھر اس سے زیادہ فضول ٹک ٹک کی آواز۔

”میں۔ میں صرف تمہیں چڑانے کے لیے 'تم' کہہ دیتا لیکن یقین کروا میجن کرتے ہوئے بھی مجھے پینک اٹیک سا آتا محسوس ہو رہا ہے۔ اس لیے کائنات عالم یہ پہلی اور آخری دفعہ تھا۔۔۔ آئندہ مجھ سے یہ فضول سوال مت کرنا۔“ وہ سانس لینے کو رکا۔ مشی بھی گول مٹول چہرہ اٹھائے باپ کی سنجیدہ شکل دیکھ رہی تھی۔

”وہ تم ہی تھے۔“ کائنات نے نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ تصدیق کی مہر ثبت کی۔

”میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں لیکن تم مجھے دوبارہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہو۔“ وہ مشی کو لیے اٹھا اور اس کی کرسی کی پشت تک آیا۔

”تم بہت بری ہو کائنات عالم۔“ جھک کر اس کے مہکتے بالوں پر بوسہ دیا۔ اس نے

دلکشی سے ہنستے ہوئے چہرہ اٹھایا۔

"اور تم دنیا کے پیارے ترین انسان ہو۔شاید میں نے بھی کبھی ذکر کیا ہو؟"

"کبھی نہیں۔" وہ اس کی ناک سے ناک رگڑتا بولا۔ "لیکن کرتی رہا کرو۔۔۔اچھا لگتا ہے۔"

مشکوٰۃ کی کلکاری فضا میں گونجی۔ان کی ایک دوسرے کے لیے محبت تو وہاں رچ بس گئی تھی۔کھلی کھڑکی سے سورج کی کرنیں اندر آتیں کینوس کے خوب صورت رنگوں کو اجلا اجلا نکھار بخش رہی تھیں جس میں وہ تینوں اپنی دنیا میں مگن و مسرور تھے۔

☆..........☆

ختم شد۔

www.novelsclubb.com